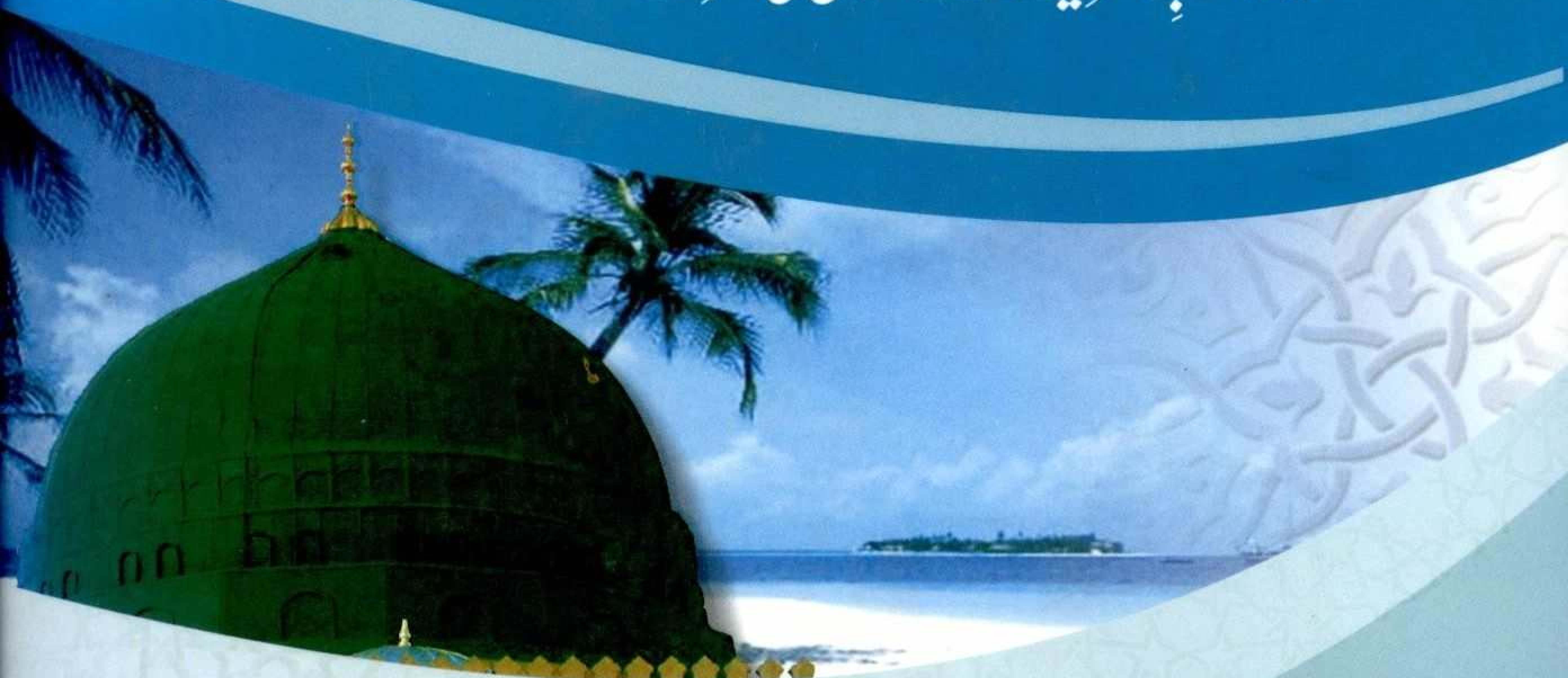
دس عربی قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر طبع کیے جانے والے نسخہ کا مکمل اردو ترجمہ مع تخریج پہلی بار

اردو ترجمہ

دلائل النبوۃ

اور صاحبِ شریعت ﷺ کے احوال کی معرفت



تصنیف: امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی رحمہ اللہ

ترجمہ: مولانا محمد اسماعیل الجاروی

دار الاشاعت

اردو بازار ○ ایم اے جناح روڈ ○ کراچی پاکستان فون: 2631861

دلائل النبوة

دس عربی قلمی نسخوں کو سامنے رکھ کر طبع کئے جانے والے نسخہ کا مکمل اردو ترجمہ مع تخریج پہلی بار

اردو ترجمہ

دلائل النبوۃ

اور صاحبِ شریعت ﷺ کے احوال کی معرفت

جلد ۲

حصہ سوم، چہارم، پنجم

تصنیف: امام ابی بکر احمد بن الحسین البیہقی

ترجمہ: مولانا محمد اسماعیل الجاروی

دارالاشاعت اردو بازار ایم اے جناح روڈ کراچی پاکستان 2213768

باہتمام : خلیل اشرف عثمانی
طباعت : مئی ۲۰۰۹ء شمی گرافکس
ضخامت : 806 صفحات

قارئین سے گزارش

اپنی حتی الوسع کوشش کی جاتی ہے کہ پروف ریڈنگ معیاری ہو۔ الحمدللہ اس بات کی نگرانی کے لئے ادارہ میں مستقل ایک عالم موجود رہتے ہیں۔ پھر بھی کوئی غلطی نظر آئے تو ازراہ کرم مطلع فرما کر ممنون فرمائیں تاکہ آئندہ اشاعت میں درست ہو سکے۔ جزاک اللہ

www.ahlehaq.org

……… ملنے کے پتے ………

ادارۃ المعارف جامعہ دارالعلوم کراچی
بیت القرآن اردو بازار کراچی
بیت القلم مقابل اشرف المدارس گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی
مکتبہ اسلامیہ امین پور بازار۔ فیصل آباد
مکتبۃ المعارف محلہ جنگی۔ پشاور

ادارہ اسلامیات ۱۹۰۔ انارکلی لاہور
بیت العلوم 20 نابھہ روڈ لاہور
یونیورسٹی بک ایجنسی خیبر بازار پشاور
مکتبہ اسلامیہ گامی اڈا۔ ایبٹ آباد
کتب خانہ رشیدیہ۔ مدینہ مارکیٹ راجہ بازار راولپنڈی

انگلینڈ میں ملنے کے پتے

Azhar Academy Ltd.
54-68 Little Ilford Lane
Manor Park, London E12 5Qa
Tel : 020 8911 9797

Islamic Books Centre
119-121, Halli Well Road
Bolton BL 3NE, U.K.

امریکہ میں ملنے کے پتے

MADRASAH ISLAMIAH BOOK STORE
6665 BINTLIFF, HOUSTON,
TX-77074, U.S.A.

DARUL-ULOOM AL-MADANIA
182 SOBIESKI STREET,
BUFFALO, NY 14212, U.S.A

فہرست دلائل نبوت ۔ جلد سوم

☆☆☆

فہرست عنوانات ـ جلد چہارم

☆☆☆

فہرست عنوانات۔ جلد پنجم

☆☆☆

باب ۱

غزوات رسول جن میں آپ ﷺ بنفس نفیس شریک رہے

اورآپ کے سَرَایَا بطریق اختصار (بغیر تفصیل)

کیونکہ اس کتاب کی تصنیف کا مقصد غزوات کی تفصیل پیش کرنا نہیں ہے بلکہ اس کتاب کا مقصد تصنیف آپ کی نبوت کے صحیح ہونے کی بابت دلائل کا بیان ہے۔ اور آپ کی رسالت میں سچائی کا اعلان و اظہار ہے۔ اور آپ کے ایام غزوات میں جو اللہ کی نصرت ظاہر ہوتی رہی مسلمانوں (یعنی آپ کے دین کے پیروکاروں کے لئے) اس کا بیان ہے۔ اور اسی بات کا بیان مقصود ہے کہ اللہ نے آیت استخلاف میں حضور ﷺ کے پیروکاروں سے جو وعدہ فرمایا تھا اللہ نے وہ پورا کر دکھایا تھا۔

آیت استخلاف اور اصحاب رسول کے ساتھ کیا گیا عہد

وعد اللّٰہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضیٰ لھم ولیبد لنھم من بعد خوفھم امنا یعبدو ننی لا یشرکون بی شیئا ومن کفر بعد ذلک فاولٓئک ھم الفاسقون ۔ (سورۃالنور : آیت ۵۵)

اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں سے وعدہ فرمایا تم میں سے جو ایمان لائے اور عمل صالح کئے کہ وہ ان کو زمین پر ضرور خلافت (مستحکم نظام حکومت) عطا کرے گا، جیسے اس نے ان سے پہلے لوگوں کو عطا کیا تھا۔ اور ان کے دین کو ضرور غلبہ عطا کرے گا جس دین کو اس نے ان کے لئے پسند فرمایا ہے اور خوف کے بعد ان کو امن عطا کرے گا وہ محض میری ہی عبادت کریں گے، میرے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ جو شخص اس کے بعد بھی کفر کرے گا وہی لوگ فاسق ہوں گے۔

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی محمد بن صالح بن ھانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوسعید محمد بن شاذان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سعید دارمی نے، ان کو علی بن حسین واقد نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے ربیع بن انس سے، اس نے ابوالعالیہ سے، اس نے اُبی بن کعب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب مدینے میں آگئے اور انصار نے ان کو ٹھکانہ دے دیا تو عرب (آرام سے نہیں بیٹھ گئے تھے حضور ﷺ کے اور صحابہ کے مکہ چھوڑنے کے بعد) بلکہ انہوں نے یعنی عرب (مہاجرین وانصار کو) ایک ہی کمان سے تیر مارے۔ لہٰذا انصار ابھی بے فکر ہو کر نہیں بیٹھ گئے تھے۔ حضور ﷺ کو صحابہ کو بلا کر اور اپنے پاس ٹھہرا کر بلکہ) وہ بھی مسلح ہو کر رات کو سوتے اور صبح مسلح ہو کر اُٹھتے۔ گویا وہ رات دن ان کی حفاظت کے لئے تیار اور مسلح رہتے تھے۔

انصار نے کہا تھا (اہل عرب سے) کہ شاید تم لوگ یہ سمجھتے ہو کہ ہم راتوں کو بے فکر سوتے ہیں (یعنی لمبی تان کر آرام کے ساتھ) اور بس ہم اللہ سے ڈرتے ہیں؟ (یعنی اپنے دشمن اور حریف سے بے خبر رہتے ہیں) تو سنو! ایسی بات نہیں ہے۔ ہم بھی تلواروں کی جھنکار میں پل کر جوان ہوئے ہیں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری جو اُوپر گزر چکی ہے۔

وعداللّٰه الذين اٰمنوا منكم .... الخ

کہ اللہ تعالیٰ نے تم ہی سے ان لوگوں سے عہد کیا ہے جو ایمان وعمل صالح سے آراستہ ہیں کہ ان کی دھرتی پر مستحکم نظام حکومت عطا کیا جائے گا، نظام خلافت تمہارے سپرد کیا جائے گا، ایسا مستحکم نظام کہ جس کے کسی زاویے میں اضطراب وبحران نہیں ہوگا۔ جیسے پہلے داؤد وسلیمان کو مستحکم حکومتیں دی گئی تھیں اور تمہاری زندگی کا ہر جلی خفی خوف ختم ہوجائے گا اور تمکین دین بھی ہوگی کہ چہار دانگ عالم میں میری ہی عبادت ہورہی ہوگی اور شرک نہیں رہے گا۔

اُبی بن کعب نے یہ آیت فاسقون تک پڑھ کر سُنائی تھی۔

فائدہ : اس آیت میں رسول اللہ ﷺ کی نبوت ورسالت کی دلیل ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ نے اس وعدے کو پورا فرمایا تھا۔

فائدہ : اصحاب سیر اور رواۃ کی اصطلاح میں ''غزوہ'' وہ جنگ کہلاتی ہے جس میں رسول اللہ بذاتِ خود شریک ہوئے ہیں اور جس میں آپ خود نہ گئے ہوں بلکہ صحابہ کرام کو روانہ کردیا ہو اس کو ''بعث'' اور سریہ، سرایا کہتے ہیں

غزوات رسول ﷺ کی تعداد

غزوات کی تعداد ستائیس ہے جن میں رسول اللہ ﷺ بنفسہ خود شریک ہوئے۔ ان ستائیس میں سے نو (۹) غزوات میں آپ نے خود تلوار چلائی اور قتال کیا۔

جن غزوات میں رسول اللہ ﷺ نے خود قتال کیا

۱۔	غزوۂ بدر	جنگ بدر
۲۔	غزوۂ اُحد	جنگ اُحد
۳۔	غزوۂ مُریسیع	جنگ بنوالمصطلق
۴۔	غزوۂ خندق	جنگ خندق
۵۔	غزوۂ قریظہ	جنگ قریظہ
۶۔	غزوۂ خیبر	جنگ خیبر
۷۔	فتح مکہ	-
۸۔	غزوۂ حُنین	جنگ حنین
۹۔	غزوۂ طائف	جنگ طائف

بَعُوث اور سَرایا کی تعداد

(۱) بعث اور سریہ۔ (بعُوث اور سرایا) کی تعداد سینتالیس (۴۷) ہے۔

(۲) دوسرے قول کے مطابق تعداد ساٹھ (۶۰) ہے۔

بالترتیب غزوات کے نام :

۱۔	غزوۂ ابْوآء	اسی کوغزوۂ وِدّان بھی کہتے ہیں۔	(اس کے بعد)
۲۔	غزوۂ بواط		(اس کے بعد)
۳۔	غزوۂ سفوان	اسی کوغزوۂ بدر اولیٰ کہتے ہیں۔ یہ کرز بن جابر کی تلاش میں وتعاقب میں تھا۔	(اس کے بعد)
۴۔	غزوۂ العُشیرہ		(اس کے بعد)
۵۔	غزوۂ بدر کُبریٰ		(اس کے بعد)
۶۔	غزوۂ بنو سُلیم	(مقام کدر) میں۔اسی کو قرقرۃ الکدر کہتے ہیں۔	(اس کے بعد)
۷۔	غزوۂ سُویق		(اس کے بعد)
۸۔	غزوۂ غطفان	اسی کوغزوہ ذی امر کہتے ہیں۔	(اس کے بعد)
۹۔	غزوۂ فرع	(بحران سے حجاز میں)	(اس کے بعد)
۱۰۔	غزوۂ بنو قینُقاعْ		(اس کے بعد)
۱۱۔	غزوۂ اُحد		(اس کے بعد)
۱۲۔	غزوۂ حمرآء الاسد		(اس کے بعد)
۱۳۔	غزوۂ بنو نضیر		(اس کے بعد)
۱۴۔	غزوۂ بدر الاخیرہ	اسی کوغزوہ بدر الموعد کہتے ہیں۔	(اس کے بعد)
۱۵۔	غزوۂ دومۃ الجندل	(اس کے بعد)	
۱۶۔	غزوۂ بنو مصطلق	اسی کوغزوہ مُرَیسیع کہتے ہیں۔	(اس کے بعد)
۱۷۔	غزوۂ خندق		(اس کے بعد)
۱۸۔	غزوۂ بنو قریظہ		(اس کے بعد)
۱۹۔	غزوۂ بنو لحیان		(اس کے بعد)
۲۰۔	غزوۂ حُدیبیہ		(اس کے بعد)
۲۱۔	غزوۂ ذی قرد		(اس کے بعد)
۲۲۔	غزوۂ خیبر		(اس کے بعد)
۲۳۔	غزوۂ ذات الرقاع	اسی کوغزوہ محارب یا غزوہ بنو ثعلبہ کہتے ہیں۔	(اس کے بعد)
۲۴۔	غزوۂ عمرۃ القضاء		(اس کے بعد)
۲۵۔	غزوۂ فتح مکہ		(اس کے بعد)
۲۶۔	غزوۂ حُنین	جنگ حنین	(اس کے بعد)
۲۷۔	غزوہ طائف		(اس کے بعد)
۲۸۔	غزوۂ تبوک	جنگ تبوک	

فائدہ : بعض محدثین کے نزدیک اس ترتیب میں تقدیم وتاخیر بھی ہے۔

فائدہ : مؤرخ ابن اسحاق، ابن سعد، ابن حزم، ابن اثیر کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے نوغزوات میں قتال کیا تھا۔ بدر، احد، خندق، قریظہ، مصطلق، خیبر، فتح مکہ، حنین اور طائف۔

فائدہ : دوسرے قول کے مطابق بنونضیر، وادی قریٰ، غابہ میں بھی آپ نے قتال کیا تھا۔

ابن عقبہ کا قول ہے کہ آٹھ مقامات پر آپ ﷺ نے قتال کیا۔ اس نے قریظہ کو خندق کے ساتھ لاحق مانا کیونکہ یہ ان کے پیچھے تھا۔ اور دوسروں نے اس کو الگ مانا ہے کیونکہ یہ احزاب کی شکست کے بعد علیحدہ واقع ہوا تھا۔ اسی طرح بعض نے ایک دوسرے کے پیچھے ہونے کی وجہ سے طائف اور حنین کو ایک شمار کیا ہے۔

فائدہ : خطیب بغدادی نے جامع میں ابن عساکر نے اپنی تاریخ میں زین العابدین علی بن حسین ؓ سے نقل کیا ہے وہ فرماتے ہیں :

کنا نعلم مغازی رسول اللہ کما نعلم السورة من القران

کہ ہم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کے غزوات ایسے پڑھائے جاتے تھے جیسے قرآن کی سورۃ پڑھائی جاتی ہے۔

فائدہ : اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابووقاص زہری مدنی کہتے ہیں کہ ہمارے باپ ہمیں رسول اللہ ﷺ کے مغازی کی تعلیم دیتے تھے۔ ان کو ہم سے شمار کرواتے تھے اسی طرح آپ کے سرایا بھی۔ اور وہ کہتے تھے اے بیٹے! یہ تمہارے آباء کا شرف ہے اس کے ذکر کو ضائع نہ کرنا۔

فائدہ : خطیب اور ابن عساکر نے زہری سے روایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ مغازی کے جاننے میں دنیا اور آخرت کی بھلائی ہے۔

ملخصا من تحشية
دکتور عبد المعطی قلعجی

باب ۲

رسول اللہ ﷺ نے اپنے چچا حمزہ بن عبد المطلب کو اور عبید بن حارث کو اور سعد بن ابووقاص کو (جہاد کے لئے) روانہ کیا تھا اور غزوۂ ابواء یہی ودّان ہے۔ اور غزوۂ بواط یہی رضوی ہے اور غزوۂ العشیرۃ اور بدر اولیٰ

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعلاثہ نے محمد بن عمرو بن خالد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے ان کو حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ ابن

عتاب نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو اسماعیل بن ابو اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے۔

وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے بھیجا حمزہ کو تیس سواروں کی جماعت دے کر۔ یہ پہلی "بَعث" تھی یعنی پہلی جماعت جو بھیجی گئی۔ یہ لوگ چلتے رہے یہاں تک کہ یہ مقام سیف البحر میں پہنچے ارض جھینہ میں۔ یہ لوگ ابو جھل بن ہشام سے ملے جو ایک سو تیس مشرکین کے ساتھ تھا۔ چنانچہ ان کے درمیان مجشی بن عمرو جھنی رکاوٹ بن گیا اس لئے کہ مجشی اور اس کا گروہ دونوں طرف کے فریقوں کا حلیف تھا۔ لہٰذا کسی نے بھی اس کی نافرمانی نہ کی۔ اور دونوں گروہ اپنے اپنے شہروں کی طرف واپس لوٹ آئے اور ان کے درمیان قتال نہیں ہوا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کچھ عرصے ٹھہرے رہے پھر غزوہ کیا۔ پہلا غزوہ جس میں آپ ﷺ نے جہاد کیا تھا یہ صفر کے مہینے میں تھا۔ مدینے میں حضور ﷺ کی آمد کے بارہ ماہ پورے ہونے پر۔ یہاں تک کہ آپ ﷺ مقام ابواء میں پہنچ گئے تھے۔

(ابوآء ایک بستی تھی اعمال فرع میں سے مدینے سے۔ اس کے اور جحفہ کے درمیان مدینہ سے تیئس میل پر۔ اور کہتے ہیں کہ ابوآء ایک پہاڑ ہے مقام آرہ کے دائیں طرف۔ اور یمین سے مراد مدینے سے مکے کی طرف بالائی راستہ ہے وہاں ایک شہر ہے جو اسی پہاڑ کی طرف منسوب ہے۔ اور اسی مقام ابوآء میں حضور ﷺ کی والدہ آمنہ بنت وہب کی قبر ہے)۔ مگر حضور ﷺ واپس آ گئے۔ پھر آپ ﷺ نے مہاجرین اولین میں ساٹھ آدمی بھیجے اس غزوہ میں۔ انصار میں سے کوئی ایک آدمی بھی نہیں تھا۔ حضور ﷺ نے ان ساٹھ افراد پر عبیدہ بن حارث بن مطلب کو امیر مقرر کیا تھا۔ وہاں یہ لوگ مشرکین کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ ٹکرائے تھے ایک مشہور پانی کے گھاٹ پر، جس کو رابغ کے نام سے پکارا جاتا تھا۔ سب نے تیروں بھالوں کی بارش کر دی مسلمان سمٹ گئے تھے۔ ان کے حمایتی تھے جو اُن کی طرف سے لڑتے رہے یہاں تک کہ ثنیۃ اعزہ میں اُتر گئے تھے۔

اور سعد بن ابو وقاص اپنے اصحاب کی طرف سے تیر چلاتے رہے اس کے بعد بعض بعض سے ہٹ گئے تھے۔ اور پہلا شخص جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا تھا وہ سعد بن ابو وقاص تھے۔ اور یہی وہ پہلا دن تھا جس دن مسلمان اور مشرکین قتال میں باہم مقابل ہوئے تھے۔ اور عقبہ بن غزوان اور مقداد بن اسود اسی دن بھاگ کر مسلمانوں کی طرف آ گئے تھے۔ اس سے قبل وہ قریش کی قید میں محبوس تھے جو کہ اس قبل مسلمان ہو چکے تھے۔ مشرکین کے ساتھ مل کر چلے آئے تھے موقع پا کر دونوں نکل کر عبیدہ (امیر لشکر کے) اور اس کے اصحاب کے پاس آ گئے تھے۔ یہ الفاظ موسیٰ بن عقبہ کی روایت کے ہیں۔ (الدرر ص ۹۶۔ سیرۃ ابن ہشام ۲۲۴/۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۲۴۳/۳)

اور عروہ بن زبیر کی حدیث میں کہ ان کو ابو جہل بن ہشام تین سواروں کے ساتھ ملے تھے۔ اور کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ گیارہ مہینے ٹھہرے رہے تھے۔ اس کے بعد صفر کے مہینے میں نکلے تھے حتیٰ کہ مقام ابواء میں پہنچے۔ اور باقی گذشتہ روایت کے مفہوم کے مطابق ہے۔

حضرت حمزہ کو جہاد کے لئے روانہ کرنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ بے شک رسول اللہ ﷺ جنگ کرنے کے لئے تیار ہو گئے تھے۔ آپ اس چیز میں کوشاں تھے جس کا اللہ نے حکم دیا تھا یعنی اللہ کے دشمنوں کے ساتھ جہاد کرنے کا اور ان سے قتال کرنے کا مشرکین سے جو لوگ آپ کے قریب تھے۔ حضور مدینے میں آئے تھے ماہ ربیع الاول میں جب اس کی بارہ راتیں گزر چکی تھیں پھر آپ مدینے گیارہ ماہ تک قیام پذیر رہے۔ اس کے بعد آپ جہاد کرنے کے لئے نکل گئے حتیٰ کہ مقام وڈان میں پہنچے (یہ بستی جو مکے اور مدینے کے درمیان جامع ہے نواحی ضرغ میں اس کے اور ھرشی کے درمیان چھ میل کا فاصلہ ہے۔ ھرشی اور ابوآء کے درمیان آٹھ میل کا فاصلہ ہے وڈان جحفہ کے

قریب ہے)۔آپ ودّان میں اس لئے گئے کہ قریش کا ارادہ رکھتے تھے اور بنوضمرہ بن بکر بن عبد مناف بن کنانہ کا۔یہی غزوہ ابواءکہلاتا ہے۔ اس مقام میں آپ کو واپس کروایا تھا،بنوضمرہ نے جس نے واپس کروایا تھا وہ ان کا سردار تھا۔اس زمانے میں مخشی بن عمرو کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس لوٹ آئے وہاں آپ کو جنگ کا سابقہ نہیں پڑا،نہ آپ نے کسی سے ازخود تعرض کیا نہ کوئی قتال کے لئے نکلا۔ آپ صفر کا بقیہ مہینہ وہاں رہے اور ربیع الاول کے ابتدائی ایام۔

آپ نے اپنی جگہ عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب کو بھیجا مہاجرین کے ساٹھ سواروں کے ساتھ۔ان میں انصاری کوئی ایک بھی نہیں تھا اور یہی وہ پہلا جھنڈا تھا جو رسول اللہ ﷺ نے باندھا تھا اور حضور نے اپنے اسی مقام پر بھیجا تھا حمزہ بن عبدالمطلب کو سیف البحر کی طرف العیص کے کونے کی طرف سے مہاجرین کے تیس سواروں کے ساتھ،ان میں انصاری ایک بھی نہیں تھا۔لہٰذا عبیدہ بن حارث اور مشرکین مقام ثنیۃ المرّہ ایک پانی کے گھاٹ پر باہم ملے،ان کے درمیان تیراندازی ہوئی تھی،ان دونوں مشرکین پر ابوسفیان بن حرب مقرر تھے۔اور پہلا شخص جس نے اللہ کی راہ میں تیر چلایا وہ سعد بن مالک ﷛ تھے۔لہٰذا مسلمان بعض بعض کی طرف بھاگ کر جانے لگے،اسی دن مقداد بن اسود اور عتبہ بن غزوان بھی بھاگ کر مسلمانوں میں شامل ہو گئے تھے۔

بتایا کہ حمزہ بن عبدالمطلب تیس سواروں کو ساتھ لے کر ساحل سمندر کی طرف بڑھے تو ابوجہل بن ہشام تین سو سواروں کو لے کر ان سے ملے۔ دونوں کے درمیان مجدی بن عمرو جہنی آڑ اور رکاوٹ بن گئے اور دونوں فریقوں کی طرف سے حلیف مقرر تھے۔لہٰذا حمزہ واپس آ گئے اور ان کے درمیان قتال نہیں ہوا۔

لوگوں نے عبیدہ بن حارث اور حمزہ کے جھنڈے کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ حمزہ کا جھنڈا عبیدہ کے جھنڈے سے پہلے تھا اور بعض نے کہا کہ عبیدہ کا جھنڈا حمزہ سے پہلے تھا۔یہ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں کو اکٹھے روانہ کیا تھا۔لہٰذا یہ بات مسلمانوں سے مشکل ہو گئی (یا مل جل گئی)۔(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۲۸_۲۳۰)

بتایا کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ربیع الآخر میں جہاد کیا قریش کے ساتھ حتیٰ کہ آپ مقام بواط تک جا پہنچے رضویٰ کے کونے پر۔ اس کے بعد آپ واپس لوٹ آئے تھے اور کسی سے مقابلہ نہیں ہوا تھا۔(بواط پہاڑ ہے جھینہ کے پہاڑوں میں سے،ینبع کے قریب اور رضویٰ بھی ایک پہاڑ ہے ینبع سے ایک دن کے سفر کی مسافت پر اور مدینہ سے چار دن کی مسافت پر۔یہ پہاڑ شعبوں وادیوں، پانی اور درختوں سے آباد ہے۔

حضور ﷺ وہاں پر ربیع الآخر کا بقیہ حصہ ٹھہرے رہے اور کچھ حصہ جمادی اولیٰ کا بھی۔اس کے بعد آپ ﷺ نے غزوہ کیا مراد ہے قریش کے ساتھ۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ بنو دینار بن نجار کی سرنگ میں چلتے رہے حتیٰ کہ آپ مقام عشیرہ پر اُترے بطن ینبع میں۔لہٰذا آپ ﷺ جمادی اولیٰ میں وہاں رہے اور جمادی ثانیہ کی کچھ راتیں بھی اور وہاں پر آپ بنی مدلج اور بنوضمرہ میں سے ان کے حلیفوں سے وہ رخصت ہوئے۔
(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۳۳_۲۳۴)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ،مجھے حدیث بیان کی یزید بن محمد بن خثیم نے محمد بن کعب قرظی سے،وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابو محمد بن خثیم محاربی نے عمار بن یاسر سے،وہ کہتے ہیں کہ میں اور علی بن ابوطالب دونوں غزوہ ذا العشیر میں رفیق اور ساتھی تھے بطن وادی ینبع میں۔ جب رسول اللہ ﷺ اس وادی میں اُترے تو آپ ایک مہینہ تک وہاں مقیم رہے۔آپ نے اس میں صلح کر لی بنو مدلج سے اور ان کے حلیفوں سے بنی ضمرہ میں سے ان کے ساتھ آپ ﷺ نے معاہدہ کر لیا۔

چنانچہ علی بن ابوطالب ﷛ نے مجھ سے کہا،کیا آپ یہ چاہتے ہیں گے اے ابوالیقظان! کہ ہم لوگ ان لوگوں کے پاس جائیں جو بنی مدلج کی جماعت میں یہ اپنے چشمے میں کام کرتے ہیں،ہم بھی دیکھیں کہ وہ لوگ کیسے کرتے ہیں؟ چنانچہ ہم لوگ ان کے پاس گئے۔ہم نے لحظہ بھر

ان کو دیکھا اس کے بعد ہمیں نیند نے تنگ کیا ہم لوگ کھجور کے بچوں کی طرف آئے نرم زمین پر اور ہم وہاں آکر سو گئے۔ اللہ کی قسم ہمیں نہ جگایا مگر رسول اللہ ﷺ نے اپنے پیر سے۔ ہم لوگ اُٹھ بیٹھے تو ہم نرم زمین کی وجہ سے خاک آلود ہو چکے تھے۔ اس دن رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی ﷺ سے کہا تھا اے ابوتراب! (مٹی والے مٹی لگائے ہوئے) ہم نے حضور ﷺ کو خبر دی کہ ہم نے بنومدلج کو دیکھا پھر نیند ہمارے اوپر غالب آگئی ہم یہاں آکر سو گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں سب لوگوں میں سے شقی ترین دو آدمیوں کے بارے میں نہ بتادوں؟ ہم نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ نے فرمایا کہ ایک تو قوم ثمود کا وہ شخص جس نے صالح علیہ السلام کی اُونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں اس کا نام اُحیمر تھا اور دوسرا وہ شخص جو آپ کو یہاں پر مارے گا اور حضور ﷺ نے اپنے سر پر ہاتھ رکھ لیا حتیٰ کہ اس سے یہ جگہ تر ہوگئی اور اپنا ہاتھ اپنی داڑھی پر رکھ لیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۳۶۔۲۳۷)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضور ﷺ مدینے میں زیادہ عرصہ نہیں ٹھہرے تھے۔ جب غزوہ ذوالعشیرہ سے واپس لوٹے تھے دس راتیں بھی شاید نہ ہوئی تھیں کہ آپ نے کرز بن جابر فہری نے لوٹ ڈالی تھی مدینے کے چرنے والے جانوروں پر۔ رسول اللہ ﷺ اس کی طلب میں نکلے تھے حتیٰ کہ آپ ایک وادی میں پہنچے اس کو سفوان کہتے تھے، یہ بدر کے کونے پر تھی یہی غزوہ بدر اولیٰ مقام تھا جو آپ سے نکل گیا تھا آپ نے اس کو نہیں پایا تھا، رسول اللہ ﷺ وادی میں لوٹ آئے تھے۔ آپ جمادی ثانیہ اور رجب، شعبان ٹھہرے۔ اس دوران آپ ﷺ نے آٹھ افراد کی جماعت سے سعد کو بھیجا تھا وہ واپس لوٹ آیا، وہ بھی کسی لڑنے والی جماعت سے نہ مل سکا یعنی کسی سے جنگ نہیں ہوئی۔
(سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۳۸)

اسلام میں پہلے امیر .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی سھل بن عثمان نے عسکری نے، ان کو یحییٰ بن ابوزائدہ نے، ان کو مجاہد نے زیاد بن علاقہ سے، اس نے سعد بن ابووقاص سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مدینے میں آئے ہمیں انہوں نے کچھ سواروں کے ساتھ بھیجا۔ ہم لوگ ایک سو بھی نہیں تھے اور ہمیں آپ ﷺ نے حکم دیا کہ ہم بنی کنانہ یا جہینہ کے ایک قبیلے پر غارت کریں، اچانک حملہ کریں۔ چنانچہ ہم نے ان پر غارت ڈالی وہ لوگ زیادہ تھے ہم لوگوں نے جہینہ کے لوگوں کی طرف پناہ لی۔ ہم لوگ رات کو گئے ان لوگوں نے ہم سے کہا کہ تم لوگ شہر الحرام میں کیوں قتال کر رہے ہو۔ ہم لوگوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ شہر الحرام میں ان لوگوں سے ڈر رہے ہیں جن لوگوں نے ہمیں بلد الحرام سے نکال دیا ہے۔ اس وقت مال غنیمت کا طریقہ یہ ہوتا تھا کہ جو چیز جو شخص حاصل کرلے گا وہ اسی کی ہوگی۔ ہم میں سے کچھ لوگوں نے کہا ہم چلتے ہیں ان قریش کے ماسوا پر اور ہم ان کو کاٹتے ہیں۔ مگر زیادہ لوگوں نے ہم میں سے کہا کہ نہیں بلکہ ہم اپنی اسی جگہ ٹھہریں گے۔ کہتے ہیں کہ میں اور میرے کچھ دیگر ساتھی تھے ہم لوگوں نے کہا کہ ہم نبی کریم ﷺ کے پاس چل کر ان کو خبر بتاتے ہیں۔ لہٰذا ہم لوگ گئے نبی کریم ﷺ کے پاس۔ حضور ﷺ غصے سے کھڑے ہوگئے۔ آپ ﷺ کا چہرہ سرخ ہو رہا تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم لوگ میرے ہاں سے متفق ہو کر گئے تھے اور واپس آئے ہو تو متفرق ہو چکے ہو۔ سنو تم سے پہلے لوگوں کو فرقت نے ہلاک کر دیا تھا۔ میں تمہارے اُوپر ایک آدمی کو مقرر کروں گا جو تم میں سے زیادہ اچھا نہیں ہوگا مگر تم سے زیادہ صابر ہوگا بھوک پیاس پر۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ہمارے اوپر عبداللہ بن جحش کو بھیجا وہ پہلے امیر تھے اسلام میں جن کو امیر مقرر کیا گیا تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن نے، ان کو احمد نے، ان کو محمد بن یونس نے، ان کو خرج بن عبید ازدی نے، ان کو حماد بن اسامہ نے، ان کو مجاہد بن سعید نے زیادہ بن علاقہ سے، اس نے قطبہ بن مالک سے، اس نے سعید بن ابووقاص سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں آئے۔ راوی نے اس کے بعد حدیث اپنے مفہوم کے ساتھ ذکر کی ہے مگر اس میں مال فئی کا یعنی غنیمت کا ذکر نہیں کیا۔ کہتے ہیں کہ کچھ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس لوٹ آئے اور میں کچھ لوگوں سمیت وہیں ٹھہر گیا تاکہ ہم غیر قریش پر قبضہ کریں۔ اور آگے اس نے حدیث ذکر کیا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۴۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ محمد بن احمد اصبہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمرو واقدی نے۔ انہوں نے کہا کہ پہلا جھنڈا جو رسول اللہ ﷺ نے باندھا تھا وہ حضرت حمزہ بن عبد المطلب کے لئے تھا ماہِ رمضان میں۔ حضور ﷺ کی ہجرت سے سات ماہ بعد وہ قریش کے ایک قافلے پر تعرض کرنے جا رہے تھے۔ (مغازی الواقدی ۱/۲)

کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے زید بن حارثہ کو بھی بھیجا تھا اور ابو رافع کو مکے کی طرف تاکہ وہ لوگ آپ ﷺ کی اہلیہ حضرت سودہ بنت زمعہ کو اور حضور ﷺ کی صاحبزادیوں کو مکے سے مدینے لے آئیں۔ یہ ہجرت کے پہلے سال کی بات ہے۔

اور واقدی نے ذکر کیا ہے کہ وہ جھنڈا جو رسول اللہ ﷺ سعد بن ابو وقاص کے لئے باندھا تھا وہ ذیعصروہ میں تھا ہجرت سے نو ماہ بعد۔ اور اس نے ذکر کیا ہے کہ حضور ﷺ نے ہجرت سے دوسرے سال جہاد کیا تھا انہی افراد کے ساتھ اپنے اصحاب میں سے۔ مقام رضوی تک مراد ہے کہ قریش کے قافلوں کے ساتھ تعرض کیا تھا جن کو امیہ بن خلف لا رہا تھا اور آپ نے مدینے میں اپنا نائب سعد بن معاذ کو بنایا تھا۔ اُس دن رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا بردار سعد بن ابو وقاص زہری تھا۔ اس کے بعد آپ ﷺ واپس مدینے لوٹ آئے تھے کسی جنگ سے اس کو سابقہ نہیں پڑا تھا۔

اور واقدی نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر اولی کا غزوہ ہجرت سے دوسرے سال کیا تھا۔ مدینے میں بخار کی وباء پھیل گئی تھی ان کو کرز بن جابر فہری نے چلایا تھا۔ حضور ﷺ اس کے پیچھے گئے تھے تعاقب میں۔ آپ کے حامل لواء حضرت علی بن ابو طالب ؓ تھے آپ نے مدینے پر اپنا نائب زید بن حارثہ کو بنایا تھا پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کو اپنے پاس طلب کر لیا تھا۔ وہ بدر میں پہنچ گیا تھا مگر اس کو رسول اللہ ﷺ تک نہیں پہنچایا تھا جب کرز ان سے نکل گیا تو آپ ﷺ مدینے واپس لوٹ آئے تھے۔ یہ غزوات بدر اولی کہلاتے ہیں۔

اور واقدی نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ دوسرے سال عُشیرہ کی طرف نکلے تھے مہاجرین کے ساتھ۔ مدینے میں حضور ﷺ نے ابو سلمہ بن عبد الاسلام کو نائب بنایا تھا۔ اس دن آپ ﷺ کے جھنڈا بردار حمزہ بن عبد المطلب تھے۔ حتیٰ کہ آپ ﷺ بطن وادی ینبع میں پہنچ گئے۔ وہاں پر بنی مدلج اور بنی حمزہ میں سے ان کے حلیفوں کے ساتھ معاہدے کئے پھر مدینے لوٹ آئے۔ (مغازی الواقدی ۱/۲۔۳)

باب ۳

سریۂ عبد اللہ بن جحش رضی اللہ عنہ

(۱) ہمیں خبر دی ابو سعید بن ابو عمرو صیرفی نے، ان کو حدیث بیان کی ابو محمد احمد بن عبد اللہ فرکی نے، ان کو خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابو الیمان نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی شعیب بن ابو حمزہ نے زہری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عروہ بن زبیر نے یہ کہ رسول اللہ نے مسلمانوں میں سے ایک جہادی لشکر روانہ کیا اور ان پر عبد اللہ بن جحش اسدی کو امیر بنا دیا۔ وہ لوگ روانہ ہوئے وہ لوگ کھجوروں کی زمین پر یا وادی نخلہ میں اُترے۔ انہوں نے وہاں پر عمرو بن حضرمی کو پا لیا قریش کے ایک تجارتی قافلے میں۔ اس دن جب شہر الحرام کا ایک دن باقی رہ گیا تھا مسلمانوں نے سخت اختلاف کیا۔ ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا یہ دشمن سے جہاد اور غزوہ ہے اور غنیمتیں بھی حاصل ہونے والی ہیں جس کا اللہ نے ہمیں رزق دیا ہے۔ اور ہم یہ جان سکیں کہ یہ دن ماہِ حرام میں سے ہے یا نہیں۔ اور ان میں سے کسی کہنے والے نے کہا ہم تو آج کے دن کو شہر حرام میں سے سمجھتے ہیں اور ہم نہیں قبول کرتے اس بات کو کہ تم اپنی لالچ کے لئے اس کو حلال بنا لو جس لالچ کو تم سامنے دیکھ رہے ہو۔ چنانچہ یہ لالچ کا امر ان پر غالب آ گیا جو دنیا کا مال و متاع چاہتے تھے۔

لہٰذا انہوں نے علی بن جعفری کو باندھ لیا اور اس کو قتل کر دیا اور اس کے قافلے لوٹ کر غنیمت بنالیا۔ کفارِ قریش کو اس بات کی اطلاع ملی اور یہ حضرمی پہلا شخص تھا جو مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان قتل ہوا۔ چنانچہ قریش کا ایک وفد روانہ ہو کر حضور ﷺ کے پاس مدینے میں آیا اور آکر کہنے لگا محمد کیا آپ شہر الحرام میں قتال کرنے کو حلال قرار دیتے ہیں۔ اللہ نے اس موقع پر آیت اُتاری :

یسئلونك عن الشهر الحرام قتال فيه قل قتال فيه كبير و صد عن سبيل الله ...... (تا آخر آیت)

(سورۃ البقرہ : آیت ۲۱۷)

یہ لوگ آپ سے پوچھتے ہیں شہر الحرام کے بارے میں یعنی ان میں قتال کرنے کے بارے میں۔ فرما دیجئے ان میں قتال کرنا بڑا گناہ ہے مگر اللہ کی راہ میں جانے سے روکنا اور اس کے ساتھ کفر کرنا اور مسجد الحرام سے روکنا اور اس کے رہنے والوں کو اس میں سے نکالنا اللہ کے نزدیک بڑا گناہ ہے۔ اور فتنہ وفساد قتل سے بڑا گناہ ہے۔ الخ

ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں بیان کر دیا ہے کہ شہر الحرام میں قتال کرنا حرام ہے جیسے پہلے تھا۔ اور مؤمنوں میں سے جن کو حلال سمجھا گیا وہ اس سے بڑا ہے۔ اللہ کی راہ سے ان کو روکنا جب ان کو قید کیا جاتا ہے اور ان کو عذاب دیا جاتا ہے اور ان کو بند رکھا جاتا ہے۔ اس سے کہ وہ کہیں ہجرت نہ کر جائیں رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ قریش کا اللہ کے ساتھ کفر کرنا اور ان کا مسلمانوں کو مسجد الحرام سے روکنا۔ حج سے اور عمرے سے اور حرم میں نماز سے۔ اور مشرکین کا اہلِ مسجد کو اس میں سے نکال دینا حالانکہ وہ لوگ حرم کے رہنے والے ہیں اور مشرکین کا ان کو فتنے میں واقع کرنا دین سے۔ یہ سب اس سے بڑے گناہ ہیں۔

ہمیں خبر پہنچی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ابن الحضرمی کا خون بہادے دیا تھا اور شہر الحرام قائم رکھا تھا جیسے پہلے تھی۔ یہاں تک کہ اللہ نے یہ آیت اُتاری : براءة من الله ورسوله ۔ (سورۃ التوبہ : آیت ۱)

(قولہ) اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے اعلان بیزاری ہے حجِ اکبر کے دن، کہ اللہ مشرکین سے بیزار ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یزید بن رومان نے عروہ بن زبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے عبداللہ بن جحش کو ارضِ نخلہ یا وادیٔ نخلہ کی طرف روانہ کیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ تم وہیں رہنا یہاں تک کہ تمہارے پاس قریش کی کوئی خبر آئے۔ مگر آپ نے اس کو قتال کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔

یہ واقعہ شہر الحرام کا ہے۔ اور آپ نے اس کو ایک تحریر لکھ کر دی یہ بتانے سے پہلے کہ اس نے کہاں جانا ہے۔ اور فرمایا کہ تم اور تمہارے ساتھی جاؤ، جب دو دن کی مسافت طے کر لو تو اس خط کو کھولو اور اس میں دیکھو میں نے جو حکم دیا ہو اس پر عمل کرو اور ہاں آپ اپنے دوستوں میں سے کسی کو اپنے ساتھ جانے کے لئے مجبور نہ کرنا یہاں تک کہ آپ مکے اور طائف کے درمیان مقام نخلہ میں پہنچ جائیں اور آپ وہاں سے ہمارے پاس قریش کی خبریں لے آئیں جو ان سے خبریں مل سکیں۔

چنانچہ اس خط کو پڑھنے کے بعد عبداللہ نے اپنے احباب سے کہا، سَمعاً وَاَطاعۃً (ہم نے یہ حکم سُنا اور ہم اس کی اطاعت کریں گے)۔ تم میں سے جس کو شہادت کی خواہش ہو وہ میرے ساتھ چلے میں رسول اللہ ﷺ کے حکم پر جا رہا ہوں۔ اور جو شخص تم سے شہادت کو ناپسند کرتا ہے وہ یہیں سے واپس لوٹ جائے۔ بے شک مجھے رسول اللہ نے منع فرمایا ہے کہ تم میں سے کسی کو زبردستی نہ کروں۔ لہٰذا سارے لوگ (اس کے دوست) ان کے ساتھ چلے گئے حتیٰ کہ جب مقام بحران پہنچے تو سعد بن ابو وقاص اور عقبہ بن غزوان کا اُونٹ گم ہو گیا جس پر وہ باری باری سواری کر رہے تھے۔ لہٰذا وہ لوگ اس کی تلاش میں پیچھے رہ گئے اور باقی لوگ آگے بڑھتے رہے حتیٰ کہ وہ نخلہ میں پہنچ گئے۔

چنانچہ ایسا اتفاق ہوا کہ وہاں ان کے پاس سے قریش کا مکے جانے والا ایک تجارتی قافلہ گزر رہا تھا ان کا بڑا عمرو بن حضرمی تھا اور دیگر لوگ حکم بن کسیان، عثمان اور مغیرہ عبداللہ کے بیٹے تھے یہ لوگ ساتھ تھے۔ ان لوگوں کے پاس مال تجارت بھی تھا جس کو طائف سے لا رہے تھے، کچھ چمڑا تھا، کشمش تھی۔ مسلمان گروہ کو جب اس قافلے والوں نے دیکھ لیا تو مسلمانوں میں سے واقد بن عبداللہ نے ان کو جھانکا۔ اتفاق سے اس نے سر منڈوایا ہوا تھا۔ انہوں نے جب اسے سر منڈا دیکھا تو آپس میں بولے کہ عمرے والے ہیں۔ تمہیں ان سے کوئی خطرہ نہیں ہے۔ (ادھر مسلمان گروہ کے منہ میں پانی آ رہا تھا سامان کو دیکھ کر کہ ان کو وہ مظالم یاد آ گئے جو ان کے ساتھ مشرکین نے مکے میں روا رکھے ہوئے تھے)۔ ان مسلمانوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ کیا ان پر حملہ کر کے سامان چھین لینا چاہیے؟ جبکہ یہ دن ماہ رجب کا آخری دن تھا جو شھر الحرام میں سے ایک ہے۔

کہنے لگے کہ اگر ہم ان کو قتل کرتے ہیں اور سامان لیتے تو یہ شھر الحرام کی حرمت ریزی ہوگی اور اگر ہم ان کو چھوڑ دیتے ہیں تو یہ آج رات ہی مکہ میں اور حرم میں قافلہ داخل ہو جائے گا اور یہ ہمارے ہاتھ نہیں آئے گا۔ لہٰذا پورے گروہ نے اتفاق کر لیا کہ قافلے والوں کو قتل کر دیا جائے۔ لہٰذا واقد بن عبداللہ تمیمی نے عمرو بن حضرمی پر تیر چلا کر اس کو قتل کر دیا اور عثمان بن عبداللہ اور حکم بن کسیان کو قید کر لیا اور مغیرہ بھاگ نکلا اس نے اس کو ناکام کر دیا۔ چنانچہ یہ لوگ اس قافلے کو سامان سمیت چلا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے مگر رسول اللہ ﷺ اس اقدام پر ناراض ہوئے۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے تمہیں قتال کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے قیدیوں کو رکھ لیا اور قافلے کا سامان بطور امانت محفوظ رکھا۔ اس مال میں سے آپ نے کچھ بھی نہ لیا۔

حضور ﷺ نے جب ان لوگوں کو کھری کھری سنائیں اور ناراضگی کا اظہار کیا تو ان کے ہاتھوں سے تلواریں گر گئیں (ان کو اپنی اس غلطی کا شدید احساس ہوا)۔ اور وہ سمجھے کہ بس اب وہ ہلاک ہو گئے اور ادھر سے ان کو مسلمان بھائیوں نے بھی سرزنش کی، اُدھر مکے میں جب یہ خبر پہنچی تو قریش نے دل کھول کر حضور کے خلاف ہرزہ سرائی کی۔ کہنے لگے :

(۱)　محمد نے ناحق اور حرام طریقے پر خون بہایا ہے۔

(۲)　اور حرام طریقے پر خون بہا کر مال حاصل کیا ہے۔

(۳)　اور اس میں اس نے آدمیوں کو ناحق قید بھی کیا ہے۔

(۴)　اور شھر الحرام کی حرمت کو پامال کیا ہے۔ اس کو حلال بنا لیا ہے۔

چنانچہ اللہ نے یہ آیت اُتاری :

یسئلونک عن الشھر الحرام قتال فیه قل قتال فیه کبیر و صد عن سبیل اللّٰه و کفر به و المسجد الحرام و اخراج اھله منه اکبر عند اللّٰه و الفتنة اکبر من القتل ۔ (سورۃ البقرہ : آیت ۲۱۷)

آپ سے سوال کرتے ہیں شھر الحرام کے بارے میں قتال کرنے کے بارے میں یعنی اس میں قتال کرنے کے بارے میں۔ فرما دیجئے کہ اس میں قتال کرنا بڑا گناہ ہے۔ (۱) مگر اللہ کی راہ سے روکنا۔ (۲) اور اللہ کے ساتھ کفر کرنا۔ (۳) اور مسجد الحرام سے روکنا۔ (۴) اور مسجد الحرام کے رہنے والوں کو اس میں سے نکال باہر کرنا۔ اللہ کے نزدیک قتال اشھر الحرام سے زیادہ بڑا گناہ ہے اور فتنہ برپا کرنا قتل سے بھی بڑا گناہ ہے۔

اس آیت میں اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اللہ کے ساتھ کفر کرنا قتل سے زیادہ بڑا گناہ ہے۔ جب یہ آیت اُتری رسول اللہ نے قافلہ کا سامان لے لیا اور دونوں قیدیوں کو فدیہ بنا دیا اور ان کو گویا اس سامان کے بدلے میں چھوڑ دیا۔ مسلمانوں نے کہا یا رسول اللہ کیا ہمارے بارے میں امید کرتے ہیں کہ یہ غزوہ شمار ہوگا؟

لہٰذا اس پر یہ آیت اُتری :

ان الذین آمنوا والذین هاجروا وجاهدوا فی سبیل الله اولئك یرجون رحمة الله والله غفور رحیم ۔

(سورۃ البقرہ : آیت ۲۱۸)

بے شک جولوگ ایمان لائے ہیں اور جنہوں نے ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں، وہ لوگ اللہ کی رحمت کی امید رکھتے ہیں اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

یہ لوگ آٹھ افراد تھے اور ان کے امیر عبداللہ بن جحش نویں آدمی تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۳۹-۲۴۳)

(فائدہ) : از مترجم۔ اس سریہ کے شرکاء کے اسماء گرامی :

۱۔	عبداللہ بن جحش۔ امیر سریہ	۲۔	ابو حذیفہ بن عقبہ بن ربیعہ بن عبد شمس
۳۔	عکاشہ بن محصن بن حرثان	۴۔	عقبہ بن غزوان
۵۔	سعد بن ابی وقاص	۶۔	عامر بن ربیعہ
۷۔	واقد بن عبداللہ بن عبد مناف	۸۔	خالد بن بکیر
۹۔	سہیل بن بیضاء۔ (مترجم)		

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی بکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی اسماعیل بن ابو اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ ان کے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے، ان کو موسیٰ بن عقبہ نے ابن شہاب زہری سے۔

انہوں نے عبداللہ بن جحش کا قصہ ذکر کیا ہے اسی مفہوم کے ساتھ جو گزر چکا ہے مگر اس نے یہ کہا ہے کہ دو آدمی پیچھے رہ گئے تھے لیکن اُونٹ گُم ہونے کا ذکر نہیں کیا۔ اور اس نے یہ ذکر کیا ہے کہ عکاشہ بن محصن نے اپنا سر منڈوایا ہوا تھا، اس نے پہاڑ پر چڑھ کر یا اُونچائی سے دیکھا تھا، ہاں اس میں تیر مارنے کا ذکر واقد ہی کے بارے میں کیا ہے اور کہا ہے کہ یہ واقعہ بدر سے دو ماہ قبل رجب میں پیش آیا تھا۔ اس واقعہ نے ان کے درمیان قتال کو اُبھار دیا تھا اور لوگوں کے درمیان۔

زہری نے قصہ کے سیاق میں کہا ہے کہ قریش نے پیغام بھیجا کہ فدیہ لے کر قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے مگر رسول اللہ ﷺ نے انکار کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ مجھے خطرہ ہے کہ تم نے سعد بن مالک کو اور عقبہ بن غزوان کو جو ہمارے آدمی پیچھے رہ گئے تھے قتل نہ کر دیا ہو؟ تو اس طرح فدیہ لے کر قیدیوں کو اس وقت تک نہ چھوڑا گیا جب تک سعد اور عقبہ نہ آ گئے، جب وہ آ گئے تو قیدیوں کو چھوڑ دیا گیا۔ چنانچہ ان میں سے حکم بن کیسان مسلمان ہو گیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس رہ گیا اور عثمان بن عبداللہ اور مغیرہ کافر رہے۔

یہودیوں نے اس واقعہ سے فال بد پکڑی تھی کہنے لگے واقد نے وَقَدَتِ الحَرْب کہ واقد سے جنگ بھڑک اُٹھے گی اور عامرٌ عمرت الحرب عامر نے جنگ کو آباد کیا ہے۔ اور حضرمی نے حضرت الحرب جنگ کو حاضر کر دیا ہے۔ چنانچہ فی الواقع ایسے ہی ہوا جیسے انہوں نے فال بد پکڑی تھی اور وہ پسند کر رہے تھے جو ان کو برا ہی سمجھ میں آیا تھا۔

☆☆☆

مجموعہ ابواب بدر العُظمٰی

باب ۴

بدر میں جو مشرکین مارے گئے

رسول اللہ نے ان کے بارے میں پہلے بتادیا تھا اور اس واقعہ میں دلائل نبوت

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے اور ابومحمد جناح بن نذیر بن جناح قاضی کوفہ نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حازم بن ابوغزاۃ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبیداللہ بن موسیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسرائیل نے، اس نے ابواسحاق نے عمرو بن میمون سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت سعد بن معاذ عمرہ کرنے کے لئے گئے اور وہاں جا کر اُمیہ بن خلف بن صفوان کے پاس جا کر ٹھہرے اور اُمیہ بن خلف جب شام کے ملک جاتے تھے تو مدینے سے گزرتے ہوئے سعد کے پاس اُترتے تھے۔ لہٰذا اُمیہ نے سعد سے کہا، تم انتظار کرو حتیٰ کہ دن آدھا گزر کر دوپہر کا وقت ہو جائے اور لوگ غافل ہو جائیں۔ آپ چلیں اور طواف کریں۔ سعد طواف کر رہے تھے کہ اچانک ابوجہل ان کے پاس آ گئے اور کہا کہ یہ کون ہے جو کعبے کا طواف کر رہا ہے؟ سعد نے کہا کہ میں سعد ہوں۔ ابوجہل نے کہا کیا تم امن کے ساتھ طواف کر رہے ہو؟ حالانکہ تم لوگوں نے محمد کو اور اس کے اصحاب کو اپنے پاس ٹھہرا رکھا ہے؟ اس نے کہا کہ جی ہاں۔ کہتے ہیں کہ دونوں کے درمیان سخت کلامی ہوئی، لہٰذا اُمیہ نے سعد سے کہا آپ ابوالحکم کے آگے اُونچا نہ بولیں اس لئے کہ اہل وادی کے سردار ہیں۔ سعد نے اس سے کہا، اللہ کی قسم! اگر آپ مجھے منع کرتے ہیں کہ میں بیت اللہ کا طواف نہ کروں تو میں شام میں تیری تجارت بند کرا دوں گا۔

کہتے ہیں اُمیہ نے پھر یہی کہا سعد سے کہ آپ اُونچی آواز نہ کریں اور وہ ان کو چُپ کرانے لگا جس کی وجہ سے سعد اس سے ناراض ہو گئے اور کہا کہ چھوڑیئے رہنے دیجئے آپ ہمیں، میں نے محمد ﷺ سے یہ بات سُنی ہے کہ وہ یعنی ابوجہل تجھے قتل کرائے گا۔ اُمیہ نے کہا کیا مجھ کو وہ قتل کرائے گا؟ سعد نے کہا جی ہاں۔ اُمیہ یہ سُن کر کہنے لگا اللہ کی قسم! محمد جھوٹ نہیں بول سکتے۔ یہ سُنتے ہی اُمیہ پریشان ہو گیا اور اپنی بیوی سے مخاطب ہوا اور کہنے لگا کیا آپ جانتی ہیں کہ کیا کہا ہے ہمارے یثربی نے (یعنی سعد نے)۔ وہ بولی کہ کیا کہا ہے؟ اُمیہ نے کہا یہ کہتے ہیں کہ میں نے محمد ﷺ سے سُنا ہے وہ یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ یہ شخص (یعنی ابوجہل) مجھے مروائے گا۔ اُمیہ کی بیوی نے بھی یہی کہا کہ اللہ کی قسم! محمد جھوٹ نہیں بول سکتے۔ چنانچہ جب قریش جنگ بدر کے لئے نکلے تھے اور اعلان کرنے والا آیا تو اُمیہ کی بیوی نے اس کو وہ بات یاد دلاتے ہوئے کہا، کیا آپ کو معلوم ہے؟ کہ کیا کہا تھا تیرے یثربی بھائی نے؟ اُمیہ نے کہا کہ ٹھیک ہے تو میں یہاں سے نہیں نکلوں گا مگر جب سب جانے لگے تو ابوجہل نے اُمیہ سے کہا آپ اہل وادی کے اشراف میں سے ہیں ایک یا دو دن کے لئے ہمارے ساتھ چلیں۔ لہٰذا وہ آپ کے ساتھ چلا گیا اور وہاں بدر میں جا کر قتل ہو گیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن اسحاق سے اس نے عبیداللہ بن موسیٰ سے۔

(کتاب المناقب۔ باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔ الحدیث ص ۳۶۳۲)

حضرت سعد اور ابوجہل کا مکالمہ .... (۲) اور ہمیں خبر دی ابومحمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابواحمد حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بن حسین خثعمی نے، ان کو احمد بن عثمان اودی نے، ان کو شریح بن مسلمہ نے، ان کو ابراہیم بن یوسف نے اپنے والد سے، اس نے ابواسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عمرو بن میمون نے کہ اس نے سُنا عبداللہ بن مسعود سے وہ بیان کرتے تھے سعد بن معاذ سے کہ وہ اُمیہ بن خلف کے دوست تھے۔ اُمیہ جب مدینے سے گزرتا تو سعد کے پس اُترتا اور سعد جب مکے سے گزرتا تو اُمیہ کے پاس اُترتا۔ حضور جب مدینے میں آ گئے تو سعد عمرہ کرنے کے لئے مکہ گئے تو اُمیہ کے پاس جا کر اُترے اور انہوں نے اُمیہ سے کہا میرے لئے کوئی خلوت کی ساعت دیکھو تا کہ میں بیت اللہ کا طواف کر لوں۔

کہتے ہیں کہ اُمیہ سعد کو لے کر دوپہر کے وقت نکلا، وہاں ان کو ابوجہل ملا اس نے اُمیہ سے پوچھا اے ابوصفوان! تیرے ساتھ یہ کون ہے۔ اس نے بتایا کہ یہ سعد ہے۔ ابوجہل نے پوچھا کیا میں یہ دیکھ رہا کہ سعد اور تم امن کے ساتھ بیت اللہ کا طواف کر رہے ہو؟ حالانکہ لوگوں نے وہاں مدینے میں تمام صحابیوں کو اپنے ہاں ٹھہرا رکھا ہے اور تم یہ یہ دعویٰ کرتے ہو کہ تم ان کی نصرت واعانت کر رہے ہو؟ خبردار اللہ کی قسم! اگر آج تمہارے ساتھ ابوصفوان اُمیہ نہ ہوتے تو تم آج بچ کر خیریت کے ساتھ اپنے اہل خانہ کے پاس صحیح سالم نہ جا سکتے تھے۔ سعد نے ابوجہل کو اُونچی آواز سے کہا، خبردار اللہ کی قسم! اگر آپ مجھے اس طواف سے منع کریں گے تو میں تجھے منع کر دوں گا اس سے جو تیرے اُوپر زیادہ شدید ہوگا تر اراستہ مدینے کی طرف (یعنی تم مدینے سے گزر کر کہیں نہیں جا سکو گے)۔ اُمیہ نے سعد کو روکا اور کہا کہ آپ اُونچی آواز سے ابوالحکم کے سامنے نہ بولیں یہ اس وادی کے سردار ہیں۔

سعد نے اپنے دوست اُمیہ کی یہ بات سنی تو بولے چھوڑ یئے اے اُمیہ اللہ کی قسم! میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا ہے، فرمارہے تھے کہ یہی ابوجہل تجھے قتل کرائے گا۔ اُمیہ نے پوچھا کہ کیا مکے میں؟ سعد نے کہا نہیں یہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ اُمیہ یہ سُنتے ہی شدید خوف زدہ ہو گیا۔ اُمیہ جب گھر میں آیا تو اپنی بیوی سے کہنے لگا اے اُم صفوان! آپ دیکھتی نہیں ہیں کہ کیا کہا ہے سعد نے؟ اس نے پوچھا کیا کہتا ہے؟ کہا کہ یہ کہتا ہے کہ محمد ﷺ نے ان کو بتایا ہے کہ ابوجہل مجھے قتل کرائے گا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ مکہ میں؟ تو یہ کہتا ہے کہ یہ بات مجھے معلوم نہیں ہے۔ اُمیہ نے کہا کہ اللہ کی قسم میں مکے سے نکلوں گا ہی نہیں۔ لیکن جب بدر کا دن آیا اور ابوجہل نے لوگوں کو گھروں سے نکالا وہاں جانے کے لئے تو کہا پہنچو پہنچو اپنے قافلے کے ساتھ۔

کہتے ہیں کہ اُمیہ نے جانے کو پسند نہیں کیا تھا لہٰذا ابوجہل اس کے پاس آیا اور کہنے لگا، اے ابوصفوان آپ کو تو وادی کے سرداروں میں لوگ دیکھیں گے کہ آپ بھی وہاں موجود ہیں بلکہ پیچھے رہ گئے تو لوگ آپ کے ساتھ پیچھے رہ جائیں گے۔ ابوجہل کے اصرار پر وہ تیار ہوا اور کہنے لگا کہ پھر میں مکے میں سب سے تیز رفتار اُونٹ خرید کرتا ہوں۔ اس کی بیوی نے کہا کیا آپ وہ بات بھول گئے ہیں تمہارے بھائی یثربی نے کہی تھی؟ کہا کہ نہیں بھولا ہوں۔ میں ارادہ کر رہا ہوں کہ میں زیادہ دوران کے ساتھ نہیں جاؤں گا جب اُمیہ روانہ ہوئے تو وہ جس منزل پر اُترے اپنے اُونٹ کے پیروں میں رسّی ڈال دیتے۔ بس وہ یہی کرتے کرتے بدر میں پہنچے، حتیٰ کہ اللہ نے اس کو بدر میں قتل کرا دیا۔

بخاری نے اس کو صحیح میں روایت کیا ہے اور احمد بن عثمان اودی سے۔

(کتاب المغازی۔ باب ذکر النبی صلی اللہ علیہ وسلم من یقتل ببدر۔ الحدیث ص ۳۹۵۰۔ فتح الباری ۲۸۲/۷)

☆☆☆

باب ۵

ذکر نبی کریم ﷺ کے خروج کے سبب کا

اور رسول اللہ کی پھوپھی عاتکہ کا خواب مشرکین کے خروج کے بارے میں اور ذکر اس نصرت کا اللہ نے جو نبی کے لئے تیار کر رکھی تھی۔

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

اذ انتم با لعدوة الدنيا وهم با لعدوة القصوى والركب أسفل منكم ولو توا عد تم لا ختلفتم فى الميعاد ولكن ليقضى الله امرًا كان مفعولاً ليهلك من هلك عن بينة ويحيىٰ من حى عن بينة وان الله لسميع عليم ۔

اے اہل ایمان بدر میں جب تم اور لے کنارے پر تھے اور مشرکین پرے کنارے پر تھے اور مشرکین مکہ کا قافلہ نیچے کی طرف تھا تم سے۔ اور اگر تم باہم وعدہ کرتے (لڑائی) کا تو تم وعدے کے خلاف کر بیٹھتے۔ لیکن اللہ کو پورا کرنا تھا ایک معاملہ جو ہو کر رہنا تھا اور ہو کر ہی رہا تا کہ ہلاک ہونا تھا دلیل سے اور زندہ رہے جس کو زندہ رہنا تھا دلیل سے۔ بے شک اللہ سننے اور جاننے والا ہے۔

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبید بن عبدالواحد نے، ان کو یحییٰ نے، ان کو لیث نے عقیل سے، اس نے ابن شہاب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن سعد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو خلف بن عمر عکبری نے، ان کو احمد بن ابوشعیب حرانی نے، ان کو موسیٰ بن اعین نے، ان کو اسحاق بن ارشد نے یا زہری نے اس کو حدیث بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ اس نے سنا کعب بن مالک سے، وہ کہتے تھے حالانکہ وہ ان تین افراد میں سے ایک تھے جن کی توبہ قبول ہوئی تھی۔ وہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ وہ کسی غزوے میں کبھی بھی حضور ﷺ سے پیچھے نہیں رہے تھے سوائے دو غزووں کے۔ ایک غزوہ العسرہ اور ایک غزوہ بدر۔ کہتے ہیں کہ اللہ نے کسی کو عتاب نہیں فرمائی تھی جو اس سے پیچھے رہا۔

بات یہ ہوئی کہ رسول اللہ ﷺ نکل گئے ان کے ساتھ اصحاب میں سے جو نکلے تھے اس قافلے کا راستہ روکنے کے لئے جو کفار قریش کا قافلہ تھا جس کو ابوسفیان بن حرب لا رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ راوی نے اس حدیث مذکورہ کو ذکر کیا اور عقیل زہری سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے قریش کے قافلے کا ارادہ کیا تھا، یہاں تک کہ اللہ نے ان کے اور ان کے دشمنوں کو جمع کر دیا بغیر وعدے اور بغیر وقت مقرر کے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن یحییٰ سے، اس نے احمد بن ابوشعیب سے یحییٰ بن بکیر سے۔

(کتاب التفسیر۔ الحدیث ص ۴۶۷۷ اور البخاری۔ کتاب الاحکام)

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب دیکھنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن حافظ نے اور ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے عطاردی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں

حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے حسین بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی یزید بن رومان نے عروہ بن زبیر سے، ان دونوں نے کہا کہ عاتکہ بنت عبدالمطلب نے خواب دیکھا تھا کہ ضمضم بن عمرو غفاری کے قریش مکے میں آنے سے تین رات قبل عاتکہ کے خواب میں۔ جب صبح کی تو اس خواب کو اس نے بڑی اہمیت دی اور اس نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو بلوایا اور جب وہ آئے تو ان سے عاتکہ نے کہا بھائی میں نے آج رات ایک خواب دیکھا ہے تیری قوم پر اس سے بہت بڑا شر اور آزمائش اور مصیبت آن پڑی ہے۔ اس نے پوچھا کہ خواب کیا ہے۔

اس نے بتایا کہ میں نے ایسے دیکھا ہے جیسے کہ یہ نیند کرنے والا دیکھتا ہے کہ ایک آدمی اپنے اُونٹ پر آیا ہے اور مقام الابطح پر یا وادی ابطح میں آکر رک کر کھڑا ہو گیا ہے اور اس نے کہا ہے نکلو تم اے آل غدر! اپنی اپنی موت کے گھاٹ کی طرف (یعنی مرنے کی جگہوں کی طرف)۔ اس نے لوگوں میں یہ اعلان کیا ہے اور لوگ سارے کے سارے اس کے پاس جمع ہو گئے ہیں۔ اس کے بعد اس کا اُونٹ اس کو مسجد الحرام کے اندر لے کر چلا گیا ہے اور سارے لوگ بھی اسی کے پاس جمع ہو گئے ہیں، پھر اس کا اُونٹ ایسے لگا جیسے اُونٹ سوار کی شکل میں کعبے کی چھت پر چلا گیا ہے۔ پھر کعبے کے اُوپر کھڑے ہو کر اس نے اعلان کیا ہے، اے آل غدر! تین دن کے اندر اندر اپنے اپنے مرگھٹ کی طرف نکلو۔ اس کے بعد میں نے اس کے اُونٹ کو دیکھا ہے کہ وہ اس کی شبیہہ کو لے کر جبل ابوقبیس کی چوٹی پر چڑھ گیا ہے پھر اس نے اعلان کیا ہے

اے آل غدر! تم لوگ تین دن کے اندر اندر اپنے اپنے مرنے کی جگہ پر چلو، اس کے بعد اس آدمی نے جبل ابوقبیس کی چوٹی سے ایک پتھر یا چٹان اُٹھائی اور اس کو پہاڑ کی چوٹی سے پھینک دیا ہے اور وہ چٹان نیچے کی طرف آرہی ہے، جب وہ نیچے پہنچ گئی تو وہ ریزہ ریزہ ہو گئی۔ لہٰذا آپ کی قوم کا کوئی گھر، حویلی باقی نہیں رہی سب میں اس کا کچھ نہ کچھ حصہ ضرور داخل ہو گیا ہے۔

عباس نے بہن کا خواب سُن کر کہا یہ ایسا خواب ہے کہ آپ اس کو چھپایئے۔ عاتکہ نے کہا کہ آپ بھی پھر اس کو چھپایئے گا۔ اگر یہ خواب قریش کو پہنچ گیا تو وہ ہم لوگوں کو ایذا پہنچائیں گے۔ عباس اس کے بعد وہاں سے نکلے اور ولید بن عقبہ کو ملے وہ اس کا دوست تھا۔ انہوں نے یہ خواب اس کو بتا دیا اور اس سے کہا کہ یہ کسی کو بتانا نہیں۔

ولید نے اپنے والد کو بتایا، اس نے اس خواب کو عام بیان کر دیا لہٰذا بات پھیل گئی۔ عباس نے کہ اللہ کی قسم میں صبح صبح کعبے جاؤں گا اور اس کا طواف کروں گا۔ چنانچہ میں مسجد میں داخل ہوا تو میں نے دیکھا کہ ابوجہل کچھ قریش کے ساتھ بیٹھے ہوئے باتیں کر رہے تھے عاتکہ کے خواب کے بارے میں۔ ابوجہل نے کہا، اے ابوالفضل (اپنے طواف سے فارغ ہو کر ہمارے پاس آنا۔ جب میں طواف سے فارغ ہو گیا تو ان کے پاس گیا جا کر ان کے ساتھ بیٹھ گیا۔ ابوجہل نے کہا تمہارے اندر یہ عورت کب سے نبی بن گئی ہے؟ میں نے پوچھا کیا ہوا؟ اس نے کہا کہ یہ کیسا خواب ہے عاتکہ بنت عبدالمطلب کا؟ کیا تم لوگ اس بات سے خوش نہیں تھے کہ تمہارے مرد نبی بنتے تھے؟ اب تو تمہاری عورتیں بھی نبی بننے لگی ہیں۔ ہم انتظار کریں گے تمہارے تین دن کا جو عاتکہ نے ذکر کیا ہے اگر یہ خواب سچا ہو گیا تو ہو گیا ورنہ ہم تمہارے خلاف ایک تحریر لکھیں گے تمہارا گھرانہ سارے عرب سے بہت بڑا جھوٹا گھرانہ ہے۔ اللہ کی قسم جو بھی یا کوئی بھی اس سے بڑا یہ کہے گا جو اس نے بات کہی ہے میں اس کا انکار کرتا ہوں اور اس سے کہتا ہوں کہ اس نے نہ کچھ دیکھا ہے نہ ہی کچھ سُنا ہے اس بارے میں۔

میں نے جب شام کی تو بنو عبدالمطلب میں سے کوئی عورت باقی نہ رہی مگر میرے پاس آئیں (ابوجہل کے بارے میں) کہنے لگیں کہ تم لوگوں نے صبر کئے رکھا اس فاسق خبیث کے لئے کہ وہ فتنہ واقع کرتا رہا تمہارے مردوں کے درمیان۔ پھر اس نے عورتوں کو بھی لے لیا ہے آڑے ہاتھوں اور تم سُنتے رہے ہو۔ تمہارے پاس اس بارے میں کوئی غیرت نہیں تھی؟ میں نے کہا، تحقیق اللہ کی قسم تم لوگ سچ کہتی ہو اور

میرے پاس اس بارے میں کوئی غیرت نہیں تھی۔ ہاں مگر یہی کہ جو کچھ اس نے کیا تھا میں نے اس کا انکار کیا تھا۔ اب میں ضرور اس کے آگے آؤں گا اور اس کے درپے ہوں گا۔ اگر اس میں پھر دوبارہ کہا تو میں اس کو کفایت کروں گا۔

چنانچہ میں تیسرے دن صبح ہی صبح گیا اور میں سامنے آیا تا کہ اگر وہ میرے سامنے آئے اور مجھے کچھ کہے تو میں بھی اس کو گالیاں بکوں گا۔ اللہ کی قسم! جب وہ نظر آیا تو میں اس کی طرف روانہ ہوا، وہ تیز چہرے والا، تیز نظر والا، تیز زبان والا آدمی تھا۔ جب وہ مسجد کے دروازے کی طرف مڑا تو سختی کے ساتھ چلا گیا۔ میں نے دل میں کہا، اَللّٰهُمَّ الْعَنْهُ۔ اے اللہ! اس کو لعنت فرمائے۔ یہی اس کے لئے کافی ہے بجائے اس کے کہ میں اس کو گالیاں دوں۔ مگر وہ تو شاید کچھ سُن رہا تھا جو میں نہیں سُن سکا تھا وہ ضمضم بن عمرو کی آواز سُن رہا تھا۔ اور وہ شخص، اپنا اُونٹ البطح میں کھڑا کیا تھا اور اس کا پلان اُلٹا ہوا تھا۔ اس نے اپنی قمیض پھاڑ کر تار تار کر لی تھی اور اس نے اپنے اُونٹ کے ناک کان کاٹ دیئے تھے۔ اور وہ چیخ رہا تھا یا قریش کی جماعت اللطیمة، اللطیمة اپنے قیمتی سامان سے لدے ہوئے قافلے کو بچاؤ، سامان بچاؤ۔ تمہارے مال ابوسفیان کے پاس ہیں اسے بچاؤ اور اپنی تجارت کا سامان بچاؤ۔ راستے میں محمد (ﷺ) اور اس کے اصحاب نے ابوسفیان کے قافلے پر حملہ کر دیا ہے۔ فریاد، فریاد، پہنچو، پہنچو۔

عباس کہتے ہیں کہ اس پکار نے ابوجہل کو مجھ سے غافل کر دیا تھا اور مجھے اس سے غافل کر دیا۔ اس کے بعد تو پھر کچھ بھی نہیں تھا کسی کو کسی کی خبر نہیں تھی بس تیاری ہی تیاری کی بات تھی تیاری ہوگئی تو ہم روانہ ہوگئے۔ ابوسفیان کے تجارتی قافلے کو بچانے کے لئے۔ بس وہی نکلنا ان سب سرداروں کی موت کا سبب بن گیا۔ چنانچہ اس روانگی کے نتیجے میں قریش کو بدر میں وہ مصیبت پہنچی جو پہنچنا ان کے مقدر میں تھی کہ وہاں جا کر قریش کے اشراف مارے گئے اور ان کے چنیدہ لوگ قید ہوگئے۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب نے سُنا تو اس نے جو خواب دیکھا تھا اور قریش نے جو کچھ کہا تھا اس بارے میں اشعار کہے تھے۔

ألم تكن الرؤ يا بحق و جاء كم	بتصديقها فل من القوم هارب
فقلتم ولم اكذب كذبت و انما	يكذبنا باالصدق من هو كاذب

کیا بھلا میرا خواب سچا نہیں تھا؟ حالانکہ تمہارے پاس اس کی تصدیق آگئی ہے کہ کس طرح پوری قوم بھاگ کر گئی ہے۔

میں نے تو جھوٹ نہیں بولا تھا مگر تم لوگوں نے کہا کہ جھوٹ بولتی ہے، حقیقت یہ ہے کہ ہمیں تو سچ کہنے پر بھی وہ جھٹلاتا ہے جو خود جھوٹ ہے۔

ابوعبداللہ نے کتاب المغازی میں عاتکہ بنت عبدالمطلب کا طویل قصیدہ نقل کیا ہے اس بارے میں۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۴۵۔ ۲۴۷۔ مغازی الواقدی۔ المستدرک للحاکم ۳/ ۱۹۔ ۲۰)

مسلمانوں کا قریش کے تجارتی قافلے کو روکنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یزید بن امان نے، عروہ بن زبیر سے اور مجھے حدیث بیان کی ہے زہری نے اور محمد بن یحییٰ بن حبان نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور عبداللہ بن ابوبکر نے اور ان کے سوا دیگر نے ہمارے علماء میں سے بعض نے اس طرح بیان کیا ہے جو بعض دوسروں نے نہیں بیان کیا اور ان سب کی بات متفق ہوگئی ہے اس بارے میں جو میں نے تیرے سامنے یوم بدر کے سلسلے میں ذکر کی ہے۔

انہوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سُنا تھا ابوسفیان بن حرب قریش کے چالیس سواروں پر مشتمل ایک تجارتی قافلہ لے کر آرہا ہے شام کے ملک سے۔ ان میں مخرمہ بن نوفل، عمرو بن العاص بھی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں میں اعلان کیا اور ان سے کہا کہ ابوسفیان قریش کی تجارت کا قافلہ لے کر آرہا ہے۔ لہٰذا اس کے لئے نکلو شاید کہ اللہ عزوجل تمہیں غنیمتیں دے دے اس کی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ خود بھی

اور مسلمان بھی قافلے والوں کا راستہ روکنے کے لئے نکلے۔ کچھ لوگ خالی ہاتھ ہلکے پھلکے ان کے ساتھ نکلے اور کچھ نے تاخیر کر دی۔ یہ اس لئے کہ اعلان نہ تو جنگ کا تھا نہ یہ گمان تھا کہ وہاں جا کر جنگ سے سابقہ پڑ جائے گا۔ اعلان تو تھا قافلے سے سامان اخذ کرنے کا (اس لئے کہ ایک تو مسلمانوں کو اس مال کی شدید ضرورت تھی اور دوسرے قریش نے جوان کے ساتھ روانہ ہوئے تھے زیادہ تر لوگ ان میں سے پیدل تھے۔ ان کے پاس اسّی (۸۰) اُونٹ تھے اور گھوڑے تھے۔ بعض لوگوں کا گمان ہے کہ وہ مقدار کے تھے۔

حضور جب روانہ ہوئے تو حضور ﷺ اور حضرت علی اور فرثد بن مرثد غنوی تینوں کے پاس ایک اُونٹ تھا۔ حضور روانہ ہوئے تھے بنو دینار کے راستے ح رہ سے عقیق پر۔ راوی نے آپ کے راستے ذکر کئے ہیں حتیٰ کہ جب وہ مقام عرف ضبیہ میں پہنچے تو ایک دیہاتی آدمی ملا۔ اس سے ان لوگوں نے قافلے والوں کے بارے میں پوچھا مگر اس کے پاس کوئی خبر نہیں تھی جبکہ جس وقت ابوسفیان حجاز کے قریب پہنچ جاتا تو وہ علاقے کے حالات کا جائزہ لیتا اور علاقے کی خبریں معلوم کرتا تھا۔ اس نے معلوم کیا تو اس کو بعض سواروں سے کوئی خبر پہنچ گئی۔

چنانچہ ابوسفیان نے ضمضم بن عمرو غفاری کو اُجرت اور معاوضے پر لیا، اس نے قریش کے پاس بھیجا اس نے ان سے التجا کی تھی کہ وہ آئیں اور اپنے مالوں کی حفاظت کے لئے آئیں اور ان کو اس کے واسطے سے ان کو خبر دی تھی کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب سمیت اس کے قافلے اور مال کو چھیننے کے لئے آ گئے ہیں۔ لہٰذا ضمضم نامی شخص تیزی سے روانہ ہوا یہاں تک کہ وہ مکے میں قریش کے پاس پہنچا اور اعلان کیا، اے قریش کی جماعت! قافلے کے مال کو بچاؤ اور محمد ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ در پے ہوا ہے۔ اور لطیمہ سے مراد تجارت ہے، فریاد، فریاد۔ میں نہیں سمجھتا کہ تم اس مال کو حاصل کر سکو گے۔ قریش نے کہا، کیا محمد ﷺ اور اس کے اصحاب ہی گمان کرتے ہیں کہ یہ بھی ابن الحضرمی کا قافلہ (جیسے ان کو مار کر انہوں نے قافلہ لوٹ لیا تھا)، یعنی پورا پورا دفاع کریں گے لہٰذا قریش ہر مضبوط اور سخت سواری اور کمزور سواری پر مکے سے نکلے اور ان کے شرفاء میں سے کوئی بھی پیچھے نہ رہا سوائے ابولہب کے وہ پیچھے رہ گیا تھا۔ اس نے اپنی جگہ پر عاص بن ہشام بن مغیرہ کو بھیجا۔ لہٰذا قریش مکے سے نکلے نو سو پچاس (۹۵۰) جنگجوؤں کو لے کر۔ ان کے ساتھ دو سو گھوڑے تھے جو ان کے آگے آگے تھے اور ان کے ساتھ گانے بجانے والیاں بھی تھیں جو دف بجاتی رہتی تھیں اور مسلمانوں پر ہجو اور برائی کے شعر گاتی جا رہی تھیں۔

اس کے بعد انہوں نے ان میں کھانا کھلانے والوں کے نام ذکر کئے ہیں۔ طالب بن ابوطالب کے واپس ہونے کا ذکر بھی کیا ہے۔ یہاں تک کہ وہ پہنچے مقام جحفہ پر تو وہاں پھر جُہَیم بن صلیت نے خواب دیکھا۔ وہ ابوجہل تک پہنچ گیا۔ اس نے کہا کہ یہ نبی آخر الزماں ہے بنو عبدالمطلب میں سے اور یہ کہ اس نے دیکھا کہ ایک سوار قریش کے پاس آیا ہے اس کے پاس ایک اُونٹ ہے، یہاں تک کہ وہ لشکر کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا ہے اور وہ کہہ رہا ہے کہ فلاں شخص قریش میں سے قتل ہو گیا ہے اور فلاں شخص قتل ہو گیا ہے اور فلاں شخص قتل ہو گیا ہے، وہ اشراف قریش کے نام گنتا جا رہا تھا، ان لوگوں کے نام جو بدر میں قتل ہو گئے تھے۔ اس کے بعد اس شخص نے اپنے اُونٹ کے سینے یا حلق میں تیر مار دیا ہے اور پھر اس کو لشکر میں چھوڑ دیا ہے۔ لہٰذا قریش کے خیموں میں سے کوئی خیمہ باقی نہیں رہا سب میں اس کا خون جا گرا ہے۔

اس خواب کے بعد راوی نے ذکر کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ اپنے اسی رُخ پر اسی مہم کے لئے روانہ ہو گئے۔ راوی نے اس کی طرف روانگی کو ذکر کیا حتیٰ کہ جب آپ مقام صفرآء کے قریب ہوئے آپ نے ابوسفیان کی خبر معلوم کرنے کے لئے دو آدمی روانہ کئے جن کا نام بسبس بن عمرو تھا دوسرا عدی بن ابوالزعباء جھنی، وہ دونوں روانہ ہوئے۔ جب وہ مقام بدر میں پہنچے انہوں نے وہاں اپنے دونوں اُونٹ بٹھائے کنکریلی زمین کے ایک ٹیلے کے پاس اور انہوں نے وہاں پر اپنی مشکوں میں پانی بھرا، انہوں نے دو لڑکیوں سے سُنا کہ ایک دوسری سے کہہ رہی تھی کہ قافلہ صبح آ جائے گا انہوں نے آپس میں اس بات کا نتیجہ نکالا اور مجدی بن عمرو کو بھی مشورے میں بلا لیا۔ اس نے کہا کہ لڑکی نے صحیح کہا ہے۔ چنانچہ یہ سُننے کے بعد بسبس بن عمرو اور عدی اپنے اُونٹ پر بیٹھے اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ کر ان کو خبر دی۔

ان دونوں کے واپس لوٹنے کے بعد ابوسفیان بھی پہنچ گیا۔ مگر اس کو خطرہ ہو گیا لہٰذا وہ خود اپنے قافلے سے آگے آگے آیا اور اس نے مجدی بن عمرو سے پوچھا کہ آپ نے اس پانی کے مقام پر کسی ایسے انسان کو محسوس کیا ہے جو اجنبی ہو جس کو آپ نے اُوپر سمجھا ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم! ہاں مگر میں نے دو سوار دیکھے تھے جنہوں نے اس ٹیلے کے پاس اُونٹ بٹھایا اور انہوں نے اپنی مشکوں میں پانی بھرا پھر وہ دونوں چلے گئے۔

ابوسفیان ان دونوں کے اُونٹ بٹھانے کی جگہ پر آیا اور اس نے وہاں پر اُونٹوں کی مینگنیوں کو غور سے دیکھا اور ان کو اس نے توڑ کر جائزہ لیا تو اس میں کھجور کی گٹھلیاں تھیں، اس نے دیکھ کر کہا اللہ کی قسم! اس میں تو یثرب کا چارہ ہے (مطلب تھا کہ یہ اُونٹ مدینے سے آئے تھے اور یہ محمد کے ساتھیوں کے ہوں گے)۔ لہٰذا فوری طور پر واپس لوٹا۔ اس نے جا کر اپنے قافلے کو روکا اور قافلے کو ساحل کی طرف لے گیا حتیٰ کہ جب اس نے محسوس کیا کہ اب اس نے قافلے کو محفوظ کر لیا ہے تو اس نے قریش کی طرف بندہ بھیجا کہ اللہ نے تمہارے قافلے کو نجات دے دی ہے اور تمہارے مال بھی بچ گئے ہیں اور تمہارے جوان بھی بچ گئے ہیں۔ اب تم لوگ واپس لوٹ جاؤ مکے۔

مگر ابوجہل نے (جس کی شامت اعمال اور بدبختی آ چکی تھی) اس نے نہ مانا اور کہنے لگا اللہ کی قسم! ہم لوگ واپس نہیں جائیں گے بلکہ ہم لوگ مقام بدر تک ضرور جائیں گے اور بدر اس وقت ایک مشہور بازار ہوا کرتا تھا عرب کے بازاروں میں۔ ہم لوگ تین دن وہاں ٹھہریں گے۔ وہاں پر ہم لوگوں کو کھانا کھلائیں گے اور وہاں پر اُونٹ ذبح کریں گے اور شرابیں پئیں گے اور گانے بجانے والیاں محفل سجائیں گی یہاں تک کہ عرب کو پتہ چلے کہ ہم یہاں پر آئے ہیں اور ہم یہاں پر ایسی دھاک بٹھا کر جائیں گے کہ ہمیشہ لوگ ہم سے ڈرتے رہیں گے۔ مگر اخنس بن شریق نے کہا، اے جماعت بنو زہرہ دیکھو اللہ نے تمہارے مال بچا دیئے ہیں تمہارے قافلہ سالار کو بچا لیا ہے بس تم واپس لوٹ چلو۔ لہٰذا انہوں نے ان کی بات مان لی اور بنو زہرہ والے واپس لوٹ گئے لہٰذا وہ بدر میں موجود نہ ہوئے اور نہ ہی بنو عدی بن کعب بدر میں گئے۔

ادھر سے رسول اللہ نے مدینہ سے کوچ کیا۔ راوی نے آپ کی روانگی کا تذکرہ کیا ہے حتیٰ کہ جب آپ بعض وادی ذفاء میں آ گئے تو وہاں پر اُترے اور ان کو خبر مل گئی قریش کے بارے میں کہ وہ لوگ مکے سے اپنے قافلے کی حفاظت کے لئے روانہ ہو گئے ہیں۔ حضور نے اپنے صحابہ سے مشورہ کیا، ابوبکر صدیق نے مشورہ دیا کہ آپ نے اس کی تحسین کی اس کے بعد عمر کھڑے ہوئے انہوں نے اچھا مشورہ دیا اس کے بعد مقداد بن عمرو کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ وہ کام کریں جس کا آپ کو حکم ملا ہے ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اللہ کی قسم! ہم آپ کو اس طرح نہیں کہیں گے جیسے بنی اسرائیل نے کہا تھا موسیٰ علیہ السلام سے کہ جاؤ آپ اور آپ کا ربّ جا کر لڑو ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے، بلکہ ہم تو یہ کہتے ہیں کہ آپ اور آپ کا ربّ لڑیں ہم آپ کے ساتھ مل کر لڑیں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ ہمیں برك الغماد تک لے جائیں گے تو بھی ہم آپ کے ساتھ چلیں گے یہاں تک کہ آپ وہاں تک پہنچ جائیں۔

رسول اللہ ﷺ نے حق دعاء فرمائی اور اس کے بعد فرمایا کہ لوگو! آپ لوگ مشورہ دو مجھے یعنی انصار سے پوچھنا چاہتے تھے اس لئے کہ وہ بڑی تعداد میں تھے اور انہوں نے جب آپ سے عقبہ میں بیعت کی تھی تو کہا تھا کہ یا رسول اللہ ﷺ! ہم آپ کی ذمہ امور سے لاتعلق ہیں حتیٰ کہ آپ ہمارے گھروں تک پہنچ جائیں، جب آپ پہنچ جائیں گے پھر ہماری نگرانی اور ذمہ داریوں میں ہوں گے ہم آپ کا تحفظ کریں گے ان تمام باتوں سے جن سے ہم اپنے نفسوں کی حفاظت کرتے ہیں اور جن سے اپنی اولادوں کی اور اپنی عورتوں کی حفاظت کرتے ہیں۔

حضور اس بات سے ڈر رہے تھے کہ کہیں انصار یہ نہ سوچ بیٹھیں کہ ان کے ذمے حضور کی نصرت کرنا صرف مدینے کے اندر ہی لازم ہے اور بس۔ اور ان پر یہ لازم نہیں کہ وہ حضور کے ساتھ چل کر جائیں دشمن کی طرف دوسرے شہروں میں۔

جب رسول اللہ ﷺ نے اَشِیْرُوْا عَلَیَّ اَیُّھَا النَّاس کہا تو سعد بن معاذ نے کہا، اللہ کی قسم! شاید آپ ہمیں مخاطب کر رہے ہیں۔ انہوں نے کہا کہ جی ہاں میری مراد انصار سے ہے تو سعد بن معاذ نے کہا کہ تحقیق ہم لوگ آپ کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں، ہم نے آپ کو سچا جانا ہے اور ہم نے اس بات کی گواہی دی ہے کہ آپ جو کچھ لے کر آئے ہیں وہ حق ہے۔ اور ہم نے آپ کے ساتھ اسی بات پر عہد کئے ہیں اور میثاق قائم کئے ہیں سمع پر اور اطاعت پر۔ آپ چلئے یا رسول اللہ اس مقصد کے لئے جس کا آپ ارادہ کر چکے ہیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر آپ ہمیں اس سمندر پر لا کر کھڑا کریں گے تو ہم بھی آپ کے ساتھ اس میں گھس جائیں گے ہم میں سے کوئی ایک بھی پیچھے نہیں رہے گا۔

اور ہم اس بات کو بھی ناپسند نہیں کریں گے کہ ہم کل صبح اپنے دشمن سے ٹکرائیں، بے شک ہم جنگ کے وقت البتہ صابر ہوں گے ثابت قدم ہوں گے، سچے ہوں گے ٹکراتے وقت۔ شاید اللہ تعالیٰ آپ کو دکھائے گا ہم سے وہ کیفیت جس سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی اور آپ ہمارے بارے میں خوش ہوں گے اللہ کی برکت پر۔ چنانچہ اس سے رسول اللہ ﷺ خوش ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، چلو روانگی اختیار کرو اور خوشخبری سُن لو بے شک اللہ تعالیٰ نے وعدہ دیا ہے دو جماعتوں میں سے ایک کا۔ اللہ کی قسم! البتہ گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں ابھی ابھی قوم قریش کے گرنے کی جگہوں کو (یعنی جہاں جہاں وہ مر کر گریں گے)۔

کہتے ہیں کہ ادھر سے قریش بھی روانہ ہو چلے اور آکر وہ وادی میں سے پرلے کنارے پر اُترے اور بدر کے کنویں کے قریب والے کنارے پر تھے۔ اور مسلمان بدر میں قریب والے کنارے میں تھے ٹیلے کے بطن میں مدینے کی طرف سے۔ اتنے میں اللہ نے بارش بھیج دی۔ وادی بدر کی زمین نرم تھی۔ حضور نے اور صحابہ نے جو جگہ منتخب کی تھی وہ ایسی تھی کہ بارش سے زمین مزید جم گئی، اس پر چلنا آسان ہو گیا اور قریش نے جو جگہ منتخب کی تھی وہ ایسی تھی کہ اس پر چلنا دشوار ہو گیا تھا نیز حضور نے جلدی سے پانی پر قبضہ کر لیا بدر کے کنویں اور عمدہ جگہ پر پڑاؤ کیا تھا۔ حجاب بن منذر نے کہا تھا۔

یا رسول اللہ ﷺ! کیا اس ٹھکانے پر اللہ نے آپ کو اُتارا ہے؟ یعنی اچھی جگہ پر۔ ہمیں اس سے آگے بھی نہیں جانا چاہئے اور اس کو چھوڑنا بھی نہیں چاہئے؟ یا یہ محض رائے ہے؟ یا جنگی چال ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ یہ ایک جنگی چال ہے بھی اور رائے بھی؟ لہٰذا حجاب نے کہا کہ نہیں یہ کچھ مناسب جگہ نہیں ہے یا رسول اللہ ﷺ! آپ اُٹھیئے اور ہم لوگ تمام قلیبوں کو اور کھائیوں کو اپنے پیچھے کی جانب کر لیں، اس کے بعد ہر قلیب اور کھائی کو گہرا کروالیں۔ ہاں مگر ایک قلیب کو چھوڑ دیں اس پر ایک حوض کھود لیں۔ ہم لوگ ان لوگوں سے لڑتے بھی رہیں گے اور پانی بھی پیتے رہیں گے اور وہ پانی نہیں پی سکیں گے حتیٰ کہ اللہ ہمارے اور ان کے بیچ میں فیصلہ کر دے گا۔ حضور ﷺ نے اس کی رائے کو پسند کیا۔ آپ نے یہی کیا کہ قلیبیں گہری کر دی گئیں اور جس قلیب پر آپ اُترے تھے اس پر حوض بنا دیا گیا، اسے پانی سے بھروا دیا گیا پھر اس میں برتن ڈال دیئے گئے۔

صبح ہوئی تو قریش اس پر آئے۔ عتبہ بن ربیعہ اس پر آیا اپنے سرخ اُونٹ پر۔ حضور نے جب ان کو ٹیلے سے اُترتے دیکھا تو فرمایا:

اللهم هذه قريش قد اقبلت بخيلائها و فخرها تحادُّك و تكذب رسولك اللهم فأحنهم الغداة ـ

اے اللہ یہ قریش ہیں جو پورے اپنے کبر و غرور کے ساتھ آئے ہیں، انہوں نے آپ کو چیلنج کیا ہے اور تیرے رسول کی تکذیب کی ہے۔

اے اللہ! تو ان کو ہلاک فرما صبح ہی صبح۔

اس کے بعد ابن اسحاق نے حکم بن حزام کا اشارہ ذکر کیا ہے ترک قتال کے بارے میں اور عتبہ بن ربیعہ کی خاص اس کی موافقت اور ابوجہل کی مخالفت کا اور ابوجہل کا عتبہ کو شرم و عار دلانے کا ذکر کیا ہے یہاں تک کہ اس نے عتبہ کو بُرا بھلا کہا تھا۔ (ابن ہشام ۲/۲۴۳-۲۶۱)

☆☆☆

باب ٦

تذکرۂ تعداد ان اصحاب رسول ﷺ کا
جو آپ کے ساتھ بدر میں شرکت کے لئے نکلے تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن سلمان فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عیسیٰ نے اور اسماعیل بن اسحاق نے، ان دونوں نے کہا کہ حدیث بیان کی محمد بن کثیر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سفیان بن سعید ابواسحاق سے، اس نے براء بن عازب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ آپس میں حدیث بیان کرتے تھے کہ اصحاب بدر تین سو دس سے کچھ اُوپر تھے اصحاب طالوت بادشاہ کی تعداد کے مطابق جن لوگوں نے ان کے ساتھ نہر پار کی تھی اور ان کے ساتھ نہر پار کرنے والے صرف مؤمن ہی تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن کثیر سے۔ (کتاب المغازی۔ باب عدۃ اصحاب بدر۔ الحدیث عن:۳۹۵۹)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن عبداللہ بن بشران العدل نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوالحسین بن ابوعمرو عثمان بن احمد بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابوعبداللہ احمد بن حنبل نے، ان کو یحیٰ بن سعید نے، ان کو سفیان نے، ان کو ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا حضرت براء سے کہ میں اور ابن عمر بدر والے دن چھوٹے سمجھے گئے تھے جبکہ ہم بھی اصحاب محمد تھے۔ ہم اس میں حدیث بیان کرتے تھے کہ اصحاب بدر کی تعداد تین سو اور دس سے کچھ اُوپر تھی۔ اصحاب طالوت کی طرح جنہوں نے ان کے ساتھ نہر پار کی تھی اور ان کے ساتھ نہر اہل ایمان نے ہی پار کی تھی۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے، اس نے یحیٰ بن قطان سے۔ (فتح الباری ۷/۳۹۱۔ عن ابن ابی شیبہ)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسین بن ابوعیسیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالملک بن ابراہیم جُدی نے، ان کو شعبہ نے ابواسحاق ہمدان سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا براء بن عازب سے، وہ کہتے ہیں کہ مہاجرین یوم بدر میں اسی کے لگ بھگ تھے اور انصار دو سو چالیس کے قریب تھے۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث وہب بن جریر سے، اس نے شعبہ سے۔ (کتاب المغازی۔ باب عدۃ اصحاب بدر۔ فتح الباری ۷/۲۹۰)

اصحاب بدر کی تعداد اصحاب طالوت کی طرح تھی .... (۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سعید بن ابومریم نے، ان کو خبر دی ابن محبقہ نے، ان کو یزید بن ابوحبیب نے، ان کو حدیث بیان کی اسلم ابوعمران نے کہ اس نے سُنا ابوایوب انصاری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم مدینے میں تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے کہا تھا کیا تم تیار ہو اس پر کہ ہم لوگ نکل جائیں اور اس قافلے کو جا کر ملیں، شاید کہ اللہ تعالیٰ ہمیں غنیمت دے دے۔ چنانچہ ہم نے کہا ٹھیک ہے۔ لہٰذا ہم لوگ روانہ ہوئے۔ جب چلے تو ایک دن یا دو دن چلتے رہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم ایک دوسرے کی گنتی کریں۔ گنا تو ہم لوگ تین سو تیرہ آدمی تھے۔ ہمیں خبر دی نبی کریم ﷺ نے ہمارے شمار کرنے کے لئے۔ حضور اس پر خوش ہوئے اور اللہ کا شکر ادا کیا اور فرمایا کہ ان کی تعداد اصحاب طالوت کی طرح تھی۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبدالعزیز بن عمران نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی احمد بن محمد عنبری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عثمان بن سعید داری نے، ان کو یحییٰ بن سلیمان جعفی نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ حُیّی نے ابوعبدالرحمن حلّی سے اور اس نے عبداللہ بن عمرو سے یہ کہ نبی کریم ﷺ یوم بدر میں نکلے تین سو پندرہ جنگجوؤں کے ساتھ جیسے طالوت نکلے تھے۔ابوعبداللہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا کی تھی جب آپ نکلے تھے۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ حُفَاةٌ فَاحمِلْهُمْ ۔ اِنَّهُمْ عُرَاةٌ فَاكْسِهِمْ اَللّٰهُمَّ اِنَّهُمْ جِيَاعٌ فَأَشْبِعْهُمْ ۔

اے اللہ! یہ اصحابہ کرام ننگے پاؤں ہیں پیدل ہیں ان کو سواری عطا فرما۔ اے اللہ! بے شک یہ ننگے ہیں آپ ان کو لباس عطا فرما۔ اے اللہ! یہ لوگ بھوکے ہیں ان کو پیٹ بھر رزق عطا فرما۔

لہٰذا اللہ نے بدر والے دن ان کو فتح عطا فرمائی۔ جب واپس لوٹ کر گئے تو ان میں سے کوئی آدمی ایسے نہیں رہا تھا بلکہ کسی کے پاس ایک اونٹ تھا تو کسی کے پاس دو اُنٹ تھے اور انہوں نے کپڑے بھی پہنے اور خوب سیر ہو گئے تھے۔

گھڑسوار مقداد بن اسود .... (۶) ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ حزمی نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حمزہ بن محمد بن عباس نے، ان کو کہا حسن بن سلام نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مسلم بن ابراہیم نے، ان کو عمر یعنی ابن ابوزائدہ نے، ان کو ابواسحاق نے براء سے، وہ کہتے ہیں کہ بدر کے دن گھڑسوار مقداد بن اسود تھے اور کوئی نہیں تھا۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالقاسم حزمی نے، ان کو حمزہ بن محمد نے، ان کو حسن بن سلام نے، ان کو ابوغسان مالک بن اسماعیل نہدی نے، ان کو زہیر نے، ان کو ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عامر شعبی سے، وہ کہتے ہیں کہا حضرت علی ؓ نے، وہ کہتے تھے کہ جنگ بدر والے دن ہم لوگوں میں گھڑسوار مقداد ہی تھے اور کوئی نہیں تھا وہ سفید سیاہ رنگ یا چتکبرے گھوڑے پر سوار تھے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید بن افرابی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو ابن ابوعدی نے شعبہ سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے حارثہ بن فضرّ ب سے یہ کہ حضرت علی ؓ نے فرمایا، ہم سب نے بدر کی رات اپنے آپ کو دیکھا تھا کہ ہم لوگ سب نیند کر رہے تھے سوائے رسول اللہ ﷺ کے کہ درخت کے پاس نماز پڑھ رہے تھے اور دعاء مانگ رہے تھے حتیٰ کہ صبح ہوگئی۔اور ہم لوگوں نے اپنے آپ کو دیکھا تو کوئی بھی ہم میں سے گھڑسوار نہیں تھا سوائے مقداد کے۔

حسن نے کہا اور ہمیں حدیث بیان کی ابوعباد نے شعبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواسحاق نے حارثہ سے، اس نے حضرت علی ؓ سے اس کی مثل۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن اسحاق بغوی نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوصخر سے ابومعاویہ بجلی سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس سے، یہ حضرت علی ؓ بن ابوطالب نے اس سے کہا تھا ہمارے پاس بدر میں دو گھوڑے تھے ایک گھوڑا زبیر کا تھا اور دوسرا گھوڑا مقداد کا تھا یعنی بدر والے دن۔

رسول اللہ ﷺ کا طالب اجر وثواب ہونا .... (۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبداللہ بن اسحاق خراسانی عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن مکرم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی روح بن عبادہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حماد بن سلمہ نے عاصم بن بھدلہ سے، اس نے زر سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے، وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ

جنگ بدر والے دن تین تین افراد ایک اُونٹ پر باری باری سوار ہورہے تھے۔ حضرت علی حضرت ابولبابہ زملی اور رسول اللہ ﷺ ایک اُونٹ پر سوار تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی باری آئی تو وہ کہتے آپ سوار ہوجائیے ہم پیدل چلتے ہیں۔ حضور فرماتے تھے کہ مجھے بھی تمہاری طرح اجرو ثواب کی ضرورت ہے، میں اجروثواب کے لئے تم سے کچھ کم ضرورت مند نہیں ہوں اور نہ ہی تم پیدل چلنے میں مجھ سے زیادہ قوی ہو۔

(اخرجہ النسائی فی السیر۔ تحفۃ الاشرف ۷/۲۶۔ الحاکم فی مستدرک ۳/۲۰)

اسی طرح روایت کیا گیا ہے اس اسناد کے ساتھ اور اہل مغازی کے نزدیک مشہور مرشد بن ابومرشد غنوی ہے ابولبابہ کے بدلے میں کہ اس کو رسول اللہ ﷺ نے مقام روحاء سے واپس بھیج دیا تھا اور اس کو مدینے پر اپنا نائب مقرر کیا تھا۔

تعداد اہل بدر .... (۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوعمر حفص بن عمر نمیری نے، ان کو حماد نے، ان کو ہشام نے محمد سے، اس نے عبیدہ سلمانی سے، وہ کہتے ہیں کہ اہل بدر کی تعداد تین سو تیرہ یا چودہ تھی۔ ان میں سے دوسو ستر انصار بھی تھے اور باقی سارے لوگ تھے۔

(۱۲)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، ان کو جنید بن اسحاق نے، ان کو ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اشعث نے حسن سے، وہ کہتے ہیں کہ اہل بدر کی تعداد تین سو دس سے کچھ زیادہ تھی۔ دوسو ستر سے کچھ اُوپر انصار تھے اور باقی سارے مہاجرین میں سے تھے ان میں سے بارہ غلام تھے۔ کہتے ہیں کہ کہا محمد بن سیرین نے کہ اہل بدر کی تعداد تین سو تیرہ یا چودہ تھی۔ ان میں سے دوسو تیرہ انصار تھے باقی سارے مہاجر تھے۔

(۱۳)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابوعبداللہ نے، ان کو عبد الرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ معمر نے کہا کہ میں نے سُنا زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ بدر میں جولوگ حاضر ہوئے یا تو وہ قریش تھے یا انصاری تھے یا دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کے حلیف تھے۔

(۱۴)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان لوگوں کے اسماء گرامی میں جو بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوئے تھے فرمایا کہ تین سو تیرہ آدمی تھے۔ ان میں سے مہاجرین ستر آدمی تھے اور انصار دوسو چھتیس تھے۔

انہوں نے کہا ہے ایک روایت میں عبداللہ بن ادریس سے مروی ہے کہ مسلمانوں کی تعداد یوم بدر میں تین سو تیرہ تھی۔ ان میں سے قریش اور مہاجرین چوہتر آدمی تھے باقی سارے انصار تھے۔

(۱۵)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسن بن ربیع نے، ان کو ابن ادریس نے ابن اسحاق سے، اس نے اس مذکورہ کو ذکر کیا ہے۔

اور یونس بن بکیر نے ان سے اسماء اہل بدر کا ذکر کیا ہے اور ان کو موسیٰ بن عقبہ وغیرہ نے بھی ذکر کیا ہے۔ اور میرا ارادہ ہے کہ میں ان لوگوں کے اسماء بعد میں ذکر کروں جو شخص کسی بھی مشہد میں حاضر ہوا مشاہد رسول میں سے ہے۔ اس کے بعد انشاء اللہ ان کا تذکرہ الگ کروں گا ایک عمدہ جلد کے ساتھ تاکہ یہ کتاب طویل نہ ہوجائے۔ اللہ ہی توفیق دیتا ہے صحیح اور درست کام کی۔

☆☆☆

باب ۷

تذکرہ۔تعداد ان مشرکین کی جو بدر کی طرف چل کر آئے تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو سعید بن المرزائی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو عمرو بن محمد عنقزی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسرائیل نے ابواسحاق سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے حارثہ بن مضرب سے، اس نے حضرت علی بن ابی طالب سے کہ ہم نے بدر والے دن دو آدمیوں کو پکڑا، ایک عرب تھا اور دوسرا غلام تھا۔ میں نے عربی کو چھوڑ دیا اور ہم نے غلام کو پکڑ لیا، وہ غلام تھا عقبہ بن ابو معیط کا۔ بس کہا کہ زیادہ تر تعداد ان کی ایسی تھی کہ ان کا خطرہ شدید تھا۔ ہم لوگوں نے اسے پیٹنا شروع کیا، یہاں تک کہ ہم اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے، اس نے ان کو بھی کچھ بتانے سے انکار کر دیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ ایک ہزار کی تعداد میں ہیں، ہر اُونٹ کے لئے ایک سو آدمی ہوتے ہیں کھانے والے۔

حضرت علی، سعد، زبیر کو جاسوسی کے لئے روانہ کرنا .... (۲) اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو العباس رحم نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی یزید بن رومان نے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ جب بدر کے قریب آئے تو آپ نے علی بن ابو طالب کو روانہ کیا اور سعد بن ابو وقاص کو اور زبیر بن عوام کو اپنے اصحاب کی ایک جماعت کے ساتھ کہ وہ جا کر اس کے لئے خبروں کی جاسوسی کریں۔ انہوں نے قریش کو پانی پلانے والے غلام پالئے جو غلام تھے بنو سعید بن العاص کے۔ اور غلام واسطے بنو حجاج کے، وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔

راوی نے قصہ ذکر کیا ہے اور اس میں کہا ہے۔ اس میں کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے کہا کہ بہت تھے، ہم نہیں جانتے کہ ان کی تعداد کتنی ہے۔ آپ نے پوچھا روزانہ وہ کتنے اُونٹ ذبح کرتے ہیں؟ انہوں نے بتایا ایک دن دس اور دوسرے دن نو اُونٹ ذبح کرتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ لوگ نوسو سے ہزار کے درمیان ہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں سے کہا، ان میں قریش کے اشراف اور سردار لوگ کون کون ہیں؟ ان دونوں نے بتایا کہ سردار یہ ہیں، عتبہ اور شیبہ۔ اسی طرح انہوں نے ان کے صنادید کا ذکر کیا۔ اس کے بعد رسول اللہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ یہ ہے مکہ جس نے اپنے جگر کے ٹکڑے تمہاری طرف پھینک دیئے ہیں۔ (ابن ہشام ۲/۲۵۵-۲۵۶)

باب ۸

عریش (سائبان، چھپرا) جو رسول اللہ کے لئے بنایا گیا تھا

بدر کے دن جب لوگ باہم ٹکرا گئے تھے

ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابو بکر بن حزم نے یہ کہ سعد بن معاذ نے رسول اللہ سے فرمایا، بدر کے دن جب لوگ مسلمان اور مشرک باہم ٹکرائے تھے یا رسول اللہ کیا ہم آپ کے لئے ایک سائبان نہ بنادیں آپ اس کے اندر رہیں اور ہم وہاں پر آپ کے لئے سواریاں بھی بٹھادیں اور ہم اپنے دشمن سے ٹکرائیں۔ اگر اللہ نے ہمیں ان پر غلبہ عطا کیا اور ہمیں کامیابی سے ہمکنار فرمایا تو یہ وہ چیز ہے جو ہمیں محبوب ہے۔

اور خدانخواستہ اگر دوسری کیفیت ہوگئی یعنی اگر ہم مارے گئے تو آپ اپنی سواریوں پر بیٹھ کر پچھلوں سے جاملیں گے ہماری قوم سے۔اللہ کی قسم! آپ کے پیچھے بھی ایسے لوگ ہیں جو آپ کے ساتھ محبت کرنے میں کسی طرح ہم سے کم نہیں ہیں۔

اگر ان کو پتہ چل جائے کہ ہم لوگ جنگ میں گھرے ہوئے ہیں تو وہ آپ سے پیچھے نہیں رہیں گے۔وہ آپ سے محبت کریں گے اور آپ کی نصرت کریں گے۔

حضور نے اس مشورے کو سراہا۔سعد بن معاذ اوراس کے لئے دعا فرمائی۔لہٰذا آپ ﷺ کے لئے ایک سائبان بنایا گیا،اس میں حضور کے ساتھ ابوبکر بھی تھے اور کوئی آپ کے ساتھ نہیں تھا۔(ابن ہشام ۲/۲۶۰)

باب ۹

حضور ﷺ کا مشرکین کے خلاف بددعا کرنا

دونوں جماعتوں کے باہم ٹکرانے سے قبل اور بعد

اور آپ کے اصحاب کا مشرکین کے خلاف بددعا کرنا اور ان کا اپنے ربّ سے فریاد کرنا اور اللہ تعالیٰ کا ان کی دعاؤں کو قبول کرنا اور فرشتوں سے ان کی مدد کروانا اور نبی کریم ﷺ کا مشرکین کے مرکر گرنے کی جگہوں کی خبر دینا ان کے مرکر گرنے سے قبل اور اس سب کچھ میں آثارِ نبوت کا ظہور

ارشادِ باری تعالیٰ :

واذ یعد کم اللہ احدی الطائفتین انھا لکم و تودون ان غیر ذات الشوکۃ تکون لکم ویرید اللہ ان یحق الحق بکلماتہ ویقطع دابر الکفرین لیحق الحق ویبطل الباطل ولو کرہ المجرمون اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکۃ مردفین ۔(سورۃ الانفال : آیت ۷،۸،۹)

اے پیغمبر! یاد کرو اس وقت کو جب اللہ نے تمہیں وعدہ دیا تھا کہ دو چیزوں میں سے ایک تمہارے لئے ہوگی (قافلہ یا اللہ کی مدد) اور تم پسند کرتے تھے کہ تمہارے لئے وہ چیز ہو جس میں تمہیں کانٹا بھی نہ چبھے۔اللہ تعالیٰ چاہتا ہے وہ سچ کو سچا کرے اپنے کلام میں اور کافروں کی جڑ کاٹ دے۔تاکہ سچا کرے سچ کو اور جھوٹا کرے جھوٹ کو۔اگرچہ مجرم لوگ اس کو ناپسند کریں۔یاد کرو اس وقت کو جب تم اپنے ربّ سے فریاد کر رہے تھے،بس اس نے تمہاری دعا قبول کی بایں صورت کہ میں تمہاری مدد کرنے والا ہوں یکے بعد دیگر آنے والے فرشتوں کے ذریعے۔

اس آیت کے بعد والی آیات بھی دلائل نبوۃ میں سے ہیں،جن میں نعاس و انزال المطر و التشبیت و التقلیل فی العین وغیرہ آثار نبوت ہیں۔

ہم قوم موسیٰ علیہ السلام کی طرح نہیں .... (۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابومحمد جناح بن بدیر بن جناح محاربی نے کوفے میں۔ دونوں نے کہا کہ ان کو ابوجعفر محمد بن علی بن رحیم نے، ان کو احمد بن حازم بن ابوغرزہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبیداللہ بن موسیٰ نے اور ابو نعیم نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل نے مخارق سے، اس نے طارق بن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابن مسعود سے، وہ کہتے ہیں کہ میں حضرت مقداد ابن اسود کے ساتھ جنگ میں موجود تھا۔ مجھے ان کا مصاحب ہونا بہت پسند تھا۔ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور وہ مشرکین کے خلاف بددعا کر رہے تھے تو مقداد نے کہا، ہم آپ کو ایسے نہیں کہیں گے جیسے قوم موسیٰ نے ان سے کہا تھا :

اذھب انت و ربك فقاتلا انا ھھنا قاعدون ۔

جاؤ تم اور تمہارا رب جا کر لڑو، ہم تو یہاں بیٹھے ہیں۔ بلکہ ہم تو آپ کے آگے لڑیں گے، پیچھے لڑیں گے، دائیں بائیں لڑیں گے۔

ابن مسعود کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا رسول اللہ ﷺ کا چہرہ، یہ سُن کر چمک اُٹھا تھا اور آپ بہت خوش ہو گئے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابونعیم سے۔ (کتاب المغازی۔ باب قول اللہ تعالی اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم۔ فتح الباری ۷/۲۸۷)

غزوہ بدر میں مشرکین کی ہلاکت کی جگہ کی نشاندہی کرنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رودباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن بکر بن عبدالرزاق تمار نے بصرہ میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد سلیمان بن اشعث سجستانی نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو حماد نے ثابت سے، اس نے انس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو بُلایا اور بدر کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔ اچانک انہوں نے قریش کے ایک آدمی کو بُلایا جو سیاہ فام غلام تھا بنوحجاج کا، اصحاب نبی نے اس کو پکڑا تھا اور اس سے پوچھنا شروع کیا کہ ابو سفیان کہاں ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم! مجھے اس کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے مگر قریش کے بارے میں بتا سکتا ہوں کہ وہ آ گئے ہیں (قریب میں)۔ ان میں ابوجہل ہے عتبہ ہے، شیبہ ہے، ربیعہ کے دونوں بیٹے ہیں، اُمیہ بن خلف ہے۔

کہتے ہیں جب اس نے ان کو یہ بتایا تو انہوں نے اس کی پٹائی کر دی۔ اس نے کہا کہ مجھے چھوڑ مجھے چھوڑ۔ میں تمہیں بتاتا ہوں۔ جب انہوں نے اس کو چھوڑ دیا تو اس نے کہا کہ اللہ کی قسم مجھے ابوسفیان کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے لیکن قریش تمہارے اُوپر آیا چاہتے ہیں۔ ان میں ابوجہل ہے اور ربیعہ کے بیٹے اور شیبہ ہیں، اُمیہ بن خلف ہے۔ نبی کریم ﷺ نماز پڑھ رہے تھے اور یہ باتیں سُن رہے تھے۔ جب آپ نے سلام پھیرا تو فرمایا کہ اللہ کی قسم! جس کے قبضے میں میری جان ہے تم لوگ اس کو مار رہے ہو حالانکہ وہ تمہیں سچ بتا رہا ہے اور تم اس کو چھوڑنا چاہتے ہو جب وہ تم سے جھوٹ بولے گا۔ یہ قریش ابوسفیان کی حفاظت کے لئے آ رہے ہیں۔

انس کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ جگہ فلاں کے مر کر گرنے کی ہے صبح۔ اور آپ نے زمین پر ہاتھ رکھ لیا تھا۔ اور فرمایا کہ یہ فلاں کے مر کر گرنے کی جگہ ہے صبح۔ پھر آپ نے زمین پر ہاتھ رکھ لیا۔ انس نے کہا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جن جن کا نام لے کے جگہ آپ نے متعین کی تھی اس جگہ سے ذرا بھر بھی کوئی شخص ادھر اُدھر نہیں ہوا، اسی جگہ پر ہی مر کر گرے تھے۔ حضور ﷺ نے حکم فرمایا انہیں پاؤں سے پکڑ کر گھسیٹ کر بدر کی کھائی میں گرا دیا جائے۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ الحدیث ص ۲۶۸۱۔ باب الاسیر ینال منه ویضرب۔)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے ابوعمرو بن ابوجعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو عفان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے، اس نے انس ؓ سے یہ کہ نبی کریم نے صحابہ سے مشورہ کیا، جب ان کو ابوسفیان کے آنے کی اطلاع پہنچی، ابوبکر صدیق نے بھی کلام کیا۔ حضور نے اس سے بھی صرف نظر کر لی، اس کے بعد عمر نے کلام کیا آپ نے اس سے بھی صرف نظر کر لی۔ پھر سعد بن عبادہ کھڑے ہوئے انہوں نے عرض کی کہ کیا ہم لوگوں کی یعنی انصار کی رائے لینا چاہتے ہیں؟ یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کی قسم جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر ہمیں حکم دیں کہ تم لوگ سمندر میں گُھس جاؤ تو گُھس جائیں گے اور اگر آپ حکم دیں گے کہ ہم اپنی سواریوں کو مقام برک الغماد پر دوڑا دیں تو ہم بھی وہی کریں گے۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اعلان کے ذریعے بُلایا جانے کے لئے اور چل پڑے اور مقام بدر میں اُتر گئے۔ اس کے بعد راوی نے حدیث ذکر کی ہے۔ سیاہ فام غلام کے بارے میں جس کو انہوں نے پکڑ لیا تھا اور حضور کے اس قول کو جس میں فرمایا تھا کہ فلاں فلاں شخص قتل ہو کر فلاں جگہ مرے گا روایت موسیٰ کے مطابق۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ باب غزوۃ بدر الحدیث ص۸۳)

اور اسی طرح واقع ہوا ہے روایت سعید بن عبادہ میں اور اس کے سواء دیگر نے سعد بن معاذ کہا ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ہے ابوبکر محمد بن حسین بن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد طیالسی نے، ان کو حدیث بیان کی ہے سلیمان بن مغیرہ نے ثابت سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں ہم لوگ ایک دوسرے کو پہلی تاریخ کا چاند دکھا رہے تھے۔ سب نے میرے سوا یہ کہا کہ اس نے دیکھ لیا ہے۔ میں نے حضرت عمر ﷺ سے کہا، اے امیر المؤمنین! کیا آپ نے اسے دیکھ لیا ہے۔ میں ان کو دکھانے لگا۔ جب وہ دیکھنے سے تھک گئے یعنی ان کو نظر نہ آیا تو وہ کہنے لگے میں تھوڑی دیر بعد اپنے بستر پر لیٹے لیٹے دیکھ لوں گا۔ اس کے بعد وہ ہمیں بدر کے متعلق بتانے لگے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہمیں خبر دے رہے تھے گذشتہ روز لوگوں کے گرنے اور جگہوں کے بارے میں کہ انشاء اللہ آئندہ صبح یہ جگہ فلاں کے گرنے کی ہوگی اور یہ جگہ انشاء اللہ فلاں کے گرنے کی ہوگی۔ میں قسم ہے اس ذات کی جس نے ان کو حق کے ساتھ بھیجا تھا اس جگہ حد سے انہوں نے خطاء نہ کی تھی بلکہ اسی اسی جگہ مرے تھے بلکہ اسی جگہ گرائے جاتے تھے اور اس کے بعد وہ قلیب بدر میں پھینک دیئے گئے تھے۔ اور نبی کریم ﷺ آئے اور فرمانے لگے: اے فلاں بن فلاں، اے فلاں بن فلاں کیا تم نے اپنے رب کے وعدے کو سچا پا لیا ہے؟ مجھے میرے رب نے جو وعدہ دیا تھا اسے سچا پا لیا ہے۔

میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ ایسے جسموں سے کلام کر رہے ہیں جن کے اندر روحیں ہی نہیں ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تم ان سے زیادہ نہیں سُن رہے بلکہ وہ خوب سُن رہے ہیں لیکن وہ میری بات کا جواب نہیں دے سکتے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے شیبان وغیرہ سے، اس نے سلیمان بن مغیرہ سے۔

(کتاب الجنۃ وصفۃ نعیمھا واھلھا۔ باب عرض مقعد المیت من الجنۃ والنار الحدیث ص۷۶)

ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری اسفرائنی نے وہاں پر وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو خبر دی یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو عبدالرحمن بن مہدی نے، ان کو شعبہ نے ابواسحاق سے، اس نے حارثہ سے، اس نے حضرت علی ﷺ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے اندر بدر والے دن گھڑ سوار کوئی نہیں تھا سوائے مقداد بن سعد کے، وہ کالے چتے گھوڑے پر سوار تھے۔ اور میں نے دیکھا کہ ہم میں سے ہر کوئی سو رہا تھا سوائے رسول اللہ ﷺ کے۔ مگر رسول اللہ ﷺ کیکر کے درخت کے نیچے نماز پڑھتے رہے اور روتے رہے حتیٰ کہ صبح ہو گئی تھی۔ (النسائی سنن الکبریٰ، فی الصلاۃ۔ تحفۃ الاشرف ۷/۳۵۷)

غزوۂ بدر پر رسول ﷺ کا طویل سجدہ .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن سنان القزاز نے، ان کو عبیداللہ بن مہید ابوعلی حنفی نے، ان کو عبیداللہ بن عبدالرحمن نے بن موہب سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی اسماعیل بن عون نے عبیداللہ بن ابورافع سے، اس نے عبداللہ بن محمد عمر بن علی بن ابوطالب نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا سے، اس نے علی بن ابوطالب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب بدر کا دن تھا تو میں نے کچھ قتال کیا۔ اس کے بعد میں جلدی جلدی آیا تا کہ میں رسول اللہ کو دیکھوں کہ وہ کیا کر رہے ہیں۔ میں جب آیا تو وہ سجدہ کر رہے تھے اور یہ کہہ رہے تھے اور وہ ہمیشہ یہ کہتے رہے یاحی یا قیوم، یا حی یا قیوم اس پر کچھ اضافہ نہیں کیا۔ پھر میں قتال کی طرف واپس لوٹ گیا، پھر آپ بدستور سجدے میں تھے اور وہی پڑھ رہے تھے۔ اس کے بعد پھر میں قتال کے لئے چلا گیا۔ پھر تیسری بار آیا تو وہ بدستور سجدے میں تھے اور یہی پڑھ رہے تھے یہاں تک کہ اللہ نے ان کو فتح دی۔

(طبقات ابن سعد ۲/۱۷۔ البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۶۷)

(۸) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی ابوالعباس اسماعیل بن عبداللہ بن محمد مکیالی نے، ان کو عبداللہ احمد اھواز نے، ان کو اسماعیل بن عثمان عسکری نے، ان کو اعمش سے اس نے ابواسحاق سے، اس نے ابوعبید سے، اس نے عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نہیں سُنا کسی قسم دینے والے کو کہ اس نے ایسی قسم دی ہو جو حق ہو، جو مناشد زیادہ شدید ہو محمد ﷺ کے مناشد سے (اللہ کی قسم دینے سے)۔ یوم بدر میں آپ فرمارہے تھے :

اللهم انی أنشدك عهدك و وعدك۔ اللهم ان تهلك هذه العصابة لاتعبد ۔

اے اللہ! میں تجھے قسم دیتا ہوں تیرے عہد کی اور تیرے وعدے کی۔ اے اللہ! اگر آپ نے اس مختصر سی جماعت کو ہلاک کر دیا تو تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔

اس کے بعد حضور متوجہ ہوئے اور آپ کا چہرہ چاند کا ٹکڑا بنا ہوا تھا۔ اور آپ نے فرمایا کہ گویا میں دیکھ رہا ہوں آنے والی شام لوگوں کی ہلاکت کی جگہ۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد۔ باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر ۳/۱۳۸۳۔۱۳۸۴۔ مسند امام ۱/۳۰۔۳۲)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے اور عمران بن موسیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی وہب بن بطیہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی خالد بن عبداللہ نے خالد، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالاعلیٰ نرسی نے، ان کو حدیث بیان کی عبدالوہاب نے، ان کو خالد نے، ان کو عبدالاعلیٰ نرسی نے، ان کو عبدالوہاب نے، ان کو خالد نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے بدر والے دن اپنے خیمے میں کہا تھا :

اے اللہ! میں تجھے قسم دیتا ہوں تیرے عہد کی اور وعدے کی۔ اے اللہ! اگر تو چاہے تو آج کے دن کے بعد تو کبھی نہ پوجا جائے اور تیری کبھی بھی عبادت نہ کی جائے (یعنی آپ کی کبھی بھی عبادت پھر نہیں ہوگی)۔ اس کے بعد ابوبکر نے ان کا ہاتھ پکڑ لیا اور کہا کافی ہے آپ کے لئے، کافی ہے آپ کے لئے۔ یارسول اللہ! آپ نے خوب عاجزی اور اصرار کیا اپنے ربّ کے ساتھ۔ اس وقت حضور زرہ میں تھے آپ نے وہ اُتاری اور یہ پڑھنے لگے :

سيهزم الجمع ويولون الدبر ۔ بل الساعة موعدهم والساعة ادهى وامر ۔

(سورۃ القمر : آیت ۴۵۔۴۶)

عنقریب شکست کھائیں گے لشکر اور پیٹھ پھیر کر بھاگیں گے بلکہ ان کے وعدے کا وقت قیامت ہے اور قیامت سب سے زیادہ خوفناک ہے اور سب سے زیادہ شدید کڑوی ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن عبداللہ بن حوطب سے، اس نے عبدالوہاب ثقفی سے۔

(کتاب التفسیر۔ تفسیر سورۃ القمر۔ باب قولہ سیہزم الجمع، یولون الدبر۔ الحدیث ص ۴۸۷۔ فتح الباری ۸/۶۱۹)

رسول اللہ ﷺ کا اپنے ربّ کو قسمیں دینا .... (۱۰) ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن احمد جرجانی نے، ان کو ابویعلیٰ نے، ان کو زہیر بن حرب نے، ان کو عمر بن یونس حنفی نے، ان کو عکرمہ بن عمار نے، ان کو ابوزمیل سماک حنفی نے، ان کو عبداللہ بن عباس نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عمر بن خطاب نے، وہ کہتے ہیں کہ جب بدر کا دن تھا، رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کی طرف دیکھا وہ ایک ہزار کی تعداد میں تھے اور آپ کے اصحاب تین سو انیس آدمی تھے۔ حضور ﷺ نے قبلے کی طرف منہ کیا اور اپنے دونوں ہاتھ دراز کر دیئے اور اپنے ربّ کے ساتھ خفیہ باتیں اسی حالت میں کیں کہ آپ کے ہاتھ بدستور دراز کئے ہوئے تھے۔ قبلے کی طرف متوجہ تھے یہاں تک کہ آپ کے کندھے کے اُوپر سے چادر گر گئی تھی۔

عمر بن خطاب نے یہ دیکھ کر عرض کی یارسول اللہ ﷺ اتنا شدید آپ کا اپنے ربّ کو قسمیں دینا اتنی شدت ہے کہ اتنے میں حضرت ابوبکر صدیق آپ کے پاس آئے، انہوں نے آپ کی چادر اُٹھا کر واپس آپ کے کندھوں پر ڈالی اور آپ کے اُوپر آپ کی چادر لپیٹ دی اور عرض کی

کہ یارسول اللہ ﷺ آپ نے اپنے رب کے ساتھ اس قدر شدید مناشد کیا ہے (قسمیں دی ہیں) عنقریب وہ اس وعدے کو پورا کرے گا جو آپ سے وعدہ کیا ہے۔لہٰذا اللہ نے یہ آیت اُتاری :

اذ تستغیثون ربکم فاستجاب لکم انی ممدکم بالف من الملائکة مردفین ۔

(سورۃ الانفال : آیت ۹)

جب تم لوگ اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے اور اس نے تمہاری دعا قبول کی تھی یہ کہہ کر کہ میں تمہاری امداد کرنے والا ہوں ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ جو قطار اندر قطار ہوں گے۔

لہٰذا اللہ نے ان کی مدد فرمائی فرشتوں کے ذریعے۔

ابوزمیل نے کہا، مجھے حدیث بیان کی ہے ابن عباس نے ، وہ کہتے ہیں کہ اچانک ایک آدمی تھا مسلمانوں میں اس دن، وہ بڑی کوشش کر رہا تھا مشرکین سے کسی ایک کے تعاقب میں جو اس کے آگے آگے تھا۔اچانک اس نے چابک کے مارنے کی آواز سُنی اپنے اُوپر سے، اور گھوڑے ہنہنانے کی آواز سُنی ، وہ (نظر نہ آنے والا آدمی) کہہ رہا تھا آگے بڑھ اے حیزوم (یہ فرشتے کے گھوڑے کا نام ہے) ۔ اچانک اس صحابی نے دیکھا کہ وہ مشرک اس کے سامنے گر کر چت پڑا ہوا ہے۔ جب صحابی نے اسے دیکھا تو اس کی ناک کٹی ہوئی پڑی تھی اور اس کا چہرا چیرا ہوا تھا جیسے چابک اسے لگا تھا اور وہ پورا نیلا پڑ چکا تھا۔

وہ انصاری صحابی حضور ﷺ کے پاس آیا اور اس نے آپ کو بتایا۔حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ کہا ہے آپ نے ، یہ تیسرے آسمان سے آئی ہوئی مدد ہے۔

اس دن ستر مشرک قتل ہوئے اور ستر قیدی ہوئے۔مسلم نے اس کو روایت کیا ہے زہیر بن حرب سے۔

(کتاب الجہاد والسیر ۔باب الامداد بالملائکۃ فی غزوۃ بدر)

ملائکہ کا مدد و نصرت کے لئے اُترنا .... (۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو احمد بن عبدالجبار نے ، ان کو یونس بن بکیر نے ، ان کو ابن اسحاق نے ، ان کو عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے ، وہ کہتے ہیں کہ میں اور میرے ایک چچازاد بھائی بدر میں حاضر تھے حالانکہ اس وقت ہم شرک پر تھے اور ہم لوگ ایک پہاڑ میں بیٹھے انتظار کر رہے تھے شکست کے واقع ہونے کا کہ ہم بھی کسی چیز پر جھپٹیں گے، اتنے میں ایک بادل آیا جب وہ پہاڑ کے قریب ہوا تو میں نے اس کے اندر سے ایک گھوڑے کے ہنہنانے کی آواز سُنی اور اسی میں سے ہم نے ایک گھوڑے سوار کی آواز سُنی ۔ کہہ رہا تھا آگے بڑھو اے حیزوم (فرشتوں کے گھوڑے کا نام) ۔ بہر حال میرے ساتھی نے اپنے دل کا پردہ کھول لیا اور وہ اسی جگہ مر گیا اور بہر حال رہا میں تو میں بھی مرنے کے قریب ہی تھا اس کے بعد میں نے ہوش سنبھال لیا۔(سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷۳۔۲۷۴)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے ، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو عبداللہ بن ابوبکر نے ، ان کو احمد بن عبدالجبار نے ، ان کو یونس بن بکر نے ، اس نے بن عمرو بن حزم نے بنوساعدہ کے کسی آدمی سے ، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابوسعید مالک بن ربیعہ سے۔اس کے بعد ان کی نظر ضائع ہوگئی تھی۔

وہ کہتے ہیں کہ اگر میں بدر میں آج موجود ہوتا اور میری بینائی بھی موجود ہوتی تو میں تمہیں اس گھاٹی کی خبر دیتا جس سے فرشتے نکلے تھے۔ نہ میں شک کرتا ہوں اور نہ ہی جھگڑا۔(سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷۴)

جب فرشتے نازل ہوئے تھے اور ابلیس نے ان کو دیکھا اور ادھر اللہ نے بتایا تھا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم لوگ پکارو اہل ایمان کو۔ اور فرشتوں کا اہل ایمان کو پکارنا بایں صورت تھا کہ فرشتہ آتا تھا آدمی کے پاس انسانی شکل میں جس کو وہ پہچانتا ہوتا تھا۔وہ کہتے تھے تم لوگ خوش

ہوجاؤ یہ مشرک لوگ کچھ بھی نہیں ہیں اور اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ ہے، وہ ان پر حملہ کردیتے تھے۔ جب ابلیس نے فرشتوں کو دیکھا تو وہ اپنی ایڑیوں پر واپس لوٹ گیا اور کہنے لگا کہ میں تم سے بیزار ہوں اور وہ فرشتہ سراقہ کی شکل میں تھا۔

اتنے میں ابوجہل سامنے آیا، وہ اپنے احباب کو جوش دلا رہا تھا اور کہہ رہا تھا کہ تم لوگوں کو سراقہ کا بے مدد چھوڑ جانا خوف زدہ نہ کرے، بے شک وہ تو محمد ﷺ اور اس کے صحاب کے وعدے پر تھا۔ پھر بولا قسم ہے لات وعزیٰ کی ہم لوگ خالی واپس نہیں جائیں گے حتیٰ کہ ہم محمد (ﷺ) کو اس کے اصحاب کو پہاڑوں میں باندھ کر قید کریں گے۔ تم لوگ ان کو قتل نہ کرنا بلکہ گرفتار کرنا۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو محمد بن محمد بن داؤد مسوری نے، ان کو عبدالرحمٰن بن محمد بن ادریس نے، ان کو عزیز نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی سلامہ نے عقیل سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابن شہاب نے، وہ کہتے ہیں کہ کہا ابوحازم نے سہل بن سعد سے، کہا ابواُسید ساعدی نے اس وقت جب اس کی بینائی ختم ہوگئی تھی۔ اے بھتیجے! اللہ کی قسم اگر میں بدر میں ہوتا اور تم بھی اور پھر اللہ تعالیٰ میری نظر کھول دے تو میں تجھے وہ گھاٹی دکھا دیتا جس سے ہمارے اوپر اس دن فرشتے نکلے تھے بغیر کسی شک کے، آپ بھی شک نہ کیجئے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن بُطہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمر نے، ان کو ابن ابوحبیب نے داؤد بن حسین سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے (ح)۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن محمد بن ابراہیم تیمی نے اپنے والد سے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عائذ بن یحییٰ نے ابوالحویرث سے، اس نے عمارہ بن اکیمہ لیثی سے، اس نے حکیم بن حزام سے، انہوں نے کہا جب جنگ شروع ہوگئی تو رسول اللہ دونوں ہاتھ اُٹھائے اللہ سے دعا مانگ رہے تھے اور جو اللہ نے ان سے وعدہ کیا تھا اور کہہ رہے تھے اے اللہ! اگر چہ مشرک لوگ اس مٹھی بھر جماعت پر غالب آگئے تو شرک غالب ہوجائے گا اور تیرا دین قائم نہ ہوسکے گا۔ اور ابوبکر کہہ رہے تھے اللہ کی قسم! اللہ ضرور آپ کی مدد کرے گا، اللہ آپ کے چہرے کو ضرور چمکائے گا۔ لہٰذا اللہ نے یہ آیت اُتاری:

الفا من الملائکہ مردفین

قطار اندر قطار ہزار فرشتے دشمن کے کندھوں کے پاس۔

اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خوش ہوجاؤ اے ابوبکر یہ رہے جبرائیل علیہ السلام پیلا عمامہ باندھے ہوئے تین آسمان وزمین کے مابین اپنے گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے ہیں۔ جب زمین اُترے تو ایک ساعت کے لئے وہ مجھ سے ملے اور غائب ہوگئے۔ اس کے بعد وہ نمودار ہوئے حالانکہ اس کے سامنے کے دانت چمک رہے تھے اور وہ کہہ رہے تھے آپ کے پاس اللہ کی نصرت اسی وقت آگئی تھی جب آپ دعا کررہے تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۷۶)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابواحمد حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن عبدالرحمٰن نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمٰن بن محمد بن سلام نے، ان کو ابراہیم بن موسیٰ فراء نے، ان کو حدیث بیان کی عبدالوہاب نے، ان کو خالد نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے بدر والے دن فرمایا تھا، یہ رہے جبرائیل علیہ السلام اپنے گھوڑے کے سر پر ہاتھ رکھے ہوئے ہیں اس پر آلات حرب لدے ہوئے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابراہیم بن موسیٰ سے۔ (کتاب المغازی۔ باب شہود الملائکۃ بدرالحدیث ص ۳۹۹۵۔ فتح الباری ۷/۳۱۲)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ بن سعدی نے، ان کو خبر دی محمد بن خالد بن عثمہ نے، ان کو موسیٰ بن یعقوب زمعی نے، ان کو ابوالحویرث نے یہ کہ محمد بن جبیر بن مطعم نے، اس کو حدیث بیان کی ہے کہ اس نے حضرت علی ﷺ سے سُنا جو کہ خطبہ دے رہے تھے۔ فرمایا کہ میں قلیب بدر میں سے باہر آرہا تھا اچانک شدید ہوا آئی جس نے مجھے واپس اسی جگہ

دھکیل دیا۔اس کے بعد پھر شدید ہوا آئی اس قدر شدید ہوا میں نے نہیں دیکھی مگر بس پہلے والی ہوا۔اس کے بعد پھر شدید ہوا آئی۔چنانچہ پہلی ہوا جبرائیل تھے جوایک ہزار فرشتوں میں اُترے تھے رسول اللہ کے ساتھ مدد کے لئے جو کہ دائیں طرف تھے اور دوسری ہوا میکائیل علیہ السلام تھے جو حضور کی مدد کے لئے ہزار فرشتوں کے ساتھ اُترے تھے بائیں طرف تھے۔تیسری ہوا اسرافیل علیہ السلام تھے جوایک ہزار فرشتے کے ساتھ حضور کی مدد کے لئے اُترے یہ بائیں طرف میسرہ میں تھے۔اور میں بھی میسرہ میں تھا۔

اللہ نے جب حضور کے دشمنوں کو شکست دی تو حضور نے مجھے اپنے گھوڑے پر سوار کیا، وہ بدکا جس کی وجہ سے میں گر گیا پیچھے کی طرف۔ پھر میں نے اللہ سے دعا کی اس نے مجھے روک دیا جب میں اس پر پوری طرح بیٹھ گیا تو میں نے اپنے اس ہاتھ سے قوم میں نیزہ مارا حتیٰ کہ اس نے اس جگہ کو رنگین وخون آلود کر دیا،اس نے اپنی بغل کی طرف اشارہ کر کے بتایا۔

(الھیثمی فی مجمع الزوائد ۶/۷۷۔البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۷۹۔السیرۃ الشامیۃ ۴/۶۱۔الخصائص الکبریٰ ۱/۲۰۰)

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو یونس بن بکیر نے مسعر بن کدام سے،اس نے ابوعون سے،اس نے ابوصالح سے،اس نے حضرت علی ﷺ سے،وہ کہتے ہیں کہ بدر والے دن مجھ سے ابوبکر سے کہا گیا تھا۔ہم میں سے ایک سے کہا گیا تھا کہ تیرے ساتھ جبرائیل ہے اور دوسرے سے کہا تھا کہ ترے ساتھ میکائیل اور اسرافیل فرشتے ہیں جو قتال میں موجود ہیں اور قتال کا مشاہدہ کر رہے ہیں،وہ خود قتال نہیں کر رہے مگر صف میں ہیں۔

(مسند احمد ۲/۲۵۵۔البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۷۹۔الخصائص الکبریٰ ۱/۲۰۱)

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو حدیث یاد تھی ابوزکریا یحییٰ بن محمد عنبری نے،ان کو محمد بن ابراہیم عبدی نے،ان کو یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے،ان کو محمد یحییٰ بن زکریا حمیدی نے،ان کو علاء بن کثیر نے،ان کو ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن مسور بن مخرمہ نے،ان کو ابو امامہ بن سہل نے،وہ کہتے ہیں کہ مجھے میرے والد نے کہا تھا،اے بیٹے!ہم لوگوں نے بدر والے دن خود کو دیکھا تھا کہ ہم میں سے کوئی ایک آدمی اپنی تلوار کا اشارہ کرتا تھا کسی مشرک کے سر کی طرف لیکن اس کا سر اس کے دھڑ سے علیحدہ ہو کر گر جاتا تھا تلوار کے اس تک پہنچنے سے بھی قبل۔(البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۸۰۔السیرۃ الشامیۃ ۴/۶۳)

(۱۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو یونس بن بکیر نے،ان کو ابن اسحاق نے،ان کو میرے والد اسحاق بن یسار نے،ان کو بنی مازن کے کچھ مردوں نے ابو واقد لیثی سے،وہ کہتے ہیں کہ میں بدر والے دن مشرکین میں سے ایک کا تعاقب کر رہا تھا تا کہ میں اسے ماردوں مگر میں نے دیکھا کہ میری تلوار کے اس تک پہنچنے سے قبل ہی اس کا سر تن سے جدا ہو چکا ہے جس سے میں سمجھ گیا کہ میرے سوا کسی اور نے اس کو قتل کر دیا ہے۔

(۱۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو یونس بن بکیر نے،ان کو عیسیٰ بن عبداللہ تیمی نے ربیع بن انس سے،وہ کہتے ہیں کہ بدر والے دن لوگ فرشتوں کے ہاتھوں قتل ہونے والوں کو پہچان رہے تھے جن کو انہوں نے قتل کیا تھا گردن کے اُوپر سے۔اس وجہ سے کہ ان کے پوروں پر آگ کے ایسے نشان تھے جیسے اس سے جلائے گئے ہیں۔(البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۸۱۔السیرۃ الشامیہ ۴/۶۳)

بدر کے دن فرشتوں کی پہچان سفید پگڑیاں .... (۲۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو حسین بن علی بن محمد بن یحییٰ دارمی نے، ان کو احمد بن محمد بن حسین نے،ان کو عمرو بن زرارہ نے،ان کو زیاد بن عبداللہ نے محمد بن اسحاق سے،اس نے کہا کہ مجھے اس نے خبر دی ہے جس کو میں جھوٹ کی تہمت نہیں لگا سکتا۔اس نے مقیم سے جو مولیٰ تھے عبداللہ بن حارث کے،اس نے ابن عباس سے،وہ کہتے ہیں کہ فرشتوں کی

پہچان بدر والے دن سفید پگڑیاں تھیں جن کے طرے و شملے پیٹھ کے پیچھے لٹکائے ہوئے تھے اور یوم حنین میں سُرخ عمامے تھے اور ملائکہ نے کسی جنگ میں خود قتال نہیں کیا تھا سوائے جنگ بدر کے۔ دیگر جنگوں میں وہ تعداد بڑھانے اور مدد دینے کے لئے تھے وہ خود نہیں مارتے تھے۔
(سیرۃ ابن ہشام ٢/٢٧٤)

(٢١) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمر نے، ان کو عبداللہ بن موسیٰ بن عبداللہ بن ابوامیہ نے وہب بن عبداللہ سے، اس نے مولیٰ سہیل بن عمرو سے، اس نے سہیل بن عمرو سے۔ کہتے ہیں میں نے بدر والے دن ابلق گھوڑوں پر سوار سفید جوان دیکھے تھے جو آسمان و زمین کے درمیان تھے۔ ان پر نشان لگے ہوئے تھے وہ قتل بھی کر رہے تھے اور قید بھی کر رہے تھے۔

اور ابواسید ساعدی بعد میں حدیث بیان کرتا تھا کہ جب ان کی بینائی چلی گئی تھی کہتے تھے کہ میں آج بھی بدر میں تمہارے ساتھ ہوتا اور میری بینائی بھی ہوتی تو میں تمہیں وہ گھاٹی دکھاتا جس میں سے فرشتے نکلے تھے۔ مجھے اس میں نہ کوئی شک ہے نہ ہی کوئی وہم ہے۔
(البدایۃ والنہایۃ ٣/٢٨١۔ الخصائص الکبریٰ ١/٢٠١۔ سبل الھدیٰ ٤/٦٣)

وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی تھی خارجہ بن ابراہیم نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جبرائیل علیہ السلام سے کہا تھا۔ کون کہہ رہا تھا فرشتوں میں سے بدر والے دن آگے بڑھ اے حیزوم؟ جبرائیل علیہ السلام نے کہا تھا اے محمد ﷺ! میں یہ آسمان کے فرشتوں کو نہیں پہچانتا۔ (البدایۃ والنہایۃ ٣/٢٨١۔ سبل الھدیٰ ٤/٦٣)

وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی اسحاق بن یحییٰ نے حمزہ بن صہیب سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نہیں جانتا کتنے ہاتھ کٹے ہوئے تھے یا کتنے گہرے زخم تھے جن کے زخم خون نہیں دے رہے تھے بدر والے دن میں نے انہیں دیکھا تھا۔
(البدایۃ والنہایۃ ٣/٢٨١)

انہوں نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ نے ابوعقیل سے، اس نے محمد بن سہیل بن ابی خیثمہ سے، اس نے رافع بن خدیج سے، اس نے ابوبردہ بن ینار سے، وہ کہتے ہیں کہ میں بدر والے دن تین انسانی سر اُٹھا کر لایا اور حضور ﷺ کے سامنے رکھ دیئے، اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ان میں دو سر تو وہ ہے جن کو میں نے خود قتل کیا ہے۔ اور بہرحال تیسرا سر ایسا ہے کہ میں نے دیکھا تھا کہ ایک لمبے قد والا سفید رنگ کا آدمی تھا اس نے اس کو قتل کیا ہے اور میں یہ سر بھی لایا ہوں، رسول اللہ ﷺ نے دیکھ کر فرمایا، یہ فلاں فرشتہ تھا۔
(ابن کثیر ٣/٢٨١۔ الزوائد للہیثمی ٦/٨٣)

اور حضرت ابن عباس فرمایا کرتے تھے کہ نہیں قتال کیا تھا ملائکہ نے مگر یوم بدر میں۔ (سیرۃ ابن ہشام ٢/٢٧٤)

کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابراہیم بن ابوحبیبہ نے داؤد بن حصین سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ فرشتہ کسی ایسے شخص کی صورت اختیار کرتا تھا لوگوں میں سے جس کو یہ لوگ جانتے ہوتے تھے وہ آ کر ان مجاہدین کو ثابت قدم رہنے کی تلقین کرتے تھے۔ اور وہ کہتا تھا تمہارے قریب میں ہوں۔ میں نے سُنا تھا ان لوگوں سے وہ کہتے تھے کہ اگر یہ لوگ مجھ پر حملہ کریں گے تو ہم ان کو رہنے نہیں دیں گے۔ یہ لوگ مشرک کچھ بھی نہیں ہیں۔ اسی بات کو بیان کرنے کے لئے یہ آیت نازل ہوئی تھی :

اذ یوحی ربك الی الملائکة انی معکم فثبتوا الذی آمنوا ۔ الخ

(سورۃ انفال : آیت ١٢)

یاد کرو اس وقت کو جب تیرا رب وحی کرتا تھا فرشتوں کی طرف کہ میں تمہارے ساتھ ہوں تم لوگ اہل ایمان کو پکار کھو۔

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن محمد بن ابراہیم نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ سائب بن جیش حضرت عمرؓ کے عہد میں حدیث بیان کیا کرتے تھے۔ اللہ کی قسم لوگوں میں سے کسی نے مجھے اسیر نہیں بنایا تھا۔ کہا گیا کہ کون؟ وہ کہنے لگے کہ جب قریش شکست کھا گئے میں بھی ان کے ساتھ ساتھ تھا میں بھی شکست کھا گیا۔ مجھے ایک سفید رنگ طویل قامت شخص نے پکڑ کر باندھ دیا۔ میں نے دیکھا وہ سفید گھوڑے پر سوار تھا آسمان وزمین کے درمیان قائم تھا۔ اس نے مجھے کس کر باندھ دیا۔ اتنے میں عبدالرحمٰن بن عوف آئے اس نے مجھے باندھا ہوا پایا تو اس نے لشکر میں اعلان کرنا شروع کیا کہ اس کو کس نے باندھ دیا ہے (یعنی یہ تو کسی کے قابو میں نہیں آتا تھا)۔ کوئی ماننے کو تیار نہیں تھا کہ کسی نے مجھے بھی باندھ دیا۔ وہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے ابن جیش تجھے کس نے قید کیا ہے؟ میں نے کہا کہ میں اس کو پہچانتا نہیں ہوں اور میں نے اس کو جس طرح دیکھا ہے میں ان کو بیان کرنا بھی پسند نہیں کرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تجھے فرشتوں نے باندھا ہے اے ابن عوف سے لے جائیے اپنے قیدی کو۔ چنانچہ عبدالرحمٰن بن عوف مجھے لے گئے۔ سائب کہتے ہیں کہ میں ہمیشہ اس جملے کو یاد کرتا تھا اور میرا اسلام مؤخر ہو گیا تھا حتیٰ کہ میرا معاملہ ہوا سو ہوا۔ (الواقدی ۱/۶۸۔البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۸۱۔الخصائص الکبریٰ ۱/۲۰۲)

کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عائذ بن یحییٰ نے ان کو ابوالویرث نے عمار بن اکیمہ لیثی سے، اس نے حکیم بن حزام سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے خود دیکھا تھا بدر والے دن۔ تحقیق وادی خلص میں آسمان سے گھوڑے اترے تھے جنہوں نے آسمان کے کنارے کو بھر رکھا تھا اور وادی چیونٹیوں سے بہنے لگی تھی تو میرے دل میں یہ بات آئی تھی کہ یہ کوئی آسمانی چیز ہے جس کے ساتھ محمد ﷺ کی مدد کی گئی ہے اور وہ فرشتے تھے۔ لہٰذا کیا ہونا تھا شکست ہی ہونا تھی۔ (الواقدی فی المغازی ۱/۸۰۔ابن کثیر ۳/۲۸۱)

(۲۲) اور اس میں سے جس کی مجھے خبر دی ہے ابوعبدالرحمٰن سلمی نے، اس کو اجازت دی ہے کہ ابوالحسن بن صبیح نے، اس کو خبر دی ہے کہ عبداللہ بن محمد بن شرویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسحٰق حنظلی نے، ان کو خبر دی وہب بن جریر بن حازم نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا محمد بن اسحٰق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے جبیر بن مطعم سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ میں نے لوگوں کو شکست کھا جانے سے قبل دیکھا تھا جب کہ لوگ قتال کر رہے تھے سیاہ گھوڑے دیکھے تھے جو آسمان سے آئے تھے، سیاہ چیونٹیوں کی طرح (کثرت کے ساتھ)۔ مجھے یقین ہے کہ وہ فرشتے تھے۔ پھر کیا ہوا شکست ہی ہوئی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۸۲۔الخصائص الکبریٰ ۱/۲۰۲)

ابن مبارک نے اس کے متابع بیان کی ہے محمد بن اسحٰق سے۔

باب ۱۰

بدر میں قتال کی ابتداء اور جنگ پر آمادہ کرنا کیوں کر ہوا تھا؟

(۱) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ حافظ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو شبابہ نے، ان کو اسرائیل نے ابواسحٰق سے، اس نے حارثہ سے، اس نے حضرت علیؓ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ جب ہم لوگ مدینے میں آئے تو ہم نے مدینے میں پھل استعمال کئے لہٰذا ہمیں مدینے کی فضا و آب و ہوا موافق نہ آئی، بیمار ہو گئے ہمیں شدید بخار ہو گیا۔ اور حضور ﷺ بدر کے بارے میں معلومات کر رہے تھے۔ جب ہمیں خبر ملی کہ مشرکین (ہم سے لڑنے کے لئے) آرہے ہیں تو رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہو گئے۔ بدر ایک کنواں تھا لہٰذا ہم لوگوں نے مشرکین کے وہاں پہنچنے سے قبل پہل کی بدر پہنچنے میں۔ ہم نے وہاں دو آدمیوں کو پایا ایک آدمی قریش کا تھا دوسرا عقبہ بن ابومعیط کا غلام تھا۔ قریشی تو غائب ہو گیا وہاں سے باقی رہا عقبہ بن ابومعیط کا غلام سو اس کو ہم نے پکڑ لیا۔ ہم نے اس سے پوچھا

کہ اس طرف آنے والے قریش کے لوگ کتنے ہیں؟ اس نے بتایا کہ اللہ کی قسم بہت بڑی تعداد میں ہیں۔ان کا شدید خطرہ ہے جب اس نے یہ بات بتائی تو مسلمانوں نے اس کی پٹائی شروع کر دی اور اس کو نبی کریم ﷺ کے پاس لے گئے۔حضور ﷺ نے وہی سوال کیا کہ قریش کتنی تعداد میں آ رہے ہیں؟ اس نے بتایا کہ اللہ کی قسم بہت بڑی تعداد میں ہیں۔ان کی جنگ سخت ہوگی۔ نبی کریم ﷺ نے کوشش کر لی کہ وہ پوری تعداد بتا دے مگر اس نے نہیں بتائی تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ وہ کتنے اُونٹ ذبح کرتے ہیں روزانہ۔اس نے بتایا کہ ہر روز دس اونٹ ذبح کرتے ہیں تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ ایک ہزار افراد ہیں ایک اونٹ ایک سو بندوں کے لئے ہوتا ہے۔

اس کے بعد ہمیں رات کو بارش آن پہنچی ہم لوگ درخت کے نیچے چلے گئے اور خیمے تلے۔ہم اس کے ساتھ بارش سے بچاؤ کرنے لگے۔ حضور ﷺ نے ساری رات اپنے رب سے دعا کرنے میں گزار دی تھی۔آپ ﷺ بار بار یہ کہتے رہے اے اللہ اگر آپ نے اس مٹھی بھر جماعت کو ہلاک کر دیا تو زمین پر آپ کی عبادت نہیں ہوگی۔ جب صبح ہوگئی تو حضور ﷺ نے اعلان کیا کہ نماز قائم ہو رہی ہے۔لوگ درخت کے نیچے سے چلے آئے اور جھف سے حضور ﷺ نے ہمیں نماز پڑھائی اور قتال پر اُبھارا۔اس کے بعد فرمایا بے شک قریش کی جماعت اس سرخ پہاڑ کے پاس ہوگی۔جب مشرک قوم ہمارے قریب آئی اور ہم نے ان کے سامنے صف بندی کی۔ایک آدمی ان میں سے قوم میں چل رہا تھا ایک اونٹ پر۔حضور ﷺ نے فرمایا اے علی، حمزہ کو میرے پاس بلا کر لاؤ۔وہ ان مسلمانوں میں سے مشرکین کے اس سرخ اُونٹ پر سوار کے زیادہ قریب تھے (حمزہ)۔اور اس بات کے لئے زیادہ موزوں تھے کہ ان سے کیا بات کرنی ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر ہے قوم میں کوئی ایک جو خبر کا امر کرتا ہے تو قریب ہے کہ وہ صاحب ہو۔

اتنے میں حمزہ آ گئے انہوں نے بتایا کہ وہ عقبہ بن ربیعہ ہے اور وہ منع کر رہا ہے قتال سے۔اور ان سے کہہ رہا ہے اے میری قوم! میں نے ان لوگوں کو دیکھا ہے کہ وہ موت کو گلے لگانا چاہتے ہیں۔تم لوگ ان کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے جبکہ تمہارے اندر سردار اور چیدہ لوگ موجود ہیں۔ اے میری قوم! تم لوگ اس معاملے کو مجھ پر رکھ دو اور یہ کہہ دو کہ عقبہ نے بزدلی دکھائی ہے جب کہ تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ میں تم میں سے بزدل نہیں ہوں۔ابو جہل نے یہ بات سنی تو بولے عقبہ کیا تم یہ بات کہہ رہے ہو اللہ کی قسم اگر تیرے سوا کوئی اور اس بات کو کہتا تو میں اس کو کچا چبا جاتا لگتا ہے کہ تیرا سینہ خوف سے بھر چکا ہے۔عقبہ نے کہا کہ کیا آپ کی مراد مجھ سے ہے اے اپنی سرین کو پیلا کرنے والے (نہایہ میں ہے کہ یہ کہہ کر اس نے اس کی بیٹی کے ساتھ تہمت لگائی تھی۔دوسری توجیہ یہ ہے کہ وہ خود اپنی سرین پر زعفران ملتا تھا۔تیسری توجیہ یہ ہے کہ وہ محاورہ ہے جو مالدار اور آسودہ حال شخص کے لئے بولا جاتا ہے جس کو سختیوں کے تجربات نہ ہوئے ہوں)۔

عقبہ نے کہا عنقریب آپ کو معلوم ہو جائے گا کہ ہم میں سے کون بزدل ہے۔چنانچہ عقبہ مقابلے کے لئے باہر آیا اور اس کا بھائی اور اس کا بیٹا ولید بیک وقت غیرت کھا کر۔انہوں نے اعلان کیا کون ہمارے مقابلے پر آئے گا۔اتنے میں ایک انصاری شیبہ کے مقابلے پر آیا تو عقبہ نے کہا کہ نہیں ہم ان سے نہیں لڑنا پسند کریں گے بلکہ ہمارے مقابلے پر ہمارے چچازاد سے کوئی ہمارے سامنے آئے بنو عبدالمطلب میں سے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے علی اُٹھئے، اے حمزہ اُٹھئے، اے عبیدہ بن حارث۔لہٰذا قتل کر دیا عقبہ اور شیبہ ربیعہ کے بیٹوں کو اور ولید بن عقبہ کو اور عبیدہ بن حارث زخمی ہو گئے تھے۔ہم لوگوں نے ان میں سے ستر کو قتل کیا اور ستر کو قیدی بنایا۔چنانچہ انصار میں سے ایک آدمی جو چھوٹے قد کا تھا وہ بنو ہاشم کے ایک آدمی کو قیدی بنا کر لے آیا۔اس قیدی نے کہا اللہ کی قسم اس نے مجھے قید نہیں کیا اللہ کی قسم اسی شخص نے قید کیا ہے جو چہرے کے اعتبار سے سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت تھا۔اس کی کنپٹیوں کے بال صاف تھے، وہ سفید و سیاہ گھوڑے پر سوار تھا۔ مجھے وہ ان تمام لوگوں میں نظر نہیں آ رہا۔اس انصاری نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے اسے قید کیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم چپ ہو جاؤ، اللہ نے تیری تائید فرمائی تھی معزز فرشتے کے ذریعے۔حضرت علی ﷺ نے فرمایا ہم نے بنو عبدالمطلب میں سے عباس کو اور عقیل کو اور نوفل بن حارث کو قید کیا تھا۔(مسند احمد ۱/۱۱۷۔الزوائد للھیثمی ۶/۷۵۔البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۷۷۔۲۷۸)

عمیر بن وہب کو جاسوسی کے لئے بھیجنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے، ان کو ابن اسحٰق نے، ان کو ان کے والد اسحاق بن یسار نے انصار کے شیوخ میں سے۔ انہوں نے کہا کہ قریش نے بدر والے دن عمیر بن وہب کو بھیجا اور انہوں نے کہا تھا کہ تم ہمیں اصحاب محمد ﷺ کا جائزہ لے کر بتاؤ۔ چنانچہ وہ لشکر کے گرد گھوم گیا گھوڑے پر سوار ہو کر، پھر وہ اس کے پاس لوٹ گیا۔ اس نے بتایا کہ تین سو پچاس ہیں یا کچھ کم و بیش ہیں لیکن تم لوگ میرا انتظار کرو میں وادی میں دیکھ کر آتا ہوں کیا پیچھے ان کی مدد میں اور ہیں یا کمین گاہ میں۔ اس نے وادی چھان ماری، غور سے دیکھا پھر آ کر بتایا کہ مجھے کچھ بھی نظر نہیں آیا لیکن سنو اے جماعت قریش میں نے بلائیں دیکھیں ہیں (بلایا بلیۃ کی جمع ہے)۔ ایک سواری یا ایک اونٹنی کو کہتے تھے جس کو کسی میت کی قبر پر باندھ دیتے تھے۔ نہ اسے چارہ دیا جاتا تھا نہ پانی یہاں تک کہ وہ مر جاتی۔

بعض عرب جو بعث کے قائل تھے وہ عقیدہ رکھتے تھے کہ اس قبر کا مردہ اسی پر اُٹھایا جائے گا)۔ عمیر نے کہا تھا کہ میں نے بلایا دیکھی ہیں جو مُردہ کو اٹھائی ہوئی ہیں اور اونٹ ہیں جو موت ثابت کو اٹھائے ہوئے ہیں۔ میں نے ایسی اقوام دیکھی ہیں جن کے پیچھے کوئی ٹھکانہ نہیں اور ان کا تحفظ بس ان کی تلواریں ہیں اور بس۔ نہیں اللہ کی قسم میں نہیں دیکھتا کہ آدمی قتل ہوتا ہے جب وہ اپنے جیسے کو خود قتل کر لے۔ جب وہ اپنے برابر تعداد میں لوگوں کو قتل کر لیں (یعنی تم میں سے) تو اس کے بعد زندہ رہنے میں کوئی خیر نہیں ہے۔ باقی آپ لوگ اپنی رائے دیکھ لو۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۶۱-۲۶۲)

ابن اسحٰق نے کہا اسی اسناد میں جو مذکور ہوئی ہے البتہ قصۂ بدر ہے اور تحقیق ہم نے اس کو ذکر کیا ہے پہلے کہ جب حکیم بن حزام نے یہ بات سنی تو وہ چل کر لوگوں کے پاس گیا اور وہ جا کر عقبہ بن ربیعہ سے ملا اور کہنے لگا اے ابوالولید آپ قریش کے بڑے ہیں اور سردار ہیں اور ایسے مقام پر ہیں کہ آپ کی ہر بات مانی جاتی ہے۔ کیا آپ ایسی بات مانیں گے جس کے بعد آپ آخر وقت تک خیر و عافیت سے رہ جائیں؟ اس نے کہا وہ کیا ہے؟ حکیم نے کہا آپ لوگوں کو واپس لے جائیں اور اپنے حلیف عمرو بن الحضرمی کے خون بہا دینے کی ذمہ داری آپ لے لیں۔

عقبہ نے کہا ٹھیک ہے یہ تو میں مان لیتا ہوں لیکن تم جاؤ ابن حنظلیہ کے پاس یعنی ابوجہل کے پاس۔ اس کے بعد عقبہ لوگوں کو خطاب کرنے کھڑا ہوا۔ اے قریش کی جماعت! تم لوگ اللہ کی قسم کیا کرو گے محمد سے اور ان کے اصحاب سے ٹکرا کر۔ حالانکہ اللہ نے تمہارے قافلے کو تجارت دی ہے اور تمہارے مال بھی بچا لئے ہیں اب تمہیں ضرورت نہیں ہے کہ تم بے مقصد امر میں چلو۔ تم لوگ نکلے تھے اس لئے کہ تم اپنے قافلے کو بچاؤ اور اپنے مالوں کو بچاؤ وہ کام ہو گیا تو اب تم لوگ بزدلی کا الزام محمد پر ڈال دو اور واپس لوٹ چلو۔ اللہ کی قسم اگر تم لوگ محمد سے ٹکراؤ گے تو ہمیشہ ایک دوسرے کی نظروں میں بُرے بن جاؤ گے کیونکہ کوئی اپنے چچا کے بیٹے کو مارے گا کوئی ماموں کے بیٹے کو یا کسی دوسرے اپنے خاندان کے بندے کو۔ لہٰذا واپس لوٹ چلو اور محمد کے اور سارے عرب کے درمیان تخلیہ چھوڑ دو اگر وہ یعنی عرب آپ کو نقصان پہنچائیں گے تو یہ وہ بات جو تم چاہتے ہو اور اگر کوئی اس کو نقصان پہنچائے تو تم تو اس سے بچ کر نکل جاؤ گے تم کسی غیر ضروری امر کے درپے نہیں ہو گے۔

حکیم بن حزام کہتے ہیں کہ میں ابوجہل کے پاس چلا گیا۔ میں نے جا کر کہا، اے ابوالحکم! مجھے عقبہ بن ربیعہ نے آپ کے پاس بھیجا ہے اور وہ ایسے ایسے کہہ رہے ہیں کہ ہم واپس چلے جائیں۔ ابوجہل نے خوب پھٹکارتے ہوئے کہا کہ اللہ کی قسم! محمد نے اس پر جادو کر دیا ہے جب اس نے اس کو دیکھا تھا تو اس پر جادو ہو گیا ہے، جیسے اس نے محمد کو اور اس کے اصحاب کو دیکھا ہے۔ ہرگز نہیں ایسے نہیں ہو سکتا۔ ہم واپس نہیں جائیں گے حتیٰ کہ اللہ ہمارے اور محمد کے درمیان فیصلہ کر دے۔ کیا ہو گیا ہے عقبہ کو کہ اس نے ایسی بات کہی ہے۔ بلکہ بات یہ ہے کہ محمد اور اس کے اصحاب اُونٹ کا گوشت کھا رہے ہیں اور ان میں اس کا بیٹا بھی ہے اس لئے وہ تم سب کو ڈرا رہا ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۶-۲۷۳)

اس کے بعد ابوجہل نے) عمرو بن الحضرمی کے بھائی) عامر بن الحضرمی کے پاس پیغام بھیجا کہ تمہارے حلیف عقبہ کا یہ حال ہے کہ وہ لوگوں کو واپس لے جانا چاہتا ہے (وہ چاہتا ہے کہ ہم تیرے بھائی کا بدلہ نہ لیں) ۔ اور میں تیرا بدلہ اور قصاص تیری نظروں کے سامنے دیکھ رہا ہوں تو اُٹھ کھڑا ہو ۔ لوگوں کو اپنے عہد کی یاد دہانی کرا، اور اپنے بھائی کا قتال یاد دلا ۔ چنانچہ عامر حضرمی کھڑا ہو گیا، اس نے منہ سے کپڑا ہٹایا پھر وہ چیخا، اے عمرو ہے عمرو ۔ چنانچہ اس کے بعد جنگ گرم ہوگئی یعنی برپا ہوگئی شروع ہوگئی اور لوگوں کا معاملہ خراب ہو گیا اور وہ جس شرارت پر تھے اس کو اس پر مزید پکا کر دیا اور لوگوں کی رائے خراب ہوگئی ۔ جس رائے کی طرف اس نے لوگوں کو بُلایا تھا ۔

ابوجہل کا یہ قول جب عقبہ کو پہنچا اس نے گردن کی رگیں پھلاتے ہوئے کہا، عنقریب پیتل کے چوتڑوں والا دیکھ لے گا (یعنی ابوجہل) کہ ہم میں سے کون بزدل تھا جس نے اپنی قوم کو مروایا تھا، میں یا وہ ۔

اس کے بعد عقبہ بن ربیعہ نے لوہے کا خود مانگا سر پر رکھنے کے لئے، مگر بدقسمتی سے اس کے لئے کوئی خود بھی نہ مل سکا جو اس کے سر پر پورا آسکے کیونکہ اس کا سر بڑا تھا ۔ چنانچہ اس نے اپنی چادر سر پر لپیٹ لی تھی اور قریش کے کچھ حواری آئے ۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پانی کے حوض سے پانی پیا، ان میں حکیم بن حزام بھی تھے ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ چھوڑ دان کو ۔ جس جس نے بھی ان میں سے پانی پیا تھا وہ سارے مارے گئے تھے سوائے حکیم بن حزام کے وہ قتل نہیں ہوئے تھے اور اس کے بعد وہ مسلمان ہو گئے تھے ۔ اسلام کو اچھا کر دکھایا ۔ وہ جب بھی کوئی بات ہوتی تو کہتے تھے، قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے بدر والے دن بچا لیا تھا ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۶۳۔۲۶۴)

وہ کہتے ہیں کہ جب اسود بن اسود نے حوض دیکھا تو کہا اللہ کی قسم ! میرا جانا ہوا، جا کر یا تو حوض کو توڑ دیتا ہوں یا میں اس سے قبل مارا جاؤں گا اور وہ آدمی سخت خو تھا اس نے یہ قسم کھائی تھی بد اخلاق تھا ۔ وہ حوض کو توڑنے کے لئے نکلا ۔ ادھر سے ان کی طرف حمزہ بن عبدالمطلب نکلے ۔ انہوں نے اس کو مارا اور انہوں نے نصف پنڈلی سے اس کا پیر کاٹ دیا حالانکہ ابھی وہ حوض تک نہیں پہنچا تھا اور وہ پیٹھ کے بل گر گیا ۔ اس نے اپنا خون آلود پیر اپنے ساتھیوں کی طرف پھینک دیا اور وہ حوض کی طرف گھسنے لگا حتیٰ کہ وہ حوض میں جا پڑا اپنی قسم پوری کرنے کے لئے ۔ حضرت اس کے پیچھے بھاگے اس کو مارنے کے لئے یہاں تک کہ انہوں نے جا کر اس کو حوض کے اندر ہی قتل کر دیا، یہ مشرکین میں سے پہلا مقتول تھا بدر میں ۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۶۴۔۲۶۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسحاق بن منصور نے، ان کو اسرائیل نے ابواسحاق سے، اس نے ابوعبیدہ سے، اس نے عبداللہ بن منصور سے، وہ کہتے ہیں کہ مشرکین ہم لوگوں کی نظروں میں بدر کے دن قلیل بتائے گئے تھے حتیٰ کہ میں نے ایک آدمی سے کہا تھا جو ہمارے پہلو میں کھڑا تھا کہ آپ ان کو دیکھتے ہیں کہ یہ ستر افراد ہوں گے؟ اس نے کہا کہ میں ان کو سمجھتا ہوں کہ یہ ایک سو ہوں گے ۔ کہتے ہیں کہ ہم نے مشرکین کے ایک آدمی کو قید کیا تھا، میں نے اس سے پوچھا کہ تم لوگ کتنے ہو؟ اس قیدی نے بتایا کہ ہم لوگ قریش ایک ہزار ہیں ۔

☆☆☆

باب ۱۱

نبی کریم ﷺ کا یوم بدر میں قتال پرلوگوں کو اُبھارنا
اوراس دن کی جنگ کی شدت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کومحمد بن اسحاق صغانی نے،ان کوابوالنضر نے،ان کوسلیمان بن مغیرہ نے ثابت سے،اس نے انس بن مالک سے،وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے لبسبس کوجاسوس بنا کر بھیجا تھا کہ وہ دیکھ کرآئے کہ ابوسفیان کا قافلہ کیا کررہا ہے؟ وہ جب واپس آیا تو گھر میں میرے سوا کوئی اور نہیں تھا اور رسول اللہ کے سوا۔کہا کہ میں نہیں جانتا کہ اس نے حضور کی بعض عورتوں کو مستثنیٰ کہا تھا۔اس نے رسول اللہ ﷺ کو بات بتائی۔حضور باہر آئے آپ نے لوگوں سے اس بارے میں بات کی۔آپ نے فرمایا کہ ہماری طلب ہے اور ضروریات ہیں جس کے پاس سواری ہوسوار ہونے کے لئے وہ ہمارے ساتھ چلے۔کچھ لوگ آپ سے اجازت مانگنے لگے اپنی سواریوں کی جو بالائی مدینے میں تھیں۔آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ وہ لوگ چلیں جن کی سواریاں فی الحال موجود ہیں۔

حضور ﷺ اور آپ کے اصحاب مدینے سے روانہ ہوکر مشرکین سے قبل بدر میں پہنچ گئے (وہاں پر پانی کا وافر انتظام تھا اور مشہور منزل بھی دونوں فریقوں نے وہیں پہنچنا تھا) مشرکین بھی آگئے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،تم میں سے کوئی آدمی بھی کسی کام سے نہ اُٹھے یہاں تک کہ میں خود بتاؤں گا۔مشرکین قریب آگئے تو رسول اللہ ﷺ نے اعلان فرمادیا اُٹھو جنت کی طرف لپکو جس کا عرض آسمان وزمین کی طرح فراخ ہے۔

اتنے میں عمیر بن حمام انصاری نے عرض کی،یارسول اللہ! کیا واقعی جنت کی وسعت ارض وسماء کے برابر ہے؟ فرمایا،جی ہاں۔اس نے کہا بس بس بڑی بات ہے بڑی بات ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے یہ لفظ بخ بخ کیوں کیا؟ اس نے بتایا کہ کچھ نہیں یارسول اللہ! بس اس امید پر کہ میں بھی اہل جنت میں سے ہوں گا۔رسول اللہ ﷺ نے عمیر سے کہا واقعی تو اہل جنت سے ہے۔اتنے میں اس نے اپنی تھیلی میں خشک کھجوریں نکالیں اور ان کو کھانے لگا اور کہنے لگا اگر میں زندہ رہا تو میں اپنی یہ کھجوریں کھاؤں گا زندگی بڑی بڑی ہے۔

یہ کہہ کر اس نے وہ کھجوریں پھینک دیں جو اس کے پاس تھیں اور اس نے مشرکین سے قتال شروع کیا حتیٰ کہ قتل ہوگیا۔

اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ سے اور ایک جماعت ابوالنضر سے۔

(البخاری۔کتاب الامارۃ۔باب ثبوت الجنۃ للشہید الحدیث ص ۱۴۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابومحمد بن یوسف اصفہانی نے،ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن محمد زعفرانی نے،ان کو عمرو بن محمد عنقری نے،وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی اسرائیل نے ابواسحاق سے،اس نے حارثہ بن مضرب سے،اس نے حضرت علی ﷺ سے،وہ کہتے ہیں جب یوم بدر آیا تو ہم لوگ مشرکین سے بچنے کے لئے رسول اللہ کا سہارا لیتے تھے آپ سخت جنگجو تھے یعنی سب لوگوں سے زیادہ جنگجو تھے۔(مسند امام احمد ۱/۱۲۶)

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن نے،ان کو حدیث بیان کی شبابہ نے،ان کو اسرائیل نے،اس نے ذکر کی اس کی مثل اور اس میں اس نے اضافہ کیا ہے (مقابلے کے لئے) رسول اللہ ﷺ سے مشرکین کے سب سے زیادہ قریب اور کوئی نہیں ہوتا تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو احمد بن عبداللہ بن یونس نے، ان کو عبدالرحمن بن غسیل نے عباس بن سہل بن سعد حمزہ بن ابوالسید ساعدی سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جب بدر میں باہم ٹکرائے تھے مشرکین کے ساتھ تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا کہ جب وہ تمہارے قریب ہوں (یعنی تمہاری رینج میں ہوں) جب ان کو تیر مارنا (کہ کہیں خواہ مخواہ ضائع نہ ہو) اور اپنے اپنے تیروں کو سیدھا رکھو (پہلے سے تیار رکھو)۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی رودباری نے، ان کو ابوبکر بن درسہ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوداؤد نے، ان کو احمد بن سنان نے، ان کو ابواحمد زبیری نے، ان کو عبدالرحمن بن سلیمان بن غسیل نے حمزہ بن اسد سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ بدر والے دن جب ہم نے صف بندی کی (مشرکین کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ جب وہ تمہارے قریب آجائیں تو تم ان پر تیر چلا دینا اور اپنے تیروں کو سیدھا سامنے رکھو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن محمد جعفی سے، اس نے ابواحمد زبیری سے۔

(کتاب المغازی۔ باب حدثنی عبداللہ محمد الجعفی۔ فتح الباری ۷/۳۰۶۔ مسند احمد ۳/۴۹۸)

بدر کے دن مہاجرین کا شعار .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے ان کو حدیث بیان کی عمر بن عبداللہ بن عروہ نے حضرت عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بدر والے دن مہاجرین کا شعار اور علامتی نشان یا بنی عبدالرحمن مقرر کیا تھا اور بنو خذرج کا شعار یا بنی عبداللہ اور قبیلہ اوس والوں کا شعار یا بنی عبیداللہ مقرر کیا تھا اور اپنے گھوڑے کا نام خیل اللہ رکھا تھا۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۶۹)

ابن سعد نے یہ اضافہ کیا ہے اپنی روایت میں کہ مجموعی شعار سب کے لئے یہ مقرر کیا تھا، یَا مَنْصُوْرُ أَمِت۔

باب ۱۲

عتبہ بن ربیعہ اور اس کے دو ساتھیوں کا

میدانِ کارزار میں مقابلہ کا چیلنج کرنا اور اس موقع پر اللہ تعالیٰ کا اپنے دین کی نصرت کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالرحمن بن عبداللہ حُرفی نے بغداد میں، ان کو حدیث بیان کی حمزہ بن محمد بن عباس نے، ان کو حسن بن سلام نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو اسرائیل نے، ان کو ابواسحاق نے حارثہ بن مضرب سے، اس نے حضرت علی ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ عتبہ مقابلے کے لئے سامنے آئے اور ان کے بھائی شیبہ اور ان کے بیٹے ولید غیرت کھا کر اُٹھے اور کہنے لگے کوئی ہے ہم سے مقابلہ کرنے والا۔ چنانچہ ان کے مقابلے کے لئے انصار میں سے چند نوعمر جوان سامنے آئے مگر عتبہ نے کہا کہ ہم ان سے نہیں لڑنا چاہتے بلکہ ہمارے ساتھ مقابلہ ہمارے چچازادوں میں سے یعنی بنوعبدالمطلب میں سے کوئی سامنے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اُٹھئے اے علی، اُٹھے حمزہ، اُٹھئے اے عبید بن حارث۔ چنانچہ اللہ نے قتل کیا عتبہ اور شیبہ اُمیہ کے بیٹوں کو اور ولید بن عتبہ کو اور زخمی ہو گیا تھا عبید بن حارث۔ (مسند احمد ۱/۱۱۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی رودباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن درسہ نے ابوداؤد نے، ان کو ہارون بن عبداللہ نے، ان کو عثمان بن عمر نے، ان کو خبر دی اسرائیل نے، اس نے ان کو ذکر کیا اپنی اسناد کے ساتھ اور اسی مفہوم کے ساتھ۔ انہوں نے اضافہ کیا ہے۔ حمزہ آئے عتبہ کے

مقابلے کے لئے اور میں آیا شیبہ کے لئے عبیدہ اور ولید میں دو ضربوں کا تبادلہ ہوا۔ دونوں میں سے ہر ایک نے دوسرے کو بوجھل کر دیا پھر ہم لوگ ولید پر بل پڑے اسے قتل کر دیا اور عبید کو ہم نے اُٹھالیا۔

حضرت حمزہ کا شیبہ کو قتل کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان سے جن سے قصہ بدر مروی ہے اس نے کہا، پھر عتبہ اور شیبہ اور ولید مقابلے کے لئے نکلے اور انہوں نے مقابلے کے لئے چیلنج دیا۔ لہٰذا اس کے مقابلے کے لئے انصار کے کچھ نوجوان سامنے آئے یعنی عوف اور معوذ عفرآء کے بیٹے اور ایک دوسرا آدمی جسے عبداللہ بن رواحہ کہا جاتا تھا۔ عتبہ نے ان لوگوں سے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم انصار کا گروہ ہیں، عتبہ ان لوگوں سے بولے کہ ہم کو آپ لوگوں سے کوسروکار نہیں ہے۔ اس کے بعد ان کے منادی نے اعلان کیا اے محمد! ہمارے مقابلے پر ہماری ہی کفو کے لوگوں کو نکالئے ہماری قوم میں سے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اُٹھئے اے حمزہ، اُٹھئے سے علی، اُٹھئے سے عبید۔ جب مقابلے کے لئے کھڑے ہو گئے اور ان کے قریب ہوئے تو مشرکین نے کہا جی ہاں عزت والے کفو تو ہیں۔ چنانچہ عبید نے عتبہ کو مقابلہ کیا، دونوں نے ایک دوسرے کو چوٹیں دیں اور ایک دوسرے کو مضبوط پکڑ لیا۔ اور حمزہ نے شیبہ کا مقابلہ کیا اور اس کو اس کی جگہ پر قتل کر دیا۔ اور علی نے ولید کا مقابلہ کیا اس نے اس کو بھی اسی جگہ قتل کر دیا۔ اس کے بعد دونوں نے پلٹ کر عتبہ پر حملہ کیا اور دونوں نے اس کو قتل کر دیا اور اپنے ساتھی کو زخمی حالت میں اُٹھالائے۔ اور سامان میں ان کی حفاظت کی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۶۵)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی نے کوفے میں، ان کو احمد بن حازم بن ابوغرزہ نے، ان کو خبر دی عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو سفیان بن سعید نے، ان کو ابوہاشم نے، ان کو ابومجلز نے قیس بن عباد سے، اس نے ابوذر سے، وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہوئی :

هذان خصمان اختصموا فی ربهم ۔ (سورۃ الحج : آیت ۱۹)

(یہ دولڑنے والے ہیں جو اپنے رب کے لئے لڑرہے ہیں)۔

فرمایا کہ یہ علی اور حمزہ اور عبید بن حارث۔ اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ثوری سے۔ (بخاری کتاب التفسیر تفسیر سورۃ حج۔ باب ہذان خصمان اختصموا۔ فتح الباری ۸/۴۴۳)

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو خبر دی محمد بن عبدالملک نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو سلیمان تیمی نے، ان کو ابومجلز نے قیس بن عباد سے، وہ کہتے ہیں کہ علی حمزہ اور عبیدہ بن حارث اور عتبہ بن ربیعہ اور شیبہ بن ربیعہ اور ولید بن عتبہ نے باہم مقابلہ کیا انہیں کے بارے میں یہ آیت اُتری :

هذان خصمان اختصموا فی ربهم ۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوبکر بن عبداللہ وراق نے بغداد میں، ان کو ابراہیم بن عبداللہ بصری نے، ان کو محمد بن اعلیٰ نے، ان کو معتمر بن سلیمان تیمی نے اپنے والد سے، اس نے ابومجلز سے، اس نے قیس بن عباد سے، وہ کہتے ہیں کہ علی بن ابوطالب نے انہوں نے کہا کہ میں پہلا شخص ہوں گا جو اللہ کے آگے قیامت کے دن خصومت کے لئے بحث کروں گا۔

کہتے ہیں کہ قیس نے کہا اس نے مذکورہ معنی اور مفہوم ذکر کیا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح محمد بن عبداللہ رواشی سے، اس نے معتمر سے۔ (کتاب المغازی۔ باب قتل ابی جہل)

☆☆☆

باب ۱۳

ابوجہل بن ہشام کا

کفرواسلام کی دونوں صفوں کے ٹکرانے کے وقت فتح کی دعا کرنا اور ابوجہل کا یہ (دعائیہ) قول یا اس کا جس کافر نے بھی ان میں سے کیا تھا مکے میں

اَللّٰھُمَّ اِنْ کَانَ ھٰذا ھُوَ الْحَقَّ مِنْ عِنْدِكَ فَاَمْطِرْ عَلَیْنَا حِجَارَةً مِّنَ السَّمَآءِ اَوِ ئْتِنَا بِعَذَابٍ اَلِیْمٍ ۔ (سورۃ الانفال: آیت ۳۲)

اے اللہ! اگر یہ قرآن اور یہ دین محمد سچ ہے تیری طرف سے تو پھر ہمارے اُوپر پتھروں کی بارش برسا کر ہمیں ہلاک کردے یا ہمارے اُوپر کوئی دردناک عذاب بھیج دے .... (لہذا اللہ نے بدر والے دن عذاب دیا تھا ان کوتلوار کے ذریعے)

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے زہری نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر عذری نے کہ بے شک فتح مانگنے والا بدر کے دن ابوجہل بن ہشام تھا۔ ابن ثعلبہ کہتے ہیں کہ جب دونوں جماعتیں باہم ٹکرائیں تو ابوجہل نے کہا تھا، اے اللہ! ہمارے رشتوں کو کاٹ دے اور ہمارے اُوپر ان لوگوں کو مسلط کر کے لے آ جن کو ہم نہیں جانتے اور مجھے صبح تک ہلاک کردے۔

فرمایا کہ اسی کے نتیجے میں وہ قتل ہو گیا، اسی کے بارے میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَ کُمُ الْفَتْحُ ۔ الخ (سورۃ الانفال : آیت ۱۹)

صالح بن کیسان نے زہری سے اس کی متابع حدیث بیان کی ہے۔ آیت کا مفہوم اس طرح ہے کہ" اگر تم فتح ونصرت مانگتے ہو تو تمہارے پاس فتح آچکی ہے۔ الخ

اس مفہوم آیت کے بارے میں تین اقوال ہیں :

(۱) یہ کہ یہ خطاب ہے کفار کے لئے، کیونکہ انہوں نے فتح ونصرت مانگی تھی مسلمانوں کے خلاف۔

(۲) یہ کہ یہ خطاب ہے اہل ایمان کے لئے یعنی اگر تم نصرت اور مدد مانگتے ہو تو تمہارے پاس نصرت ومدد آ چکی ہے۔ الخ

(۳) یہ کہ اِنْ تَسْتَفْتِحُوْا فَقَدْ جَآءَ کُمُ الْفَتْحُ ۔ الخ یہ اہل ایمان کو خطاب ہو اور باقی ماندہ خطاب کفار کے لئے ہے۔

تفصیل میں طوالت ہے اصل کتاب کے حاشیہ پر ملاحظہ فرمائیں۔ (از مترجم)

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے کئی بار، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن نضر نے، ان کو عبیداللہ بن معاذ نے بن معاذ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی، ہمارے والد نے، ان کو حدیث بیان کی شعبہ نے عبدالحمید صاحب زیادہ سے، وہ کہتے ہیں حضرت انس سے یہ حدیث سُنی گئی تھی، وہ کہتے ہیں کہ ابوجہل نے کہا تھا :

اللھم ان کان ھذا ھو الحق من عندك فامطر علینا حجارة من السمآء اوائتنا بعذاب الیم ۔

(سورۃ انفال : آیت ۳۲)

اے اللہ! اگر یہ قرآن یہ دین محمدی حق سچ ہے تیری طرف سے تو ہمارے اُوپر پتھروں کی بارش برسا کر ہلاک کر دے یا ہمارے پاس کوئی دردناک عذاب بھیج دے۔

لہٰذا جواب میں یہ آیت نازل ہوئی :

وما کان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللّٰہ معذبھم وھم یستغفرون ۔

(سورہ انفال : آیت ۳۳)

اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو اس حالت میں عذاب نہیں دیتے کہ آپ بھی ان کے اندر موجود ہوں، اور اس طرح بھی اللہ ان کو عذاب نہیں دیتے کہ جب وہ توبہ استغفار کر رہے ہوں۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن نضر سے۔ (البخاری فی تفسیر سورۃ الانفال ۔ باب وما کان اللہ للیعذبھم ۔ فتح الباری ۸/۳۰۹)

(۳) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسن احمد بن عبدوس طرائفی نے، ان کو عثمان بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن صالح نے معاویہ بن صالح سے، اس نے علی بن ابوطلحہ سے، اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

وما کان اللّٰہ لیعذبھم وانت فیھم وما کان اللّٰہ معذ بھم وھم یستغفرون ۔

(سورہ انفال : آیت ۳۳)

ابن عباس فرماتے ہیں اس آیت کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کسی قوم کو اس حالت میں عذاب نہیں دیتا یا ان پر عذاب نہیں بھیجتا جبکہ ان کے نبی ان کے بیچ موجود ہوں بلکہ پہلے وہاں سے نکال لیتا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

وما کان اللّٰہ معذبھم وھم یستغفرون ۔

اس فقرے میں اللہ تعالیٰ فرما رہے ہیں کہ جس کے مقدر میں اللہ کی طرف سے ایمان میں داخل ہونا پہلے ہو چکا ہے بس وہی استغفار ہے (استغفار یعنی ایمان کے ساتھ بھی اللہ عذاب نہیں دیتا کسی کو)۔

اس کے بعد اللہ نے کفار کے بارے میں ارشاد فرمایا :

وما کان اللّٰہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیه حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب ۔

کہ اللہ تعالیٰ خبیث کے فرق کے بغیر اور تمیز کے بغیر بھی نہیں چھوڑے گا ۔ بلکہ اس نے اہل سعادت کو اہل شقاوت سے نمایاں اور ممتاز کر دیا ہے۔

پھر فرمایا :

وَمَا لَهُمْ اَلَّا يُعَذِّبَهُمُ اللّٰهُ ۔ (سورہ آل عمران : آیت ۱۷۹)

کہ ایسا بھی ہوسکتا کہ اللہ ان کو بالکل بھی عذاب نہیں دے گا ۔ حالانکہ وہ مسجد الحرام سے رکاوٹ بن رہے ہوں۔

لہٰذا اللہ نے ان کو بدر میں تلوار کے ساتھ عذاب دیا تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی حاکم ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوالنضر محمد بن محمد یوسف نے آخرین میں، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن معیب نے (ح) ۔ اور ہمیں خبر دی ہے حاکم ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوحامد بن محمد نے اور

ابوبکراحمد بن محمد اسماعیلی فقیہ طابران میں، ابوعبدالرحمن احمد بن محمد بن محمود ہزار نے شہرنساء میں، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عمر بن عبدالرحمن بن عمر بحرائی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے حاکم ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے ابوالحسین حجاجی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن عمیر نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعید جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابواسامہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے برید بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبردہ نے ابوموسیٰ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ جب کسی اُمت کے ساتھ رحمت وشفقت والا معاملہ کرنا چاہتا ہے اپنے بندوں میں سے تو اللہ اُمت کے لئے ان کے آگے اس کو فرط اور سلف، آگے گیا ہوا اور پیش رو بنادیتا ہے (یعنی اس کو پہلے سے ان کے لئے سفارش بنادیتا ہے)۔

اور اللہ تعالیٰ جب کسی اُمت کی ہلاکت وتباہی کا ارادہ کرتا ہے تو ان کو عذاب میں مبتلا کر دیتا ہے، حالانکہ ان کا نبی موجود ہوتا ہے زندہ ہوتا ہے۔ لہٰذا اس نبی کی آنکھیں ٹھنڈی کر دیتا ہے ان کو ہلاک کر کے۔ کیونکہ انہوں نے اس نبی کی تکذیب کی ہوتی ہے اور اس کے حکم کی نافرمانی کہ ہوتی ہے۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ (کتاب الفضائل۔ باب اذا اراد اللہ تعالیٰ رحمۃ لمۃ)

اور کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی گئی ہے ابواسامہ سے اور اس نے جس نے اس کو روایت کیا ہے ابراہیم بن سعید جوہری سے، اس نے اس کے متن میں یہ اضافہ کیا ہے فَاَهْلَكَهَا وَهُوَ يَنْظُرُ اللہ اس اُمت کو پھر اس طرح ہلاک کرتا ہے کہ ان کا نبی خود اپنی آنکھوں سے اس تباہی کو دیکھ رہا ہوتا ہے۔

باب ۱۴

۱۔ (کفر واسلام کی) دونوں جماعتوں کا باہم ٹکرانا اور اس موقع پر فرشتوں کا نازل ہونا۔

۲۔ اور نبی کریم ﷺ کا مٹی کی مٹھی بھر کر پھینکنے سے برکات کا ظہور ہونا۔

۳۔ اور اللہ تعالیٰ کا مشرکین وکفار کے دلوں میں رعب ڈالنا۔

یہ سب امور آثارت نبوت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ فرکی نے، ان کو احمد بن محمد بن عبدوس طرلائفی نے، ان کو حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو عبداللہ بن صالح نے، ان کو حدیث بیان کی ہے معاویہ بن صالح نے علی بن ابی طلحہ سے، اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

وَاِذْ يَعِدُكُمُ اللّٰهُ اِحْدَى الطَّآئِفَتَيْنِ ۔ (سورۂ انفال : آیت ۷)

فرمایا کہ اہلِ مکہ کا قافلہ آیا تھا شام کے ملک جا رہا تھا اہلِ مدینہ کو اس بات کی خبر پہنچی وہ لوگ بھی نکلے ان میں رسول اللہ ﷺ بھی تھے وہ قافلے کا ارادہ رکھتے تھے۔ اس بات کی خبر اہلِ مکہ کو بھی پہنچ گئی لہٰذا وہ لوگ جلدی جلدی چل کر قافلے کی حفاظت کے لئے پہنچے تا کہ نبی کریم ﷺ اور ان کے اصحاب اس قافلے پر قبضہ نہ کر لیں۔ چنانچہ قافلہ متعین مقام سے رسول اللہ ﷺ سے سبقت کر گیا اور پہلے گذر گیا۔ اور اللہ نے مسلمانوں کو دو میں سے ایک گروہ یا جماعت کا وعدہ دیا تھا (یعنی یا تو قافلہ اور اس کا سامان ہاتھ لگے گا یا قریش کا گروہ ہاتھ لگے گا جو قدیم دشمن تھے)۔ حضور ﷺ اور اصحاب پسند یہ کرتے تھے کہ وہ قافلے سے ملیں اس میں تکلیف کم برداشت کرنا پڑے گی اور غنیمت بھی وافر حاصل ہوگی۔ مگر جب قافلہ پہلے نکل گیا اور آپ اس سے رہ گئے تو رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کو ساتھ لے کر نکلے۔ آپ کا ارادہ قوم قریش سے ملنا تھا مگر قریش نے مسلمانوں کی روانگی کو ناپسند کیا کیونکہ قریش کو اپنے غلبے اور کثرت کا زعم اور گھمنڈ تھا۔ چنانچہ نبی کریم ﷺ اور مسلمان جس مقام پر اُترے ان کے درمیان پانی اور پانی کے درمیان ریت خالص تھی۔

مسلمانوں کو شدید کمزوری پہنچ چکی تھی اور شیطان نے ان کے دلوں میں مایوسی بھی ڈال دی تھی وہ ان کو وسوسے دلا رہا تھا کہ تم یہ گمان کرو کہ تم اللہ کے دوست ہو اور تمہارے اندر اللہ کا رسول ہے۔ تمہارے اوپر مشرک غالب آئے گئے حالانکہ تم ایسے ایسے ہو۔ لہٰذا اللہ نے شدید بارش برسائی مسلمانوں نے پانی پیا اور طہارت کی۔ اللہ نے ان سے شیطانی نجاست دور کردی اور وہ ریت جم کر پکی جگہ بن گئی۔

راوی نے ایک کلمہ اور ذکر کیا ہے مسلمانوں کو بارش پہنچی اور اس پر لوگ چلے، جانور بھی چلے۔ اور مسلمانوں نے قوم قریش کے پڑاؤ کی طرف پیش قدمی کی اور اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی اور مؤمنوں کی مدد فرمائی ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں کے ساتھ تھے جو علیحدہ تھے اور حضرت میکائیل علیہ السلام پانچ سو فرشتوں کے ساتھ تھے جو کہ علیحدہ تھے (الدرالمنثور) اور ابلیس اپنے لشکر سمیت آیا شیاطین کا لشکر لے کر۔ ان کے پاس ایک جھنڈا تھا بنو مدلج کے کچھ مردوں کی شکل وصورت میں اور شیطان سراقہ بن مالک جعشم کی شکل میں تھا۔

چنانچہ شیطان نے مشرکوں سے کہا کہ آج لوگوں میں سے کوئی بھی تم سے غالب نہیں ہے اور میں تمہارے ساتھ ہوں۔ جب قوم نے صف باندھی تو ابوجہل نے کہا اے اللہ! ہم حق کے لئے سب سے بہتر ہیں اور لائق ہیں لہٰذا حق کی مدد فرما۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہاتھ اُٹھائے اور دعا کی اے میرے رب اگر تو نے اس مٹھی بھر جماعت کو ہلاک کر دیا تو کبھی بھی تیری عبادت نہیں کی جائے گی۔

لہٰذا حضرت جبرائیل علیہ السلام نے آپ ﷺ سے کہا آپ مٹی کی ایک مٹھی بھر لیجئے۔ آپ ﷺ نے مٹی کی ایک مٹھی لی اور وہ مٹی ان کفار ومشرکین کے مونہوں پر چلے گئے اور حضرت جبرئیل علیہ السلام ابلیس کی طرف متوجہ ہوئے۔ جبرئیل علیہ السلام نے دیکھا تو ابلیس کے ہاتھ میں ایک مشرک آدمی کا ہاتھ تھا جلدی سے ابلیس نے اپنا ہاتھ اس سے کھینچ لیا اور ابلیس بھی اور اس کی جماعت بھی واپس پیٹھ پھیر کر مڑ گئے۔ اس آدمی نے کہا سراقہ کیا تم نے یہ نہیں کہا تھا کہ تم ہمارے ساتھ رہو گے تو اس نے جواب دیتے ہوئے کہا:

انی اری ما لا ترون انی اخاف اللّٰہ واللّٰہ شدید العقاب ۔ (سورۂ انفال : آیت ۴۸)

بے شک میں وہ کچھ دیکھ رہا ہوں جو تم نہیں دیکھ رہے ہو۔ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اللہ سخت پکڑ کرنے والا ہے

یہ اُس وقت کہا جب اس نے ملائکہ کو دیکھا۔ (الدرالمنثور ۳/۱۶۹)

کفار کا ایک مٹھی مٹی سے شکست کھانا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد بن احمد اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، ان کو موسیٰ بن یعقوب نے، زمعی نے اپنے چچا سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوبکر بن سلیمان بن ابوحثمہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا مروان بن حکم سے۔ وہ سوال کر رہے تھے حکیم بن حزام سے یوم بدر کے

بارے میں مگرنا پسند کر رہے تھے اس کو۔ یہاں تک کہ انہوں نے اس پر اصرار کیا لہٰذا حکیم نے کہا ہم لوگ باہم ٹکرا گئے تھے اور ہم نے خوب قتال کیا۔ میں نے ایک آواز سنی تھی جو آسمان سے زمین پر پڑی تھی جیسے کنکریاں تھالی میں گرتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے مٹھی بھری تھی اور وہ ماری تھی لہٰذا ہم لوگ شکست کھا گئے تھے۔ (مغازی الواقدی ۱/۹۵)

واقدی کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی تھی ابواسحٰق بن محمد نے، اس نے عبدالرحمٰن بن محمد بن عبید نے عبداللہ بن ثعلبہ بن صعیر سے، اس نے کہا کہ میں نے سنا نوفل بن معاویہ دیلی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم بدر والے دن شکست کھا گئے تھے اور ہم سن رہے تھے جیسے تھالی میں کنکریاں گرتی ہیں۔ جو گری تھیں ہمارے آگے اور پیچھے اور اس بات سے ہم لوگوں پر شدید رعب اور خوف طاری ہو گیا تھا۔
(الواقدی ۱/۹۵)

(۳) ہمیں خبردی احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی احمد بن جبیر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زیاد بن خلیل تشری نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عباس یعنی ابن ابوسلمہ نے موسیٰ بن یعقوب سے، اس نے یزید بن عبداللہ سے، اس نے ابوبکر بن سلیمان بن ابوخثمعہ سے، اس نے حکم بن حزام سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے آسمان سے آواز سنی تھی جیسے کوئی چیز نیچے گری ہو گویا وہ آواز ہے کنکریوں کی تھالی میں گرنے کی۔ رسول اللہ ﷺ نے بدر والے دن وہ کنکریاں ماری تھیں۔ ہم لوگوں میں سے کوئی ایک باقی نہیں بچا تھا (سب کی آنکھوں میں وہ پہنچ گئی تھیں)۔

(۴) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے یزید بن رومان سے، اس نے عروہ بن زبیر سے، اس نے زہری سے اور محمد بن یحییٰ بن حبان سے اور عاصم بن عمر بن قتادہ سے اور عبداللہ بن ابوبکر سے اور ان کے علاوہ دیگر ہمارے علماء سے۔

اس نے حدیث ذکر کی یوم بدر کے بارے میں۔ یہاں تک اس نے کہا ہے کہ وہاں پر رسول اللہ ﷺ ایک عرش (چھپر) تلے موجود تھے اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ ان کے ساتھ تھے ان دونوں کے علاوہ ان کے ساتھ کوئی نہیں تھا۔ چنانچہ (مسلم اور مشرک) دونوں جماعتوں کے لوگ ایک دوسرے سے قریب ہونا شروع ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنے رب کو قسم دینا شروع کی اس کی جو رب نے ان سے وعدہ فرمایا تھا نصرت کا وعدہ۔

اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ اِنْ تُهْلِكْ هٰذا الْعِصَابَةَ الْيَوْمِ لاَ تُعْبَدْ

اے اللہ بے شک آپ اگر اس تھوڑی سی جماعت کو ہلاک کر دیں گے پھر آپ کی عبادت نہیں کی جائے گی۔

اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ فرما رہے تھے آپ اپنے رب کو قسم دینا کم کر دیں یا رسول اللہ ﷺ۔ بے شک اللہ پورا کرنے والا ہے اس کو جو اس نے آپ کی نصرت کا وعدہ کیا تھا۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ پر ہلکی سی نیند طاری ہو گئی تھی اس کے بعد آپ بیدار ہو گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خوش ہو جائیے ابوبکر تیرے پاس اللہ کی نصرت آ گئی۔ یہ رہے جبرئیل علیہ السلام جو اپنے گھوڑے کی باگ تھامے ہوئے ہیں اس کو چلا کر لا رہے ہیں۔ اس کے سامنے کے راستوں پر غبار ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نکلے۔ آپ نے اپنے اصحاب کو پانی پلایا اور ان کو تیار کیا اور فرمایا کہ کوئی آدمی قتال کرنے میں جلد بازی سے کام نہ لے یہاں تک کہ ہم اس کو اجازت دیں گے۔ جب وہ تمہیں چھپا لیں یعنی تمہارے قریب آ جائیں تو ان کو تیر مار و بھالے کے ساتھ۔ اس کے بعد لوگ ایک دوسرے سے گتھم گتھا ہونے کے لئے ایک دوسرے سے قریب تر ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ عرش سے باہر آئے۔ آپ ﷺ نے کنکریوں کی ایک مٹھی اٹھائی پھر اس کے ساتھ قریش کی طرف منہ کیا اور اس کو ان کے مونہوں پر پھونک ماردی اور فرمایا: شَاهَتِ الْوُجُوْهُ ،

رسوا ہو جائیں یہ چہرے۔ مراد یہ ہے قبیح ہو جائیں۔اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا حملہ کر دواے مسلمانو۔ چنانچہ مسلمانوں نے حملہ کر دیا اور اللہ نے قریش کو شکست دی اور مارے گئے۔ جو لوگ مارے گئے ان کے شرفا میں سے قیدی ہو گئے ان میں سے جو قیدی ہوئے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۶۷۔۲۶۸)

ملائکہ کا مدد کے لئے گھاٹی سے باہر آنا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن عمر بن احمد بن شوذب واسطی نے واسط میں، وہ کہتے ہیں کہ احمد بن سنان حاضر ہوئے میرے والد اور میرے داداکے ساتھ مجلس میں۔ وہ حدیث بیان کر رہے تھے اور میں سن رہا تھا۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی تھی یزید بن ہارون نے، وہ کہتے ہیں کہ محمد بن اسحٰق نے کہا کہ عبداللہ بن ابوبکر نے کہا مجھے حدیث بیان کی بعض نے بنو ساعدہ میں سے، اس نے ابو اسید مالک بن ربیعہ سے۔ اور وہ بدر والے دن حاضر ہوئے تھے یہ بات کہہ رہے تھے جب ان کی بینائی جا چکی تھی۔ کہا کہ اگر آج میں تمہارے ساتھ بدر میں ہوتا اور میری نظر موجود ہوتی تو میں تمہیں وہ گھاٹی دکھا دیتا جس سے فرشتے باہر نکلے تھے (یعنی اہلِ بدر مسلمانوں کی نصرت کرنے کے لئے)۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷۴)

باب ۱۵

اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی دعاء قبول فرمائی ہر اس شخص کے خلاف

جو مکے میں رسول اللہ ﷺ کو ایذاء پہنچاتے تھے کفار وقریش میں سے، یہاں تک کہ وہ سارے اپنے بھائی بندوں سمیت بدر میں قتل کر دیئے گئے

(۱)　ہمیں خبر دی ابو محمد جناح بن نذیر بن جناح قاضی نے کوفے میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو جعفر محمد بن علی بن رحیم شیبانی نے، ان کو احمد بن حازم بن ابی غرزہ نے، ان کو خبر دی عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو خبر دی اسرائیل نے ابو اسحٰق سے، اس نے عمرو بن میمون سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے کعبے کے پاس اور قریش کی جماعت اپنی اپنی مجالس میں بیٹھے دیکھ رہے تھے۔ اچانک کسی کہنے والے نے ان میں سے کہا کیا تم لوگ دیکھتے نہیں اس ریا دکھاوے باز کو۔ کون اُٹھتا ہے ال بنو فلاں کے ذبح ہونے والے اُونٹوں کی غلاظت لا کر اس کے اوپر ڈال دے جب یہ سجدے میں جائیں۔ چنانچہ ان میں سب سے بڑا شقی اور ایذا ابجث اُٹھا اس نے یہ گستاخی کر ڈالی۔

حضور ﷺ اس کے باوجود سجدے میں پڑے رہے۔ یہ شیطان کھل کھلا کر ایک دوسرے پر گر رہے تھے اور خوب زور زور سے ہنس رہے تھے۔ کوئی گیا اس نے جا کر آپ ﷺ کی بیٹی حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہا وہ اس وقت لڑکی تھیں وہ دوڑی دوڑی آئیں اور آ کر اپنے والد کے کندھے سے وہ گندگی ہٹائی۔ پھر ان کی طرف متوجہ ہو کر ان کو گالیاں دینے لگیں۔ حضور ﷺ جب نماز پوری کر چکے تو کہا : اَللّٰهُمَّ عَلَيْكَ بِقُرَيْشٍ ، تین بار کہا، اے اللہ! قریش کو اپنی پکڑ میں لے لے۔ اے اللہ عمرو بن ہشام کو یعنی ابو جہل کو اور عتبہ بن ربیعہ کو، شیبہ بن ربیعہ کو، ولید بن عتبہ کو، امیہ بن خلف کو، عقبہ بن ابو معیط کو، عمارہ بن ولید کو (ہلاک کر دے)۔ عبداللہ نے کہا اللہ کی قسم میں نے ان سب لوگوں کا حشر

بدر والے دن دیکھا کہ میدان میں پچھاڑے پڑے تھے اور وہ قلیب بدر کی طرف گھسیٹ کر ڈل دیئے گئے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ قلیب بدر میں ڈالے جانے والوں پر لعنت فرما۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے احمد بن اسحق سے اس نے عبداللہ سے۔ اور بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے کئی دیگر وجوہ سے ابواسحق سے۔

(البخاری۔ کتاب الوضو۔ باب اذا القی علی ظہر المصلی قذر۔ فتح الباری ۱/۳۴۹۔ مسلم۔ کتاب المغازی۔ باب مالقی النبی ﷺ من اذا المشرکین والمنافقین)

ابوجہل کا دو انصاری لڑکوں کے ہاتھوں قتل ہونا

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی سقا نے، اور ابوالحسن علی بن محمد بن مقریٔ اسفرائینوں نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی الحسن بن محمد بن اسحق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو محمد بن ابوبکر، وہ کہتے ہیں کہ ان کو محمد بن ماحشوں نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی صالح بن ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن عوف نے اپنے والد ابراہیم سے، اس نے عبدالرحمٰن بن عوف سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں بدر والے دن صف میں کھڑا ہوا تھا میں نے اپنے دائیں بائیں دیکھا تو دونوں طرف دو انصاری لڑکے کھڑے ہوئے تھے، نوعمر تھے۔ میں نے سوچا کہ کاش کہ میرے دائیں بائیں ان سے کوئی بھاری بھرکم جوان ہوتا۔ اتنے میں ایک نے مجھے گھونسہ مارا اور مجھ سے پوچھا اے چچا کیا آپ ابوجہل کو پہچانتے ہیں؟ میں نے کہا جی ہاں، آپ کو اس سے کیا کام ہے؟ کہا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کو گالیاں دیتا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں نے اس کو دیکھ لیا تو میرا سایہ اس کے سائے سے جدا نہیں ہوگا یہاں تک کہ وہ مر جائے گا۔ مجھے حیرانی ہوئی یہ سن کر۔

اتنے میں دوسرے نے مجھے گھونسہ مارا اور پوچھنے لگا اے چچا کیا آپ ابوجہل کو جانتے ہیں؟ اس نے بھی پہلے لڑکے والی بات پوچھی۔ تھوڑی ہی دیر گزری تھی کہ میں نے ابوجہل کو دیکھا وہ لوگوں کی صفوں میں گھوم رہا تھا۔ میں نے بتایا کہ کیا دونوں اس شخص کو دیکھ نہیں رہے یہی تو تمہارا مطلوب ہے جس کے بارے میں تم دونوں نے پوچھا تھا۔ بس اتنا کہنا تھا کہ وہ دونوں ایک دوسرے سے مسابقت کرتے ہوئے دوڑے۔ دونوں اس کو اپنی تلوار ماری اور اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد بھاگ کر نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئے اور حضور ﷺ کو اس کی خبر دی۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ تم دونوں میں سے کس نے اس کو قتل کیا ہے؟ ہر ایک نے کہا کہ اس نے اس کو مارا ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم دونوں نے اپنی تلوار کو صاف کر لیا ہے؟ دونوں نے کہا کہ نہیں کیا۔ لہٰذا حضور ﷺ نے دونوں کی تلوار دیکھی اور آپ نے تصدیق کر دی کہ واقعی تم دونوں نے اس کو قتل کیا ہے۔ آپ ﷺ نے ابوجہل کے چھینے ہوئے سامان کا فیصلہ دونوں کے لئے کر دیا تھا۔ ایک معاذ بن عمرو تھے دوسرے معاذ بن عفراء تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے۔ (البخاری۔ کتاب الخمس۔ باب من لم خمس الاسلاب)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن یحییٰ سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ باب استحاق القاتل سلب القتیل الحدیث ص ۴۲)

ان دونوں نے یوسف بن یعقوب سے بن ماحشون سے۔

معاذ بن عمرو کا زخمی ہاتھ سے قتال کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابواحمد حسین بن علی درامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن محمد بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی عمرو بن زرارہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی زیاد بن عبداللہ نے محمد بن اسحق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ثور بن یزدی نے عکرمہ مولیٰ ابن عباس سے، اس نے ابن عباس سے اور عبداللہ بن ابوبکر سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا تھا معاذ بن عمرو بن جموع نے جو بھائی تھے بنوسلمہ کے کہ میں نے سنا تھا

قوم سے، حالانکہ ابوجہل ایک بڑے درخت کی مثل ہے اور وہ لوگ اس کو کہتے تھے ابوالحکم کی طرف کوئی نہیں پہنچ سکتا۔ میں نے جب یہ بات سنی تو میں نے یہ دل میں رکھ لی۔ لہٰذا میں اس کی طرف متوجہ ہو گیا جیسے مجھے موقع ملا میں نے اس پر حملہ کر دیا اور میں نے تلوار کا ایک ہی وار ایسا کیا کہ اس کا ایک پیر کاٹ دیا پنڈلی سے۔

اللہ کی قسم میں اس کے سوا اس کو تشبیہ نہیں دے سکتا کہ وہ جب گرا اور ہلاک ہو گیا مگر جیسے اس پتھر سے کچل کر گرتی ہے جس پتھر کے ساتھ اس کو مارتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ابوجہل کا بیٹے عکرمہ نے مجھے مارا تھا میرے کندھے پر جس سے میرا ہاتھ کٹ کر چمڑے کے ساتھ لٹک گیا تھا میرے پہلو سے اور مجھے قتال نے اس کی طرف توجہ کرنے سے مصروف کیے رکھا۔ میں دن بھر لڑتا رہا اور میں نے اس کو اپنے پیچھے ڈال دیا تھا جب اس سے مجھے شدید تکلیف ہو گئی تھی۔ اذیت ہونے لگی تو میں نے اپنا قدم اس کے اوپر رکھا پھر اس کو توڑ کر پھینک دیا۔ کہتے ہیں کہ پھر معاذ اس کے بعد بھی زندہ رہے حتی کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا زمانہ آ گیا۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ ابوجہل کے پاس سے گذرے بدر میں اور وہ معاذ بن عفراء کے ہاتھوں مقتول ہو چکا تھا۔ اس نے اسے ضرب ماری تھی حتی کہ میں اس کے مقتل پر پہنچا اس کی زندگی کے آخری سانس تھے اور معوذ نے آ کر اس کو قتل کر دیا۔ اتنے میں عبداللہ بن مسعود ادھر سے گذرے ابوجہل کے پاس جب رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ اس کو مقتولین میں تلاش کیا جائے۔ کہتے ہیں کہ حالانکہ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا تھا جہاں تک مجھے خبر پہنچی ہے کہ تم لوگ دیکھو اگر وہ مخفی رہے تم سے مقتولین میں تو تم ان کے گھٹنے پر زخم کا نشان دیکھنا۔ فرمایا کہ عبداللہ بن جدعان کے ہاں کھانے کی دعوت تھی ہم لوگ لڑ رہے تھے ہم لوگوں نے بھیڑ بھاڑ اور دھکم پیل کی۔ میں ابوجہل کے قریب تھا میں نے اس کو دھکا دیا تھا جس سے وہ گھٹنے کے بل گر گیا تھا اور اس کے گھٹنے پر چوٹ یا خراش لگ گئی تھی اور وہ نشان بعد میں ہمیشہ باقی رہا تھا۔

عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میدانِ بدر میں میں نے ابوجہل کو پالیا تھا اس آخری سانس تھے۔ میں نے اسے پہچان لیا تھا اور میں نے اپنا پیر اس کی گردن پر رکھ لیا تھا کیوں کہ اس نے مجھے ایک مرتبہ مکے میں پکڑ لیا تھا۔ میں نے اس سے کہا اللہ کے دشمن کیا اللہ نے تجھے رسوا کر دیا ہے؟ اس نے کہا کس چیز سے رسوا کر دیا ہے۔ ایک آدمی نے زیادتی کی ہے جس کو تم لوگوں نے قتل کر دیا ہے۔ اچھا مجھے یہ بتاؤ کہ فتح کس کی ہوئی ہے۔ میں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ بنومخزوم کے کچھ لوگوں نے دعویٰ کیا ہے کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے تھے کہ اس نے کہا تھا اے بکریوں کے چرواہے میں بہت مشکل جگہ پر چڑھا ہوں۔

ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوجہل کا سرتن سے جدا کیا اور میں اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا میں نے کہا یہ اللہ کے دشمن ابوجہل کا سر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا واقعی؟ اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اسی طرح رسول اللہ ﷺ کی قسم ہوتی تھی جب آپ حلف اٹھاتے تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا جی ہاں واقعی یہ اللہ کے دشمن کا سر ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس کے بعد میں نے وہ سر حضور ﷺ کے آگے پھینک دیا۔ آپ ﷺ نے اللہ کی حمد کی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷۵۔ تاریخ ابن کثیر ۲/۲۸۷)

ابوجہل کا مرتے وقت بھی تکبر کرنا ....(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حنبل بن اسحٰق نے، ان کو احمد بن یونس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زہیر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان تیمی نے یہ کہ ان کو انس رضی اللہ عنہ نے حدیث بیان کی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون دیکھ کر آتا ہے کہ ابوجہل کس حال میں ہے۔ لہٰذا ابن مسعود رضی اللہ عنہ چلے گئے۔ انہوں نے اس کو اس حال میں پایا کہ ابن عفراء نے اسے تلوار ماری تھی

یہاں تک کہ اس کو اس نے ٹھنڈا کر دیا۔ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے جا کر کہا کیا تو ابو جہل ہے؟ انہوں نے جا کر اس کی داڑھی سے پکڑ کر کہا تھا۔ ابو جہل جو کہ مرنے کے قریب تھا، اس نے کہا بتا کیا مجھ سے بڑا کوئی جوان ہے جس کو تم لوگوں نے مارا ہے یا جس کو اس کی قوم نے مارا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد سے اور احمد بن یونس سے، اس نے زہیر سے۔
(کتاب المغازی۔ باب قتل الجاہل۔ فتح الباری ۷/۲۹۳۔ مسلم۔ متاب الجہاد والسیر ۳/۱۴۲۵)

(۵)　ہمیں خبر دی ابو عمرو ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابن خزیمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو موسیٰ نے، ان کو معاذ نے اور ابن ابو عدی نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان نے، ان کو حدیث بیان کی ہے انس بن مالک رضی اللہ عنہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے نبی ﷺ نے فرمایا تھا کون معلوم کر کے آتا ہے کہ ابو جہل نے کیا کیا ہے؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں جاتا ہوں۔ وہ گئے انہوں نے دیکھا کہ ابو جہل کو عفراء کے دو بیٹوں نے قتل کر دیا تھا یہاں تک وہ ٹھنڈا ہو گیا تھا۔ کہتے ہیں کہ ابن مسعود رضی اللہ عنہ نے ابو جہل کی داڑھی سے پکڑ کر کہا تھا کیا تو ابو جہل ہے؟ اس نے کہا (جو کہ مرنے کے قریب تھا) بھلا مجھ سے بڑھ کر کوئی آدمی قتل کیا ہے تم لوگوں نے؟ یا اس کو اس کی قوم نے قتل کیا ہو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں۔ اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دو طریقوں سے سلیمان سے۔ (فتح الباری ۷/۲۹۳)

(۶)　ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عمرو بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے الہیثم بن خلف دوری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعید جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو اسامہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل نے قیس سے، اس نے عبداللہ سے کہ وہ ابو جہل کے پاس آئے تھے اور انہوں نے کہا تھا تحقیق اللہ نے اس کو رسوا کیا ہے۔ اس نے کہا کیا تم لوگوں نے مجھ سے بڑا کوئی جوان مارا ہے؟ (یعنی بڑا آدمی میں ہوں جس کو تم نے مارا ہے)۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن نمیر سے، اس نے ابو اسامہ سے۔ (فتح الباری ۷/۲۹۳)

اور ابو جہل کے یہ الفاظ تھے هَلْ اَعْمَدُ یعنی هَلْ زَادَ۔ مراد یہ ہے کہ میرے لئے مر جانا کوئی عار نہیں ہے۔

(۷)　ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد بن علی اسفرائینی نے، وہاں پر ان کو حدیث بیان کی حسن بن محمد بن اسحٰق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو عثام بن علی نے ان کو اعمش نے ابو اسحٰق سے، اس نے ابو عبیدہ سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابو جہل کے پاس پہنچا وہ زمین پر پڑا ہوا تھا۔ اس کا خود اس کے اوپر رکھا تھا اور اس کی بہترین تلوار اس کے پاس پڑی تھی۔ اور میرے پاس ایک پرانی تلوار تھی اس سے اس کے سر پر کچوکے مارے اور میں نے یاد دلائے جیسے وہ مکے میں میرے سر پر مارتا تھا۔ یہاں تک کہ میرے ہاتھ تھک گئے۔ پھر میں نے اس کی تلوار لے لی۔ اس نے سر اُوپر اُٹھایا اور کہنے لگا کہ کس کی فتح ہوئی ہے ہمارے یا ہمارے خلاف؟ کیا تو ہماری بکریوں کا چرواہا نہیں تھا۔

کہتے ہیں کہ اس نے اس کو پوری طرح قتل کر دیا۔ پھر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا، میں نے کہا کہ میں نے ابو جہل کو قتل کر دیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے مگر وہی ہے۔ حضور نے تین بار مجھے قسم دی۔ اس کے بعد آپ میرے ساتھ آئے ان کے پاس اور ان پر بددعا فرمائی۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/۲۸۸۔۲۸۹)

ابو جہل اس اُمت کا فرعون تھا .... (۸) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن اسحاق قزاری نے خیالی سے، اس نے ابو اسحاق سے، اس نے ابو عبیدہ سے، اس نے ابن مسعود سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا بدر والے دن۔ میں نے کہا کہ میں نے ابو جہل کو قتل کر دیا ہے، آپ نے فرمایا، واقعی تجھے قسم ہے اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ میں نے کہا قسم ہے

اسی ذات کی جس کے بغیر کوئی اللہ نہیں ہے۔ دو یا تین مرتبہ فرمایا پھر آپ نے فرمایا، اللہ اکبر اللہ کا شکر ہے جس نے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا اور جس نے اپنے بندے کی مدد فرمائی اور جس نے تمام گروہوں کو اکیلے شکست دی۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ چلنے مجھے دکھائیے، میں گیا اور جا کر دکھایا۔ آپ نے فرمایا یہ اس اُمت کا فرعون تھا۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ تاریخ ابن کثیر ۳/۲۸۹)

(۹) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو عبداللہ اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن جہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن فرج بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے کہ رسول اللہ ﷺ عفراء کے دونوں بیٹوں کے گرنے کی جگہ پر آ کر کھڑے ہوئے اور دعا کی، اللہ تعالیٰ عفراء کے دونوں بیٹوں پر رحم فرما، وہ دونوں اس اُمت کے فرعون (یعنی ابو جہل) کے قتل میں دونوں شریک تھے (وہ اس اُمت کا فرعون اور کافر کے سرغنوں کا سرغنہ تھا) کہا گیا یا رسول اللہ اور کس نے قتل کیا تھا ان کے ساتھ اس کو؟ فرمایا کہ فرشتوں نے اور ابن مسعود نے وہ بھی اس کے قتل میں شریک تھا۔ (مغازی الواقدی ۱/۹۱۔ تاریخ ابن کثیر: ۳/۲۸۹)

ابو جہل کے قتل کی تصدیق ہو جانے پر حضور ﷺ کا سجدے میں گر جانا

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو عنبر بن ازہر نے ابو اسحاق سے، وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ کے پاس بدر والے دن ابو جہل کے قتل کی خوشخبری دینے والا آیا تو آپ نے تین بار اس سے اللہ کی قسم لی تھی، تم کو اللہ کی قسم ہے جس کے سوا کوئی الٰہ نہیں۔ کیا واقعی آپ نے اس کو مقتول پڑا ہوا دیکھا ہے۔ اس بشارت دینے والے نے قسم کھا کر بتایا تو حضور اللہ کے حضور سجدے میں گر گئے۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/۲۸۹)

فتح بدر کی بشارت پانے پر حضور کا دو رکعت صلوٰۃ الضحیٰ پڑھنا

(۱۱) ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابو علی حامد بن محمد بن عبداللہ ھروی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن عبدالعزیز نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو نعیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلمہ بن رجاء نے شعثاء سے، وہ بنو رسد کی ایک عورت تھی۔ انہوں نے کہا عبداللہ بن رونی میرے پاس آئے میں نے انہیں دیکھا کہ انہوں نے دو رکعت نماز صلوٰۃ الضحیٰ پڑھی تو اس کی عورت نے اس سے کہا آپ نے دو رکعتیں پڑھی ہیں؟ تو انہوں نے بتایا کہ حضور نے بھی صلوٰۃ دو رکعت پڑھی تھیں جب آپ کو بدر میں فتح کی خوشخبری سُنائی گئی تھی اور جس وقت آپ کے پاس ابو جہل کا سر لایا گیا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۸۹)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو ابو بکر بن ابو الدنیا نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی مجالد نے شعبی سے کہ ایک آدمی نے نبی کریم ﷺ سے کہا تھا کہ میں مقام بدر سے گزرا، میں نے ایک آدمی کو دیکھا کہ وہ زمین سے باہر آنا چاہتا ہے لہٰذا دوسرا آدمی اس کو لوہے کے ہتھوڑے کے ساتھ اُوپر سے مارتا ہے جو اس کے پاس ہے، یہاں تک کہ وہ زمین میں چھپ جاتا ہے، پھر وہ نکلنے کی کوشش کرتا ہے پھر اس کے ساتھ یہی سلوک کیا جاتا ہے۔ اور بار بار اس کے ساتھ یہی سلوک ہو رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ابو جہل بن ہشام ہے اس کو قیامت کے دن تک اسی طرح عذاب دیا جاتا رہے گا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۹۰)

اُمیہ بن خلف کا قتل ہونا .... (۱۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے دادا نے، ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن حمزہ نے، ان کو یوسف بن ماجشون نے، ان کو صالح بن ابراہیم نے یعنی ابن عبدالرحمن بن عوف نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ میرے اور اُمیہ بن خلف کے مابین ایک تحریری معاہدہ تھا وہ یہ کہ میں جب مکے میں آؤں گا تو وہ میری حفاظت کریں گے اور وہ جب مدینے میں آئیں گے تو میں ان کی حفاظت کروں گا۔ میں نے

جب الرحمٰن ذکر کیا تو اس نے کہا کہ میں رحمٰن کو نہیں جانتا۔ میرے ساتھ تحریر لکھیں اپنے اُسی نام کے ساتھ جو جاہلیت میں تھا۔ میں نے اس کو لکھ کر دیا عَبْدُ عَمْرُوْ ۔ جب یوم بدر کا موقع آیا تو میں اس کو گھاٹی کی طرف لے گیا تا کہ میں اس کی حفاظت کروں یہاں تک کہ لوگ امن میں ہو جائیں ۔مگر اس کو بلال بن رباح نے دیکھ لیا وہ نکلا یہاں تک کہ انصار کی ایک مجلس میں آ کر کھڑا ہوا۔ لہٰذا امیہ بن خلف نے کہا کہ آج اگر اُمیہ بچ گیا تو آپ نہیں بچو گے لہٰذا بلال بن رباح کے ساتھ انصار کی ایک جماعت روانہ ہوئی ہم لوگوں کی تلاش میں۔

جب مجھے ڈر لگنے لگا کہ وہ لوگ ہمارے پاس پہنچ جائیں گے اس جگہ پر، میں نے اس کے بیٹے کو چھوڑ دیا تا کہ میں ان کو اس کے ساتھ مصروف کرسکوں ۔مگر انہوں نے اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد وہ ہمارے پیچھے پیچھے آئے ۔ اُمیہ بھاری آدمی تھا میں نے اس سے کہا کہ تم دوزانوں ہو کر نیچے گر جاؤ، وہ ایسے ہو گیا۔ میں نے اپنے آپ کو اس کے اُوپر گرادیا تا کہ اس کو ان سے بچا سکوں مگر انہوں نے اس کو میرے نیچے سے ہی اپنی تلواروں کے ساتھ ڈھانپ لیا حتیٰ کہ اس کو قتل کر دیا اور ایک نے میرے پیر کو بھی زخمی کر دیا اور عبدالرحمٰن اس کا نشان اپنے پیر کے اُوپر دکھایا کرتے تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا صحیح میں عبدالعزیز بن عبداللہ سے، اس نے یوسف سے، وہ کہتے ہیں :

صاغيتي و ما غيتة بريد با الصاعية ۔ الحاشية و الا تباع و من يصفي اليه منهم اسماعيل ۔
(فتح الباری ۴/۴۸۰)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو اسحاق نے، ان کو یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا ابن اسحاق نے مجھے حدیث بیان کی ہے صالح بن ابراہیم نے بن عبدالرحمٰن بن عوف نے، دونوں نے کہا کہ عبدالرحمٰن بن عوف کہا کرتے تھے کہ اُمیہ بن خلف مکہ میں میرا دوست تھا اور اس وقت میرا نام عبدعمرو تھا جب میں مسلمان ہو گیا تو میں نے اپنا نام بدل کر عبدالرحمٰن رکھ لیا۔

ایک مرتبہ وہ مجھے ملا تو کہنے لگا اے ابوعبدعمرو کیا آپ نے اس نام سے اعراض کر لیا جو نام تمہارے والد نے رکھا تھا۔ میں نے بتایا کہ جی ہاں، اللہ نے مجھے اسلام کی طرف ہدایت دے دی ہے۔ لہٰذا میں نے عبدالرحمٰن نام رکھ لیا ہے۔ اس نے کہا کہ میں رحمٰن کو نہیں پہچانتا۔ اب اگر میں آپ کو پہلے والے نام سے پکاروں تو تم جواب نہیں دو گے اور دوسرے نام کے ساتھ آپ کو نہیں پکاروں گا۔ لہٰذا میرے اور اپنے درمیان کوئی ایسی چیز طے کر لو کہ میں جب اس کے ساتھ پکاروں تو آپ مجھے جواب دیں۔ میں نے کہا اے ابوعلی آپ جو چاہیں مجھے پکاریں۔ اس نے کہا تم عبدالا الٰہ ہو؟ میں نے کہا کہ جی ہاں میں واقعی عبد الا الٰہ ہوں۔ لہٰذا اس کے بعد وہ جب بھی مجھے ملتا تو یوں کہتا اے عبدالالٰہ۔

چنانچہ جب یوم البدر آیا اور لوگ شکست کھا گئے تو میں نے کئی زرہ چھین لیں میں انہیں اُٹھا کر لے جا رہا تھا کہ مجھے اُمیہ نے دیکھ لیا وہ اپنے بیٹے کے ساتھ کھڑا تھا میرے انتظار میں بیٹے کو ہاتھ تھامے ہوئے۔ اس نے کہا اے عبدعمرو، میں نے اس کو کوئی جواب نہ دیا۔ اس نے پھر پکارا یا عبد الا الٰہ میں نے کہا جی ہاں۔ اس نے کہا کہ کیا میرے بارے میں اور میرے بیٹے کے بارے میں کوئی دلچسپی ہے؟ ہم لوگ تیرے لئے بہتر ثابت ہوں گے ان زرہوں سے جنہیں اب اُٹھا کر کے جا رہے ہو۔ میں نے کہا کہ جی ہاں کیوں نہیں، اللہ کی قسم ضرور۔ چنانچہ میں نے وہ وہ زرہیں پھینک دیں اور اُسے ہاتھ سے پکڑ لیا اور اُس کے بیٹے کو ہاتھ سے پکڑ لیا۔ اس نے کہا کہ میں نے آج کے دن جیسا کوئی دن نہیں دیکھا۔ کیا تم لوگوں کو دودھ کی ضرورت ہے؟ مراد ان کی یہ تھی کہ بطور فدیہ کے (یعنی جو ہمیں قید کرے گا میں اس کو کثیر البن اُونٹنیاں بطور فدیہ دے دوں گا)۔

عبدالرحمن بن عوف کہتے ہیں کہ میں ان دونوں کے ساتھ ابھی چل ہی رہا تھا کہ اچانک ان کو میرے ساتھ بلال بن رباح نے دیکھ لیا۔ اس نے کہا کہ کفر کا سردار اُمیہ بن خلف ہے (یعنی یہ تا حال زندہ کیسے بچ گیا ہے)۔ یہ زندہ رہا تو میں نہیں رہوں گا۔ میں نے اس سے کہا اے بلال یہ دونوں میرے قیدی ہیں کیا آپ نہیں مانیں گے؟ اس نے پھر کہا کہ اگر یہ بچ گئے تو میں نہیں بچوں گا۔ میں نے کہا، کیا آپ سُنیں گے اے کالی ماں کے بیٹے؟ مگر اس نے کہا میں نہیں رہوں گا اگر یہ زندہ رہا۔

اس کے بعد اس نے چیخ کر کہا بلند آواز کے ساتھ۔ اے انصار کی جماعت کفر کا سرغنہ اُمیہ بن خلف یہ رہا۔ میں نہیں رہوں گا اگر یہ بچ نکلا۔ چنانچہ ان لوگوں نے ہمیں اپنے گھیرے میں لے لیا کنگن کی طرح۔ میں ان دونوں کا دفاع کرتا رہا اور میں کہہ رہا تھا کہ یہ دونوں میرے قیدی ہیں۔

اچانک ایک آدمی نے پیچھے سے حملہ کر کے اس کے پیروں پر تلوار ماری، دونوں کو مارا جس سے ان کو اس نے گرا دیا۔ اتنے میں اُمیہ نے چیخ ماری اس قدر زور سے کہ میں نے اتنی زور کی چیخ کبھی نہیں سُنی۔ میں نے اُمیہ سے کہا کہ آپ اپنے آپ کو بچا لیجئے اللہ کی قسم میں تجھے اس وقت کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ مگر اس کو کوئی چیز بچانے والی نہ تھی۔ بس انہوں نے آپ کو تلواروں کے ساتھ اس پر ٹوٹ پڑے حتیٰ اس سے فارغ ہو گئے اور عبدالرحمن کہا کرتے تھے اللہ تعالیٰ بلال پر رحم کرے میری زرہیں بھی گئیں اور اس نے مجھے میرے قیدیوں کی مانند دکھ دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷۱-۲۷۳)

رسول اللہ کا کفار مقتولین بدر کا خطاب کرنا .... (۱۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن جعفر قطیعی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو حدیث بیان کی روح نے، وہ کہتے ہیں کہ کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے ذکر کیا تھا انس بن مالک نے ابوطلحہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ بدر والے دن صنادید کف میں سے چوبیس آدمیوں کے بارے میں حکم دیا تھا وہ پھینکے گئے تھے بدر کے کنویں میں اس طرح کہ وہ مردار تھے اور مردار کر دیئے گئے تھے۔ حضور کا طریقہ یہ تھا کہ جب آپ کسی قوم پر فتح پا لیتے تھے تو تین دن وہاں رہتے تھے اسی میدان کے اندر حسب عادت۔

جب بدر میں بھی تیسرا دن شروع ہو گیا تو آپ نے حکم دیا آپ کی اُونٹنی پر زین کسے گئے۔ اس کے بعد آپ پیدل چلتے گئے آپ کے صحابہ پیچھے پیچھے تھے۔ ان لوگوں نے کہا کہ شاید آپ کام کے لئے پیدل چلے جا رہے ہیں۔ یہاں تک کہ آپ کنویں کی منڈیر پر جا کر کھڑے ہوئے اور آپ نے مارے جانے والے کفار و مشرکین کے نام لے کر اور ان کے باپ کے نام لے کر پکارنا شروع کیا، اے فلاں بن فلاں اور اے فلاں بن فلاں کیا یہ بات آسان نہ تھی تمہارے لئے کہ تم اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کر لیتے، بے شک ہم نے سچا پا لیا ہے اس وعدے کو جس کا وعدہ ہمارے رب نے ہمیں دیا تھا۔ کیا تم نے بھی اپنے رب کا وعدہ سچا پایا ہے؟

حضرت عمر نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ ایسے جسموں سے نہیں بات کر رہے جن کے اندر روح نہیں ہے؟ حضور نے فرمایا، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے آپ میری بات کو جو میں کہہ رہا ہوں ان سے زیادہ نہیں سُن رہے ہیں۔ حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ اللہ نے ان کو زندہ کر دیا تھا اور ان کو حضور کا قول سُنا دیا تھا ڈانٹ سُنوانے کے لئے اور ان کی ذلت و تحقیر کے لئے اور ناراضگی اور افسوس و ندامت کے لئے۔ (البخاری کتاب المغازی الحدیث ص ۳۹۷۶-فتح الباری ۷/۳۰۰-۳۰۱-مسلم ۴/۲۲۰۴)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن محمد سے اور مسلم نے روایت کیا ہے محمد بن حاتم سے ان دونوں نے روح بن عبادہ سے۔ اور حضرت قتادہ کے قول میں اُس حدیث کا جواب ہے جو سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ان کا انکار مروی ہے۔ مُردوں کو سُنوانے کے بارے میں۔

اس میں جوہمیں خبر دی ہے محمد عبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ بن فضل نے ، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار عطاروی نے ، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ، ان کو ہشام نے اپنے والد سے ، اس نے ابن عمر سے ، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بدر کی کھائی پر کھڑے ہوئے اور آپ نے فرمایا کہ بے شک وہ البتہ سن رہے ہیں میں جو کچھ کہہ رہا ہوں۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے کہا نہیں بات یوں نہیں ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا سوائے اس کے میں (بلکہ) یوں فرمایا تھا بے شک وہ جانتے ہیں کہ میں جو کچھ ان سے کہتا تھا وہ حق ہے بے شک انہوں نے خود جگہ بنائی ہے جسم میں اپنے ٹھکانوں کی ۔ بے شک اللہ عزوجل فرماتے ہیں :

انك لا تسمع الموتىٰ بے شک اے پیغمبر آپ نہیں سُنوا سکتے مُردوں کو وما انت بمسمع من في القبور ان انت الا نذير ۔ اور آپ نہیں سُنوا سکتے ان کو جو قبروں میں پڑے ہیں آپ تو بس ڈرانے والے ہیں۔(سورہ النمل : آیت ۸۰)

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ابواسامہ وغیرہ سے ۔ (بخاری کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۳۰۱)

اس نے ہشام بن عروہ سے ۔ اور جو روایت سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے وہ روایت کا جواب نہیں بن سکتی جس کو ابن عمر نے روایت کیا ہے کیونکہ علم سماع سے نہیں روکتا۔ تحقیق ابن عمر نے اس کی موافقت کی ہے اپنی روایت میں اس کی جو حاضر تھا۔ واقعہ میں ابوطلحہ انصاری اور دونوں نے استدلال کیا ہے اللہ کے اس قول کے ساتھ انک لا تسمع الموتیٰ ۔ اس میں نظر ہے ۔ کیونکہ اس نے ان کو اس حالت میں نہیں سُنوایا تھا کہ وہ مردہ تھے بلکہ اللہ تعالیٰ نے ان کو زندہ کر دیا تھا اس وقت ان کو سُنایا تھا جیسے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ یہ سنوانا ان کو زجر وتوبیخ کے لئے تھا اور ان کی تصغیر وحقارت کے لئے تھا ان کی حسرت وندامت کے لئے تھا۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو خبر دی عبداللہ بن بطہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جہم نے ، ان کو حسین بن فرج نے ، وہ کہتے ہیں کہ ان کو واقدی نے ، وہ کہتے ہیں کہ عقبہ بن ابومعیط مکے میں تھا اور نبی کریم مدینہ کی طرف ہجرت کر چکے تھے وہ مکے میں ان کے بارے میں دو شعر کہتا تھا۔ جب نبی کریم ﷺ کو اس کا قول پہنچا تو انہوں نے فرمایا ، اے اللہ! اس کو اوندھا ڈال ، اس کی ناک کے بل اور اس کو پچھاڑ دے۔ لہٰذا بدر والے دن آپ نے اپنے گھڑ سوار جمع کئے ، اسے عبداللہ بن سلمہ عجلانی نے پکڑا حضور نے اس کے بارے میں عاصم بن ثابت ابوالاقلح کو اس کے بارے میں حکم دیا اس نے اسے باندھ کر قتل کر دیا۔ (مغازی الواقدی ۱/۸۲)

واقدی نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے ابن راشد نے زہری سے ، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا یوم بدر میں ، اے اللہ! میری طرف سے تو کافی ہے ہو جا نوفل بن خویلد کو۔ اس کے بعد حدیث ذکر کی اس کے قتل کے بارے میں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جس کو علم ہو نوفل بن خویلد کا ، تو حضرت علی ؓ نے فرمایا ، میں نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اللہ اکبر کہا اور کہا :

الحمد لله الذي اجاب دعوتي فيه ۔

اللہ کا شکر ہے جس نے اس کے بارے میں میری دعا قبول کی ہے ۔ (مغازی الواقدی ۱/۹۱۔۹۲)

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے ، ان کو خبر دی ہارون بن یوسف نے ، ان کو ابن ابوعمر نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے عمر سے ، اس نے عطاء سے ، اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

بَدَّلُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ كُفْرًا ۔ جنہوں نے اللہ کی نعمت کو بدلا تھا کفر سے۔

وَاَحَلُّوْا قَوْمَهُمْ دَارَ الْبَوَارِ ۔ اور انہوں نے اپنی قوم کو ہلاک کی دار میں اُتارا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے حمیدی سے ، اس نے سفیان سے ، اس نے یہ اضافہ کیا اک میں اُتارا بدر کے دن۔ (فتح الباری ۸/۳۷۸)

(۱۸) ہمیں خبر دی ابوالحسن علوی نے، ان کو خبر دی محمد بن محمد و یہ بن سہل غازی نے، ان کو عبداللہ بن حماد املی نے، ان کو سعید بن ابو مریم نے، پھر ہمیں خبر دی بکر بن مضر نے، ان کو حدیث بیان کی جعفر بن ربیعہ نے، ان کو یحییٰ بن عبداللہ بن ادرع نے ابوالطفیل سے کہ اس نے سنا علی بن ابوطالب سے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کے اس قول کے بارے میں :

الذین بدلوا نعمة الله کفرا ۔ (سورہ ابراہیم ص ۲۸) وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی نعمت کو کفر سے بدلا۔

کہا کہ اس سے مراد کفار قریش ہیں جو بدر والے دن ذبح کر دیئے گئے تھے۔

(۱۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اور ابوسعید بن ابو عمرو نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن عباد بن عبداللہ زبیر نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ آیت یاایھا المزمل کے نزول کے بارے مابین اور اس قول باری کے ذرنی والمکذبین اولی النعمة ومھلھم قلیلا کے مابین کوئی بڑی مدت نہیں تھی مگر تھوڑا سا وقت تھا۔ یہاں تک کہ اللہ نے قریش کو یوم بدر کے واقعہ سے عذاب پہنچایا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۳۱۷)

(۲۰) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن سراج نے، ان کو مطین نے، ان کو احمد بن یحییٰ احوال نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبیدہ بن معلا نے اعمش سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ ان لوگوں کو یوم بدر میں ہوائے عقیم (بانجھ) نے پکڑ لیا تھا۔

(۲۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن سلیمان فقیہ نے بغداد میں، ان کو جعفر بن محمد بن شاکر نے، ان کو ابونعیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسرائیل نے، سماک سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ فارغ ہوئے مقتولین سے تو ان سے عرض کی گئی، آپ قافلے کا تعاقب کریں کیونکہ اب اس کے آگے کوئی شئی نہیں ہوگی۔ تو عباس نے حضور کو پکار کر کہا حالانکہ عباس اس وقت ہتھکڑیوں میں تھے۔ یہ بات آپ کے لئے درست نہیں ہے۔ پوچھا گیا کیوں تو انہوں نے کہا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے دو گروہوں میں سے ایک کا وعدہ دیا تھا (یعنی قافلے کا گروہ یا قریش کی جماعت)۔ تو اللہ نے تیرے لئے اس کو پورا کر دیا ہے جو تجھے وعدہ دیا تھا۔ (الترمذی۔ الحدیث ص ۳۰۸۰، ۵:۲۶۹)

باب ۱۶

مغازی میں جو کچھ مذکور ہے :

۱۔ حضور ﷺ کا یوم بدر میں خبیب کے لئے دعا کرنا۔

۲۔ جس جس کو آپ نے لاٹھی دی اس کا تلوار بن جانا۔

۳۔ قتادہ نعمان کی آنکھ کو اپنی جگہ درست کر دینا۔ باوجودیکہ آنکھ کی پتلی اس کے چہرے پر بہہ گئی تھی اور اپنی اصلی حالت پر آ گئی تھی۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی خبیب نے بن عبدالرحمن نے، وہ کہتے ہیں کہ خبیب نے مارا تھا یعنی ابن

عدی کو بدر والے دن، جس سے، اس کا پہلو پھر گیا یا اس کی آنکھ نکل گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا لعاب دہن لگایا اور اپنی جگہ پر ٹکایا واپس اپنی جگہ پر بس وہ جم گئی۔

لاٹھی کا تلوار بننا.......... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد نے، ان کو خبر دی یونس نے ابن اسحاق نے ان کے نام ذکر کرنے کے بارے میں جو بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ کہتے ہیں کہ عکاشہ بن محصن وہ تھے جنہوں نے بدر کے دن اپنی تلوار سے قتال کیا تھا یہاں تک کہ وہ اس کے ہاتھ میں ٹوٹ گئی تھی۔ حضور ﷺ آئے اور آپ نے اس کو لکڑی کا ٹوٹا دیا اور فرمایا کہ اس کے ساتھ قتال کر اے عکاشہ۔ اس نے جب اس لکڑی کو رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے لیا اور اس کو حرکت دی تو وہ تلوار بن گئی تھی اس کے ہاتھ میں جو طویل القامت تھی سخت اور مضبوط پٹھہ والی تھی، سفید لوہے والی تھی۔ اس نے اس سے قتال کی حتیٰ کہ اللہ نے اس کو فتح عطا فرمائی پھر وہ ہمیشہ اسی کے پاس رہی۔ وہ ان کے ساتھ رسول اللہ کے ساتھ جنگوں میں شریک ہوتا تھا حتیٰ کہ قتل ہو گیا یعنی مرتدوں کے قتل کرتے ہوئے، اس وقت بھی وہ اسی کے پاس تھی۔ اس تلوار کا نام القوی رکھا گیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۷۸ ۲۷۹)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسن بن فرج نے، ان کو خبر دی عمرو بن عثمان نے جحشی نے اپنے والد سے، اس نے عمتہ سے، وہ کہتے ہیں کہ عکاشہ بن محصن نے کہا تھا کہ بدر والے دن میری تلوار ٹوٹ گئی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک لکڑی عنایت کی تھی اچانک میں نے دیکھا تو وہ سفید الیمنی تلوار ہو چکی تھی اور میں نے قتال کیا حتیٰ کہ اللہ نے مشرکین کو شکست دی اور وہ تلوار ہمیشہ ان کے پاس رہی حتیٰ کہ وہ فوت ہو گیا۔ (مغازی الواقدی ۱/۹۳)

واقد نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی اسامہ بن زید لیثی نے داؤد بن حصین سے، اس نے بنی عبداللہ اسماعیل کے متعدد جوانوں سے، انہوں نے کہا کہ مسلم بن اسلم کی تلوار ٹوٹ گئی تھی بدر والے دن۔ پس باقی رہا خالی ہاتھ تو اس کے پاس کوئی ہتھیار نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو ایک ڈنڈی دے دی جو حضور کے ہاتھ میں تھی کھجور کے خوشے کی جو ٹیڑھا ہو جاتا تھا، تا حال تازہ تھی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اسی کے ساتھ مارو۔ اچانک وہ خالص تلوار بن گئی اور وہ ہمیشہ اسی کے پاس رہی، حتیٰ کہ وہ یوم جسر ابوعبیدہ میں قتل ہوئے تھے۔

(مغازی الواقدی ۱/۹۳-۹۴)

(۴) ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد مالینی نے، ان کو خبر دی ابواحمد عبداللہ بن عدی حافظ نے، ان کو خبر دی ابویعلیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یحییٰ جمانی نے، ان کو خبر دی عبدالرحمن بن سلیمان بن غسیل نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے قتادہ بن نعمان سے کہ بدر والے دن اس کی ایک آنکھ کو صدمہ پہنچا تھا جس سے ان کی پتلی لٹک کر اس کے رخسار پر آ گئی تھی۔ لوگوں نے چاہا تھا اس کو کاٹ ڈالیں مگر انہوں نے پہلے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا۔ آپ نے منع فرمایا کاٹنے سے۔ آپ نے اسے بلوایا آپ نے اس کی آنکھ کے ڈھیلے کو اپنی جگہ رکھ کر ہتھیلی سے زور دے دیا۔ لہٰذا وہ یہ بھول گئے تھے کہ کونسی آنکھ کو صدمہ پہنچا تھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/۲۹۱)

(۵) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی محمد بن صالح نے، ان کو فضل بن محمد شعرانی نے ان کو خبر دی ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالعزیز بن عمران نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی رفاعہ بن رافع بن مالک نے، وہ کہتے ہیں جب بدر کا دن تھا تو لوگ اُمیہ بن خلف کے خلاف جمع ہو گئے تھے۔ میں اس کی طرف آیا میں نے اس کی زرہ کے ایک حصے کی طرف دیکھا جو اس کی بغل کے نیچے سے کٹ چکی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں نے اسی جگہ سے تلوار گھسیڑ دی اس کو۔ لہٰذا میں نے اس کو کاٹ دیا اور مجھے یوم بدر میں ایک تیر ایسا آن لگا تھا جس سے میری آنکھ نکل گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر لعاب دہن لگایا تھا اور میرے لئے دعا بھی فرمائی تھی۔ لہٰذا مجھے اس میں سے کسی چیز نے ایذا نہیں پہنچائی تھی۔ (مجمع الزوائد ۶/۸۲)

☆☆☆

باب ۱۷

مغازی موسیٰ بن عقبہ سے قصہ بدر کی تفصیل

جس کو اہل علم نے اصح المغازی قرار دیا ہے

قصہ مذکور میں سے جو کچھ باقی رہ گیا ہے اس میں سے جو ہم نے متفرق احادیث میں ذکر چکے ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین قطان نے بغداد، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے مطرب نے اور معن نے اور محمد بن ضحاک نے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت مالک سے جب مغازی کے بارے میں پوچھا جاتا تھا تو وہ کہتے تھے آپ اجل صالح موسیٰ بن عقبہ کی مغازی کو لازم پکڑ لیں۔ رحم اللہ کیونکہ وہ اصح المغازی ہے۔

عاتکہ بنت عبدالمطلب کا خواب اور ابوجہل کا بنو ہاشم کو سلام کرنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطانی نے بغداد میں، اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومحمد القاسم بن عبداللہ بن مغیرہ جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عتبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے دادا نے، ان کو خبر دی ابراہیم بن منذر نے الحزامی سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی محمد فلیح نے موسیٰ بن عتبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا ابن شہاب نے اور یہ لفظ حدیث اسماعیل کے ہیں موسیٰ بن عتبہ سے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ابن الحضرمی کے قتل کے بعد دو ماہ ٹھہرے رہے تھے۔ اس کے بعد ابوسفیان بن حرب شام کے ملک سے ایک قافلے کے ساتھ آئے تھے۔ اس کے ساتھ ستر سوار تھے قریش کے تمام قبائل میں سے، ان میں مخرمہ بن نوفل تھے اور عمرو بن العاص تھے۔ وہ لوگ شام میں تاجر تھے اور ان کے ساتھ اہل مکہ کے خزانے تھے اور کہا جاتا ہے کہ ان کا قافلہ ایک ہزار اُونٹوں پر مشتمل تھا اور قریش میں سے جس کسی کے پاس بھی ایک اوقیہ تھا یا اس سے اُوپر انہوں نے اسے ابوسفیان کے پاس بھیج دیا تھا۔ مگر حویطیب بن عبدالعزیٰ اسی وجہ سے وہ بدر میں آنے سے بھی پیچھے رہ گیا تھا بدر میں پہنچنے سے۔ لہٰذا وہاں نہیں پہنچے تھے۔ لوگوں نے اس بات کو رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا اور آپ کے اصحاب سے۔ تحقیق اس سے قبل ان کے درمیان حرب واقع ہو چکی تھی اور ابن الحضرمی کا قتل بھی اور دو آدمیوں کا اسیر ہونا بھی یعنی عثمان اور حکم کا۔

جب حضور ﷺ کے سامنے ابوسفیان کے قافلے کا ذکر کیا گیا، عدی بن ابوالزعباء انصاری کو جو کہ بنو غنم میں سے تھے ان کو بھیجا۔ اصل میں وہ جہینہ میں سے تھے اور لبسبس کو یعنی ابن عمرو کو قافلے کی طرف اس کی نگرانی اور جاسوسی کرنے کے لئے۔ وہ دونوں چل کر جھینہ کے ایک قبیلے تک آئے جو ساحل سمندر کے قریب تھا۔ ان لوگوں نے اس قبیلے والوں سے پوچھا قافلے کے بارے میں اور قریش کی تجارت کے بارے میں۔ انہوں نے ان کو قافلے والوں کی خبر بتائی۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس لوٹ آئے اور ان کو خبر دی اور دونوں نے مسلمانوں کے قافلے کو لوٹنے کے لئے نکلنے کے لئے کہا۔ یہ رمضان کا مہینہ تھا اور ابوسفیان جھنین کے پاس آئے وہ رسول اللہ سے اور آپ کے اصحاب سے خوف زدہ تھے۔ اس قبیلے والوں نے محمد ﷺ کے بارے میں محسوس کر لیا تھا۔

انہوں نے ابوسفیان کو خبر دی اور دوسروں کی خبر بھی بتادی کہ عدی بن ابوالرعباء اور لبسبس آئے تھے جاسوسی کرنے کے لئے اور اشارہ کیا ان کے اُونٹ بٹھانے کی جگہ کی طرف۔ ابوسفیان نے کہا کہ ان دو آدمیوں کے اُونٹوں کی مینگنیاں اُٹھا کر لاؤ۔ اس نے ان کو توڑا تو اس کے اندر سے کھجور کی گٹھلی نکلی، اس نے کہا یہ تو یثرب کا چارہ کھائے ہوئے اُونٹ ہیں۔ اس سے معلوم ہوا کہ محمد اور اس کے اصحاب کے بھیجے ہوئے جاسوس تھے۔ چنانچہ وہ لوگ تیزی سے روانہ ہوگئے، ڈر رہے تھے تلاش سے اور ابوسفیان نے ایک آدمی کو قریش کے پاس مکے بھیجا۔ وہ بنوغفار میں سے تھا نام اس کا ضمضم بن عمرو تھا۔ اس کو پیغام دیا کہ تم لوگ مکے سے نکلو اور اپنے قافلے کی حفاظت کرو محمد سے اور اس کے اصحاب سے، اس لئے محمد ﷺ نے تعریض کرنے کے لئے اپنے اصحاب کو بھیج دیا ہے۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے کی پھوپھی عاتکہ بنت المطلب مکے میں مقیم تھی۔ وہ اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کے ساتھ رہتی تھی۔ اس نے بدر کے واقعہ سے پہلے ایک خواب دیکھا تھا اور مکے والوں کے پاس ضمضم غفاری کے آنے سے پہلے۔ وہ اس خواب سے ڈر گئی تھی۔ اس نے اپنے بھائی عباس بن عبدالمطلب کو بُلایا۔ اسی رات عباس ان کے پاس آئے تو اس نے بتایا کہ میں نے آج رات ایک خواب عجیب دیکھا ہے جس سے میں ڈر گئی ہوں اور میں تیری قوم کی ہلاکت کا خوف کر رہی ہوں۔ اس کے بعد سے اس نے پوچھا کہ آپ نے کیا دیکھا ہے؟ وہ کہنے لگی کہ میں وہ خواب تیرے سامنے ہرگز بیان نہیں کروں گی، تم پہلے مجھ سے وعدہ کرو کہ تم وہ خواب کسی کو نہیں بتاؤ گے کیونکہ اگر قریش سُن لیں گے تو وہ تجھے ایذا پہنچائیں گے اور ہمیں ایسی ایسی باتیں سُنائیں گے جو ہم پسند نہیں کرتے۔ چنانچہ عباس نے بہن کے ساتھ عہد کر لیا۔

عاتکہ نے بتایا کہ میں نے ایک اُونٹ پر سوار شخص کو دیکھا ہے جو مکے کے بالائی جانب سے اپنی سواری پر آیا ہے اور وہ بلند آواز سے چیخ رہا ہے، اے آل غدر دو یا تین راتوں کے اندر یہاں سے نکلو۔ وہ چیختا ہوا چلا آرہا ہے حتیٰ کہ وہ اپنی سواری سمیت مسجد الحرام میں داخل ہوگیا اور اس نے مسجد میں تین بار چیخ ماری ہے جس سے لوگ اس کی طرف بھاگ رہے ہیں مرد بھی عورتیں بھی تو بچے بھی۔ اور لوگ انتہائی شدید خوف زدہ ہو کر اس کی طرف بھاگ رہے ہیں۔

کہتے ہیں کہ پھر میں نے اس کی شبیہ دیکھی جب کہ وہ کعبہ کی چھت پر کھڑے ہو کر اس نے تین چیخیں ماری ہیں اور اس نے یہی بات کہی ہے یا آل غدر رو یا آل فجر دو یا تین راتوں میں نکلو یہاں تک کہ اس نے یہ اعلان ان سب لوگوں کو سُنا دیا ہے جو مکے کے دونوں کے درمیان رہتے ہیں۔ اس کے بعد وہ ایک عظیم پہاڑ یا چٹان کی طرف متوجہ ہوا ہے اور اس نے اس کو اس کی جڑ سے اُکھاڑ دیا ہے پھر اس کو اس نے اہل مکہ کے اُوپر چھوڑ دیا ہے اور وہ چٹان اس طرح ان پر آئی ہے کہ اس میں شدید حِس ہے حتیٰ کہ جب وہ نیچے پہاڑ کی جڑ کے پاس پہنچی تو وہ اس کے ہاتھ سے چھوٹ گئی ہے اور وہ اس طرح گری ہے کہ مکے کا کوئی کچا پکا گھر اس سے نہیں بچ سکا اور ہر گھر پر گر کر اس کے اندر چلی گئی ہے جس سے ہر گھر تباہ ہوگیا ہے۔ عباس میں تیری قوم پر ڈر رہی ہوں۔

چنانچہ عباس بہن کا خواب سُن کر خود بھی انتہائی خوف زدہ ہو جاتے ہیں پھر وہ اس کے ہاں سے روانہ ہوتے ہیں اور وہ ولید بن عتبہ بن ربیعہ سے اسی رات کے آخری حصے میں ملتے ہیں۔ کیونکہ ولید عباس کے گہرے دوست تھے۔ انہوں نے ان کے سامنے اپنی بہن عاتکہ کا خواب بیان کر دیا اور اسے یہ بھی کہہ دیا یہ کسی کو بتانا نہیں۔ مگر وہ ولید نے یہ خواب اپنے والد کو عتبہ کو بتا دیا اور عتبہ نے اپنے بھائی شیبہ کو بتا دیا اس طرح بات پھیل گئی اور ابوجہل بن ہشام تک پہنچ گئی۔ اس نے تو پورے مکے میں پھیلا دی۔

صبح ہوئی تو عباس بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے، انہوں نے مسجد میں ابوجہل کو اور عتبہ، شیبہ بن ربیعہ کو اور اُمیہ بن خلف اور زمعہ بن اسود کو اور ابوالبختری کو قریش کی ایک جماعت کے ساتھ مسجد میں دیکھا جو آپس میں باتیں کر رہے تھے۔ عباس نے جب ان کو دیکھا تو ابوجہل نے اس کو آواز دی اے ابوفضل جب تم اپنا طواف پورا کر لو تو ذرا ہمارے پاس آنا۔ وہ آئے اور آ کر بیٹھ گئے۔ ابوجہل نے پوچھا کہ خیریت ہے عاتکہ نے کیا

خواب دیکھا ہے۔ عباس نے کہا کہ کچھ نہیں دیکھا۔ ابوجہل نے اس سے کہا سنو اے بنی ہاشم کیا تم مردوں کے جھوٹ سے سیر نہیں ہوئے کہ اب تم ہمارے پاس عورتوں کے جھوٹ بھی لے کر آگئے ہو۔ ہماری تمہاری مثال مقابلے میں دوڑنے والے دو گھوڑوں جیسی ہے۔ ہم لوگ ایک دوسرے سے مجد و شرافت میں ایک دوسرے سے سبقت لے جانا چاہتے ہیں۔ ایک مدت سے جواب مقابلے میں سوار برابر ہو گئے تو آپ لوگوں نے یہ کہہ دیا کہ ہم میں سے نبی ہے۔ اب باقی کوئی شی نہیں رہ گئی تھی سوائے اس کے کہ تم یہ کہو کہ ہم میں سے نبیہ بھی ہو گئی ہے (عورت نبی)۔ میں نہیں جانتا کہ قریش کے اندر کوئی ایسا گھر نہ ہو جو تم لوگوں سے بڑا جھوٹا ہو مرد بھی تو عورتیں بھی۔ اور اس کو سخت ایذا پہنچے گی۔ ابوجہل نے مزید یہ کہا کہ عاتکہ یہ دعویٰ کرتی ہے کہ اس سوار نے یہ کہا ہے کہ دو تین راتوں کے اندر یہاں سے نکلو اگر یہ تین دن خیریت سے گذر جاتے ہیں تو قریش تمہارے جھوٹ کو اچھی طرح جان لیں گے۔ اور ہم لوگ ایک ثبوت لکھ رکھیں گے کہ تم لوگ پورے اہلِ عرب سے زیادہ جھوٹے ہو مرد بھی اور عورتیں بھی۔ کیا تم لوگ اے بنی قصی اس پر راضی نہیں ہو سکتے کہ تم لوگ لے گئے ہو حجابہ، ندوۃ، سقایہ لواء، افادہ۔ (یہ سارے منصب تمہارے پاس ہیں)۔ پھر بھی تم نے یہ دعویٰ کر ڈالا ہے تم میں نبی بھی ہے تم اپنا نبی بھی ہمارے سامنے لے آئے ہو۔ عباس نے جواب دیا کہ اے ابوجہل تم ایسی باتوں سے باز نہیں آؤ گے بیشک جھوٹ تیرے اندر ہے اور تیرے گھر والوں کے اندر ہے۔ وہاں پر جو لوگ ان دونوں کی بات سن رہے تھے انہوں نے کہا اے ابوالفضل آپ بڑے جاہل اور جھوٹ گھڑنے والے ہیں۔ اور عباس نے عاتکہ کا جو خواب افشاء کر دیا تھا اس سے انہیں شدید اذیت کا سامنا کرنا پڑا۔

جب تیسرے دن کی شام ہونے لگی جیسے عاتکہ نے خواب میں دیکھا تھا تو واقعی مکے والوں کے پاس وہ سوار آ گیا جس کو ابوسفیان نے بھیجا تھا۔ وہ ضمضم بن عمرو غفاری تھا۔ اس نے آکر اس طرح چیخ ماری اے آل غالب بن فہر مکے سے جلدی نکلو کیونکہ محمد ﷺ اور اہلِ یثرب ابوسفیان کے قافلے کو لوٹنے کے لئے نکل چکے ہیں لہٰذا اپنے قافلے کی حفاظت خود کرو۔ چنانچہ یہ سنتے ہی قریش انتہائی خوف زدہ ہو گئے اور عاتکہ کے خواب سے ڈرنے لگے۔

ادھر عباس نے کہا کہ تم لوگ تو ہی گمان کر رہے تھے کہ یہ خواب بس ایسے ہی ہے بلکہ عاتکہ نے جھوٹ بکا ہے۔ لہٰذا وہ ہر مضبوط اور ہر کمزور سواری پر نکل کھڑے ہوئے۔ اُدھر ابوجہل نے کہا کہ محمد یہ گمان کرتا ہے کہ وہ اس قافلے کو بھی ایسے ہی نقصان پہنچا لے گا جیسے اس نے مقامِ نخلہ میں چھوٹے قافلے کو نقصان پہنچایا ہے۔ عنقریب اسے پتہ چل جائے گا کہ کیا ہم اپنے قافلے کی حفاظت کر سکتے ہیں یا نہیں۔

چنانچہ وہ نو سو پچاس جنگجو کے ساتھ نکلے ایک سو گھوڑے ساتھ لئے۔ انہوں نے سب کو زبردستی ساتھ لیا جو نہیں جانا چاہتا تھا اس کو بھی نہیں چھوڑا۔ وہ سوچ رہے تھے کہ جو نہیں جانا چاہتا وہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کی بچت کر رہا ہے۔ نہ ہی انہوں نے کسی مسلمان کو چھوڑا جس کے اسلام کو وہ جانتے تھے اور بنی ہاشم کا تو بچہ بچہ ساتھ لے کر گئے۔ ہاں مگر جس کے بارے میں ان کو یقین تھا وہ رہ گیا باقی سب لوگ ان کے ساتھ گئے۔ کچھ لوگوں کو خصوصاً نظروں میں رکھ کر لے گئے تھے ان میں سے عباس ابن عبدالمطلب، نوفل بن حارث طالب بن ابوطالب، عقیل بن ابوطالب۔ اس پر طالب بن ابوطالب نے کہا تھا شعر۔

طالب بن ابوطالب کے اشعار

اما یخرجن طالب بمقنب من هذه المعانب

فی نفر مقاتل محاربه فلیکن المسلوب غیر السالب

الراجع المغلوب غیر الغالب

اہلِ مکہ روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ مقام جحفہ میں اُترے رات کے ٹائم پانی سے سیر ہونے کے لئے۔ان میں ایک آدمی تھا بنوالمطلب بن عبدمناف میں سے۔اس کا نام جہیم بن صلت بن مخرمہ تھا۔چنانچہ جہیم نے اپنا سر رکھا تھا اور اس کی آنکھ لگی ہی تھی کہ وہ ہڑبڑا کر اُٹھ بیٹھا۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا کیا تم لوگوں نے ابھی ابھی گھڑسوار کو دیکھا ہے جو ابھی ابھی میرے پاس آکر رُکا ہے۔انہوں نے نفی میں جواب دیا تو دیوانہ ہے۔اس نے بتایا کہ ابھی ابھی ایک سوار آکر میرے پاس رکا ہے اس نے کہا ہے کہ ابوجہل قتل ہو گیا ہے۔عتبہ،شیبہ اور زمعہ،ابوالبختری،اُمیہ بن خلف قتل ہو گئے ہیں۔اس نے اسی طرح سارے اشراف کے نام گنوائے۔اس کے اصحاب نے اس سے کہا سوائے اس کے نہیں تیرے ساتھ شیطان نے کھیل کیا ہے۔جہیم کی یہ بات ابوجہل کو بتائی گئی تو اس نے کہا کہ تم لوگ میرے پاس بنوہاشم کے جھوٹ کے ساتھ بنوالمطلب کا جھوٹ ملا کر لے آئے ہو عنقریب تم دیکھ لوگے کہ کون قتل ہوتا ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سے قریش کے قافلے کا ذکر کیا گیا کہ شام کے ملک سے آرہا ہے۔اس میں ابوسفیان بن حرب ہے،مخرمہ بن نوفل ہے،عمرو بن العاص ہے اور قریش کی ایک جماعت ہے۔لہٰذا رسول اللہ ﷺ ان کی طرف نکلے۔آپ ﷺ روانہ ہو کر بدر کی طرف نکلے بنو دینار راستے سے اور واپس لوٹے تو ثنیۃ الوداع سے۔حضور ﷺ جب روانہ ہوئے تو ان کے ساتھ تین سو آدمی تھے۔ابن فلیح کی روایت کے مطابق تین سو تیرہ آدمی تھے آپ ﷺ کے کئی اصحاب آپ سے پیچھے رہ گئے تھے اور انتظار کر رہے تھے۔یہ پہلا وقوعہ تھا اللہ نے جس کے اندر اسلام کو غلبہ عطا کیا تھا۔

حضور ﷺ رمضان میں نکلے تھے مدینے سے اور آمد کے اٹھارہ ماہ بعد۔آپ ﷺ کے ساتھ مسلمان تھے وہ لوگ محض قافلے کو لوٹنے کے ارادے سے نکلے تھے بنو دینار کے پہاڑی راستے سے۔مسلمانوں کے پاس کوئی مضبوط سواریاں بھی نہیں تھیں اونٹنیوں پر سوار تھے۔ باری باری ان پر کئی کئی لوگ سواری کرتے تھے ایک ایک اونٹ پر۔حضور ﷺ کے ساتھ سوار کے ساتھ بیٹھنے والے لوگ حضرت علی المرتضیٰ ؓ، مرید بن ابومرثد غنوی تھے،حلیف حمزہ،یہ لوگ حضور ﷺ کے ساتھ تھے ان کے پاس صرف ایک اونٹ تھا۔وہ لوگ مدینے سے روانہ ہوئے جب مقام عرقِ طیبہ میں پہنچے تو انہیں ایک سوار ملا جو تہامہ کی طرف سے آرہا تھا اور مسلمان گھوم رہے تھے۔لہٰذا اتفاق سے اصحاب رسول ﷺ کی ایک جماعت اس کے سامنے آگئی۔اصحابِ رسول ﷺ نے اس آدمی سے ابوسفیان کے بارے میں پوچھا۔اس نے بتایا کہ اس کو ان کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔یہ لوگ جب اس کی خبر سے مایوس ہو گئے تو اس کو کہنے لگے کہ اچھا تم رسول اللہ ﷺ پر سلام پڑھو۔اس نے پوچھا کہ کیا تمہارے اندر اللہ کا رسول بھی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں ہے۔اس نے پوچھا کہ وہ تم میں سے کون ہے؟ صحابہ نے حضور ﷺ کی طرف اشارہ کر کے اس کو بتایا کہ یہ ہیں۔

اس اعرابی نے حضور ﷺ سے پوچھا کیا آپ اللہ کے رسول ہیں جیسے یہ لوگ کہہ رہے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔وہ کہنے لگا اگر آپ اللہ کے رسول ہیں جیسے آپ کا دعویٰ ہے تو پھر آپ مجھے بتادیں کہ میری اس اُونٹنی کے پیٹ میں کیا ہے؟ چنانچہ انصار کا ایک آدمی ناراض ہو گیا پھر بنی عبدالاشہل میں سے سلمہ بن سلامہ بن وقش کہتے تھے۔اس نے اس دیہاتی سے کہا تم خود اپنی اُونٹنی پر پڑ گئے تھے لہٰذا وہ تم سے حاملہ ہوئی ہے۔حضور ﷺ نے اس بات کو ناپسند فرمایا جو سلمہ نے کہی تھی۔

جب حضور ﷺ نے اس بات کو سنا کہ وہ فحش ترین بات ہے حضور ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ روانہ ہو گئے۔ آپ کو وہاں کوئی خبر نہ مل سکی اور نہ ہی قریش کی ایک جماعت کے بارے میں کوئی علم ہو سکا۔لہٰذا نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا مجھے مشورہ دو ہمارے بارے میں اور ہماری روانگی کے بارے میں۔حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا یا رسول اللہ ﷺ میں سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں زمین کی مسافت کے بارے میں۔

ہمیں خبر دی تھی عدی بن ابوالزعباء نے کہ قافلہ فلاں فلاں وادی میں تھا۔ابن فلیح نے اپنی روایت میں کہا گویا کہ ہم اور خاص تم لوگ بدر کی طرف مقابلے میں دوڑنے والے گھوڑے ہیں اس کے بعد پھر دونوں پہنچ گئے۔کہتے ہیں پھر حضور ﷺ نے فرمایا کہ مجھے مشورہ دو

تو حضرت عمر بن خطاب ﷜ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ قریش ہیں انہیں اللہ نے عزت دی ہے۔ اللہ کی قسم وہ ذلیل نہیں کئے گئے جب سے عزت دار ہوئے ہیں اور نہ ہی وہ ایمان لائے ہیں جب سے انہوں نے کفر کیا ہے۔ اللہ کی قسم ضرور وہ لوگ آپ سے قتال کریں گے۔

چنانچہ آپ ﷺ نے اس کے لئے تیاری کی اور نفری تیار کی۔ اب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے مشورہ دو۔ مقداد بن عمرو نے کہا اے بنو زہرہ میں شمار ہونے والے رسول بیشک ہم لوگ آپ سے ایسے نہیں کہیں گے جیسے اصحاب موسیٰ نے ان سے کہا تھا اذھب انت، جا تو اور تیرا رب جا کر لڑ ہم تو یہیں بیٹھے رہیں گے بلکہ ہم تو کہیں گے کہ آپ جائیے اور جا کر لڑیئے ہم آپ کے ساتھ ہیں لڑنے کے لئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پھر بھی مجھے مشورہ دیں آپ لوگ۔ جب سعد بن معاذ نے دیکھا حضور ﷺ کا کثرت کے ساتھ مشورہ طلب کرنا اپنے اصحاب سے اور وہ مشورہ دے رہے ہیں پھر بھی آپ ﷺ مشورہ مانگ رہے ہیں تو سعد نے گمان کیا کہ آپ انصار سے بلوانا اور اقرار کروانا چاہتے ہیں احتیاط کے لئے کہ یہ کہیں ساتھ نہ چلیں آپ کے۔ یا جو چلیں تو سہی مگر جو مالی منفعت دیگر معاملہ جو آپ چاہتے ہیں اس کا ارادہ نہ کریں۔

لہٰذا سعد بن معاذ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ڈر رہے ہیں کہ شاید انصار آپ کی غمخواری کا ارادہ نہیں کریں گے یا اس کام کو اپنے اُوپر لازم نہیں سمجھیں گے مگر بایں صورت کہ وہ دشمن کو اپنے گھروں میں سمجھیں اور اپنی اولادوں اور اپنی عورتوں میں سمجھیں۔ اور میں انصار کی طرف سے کہتا ہوں اور ان کی طرف سے جواب دیتا ہوں یا رسول اللہ ﷺ آپ جائیے جہاں آپ چاہیں اور ملائیے رسی جس کی آپ چاہیں اور کاٹیے رسی جس کی آپ چاہیں (یعنی جس سے چاہیں تعلق جوڑلیں جس سے چاہیں توڑ دیں)۔ ہمارے مال جتنا آپ ﷺ چاہیں لے لیں ہمیں جس قدر آپ چاہیں دے دیں۔ آپ ﷺ جو ہم سے لے لیں گے وہ ہمیں زیادہ محبوب اور پیارا ہوگا اس سے جو آپ ہمارے لئے چھوڑیں گے۔ آپ ہمارے لئے جو حکم دیں گے ہمارا مشورہ اسی کے تابع ہوگا۔ اللہ کی قسم اگر آپ چلتے رہیں حتیٰ کہ آپ مقام برک میں پہنچ جائیں غمد ذی یمن میں تو ہم آپ کے ساتھ چلتے جائیں گے۔ سعد نے جب یہ بات کہی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چلو اللہ کا نام لے کر۔

تحقیق مجھے دکھایا گیا ہے مشرک قوم کی ہلاک ہونے کی جگہیں۔ لہٰذا انہوں نے مقام بدر کا ارادہ کرلیا۔ اُدھر ابوسفیان نے نشیبی راستہ اختیار کیا اور ساحل سمندر کے ساتھ ساتھ ہولیا۔ کیونکہ (معمول کے راستے پر چلنے سے اسے مقامِ بدر سے گزرنا پڑتا) اور وہاں اس کو (حضور ﷺ واصحاب کے) گھات لگانے کا خطرہ ہوگیا تھا۔ اور اس نے قریش کو لکھا جب اس نے رسول اللہ ﷺ کی روانگی کے راستے کے خلاف راستہ اختیار کیا اور اس نے یہی سمجھا کہ یہ قافلے اور سامانِ تجارت کے لئے زیادہ محفوظ ہے۔ اس نے قریش سے کہا کہ تم لوگ واپس لوٹ جاؤ تم لوگ نکلے تھے اپنے قافلے کی حفاظت کرنے کے لئے وہ میں تمہارے لئے خود ہی حفاظت کرلوں گا۔ ان لوگوں کو یہ خبر مقام جحفہ میں مل گئی مگر ابوجہل نے کہا اللہ کی قسم ہم لوگ خالی واپس نہیں جائیں گے بلکہ ہم مقامِ بدر تک آگے بیٹھیں گے ہم وہاں جا کر قیام کریں گے۔ اور ہم وہاں کھانا کھلائیں گے جو بھی عرب ہمارے پاس آئیں گے۔ ہمیں وہاں دیکھ کر ہم سے قتال کرنے کوئی نہیں آئے گا۔

اخنس بن شریق نے اس تجویز کو ناپسند کیا۔ اس نے یہی پسند کیا کہ واپس کے چلے جائیں اور اس نے ان سب کو واپس چلے جانے کا مشورہ بھی دیا مگر قافلے کے دیگر لوگوں نے انکار کردیا اور اس کی مخالفت کرڈالی اور انہیں جاہلیت کی حمیت وغیرہ نے پکڑلیا۔ جب اخنس قریش کے واپس جانے سے مایوس ہوگیا تو اس نے بنو زہرہ کو واپسی کے لئے رضامند کرنے کی کوشش کی انہوں نے اس کی بات مان لی لہٰذا وہ لوگ واپس لوٹ گئے۔ یہی وجہ ہے کہ بنو زہرہ میں کوئی بھی بدر میں شریک نہیں تھا انہوں نے ہمیشہ اخنس کی رائے پر رشک کیا اور اس کے ساتھ برکت تلاش کی۔ وہ ہمیشہ ان کے اندر مطاع رہا مرنے تک۔

اور ادھر بنو ہاشم نے واپس کا ارادہ کرلیا تھا ان کو دیکھ کر جو واپس جا رہے تھے مگر ابوجہل لے ہشام نے ان پر سختی کی اور کہا اللہ کی قسم تم لوگ اس مٹھی بھر جماعت (محمدی) کے لئے ہمیں اکیلے مت چھوڑو بلکہ واپس تک ہمارے ساتھ رہو۔ اور ادھر رسول اللہ ﷺ مدینے سے چل پڑے تھے

یہاں تک کہ وہ عشاء کے وقت بدر کے قریب کنارے پر اتر پڑے تھے۔ پھر انہوں نے حضرت علی ؓ کو اور زبیر بن کورم کو اور بَسبَس انصاری کو بنو ساعدہ میں شمار ہوتا تھا وہ جماعت صحابہ میں اکیلا جھینہ کا فرد تھا۔ حضور ﷺ نے ان کو بھیجا اور فرمایا کہ تم لوگ اس چھوٹی پہاڑی کی طرف پہنچو مگر تلواریں حمائل کر کے جاؤ۔ وہ پہاڑی بدر کے ایک کونے میں واقع تھی۔ میں امید کرتا ہوں کہ تم لوگ بدر کی گھاٹی ہی کے پاس کوئی خبر پالو گے جو پہاڑ کے پاس ہے جس کا ذکر پہلے رسول اللہ ﷺ کر چکے تھے۔ چنانچہ وہ لوگ گئے انہوں نے وہاں سے دو لڑکوں کو پکڑا انہوں نے وہاں قریش کے آنے کے آثار پائے۔

دونوں غلاموں میں سے ایک بنو حجاج الاسود کا تھا دوسرا ال عاص سے، اس کا نام اسلم تھا۔ اور ان کے دیگر ساتھی قریش میں سے تا حال ظاہر نہ تھے۔ یہ لوگ ان دونوں کو پکڑ کر لے آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس، آپ اس وقت آرام گاہ میں تھے۔ پانی کے پیچھے چنانچہ ان لوگوں نے ان دونوں غلاموں سے پوچھنا شروع کیا ابوسفیان کے بارے میں اس کے اصحاب کے بارے میں یہ یہی یقین رکھتے تھے کہ وہ دونوں اسی قافلے والے ہیں، مگر ان لوگوں نے تو ان کو قریش کی خبریں بتانا شروع کر دیں اور یہ بتایا کہ کون کون ان کے ساتھ روانہ ہوا ہے اور کون کون سرداران کے ساتھ ہیں۔ یہ لوگ ان کو جھوٹا سمجھتے رہے وہ ان کے لئے ناپسندیدہ خبریں تھیں۔ یہ لوگ ابوسفیان اور اس کے اصحاب کی امید لئے ہوئے تھے قافلے کی وجہ سے قریش کی خبروں میں دلچسپی نہیں لے رہے تھے۔ حضور کھڑے نماز پڑھ رہے تھے، آپ سُن رہے تھے دیکھ رہے تھے جو کچھ یہ لوگ ان غلاموں کے ساتھ کر رہے تھے۔ ادھر ان غلاموں نے جب دیکھا کہ یہ لوگ ہمیں مار کر اُگلوانا چاہتے ہیں تو وہ کہنے لگے کہ جی ہاں ابوسفیان اور قافلہ یہ ہے۔

جیسے اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

اذا انتم با لعدوة الدنیا و هم بالعدوة القصوىٰ والركب اسفل منكم ولو تواعد تم لاختلفتم في الميعاد ولكن ليقضي الله امرا كان مفعولاؕ ۔ (سورۃ الانفال : آیت ۴۲)

جب تم لوگ (مسلمان) قریب والے کنارے پر تھے اور وہ لوگ (کفار مشرکین) دور والے کنارے پر تھے اور وہ قافلہ (جس کے تعاقب میں تم نکلے تھے) وہ تم سے نیچے کی سمت تھا۔ اگر تم لوگ ایک دوسرے کو وعدہ دے کر نکلتے تو ضرور تم وعدے کے وقت آگے پیچھے ہو جاتے۔ لیکن اللہ نے (دونوں جماعتوں کو باہم ٹکرا دیا) تا کہ اللہ پورا کر دے اس امر کو جو ہونے والا تھا (یعنی مسلمانوں کی فتح اور کفار مشرکین کی ہلاکت)۔

کہتے ہیں کہ یہ لوگ ان غلاموں کو جھوٹا کہنے لگے۔ جب انہوں نے بتایا یہ رہے قریش تمہارے پاس پہنچ چکے ہیں اور جب انہوں نے کہا کہ یہ رہا ابوسفیان تو انہوں نے ان غلاموں کو چھوڑ دیا۔

جب رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کا رویہ دیکھا ان غلاموں کے ساتھ تو آپ نے اپنی نماز سے سلام پھیرا اور پوچھا کہ یہ دونوں لوگ تمہیں کیا خبر دے رہے ہیں۔ صحابہ نے بتایا کہ یہ لوگ خبر دے رہے ہیں کہ قریش آ گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں نے سچ کہا ہے اللہ کی قسم تم ان کو مار رہے ہو جبکہ یہ تمہیں سچ کہہ رہے ہیں اور تم ان کو چھوڑ دو گے جب یہ تمہیں جھوٹ کہیں گے۔ واقعی قریش نکل چکے ہیں تا کہ وہ اپنے قافلے کی حفاظت کریں اور وہ تم لوگوں سے اپنے خلاف خطرہ محسوس کر رہے ہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دونوں غلاموں کو بلایا۔ آپ نے خود ان سے پوچھا، انہوں نے حضور کو قریش کے بارے میں بتایا اور انہوں نے کہا کہ ہمیں ابوسفیان کے بارے میں کوئی علم نہیں ہے۔ چنانچہ ان دونوں سے رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ قریش کتنے لوگ ہیں۔ انہوں نے کہا کہ یہ ہم نہیں جانتے اللہ کی قسم۔

مؤرخین نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کل شام کو ان کو کس نے کھانا کھلایا تھا۔ انہوں نے قوم میں سے کسی کا نام بتایا تو آپ نے فرمایا آپ نے کتنے اُونٹ ان کے لئے ذبح کئے تھے۔ اس نے کہا کہ دس جزور۔ پھر آپ نے فرمایا کہ پہلی شام ان کو کس نے کھانا کھلایا تھا انہوں نے کسی اور کا نام بتایا ان لوگوں میں سے۔ پھر آپ نے پوچھا کہ اس نے ان کے لئے کتنے اُونٹ ذبح کئے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ نو اُونٹ۔

مؤرخین نے گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ لوگ نو سو سے ایک ہزار کی تعداد میں ہیں۔ آپ نے یہ اندازہ فرمایا تھا ان اُونٹوں سے جو وہ روزانہ ذبح کرتے تھے کہ روزانہ دس اُونٹ ذبح کرتے تھے (ایک اُونٹ ایک سو افراد کے حساب سے ایک ہزار افراد ہوئے)۔

اور انہوں نے یہ بھی گمان کیا کہ پہلا شخص جس نے ان کے لئے یہ اُونٹ ذبح کئے تھے جب وہ مکے سے نکلے تھے وہ ابو جہل بن ہشام تھا۔ روانہ ہونے پر اس نے دس اُونٹ ذبح کئے تھے۔ اس کے بعد جس نے ان کے لئے اُونٹ ذبح کئے تھے وہ اُمیہ بن خلف تھا۔ اس نے مقام عسفان میں نو اُونٹ ذبح کئے تھے۔ پھر مقام قدید میں ان کے لئے دس اُونٹ ذبح کئے تھے۔ پھر وہ لوگ مقام قدید سے پانی کے مقامات کی طرف مڑ گئے تھے سمندر کی طرف اس سمت پر ہو گئے تھے جہاں ایک دن ٹھہرے تھے وہاں ان کے لئے شیبہ بن ربیعہ نے نو اُونٹ ذبح کئے تھے۔ اس کے بعد وہ مقام جحفہ میں پہنچے، عتبہ بن ربیعہ نے ان کے لئے دس اُونٹ ذبح کئے اس کے بعد مقام ابواء میں پہنچے وہاں پر ان کے لئے نبیہ اور منبہ حجاج کے بیٹوں نے ذبح کئے۔

عباس بن عبدالمطلب نے کہا کہ دس کئے۔ حارث بن عامر بن نوفل نے نو اُونٹ ذبح کئے اور بدر کے پانی پر جب پہنچے تو ابو البختری نے ان کے لئے دس اُونٹ ذبح کئے۔ پھر بدر کے پانی پر مقیس جمحی نے نو اُونٹ ذبح کئے۔ اس کے بعد ان کو جنگ نے مصروف کر دیا تو پھر انہوں نے اپنے اُونٹوں کا گلہ ذبح کیا۔

پھر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے، انہوں نے فرمایا کہ مجھے مشورہ دو پڑاؤ کرنے کے بارے میں۔ حباب بن منذر اُٹھے وہ انصار میں سے ایک آدمی تھے، پھر ایک بنی سلمہ میں سے، انہوں نے کہا میں اس چیز کے بارے میں علم رکھتا ہوں اور بدر کی قلیبوں اور کنوؤں کے بارے میں بھی۔ اگر آپ چاہتے ہیں کہ آپ ان میں سے کسی قلیب کی طرف چلیں تو میں زیادہ پانی والی قلیب کو جانتا ہوں جو میٹھا بھی ہو تو آپ اس پر اُتریں اور قریش سے پہلے اس کی طرف سبقت کر لیں اور اس کی ماسوا کو دور رکھو۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چلو بے شک اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کو وعدہ دیا ہے دو گروہوں میں سے ایک کا کہ وہ تمہارے لئے ہے (یا قافلہ قریش یعنی قافلہ ابوسفیان یا جماعت قریش)۔ چنانچہ لوگوں کے دلوں میں کثیر خوف واقع ہو گیا اور ان میں کوئی ایسی کمزوری بھی تھی جو شیطانی ڈراوے سے خوف زدہ ہو رہے تھے۔ لہٰذا رسول اللہ روانہ ہوئے اور مسلمان پانی کی طرف ایک دوسرے سے سبقت کرنے والے اور مشرکین پھر تیزی سے روانہ ہو گئے وہ بھی پانی پر قبضہ چاہتے تھے۔ اللہ نے ان پر اس رات بارش اُتاری۔ ایک بارش جو مشرکین کے لئے شدید آزمائش بن گئی، اس قدر چلنے سے رکاوٹ بن گئی اور مسلمانوں کی طرف ہلکی پھوار پڑی جس نے ان کے لئے چلنے پھرنے کو آسان کر دیا اور پڑاؤ کرنے کو اور زمین ادھر مسلمانوں کی طرف کنکریلی اور ریتلی تھی۔ مسلمانوں نے پانی پر پہلے سبقت کر لی تھی۔ وہ رات کو اس پر اُترے تھے۔ لوگ قلیب کے ساتھ گھس گئے تھے انہوں نے اس کو صاف کر دیا تھا حتیٰ کہ اس کا پانی اور زیادہ ہو گیا تھا۔ انہوں نے اس کو عظیم حوض کی شکل بنا دیا تھا اور اس کے ماسوا پانی کو گہرا کر دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہی ان کے مر کر گرنے کی جگہیں ہیں انشاء اللہ کل صبح۔ اور اللہ نے آیت نازل فرمائی :

اذ یغشی کم النعاس امنة منه و ینزل علیکم من السمآء ماءً لیطهر کم به و یذهب عنکم رجز الشیطٰن و لیربط علی قلوبکم و یثبت به الاقدام ۔ (سورۃ الانفال : آیت ۱۱)

جس وقت چھپالیا تھا تمہیں اُونگھ نے اس سے امن کے لئے۔ اور اللہ تعالیٰ نے تمہارے اُوپر سے پانی برسایا تا کہ تمہیں اس کے ذریعے پاک کرے اور تمہیں شیطان کی ناپاکی سے دور کرے تا کہ تمہارے دلوں کو جوڑے اور اس کے ذریعے قدم مضبوط کرے۔

اور کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دو گھوڑے تھے ایک پر مصعب بن عمیر سوار تھے اور دوسرے پر سعد بن خثیمہ اور کبھی زبیر بن عوام اور کبھی مقداد بن اسود۔ رسول اللہ ﷺ نے پانی کے حوضوں کے پاس صف بندی کی جب مشرکین نمودار ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا

(لوگوں کو گمان ہے) کہ اے اللہ! یہ قریش میں جو اپنے فخر اور غرور کے ساتھ آئے ہیں، تیری مخالفت کرر ہے ہیں اور تیرے رسول کی تکذیب کرتے ہیں۔ اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کا جو آپ نے مجھ سے وعدہ دیا ہے۔ ابوبکر صدیق نے بازو سے پکڑے ہوئے تھے، کہہ رہے تھے اے اللہ! میں تجھ سے سوال کرتا ہوں اس کا جو آپ نے مجھے وعدہ دیا۔ ابوبکر صدیق نے کہا، اے اللہ کے نبی خوش ہو جائیے پس قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے ضرور اللہ تعالیٰ آپ کے ساتھ وعدہ پورا کریں گے جو آپ کے ساتھ وعدہ کیا ہے، پس مسلمانوں نے اللہ سے نصرت طلب کی اور اس سے فریاد کی، بس اللہ نے اپنے نبی کی دعا قبول کی اور تمام مسلمانوں کے لئے۔

مشرکین آئے تو ان کے ساتھ ابلیس بھی تھا سراقہ بن مالک بن جعشم مدلجی کی صورت میں وہ ان کو بتا رہا تھا کہ بنو کنانہ ان کے پیچھے ہیں وہ آرہے ہیں ان کی نصرت کے لئے اور بے شک حال یہ ہے کہ آج کے دن لوگوں میں سے کوئی بھی تمہارے اُوپر غالب نہیں ہے اور میں تمہارا ساتھی ہوں اور پڑوسی ہوں۔ اس لئے اس نے ان کو خبر دی تھی بنو کنانہ کی روانگی کے بارے میں۔

اس پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری :

ولا تکونوا کالذین خرجوا من دیارھم بطرا و رئاء الناس ۔ (سورۃ الانفال : آیت ۴۷)

نہ ہو ان لوگوں کی طرح جو اپنے گھروں سے نکلے تھے اتراتے ہوئے اور لوگوں کو دکھانے کے لئے۔

یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت میں ارشاد ہے، مشرکین میں سے کچھ مردوں نے کہا ان لوگوں میں سے جنہوں نے اسلام کا دعویٰ کر رکھا ہے اور مشرکین ان کے ساتھ مجبوراً نکلے تھے، اس لئے کہ انہوں نے محمد ﷺ کے اور اصحاب کے ساتھ تقلیب دیکھی تھی۔ کہ غرّ ھؤلاء دینھم کہ ان کو ان کے دین نے دھوکہ میں ڈالا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔

ومن یتوکل علی اللّٰہ فان اللّٰہ عزیز حکیم .... ۔ (پوری آیت)۔ (سورۃ الانفال : آیت ۴۹)

جو شخص اللہ پر توکل کرتا ہے بے شک اللہ عزیز و حکیم ہے۔

مشرکین آ گئے تو انہوں نے پڑاؤ کیا اور وہ قتال کے لئے تیار ہو گئے اور شیطان ان کے ساتھ تھا وہ ان سے الگ نہیں ہوتا تھا۔ بس حکیم بن حزام دوڑے عتبہ بن ربیعہ کی طرف اس نے کہا کیا آپ کو اس بات سے خوشی ہے کہ آپ تا حیات قریش کے سردار ہوں۔ عتبہ نے کہا، کر لیجئے آپ کیا بات وہ؟ اس نے کہا کہ آپ لوگوں کے درمیان صلح اور پناہ بن جائیے اور آپ ابن الحضرمی کی دیت و خون بہا اپنے ذمہ لے لیجئے اور اس کی ضمانت جو محمد کی طرف سے اس قافلے کو مصیبت پہنچی تھی۔ بے شک یہ لوگ نہیں طلب کریں گے محمد ﷺ سے سوائے اس قافلے کے اور اس آدمی کے خون کے سوا اور کچھ نہیں طلب کریں گے۔

عتبہ مان گئے، انہوں نے کہا ٹھیک ہے میں ایسے کر لیتا ہوں۔ آپ نے تو بہت اچھی بات کہی ہے اور آپ نے اچھی بات کی دعوت دی ہے۔ آپ اپنے کنبے قبیلے میں دوڑ جائیں۔ میں یہ اُٹھا لیتا ہوں۔ چنانچہ حکیم دوڑ گئے یہ خوشخبری لے کر قریش میں ان کو اسی بات کی طرف بُلایا اور راضی کیا اور عتبہ بن ربیعہ اُونٹ پر سوار ہوئے۔ اس پر چڑھ کر مشرکین کی صفوں میں اور اپنے احباب میں گھوم گئے اور بولے، اے میری قوم! میری بات مان لیجئے۔ تم لوگ مسلمانوں سے ابن الحضرمی کے خون کے سوا اور کسی شئی کا مطالبہ نہیں کر رہے ہو اور وہی کچھ جو اس قافلے کا نقصان ہوا تھا۔ اس کی ادائیگی میں کرتا ہوں، تم اس آدمی (محمد) کو چھوڑ دو، اگر وہ جھوٹا ہے تو اس کے قتل کا اختیار مجھے ہوگا تمہیں نہیں ہوگا کیونکہ ان لوگوں میں (مسلمانوں میں) کچھ ایسے ہیں جن سے تم لوگوں کی قریب کی رشتہ داری ہے۔ اور اگر تم لوگ ان کو قتل کرو گے وہ (محمد) ہمیشہ تم سے اس کو جو قاتل ہوگا اس کے بھائی کا یا بیٹے کا یا بھتیجے کا یا چچا کا ہمیشہ اس کے دل میں کینہ اور بغض رہے گا اور وہ اس کو اپنا قاتل ہی

گردانے گا اور اگر یہ (محمد) بادشاہ بن جاتا ہے تو تم اپنے بھائی کے ملک میں رہو گے۔ اور اگر یہ (محمد) نبی ہے تو تم لوگ ایک نبی کو قتل نہ کرو ورنہ تمہیں اس کی وجہ سے گالیاں پڑتی رہیں گی اور تم لوگ ان کی طرف پہنچنے میں کامیاب نہیں ہو گے۔ میرا خیال یہی ہے بلکہ وہ اپنے دشمنوں کو نقصان پہنچائیں گے۔ اور مجھے اس بات سے۔ یا مجھے اطمینان نہیں ہے کہ تم کامیاب ہو جاؤ گے بلکہ وہ فتح پا جائیں گے۔

اس ساری نصیحت کے باوجود ابوجہل نے اس کی اس تقریر پر اس کے ساتھ حسد کیا۔ ادہر اللہ نے بھی اپنے امر کو نافذ کرنا ہی تھا حالانکہ ان دنوں عتبہ بن ربیعہ مشرکین کا سردار تھا۔ لہٰذا ابوجہل نے ابن الحضرمی کو بھڑکایا وہ مقتول کا بھائی تھا ابوجہل نے اس کو اُچکایا کہ دیکھئے یہ عتبہ ہے لوگوں کے درمیان رسوائی پیدا کرتا ہے، اس نے تیرے بھائی کی دیت وخون بہا اپنے اُوپر لے لیا ہے گمان کرتا ہے کہ آپ اس کو قبول کر لیں گے۔ کیا تمہیں اس سے حیا اور شرم نہیں آئے گی اس بات سے کہ تم لوگ دیت کو قبول کر لو گے تو؟

ادہر ابوجہل نے قریش سے کہا بے شک عتبہ جانتا ہے کہ تم لوگ محمد اور اس کے اصحاب پر غالب آجاؤ گے اور ان میں اس کا اپنا بیٹا بھی ہے اور اس کے چچا کی اولاد بھی۔ عتبہ تم لوگوں کی صلاح اور کامیابی پسند نہیں کرتا۔ ابوجہل نے عتبہ سے کہا (وہ ان لوگوں میں گھوم رہا تھا اور انہیں قسمیں دے کر قتال سے منع کر رہا تھا)، تیری گردن پھول گئی ہے یا تیرے پھیپھڑے پھول گئے ہیں۔ اور انہوں نے گمان کیا کہ نبی کریم ﷺ نے کہا تھا وہ عتبہ کی طرف دیکھ رہے تھے فرمایا کہ اگر ان لوگوں میں سے کسی ایک میں کوئی خیر کی بات ہے تو وہ سُرخ اُونٹ کے مالک کے پاس ہے اگر یہ لوگ اس کی بات مان لیں تو یہ کامیاب ہو جائیں گے۔

جب ابوجہل نے قریش کو قتال پر برانگیختہ کیا تو اس نے عورتوں سے کہا کہ وہ عمرو بن الحضرمی مقتول کو بین کر کر کے روئیں۔ انہوں نے اس کو رونا شروع کیا، یہ سب کچھ لوگوں کو قتال پر اُبھارنے کی کوشش تھی۔ کچھ مرد کھڑے ہوئے وہ اس کے ساتھ قریش کو عار دلانے لگے۔ لہٰذا قریش قتال پر متفق ہو گئے اور عتبہ نے ابوجہل سے کہا عنقریب تو دیکھ لے گا کہ کس کی گردن کی رگیں پھولتی ہیں یعنی دونوں معاملات میں کونسا درست تھا (قتال کرنا یا نہ کرنا)۔ اور قریش نے قتال کرنے کے لئے صف بندی شروع کی اور انہوں نے عمیر بن وہب سے کہا، آپ سوار ہو کر جائیں اور جائزہ لے کر آئیں محمد کا اور ان کے اصحاب کا کہ وہ کتنے لوگ ہیں۔ لہٰذا عمیر بن وہب اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر رسول اللہ کے اور اصحاب کے گرد چکر لگا کر واپس گیا۔ اس نے جائزہ بتایا کہ وہ تین سو کے لگ بھگ ہیں جو جنگجو ہیں اس سے کچھ کم ہوں گے یا کچھ زیادہ ہوں گے۔ میں نے ستر اُونٹ شمار کئے ہیں یا اس کے قریب قریب، مگر تم لوگ ذرا میرا انتظار کرو میں مزید جائزہ لے کر آتا ہوں کہ کیا کوئی اور مدد بھی ہے یا کہیں اور لشکر چھپا ہوا بھی ہے۔ اس نے پھر چکر لگایا ان کے گرد، انہوں نے اس کے ساتھ اپنا ایک اور سوار بھی بھیجا تھا۔ پھر واپس آ گئے اور انہوں نے آ کر بتایا کہ نہ ان کی مزید مدد ہے نہ پوشیدہ لوگ ہیں۔ بس وہ لوگ اُونٹ کا ایک لقمہ ہیں یا کھایا ہوا کھانا ہیں (ازراہ حقارت مسلمانوں کے بارے میں کہا تھا یعنی انتہائی کم ہیں)۔ اور انہوں نے عمیر سے کہا کہ لوگوں کو اُبھارو چنانچہ عمیر نے صف بنانے پر آمادہ کیا اور ایک سو گھڑ سوار واپس لوٹ گئے۔

ادہر رسول اللہ ﷺ لیٹ گئے اور اپنے اصحاب سے کہا تم قتال نہ کرنا حتیٰ کہ میں تمہیں اجازت دوں گا۔ لیٹے ہی لیٹے آپ کو نیند نے اپنی آغوش میں لے لیا اور آپ کے اُوپر غالب آ گئی۔ جب بعض لوگوں نے بعض کی طرف دیکھا تو ابوبکر نے یہ کہنا شروع کیا یا رسول اللہ تحقیق وہ لوگ مشرکین قریب آ گئے ہیں اور ہمارے اُوپر حملہ کرنے والے ہیں۔ اتنے میں بیدار ہو گئے اور تحقیق اللہ تعالیٰ نے حضور کو وہ مشرکین خواب میں قلیل دکھا دیئے تھے اور ادہر مسلمان بھی مشرکین کی نظروں میں قلیل دکھائے گئے تھے۔ حتیٰ دونوں طرف سے لوگوں کو ایک دوسرے سے قتال کرنے کے لئے طمع اور لالچ پیدا ہو گئی۔ اگر وہ ایک دوسرے کو کثیر دکھا دیئے جاتے تو وہ کمزور پڑ جاتے اور اس بارے میں اختلاف میں پڑ جاتے، جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے، ولتنازعتم فی الامر۔ رسول اللہ اور صحابہ کے پاس صرف دو گھوڑے تھے ایک ابومرثد غنوی کے پاس اور دوسرا مقداد بن عمرو کے پاس۔

رسول اللہ لوگوں میں کھڑے ہوئے، آپ نے انہیں وعظ فرمایا اور مسلمانوں کو خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کے لئے جنت واجب کردی ہے جو آج شہید ہوجائے گا۔ اتنے میں عمیر بن حمام بنوسلمہ کے بھائی کھڑے ہوئے آٹا گوندھتے ہوئے، وہ اپنے ساتھیوں کے لئے آٹا گوندھتے تھے۔ جب انہوں نے نبی کریم کا فرمان شہادت کے بارے میں سُنا عرض کرنے لگے یارسول اللہ ﷺ میرے لئے بھی جنت ہوگی اگر میں مارا گیا؟ آپ نے فرمایا، جی ہاں۔ اُس نے اللہ کے ایک دشمن پر حملہ کیا اسی جگہ اللہ نے عمیر کو شہادت دے دی۔ یہ پہلے مقتول تھے جو بدر میں قتل ہوئے۔ اس کے بعد اسود بن عبدالاسد مخزومی آگے اُٹھے مشرکین کی طرف سے وہ اپنے معبودوں کی قسم کھارہے تھے کہ آج وہ اس حوض سے ضرور پانی پئیں گے جو محمد نے اپنے اصحاب کے لئے بدر میں بنایا ہے اور اس کو وہ توڑیں گے۔ اس نے بھی حملہ کیا جب وہ حوض کے قریب پہنچے حمزہ بن عبدالمطلب اس کو ٹکرائے، انہوں نے ایک کاری ضرب مار کر اس کا پیر کاٹ دیا وہ گھٹنوں کے بل آگے بڑھنے لگا حتیٰ کہ وہ حوض کے اندر گر گیا جس سے وہ کچا بنا ہوا حوض ٹوٹ گیا۔ حمزہ بھی اس کے پیچھے اندر ہی چلے گئے انہوں نے اس کو قتل کردیا۔

جب مشرکین کی طرف سے ان کا بندہ اسود بن عبدالاسد مارا گیا تو عتبہ بن ربیعہ غیرت کھا کر اپنے اُونٹ سے اُترے جب ابوجہل نے کہا تھا پھر اس نے آواز لگائی کیا ہے کوئی مقابلہ کرنے والا؟ اللہ کی قسم اللہ ضرور آج جان لے گا ابوجہل کہ ہم میں سے کون بڑا بزدل ہے۔ اتنے میں اس کا بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا بھی اس کے ساتھ لاحق ہوگئے۔ انہوں نے بھی مقابلے کے لئے للکارا۔ ان کے مقابلے کے لئے تین آدمی انصار میں سے سامنے آئے مگر رسول اللہ ﷺ نے شرم محسوس کی اس سے کیونکہ یہ پہلی جنگ اور پہلا قتال تھا جس میں مسلمان اور مشرکین ٹکرائے تھے اور رسول اللہ مسلمانوں کے ساتھ موجود تھے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے یہ پسند کیا کہ غلبہ آپ کے چچازادوں کے لئے ہونا چاہئے۔ لہٰذا نبی کریم نے ان کو پکارا کہ تم لوگ اپنی اپنی صفوں میں واپس چلے جاؤ۔ چاہئے کہ ان کے چچازاد ان کے مقابلے پر آئیں۔ لہٰذا حمزہ بن عبدالمطلب اور علی بن ابوطالب اور عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب۔ لہٰذا حمزہ عتبہ کے مقابلے پر آئے اور عبیدہ شیبہ کے مقابلے پر اور علی بن ابوطالب ولید کے مقابلے پر۔

لہٰذا حمزہ نے عتبہ کو قتل کردیا اور عبیدہ نے شیبہ کو مار دیا اور علی نے ولید کو قتل کردیا۔ ادھر شیبہ نے عبیدہ کے پیر کو تلوار مار کر کاٹ دیا تھا حمزہ اور علی نے اس کو چھڑایا اور اُٹھا کر لائے حتیٰ کہ صفراء کے مقام پر وفات پاگئے۔

اس بارے میں ہندہ بنت عتبہ کہتی ہے۔

ایا عینیی جودی بدمع سوب علی خیر خندف لم ینقلب

تداعی لہ رھطہ غدوۃ بنو ھاشم وبنو المطلب

یذ یقولہ حر انسیا فھم یعلونہ بعد ما قد ضرب

اے میری آنکھوں میں مسلسل بہنے والے آنسوؤں لٹاؤ اس جوان پر جو پورے قبیلے میں سب سے بہتر تھا جو واپس لوٹ کر نہیں آیا۔

اس کے گھر والے اس کو بلا رہے ہیں صبح سے بنو ہاشم یا بنو مطلب ہوں۔

وہ اپنی تلواروں کی گرمی بکھیر رہے ہیں اس کے مارے جانے کے بعد وہ اس کے لئے غلبہ دیکھ رہے ہیں۔

اسی وقت ہندہ بنت عتبہ نے منت مانی تھی کہ وہ حمزہ کا جگر کھائے گی ان پر قادر ہوگئی اس مذکورہ گروہ کا قتل ہونا۔ دونوں جماعتوں کے باہم ٹکرانے سے قبل تھا اور مسلمانوں نے اللہ کی بارگاہ میں آہ زاری کی اور اللہ کی نصرت طلب کی۔ جب انہوں نے قتال دیکھا کہ وہ گرم ہوچکا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی طرف ہاتھ اُٹھالئے اور اللہ سے دعا کی اور سوال کیا اس چیز کا اللہ نے جس چیز کا ان سے وعدہ کیا تھا۔ اور اللہ کی نصرت طلب کی۔

آپ کہہ رہے تھے، اے اللہ! اگر اس مٹھی بھر جماعت پر غلبہ ہو گیا اور یہ مغلوب ہو گئی تو مشرک غالب آ جائے گا اور تیرا دین قائم نہیں ہوگا۔ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کہہ رہے تھے یا رسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ ضرور آپ کی مدد کرے گا اور ضرور اللہ تعالیٰ آپ کے چہرے کو روشن کرے گا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ملائکہ کا ایک لشکر بھیجا دشمنوں کے کندھوں پر۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ نے اپنی نصرت نازل کر دی ہے اور فرشتے اُتر پڑے ہیں، اے ابوبکر۔ بے شک میں نے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھا ہے اپنے گھوڑے کی لگام تھامے ہوئے آسمان اور زمین کے درمیان۔ جب وہ اترے تو اسی گھوڑے پر بیٹھ گئے اور ایک ساعت تک مجھ سے غائب ہو گئے تھے، پھر میں نے دیکھا کہ ان کے دونوں پہلوؤں پر غبار تھی۔

اور ابوجہل نے بھی دعا کی۔ اے اللہ! دونوں دینوں میں سے جو بہتر ہے اس کو مدد فرما۔ اے اللہ! ہمارا دین قدیم ہے محمد کا دین جدید ہے۔ اس کے پیچھے پیچھے شیطان تھا اس نے جب فرشتوں کو دیکھا تو منہ کے بل گر پڑا، اس نے اپنے اصحاب کی مدد کرنے سے اعلان بیزاری کیا۔ اللہ نے فرشتوں کی طرف وحی کی اور اپنے حکم کے ساتھ ان کو مامور کیا اور ان کو بتا دیا کہ میں تمہارے ساتھ ہوں اور ان کو رسول اللہ کی نصرت اور اصحاب رسول کی نصرت کا حکم فرمایا، اور رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی لی اور اس کو مشرکین کے منہ پر مار دیا۔ اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے کنکریوں کو عظیم الشان بنایا، بایں صورت کہ مشرکین میں سے کسی ایک فرد کو نہیں چھوڑا، سب کی آنکھوں کو ان کنکریوں سے بھر دیا اور مسلمانوں نے ان کو بآسانی قتل کیا ان کے ساتھ اللہ تھا اور فرشتے تھے جو مشرکین کو قتل کر رہے تھے اور قیدی بنا رہے تھے اور انہوں نے مشرکین کی جماعت کے ہر فرد کو منہ کے بل گرتے ہوئے پایا۔ وہ ایسے حواس باختہ ہوئے تھے کہ کوئی نہیں جانتا تھا کہ کدھر جانا ہے۔ مٹی میں گھس رہا تھا اور اپنی آنکھیں مسل کر مٹی کو آنکھوں سے صاف کر رہا تھا۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے حکم دے دیا مسلمانوں کو قتال سے پہلے کہ اگر غلبہ محسوس کریں تو عباس کو عقیل کو اور نوفل بن حرث کو اور البختری کو قتل نہ کریں۔ چنانچہ یہ لوگ قید کر لئے گئے ان مردوں کے ساتھ جن کے بارے میں رسول اللہ نے وصیت فرمائی تھی یا نہیں فرمائی تھی سوائے البختری کے، کیونکہ اس نے گرفتاری دینے سے انکار کر دیا تھا اور انہوں نے اس کے سامنے ذکر کیا کہ رسول اللہ نے تمہیں قتل نہ کرنے کا کہا ہے اگر وہ گرفتاری دے دے تو۔ اس نے انکار کر دیا تھا اور دیگر لوگ بھی کچھ گرفتار کئے گئے تھے حضور نے جن کو قید کرنے کا نہیں فرمایا تھا۔ ان کو فدیہ حاصل کرنے کے لئے قید کیا گیا تھا۔

کہتے ہیں کہ لوگوں کا خیال ہے کہ ابوالیسر نے ابوالبختری کو قتل کیا تھا اور لوگوں کے سردار نے اس بات کا انکار کیا تھا بلکہ المجذر نے اس کو قتل کیا تھا بلکہ اس کو قتل کیا تھا ابوداؤد مازنی نے اور اس کی تلوار اس نے چھینی تھی، وہ اس کے بیٹوں کے پاس تھی حتیٰ کہ انہوں نے ابوالبختری کے پاس فروخت کر دی تھی اور مجذر نے کہا تھا (شعر)

لبشير بيتم ان لقيت البختری وبشرن بمثلها منی كنبی

انا الذی اد عم اصلی من بلی اطعن با الحربة حتی تنثنی

ولا ترى مجذّرًا يفرى فرى

ان لوگوں نے گمان کیا ہے کہ ان کو قسم دی تھی کہ اس کو قید نہ کیا جائے گا اور اس کو خبر دی گئی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو قتل کرنے سے منع فرمایا ہے اگر وہ گرفتاری دینے کے لئے تیار ہو جائے تو۔ مگر ابوالبختری نے قیدی بننے سے انکار کر دیا تھا۔ ایک انصاری نے اس پر تلوار سے حملہ کیا اور اس انصاری نے اس کے سینے کے وسط میں تلوار چھپا دی اور اسے زخمی کر دیا۔

اور رسول اللہ ﷺ آئے یہاں تک کہ آپ مقتولین پر آ کر رک گئے۔ آپ نے ابوجہل کو تلاش کیا مگر آپ نے اس کو نہ پایا یہاں تک کہ یہ کیفیت مایوسی کی آپ کے چہرے پر پہچانی گئی۔ آپ نے دعا کی :

اللهم لا يعجزنى فرعون هذه الامة

اے اللہ! مجھے اس اُمت کا فرعون عاجز نہ کر دے۔

لہٰذا کئی لوگ ابوجہل کی تلاش میں لگ گئے یہاں تک کہ عبداللہ بن مسعود نے ابوجہل کو گرا ہوا پالیا اور معرکہ کے درمیان کافی فاصلہ تھا۔ اس کا لوہے کے اندر منہ چھپا ہوا تھا، اس کی تلوار اس کی رانوں پر پڑی ہوئی تھی، اس کے جسم پر کوئی زخم نہیں تھا مگر وہ اپنے کسی عضو کو ہلا بھی نہیں سکتا تھا۔ وہ منہ کے بل پڑا ہوا زمین کو دیکھ رہا تھا۔ عبداللہ بن مسعود نے جب اس کو دیکھا تو وہ اس کے گرد گھوم گیا تا کہ اسے پوری طرح قتل کر دے مگر عبداللہ ڈر بھی رہا تھا کہ کہیں وہ اُٹھ کر حملہ نہ کر دے۔ مگر وہ تھا بھی لوہے میں ڈھکا ہوا۔ جب قریب ہو کر دیکھا تو وہ حرکت بھی نہیں کر رہا تھا تو عبداللہ سمجھے کہ ابوجہل زخموں سے چور ہو کر گرا پڑا ہے۔ اس نے چاہا کہ اس پر تلوار کا وار کرے پھر خیال کیا کہ ایسا نہ ہو کہ میری تلوار مجھے دھوکہ دے جائے۔ لہٰذا پیچھے سے آئے اور پہلے اس کی تلوار اُٹھائی کھڑے ہو کر اس کو اس کے اُوپر سونت لیا، وہ اوندھا پڑا تھا حرکت نہیں کر رہا تھا۔

عبداللہ نے اس کے خود کی کڑی اُٹھائی اس کی گدی کی طرف سے اور ایک ہی وار کر کے اس کا سر تن سے جدا کر دیا۔ وہ سر آگے آن پڑا پھر اس نے اس کا سامان قبضے میں کیا، اب جو انہوں نے اس کو غور سے دیکھا تو اس کے اُوپر کوئی زخم نہیں تھا مگر اس کی گردن میں گھاؤ تھے اور اس کے ہاتھوں پر اور اس کے کندھوں کے درمیان ایسے نشان تھے جیسے چابک مارنے کے ہوتے ہیں۔ حضرت ابن مسعود نبی کریم کی خدمت میں آئے اور ان کو آ کر خبر دی کہ ابوجہل مارا جا چکا ہے اور اس نے حضور کو بتایا کہ اس کے جسم پر کوئی زخم نہیں ہے۔ مگر گردن اور کندھوں پر سلوٹ ہیں اور چابک کے نشان ہیں۔

حضور نے فرمایا کہ یہ فرشتوں کی ضرب ہیں اور حضور یہ جملہ کہا :

اللهم قد انجزت ما وعدتی

اے اللہ! آپ نے مجھ سے جو وعدہ کیا تھا وہ آپ نے پورا کر دیا ہے۔

اس کے بعد بقایا قریش مغلوب ہو کر اور شکست خوردہ ہو کر واپس مکہ لوٹ گئے۔ پہلا شخص جو شکست سے دوچار ہونے کے بعد مکے پہنچا تھا مشرکین میں سے اس کا نام الحیسمان الکعبی تھا، وہ حسن بن غیلان کا دادا تھا۔ وہ آیا تو حال احوال پوچھنے کے لئے اس کے پاس لوگ کعبے میں جمع ہو گئے تھے۔ قریش کے جس معزز آدمی کے بارے میں پوچھا جاتا وہ اس کی موت کی خبر دیتا۔ صفوان بن اُمیہ نے کہا نہیں یہ خبر غلط ہے وہ بھی قریش کے گروہ کے ساتھ حرم میں بیٹھا ہوا تھا حجر میں۔

اللہ کی قسم یہ آدمی پاگل ہو گیا ہے، اس کا دماغ نکل گیا ہے یا دل اُڑ گیا ہے۔ تم لوگ اس سے میرے بارے میں پوچھو بھلا میں سمجھتا ہوں کہ یہ میرے بارے میں بھی موت کی خبر دے دے گا۔ چنانچہ ان میں سے کچھ نے ایسے ہی کیا۔ جیسما سے پوچھا کہ کیا آپ کو صفوان بن اُمیہ کے بارے میں علم ہے؟ اس نے کہا جی ہاں، وہ یہ بیٹھا ہوا ہے حجر میں۔ البتہ تحقیق میں نے اس کے باپ اُمیہ بن خلف کو خود دیکھا ہے کہ وہ قتل ہو گیا ہے۔

بہر حال اس کے بعد مشرکین کی مسلسل شکست شروع ہو گئی تھی اور اللہ نے اپنے رسول کی اور اصل ایمان کی نصرت فرمائی اور بدر کے معرکہ کے بعد مشرکین اور منافقین کی گردنیں جھک گئیں اور ٹوٹ گئیں تھیں۔ مدینے میں ہر منافق اور ہر یہودی اپنی گردن جھکائے ہوئے تھا اور یہ دن یوم الفرقان تھا جس دن اللہ نے شرک اور ایمان کے درمیان فرق کر دیا تھا۔ اب یہود نے بھی یقین کے ساتھ کہنا شروع کیا کہ یہ محمد واقعی وہی نبی اور رسول ہے جس کی صفت ہم تورات میں پاتے ہیں۔ اللہ کی قسم آج کے دن یہ جب بھی جھنڈا اُٹھائے گا غالب ہو جائے گا۔

ادھر اہل مکہ ایک مہینہ تک ہر گھر میں مسلسل اپنے مقتولین پر روتے اور نوحے اور بین کرتے رہے تھے اور عورتوں نے اپنے سر حزن وغم کے مارے منڈوا ڈالے تھے، مقتولین میں سے اسی آدمی کی اُونٹنی یا گھوڑا لایا جاتا، اسے عورتوں کے سامنے کھڑا کیا جاتا اور عورتیں اس کے گرد جمع ہو کر نوحہ کرتیں اور گلیوں میں نکل جاتیں، ان کے سروں سے پردے باندھ کر گلیوں میں بین کرتیں۔ ادھر گرفتار یا قید ہونے والوں میں سے کسی کو باندھ کر قتل نہیں کیا گیا تھا سوائے عتبہ بن ابو معیط کے۔ اس کو قتل کیا تھا عاصم بن ثابت نے بن الوالا فلح بنو عمرو بن عوف کے بھائی نے جب اس کو عتبہ نے اپنی طرف آتے ہوئے دیکھا تھا تو اس نے قریش سے فریاد کی تھی اور کہا تھا، اے قریش کی جماعت! میں کس جرم میں قتل کیا جارہا ہوں؟

یہاں پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اللہ کے ساتھ عداوت اور اس کے رسول کے ساتھ عداوت رکھنے پر۔ اور رسول اللہ ﷺ نے قریش کے مقتولین کے بارے میں حکم دیا تھا، وہ بدر کی کھائی میں یا کنویں میں گھسیٹ کر ڈال دیئے گئے۔ اور حضور ﷺ نے پر لعنت کی اس حال میں کہ آپ کھڑے ہوئے تھے اور ان کا نام پکار پکار کر کہہ رہے تھے، مگر اُمیہ بن خلف کو قلیب میں نہیں پھینکا گیا تھا کہ وہ موٹا آدمی تھا وہ ایک دن میں اس کی لاش پھول کر پھٹ گئی تھی۔ جب انہوں نے اس کو کنویں میں پھینکنے کے لئے کوشش کی تو مزید پھٹ گیا۔ حضور نے اس کو سچا پالیا جس کا تم سے تمہارے رب نے وعدہ کیا تھا۔

موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ نافع نے کہا تھا کہ عبداللہ بن عمر نے فرمایا کہ کچھ لوگوں نے کہا، آپ کے اصحاب میں سے یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ مردہ لوگوں کو آواز دے رہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اس بات کو جو میں ان سے کہہ رہا ہوں زیادہ نہیں سن رہے ہو۔ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف واپس لوٹ آئے۔ آپ واپس پر ثنیۃ الوداع کے راستے مدینہ میں داخل ہوئے تھے۔ اور قرآن مجید نازل ہوا، اللہ نے ان کو اپنی نعمت جتلائی ہے جس کے بارے میں وہ ناپسند کر رہے تھے رسول کے لئے بدر کی طرف جانے کو:

كما اخرجك ربك من بيتك بالحق وان فريقا من المؤمنين لكارهون يجادلونك في الحق بعد ماتبين ۔ الخ

(سورۃ انفال : آیت ۱۷۔۱۸)

کس طرح آپ کو آپ کے رب نے مدینے سے بدر کی طرف روانہ یا حق کے ساتھ، جبکہ مومنوں میں سے ایک جماعت ناپسند کر رہے تھے آپ سے حق کی بابت حجت بازی کر رہے تھے۔ الخ

خلاصہ مطلب یہ ہے اللہ کے اس حکم میں سے بے شمار حکمتیں تھیں۔ کیا دیکھتے نہیں اسی جہادی خروج کی برکت سے حق کو فتح حاصل ہوئی باطل کو شکست ہوئی۔ اسلام کو غلبہ نصیب ہوا۔ مسلمانوں کا رعب قائم ہوا، وغیرہ وغیرہ۔ (مترجم)

جس چیز میں اللہ نے رسول اللہ کی دعا قبول فرمائی اور اہل ایمان کی، اس کے بارے میں ارشاد فرمایا:

اذ تستغيثون ربكم فاستجاب لكم اني ممدكم بالف من الملائكة مردفين ۔ (سورۃ انفال : آیت ۹)

اس وقت کو یاد کرو جب تم اپنے رب سے فریاد کر رہے تھے، پھر اس نے تمہاری دعا قبول فرمائی تھی کہ میں تمہاری مدد کرنے والا ہوں مسلسل آنے والے فرشتوں کے ذریعے۔

یہ آیت بھی اللہ کی نصرت کی دلیل ہے اور دیگر آیات اس کے ساتھ دال ہیں۔

اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ پر اور اصحاب پر جو اُونگھ اُتاری تھی اپنی طرف سے امن کے طور پر جب وہ نیند کے حوالے کر دیئے گئے تھے اور اسی میں ان کے قریش کے قتل و ہلاکت کے بارے میں خبر دی گئی تھی۔ ارشاد فرمایا:

اذ یغشی کم النعاس امنۃ منہ و ینزل علیکم من السماء ماءً لیطھرکم بہ و یذھب عنکم رجز الشیطان ولیربط علی قلوبکم و یثبت بہ الاقدام اذ یوحی ربک الی الملائکۃ انی معکم فثبتوا الذین اٰمنوا سالقی فی قلوب الذین کفروا الرعب ۔ (سورۃ انفال : آیت ۱۱۔۱۲)

اس وقت کو یاد کرو جب تم لوگوں کو اُونگھ نے گھیر لیا تھا اپنی طرف سے سکون دینے کے لئے، اور اس نے تمہارے اُوپر پانی برسایا تا کہ وہ تمہیں پاک کرے اس کے ذریعے اور تم سے شیطان کی ناپاکی دور کردے۔ اور تا کہ تمہارے دلوں کو مربوط ومضبوط کردے اور اس کے ساتھ زمین تمہارے قدم جمادے۔ جب تیرا رب فرشتوں کی طرف وحی کررہا ہے کہ میں تمہارے ساتھ ہوں سو تم بھی اہل ایمان کو پکا رکھو۔ (اور فرمایا کہ) میں عنقریب ان لوگوں کے دلوں میں رعب ڈال دوں گا جو کافر ہوئے ہیں۔

یہ آیت اور اس کے بعد والی آیات اسی بارے میں ہیں۔ نیز اللہ تعالیٰ مشرکین کو قتل کرنے کے بارے میں اور اس مٹھی کے بارے میں جو کنکریوں سے بھر کر رسول اللہ ﷺ نے پھینکی تھی ارشاد فرمایا :

فلم تقتلوھم ولکن اللہ قتلھم وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمی ولیبلی المؤمنین فیہ بلاءً حسنا ۔
(سورۃ انفال : آیت ۱۷)

اے اہل ایمان! کفار کو بدر میں تم نے قتل نہیں کیا تھا بلکہ اللہ نے قتل کروایا تھا۔ اور آپ نے جب مٹھی پھینکی تھی آپ نے نہیں بلکہ اللہ نے ماری تھی تا کہ وہ اس میں ایمان والوں کو اچھے اور عمدہ طریقے سے آزمائے۔

یہ آیت اور اس کے بعد والی آیت اسی پر دلیل ہے۔
نیز اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کی طرف سے فتح مانگنے اور مؤمنوں کے لئے دعا کے بارے میں ارشاد فرمایا :

ان تستفتحوا فقد جآء کم الفتح ۔ (سورۃ انفال : آیت ۱۸)
اگر تم فتح مانگتے ہو تو تمہارے پاس فتح آچکی ہے۔

اور مشرکین کی حالت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا :

وان تنتھوا فھو خیر لکم ۔ (سورۃ انفال : آیت ۱۸)
اگر تم لوگ قتال سے باز آجاؤ تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے۔ (یہ پوری آیت اسی بارے میں ہے)

اس کے بعد ارشاد فرمایا :

یاایھاالذین اٰمنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول ۔ (سورۃ انفال : آیت ۱۸)
اس کے ساتھ ساتھ آیات اہل ایمان اللہ کی اطاعت کرو اور رسول کی اطاعت کرو۔

اس کے ساتھ دیگر سات آیات بھی اور دونوں جماعتوں کے ٹھکانوں کے بارے میں فرمایا :

اذ انتم بالعدوۃ الدنیا وھم بالعدوۃ القصوٰی والرکب اسفل منکم ۔ ولو تواعدتم لاختلفتم فی المیعاد ولکن لیقضی اللہ امرًا کان مفعولا ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۲)

جب تم قریب والے کنارے پر تھے اور وہ لوگ دور والے کنارے پر تھے اور وہ مجموعہ قافلہ (ابوسفیان) تم سے نیچے کے رُخ پر تھا۔ اگر تم دونوں جماعتیں ایک دوسرے کے ساتھ باہم کا وعدہ کر لیتے تو وعدے وقت سے آگے پیچھے ہو جاتے لیکن اللہ نے اس امر کو (جو اس کے ہاں طے شدہ تھا) پورا کرنا تھا۔

یہ آیت بھی پڑھئے اور اس کے بعد والی آیت بھی۔
نیز اللہ تعالیٰ نے انہیں (صحابہ کرام) کی عظمت کی بابت فرمایا :

یا یهاالذین اٰمنوا اذا لقیتم فئة فاثبتوا ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۵)

اے ایمان والو! جس وقت تم مشرکین کی جماعت سے ٹکراؤ ثابت قدم رہنا۔ (یہ آیت پڑھ جایئے اور اس کے ساتھ دیگر تین آیات بھی)

اور اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی جس کے بارے میں اہل اسلام کے ان مردوں نے کلام کیا تھا جن کو مشرکین جبراً ساتھ نکال کر لائے تھے۔ انہوں نے جب مسلمانوں کی قلت دیکھی تو یوں گویا ہوئے :

غَرَّ هٰؤُلاءِ دِينُهُمْ ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۹)

کہ ان مسلمانوں کو ان کے دین نے دھوکہ میں ڈالا ہے۔

یہ آیت پڑھ جایئے۔
اور مقتولین مشرکین اور ان کے متبعین کے بارے میں آیت اُتاری :

ولو تری اذ یتوفی الذین کفروا الملائکة یضربون وجوههم ۔ (سورۃ انفال : آیت ۵۰)

اگر آپ اس منظر کو دیکھ لیں جب فرشتے کافروں کو موت دیتے ہیں تو وہ ان کے مونہوں کے مارتے ہیں۔ الخ

یہ آیت اور آٹھ آیات اس کے بعد پڑھیے۔
نیز اللہ نے سرزنش کی تھی نبی کریم ﷺ کو اور دیگر اہل ایمان کو اس بات پر جو انہوں نے دلوں میں چھپائی تھی اور ناپسند کیا تھا اس کو جو کچھ انہوں نے عملاً کیا تھا۔ یہ کہ انہوں نے مشرکین کا خون قتل کر کے کیوں نہ بہایا۔ فرمایا :

ما کان لنبی ان یکون لهٗ اسرٰی حتی یُثخِنَ فی الارض تریدون عرض الدنیا واللّٰه یرید الاٰخرة۔ (سورۃ انفال : آیت ۶۷)

کسی نبی کے لئے یہ بات مناسب نہیں کہ اس کے پاس مشرک قید ہو کر آئیں (کہ وہ انہیں فدیہ لے کر چھوڑ دے) بلکہ ان کا خون بہائے زمین پر۔ تم لوگ متاع دنیا کے حصول کا ارادہ کر رہے تھے اور اللہ تعالیٰ تمہاری آخرت کی ضرورت کا خیال فرما رہا تھا۔

پھر اللہ نے پہلے سے اپنے نبی کے لئے اور اہل ایمان کے لئے غنیمتوں کا حلال کرنا ذکر کر دیا تھا کیونکہ وہ سابقہ اُمتوں میں حرام کر دی گئی تھیں۔ حضور ﷺ سے جو حدیث بیان کی جاتی تھی اس میں یہ بات مذکور تھی۔ واللہ اعلم۔
آپ ﷺ فرماتے تھے غنیمتیں ہم سے پہلے کسی کے لئے حلال نہیں کی گئی تھی اللہ نے ان کو ہمارے لئے پاکیزہ بنا دیا۔ چنانچہ غنیمتوں کو حلال کرنے کی بابت پہلے جو مذکور ہوا وہ اس طرح ہے :

لو لا کتاب من اللّٰه سبق لمسکم فیما اخذتم عذاب عظیم ۔ (سورۃ انفال : آیت ۶۸)

اگر نہ ہوتی یہ بات لکھی ہوئی اللہ کی طرف جو پہلے گذر چکی ہے تو تم نے جو (مال فدیہ کے طور پر) لیا ہے اس سے تمہارے اوپر عذاب آ جاتا۔

یہ آیت اور اس کے بعد والی پڑھ لیں۔

اور جو آدمی قیدی ہوئے تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ مسلمان تھے اور ہم لوگ تو جبراً نکالے گئے تھے آپ کے مقابلے پر، تو ہم سے کس بات پر فدیہ لیا جاتا ہے۔ جو کچھ انہوں نے کہا تھا اس پر اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

یاایھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسرٰی ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرًا مما اُخذ مِنکُم و یغفر لکم و اللّٰہ غفور رحیم ۔ (سورۃ انفال : آیت ۷۰)

اے نبی جو آپ کے ہاتھ میں قیدی ہیں ان سے کہہ دیجئے اگر اللہ تمہارے دلوں میں کوئی خیر جانتا تو وہ تمہیں اس سے بہتر خود عطا فرماتا جو تم سے لیا گیا۔ اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

رسول اللہ کے لئے فدیہ لینے کو حلال کرنا .... (۳) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوجعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے۔ اس نے قصہ بدر ذکر کیا تھا اسی مفہوم میں جو ذکر کیا موسیٰ بن عقبہ نے، سوائے اس کے کہ اس نے مطعمین کا نام نہیں لیا اور ابوداؤد مازنی کا ذکر بھی نہیں کیا ابوالبختری کے قتل کے سلسلے میں۔ اور قیدیوں کے بارے میں فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے ان کا فدیہ لینا حلال کر دیا اور ان کے مال حلال کر دیئے اور قیدیوں نے کہا ہمارے لئے اللہ کے ہاں کوئی خیر و بھلائی نہیں ہے ہم قتل بھی کئے ہیں اور قیدی بھی کئے گئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی اور ان کو خوش کیا :

یا ایھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسرٰی ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرًا مما اُخذ منکُم و یغفر لکم و اللّٰہ غفور رحیم ۔ وان یریدوا خیانتك فقد خانوا اللّٰہ من قبل فامکن منھم و اللّٰہ علیم حکیم ۔ (سورۃ انفال : آیت ۷۰۔۷۱)

اے نبی آپ کہہ دیجئے ان قیدیوں سے جو آپ کے ہاتھ میں ہیں اگر اللہ تمہارے دلوں میں کوئی خیر محسوس کرتا تو وہ تمہیں اس سے بہتر عطا کرتا جو تم سے لیا گیا اور تمہیں بخش دیتا۔ وہ بخشنے والا مہربان ہے۔ اور اگر وہ تیری خیانت کا ارادہ کریں تو (دل گیر ہونے کی ضرورت نہیں) وہ تو اللہ کی ہی پہلے خیانت کر چکے ہیں۔ اللہ ان سے بڑی قدرت والا ہے۔ اللہ علم و حکمت والا ہے۔

پس اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کے لئے فدیہ لینا حلال کر دیا بسبب اس کے جو ان کی خیانت ذکر کی گئی اور بسبب اس کے کہ انہوں نے آپ ﷺ کے خلاف قوم کی تعداد میں اضافہ کیا۔ اگر وہ چاہتے تو خود نکل کر اور مشرکین سے فرار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آجاتے۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ان الذین اٰمنوا و ھاجروا و جاھدوا فی سبیل اللّٰہ ۔ (سورۃ انفال : آیت ۷۲)

بے شک جو لوگ ایمان لائے اور ہجرت کی اور جہاد کیا اللہ کی راہ میں۔ الخ

پوری آیت پڑھئے اور اس کے بعد والی تا آخر سورۃ تک۔

نیز اللہ تعالیٰ نے غنیمتوں کی تقسیم بیان کی اور فرمایا :

واعلموا انما غنمتم من شیء فان للّٰہ خمسه وللرسول ولذی القربیٰ ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۱)

جان لیجئے کہ تم جس جس کو بطور غنیمت لے آتے ہو بے شک اس میں سے پانچواں حصہ اللہ کے واسطے ہے اور رسول کے لئے ہے اور قرابت داران رسول کے لئے ہے۔

نیز اللہ نے آیت نازل فرمائی ان لوگوں کے بارے میں جو اسلام کے دعویدار تھے اور بدر والے دن دشمن کے ساتھ مڈبھیڑ میں انہیں اذیت پہنچی تھی۔ نیز ان کے بارے میں جو مکے میں رہ گئے تھے جن کو وہاں سے نکلنے کی طاقت تھی، آیت نازل فرمائی :

بیشک وہ لوگ جن کو فرشتے وفات دیتے ہیں جن لوگوں نے اپنے نفسوں پر ظلم کیا۔ وہ کہتے ہیں تم کس چیز میں تھے (یعنی ہمارا کیا قصور تھا)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم زمین پر کمزور سمجھے جاتے تھے۔ الخ

یہ آیت پڑھئے اور اس کے بعد دو آیات بھی۔

(۴)　ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحٰق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن طرائفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عثمان بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ صالح نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث پہنچی ہے معاویہ بن صالح سے، اس نے علی بن ابوطلحہ سے، اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں:

ان كنتم اٰمنتم بالله وما انزلنا على عبدنا يوم الفرقان ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۱)

اگر تم اللہ کے ساتھ ایمان رکھتے ہو اور اس پر جو ہم نے اپنے بندے پر نازل کیا ہے فرق کرنے والے دن۔

یعنی بدر والے دن کے فرق کے ساتھ وہ دن ہے جس دن اللہ نے حق اور باطل کے درمیان فرق کیا ہے۔ نیز اللہ کے اس قول کے بارے میں:

واذ يقول المنافقون والذين في قلوبهم مرض غرهؤلاء دينهم ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۹)

جس وقت منافقوں نے کہا اور ان لوگوں نے جن کے دلوں میں مرض ہے کہ ان لوگوں کو ان کے دین نے دھوکے میں ڈال دیا ہے۔

کہا کہ اس کا مطلب یہ ہے کہ جب قوم کے لوگ ایک دوسرے کے قریب آ گئے تھے تو اللہ نے مشرکین کی نظروں میں مسلمانوں کو کم دکھایا تھا اور مشرکین کو مسلمانوں کی نظر میں قلیل دکھایا۔ مشرکین نے دیکھ کر کہا کہ یہ کیا ہیں؟ ان کو ان کے دین نے غرور میں ڈال دیا ہے۔ اور مسلمانوں نے مشرکین کے بارے میں یہی کہا کہ جن کو قتل کیا انہوں نے تو ان کی نظروں میں کم لگے اور مسلمانوں نے یہی گمان کیا کہ وہ عنقریب ان کو شکست دیں گے وہ اپنے دلوں میں بالکل شک نہیں کر رہے تھے۔ اسی بارے میں اللہ نے فرمایا:

ومن يتوكل على الله فان الله عزيز حكيم ۔ (سورۃ انفال : آیت ۴۹)

جو شخص اللہ پر بھروسہ کرتا ہے بے شک اللہ غالب اور حکمت والا ہے۔

باب ۱۸

بدر میں جو اصحابِ رسول ﷺ شہید ہوئے اُن کی تعداد
اور جو کفار مارے گئے اور جو قید ہوئے اُن کی تعداد

(۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ بدر والے دن اصحابِ رسول ﷺ میں سے مسلمانوں میں سے قریش میں سے چھ افراد اور انصار میں سے آٹھ افراد شہید ہوئے۔ اور مشرکین میں سے بدر کے دن مارے گئے اُنچاس آدمی اور اُنتالیس آدمی قیدی بنائے گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳۵۴/۲)

اسی طرح اس کو ذکر کیا ہے ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے اس نے عروہ سے مسلمانوں کی شہادت کے بارے میں اور کفار کے مقتولین کے بارے میں۔

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے۔ اس نے مذکورہ حدیث کو ذکر کیا۔

(۳)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس نے ابن اسحق سے، وہ کہتے ہیں کہ بدر والے دن مسلمانوں میں سے گیارہ آدمی شہید ہوئے تھے جن میں سے چار قریش میں سے تھے اور سات انصار میں سے اور مشرکین میں سے چالیس سے کچھ اوپر آدمی مارے گئے تھے۔

اور انہوں نے ایک دوسرے موقع پر کہا ہے اپنی کتاب میں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مشرکین میں سے قیدی چوالیس آدمی تھے اور اتنی ہی تعداد میں مقتولین تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۳۵۴-۳۵۵)

(۴)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوصالح نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی لیث نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عقیل نے ابن شہاب سے کہ پہلا مقتول جنگِ بدر کے دن مسلمانوں میں سے مہجع عمر بن خطاب کا غلام تھا اور انصار میں سے ایک آدمی۔ اس دن مشرکین کو شکست ہوئی تھی اور ان میں سے ستر سے کچھ اوپر لوگ مارے گئے تھے اور اتنی ہی تعداد میں قیدی بنائے گئے تھے۔

اور اس کو روایت کیا ہے یونس بن یزید نے ابن شہاب سے، اس نے عروہ بن زبیر سے اور وہ زیادہ صحیح ہے۔ اس میں جو ہم نے روایت کیا ہے مشرکین کے مقتولین کی تعداد کے بارے میں اور قید ہونے کے بارے میں۔ پس حدیث براء بن عازب ایسی ہے کہ اس کا شاہد بھی موجود ہے اور وہ حدیث موصول ہے اور صحیح ہے۔

(۵)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن سلیمان فقہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن اسحق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عمرو بن مرزوق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے زہیر بن معاویہ نے ابواسحق سے، اس نے براء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تیر اندازوں پر امیر مقرر کیا تھا حضرت عبداللہ بن جبیر کو۔ فرمایا کہ یہ کوئی پچاس آدمی تھے ہم میں سے اُحد والے دن، ستر آدمی کام آئے اور نبی کریم ﷺ بھی موجود تھے اور صحابۂ کرام بھی۔ اور مشرکین میں سے بدر والے دن چالیس آدمی متاثر ہوئے جن میں سے ستر قیدی ہوئے اور ستر مارے گئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد سے اس نے زہیر سے۔ (فتح الباری ۷/۳۰۷)

(۶)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ زاہد اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن اسحق قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن حمزہ نے، وہ کہتے ہیں کہ اسحق بن ابراہیم بن نسطاس نے، اس نے داؤد بن مغیرہ سے، اس نے سعد بن اسحق بن کعب بن عجرہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مقام روحاء میں تھے اچانک ان کے سامنے ایک اعرابی اُونچی جگہ سے نیچے اترا۔ اس نے کہا تم لوگ کون ہو؟ یا کہا کہاں جا رہے ہو؟ کہا گیا کہ بدر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ۔ اس نے کہا میں تمہیں دیکھ رہا ہوں تم مفلوک الحال ہو (بدحال)۔ تمہارے پاس ہتھیار بھی بہت کم ہیں۔ ان لوگوں نے اس کو بتایا کہ ہم دو میں سے ایک بھلائی کا انتظار کر رہے ہیں یا تو ہم مارے جائیں گے اور جنت ملے گی یا ہم غالب آ جائیں گے لہٰذا اللہ ہمارے جیتنے کو اور جنت کو دونوں کو جمع کر دے گا۔

اس شخص نے پوچھا کہ تمہارا نبی کہاں ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ یہ رہے۔ اس نے کہا اے اللہ کے نبی میرے پاس اسلحہ نہیں ہے (یا میں نے گھر میں مشورہ نہیں کیا ہوا) میں وہ لے آؤں پھر میں بھی آپ کے ساتھ چلوں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا جائیے اپنے گھر والوں کے پاس آپ وہ لے کر آ جائیے۔ تو رسول اللہ ﷺ بدر کی طرف روانہ ہو گئے اور وہ آدمی اپنے گھر کی طرف روانہ ہو گیا۔ پھر وہ اپنی حاجت سے فارغ ہو کر

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بدر میں مل گیا۔ وہ لوگوں کی صفیں بنوا رہا تھا قتال کے لئے اور انہیں تیار کر رہا تھا۔ وہ ان کے ساتھ لوگوں میں داخل ہو گیا۔ لوگوں نے قتال شروع کر دیا اور وہ ان لوگوں میں شمار ہو گیا جو شہید ہو گئے تھے جنہیں اللہ نے شہادت عطا کی تھی۔ رسول اللہ نے مشرکین کو جب شکست دی اور مومنوں کو فتح دی تو رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے آپ شہداء کے پاس سے گذرے عمر بن خطاب آپ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ہیں اے عمر آپ حدیث کو پسند کرتے ہو۔

بیشک شہداء سردار ہیں اور اشراف ہیں اور بادشاہ ہیں اور بے شک اے عمر یہ انہی میں سے ہیں۔

اسحق ابن ابراہیم بن نسطاس اور سب میں منفرد ہے۔ اس میں نظر ہے۔ یہ بخاری نے کہا ہے۔ (نسائی نے کہا ہے کہ یہ ضعیف ہے عقیلی نے ضعفاء میں شمار کیا ہے)۔ (المیزان ۱/ ۱۷۸-۱۷۹)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابویعلی حمزہ بن محمد علوی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ہاشم بن محمد عمری سے اولاد عمر بن علی سے، وہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے مدینے میں جمعہ کے دن فجر اور طلوع سورج کے درمیان شہداء کی قبروں کی زیارت کے لئے گئے، میں ان کے پیچھے چل رہا تھا۔ جب وہ قبرستان میں پہنچے تو انہوں نے اونچی آواز سے کہ السلام علیکم۔ بوجہ اس کے کہ تم نے صبر کیا۔ پس بہترین آخرت کا گھر ہے۔ کہتے ہیں کہ انہیں جوب دیا گیا تجھ پر بھی سلام ہو اے اللہ کے بندے۔ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مڑ کر میری طرف دیکھا اور فرمایا کہ تم نے جواب دیا ہے۔ میں نے کہا نہیں تو۔ انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا اور انہوں نے مجھے اپنے دائیں طرف کر لیا اس کے بعد انہوں نے ان پر سلام کیا پھر وہ شروع ہوئے۔ جونہی وہ ان پر سلام کرتے وہ لوگ ان پر جواب لوٹاتے۔ انہوں نے تین بار ایسے کیا اس کے بعد وہ اللہ کا شکر کرنے کے لئے سجدے میں گر گئے۔

باب ۱۹

واقعہ بدر کی تاریخ کا ذکر

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن مؤمل بن حسن بن عیسیٰ نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی الفضل بن محمد بن مسیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی موسیٰ بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا مالک بن انس سے، وہ کہتے ہیں کہ واقعہ بدر رسول اللہ ﷺ کے ڈیڑھ سال بعد ہوا تھا۔

میں کہتا ہوں کہ اسی پر دلالت کرتی ہے وہ روایت جو گزر چکی ہے سعید بن مسیب سے۔ ان کا یہ قول کہ قبلہ پھیر گیا تھا سولہ ماہ پورے ہونے پر نبی کریم ﷺ کے مدینہ میں آنے کے بعد اور یہ واقعہ بدر سے دو ماہ قبل پیش آیا ہے۔

رسول اللہ کے غزوات کی تعداد .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی احمد بن خلیل بغدادی نے نیشاپوری میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن محمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شیبان نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جہاد کئے نبی کریم ﷺ نے انیس (۱۹) غزوات میں، ان میں یوم بدر بھی واقع ہوا تھا۔ اس دن اصحاب رسول تین سو اور دس سے کچھ زیادہ آدمی تھے اور مشرکین اس دن پچاس کم ایک ہزار تھے (ساڑھے نوسو)۔ یہ واقعہ رمضان میں سترہ رمضان کی رات کی صبح کے وقت ہوا تھا جب سترہ راتیں گزر چکی تھیں رمضان کی جمعہ دن ہجرت کے بعد اٹھارہ ماہ کے بعد یا جو کچھ اللہ نے چاہا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس بن بکیر نے قرہ بن خالد سے، وہ کہتے ہیں میں نے پوچھا عبدالرحمن بن قاسم سے لیلۃ القدر کے بارے میں انہوں نے کہا حضرت زید ثابت تعظیم کرتے تھے ستائیسویں شب کی اور کہتے تھے یہی واقعہ بدر تھا، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس بن بکیر نے اسباط بن نصر سے، اس نے اسماعیل بن عبدالرحمن سے، وہ کہتے ہیں کہ یوم بدر جمعہ کے دن تھا۔ سترہ رمضان کو۔ سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۶۶)

فرماتے ہیں، اور ہمیں خبر دی یونس بن بکیر ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوجعفر محمد بن علی نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مشرکین کے ساتھ ٹکرائے تھے یوم بدر میں جمعہ کے دن صبح سترہ رمضان کو۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو خبر دی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی اصبغ بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی وہب نے یونس سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ پہلا میدان جنگ جس میں رسول اللہ ﷺ خود بنفسہ موجود تھے وہ یوم بدر تھا۔ اس دن مشرکین کا سردار عتبہ بن ربیعہ بن عبد شمس تھا۔ وہ لوگ باہم ٹکرائے تھے بدر میں جمعہ کے دن سترہ راتیں رمضان کی گزر چکی تھیں۔ اس دن اصحاب رسول تین سو اور دس سے کچھ اوپر تھے۔ اور مشرکین ایک ہزار یا نوسو کے درمیان تھے۔ وہ دن یوم الفرقان فرق کرنے والا دن، اس دن اللہ نے حق اور باطل کا فرق کیا تھا۔ اور پہلا مقتول جو مسلمانوں میں سے مارا گیا وہ مجمع مولی عمر بن خطاب تھا۔ اور ایک آدمی انصار میں سے۔

اس میں مشرکین شکست کھا گئے تھے۔ ان میں سے اس دن ستر سے زیادہ افراد مارے گئے تھے اور اتنے ہی قید کئے گئے تھے۔

اللہ نے آیت اُتاری :

ولقد نصرکم اللّٰہ ببدر و انتم اذلۃ ۔ (سورۂ آل عمران ۔ آیت ۱۲۳)

البتہ تحقیق اللہ نے تمہاری مدد کی بدر میں حالانکہ تم کمزور تھے۔ (آخر آیت تک پڑھیں)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالحسین نے بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن اسحاق بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی قتیبہ بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی جریر نے اعمش سے، اس نے ابراہیم سے، اس نے اسود سے، اس نے عبداللہ سے لیلۃ القدر کے بارے میں۔ فرمایا کہ اس کو تلاش کرو اس وقت جب اکیس راتیں باقی ہوں، اس کی صبح یوم بدر بنا ہے۔ (مستدرک للحاکم ۳/۲۰)

اسی طرح کہا ہے عبداللہ بن مسعود نے اور مشہور یہ ہے کہ اہل مغازی کے نزدیک کہ یہ (یوم بدر) سترہ راتیں گزرنے کے بعد تھا ماہ رمضان میں۔ واللہ اعلم (ابراہیم کی روایت میں ہے)

اور اس کو روایت کیا ہے عبدالرحمن بن اسود نے اپنے والد سے، اس نے ابن مسعود سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ شب قدر کو تلاش کرو رمضان کی ستائیسویں رات میں اور اکیسویں رات میں اور تیئسویں رات میں۔ (ابوداؤد۔ کتاب الصلوۃ)

اور زید بن ارقم سے روایت کی گئی ہے کہ ان سے پوچھا گیا تھا لیلۃ القدر کے بارے میں۔ انہوں نے کہا کہ انیسویں رات ہے شک نہیں کیا جائے گا۔ اور فرمایا کہ یوم الفرقان وہ دن ہے جس دن دو جماعتیں باہم ٹکرائیں تھیں اور مشہور اس کے ماسوا یہ ہے کہ مغازی سترہ راتیں گزرنے کے بعد تھا ماہ رمضان سے۔ واللہ اعلم

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابو عمرو نے دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوزرعہ دمشقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سعید بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی خالد بن عبداللہ نے عمرو بن یحییٰ سے، اس نے نصر بن عبداللہ بن زنربیہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عامر بن ربیعہ سے کہا کہ جنگ بدر رمضان کی سترہ کی صبح کو ہوئی تھی۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو عمرو بن عثمان نے، انہوں نے سنا موسیٰ بن طلحہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ابوایوب انصاری سے یوم بدر کے بارے میں پوچھا تو فرمایا کہ یا تو سترہ گزر چکی تھیں یا گیارہ باقی رہ گئی تھیں یا انیس باقی رہ گئی تھی۔

باب ۲۰

حضرت زید بن حارثہ اور حضرت عبداللہ بن رواحہ کی فتح بدر کی خوشخبری لے کر اہل مدینہ کے پاس آمد اس کے بعد غنیمتیں اور قیدیوں کو ساتھ لے کر نبی کریم ﷺ کے پاس آمد اور نجاشی کو جب فتح کی خبر پہنچی تو اس نے کیا کہا؟

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یوسف بن یعقوب نے، ان کو خبر دی محمد بن ابوبکر نے، ان کو خبر دی عمرو بن عاصم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حماد بن سلمہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اسامہ بن زید سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ عثمان بن عفان کو اپنے پیچھے چھوڑ کر گئے تھے اور اسامہ بن زید کو ایام بدر میں رقیہ بنت رسول کی تیمارداری کرنے کے لئے۔ لہٰذا حضرت زید بن حارثہ کہ اونٹنی عضباء پر سوار ہو کر فتح کی بشارت لے کر مدینہ میں آنے تھے۔ اسامہ نے کہا کہ میں نے شور سنا، لہٰذا باہر نکل کر آیا تو دیکھا کہ زید ہی ہیں جو بشارت لے کر آئے ہوئے ہیں۔ اللہ کی قسم میں نے تصدیق نہیں کی یہاں تک کہ میں نے قیدی دیکھ لئے۔ حضور ﷺ نے عثمان کے لئے بھی غنیمتوں میں سے حصہ نکالا تھا۔

(تاریخ ابن کثیر ۳/۳۰۴۔ مستدرک للحاکم ۳/۲۱۷۔۲۱۸)

اللہ کا رسول ﷺ کو راضی کرنا ...... (۲) وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن جہم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی واقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر سے واپس لوٹتے ہوئے عصر کی نماز پڑھائی تھی مقام اثیل میں۔ آپ جب ایک رکعت پڑھا چکے تو آپ مسکرا دیئے۔ جب آپ سے آپ کے مسکرانے کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے فرمایا، میرے پاس میکائیل علیہ السلام گزرے، اس کے دونوں پروں پر غبار تھا۔ وہ مجھے دیکھ کر مسکرائے اور انہوں نے کہا کہ میں قوم کی تلاش میں تھا اور ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئے جب آپ فارغ ہو گئے اہل بدر کے قتال سے وہ اپنے گھوڑے پر تھے باندی ہوئی پیشانی والے پر اس کی پیشانی کے بالوں کو غبار نے چھپا رکھا تھا۔ انہوں نے فرمایا کہ اے محمد ﷺ بے شک میرے رب نے آپ کی طرف بھیجا ہے اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ سے علیحدہ نہ ہوں یہاں تک کہ آپ خوش ہو جائیں، کیا آپ اب راضی ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جی ہاں۔ اور انہوں نے کہا حضور کے پاس زید بن حارثہ اور

عبداللہ بن رواحہ حاضر ہوئے مقام اثیل سے وہ آئے تھے اتوار کے دن چاشت کے وقت۔ اور عبداللہ بن رواحہ جدا ہو گئے تھے اور زید بن حارثہ سے مقام عقیق میں۔ چنانچہ عبداللہ بن رواحہ اپنی سواری پر رہتے ہوئے منادی کر رہے تھے، اے انصار کی جماعت خوش ہو جاؤ کہ رسول اللہ ﷺ زندہ سلامت ہیں اور مشرکین مارے جا چکے ہیں اور کچھ قیدی ہو گئے ہیں اور ربیعہ کے دونوں بیٹے قتل ہو گئے ہیں اور حجاج کے دونوں بیٹے بھی اور ابو جہل بھی اور زمعہ بن اسود بھی مارا جا چکا ہے اور اُمیہ بن خلف بھی۔ اور سہیل بن عمرو قیدی ہو گیا ہے۔

عاصم بن عدی کہتے ہیں کہ اس کے پاس کھڑا ہوا اور میں نے اس کی طرف التفات کیا اور میں نے کہا کہ یہ سچ ہے آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں اے ابن رواحہ؟ اس نے کہا، جی ہاں اللہ کی قسم ہے۔ اور صبح انشاء اللہ رسول اللہ ﷺ قیدیوں کو لے کر آجائیں گے، قیدی جکڑے ہوئے ہوں گے۔ اس کے بعد ابن رواحہ انصاری کے گھروں میں ایک ایک گھر میں گئے اور جا کر سب کو بشارتیں دیں اور لڑکے اس کے ساتھ مل کر شور کر رہے تھے کہ ابو جہل فاسق قتل ہو گیا ہے، یہاں تک کہ بنو اُمیہ بن زید تک پہنچے اور زید بن حارثہ نبی کریم ﷺ کی اُونٹنی پر آئے۔ اور وہ بھی مدینہ والوں کو خوشخبری دینے لگے۔ اور جب المصلی آیا اور وہ اپنی سواری پر چیخا عقبہ قتل ہو گیا ہے۔ شیبہ قتل ہو گیا ہے، ربیعہ کے دونوں بیٹے اور حجاج کے دونوں بیٹے اور ابو جہل اور ابو البختری اور زمعہ بن اسود اور اُمیہ بن خلف قتل ہو گئے ہیں اور سہیل بن عمرو قیدی ہو گیا ہے اور ذوالانیاب بہت سے قیدیوں کے ساتھ قیدی ہیں۔ لوگ زید بن حارثہ کی تصدیق کرنے سے گریز کرنے لگے اور کہنے لگے کہ نہیں آیا زید مگر شکست خوردہ حتیٰ کہ سلمان ناراض ہونے لگے اور خوف زدہ ہو گئے۔ زید اس وقت پہنچے جب لوگ رقیہ بنت رسول کو بقیع میں دفن کر کے مٹی اُوپر ڈال رہے تھے۔

منافقین میں سے ایک آدمی نے اسامہ بن زید سے کہا، تمہارے صاحب (محمد ﷺ) قتل ہو چکے ہیں اور ان کے اصحاب بھی۔ اور منافقین میں سے ایک آدمی نے ابولبابہ بن عبد المنذر سے کہا، تمہارے اصحاب علیحدہ علیحدہ ہو گئے ہیں ایسا تفرقہ ان میں پڑ گیا ہے کہ اس کے بعد وہ ہمیشہ کے لئے کبھی بھی اکٹھے نہیں ہو سکیں گے۔ اور محمد (ﷺ) کے بڑے بڑے اصحاب قتل ہو گئے ہیں اور محمد (ﷺ) قتل ہو گئے ہیں ان کی اُونٹنی یہ رہی ہم اسے پہچانتے ہیں۔ باقی رہے یہ زید تو یہ بیچارے خوف کے مارے نہیں سمجھ رہے ہیں کہ کیا کہہ رہے ہیں، یہ خود ناکارہ ہو کر آئے ہیں۔ ادھر ابولبابہ نے اس کو جواب دیا، اللہ تعالیٰ تیری بات کو جھوٹا کریں گے، یہود یوں نے کہا زید ناکام لوٹے ہیں۔

اسامہ بن زید کہتے ہیں کہ میں اکیلے میں اپنے باپ کے پاس آیا اور میں نے کہا، اے ابا جان! کیا یہ سچ ہے آپ جو کہہ رہے ہیں۔ انہوں نے کہا، جی ہاں سچ ہے اللہ کی قسم اے بیٹے۔ چنانچہ میرا دل مضبوط ہوا۔ لہٰذا میں اس منافق کے پاس گیا، میں نے کہا آپ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اور مسلمانوں کے بارے میں ڈرا رہے تھے اللہ کی قسم ہم تجھے رسول اللہ ﷺ کے آگے پیش کریں گے وہ جب آجائیں گے، وہ تیری گردن ماردیں گے۔ اس نے کہا اے ابو محمد وہ تو ایک ایسی بات تھی جو میں نے لوگوں سے سنی تھی۔ کہتے ہیں قیدی لائے گئے اور ان کی نگرانی شقران غلام رسول کر رہے تھے، وہ انچاس آدمی تھے جو شمار کئے گئے تھے جبکہ وہ درحقیقت ستر آدمی تھے متفقہ طور پر، اس میں شک نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان پر عامل بنایا تھا شقران غلام نبی کو۔

کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ابن ابو سرہ نے عبداللہ بن ابو سفیان سے جو کہ مولی ابن احمد سے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو اسید بن حضیب ملے اور کہتے ہیں یا رسول اللہ اللہ کا شکر ہے جس نے آپ کو کامیابی دی اور آپ کی آنکھوں کو ٹھنڈا کیا۔ اللہ کی قسم اے اللہ کے رسول! میرا بدر سے پیچھے رہنا صرف اس وجہ سے تھا کہ میں یہ نہیں سمجھتا تھا کہ آپ دشمن سے ٹکرائیں بلکہ میرا خیال تھا کہ بس آپ قافلے کے پیچھے گئے ہیں۔ اگر میں سمجھتا کہ آپ کا ٹکراؤ دشمن سے ہوگا تو میں پیچھے ہرگز نہ رہتا بلکہ آپ کے ساتھ ہوتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو۔ (مغازی الواقدی ۱/۱۲۰-۱۲۱)

اس کے بعد واقدی نے ذکر کیا ہے کہ نجاشی نے کیا کیا تھا۔ (مغازی الواقدی ۱/۱۲۰-۱۲۱)

ارض حبشہ پر جب اس کو قریش کے سرداروں کے قتل ہو جانے کی خبر پہنچی تھی اور ہم نے اس کو لکھا ہے دوسری اسناد کے ساتھ۔

نجاشی کی زبان سے مسلمانوں کو خوشخبری ملنا ...... (۴) ہمیں خبر دی احمد بن سلیمان فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن ابوالدنیا نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی حمزہ بن عداس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدان بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن مبارک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں عبدالرحمن بن یزید نے جابر سے، اس نے عبدالرحمن سے جو کہ اہل صنعآء کا آدمی ہے، وہ کہتا ہے کہ نجاشی نے ایک دن جعفر بن ابوطالب اور اس کے اصحاب کی طرف بندہ بھیجا۔ وہ لوگ اس کے پاس پہنچے تو وہ ایک گھر میں تھا، اس پر دو پرانے کپڑے تھے، وہ مٹی پر بیٹھا ہوا تھا۔

جعفر کہتے ہیں ہم اس سے ڈر گئے ہم نے جب اس کو اس حالت میں دیکھا۔ اس نے کہا جب ہمارے چہروں پر خاص پریشانی کی کیفیت دیکھی تو اس نے کہا کہ میں تمہیں خوشخبری دیتا ہوں اس بات کی جو تمہیں خوش کر دے گی، بے شک میرا جاسوس تم لوگوں کی سرزمین سے واپس آیا ہے۔ اس نے مجھے خبر دی ہے کہ اللہ نے تحقیق اپنے نبی کی نصرت کی ہے اور ان کے دشمنوں کو ہلاک کیا ہے۔ اور فلاں فلاں قیدی ہو گئے ہیں اور فلاں فلاں قتل ہو گئے ہیں وادی میں، ان دونوں کا مقابلہ ہوا ہے جس کو بدر کہتے ہیں، جس میں پیلو کے درخت زیادہ ہیں گویا کہ میں اس وادی کو دیکھ رہا ہوں میں وہاں پر اپنے سردار کی جو بنو حمزہ میں تھا اس کے وہاں پر اونٹ چرایا کرتا تھا ....

جعفر بن ابوطالب نے نجاشی سے کہا آپ کو کیا ہوا آپ مٹی پر بیٹھے ہوئے ہیں آپ کے نیچے بچھانے کی چیز بھی نہیں ہے اور آپ نے یہ پرانے کپڑے لپیٹ رکھے ہیں۔ نجاشی نے کہا کہ ہم اس کتاب میں جو اللہ نے عیسیٰ علیہ السلام پر اُتاری ہے ہم یہ بات پاتے ہیں کہ اللہ کے بندوں پر لازم ہے کہ جب اللہ ان پر کوئی نئی نعمت پیدا کرے ان کے لئے تو وہ تحدیث نعمت کے طور پر تواضع اور عاجزی اختیار کریں۔ جب اللہ نے مجھے اپنے نبی کی مدد و نصرت کی خبر دی ہے تو میں اپنی تواضع اور عاجزی پیش کروں۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/ ۲۰۷۔۲۰۸۔ سیرۃ الشامیہ ۴/ ۱۰۴)

باب ۲۱

رسول اللہ ﷺ نے غنیمتوں کے بارے میں اور قیدیوں کے بارے میں کیا کیا؟

اور اس بارے میں آپ نے جو خبر دی تھی بس ایسے ہی ہوا جیسے فرمایا تھا

اور اس بارے میں آثار نبوت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد اودباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن محمد بکر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی وہب بن بقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی خالد نے داؤد سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر والے دن فرمایا تھا، جو شخص ایسا کام کرے گا اس کے لئے اتنی غنیمت ہوگی۔ کہتے ہیں نوجوان آگے بڑھے اور بزرگوں نے جھنڈے اُٹھائے ہوئے تھے وہ ان سے الگ نہ ہوئے۔ جب اللہ نے ان کو فتح دی تو بزرگوں نے کہا تم کہ ہمارے معاون رہے اگر ہم لوگ شکست کھا جاتے تو تم ہماری طرف ہی بھاگتے۔ لہٰذا تم لوگ ہی غنیمتیں نہ لے جاؤ کہ باقی رہ جائیں (یعنی ہم محروم نہ رہ جائیں)۔ مگر نوجوان نہ مانے اور وہ کہنے لگے کہ غنیمتیں تو رسول اللہ نے ہمارے لئے مقرر کر دی تھیں۔

اس موقع پر اللہ نے یہ آیت اُتاری :

يسئلونك عن الانفال قل الانفال لله وللرسول ـ فاتقوا الله واصلحوا ذات بينكم ـ تا ـ كما اخرجك ربك من بيتك بالحق وان فريقا من المؤمنين لكارهون ـ (سورۃ الانفال : آیت ۵)

اے پیغمبر! آپ سے یہ لوگ غنیموں کے بارے میں پوچھتے ہیں آپ فرما دیجئے کہ غنیموں کے مال اللہ اور اس کے رسول کے ہیں۔ تم لوگ اللہ سے ڈرو اور آپس میں اصلاح یعنی صلح رکھو لمبی تفصیل اس مقام تک اتری) کہ جیسے اے نبی! آپ کو آپ کے رب نے آپ کے گھر سے نکالا حق کے ساتھ۔ حالانکہ کئی اہل ایمان اس کو ناپسند کر رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ یہ فرمارہے ہیں کہ حالانکہ بدر میں جانا ان کے حق میں بہتر تھا۔ لہٰذا تم لوگ اسی طرح میری اطاعت کرو، بے شک میں زیادہ جانتا ہوں تم سے اس کے انجام کو۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ الحدیث ص ۲۷۳۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہارون بن محمد بن بکار بن بلال نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یزید بن خالد بن موہب ہمدانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یحییٰ بن ابوزائد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی داؤد نے اس حدیث کی اس کے اسناد کے ساتھ، وہ کہتے ہیں لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے (غنیمتیں برابر تقسیم کر دیں۔ اور حدیث خالد زیادہ مکمل ہے۔ (ابوداؤد ۳/۷۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سُلمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبدہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی جعفر بن محمد بن حسین نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے اور ابوبکر بن محمد بن ابراہیم فارسی نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوعمر بن مطر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن علی ذھلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یحییٰ بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرحمٰن بن ابوالزناد نے اپنے والد سے، اس نے عبید اللہ بن عبداللہ سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم اپنی تلوار ذوالفقار بدر والے دن غنیمت میں حاصل کی تھی۔ (الترمذی۔ کتاب السیر۔ باب فی النفل)

حضرت عمر کی رائے کی تائید میں قرآن کا اُترنا .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی صفار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن یونس ضبی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل احمد جرجانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابویعلی نے، ان دونوں نے کہا ہمیں خبر دی زہیر بن حرب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عمر بن یونس نے حنفی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عکرمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوزمیل نے، اور سماک خلف نے مجھے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن عباس نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عمر بن خطاب نے، فرماتے ہیں جب یوم بدر ہوا، انہوں نے پورا واقعہ ذکر کیا ہے۔ ابوزمیل نے کہا کہ ابن عباس نے کہا ہے جب انہوں نے قیدیوں کو قید کیا تو رسول اللہ نے فرمایا، اے ابوبکر، اے علی تم لوگ ان قیدیوں کے بارے میں کیا مشورہ دیتے ہو۔ ابوبکر نے کہا، اے اللہ کے نبی! یہ لوگ چچازاد ہیں اور خاندان کے لوگ ہیں میری رائے ہے کہ آپ ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دیں ہمارے لئے کفار پر غلبہ بھی ہو جائے گا اور قریب ہے کہ اللہ ان کو اسلام کی طرف ہدایت دے دے۔ رسول اللہ نے فرمایا، آپ کا کیا خیال ہے اے ابن خطاب؟ میں نے کہا نہیں، اللہ کی قسم یا رسول اللہ میری وہ رائے نہیں ہے جو ابوبکر کی ہے۔ بلکہ میری تو رائے ہے کہ آپ ہمیں اجازت دیں ہم خود ان کی گردنیں ماردیں۔ علی کو اختیار دیں وہ عقیل کی گردن مارے، مجھے فلاں فلاں کے بارے میں اختیار دیں میں ان کی گردن ماردوں گا۔ یہ کفر کے سرغنہ ہیں اور سردار ہیں۔ رسول اللہ نے ابوبکر کی رائے کو پسند کیا اور میری رائے کو پسند نہیں کیا۔

جب صبح ہوئی تو میں آیا تو رسول ﷺ اور ابوبکر دونوں بیٹھے رو رہے ہیں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے بتائیں کیوں رو رہے ہیں آپ بھی اور آپ کے دوست بھی، اگر میں رونے کی بات پاؤں گا تو میں بھی روؤں گا۔ اور اگر میں رونے کی بات نہیں پاؤں گا تو پھر بھی دونوں کی وجہ سے تکلفاً کوشش کر کے روؤں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں اس بات کی وجہ سے رو رہا ہوں جو پیش آئی ہے میرے اصحاب پر ان کا فدیہ لینے کی بابت۔ اللہ تحقیق سامنے آ گیا تھا ان کی وجہ سے عذاب جو کہ اس درخت سے بھی قریب تھا (اس درخت کے بارے میں جو نبی کریم کے قریب کھڑا تھا)۔

اللہ نے یہ آیت اُتاری ہے:

ما كان لنبي ان يكون له اسرى حتى يثخن في الارض ـ تا ـ فكلوا مما غنمتم حلالا طيبا ـ

(سورہ الانفال : آیت ۶۷۔۶۹)

کسی نبی کے لئے یہ بات درست نہیں ہے کہ اس کے پاس قیدی ہوں (پھر وہ ان سے فدیہ لے لے)۔ یہاں تک کہ زمین پر ان کا خون بہائے۔ اس قول تک کہ کھاؤ اس میں سے جو تم نے غنیمت حاصل کی ہے اس حال میں کہ حلال ہے پاکیزہ (اس طرح) اللہ نے غنیمت کو ان کے لئے حلال فرما دیا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں زہیر بن حرب سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر، باب امداد الملائکہ۔ الحدیث ص ۸۵)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوذکریا عنبری نے، ان کو محمد بن عبدالسلام نے، ان کو خبر دی اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو خبر دی جریر نے اعمش سے، اس نے عمرو بن مرہ سے، اس نے ابوعبید بن عبداللہ سے، اس نے اپنے والد سے۔ اس نے کہا کہ جب یوم بدر ہو چکا تو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں سے فرمایا کہ تم لوگ ان قیدیوں کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ تو عبداللہ بن رواحہ نے کہا کہ آپ ایسی وادی میں ہیں جہاں لکڑیاں بہت ہیں آپ آگ جلوائیں اور ان کو اس میں ڈال دیں۔ عباس نے کہا کہ اللہ تیرے رحم و رشتے کو کاٹ ڈالے۔ عمر نے کہا یہ ان کے قائدین اور سردار ہیں جنہوں نے آپ سے قتال کیا ہے جنہوں نے آپ کی تکذیب کی ہے، آپ ان کی گردیں مار دیں۔ ابوبکر نے کہا آپ کا کعبہ قبلہ میں ایک قوم ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ کسی ضروری کام سے اندر چلے گئے تو ایک گروہ نے کہا بات وہ ہے جو عمر نے کہی ہے۔

کہتے ہیں اتنے میں حضور باہر تشریف لے آئے اور پوچھا کہ تم لوگوں نے کیا کہا ہے ان کے بارے میں؟ ان لوگوں کی مثال تو ان کے بھائیوں جیسی ہے جو پہلے گزر چکے ہیں یعنی پہلی اُمتوں جیسی ہے۔ ان کے نبیوں جیسی، مثلاً

نوح علیہ السلام نے فرمایا تھا :

رَبِّ لا تذر علی الارض من الکافرین دیارا ۔ (سورہ نوح : آیت ۲۶)

اے میرے رب! دھرتی پر بسنے والا کوئی کافر زندہ نہ چھوڑ۔

اور موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا :

ربنا اطمس علی اموالھم و اشدد علی قلوبھم ۔ الأیة

اے ہمارے رب! ان (کافروں کے) مال مٹادے (یعنی کچھ بھی نہ چھوڑ) اور ان کے دلوں پر سخت بندش فرما۔

اور ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا تھا :

فمن تبعنی فانه منی و من عصانی فانك غفور رحیم ۔ (سورہ ابراہیم : آیت ۳۶)

جو شخص میرا تابعدار ہے وہ مجھ سے ہے۔ اور جس نے میری نافرمانی کی بس تو ہی بخشنے والا مہربان ہے۔

اور عیسیٰ علیہ السلام نے فرمایا تھا :

ان تعذبھم فانھم عبادك و ان تغفرلھم فانك انت العزیز الحکیم ۔

(سورۃ المائدہ : آیت ۱۱۸۔ مغازی الواقدی ۱/۱۱۰)

''اگر آپ ان کو عذاب دیں تو یہ تیرے بندے ہیں اور اگر آپ ان کو معاف کریں تو غالب ہے حکمت والا ہے''۔

اور آپ لوگ (اے صحابہ کرام) ایسی قوم ہو جن کے ساتھ تنگ دشمنی ضرورت مندی ہے۔ لہٰذا بس نہیں راضی ہوگا ان میں سے کوئی ایک میں، مگر یا تو فدیہ کے ساتھ یا گردن مارنے کے ساتھ۔

عبداللہ نے کہا میں نے کہا کہ سوائے سہیل بن بیضاء کے بے شک وہ قتل نہیں کیا جائے۔ تحقیق میں نے اس سے سُنا ہے کہ وہ اسلام کی بات کرتا ہے (یا کلمہ اسلام پڑھتا ہے) آپ خاموش ہو گئے۔ اس دن سے بڑھ کر میرے نزدیک کوئی زیادہ خوف کا دن نہیں تھا (مجھے خوف آ رہا تھا کہ) مجھ پر آسمان سے پتھر گرا دیا جائے آج کے دن۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ سہیل بن بیضاء کو قتل نہ کیا جائے۔

(الترمذی۔ کتاب الجہاد۔ باب المشورۃ ۴/۲۱۳)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور احمد بن حسن قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد یعقوب نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن عرعرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ازہر نے، اس نے ابن عون سے، اس نے محمد سے اس نے عبیدہ سے، اس نے علی سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا قیدیوں کے بارے میں بدر کے دن، اگر تم لوگ چاہو تو ان کو قتل کر دو، اور اگر چاہو تو ان سے فدیہ لے کر چھوڑ دو اور فدیہ والے مال سے فائدہ اُٹھاؤ۔ تم میں سے شہید ہو گئے میں ان کی تعداد کے مطابق اور آخری آدمی ستر میں سے ثابت بن قیس تھا جو قتل کیا گیا تھا۔ جنگ یمامہ والے دن۔

اور ابن عرعرہ نے کہا کہ میں نے یہ روایت ازہر پر لوٹائی تو اس نے انکار کیا مگر یہ کہا کہ عبیدہ نے روایت کی ہے علی سے۔

اس روایت میں نبی کریم نے خبر دی ہے اللہ تعالیٰ کے حکم کے بارے میں ان کے بارے میں جو ان سے شہید کیا جائے گا۔ لہٰذا واقعۃً ایسے ہی ہوا تھا جیسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔

(۷) ہمیں خبر دی العیشی نے، ان کو سفیان بن حبیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعبہ نے، ان کو ابوالعنبس نے ابوشعثاء سے، اس نے ابن عباس کہ نبی کریم ﷺ نے یوم بدر میں اہل جاہلیت کا فدیہ چار سو دینار مقرر کیا تھا۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد۔ الحدیث ص۲۶۹۱)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس بن بکر نے اساط بن نصر سے، اس نے اسماعیل بن عبدالرحمٰن سے، وہ کہتے ہیں کہ اہل بدر کا فدیہ یعنی عباس، عقیل بن احنیہ اور نوفل ہر ایک کا فدیہ چار سو دینار تھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/۳۰۰)

رسول اللہ کا اپنے چچا عباس کے لئے سفارش کرنا .... (۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے۔ ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو عباس بن عبداللہ بن معبد نے، بعض اہل سے، اس نے عبداللہ بن عباس سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا بدر والے دن، بے شک میں نے پہچان لیا ہے کہ کچھ لوگ بنو ہاشم سے اور دیگر بھی جبراً ہمارے مقابلے میں کھڑے کئے گئے تھے۔ ورنہ ان کو ہمارے ساتھ قتال کرنے کی کوئی ضرورت نہیں تھی۔ تم میں سے جو شخص ملے کسی ایک سے بنو ہاشم میں سے اسے قتل نہ کرے۔ اور جو شخص ملے ابوالبختری بن ہشام کو وہ اس کو قتل نہ کرے، جو عباس بن عبدالمطلب کو ملے وہ بھی اس کو قتل نہ کرے کیونکہ وہ لوگ مجبور کر کے لائے گئے ہیں۔ ابوحذیفہ بن عتبہ نے کہا، کیا ہمارے باپ، ہمارے بھائی، ہمارے خاندان والے قتل ہوتے رہیں اور عباس کو پھر بھی چھوڑ دیا جائے؟ اللہ کی قسم اگر میں اس کو ملا تو میں اس کو تلوار سے اُڑا دوں گا۔

رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی، آپ نے عمر بن خطاب سے کہا کہ اے ابوحفص حضرت عمر کہتے ہیں کہ یہ پہلا دن تھا جس میں رسول اللہ ﷺ نے مجھے میری کنیت کے ساتھ پکارا تھا۔ فرمایا، کیا اللہ کے رسول کے چچا کے منہ پر تلواریں ماری جائیں گی؟ عمر نے کہا یا رسول اللہ اب مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن مار دیتا ہوں (جس نے ایسی بات کہی)۔ اللہ کی قسم یہ منافق ہو گیا ہے۔

ابوحذیفہ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں اس کلمے کو کہنے کے بعد جو میں نے کہہ تو دیا تھا (غصے میں) مگر میں ہمیشہ اس کی وجہ سے خوف کھاتا رہا کہ کہیں میرا ایمان خطرے میں نہ پڑ جائے۔ مگر یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ مجھ سے کسی شئے کے ذریعے اس کو مٹا دے۔ لہٰذا ابوحذیفہ، جنگ یمامہ والے دن شہید ہو گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۶۹۔۲۷۰)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ سوائے ان کے نہیں کہ رسول اللہ نے ابوالبختری کو قتل کرنے سے منع کیا تھا کیونکہ وہ مکے میں لوگوں کو رسول اللہ سے زیادتی کرنے سے منع کرتا تھا۔ اور خود بھی حضور ﷺ کو ایذا نہیں دیتا تھا اور نہیں اس سے حضور کو کوئی بات پہنچی تھی جس کو آپ ناپسند فرماتے۔ اس کے بعد ابن اسحاق نے بتایا کہ حضور نے اس کے قید کرنے کا قصہ ذکر کیا ہے یہاں تک کہ وہ قتل ہو گیا۔

(۱۰)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالعباس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عباس بن عبداللہ بن سعید نے، اپنے بعض اہل سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ یوم بدر میں رسول اللہ ﷺ نے جب شام کی اور قیدی بیڑیوں میں جکڑے ہوئے تھے تو رسول اللہ نے (ان کی تکلیف کا احساس کرتے ہوئے) پہلی رات خود بھی جاگ کر گزاری اور صحابہ نے بھی۔ صحابہ نے پوچھا یارسول اللہ آپ کو کیا ہوا آپ سوتے نہیں؟ اُدھر حالت یہ تھی کہ انصار میں سے ایک آدمی نے عباس (چچائے رسول) کو قید کیا ہوا تھا جو بدر سے قید ہو کر آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے (نہ سونے کی وجہ یہ بتائی کہ) اپنے چچا عباس کا رونا قید میں اور باندھنے اور جکڑنے کی حالت کا ان کانوں سے خود سن لیا ہے اس لئے میں سو نہیں سکتا۔ اس لئے ان کو اصحاب رسول نے کھول دیا حضور کی تکلیف دیکھ کر۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/۲۹۹)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ پھر بدر کے اکثر قیدی عبد بن عبدالمطلب کے فدیہ ادا کرنے سے رہا ہوئے تھے۔ اس لئے کہ عباس آسودہ حال آدمی تھے، انہوں نے اپنا فدیہ ایک سو اوقیہ سونا بھی خود ادا کیا تھا۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۱۰۵)

(۱۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابراہیم نے بن عتبہ سے، ان کو موسیٰ بن عقبہ نے کہا ابن شہاب نے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے انس بن مالک نے کہ کچھ لوگوں نے انصار میں سے رسول اللہ ﷺ سے اجازت طلب کی کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ ہمیں اجازت دیجئے کہ ہم لوگ اپنی بہن کے بیٹے عباس کا فدیہ چھوڑ دیں اور نہ لیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں، اللہ کی قسم تم لوگ فدیہ بالکل نہ چھوڑو ایک درہم بھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن ابواویس سے۔ (فتح الباری ۵/۱۶۷)

موسیٰ بن عقبہ نے کہا اس اسناد میں جو ہم نے ذکر کیا ہے کہ ان لوگوں کا فدیہ چالیس اوقیہ سونا تھا اور ان کا فدیہ اس وقت لیا گیا تھا جب وہ مدینے میں لے جائے گئے تھے۔ اور ان کے فدیے ایک دوسرے سے کم زیادہ تھے۔

حضرت عباس کا اپنا اور بھتیجوں کا فدیہ دینا .... (۱۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو خبر دی یونس بن بکیر نے، ان کو اسحاق نے اس اسناد کے جو مذکور ہوئی ہے قصہ بدر میں۔ وہ روایت کرتے ہیں یزید بن رومان سے، اس نے عروہ سے، اس نے زہری سے اور ایک جماعت سے جن کا اس نے نام لیا ہے۔ انہوں نے اس قصے کو ذکر کیا ہے اور انہوں نے اس کے اندر کہا ہے کہ قریش نے رسول اللہ ﷺ کے پاس قیدیوں کے فدیہ کی مد میں کچھ بھیجا تھا۔ ہر قوم نے اپنے اسیر کا فدیہ اس چیز کے ساتھ یا اس قدر دیا تھا جس سے وہ خود راضی تھے یا خود پسند کیا تھا۔ عباس بن عبدالمطلب نے کہا تھا کہ یارسول اللہ میں تو مسلمان تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں آپ کے مسلمان ہونے کو جانتا ہوں اگر بات ایسی ہے جیسی تم کہہ رہے ہو تو اللہ تمہیں اس کی جزا دے گا۔ مگر جو ظاہر کیفیت تھی ہمارے اُوپر اس کے مطابق معاملہ کرنا لازم ہے۔ لہٰذا آپ اپنا اپنی ذات کا فدیہ دیجئے اور اپنے دو بھتیجوں کا بھی یعنی نوفل بن حرث بن عبدالمطلب کا اور عقیل بن ابوطالب بن عبدالمطلب اپنے حلیف کا یعنی عقبہ بن عمرو کا جو بھائی ہوتا ہے بنو حارث بن فہر کا۔

عباس نے کہا میرے پاس تو اتنی گنجائش نہیں ہے یارسول اللہ ﷺ۔ حضور نے فرمایا کہ وہ مال کہاں ہے جو آپ نے اور آپ کی بیوی اُم فضل نے زمین میں دفن کر کے رکھا تھا۔ میں نے اُم فضل سے کہلایا تھا کہ اگر میں اس سفر میں جس میں قافلے کو بچانے یا مدد کے لئے جا رہا ہوں اگر اس میں مارا گیا تو یہ مال میرے بیٹوں فضل بن عباس، عبداللہ بن عباس، قثم بن عباس کا ہوگا۔

عباس نے حضور ﷺ سے کہا، اللہ کی قسم یارسول اللہ! میں جانتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، یہ ایسی بات ہے جس کو میرے سوا کوئی نہیں جانتا تھا (یعنی میرے گھر میں)۔ میرے اور اُم فضل کے سوا۔ آپ میرے لئے یہی کچھ لے لیجئے، میرے پاس آپ کو دینے کے لئے

جو کچھ موجود ہے اور وہ ہے بیس اوقیہ مال۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نہیں۔ یہ تو وہ چیز ہے جو ہمیں اللہ نے عطا کی ہے تجھ سے۔ لہٰذا اس نے اپنی ذات کا فدیہ دیا اور اپنے دونوں بھتیجوں کا اور اپنے حلیف کا فدیہ دیا۔

اس بارے میں اللہ نے آیت نازل کی :

یا یھا النبی قل لمن فی ایدکم من الاسریٰ ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا یوتکم خیرا مما اُخذ منکم ویغفرلکم واللّٰہ غفور رحیم ۔(سورۃ الانفال : آیت ۷۰)

اے نبی! آپ ان قیدیوں کو کہہ دیجئے جو آپ کے ہاتھ میں ہیں اگر اللہ تمہارے دلوں میں خیر جانے گا تو تمہیں اس سے بہتر مال دے دے گا جو تم سے لیا گیا ہے۔ اور اللہ تمہیں بخش دے گا غفور و رحیم ہے۔

عباس کہتے ہیں کہ اللہ نے بیس اوقیہ کے بدلے میں اسلام میں مجھے بیس غلام عطا کئے تھے۔ وہ سب کے سب میرے ہاتھ میں ایک طرح کا مال تھے۔ اور اس کے ساتھ میں اللہ کی طرف سے اللہ کی مغفرت کی بھی امید رکھتا ہوں۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۹۹)

اور ابن اسحاق نے روایت کیا ہے ابونجیح سے، اس نے عطاء سے، اس نے ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں اس کی مثل جس کو ہم نے ذکر کیا ہے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوذکریا بن ابواسحاق قزکی نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد طرائفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عثمان بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن صالح نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی معاویہ بن صالح نے علی بن ابوطلحہ سے، اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس فرمان کے بارے میں :

یا یھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسریٰ ان یعلم اللّٰہ فی قلوبکم خیرا یؤتکم خیرا مما اخذ منکم ویغفرلکم واللّٰہ غفور رحیم ۔(سورۃ انفال : آیت ۷۰)

حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا کہ عباس (ان کے والد حضور کے چچا) بدر والے دن قید ہو گئے تھے۔ انہوں نے چالیس اوقیہ سونا اپنے فدیہ کے طور پر دیا تھا۔ عباس نے کہا تھا کہ جب یہ آیت نازل ہوئی تھی اللہ نے ہمیں ہر وہ چیزیں عطا کی تھیں میں یہ پسند نہیں کروں گا ان کے بدلے میں مجھے پوری دنیا مل جائے۔ ایک تو یہ کہ میں بدر والے دن قیدی ہو گیا تھا اور میں نے اپنی ذات کا فدیہ خود ادا کیا تھا چالیس اوقیہ سونا لیکن اللہ نے مجھے پھر چالیس غلام دے دیئے تھے اور دوسرے یہ کہ میں مغفرت کی بھی امید کرتا ہوں اللہ نے اس کا ہمیں وعدہ دیا تھا۔

(البدایۃ والنہایۃ ۳/۲۹۹۔ سبل الہدیٰ ۴/۱۰۵)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابواحمد محمد بن احمد شعیب المعدل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسد بن نوح نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ہشام بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن سعد نے، ان کو خبر دی علی بن عیسیٰ نوفلی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ان کے چچا اسحاق بن عبداللہ بن حارث نے اپنے والد عبداللہ بن حارث بن نوفل سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نوفل بن حارث بدر میں قیدی بن گیا تو رسول اللہ ﷺ نے اسے فرمایا تھا کہ تم اپنا فدیہ دو اے نوفل اپنے اس مال سے جو جدہ میں ہے۔ اس نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ چنانچہ اس نے اسی مال کے ساتھ اپنا فدیہ دیا تھا۔ لہٰذا وہ مال نفع دینے والا مال ثابت ہوا۔

اہل مغازی کے نزدیک مشہور ہے یہ ہے کہ عباس رضی اللہ عنہ نے اس کا فدیہ بھی دیا تھا۔ تحقیق اس حدیث میں روایت کیا گیا ہے کہ نوفل نے اپنا فدیہ خود دیا تھا اس مال کے ساتھ جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے خبر دی تھی۔ (طبقات ابن سعد ۴/۴۳۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۱۰۵)

☆☆☆

باب ۲۲

مکے خبر پہنچنا اور مدینے میں عمیر بن وہب کی نبی کریم ﷺ کے پاس آمد

اور اس کے بعد قباث بن رشیم کی آمد۔ اور اس میں دلائل نبوت
آخر میں ابولہب کی عاقبت کیسے خراب ہوئی، اس کا بھیانک انجام

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے اور بطور قراءت کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمر احمد بن عبدالجبار عطاری نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن عبداللہ بن عبداللہ بن عباس نے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابورافع نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ال عباس تھے۔ ہم لوگ اسلام میں داخل ہو چکے تھے لیکن اپنے اسلام کو چھپانے پھرتے تھے اور میں عباس کا غلام تھا۔ میں پیالے بناتا تھا جب قریش بدر کے دن رسول اللہ ﷺ کی طرف مقابلے کے لئے روانہ ہوئے تو ہم لوگ وہاں کی خبروں کا انتظار کر رہے تھے۔ ہمارے پاس وہاں سے حیسمان خزاعی خبر لے کر پہنچا۔ ہم نے (اندرونی طور پر) اپنے دلوں میں قوت پائی اور ہمیں آنے والی خبر نے (کہ کفار کے سارے سردار اور سرغنے مارے گئے ہیں) ہمیں خوش کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ غالب آ گئے ہیں۔ اللہ کی قسم میں زم زم کے چھپر پر بیٹھا ہوا پیالے تراش رہا تھا یا گود رہا تھا۔ میرے پاس اُم فضل (زوجہ عباس) بیٹھی ہوئی تھی اور ہم لوگ آپس میں آہستہ آہستہ اسی خبر کا تذکرہ کر رہے تھے جو ہمیں پہنچی تھی رسول اللہ کے بارے میں۔

اتنے میں کہیں سے ابولہب خبیث ٹانگیں گھسیٹتا ہوا آ گیا۔ جب اس کو حضور کے غلبہ کی خبر پہنچی تھی اللہ نے رسوا اور ذلیل کر دیا اور اللہ نے اس کو منہ کے بل گرا دیا تھا اور آ کر حجر کی طنابوں پر بیٹھ گیا۔ لوگوں نے اس کو بتانا شروع کیا کہ ابوسفیان آ گیا ہے ابولہب نے اس سے کہا کہ میرے پاس آؤ اے بھتیجے میری بقاء کی قسم تیرے پاس تو اہم خبر ہے۔ وہ آیا اور آ کر بیٹھ گیا۔ اس نے کہا کہ اے بھتیجے مجھے تو ان لوگوں کی کچھ خبر بتائیے۔ اس نے کہا کہ ٹھیک ہے بتاتا ہوں۔ اللہ کی قسم بات اور کچھ نہیں صرف یہ بات ہے کہ ہم لوگ اس قوم (مسلمانوں) سے ملے تھے۔ ایسے لگتا تھا جیسے کہ ہم نے اپنے کندھے ان کے حوالے کر دیئے ہیں وہ جہاں چاہتے تھے ہتھیار ہمارے پاس رکھ دیتے تھے (استعمال کرتے تھے)۔ اللہ کی قسم اس کے باوجود میں صرف انہیں لوگو (محمد اور اس کے اصحاب) کو الزام نہیں دوں گا بلکہ ہم لوگ تھا ایسے مردوں سے بھی برد آزما ہوئے جو خوبصورت سفید جوان تھے وہ سفید اور سیاہ گھوڑے پر سوار تھے۔ اللہ کی قسم وہ تو کسی شئی کو باقی نہیں چھوڑتے تھے یہ بتا رہے تھے کہ کچھ بھی باقی نہیں بچا تھا (حضرت عباس کا غلام کہتا)۔ میں نے خیمے یا سائبان کے کونے سے آگے ہو کر کہا کہ اللہ کی قسم وہ فرشتے ہوں گے۔

کہتے ہیں کہ اتنے میں ابولہب نے اپنا ہاتھ اُٹھا کر مجھے زور سے منہ پر بُری طرح مار دیا، بے دھانی میں مجھے لگا تو بہت زور سے مگر میں نے بھی اس کو نہیں چھوڑا، میں نے اس کے اُوپر حملہ کر دیا مگر کمزور آدمی تھا اس نے مجھے اُٹھا کر زمین پر دے مارا اور گھٹنوں کے بل وہ میرے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا اور مجھے مارنے لگا۔

ادھر اُم فضل جو دیکھ رہی تھی اپنے غلام کو پٹتے ہوئے تو اس نے ایک بڑا ڈنڈا اُٹھا کر ابولہب کو مارنا شروع کر دیا کہ وہ مارتی جاتی تھی اور کہتی تھی کہ تم نے اس غلام کو اس لئے کمزور سمجھا ہے کہ اس کا مالک عباس یہاں موجود نہیں ہے۔ اس نے جو مارا اسے سر پہ مارا، ایسا مارا کہ اس کا

سر پھاڑ دیا اسے بُری طرح زخم لگا بس وہ جلدی سے اپنا تہہ بند کا دامن اور کنارا گھسیٹتا ہوا وہاں سے چلا گیا۔ اللہ نے اس کو عدسہ میں مبتلا کر دیا اسی مارے (یہ ایک قاتل زخم ہوتا ہے طاعون کی طرح)۔

کہتے ہیں کہ اس زخم کے بعد ابولہب سات دن بھی زندہ نہ رہ سکا بس وہ ہلاک ہو گیا۔ اس کے بیٹوں نے تین دن تک اسے دفن نہ کیا جس سے وہ بدبو چھوڑ گیا۔ قریش اس زخم عدسہ سے خوف زدہ تھے اور بچتے رہتے تھے ایسے جیسے طاعون اور وباء کے ڈرتے تھے۔ ڈر کے مارے ابولہب کے مردار جثے کے پاس بھی کوئی نہیں جا رہا تھا۔ قریش کے ایک آدمی نے اس کے بیٹوں سے کہا کہ ہلاک ہو جاؤ تمہیں شرم نہیں آتی تمہارا باپ گھر میں سڑ رہا ہے بدبو ہو رہی ہے تم اسے دفن نہیں کرتے۔ بیٹوں نے کہا کہ ہمیں اس زخم کے لگ جانے اور متعدی ہونے سے ڈر لگ رہا ہے، اس لئے اس کو ہاتھ نہیں لگا رہے۔ اس نے کہا چلو میں تمہاری مدد کرتا ہوں اس کام میں۔ اللہ کی قسم انہوں نے ابولہب کو نہ غسل دیا اس نہ کفن بس دور سے کھڑے ہو کر اس پر پانی پھینک دیا تھا اس کے قریب بھی نہیں گئے۔ پھر اسے اُٹھا کر بالائی مکہ کی طرف لے گئے تھے کسی قبرستان میں بھی دفن نہیں کیا بلکہ وہاں لے کر انہوں نے ایک دیوار کے ساتھ لگا دیا پھر اس پر پتھر پھینک کو اس کو چھپا دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۳۰۱)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو دشمنِ رسول کے اس بدترین انجام سے اپنی رحمت کے ساتھ محفوظ رکھے اور بچائے۔ آمین

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا تیزی سے گزرنا .... (۲) اور مروی ہے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن عباس ن عبداللہ بن زبیر نے، اس نے اپنے والد سے۔ اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ سیدہ عائشہ کا جب کبھی ابولہب کے پتھروں میں دبائے جانے کی اس جگہ سے گزر ہوتا تو آپ اچھی طرح اپنے آپ کو کپڑے سے لپیٹ کر اس منحوس جگہ سے گزر جاتی تھیں۔

رسول اللہ کو قتل کے ارادے آنے والے کا مسلمان ہو کر لوٹنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن عبداللہ بغدادی نے، ان کو خبر دی ابوعلامہ محمد بن عمرو بن نبالا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی قاسم بن عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن ابو اویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے کتاب المغازی میں، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے کی طرف واپس لوٹے بدر سے اور ان کے ساتھ قیدی بھی تھے اور غنیمتیں بھی اور بدر میں اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے سرداروں کو قتل کروا دیا تھا تو لوگ حضور ﷺ کو مقام روحاء میں آکر ملے تھے اور حضور کو مسلمان مبارک باد دینے لگے فتح کی اور ان سے ان مشرکین کے بارے میں پوچھنے لگے جو وہاں مارے گئے تھے۔ اس وقت سلمہ بن سلامہ نے کہا تھا جو بنو عبدالاشہل میں سے ایک تھے کہ ہم کسی ایک ایسے انسان کو قتل نہیں کیا جو کھاتا پیتا انسان ہو یا جس کی ہڈیوں میں گودا ہو جان ہو، ہم نے تو بس بچے بوڑھے لوگوں کو مارا ہے۔

پس رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے (یعنی ناراض ہوئے) اور ہمیشہ اس سے ابتداء میں اس کے ساتھ اعراض کرنے اور منہ پھیرنے والے کی طرح رہے۔ اس لئے کہ اس نے اعرابی سے جو نہ زیبا بات کی تھی جب آپ نے اس سے وہ بات خود سُن لی تھی۔ تو آپ نے اس کے لئے اس بات کو فحش اور نہ زیبا قرار دیا تھا یہاں تک کہ اس بات سے رجوع کیا یا جب وہ سامنے آیا آپ نے یہ بات بھی سُن لی تھی کہ ہم نے گنجی بوریوں کو قتل کیا ہے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے بھتیجے نہیں ایسی بات نہیں ہے بلکہ وہ لوگ ایک جماعت تھی سرداروں کی۔ جب مشرکین شکست خوردہ کے واپس لوٹے اس صورت میں کہ اللہ نے قتل کر دیا تھا جس کو بھی قتل کروانا تھا ان میں سے تو عمر بن وہب حماحی آیا اور وہ صفوان بن اُمیہ کے پاس بیٹھا حجر اسود کے پاس۔ آپ کی زندگی تو انتہائی قبیح اور بدمزہ ہوگئی بدر میں قتل ہونے والوں کی وجہ سے۔ اس نے کہا، جی ہاں ایسے ہی آپ ان کے قتل ہو جانے کے بعد زندگی میں کوئی چیز بھلا باقی نہیں رہی۔

اگر میرے اُوپر قرضہ ہوتا جس کی روانگی کی کوئی صورت نظر نہ آئی اور اگر میرا ایمان نہ ہوتا جن کے لئے میرے پاس کچھ بھی نہیں ہے (کما کر ہی کھلانا پڑتا ہے) تو میں سفر کرتا محمد کی طرف اور جا کر اس کو قتل کر آتا۔ اگر میری آنکھ اس سے بھر جاتی، میرے پاس اس بارے میں ایک عذر و بہانہ ہے، میں اس کو آگے رکھتا۔ میں کہتا کہ یہاں پر میرا بیٹا قید ہے میں اسی کو ملنے آیا ہوں۔ لہٰذا صفوان اس کی بات سُن کر خوش ہو گیا اور اس نے اس سے کہا کہ تیرا قرضہ میرے ذمہ ہے باقی رہا تیرا بیٹا تو ان کا معاملہ بھی میرے عیال والا ہوگا۔ نفقہ خرچہ میں، ایسا نہیں ہوگا کہ میرے پاس ایک موجود اور ان کو نہ ملے (یعنی ان کے خرچے کی ذمہ داری میری ہے)۔

صفوان نے دو سواروں کا انتظام کیا، سامان سفر کیا اور اس نے عمیر کی تلوار کو صیقل کروایا اور اس کو نشان لگائے۔ اب عمیر نے صفوان سے کہا اور عمیر نے صفوان سے کہا کہ آپ مجھے کچھ دن چھپائیں۔ عمیر آیا یہاں تک کہ مدینے میں پہنچ گیا اور مسجد کے دروازے پر اُترا اور اس نے اپنی سواری باندھی اور تلوار سنبھالی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف جانے اور پہنچنے کا ارادہ کر لیا مگر عمر بن خطاب نے اس کو دیکھ لیا وہ انصار کی ایک جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اور بدر کے وقوعہ کے بارے میں ایک دوسرے سے باتیں کر رہے تھے اور اس میں اللہ کی نعمت کا تذکرہ کر رہے تھے۔ جب عمر نے اس کے پاس تلوار دیکھی تو گھبرا گئے اور کہنے لگے کہ تم لوگوں کے پاس کتا پہنچ گیا ہے، یہ اللہ کا دشمن جس نے ہمارے درمیان بدر میں فساد برپا کیا تھا اور ہمیں لوگوں سے لڑوایا تھا۔

اس کے بعد عمر اُٹھے اور اندر جا کر رسول اللہ کو بتایا کہ عمر بن وہب مسجد میں گھس آیا ہے اور اس نے تلوار لٹکائی ہوئی ہے اور وہ شخص فاجر دغاباز ہے۔ اے اللہ کے نبی آپ اس کو کسی شئی پر قدرت نہ دیں یا کسی طرح اس سے بے فکر نہ رہیں۔ حضور نے فرمایا کہ اس کو اندر لے آؤ میرے پاس۔ عمر باہر آئے انہوں نے اپنے ساتھیوں کو بتایا اور ان سے کہا تم لوگ اندر چلو رسول اللہ کے پاس اور حضور کی حفاظت کرو عمیر سے جب وہ اندر جائے۔ پھر حضرت عمر اور عمیر دونوں اندر آئے رسول اللہ کے پاس پہنچ گئے اس وقت عمر کے پاس اس کی تلوار بھی تھی۔ حضور نے عمر سے کہا کہ آپ اس سے پیچھے رہو۔ جب عمیر رسول اللہ کے قریب ہوا، کہا کہ نعمو ضساحا (صبح صبح خوش رہو) یہ اہل جاہلیت کا سلام تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب میں فرمایا کہ اللہ نے تیرے سلام سے زیادہ عزت بخشی ہے اور اہل جنت والے سلام کو ہمارا سلام مقرر کر دیا ہے اور وہ اَلسَّلامُ ہے۔ اس پر عمیر نے کہا تھا تیرا عہد اس کے ساتھ جدید ہے (یعنی ابھی ابھی آپ یہ سلام کرنے لگ گئے ہو ورنہ پہلے تو آپ وہی کہتے تھے)۔ اس پر رسول اللہ نے فرمایا، اللہ نے ہمیں اس سے بہتر بدل کر دیا ہے۔ اچھا عمیر تم بتاؤ کہ تمہیں کونسی چیز یہاں لے آئی ہے۔ اس نے کہا کہ میں اپنے قیدی کے لئے یہاں پر آیا ہوں جو تم لوگوں کے پاس ہے۔ تم لوگ ہمارے قیدیوں کے معاملے ہم سے فدیہ لے لو اور ان کو چھوڑ دو تم لوگ ہمارا کنبہ قبیلہ اور ہمارا خاندان ہو۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ یہ تلوار آپ نے کیوں گردن میں لٹکا رکھی ہے؟ عمیر نے کہا کہ اللہ ان تلواروں کا بُرا کرے کیا ان تلواروں نے کبھی ہمیں کسی شئی کا کوئی فائدہ دیا ہے۔ بات کچھ نہیں ہے جب سواری سے اُترا ہوں تو اس کو بھول گیا ہوں گردن میں لٹکی رہ گئی ہے۔ میری بقاء کی قسم میرے لئے اس کے ساتھ عبرت ونصیحت ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، مجھے سچ سچ بتایئے آپ کو کونسی غرض لے کر آئی ہے؟ اس نے کہا کہ میں صرف اپنے قیدی کے بارے میں آیا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کہ آپ نے صفوان بن اُمیہ کے ساتھ حجر اسود کے پاس بیٹھ کر کیا شرط لگائی ہے۔ یہ سُن کر عمیر گھبرا گیا اور کہنے لگا کہ میں نے کیا شرط لگائی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ تم نے میرے قتل کی ذمہ داری اُٹھائی ہے اس شرط پر کہ وہ تیرے اہل عیال کے خرچ کی ذمہ داری لے گا اور تیرے قرضے بھی ادا کرے گا (تم تو وہ منصوبہ پورا کرنے آئے ہوئے ہو)۔ مگر میرے اور تیرے درمیان اللہ تعالیٰ حائل ہے (اس نے وہ منصوبہ تیرا پورا نہیں ہونے دیا)۔ اتنے میں عمیر پسینہ پسینہ ہو گیا اور کہنے لگا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ ﷺ کے رسول ہیں۔

یارسول اللہ ہم لوگ آپ کی تکذیب کیا کرتے تھے وحی کے بارے میں اور جو کچھ آپ لائے ہیں آسمان سے۔ یہ بات کو آپ نے بتائی ہے یہی بات میرے اور صفوان کے مابین طے ہوئی تھی حجر اسود میں جیسے رسول اللہ نے فرمائی ہے میرے اور اس کے سوا اس پر کسی کو اطلاع نہیں تھی مگر اللہ نے آپ کو خبر دے دی ہے۔ لہٰذا میں ایمان لایا ہوں اللہ پر اور اس کے رسول پر۔ اللہ کا شکر ہے اور اسی کی تعریف ہے جو مجھے اس راستے پر لے آئی ہے۔ اس پر مسلمان خوش ہو گئے جب اللہ نے اس کو ہدایت بخشی۔

ادھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جب عمیر آیا تھا تو مجھے خنزیر اس سے زیادہ پسند تھا (گویا کہ مجھے اس سے یعنی عمیر سے نفرت تھی)۔ مگر وہ آج میرے بعض بیٹوں سے بھی زیادہ پیارا لگ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے عمیر آپ بیٹھیے ہم آپ کے ساتھ ہمدردی کرتے ہیں۔ آپ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ اپنے بھائی کو قرآن سکھاؤ اور حضور ﷺ نے اس کا قیدی بھی اس کے لئے چھوڑ دیا۔ عمیر نے کہا یارسول اللہ میں اپنی طاقت کے ساتھ اللہ کے نور کو بجھانے کی کوشش کرتا رہا مگر سب تعریف اللہ کی ہے جس نے مجھے اس راستے پر چلا دیا ہے اور مجھے ہدایت دی ہے آپ مجھے اجازت دیجئے میں قریش کے پاس جاؤں اور جا کر ان کو اللہ اور رسول کی طرف دعوت دوں۔ شاید اللہ تعالیٰ ان کو ہدایت دے دے اور ان کو ہلاکت اور تباہی سے بچا لے۔ رسول اللہ نے اس کو اجازت دی، وہ مکہ میں پہنچ گیا (ادھر صفوان جس کے ساتھ شرط لگا کر گیا تھا اس نے سمجھا کہ شاید عمیر اپنی مہم پوری کر کے قتل کر کے آئے گا، اس نے قریش کو مبارک باد دینا شروع کی کہ تم لوگ خوش ہو جاؤ ایک ایسی فتح کے ساتھ جو تمہیں واقعہ بدر کے زخم بھلوا دے گی۔

جب عمیر گئے ہوئے تھے تو صفوان بے چینی سے ہر سوار سے جو مدینے سے آتا وہ پوچھتا رہتا تھا کہ کیا مدینے میں کوئی نیا واقعہ بھی پیش آیا ہے۔ اس کو پوری پوری امید تھی کہ وہ کر کے آئے گا جو کچھ کرنے کے لئے لگا ہوا ہے یہاں تک کہ ایک آدمی مدینے سے آیا ان کے پاس اس سے صفوان نے پوچھا کہ عمیر بن وہب کا کیا حال ہے وہ جو مدینے گیا ہوا تھا۔ اس نے خبر دی کہ عمیر مسلمان ہو گیا۔ لہٰذا قریش مشرکین نے اس کو لعنت دینا شروع کر دیں اور کہنے لگے کہ لو وہ بھی وہاں جا کر اپنے دین سے پھر گیا ہے۔ صفوان نے کہا اللہ کی قسم میں بھی اس کو اب کوئی نفع نہیں پہنچاؤں گا اور نہ ہی اس کے ساتھ سرے سے کوئی بات چیت کروں گا۔

عمیر جب ان کے پاس واپس آ گئے تو انہوں نے مشرکین کو اسلام کی دعوت دینا شروع کی اور ان کو نصیحت کرنا شروع کی اپنی پوری کوشش کے ساتھ۔ چنانچہ سارے لوگ ان کی اس دعوت پر مسلمان ہو گئے۔

یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عتبہ کے۔

(۴)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو خبر دی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن جعفر بن زبیر نے، وہ کہتے ہیں عمیر بن وہب قریش کے شیطان ترین لوگوں میں سے تھا۔ ان لوگوں میں سے تھا جو رسول اللہ کو ایذا پہنچاتے تھے اور آپ کے اصحاب کو مکے میں جب بدر والے بدر میں مارے گئے تو عمیر نے صفوان بن اُمیہ کے ساتھ میٹنگ کی۔ اس کے بعد محمد بن جعفر نے عمیر کا قصہ ذکر کیا اسی مفہوم میں جو موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے۔ کہیں کہیں ایک ایک کلمہ کم زیادہ کیا ہے مگر مفہوم ایک ہے۔

اس کے آخر میں اس نے کہا ہے کہ جب عمیر مکے میں پہنچا اور اس نے اپنا اسلام ظاہر کیا تو اس کے ہاتھ پر بہت سارے لوگ ایمان لے آئے اور پھر اس نے ہر اس شخص کو ایذا دی جو اسلام سے دور ہوا اور وہ تیز اور ہوشیار و مضبوط آدمی تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۳۰۶)

(۵)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد بن احمد اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی واقدی نے، اس نے کہا کہتے ہیں کہ قباث بن اشیم کنانی کہتا تھا کہ میں بدر میں مشرکین کے ساتھ موجود تھا اور میں

محمد ﷺ کے اصحاب قلیل ہیں دیکھ رہا تھا اپنی آنکھوں سے۔اور ہمارے پاس جو گھوڑے اور آدمیوں کی کثرت تھی مگر میں بھی شکست کھا گیا ان لوگوں کے ساتھ جنہوں نے شکست کھائی۔البتہ تحقیق میں نے دیکھا تھا اپنے آپ کو۔البتہ میں دیکھ رہا تھا مشرکین کی طرف ہر چہرے کو اور بے شک میں اللہ کہتا ہوں اپنے دل میں کہ اس جیسا معاملہ نہیں دیکھا کہ اس سے کسی نے فرار کیا ہو سوائے عورتوں کے۔پھر راوی نے اس کی آمد کا ذکر کیا ہے کہ مکے میں اور اس کے رُکنے کا کہ جب خندق کے بعد کا مرحلہ آیا، میں نے کہا کاش کہ میں مدینے میں جاتا اور جا کر دیکھتا کہ محمد کیا کہتا ہے؟ اور میرے دل میں اسلام واقع ہو چکا تھا۔لہٰذا میں مدینے میں گیا اور میں نے رسول اللہ کے بارے میں پوچھا۔لوگوں نے بتایا کہ وہ رہے مسجد کے سائے تلے جماعت کے ساتھ اپنے اصحاب میں۔

میں ان کے پاس گیا، میں ان میں سے ان کو نہیں پہچانتا تھا۔میں نے سلام کیا، آپ نے مجھے فرمایا، اے قیاث بن اشیم کیا تم نے یہ بات کہی تھی کہ بدر والے دن کہ میں نے اس جیسا امر نہیں دیکھا کہ اس سے کسی نے فرار کیا ہو سوائے عورتوں کے؟ میں نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور یہ امر مجھ سے کبھی بھی کسی کی طرف نہیں ظاہر ہوا تھا اور نہ ہی میں نے کبھی اس بارے میں کسی چیز کا اظہار کیا تھا۔مگر جو کچھ میں نے دل میں بات کی اور یہ بات نہ ہوتی کہ آپ اللہ کے نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر مطلع نہ کرتا۔آیئے میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کرتا ہوں۔سو آپ نے مجھ پر اسلام پیش کیا اور میں مسلمان ہو گیا۔(مغازی الواقدی ۱/ ۹۷۔۹۸)

باب ۲۳

جنگ بدر میں حاضر ہونے میں فرشتوں

اور صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن اسحاق نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے معاذ بن رفاعہ بن رافع سے، اور رفاعہ بدری نے اپنے بیٹے سے، کہتے ہیں کہ میں نہیں پسند کرتا تھا، میں بدر میں حاضر ہوں اور نہ میں پسند کرتا ہوں کہ میں بیعت عقبہ میں ہوتا۔کہا کہ جبرائیل علیہ السلام نے پوچھا نبی کریم ﷺ سے تمہارے اندر اہل بدر کیسے ہیں؟ جواب ملا کہ ہم میں سے بہترین ہیں۔انہوں نے فرمایا کہ اسی طرح ہیں وہ ملائکہ بھی جو بدر میں حاضر ہوئے تھے وہ بہترین فرشتے ہیں (یعنی اس وقت اہمیت واضح ہوگئی)۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے سلیمان بن حرب سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بطامی نے، ان کو خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی اسحاق بن ابراہیم نے، وہی کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی جریر نے یحییٰ بن سعید انصاری سے، اس نے معاذ بن رفاعہ زرقی سے، اس نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا کہ اس کا والد اہل بدر میں سے تھا اور اس کا دادا اہل عقبہ میں سے تھا (جنہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی)۔جبرائیل علیہ السلام نبی کریم کے پاس آئے انہوں نے پوچھا کہ تم اپنے اندر اہل بدر کو کیسا شمار کرتے ہو؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ افضل مسلمان شمار کرتے ہیں۔یا خیار مسلمین نے کہا جبرائیل علیہ السلام نے بتایا کہ جو فرشتے اہل بدر میں سے ہیں وہ اسی طرح افضل ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے حماد بن زید اور یزید ہارون سے۔(کتاب المغازی۔باب شہود الملائکہ بدر۔حدیث ص ۳۹۹۳۔فتح الباری ۷/ ۳۱۲)

رسول اللہ کا مشرکہ جاسوس عورت کی نشاندہی کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسحاق بن ابراہیم نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن ادریس نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا حصین بن عبدالرحمن سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں سعید بن عبیدہ سے، اس نے ابوعبدالرحمن سلمی سے، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے (علی رضی اللہ عنہ) اور ابومرثد غنوی اور زبیر بن عوام اور مقداد کو بھیجا وہ دونوں گھوڑے پر سوار تھے۔ آپ نے فرمایا تم لوگ چلے چلو یہاں تک کہ مقام رمۃ خاخ تک پہنچ جاؤ۔ بے شک وہاں پر ایک عورت ہوگی مشرکین میں سے، اس کے پاس ایک خط ہے حاطب کی طرف سے مشرکین کی طرف۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگ روانہ ہوکر اس متعلقہ مقام پر پہنچے۔ ہم لوگوں کو وہ عورت وہاں پر مل گئی وہ اپنے اُونٹ پر اکیلی سفر کر رہی تھی جس جگہ پر رسول اللہ ﷺ نے بتایا تھا۔ ہم نے کہا کہ خط کہاں ہے وہ دے دو۔ اس نے کہا میرے پاس کوئی خط وغیرہ نہیں ہے۔

کہتے ہیں کہ ہم نے اس کے اُونٹ کو بٹھا دیا اور اس کے سامان کی تلاشی کرنے لگے مگر ہمیں خط نظر نہ آیا۔ ہم نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ نے جھوٹ نہیں کہا۔ آپ خط نکال کر دیں ورنہ ہم تجھے ننگا کر دیں گے۔ جب اس نے دیکھا کہ میں جھکا ہوں اس کی طرف وہ چادر لپیٹی ہوئی تھی اس نے وہ خط نکال کر دے دیا۔ ہم لوگ اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ ﷺ حاطب نے خیانت کی ہے اللہ کی اور اس کے رسول کی۔ آپ چھوڑیں مجھے میں اس کی گردن مار دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حاطب آپ کو اس حرکت پر کس بات نے اُکسایا تھا۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میرے ساتھ ایسی کوئی بات نہیں تھی کہ میں مؤمن نہیں تھا اللہ کے ساتھ اور رسول کے ساتھ بلکہ ارادہ یہ ہوگیا تھا کہ میرا احسان ہو جائے گا مشرکین پر اور اسی احسان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ میرے اہل اور مال کی حفاظت فرما دے گا۔ آپ کے اصحاب میں سے ہر ایک کے وہاں پر خاندان کے لوگ موجود ہیں جن کے ذریعے اللہ ان کے اہل اور مال کی حفاظت فرماتا ہے۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ اس نے سچ کہا ہے۔ تم لوگ اس کے بارے میں اچھی بات ہی کہو۔ عمر نے کہا کہ اس نے اللہ کی اور رسول کی خیانت کی ہے اور مؤمنوں کی بھی، آپ اس کی گردن مار دیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کیا یہ اہل بدر میں سے نہیں ہے؟ آپ کو کیا معلوم کہ شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جھانک کر فرمایا تھا، تم لوگ عمل کرو جو چاہو۔ تحقیق تمہارے لئے جنت واجب ہو چکی ہے۔ یا یوں کہا تھا کہ تحقیق میں نے تمہیں بخش دیا ہے۔ یہ سُن کر عمر کے آنسو گر گئے اور کہنے لگے اللہ اور اللہ کے رسول بہتر جانتے ہیں۔

اس کو بخاری نے راوایت کیا ہے اسحاق بن ابراہیم سے۔ (کتاب المغازی۔ باب فضل من شہد بدرا۔ الحدیث ص ۳۹۸۳۔ فتح الباری ۷/۳۰۴۔ ۳۰۲۔۳۰۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قتیبہ بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی لیث نے ابوالزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے کہ حاطب بن ابو بلتعہ کا غلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے حاطب کی شکایت کی اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ حاطب ضرور جہنم میں جائے گا۔ رسول اللہ نے فرمایا، تم نے جھوٹ بولا، وہ جہنم میں نہیں داخل نہیں ہوگا کہ وہ بدر میں حاضر ہوا تھا اور حدیبیہ میں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا صحیح میں قتیبہ سے۔ (کتاب فضائل الصحابہ۔ باب من فضائل اہل بدر۔ حدیث ص ۱۶۲۔ ترمذی۔ کتاب المناقب۔ حدیث ص ۳۸۶۴)

☆☆☆

باب ۲۴

زینب بنت رسول اللہ ﷺ یعنی زوجہ محترم ابوالعاص

بن ربیع بن عبدالعزیٰ بن عبدشمس۔ واقعہ بدر کے بعد زینب کا مکہ سے اپنے والد گرامی کی طرف ہجرت کرنا

(۱) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یحییٰ بن عباد نے، بن عبداللہ بن زبیر سے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، فرماتی ہیں کہ جب اہل مکہ نے اپنے اپنے قیدیوں کو چھڑانے کے لئے مال بھیجے تو زینب بنت رسول اللہ ﷺ نے ابوالعاص (اپنے شوہر جو بدر میں قیدی بن گئے تھے) کو چھڑانے کے لئے مال بھیجا اور اس میں انہوں نے ایک ہار بھیجا جو ان کی والدہ حضور کی زوجہ محترمہ سیدہ خدیجہ نے بیٹی کو پہنا کر ابوالعاص کے پاس رخصتی کی تھی۔

جب انہوں نے اس کے ساتھ حق زوجیت ادا کیا تھا جب حضور نے وہ ہار دیکھا تو آپ کے اوپر رقت طاری ہوگئی شدید طور پر۔ آپ نے فرمایا تھا کہ اگر تم لوگ مناسب دیکھو تو تم زینب کے لئے اس کے قیدی شوہر کو چھوڑ دو اور یہ ہار بھی اس کو واپس کر دو۔ صحابہ کرام نے عرض کی، جی ہاں یا رسول اللہ۔ لہٰذا انہوں نے اسے چھوڑ دیا اور اس کا مال بھی بمعہ ہار وغیرہ بھی واپس کر دیا۔ نبی کریم نے ﷺ اس سے وعدہ لیا تھا کہ وہ زینب کو حضور کے پاس چھوڑ دے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے جب ابوالعاص بن ربیع کو چھوڑ دیا جبکہ وہ بدر والے دن قید ہو گیا تھا تو حضور ﷺ نے زید بن حارثہ کو اور ایک انصاری آدمی کو بھیجا اور آپ نے فرمایا کہ تم لوگ وادی یاجج (جو کہ مکے سے آٹھ میل پر تھی) پہنچ جاؤ، یہاں تک کہ زینب بنت رسول اللہ تمہارے پاس پہنچے گی تو اس کے ساتھ ساتھ چلنا یہاں تک کہ اسے یہاں پر لے آؤ۔ وہ دونوں تو روانہ ہو کر پہنچے ابوالعاص کے بعد، انہوں نے گمان کیا کہ رسول اللہ نے اسی میں وعدہ دیا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ واقعہ بدر کے ایک ماہ بعد کی بات ہے۔ کہا عبداللہ بن ابوبکر نے کہ مجھے حدیث بیان کی گئی ہے زینب بنت رسول اللہ سے، وہ کہتی ہیں کہ جب ابوالعاص مکہ میں پہنچے تو انہوں نے مجھ سے کہا آپ تیاری کریں اور اپنے ابا کے پاس چلی جائیں۔ میں سامان سفر کرنے نکلی اور مجھے ہند بنت عتبہ ملی اور وہ کہنے لگی، اے محمد کی بیٹی کیا ہمیں یہ خبر پہنچ نہیں گئی کہ آپ اپنے والد کے پاس پہنچنے کا ارادہ کر چکی ہیں۔ میں نے اس سے کہا میں نے اس بات کا ارادہ نہیں کیا۔ وہ کہنے لگی اس سے۔ اے میری چچا کی بیٹی ایسا نہ کرنا، میں ایک آسودہ حال عورت ہوں اور میرے پاس تیری ضرورت کے لئے سامان موجود ہے اگر آپ کو سامان چاہئے تو میں قیمتاً دے دوں گی اگر رقم نہ ہو تو بطور قرض بھی دے دوں گی، خرچہ چاہئے تو بطور قرض دے دوں گی اور یہ بات نہ عورتوں کو معلوم ہوگی نہ مردوں کو۔ مگر سیدہ زینب فرماتی ہیں کہ میں نے اس سے کہا، اللہ کی قسم میں نے یہ سوچا ہی نہیں۔ کہتی ہیں کہ یہ بات انہوں نے کہی کہ مجھے اس سے خوف آیا۔ اس لئے میں نے یہ بات اس سے چھپائی اور میں نے کہا کہ میرا ارادہ نہیں ہے۔

جب زینب اپنی تیاری سے فارغ ہوگئی تو روانہ ہوگئی۔ ان کے ساتھ ان کے دیور روانہ ہوئے تھے جو انہیں لے کر گئے تھے جو دن دن میں لے کر چلتے کنانہ بن ربیع۔

اہل مکہ نے یہ خبر سُن لی اور ان کی تلاش میں لوگ نکل کھڑے ہوئے حبار بن اسود، نافع بن عبدالقیس فہری، اور پہلا شخص جس نے سیدہ کی طرف پیش قدمی کی تھی حبار تھا۔ اس نے سیدہ کو نیزے کے ساتھ ڈرایا تھا حالانکہ وہ کجاوے یا چھپر کھٹ میں تھیں۔ ان کے دیور کنانہ نے اُونٹ بٹھا دیا اور اپنا بھالا کھول لیا۔ اس کے بعد اپنی کمان ہاتھ میں لی اور کہا کہ اللہ کی قسم جو بھی مرد میرے قریب آئے گا میں اس پر تیر چلا دوں گا اور ادہر ابوسفیان اشراف قریش کے ساتھ آئے۔

انہوں نے کہا کہ اے کنانہ آپ اپنے تیر کے بھالے کو ہم سے روک لیں یہاں تک ہم آپ سے بات چیت کریں اور ابوسفیان ان کے مقابل کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے کہ بے شک آپ کو کچھ بھی کرنے کا بالکل اختیار نہیں ہے۔ آپ سب لوگوں کے سامنے عورت کو لے کر جا رہے ہو حالانکہ آپ کو پتہ ہے اس مصیبت کا جو ہمیں بدر میں پہنچی ہے۔ عرب یہ گمان کریں گے اور باتیں کریں گے کہ یہ اور وہ عورتیں ہم میں سے نہیں ہیں۔ اور آپ کا اس کی بیٹی کو لے نکلنا سب لوگوں کی موجودگی اور ہمارے سامنے یہ کسی بڑے فساد کا سبب نہ بن جائے۔ لہٰذا آپ اس عورت سمیت واپس چلو اور کچھ دن اس کے پاس رک جائیں، اس کے بعد خاموشی کے ساتھ کسی روز رات کو اس کو لے کھسک جانا اور اسے اس کے والد کے پاس پہنچا دینا۔ میری بقا کی قسم اس کے حسب کے سبب اس کے باپ کے معاملے میں کوئی سروکار نہیں ہے اور نہ ہی ہم اس بارے میں اس مصیبت کو سامنے رکھیں گے جو ہمیں پہنچ چکی ہے۔ لہٰذا سیدہ زینب کے دیور انہیں لے کر واپس لوٹ آئے۔ جب اس واقعے کو ایک دو دن یا تین دن گزر گئے تو وہ انہیں خفیہ طریقے سے لے کر چلے گئے تھے حتیٰ کہ وہ رسول اللہ کے پاس پہنچ گئی تھیں۔

راویوں نے ذکر کیا ہے کہ سیدہ زینب کو جب ھبار بن درہم نے ڈرایا تھا (جیسے اُوپر مذکور ہوا ہے) تو اس ڈر اور پریشانی کی وجہ سے ان کا حمل ضائع ہوگیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۹۸۔۲۹۹)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مصری نے، ان کو خبر دی یحییٰ بن ایوب علاف نے، ان کو خبر دی سعید بن مریم نے، ان کو خبر دی یحییٰ بن ایوب نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابن الہاد نے، ان کو عمر بن عبداللہ بن عروہ بن زبیر نے، انہوں نے عروہ بن زبیر سے، انہوں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب مدینے میں تشریف لائے تو ان کی بیٹی زینب مکہ سے روانہ ہوئی کنانہ کے ساتھ یا بن کنانہ کے ساتھ، تو قریش ان کی تلاش میں ان کے پیچھے نکلے۔ چنانچہ ھبار بن اسود نے آپ کو پالیا۔ اس نے مسلسل ان کے اُونٹ کو نیزے کے کچو کے مارنے شروع کر دیئے یہاں تک کہ اس نے سیدہ زینب کو گرا دیا۔ اس خوف سے سیدہ زینب کا حمل بھی ضائع ہوگیا اور آپ کا کافی خون بھی ضائع ہوگیا۔ چنانچہ وہ اُٹھا واپس لائی گئیں اور اس واقعہ کے بعد ان کے بارے میں بنو ہاشم اور بنو اُمیہ میں شدید اختلافات ہو گئے۔

بنو اُمیہ کہتے تھے کہ ہم اس کے معاملے کے زیادہ حق دار ہیں کیونکہ یہ ابوالعاص بن ربیع کی بیوی ہے (اور وہ اموی ہے)۔ نیز وہ ہند بنت عتبہ بن ربیعہ کے پاس رہ رہی تھیں اور وہ ہند اور زینب کو طعنہ دیتی تھی کہ یہ سب کچھ تیرے باپ (محمد) کی وجہ سے ہو رہا ہے۔

کہتی ہیں کہ ادہر رسول اللہ ﷺ کو جب ساری کیفیت کا علم ہوا تو آپ نے وہاں سے زید بن حارثہ کو بھیجا اور فرمایا کہ کیا جاتے نہیں؟ جائیں اور جا کر زینب کو لے کر آ جائیں؟ اس نے کہا، جی ہاں یا رسول اللہ۔ حضور نے فرمایا کہ آپ یہ میری انگوٹھی لے جائیں اور لے کر زینب کو دے دینا۔ چنانچہ زید روانہ ہوئے وہاں مکے میں پہنچ کر بڑی نرمی اور رازداری کے ساتھ کوشش کرنے لگے۔ وہ اس سلسلے میں ایک بکریوں کے چرواہے سے ملے اس سے پوچھا کہ تم کس کی بکریاں چراتے ہو؟ اس نے بتایا کہ ابوالعاص کی۔ پھر پوچھا کہ یہ بکریاں کس کی ہیں؟ اس نے بتایا کہ

زینب بنت رسول کی ہیں، وہ اس کے ساتھ ساتھ چلتے رہے اور چرواہے سے پوچھا کہ اگر میں کوئی چیز امانت تمہیں دوں تو تم اس کے پاس پہنچا دو گے مگر اس کا کسی سے ذکر بھی نہیں کرو گے، اس نے کہا ٹھیک ہے۔

زید نے وہ انگوٹھی چرواہے کو دے دی اور وہی روانہ ہوگیا اس نے بکریاں اندر کر دیں اور وہ انگوٹھی اس نے زینب کو دے دی جسے اس نے پہچان لیا۔ زینب نے پوچھا کہ تمہیں یہ کس نے دی ہے؟ اس نے کہا کہ ایک آدمی نے دی ہے۔ زینب نے پوچھا کہ تم اس کو کہاں چھوڑ آئے ہو؟ چرواہے نے بتایا کہ فلاں فلاں جگہ پر زینب خاموش ہوگئی۔

جب رات ہوئی تو وہ اس کے پاس چلی گئی۔ جب پہنچی تو زید نے کہا آپ میرے آگے اونٹ پر بیٹھ جائیں۔ زینب نے کہا بلکہ آپ آگے بیٹھیں۔ دونوں سوار ہوگئے زینب پیچھے بیٹھی۔ حتیٰ کہ مدینے میں آگئے۔ رسول اللہ فرماتے تھے : کہ

هِيَ اَفْضَلُ بَنَاتِي اُصِيبَتْ فِيَّ ۔

یہ میری افضل بیٹی ہے میرے لئے اس نے مصیبتیں اٹھائی ہیں۔

یہ بات علی بن حسین بن زین العابدین تک پہنچی۔ وہ عروہ بن زبیر کے پاس گئے، انہوں نے کہا کہ کیا بات مجھ تک پہنچی ہے تیرے بارے میں کہ تم وہ حدیث بیان کرتے ہو جس میں تم فاطمہ کی شان گھٹاتے ہو؟ عروہ نے کہا، اللہ کی قسم میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ جو کچھ مشرق و مغرب کے درمیان ہے وہ سب کچھ میرا ہو یعنی وہ مجھے مل جائے اور میں اس کے بدلے میں فاطمہ کی تنقیص کروں (یعنی اس چیز میں ان کی تنقیص کروں) جو اس کا حق ہو۔ بہر حال آج کے بعد میں اس بات کو بیان نہیں کروں گا۔ (تاریخ ابن کثیر ۳/۳۳۰-۳۳۱)

باب ۲۵

۱۔ حضور ﷺ کا حفصہ بنت عمر بن خطاب سے شادی کرنا۔
۲۔ پھر زینب بنت خزیمہ سے شادی کرنا۔
۳۔ حضور ﷺ کا اپنی بیٹی اُم کلثوم کی عثمان بن عفان سے شادی کرنا اپنی بیٹی رقیہ رضی اللہ عنہا کی وفات کے بعد۔

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو خبر دی یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہمارے والد صالح بن کیسان نے، وہ کہتے ہیں کہ کہا ابن شہاب نے مجھے خبر دی سالم بن عبد اللہ نے، اس نے سنا عبد اللہ بن عمر سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ عمر بن خطاب ؓ جب حفصہ بنت عمر بیوہ ہوگئی تھی خنیس بن حذافہ سہمی کی وفات سے۔ وہ اصحاب رسول تھے مدینے میں فوت ہوگئے تھے۔ عمر فرماتے ہیں کہ میں عثمان بن عفان کے پاس آیا میں نے ان پر حفصہ بنت عمر کو نکاح کے لئے پیش کیا۔

کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں حفصہ کا نکاح آپ کے ساتھ کردوں۔عثمان نے کہا کہ میں اپنے معاملے میں غور کروں گا کسی رائے میں رک گیا۔اس کے بعد عثمان مجھے ملے اور کہا مجھے یہ سمجھ آئی ہے کہ میں ابھی شادی نہ کروں۔حضرت عمر نے کہا کہ میں پھر ابوبکر سے ملا۔ میں نے کہا کہ اگر آپ چاہیں تو میں آپ کے ساتھ حفصہ کا نکاح کردوں۔ابوبکر صدیق خاموش ہوگئے مجھے جواب نہ دیا۔میں ان پر شدید ناراض ہوا عثمان سے زیادہ۔چند راتیں رکا رہا پھر رسول اللہ نے مجھے حفصہ کے نکاح کا پیغام دے دیا۔میں نے ان کے ساتھ نکاح کردیا۔

اس کے بعد مجھے ابوبکر ملے اور کہنے لگے کہ شاید آپ مجھ سے ناراض ہیں اس لئے کہ آپ نے مجھ پر حفصہ کا رشتہ پیش کیا اور میں نے آپ کو کوئی جواب نہیں دیا تھا۔عمر نے کہا کہ جی ہاں میں ناراض تھا۔میں نے بتایا کہ میرے جواب نہ دینے کی وجہ اس کے سوا اور کوئی نہیں تھی کہ مجھے معلوم تھا کہ رسول اللہ نے اس کا تذکرہ کیا تھا مگر میں رسول اللہ کا راز نہیں کھولنا چاہتا تھا۔اگر حضور ﷺ نہ کرتے تو میں پھر کر لیتا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبدالعزیز بن عبداللہ سے،اس نے ابراہیم بن سعد سے۔

(کتاب النکاح۔حدیث ص ۵۱۲۲۔فتح الباری ۹/۱۷۵۔۱۷۶)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوعبداللہ صفار نے،ان کو خبر دی احمد بن مہران نے اصفہانی نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبیداللہ بن موسیٰ نے،ان کو خبر دی سعید بن طفیل نے،وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ربعی بن حراش نے عثمان بن عفان سے کہ عثمان کو حضرت عمر نے اپنی بیٹی کے نکاح کے لئے پیغام بھیجا،انہوں نے منع کردیا۔نبی کریم کو اس بات کی خبر پہنچی تو جب شام کو عمر ان کے پاس گئے حضور ﷺ نے پوچھا اے عمر! میں تمہیں عثمان سے بہتر داماد بتاؤں اور عثمان کو تجھ سے بہتر سسر بتاؤں؟ اس نے کہا ضرور بتائیے یا رسول اللہ۔حضور نے فرمایا کہ آپ اپنی بیٹی مجھ سے بیاہ دیں اور میں اپنی بیٹی عثمان سے بیاہ دیتا ہوں۔

(مصنف کہتے ہیں کہ) احتمال ہے کہ نکاح کا پیغام عثمان نے بھیجا ہو اور عمر نے منع کردیا ہو۔اس روایت میں جو کچھ لکھا ہوا ہے اس کے بعد عمر کی بھی رائے ہوگئی ہو پھر انہوں نے جو عثمان سے کہا ہو اور عثمان نے کہا ہو کہ میں ذرا اپنے بارے میں سوچ کر بتاؤں گا پھر جب عثمان نے محسوس کرلیا ہو رسول اللہ کے ارادہ کو اس لئے عثمان نے یہ بات کہی ہو۔واللہ اعلم

بہرحال یہ سارا ماجرا بدر کے بعد ہوا تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے،ان کو خبر دی یونس بن بکیر نے،ان کو ابن اسحاق نے،وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے حفصہ بنت عمر کے بعد زینب بنت خزیمہ ہلالیہ ام المساکین کے ساتھ شادی کی تھی۔حضور سے قبل وہ حصین بن حارث کے پاس تھی یا اس کے بھائی طفیل بن حارث بن عبدالمطلب بن مناف کے پاس۔یہ محترمہ مدینے میں انتقال کرگئی تھیں۔یہ پہلی عورت تھی مرنے والی رسول اللہ کی اس میں سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔(سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۵۵)

ابوعبداللہ بن مندہ کہتے ہیں یہ عبیدہ بن حارث کے تحت تھیں۔

اور ہم نے زہری سے روایت کی ہے کہ وہ عبداللہ بن جحش کے تحت تھی اور وہ احد والے دن قتل ہوگئے تھے۔پھر وہ خود بھی وفات پا گئی تھی حالانکہ رسول اللہ ﷺ اس وقت زندہ تھے،وہ تھوڑے ہی عرصہ حضور ﷺ کے ساتھ رہی تھیں۔

☆☆☆

باب ۲۶

فاطمہ بنت رسول اللہ ﷺ کی حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ سے شادی

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدابن ابونجیح نے مجاہد سے، اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کے پاس فاطمہ کے نکاح کے پیغام آنے لگے تو میری لونڈی نے کہا، آپ کو معلوم ہے کہ فاطمہ کے نکاح کے پیغام آرہے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ میں نے کہا کہ مجھے معلوم نہیں ہے، اس نے کہا کہ آپ بھی پیغام دیں یعنی رشتہ مانگیں شاید آپ ﷺ کے ساتھ بیاہ دیں۔ میں نے کہا کہ میرے پاس کیا ہے کہ آپ مجھے فاطمہ کا رشتہ دے دیں گے۔ اس نے کہا کہ آپ کہیں گے تو حضور مان جائیں گے، وہ یہی امید کرتی رہی۔ میں حضور کے پاس گیا حضور ﷺ کی اپنی ایک جلالت اور شان تھی، ایک وجاہت تھی۔ میں جب جاکر آپ کے سامنے بیٹھا تو میں خاموش ہو کر بیٹھ گیا۔

اللہ کی قسم میں بات نہ کر سکا۔ مجھے اس کی ہمت ہی نہ ہو سکی۔ حضور ﷺ نے مجھ سے از خود پوچھا کہ کیا کسی کام سے آئے ہو؟ میں اور چپ ہو گیا۔ میری خاموشی دیکھ کر حضور نے خود فرمایا کہ شاید تم فاطمہ کے نکاح کا پیغام دینا چاہتے ہو۔ میں نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ نے پوچھا کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے (بطور مہر دینے کے لئے) جس کے ساتھ تم اسے حلال بناؤ اپنے لئے؟ میں نے کہا کہ میرے پاس دینے کے لئے تو کوئی چیز نہیں ہے اللہ کی قسم۔

آپ نے فرمایا کہ وہ زرہ کہاں ہے جو میں نے تمہیں مسلح کرنے کے لئے دی تھی۔ قسم ہے اس ذات کی کہ وہ حُطمیہ تھی اس کی قیمت چار درہم سے زیادہ نہ ہوگی۔ میں نے کہا کہ وہ ہے میرے پاس۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ جاؤ میں نے فاطمہ کو تمہارے ساتھ بیاہ دیا ہے۔ آپ جاکر وہ زرہ (بطور مہر) اس کے پاس بھیج دو اور اسی کے ذریعے فاطمہ کو اپنے لئے حلال سمجھ لو۔ بے شک وہی زرہ فاطمہ بنت رسول اللہ کی مہر تھی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳/۳۴۶)

یونس کہتے ہیں کہ میں نے ابن اسحاق سے سنا تھا وہ کہتے تھے، فاطمہ نے علی کے گھر میں حسن، حسین اور محسن بچے جنے۔ محسن صغرسنی میں فوت ہو گئے اور اُم کلثوم اور زینب بھی پیدا ہوئی تھیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن درسہ نے، ان کو خبر دی ابوداؤد نے، ان کو اسماعیل لقانی نے، ان کو عبدہ نے، ان کو خبر دی سعید نے ایوب سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ جب علی نے فاطمہ سے شادی کی تو رسول اللہ نے اس سے فرمایا اس کو کوئی چیز دے دو۔ علی نے کہا کہ میرے پاس تو کوئی چیز نہیں ہے۔ آپ نے پوچھا کہ تیری حُطیمہ زرہ کہاں ہے؟

(ابوداؤد کتاب النکاح۔ طبقات ابن سعد ۸/۲۰)

(۳) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعثمان بصری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد محمد بن عبدالوہاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معاویہ بن عمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی زائدہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عطاء بن سائب نے اپنے والد سے، آپ نے حضرت علی سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فاطمہ کی تیاری کروائی تھی یعنی سامان جہیز دیا تھا۔ ایک کمبل (یا چادر) ایک مشک، ایک چمڑے کا تکیہ جس کے اندر اذخر نامی گھانس بھری ہوئی تھی۔

ابوعبداللہ محمد بن اسحاق بن مندہ اصفہانی نے ذکر کیا ہے رحمۃ اللہ کتاب المعرفۃ کے اندر کہ علی نے سیدہ فاطمہ کے ساتھ مدینے میں شادی کی تھی ہجرت سے ایک سال بعد اور پھر سال بعد انہوں نے ان کے ساتھ قربت وصحبت کی تھی اور فاطمہ نے علی سے مندرجہ ذیل بچے جنم دیئے تھے۔

(۱) حسن۔ (۲) حسین۔ (۳) محسن۔ (۴) اُم کلثوم کبریٰ۔ (۵) اور زینب کبریٰ۔

(تاریخ ابن کثیر ۳/۳۴۷)

باب ۲۷

حضور ﷺ بدر سے واپسی کے وقت سات راتیں گزر جانے کے بعد بنی سلیم کی طرف روانہ ہوئے تھے

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو خبر دی یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں آ گئے تھے بدر سے واپسی کے بعد تو آپ کا فارغ ہونا اس معاملہ بدر سے ہوا تھا ماہ رمضان کے آخر میں اور شوال کے شروع میں۔ آپ مدینے میں نہیں ٹھہرے تھے مگر صرف سات راتیں۔ مگر حضور بذات خود غزوہ بن سلیم کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔ اور آپ اس قوم کے پانی کے مقامات میں سے ایک پانی کے مقام پر پہنچے تھے جس کو الکدر کہتے تھے۔

آپ نے تین راتیں وہاں مقام کیا تھا پھر واپس مدینہ لوٹ آئے تھے اور آپ نے کوئی جنگ وغیرہ کا کام نہیں کیا تھا۔ پھر آپ نے بقیہ دن شوال کے اور ماہ ذیعقدہ مدینے میں قیام کیا تھا اور اسی اقامت کے دوران فدیہ لیا تھا اور قریش میں سے جو بدر کے تھے قیدی چھوڑے گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۲۱-۴۲۲)

☆☆☆

باب ۲۸

غزوہ ذات السویق

جس وقت ابوسفیان بدر کے مقتولین کا بدلہ لینے کے لئے نکلا تھا

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ واقعہ بدر کے دو ماہ بعد ذی الحجہ میں پیش آیا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن عقیل فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی القاسم جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اس نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہمارے دادا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابراہیم بن منذر نے، ان کو خبر دی فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے۔

(الدررص ۱۳۹۔۱۴۰۔ الواقدی ۱/۱۸۲۔ الطبری ۲/۴۸۳۔ سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۲۲)

اس نے شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے اشراف اور سرداروں کو بدر میں قتل کرادیا جن کے مقدر میں مارا جانا لکھا تھا تو ابوسفیان بن حرب نے منت مان لی تھی کہ میں از راہ افسوس سر میں تیل نہیں ڈالوں گا نہ ہی غسل کروں گا، نہ ہی بیوی سے صحبت کروں گا یہاں تک میں محمد سے لڑوں گا اور میں مدینے کو آگ لگادوں گا۔ لہٰذا وہ اپنی اس منت کو پورا کرنے کے لئے مکے سے چھپ کر نکلا ڈرتے ہوئے تیس گھوڑ سواروں کے ساتھ۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ تیس سے بھی زیادہ تھے۔ حتیٰ کہ وہ لوگ چار سو کلو میٹر کا یہ فاصلہ طے کر کے اپنی قسم پوری کرنے کے لئے مدینے پہنچے اور مدینے کے پہاڑوں میں سے ایک پہاڑ کے پاس اُترے جسے 'بنت' کہا جاتا تھا۔ انہوں نے اپنے ساتھیو میں سے ایک دو آدمیوں کو بھیجا اور ان کو کہا کہ وہ جا کر کھجور کے درختوں کو آگ لگادیں مدینے کی کھجوروں میں سے۔ چنانچہ انہوں نے جا کر جہاں کھجوروں کے جھنڈ پائے جا کر آگ لگادی اور بھاگ گئے۔ پھر ابوسفیان اور اس کے ساتھی فوراً مکہ کی طرف بھاگ گئے۔

ادھر سے رسول اللہ ﷺ مسلمانوں کے ساتھ نکل پڑے ان لوگوں کو پکڑنے لے لئے یہاں تک کہ وہ مقام قرقرن الکدر تک پہنچ گئے جو مدینے سے آٹھ میل کے فاصلے پر تھا۔ گویا آپ نے ان کو عاجز کردیا اور ان میں سے کوئی بھی ہاتھ نہ لگا سب بھاگ گئے تھے۔ لہٰذا آپ ﷺ واپس لوٹ آئے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابن لھیعہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالاسود نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب بن اُمیہ نے نذر مانی تھی اس کے بعد جب بقایا مشرکین بدر سے واپس مکہ لوٹ کر گئے تھے اور ان کے سردار بدر میں قتل ہوگئے تھے۔ اس نے قسم کھائی تھی کہ وہ سر میں تیل لگائے گا نہ ہی اپنی بیوی کے پاس جائے گا، یہاں تک کہ وہ لڑ کر پہلے محمد سے اور مسلمانوں سے بدر کے مقتولین کا بدلہ لے گا۔ مگر اس کے کہنے پر خاطر خواہ فائدہ نہ ہوسکا وہ جیسے چاہتا تھا اس قدر لوگ اپنے ساتھ جمع نہ ہوسکے، ان لوگوں میں سے جن پر اللہ کی گرفت اور اللہ کا عذاب نازل ہوا تھا۔

چنانچہ ابوسفیان تیس سواروں کے ساتھ مدینہ روانہ ہوا اپنی قسم پوری کرنے کے لئے یہاں تک کہ وہ مدینہ کے قریب مقام بنت پر اُترے اس کے بعد وہ مقام عُریض کی طرف روانہ ہوئے اور اس کے اردگرد مقام کی طرف۔

ادھر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع ہوئی، رسول اللہ ﷺ اور مسلمان ان کے تعاقب کے لئے سوار ہو کر نکلے مگر ابوسفیان اور تیس سوار ڈر کر ایسے بھاگے کہ اپنا سامان بھی نہ سنبھال سکے۔ اس واقعہ کا نام غزوۂ ابوسفیان لکھ دیا گیا۔ (غزوہ سویق)۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴۲۲/۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوالعباس نے محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو خبر دی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر ابوسفیان نے غزوہ کیا ذی الحجہ کے مہینے میں غزوۂ سویق۔

ابن اسحاق نے کہا مجھے حدیث بیان کی محمد بن جعفر بن زبیر نے اور یزید بن رومان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی اس شخص نے جس کو میں جھوٹ کی تہمت نہیں لگا سکتا، اس نے عبیداللہ بن کعب بن مالک سے، انہوں نے کہا کہ جب ابوسفیان قافلہ لے کر کے واپس آ گیا اور ادہر سے بدر میں لڑنے والے قریش بھی شکست کھا کر بدر سے واپس آ گئے تو ابوسفیان کو اس قدر صدمہ ہوا کہ اس نے قسم کھالی تھی کہ میں اس وقت تک چین سے نہیں بیٹھوں گا جب تک اس کا بدلہ محمد سے نہ لے لوں۔ نہ میں سر میں تیل لگاؤں اور غسل جنابت بھی نہیں کروں گا جب تک کہ محمد سے نہ لڑ لوں۔

چنانچہ وہ قریش کے دوسو اُونٹ سواروں پر روانہ ہوا اپنی قسم سے عہدہ برا ہونے کی غرض سے۔ وہ مقام نجدیہ کے راستے روانہ ہوئے حتیٰ کہ وہ مقام صدور قنات میں جبل ثیب کے پاس اُترے۔ اس کے بعد رات کو وہ نکلے حتیٰ کہ قبیلہ بنونظر میں ان کے سردار حُیی بن اخطب یہودی کے پاس گئے اس کے ساتھ مل کر کاروائی کرنے کے لئے۔ مگر اس نے ملنے سے انکار کر دیا بلکہ دروازہ ہی بند کر لیا اور وہ ڈر گیا۔ لہٰذا وہاں سے سلاّم بن مِشکم کے پاس گئے۔ وہ اپنے زمانے میں بنونظر کا سردار تھا اور ان کے خزانے کا مالک تھا۔ اس سے انہوں نے ملاقات کی اجازت مانگی اس نے اجازت دے دی اور ان کی مہمان نوازی کی، خوب کھلایا پلایا اور اس کو خفیہ خبریں بھی دیں۔ پھر وہاں رات کے پچھلے حصے میں واپس لوٹ کر اپنے ساتھیوں کے پاس آئے اور اس نے کچھ جوانوں کو روانہ کیا قریش میں سے مدینے کی طرف وہ ایک کونے کی طرف گئے جسے اَلعُریض کہا جاتا تھا۔ وہ کھجوروں کے جھنڈ کی طرف گئے۔ وہاں کچھ انصار کے لوگ کام کر رہے تھے کھیت کے اندر، انہوں نے جا کر ان کو قتل کر دیا پھر بھاگ کر واپس اپنے پڑاؤ پر آ گئے۔

لہٰذا مدینہ کے لوگوں کو ان کے بارے میں معلوم ہو گیا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ ان کی تلاش میں روانہ ہوئے اور مقام قرقرۃ الکدر تک پہنچ گئے مگر ان کے آنے سے پہلے ابوسفیان اپنے ساتھیوں کو لے کر واپس مکے کی طرف بھاگ گئے تھے۔ جب وہ نہ ملے تو حضور صحابہ کو لے کر واپس لوٹ آئے۔ وہ لوگ ڈر کر ایسے بھاگے کہ اپنا سامان بھی نہ اُٹھا سکے اور وہیں چھوڑ کر بھاگ گئے۔

مسلمانوں نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم یہ اُمید رکھیں کہ یہ نکلنا ہمارے لئے غزوہ اور جہاد شمار ہوگا؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بالکل ہوگا۔ اس کے بعد یہاں ابن اسحاق نے ابوسفیان کا شعر اور کعب بن مالک کی جواب ذکر کیا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴۲۲/۲۔۴۲۳)

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ صحابہ نے اس غزوہ کا نام غزوہ ابوسفیان، غزوہ سویق رکھا تھا اس لئے کہ جو سامان مشرکین چھوڑ کر بھاگے تھے اس میں ستو بھی کافی مقدار میں تھا سویق ستو کو کہتے ہیں۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۲۹

غزوۂ غطفان ۔ یہی غزوہ ذی اَمرّ ہے
اس غزوہ میں بھی آثار نبوت کا ظہور ہوا

نوٹ : ذو اَمَـرّ۔ زاویہ نخیل میں واقع ایک مقام کا نام ہے اسی کا نام بعض کتب سیرت میں غزوۂ غطفان ہے۔ وجہ تسمیہ یہ ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہوا تھا کہ بعض قبائل غطفان مدینہ پر یورش کرنے کے لئے جمع ہو گئے ہیں، لہٰذا آپ ان کی سرکوبی کرنے کے لئے روانہ ہوئے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوہ سویق سے واپس لوٹے تو ذی الحجہ کے بقیہ دن اور محرم کا مہینہ مدینہ میں مقیم رہے یا اس میں سے زیادہ وقت۔ اس کے بعد آپ نے نجد کا غزوہ کیا، مراد ہے غطفان کا یہی غزوۂ ذو امرّ ہے۔ آپ نے مقام نجد میں پورا صفر کا مہینہ قیام پذیر رہے یا اس کے قریب تر وقت گزارا، پھر آپ مدینہ واپس لوٹ آئے تھے مگر آپ کو جنگ کی ضرورت نہیں پڑی اور نہیں کی۔ پھر یہاں پر ربیع الاول کا مہینہ پورا رہے۔ (المغازی للواقدی ۱/۱۹۳)

اَب تجھے کون بچائے گا مجھ سے؟ .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی حسن بن جہم نے، ان کو خبر دی حسین بن فرج نے، ان کو خبر دی واقدی نے۔ اس نے کہا کہ غزوۂ غطفان ربیع الاول میں ہوا تھا پچیس دن پورے ہونے پر۔ حضور ﷺ جمعرات کے دن روانہ ہوئے تھے ربیع کے بارہ روز گزر چکے تھے۔ آپ گیارہ روز (سفر کی وجہ سے) غیر موجود رہے تھے۔

واقدی کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن زیاد بن ابو ہندہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی زید بن ابوعتاب نے، کہ واقدی نے کہا ہے کہ ہمیں خبر دی ضحاک بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالرحمٰن بن احمد بن ابوبکر نے، اس سے عبداللہ ابوبکر نے، اور بعض نے کہا ہے کہ حضور کو خبر پہنچی تھی کہ ایک جماعت غطفان میں سے جو کہ بنوثعلبہ بن محارب میں سے ہیں مقام ذی امرّ میں وہ اکھٹے ہو گئے ہیں اور وہ رسول اللہ ﷺ کے اطراف میں محاصرہ کر کے نقصان پہنچانا چاہتے ہیں۔ ان کے ساتھ ایک آدمی ہے ان میں سے اس کو دُعثور بن حارث بن محارب کہتے ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کی سرکوبی کے لئے مسلمانوں کو بلایا اور آپ ﷺ ساڑھے چار سو آدمیوں کی جماعت کے ساتھ روانہ ہوئے۔ ان کے ساتھ گھڑ سوار بھی تھے۔

راوی نے حدیث ذکر کی ہے آپ کی روانگی کے بارے میں اور اس سے دیہاتی لوگ بھاگ گئے پہاڑوں کی چوٹیوں پر اور رسول اللہ ﷺ مقام ذی امرّ میں اُترے اور لشکر بھی۔ اتفاق سے اس وقت شدید بارش ہو گئی۔ حضور اس موقع پر قضاء حاجت کے لئے نکلے تو بارش سے آپ کے کپڑے بھیگ گئے۔ آپ کی عادت تھی کہ آپ قضاء حاجت کے لئے دور چلے جاتے تھے، اس موقع پر بھی آپ نے ایسا ہی کیا۔ آپ نے وادی ذی امرّ کو اپنے اور اپنے اصحاب کے درمیان کر دیا تھا۔ آپ ﷺ نے کپڑوں کو اُتار کر نچوڑ لیا تا کہ سوکھ جائیں اور ان کو درخت پر ڈال دیا اور خود درخت کے نیچے لیٹ گئے جبکہ وہاں دیہاتی لوگ دیکھ رہے تھے جو کچھ رسول اللہ ﷺ کر رہے تھے۔

چنانچہ دعثور نام کے شخص نے ان دیہاتیوں سے کہا جو کہ ان کا سردار تھا اور ان میں زیادہ بہادر تھا، محمد تمہارے بس میں ہے اور تمہاری پہنچ میں ہے۔ اور اپنے اصحاب سے اکیلا بھی ہے۔ ایسی جگہ پر ہے کہ اگر وہ اپنی مدد کے لئے اپنے اصحاب کو پکارے گا بھی تو کوئی مدد کو نہیں پہنچے گا، اتنے میں تم اسے قتل کر چکے ہو گے۔ لہٰذا اس نے اپنی تلواروں میں سے ایک تیز دھار تلوار منتخب کی اور اس کو لٹکا کر روانہ ہوا اور آ کر حضور کے سرہانے کھڑا ہو گیا اور تلوار لہرا کر کہنے لگا، اے محمد! تمہیں کون بچائے گا مجھ سے آج؟ اللہ عزوجل نے فرمایا کہ جبرائیل نے اس کے سینے میں دھکا دیا جس سے وہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے اُٹھایا اور آپ نے اس دیہاتی کے سر پر کھڑے ہو گئے اور فرمایا بتایئے اب تجھے کون بچائے گا مجھ سے؟ اس نے کہا کہ کوئی بھی نہیں۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی مشکل کشا نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔ میں آپ کے خلاف کبھی بھی جماعت اکٹھی نہیں کروں گا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلوار واپس دے دی۔ پھر وہ پیچھے ہٹا پھر آگے آیا اور کہنے لگا کہ اللہ کی قسم آپ مجھ سے زیادہ بہتر ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں زیادہ حق دار ہوں اس کے ساتھ تجھ سے۔

وہ شخص اپنی قوم کے پاس آیا، انہوں نے پوچھا کہ تجھے کیا ہو گیا تھا کہاں گیا تھا، تو تو کہتا تھا کہ ایسے کرو ویسے کرو۔ محمد نے تجھے موقع دیا تھا اور تلوار تیرے ہاتھ میں تھی۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میرا بھی یہی خیال تھا مگر میں نے تو دیکھا کہ ایک سفید اور لمبا آدمی تھا وہاں پر اس نے مجھے سینے پر دھکا دیا جس سے میں پیٹھ کے بل گر گیا، اور میری تلوار بھی گر گئی۔ میں نے پہچان لیا کہ وہ فرشتہ تھا۔ لہٰذا میں نے شہادت دی ہے کہ محمد اللہ کا رسول ہے۔ اللہ کی قسم میں اس کے خلاف لوگوں کو جمع نہیں کروں گا اور اس نے اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دینا شروع کر دی، یہ آیت اس وقت نازل ہوئی :

یا یھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمة اللہ علیکم اذھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدھم فکف ایدیھم عنکم ۔ الخ

(سورۃ المائدہ : آیت ۱۱)

اے ایمان والو اپنے اوپر اللہ کی نعمت کو یاد کرو جب ایک قوم نے یہ ارادہ کیا تھا کہ وہ تمہاری طرف دست درازی کریں تو اللہ نے ہی ان کے ہاتھوں کو تم سے روکا تھا۔

اس موقع پر رسول اللہ ﷺ مدینے سے گیارہ راتیں غیر موجود رہے تھے اور مدینے پر عثمان بن عفان کو اپنا نائب بنا گئے تھے۔

اسی طرح کہا ہے واقدی نے۔ (المغازی للواقدی ۱/۱۹۳۔۱۹۶)

اور تحقیق روایت کیا گیا ہے غزوہ ذات الرقاع کے بارے میں ایک دوسرا قصہ اعرابی کے بارے میں وہ جو رسول اللہ ﷺ کی تلوار لے کر اس وقت کھڑا ہوا تھا اور کہنے لگا تھا کہ کون تجھے مجھ سے بچائے گا؟ بے شک واقدی نے تحقیق یاد کیا تھا وہ جو اس نے ذکر کیا ہے اس غزوہ میں گویا وہ دونوں دو الگ الگ قصے ہیں۔ واللہ اعلم

باب ۳۰

غزوۂ ذِی قِرد (یعنی سریہ)

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبد الجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ بدر سے آنے کے بعد چھ ماہ مدینے میں ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد آپ نے زید بن حارثہ کو مقام ذالقصہ کی طرف بھیجا، یہ لوگ صحابہ زید کی کمان میں گئے۔ یہ قریش کے قافلے سے جا ملے مقام ذی قرد پر۔ یہ نجد کے پانی کے مقامات میں سے ایک پانی کا مقام تھا۔ اس قافلے میں ابوسفیان بھی تھے۔

اس کی حدیث یا پس منظر کچھ اس طرح ہے کہ جنگ بدر میں قریش نقصان اُٹھانے کے بعد خوف زدہ تھے۔ وہ اس راستے پر سفر کرنے سے ڈرتے تھے جو شام کی طرف جاتا تھا۔ لہٰذا انہوں نے آئندہ کے لئے اپنے شام کے قافلوں کا راستہ عراق جانے کے لئے متبادل راستہ اختیار کیا ہوا تھا۔ وہ عراق کا راستہ تھا یعنی وہ شام براستہ عراق جاتے تھے۔ چنانچہ قریش کے کئی تاجر روانہ ہوئے، ان میں ابوسفیان بن حرب بھی تھے جو شام سے تجارت کر کے لا رہے تھے، ان کے پاس کافی مقدار میں چاندی تھی اور یہ اس وقت ان کی سب سے بڑی تجارت ہوتی تھی۔ انہوں نے راستہ دکھانے کے لئے ایک آدمی کرایہ پر اور اُجرت پر حاصل کیا تھا۔ یہ بکر بن وائل میں سے تھا نام اس کا فرات بن حیان تھا وہ قافلے والوں کو راستے کی راہنمائی کرتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو کچھ سوار دے کر روانہ کیا وہ اس قافلے والوں کو مذکورہ مقام پر جا ملے اور انہوں نے اس قافلے کر گھیر لیا اور ان کو مجبور کر کے رسول اللہ کے پاس لے آئے مال سمیت۔ اسی واقعے پر حسان بن ثابت نے شعر کہے تھے :

دعو فلجات الشام قد حال دونها جلاد کافواه المنحاض الاوارك

بایدی رجال هاجووا نحو ربهم وانصاره حقًا واید الملائك

(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۲۹۔۲۳۰)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی الحسن بن جہم نے، ان کو خبر دی حسین بن فرج نے، ان کو خبر دی محمد بن عمر واقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ سریہ القرد کا امیر زید بن حارثہ تھا یہ ماہ جمادی الآخر میں روانہ ہوئے تھے اٹھائیس ماہ کے آغاز پر۔ واقدی کہتے ہیں کہ القرد نجد کے پانی کا ایک مقام ہے۔

واقدی کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن حسن بن اسامہ بن زید نے اپنے گھر والوں سے۔ انہوں نے بتایا کہ قریش شام کے راستے سے احتیاط کرتے تھے یعنی اس پر چلنے اور سفر کرنے سے۔ پھر اس نے قصہ ذکر کیا ہے صفوان بن اُمیہ کا اور ان کے اصحاب کی مشاورت کا۔ کہ ان کو فرات بن حیان کے بارے میں بتایا گیا اور فرات نے اس سے کہا تھا کہ میں آپ کو عراق کے راستے سے لے چلوں گا۔

چنانچہ صفوان بن اُمیہ نے سامان سفر تیار کیا اس نے اس کے ساتھ قریش کے کئی آدمی روانہ کئے قیمتی سامان کے ساتھ، وہ نکلے ذات عرق پر۔

ادھر نعیم بن سعود اشجعی مدینہ پہنچا۔ وہ اپنی قوم کے دین پر تھا وہ وہاں پر اُترا کنانہ بن ابوالحقیق کے پاس بنونظر میں۔ اس نے اس کے ساتھ شراب وغیرہ پی اور اس کے ساتھ سلیط بن لقمان بھی تھا جو کہ مسلمان ہو چکا تھا۔ اس وقت شراب کی حرمت ابھی نازل نہیں ہوئی تھی۔ چنانچہ نعیم نے صفوان کے اپنے قافلے کے ساتھ نکلنے کا ذکر کیا اور اس مال کا بھی جو ان کے پاس تھا۔ لہٰذا سلیط اسی لمحے نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا، اس نے جا کر آپ کو خبر دی۔ لہٰذا حضور ﷺ نے زید بن حارثہ کو ایک سو سوار دے کر بھیجا، وہ قافلے کے آگے پہنچے، انہوں نے قافلے کو گھیر لیا، انہوں نے قافلے کے سرکردہ لوگوں کو شکست دی اور ایک دو آدمیوں کو قید کر لیا اور قافلے کو گھیر کر مدینے میں حضور ﷺ کے پاس لے آئے۔

آپ ﷺ نے اس مال کا خمس لیا۔ اس وقت اس مال کا خمس پانچواں حصہ کی قیمت بیس ہزار درہم بنی تھی۔ باقی مال آپ نے اہل سریہ میں تقسیم کر دیا تھا۔ قید ہو کر آنے والوں میں فرات بن حیان ہی تھا، اسے لایا گیا تو اس سے کہا گیا کہ اگر تم مسلمان ہو جاؤ تو تمہیں چھوڑ دیا جائے گا۔ لہٰذا وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ لہٰذا اس کو قتل نہیں کیا گیا تھا۔ (المغازی للواقدی ۱/ ۱۹۷۔۱۹۸)

☆☆☆

باب ۳۱

غزوہ قریش اور بنو سُلیم بحران میں

ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو خبر دی یعقوب بن سفیان نے، ان کو خبر دی عمار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سلمہ ابوالفضل نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے غزوہ کیا۔ آپ قریش اور بنو سُلیم کا ارادہ کرتے تھے حتیٰ کہ آپ بحران میں پہنچے۔ یہ حجاز میں معدان ہے فرع کے زاویے میں۔ آپ وہاں پر ربیع الآخر اور جمادی اولیٰ میں ٹھہرے رہے۔ اس کے بعد مدینہ لوٹ آئے مگر جنگ نہیں کرنی پڑی اور اس دوران غزوات رسول میں سے بنی قینقاع کا معاملہ بھی تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۲۵-۴۲۶)

(مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں اس میں ہے جو واقدی نے ذکر کیا ہے کہ اس غزوہ میں رسول اللہ مدینے میں تھے یعنی بحران میں دس راتیں مدینے میں غیر موجود رہے تھے انہوں نے اس مدت میں مدینے میں عبداللہ بن اُم مکتوم کو اپنا خلیفہ بنایا تھا۔ (مغازی الواقدی ۱/۱۹۷)

باب ۳۲

غزوۂ بنی قینقاع

تحقیق ہم نے ذکر کیا ہے ابن اسحاق سے روایت کرتے ہوئے کہ یہ غزوہ بھی تھا ان میں جس کا ہم نے تذکرہ کیا ہے غزوات میں سے۔ واقدی نے گمان کیا ہے کہ یہ غزوہ ہفتہ کے دن پندرہ شوال کو ہوا تھا، ہجرت سے بیس ماہ گزر جانے پر۔ آپ ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا تھا ذیقعد کے چاند تک۔ واللہ اعلم

(سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۲۶۔ واقدی ۱/۱۷۶)

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو محمد بن ابومحمد مولیٰ زید بن ثابت نے سعید بن جبیر سے یا عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ انہوں نے فرمایا جب رسول اللہ ﷺ نے بدر میں قریش کو شکست اور نقصان سے دوچار کیا اور مدینے میں پہنچے تو حضور ﷺ نے بنی قینقاع کے بازار میں یہود کو جمع کیا اور حضور ﷺ نے ان سے کہا کہ اے یہود کی جماعت تم مسلمان ہو جاؤ اس سے پہلے کہ تمہیں بھی مصیبت پہنچے اس کی مثل جیسے قریش کو پہنچی ہے۔

انہوں نے کہا، اے محمد! آپ نمرے میں ہوں اور دھوکے میں نہ رہیں اس بات پر کہ آپ نے قریش کے چند افراد کو قتل کر دیا ہے جو کہ ناتجربہ کار تھے۔ قتال کو نہیں جانتے تھے۔ آپ اگر ہم سے لڑیں گے اور قتال کریں گے تو آپ سمجھ لیں کہ ہم لوگ ایسے لوگ ہیں کہ آپ جیسوں سے ہرگز کبھی نہیں ملیں گے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

قل للذين كفروا ستغلبون وتحشرون الى جهنم وبئس المهاد ـ قد كان لكم آية في فئتين التقتا فئة تقاتل في سبيل الله ـ (سورہ آل عمران آیت ۱۲)

فرما دیجئے (اے محمد ﷺ) آپ کافروں سے کہ بہت جلد تم لوگ مغلوب کئے جاؤ گے اور تم جہنم کی طرف اکٹھے کئے جاؤ گے اور وہ برا ٹھکانہ ہے۔

تحقیق تمہارے لئے ان دو جماعتوں کے معاملے میں 'عبرت' کی نشانی ہے جو باہم ٹکرائی تھیں بدر میں ایک جماعت اللہ کے راستے میں لڑ رہی تھی (مراد ہیں رسول اللہ ﷺ کے اصحاب) بدر میں۔

واخرى كافرة يرونهم مثليهم رأى العين ـ (سورہ آل عمران: آیت ۱۳)

اور دوسری جماعت کافر تھی (مشرکین قریش)۔ تم لوگ انہیں ان سے دو گنا دیکھتے تھے ظاہر آنکھوں سے بھی۔ اللہ تعالیٰ اپنی نصرت کے ساتھ جس کو چاہتا ہے تائید اور قوت دیتا ہے، بے شک اس واقعہ میں آنکھیں رکھنے والوں کے لئے عبرت ہے۔

اور محمد بن اسحاق سے ان کی سند کے ساتھ مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے کہ بنی قینقاع پہلے یہودی تھے جنہوں نے اس عہد کو توڑ دیا تھا جو ان کے اور حضور ﷺ کے درمیان تھا اور انہوں نے جنگ کی تھی بدر میں بھی اور احد میں بھی۔ اس لئے رسول اللہ نے ان کو سبق سکھانے کے لئے ان کا محاصرہ کیا تھا۔ لہٰذا وہ لوگ آپ ﷺ کے حکم پر اُتر آئے تھے۔ لہٰذا عبداللہ بن ابی ابن سلول (رئیس المنافقین) کھڑا ہو گیا رسول اللہ کے پاس جب اللہ نے ان کو ان کے خلاف قدرت دے دی تھی۔

کہنے لگا، اے محمد! آپ نیکی اور احسان کیجئے میرے دوستوں پر اور میرے موالیوں پر، اس لئے کہ وہ لوگ قبیلہ خزرج کے حلیف تھے۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس پر ڈھیل دی اور تاخیر کی اور اس سے اعراض کیا۔ لہٰذا اس نے رسول اللہ ﷺ کی زرہ کے گریبان میں ہاتھ ڈال دیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوڑیں مجھے اور آپ ناراض ہوئے، حتیٰ کہ رسول اللہ کے چہرے پر سایہ دیکھا گیا۔ حضور ﷺ نے پھر اس سے کہا کہ ہلاک ہو جائے چھوڑ دے مجھے۔ اس نے کہا، اللہ کی قسم میں تجھے نہیں چھوڑوں گا حتیٰ کہ تو میرے دوستوں اور موالیوں کے ساتھ اچھا سلوک کرے۔

چار سو افراد بغیر ڈھال اور بغیر خود کے لڑنے والے ہیں اور تین سو بغیر زرہ کے لڑنے والے ہیں جو میری حفاظت کرتے ہیں۔ ہر سُرخ و سیاہ سے تم انہیں ایک ہی صبح میں کاٹ ڈالو گے؟ ہاں اللہ کی قسم بے شک میں ایسا مرد ہوں کہ جو مصائب اور ہلاکتوں سے اور شکست سے ڈرتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ ٹھیک ہے وہ تیرے ہی لئے ہوں گے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۴۲۷ ـ ۴۲۸)

(۳) اور ابن اسحاق سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اسحاق بن یسار نے، اس سے عبادہ بن ولید بن صامت نے، وہ کہتے ہیں کہ جب قبیلہ بنو قینقاع نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی تھی تو عبداللہ بن اُبی نے انہیں کے معاملے میں دلچسپی لی اور ان کے ساتھ جُڑ گیا اور انہیں کے پیچھے ہو گیا، عبادہ بن صامت نے یہ منظر دیکھا تو عبادہ بن صامت رسول اللہ ﷺ کے پاس چل کر آیا، وہ بنی عوف بن خزرج میں سے ایک تھا، ان کے لئے بھی حلف اور دوستی بالکل اسی طرح جیسے عبداللہ بن ابی کی حلیف اور دوستی تھی، وہ ان سے علیحدہ ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا اور اللہ اور اس کے رسول کی طرف اظہار براءت و بیزاری کرنے لگا خزرج والوں کے حلیف اور دوستی سے۔ اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں اعلان بیزاری کرتا ہوں اللہ اور اس کے رسول کی طرف ان لوگوں کا حلیف اور دوست بننے سے۔ میں اللہ سے اور اس کے رسول سے اور اہل ایمان سے دوستی اور محبت قائم کرتا ہوں اور میں بیزار ہوں کفار کا حلیف بننے سے اور ان کی دوستی سے۔

عبداللہ بن اُبی منافق کے بارے میں اور عبادہ بن صامت صحابی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی سورۃ مائدہ میں :

یا یہاالذین اٰمنوا لا تتخذوا الیھود والنصاریٰ اولیآء ۔ بعضھم اولیآء بعض ومن یتولھم منکم فانہ منھم ان اللّٰہ لایھدی القوم الظالمین …… تا …… فتری الذین فی قلوبھم مرض ۔

اے اہل ایمان! یہودی ونصاریٰ کو اپنا دوست نہ بناؤ، ان میں سے وہ ایک دوسرے کے دوست ہیں۔ تم میں سے جو ان کے ساتھ دوستی جوڑے گا وہ ان ہی میں سے ہوگا۔ اللہ ظالم کو ہدایت نہیں دیتا۔ (یعنی عبداللہ بن اُبی وغیرہ کو)

بوجہ اس کے اس قول کے کہ میں حوائر سے ڈرتا ہوں یہاں تک کہ پڑھتے پڑھتے یہاں تک پہنچ گیا۔

انما ولیکم اللّٰہ ورسولہ والذین اٰمنوا ۔

کہ حقیقت تو یہ ہے تمہارا دوست صرف اللہ ہے اور اس کا رسول ہے اور اہل ایمان ہیں۔

یہ فرمانا حضرت عبادہ کے قول کی وجہ سے کہ میں اللہ اور رسول سے دوستی کرتا ہوں اور اہل ایمان سے اور عبادہ کی بہتری اور بیزاری کی وجہ سے اس نے کی تھی قینقاع سے اور ان کے حلیف سے اور ان کے ساتھ دوستی کرنے سے۔

ومن یتول اللّٰہ ورسولہ والذین اٰمنوا فان حزب اللّٰہ ھم الغالبون ۔

جو شخص اللہ سے اور اس کے رسول سے اور ایمان والوں سے دوستی کرے گا وہ لوگ غالب ہوں گے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴۲۸/۴۲-۴۲۹)

باب ۴۳

غزوۂ بنونضیر اور اس میں آثار نبوت کا ظہور

ابن شہاب زہری نے ذکر کیا عروہ سے کہ یہ غزوہ چھ ماہ کے آغاز میں ہوا تھا واقعہ بدر کے بعد یعنی غزوہ بدر کے بعد اور غزوۂ اُحد سے پہلے اور اس کو ان سے بیان کیا ہے محمد بن اسماعیل بخاری نے ترجمہ وعنوان میں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو خبر دی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوصالح نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی لیث نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عقیل نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد واقعہ بنونضیر ہوا، وہ یہود کا ایک طائفہ تھا۔ یہ غزوہ غزوۂ بدر سے کوئی چھ ماہ بعد ہوا تھا اور ان کی منزل مدینے کے ایک کونے میں ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کا محاصرہ فرمایا تھا حتی کہ وہ اتر آئے جلاوطنی کی شرط پر۔ اور یہ بھی کہ وہ مال بھی انہی کا ہوگا جو کچھ مال ومتاع اونٹ اُٹھا سکیں گے سوائے اسلحہ کے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے انہیں شہر بدر کر دیا تھا وہ شام کی طرف چلے گئے تھے۔ انہی کے بارے میں اللہ نے آیت اُتاری تھی :

سبح للّٰہ ما فی السمٰوٰت والارض …… تاقولہ …… ولیخزی الفاسقین ۔ (سورۃ الحشر: آیت ۱-۵)

ان آیات میں لفظ لِيْنَةٍ آیا ہے اس سے مراد نخلہ کھجور ہے۔ اللین پر نخلہ اور کھجور ہے سوائے عجوہ کے۔ دوسری شرط ان کے ساتھ یہ تھی کہ وہ اپنے ہاتھوں اپنے گھروں کو ویران کر دیں بے شک وہ لوگ چھتوں سے جو کچھ اچھا لگا، لے گئے تھے۔ وہ سامان انہوں نے اونٹوں پر لاد لئے تھے اس لئے کہ ان کے ساتھ یہ شرط تھی کہ جو کچھ اُونٹ اٹھا سکے وہ اُنہی کے لئے ہوگا۔

اَوَّلِ الْحَشْر سے مراد ان لوگوں کا شام کے ملک کی طرف چلنا ہے، آخرت والے حشر سے پہلے۔ نیز سورۃ میں لفظ الجلاء آیا ہے۔ یہ ہے کہ ان کے سامنے توراۃ کی آیت میں لکھا ہوا تھا، جلاوطن ہونا لکھا ہوا تھا۔ وہ لوگ سبط میں سے تھے کبھی جلا وطن ہونا نہیں پڑا تھا ان پر رسول اللہ ﷺ کے مسلط ہونے سے پہلے۔ اور عذاب سے مراد جس کو اللہ نے ذکر کیا ہے اس طرح پر ہے کہ اگر جلاوطن ہونا نہ ہوتا تو اللہ تعالیٰ ان پر دنیا میں عذاب نازل کر دیتا اور قتل ہونا اور قید ہونا ایک ہوتا۔

پھر واقعۂ سعد، واقعۂ بنونضیر سے چھ ماہ کے بعد ہوا تھا اور واقعۂ بنونضیر واقعۂ بدر سے چھ ماہ کے بعد تھا۔ (فتح الباری ۷/۳۲۹)

اسی طرح اس روایت میں ہے ابن شہاب سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن مؤمل بن حسن بن عیسٰی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی الفضل بن محمد شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے اپنی حدیث میں، اس نے عروہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر واقعۂ اُحد ہوا تھا شوال میں چھ ماہ پورے ہونے پر، واقعۂ بنونضیر کے بعد۔

رسول اللہ ﷺ کا بنونضیر سے صلح کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن محمد بن علی صنعانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی زین بن مبارک صنعانی نے، ان کو خبر دی محمد بن ثور نے، اس نے معمر سے، اس نے زہری سے، اس نے عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

وہ فرماتی ہیں کہ جب غزوۂ بنونضیر ہوا (وہ لوگ یہود کا ایک طائفہ تھے) یہ واقعہ بدر سے چھ ماہ کے بعد ہوا تھا۔ ان کی منزل اور ان کی مدینے کے ایک کونے کی جانب تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کیا تھا حتیٰ کہ وہ دیس نکال دیئے جانے کی شرط پر نیچے اتر آئے تھے اور دوسرے اس شرط پر کہ وہ سامان اور مال بھی لے جائیں گے جو اونٹ اٹھا سکیں سوائے ہتھیاروں کے اور اسلحہ کے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی :

سبح للّٰہ مافی السمٰوٰت ومافی الارض ...... تاقولہ تعالیٰ ...... لِاَوَّلِ الحشر ماظننتم ان یخرجوا۔

(سورۃ الحشر : آیت ۱۔۲)

چنانچہ نبی کریم ﷺ نے بنونضیر کے ساتھ قتال جاری رکھا حتی کہ ان سے آپ نے صلح کر لی جلاوطنی کی شرط پر۔ لہٰذا آپ ﷺ نے ان کو ملک شام کی طرف نکال دیا اور وہ سبط میں سے تھے لہٰذا ان کو جلاوطنی نہ پہنچی۔ اور اللہ تعالیٰ تحقیق لکھ چکا تھا ان پر اگر یہ صورت پیدا نہ ہوتی (ان کے دیس نکالے کی) تو ضرور ان کو دنیا میں عذاب دیتا قتل ہونے اور قیدی ہونے کا۔

بہرحال اللہ تعالیٰ کا یہ قول لِاَوَّلِ الحشر پہلی بار جمع ہونا، تو ان کا یہ پہلی بار حشر یہی ان کا جلاوطن ہونا ہے مقام کی طرف دنیا میں ہی اول حشر تھا۔

اسی طرح کہا ہے جو کہ مروی ہے زہری سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ لیکن اس میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کا ذکر غیر محفوظ بات ہے۔ واللہ اعلم

(۴) اور ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد اود باری نے، ان کو حدیث بیان کی ابوبکر بن درسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی معمر نے زہری سے، اس نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے، اس نے

اصحاب رسول ﷺ کے ایک آدمی سے کہ کفار قریش نے خط لکھا تھا ابن اُبی کی طرف اور ان لوگوں نے بھی جو اس کے ساتھ بتوں کی پرستش کرتے تھے اوس وخزرج کے لوگ۔ اُس وقت حضور ﷺ مدینے میں تھے۔ یہ واقعۂ بدر سے پہلے کی بات ہے انہوں نے لکھا کہ تم لوگوں نے ہمارے مخالف (محمد ﷺ) کو اپنے ہاں رہنے کو ٹھکانہ دے رکھا ہے۔ اور ہم قسم کھاتے ہیں کہ ہم ضرور اس کے ساتھ قتال کریں گے ورنہ تم لوگ اس کو نکال دو ورنہ ہم سارے قریش جمع ہو کر وہاں لڑنے آئیں گے اور ہم تمہارے ساتھ بھی لڑیں گے۔ اور ہم تمہاری عورتوں کو حلال سمجھیں گے۔

یہ خط جب عبداللہ بن اُبی کو پہنچا اور ان لوگوں کو جو اس کے ساتھ تھے دیگر بتوں کے پجاری تو وہ سارے رسول اللہ ﷺ سے قتال کرنے کے لئے تیار ہو گئے۔ حضور ﷺ کو جب اس بات کا علم ہوا تو آپ ان لوگوں سے ملے اور فرمایا کہ قریش کی تمہارے لئے دی جانے والی دھمکی جو انتہائی شدید اور زیادہ ہے، پہنچ گئی ہے۔ قریش تمہیں اتنی مشکل میں ڈال رہے ہیں جتنی کہ تم لوگ خود اپنے آپ کو مشکل میں ڈالنا چاہتے ہو۔ قریش یہ چاہتے ہیں کہ تم لوگ اپنے بیٹوں سے اور اپنے ہی بھائیوں سے قتل و غارت گری کرو۔ جب ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے یہ بات سنی تو وہ اس ارادے سے منتشر ہو گئے۔

یہ حقیقت جب کفار قریش تک پہنچی تو کفار قریش نے بدر کے وقوع کے بعد یہود کے پاس خط لکھا کہ تم لوگ صاحب اسلحہ ہو تمہارے پاس حفاظت کے لئے قلعے ہیں، تم لوگ محمد سے لڑ سکتے ہو، تم اس سے ضرور لڑو ورنہ ہم تمہارے ساتھ ایسا ایسا سلوک کریں گے (یعنی ہم لوگوں سے جنگ کریں گے)۔ پھر ہماری اور تمہاری عورتوں کے زیوروں تک پہنچنے میں کوئی شئی حائل نہیں ہوگی (یہ دھمکی تھی لوٹ اور غارت گری کی)۔ جب حضور ﷺ کے بارے میں ان کو خط پہنچا تو بنونضیر غدر کرنے کے لئے اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے حضور ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ آپ تیس آدمیوں کی جماعت اپنے اصحاب میں سے لے کر ہمارے پاس آجائیں اور ہمارے تیس عالم بھی ادھر سے نکلیں گے۔ ہم دونوں جماعتیں مقام منصف پر ایک دوسرے سے ملیں گے اور آپ سے بات چیت کریں گے۔ اگر انہوں نے آپ کو سچا مان لیا اور وہ آپ کے اوپر ایمان لے آئے تو ہم سب بھی آپ کے ساتھ ایمان لے آئیں گے۔ ان کی خبر پہنچ گئی۔

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ صبح ہی صبح اپنا ایک مختصر سا لشکر لے کر پہنچ گئے (آپ ﷺ سمجھ گئے تھے کہ یہ محض ایک چال ہے یہ لوگ تصدیق کرنے اور مسلمان ہونے والے نہیں ہیں)۔ آپ ﷺ نے صبح ہی ان کا محاصرہ کر لیا۔ آپ نے ان سے کہا کہ تم لوگ میرے ہاں امان نہیں پا سکتے مگر کسی ایک عہد کے ساتھ جس پر تم مجھ سے معاہدہ کرو۔ انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ کسی قسم کا بھی معاہدہ کرنے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا حضور ﷺ نے ان کے ساتھ قتال کرنا شروع کر دیا۔ اس کے بعد آپ اگلی صبح لشکر لے کر بنوقریظہ پر پہنچے اور آپ نے بنونضیر کو چھوڑ دیا۔ آپ نے ان کو جا کر معاہدہ کرنے کے لئے بلایا تو انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ معاہدہ کر لیا۔ لہٰذا آپ ان سے ہٹ گئے پھر آپ بنونضیر کی طرف لوٹ آئے اگلی صبح اپنے لشکر کے ساتھ۔ آپ ﷺ نے ان کے ساتھ قتال کیا جس پر انہوں نے کہا کہ آپ ہمیں نا ماریں ہم یہاں سے چھوڑ کر چلے جاتے ہیں گویا وہ ترک وطن اور جلا وطنی کے لئے تیار ہو گئے۔ لہٰذا انہی کی مرضی کے مطابق وہ جلا وطن کر دیئے گئے یعنی بنونضیر جلا وطن ہو گئے۔ اور وہ جتنے سامان اپنے ساتھ لے جا سکتے تھے، وہ لے گئے۔ ان کو منع نہیں کیا گیا۔ اپنے ساز و سامان اپنے گھروں کے دروازے اور چھتوں کی لکڑیاں تک لے گئے۔ لہٰذا صرف ان کے کھجوروں کے درخت ہی باقی رہے گئے تھے جو رسول اللہ ﷺ کے لئے مخصوص ہو گئے تھے خاص کر جو اللہ نے ان کو دیے اور انہی کے لئے مخصوص کر دیے گئے۔ اللہ نے حکم فرمایا:

ما افاء الله على رسوله منهم فما أوجفتم عليه من خيل ولا ركاب

(سورۃ الحشر: آیت ۶)

وہ مال جو اللہ نے اپنے رسول پر کر دیا یعنی مفت دے دیا ہے بغیر لڑائی کے۔ ان میں جس پر نہ تم نے گھوڑے دوڑائے نہ ہی اونٹ سوار دوڑائے ہیں۔

یہ فرمایا ہے ہیں کہ بغیر قتال کے حاصل ہوا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے اس میں سے بھی اکثر مہاجرین کو عطیہ کر دیا تھا اور انہی کے درمیان اسے تقسیم کر دیا تھا اور اس میں سے کچھ مال دو انصاریوں کو دیا تھا جو زیادہ حاجت مند تھے۔ ان دو کے علاوہ کسی اور انصاری کے لئے آپ ﷺ نے اس مال میں سے تقسیم نہیں فرمایا تھا اور اس میں سے باقی رہ گیا تھا صدقہ رسول اللہ جو اولاد فاطمہ کے ہاتھوں میں تھا۔

(ابوداؤد۔ کتاب الخراج والامارۃ والفئی۔ حدیث ص ۳۰۰۴)

موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحق بن یسار اور ان دونوں کے علاوہ دیگر اہل مغازی اس طرف گئے ہیں کہ غزوۂ بنو نضیر غزوۂ احد کے بعد ہوا تھا اور اس کو اسی طرح روایت کیا ہے ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے اس نے عروہ بن زبیر سے۔

رسول اللہ کو یہود کے ارادے پر بذریعہ وحی اطلاع ہونا ...... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن عبداللہ بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن اویس نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ (ابن عبدالبر فی الدرر ص ۱۲۶-۲۶۴)

وہ کہتے ہیں کہ یہ حدیث رسول اس وقت کی ہے جب حضور ﷺ بنو نضیر کی طرف نکلے تھے آپ کلابیین کے خون بہا کے معاملے میں ان سے مدد چاہتے تھے اور آپ دن مانگ رہے تھے۔ اور وہ گمان کرتے تھے کہ تحقیق انہوں نے خفیہ سازش کی تھی قریش کے ساتھ جب وہ احد میں اترے تھے رسول اللہ ﷺ سے قتال کے لئے اور ان کو قتال پر ابھارا تھا اور ان کو کمزوری آ کھولیا تھا۔ جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے کلام کیا کلابیوں کے خون بہا کے بارے میں تو بنو نضیر کے یہودیوں نے کہا اے ابوالقاسم بیٹھئے حتی کہ آپ کو کھانا کھلایا جائے اور آپ اپنی حاجت مقصد پورا کر کے جائیں اور ہم لوگ اٹھتے ہیں اور باہم مشورہ کر لیتے ہیں اس بات پر جس کے لئے آپ ہمارے پاس آئے ہیں۔ اس لئے رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب بیٹھ گئے دیوار کے سائے تلے۔ انتظار کرنے لگے اس بات کا کہ یہ لوگ اپنے معاملے میں صلاح مشورہ کر لیں۔

جب بنو نضیر کے یہودی الگ ہو گئے تو شیطان ان کے ساتھ ہو لیا اور انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے قتل کا مشورہ طے کر لیا اور کہنے لگے کہ آئندہ کبھی اتنے قریب ان کو لانے کا موقع ہاتھ نہیں آئے گا لہذا آج ہی اس سے کیوں نہ چھٹکارا پا لیا جائے۔ اور اس کے بعد اپنے گھروں میں چین سے رہا جائے اور اس طرح تم سے مصیبت اٹھ جائے گی۔ ایک آدمی نے ان سے کہا کہ اگر تم لوگ چاہو تو میں چھت پر چڑھ جاتا ہوں جس کے نیچے حضور ﷺ بیٹھے ہیں۔ میں ان کے اوپر پتھر لڑھکاتا ہوں اور اسے قتل کر دیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کی طرف وحی کر دی اور آپ کو باخبر کر دیا اس سے جو انہوں نے مشورہ طے کیا تھا۔ لہذا اللہ نے آپ کو بچا لیا۔ رسول اللہ وہاں سے اس طرح اٹھ کر چلے گئے جیسے اپنی کسی حاجت پوری کرنے کیلئے چلے گئے ہیں۔ آپ اپنے اصحاب کو اپنے ٹھکانے پر اور مجلس پر چھوڑ گئے اور وہ اللہ کے دشمن حضور ﷺ کا انتظار ہی کرتے رہ گئے۔

جب کافی دیر ہو گئی تو ایک آدمی مدینے سے آیا انہوں اس سے پوچھا اس نے بتایا کہ میں حضور سے ملا ہوں وہ مدینے کی گلی میں داخل ہو رہے تھے۔ ان لوگوں نے رسول اللہ کے اصحاب سے کہا کہ ابوالقاسم نے جلدی کی، چلے گئے ہمارے معاملے کو درست کرتے جس مقصد کے لئے آئے تھے۔ اس کے بعد اصحاب رسول بھی اٹھ کر واپس چلے گئے اور قرآن نازل ہوا۔ اور اللہ خوب جانتا ہے جو جو اللہ کے دشمنوں نے ارادہ کیا۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا :

یا یھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمة اللّٰہ علیکم اذھم قوم ان یبسطوا الیکم ایدیھم فکف ایدیھم عنکم واتقوا اللّٰہ وعلی اللّٰہ فلیتوکل المؤمنون ۔ (سورۃ المائدہ آیت ۱۱)

اے اہل ایمان! تمہارے اوپر جو اللہ کا احسان اور نعمت ہے اس کو یاد کرو جب قوم نے ارادہ کیا تھا وہ تمہاری طرف دست درازی کریں سو اللہ نے ان کے ہاتھوں کو تمہارے تک پہنچنے سے روک لیا تھا۔ اللہ سے ڈرتے رہو اور اہل ایمان کو اللہ پر ہی بھروسہ کرنا چاہئے۔

جب اللہ تعالیٰ نے یہود کی خیانت پر اور ان کے ارادوں سے حضور کو مطلع کر دیا اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان کے جلاوطن کرنے کا حکم دے دیا اور ان کو ان کے گھروں سے نکال دینے کا۔ اور ان کو حکم دیا کہ وہ جہاں چاہیں چلے جائیں اور مدینے میں نفاق یعنی منافقت زیادہ ہو چکی تھی وہ لوگ کہنے لگے کہ آپ ہمیں کہاں نکالنا چاہتے ہیں؟ حضور نے فرمایا کہ میں تمہیں حبش کی طرف نکال دوں گا ادھر منافقین نے جب سنا کہ ان کے بھائیوں کے اور ان کے دوستوں کے بارے میں کیا سوچا جا رہا ہے اہل کتاب کے بارے میں تو انہوں نے ان کے پاس پیغام بھیجے کہ فکر نہ کرو ہم تمہارے ساتھ ہیں زندگی اور موت میں ہم تمہارے ساتھ ہیں۔ فکر نہ کرنا اگر تم قتل بھی کر دیئے گئے تمہاری نصرت ہمارے ذمے لازم ہوگی اور اگر تم گھروں سے نکال دیئے گئے تو ہم بھی تم سے پیچھے نہیں رہیں گے اور یہود کا سردار ابوصفیہ حُیی بن اخطب تھا جب انہوں نے یقین کر لیا منافقین آرزو پر تو یہودیوں کا غرور اور بڑا ہو گیا اور شیطان نے ان کو امیدیں دلائیں کہ تم غالب ہو جاؤ گے۔ چنانچہ یہودیوں نے نبی کریم کو للکار دیا کہ آپ اور آپ کے اصحاب کو کہ اللہ کی قسم ہم لوگ یہاں سے نہیں نکلیں گے اور اگر آپ ہم سے لڑیں گے تو ہم بھی تمہارے ساتھ ضرور لڑیں گے۔

لہٰذا نبی کریم اللہ ﷺ کے حکم پر ان کے بارے میں عمل پیرا ہو گئے۔ آپ نے اپنے اصحاب کو حکم دے دیا انہوں نے ہتھیار سنبھال لئے پھر ان کی طرف روانہ ہو گئے۔ لہٰذا یہود اپنے قلعوں اور گھروں کے اندر چلے گئے۔ حضور ﷺ جب ان کی گلیوں اور قلعوں کے پاس پہنچے تو آپ نے اس بات کو پسند نہیں کیا کہ ان کو اس بات کی مہلت دیں کہ وہ اپنے گھروں اور اپنے قلعوں میں رہ کر لڑیں۔ اللہ نے آپ کے معاملہ کی حفاظت فرمائی اور آپ کی کامیابی کا عزم فرمالیا۔ اللہ نے آپ کو حکم دیا کہ ان کے قریب قریب گھروں کو گرا دیا جائے اور کھجور کے درختوں کو جلا دیا جانے اور انہیں کاٹ دیا جائے۔

ادھر اللہ نے یہودیوں اور منافقوں دونوں کے ہاتھوں کو روکے رکھا، منافق یہودیوں کی مدد نہ کر سکے۔ ادھر اللہ نے یہودیوں اور منافقوں کے دلوں میں خوف اور رعب ڈال دیا پھر یہودیوں کی یہ حالت ہوگئی کہ جونہی حضور ﷺ نے مدینے سے قریب تر کسی یہودی گھر کو گرا دینے کا حکم دیا ان کے دلوں میں اور خوف ڈال دیا۔ لہٰذا وہ مارے خوف کے خود بھی اپنے گھروں کو پیچھے سے گرانے لگ گئے جبکہ وہ خود اس کے اندر تھے۔ لہٰذا وہ نکل کر نبی کریم اور صحابی کی طرف نہ آسکے۔ وہ گراتے گئے جس پر وہ آئے پہلے والا پھر اس کے بعد والا گھر۔ جب یہود گراتے گراتے آخری گھر تک پہنچ گئے اور وہ برابر منافقین کا انتظار بھی کر رہے تھے اور ان کی باتوں کو بھی یاد کر رہے تھے کو انہوں نے ان کو آرزوئیں دلائی تھیں، جب مایوس ہو گئے ان تمام چیزوں سے جو کچھ ان کے پاس تھا۔ اب انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے وہی مطالبہ کیا جو کچھ حضور ﷺ ان پر اس سے قبل پیش کر چکے تھے۔

ان رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ یہ فیصلہ کیا کہ آپ ان کو دیس سے نکال دیں گے اور وہ اپنا سامان اُٹھا کر لے جائیں جو کچھ اُونٹوں پر لے جا سکتے ہیں اس میں جو کچھ ان کے پاس ہے سوائے اسلحہ کے۔ چنانچہ وہ ہر طرف دوڑے، ہر راستے پر گئے اور بنو ابوالحقیق مل گئے ان کے پاس بہت سارے چاندی کے برتن تھے۔ نبی کریم ﷺ نے اور آپ کے اصحاب نے اور مسلمانوں نے دیکھے تھے جب انہوں نے نکالے تھے

اوران کے سردار حیی بن اخطب نے قصدوارادہ کیا جب وہ مکے میں گیا ان سے اس نے فریاد چاہی رسول اللہ کے خلاف اوران سے مدد مانگی تھی۔ ادھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے اہل نفاق کی بات بیان کردی تھی اوروہ ساری بات جوان کے اور یہود کے درمیان طے تھی اور یہودی مسلمانوں کو شرم اور عار دلانے لگے تھے وہ جب گھروں کو گرار ہے تھے اور کھجوروں کے درختوں کو کاٹ رہے تھے۔

یہودیوں نے کہا کہ ان بے چارے درختوں کا کیا گناہ ہے تم تو یہ دعویٰ کرتے ہو کہ تم اصلاح کرنے والے ہو؟ تو اللہ تعالیٰ نے سورہ حشر نازل فرمائی :

سبح للہ ...... سے لے کر ...... ولیخزی الفاسقین ...... تک۔ (سورۃ الحشر : آیت ۱۔۵)

(اس کے اندر اللہ تعالیٰ نے فرمایا) کہ آپ لوگوں نے جو بھی درخت کاٹے یا باقی چھوڑے تو سب اللہ کے حکم سے کیا ہے۔

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے بقایا مال یا درخت رسول اللہ کے لئے نفل کردیا تھا اور کسی کے لئے اس میں سے حصہ نہیں مقرر کیا تھا۔

چنانچہ ارشاد فرمایا :

وما افاء اللّٰہ علیٰ رسولہ منھم فما او جفتم علیہ من خیل ولا رکاب ...... واللّٰہ علیٰ کل شیٔ قدیر ...... تک

(سورۃ الحشر : آیت ۶)

مطلب یہ کہ سب کچھ رسول اللہ کا ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس مال کو جیسے اللہ نے آپ کو حکم دیا آپ نے اس کو مہاجرین اولین میں تقسیم کردیا اور اس میں سے انصار کے صرف دو ہی آدمیوں کو دیا، ایک سماک بن اوس بن خبرشہ یعنی ابودجانہ کو اور دوسرا شخص سہل بن حنیف تھا۔ اور کچھ لوگ نے گمان کیا ہے کہ آپ نے سعد بن معاذ کو سیف بن ابوالحقیق کو دیا۔ اور بنونضیر کو جلاوطن کیا ماہ محرم الحرام سنہ تین ہجری میں۔ اور بنوقریظہ مدینے میں بیٹھے رہے تھے اپنے اپنے گھروں میں۔ حضور کو حکم نہیں ملا تھا نہ ہی ان کے ساتھ قتال کرنے کے لئے اور نہ ہی ان کو نکالنے کے لئے۔ یہاں تک کہ اللہ نے ان کو رسوا کیا تھا بسبب حیی بن اخطب کے اور بسبب جمع کرنے گروہوں اور جماعتوں کے۔

یہ الفاظ حدیث موسیٰ بن عقبہ سے اور حدیث ابن لہیعہ اسی مفہوم میں ہیں۔ سعد بن معاذ کو دینے اور سیف بن ابوالحقیق کے دینے تک۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن صماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں خبر دی حنبل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسحاق بن صالح جرمی نے ایک آدمی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن اسحاق نے عاصم بن عمرو بن قتادہ نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے محاصرہ کیا تھا بنوقینقاع قبیلے کا اور وہ پہلے یہودی تھے جن کا حضور ﷺ نے محاصرہ کیا تھا مدینے میں۔ لہٰذا وہ آپ کے حکم پر عمل کرنے کے لئے تیار ہوگئے تھے۔ مگر عبداللہ بن اُبی منافق حضور کے سامنے کھڑا ہوگیا تھا۔

راوی نے یہاں وہی قصہ ذکر کیا ہے جیسے یونس بن بکیر کی روایت میں گزر چکا ہے۔ اس کے بعد کہتے ہیں کہ یہ واقعہ جنگ اُحد سے پہلے کا ہے۔ جب اُحد کا قضیہ گزر چکا تو رسول اللہ ﷺ نے اُحد کے چار ماہ بعد اصحاب بیر معونہ کو بھیجا وہ قتل کردیئے گئے اس کے بعد بنونضیر کو جلاوطن کردیا تھا اور اسی طرح اس کو کہا ہے محمد بن اسحاق نے سلمہ بن فضل کی روایت میں ان سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۴/۳)

(۷) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالازہر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن شرحبیل نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابن جریج نے، اس نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے یہ کہ یہود بنونظر اور قریظہ نے انہوں نے محاربہ کیا رسول اللہ ﷺ سے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کو جلاوطن کردیا تھا اور بنوقریظہ کو برقرار رکھا اور آپ نے ان پر احسان کیا تھا، حتیٰ کہ اس کے بعد قریظہ نے بھی جنگ شروع کردی۔ لہٰذا آپ نے ان کے مردوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں کو اور ان کی اولادوں کو اور مالوں کو مسلمانوں کے درمیان تقسیم کردیا تھا ہاں مگر ان میں سے بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ

مل گئے تھے، وہ ایمان لے آئے اور مسلمان ہو گئے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جلا وطن کر دیا تھا مدینہ کے یہودیوں کو بنو قینقاع میں سے اور وہ لوگ حضرت عبداللہ بن سلام کی قوم کے لوگ تھے اور یہود بن حارثہ کو ہر اس یہودی کو جو مدینے میں تھے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو عمرو بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم بن زکریا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی فیاض بن زہیر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن جریج سے، اس نے ذکر کیا اسے اس کی اسناد کے ساتھ مذکور کی مثل، مگر اس نے کہا اس روایت میں کہ آپ نے ان کے مردوں کو قتل کیا اور ان کی عورتوں کو قیدی بنایا اور ان کی اولادوں کو بھی اور ان کے مال تقسیم کئے مسلمانوں کے درمیان۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے اسحاق بن نصر سے۔ (فتح الباری ۷/۳۲۹)

اور مسلم نے اس کو روایت کا کیا ہے محمد بن رافع سے اور اسحاق بن منصور سے ان کے سب نے عبدالرزاق سے حدیث فقیہ کے الفاظ کے مطابق۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ باب احداء الیہود من الحجاز۔ حدیث ص ۶۲)

بنو نضیر کے درختوں کا کاٹنا اور جلانا .... (۹) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس سیاری نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن علی غزال نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی علی بن حسین بن شقیق نے، ان کو خبر دی ابن مبارک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی موسیٰ بن عقبہ نے نافع سے، اس نے عبداللہ بن عمر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو نضیر کے کھجوروں کے درخت کاٹ دیئے تھے اور جلا دیئے تھے اس حادثے کے میں۔

حسان بن ثابت کہتے ہیں :

وَهَانَ عَلٰى سَوَاةِ بَنِی لُؤَیٍّ ۔ حَرِیْقٌ بِالْبُوَیْرَۃِ مُسْتَطِیْرُ ۔

اور اسی واقع پر یہ ایک آیت نازل ہوئی تھی :

ما قطعتم من لینة او ترکتموھا قائمة علی اصولها فباذن اللّٰه ولیخزی الفاسقین ۔

(سورۃ الحشر : آیت ۵)

جو درخت بھی آپ لوگوں نے کاٹے ہیں یا اپنی جڑوں پر کھڑے چھوڑ دیئے ہیں تو یہ سب کچھ اللہ کے حکم سے ہوا ہے اس لئے تا کہ وہ نافرمانوں کو رسوا کر دے۔

(مسلم نے حدیث ابن مبارک سے نقل کیا ہے کتاب الجہاد والسیر۔ باب قطع الاشجار ص ۱۳۶۵۔۱۳۶۶)

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے حدیث موسیٰ بن عقبہ بن نافع سے۔ (فتح الباری ۶/۱۵۴)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی ابراہیم بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی آدم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ورقاء نے ابن ابو نجیح سے، اس نے مجاہد سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

ماقطعتم من لینة ۔ یعنی تم نے جو بھی کھجور کاٹی ہیں

کہتے ہیں کہ بعض مہاجرین نے بعض کو کھجور کاٹنے سے منع کیا تھا اور یہ کہا کہ یہ مسلمانوں کی غنیمتوں میں سے (یعنی فتح ہو جانے پر بطور غنیمت مسلمانوں کے ہاتھوں میں آئے گی)۔ اور ان لوگوں نے کہا جنہوں نے کاٹی نہیں کہ یہ دشمن کو غیظ و غضب دلانے اور جلانے کے لئے ہم نے یہ کام کیا ہے۔ لہٰذا جنہوں نے کاٹنے سے منع کیا تھا ان کی تصدیق میں قرآن اُترا۔ اور جنہوں نے کاٹا تھا ان کے کاٹنے کی تحلیل اور عدم گناہ پر بھی قرآن اُترا۔ لہٰذا ارشاد فرمایا کہ سوائے اس کے کہ اس کا کاٹنا اور چھوڑ دینا بھی اللہ کے حکم اور اجازت سے ہوا ہے۔

بنونضیر کے مال کا بطور فئی حاصل ہونا......... (۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن شیبان نے ، ان کو خبر دی سفیان نے عمرو بن دینار سے ، اس نے زہری سے ، اس نے مالک بن اوس بن حدثان سے ، اس نے عمر بن خطاب سے کہ انہوں نے کہا بے شک بنونضیر کے مال ان میں سے تھے جو اللہ نے اپنے رسول پر فے کئے تھے بلا جنگ لڑے عطا کئے تھے۔ ان میں سے تھے جس پر مسلمانوں نے گھوڑے نہیں دوڑائے تھے اور نہ ہی اُونٹوں پر سوار مجاہدین نے حملے کئے تھے۔ لہٰذا وہ مال رسول اللہ کے لئے مخصوص تھے۔ آپ اس میں سے اپنے اہل خانہ پر خرچ کرتے تھے، سال بھر کا خرچہ لے لیتے تھے باقی جو کچھ بچ جاتا تھا اس کو اللہ کی راہ میں جہاد کی تیاری پر خرچ کرتے تھے، اسلحہ وغیرہ جمع کرنے پر اور جہاد کے لئے جانور تیار کرنے پر۔

(بخاری۔ مسلم نے اسے سفیان بن عیینہ سے نقل کیا ہے۔ (فتح الباری ۸/ ۶۲۹۔ ۶۳۰۔ مسلم کتاب المغازی۔ باب حکم الفئی ص ۱۳۷۶۔ ۱۳۷۷)

باب ۳۴

کعب بن اشرف یہودی[۱] کا قتل ہونا اور اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول اور مسلمانوں کو اس کے شر سے بچانا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس بن بکیر نے ، ان کو ابن اسحاق نے ، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے اور صالح بن ابوامامہ بن سہیل بن حنیف نے ، ان دونوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ جب بدر سے فارغ ہوئے آپ نے اہل مدینہ کے پاس دو خوشخبری دینے والے روانہ کئے ، ایک زید بن حارثہ تھے ان کو مدینہ سافلہ کی طرف بھیجا اور دوسرے عبداللہ بن رواحہ تھے ، ان کو اہل مدینہ عالیہ کے پاس بھیجا۔ وہ ان کو خوشخبری دیتے تھے کہ اللہ نے اپنے نبی کو فتح دی ہے۔ زید بن حارثہ کی ملاقات نبی سے پہلے اپنے بیٹے اسامہ سے ہوئی جس وقت رسول اللہ ﷺ کی بیٹی سیدہ رقیہ جو حضرت عثمان کے عقد میں تھی بیمار تھی اور حضور نے عثمان کو اس کی تیمارداری کے لئے چھوڑ گئے تھے وہ فوت ہوگئی تو اس کو دفن کر کے مٹی برابر کر رہے تھے۔ اسامہ کو کہا کہ تیرے والد زید آگئے ہیں۔ اسامہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے پاس آیا اور وہ لوگوں کو یہ بتا رہے تھے کہ عقبہ بن ربیعہ قتل ہوگیا ہے اور شیبہ بن ربیعہ اور ابوجہل بن ہشام اور نبیہ اور منبیہ اور امیہ بن خلف قتل ہو چکے ہیں۔ اس طرح وہ بڑے بڑے قریش کی موت کی خبر دے رہے تھے۔

اسامہ کہتے ہیں میں نے از راہ تعجب پوچھا، اے ابا جان! کیا یہ سچ ہے؟ انہوں نے بتایا، جی ہاں سچ ہے اللہ کی قسم اے بیٹے۔ ادھر ان لوگوں کو موت کی خبر سنائی عبداللہ بن رواحہ نے اہل عالیہ کو یہ خبر جب کعب بن اشرف یہودی کو پہنچی تو اس نے کہا ہلاک ہو جاؤ کیا یہ خبر سچ ہے؟ وہ لوگ عرب کے بادشاہ تھے لوگوں کے سردار تھے۔ ان جیسی مصیبت کسی بادشاہ کو کبھی نہیں پہنچی۔

چنانچہ کعب بن اشرف مکے روانہ ہوگیا مشرکین کی تعزیت کے لئے۔ وہاں پر وہ عاتکہ اُسید بن ابوالعیص کے ہاں جا کر ٹھہرا۔ وہ مطلب بن ابووداعہ کے عقد میں تھی اس نے جا کر وہاں رونا شروع کیا قریش کے مقتولین پر اور قریش کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف اُبھارا اور اس نے رو کر

[۱] دیکھئے مغازی الواقدی ۱/ ۱۸۴۔ ابن سعد ۲/ ۳۱۔ تاریخ الطبری ۲/ ۴۸۷۔ سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۴۳۰۔ ابن حزم ص ۱۵۴۔ عیون الاثر ۱/ ۲۹۵۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۵)

ایک قصیدہ کہا جو کہ درج ذیل ہے :

طحنت رحا بدر لمهلك اهلها ولمبل بدر تسهل وندمع

قتلت سراة الناس حول حياضهم لا تبعدوا ان الملوك تصرع

كم قد اصيب بها من ابيض ماجد ذى بهجة تاوى اليه الضيع

طلق اليدين اذا الكواكب اخلفت حمال اثقال يسود ويربع

ويقول اقوام اذل بسخطهم ان ابن الاشرف ظل كعبا يجزع

صدقوا فليت الارض ساعة قتلوا ظلت تسوخ باهلها وتصدع

صار الذى اثر الحديث بطعنه او عاش اعمى مرعشا لا يسمع

نبئت ان الحارث بن هشامهم فى الناس يبنى الصالحات ويجمع

ليزور يثرب بالجموع وانما يحمى على الحسب الكريم الادوع

نبئت ان بنى كنانه كلهم خشعوا لقتل ابو الوليد وجدعوا

نبئت ان بنى المغيرة كلهم خشعو لتقل ابى الحكم وجدعوا

وابنا ربيعة عنده ومنبة ما نال مثل المهكيس وتبع

میدان بدر میں چلنے والی جنگی چکی نے بدر والوں کو ان کی ہلاکت گاہ میں پیس کر رکھ دیا ہے اور بدر والوں جیسوں پر تو روتے ہیں آنسو بہاتے ہیں سب لوگوں میں سے بہترین سردار لوگ اپنے حوضوں کے گرد قتل ہوئے پڑے ہیں۔ یہ بات بعید از عقل ہے بے شک بادشاہ بھی بھی قتل ہوا کرتے ہیں؟ کتنے شرفاء تھے جو وہاں بدر میں خوبصورت لوگ مارے گئے جو کہ حسن و تازگی والے تھے۔ فقیر و غریب جنگی کرائے جاتے ہیں ظرف پناہ لیتے تھے۔ کثرت کے ساتھ بھلائی کرنے والے سخی تھے جو اس وقت سخاوت کرتے تھے جب بارش کے لئے طلوع ہونے والے ستارے بانجھ ہوتے تھے (مطلب ہے قحط کے دور میں بھی ان کی سخاوت جاری رہتی تھی)۔ اُونٹوں کے بوجھ اُٹھوانے والے (مراد تاجر ہے) جو سرداری کرتے تھے اور غنیمتوں کی چوتھائی وصول کرتے تھے۔ لوگ کہتے ہیں کہ ان سرداروں کے ناراض ہو جانے (جدا ہو جانے) سے ہم ذلیل بے عزت ہو گئے ہیں۔ بے شک ابن اشرف جو کعب بن گیا تھا (اونچا برتر) وہ تنگ ڈر گیا اور گھبرا گیا ہے۔ ان کی ہلاکت کی تصدیق ہو چکی ہے۔ اے کاش! جس وقت وہ مارے گئے تھے زمین غم سے جوش مار کر پھٹ جاتی۔ کاش کہ جس نے ان کی موت کی خبر پھیلائی وہ خود نشانہ بن جاتا یا اندھا ہو جاتا جیتے جی مارے خوف کے وہ کچھ بھی نہ سن سکتا۔ مجھے خبر ملی ہے کہ ان میں سے حارث بن ہشام تو اتفاق اور صلح کی کوشش میں مصروف تھے اور نیکی کی بنیاد قائم کر رہے تھے تا کہ وہ لوگوں کو ملے اور اتفاق قائم کر کے خوشی سے شرابیں پلوائے سوائے ان کے نہیں کہ صاحب و نسب ہی حفاظت کرتا ہے جو حسین و وجیہہ ہوتا ہے۔ مجھے یہ بھی خبر ملی ہے کہ بنو کنانہ سارے کے سارے جھک پڑے تھے واسطے قتل ابو الولید کے اور یہ کہ ان مقتولین کے ناک کان بھی کاٹے گئے تھے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ انصاری کی ایک عورت نے کہا کہ میں نے اشرف کا قول سُنا تھا :

بكت عين من تبكى لبدر واهلة وعلت بمثليها لؤى بن غالب

جو شخص بدر اور اہل بدر کو رویا ہے اس کی آنکھ روتی رہے گی اور لوئی بن غالب اسی کی مثل کے لئے سدا آنسو بہاتے رہیں گے۔

اورحضرت حسان بن ثابت ﷺ نے کہا :

بکت عین کعب ثم عل بعبرۃ　　　منہ وعاش مجدعا لا یسمع

ولقد دأیت ببطن بدر منھم　　　قتلی تسح لھا العیون وتدمع

کعب بن اشرف کی آنکھیں روئی ہیں پھر مسلسل آنسوں بہاتی ہیں اس دردوغم سے اور اس سے وہ ہمیشہ ناک کان کٹا رہے گا یعنی بے عزت و بے حرمت رہے گا۔
اللہ کی قسم میں نے بطن وادی بدر میں ان کفار و مشرکین کو دیکھا تھا جو مقتول ہوئے پڑے تھے۔ان کے لئے آنکھیں جوش مار رہی تھیں اُبل رہی تھیں اور آنسو بہا رہی تھیں۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ پھر کعب مدینہ میں واپس لوٹ آئے اور اس نے اُم فضل بنت حارث کی تشبیب کی یعنی اشعار کے اندر اس کے حسن و جمال اور اس کی جوانی کا تذکرہ کرنے لگا۔

أداحل انت لم تحلل بمنقبة　　　وتارك انت اُم الفضل با الحرم

اس نے اپنے کلام میں مسلمانوں کی عورتوں کے شباب اور جوانی اور حسن کا تذکرہ کر کے مسلمانوں کو تکلیف پہنچائی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/۴۳۰۔۴۳۶)

(۲)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عتبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ کعب بن اشرف یہودی بنو نضیر میں سے ایک تھا اور ان کا سردار اور لیڈر تھا۔اس نے اشعار کے اندر حضور کی بُرائی کر کے حضور کو ایذا رسانی کی تھی اور قریش کے پاس مکے میں جا کر ان کو مزید گمراہ کیا تھا۔چنانچہ ابوسفیان نے اس سے کہا تھا :

''اے کعب! بن اشرف میں آپ کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں آپ مجھے صحیح صحیح بتایئے گا، کیا ہم لوگوں کا دین اللہ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہے یا محمد (ﷺ) کا دین اور اس کے اصحاب کا دین؟ اور تیرے نزدیک ہم میں سے کون زیادہ ہدایت پر ہے تیری رائے کے اندر اور کون حق سے قریب تر ہے؟ بے شک ہم لوگ اُونٹ خیرات کر کے لوگوں کو کھلاتے ہیں اور ہم دودھ اور پانی لوگوں کو پلاتے ہیں اور ہم وہاں تک کھانا کھلاتے ہیں جہاں تک بادشاہی چلتی ہے''۔

کعب بن اشرف یہودی نے جواب دیا کہ تم لوگ ان سے زیادہ ہدایت پر ہو راستے کے اعتبار سے۔

اس کے بعد کعب بن اشرف واپس مدینہ کی طرف روانہ ہوا مگر وہ مشرکین کی رائے کو متفق کر چکا تھا۔رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قتال کرنے پر علی الاعلان بسبب عداوت رسول کے اور حضور کی ہجو اور بُرائی کرنے کے (جب کعب بن اشرف یہودی کی عداوت حد سے بڑھ گئی) تو رسول اللہ نے فرمایا، کون ہے جو کعب بن اشرف کی خبر لے ہمارے لئے۔اس نے تو اعلانیہ ہماری عداوت اور ہماری ہجو شروع کر دی ہے۔ اور اس نے قریش کے پاس جا کر ان کو بھی متفق کر لیا ہے ہمارے ساتھ قتال کرنے کے لئے۔اللہ نے مجھے اس بارے میں خبر دے دی ہے۔ اس کے بعد آیا سب سے بڑی خباثت پر قریش کا انتظار کرنے لگا کہ وہ آئیں گے تو یہ بھی ان کے ساتھ مل کر مسلمانوں سے قتال کریں گے۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے مسلمانوں کے سامنے یہ آیت پڑھی :

الم ترالی الذین اوتوا نصیبا من الکتاب یؤمنون با لجبت والطاغوت ویقولون للذین کفروا ھٰؤلاء اھدی من الذین اٰمنوا سبیلا۔ (سورۃ نساء : آیت ۵۱)

کیا آپ نے دیکھا نہیں ان لوگوں کی طرف جو آسمانی کتاب کی ایک حصہ بھی دے گئے ہیں وہ ایمان لاتے ہیں شیطان کے اور بتوں کے ساتھ اور کافروں سے کہتے ہیں کہ تم لوگ اہل ایمان سے زیادہ ہدایت پر ہو راستے کے اعتبار سے۔

یہ آیت اور دیگر آیات اس کے ساتھ جو قریش کے بارے میں ہیں اور ہمارے لئے یہ بات ذکر کی گئی۔واللہ اعلم

رسول اللہ نے فرمایا تھا، اے اللہ! آپ مجھے کافی ہو جائیں ابن اشرف سے جس طرح آپ چاہیں۔ چنانچہ محمد بن سلمہ نے عرض کی یارسول اللہ میں اس مردود کو قتل کردوں، رسول اللہ نے فرمایا، جی ہاں۔

چنانچہ اس کے بعد محمد بن مسلمہ اپنے گھر جانے کے لئے اُٹھے۔ ان کو سلکان بن سلامہ آگے مقبرہ میں ملے وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف آرہے تھے۔ محمد بن مسلمہ نے اس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے کعب بن اشرف کے قتل کرنے کا حکم دے دیا ہے اور تم جاہلیت میں اس کے دوست رہ چکے ہو۔ آپ کے سوا اس کو کوئی امان نہیں دے گا۔ اس کو نکا لئے میرے آگے میں اس کو قتل کروں گا۔ سلکان نے اس سے کہا کہ اگر حضور ﷺ مجھے حکم دیں گے تو میں تب ایسا کروں گا۔

لہٰذا محمد بن مسلمہ اس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور سلکان نے کہا یارسول اللہ کیا آپ نے کعب بن اشرف کے قتل کا حکم دیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں، تو سلکان نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے اس بات کی اجازت دیجئے۔ آپ نے بھی کہا کہ آپ کو بھی اجازت ہے۔ لہٰذا سلکان اور محمد بن مسلمہ اور عباد بن بشر بن وقش اور سلمہ بن ثابت بن وقش اور ابوعبس بن جبر روانہ ہوئے۔ حتیٰ کہ وہ اس کے پاس چاندنی رات میں پہنچے اور کھجور کے تنوں کے سائے میں چھپ گئے اور سلکان نکلا، اس نے زور سے آواز لگائی، اے کعب۔ اس نے پوچھا کہ کون ہو تم؟ انہوں نے بتایا کہ میں سلکان ہوں اور یہ ابولیلیٰ ہے اے ابونائلہ۔ کیونکہ کعب بن اشرف کی کنیت ابونائلہ تھی۔ اس کی بیوی نے پیچھے سے کہا کہ آپ نیچے نہ اُتریں اے ابونائلہ یہ آپ کو قتل کردے گا۔ اس نے کہا کہ میرا بھائی ہے یہ خیر کے ساتھ ہی آیا ہوگا۔ اگر جوان نیزہ کھانے کے لئے بلایا جائے تو بھی وہ جاتا ہے۔

چنانچہ کعب باہر نکلا، اس نے حویلی کا پھاٹک کھولا تو بولا کون ہو تم؟ (کیونکہ اندر کوئی آدمی تھا) وہ بولا تیرا بھائی ہوں قطاطی۔ مجھے آپ کا سر چاہئے۔ اس نے آہستہ آہستہ سر ہلایا کیونکہ اس کو کعب نے پہچان لیا تھا لہٰذا وہ اس کے لئے نیچے اُتر آیا (کیونکہ وہ اس کا دوست تھا سلکان جواب دوست نہیں رہا تھا، مسلمان ہو گیا تھا)۔ لہٰذا سلکان کعب کو اپنے دوستوں کے پس لے آیا اور اس سے کہنے لگا کہ ہمیں سخت غربت لاحق ہوگئی ہے میں اس لئے تیرے پاس آیا ہوں کہ آپ کے ساتھ باتیں بھی کروں گا اور آپ کے پاس زرہ بھی رہن رکھوں گا کچھ جو ہیں کے بدلے میں۔ کعب نے اس سے کہا کہ میں نے تجھے بتایا تھا کہ تم عنقریب اسی غربت سے دوچار ہوگے مگر ہم لوگ تو آج بھی خوشحال ہیں، ہمارے پاس کھجوریں ہیں، جو ہیں، عنبر ہے آؤ ہمارے پاس۔ سلکان نے کہا کہ شاید ہم ایسا ہی کریں۔ اتنے میں سلکان نے کعب کے سر میں اپنا ہاتھ ڈالا پھر اس کو سونگھ کر کہنے لگا یار یہ تمہارا عنبر کس قدر خوشبودار ہے یہ تو ایک بار یا دوبار تیار کیا گیا ہوگا۔ یہاں تک کہ کعب باتوں سے مطمئن ہو گیا۔

اس کے بعد سلکان نے کعب کا سر پکڑ لیا اور مضبوط کرلیا مگر اس اللہ کے دشمن نے زور کے ساتھ بُری طرح چنگھاڑا، ادھر سے اس کی بیوی نے چیخ ماری اے کعب دونوں محافظو۔ مگر سلکان نے اس کو پکڑ کر گلے سے لگا کر معانقہ میں قابو کرلیا اور اپنے ساتھیوں سے کہا کہ مجھ سمیت اس اللہ کے دشمن قتل کردو۔ وہ اپنی تلواروں کے ساتھ صرف اسی پر حملہ کرتے رہے، حتیٰ کہ ایک نے اس کے پیٹ میں تلوار گھونپ دی جس سے اس کی انتڑیاں باہر آگئیں۔ چنانچہ اس طرح انہوں نے اس کو اپنی قدرت میں لے کر اپنی تلواروں کی زد میں لے لیا۔ اس گتھم گتھا ہونے اور تلوار چلانے میں ان کے ساتھ عباد بن بشر کو بھی چہرے یا پیر پر تلوار لگ گئی تھی مگر اس وقت پتہ نہ چل سکا۔

چنانچہ کعب کو قتل کرنے کے بعد جب وہ حراف بعاث میں پہنچے تو دیکھا کہ ان کا ایک ساتھی نہیں ہے کیونکہ اس کا خون کافی بہہ گیا تھا جس سے نڈھال ہوکر وہ گر گیا تھا۔ لہٰذا وہ لوگ اسی وقت واپس دوڑے، دیکھا تو وہ راستے میں گرا ہوا تھا جلدی سے اس کو اُٹھا کر اس کے گھر میں لے آئے اسی رات میں اس طرح اللہ نے کعب بن اشرف کو قتل کرادیا۔ اللہ اور رسول کی عداوت اور رسول کی ہجو اور بُرائی کرنے کی پاداش میں اور حضور سے لڑنے کے لئے قریش کو تیار کرنے اور ان کو اس پر اُبھارنے میں۔ (الدرر لابن عبدالبر ص ۱۴۳۔ عیون الاثر ۱/۳۶۵)

کعب بن اشرف نقض عہد اور غدر کے بسبب قتل ہونا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق نے اور ابوبکر بن حسین نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی، بحر بن نصر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی ہے ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی سفیان بن عقبہ نے، اس سے عمر بن سعید سفیان بن سعید ثوری کے بھائی نے، اس نے اپنے والد سے، اس نے عبایہ سے یعنی ابن رفاعہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ کے سامنے کعب بن اشرف کے قتل کا تذکرہ کیا گیا تھا۔ ابن یامین نے کہ اس کو دھوکے سے قتل کیا تھا[1] محمد بن مسلمہ نے کہا اے معاویہ کیا تیرے نزدیک رسول اللہ ﷺ بھی دھوکہ کرتے تھے۔ پھر آپ منکر نہیں ہیں، اللہ کی قسم نہیں سایہ دے گی مجھے اور آپ کو کسی گھر کی چھت کبھی بھی اور نہ ہی مجھے فرصت دینا اس کا خون مگر میں اس کو قتل کر دیتا۔

راوی احمد کہتے ہیں کو کچھ ہم نے ذکر کیا جو کچھ ہم آئندہ ذکر کریں گے کعب بن اشرف کا عذر اور دھوکہ کرنا اور اس کا بعض عہد کرنا اور اس کا رسول اللہ کی ہجو اور برائی کرنا اور مسلمانوں کی برائی کرنا اور ان سے عداوت کرنا، خصوصاً قریش کو ان کی عداوت پر اُکسانا یہ سب تکذیب کرنا ہے مذکورہ قول کے قائل کی اور دلالت کرتا ہے ان کی رائے کی برائی پر اور اس قول کی قباحت پر۔ بے شک کعب بن اشرف اسی قتل کا مستحق تھا خصوصاً جبکہ اس کا غدر کرنا اور نقض عہد کرنا اس کے کفر سمیت ظاہر کر چکا تھا۔ و باللہ التوفیق

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو جمال نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی سفیان نے، ان کو عمرو بن دینار نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ حُیی بن اخطب اور کعب بن اشرف قریش کے پاس مکے میں آئے اور قریش سے انہوں نے حلف لیا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قتل کرنے کے لئے۔ قریش نے ان سے پوچھا کہ تم لوگ (یہودی) اہل علم ہو تمہارے پاس قدیم علم ہے، تم لوگ اہل کتاب ہو ہمارے بارے میں بھی ہمیں بتاؤ اور محمد (ﷺ) کے بارے میں۔ ان یہودیوں نے پوچھا کہ کیا ہوا تمہیں اور محمد کو؟

قریش نے کہا، کہ ہم لوگ اُونٹ ذبح کر کر کے لوگوں کو اللہ کے واسطے کھلاتے ہیں، دودھ اور پانی لوگوں کو پلاتے ہیں، قیدیوں کو غلاموں کو چھڑاتے ہیں، حجاج کی خدمت کرتے ہیں، ہم صلہ رحمی کرتے ہیں۔

یہودیوں نے پوچھا کہ یہ خوبیاں تو تمہارے اندر ہیں محمد کیسا ہے؟ قریش نے کہا کہ وہ تو بخیل بدخو ہے (نعوذ باللہ من ذالك)۔ اس لئے ہمارے راستے کاٹ دیئے ہیں بنو غفار میں سے حجاج کی چوریاں کرنے والوں نے، اس کی اتباع کی ہوئی ہے۔ یہودیوں نے کہا، حقیقت یہ ہے کہ تم لوگ قریش ان سے بہتر ہو اور زیادہ راہ روی پر ہو۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی :

الم ترالی الذین اوتوا نصیبًا من الکتب یؤمنون با لجبت و الطاغوت ۔ الخ (سورۃ نساء : آیت ۵۱)

کیا آپ نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو آسمانی کتاب کا ایک خاص حصہ دیئے گئے ہیں وہ لوگ تو ایمان لاتے ہیں شیطان کے ساتھ اور بتوں کے ساتھ۔

سفیان نے کہا کہ بنو غفار جاہلیت میں اہل سلّہ تھے یعنی اہل سرقہ تھے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابونصر بن عمر بن عبداللہ العزیز بن عمر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب بن ایوب ضبعی نے، ان کو حسن بن علی بن زیاد سُرّی نے، ان کو ابواویس نے، ان کو ابراہیم بن جعفر بن محمود بن مسلمہ نے، ان کو ان کے والد نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ کا معاملہ ہوا جو کچھ کہ معلوم ہے اس وقت کعب بن اشرف ایک طرف ہو کر مکے والوں کے ساتھ مل گیا اور کہنے لگا تھا کہ نہ تو میں (محمد ﷺ) کی مدد کروں گا اور نہ ہی اس سے قتال کروں گا۔

---

[1] مذکورہ قول کے قائل کا مذکورہ قول کعب بن اشرف کی تائید یا تصویب یا تحسین کے لئے ہرگز نہیں تھا کیونکہ یہ ایک عام مسلمان بھی نہیں کر سکتا تھا چہ جائے کہ ایک عظیم صحابی رسول کہتا بلکہ عرب کے بہادروں کے دستور کے خلاف تھا کسی کو اس طرح قتل کرنا۔ اس لئے انہوں نے کہا ہوگا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (مترجم)

مکہ میں اس سے کہا گیا تھا، اے کعب کیا ہمارا دین بہتر ہے یا محمد کا اور اس کے اصحاب کا دین بہتر ہے؟ کعب نے کہا تم لوگوں کا دین بہتر ہے، زیادہ اور پرانا اور قدیم ہے۔ محمد کا دین جدید ہے۔ لہٰذا یہ آیت نازل ہوئی :

الم ترالی الذین اوتوا نصیبًا من الکتب یؤمنون با الجبت و الطاغوت ۔ الخ

کیا آپ لوگوں نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو کتاب میں سے ایک معتد بہ حصہ دیئے گئے ہیں مگر وہ لوگ (اس کے باوجود) جبت و طاغوت پر ایمان لاتے ہیں۔

اس کے بعد کعب بن اشرف مدینے میں آیا علی الاعلان نبی کریم ﷺ کے ساتھ دشمنی کرنے لگا اور نبی کریم کی ہجو اور بُرائی اشعار میں کرنے لگا۔ اس نے جو پہلی بکواس کی تھی وہ یہ تھی :

آذاهب انت لم تحلل بمنقبةٍ و تارك انت أم الفضل با الحرم

صفرآء رادعة لو تعصرا عتصرت من ذی القوادیر و الحناء و الكتم

احدی نبی عامر هام الفؤاد بها ولو تشاء شفت كعبا من السقم

لم ارشمسًا قبلها طلعت حتیٰ تبدت لنا فی ليلة انطلم

اور یہ بھی کہا

طحنت رحا بدر لمهلك أهله ولمثل بدر يستهل و يقلع

(اپنے آپ سے مخاطب ہو کر کہتا ہے) کیا تو جا رہا ہے (اے کعب) جبکہ ابھی تک تم نے حسن کی منقبت کا حق ادا نہیں کیا اور تو ام فضل (حضرت عباس کی بیوی) کو حرم میں چھوڑ کر جا رہا ہے۔ وہ زعفرانی رنگ والی پیلی پیلی بہار ہے اگر نچوڑ جائے تو اس سے شیشہ (کانچ) اور فہدی اور کتم ہی نکلے گا یا شیشہ اور حنا اور کتم سے بنی ہوئی اور نچوڑی ہوئی ہے۔ بنو عامر سے ایک ہے جس کے ساتھ دل پریشان کی حد تک وابستہ ہے ہو گیا ہے۔ ہاں اگر وہ چاہے تو کعب کو عشق کی بیماری سے شفا بخش سکتی ہے۔ میں نے نہیں دیکھا کہ اس سے قبل سورج طلوع ہوا ہو حتیٰ کہ وہ ہمارے لئے اندھیری رات میں نمودار ہوئی تھی۔ اور یہ بھی کہا تھا شروع میں کہ بدر کے اندر جنگ کی چکی نے بدر والوں کو پیس کر رکھ دیا ہے اور ان جیسوں پر تو آنسو بہائے جاتے ہیں اور انہیں پر بے حوصلہ ہوا جاتا ہے۔

چنانچہ دونوں نے وہ بہت ذکر کیے ہیں جو جن میں بعض حروف بعض سے کم بعض سے زیادہ ہیں اور ساتواں بہت کم ہے۔ اس میں یوں ہے۔

لمهلك بنی الحكيم و جرعوا

رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت کے سامنے فرمایا تھا کہ کون ہے جو کعب بن اشرف کا کام تمام کر دے؟ اس نے ہمیں ایذا پہنچائی ہے شعروں میں اور اس نے مشرکین کو ہمارے اُوپر جری کر دیا ہے۔ لہٰذا محمد بن مسلمہ نے کہا میں یا رسول اللہ یہ کام کر دوں گا۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے آپ ہی کہ کام کریں۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ تھوڑا تھوڑا سا چل کر واپس آ گئے اور عرض کی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں؟

آپ نے فرمایا کہ کہیئے آپ کو اجازت ہے، یعنی اگر میں نے اپنے عقیدے کے خلاف آپ کے بارے میں کہہ دی تو، آپ نے فرمایا تمہیں اجازت ہے (یعنی دشمن کو دھوکہ دینے کے لئے)۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ ایک دو دن کے بعد نکلے اور وہ کعب کے پاس پہنچے۔ وہ باغ میں بیٹھا تھا۔ انہوں نے کہا کہ اے کعب! میں ایک ضروری کام سے آیا ہوں۔ پھر انہوں نے اس کے قتل کے بارے میں پوری بات ذکر کی ہے۔

اور یہ کہا کہ اس روایت میں بھی موجود ہے جو ہمیں بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد عبدوس نے، وہ کہتے ہیں کہ کہ ہمیں خبر دی عثمان بن سعید نے، ان کو عباس علی بن مدینی نے، ان کو سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ عمرو بن دینار نے کہا کہ میں نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کون کعب بن اشرف کے قتل کی ذمہ داری لیتا ہے۔ اس نے اللہ اور اس کے رسول کو ایذا

پہنچائی ہے۔ چنانچہ محمد بن مسلمہ اُٹھے اور بولے یا رسول اللہ اگر میں اس کو قتل کر دوں تو میں آپ کے نزدیک زیادہ پسندیدہ ہوں گا؟ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں۔ انہوں نے پوچھا کہ مجھے یہ اجازت دیجئے کہ اگر میں کوئی بات آپ کے خلاف کروں، آپ نے فرمایا کہ کہہ سکتے ہو۔

لہٰذا محمد بن مسلمہ کعب یہودی کے پاس گیا اور جا کر کہا کہ اس آدمی (محمد ﷺ) نے ہم لوگوں سے صدقہ مانگا ہے اور اس نے تو ہمیں مشقت میں واقع کر دیا ہے اور میں آپ کے پاس آیا ہوں، میں آپ کے ساتھ اُدھار کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا، اے مسلمہ ابھی تو ابتداء ہے دیکھنا تمام امور میں اس سے بھی زیادہ پریشانی دیکھو گے۔ اس نے کہا یار کیا کریں ہم تو اس کی اتباع کر بیٹھے ہیں، لہٰذا ہم یونہی اس کو چھوڑنا بھی پسند نہیں کرتے حتیٰ کہ ہم دیکھ لیں کہ وہ کیا کیا کرتا ہے۔ ہم نے یہ چاہا ہے کہ ہم آپ کے ساتھ کچھ اُدھار کا معاملہ کریں۔

کعب یہودی نے کہا کہ میرے پاس اپنی عورتوں کو رہن رکھ دو۔ محمد بن مسلمہ نے کہا جناب ہم کیسے اپنی عورتوں کو آپ کے پاس رہن کے طور پر چھوڑ سکتے ہیں جبکہ آپ عربوں میں سارے عرب سے زیادہ خوبصورت ہیں (گویا وہ تمہاری طرف مائل ہو جائیں گی)۔ اس نے کہا کہ پھر تم لوگ میرے پاس اپنے بیٹوں کو رہن رکھ دو۔ محمد نے کہا کہ ہم بیٹوں کو کیسے آپ کے پاس رہن رکھیں کیونکہ بعد میں طعنہ دیا جائے گا کہ تم ایک وسق یا دو وسق کھجوروں کے بدلے میں رہن رکھے گئے تھے۔ کعب نے پوچھا کہ پھر کونسی چیز رہن رکھو گے؟ محمد بن مسلمہ نے کہا کہ ہم ہتھیار (اسلحہ) رہن رکھیں گے۔

سفیان نے کہا کہ محمد نے کعب کے ساتھ وعدہ کر لیا کہ وہ اسلحہ اس کے پاس لے کر آئے گا۔ لہٰذا وہ رات کو اس کے پاس پہنچا۔ ان کے ساتھ ابونائلہ بھی تھے۔ وہ کعب کا دودھ شریک بھائی بھی تھا۔ ابونائلہ نے اس کو قلعہ سے باہر بلایا، وہ ان کے پاس اُتر آیا۔ اُترنے لگا تو اس کی بیوی نے پوچھا، اس وقت کہاں جا رہے ہیں؟ اس نے کہا کہ نیچے محمد بن مسلمہ کھڑا ہے اور میرا بھائی ابونائلہ ہے۔

محمد بن مسلمہ نے کہا کہ جب کعب نیچے آ جائے گا تو میں کعب کو شعر کہوں گا اور اس کو سونگھوں گا پھر تم لوگوں کو سونگھوں گا۔ جب تم دیکھو کہ میں نے اس پر پکا ہاتھ ڈال لیا ہے تو تم اس پر ٹوٹ پڑنا۔

کہتے ہیں کہ وہ تلوار لٹکا کر نیچے اُتر آیا۔ اور اس سے خوشبو مہک رہی تھی۔ اس نے کہا کہ میں نے آج تک ایسی خوشبو نہیں دیکھی نہ سونگھی آپ مجھے اجازت دیں گے کہ میں آپ کے سر کو سونگھ لوں۔ اس نے کہا کہ بالکل آپ سونگھیں۔ ابونائلہ نے اس کے سر کو سونگھا پھر اپنے ساتھیوں کو بھی سونگھایا، پھر کہا کہ دوبارہ آپ اجازت دیں گے سونگھنے کی؟ خوشبو بڑی پیاری چیز ہے اس نے جب اس کے سر کو مضبوط پکڑ لیا تو آواز لگائی کہ ٹوٹ پڑو۔ اس پر حملہ کر کے اس قتل کر دیا اور رسول اللہ کے پاس آ کر ان کو خبر دی۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں علی بن مدینی سے۔ (فتح الباری ۷/ ۳۳۶۔۳۳۷)

انہوں نے یہ اضافہ کیا ہے کہ اس نے کہا تھا کہ وہ میرا بھائی ہے محمد بن مسلمہ میرا دودھ شریک بھائی ہے۔ ابونائلہ بے شک شریف آدمی اگر رات کے وقت نیزے کی نوک کے لئے بلایا جائے تو بھی وہ جاتا ہے۔

(۶) وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شعیب نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے، وہ ان تین صحابہ میں سے تھے جن کی توبہ قبول کی گئی تھی۔ یعنی کعب بن مالک۔ انہوں نے کہا کہ کعب بن اشرف یہودی شاعر تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کی ہجو وبُرائی کرتا تھا اشعار کے اندر۔ اور کفار قریش کو اپنے اشعار میں رسول اللہ ﷺ کے خلاف بھڑکاتا تھا۔ حضور جب مدینے میں آئے تو اہل مدینہ ملے جلے لوگ تھے۔ بعض ان میں سے مسلمان تھے جن کو رسول اللہ ﷺ کی دعوت نے اکٹھا کر دیا تھا۔ کچھ ان میں مشرکین تھے جو بتوں کے پجاری تھے، کچھ ان میں یہودی تھے وہ اہل اسلحہ اور اہل قلعہ اور وہ دو قبیلوں کے حلیف تھے (باہم انہوں نے معاہدے کر رکھے تھے) یعنی اوس کے اور خزرج کے۔

حضورﷺ جب مدینے میں آئے تو آپ نے یہ چاہا کہ ان سب میں صلح کرادیں کیونکہ کیفیت کچھ ایسی تھی کہ اگر ایک آدمی مسلمان ہوتا تو اس کا باپ مشرک ہوتا اور کوئی مسلمان ہوتا اس کا بھائی مشرک ہوتا۔ جبکہ یہود اور مشرکین مدینے کے رہنے والے تھے۔ جب رسول اللہﷺ مدینے میں آئے تو وہ آپ کو ایذا پہنچانے تھے اور آپ کے اصحاب کو بھی شدید ترین ایذا پہنچاتے۔ لہٰذا اللہ نے رسول کو اور مسلمانوں کو حکم دیا کہ وہ اس ایذا رسائی پر صبر کریں اور ان سے عفو و درگزر کریں۔ انہی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہ آیت نازل فرمائی :

ولتسمعن من الذین اوتوا الکتاب من قبلکم ومن الذین اشرکوا اذی کثیرا ۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۸۶)

تم لوگ ضرور سنو گے ان لوگوں سے جو تم سے پہلے کتاب دے گئے تھے (یعنی یہودیوں سے)۔ اور مشرکین سے کثیر ایذا۔

انہی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی :

ود کثیر من اھل الکتاب لو یردونکم من بعد ایمانکم کفارا حسدا من عند انفسھم من بعد ماتبین لھم الحق فاعفوا واصفحوا حتیٰ یأتی اللّٰہ بامرہ ۔

(سورۃ بقرہ : آیت ۱۰۹)

بہت سے لوگ اہل کتاب میں سے یہ چاہتے ہیں کہ وہ تمہیں ایمان کے بعد کفر لوٹا دیں، یہ ان کے نفسوں کا حسد ہے باوجود اس کے کہ ان کے سامنے حق واضح ہو چکا ہے، بس تم ان کو معاف کردو ان سے درگزر کرو یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اپنا حکم لے آئے۔

جب کعب بن اشرف رسول اللہ کو ایذا دینے سے باز نہ آیا اور مسلمانوں کو ایذا پہنچانے سے تو رسول اللہﷺ نے سعد بن معاذ کو حکم دیا کہ وہ ایک جماعت بھیجے تاکہ اس کو قتل کردیں۔ آپ نے سعد بن معاذ کو اور محمد بن مسلمہ انصاری کو پھر حارثی کو اور ابوعبس انصاری کو اور حارث بن احی سعد بن معاذ کو۔ پانچ افراد کے ساتھ وہ لوگ رات کو کعب بن اشرف کے پاس پہنچے۔ وہ یہود کی مجلس میں بیٹھا تھا۔ عوالی مدینہ میں کعب بن اشرف نے جب ان کو دیکھا تو اس نے ان کی حالت کو عجیب محسوس کیا اور وہ ان سے خوف زدہ ہوگیا اور ان سے کہنے لگا، تم لوگ کس کام سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے پاس کام سے آئے ہیں۔ اس نے کہا کہ سب نہیں ایک یا دو بندے تم میں سے میرے پاس قریب آکر مجھے اپنی حاجت بتلائیں۔

چنانچہ بعض ان میں سے قریب ہوگئے۔ انہوں نے کہا کہ ہم آپ کے پاس آئے ہیں تاکہ ہم آپ کے پاس زرہیں فروخت کریں اور ان کی قیمت خرچے میں لائیں۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر تم یہ کام کرنے آئے ہو تو لگتا ہے کہ تم لوگوں پر اس آدمی نے کوئی مشقت ڈال دی ہے (یعنی محمدﷺ نے)۔ اس نے ان لوگوں کو وعدہ دیا کہ اس کے پاس عشاء کے وقت آئیں جب لوگ اس کے پاس سے ہٹ جائیں گے۔

چنانچہ وہ لوگ آئے۔ ایک آدمی نے ان میں سے اس کو آواز دی، وہ باہر آنے کے لئے اُٹھا تو اس کی بیوی نے اس سے کہا یہ لوگ رات کو اس وقت کیوں آئے ہیں آپ کے پاس، یہ کسی اچھی بات کے لئے نہیں آئے ہیں۔ اس نے کہا کہ جی ہاں، انہوں نے مجھے اپنی بات بتادی تھی۔ جب وہ آگیا تو ابوعبس نے اس کو پکڑا اور محمد بن مسلمہ نے اس پر تلوار کا وار کردیا اور کسی نے اس کی کوکھ میں تلوار گھسیڑ دی۔ جب کعب کو انہوں نے قتل کردیا تو سارے یہودی گھبرا گئے اور ان کے ساتھ مشرکین بھی جو ان کے ساتھ تھے۔ یہودی حضور کے پاس پہنچ گئے اور کہنے لگے کہ کعب بن اشرف رات کو قتل ہوگیا ہے وہ ہمارا سردار تھا۔

حضور نے ان کو یاد دلایا جو کچھ اس نے اپنے اشعار میں حضور ﷺ کی اور مسلمانوں کی ہجو کی تھی۔ حضور ﷺ نے ان کو دعوت دی کہ آجاؤ میں تمہارے اور مسلمانوں کے درمیان ایک معاہدہ لکھ دیتا ہوں جس کے مطابق وہ پابند رہیں گے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے اپنے اور یہود کے درمیان اور عام مسلمانوں کے درمیان ایک معاہدے کی تحریر لکھ دی۔ یہ صحیفہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے حارث کی بیٹی کی دار میں واقع کھجور کے درخت تلے بیٹھ کر لکھا تھا۔ اور یہ صحیفہ رسول اللہ ﷺ کے بعد علی بن ابوطالب کے پاس موجود تھا۔ (ابوداؤد ۱۵۴/۳)

(۷)　ہمیں خبر دی ابوعلی روذ باری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن درشہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ بن فارس نے یہ کہ حکم بن نافع نے ان کو حدیث بیان کی ہے کہ ہمیں خبر دی شعیب نے زہری سے، اس نے عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے اپنے والد سے، وہ ایک دن ان تین صحابہ میں سے تھے جن کی توبہ قبول کی گئی تھی۔ انہوں نے کہا کہ کعب بن اشرف حضور ﷺ کی بُرائی کرتا تھا اشعار میں۔ انہوں نے اس کو ذکر کیا ہے اور حدیث عبدالکریم زیادہ نام ہے۔

زخم پر لعاب دہن لگانے کی وجہ سے تکلیف ختم ہوجانا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن مغیث نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کون وعدہ کرتا ہے میرے لئے کعب بن اشرف کے کام تمام کرنے کا۔ پھر انہوں نے حدیث اپنے طول سمیت ذکر کی ہے اور ان لوگوں کے نام ذکر کئے ہیں جو اس کے قتل میں شریک تھے۔ محمد بن مسلمہ، سلکان بن سلامہ بن وقش وہی ابو نائلہ تھے جو کہ بنو عبدالاشہل میں سے تھے۔ اور حارث بن اوس بن معاذ یہ بھی بنو عبدالاشہل میں سے ایک تھے، اور ابوعبس بن جبر یہ بنو حارثہ میں سے تھے اور یہ بھی ذکر کیا گیا ہے کہ حارث بن اوس کو ان کے بعض ساتھیوں کی تلوار لگ گئی تھی جس سے اس کے سر میں اور پیر میں زخم آ گیا تھا۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ اس کو اُٹھا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے تھے۔ رات کے آخری حصے میں جبکہ حضور ﷺ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے ہم نے حضور ﷺ کو سلام کہا۔ حضور ﷺ باہر آئے ہمارے پاس۔ ہم نے ان کو اللہ کے دشمن کے قتل کی خبر دی تھی۔ حضور ﷺ نے ہمارے زخمی ساتھی کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگایا اور ہم اپنے اپنے گھروں میں واپس چلے گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴۳۱/۲)

واقدی نے اس کو اپنی اسنادوں کے ساتھ اسی طرح ذکر کیا ہے کعب بن اشرف کے قتل کے قصے میں اور کہا ہے کہ حضور ﷺ نے اس زخمی کے زخم پر اپنا تھوک لگایا تو اس کی تکلیف ختم ہوگئی۔ (مغازی الواقدی ۱۸۴/۱)

(۹)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ بن بطہ نے، ان کو حدیث بیان کی حسن بن جہم، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمر واقدی نے اسانید کے ساتھ اس قصے میں اور ذکر کیا موسیٰ بن عقبہ نے کہ عباد بشر وہی ہے کہ جس کو اس کے چہرے پر یا پیر پر زخم آ گیا تھا اور اسی طرح ہے پہلی روایت میں جابر بن عبداللہ سے۔

(۱۰)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ ان کو ثور بن زید دیلی نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ ان لوگوں کے ساتھ بقیع کی طرف چلے گئے تھے۔ اس کے بعد آپ نے ان کو ادھر ان کے چہرے کی طرف منہ کروایا اور کہا کہ چلے جاؤ اللہ کے نام کے ساتھ۔ اے اللہ! تو ہی ان کی مدد فرما۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴۳۸/۲)

بے شک دین نے اس حیرانگی تک پہنچایا ہے .... (۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالعباس نے، ان کو احمد نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، ان کو مولی بن زید نے ثابت نے، ان کو ابن محیصہ نے اپنے والد محیصہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم یہود کے آدمیوں میں سے جس پر کامیاب ہوجاؤ اسے قتل کر دو۔ چنانچہ ابن محیصہ بن مسعود نے ابن سنینہ پر حملہ کر دیا جو کہ یہود کے تاجروں میں سے تھا، کپڑے کی تجارت کرتا تھا۔ انہوں نے حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ اس وقت تک حویصہ خود بھی مسلمان نہیں ہوا تھا

اور محیصہ سے بڑا تھا جب اس نے اس کو قتل کر دیا تو حویصہ نے ان کو مارنا شروع کیا کہ اے اللہ کے دشمن تم نے ان کو قتل کر دیا۔ خبردار حالانکہ تیرے پیٹ میں اس کے مال سے بہت ساری چربی ہے۔ لہٰذا محیصہ نے کہا کہ میں نے اس سے کہا اللہ کی قسم مجھے اس کے قتل کا ہستی نے حکم دیا تھا کہ اگر وہ مجھے تمہارے قتل کا حکم دیتا تو میں تجھے بھی قتل کر دیتا اللہ کی قسم بے شک یہی آغاز تھا حویصہ کے اسلام کا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم کیا واقعی اگر محمد ﷺ تجھے میرے قتل کا حکم دیتا تو آپ مجھے قتل کر دیتے؟ محیصہ نے کہا بالکل کر دیتا اللہ کی قسم۔ بے شک دین نے ان کو اس حیرانگی تک پہنچایا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴۴۱/۲۔ تاریخ ابن کثیر ۸/۴۔۹)

واقدی نے اس میں اضافہ کیا ہے کہ بس حویصہ اسی دن مسلمان ہو گیا تھا اور انہوں نے گمان کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جب اس رات کے بعد صبح کی جس رات کعب بن اشرف قتل ہوا تھا تو آپ نے اس کا حکم دیا تھا۔ واللہ اعلم (مغازی الواقدی ۱۹۱/۱۔۱۹۲)

باب ۳۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مجموعہ ابواب بسلسلہ غزوۂ اُحد[1]

باب ذکر تاریخ واقعہ اُحد

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے نحوی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج بن ابومنیع نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے زہری سے، اس نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ واقعہ اُحد شوال کے مہینے میں ہوا تھا واقعہ بدر سے ٹھیک ایک سال کے پورا ہونے پر۔ اس دن مشرکین کا سردار ابوسفیان بن حرب تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن الخلیل بغدادی نے نیشاپور میں، ان کو حسن بن محمد نے، ان کو شیبان نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ یوم اُحد والا واقعہ بدر کے بعد اگلے سال ماہ شوال بروز ہفتہ شوال کی گیارہ راتیں گزر چکی تھیں جب نبی اللہ ﷺ نے واقع کیا تھا۔ اس دن آپ کے اصحاب کی تعداد سات سو تھی اور مشرکین دو ہزار تھے یا جس قدر اللہ نے چاہا اس میں سے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۹/۴)

(مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ ابن اسحاق نے کہا کہ نصف (۱۵) شوال تھی۔ (تاریخ ابن کثیر ۹/۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن مؤمل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی فضل بن محمد شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حوش بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ

---

[1] دیکھئے: ابن سعد ۳۶/۲۔ مغازی الواقدی ۱۹۷/۱۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۔ صحیح البخاری ۹۳/۵۔ شرح النووی ۱۴۷/۱۲۔ تاریخ طبری ۴۹/۲۔ الکتاب الاشرف ۱۴۸/۱۔ ابن حزم ص۱۵۶۔ عیون الاثر ۵/۲۔ تاریخ ابن کثیر ۹/۴۔ سیرۃ حلبیہ ۲۸۴/۲۔ سیرۃ الشامیہ ۲۶۱/۴)

میں نے سُنا مالک بن انس سے، وہ کہتے ہیں کہ جنگ بدر ہوئی تھی حضور ﷺ کی مدینہ آمد کے ڈیڑھ سال بعد اور جنگ اُحد اس کے بعد جنگ بدر کے ایک سال بعد ہوئی۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو یونس بن عبدالاعلیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مالک نے، وہ کہتے ہیں کہ جنگ اُحد ہوئی تھی مدینہ کی طرف ہجرت سے اکتیس ماہ پورے ہونے پر شوال میں ہجرت کر کے نبی کریم ﷺ کے مدینہ آمد سے مالک کہتے ہیں کہ اُحد والے دن قتال دن کے اول حصے میں ہوئی تھی۔

باب ۳۶

اس امر کا ذکر کہ نبی کریم ﷺ نیند میں جو کچھ دیکھائے گئے تھے

ہجرت کا معاملہ اور اُحد

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالحمید حارثی نے، ان کو ابواسامہ نے برید سے، اس نے ابوبردہ سے، اس نے ابوموسیٰ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ آپ نے فرمایا کہ میں خواب میں دکھا گیا ہوں کہ میں مکہ سے ایسی سرزمین کی طرف ہجرت کر رہا ہوں جس میں کھجور کے درخت ہیں۔ میرا خیال اس طرف گیا کہ وہ سرزمین یمامہ کی ہے یا شہر ''ہجر'' ہے، مشہور شہر ہے جو بحرین میں واقع ہے مگر وہ شہر مدینہ یثرب تھا۔

نیز میں نے اس خواب میں یہ بھی دیکھا کہ میں نے تلوار لہرائی یا ہلائی ہے۔ بس میرا سینہ کٹ گیا ہے (بغیر کے لحاظ سے) وہ ہوا کہ اُحد میں مؤمنوں کو جو شکست ہوئی تھی اور قتل کی مصیبت بھی۔ پھر میں نے دوبارہ تلوار ہلائی دوسری بار۔ لہٰذا میرا سینہ دوبارہ پہلے سے بھی زیادہ بہتر ہو گیا ہے۔ اس کی تعبیر یہ سامنے آئی کہ اللہ تعالیٰ نے فتح عطا فرمائی اور مؤمنین جمع ہو گئے۔ نیز میں نے اس میں یہ بھی دیکھا، گائے ذبح کی جارہی تھی۔ اللہ بہتر جانتا ہے بغیر کے اعتبار سے۔ وہ اُحد کے دن مؤمنین میں سے کچھ افراد تھے اور چیز سے مراد وہ خیر تھی، اللہ تعالیٰ جس کو لائے تھے اور ثواب صدق کا جو اللہ نے یوم بدر کے بعد عطا کیا۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں ابوکریب سے، اس نے ابواسامہ سے۔

(مسلم۔ کتاب الرؤیا۔ باب الرؤیا النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۷۷۹۔۱۷۸۰۔ فتح الباری ۳۲۴/۷۔۳۲۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابن الزناد نے اپنے والد سے، اس نے عبیداللہ بن عقبہ نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے بدر والے دن اپنی تلوار ذوالفقار ہلائی تھی۔ ابن عباس نے کہا کہ یہ وہی عمل تھا جس کو آپ ﷺ نے اُحد والے دن خواب میں دیکھا تھا اور وہ یہ تھا کہ جب مشرکین آپ کے پاس آئے تھے تو حضور ﷺ کی رائے تھی کہ اب مدینے میں رو کر ان سے قتال کریں مگر کچھ لوگوں نے آپ سے سوال کیا تھا جو لوگ بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے کہ حضور ﷺ ہمیں ان کی

طرف لے کر اُحد میں نکلیں ہم ان کے ساتھ وہاں لڑیں گے۔ اور انہوں نے یہ امید کی تھی کہ ان کو وہی فضیلت حاصل ہو گی جو اہل بدر نے حاصل کی تھی۔ وہ بار بار رسول اللہ ﷺ سے اصرار کرتے رہے، یہاں تک کہ آپ نے ہتھیار زیب تن کر لئے۔ اس کے بعد وہ لوگ پشیمان ہوئے، اب کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ ٹھہریں۔ آپ کی رائے ہی قابل عمل رائے ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی نبی کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ جب ہتھیار پہن لے تو پھر ان کو اُتار دے۔ حتیٰ کہ اللہ خود فیصلہ کرے اس کے درمیان اور اس کے دشمن کے درمیان۔ صحابہ نے کہا کہ حضور ﷺ نے ان سے اس دن جو بات کہی تھی وہ آپ کے ہتھیار پہننے سے پہلے کہی تھی کہ میں نے دیکھا ہے کہ میں ایک محفوظ زرہ میں ہوں۔ میں نے اس کی تعبیر مدینہ مراد لی ہے اور میں نے دیکھا کہ میں اپنے پیچھے سواروں پر مینڈھے کو اپنے پیچھے بیٹھایا ہوا ہوں، میں نے اس کی بغیر لشکر مراد لی ہے اور میں نے دیکھا ہے کہ میری تلوار ذوالفقار ٹوٹی ہوئی ہے یا اس میں دھار پر کٹاؤ پڑ گیا ہے میں نے اس کی تعبیر تمہارے اندر کٹاؤ مراد لیا ہے اور میں نے ایک بیل دیکھا ہے جو ذبح کیا جائے گا۔ پس بیل اللہ کی قسم خیر ہے بقر اللہ کی قسم خیر ہے۔ (مسند امام احمد ۱/۲۷۱)

(۳)　ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو خبر دی ابن ناجیہ نے، ان کو عبدالواحد بن غیاث نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو علی بن زید نے حضرت انس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے دیکھا جو کچھ سونے والا دیکھتا ہے۔ گویا کہ میں پیچھے بٹھانے والا ہوں مینڈھے کو اور گویا کہ میری تلوار کا دستہ ٹوٹ گیا ہے۔ میں نے تعبیر یہ مراد لی ہے کہ میں لوگوں کے لئے بکرا ذبح کروں گا۔ اور میں نے اپنی تلوار کی باڑ ٹوٹنے سے یہ مراد لی ہے کہ میری عترت کا رومی حمزہ قتل ہوگا۔ اور طلحہ بن ابوطلحہ قتل کئے گئے تھے اور وہ صاحب پرچم تھے یعنی علم بردار تھے۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۲۷۴۔ مجمع الزوائد ۶/۱۰۷۔۱۰۸)

باب ۳۷

نبی کریم ﷺ کی اُحد کی طرف روانگی کا قصہ

اور یہ واقعہ کیسے واقع ہوا تھا

(۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عبداللہ بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی القاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے والد موسیٰ بن عتبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے مغازی میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ قریش مدینے سے واپس لوٹے تو انہوں نے مشرکین عرب سے جس کو اپنی طرف کھینچ سکتے تھے کھینچا اور ابوسفیان بن حرب تمام قریش کی جماعت کے ساتھ چلے تھے۔ یہ شوال کا مہینہ تھا واقعہ بدر سے اگلے سال۔ یہاں تک کہ وہ لوگ بیر حماد تک پہنچ گئے۔ اس کے بعد وہ اس وادی میں اُترے جو اُحد سے قبل ہے۔

ادھر مسلمانوں میں سے کچھ مرد ایسے تھے جو بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور وہ لوگ نادم تھے کہ بدر میں شرکت ان سے کیوں رہ گئی تھی۔ اور وہ لوگ دشمن سے ٹکرانے کی تمنا دل میں لئے بیٹھے تھے۔ تاکہ وہ بھی اس آزمائش سے گزرے جس سے ان کے بھائی بدر میں گزرے تھے۔

جب ابوسفیان اور مشرکین اُحد پہاڑ کے دامن میں اُترے تو وہ مسلمان خوش ہو گئے جو بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اس بات پر کہ ان کا دشمن آ گیا ہے۔ لہٰذا یہ لوگ جہاد میں بہادری کے جوہر دکھا سکیں گے۔ اور وہ لوگ کہنے لگے کہ اللہ تعالیٰ ہماری امیدوں اور آرزوؤں کو چلا کر ہماری طرف لے آیا ہے۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے جمعہ کی رات کو خواب دیکھا صبح ہوئی تو آپ کے پاس آپ کے صحابہ کی ایک جماعت آئی۔ آپ نے فرمایا کہ میں نے گذشتہ رات ایک خواب دیکھا ہے۔ میں نے خواب میں ایک بیل یا گائے دیکھی ہے اور اللہ خیر ہے۔

اور ابن فلیح کی ایک روایت میں ہے کہ میں نے اپنی تلوار کو دیکھا ہے کہ وہ ٹوٹ گئی ہے دستے کے پاس سے یا یوں فرمایا کہ اس میں گھاؤ اور کٹ ہو گئے اور میں نے اس بات کو ناپسند کیا ہے۔ نیز میں نے دیکھا کہ میں ایک محفوظ زرہ میں ہوں اور میں نے اپنے پیچھے سواری پر بکرا اٹھائے ہوئے ہوں۔ حضور نے جب صحابہ کرام کو اپنا خواب بتایا تو کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ آپ نے اپنے خواب سے کیا تعبیر نکالی ہے؟ آپ نے فرمایا کہ میں نے بقر کی تعبیر فرد مراد لی ہے جو ہمارے اندر ہے اور قوم سے ہے۔ اور میں نے جو کچھ اپنی تلوار میں دیکھا ہے اسے میں نے ناپسند کیا ہے۔

کچھ لوگ کہتے ہیں کہ آپ نے جو کچھ اپنی تلوار میں دیکھا تھا اس سے مراد وہی کچھ تھا جو آپ کو اپنے چہرۂ اقدس پر زخم اور اذیت پہنچی تھی۔ بے شک دشمن نے اس دن آپ کو چہرے پر اذیت پہنچائی تھی۔ اور آپ کے رباعی والے دانت یعنی سامنے کے دو دانتوں کو چھوڑ کر ان کے برابر والے دانت توڑ دئیے تھے اور آپ کا ہونٹ بھی پھٹ گیا تھا۔

راویوں کا خیال ہے کہ جس نے آپ کو نشانہ مارا تھا وہ بد بخت عتبہ بن ابو وقاص تھا۔

اور بیل سے مراد وہ جو اس دن قتل کئے گئے تھے مسلمانوں میں سے اور فرمایا کہ میں نے کبش مینڈھے یا بکرے کی تعبیر یہ لی ہے کہ وہ دشمن کے لشکر والا کبش مراد ہے اور ان کا قتل ہونا۔ اور ابن فلیح کی ایک روایت میں ہے کہ اللہ اس کو قتل کرے گا۔ اور محفوظ یہ حفاظت کرنے والی زرہ سے مراد میں نے مدینہ لیا ہے۔ لہٰذا تم لوگ اسی جگہ ٹھیرے رہو اور بچوں وغیرہ کو پیچھے کر دو۔ بس اگر دشمن کے لوگ ہمارے اوپر گلیوں میں داخل ہوئے تو ہم ان کو قتل کر دیں گے اور ان پر گھروں کے اوپر سے نشانہ ماریں گے۔ اور انہوں نے مدینے کی گلیوں کو دیواریں لگا کر بند کر دیا تھا۔ یہاں تک کہ جو بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اے اللہ کے نبی ہم لوگ اسی دن کی آرزو و امید لگائے ہوئے تھے اور اللہ سے دعائیں مانگ رہے تھے اور اللہ دشمن کو چلا کر لے آیا ہے اور فاصلہ بھی قریب کر دیا ہے۔

اور انصار کے مردوں نے کہا ہم ان سے کب لڑیں گے اے اللہ کے نبی؟ اگر ہم ان سے اپنی گھاٹی میں نہ لڑے اور کچھ جوانوں نے کہا ہم کب منع کریں گے یا کب رکاوٹ کریں گے جب ہم اس وقت نہ رکاوٹ کریں جب کھیتی کاشت کی جائے۔ اور کچھ جوانوں نے کہا، ایسا قول جس کو انہوں نے سچا کر دیکھا اور اس پر چلے اور جاری رہے۔

ان میں سے ایک حمزہ بن عبد المطلب تھے اس نے کہا تھا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کے اوپر کتاب اُتاری ہے ہم ضرور ان کے ساتھ لڑیں گے۔ اور نعمر بن مالک بن ثعلبہ نے کہا تھا (وہ بنو سالم میں سے ایک تھا) اے اللہ کے نبی اب ہمیں جنت سے محروم نہ کیجئے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں ضرور جنت میں داخل ہوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کس چیز کے ساتھ؟ اس نے کہا کہ اس چیز کے ساتھ کہ میں اللہ سے اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں اور میں جنگ کے دن فرار نہیں ہوں گا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا، آپ نے سچ کہا ہے۔ لہٰذا وہ اسی دن شہید کر دیا گیا۔

چنانچہ اس دن اکثر لوگوں نے اصرار کیا کہ وہ دشمن کی طرف خروج کریں گے رسول اللہ ﷺ کی بات پر (کہ مدینے میں رہ کر لڑیں گے)۔ اور آپ کی رائے پر نہیں رکے۔ اگر مسلمان اسی بات پر راضی ہو جاتے جس بات کا آپ نے ان کو مشورہ دیا تھا تو شاید وہ نقصان نہ ہوتا جو ہوا تھا۔

لیکن تقدیر اور قضا غالب آ گئی تھی۔ ان لوگوں میں سے زیادہ تر لوگ جنہوں نے مدینے سے باہر جا کر لڑنے کا اشارہ دیا تھا وہ جوان تھے جو کسی وجہ سے بدر میں شریک نہیں ہو سکے تھے اور وہ یہ جان چکے تھے کہ اصحاب بدر بڑی بڑی فضیلت لے گئے ہیں۔

جب رسول اللہ ﷺ نے جمعہ پڑھایا تو آپ نے لوگوں کو وعظ و نصیحت فرمائی اور ان کو جہاد کا حکم دیا تھا۔ اس کے بعد آپ خطبے اور نماز سے فارغ ہوئے اور آپ نے ہتھیار پہننے کا حکم دیا اور اس کے بعد لوگوں میں روانگی کا اعلان فرمایا۔

جب یہ منظر دیکھا صاحب رائے لوگوں نے تو کہنے لگے کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے یہ حکم دیا تھا کہ مدینے میں ٹھہرے رہیں اگر دشمن ہمارے اوپر سے داخل ہوگا تو ہم ان سے گلیوں میں قتال کریں گے۔ حضور ﷺ کے بارے میں خواب جانتے ہیں اور وہ جو کچھ ارادہ کرتا ہے اس کو بھی جانتے ہیں اور حضور ﷺ کے پاس آسمان سے وحی آتی ہے۔

اس کے بعد ہم لوگوں نے حضور ﷺ کی طرف دیکھا اور عرض کی، اے اللہ کے نبی آپ یہیں ٹھہر جایئے جیسے آپ نے ہم سے فرمایا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کسی نبی کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ جب جنگ کے لئے اسلحہ جسم پر سجالے اور دشمن کی طرف نکلنے کا اعلان بھی کردے پھر وہ رجوع کرلے۔ حتیٰ کہ وہ قتال کرلے۔ میں نے تم لوگوں کو اسی بات کی دعوت دی تھی مگر آپ لوگوں نے اس بات کا انکار کیا اور دشمن کی طرف پیش قدمی کرنے پر مصر ہوئے۔ اب تم لوگ تقویٰ پر قائم رہو اور جنگ کے وقت صبر کو لازم پکڑو جب تم دشمن سے ٹکرا جاؤ اور دیکھو کہ میں تمہیں کیا حکم دیتا ہوں بس وہی کرنا۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان مدینے سے باہر نکل گئے اور وہ بدائع پر چلے گئے۔ وہ ایک ہزار اصحاب تھے اور مشرکین تین ہزار تھے۔ حضور چلتے رہے کہ اُحد میں جا کر اُترے مگر وہاں پہنچ کر عبداللہ بن ابی سلول (رئیس المنافقین) تین سو افراد کو وہاں سے توڑ کر واپس لوٹ آیا۔ اب حضور کے پاس سات سو افراد رہ گئے تھے۔ کعب بن مالک انصاری نے کہا تھا:

انا بهذا الجزع لو كان اهليه — سوانا لقد سار بليل فاقشعوا
جلاد على ريب الحوادث لا ترى — على هالك عينا لنا الدهر تدمع
ثلاثة الاف ونحن نصيّة — ثلاث مئين ان كثرنا واربع
فواحوا سراعا موجفين كأنهم — غمام هداقت ماء ها الويح تعلع
ورحنا وأخوانا بطاء كاننا — اسود على لحم ببيشة ظلع

مگر سیرت ابن ہشام میں پہلا شعر یوں مروی ہے:

وانا بارض الخوف لو كان اهلها — سوانا لقد اجلو بليل فاقشعوا

ہم لوگ ایسے خطے پر ہیں (یعنی ارض خوف پر ہیں) کہ اگر یہاں پر آنے والے ہمارے سوا کوئی اور ہوتے تو وہ رات کے اندھیرے میں فرار ہو جاتے اور کمزور پڑ جاتے۔ ہم لوگ انتہائی صبر کرنے والے، خطرات و حوادث پر آپ کسی ہلاک ہونے والے ہم میں سے کس آنکھ کو روتا نہیں دیکھیں گے بلکہ زمانہ ہم پر روئے گا۔

ہمارے مقابلے پر دشمن کی تعداد تین ہزار ہے اور جبکہ ہم قوم میں سے چنے ہوئے صرف تین سو افراد ہیں۔ اگر ہم زیادہ ہوئے تو چار سو ہوں گے۔ باقی لوگ واپس چلے گئے ہیں جلدی کرتے ہوئے عجلت سے گویا کہ وہ ایسے بادل تھے ہوا نے جن کا پانی گروا دیا اور ان کو اُڑا کر لے گئی یعنی وہ اُکھاڑ دیئے گئے۔ ہم نے تو یہیں شام کی ہے اور ہمارا آخری فرد بھی جم کر لڑے گا گویا کہ ہم بھوکے شیر ہیں جنگل کے (بیلہ کے) جو گوشت پر ٹوٹ پڑے ہیں۔ جب عبداللہ بن اُبی سلول تین سو افراد کو لے کر واپس لوٹ گیا تو مسلمانوں کے دو گروہ سست ہو گئے تھے مگر انہوں نے یہ ارادہ کر ہی لیا کہ قتال کریں گے۔ وہ بنو حارثہ اور بنو سلمہ تھے جیسے کہا جاتا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو اُحد کے دامن میں صف بندی کی اور مشرکین نے پتھریلی زمین پر صف بندی کی جو اُحد کی جانب تھی اور دونوں فریق قتال کے لئے تیار ہو گئے اور مشرکین اپنے گھوڑوں پر سوار تھے۔ خالد بن ولید بن مغیرہ (جو اس وقت تک مسلمان نہیں ہوئے تھے) اوران کے ساتھ ایک سو گھڑ سوار تھے، مسلمانوں کے پاس کوئی گھوڑا نہیں تھا اور مشرکین کا علمبردار بنو عبد الدار میں سے تھا اوران کے علمبردار نے شکایت کی طلحہ بن عثمان شیبہ بن عثمان کے بھائی سے۔ اس لئے حجابۃ، ندوۃ اور لواء انہیں کے پاس یہ منصب ہوتے تھے۔ ابو سفیان بن حرب نے کہا علمبرداری یوم بدر میں ضائع ہوگئی تھی یا علم ضائع ہوگیا تھا حتیٰ کہ اس علم کے گرد کتنے لوگ مارے گئے تھے۔ تم لوگ خوب جانتے ہو اور میں یہ رائے دیتا ہوں کہ میں دوسرا علمبردار مقرر کرتا ہوں۔ لہٰذا بنو الدار نے اوران کے ہم نواؤں نے کہا کہ اگر تم لوگ چاہو تو دوسرا علم بلند کرلو لیکن اس کو لہرائے گا بنو عبد الدار کا آدمی۔ ابو سفیان نے کہا، بلکہ تم لوگ اپنا علم قابو کرو اور صبر کرو۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے پچاس تیر اندازوں کو حکم دیا اوران کو مقرر کیا دشمن کے گھوڑوں کی طرف سے اوران پر عبد اللہ بن جبیر کو امیر مقرر کردیا جبکہ وہ لوگ ابن جبیر کے بھائی برادر تھے اور حضور ﷺ نے ان سے کہا کہ اے تیر اندازو جب ہم لوگ قتال میں اپنے اپنے مقام کو پکڑ لیں تو اگر تم لوگ مشرکین کے کسی گھڑ سوار کو دیکھو کہ اس نے حرکت کی ہے اور تم دیکھو کہ اللہ کے دشمنوں کو شکست ہوگئی ہے تو بھی تم لوگ اپنے اپنے ٹھکانے کو نہ چھوڑنا۔ میں خود تمہارے پاس آؤں گا۔ تم میں سے کوئی آدمی اپنی جگہ سے نہ ہٹے، اور گھڑ سوار سے ہماری حفاظت کرنا۔ آپ نے ان سے وعدہ لیا اور اس میں تاکید فرمائی۔

مگر اللہ کا کرنا ایسا ہوا کہ اسی راستے سے ہی اس دن حضور کو وہ تکلیف پہنچی جو مذکور ہوئی جب حضور ﷺ نے اپنے اصحاب سے قتال کے بارے میں عہد لیا۔ اس دن مہاجرین کا جھنڈا بردار اصحاب رسول میں سے تھا، اس نے کہا کہ ان شاء اللہ میں ان کی حفاظت کروں گا خبر میرے پاس ہے۔ طلحہ بن عثمان نے اس سے کہا، اے حفاظت کرنے والے کیا تجھے مقابلے کے لئے دلچسپی ہے (یعنی میرے مقابلے میں آؤ گے؟)۔ انہوں نے کہ جی ہاں بالکل۔ یہ کہتے ہی انہوں نے اگلے کو سنبھلنے نہیں دیا اس سے پہلے ہی اپنے تلوار فوراً طلحہ کے سر میں ماری جو کہ اس کے جبڑے تک اُتر گئی اس طرح اس نے اسے مار دیا۔

چنانچہ مشرکین کے علمبردار کا قتل ہو جانا رسول اللہ ﷺ کے خواب کی تصدیق تھی جو آپ نے دیکھا تھا کہ میں اپنے پیچھے سوار پر بکرے یا مینڈھے کو بٹھائے ہوئے ہوں۔ جب ان کا علمبردار مارا گیا تو نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب پھیل گئے اور متفرق ٹولیاں اور گروپ بن گئے اور دشمن پر کاری ضرب لگانے کے لئے ان کی صفوں میں گھس گئے اوران کو اسلحہ سے خالی کردیا۔

ادھر دشمن کے گھڑ سواروں نے تین بار مسلمانوں پر حملہ کیا مگر ہر دفعہ تیروں سے چھلنی کئے گئے اور ناکام واپس لوٹ گئے اور مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا اور ہر دفعہ ان پر غالب آگئے قتل کر کے۔ جب ان پچاس تیر اندازوں نے دیکھا کہ اللہ عزوجل نے ان کے بھائی مسلمانوں کو فتح دی ہے تو وہ کہنے لگے اللہ کی قسم ہم یہاں پر کسی کام کے لئے نہیں بیٹھے ہوئے، اللہ نے دشمن کو ہلاک کردیا ہے اور ہمارے بھائی مشرکین کے لشکر میں ہیں مگر ایک گروہ نے کہا ان میں سے، ہم کس وجہ سے صف بنا کر کھڑے ہیں اللہ نے دشمن کو شکست دی ہے لہٰذا انہوں نے اپنے اپنے ٹھکانے چھوڑ دیئے جن کے بارے میں نبی کریم ﷺ نے ان سے عہد لیا تھا کہ وہ کسی قیمت پر ان کو نہ چھوڑیں۔ چنانچہ انہوں نے باہم اختلاف کیا اور بزدل ہو گئے اور رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی۔ لہٰذا ان کے اندر گھوڑے دوڑ گئے قتل کرتے ہوئے۔ اور زیادہ تر لوگ لشکر میں تھے۔

جب ان جوانوں نے دیکھا جو متفرق تھے کہ گھڑ سواروں نے تباہی مچادی ہے تو سب اکھٹے ہو گئے اور مل کر دشمن کی طرف سیدھے ہوئے مگر یہاں پر کسی چیخنے والے نے چیخ کر کہا پیچھے پیچھے ہو جاؤ رسول اللہ قتل ہو گئے ہیں۔ اس سے مسلمانوں کے ہاتھ پیر ڈھیلے ہو گئے اس پریشانی میں۔ اور گھبراہٹ میں کتنے لوگ مارے گئے، اللہ نے مشرکین کے ہاتھوں ان کو شہادت کی عزت نصیب فرمائی۔ اور مسلمان مارے خوف اور پریشانی کے کسی کی طرف پلٹ کر دیکھ بھی نہیں رہے تھے یونہی وادی میں بھاگے جا رہے تھے۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو

ثابت قدم رکھا جب آپ کے صحابہ میں سے کسی نے آپ کو سامنے دیکھا تو حضور ﷺ لوگوں کو پیچھے سے بُلا رہے تھے۔ پھر کچھ لوگ جو قریب تھے آواز سن سکے وہ آپ کے پاس جمع ہو گئے۔

وادی میں پانی کے مقام پر جب رسول اللہ ﷺ نظر نہ آئے تو ایک آدمی نے ان سے کہہ دیا کہ رسول اللہ ﷺ قتل ہو گئے ہیں۔ لہٰذا اپنی قوم کی طرف جاؤ وہ تمہیں امان دے دیں گے اس سے کہ وہ تمہیں قتل کرنے آ جائیں اور وہ تمہارے گھروں میں داخل ہو جائیں۔ ایک آدمی نے ان میں سے کہا اگر اس معاملے میں ہمیں کچھ اختیار ہوتا یا ہماری کوئی سُنتا تو ہم لوگ یہاں پر نہ مارے جاتے۔ اور دوسروں نے کہا کہ اگر چہ رسول اللہ ﷺ قتل ہو گئے ہیں تو کیا تم لوگ اپنے دین پر نہیں لڑو گے اسی دین پر جس پر تمہارے نبی کریم ﷺ تھے۔ حتیٰ کہ تم لوگ بھی شہید ہو کر اللہ کو مل جاؤ۔

ان میں سے ایک انس بن نضر تھے اس کے لئے اس بات کی شہادت رسول اللہ ﷺ کے سامنے سعد بن معاذ نے دی تھی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بنی قیشر میں سے ایک نے کہا تھا کہ اگر ہمیں اس معاملے میں کوئی اختیار ہوتا تو ہم یہاں پر نہ مارے جاتے۔

نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کو تلاش کرنے روانہ ہوئے تو اچانک مشرکین آپ کے منہ کے سامنے آپ کے راستے پر تھے۔ جب ان کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ وہ آپ کے سامنے آ گئے ہیں تو آپ نے دعا کی، اے اللہ! اگر تو چاہے تو آپ کو کوئی مغلوب اور عاجز نہیں کر سکتا دھرتی پر۔ اور کہا کہ اگر تو چاہے تو تیری عبادت نہ کی جائے گی۔ لہٰذا مشرکین آپ کے راستے سے ہٹ گئے اور نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کو بُلاتے رہے تھے گھاٹی میں اُوپر کو چڑھتے ہوئے اور اس کے ساتھ چند آدمیوں کی جماعت بھی تھی جو آپ کے ساتھ صبر کر کے ڈٹے رہے تھے۔

ان میں سے طلحہ عبید اللہ تھے، زبیر بن عوام تھے۔ انہوں نے حضور کے ساتھ موت کی بیعت کی ہوئی تھی، وہ لوگ اپنے آپ کی اوٹ میں حضور ﷺ کو چھپائے ہوئے تھے اور آپ کے ساتھ مل کر قتال کر رہے تھے حتیٰ کہ وہ سارے قتل ہو گئے سوائے چھ یا سات افراد کے اور وہ باوجود اس کے پانی کے مقام فہر اس کے گرد پہرہ دے رہے تھے۔ کہا جاتا ہے پہلا شخص کعب بن مالک تھا جس نے رسول اللہ کی آنکھ یا سراپا پہچانا تھا جب آپ گم تھے۔ مغفر اور خود کے پیچھے سے اس نے اُونچی آواز سے پکارا تھا اللہ اکبر یہ ہیں رسول اللہ ﷺ۔ اس نے آپ کی طرف اشارہ کیا تھا کیونکہ آپ بے ہوش ہو کر گر گئے تھے۔ انہوں نے حضور سے کہا تھا کہ آپ خاموش ہو جائیں حفاظت کے پیشِ نظر۔ حضور ﷺ کا چہرہ انور زخمی تھا، آپ کے رباعی دانت ٹوٹ گئے تھے۔

ادھر اُبی بن خلف تھا جس نے یہ کہہ رکھا تھا کہ اللہ کی قسم میرے پاس دو گھوڑے ہیں، میں نے روزانہ ان کو مکئی و جوار چارہ کھلا کر پالا ہوا ہے۔ میں ان پر چڑھ کر ضرور محمد کو قتل کروں گا۔ اس کی قسم کھانے کی اطلاع حضور ﷺ کو پہنچ چکی تھی۔ حضور نے فرمایا تھا، بلکہ میں اس کو قتل کروں گا۔ انشاء اللہ

لہٰذا اُبی بن خلف لوہے میں چھپا ہوا اپنے اسی گھوڑے پر سوار ہو کر حضور ﷺ کو قتل کرنے کے لئے آیا اور قسم کھالی کہ آج یا محمد نہیں یا میں نہیں۔ اگر محمد بچ گیا تو میں نہیں رہوں گا۔ اس نے رسول اللہ کو قتل کرنے کے لئے حملہ کیا۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ سعید بن مسیب نے کہا اس کے سامنے کئی لوگ آ گئے تھے اہل ایمان میں سے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سب کو حکم دیا کہ اس کا راستہ چھوڑ دو اور اس کو میرے پاس آنے دو۔ چنانچہ مصعب بن عمیر جو بنو عبد الدار کے بھائی تھے وہ اس کے آگے آئے رسول اللہ ﷺ کو بچانے کے لئے۔ لہٰذا مصعب بن عمیر مارے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اُبی بن خلف کی ہنسلیوں پر تلوار ماری سراخ سے جو خود کے اور زرہ کے درمیان تھا آپ نے اپنی تلوار اس میں سے گھسیڑ دی جس سے اُبی اپنے گھوڑے سے گر گیا مگر اس کے زخم سے خون نہیں نکلا۔ چنانچہ سعید نے کہا کہ اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی ٹوٹ گئی ہے۔

لہٰذا اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی :

وما رمیت اذ رمیت ولکن اللّٰہ رمیٰ ۔ (سورۃ الانفال : آیت ۱۷)

آپ نے نہیں مارا، جب آپ نے مارا بلکہ اللہ نے مارا ہے۔

لہٰذا اس کے بعد اس کے ساتھی اس کے پاس پہنچے تو وہ ایسے آوازیں نکال رہا تھا جیسے بیل ذبح کے وقت گرڑاتا ہے۔ اس کے ساتھیوں نے کہا کہ یہ کیا بزدلی ہے اور بے صبری ہے کچھ بھی نہیں بس یہ تو ایک خراش ہے یا ہلکا زخم ہے۔ اس نے ان سے رسول اللہ کا قول ذکر کیا جو آپ نے فرمایا تھا کہ میں اس کو قتل کروں گا۔ پھر وہ کہنے لگا کہ اللہ کی قسم مجھے اس قدر اذیت ہو رہی ہے کہ اگر پورے اہل حجاز کو پہنچتی تو وہ سارے کے سارے مرجاتے۔ لہٰذا اُبی بن خلف واپس مکے نہ پہنچ سکا بلکہ مر گیا۔

جب حضور ﷺ اپنے اصحاب کے پاس پہنچے اور انہوں نے حضور ﷺ کو دیکھا اور آپ کے ساتھ طلحہ اور زبیر ساتھ تھے اور سہل بن حُنیف اور حارث بن صمہ بنونجار کے بھائی کو اصحاب رسول نے گمان کیا کہ وہ دشمن ہے (دور سے) لہٰذا ان میں سے ایک نے تیر کمان کے جگر پر رکھا اور تیر مارنا چاہا جب انہوں نے باہم کلام کیا اور رسول اللہ نے ان کو آواز دی تو پہچان گئے۔ اس کے بعد صحابہ اس قدر خوش ہو گئے جیسے ان کو کوئی تکلیف پہنچی ہی نہیں تھی۔ وہ اسی حالت پر ہی تھے کہ اچانک شیطان نے اپنے آپ کو ان کے سامنے پیش کیا اور ان کے آگے وسوسہ اور غم دلانا پیش کیا۔

جب انہوں نے اپنے دشمن کو دیکھا کہ وہ ان کو چھوڑ کر دور چلے گئے ہیں۔ لہٰذا اپنے مقتولین کا ذکر کر رہے تھے اور اپنے بھائیوں پر اور ایک دوسرے نے اپنے جگری دوستوں کا پوچھ رہے تھے اور ایک دوسرے کو اپنے مقتولین کی خبر دے رہے تھے۔ فرمایا اچانک مسلمانوں کا حزن شدید ہو گیا، کیونکہ اللہ نے مشرکین کو ان پر پیچھے سے بھیج دیا تھا اور ان کو ان کے ذریعے غم دے دیا تھا تا کہ اس غم کے ساتھ ان کی وہ کیفیت دور کرے جو وہ (فتح کی) دیکھ رہے تھے۔ اتنے میں وہ کیا دیکھتے ہیں کہ ان کا دشمن پہاڑ کے اُوپر چڑھ چکا ہے یوں دشمن ان سے اُوپر اور یہ نیچے نظر آنے لگے۔ لہٰذا اس خطرے میں وہ اپنے بھائیوں کے حزن اور غم کو بھول گئے۔

پھر اللہ نے یہ آیت اُتاری :

ثم انزل علیکم من بعد الغم امنۃ نعاسا یغشی طائفۃ منکم ۔

کہ اللہ نے تم میں سے ایک گروہ پر امن کی اونگھ طاری کر دی تھی جس نے تم میں سے ایک گروہ کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے یہ بھی آیت اُتاری :

وطائفۃ قد أھمتھم انفسھم یظنون باللّٰہ غیر الحق ظن الجاھلیۃ یقولون لو کان لنا من الامر شیئ ۔
ما قتلنا ھھنا ۔

اور جماعت ایسی تھی کہ انہوں نے اپنے دلوں کو خود کمزور کر لیا تھا، وہ اللہ کے بارے میں ناحق جاہلیت والے گمان کر بیٹھے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے اگر اس معاملہ میں ہماری کوئی مرضی ہوتی اور ہمارا کوئی اختیار چلتا تو ہم یہاں پر نہ مارے جاتے۔

وہاں پر اللہ نے یہ بھی آیت نازل فرمائی :

قل لو کنتم فی بیوتکم لبرز الذین کتب علیھم القتل الی مضاجعھم ۔ الخ

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۴)

آپ فرما دیجئے اے پیغمبر ﷺ! کہ اگر تم لوگ اپنے گھر میں بیٹھے ہوتے اور تقدیر جب کر جاتی تو جن پر لڑ کر مرنا لکھا تھا وہ خود بخود گھروں سے باہر آجاتے اپنے مر گرنے کی جگہ پر۔ (علیم بذات الصدور تک)

اس طرح مسلمانوں کے لئے دوغم تھے، یہ غم آخر تھا اورغم اول اس وقت تھا جب گھاٹی میں شکست کھا کر اُوپر چڑھے جا رہے تھے۔ اس کے بعد سنبھلے تو ان کو وہ شکست بھول گئی تھی۔ جب وہ دشمن کی تلاش میں اور قتال میں ڈٹ نہیں رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ نے بھی دعا کردی تھی، اے اللہ! بے شک ان کفار و مشرکین کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ آج کے دن ہمارے اُوپر غالب آئیں۔ رسول اللہ نے دعا کی اور اصحاب کو پکارا۔ ان میں سے ایک جماعت پکارنے پر فوراً لبیک کرآ ئی۔ لہٰذا یہ لوگ بھی گھاٹی میں اُوپر چڑھ گئے۔ یہاں تک کہ وہ اور دشمن برابر ہو گئے۔ اب مسلمانوں نے ان کو تیروں سے بھون دیا اور ان پر نیزوں سے اور برچھیوں سے حملے کئے حتیٰ کہ ان کو انہوں نے مجبور کرکے پہاڑ کے اُوپر سے نیچے اُتار دیا۔ لہٰذا مشرکین مسلمانوں سے ہٹ کر مسلمانوں کے مقتولین کی طرف متوجہ ہو گئے۔ انہوں نے ان کا مُثلہ کرنا شروع کیا یعنی ان کے کان ناک اور شرم گاہیں کاٹ ڈالیں، ان کے پیٹ پھاڑ ڈالے۔ وہ یہ گمان کر رہے تھے کہ وہ اس طرح نبی کریم ﷺ کو اور ان کے اشراف اصحاب کو اذیت پہنچا رہے ہیں۔

اس کے بعد مشرکین پھر اکٹھے ہو گئے اور انہوں نے مقابلہ کرنے کے لئے پھر سے صف بندی کرلی اور ابوسفیان جوان کے سردار تھے وہ کہنے لگے کہ آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے۔ جنگ تو ڈولی ہوئی ہے (کبھی ہمارے ہاتھ میں ہوتا ہے کبھی تمہارے ہاتھ میں) یعنی کبھی تم غالب ہوئے تھے تو کبھی ہم غالب ہوئے ہیں۔ آج ہم نے بدر کا بدلہ لے لیا ہے۔ اس دن میں فرق صرف یہ ہے کہ ہمارے مقتولین کے ناک کان نہیں کٹے تھے، تمہارے مقتولین کے ناک کان بھی ہم نے کاٹ ڈالے ہیں مگر میں نے اس بات کا ان کو حکم نہیں دیا تھا۔ اور میں نے اس کو ناپسند نہیں کیا۔ اس کے بعد ابوسفیان نے نعرہ مارا اُعْلُ هُبَل اے ھبل غالب ہوجا (مشرکین کے سب سے بڑے بت کا نام تھا)۔ وہ اپنے فرضی معبودوں پر فخر کرنے لگا۔

حضرت عمر ﷛ نے دیکھا تو کہنے لگے سُنیے یا رسول اللہ ﷺ! اللہ کا دشمن کیا کہہ رہا ہے؟ رسول اللہ نے فرمایا اس کو بلاکر یوں کہو اَللّٰهُ اَعْلٰى وَاَجَلُّ۔ اللہ سب سے اُونچا ہے اور غالب ہے اور سب سے بڑا عزت والا ہے وہ لوگ اور ہم برابر نہیں ہیں۔ ہمارے مقتول جنت میں ہیں ان کے مقتول جہنم میں ہیں۔ مشرکین نے مسلمانوں کے جواب میں کہنا شروع کیا بے شک ہمارے لئے عزیٰ ہے اور تمہارا کوئی عزیٰ نہیں ہے (دوسرے بڑے بت کا نام ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ان کو جواب دو اَللّٰهُ مَوْلَانَا۔ وَلَا مَوْلٰى لَكُمْ اللہ ہمارا آقا اور سرپرست ہے تمہارا کوئی مولیٰ نہیں ہے۔ اس پر مشرکین نے محمد ﷺ کو نام لے کر آواز دی۔ جب انہوں نے یقین کرلیا کہ حضور ﷺ زندہ سلامت ہیں تو انہوں نے حضور ﷺ کے اصحاب کو پکارا۔ انہوں نے جان لیا کہ وہ بھی زندہ ہیں تو اللہ نے ان کو رسوا کردیا۔ لہٰذا وہ لوگ اپنے اپنے سامان کی طرف لوٹ گئے۔

مسلمانوں کو پتہ نہیں چل رہا تھا کہ اب ان کے کیا ارادے ہیں، لہٰذا رسول اللہ نے فرمایا کہ تم لوگ ان کو دیکھو کہ اگر وہ سوار ہو گئے ہیں اور سامان بھی ان کے گھڑ سواروں کے پیچھے جا رہا ہے تو اور ابھی تو وہ ارادہ کر رہے ہیں کہ تمہارے گھروں اور ٹیلوں پہاڑوں کے قریب ہونا چاہتے ہیں جہاں پر تم لوگوں کے بال بچے ہیں اور تمہاری عورتیں ہیں۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ اگر انہوں نے ایسا کیا تو میں ان کو مدینہ کے اندر پھانس دوں گا۔ اگر انہوں نے سامان اُوپر باندھ دیا ہے اور گھوڑوں سے علیحدہ ہو گئے ہیں تو وہ فرار کا ارادہ رکھتے ہیں۔

جب وہ لوگ پیچھے ہٹ گئے تو حضور نے سعد بن ابووقاص کو ان کے آثار پر جائزے کے لئے بھیجا اور فرمایا کہ آپ جاکر ان کا معاملہ جان کر ہمیں آگاہ کیجئے۔ سعد دوڑے دوڑے گئے حتیٰ کہ ان کے معاملات لے کر آ گئے اور کہنے لگے کہ میں نے ان کے گھوڑوں کو دیکھا ہے وہ اپنے دم مارتے رہے ہیں الگ تھلگ کئے ہوئے بیٹھے بکھرے ہوئے اور اس نے دیکھا کہ لوگوں کو کہ واپس لوٹتے ہوئے ہتھیار باندھ چکے ہیں۔ لہٰذا مسلمانوں کے دل دشمن قوم کے جانے پر خوش ہو گئے۔ پھر وہ پھیل گئے۔ اپنے اپنے مقتولین کو تلاش کرنے لگے۔ انہوں نے نہ پایا کسی مقتول کو مگر سارے کے سارے مقتولین کے ناک کان کٹ چکے تھے سوائے فضلہ بن ابوعامر کے کیونکہ اس کا والد مشرکین کے ساتھ تھا۔ اسی لئے اسے چھوڑ دیا گیا اور کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ اس کا والد قتل ہونے کے بعد اس کے پاس رکا رہا تھا، اس نے اس کے سینے پر دھکا دیا تھا

اپنے پیر کے ساتھ اور کہا تم نے دو گناہ کئے ہیں، میں تیرے مرنے کی جگہ پر آیا ہوں یہاں پر۔ اے ذہبس میری زندگی کی قسم تو تو رحموں اور رشتوں کو جوڑنے والا تھا اور والدین کے ساتھ نیکی کرنے والا تھا۔

مسلمانوں نے حمزہ بن عبدالمطلب کو (چچا رسول کو) اس حال میں پایا کہ ان کا پیٹ پھاڑ دیا گیا تھا اور ان کا جگر نکال لیا گیا تھا اسے وحشی نے نکال لیا تھا اور اسی نے ان کو قتل کیا تھا اور وہ ان کے جگر کو ہندہ بنت عتبہ کے پاس لے گیا تھا ایک نذر اور منت میں جو اس عورت نے اس وقت منت مانی تھی جب حمزہ نے اس کے باپ کو یوم بدر میں قتل کیا تھا کہ اگر حمزہ ہمارے ہاتھوں قتل ہوئے تو میں اس کا کلیجہ چباؤں گی۔

مسلمان اپنے مقتولین کے دفن کی طرف متوجہ ہوئے اور انہیں دفن کیا اور حضرت حمزہ ایک چادر میں دفن کئے گئے تھے جو شہادت سے پہلے ان پر تھی ایسے جب سر کی طرف کھینچتے تھے تو پیر ننگے ہوتے تھے اور جب پیروں کی طرف کھینچی جاتی تو سر ظاہر ہو جاتا تھا (چہرہ ظاہر ہو جاتا تھا)۔ لہٰذا درختوں کی ٹہنیاں، لکڑیاں اور پتھر لا کر ان کے قدموں پر رکھ دیئے گئے اور ان کے چہرے کو اسی چادر سے ڈھانپ دیا گیا۔

موسیٰ نے کہا ہے، ابن شہاب نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ شہداء کے دفن سے فارغ ہو گئے تو آپ نے فرمایا کہ ان کے زخموں کی پٹی لپیٹ دو کیونکہ ہر وہ زخم جو اللہ کی راہ میں لگتا ہے وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کا رنگ تو جوان ہو گا مگر اس کی خوشبو کستوری کی ہو گی۔ اس کے بعد رسول اللہ نے فرمایا کہ میں قیامت کے دن اس پر گواہ ہوں گا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اُٹھے تا کہ آپ کی نظر کے سامنے شہداء دفن کئے جائیں اور آپ نے انہیں غسل نہیں دلوایا مگر ان میں سے کسی ایک پر بھی آپ نے نماز جنازہ نہیں پڑھایا تھا۔ جیسے عام موتی پر پڑھائی جاتی ہے اور ان کو انہی کپڑوں میں دفن کیا گیا تھا جن میں وہ قتل کئے گئے تھے۔ اس کے سوا اور کوئی کپڑا انہیں دیا گیا تھا (یعنی وہی کپڑے ان کے کفن تھے علاوہ ازیں کفن کا انتظام نہیں تھا نہ دیا گیا)۔

آپ نے فرمایا کہ وہ ایک گروہ ایک ایک قبر میں دفن کئے تھے یعنی وہی شہداء۔ آپ پوچھتے تھے ان میں سے کون ہے جس کو قرآن زیادہ یاد ہے، جب کسی کی طرف اشارہ کیا جاتا ان میں سے تو آپ اس کو پہلے لحد میں اُتارتے دیگر ساتھیوں سے، حتیٰ کہ آپ فارغ ہو گئے ان کے دفن سے۔ اور کچھ مہاجرات اور کچھ انصاری عورتیں آئیں، وہ اپنی پشت پر پانی اُٹھائے ہوئے تھیں اور کھانا بھی۔ اور سیدہ فاطمہ بنت رسول بھی ان کے ساتھ نکلی۔ اس نے جب اپنے والد محترم کو دیکھا اور ان کے چہرے پر خون دیکھا تو اس نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے گلے سے لگایا اور ابا کے چہرے اور جسم سے خون صاف کرنے لگی اور رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے اللہ کا غضب شدید ہو جاتا ہے اس قوم پر جنہوں نے اللہ کے رسول کے چہرے کو خون آلود کیا اور اس شخص پر بھی اللہ کا غضب شدید ہو جاتا ہے جس کو اللہ کا رسول قتل کرے۔

اور کہا سہل بن ساعدی نے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

اللھم اغفر لقومی فانھم لا یعلمون

اے اللہ! میری قوم کو بخش دے اس لئے کہ وہ مجھے جانتے نہیں ہیں۔

موسیٰ بن عقبہ نے کہا کہ ابن شہاب نے کہا تھا، اس دن ایک آدمی نے بنی حارث بن عبد مناف نے رسول اللہ ﷺ کو تیر کا نشانہ مارا تھا اسے ابن قمئہ کہتے تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ بلکہ آپ کو عتبہ بن ابو وقاص نے مارا تھا۔

کہتے ہیں کہ علی بن ابو طالب بھاگے پانی کے گھاٹ طرف اور فاطمہ سے کہا کہ اس تلوار کو تھام کر رکھیں بغیر کسی بُرائی کے۔ چنانچہ وہ ڈھال کے اندر پانی لے آئے (چونکہ اور کوئی چیز موجود نہیں تھی)۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے پینا چاہا مگر اس کی بو محسوس کی اور آپ نے فرمایا یہ ایسا پانی ہے جس کی بو بدل چکی ہے، آپ نے اس پانی سے کلی کر لی اور فاطمہ نے اپنے والد کا خون دھو دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب علی کی تلوار کو خون آلود دیکھا تو فرمایا، اگر تم نے احسن طریقے پر قتال کیا ہے تو عاصم بن ثابت بن الافلح نے اور حارث بن صمہ اور سہل بن حُنیف نے بھی احسن طریقے پر قتال کیا تھا۔

اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ مجھے لوگوں کے بارے میں خبر دو کہ انہوں نے کیا کیا اور کہاں گئے؟ لوگوں نے بتایا کہ کفر کیا تھا ان میں سے زیادہ تر لوگوں نے۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک مشرکین نے ہمارا اس قدر نقصان نہیں کیا جتنا ان کا ہوا ہے یا ہم نے جس قدر ان کا کیا ہے یا یہ کہ پہلے ہم نے ان کا کیا ہے۔ اس لئے مشرکین اپنے گھروں کو لوٹ گئے۔ اور ابوسفیان نے ان کو اعلان کیا تھا اور مشرکین کو جب وہ کوچ کر گئے تھے اس نے کہا تھا کہ تمہارا وعدہ موسم ہے یعنی موسم بدر میں یہ بازار ہوتا تھا جو ہر سال بدر میں لگتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ان سے کہہ دو ٹھیک ہے ہم لوگ تیار ہیں۔ ابوسفیان نے کہا وہی وعدہ گاہ ہے۔

انہیں لوگوں نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس دن اپنی تلوار پیش کی اور فرمایا کون اس کو لیتا ہے اس کے حق کے ساتھ؟ لوگوں نے پوچھا کہ اس کا حق کیا ہے؟ فرمایا کہ اس کا حق یہ ہے کہ اس کو استعمال کرے جب دشمن سے ٹکرائے۔ حضرت عمر نے کہا (لوگوں کا خیال ہے) میں اس کو لیتا ہوں، آپ نے اس سے گریز کیا۔ پھر دوسری بار آپ نے اس کو پیش کیا، زبیر نے کہا میں اس کو لیتا ہوں۔ حضور نے اس سے بھی گریز کیا عمر نے اور زبیر نے اس بات کو دل میں محسوس کیا۔ پھر حضور نے تیسری بار پیش کی اس شرط کے ساتھ۔ اب کہ ابودجانہ سماک بن خرشہ بنو ساعد کے بھائی نے کہا یا رسول اللہ اگر میں اس کو لے لوں اس کے حق کے ساتھ۔ آپ نے اس کو دے دی۔ اس نے اس بات کو سچا ہی کہا۔ جب وہ دشمن سے ملے۔ لہٰذا وہ تلوار اس کے خون کے ساتھ سے دے دی گئی یا اس نے تلوار کو اس کا حق بھی دے دیا۔

اور لوگوں نے گمان کیا کہ کعب بن مالک نے کہا میں ان میں تھا جو مسلمان نکلے تھے میں نے جب مسلمانوں کے مقتولین کے ساتھ اس قدر مشرکین کی طرف سے مثلے (ناک کان کاٹے) ہوئے دیکھے۔ میں اُٹھ کر گیا اور آگے چلا گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ مشرکین میں سے ایک آدمی اسلحہ جمع کر رہا ہے مسلمانوں کے جمع کرنے کی طرح اور کہہ رہا ہے جمع ہو جاؤ جیسے جیسے جمع کئے جاتے ہیں بکری کے بال جس کے بال اُترے ہوں۔ کہتے ہیں کہ رجا دیکھا کہ مسلمانوں میں، ایک آدمی کھڑا اس کا انتظار کر رہا ہے اور اس کے اُوپر اس کا اسلحہ بھی لگا ہوا ہے۔ میں چلتے چلتے اس کے پیچھے آ گیا۔ اس کے بعد میں اپنی نگاہ سے کافروں کا جائزہ لینے لگا۔ وہ کافر ان دونوں میں سے زیادہ بہتر تھا تیاری کے لحاظ سے اور ہیئت کے لحاظ سے۔ کہتے ہیں کہ مقتل ان کو دیکھتا رہا حتیٰ کہ وہ دونوں ٹکرا گئے۔ مسلمان نے کافر کے کاندھے پر ایسی تلوار ماری کہ اس کو کاٹتی ہوئی اس کے چوتڑوں تک اُتر گئی اور وہ حصوں میں بٹ گیا۔ اس کے بعد مسلمان نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا اور کہنے لگا کیسے دیکھتے ہو تم اے کعب، میں ابودجانہ ہوں۔

(اُحد سے واپسی پر) جب نبی کریم ﷺ مدینے کی گلیوں میں داخل ہوئے تو اچانک رونے اور بین کرنے کی آوازیں گھروں سے سُنائی دیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا یہ کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ انصار کی عورتیں اپنے مقتولین کو رو رہی ہیں۔ آپ نے فرمایا، ایک عورت آئی وہ اپنے بیٹے کو اور اپنے شوہر کو اُونٹ پر اُٹھائے ہوئے تھی۔ اس نے ان کو رسی کے ساتھ باندھ لیا تھا پھر خود بیچ میں بیٹھ گئی تھی اور ان میں سے مقتولین اُٹھائے گئے تھے اور وہ مدینے کے قبرستانوں میں دفن کئے گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو لا دکر لانے سے منع کیا اور فرمایا کہ ان کو وہیں دفن کر دو جہاں شہید کئے گئے ہیں۔ اور رسول اللہ ﷺ نے جب رونے کی آواز سُنی تو فرمایا کہ لیکن حمزہ کو تو مدینے میں کوئی رونے والا بھی نہیں ہے اور آپ نے اس کے لئے استغفار کیا۔

حضور کی یہ بات سعد بن معاذ نے اور سعد بن عبادہ نے اور معاذ بن جبل نے اور عبداللہ بن رواحہ نے سُنی تو اپنے اپنے گھروں میں گئے انہوں نے ہر نوحہ کرنے اور رونے والی کو بلایا جو مدینے میں تھی اور ان سے کہا اللہ کی قسم تم لوگ انصار کے کسی مقتول کو نہ رو حتیٰ کہ چچائے رسول کو بھی رو دو۔ اس لئے کہ انہوں نے ذکر کیا ہے کہ اس کو مدینے میں کوئی بھی رونے والی نہیں ہے اور انہوں نے یہ بھی گمان کیا ہے کہ وہ شخص جو نوحہ کرنے والیوں کو بلا لائے تھے وہ عبداللہ بن رواحہ تھے۔ اب جو حضور ﷺ نے رونے کی آواز سُنی تو پوچھا کہ یہ کیسا رونا ہے؟ لہٰذا آپ کو بتایا گیا کہ انصار نے جو کچھ کہا ہے اپنی عورتوں کے ساتھ، لہٰذا حضور ﷺ نے انصار کے لئے استغفار کیا اور ان کے بارے میں خیر کے الفاظ کہے۔ اور فرمایا کہ میں نے اس بات کا ارادہ نہیں کیا تھا اور میں رونے والے کو پسند بھی نہیں کرتا اور آپ نے رونے سے منع فرما دیا۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا، کہ تین کام عمل جاہلیت میں سے ہیں۔ ان کو میری اُمت ترک کردے۔ نوحے اور بین کرنا موتی پر اور طعن کرنا نسب میں اور یہ قول کرنا کہ بارش فلاں ستارے کے طلوع ہونے سے ہوئی ہے۔ حالانکہ کوئی طلوع وغیرہ نہیں بلکہ وہ محض اللہ کی عطا سے ہوئی ہے اور اسی کا رزق ہوتا ہے (جو وہ عطا کرتا ہے)۔ (ترمذی۔ کتاب الجنائز۔ باب ماجاء فی کراہیۃ النوح۔ حدیث ۱۰۰۱ص ۳/۳۱۶)

مسلمانوں کے رونے کے وقت منافقین نے مکر کرنا اور رسول اللہ ﷺ سے لوگوں کو جدا کرنا اور ان کو غم دلانا شروع کردیا۔ اور اس وقت یہودیوں کا باطنی کھوٹ اور دھوکہ سامنے آگیا اور پورے مدینے میں منافقیت ایسے جوش مارنے لگی جیسے ہنڈیا جوش مارتی ہے۔ ان لوگوں نے مسلمانوں کے رونے کے وقت نفاق اور دھوکہ ظاہر کردیا جو وہ چھپاتے پھرتے تھے۔

ادہر یہودیوں نے یہ کہنا شروع کردیا کہ اگر یہ نبی ہوتا تو مشرک اس پر غالب نہ آجاتے اور ان میں سے وہ لوگ نہ مارے جاتے جو مارے گئے ہیں۔ بلکہ یہ حکومت اور ملک واقتدار کا طالب ہے، ایک بار حکومت اس کے پاس ہوگی اور دوسری بار اس کے مخالف کے پاس ہوگی۔ اور نبوت کے بغیر اہل طلب دینا ایسے ہوتے ہیں۔ ادہر منافقوں نے کہا انہیں یہودیوں جیسا قول اور مسلمانوں سے کہنے لگے کہ اگر تم لوگ ہماری بات مانتے تو جو لوگ تم میں سے مارے گئے ہیں وہ نہ مارے جاتے۔

ادھر اہل مکہ میں ایک آدمی سول اللہ ﷺ کے پاس آیا، آپ نے اس سے ابوسفیان اور اس کے دیگر ساتھی مشرکین کے بارے میں پوچھا۔ اس نے بتایا کہ میں نے ان کے پاس بیٹھ کر ان لوگوں کی باتیں سُنی ہیں۔ وہ ایک دوسرے کو ملامت کررہے تھے۔ ان میں سے بعض بعض سے کہہ رہا ہے تم لوگ کیوں ایسا کام کرتے ہو جس سے تم لوگ اپنی عزت وشوکت کو داؤ پر لگا آتے ہو اور اپنی بہادری کو بھی بٹہ لگاتے ہو اور اس پر طرہ یہ کہ تم لوگ ان کو باقی چھوڑ آتے ہو۔ ان کو ختم نہیں کرسکتے ہو، ابھی تک ان میں سے سردار باقی ہیں وہ تمہارے خلاف لوگوں کو پھر جمع کرلیتے ہیں۔

اور نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا اور ان کو دشمن کی تلاش کا شدید زخم تھا تاکہ وہ خود بھی اس بات کو سُنیں۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے ساتھ ہرگز نہ چلے مگر وہی قتال میں حاضر تھا۔ عبداللہ بن اُبی نے کہا میں آپ کے ساتھ سوار ہوں، حضور ﷺ نے فرمایا نہیں اللہ اور رسول کی بات ماننا ان لوگوں کا کام ہے جن پر آزمائش گزری ہے۔ لہٰذا وہ لوگ چل پڑے۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب کے اندر ارشاد فرمایا ہے :

الذین استجابو اللّٰہ والرسول بعد ما اصابھم القرح للذین احسنوا منھم واتقوا اجر عظیم۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۷۲)

وہ لوگ جنہوں نے اللہ کی اور اس کے رسول کی مانی باوجود اس کے کہ انہیں زخم پہنچ چکا تھا جن لوگوں نے ان میں سے نیکی کی اور تقویٰ اختیار کیا ان کے لئے اجر عظیم ہے۔

اور کہتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ سُلمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ میرے والد نے مجھے واپس بھیج دیا تھا حالانکہ میں آپ کے ساتھ نکلا تھا تاکہ میں قتال میں حاضر ہوں مگر اس نے کہا تم واپس جاؤ اور اس نے مجھے قسم دی کہ میں اپنی عورتوں کو چھوڑ کر نہ جاؤں۔ حقیقت یہ ہے کہ اس نے یہ ارادہ کیا تھا جب اس نے مجھے وصیت کی تھی واپس ہونے کی اسی امید کا جو اس کو پہنچ گئی ہے قتل ہوجانا بس اللہ نے اس کو شہادت عطا کی ہے اس نے میرے ساتھ بقا کا ارادہ کیا تھا اپنے ترکہ کے لئے، مگر میں چاہتا ہوں کہ آپ جدھر بھی رُخ کریں میں آپ کے ساتھ رہوں اور میں یہ بات ناپسند کرتا ہوں کہ آپ کے ساتھ صرف وہی بندہ طلب کیا جائے جو قتال میں شریک رہ چکا ہو۔ لہٰذا آپ مجھے اجازت دے دیں۔ بس اس کو رسول اللہ ﷺ نے اجازت دے دی۔ بس رسول اللہ ﷺ نے دشمن کو تلاش کیا (آپ اس تلاش میں

مقام حمراء الاسد تک پہنچ گئے اور قرآن مجید نازل ہوا ان کی رضاعت کے بارے میں جنہوں نے اطاعت کی اور ان کے نفاق کے بارے میں جنہوں نے منافقت کی اور مسلمانوں کی تعزیت اور صبر دلانے میں اور ان کے ہر جگہ وطن بنانے کی حالت کے بارے میں اور حضور ﷺ کے نکلنے کے وقت کے بارے میں جب انہوں نے صبح کی تھی۔

چنانچہ ارشاد باری تعالیٰ ہے :

واذ غدوت من اهلك تبوئ المؤمنين مقاعد للقتال والله سميع عليم ۔

یاد کرو جب آپ نے اصل سے علی الصبح روانہ ہو کر مؤمنوں کو جگہ متعین کر کر کے دے رہے تھے قتال کے لئے ٹھکانے بتا کر اور اللہ تعالیٰ سننے اور جاننے والا ہے۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۲۱)

پھر اس آیت کے بعد والی آیت میں جس میں انہیں کے قصے کا ذکر کیا ہے یہ سلسلہ اس آیت تک چلا گیا ہے۔

ان الذين تولوا منكم يوم التقى الجمعان انما استزلهم الشيطان ببعض ما كسبوا ولقد عفا الله عنهم ان الله غفور حليم ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۵)

بے شک وہ لوگ جو واپس لوٹ گئے تھے تم میں سے، جس دن دو جماعتیں باہم ٹکرائیں تھیں۔ حقیقت یہ ہے کہ شیطان نے پھسلا دیا تھا ان کے بعض اعمال کی وجہ سے اور اللہ نے ان کو معاف کر دیا ہے بے شک اللہ بخشنے والا بردبار ہے (اور اس کے بعد کی سات آیات بھی اسی بارے میں ہیں)۔

اور وہ گروہ جنہوں نے پیٹھ پھیر لی تھی وہ مندرجہ ذیل تھے۔

دو آدمی بنو زریق میں سے تھے، ایک سعد بن عثمان اور اس کا بھائی عقبہ بن عثمان اور ایک آدمی مہاجرین سے واپس لوٹ گئے تھے یہاں تک کہ وہ بیر حزم تک جا پہنچے تھے۔

اور ابن فلیح کی ایک روایت میں ہے کہ مقام جلعت تک پہنچے تھے۔ پھر اللہ نے ان سے درگزر فرمادیا تھا۔ پھر بے شک مسلمان، پھر بے شک وہ مسلمان کثیر تعداد میں تھے جن کو اُحد والے دن مصیبت سے دوچار ہونا پڑا تھا جبکہ یوم بدر میں مشرکین ان سے بھی دوہری تعداد میں ہلال ہوئے تھے۔ اس وجہ سے اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

او لما اصابتكم مصيبة قد اصبتم مثليها قلتم انى هٰذا قل هو من عند انفسكم ان الله على كل شئ قدير ۔

آیا کیا جب تمہیں مصیبت پہنچی ہے تو (یہ بھی تو سوچو کہ) تم ان کو اس کی دوہری مصیبت پہنچا چکے تھے۔ پھر بھی لوگوں نے کہا کہ یہ ہم پر کہاں سے آن پڑی ہے۔ اے پیغمبر! آپ فرما دیجئے کہ وہ تمہارے اپنے نفسوں کی طرف سے ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔

اور اس کے بعد کی آیات بھی اسی موضوع سے متعلق ہیں۔

اس کے بعد موسیٰ بن عتبہ نے ان لوگوں کے نام ذکر کئے ہیں جو اُحد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد میں مارے گئے تھے۔ اور ان کے اندر اس نے یمان ابو حذیفہ کا ذکر کیا ہے۔ اس کا نام حُسَیل بن جبیر تھا، وہ ان کا حلیف تھا بنو عبس میں سے۔ مسلمانوں نے اس کا کام تمام کر دیا تھا معرکہ میں، نہیں جانتے تھے کہ اس کو کس نے مارا ہے۔ لہٰذا حذیفہ نے اس کے خون کو صدقہ کر دیا اس پر جس نے اس کو مارا تھا (یعنی اس نے معاف کر دیا تھا)۔

موسیٰ بن عتبہ نے کہا کہ ابن شہاب نے کہا تھا کہ عروہ بن زبیر نے کہا مسلمانوں نے اس کے بارے میں اس دن غلطی کی تھی، انہوں نے اس کو دشمن سمجھ کر تلواروں کی زد میں لے لیا تھا حالانکہ حذیفہ چیختے رہے کہ میرا باپ ہے میرا باپ ہے مگر وہ (معرکہ کی حالت میں اور گھمسان کی جنگ میں) اس کی بات نہ سمجھ سکے یہاں تک کہ وہ اس کا کام تمام کر کے فارغ ہو گئے (بظاہر بعد میں افسوس ہونا فطری بات تھی)۔ مگر حذیفہ نے کتنی بڑی وسعت ظرفی کا مظاہرہ کیا اس نے کہا، اللہ تم لوگوں کو معاف کر دے، اللہ تم لوگوں کو معاف کر دے وہ ارحم الراحمین ہے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی مصالحت کرادی تھی اور حذیفہ نے بھی معاف کر کے حضور کے نزدیک خیر کی اعلیٰ مثال قائم کردی۔ کہتے ہیں کہ وہ جمیع لوگ جو یوم اُحد میں مسلمانوں میں سے شہید کیے گئے قریش میں سے اور انصاری میں سے وہ اُنچاس آدمی تھے اور مشرکین میں سے جو مارے گئے وہ سولہ آدمی تھے۔

تحقیق ہم نے اُحد کا قصہ ذکر کیا ہے مغازی موسیٰ بن عقبہ سے رحمہ اللہ۔ اس نے اس میں سے بعض متفرق احادیث کو بطور شواہد ذکر کیا ہے مگر ان بعض احادیث میں کچھ زیادات اور اضافے ہیں جن کا ذکر کرنا ضروری ہے اور ہم انشاء اللہ اس کو بیان کریں گے علیحدہ ابواب میں باقاعدہ عنوانات قائم کر کے ان مشتملات کے ساتھ۔

باب ۳۸

جنگ اُحُد والے دن مسلمانوں کی اور مشرکین کی تعداد کا ذکر

اور فرمانِ الٰہی :

۱۔ وَاِذْ غَدَوْتَ مِنْ اَهْلِكَ تُبَوِّئُ الْمُؤْمِنِيْنَ مَقَاعِدَ لِلْقِتَالِ وَاللّٰهُ سَمِيْعٌ عَلِيْمٌ ۔ اِذْ هَمَّتْ طَّآئِفَتَانِ مِنْكُمْ اَنْ تَفْشَلَا وَاللّٰهُ وَلِيُّهُمَا وَعَلَى اللّٰهِ فَلْيَتَوَكَّلِ الْمُؤْمِنُوْنَ ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۲۱۔۱۲۲)

(ترجمہ) جب فجر کو نکلا تو اپنے گھر بٹھانے لگا مسلمانوں کو لڑائی ٹھکانوں پر اور اللہ سُنتا جانتا ہے، جب قصد کیا دو فریقوں نے تم میں سے کہ نامردی کریں، اور اللہ مددگار تھا ان کا اور اللہ ہی پر چاہیے بھروسہ کریں مسلمان۔

۲۔ مَا لَكُمْ فِي الْمُنَافِقِيْنَ فِئَتَيْنِ وَاللّٰهُ اَرْكَسَهُمْ بِمَا كَسَبُوْا ۔ (سورۃ نساء : آیت ۸۸)

(ترجمہ) پھر تم کو کیا ہوا ہے منافقوں کے واسطے دو جانب ہو اور اللہ نے ان کو الٹ دیا ان کے کاموں پر۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اصبغ بن فرج نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو خبر دی یونس نے، ان کو ابن شہاب نے نبی کریم ﷺ کے اُحد کی طرف روانگی کے بارے میں جب رسول اللہ ﷺ مقام شوط تک پہنچے (مدینہ اور اُحد کے درمیان) تو عبداللہ بن اُبی لشکر کی تقریباً ایک تہائی کو لے کر از راہ بزدلی وہ لشکر سے علیحدہ ہو گئے۔

ادھر نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب سات سو افراد کو لے کر روانہ ہو گئے تھے اور قریش نے خوب تیاری کر رکھی تھی، وہ تین ہزار کی تعداد میں تھے۔ ان کے ساتھ دو سو گھوڑے تھے۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے ان کو ایک جانب رکھا (بائیں جانب)۔ اور انہوں نے گھوڑوں والے دستے کے میمنہ پر (دائیں جانب) خالد بن ولید کو رکھا (جو اس وقت مسلمان نہیں ہوئے تھے)۔ اور میسرہ پر رکھا عکرمہ بن ابوجہل کو۔ میں نے اس کو اسی طرح پایا اپنی کتاب میں۔

اور یعقوب بن سفیان نے اس قصے کا اعادہ کیا ہے اس اسناد کے ساتھ بعینہ جو بعض الفاظ میں اس قصے کے الفاظ کے مخالف ہے۔ وہ اس میں یہ کہتے ہیں کہ مسلمان اس دن چار سو افراد کے قریب تھے۔ مگر اس کا قول اول زیادہ مناسب ہے جس کو موسیٰ بن عقبہ نے روایت کیا ہے اور وہی زیادہ مشہور ہے اہل مغازی کے نزدیک۔ اگرچہ زہری سے جو مشہور ہے وہ چار سو ہی ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۳/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن محمد عبداللہ بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالاسود نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے اور مسلمان آپ کے ساتھ تھے اور وہ لوگ ایک ہزار افراد تھے اور مشرکین تین ہزار تھے۔ حضور چلے گئے جا کر احد میں اترے اور عبداللہ بن ابی تین سو افراد کو لے کر واپس لوٹ آیا حضور ﷺ کے ساتھ، باقی سات سو آدمی رہ گئے تھے۔ اس کے بعد عروہ نے کعب بن مالک کا شعر ذکر کیا مسلمانوں کی تعداد کے بارے میں اور مشرکین کی کثرت کے بارے میں اس انداز سے جو موسیٰ بن عقبہ کے ذکر سے زیادہ مکمل ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۳/۴)

عروہ نے کہا کہ جب عبداللہ بن ابی تین سو آدمیوں کو لے کر واپس آئے تو مسلمانوں کی دو جماعتوں نے گھبرا کر حوصلے پست ہو گئے تھے اور انہوں نے یہ ارادہ کر لیا تھا کہ وہ بھی کم ہمت ہو جائیں اور بزدل ہو جائیں اور وہ دو جماعتیں بنوسلمہ اور بنوحارثہ تھیں۔

(۳) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومحمد بن عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے، ان کو خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو عمرو بن دینار نے جابر بن عبداللہ سے کہ

اذ همت طائفتان منكم ان تفشلا (سورۃ آل عمران آیت ۱۲۲)

کہ جب دو جماعتوں نے بزدلی دکھانے کا ارادہ کر لیا تھا۔ اس سے مراد بنوسلمہ اور بنوحارثہ ہیں۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ یہ آیت نہ اترتی کیونکہ یہ حکم بھی تو اترا تھا والله وليهما کہ اللہ ان کا دوست ہے اور کام بنانے والا ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے علی بن عبداللہ وغیرہ سے، اس نے سفیان سے۔ (فتح الباری ۸/ ۲۲۵)

اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے اسحاق بن راہویہ وغیرہ سے، اس نے سفیان سے۔ (مسلم کتاب فضائل الصحابہ ص ۱۹۴۸)

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوالولید اور سلیمان بن حرب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالنضر محمد بن محمد بن یوسف فقیہ نے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو ابوالولید طیالسی نے، ان کو شعبہ نے عدی بن ثابت سے، اس نے سنا عبداللہ بن یزید سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں زید بن ثابت سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ احد کی طرف روانہ ہوئے تو کچھ لوگ واپس لوٹ گئے تھے جو آپ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔

کہتے ہیں اصحاب رسول دو گروہ ہو گئے تھے۔ ایک گروہ کہتا تھا کہ ہم ان سے قتال کریں، دوسرا کہتا تھا کہ ہم قتال نہ کریں۔

پھر یہ آیت نازل ہوئی:

فما لكم في المنافقين فئتين والله اركسهم بما كسبوا۔ (سورۃ النساء: آیت ۸۸)

تو کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ شہر طیبہ ہے یہ میل کو اس طرح صاف کر دیتا ہے جیسے آگ چاندی کو۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے ابوولید سے۔ (فتح الباری ۷/ ۳۶۵)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا دوسرے طریق سے شعبہ سے۔ (کتاب الحج۔ باب المدینۃ تنفی شرارھا۔ حدیث ۴۹۰ ص ۱۰۰۶)

(۵) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوبکر قطان نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن یزید سلمی نے، ان کو حفص بن عبدالرحمٰن نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ورقاء نے، ابن ابونجیح سے، اس نے مجاہد سے اللہ تعالیٰ کے اس قول کے بارے میں :

ماکان اللّٰہ لیذر المؤمنین علی ما انتم علیہ حتیٰ یمیز الخبیث من الطیب ۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۷۹)

فرمایا کہ اللہ نے تمیز کردی تھی ان کی اُحد والے دن منافقوں کو مؤمنوں سے ایک روز واضح کردیا تھا۔ (تفسیر طبری ۷/۴۲۴۔۴۲۵)

باب ۳۹

حضور ﷺ کی اُحد کی طرف روانگی کی کیفیت کیا تھی؟ اور مسلمانوں اور مشرکین کے درمیان قتال کی کیفیت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا محمد بن شہاب زہری نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور محمد بن یحییٰ بن حبان نے اور حصین بن عبدالرحمٰن بن عمرو سعد بن معاذ نے اور ان کے علاوہ ہمارے دیگر علماء نے، ہر ایک نے کچھ حدیث بیان کی یوم اُحد کے بارے میں اور ان سب کی حدیث جمع ہوگئی ہے اس روایت میں جو میں نے بیان کی ہے۔ ان سب مذکورین نے فرمایا تھا : کہ

بدر والے دن جب قریش مارے گئے تھے اور ان کے بقایا شکست خوردہ لوگ جب مکے میں پہنچے تھے اور ابوسفیان اپنے قافلے کو لے کر واپس پہنچ گئے تو عبداللہ بن ابو ربیعہ اور عکرمہ بن ابو جہل اور صفوان بن اُمیہ دیگر قریش کے جوانوں کے ساتھ ابوسفیان کے پاس گئے انہوں نے جا کر اس سے بات کی اور ان لوگوں کے ساتھ جو قریش میں سے اس قافلے میں تاجر تھے۔

انہوں نے کہا اے قریش کی جماعت بے شک محمد نے تم لوگوں کو تباہ کردیا ہے۔ اس نے ہمارے چنیدہ اور سرداروں کو قتل کروادیا ہے۔ لہٰذا تم لوگ اس مال کے ساتھ ہماری مدد کرو (محمد ﷺ) کے خلاف جنگ کرنے کے لئے تاکہ ہم لوگ اس سے اپنا قصاص اور بدلہ لے سکیں ان لوگوں کا جو ہم میں سے مارے گئے ہیں۔ انہوں نے ایسے ہی کہا یعنی پورا مال اس کام کے لئے خرچ کرڈالو۔

چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل فرمائی

ان الذین کفروا ینفقون اموالھم لیصدوا عن سبیل اللّٰہ ...... تا ...... الیٰ جھنم یحشرون ۔

(سورۃ الانفال : آیت ۳۶)

بے شک جو کافر ہیں وہ اپنا مال خرچ کررہے تاکہ اللہ کے راستے سے روک سکیں الخ۔ پڑھتے جائیے یحشرون تک۔

جب قریش رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ کرنے کے لئے اکٹھے ہوگئے اپنے جوانوں سمیت اور ان سمیت جنہوں نے ان کی بات مانی تھی خواہ وہ بنو کنانہ میں سے تھے یا اہل تہامہ میں سے، سب ان کے ساتھ روانہ ہوئے تھے اپنی اپنی عورتوں سمیت، اپنی غیرت اور غضب میں آکر

اور اس بات کی ضمانت کے طور پر کہ وہ جنگ سے فرار نہیں ہوں گے (کیونکہ اس فرار کا مطلب اپنی عورتیں دوسروں کے حوالے خود کرنے کے مترادف ہوگا)۔ چنانچہ وہ مکے سے روانہ ہوگئے اور وہ مدینے کے قریب کھجوروں والی زمین کے چشموں والے مقام پر اُترے وادی کے کنارے، جو مدینے کے متصل تھی۔

جب رسول اللہ ﷺ نے اور مسلمانوں نے ان کے بارے میں سُنا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں نے خواب میں ایک گائے دیکھی ہے جو ذبح کی جائے گی اور میں نے اس کی تعبیر اچھی اور خیر کی مراد لی ہے۔ اور میں نے اپنی تلوار کی نوک کی دھار میں کٹاؤ یا گھاؤ دیکھا ہے اور میں نے دیکھا کہ میں نے ایک محفوظ زرہ کے اندر ہاتھ ڈال دیا ہے۔ میں نے اس کی تعبیر میں مدینہ مراد لیا ہے۔ اگر تم لوگ مناسب سمجھو تو مدینے میں ٹھہرے رہو اور ان لوگوں کو وہیں چھوڑ دو جہاں وہ لوگ آ کر اُترے ہیں۔ اگر وہ لوگ یہاں اُتریں گے تو وہ بہت بُری جگہ پر اُتریں گے یعنی مدینے کے اندر آئیں گے تو ان کے لئے بہت بُرا ہوگا۔ اگر وہ ہمارے پاس داخل ہوں گے تو تم لوگ اسی شہر میں ان سے قتال کرنا۔

مسلمانوں میں کچھ مردوں نے کہا جنہیں اللہ نے شہادت سے نوازا تھا اُحد والے دن اور دیگر نے جن سے بدر کا دن فوت ہوگیا تھا کہا یا رسول اللہ آپ ہمیں دشمن کے پاس لے چلیں۔ وہ ہمیں نہیں دیکھیں گے کہ ہم ان سے بزدلی کرتے ہیں۔ مگر عبداللہ بن اُبی نے کہا تھا کہ آپ مدینے کے اندر ہی رہیں، آپ دشمنوں کے پاس چل کر نہ جائیں مگر لوگ برابر رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اصرار کرتے رہے جانے کے لئے جن کا مشورہ دشمن سے جا کر ٹکرانا تھا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اندر گئے اور ہتھیار زیب تن کر کے باہر آگئے۔

یہ جمعہ کا دن تھا جب آپ جمعہ سے فارغ ہوگئے تھے۔ اس دن انصار کا ایک آدمی انتقال کر گیا تھا، اس کا نام ملک بن عمرو تھا جو کہ بنو نجار کا ایک فرد تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی۔ اس کے بعد دشمن کے مقابلے کے لئے نکل پڑے۔ اس وقت لوگ نادم ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ہم نے آپ کو مجبور کیا ہے جبکہ یہ بات شاید ہمارے لئے مناسب نہیں تھی۔ اگر آپ چاہیں تو آپ بیٹھ جائیں، اللہ آپ کے اُوپر رحمت نازل کرے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کسی نبی کے لئے یہ کام مناسب نہیں ہوتا کہ وہ جب ہتھیار پہن لیتا ہے پھر اس کو اُتار کر رکھ دے بلکہ پھر وہ قتال کرتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ایک ہزار آدمی کے ساتھ روانہ ہوگئے۔ یہاں تک کہ جب آپ مقام شوانط پر پہنچے مدینہ کے اور اُحد کے درمیان تو عبداللہ بن اُبی منافق ایک تہائی لشکر کو لے کر واپس آگیا اور علیحدہ ہوگیا۔ اس نے کہا کہ حضور نے ان لوگوں کی بات مان لی اور میری بات نہیں مانی تھی۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ رواں دواں رہے۔ راوی نے حضور کے چلنے کی کیفیت بھی ذکر کی ہے۔ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کی صف بندی کی اور آپ کا جھنڈا اس دن علی بن طالب کے پاس تھا۔ جب صبح ہوئی تو حضور ﷺ نے پوچھا کہ قوم کا جھنڈا کس کے پاس ہے لوگوں نے بتایا کہ طلحہ بن ابوطلحہ کے پاس ہے جو بنو عبدالدار کے بھائی ہوتے تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم وفاء کرنے کے زیادہ حقدار ہیں ان سے۔ لہٰذا آپ نے مصعب بن عمیر کو بلایا جو بنو عبدالدار کے بھائی تھے حضور نے جھنڈا اس کو تھما دیا۔

اس کے بعد مشرکین میں سے ایک آدمی اُحد کے دن نکلا تھا مقابلہ کے لئے، لوگ اس کو دیکھ کر ٹھہر گئے حتیٰ کہ اس نے تین بار مقابلہ کے لئے پکارا، اور وہ اس وقت اپنے اُونٹ پر سوار تھا۔ لہٰذا زبیر بن عوام اس کی طرف اُٹھے اور اس پر اُچھل کر حملہ کر دیا، وہ اپنے اُونٹ پر سوار تھا یہ اتنا کودے کہ اس دشمن کے برابر ہوگئے۔ اس کے پالان کے باوجود انہوں نے اس دشمن کو وہیں دبوچ لیا، دونوں اُونٹ کے اُوپر گتھم گتھا ہوگئے۔ رسول اللہ نے فرمایا جو زمین کے قریب ہے وہ مارا جائے گا۔ لہٰذا مشرک نیچے گر پڑا اور زبیر اس کے اُوپر گر پڑے اور اس کو اپنی تلوار کے ساتھ ذبح کر دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، (جب آپ نے اپنے مجاہد کی شجاعت دیکھی) میرے قریب آؤ، اے ابن صفیہ! آپ مقابلے کے لئے

کھڑے ہوگئے تھے ورنہ میں خود اس کے مقابلے کے لئے کھڑا ہونے کا ارادہ کر چکا تھا۔ یہ اس لئے کہ دیگر لوگ اس کے مقابلے پر آنے سے رک گئے تھے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے زبیر کو قریب کر کے اس کو اپنی ران پر بٹھالیا اور فرمایا بے شک ہر نبی کے لئے ایک حواری ہوتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تیر اندازوں کا امیر عبداللہ بن جبیر کو مقرر کیا تھا جو بھائی تھے بنوعمرو بن عوف کے اور تیر انداز پچاس آدمی تھے رسول اللہ نے امیر سے فرمایا تھا آپ لوگ تیروں سے ہماری طرف آنے والے گھڑ سواروں کو روک کر رکھنا۔ وہ ہمارے پیچھے سے ہمارے اُوپر نہ آجائیں، ہم ہاریں یا جیتیں آپ اپنی جگہ پر ڈٹے رہنا۔ تمہاری طرف سے کوئی نہ آسکے۔ اس دن رسول اللہ ﷺ نے دو زرہیں پہنی تھیں۔

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ نصف شوال (پندرہ) بروز ہفتہ کو (مشرک اور مسلمان) باہم ٹکرائے تھے۔ لوگ لڑتے رہے حتیٰ کہ جنگ خوب گرم ہوگئی یعنی گھمسان کی جنگ ہونے لگی اور ابودجانہ نے سخت قتال کیا حتیٰ کہ لوگوں کی صفوں میں وہ گھس گیا اور حمزہ بن عبدالمطلب اور علی بن ابوطالب بھی مسلمانوں میں کئی جوانوں سمیت گھس گئے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اپنی نصرت نازل کی اور ان سے اپنا وعدہ سچا کیا۔ لہٰذا انہوں نے مشرکین کو خوب کاٹا تلواروں کے ساتھ اور ان کے لشکر کا صفایا کر دیا۔ جبکہ شکست بھی بلاشبہ اسی میں ہوئی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۔۱۰)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے، اس نے اپنے والد سے اس نے ان کے دادا سے یہ کہ زبیر بن عوام نے کہا اللہ کی قسم میں نے اپنی آنکھوں سے دیکھا تھا ہندہ بنت عتبہ کو اور اس کی سہیلیوں کو کہ وہ شکست ہو جانے کے بعد پنڈلیوں سے کپڑا اُٹھائے بھاگی جارہی تھیں (مشرکین میں سے تھی) سب کچھ چھوڑ کر خالی ہاتھ۔

مگر حالات نے اس وقت پلٹا کھایا جب تیر انداز مورچہ چھوڑ کر لشکر میں چلے آئے حتیٰ کہ مشرکین نے پیچھے سے اچانک حملہ کرنے کا موقع پالیا (گویا کہ ہم نے خود ان کو موقع دیا اپنی غلطی سے)۔ انہوں نے ہماری پشت خالی دیکھی گھوڑوں سے حملے کے لئے۔ لہٰذا ہمارے اُوپر پیچھے سے شدید حملہ ہوگیا اور کسی چیخنے والے نے چیخا کہ محمد (ﷺ) قتل ہوگئے ہیں۔ لہٰذا ہم لوگ پسپا ہوگئے اور دشمن ہمارے اُوپر غالب آگئے۔ حالانکہ ہم لوگ ان کے کئی علم برداروں کو قتل کر چکے تھے، ڈر کے مارے کوئی ان کے جھنڈوں کے قریب بھی نہیں آرہا تھا۔
(سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۱)

ابن اسحاق نے کہا، مشرکین کا جھنڈا ہمیشہ گرا رہا حتیٰ کہ پھر اس کو عمرۃ بنت علقمہ حارثیہ نے اُٹھایا تھا قریش کے لئے۔
(سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۱)

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبدالرحمن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین قاضی نے، ان کو ابراہیم حسین نے، ان کو آدم بن ابوایاس نے، ان کو ورقاء نے ابن ابونجیح نے مجاہد سے اللہ کے اس قول کے بارے میں:

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗۤ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ ۔

اور اللہ نے تم سے سچا کر لیا ہے اپنا وعدہ جب تم ان کو کاٹ رہے تھے (یعنی تم ان کو قتل کر رہے تھے)۔

بِاِذْنِهٖ اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِی الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ ۔

اس کے حکم کے ساتھ جب تم نے ہمتی دکھائی اور اس معاملہ میں اختلاف کیا تھا اور تم نے نافرمانی کر لی تھی یعنی معصیت کے ساتھ، یعنی ہر اس شخص کا غنیموں کی طرف لگ جانا جو بھی ان میں سے اس طرف مائل ہوگیا تھا۔

وَالرَّسُوْلُ يَدْعُوْكُمْ فِيْٓ اُخْرٰىكُمْ ۔ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۲)
اور رسول تم لوگوں کو پیچھے سے بلا رہا تھا بعد اس کے جو دیکھا تم کو جو تم پسند کرتے ہو (یعنی اللہ کا مومنوں کی مدد کرنا) حتیٰ کہ مشرکین کی عورتیں شکست کھا کر ہر سخت اور نرم پر چڑھنے لگیں۔ مشرکین کے لئے وہ کامیابی پھر دی گئی بسبب مسلمانوں کی طرف سے رسول کی نافرمانی کرنے کے، یہاں تک کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو کنکریاں ماریں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو علی بن ابراہیم بن معاویہ نے نیشاپور سے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد بن مسلم بن وارۃ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن فضل نے، ان کو اسباط نے سدی سے ابن عبد خیر سے، اس نے عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں یہ خیال کیا کرتا تھا کہ اصحاب رسول میں سے کوئی ایک بھی دنیا کو پسند نہیں کرتا حتیٰ کہ یہ آیت ہمارے بارے میں نازل ہوئی اُحد والے دن :

منکم من یرید الدنیا و منکم من یرید الآخرۃ ۔
بعض تم میں سے وہ ہیں جو دنیا کا ارادہ کرتے ہیں اور بعض وہ ہیں جو صرف آخرت کا ارادہ کرتے ہیں۔

جنگ اُحد میں صحابہ کی ایک جماعت کو گھاٹی پر مقرر کرنا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعلی اودباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن درسہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی داؤد نے، ان کو عبداللہ بن نفیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زہیر نے (ح)۔
اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن محمد نفیلی نے، ان کو زہیر بن معاویہ بن حدیج بن رحیل جعفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا تھا براء سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے تیراندازوں پر جو پچاس آدمی تھے عبداللہ بن جبیر کو امیر مقرر کیا تھا اور آپ نے فرمایا تھا کہ اگر تم دیکھو کہ پرندے ہمارا گوشت اُچک کر لے جا رہے ہیں تو بھی اپنی جگہ سے نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں خود تمہارے پاس پیغام بھیجوں گا اور اگر تم لوگ دیکھو کہ ہم نے دشمنوں کو شکست دے دی ہے اور ہم نے ان کو روند دیا ہے تو بھی اپنی اس جگہ سے نہ ہٹنا یہاں تک کہ میں خود تمہارے پاس پیغام بھیجوں گا۔

کہتے ہیں کہ مسلمانوں نے مشرکین کو شکست دے دی تھی۔ کہتے ہیں کہ براء کہہ رہے تھے کہ اللہ کی قسم میں نے مشرکین کی عورتوں کو دیکھا تھا کہ وہ گھوڑوں پر سختی کر رہی تھیں۔ ان کی پازیبیں ظاہر ہو رہی تھیں اور پنڈلیاں ایسے کہ وہ اپنے کپڑے اوپر اُٹھائی ہوئی تھیں (پریشانی کی وجہ سے)۔ لہٰذا عبداللہ بن جبیر کے ساتھیوں نے کہا غنیمت لوٹو اے لوگو، غنیمت لوٹو۔ تمہارے ساتھی غالب آ گئے ہیں، تم لوگ کیا دیکھ رہے ہو۔ مگر عبداللہ بن جبیر نے کہا کیا تم وہ فرمان بھول گئے جو کچھ رسول اللہ نے تم لوگوں سے فرمایا تھا۔ مگر انہوں نے کہا کہ ہم ضرور اپنے ساتھیوں کے پاس جائیں گے اور غنیمت کا اپنا حصہ حاصل کریں گے۔

چنانچہ وہ لوگ مسلمانوں کے پاس آ گئے۔ ان کا رخ بدل گیا، لوٹے تو کیا لوٹے شکست کھانے والے۔ یہی کیفیت تھی جب رسول اللہ ﷺ ان کو پیچھے سے پکار رہے تھے۔ اس طرح بھگدڑ مچی تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے تھے۔ ہم لوگوں میں سے یعنی مسلمانوں میں ستر آدمی شہید ہو گئے۔ نفیلی کہتے ہیں کہ میں خیال کرتا ہوں کہ بدر والے دن ایک سو چالیس آدمی، ان میں سے ستر آدمی قیدی بنے اور ستر آدمی مارے گئے۔

کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے کہا تھا کیا تم لوگوں میں محمد ہے؟ کیا قوم میں محمد ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے صحابہ کو منع فرمایا کہ جواب نہ دیا جائے۔ پھر اس نے کہا قوم میں ابن ابوقحافہ ہے؟ کیا تم میں ابن ابوقحافہ ہے؟ کیا لوگوں میں ابن خطاب ہے؟ تین بار پوچھا، اس کے بعد وہ اپنے ساتھیوں کی طرف واپس لوٹ گیا جا کر کہنے لگا کہ یہ لوگ سارے مارے گئے ہیں۔

حضرت عمر نے سُنا تو ان سے رہا نہ گیا انہوں نے فوراً کہا تم نے جھوٹ کہا ہے، اے اللہ کے دشمن جن کو تم نے گنوایا ہے وہ سارے زندہ ہیں۔ ابھی تو تیرے لئے اور بُرا وقت باقی ہے جو تم نے دیکھنا ہے۔ ابوسفیان نے کہا آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے اور جنگ تو ڈول ہوتا ہے کبھی تمہارے ہاتھوں میں تو کبھی ہمارے ہاتھوں میں۔ بے شک تم لوگ عنقریب مُثلہ پاؤ گے (یعنی تمہارے مقتولین کے ناک، کان، ہونٹ، ہاتھ کٹے ہوئے ملیں گے تمہیں)۔ میں نے ایسا کرنے کا حکم بھی نہیں دیا۔ مگر مجھے یہ عمل تمہارے مقتولین کے ساتھ کرنا بُرا بھی نہیں لگے گا۔ اس کے بعد اس نے احجز پڑھے (فخریہ اشعار کہے) اور کہا اُعْلُ هُبَلْ اے ھُبَل (بت کا نام) اُونچا ہو جا غالب ہو جا اُعْلُ هُبَلْ۔

رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کو اُترتے دیکھا تو فرمایا کہ تم لوگ اس کو جواب نہیں دے سکتے؟ صحابہ نے عرض کی یا رسول اللہ! ہم کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا تم لوگ کہو اللّٰہُ اَعْلیٰ وَ اَجَلُّ یعنی اللہ غالب ہے برتر ہے اور عزت و جلالت والا ہے۔ اس کے بعد ابوسفیان نے کہا بے شک ہمارے لئے تو عُـزّیٰ (بت) ہے اور تمہارا تو کوئی عزّیٰ بھی نہیں ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا تم اس کو جواب نہیں دیتے؟ صحابہ نے پوچھا یا رسول اللہ! آپ بتائیں ہم اس کو کیا جواب دیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، یوں کہو اللّٰہ مولانا و لا مولا لکم اللہ ہمارا مولیٰ و مددگار ہے تمہارا کوئی مددگار ہی نہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد سے، اس نے زہیر سے۔

(کتاب المغازی۔ حدیث ص ۳۹۸۶۔ فتح الباری ۷/ ۳۰۷۔ ۸/ ۲۲۷۔ ابوداؤد کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۶۶۲ ج ۳ ص ۵۱۔۵۲)

حضرت حذیفہ کا فراخ دل کا مظاہرہ ...... (۶) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابویعلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو حدیث بیان کی ابواسامہ نے، ان کو حدیث بیان کی جعفر فاریابی نے۔ ان کو منجاب بن حارث نے، ان کو خبر دی علی بن مُسہر نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ کہتی ہیں کہ اُحد والے دن مشرکین شکست کھا گئے تھے۔ واضح شکست جو کہ ان کے اندر جانی پہچانی گئی تھی۔ مگر ابلیس نے چیخ مار کر یہ کہا، اے اللہ کے بندو پیچھے لوٹ آؤ۔ لہٰذا ان کے آگے والے واپس لوٹ آئے۔ مسلمانوں نے مشرکین کو ادھیڑ کر رکھ دیا۔

لہٰذا حذیفہ بن یمان نے دیکھا اچانک وہ اپنے باپ کو بچانے کی سعی کر رہا تھا۔ اس نے چیخ کر کہا ارے یہ میرا باپ ہے ...... ارے یہ میرا باپ ہے۔ اللہ کی قسم یہ لوگ اس سے باز نہ آئے حتیٰ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ اتنے میں حذیفہ نے کہا، اللہ تمہیں معاف کرے۔ عروہ نے کہا کہ ہمیشہ رہی حذیفہ کے بارے میں پیچھے بقیہ خیر اور اچھائی کی بات، حتیٰ کہ وہ اللہ سے جا ملے۔

یہ الفاظ حدیث علی بن مسہر کے ہیں۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبیداللہ بن سعید سے، اس نے ابواسامہ سے اور فروہ سے، اس نے علی بن مسہر سے۔ (کتاب الایمان والنذور۔ حدیث ۶۶۶۸۔ فتح الباری ۱۱/ ۵۴۹)

☆☆☆

باب ۴۰

۱۔ حضور کا جنگ اُحد والے دن اپنے اصحاب قتال پر اُبھارنا۔

۲۔ اور حضور ﷺ کے ساتھ اللہ نے جن جن اصحاب کی حفاظت فرمائی اس کا ثبوت۔

۳۔ اور اللہ عزوجل کا ارشاد : رِجَالٌ صَدَقُوْا مَاعَاهَدُوا اللّٰهَ عَلَيْهِ اور کھجور کی وہ چھڑی جو رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن جحش کو دی تھی اس کا اس کے ہاتھ میں تلوار بن جانا

(۱) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ نے بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو سعید بن عرابی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی ہے حسن بن محمد زعفرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالولید نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو ابو بکر بن ابوشیبہ نے، ان کو عفان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے، اس نے انس ﷺ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد والے دن تلوار لی اور فرمایا کہ کون اس تلوار کو میرے ہاتھ سے اس کے حق کو ادا کرنے کی شرط کے ساتھ لیتا ہے؟ لوگ رک گئے (یعنی توقف کیا) مگر سماک ابودجانہ نے آپ سے عرض کی، میں لیتا ہوں اس کا حق ادا کرنے کی شرط کے ساتھ۔ اُس نے اسے لے لیا اور اس کے ساتھ مشرکین کی کھوپڑیاں توڑتا ہوا چلا گیا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابو بکر بن ابوشیبہ سے۔ (کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۲۸ ص ۱۹۱۷)

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو بکر احمد بن کامل نے، بغداد میں، ان کو حدیث بیان کی ابوقلابہ رقاشی نے، وہ کہتے ہیں کہ اس کو حدیث بیان کی عمرو بن عاصم کلابی نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی عبیداللہ بن ضرار بن ثور نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے، اس نے زبیر بن عوام سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد والے دن تلوار پیش کرتے ہوئے فرمایا کہ کون اس تلوار کو اس کے حق ادا کرنے کے وعدے کے ساتھ لیتا ہے؟ میں اُٹھ کھڑا ہوا میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں لیتا ہوں۔ حضور ﷺ نے مجھ سے اعراض کیا۔ دوبارہ آپ نے کہا کون ہے جو اس تلوار کو اس کا حق ادا کرنے کی شرط کے ساتھ لیتا ہے؟ میں دوبارہ کھڑا ہو گیا اور عرض کی میں لیتا ہوں یا رسول اللہ۔ پھر حضور ﷺ نے مجھ سے اعراض کیا۔ تیسری بار آپ نے کہا کون ہے جو اس کا حق ادا کرنے کے وعدے کے ساتھ اس کو لیتا ہے؟ لہٰذا ابودجانہ سماک بن خرشہ کھڑے ہوئے، کہنے لگے کہ میں اس کو لیتا ہوں یا رسول اللہ اس کے حق ادا کرنے کی شرط کے ساتھ آپ بتائیں کہ اس کو حق کیا ہے؟

حضور ﷺ نے فرمایا، حق یہ ہے کہ اس کے ساتھ کسی مسلمان کو قتل نہ کرنا اور اس تلوار کے ہوتے ہوئے کسی کافر سے فرار نہ ہونا۔ کہتے ہیں کہ پھر حضور ﷺ نے وہ تلوار اس کو دے دی۔ اور وہ جب قتال کا ارادہ کرتے تو وہ ایک پٹی کے ساتھ نشان لگاتے تھے۔

کہتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ میں آج اس کو ضرور دیکھوں گا کہ یہ کیا کرتے ہیں اور کیسے کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ جب قتال میں شروع ہوئے تو جو بھی شی اُونچی نظر آتی سب کو مارتے چلے گئے حتیٰ کہ مارتے مارتے وہ پہاڑ کے دامن میں بیٹھی ہوئی عورتوں کے گروپ تک پہنچ گئے ان کے پاس ان کی دف تھیں ان میں سے کچھ عورتیں یہ رجز پڑھ رہی تھیں یا گنگنا رہی تھیں :

کہ ہم راتوں کو اتر نے والے اور آنے والے مہمان کو بیٹیاں ہیں ...... ہم قالینوں کے اوپر چلنے والی ہیں اے قتال
کرنے والو! اگر تم لوگ آگے بڑھو گے تو ہم تمہیں سینے سے لگائیں گی ...... اور تمہارے لئے قالین فرش راہ کریں گی ......
اور اگر تم نے پیٹھ پھیری لڑائی سے تو ہم تم سے دور ہو جائیں گی ...... غیر محبت کرنے والے کی طرح۔

کہتے ہیں کہ ابو دجانہ ایک عورت کو تلوار مارنے کی طرف جھکے ہی تھے کہ پھر یکا یک انہوں نے اس کو قتل کرنے سے اپنا ہاتھ روک لیا۔ جب لڑائی ختم ہوگئی تو میں نے ابو دجانہ سے پوچھا کہ سارا کام تیرا ٹھیک تھا مگر ایک بات سمجھ میں نہیں آئی؟ بولے وہ کیا ہے؟ میں نے کہا ایک عورت کے اوپر تلوار اٹھائی قتل کرنے کے لئے پھر روک لی۔ میں نے دیکھا کہ آپ نے اس کو مارا نہیں۔ اس کی کیا وجہ تھی؟ اس نے کہا کہ جی ہاں ایسی ہی بات ہے۔ اللہ کی قسم میں نے رسول اللہ کی تلوار کی عزت و احترام کیا تھا کہ میں اس کے ساتھ کسی عورت کو قتل کروں۔

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس اصم نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ جب ابو دجانہ نے تلوار رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے لے لی تو اس نے ایک سرخ پٹی نکال کر اس کے سر پر باندھ دی تھی۔ لہٰذا وہ فخر و بہادری کا جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے صفوں میں گھس گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۲)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی جعفر بن عبداللہ بن اسلم مولیٰ عمر بن خطاب نے، اس نے معاویہ معبد بن کعب بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جب آپ نے ابو دجانہ کو اتراتے دیکھا تھا کہ یہی تو وہ رفتار ہے یہی تو چلنے کا وہ انداز ہے جس کو اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے ہر جگہ پر۔ اگر پسند کرتا ہے تو صرف ایسے ہی مقامات پر پسند کرتا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۰)

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے حصین بن عبدالرحمن نے محمود بن عمرو بن یزید بن سکن سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد کے دن فرمایا تھا جب ان کو مشرکین نے گھیر لیا تھا کہ کون آدمی ہے جو ہمارے لئے اپنے کو فروخت کر دے۔ زیاد بن سکن انصار کے پانچ جوانوں سمیت کھڑے ہو گئے۔ بعض دیگر لوگوں کہنا ہے کہ بلکہ وہ عمارہ بن زیاد بن سکن تھے وہ رسول اللہ ﷺ کے دفاع کے لئے ایک ایک کر کے لڑتے رہے اور شہید ہوتے گئے جنہوں نے اپنے آپ کو حضور ﷺ کے لئے قربان کر دیا۔ آخر میں اسی زیاد کی باری یا عمارہ بن زیاد تھے۔ وہ لڑتے رہے حتیٰ کہ وہ زخموں سے نڈھال اور بے تاب ہو کر گر گئے۔ اس کے بعد وہ مسلمانوں کی ایک جماعت آگے بڑھی، انہوں نے کفار و مشرکین کو حضور ﷺ سے روکا اور اب آپ کا دفاع کیا۔

رسول اللہ نے فرمایا میرے رضا کار کو میرے پاس لے آؤ۔ اسے حضور ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ نے اس کو گود میں لیا اپنے قدم مبارک کو اس کے سر کے نیچے تکیہ بنایا اس کی وہیں روح پرواز کر گئی۔ کیفیت یہ تھی اس کے رخسار حضور ﷺ کے قدموں کے ساتھ لگے ہوئے تھے (گو رضا کار وفادار نے قائد کے قدموں میں جان دے دی)۔ ادھر ابو دجانہ نے رسول اللہ ﷺ کو اپنے آپ کو حضور کے آگے ڈھال بنائے رکھا۔ ان کی پیٹھ پر تیر لگتے رہے اور وہ رسول اللہ پر کمر جھکائے کھڑے رہے حتیٰ کہ کثیر تعداد میں تیر اس پر لگ گئے۔

(۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حدیث بیان کی ابو الحسن علی بن مختومیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی محمد بن ایوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن عثمان نے اور ہدبہ بن خالد نے ان دونوں کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی حماد بن سلمہ نے علی بن زید سے اور ثابت نے انس بن مالک نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنے ساتھ مجاہدین کے ساتھ جو کہ انصار میں سے تھے اور دو آدمی قریش میں سے اُحد والے دن ٹھہر گئے تھے ایک مرحلے پر، دشمن ان کے قریب پہنچ گئے تھے۔ آپ نے فرمایا، کون ہے جوان کو ہٹائے ہم سے، اس کے جنت ہوگی یا یوں فرمایا تھا کہ وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔

انصار کا ایک آدمی آگے بڑھا اس نے بے جگری سے قتال کیا حتیٰ کہ وہ شہید ہو گیا۔ پھر دشمن قریب ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کون ہے جوان کو ہم سے ہٹائے، اس کے لئے جنت ہوگی یا کہا تھا کہ وہ جنت میں میرا رفیق ہوگا۔ انصار کا ایک آدمی آگے بڑھا، اس نے قتال کیا اور وہ شہید ہو گیا۔

ہمیشہ اسی طرح ہوتا رہا حتیٰ کہ وہ ساتوں مجاہد صحابہ شہید ہو گئے۔ حضور ﷺ نے اپنے دونوں قریشی ساتھیوں سے کہا کہ ہم نے اپنے اصحاب اور ساتھیوں کے ساتھ انصاف نہیں کیا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ہد بہ بن خالد سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۰۰ ص ۱۴۱۵)

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو معتمر سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ میں سنا اپنے والد سے، اس نے ابو عثمان سے، وہ کہتے ہیں کہ نہیں باقی رہ گیا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بعض ان ایام میں جن میں رسول اللہ ﷺ نے قتال کیا تھا سوائے طلحہ بن عبداللہ کے اور سعید کے۔

مذکورہ دونوں کی روایت کے مطابق مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن ابوبکر سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۴۷ ص ۱۸۷۹)

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے موسیٰ بن اسماعیل سے، اس نے معتمر سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۶۰۔ فتح الباری ۳۵۹/۷۔ ۸۲/۷)

(۷) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو یحییٰ بن معین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی وکیع نے اسماعیل سے، اس نے قیس سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے طلحہ کے ہاتھ کو شل شدہ دیکھا تھا (یعنی ہاتھ مارا ہوا تھا) اس لئے کہ اس نے اُحد والے دن اسی ہاتھ پر حضور ﷺ سے خود دفاع کرتے ہوئے اپنے اسی ہاتھ پر تیر کھائے تھے۔

امام بخاری نے عبداللہ بن ابی شیبہ عن وکیع کی سند کی اس حدیث کو روایت کیا ہے۔

(کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۶۳۔ فتح الباری ۳۵۹/۷۔ بخاری۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۳۷۲۴۔ فتح الباری ۸۲/۷)

ابوطلحہ انصاری کا رسول اللہ کی حفاظت کر کے زخمی ہونا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس طرائفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن صالح نے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی یحییٰ بن ایوب نے عمارۃ بن غزیہ سے، اس نے ابوالزبیر مولیٰ حکم بن حزام سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے کہا اُحد والے دن لوگ (افراتفری میں) حضور ﷺ سے الگ ہو گئے تھے۔ آپ کے ساتھ انصار میں گیارہ آدمی رہ گئے تھے۔ ان میں سے ایک طلحہ بن عبیداللہ بھی تھے۔ حضور پہاڑ پر چڑھتے جا رہے تھے کہ مشرکین پیچھے سے جا ملے۔ حضور نے فرمایا، کیا کوئی ہے ان لوگوں سے نمٹنے کے لئے۔ طلحہ نے کہا میں ہوں یا رسول اللہ۔ حضور ﷺ نے اس کو روک دیا کہ آپ ٹھہریں اے ابوطلحہ۔

چنانچہ انصار میں سے ایک آدمی نے کہا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ۔ اس نے حضور ﷺ کی طرف سے قتال کیا۔ اتنے میں حضور پہاڑ پر چڑھ گئے اور آپ کے ساتھی بھی۔ اس کے بعد انصاری قتل ہو گیا، اتنے میں مشرکین حضور ﷺ کے قریب ہو گئے۔ حضور نے فرمایا کیا کوئی نہیں ہے ان لوگوں سے نمٹنے کے لئے۔ پھر طلحہ نے پہلے کی طرح کہا کہ میں حاضر ہوں مگر پھر بھی اس کو اجازت نہ ملی۔ حضور ﷺ نے اب بھی پہلے کی طرح جواب دیا۔ اتنے میں کسی اور انصاری نے کہا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ۔ آپ نے اس کو اجازت دے دی۔ اس نے اپنے سے پہلے مجاہد کی طرح قتال کیا۔ اتنے میں حضور بھی اور آپ کے ساتھی بھی اور اُوپر چڑھ گئے۔ لہٰذا مجاہد بھی شہید ہو گیا۔ ہر دفعہ ابوطلحہ اجازت مانگتے رہے اور حضور ﷺ وہی جواب دیتے رہے۔ حضور اس کو روک کر رکھتے رہے وہ برابر کہتا رہا کہ میں حاضر ہوں، حضور ﷺ کسی اور انصار کو اجازت دیتے رہے جب وہ اجازت طلب کرتے رہے اور وہ اپنے سے پہلے مجاہد کی طرح لڑتے ہوئے شہید ہوتے رہے، یہاں تک کہ اب حضور کے ساتھ طلحہ کے سوا ان سے کوئی بھی باقی نہ رہا۔ اتنے میں مشرکین پھر حضور ﷺ کے قریب آ گئے۔ حضور نے فرمایا کہ کون ہے جوان کے ساتھ نمٹے۔ طلحہ نے ہر دفعہ کی طرح کہا، میں حاضر ہوں۔

لہٰذا طلحہ نے اپنے پیشروؤں کی طرح قتال کیا، اس میں ان کی اُنگلیاں شہید ہوگئیں انہوں نے تکلیف کا اظہار کیا زبان سے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم بسم اللہ کہتے رہو یا فرمایا کہ اگر آپ اللہ کا نام ذکر کرتے تو تجھے فرشتے اُوپر اُٹھا لیتے اور لوگ آپ کو دیکھتے یہاں تک کہ وہ تمہیں لے کر آسمانی فضا میں داخل ہو جاتے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کی طرف اُوپر کو چڑھ گئے اور وہ لوگ اکٹھے ہو گئے۔ (النسائی۔ کتاب الجہاد ۶/۲۹۔۳)

حضرت معصب بن عمیر کی شہادت .... (۹) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ زہری نے ذکر کیا ہے، وہ کہتے ہیں کہ پہلے شخص جو شکست خوردگی کے بعد پہچانے گئے وہ رسول اللہ ﷺ ہی تھے۔ جب یہ افواہ اُڑا دی گئی تھی کہ رسول اللہ قتل ہو گئے ہیں۔ شعیب بن مالک بنو سلمہ کے بھائی کہتے ہیں میں نے حضور ﷺ کو پہچانا تھا، میں نے ان کی آنکھیں شریف پہچانی تھیں کہ وہ خود کے نیچے سے چمک رہی تھیں۔ لہٰذا میں نے بلند آواز کے ساتھ آواز لگائی، اے مسلمانوں کی جماعت خوش ہو جاؤ (مبارک ہو) یہ رہے رسول اللہ ﷺ۔

حضور نے مجھے اشارے سے کہا کہ چپ رہو، جب لوگوں نے رسول اللہ کو پہچان لیا تو سب لوگ کھڑے ہو گئے۔ حضور بھی ان کے ساتھ اُٹھ کھڑے ہوئے اور وہ ان کے ساتھ گھاٹی کی طرف چلے گئے۔ علی بن ابو طالب کے ساتھ اور ابو بکر صدیق، عمر فاروق، طلحہ، زبیر، حارث بن صمہ بھی اور مسلمانوں کی ایک جماعت بھی ساتھی۔

حضور جب گھاٹی میں پہنچے تو آگے سے اُبی بن خلف ملا وہ کہہ رہا تھا، اے محمد! اگر تم زندہ بچ گئے تو میں زندہ نہیں رہوں گا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم میں سے کوئی آپ کے اُوپر جھک جائے دفاع کے لئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ چھوڑ دو اس کو اس کے حال پر۔ وہ جب قریب آیا حضور نے حارث بن صمہ کی تلوار اُٹھالی بعض نے کہا ہے کہ جیسے میرے لئے ذکر کیا گیا ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے تلوار حارث سے لے لی اور اس کو لہرایا تو لوگ اس طرح دور ہو گئے جیسے مکھیاں اُونٹ کی پیٹھ سے اُٹھ جاتی ہیں جب وہ حرکت کرتا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے اور اس تلوار کے ساتھ اس کی گردن میں ایک کچوکہ دیا جس سے وہ لڑکھڑا کر گھوڑے سے گر گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۶۔۲۸)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ گھاٹی میں تھے آپ کے ساتھ آپ کے اصحاب کے مذکورہ بالا افراد بھی تھے۔ اچانک قریش کی ایک جماعت پہاڑ پر چڑھ آئی۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی، اے اللہ! یہ لوگ ہم سے اُوپر نہ چڑھنے پائیں۔ لہٰذا عمر بن خطاب نے ان سے قتال کیا اور مہاجرین کی ایک جماعت یہاں تک کہ انہوں نے ان کو پہاڑ سے نیچے اُترنے پر مجبور کر دیا۔ حضور ﷺ اُٹھے پہاڑ کی طرف ایک چٹان کے اُوپر چڑھنے کے لئے تاکہ اس کے اُوپر اُونچے کھڑے ہو سکیں۔

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی یحیٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، اس نے زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اس دن دو دو زرہ میں سامنے آئے، آپ اُوپر نہ چڑھ پائے تو طلحہ بن عبداللہ نیچے بیٹھے گئے اور طلحہ کے اُوپر چڑھ کر اُٹھ کھڑے ہوئے اور سیدھے کھڑے ہو گئے چٹان پر اور فرمایا طلحہ نے جنت واجب کرالی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۹۔۳۰)

ابن اسحاق کہتے ہیں۔ مصعب بن عمیر نے رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے سامنے قتال کیا تھا اور ان کے پاس رسول اللہ کا جھنڈا بھی تھا۔ وہ لڑتے لڑتے شہید ہو گئے۔ ان کو جس نے شہید کیا اس کا نام ممنہ لیثی تھا اس نے مصعب کو یہ سمجھ کر قتل کیا تھا کہ محمد ﷺ ہے۔ لہٰذا وہ بھاگ کر قریش کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں محمد ﷺ کو قتل کر کے آیا ہوں۔ جب مصعب قتل ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اپنا جھنڈا علی بن ابو طالب کو تھما دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۶)

ابو اسحاق کہتے ہیں۔ علی بن ابو طالب نے طلحہ بن ابو طلحہ کو قتل کیا اور وہ قریش کا جھنڈا بردار تھا۔ اور اسی طرح انہوں نے قتل کیا تھا حکم بن اخنس بن شریق کو اور عبداللہ بن حمید بن زہیر کو اور ابو اُمیہ بن ابو حذیفہ بن ابو مغیرہ کو طلحہ کے قتل کے بعد۔ ان کا جھنڈا ابو سعد بن بن ابو طلحہ نے لیا تھا۔ لہٰذا سعد بن ابو وقاص نے کہا، میں نے کفر کے علمبردار کو تیر مارا اور وہ اس کے حلق میں لگا جس سے اس کی زبان ایسے لٹک گئی جس طرح کتے کی لٹک جاتی ہے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی صالح بن کسیان نے بعض آل سعد سے، اس نے سعد بن ابو وقاص سے کہ انہوں نے اُحد والے دن رسول اللہ کا دفاع کرتے ہوئے تیراندازی کی تھی۔ سعد نے کہا میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ مجھے تیر کے بھالے اُٹھا اُٹھا کر دے رہے ہیں۔ وہ کہہ رہے ہیں تیر مارنے چلے جایئے اے سعد میرے ماں باپ تیرے لئے قربان، یہاں تک کہ وہ تیر بھی اُٹھا کر دیئے جن کے آگے پیچھے والے پھیرے نہیں تھے میں نے وہ بھی پھینک دیئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۵)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے اور ابوعبداللہ حسین بن عمرو بن برہان بغدادی نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی حسن بن عرفہ نے، ان کو مروان بن معاویہ نے ہاشم بن ہاشم سے، اس نے سُنا سعید بن مسیب سے، وہ کہتے ہیں کہ اس نے سُنا سعد بن ابو وقاص سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ترکش باندھ کر دی۔ حسن بن عرفہ کہتے ہیں یعنی تیروں کے پھینکنے کے لئے اُحد والے دن اور فرمایا آپ تیر پھینکیں تجھ پر میرے ماں باپ قربان۔

بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن محمد سے، اس نے مروان بن معاویہ سے۔ (کتاب المغازی، حدیث ۴۰۵۵۔ فتح الباری ۷/۳۵۸)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، ان کو خبر دی ابویعلیٰ نے، ان کو جعفر بن مہران نے، ان کو عبدالوارث نے، ان کو عبدالعزیز نے، ان کو اس نے وہ کہتے ہیں کہ ڈھال بنا ہوا اپنی ترکش سمیت جو اس کے ساتھ تھی اور ابوطلحہ سخت تیرانداز آدمی تھا، سخت کھینچنے والا۔ اس دن انہوں نے دو تین کمانیں توڑی تھیں (اپنی شجاعت و بسالت کی بنا پر)۔ آدمی ترکش لے کر گھومے اس میں تیر ہوتے اور وہ کہتے کہ یہ میں ابوطلحہ کے لئے بھر لایا ہوں۔ نبی کریم ﷺ قدموں کو اُٹھا کر اُوپر دیکھنے کی کوشش کرتے تو ابوطلحہ کہتے یا نبی میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان آپ اُوپر نہ ہوں یا نہ جھانکیں، کہیں مشرکین کے تیروں میں سے کوئی تیر نہ آپ کو پہنچ جائے۔ میرا سینہ آپ کے سینے سے آگے ہو (یعنی اللہ ایسا کرے کہ میرا سینہ پہلے اور آگے ہو تا کہ تیر میں اپنے سینے پر برداشت کروں، آپ کو نہ لگے)۔

اور میں نے عائشہ بنت ابوبکر کو دیکھا تھا اور اُم سُلیم کو کہ وہ اپنے پاؤں سے کپڑے سمیٹے ہوئے ہوئے تھیں اس قدر کہ میں ان کے پیروں کی پازیبیں دیکھی تھیں وہ اپنی پیٹھ پر پانی کی مشکیں بھر بھر کر لا رہی تھیں اور وہ لوگوں کے منہ میں ڈال رہی تھیں۔ پھر واپس چلی جاتیں تھیں اور بھر بھر کر لاتی تھیں پھر لوٹ کر آتی تھیں اور لوگوں کے منہ میں ڈال کر جاتی تھیں اور اس دن اُونگھ کی وجہ سے دو یا تین بار ابوطلحہ کے ہاتھ سے تلوار گر گئی تھی (یہ اُونگھ در حقیقت مؤمنین اہل صدقین پر اُحد میں اللہ کی طرف سے احسان تھی)۔ اس غم کو دور کرنے کے لئے جو اس نے دشمن کے خوف اور اپنی وقتی شکست کی وجہ سے جو مسلمانوں کو لاحق ہو گیا تھا تا کہ غم اور خوف سے کمزور اور سست نہ ہو جائیں اور ان کے عزائم میں ضعف نہ آنے پائے۔ ارشاد ہوا:

ثم انزل عليكم من بعد الغم امنة نعاسًا يغشىٰ طائفة منكم ۔ (از ترجم)

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں ابو معمر سے، اس نے عبدالوارث بن سعید سے۔ (کتاب مناقب الانصار۔ حدیث ۳۸۱۱۔ فتح الباری ۷/۱۲۸)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عبدالرحمٰن سے، اس نے ابو معمر سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۳۶ ص ۱۴۴۳)

وحشی کی زبانی حضرت حمزہ کی شہادت کا بیان .... (۱۲) ہمیں خبر دی ابوعمرو بن عبداللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالحسین احمد بن محمد بن معاویہ کاغذی نے رائے سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن ابوالثلج نے، ان کو حجین بن مثنی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن ابوسلمہ ماجسون نے عبداللہ بن فضل ہاشم سے، اس نے سلیمان بن یسار سے، اس نے جعفر بن عمرو بن اُمیہ ضمری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں عبیداللہ بن عدی بن خیار کے ساتھ شام کی طرف روانہ ہوا، جب ہم لوگ حمص شہر میں پہنچے تو مجھے عبیداللہ نے کہا کیا آپ کو وحشی بن حرب کے بارے میں دلچسپی ہے ہم اس سے حضرت حمزہ ؓ کے قتل کے بارے پوچھتے ہیں؟ میں نے کہا کہ جی ہاں اور وحشی حمص میں رہتا تھا۔

کہتے ہیں کہ ہم نے اس کے بارے میں پوچھا تو ہمیں بتایا گیا کہ وہ ایسے مکان کے سائے تلے بیٹھا ہے گویا کہ وہ ایسے تھا جیسے کہا جاتا ہے یا جیسا نام ہے۔

راوی کہتے ہیں کہ وہ میرے نزدیک وہ ایسے تھا جیسے گویا کہ وہ سخت غصے میں بیٹھا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم گئے ان کے پاس تھوڑی سی دیر بیٹھے پھر ہم نے اسلام علیکم کہا،اس نے ہمارے سلام کا جواب دیا، وہ اپنے عمامہ کو اُوپر لپیٹے ہوا تھا اس کی صرف آنکھیں نظر آرہی تھیں۔ عبید اللہ نے کہا، اے وحشی! آپ مجھے پہچانتے ہو۔ اس نے اس کی طرف دیکھا اور کہا کہ اللہ کی قسم میں صرف اتنا جانتا ہوں کہ عدی بن خیار نے شادی کی تھی ایک عورت سے، اس کا نام اُم قتال بنت ابوالعیص تھا۔ اس نے مکے میں ایک بچہ جنا تھا وہ اسے دودھ پلانا چاہتی تھی اور وہ بچہ میں نے اُٹھا کر اس کو دیا تھا، ایسے لگ رہا تھا کہ جیسے میں نے وہ قدم اب تیرے ہی قدم جیسے دیکھے ہیں۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد عبید اللہ نے اپنے چہرے سے کپڑا اُٹھایا پھر کہا کہ کیا آپ ہمیں حمزہ کے قتل کے بارے میں کچھ بتائیں گے؟ اس نے کہا کہ جی ہاں۔ بے شک حمزہ نے طعیمہ بن عدی بن خیار کو بدر میں قتل کیا تھا۔ لہٰذا مجھے میرے مولیٰ حبیب بن مطعم نے کہا تھا کہ اگر تم نے حمزہ کو قتل کر دیا میرے چچا سمیت تو تم آزاد ہو۔ کہتے ہیں کہ جب لوگ نکل گئے عینین سے عینین ایک پہاڑی ہے اُحد کے دامن میں۔ اُحد کے اور اس کے درمیان وادی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں بھی لوگوں کے ساتھ قتال کی طرف نکلا جب انہوں نے لڑائی کے لئے صف بندی کی تو سباع نامی شخص سامنے آیا۔ اس نے کہا کہ ہے کوئی مقابلہ میں آنے والا۔ چنانچہ اس کے مقابلے میں حضرت حمزہ نکلے اور بولے اے سباع اے عورتوں کی شرم گاہ کاٹنے والی کے بچے تو اللہ اور رسول سے دشمنی کرتا ہے۔ حمزہ نے حملہ کر کے اس کو اس طرح نیست و نابود کر دیا جیسے گذشتہ شام ہو جاتی ہے۔ حضرت حمزہ نے یہ گالی اس لئے دی تھی کہ اس کافر کی ماں عورتوں کی ختنہ کیا کرتی تھی۔ اس لئے کہ دورِ جاہلیت میں غالباً کھال کا کچھ حصہ کاٹ ڈالنے کا رواج تھا۔

وحشی کہتے ہیں کہ میں حمزہ کو قتل کرنے کے لئے ایک چٹان کی آڑ میں گھات لگا کر بیٹھ گیا تھا۔ لہٰذا وہ میرے قریب سے گزرے، جب وہ میرے قریب ہوئے تو میں نے ان پر اپنی تلوار کا بھرپور وار کیا۔ جس سے وہ ان کے پیٹ پر لگی اور سرین سے نکل گئی، یہی عہد تھا میرا۔ جب لوگ واپس لوٹے میں بھی ان کے ساتھ لوٹ آیا اور میں مکے میں ٹھہرا رہا، حتیٰ کہ مکہ میں اسلام عام ہو گیا، پھر میں طائف نکل گیا۔ انہوں نے حضور ﷺ کے پاس نمائندے بھیجے اور مجھے بتایا گیا کہ محمد ﷺ اس کو قتل نہیں کراتے جو ان کے دین میں داخل ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ میں بھی ان کے ساتھ روانہ ہو کر حضور ﷺ کی خدمت میں آ گیا۔ حضور نے جب دیکھا تو پوچھا کہ کیا تو وحشی ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ فرمایا کہ وہی جس نے حمزہ کو قتل کیا تھا؟ میں نے بتایا کہ معاملہ وہی ہے جو آپ کو پہنچا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کیا تم میرے سامنے سے اپنا چہرہ غائب نہیں کر سکتے ہو؟

کہتے ہیں کہ میں اس کے بعد واپس لوٹ آیا تھا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ فوت ہو گئے اور مسلیمہ کذاب نکلا میں نے تہیہ کر لیا تھا کہ جاؤں گا مسلیمہ کو قتل کرنے کے لئے۔ میں اس کو قتل کر کے حمزہ کے قتل والا بدلہ پورا کروں گا۔ کہتے ہیں کہ میں لوگوں کے ساتھ روانہ ہوا تو وہاں قتال ہوا جیسے بھی ہوا۔ اچانک ایک آدمی نمودار ہوا دیوار کے سائے میں، گویا کہ وہ اُونٹ ہے فربہ جسم، اس کے سر کے بال بکھرے ہوئے تھے۔ میں نے اپنی تلوار زور سے اس کو ماری، میں نے اس کو دونوں پستانوں کے درمیان تلوار ماری تھی جو چیرتی ہوئی اس کے کندھوں کے پار ہو گئی تھی۔ کہتے ہیں کہ انصار کا ایک آدمی اس کی طرف کودا آیا اس نے اپنی تلوار اس کی کھوپڑی پر ماری۔ عبداللہ بن فضل نے کہا کہ مجھے خبر دی سلمان بن یسار نے کہ اس نے سُنا تھا عبداللہ بن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک لڑکی نے جو گھر کی چھت پر کھڑی تھی چیخ کر کیا تھا ہے امیر المومنین کو سیاہ حبشی نما غلام نے قتل کر دیا۔ حجین نے کہا کہ میں نہیں جانتا مگر یہ کہ میں نے سُنا تھا عبدالعزیز سے، وہ کہتے تھے کہ سعید کہتے میں حیران تھا کہ حمزہ کا قاتل کیسے بچا ہوا ہے، حتیٰ کہ مجھے اطلاع پہنچی کہ وہ دریا میں غرق ہو کر مر گیا ہے۔ (الاصابہ ۳/ ۶۳۱)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوجعفر بن محمد عبداللہ سے سوائے قول حجین کے اس کے آخر میں۔

(کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۷۲۔ فتح الباری ۷/ ۳۶۷۔ ۳۷۸)

(۱۳) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن احمد بن بالویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن شاذان جوہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی معاویہ بن عمرو نے، اس نے ابواسحاق فزاری سے، اس نے ابن عون سے، اس نے عمیر بن اسحاق سے، اس نے سعد بن ابووقاص سے، وہ کہتے ہیں کہ حمزہ بن عبدالمطلب اُحد والے دن رسول اللہ کے آگے دو دو تلواروں کے ساتھ قتال کر رہے تھے کہ میں اللہ کا شیر ہوں۔

(۱۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس رحم نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن عون سے، اس نے عمیر بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ حمزہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے دو تلواروں کے ساتھ لڑ رہے تھے اور کہتے تھے کہ میں اللہ کا شیر ہوں اور آگے بھی حملہ کرتے تھے اور پیچھے بھی پلٹ کر حملہ کرتے تھے۔ اچانک ان کا پیر پھسلا تو سیدھے چت جا گر گرے۔ لہٰذا زرہ ان کے پیٹ سے کھل گئی۔ لہٰذا معبد حبشی نے بھاگ کر ان کو نیزہ گھونپ دیا یا تلوار گھونپ دی پیٹ کے اندر، اس سے اس نے ان کا پیٹ پھاڑ دیا اُحد والے دن۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن شیبان املی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان عیینہ نے، اس نے عمر بن دینار سے، اس نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا تھا نبی کریم ﷺ سے اُحد والے دن یارسول اللہ اگر میں قتل ہوگیا تو میں کہاں جاؤں گا؟ آپ نے فرمایا کہ جنت میں۔ اس نے کہا کھجوریں پھینک دیں جو اس کے ہاتھ میں تھیں اور جاکر لڑنا شروع کردیا حتیٰ کہ شہید ہوگیا۔

(۱۶) عمرو کے ماسواء نے کہا کہ وہ دنیا کے کھانے سے الگ ہوگیا اسی طرح میری کتاب میں اس روایت میں اور درست لفظ تخلّی نہیں بلکہ تجلّی ہے یعنی وہ شخص تجلّی یعنی اس نے یہ کہا تھا کہ کافی ہے مجھے یہی بات دنیا کے کھانے سے۔ بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث سفیان بن عقبہ سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۴۶۔ فتح الباری ۳۵۴/۷۔ مسلم کتاب الاسارہ۔ حدیث ۱۴۳ ص ۱۵۰۹)

اُحد کے پیچھے سے جنت کی خوشبو آنا .... (۱۷) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق نے مغانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن بکر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حمید نے، اس سے کہ ان کے چچا انس بن نضر بدر کی لڑائی میں غائب تھے جب آئے تو کہنے لگے کہ میں پہلی جنگ سے غیر حاضر ہوگیا جو رسول اللہ ﷺ نے لڑی ہے مشرکین کے ساتھ، اگر اللہ نے اب کسی جنگ میں مجھے حاضر کیا تو اللہ تعالیٰ دیکھ لے گا کہ میں کیا کرتا ہوں۔ جب اُحد کا دن آیا تو مسلمان ہار گئے۔ لہٰذا انس بن نضر اللہ کی بارگاہ میں معذرت کرنے لگے۔

اے اللہ! میں معذرت کرتا ہوں تیری بارگاہ میں مشرکین کے کردار سے بھی اور میں معذرت کرتا ہوں اس عمل سے جو مسلمانوں نے کیا ہے اس کے بعد وہ تلوار لے کر نکلے آگے ان کو سعد بن معاذ ملے، انہوں نے کہا اے سعد! قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں جنت کی خوشبو محسوس کر رہا ہوں اُحد کے پیچھے سے۔ خوش آمدید ہے جنت کی خوشبو کے لئے۔ سعد نے کہا میں اس کی استطاعت نہیں رکھتا جو کچھ اس نے کیا تھا۔

حضرت انس نے کہا ہم نے اس کے بعد انہیں مقتولین میں پڑے ہوئے پایا جن کے وجود پر اسّی (۸۰) سے زیادہ زخم تھے۔ کچھ تلوار کے کچھ نیزے کے گھسنے کے، کچھ تیر کے تھے۔ مشرکین نے ان کے ناک کان کاٹ دیئے تھے۔ ہم انہیں نہیں پہچان سکے تھے بلکہ ان کی بہن نے ان کو ان کی اُنگلیوں کے پوروں سے پہچانا تھا۔ انس کہتے ہیں کہ ہم لوگ کہا کرتے تھے کہ یہ آیت انہیں کے بارے میں نازل ہوئی ہے :

من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه ۔ الخ (سورۃ احزاب : آیت ۲۳)

اہل ایمان میں سے کچھ لوگ ایسے ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو سچا کر دکھایا ہے جو انہوں نے اللہ کے ساتھ کیا تھا۔

کہ یہ آیت انہیں کے اور ان کے ساتھیوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

بخاری نے ان کو نقل کیا ہے کئی وجوہ سے حمید سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ثابت سے اس نے انس سے۔

(بخاری کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۸۰۵۔ فتح الباری ۲۱/۶۔ مسلم کتاب الامارۃ۔ حدیث ۱۴۸ ص ۱۵۱۲/۳)

(۱۸) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی قاسم بن عبدالرحمٰن بن رافع سے جو بھائی تھے بنو عدی بن نجار کے، وہ

کہتے ہیں کہ انس بن مالک کے چچا انس بن نضر پہنچے عمر بن قطاب اور طلحہ بن عبیداللہ کے پاس مہاجرین وانصار کے کچھ جوانوں کے ساتھ۔ کہتے ہیں کہ جب اُحد میں کچھ مسلمانوں نے اپنے ہاتھ پیر چھوڑ دیئے اور بیٹھ گئے تھے تو انہوں نے پوچھا کہ تم کس وجہ سے بیٹھ گئے ہو۔ انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ قتل ہو گئے ہیں۔ انس بن نضر نے کہا کہ پھر تم ان کے بعد اپنی زندگی کو کیا کرو گے؟ انہوں نے کہا تم بھی اسی راستے پر مر جاؤ جس راستے پر رسول اللہ ﷺ مر گئے اس کے بعد وہ مشرکین کے ساتھ ٹکرا گئے، لڑتے رہے حتیٰ کہ شہید ہو گئے پھر انہیں کے نام پر حضرت انس کا نام رکھا گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۶)

حضرت عمرو بن جموح کا جذبہ جہاد .... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد اسحاق بن یسار نے بنوسلمہ کے شیوخ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمرو بن جموح شدید لنگڑے تھے۔ اور ان کے چار بیٹے تھے جو کڑیل جوان تھے، مجاہد تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کرتے تھے جب حضور جہاد کرتے۔ جب رسول اللہ ﷺ نے اُحد کی طرف ارادہ کیا تو ان کے بیٹوں نے ان سے کہا کہ ابا جان اللہ تعالیٰ نے آپ کو رخصت دی ہے اگر آپ جہاد سے بیٹھ جائیں گے تو آپ کی طرف سے ہم کافی ہیں لڑنے کے لئے، اللہ نے آپ سے جہاد کی فرضیت معاف کر دی ہے۔ مگر عمرو بن جموح کا جذبہ جہاد کچھ کم نہیں تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور عرض کرنے لگے، یارسول اللہ ﷺ یہ لوگ میرے بیٹے مجھے جہاد میں جانے سے روکتے ہیں اور آپ کے ساتھ اُحد میں حاضری سے منع کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم میں یہ آرزو کرتا ہوں کہ میں آپ کے ساتھ جہاد کرتے کرتے شہید ہو جاؤں اور میں اپنی اسی معذوری اور لنگڑے پن کے ساتھ جنت میں چلتا پھروں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اللہ نے جہاد کو تم سے ساقط کر دیا ہے تیرے اُوپر گویا کہ فرض نہیں ہے۔ ادھر اس کے بیٹوں سے کہا تمہیں کیا تکلیف ہے تم بھی اسے چھوڑ دو اُسے نہ روکو شاید اللہ تعالیٰ اس کو شہادت عطا کر دے۔ حضور ﷺ کے فرمان کے بعد انہوں نے روکنا چھوڑ دیا اور وہ اُحد کی لڑائی میں جا کر شہید ہو گئے۔ وہ رسول اللہ کے ساتھ جہاد میں گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۴)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت حنظلہ بن ابو عامر اور ابوسفیان بن حرب (جب مسلمان نہیں ہوئے تھے) جہاد میں باہم لڑے۔ جب حنظلہ ابوسفیان سے غالب آ گئے یا ان کے اُوپر چڑھ گئے تو ادھر سے شداد بن اسود دیکھ رہا تھا، اس کو اہل شعوب کہا جاتا تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ وہ ابوسفیان سے غالب ہو رہے ہیں تو شداد نے اس کو وار کر کے قتل کر دیا۔

غسیل ملائکہ حضرت حنظلہ کی شہادت .... ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک تمہارے ساتھ (حنظلہ) کو فرشتے غسل دے رہے ہیں۔ اس کی گھر والی سے پوچھو کہ اس کی کیا حالت تھی؟ چنانچہ ان کی بیوی سے پوچھا گیا۔ انہوں نے بتایا کہ وہ حالت جنب و ناپاکی میں تھے جب انہوں نے جہاد پر نکلنے کی پکار سنی تو فوراً نکل گئے غسل نہیں کر سکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اسی لئے فرشتے ان کو غسل دے رہے تھے یعنی اسی لئے فرشتوں نے ان کو غسل دیا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۱۷۔۱۸)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی حصین بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن سعد بن معاذ نے ابوسفیان مولیٰ بن ابواحمد ابوہریرہ سے کہ وہ فرماتے تھے کہ مجھے ایسا شخص بتاؤ جو جنت میں چلا گیا ہے مگر اس نے کوئی نماز بھی بالکل نہیں پڑھی۔ جب لوگ اس کو نہ سمجھ سکے تو انہوں نے ان سے پوچھا۔ لہٰذا انہوں نے بتایا کہ وہ اُطیرم بن عبدالاشہل عمرو بن ثابت بن اقیش ہیں۔

مجھ سے حصین نے کہا کہ میں نے محمد بن لبید سے کہا کہ اُطیرم کا کیا حال تھا؟ فرمایا کہ وہ اسلام کا انکار کرتے تھے۔ جب رسول اللہ میدان اُحد میں پہنچے تو اس کو اسلام کی سمجھ آ گئی۔ لہٰذا وہ مسلمان ہو گئے۔ لہٰذا انہوں نے تلوار لی اور علی الصبح وہ کفار پر پہنچ گئے۔ انہوں نے اسلام کی سربلندی کے لئے جہاد کیا حتیٰ کہ زخموں نے ان کو نڈھال کر دیا۔ نڈھال ہو کر گر گئے۔ لہٰذا بنو عبدالاشہل کے کچھ لوگ نکلے وہ اپنے آدمیوں کو تلاش کر رہے تھے انہوں نے ان کو مقتولین کے اندر پایا۔ ان کی زندگی کے آخری سانس تھے۔ ان لوگوں نے پوچھا کہ ہم نے آپ کو اس دین کو قبول کرنے کے لئے کہا تھا مگر آپ اس بات سے انکاری تھے، بتاؤ تمہیں کیا چیز یہاں لے آئی تھی؟ کیا اسلام میں رغبت ہو گئی تھی یا اپنی قوم کی

غیرت لے آئی ہے۔انہوں نے ان کو بتایا کہ اسلام میں رغبت مجھے یہاں لائی ہے،لہٰذا مجھے یہ حالت پہنچی ہے جوتم دیکھ رہے ہو۔وہ لوگ ان سے دور نہیں ہٹے تھے کہ وہ فوت ہو گئے۔لوگوں نے ان کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو آپ نے فرمایا، وہ اہل جنت سے ہے۔

اور تحقیق یہ روایت مروی ہے بطور موصول روایت مکمل طریقے سے۔(سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۳۳۔۳۴)

بغیر نماز پڑھے جنت میں داخل ہونا .... (۱۹) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رود باری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن درسہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو حدیث بیان کی حماد نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ عمرو بن اقیش کا کاروبار سود تھا جاہلیت میں۔اس کو یہ خیال آتا تھا کہ اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو اسلام کے اندر تو سود لینا حرام ہے میری رقم ڈوب جائے گی۔لہٰذا سود وصول کرنے سے قبل مسلمان ہونے کو ناپسند کر رہا تھا۔ اتفاق سے جنگ اُحد ہوگئی وہ آیا اس نے پوچھا کہ میرے چچازاد کہاں ہیں،لوگوں نے بتایا کہ وہ تو اُحد میں پہنچے ہوئے ہیں۔اس نے پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ جواب ملا کہ اُحد میں ہیں،اس نے پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ جواب ملا کہ وہ بھی اُحد میں ہیں۔پھر پوچھا کہ فلاں کہاں ہے؟ جواب ملا کہ وہ بھی اُحد میں۔لہٰذا اس نے بھی ہتھیار پہنے اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوئے اور وہ بھی انہیں کی طرف روانہ ہو گئے۔

مسلمانوں نے اس کو جب دیکھا تو کہنے لگے اے عمرو کیسے آئے ہو۔بولے کہ میں ایمان لے آیا ہوں۔چنانچہ اس نے اسلام کے لئے لڑنا شروع کیا اور زخمی ہو کر گر گئے۔زخمی حالت میں اُٹھا کر اپنے گھر والوں کے پاس لائے گئے۔سعد بن معاذ آ گئے انہوں نے ان کی بہن سے کہا کہ آپ اس سے پوچھیں کی تم اپنی قوم کی حمیت وغیرت کے لئے لڑے ہو یا ان کے لئے غصہ نکالنے کے لئے یا اللہ پاک کے لئے غصہ نکالنے کے لئے۔انہوں نے پوچھا تو عمرو نے جواب دیا کہ اللہ اور اس کے رسول کے لئے یعنی دین کے لئے لڑا ہوں۔لہٰذا وہ مر کر جنت میں داخل ہو گئے حالانکہ اس نے ایک بھی نماز نہیں پڑھی تھی۔(ابوداؤد کتاب الجہاد۔حدیث ۲۵۳۷ ص ۳/ ۲۰)

دنیا میں جنت کی خوشبو محسوس کرنا .... (۲۰) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن نصر بن یالو بیہ نے، ان کو محمد موسیٰ بصری نے، ان کو ابوصالح عبدالرحمن بن عبداللہ طویل نے، ان کو معن بن عیسیٰ نے، ان کو مخرم بن کبیر نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابوحازم نے، ان کو خارجہ بن زید بن ثابت نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے بھیجا رسول اللہ ﷺ نے اُحد والے دن سعد بن ربیع کی تلاش میں اور مجھے حکم دیا کہ اگر تم اسے دیکھ لو تو اس کو میری طرف سے سلام کہو اور اس سے کہو کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے ہیں کہ تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟

وہ کہتے ہیں کہ میں آیا اور مقتولین کے اندر اس کو تلاش کرنے لگا۔میں اس کے پاس پہنچ گیا اس میں زندگی کے آخری سانس تھے اس کے جسم پر تلوار، تیر اور نیزے کے ستر زخم تھے۔میں نے کہا کہ اے سعد رسول اللہ ﷺ نے تجھے سلام کہا ہے اور پوچھا ہے کہ تم اپنے آپ کو کیسا پاتے ہو؟ اس نے جواب دیا کہ رسول اللہ پر اور تم پر بھی سلام ہو۔ان سے جا کر کہو یا رسول اللہ میں جنت کی خوشبو پا رہا ہوں۔اور میری قوم انصار سے کہنا اللہ کے نزدیک تمہارا کوئی عذر نہیں چلے گا اگر رسول اللہ تک کوئی دشمن پہنچ گیا۔اور تمہارے اندر کچھ پلکیں جھپک رہی ہیں (یہ دیکھ رہی ہیں) یہ کہتے ہیں ان کی رُوح پرواز کر گئی۔رحمۃ اللہ علیہ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۳۸۔۳۹۔تاریخ ابن کثیر ۴/ ۳۹)

(۲۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبدالرحمن بن حسن قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن حسین نے، ان کو آدم بن ابایاس نے، ان کو ورقاء نے ابن ابونجیح نے اپنے والد سے یہ کہ ایک آدمی مہاجرین میں انصار کے ایک آدمی کے پاس گزرا وہ اپنے خون میں لت پت تھا۔اس نے اس سے کہا اے فلانے کیا تجھے معلوم ہے کہ محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں؟ انصاری نے کہا اگر واقعی محمد قتل ہو گئے ہیں (تو کوئی بات نہیں ہے)۔وہ تو یہ دین پہنچا گئے ہیں۔لہٰذا تم لوگ اپنے دین کی حفاظت میں قتال کرو۔لہٰذا یہ آیت نازل ہوئی:

وما محمد الا رسول قد خلت من قبله الرسل۔ (سورۃ آل عمران: آیت ۱۴۴)

محمد ﷺ تو ایک رسول ہیں ان سے پہلے بھی تو بہت سے رسول گزر گئے ہیں۔

(۲۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد بن احمد بن بطہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم بن مصلقہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمر واقدی نے اپنے شیوخ سے، انہوں نے کہا کہ عبداللہ بن عمرو بن حزام نے کہا کہ میں نے خواب میں جبل اُحد کی طرف دیکھا۔ مجھے مبشر بن منذر نظر آئے وہ مجھے کہہ رہے تھے آپ چند دنوں میں ہمارے پاس آنے والے ہیں۔ میں نے پوچھا کہ آپ کہاں ہیں؟ انہوں نے کہ جنت میں۔ آپ اس میں جہاں چاہیں گے چلے جائیں گے۔ میں نے اس سے کہا کہ کیا آپ جنگ بدر میں قتل نہیں ہوگئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ پھر میں زندہ کردیا گیا ہوں۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی گئی تو آپ نے فرمایا یہ شہادت ہے اے ابوجابر۔ (المغازی للواقدی ۱/۲۶۶)

اور واقدی نے خثیمہ ابوسعد بن خثیمہ کے قصے میں ذکر کیا ہے اس بارے۔ یہ بن جو رسول اللہ کے سامنے کہا تھا اُحد کی طرف خروج کے بارے میں قریب ہے کہ اللہ ہمیں ان کے مقابلے میں کامیابی سے ہمکنار کردے تو یہ اللہ کی سنت و عادت ہے ہمارے بارے میں یا ممکن ہے کہ دوسری کیفیت پیدا ہوجائے یعنی شکست ہوجائے تو یہ شہادت کا واقعہ ہے۔ مجھ سے بدر کا واقعہ خطا کر گیا تھا یعنی میں اس میں شریک نہیں ہوسکا تھا۔ مگر میں اس میں شرکت پر حریص تھا۔ حتیٰ کہ میں نے جانے کے لئے اپنے بیٹوں کے ساتھ قرعہ اندازی کی تھی۔ اس کا قرعہ نکلا اور وہ جا کر شہید ہوگیا۔ (المغازی للواقدی ۱/۲۱۲۔۲۱۳)

میں نے ایک رات گزرنے کے بعد نیند میں اس کو دیکھا کہ وہ خوبصورت لباس زیب تن کئے ہوئے انتہائی خوبصورت حالت میں جنت کے میوہ جات میں ٹہل رہا ہے اور جنت کی نہروں کی سیر کررہا ہے اور وہ کہہ رہا ہے، اے اللہ! تو ہمارے احباب اور اقرباء کو جنت کے اندر ہمارے ساتھ لاحق کردے، میرے ربّ نے جو وعدہ دیا تھا میں نے اس کو سچ پالیا ہے۔ اللہ کی قسم اے رسول اللہ! میں اس کے بعد سے جنت میں اس کی رفاقت اور ہم نشینی کا مشتاق ہوں حالانکہ میری عمر بڑی ہوچکی ہے میری ہڈیاں نرم پڑ گئی ہیں اور میں اپنے ربّ کی ملاقات کو محبوب رکھتا ہوں۔ اے اللہ کے رسول! اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے شہادت کا رزق دے اور جنت میں سعد کی رفاقت دے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے دعا فرمائی اسی بات کے لئے اور وہ اُحد میں قتل ہوکر شہید ہوگیا۔

حضرت عبداللہ بن جحش کی قسم اور اس کا پورا ہونا .... (۲۳) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء، ان کو ابوبکر محمد بن دلو زاہد نے، ان کو حدیث بیان کی علی بن حسین بن جنید نے، ان کو احمد بن صالح نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے مسیب سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا عبداللہ بن جحش نے اے اللہ! میں آپ کو قسم دیتا ہوں کہ صبح میں دشمن سے ٹکراؤں اور وہ مجھے قتل کردیں پھر وہ میرا پیٹ پھاڑ دیں اور وہ میرے ناک کان کاٹ ڈالیں پھر اے ربّ آپ مجھ سے پوچھیں کہ یہ سب کچھ کیوں ہوا؟ میں کہوں کہ یہ سب کچھ تیرے لئے ہوا ہے۔

سعید بن مسیب نے کہا میں امید کرتا ہوں کہ اللہ اس کی آخری قسم ضرور پوری کریں گے جیسے اس کی پہلی پوری کی تھی۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۳۲۲)

تحقیق روایت کیا ہے قصہ عبداللہ بن جحش کا کتاب السنن میں اسحاق بن سعد ابووقاص کی حدیث سے۔ اس نے اپنے والد سے بطور موصول روایت کے۔ (سنن الکبریٰ ۶/۳۰۷۔۳۰۸)

کھجور کی چھڑی کا تلوار بن جانا .... (۲۴) ہمیں سعد بن ابووقاص ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے، ان کو سعید بن عبدالرحمن جحش نے، ان کو شیوخ نے یہ کہ حضرت عبداللہ بن جحش اُحد والے دن نبی کریم ﷺ کے پاس آئے، ان کی تلوار چلی گئی تھی۔ حضور ﷺ نے اس کو کھجور کی چھڑی کی ڈنڈی عطا کی اور وہ اس کے ہاتھ میں جا کر یعنی عبداللہ بن جحش کے ہاتھ میں تلوار بن گئی تھی۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۳۲)

☆☆☆

باب ۴۱

مغازی میں یہ بات مذکور ہے کہ

حضرت قتادہ بن نعمان کی آنکھ نکل کران کے چہرے پرآن پڑی تھی

رسول اللہ ﷺ نے اس کی آنکھ اس کی جگہ پر واپس رکھ دی

اوراس کو اسی حالت میں لوٹا دیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد والے دن تیراندازی کی اپنی کمان کے ساتھ کہ اس کا کنارہ ٹوٹ گیا لہٰذا اسے قتادہ بن نعمان نے لے لیا پھر وہ انہیں کے پاس رہا۔ اسی دن قتادہ بن نعمان کی آنکھ نکل گئی تھی حتیٰ کہ وہ ان کے رخسار پرآن پڑی تھی۔ رسول اللہ نے اسے واپس اپنی جگہ پر ٹکا دیا تھا۔ اس کے بعد وہ آنکھ خوبصورت ہوگئی تھی اور اس کی بینائی بھی تیز ہوگئی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۶۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۔۳۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوسعید خلیل بن احمد بن محمد وقاضی البستی نے جب وہ ہمارے پاس آئے تھے۔ انہوں نے بتایا کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن مظفر بکری نے، ان کو خبر دی ابن ابوخیثمہ نے، ان کو مالک بن اسماعیل نے، ان کو حدیث بیان کی ابن غسیل نے، ان کو عاصم بن عمر بن قتادہ بن نعمان نے اپنے دادا قتادہ سے کہ یوم بدر میں ان کی آنکھ نکل گئی تھی۔ اس کی پُتلی بہہ کر گال پر آگئی تھی۔ لوگوں نے چاہا کہ اس کو کاٹ ڈالیں۔ اس نے کہا کیا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جا کر ان سے مشورہ کرلوں اس بارے میں۔ چنانچہ ہم لوگ اس کو لے کر حضور ﷺ کے پاس گئے اور حضور کو یہ کیفیت بتائی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنے قریب کیا اور اس کی آنکھ کے ڈھیلے کو اُٹھا کر اس کی جگہ پر رکھ دیا اور اپنی ہتھیلی کے ساتھ اس کو دبا دیا اور دعا کی، اے اللہ! تو اس کو خوبصورتی کا لباس پہنا۔ اس کے بعد مرنے تک وہ یہ نہیں سمجھ سکے تھے کہ ان کی کونسی آنکھ نکلی تھی (گویا اس قدر صحیح ہوگئی تھی)۔

(۳) ہمیں خبر دی علی بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن غالب نے، ان کو یحییٰ بن عبدالحمید نے، ان کو عبدالرحمٰن بن سلمان بن غسیل نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے قتادہ بن نعمان سے کہ یوم بدر میں ان کی آنکھ نکل گئی تھی اور آنکھ کی پُتلی رخسار پر آگئی تھی۔ صحابہ نے اس کو کاٹ ڈالنے کا ارادہ کیا پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تو حضور ﷺ نے منع فرمایا۔ آپ نے اس کی پُتلی کو اپنے دست مبارک سے دبا دیا۔ اس کے بعد وہ اسی قدر ٹھیک ہوگئی۔ وہ یہ نہیں جانتے تھے کہ دو میں سے کونسی آنکھ کو صدمہ پہنچا تھا۔

ان دونوں روایتوں میں روایت ابن غسیل سے یہی مروی ہے کہ یہ سب یوم بدر میں ہوا تھا۔ واللہ اعلم

(۴) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے، ان کو ابوعبداللہ اصفہانی نے، ان کو محمد بن درستہ اصفہانی نے، ان کو سلیمان بن داؤد شاذ کوانی نے، ان کو محمد عمر واقدی نے، ان کو قتادہ بن نعمان جو کہ تیرانداز تھے۔ یہ لوگ اُحد میں بھی حاضر تھے اور بدر میں بھی۔ اُحد والے دن ان کی آنکھ پر تیر لگا تھا جس سے ان کی آنکھ کی پُتلی بہہ کر ان کے رخسار پر آ لگی تھی۔ وہ حضور ﷺ کے پاس آئے اور کہا

کہ یارسول اللہ ﷺ میرے نکاح میں ایک خوبصورت عورت ہے میں اس سے محبت کرتا ہوں، وہ مجھ سے محبت کرتی ہے اگر وہ دیکھے گی کہ میری آنکھ نکل گئی ہے تو میں ڈرتا ہوں کہ وہ مجھ سے نفرت نہ کر جائے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اسے واپس اس کی جگہ پر لگا دیا۔ چنانچہ وہ سیدھی ہوگئی تھی اور واپس اسی جگہ لگ گئی تھی اور وہ دونوں آنکھوں میں سے زیادہ قوی اور زیادہ صحت مند ہوگئی تھی عمر کے ساتھ ساتھ۔
(المغازی للواقدی ۲۴۲/۱)

(۵) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو ابومسلم ابراہیم بن عبداللہ نے، ان کو سلیمان بن احمد نے، ان کو محمد بن شعیب بن شابور نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا اسحاق بن عبداللہ بن ابوفروہ سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں عباس بن عبداللہ بن سعد بن سرح سے، اس نے ابوسعید خدری سے، اس نے قتادہ بن نعمان سے کہ ان کا بھائی تھا ماں کی طرف سے کہ اُحد والے دن ان کی ایک آنکھ چلی گئی تھی۔ وہ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے آپ نے اسے اس کی جگہ واپس لگا دیا اور وہ وہاں جم گئی تھی۔ (تاریخ ابن کثیر ۳۴/۴)

باب ۴۲

جنگ اُحد والے دن

دو فرشتے رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قتال کر رہے تھے

اور حضور کا دفاع کرتے رہے اور اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو قتل ہونے سے بچائے رکھا، جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ سے وعدہ فرمایا تھا ان الفاظ میں کہ

وَاللّٰهُ يَعْصِمُكَ مِنَ النَّاسِ ۔ (سورۃ المائدہ : آیت ٦٧)

(ترجمہ) اللہ تعالیٰ آپ کی حفاظت فرمائے گا۔

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد حسن بن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، اس نے سعد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اُحد والے دن نبی کریم ﷺ کے دائیں طرف اور بائیں طرف دو آدمی دیکھے۔ ان کے اُوپر سفید کپڑے تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے لڑ رہے تھے شدید قتال کے ساتھ۔ میں نے ان کو نہ اس دن سے قبل دیکھا تھا نہ ہی بعد میں دیکھا۔
(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۵۴۔ فتح الباری ۳۵۸/۷۔ مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۴۷ ص ۱۸۰۲)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو عبداللہ بن شیرویہ نے، ان کو اسحاق بن منصور نے، ان کو عبدالصمد بن عبدالوارث نے، ان کو ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے، انہوں نے سعد بن ابی وقاص سے، انہوں نے اس کو ذکر کیا تھا اسی مذکور کی مثل۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے عبدالعزیز بن عبداللہ سے، اس نے ابراہیم بن سعد سے اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے اسحاق بن منصور سے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ،ان کو حسن بن علی بن عفان نے ان کو محمد بن عبید (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے ،ان کو ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے ،ان کو احمد بن مہران اصفہانی نے ،ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے ،ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی میسعر نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے ،وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوعمرو مقری نے ،ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے ،ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے ،ان کو ابواسامہ نے اور محمد بن بشر نے میسعر سے ،اس نے سعد بن ابراہیم سے ،اس نے اپنے والد سے ،اس نے سعد سے ،وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے دائیں بائیں اُحد والے دن دو آدمی دیکھے تھے۔ان پر سفید کپڑے تھے ،میں نے ان کو نہ اس سے پہلے بھی دیکھا تھا نہ بعد میں دیکھا ،یعنی جبرائیل ومیکائیل علیہما السلام تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر ابوشیبہ سے۔(کتاب الفضائل۔حدیث ۴۶ ص ۱۸۰۲)

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اسحاق بن ابراہیم حنظلی سے ،اس نے محمد بن بشر سے۔(کتاب اللباس۔حدیث ۵۸۲۶۔فتح الباری ۱۰/۲۸۲)

(۴) بہرحال وہ روایت جس کی ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرحمن بن حسن قاضی نے ،ان کو ابراہیم بن حسین نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی آدم نے ،ان کو ورقاء نے ابن ابونجیح سے ،وہ کہتے ہیں کہ کہا مجاہد نے کہ ان کے ساتھ مل کر کبھی فرشتوں نے قتال نہیں کیا تھا ،نہ اس سے قبل نہ بعد مگر صرف یوم بدر میں قتال کیا تھا۔تو اس بات کا مقصد یہ ہے کہ انہوں نے کہہ کر یہ ارادہ کیا تھا کہ اُحد والے دن قوم کی طرف سے فرشتوں نے اس وقت قتال نہیں کیا تھا جب وہ رسول کی نافرمانی کر بیٹھے تھے اور اس پر صبر نہ کیا تھا جس کا رسول اللہ نے ان کو حکم دیا تھا۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے ،ان کو ابوعبداللہ اصفہانی نے ،ان کو حسن بن جہم نے ،ان کو حسین بن فرج نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے اپنے شیوخ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں :

اذ تقول للمؤمنين الن يكفيكم ان يمدكم ربكم بثلاثة آلاف من الملائكة منزلين ـ بلىٰ ان تصبروا وتتقوا ويأتوكم من فورهم هذا يمددكم ربكم بخمسة الاف من الملائكة مسومين ـ

(اے پیغمبر ﷺ!) جب آپ کہہ رہے تھے اہل ایمان سے کیا تمہارے لئے یہ کافی نہیں ہے کہ تمہارا رب تمہاری مدد کرے تین ہزار فرشتوں کے ساتھ۔جی ہاں اگر تم صبر کرو اور تقویٰ اختیار کرو تو یہ فرشتے تمہارے پاس جلدی آئیں گے ،تمہارا رب تمہاری مدد کرے گا پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ جو نشان لگے ہوئے ہوں گے۔

تو اس نے کہا کہ انہوں نے صبر کیا۔لہٰذا شکست سے دوچار ہوئے۔اس طرح ان کی مدد نہ کی گئی۔

(المغازی للواقدی ۱/۳۱۹۔۳۲۰۔آل عمران ۴/۱۲۴)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،وہ کہتے ہیں کہ ابوجعفر بغدادی نے ،ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے ،ان کو ابن لہیعہ نے ،ان کو ابوالاسود نے عروہ بن زبیر سے ،وہ کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے صحابہ کو وعدہ دیا تھا صبر اور تقویٰ کی شرط کے ساتھ کہ وہ ان کی مدد کرے گا پانچ ہزار فرشتوں کے ذریعے سے اور اللہ نے ایسا کیا بھی تھا۔

جب ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کر لی اور انہوں نے اپنی اپنی صفوں کے ٹھکانوں کو چھوڑ دیا اور تیر اندازوں نے اس عہد کو ترک کی جو ان سے کیا تھا کہ وہ اپنی اپنی منازل کو نہ چھوڑیں اور انہوں نے دنیا کا ارادہ کر لیا تو اس کے بعد ان سے فرشتوں والی مدد اُٹھالی گئی۔ اور اللہ نے یہ آیت اُتاری :

ولقد صدقكم الله وعده اذ تحسونهم باذنه ـ (آل عمران : آیت ۱۵۲)

(کہ اللہ نے اس وقت تم سے اپنا وعدہ سچا کر دیا تھا جب تم ان کو اس کے حکم سے کاٹتے جا رہے تھے) تو اس طرح اللہ نے اپنا وعدہ سچا کر دیا تھا اور ان کو فتح دکھادی تھی۔ جب انہوں نے نافرمانی کی تو آزمائش اور مصیبت اس کے بعد آن پڑی۔

جنگ اُحد میں غیر معروف نوجوان کا تیر لاکر دینا............ (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن کبیر نے، ان کو عبداللہ بن عون نے، ان کو عمیر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ جب یوم اُحد تھا تو بعض لوگ رسول اللہ ﷺ کو چھوڑ کر الگ ہو گئے تھے جبکہ حضرت سعد حضور کے سامنے تیر اندازی کر رہے تھے اور ایک نوجوان ان کو تیر اُٹھا اُٹھا کر دیئے جا رہا تھا، جیسے ہی ایک تیر جاتا وہ دوسرا لاکر ان کو دے دیتا۔

حضور ﷺ نے فرمایا تیر مارے جا اے ابواسحاق۔ جب فارغ ہوئے تو نظر ماری کہ وہ جوان کون تھا مگر وہ کسی کو نظر نہ آیا اور نہ ہی وہ پہچانا جا سکا۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۳۰۴)

باب ۴۳

میدانِ جنگ میں رسول اللہ ﷺ کی قوت اور مضبوطی

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوسعید بن عبد اعرابی نے حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو عمرو بن خالد حرانی نے، ان کو زہیر نے، ان کو ابواسحاق نے، ان کو حارثہ بن مغرب نے، حضرت علی رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب میدان جنگ گرم ہو جاتا اور مسلمان قوم مشرک قوم سے ٹکراتی تھی ہم خود رسول اللہ ﷺ کے ساتھ پناہ لیتے اور ان کے ساتھ اپنا بچاؤ کرتے تھے، ہم میں سے کوئی ایک آدمی کفار و مشرکین سے زیادہ قریب نہیں ہوتا تھا رسول اللہ کی نسبت۔ (تحفۃ الاشرف ۷/۳۵۷)

اُبی بن خلف کا رسول اللہ کے ہاتھوں قتل ہونا............ (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ اُبی بن خلف بنوجمع کا بھائی ہوتا تھا، اس نے حلف اُٹھایا تھا جبکہ وہ مکہ میں تھا کہ وہ رسول اللہ کو ضرور قتل کرے گا۔ اس کی قسم کھانے کی خبر جب رسول اللہ ﷺ کو پہنچی تو رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ نہیں بلکہ انشاء اللہ میں خود اس کو قتل کروں گا۔ لہٰذا اُبی بن خلف رسول اللہ کی طرف حملہ کرنے کے لئے آگے بڑھا تو وہ لوہے میں چھپا ہوا تھا اور وہ یہ کہہ رہا تھا کہ اگر میں بچ گیا تو محمد نہیں بچے گا۔

چنانچہ اس نے قتل کے ارادے سے رسول اللہ پر حملہ کیا مگر مصعب بن عمیر اس کے سامنے آ گئے جو بنوعبدالدار کے بھائی ہوتے تھے۔ انہوں نے اپنی ذات کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کا بچاؤ کیا۔ لہٰذا مصعب بن عمیر قتل ہو گئے تھے۔ اتنے میں رسول اللہ کو اُبی بن خلف کی ہنسلی نظر آ گئی کیونکہ سر پر رکھے ہوئے لوہے کو خود اور لوہے کی زرہ کی کڑیوں کے مابین فرجہ اور خلا تھا حضور ﷺ نے اسی جگہ اپنی تلوار گھسیڑ دی جس کے نتیجے میں اُبی بن خلف زخمی ہو کر گھوڑے سے گر گیا۔ اتنے میں اس کے احباب دوڑ کر آئے، انہوں نے اس کو اُٹھالیا اور لے گئے مگر وہ اس طرح بُری بُری آوازیں نکال رہا تھا جیسے ذبح کے وقت بیل نکالتا ہے۔ انہوں نے کہ کہ اس قدر کیوں گھبرا رہے ہو یہ تو سب ہلکی سی خراش ہے۔

اس نے بتایا انہیں محمد ﷺ نے یہ کہا تھا کہ وہ مجھے قتل کریں گے۔ پھر کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے مجھے جس قدر تکلیف ہو رہی ہے اگر یہ پورے بازار ذوالمجاز والوں کو پہنچتی تو وہ سارے کے سارے مر جاتے۔ لہٰذا وہ مر کر جہنم رسید ہو گیا۔ سب تباہی ہے اہل جہنم کے لئے۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۳۲)

اور تحقیق ہم نے روایت کیا ہے اس میں جو موسیٰ بن عقبہ سے گزری ہے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے سعید بن میسب سے۔ اور اس کو عبدالرحمٰن بن خالد بن مسافر نے بھی روایت کیا ہے ابن شہاب سے، اس نے میسب سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۷۔ المغازی للواقدی ۱/۲۵۰)

(۳)　اور واقدی نے ذکر کیا ہے یونس بن محمد بن عاصم بن عمر بن قتادہ سے، اس نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے اس نے اپنے والد سے، واقدی کہتے ہیں کہ حضرت ابن عمر فرماتے تھے اُبی بن خلف مدینے سے مکے لوٹتے ہوئے بطن وادی رابغ میں مر گیا تھا۔ بے شک میں رات کا کچھ حصہ گزر جانے کے بعد بطن رابغ میں گزر رہا تھا اچانک آگ کا شعلہ بلند ہوا۔ میں اسے دیکھ کر گھبرا گیا، اچانک اس آگ میں سے ایک آدمی نکلا جو زنجیروں میں جکڑا ہوا تھا۔ اس نے اسی زنجیر کو گھسیٹتے ہوئے چیخ ماری العطش ہے پیاس۔ اچانک ایک آدمی کہتا ہے اس کو پانی نہیں دینا، بے شک یہ رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ سے قتل ہوا ہے، یہ اُبی بن خلف ہے۔ (المغازی للواقدی ۱/۲۵۲)

رسول اللہ کے چہرہ انوار کا زخمی ہونا .... (۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو بکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالعزیز بن حازم نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو بکر محمد بن احمد بن بولومیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی ابو سعید ابو السری موسیٰ بن حسن نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قعنبی نے، ان کو عبدالعزیز بن حازم نے اپنے والد سے، اس نے سہل بن سعد سے کہ ان سے پوچھا گیا تھا رسول اللہ ﷺ کے زخم کے بارے میں، انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک زخمی ہو گیا تھا اور آپ کے رباعی دانت ٹوٹ گئے تھے۔ اور خود آپ کے سر کے اُوپر چورا ہو گیا تھا۔ سیدہ فاطمہ رسول اللہ ﷺ کا زخم دھو رہی تھی اور حضرت علی آپ کے اُوپر پانی ڈال رہے تھے۔ ڈھال کے ساتھ جب سیدہ فاطمہ نے دیکھا کہ خون پانی کے ساتھ بند نہیں ہو رہا بلکہ زیادہ بہہ رہا ہے تو انہوں نے چٹائی کی ٹکڑا لیا اور اسے جلا کر راکھ بنا کر زخم کے ساتھ چپکا دیا۔ چنانچہ زخم کا خون بند ہو گیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قعنبی سے۔ (کتاب الجہاد۔ فتح الباری ۶/۹۷)

اور مسلم نے اس کو روایت کی ہے یحییٰ بن یحییٰ سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۰۱ ص ۱۴۱۶۔ ابن ماجہ کتاب الطب۔ حدیث ۳۴۶۴ ص ۲/۱۱۴۷)

(۵)　ہمیں خبر دی ابو عمرو بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو عمرو بن سوردسرحی نے، ان کو ابن وہب نے عمرو بن حارث سے، ان کو سعید بن ابو ہلال سے، اس نے ابو حازم سے، اس نے سہل بن سعد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اُحد والے دن دیکھا تھا کہ آپ کا چہرہ زخمی تھا اور آپ کے رباعی دانت ٹوٹ چکے تھے اور آپ کے خود کے اندر کا حصہ چورا ہو گیا تھا۔ حضرت علی آپ کے پاس ڈھال کے اندر پانی لے کر آئے تھے اور سیدہ فاطمہ آ کر زخمی حصہ کو دھونے لگی اور انہوں نے چٹائی کو جلا کر زخم پر لگایا تھا۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۰۳ ص ۱۴۱۶)

مسلم نے اس کو روات کیا ہے صحیح سے میں عمرو بن سواد سے۔

(۶)　ہمیں خبر دی ابو طاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن حسین قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے ہمام بن منبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ یہ ہے وہ جس کی ہمیں خبر دی تھی ابو ہریرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ کا غضب شدید ہو گیا ہے اس قوم پر جنہوں نے رسول اللہ کے ساتھ یہ سلوک کیا اور وہ یہ کہ بلتے ہوئے رباعی دانتوں کی طرف اشارہ کر رہے تھے اور رسول اللہ نے فرمایا، اللہ کا غضب اس شخص پر بھی شدید ہو جاتا ہے جس کو اللہ کا رسول اللہ کی راہ میں قتل کرے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۷۳۔ فتح الباری ۷/۳۷۲)

بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق بن نصر سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن رافع سے، دونوں نے عبدالرزاق سے۔

(کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۰۶ ص ۱۴۱۷۔ مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۰۴ ص ۱۴۱۷)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو محمد بن سنان قزاز نے ، ان کو ابو عاصم نے ، ان کو ابن جریج نے عمرو بن دینار سے ، اس نے عکرمہ مولیٰ ابن عباس سے ، اس نے ابن عباس سے ، انہوں نے فرمایا ، اللہ کا غضب اس پر شدید ہو جاتا ہے جس کو اللہ کی راہ میں رسول اللہ قتل کریں اور اللہ کا غضب شدید ہو گیا ہے ان پر جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ انور خون آلود کیا ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن علی سے ، اس نے ابو عاصم سے ۔ (کتاب المغازی ۔ حدیث ۴۰۷۶ ۔ فتح الباری ۷/۳۷۲)

(۸) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے ، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابونصر فقیہ نے ، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے ، ان کو قعنبی نے ، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے ، اس نے انس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے رباعی دانت ٹوٹ گئے تھے اور سر میں زخم آ گیا تھا ۔ حضور اپنے چہرے سے خون پونچھتے جاتے اور کہہ رہے تھے کیسے کامیاب ہوگی وہ قوم جنہوں نے اپنے نبی کو زخمی کر دیا اور اس کے دانت توڑ دیے ہیں حالانکہ وہ ان کو دعوت دے رہا ہے ۔ لہٰذا اللہ نے یہ آیت اُتاری :

لیس لک من الامر شیئ ۔ آپ کو کسی معاملہ کا اختیار نہیں ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۲۸)

(۹) ہمیں خبر دی طلحہ بن علی بن مقر بغدادی نے وہاں پر ، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے ، ان کو محمد بن غالب نے ، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی عبداللہ بن سلمہ قعنبی نے ، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قعنبی سے ، اور ابن عمر اس طرف گئے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مشرک لوگوں پر اپنی قنوت میں بددعا فرماتے تھے ۔ لہٰذا وہ مذکورہ آیت نازل ہوئی ۔ واللہ اعلم

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک رحمۃ اللہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن احمد نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے ، ان کو ابوداؤد طیالسی نے ، ان کو ابن مبارک نے ، ان کو اسحاق بن یحییٰ بن طلحہ بن عبیداللہ نے ، ان کو خبر دی عیسیٰ بن طلحہ نے ام المؤمنین سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے ، وہ کہتی ہیں کہ جب اُحد کے دن کا ذکر آیا تو وہ رو پڑتے تھے پھر کہتے تھے یہ ایسا دن تھا کہ پورا دن یوم طلحہ تھا اس کے بعد حدیث بیان شروع کرتے ہوئے فرماتی ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ میں پہلا شخص تھا جس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف رجوع کیا تھا ۔ میں نے دیکھا کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ لڑ رہا ہے ۔ ان کے آگے (میرا خیال ہے کہ یوں کہا تھا) کہ وہ شخص حضور ﷺ کی حفاظت کر رہا تھا ۔

کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ اگر یہ آدمی میری قوم میں سے ہوا تو یہ بات مجھے زیادہ محبوب ہوگی حالانکہ میرے درمیان اور مشرک کے درمیان کوئی آدمی ہے جس کو میں نہیں پہچانتا حالانکہ میں سب سے زیادہ قریب ہوں رسول اللہ ﷺ کے اس شخص سے ۔ وہ اُچک کر اور اُچھل کر چل رہا تھا ، میں ایسا نہیں کر سکتا تھا ۔ معلوم ہوا کہ وہ تو ابوعبیدہ بن جراح ہے ۔ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو آپ کے رباعی دانت ٹوٹ چکے تھے اور آپ کے چہرے پر گہرا زخم آ گیا تھا اور آپ کے رخسار مبارک میں خود کی کڑیوں میں سے دو کڑیاں گھس گئی تھیں ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں اپنے ساتھی کو دیکھو یعنی طلحہ کو حالانکہ حضور ﷺ کا خون ٹپک رہا تھا ۔ ہم نے آپ کی بات کی طرف توجہ نہ دی اور میں آپ کے چہرے سے وہ لوہا نکالنے کے لئے کوشش کرنے لگا ۔

ابوعبیدہ نے کہا میں تجھے اپنے حق کی قسم دیتا ہوں کہ مجھے نہ چھوڑنا ، میں نے اس کڑی کو چھوڑ دیا اس نے اپنے ہاتھ سے ان کو پکڑ کر کھینچنا مناسب نہ جانا کہ اس طرح رسول اللہ ﷺ کو تکلیف ہوگی ۔ لہٰذا اس نے ان دونوں کڑیوں کو اپنے منہ سے پکڑا ، دانتوں سے مضبوط پکڑ کر کھینچا تو ایک کڑی نکل آئی مگر جونہی کڑی باہر آئی تو ابوعبیدہ کے دو دانت بھی ساتھ نکل کر باہر آ گئے خود کے کڑے کے ساتھ دانت بھی گر گئے ۔ میں آگے بڑھا تاکہ میں بھی دوسری کڑی کو نکالنے کی اسی طرح سعادت حاصل کروں جیسے اس نے کی ہے مگر اس نے مجھے قسم دی کہ مجھے چھوڑ دیں جیسے اس نے پہلی بار کی تھی ۔ لہٰذا اس نے پھر دوبارہ دوسری کڑی کو دانتوں سے پکڑ کر کھینچا تو دو دانت اور بھی کڑی کے ساتھ نکل کر گر گئے ۔

مگر (یہ رسول اللہ ﷺ کا معجزہ تھا کہ) ابوعبیدا پنے بغیر دانتوں کے ساتھ سب لوگوں سے زیادہ خوبصورت لگتے تھے۔ہم لوگوں نے مل کر رسول اللہ ﷺ کی اس حالت کوٹھیک کیا اب جب ہم طلحہ کے پاس آئے اوران کے جسم کا ملاحظہ کیا تو نیزہ اور تیراور تلوار کے ستر سے زیادہ زخم ان کے جسم پر موجود تھے اور ایک اُنگلی بھی کٹ چکی تھی اور ہم نے ان کی حالت بھی درست کی۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۲۹۔۳۰۔سیرۃ الشامیہ ۴/۲۹۵)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ثابت قدمی

(۱۱) اور میری مکتوبات میں جومروی ہیں ابوعبداللہ حافظ سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی محمد بن احمد بن بطہ سے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے،ان کوحسین بن فرج نے،ان کو محمد بن عمر واقدی نے،ان کوموسیٰ بن یعقوب زمعی نے،اس نے اپنی پھوپھی سے،اس نے اپنی ماں سے،اس نے مقداد بن عمرو سے،اس نے حدیث بیان کی یوم اُحد کے بارے میں۔انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم کفار ومشرکین ہمیں قتل عام کرنے کا دردیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کو بھی شدید تکلیف پہنچائی تھی۔قسم ہے اس ذات کی جس نے ان کو بھیجا تھا حق کے ساتھ حضور ﷺ ایک بالشت کے برابر اپنی جگہ سے پیچھے نہیں ہٹے تھے حالانکہ آپ بالکل دشمن کے منہ میں تھے۔آپ کے اصحاب ایک مرتبہ آپ کے قریب ہو جاتے تھے اور دوسری باری لڑتے لڑتے آپ سے علیحدہ ہو جاتے تھے۔بسا اوقات میں حضور ﷺ کو دیکھا گیا کہ وہ کھڑے ہوئے تیراندازی کررہے ہوتے تھے،کبھی پتھر برسا رہے ہوتے تھے حتیٰ کہ دشمن آپ کے سامنے غائب ہو جاتے تھے مگر رسول اللہ جمے رہتے تھے۔جیسے آپ اس وقت جمے رہتے جب آپ ایسی جماعت میں ہوتے تھے جو آپ کے ساتھ ڈٹی ہوتی تھی۔ (المغازی للواقدی ۱/۲۳۹۔۲۴۰)

حفاظت الٰہی اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

(۱۲) واقدی نے ابن سیرہ سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا ہے،اس نے اسحاق بن عبداللہ سے بن ابوفروہ سے،اس نے ابوالحویرث سے، اس نے نافع بن جبیر سے،وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایک آدمی سے سُنا جو مہاجرین میں سے تھے،وہ کہتے ہیں کہ میں اُحد میں تھا میں نے دیکھا کہ ہر طرف سے تیر برس رہے تھے اور رسول اللہ ﷺ ان کے بیچ میں تھے مگر ہر ایک تیر ان سے ہٹایا جارہا تھا۔اور البتہ تحقیق میں نے دیکھا عبداللہ بن شہاب زہری کو،وہ کہتے تھے اس دن مجھے محمد کے بارے میں بتاؤ اگر وہ زندہ بچ گیا تو میں زندہ نہیں رہوں گا حالانکہ رسول اللہ کے پہلو میں کھڑے تھے اور حضور کے ساتھ کوئی بھی نہیں تھا۔پھر وہ وہاں سے آگے چلا گیا۔لہٰذا صفوان نے اس کو اس بارے میں سرزنش کی (کہ وہ تیرے برابر میں کھڑے تھے)۔اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے اس کو نہیں دیکھا۔اللہ کی قسم وہ ہم سے محفوظ ہیں (جیسے کسی نے ان کو ہم سے بچانے کے لئے حصار میں لیا ہوا ہے)۔ہم چار آدمی نکلے تھے،ہم نے آپس میں طے کیا تھا اور ہم نے ایک دوسرے سے عہد کیا تھا کہ ہم اسے قتل کریں گے مگر ہم ان تک نہ پہنچ سکے (المغازی للواقدی ۱/۲۳۷۔۲۳۸)۔

(۱۳) واقدی نے کہا کہ ہمارے ہاں یہ بات پکی ہے کہ جس شخص نے نبی کریم ﷺ کے رخسار پر تیر مارا تھا وہ ابن قمیۂ تھا۔اور جس نے آپ کے ہونٹ پر نشانہ مار کر دانت شہید کر دیئے تھے وہ عقبہ بن ابووقاص تھا۔ (المغازی للواقدی ۱/۲۴۴)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو یونس بن بکیر نے،ان کو ابن اسحاق نے،وہ کہتے ہیں حضور ﷺ کے رباعی دانت شہید ہو گئے تھے اور آپ کے رخسار پر زخم لگا تھا اور آپ کے ہونٹ زخمی ہو گئے تھے، اور وہ بدبخت جس نے حضور ﷺ کو یہ تکلیف پہنچائی تھی وہ عقبہ بن ابووقاص تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۲)

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے صالح بن کیسان نے،اس سے جس نے ان کو حدیث بیان کی تھی سعد بن ابووقاص سے، انہوں نے فرمایا کہ میں کسی کو قتل کرنے کے لئے اس قدر حریص نہیں تھا جتنا کہ عقبہ بن ابووقاص کے قتل پر حریص ہوا،کیونکہ مجھے معلوم ہوا تھا

کہ وہ اپنی قوم میں بداخلاق تھا اور ناپسندیدہ شخص تھا، مگر مجھے اس سے رسول اللہ ﷺ کے اس قول نے بچایا کہ آپ نے فرمایا تھا اللہ کا غضب شدید ہو گیا ہے اس شخص پر جس نے رسول اللہ کے چہرے کو لہولہان کر دیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۷۶۔ فتح الباری ۳۷۲/۷)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن علی صنعانی نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم دبری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے اور عثمان سے، اس نے مقیم سے کہ نبی کریم ﷺ نے بددعا فرمائی تھی عقبہ بن ابووقاص کے خلاف اُحد والے دن جب اس نے آپ کے رباعی دانت شہید کر دیئے تھے اور چہرہ لہولہان کر دیا تھا، آپ نے فرمایا:

اللهم تحل عليه الحول حتىٰ يموت كافرا ـ

اے اللہ! اس پر سال پورا نہ ہونے پائے کہ بہ حالت کفر پر مر جائے۔

چنانچہ سال پورا نہ ہوا تھا کہ وہ بحالت کفر مر کر جہنم رسید ہو گیا۔ (سیرۃ الشامیہ ۲۹۴/۴۔ تاریخ ابن کثیر ۳۰/۴)

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی عمرو بن حارث نے یہ کہ عمر بن سائب نے اس کو حدیث بیان کی کہ ان کو خبر پہنچی ہے کہ مالک ابوسعید خدری کے باپ نے رسول اللہ کے زخم کو چوس لیا تھا جب اُحد میں آپ زخمی ہو گئے تھے حتیٰ کہ اس کو صاف کر دیا تھا اور زخم صاف سفید کر دیا تھا۔ اس سے جب کہا گیا کہ کلی کر لے تو اس نے کہا نہیں اللہ کی قسم میں اس سے کلی نہیں کروں گا کبھی بھی۔ اس کے بعد وہ پیچھے ہٹا اور قتال شروع کر دیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص چاہے کہ وہ اہل جنت کے آدمی کو دیکھے اس کو چاہئے کہ وہ اس کی طرف دیکھے، لہٰذا وہ شہید کر دیا گیا۔

باب ۴۴

۱۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان۔ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کے ساتھ اپنا وعدہ سچا کیا جب تم لوگ کفار و مشرکین کو کاٹ رہے تھے اسی کے حکم سے۔ یہاں تک کہ جب تم لوگوں نے کمزوری دکھائی اور معاملے میں اختلاف کر بیٹھے۔ الخ

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۲)

۲۔ اور اللہ کا یہ فرمان۔ جب تم لوگ (اے مسلمانوں) پہاڑ پر چڑھے جا رہے تھے اور کسی کی طرف توجہ بھی نہیں کر رہے تھے حالانکہ رسول اللہ ﷺ تم لوگوں کو پیچھے سے بلا رہے تھے، اس نے تمہیں غم پہنچایا تاکہ تم فکر کرو اس کی جو چیز تم سے فوت ہو گئی اور رہ گئی تھی اور نہ ہی اس پر جو تمہیں تکلیف پہنچی تھی۔ اللہ تعالیٰ تمہارے اعمال سے خبردار ہے۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۳)

۳۔ پھر اللہ نے تمہارے اُوپر غم کے بعد امن وسکون کے لئے اُونگھ اُتاری، اس نے تم میں سے ایک گروہ کو اپنی آغوش میں لے لیا تھا اور ایک گروہ وہ تھا جن کو ان کے اپنے نفسوں نے فکر مند کر دیا تھا، وہ اللہ کے بارے میں گمان کر رہے تھے ناحق، جاہلیت والے گمان۔ الخ

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۴)

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشام بن علی نے، ان کو عبداللہ بن رجاء نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسرائیل نے ابو اسحاق سے، اس نے براء سے، وہ کہتے ہیں کہ جب یوم اُحد تھا ہم لوگ مشرکین کے ساتھ ٹکرائے تو رسول اللہ ﷺ نے کچھ تیر اندازوں کو (ایک خاص جگہ پر) بٹھایا تھا اور حضرت عبداللہ جبیر کو ان پر امیر مقرر کیا تھا اور حکم دیا تھا کہ تم لوگ اپنی جگہ سے نہ ہٹنا اور جب تم دیکھو کہ دشمن ہمارے اُوپر غالب آ گئے ہیں تو بھی ہماری مدد کے لئے نہ آنا ان کے خلاف۔

چنانچہ جب لوگ باہم ٹکرائے اور مسلمانوں نے دشمنوں کو شکست دے دی اس حد تک کہ ہم نے مشرکین کی عورتوں کو خود دیکھا کہ وہ پہاڑی کی طرف دوڑی جا رہی تھیں بدحواس ہو کر اپنی پنڈلیوں سے کپڑے اُوپر اُٹھائے رہی تھیں ان کے پاؤں کی پازیبیں ظاہر ہو رہی تھیں، لہٰذا مسلمانوں نے غنیمت حاصل کرو کی آواز لگائی شروع کی یعنی اب تو یہاں کھڑے رہنے کی ضرورت نہیں ہے اب تو فتح ہو چکی ہے مگر ان کے امیر عبداللہ بن جبیر نے کہا کہ آپ لوگ ابھی نہ جاؤ بلکہ ٹھہرے رہو، کیا رسول اللہ ﷺ نے تم لوگوں سے عہد نہیں لیا تھا کہ تم یہاں سے نہ ہٹنا مگر وہ چلے گئے۔

جب وہ دیگر مسلمانوں کے ساتھ مل گئے، اللہ نے ان کے منہ پھیر دیئے جس کے نتیجے میں مسلمانوں میں سے ستر آدمی مارے گئے۔ پھر ابوسفیان بن حرب نے ہم لوگوں پر جھانکا اور وہ بلندی پر تھا۔ اس نے پوچھا کیا تمہارے اندر محمد ﷺ موجود ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ جواب نہ دو ان کو۔ لہٰذا اس نے تین بار یہی بات کہی، پھر اس نے پوچھا کہ کیا تمہارے اندر ابن ابوقحافہ ہے؟ تین بار اس نے پوچھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو جواب نہ دو۔ پھر اس نے پوچھا کہ تمہارے اندر عمر بن خطاب ہے؟ تین بار اس نے پوچھا، حضور ﷺ نے فرمایا، کہ اس کو جواب نہ دو۔ جب جواب نہ ملے تو ابوسفیان نے اپنے احباب کی طرف متوجہ ہو کر کہا کہ یہ لوگ مارے جا چکے ہیں۔

(یہ سنتے ہی) حضرت عمر اپنے نفس پر قابو نہ رکھ سکے۔ انہوں نے فوراً کہا جھوٹ کہا تم نے اے اللہ کے دشمن، اللہ نے ان سب کو باقی اور زندہ سلامت رکھا ہوا ہے۔ ان کے ذریعہ اللہ تجھے رسوا کرے گا۔ لہٰذا ابوسفیان نے نعرہ مارا اُعْلُ ھُبَل اُونچا ہو جا، غالب ہو جا اے ھبل، دوبار کہا اس نے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اس کو جواب دو۔ صحابہ نے پوچھا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم کیا جواب دیں؟ حضور نے فرمایا کہ تم کہو اللّٰہُ اَعْلٰی وَاَجَلُّ۔ ابوسفیان نے کہا کہ ہمارا عُزّٰی ہے تمہارا کوئی عُزّٰی نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ اس کو جواب دو صحابہ نے پوچھا ہم کیا جواب دیں؟ آپ نے فرمایا، تم یوں کہو اَللّٰہُ مَوْلَانَا وَلَا مَوْلَا لَکُمْ۔ اللہ ہمارا دوست و کارساز ہے تمہارا کوئی نہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ آج کا دن یوم اُحد یوم بدر کا بدلہ ہے اور جنگ ایک ڈول ہے (کبھی تمہارے ہاتھ میں ہے ڈول تو کبھی ہمارے ہاتھ میں)۔ خبردار عنقریب تم لوگ اپنے مقتولین میں ناک کان کٹے ہوئے مُثلہ پاؤ گے میں نے یہ کاٹنے کا نہیں کہا تھا مگر مجھے بُرا بھی نہیں لگا ایسا کرنا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبیداللہ بن موسیٰ سے، اس نے اسرائیل سے۔

(کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۴۳۔ فتح الباری ۷/۳۴۹۔۳۵۰)

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر مزکی نے، ان کو خبر دی محمد بن ابراہیم عبدی نے، ان کو خبر دی ابوجعفر نفیلی نے، ان کو زہیر بن معاویہ نے، ان کو ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا براء بن عازب سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تیر اندازوں پر اُحد والے دن عبداللہ بن جبیر کو مقرر فرمایا تھا۔

اس کے بعد براء بن عازب نے حدیث بیان کی یہاں تک کہ فرمایا کہ مسلمان شکست خوردہ ہو گئے تو اس وقت رسول اللہ ان کے پیچھے ان کو بلا رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ صرف بارہ آدمی باقی رہ گئے تھے۔ پھر اس نے حدیث آگے ذکر کی۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے عمرو بن خالد سے، اس نے زہیر سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۳۹۸۶۔ فتح الباری ۷/ ۳۰۷)

حضرت عمر بن خطاب کا ابوسفیان کو جواب ...... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابونضر فقیہ نے، ان کو حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن داؤد بن علی بن عبداللہ بن عباس بن عبدالمطلب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے ابوعلی حامد بن محمد دقاق ھیروی نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی عبدالرحمن بن ابوالزناد نے ان کے والد سے، اس نے عبید بن عبداللہ عیینہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ ایسی مدد کسی مقام پر نبی کریم ﷺ کی نہیں کی گئی جیسی جنگ اُحد میں کی گئی تھی۔

اس نے کہا کہ ہم تو اس بات کو انکار کرتے ہیں۔ ابن عباس نے فرمایا کہ میرے درمیان اور اس کے درمیان جو اس بات کا انکار کرتا ہے کتاب اللہ فیصلہ کرتی ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ یوم اُحد کے بارے میں فرماتے ہیں :

وَلَقَدْ صَدَقَكُمُ اللّٰهُ وَعْدَهٗ اِذْ تَحُسُّوْنَهُمْ بِاِذْنِهٖ ۔ (سورۃ آل عمران ۔ آیت ۱۵۲)

اللہ تعالیٰ نے تم سے اپنا وعدہ سچا کر دکھایا تھا جب تم لوگ کفار و مشرکین کو اس کے حکم کے ساتھ کاٹ رہے تھے۔

ابن عباس فرماتے ہیں کہ (تَحُسُّوْنَهُمْ) بنا ہے حِسُّ سے اور اس سے مراد قتل ہے۔ مزید فرمایا : کہ

حَتّٰٓى اِذَا فَشِلْتُمْ وَتَنَازَعْتُمْ فِى الْاَمْرِ وَعَصَيْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ مَآ اَرٰىكُمْ مَّا تُحِبُّوْنَ ۭ مِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الدُّنْيَا وَمِنْكُمْ مَّنْ يُّرِيْدُ الْاٰخِرَةَ ۚ ثُمَّ صَرَفَكُمْ عَنْهُمْ لِيَبْتَلِيَكُمْ ۚ وَلَقَدْ عَفَا عَنْكُمْ ۭ وَاللّٰهُ ذُوْ فَضْلٍ عَلَي الْمُؤْمِنِيْنَ ۔

(سورۃ آل عمران ۔ آیت ۱۵۲)

یہاں تک کہ کمزور پڑ گئے تم اور تم نے بات میں اختلاف کر لیا اور تم نے نافرمانی کر لی۔ اس کے بعد کہ جب اس نے تمہیں وہ (مال) دکھایا جس کو تم پسند کرتے ہو۔ تم لوگوں میں سے کچھ تو وہ ہیں جو دنیا چاہتے ہیں اور کچھ وہ ہیں جو آخرت چاہتے ہیں۔ اس کے بعد (اللہ نے) تمہیں ان سے پھیر دیا تاکہ تمہیں وہ آزمائے۔ البتہ تحقیق اس نے معاف کر دیا ہے تم کو اور اللہ تعالیٰ مومنوں پر بڑے فضل کرنے والا ہے۔

یقینی بات ہے کہ اللہ نے اس آیت سے وہی تیر انداز ہی مراد لئے ہیں۔ اس لئے کہ انہیں اللہ تعالیٰ نے اس مقام پر مقرر کر کے کھڑا کیا تھا۔ اس کے بعد فرمایا تھا کہ تم لوگ ہماری پشت کی حفاظت کرتے رہنا۔ اگر تم دیکھو کہ ہم لوگ قتل کئے جا رہے ہیں تو بھی ہماری نصرت نہ کرنا اور اگر تم دیکھو کہ ہم نے غنیمتیں حاصل کر لی ہیں تو بھی تم ہمارے ساتھ شریک نہ ہونا۔

جب رسول اللہ نے غنیمتیں حاصل کیں اور انہوں نے مشرکین کے لشکر کو مباح کر لیا تو وہ مذکورہ تیر انداز سب کے سب وہاں سے ہٹ گئے اور جا کر لشکر میں شامل ہو گئے اور مال و متاع لوٹنے لگے۔ اور تحقیق اصحاب رسول کی صفوں سے ہٹ گئے یعنی صف بندی چھوڑ دی اور وہ اس کیفیت میں ہو گئے (اس موقع پر رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں ایک دوسرے میں داخل کر لیں دل مل گئے۔

جب تیر انداز وہاں سے ہٹ گئے جہاں پر تھے تو اسی مقام سے گھڑ سوار کفار ومشرکین داخل ہو کر اصحاب رسول پر حملہ آور ہو گئے۔ لہٰذا ایک دوسرے کو سب نے مارا اور ایک دوسرے میں گھس گئے اور مسلمانوں میں سے بہت سارے لوگ قتل کر دیئے گئے۔ رسول اللہ کے لئے اور آپ کے اصحاب کے لئے (وقت) دن کا اول حصہ تھا۔ حتیٰ کہ مشرکین کے جھنڈے سے سات یا نو افراد مارے گئے اور مسلمان پہاڑ کے گرد گھومنے لگے اور وہاں نہ پہنچے جہاں لوگ الغار کہتے تھے، وہ لوگ گہرائی کی جانب تھے۔ اور ہر شیطان نے چیخ ماری کہ محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں۔ ہم لوگوں نے اس میں شک نہ کیا بلکہ یقین کر لیا کہ یہ حق ہے۔

ہم لوگ اسی کیفیت پر ہی تھے کہ واقعی حضور ﷺ قتل ہو چکے ہیں، حتیٰ کہ رسول اللہ سعدین سے نمودار ہوئے۔ ہم لوگوں نے ان کو ان کے چلنے کے معمور وانداز سے پہچانا کہ آپ جب چلتے تھے تو آگے کو جھکتے جاتے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ کو دیکھ کر ہم لوگ خوش ہو گئے گویا ہمیں وہ تکلیف بالکل بھی نہ پہنچی تھی جو پہنچی تھی۔

کہتے ہیں کہ حضور ﷺ اس کی طرف چڑھتے جاتے تھے اور یہ کہتے جا رہے تھے، اللہ کا غضب شدید ہو گیا ہے ان لوگوں پر جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے چہرے کو لہولہان کر دیا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضور دوسری باریوں کہتے تھے، اے اللہ! ان لوگوں کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ ہم پر غالب آجائیں (یعنی ان کو غالب نہ آنے دینا)۔ یہی کہتے ہوئے حضور ﷺ ہم تک آن پہنچے۔

کہتے ہیں کہ حضور ﷺ تھوڑی دیر ٹھہرے تھے کہ آپ نے آواز سنی، نیچے ابوسفیان دامن پہاڑ میں یہ کہہ رہا تھا۔ اعل ہبل، اعل ہبل۔ ہبل، ہبل تو غالب ہو جا، تو غالب ہو جا، یعنی ایسے جھوٹے الٰہوں کو پکار رہا تھا اور کہہ رہا تھا، ابن ابی کبشہ؟ (یعنی محمد ﷺ) اور کہاں ہے؟ ابن ابی قحافہ؟ کہاں ہے ابن خطاب؟ عمر نے سن کر کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں اس کو جواب نہ دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ضرور دیں۔ لہٰذا جب ابوسفیان نے کہا اعل ہبل تو عمر نے کہا اللہ اعلیٰ واجل۔ ابوسفیان نے کہا، اے ابن خطاب یہ تو خاموش رہنے کا دن ہے یعنی آج تو مسلمانوں کی خاموشی ہے۔ لہٰذا دوبارہ اس نے کہا کہاں ہے؟ ابن ابی کبشہ؟ کہاں ہے ابن ابی قحافہ؟ کہاں ہے ابن خطاب؟ عمر نے جواب دیا، یہ رہے رسول اللہ ﷺ اور یہ رہے ابوبکر اور یہ رہا عمر۔

ابوسفیان نے کہا کہ آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے۔ ایام جنگ تو ڈول کی طرح ہوتے ہیں (کبھی ہمارے تو کبھی تمہارے ہاتھوں میں)۔ حضرت عمر نے فرمایا نہیں ہرگز برابر نہیں، ہمارے مقتول شہدا جنت میں ہوتے ہیں اور تمہارے مقتول جہنم میں۔ اس نے کہا اس کا مطلب ہے کہ تم یہ کہتے ہو کہ ہم اس وقت خائف وخاسر ہیں، ہر طرف سے گھاٹے میں ہیں۔ اچھا تم لوگ عنقریب اپنے مقتولین کے ناک کان کٹے ہوئے پاؤ گے مگر یہ کام ہماری مرضی سے بھی نہیں ہوا۔ اس کے بعد اس کی جاہلیت والی غیرت جوش میں آگئی اور کہنے لگا، ہاں جب یہ ہو گا (یعنی مثلہ کرنا، ناک کان ڈالنا تو ہم اس کو ناپسند بھی نہیں کریں گے۔ (یعنی مسلمانوں کے ساتھ ایسا ہی ہونا چاہئے)۔ یہ الفاظ حدیث دارمی کے ہیں۔ (تاریخ طبری ۲/۵۰۸۔ تفسیر طبری ۷/۲۸۲)

غزوہ اُحد میں مومنوں کی آزمائش اور منافقین کو مٹانا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو حدیث بیان کی ابن الہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے، ان کو عروہ نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ (احد) میں اپنے اصحاب سے مل گئے اور ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا اس وقت ان کے ساتھ طلحہ زبیر اور سہل بن خلف اور حارث بن صمہ بن نجار کے بھائی تھے۔ اصحاب رسول نے گمان کیا دور سے انہیں دیکھ کر کہ شاید وہ دشمن ہیں۔ چنانچہ ان میں سے ایک نے تیر کو کمان کے جگر پر رکھ لیا تھا۔ بس وہ اس کو مارنے والا ہی تھا کہ ان لوگوں کی آواز ان کے کانوں میں پہنچ گئی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے بھی ان کو آواز دے دی تھی تو یہ منظر دیکھتے ہی ایسی کیفیت ہو گئی کہ جیسے ان کو ان کے اپنے نفسوں میں کوئی ضرر پہنچا ہی نہیں تھا۔

جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھ لیا اور یقین ہو گیا کہ آپ ﷺ زندہ سلامت ہیں، بس وہ لوگ اسی حالت پر تھے کہ شیطان اپنے فتنے اور وسوسے کے ساتھ سامنے آیا اور ان لوگوں کو غمگین کا پیغام دینے کے لئے۔ جب ان لوگوں نے دیکھا کہ ان کے دشمن ان سے چھٹ گئے ہیں

یہ لوگ اپنے مقتولین کو اور اپنے برادران کو یاد کرنے لگے اور وہ ایک دوسرے سے اپنے مقتولین کے بارے میں دریافت کرنے لگے تھے اور ان کا حزن شدت اختیار کر گیا۔ پھر اللہ نے مشرکین کو ان پر واپس بھیج دیا تھا اور ان کے غم کو بھی حضور کے ذریعے سے کہ حزن وغم کو ان سے دور کر دے۔ ان کے دشمن پہاڑ کے اُوپر تھے یا غالب تھے۔ لہٰذا اس وقت مسلمان حزن کو اور اپنے بھائیوں کے غم کو بھول گئے تھے۔ اس کیفیت میں اللہ نے یہ آیت اُتاری:

ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسا یغشیٰ طائفةً منکم و طائفة قد اھمتھم انفسھم ...... تا .... قولہ واللّٰہ علیم بذات الصدور۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۴)

اے اللہ! ان لوگوں کو ہمارے اُوپر غالب نہیں آنے دینا۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو بلایا اور ان کو پکارا۔ لہٰذا ان کی ایک جماعت حضور ﷺ کی معاون بن کر ساتھ ہوگئی۔ وہ لوگ گھاٹی میں اُوپر چڑھ گئے، حتیٰ کہ یہ لوگ اور ان کے دشمن برابر آ گئے تھے اور انہوں نے تیر برسائے اور باہم نیزہ بازی کی، حتیٰ کہ اصحاب رسول نے دشمن کو پہاڑ سے نیچے اُترنے پر مجبور کر دیا۔ اب مشرکین نیچے اُتر کر مسلمانوں کے مقتولین شہدا کی طرف پلٹے اور ان کی لاشوں کو مُثلہ کر ڈالا یعنی ان کے ناک کان کاٹ ڈالے اور ان کی شرم گاہیں کاٹ ڈالیں اور ان کے پیٹ پھاڑ ڈالے۔ وہ یہ گمان کر رہے تھے کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کو اور ان کے اشراف صحابہ کو قتل کر ڈالا ہے۔ اس کے بعد وہ جمع ہوگئے اور ان کے مقابل صف بستہ ہوگئے اور ابوسفیان نے کہا آج کا دن بدر کے دن کا بدلہ ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۷۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۳۱۱)

روای نے وہ اخبار موصولہ بھی ذکر کیا ہے جن کو ہم نے ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد مشرکین کا اپنے سامان کی طرف لوٹنا اور ان کا نکل جانا بھی ذکر کیا ہے۔ ایسے جیسے موسیٰ بن عقبہ کی روایت ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن محمد کعبی نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن ایوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی خلیفہ بن خیاط نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یزید بن زریع نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعد نے قتادہ سے، اس نے انس سے، اس نے ابوطلحہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے ایک تھا جن کو اُحد والے دن اُونگھ نے چھپالیا تھا حتیٰ میری تلوار میرے ہاتھ سے کئی بار گر گئی تھی جیسے گرتی میں اس کو اُٹھالیتا، پھر گر جاتی پھر میں اس کو اُٹھالیتا تھا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں خلیفہ بن خیاط سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۶۸۔ فتح الباری ۷/۳۶۵۔ ۸/۲۲۸۔ سند احمد ۴/۲۹)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حشاز عدل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق قاضی نے اور علی بن عبدالعزیز نے، ان کو حجاج بن منہال نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے، اس نے انس سے، اس نے ابوطلحہ انصاری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے اُحد والے دن سر اُٹھا کر دیکھا، میں دیکھتا ہی رہا کہ ان لوگوں میں سے ہر شخص اُونگھ کی وجہ سے اپنے گھٹنوں کی طرف سر کیے ہوئے تھا۔

اس وقت اللہ نے یہ آیت اُتاری:

ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسًا یغشیٰ طائفة منکم۔ (الیٰ اخرہ) (ترمذی ۵/۲۲۹)

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالواحد بن غیاث نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے زبیر بن عوام سے، انہوں نے مذکورہ روایت کے مثل بیان کیا۔

اور یہ آیت تلاوت کی :

ثم انزل علیکم من بعد الغم امنة نعاسًا ۔ (الترمذی ۵/۲۲۹)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا عبداللہ بن زبیر سے، اس نے زبیر سے کہ اس نے کہا اللہ کی قسم گویا کہ میں سُن رہا ہوں معتب بن قشیر کا قول اور بے شک اُونگھ نے البتہ چھپا دیا تھا مجھ کو۔ نہیں سُن رہا تھا میں اس سے مگر بوڑھے آدمی کی طرح اور وہ کہہ رہے تھے : کہ

لو کان لنا من الامر شیء ما قتلنا ھٰھنا (سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۴)

اگر ہمیں اس معاملے میں کوئی اختیار ہوتا تو ہم لوگ نہ مارے جاتے یہاں پر۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۳۰۲۔۳۰۳)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسین محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی محمد اسحاق ثقفی نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن مبارک مخرمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی انس بن مالک نے یہ کہ ابوطلحہ نے کہا کہ ہم لوگوں کو اُونگھ نے چھپا لیا تھا (یعنی غالب آ گئی تھی) حالانکہ اس وقت ہم اُحد کے دن صفوں کی حالت میں تھے۔

ابوطلحہ کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں تھا جن پر اونگھ کا غلبہ ہو گیا تھا۔ لہٰذا میری تلوار بار بار میرے ہاتھ سے گر جاتی تھی اور میں اس کو اُٹھا لیتا تھا۔ کہتے ہیں کہ اور دوسرا طائفہ منافقین تھے انہیں کوئی فکر نہیں تھی سوائے اپنے نفسوں کی فکر کے، وہ سب لوگوں سے زیادہ بزدل تھے اور سب سے زیادہ ڈر اور خوف کا شکار تھے اور حق کو سب سے زیادہ نقصان پہنچانے والے۔ وہ اللہ کے بارے میں ناحق گمان کرتے تھے جاہلیت کے گمانوں کی طرح۔ ان کے جھوٹ ان کا ایمان تھے، اہل شک واہل فریب تھے اللہ کے بارے میں۔

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے صحیح میں ایک اور طریق سے شیبان سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۶۸۔ فتح الباری ۷/۳۶۵۔ ۸/۲۲۸۔ مسند احمد ۴/۲۹)

(۹) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید اللہ صفار نے، ان کو محمد بن محمد بن راشد تمار نے، ان کو حدیث بیان کی ابونعیم نے، ان کو عبدالعزیز بن محمد بن عبدالرحمٰن نے ابن شہاب سے، اس نے عبدالرحمٰن بن میسور بن مخرمہ سے، اس نے ان کے والد سے، اس نے عبدالرحمٰن بن عوف سے اللہ کے اس قول کے بارے میں (اذ یغشیکم النعاس امنة منه ۔ فرمایا کہ اُحد والے دن ہم لوگوں پر نیند طاری کر دی گئی تھی۔ (مجمع الزوائد ۶/۱۱۷)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے محمد بن مسلم بن شہاب زہری سے اور عاصم بن عمر بن قتادہ سے اور محمد بن یحییٰ بن حبان سے، اور حصین بن عبدالرحمٰن بن سعد بن معاذ سے، وہ کہتے ہیں کہ یوم اُحد بڑی آزمائش کا دن تھا اور سخت امتحان کا دن تھا۔ اللہ نے اس میں مؤمنوں کی آزمائش کی اور اس کے ذریعے منافقین کو مٹایا ان لوگوں میں سے جو اپنی زبان سے تو اسلام کا اقرار کرتے تھے اور دل میں کفر کو چھپائے رکھتے تھے اور یہ وہ دن تھا جس کے اندر اللہ نے ان لوگوں کو شہادت کا شرف بخشا اپنے اہل ولایت واہل محبت کو یوم اُحد میں قرآن مجید کی ساٹھ آیات نازل ہوئی تھیں سورۃ آل عمران میں سے۔ ان کے اندر ان امور کا بیان ہے جو کچھ اس کے اندر ہوا تھا اور ان میں ان لوگوں کی سرزنش ہے جن کی اس نے ان میں سے سرزنش کی تھی۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اپنے نبی سے۔

و اذ عدوت من اھلك تبوئُ المؤمنین مقاعد للقتال واللّٰه سمیع علیم ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۲۱)

اس کے بعد ابن اسحاق نے ان لوگوں کی شمار کا ذکر کیا ہے مسلمانوں میں سے جو اُحد والے دن شہید ہوئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۴۸)

☆☆☆

باب ۴۵

اُحد والے دن جو مسلمان شہید ہو گئے تھے ان کی تعداد اور جو مشرکین مارے گئے تھے ان کی تعداد

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی محمد بن موصل بن حسن بن عیسیٰ نے، ان کو فضل بن محمد بیہقی نے، ان کو عبداللہ بن محمد نفیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زہیر بن معاویہ جعفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا براء بن عازب سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اُحد والے دن تیر اندازوں پر امیر مقرر کیا تھا۔ پھر براء نے حدیث ذکر کی، یہاں تک فرمایا کہ اس دن ستر آدمی شہید ہوئے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب کو بھی قتل کیا تھا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس نے کہا تھا کہ بدر والے دن ایک سو چالیس متاثرین تھے۔ ستر قیدی اور ستر مقتول ہوئے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عمر بن خالد سے، اس نے زہیر سے۔ (کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷ ۳۰۲)

(۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو احمد حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عروبہ نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن مثنیٰ نے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی معاذ بن ہشام نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نہیں جانتے زندوں میں سے کسی زندہ کو جو زیادہ ہو شہداء انصار سے قیامت کے دن۔ قتادہ کہتے ہیں اور ہمیں حدیث بیان کی اس نے کہ ان میں سے اُحد والے دن ستر آدمی شہید ہوئے تھے اور بیر معونہ والے دن ستر آدمی اور جنگ یمامہ والے دن ستر آدمی۔ قتادہ کہتے ہیں کہ یوم بیر معونہ عہد نبوی ہوا تھا اور یوم یمامہ ابوبکر میں ہوا تھا جب صحابہ نے مسلمہ کذاب کے ساتھ قتال کیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن علی سے، اس نے معاذ بن ہشام سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۷۸۔ فتح الباری ۷/۳۶۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عمرو بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، ان کو عفان نے ان کو حماد سلمہ نے ثابت سے، اس نے انس سے، اس نے ثابت سے، وہ کہتے ہیں اے انصار میں سے (شہداء) کے رب۔ ستر یوم اُحد والے اور ستر یوم بیر معونہ والے اور ستر یوم موتہ اور ستر یوم عامہ کے (شہداء کے رب)۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابوالحسن اسماعیل بن محمد بیہقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ان کے دادا الفضل بن محمد نے، ان کو ابراہیم بن منذر حزامی نے، ان کو محمد بن فلیح نے، ان کو عبدالرحمن بن حرملہ نے، سعید بن مسیب نے، وہ کہتے ہیں کہ تین مقامات پر انصار میں سے ستر ستر آدمی شہید ہوئے تھے۔ ستر یوم اُحد میں، ستر یوم یمامہ میں اور ستر اس دن جس دن ابو عبیداللہ شہید کئے گئے۔ ابن منذر نے کہا کہ حدیث ثابت بن انس میں حطاء سے اور یہ معروف ہے۔ ابراہیم بن منذر نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی معن بن عیسیٰ نے مالک بن انس سے، اس نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے سعید بن مسیب سے مذکور کی مثل۔

(۵) ہمیں خبر دی اباالحسین بن فضل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبیداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حجاج بن ابو منیع نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا یعقوب نے اور ہمیں حدیث بیان کی زید بن مبارک نے، ان کو ابن ثور نے معمر سے، اس نے زہری سے، وہ کہتے ہیں اس کے بعد جنگ اُحد کا واقعہ پیش آیا تھا ماہ شوال میں واقعہ نضیر کے

چھ ماہ پورے ہونے پر اور وہ ہوا تھا واقعہ بدر سے ایک سال پورا ہونے پر۔ مشرکین کا سردار اس دن ابوسفیان بن حرب تھا۔ حضور ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ اس دن روانہ ہوئے تھے بدر میں جس قدر مشرک مارے گئے تھے اور قیدی بنے تھے۔ ان کی نصف تعداد کے ساتھ اس دن جو لوگ قتل ہو گئے تھے (مروی ہے شہید ہوئے تھے)۔ ان میں رسول اللہ ﷺ کے چچا حمزہ بن عبدالمطلب بھی تھے اور مصعب بن عمیر جو کہ عبدالدار میں سے تھے۔ اور وہ پہلے شخص تھے جنہوں نے مدینے میں مسلمانوں کے لئے جمعہ قائم کیا تھا (یعنی پڑھایا تھا)۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ تشریف لانے سے قبل جبکہ جماعت مہاجرین کی ان دونوں کے ساتھ تھی اور اس دن اصحاب رسول جو انصار میں سے تھے ان میں سے تقریباً ستر آدمی شہید ہوئے تھے۔ ان میں سے حنظلہ بن ابو عامر بھی تھے، یہ وہی صاحب تھے جن کو فرشتوں نے غسل دیا تھا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمر بن سماک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حجاج نے ابن جریج سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عمر بن عطاء یعنی ابن ورّاد نے عکرمہ مولی بن عباس سے، اللہ کے اس قول کے بارے میں :

قَدْ اَصَبْتُمْ مِثْلَيْهَا۔ (سورۃ آل عمران ۔ آیت ۱۵۶)

تم لوگ ان سے دوگنے لوگوں کو مصیبت میں واقع کر چکے ہو۔

وہ کہتے ہیں کہ (اس کا مطلب ہے) کہ مسلمان قتل کر چکے تھے مشرکین کو یوم بدر میں۔ ستر کو قتل کیا اور ستر کو قیدی بنایا تھا ان میں سے اور مشرکین نے مسلمانوں میں سے اُحد والے دن ستر کو قتل کیا تھا، یہی مراد ہے قَدْ اَصَبْتُمْ مِثْلَيْهَا سے۔ (تفسیر طبری ۷/۳۷۳۔۳۷۴)

ابن جریج نے کہا ہے کہ جابر کہتے ہیں ہم لوگوں نے ان کو یوم بدر میں نقصان پہنچایا تھا اور انہوں نے ہمیں یوم اُحد میں نقصان پہنچایا۔

(۷) ہمیں خبر دی بوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن فلیح نے موسیٰ سے اس نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ کہا یعقوب نے اور اس کو ذکر کیا ہے حسان بن عبداللہ نے بھی اور عثمان بن صالح نے ابن لہیعہ سے، اس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسلمانوں میں سے جو اُحد والے دن مارے گئے تھے ان کے نام ذکر کئے ہیں۔

موسیٰ نے کہا جمع کئے گئے وہ لوگ جو مسلمانوں میں سے شہید کئے گئے تھے، قریش میں سے اور انصار میں سے اُنچاس آدمی۔ اور عروہ نے کہا کہ چوالیس آدمی، اور ابن اسحاق نے کہا کہ پینسٹھ آدمی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۶۷)

میں کہتا ہوں کہ اس شخص کا قول جو موافق ہے اس حدیث کے جو موصول ہے حضرت براء سے اور حضرت انس سے وہ قول صحت کے اعتبار سے زیادہ بہتر ہے۔ واللہ اعلم

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ وہ تمام مسلمان جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہ کر شہید ہوئے مہاجرین میں سے ہوں یا انصار میں سے اُحد والے دن وہ پینسٹھ آدمی تھے۔ اور وہ تمام لوگ جو مشرکین میں سے مارے گئے تھے اُحد کے دن وہ بائیس آدمی تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۶۷۔۳/۶۹)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ وہ تمام لوگ جو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں رہ کر اُحد والے دن شہید ہوئے قریش میں سے اور انصار میں سے چار تھے یعنی چوالیس تھے یا سینتالیس آدمی تھے۔ اور جو بدر کے دن قتل ہوئے یا قید ہوئے مشرکین میں سے وہ اٹھائیس آدمی تھے اور وہ تمام لوگ جو مشرکین میں سے مارے گئے اُحد والے دن اُنیس آدمی تھے۔

(۱۰) ہمیں خبردی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوبکر بن عتاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم نے بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے ان لوگوں کے نام کے بارے میں جو رسول اللہ ﷺ کی معیت میں رہ کر قتل کیے گئے اُحد والے دن قریش میں سے اور انصار میں سے وہ اُنچاس آدمی تھے۔ کہتے ہیں کہ اُحد کے دن مشرکین میں سے سولہ آدمی مارے گئے تھے۔ (الدرر لابن عبدالبر ص ۱۶۵)

ابوثمرہ کافر کا رسول اللہ ﷺ کی دعا کے سبب قتل ہونا .... (۱۱) ہمیں خبردی ابوسعید بن ابوعمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ربیع بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ابوعزہ جمحی ان لوگوں میں سے تھے جن پر احسان کیا گیا تھا فدیہ کے بغیر بدر والے دن۔ اسے رسول اللہ ﷺ نے چھوڑ دیا تھا اس کے بیٹیوں کے لئے اور اس سے عہد لیا تھا کہ وہ آپ ﷺ سے قتال نہیں کرے گا۔ چنانچہ اس نے عہد شکنی کی اور قتال کیا اس نے اُحد والے دن، لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے دعا کی تھی کہ وہ سلامت نہ رہے۔ پس جو مشرکین میں اس کے سوا اور کوئی آدمی قیدی نہیں بنا تھا۔

اس نے کہا تھا، اے محمد! آپ مجھ پر احسان کیجئے اور مجھے میری بیٹیوں کے لئے چھوڑ دیجئے اور میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں دوبارہ آپ سے قتال بالکل نہیں کروں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ مکے میں تم اپنے چہرے پر ہاتھ نہیں پھیرتے تم کہتے ہو کہ تحقیق میں نے دھوکہ کیا ہے محمد کے ساتھ دوبار۔ چنانچہ حضور ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا، پس اس کی گردن ماردی گئی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۶)

باب ۴۶

اختتامِ جنگ اور مشرکین کے چلے جانے کے بعد

مقتولین، زخمیوں اور شہداء کے ظہور پذیر ہونے والے آثار و احوال کا مختصراً تذکرہ

(۱) ہمیں خبردی ابوعبداللہ نے حافظ نے، ان کو خبردی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے ان لوگوں کو پکار کر کہا تھا جب وہ لوگ وہاں سے کوچ کرنے لگے تھے کہ تمہارا وعدہ موسم بدر کا ہے اور وہ ہر سال بدر میں قیام کرتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ لوگ کہہ دو ٹھیک ہے ہمیں یہ چیلنج قبول ہے۔ لہٰذا صحابہ نے کہا ٹھیک ہے ہم نے قبول کیا اور ان لوگوں نے ابوسفیان کو بھی اسی طرح پکار کر کہا۔

عروہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد مشرکین اپنے اپنے سامان کی طرف لوٹ گئے اور ہتھیاروں کی طرف، اور مسلمان نہیں جانتے تھے کہ وہ کیا چاہتے ہیں اور کیا ارادہ کر رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر تم لوگ ان کو دیکھو کہ وہ سوار ہو گئے ہیں اور انہوں نے اپنا اسلحہ اور سامان پیچھے والے گھوڑوں پر لاد دیا ہے تو سمجھ لو کہ وہ یہ ارادہ کر رہے ہیں کہ وہ ان گھروں کے قریب ہو جائیں اور ٹیلوں کے جن کے اندر ان کی عورتیں اور بچے ہیں اور میں قسم کھاتا ہوں اگر انہوں نے ایسا کیا تو میں ان کو واقع کر دوں گا اسی کے وسط میں۔

پس جب واپس لوٹے تو حضور ﷺ نے سعد بن وقاص کوان کے پیچھے بھیجا اور فرمایا کہ جا کران کے بارے میں ہمیں رپورٹ دیں، سعد دوڑے دوڑے گئے پھر واپس آئے اور آکر بتایا کہ میں نے دیکھا ہے کہ ان کے گھوڑے اپنی دُم مار رہے ہیں پاگل ہو کر واپس لوٹنے کے لئے۔ اور میں نے ان لوگوں کو دیکھا کہ وہ اپنے سامان کے اُوپر بیٹھ کر واپس جا رہے ہیں۔لہٰذا مسلمان خوش ہو گئے اپنے دشمن کے چلے جانے کی وجہ سے، لہٰذا مسلمان پھیل گئے اپنے مقتولین کو تلاش کرنے لگے۔جس شہید کو دیکھتے اس کے کان ناک کٹے ہوئے پائے۔سب کے کٹے ہوئے تھے سوائے حنظلہ بن ابو عامر کے کیونکہ ان کا باپ مشرکین کے ساتھ تھا۔لہٰذا اس کو ان کی وجہ سے رہنے دیا گیا تھا۔مسلمانوں نے حضرت حمزہ چچائے رسول کو اس حال میں پایا کہ ان کا پیٹ پھاڑ دیا گیا تھا اور ان کا کلیجہ نکال لیا گیا تھا۔اسے وحشی بن حرب نے نکال لیا تھا اس نے ان کو قتل کیا تھا اور ان کا پیٹ پھاڑا تھا اور ان کا جگر ہندہ بنت عتبہ کے پاس لے گیا تھا ایک منت پوری کرنے کے لئے جو اس عورت نے اس وقت مانی تھی جب حمزہ نے بدر میں اس کے باپ کو قتل کیا تھا۔مسلمان اپنے شہداء کے پاس گئے ان کو اُٹھا کر دفن کرنے لگے۔رضی اللہ عنہم

عروہ بن زبیر کہتے ہیں کہ مہاجرین اور انصار کی عورتیں نکلی تھیں، انہوں نے کھانا اور پانی اپنی پیٹھ پر اُٹھایا ہوا تھا۔ان میں سیدہ فاطمہ بنت رسول بھی تھی، اس نے جب اپنے والد کو دیکھا کہ آپ لہولہان ہیں تو وہ ان سے لپٹ گئی اور پھر ان کے چہرے سے خون صاف کرنے لگی اور رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے، اللہ کا غضب شدید ہو جائے ان لوگوں پر جنہوں نے رسول اللہ کے چہرے کو خون آلود کیا ہے اور اللہ کا غضب شدید ہو گیا ہے اس شخص پر جس کو رسول اللہ نے قتل کیا ہے۔

حضرت علی ؓ دوڑے دوڑے گئے پتھر کا پیالہ لینے کے لئے اور فاطمہ سے کہا کہ میری تلوار پکڑ کر رکھو حفاظت کے ساتھ مگر اور کوئی چیز نہ ملی تو وہ فوراً ڈھال کے اندر پانی بھر کر لے آئے اور کوئی چیز اس کے علاوہ میسر نہ تھی عجلت کے وقت۔رسول اللہ نے پانی پینا چاہا مگر اس میں بُو محسوس کرتے ہوئے نہ پیا اور فرمایا کہ یہ ناگوار بُو والا پانی ہے آپ نے صاف کرنے کے لئے اس سے کلی کر لی اور فاطمہ نے اپنے والد سے خون دھویا اور صاف کیا۔

حضور ﷺ نے جب علی کی خون آلود تلوار دیکھی تو فرمایا، اگر تم نے اچھا اور عمدہ قتال کیا ہے تو سُنیے عاصم بن ثابت نے بھی اور حارث بن صمہ نے اور سہل بن حنیف نے بھی احسن طریق پر قتال کیا ہے۔اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ دشمن کے بارے میں مجھے رپوٹ کرو کہ وہ کیا کر رہے ہیں اور کہاں گئے ہیں؟ فرمایا کہ زیادہ تر ان میں سے لوگوں نے کفر کیا ہے۔فرمایا کہ بہر حال مشرکین ہم لوگوں کو کبھی بھی اس جیسی تکلیف نہیں پہنچا ئیں گے کبھی بھی جس سے ہم غمزدہ ہوں۔اس کے بعد اپنے گھروں کو واپس لوٹ آئے۔(سیرۃ الشامیہ ۳۲۵/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوالحسن علی بن محمد ثقفی نے کوفہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی منجاب بن حارث نے، وہ کہتے ہیں سفیان بن عیینہ نے زعم کیا ہے کہ مروی ہے عمرو بن دینار سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی ؓ اُحد والے دن تلوار لائے جو مشرکین و کفار کے خون سے رنگین تھی، فاطمہ رضی اللہ عنہا سے کہنے لگے اس کو احتیاط سے پکڑو، اس تلوار نے مجھے شفا دی ہے یعنی مجھے بڑا کام دیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، البتہ اگر آپ نے اپنی تلوار کے ساتھ بہترین حرب وضرب انجام دی ہیں تو سُن لو قسم بخدا سہل بن حنیف نے اور ابو دجانہ نے اور عاصم بن ثابت اور حارث بن صمہ نے بھی نہایت عمدہ جہاد کیا ہے۔(المستدرک للحاکم ۲۴/۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسین عبیداللہ بن محمد قطیفی نے بغداد میں اپنی اصل کتاب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو اسماعیل محمد بن اسماعیل نے ان کو عبدالعزیز بن عبداللہ اویس نے، ان کو سلیمان بن بلال نے عبداللہ علی ابن عبداللہ بن فروہ سے، اس نے قطن بن وہب سے، اس نے عبید بن عمیر سے، اس نے ابو ہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب اُحد سے واپس لوٹنے لگے تھے آپ کا گزر مصعب بن عمیر پر ہوا۔وہ اُحد کے راستے پر شہید ہوئے پڑے تھے۔آپ اس کی میت پر کھڑے ہو گئے اور اس کے لئے دعا فرمائی پھر آپ نے یہ آیت پڑھی :

من المؤمنين رجال صدقوا ما عاهدوا الله عليه فمنهم من قضیٰ نحبهٗ و منهم من ينتظر و ما بدلوا تبديلا ۔
(سورۃ احزاب : آیت ۲۳)

اہل ایمان میں سے کچھ تو وہ ہیں جنہوں نے اس وعدہ کو سولی صد سچا کر دکھایا ہے، ان میں سے کچھ وہ ہیں جو اپنی آرزوئے شہادت پوری کر چکے ہیں اور کچھ تا حال اس کے منتظر ہیں جنہوں نے اپنی اس خواہش کو تبدیل نہیں کیا۔

اس کے بعد رسول اللہ فرماتے ہیں :

اشهد ان هؤلاء شهداء عند الله يوم القيٰمة ۔
میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ لوگ شہداء ہیں اللہ کے نزدیک قیامت کے دن۔
فاتوهم و زوروهم ۔ تم لوگ ان کے پاس آیا کرو اور ان کی زیارت کیا کرو۔
والذی نفسی بيده لا يسلم عليهم احد الی يوم القيٰمة الا ردوا عليه ۔
قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے جو بھی ان پر سلام کرے قیامت تک وہ اس کو جواب دیں گے۔

اسی طرح پایا ہے میں نے اس کو اپنی تحریر میں ابو ہریرہ سے۔

(اسی طرح اس روایت کو حاکم نے مستدرک میں جلد ۳ ص ۲۰۰ پر نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ حدیث صحیح الاسناد، بخاری، مسلم نے اس کو نقل کیا ہے۔ علامہ ذہبی نے اس کی موافقت کی ہے۔ اور حدیث حکم کے نزدیک ابوذر سے مروی ہے اور ابن معربہ نے اس کو خباب بن ارت سے روایت کیا ہے)

اللّٰهم كان هذا صحيحًا فهو مؤل بانه كرامة و اعزاز لشهداء الأحد و خاص لهؤلاء الشهداء كما قال صاحب الرسالة ان هؤلاء لاشهداء عندالله يوم القيمة ۔ لئلا يخالف النصوص القران الكريم ۔ (مترجم)

(۴) حدثنا محمد بن عبداللہ بن محمد بن حمدویہ بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن صالح بن ھانی نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن عبدالوہاب حربی نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے عبدالاعلیٰ بن عبداللہ بن ابوفروہ نے قطن بن وہب سے، اس نے عبید بن عمیر سے، اس نے ابوذر سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فارغ ہوئے اُحد والے دن آپ مصعب بن عمیر کی میت پر گزرے جو آپ کے رستے پر شہید ہوئے پڑے تھے۔ آپ نے دیکھ کر یہ آیت پڑھی :

من المؤمنين رجال صدقوا ما عهد وا الله عليه ۔ الخ (المستدرک للحاکم ۳/۲۰۰)
اس کو روایت کیا ہے قتیبہ نے حاتم سے بطور مرسل روایت کے۔

حضرت حمزہ کا مثلہ اور رسول اللہ کی جذباتی کیفیت .... (۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو انس بن بکیر نے ابن اسحاق نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالرحمن مازنی نے جو کہ بنو بخاری میں سے ایک تھے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کونسا آدمی ہے جو دیکھ کر آئے کہ کیا کیا ہے سعد بن ربیع نے؟ (یعنی اس کا کیا حال ہے؟) ایک آدمی نے جا کر دیکھا تو اس کو مقتولین میں پڑا ہوا شدید زخمی پایا مگر زندگی کی رمق تھی۔ میں نے اس سے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ میں دیکھوں کہ آپ زندوں میں ہو یا مردوں میں؟ انہوں نے کہا کہ میں مردوں میں ہوں، آپ رسول اللہ کو میرا اسلام پہنچاؤ اور ان سے درخواست کرو کہ سعد بن ربیع کہتا ہے کہ اللہ تعالیٰ آپ کو میری طرف سے جزاء خیر عطا کرے ایسی جزاء جو وہ اپنے کسی نبی کو کسی امتی کی طرف سے دیتا ہے۔ اور اپنی قوم کو میرا اسلام پہنچاؤ اور ان سے کہو کہ سعد بن ربیع کہتا ہے اللہ کے آگے تمہارا کوئی عذر نہیں ہوگا۔ اگر دشمن نبی کریم تک پہنچ گیا اور تمہارے اندر کوئی زندہ جھپکنے والی آنکھ موجود ہو .... اس کے بعد وہ زیادہ دیر نہ رہے حتیٰ کہ فوت ہو گئے۔ لہٰذا میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور انہیں اس کی خبر دی۔ المستدرک للحاکم ۳/۲۰۱۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۳۲۶۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۸۔۳۹۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۹)

اور رسول اللہ حمزہ کی تلاش میں نکلے مقتولین کے اندر۔ انہوں نے اس کو بطن وادی میں اس حالت میں پایا کہ ان کا پیٹ پھاڑ دیا گیا تھا اور کلیجہ نکال لیا گیا تھا اور ان کے ناک کان کاٹ دیئے گئے تھے۔

(۶) ابن اسحاق سے اس کی سند کے ساتھ مروی ہے، انہوں نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن جعفر بن زبیر نے اور مجھے اس کے بارے میں حدیث بیان کی ہے بریدہ بن سفیان نے محمد بن کعب سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حمزہ کی کیفیت دیکھی کہ وہ مثلہ کر دیئے گئے تھے ناک کان کاٹ دی گئی تھی ان کے ساتھ یہ برا کھیل کھیلا گیا تھا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اگر یہ ڈر نہ ہوتا کہ صفیہ پھوپھی غمگین ہو کر بے صبری کرے گی اور میرے بعد یہی سنت بن جائے گی تو میں حمزہ کو اسی حال پر چھوڑ دیتا حتیٰ کہ یہ درندوں کے پیٹ میں اور پرندوں کے پوٹوں میں ہو جاتا (یعنی وہ نوچ کر اس کو کھا جاتے)۔ ظاہر یہ بات دنیا میں زندہ کے لئے نہیں سوچی جاتی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳۲/۳۹۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۹)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی بریدہ بن سفیان نے محمد بن کعب قرظی سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے حضرت حمزہ کو اس حال پر دیکھا جو ان کی حالت تھی کہ مثلہ کئے گئے تھے تو آپ ﷺ نے فرمایا، اگر میں قریش پر فتح مند ہو گیا تو میں ان میں تیس آدمیوں کے ناک کان کاٹ دوں گا۔ جب اصحاب رسول نے حضور ﷺ کی یہ جذباتی کیفیت دیکھی تو انہوں نے کہا کہ اگر ہم ان پر کامیاب ہو گئے تو ہم اس کے اس قدر ناک کان کاٹیں گے کہ اس قدر عرب میں کسی کے نہیں کاٹے ہوں گے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی:

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ۔ (سورۃ نحل . آیت ۱۲۶)

اگر تم لوگ کفار و مشرکین کو سزا دیتے ہو تو اسی جیسی سزا دو جیسی تمہیں تکلیف پہنچائی گئی ہے۔ اور اگر تم صبر کرو صبر والا عمل صابر کے واسطے چیز ہے.........

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے معاف کر دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۹۔۴۰۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۹۔۴۰)

(۷) ابن اسحاق سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا میرے شیوخ سے مروی ہے جن سے اُحد کا قصہ وہ روایت کرتے ہیں۔ انہوں نے کہا صفیہ بنت عبد المطلب (رسول اللہ ﷺ کی پھوپھی) اُحد میں حمزہ کی لاش دیکھنے آئی تھیں وہ ان کے سگے تھے، بھائی رسول اللہ ﷺ نے صفیہ کے بیٹے زبیر سے کہا کہ تم جا کر اپنی امی سے ملو اور ان کو واپس بھیج دو، وہ اس کیفیت کو نہ دیکھے جو حمزہ کی ہو رہی ہے۔ زبیر ان سے ملاقات کی اور کہا کہ اے امی! رسول اللہ نے فرمایا ہے کہ آپ واپس چلی جائیں۔ صفیہ نے کہا کہ میں کیوں نہ دیکھوں؟ مجھے معلوم ہوا ہے کہ میرے بھائی کے ساتھ مثلہ کیا گیا ہے (لاش بگاڑ دی گئی ہے) مگر پرواہ نہیں۔ مجھے معلوم ہوا کہ یہ سب کچھ اللہ کی راہ میں ہوا ہے، جب اس نے مجھے اس پر راضی کر دیا ہے تو آگے بھی میں ضرور صبر کروں گی اور اجر و ثواب کے حصول کی نیت کروں گی انشاء اللہ۔

جب زبیر نے واپس آ کر رسول اللہ ﷺ کو صفیہ کی بات بیان کی تو آپ نے فرمایا کہ صفیہ کا راستہ نہ روکو اس کو چھوڑ دو۔ چنانچہ وہ آئیں اور اپنے بھائی کی لاش کو دیکھا اور انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور بھائی کے لئے استغفار طلب کیا، اس کے بعد رسول اللہ نے حکم دیا اور حمزہ کو دفن کر دیا گیا۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۴۱۔۴۲۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/۴۰)

(۸) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یونس نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن عیاش نے، اس نے یزید بن ابو زیاد سے، اس نے مقسم سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں جب اُحد کے دن حضرت حمزہ قتل کئے گئے تو ان کی بہن صفیہ ان کی تلاش میں آئی کہ ان کا کیا بنا۔ کہتے ہیں کہ وہ علی اور زبیر سے ملی، لہٰذا علی نے زبیر سے کہا کہ بتایئے اپنی امی کو، زبیر نے کہا کہ نہیں میں نہیں بتاؤں گا بلکہ آپ اپنی پھوپھو کو خود بتائیں۔ صفیہ نے پوچھا کہ کیا ہوا حمزہ کو؟ ان دونوں نے یہ ظاہر کیا ان کے سامنے کہ ان کو حمزہ کے بارے میں معلوم نہیں ہے کہ اتنے میں نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے، انہوں نے فرمایا کہ مجھے ان کی عقل کا خطرہ ہے کہ کہیں انہیں صدمہ سے کچھ ہو نہ جائے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا رحمت والا ہاتھ پھوپھی کے سینے پر رکھا اور ان کے لئے دعا فرمائی۔ اس نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور رو پڑی۔

کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضور ﷺ آئے اور حمزہ کی لاش پر کھڑے ہوئے اس کے ناک کان کٹے ہوئے تھے، آپ نے فرمایا کہ اگر عورتوں کی بے صبری کرنے کا خوف نہ ہوتا تو میں حمزہ کو اسی حالت میں چھوڑ دیتا یہاں تک کہ حمزہ درندوں کے پیٹوں سے اور پرندوں کے پوٹوں سے حشر میں اُٹھائے جاتے۔ دنیا میں زندہ انسانوں کے لئے اس طرح کی بات نہیں سوچی جاتی نہ ہی انہیں دفن کیا جاتا ہے۔

(مجمع الزوائد ۶/۱۱۸۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۳۲۹)

(۹) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعلی رفاء نے، ان کو علی بن عبدالعزیز نے، ان کو احمد بن یونس نے، اس نے حدیث بیان کی ہے اپنی اسناد کے ساتھ مذکورہ حدیث کی مثل، اس نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے کہ پھر حضور ﷺ نے مقتول کے بارے میں حکم دیا پھر آپ نے ان پر سات تکبیرات کی، نماز جنازہ پڑھائی اور وہ وہاں سے اُٹھا لئے گئے اور حمزہ وہیں چھوڑ دیئے گئے۔ اس کے بعد نو مقتولین لائے گئے اور ان پر سات تکبیریں نماز پڑھائی گئی حتیٰ کہ حضور ان سے فارغ ہو گئے۔

اسی طرح اس کو روایت کیا ہے یزید بن ابوزیاد نے، اور حدیث جابر یوں ہے کہ لَمْ یُصَلِّ عَلَیْھِمْ کہ ان کی نماز جنازہ نہیں پڑھی گئی تھی۔ اس کی اسناد زیادہ صحیح ہے۔ یہ انشاء اللہ وارد ہو گی

(۱۰) ہمیں خبر دی عمر بن عبدالعزیز بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن سراج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مطین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عبدالحمید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قیس نے ابن ابولیلیٰ سے، اس نے حکم سے، اس نے مقدوم سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جس دن حمزہ شہید ہوئے تھے اور ان کو مُثلہ کر دیا گیا تھا، البتہ اگر میں کامیاب ہو گیا قریش کے خلاف تو میں ان میں سے ستر آدمیوں کا مُثلہ کروں گا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی :

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ماعوقبتم به ۔ (سورۃ النحل : آیت ۱۲۶)

اگر تم لوگ مشرکین و کفار کو سزا دو تو اس کی مثل دو جس قدر انہوں نے تمہیں تکلیف پہنچائی ہے۔ الخ

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، بلکہ ہم صبر کریں گے یا رب، اس لئے کہ اللہ نے اس آیت میں فرمایا :

ولئن صبرتم لهو خير للصابرين ۔

اگر تم لوگ مشرکین کی ایذا رسائی پر صبر کرو تو یہ عمل صبر کرنے والوں کے لئے بہتر ہے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی عباس بن محمد بن حاتم نے، ان کو عبدالعزیز بن سدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی صالح مرّی نے سلیمان تیمی سے، اس نے ابوعثمان نہدی سے، اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے حمزہ بن عبدالمطلب کی میت پر کھڑے ہوئے جب وہ شہید کر دیئے گئے تھے اور ان کے ناک کان کاٹ دیئے گئے تھے۔ حضور ﷺ نے کسی چیز کی طرف دیکھا جبکہ ہم نے کوئی چیز قطعاً نہیں دیکھی تھی جو حضور ﷺ کے دل کو اس منظر سے زیادہ درد دینے والی ہو۔

حضور ﷺ نے حمزہ کو دعا دیتے ہوئے فرمایا، تجھ پر اللہ کی رحمت ہو آپ بڑے صلہ رحمی کرنے والے تھے، سب سے زیادہ بھلائیاں کرنے والے تھے۔ اگر تیرے پس ماندگان کا غم پیش نظر نہ ہوتا مجھے یہ بات پسند تھی کہ میں تجھے اسی حالت پر چھوڑ دیتا حتیٰ کہ تو حشر میں مختلف

افواج اور گروہوں کے پیٹوں سے اُٹھایا جاتا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اللہ کی قسم کھائی کہ میں تیرے بدلے میں قریش کے ستر آدمیوں کا مُثلہ کروں گا (یعنی ان کے ناک کان کاٹوں گا)۔ لہٰذا جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے تا حال نبی کریم ﷺ کھڑے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام سورۃ نحل کی آخری آیت لائے :

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ۔ الخ

اس آیت میں حکم تھا کہ جتنی کوئی تکلیف پہنچائے اسی قدر پہنچاؤ یا صبر کر، یہ زیادہ بہتر ہے۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے صبر کر لیا تھا اور اپنی قسم کا کفارہ ادا کیا تھا اور جو ارادہ کیا تھا اس سے رک گئے تھے۔ (مجمع الزوائد ۶/۱۱۹)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل صفار نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حجاج بن منہال نے اور حدیث بیان کی صالح مُرّی نے سلیمان تیمی سے، اس نے ابوعثمان سے، اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تھے حضرت حمزہ کی میت پر جہاں وہ شہید ہوئے پڑے تھے۔ حضور ﷺ نے یہ منظر دیکھا تو یہ ایسا منظر تھا کہ آپ نے کہا کہ ایسا منظر نہیں دیکھا تھا جو اس سے زیادہ آپ کے دل کو درد دینے والا ہوتا۔ اس کے بعد ابوعثمان نے باقی حدیث ذکر کی حدیث ابن عباس کے مثل۔

(۱۲) ہمیں خبر دی حسن بن احمد بن ابراہیم بن شاذان بغدادی نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عیسیٰ بن عبید کندی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ربیع بن انس نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوالعالیہ نے، اُبی بن کعب سے کہ انصار میں سے اُحد والے دن چونسٹھ آدمی شہید ہوئے تھے اور مہاجرین میں سے چھ آدمی، ان میں سے حضرت حمزہ بھی تھے۔

مشرکین نے مسلمانوں کے مقتولین کے ناک کان کاٹے تھے لہٰذا انصار نے کہا اگر کسی بھی زمانے میں ہمیں ایک دن کے لئے بھی موقع ان کے خلاف ملا تو ان سے ٹھیک ٹھاک بدلہ لیں گے۔ لہٰذا جب فتح مکہ کا دن آیا تو ایک آدمی نے اعلان کیا جو پہچانا نہیں جا رہا تھا، آج کے دن کے بعد قریش نہیں رہیں گے، دو بار کہا۔ لہٰذا اللہ نے یہ آیت اُتاری :

وان عاقبتم فعاقبوا بمثل ما عوقبتم به ولئن صبرتم لهو خير للصابرين ۔ الخ

(سورۃ النحل : آیت ۱۲۶)

لہٰذا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ (مسلمانوں) تم رُک جاؤ قوم کفار سے۔ (ترمذی۔ کتاب التفسیر حدیث ۳۱۲۹ ص ۵/۲۹۹۔ مسند احمد ۵/۱۳۵)

شہداء اُحد کے فضائل .... (۱۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ اُحد والے دن صفیہ (رسول اللہ کی پھوپھی) آئی اس کے پاس دو کپڑے تھے جو کہ حمزہ کے لئے لائی تھی۔ جب رسول اللہ نے ان کو دیکھا تو پسند نہ کیا کہ وہ حمزہ کو اس حالت میں دیکھیں (کہ وہ برداشت نہ کر سکیں گی)، کیونکہ مشرکین نے ان کا حلیہ بگاڑ دیا تھا۔ صفیہ کے پاس ان کے بیٹے زبیر کو بھیجا کہ وہ ان کو روک لے، وہ جب ان کے پاس آیا تو کہا کہ اے امی! آپ رُک جائیں، آپ رُک جائیں۔ وہ بولی آپ ہٹ جائیے میرے سامنے سے میں تم سے راضی نہیں ہوں گی۔ جب زبیر نے دیکھا کہ وہ اس کے آگے انکار کر رہی ہیں، زبیر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے جب اس نے رسول اللہ کا کہا تو وہ رُک گئی اور اس نے دو کپڑے لئے اور حمزہ کے برابر میں ایک اور انصار مقتول تھا انہوں نے ناپسند کیا کہ وہ دونوں شہیدوں میں سے کسی ایک کو ترجیح دیں حمزہ کو یا انصاری کو۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ قرعہ ڈال لو جس کے نام قرعہ نکلے دونوں میں سے اچھا کپڑا اسی کے کفن میں استعمال کریں۔ چنانچہ ان دونوں میں قرعہ ڈالا گیا۔ لہٰذا اسی کے مطابق حمزہ کو ایک کپڑے میں اور انصاری کو دوسرے کپڑے میں کفن دیا گیا۔

(مجمع الزوائد ۶/ ۱۱۸۔ بزار ۲/ ۳۲۸۔ مسند احمد ۱/ ۱۶۵۔ سیرۃ الشامیہ ۴/ ۳۲۹)

نیز انہوں نے اپنی اسناد کے ساتھ کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی زہری نے عبداللہ بن ثعلبہ بن صغیر سے۔ وہ فتح مکہ والے دن پیدا ہوا تھا۔ اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا، حضور نے اس کے چہرے پر ہاتھ پھیرا تھا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی تھی۔

کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مقتولین اُحد کو دیکھا تھا میں ان سب پر گواہ ہوں جو بھی زخمی اللہ کی راہ میں زخمی ہوتا ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن اس کو اس حال میں اُٹھائے گا کہ اس کا ہر زخم خون چھینک رہا ہوگا جس کا رنگ خون کا ہوگا اور اس کی خوشبو کستوری جیسی ہوگی۔ تم لوگ دیکھو کہ ان میں قرآن کس کے پاس زیادہ جمع ہے (یعنی کس کو زیادہ حصہ دیا ہے)۔ اس کو دوسرے سے آگے قبر میں رکھو۔ لہٰذا ایک قبر میں دو دو تین تین اکٹھے دفن کئے گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۴۲۔ تاریخ ابن کثیر ۴/ ۴۲)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مسلمانوں میں سے کچھ لوگ ایسے تھے کہ انہوں نے اپنے مقتولین کو اُٹھا کر مدینے لے جانا چاہتے تھے کہ ان کو وہاں دفن کریں گے مگر رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایسا کرنے سے منع کر دیا اور فرمایا کہ ان کو اس جگہ دفن کرو جہاں وہ شہید کر کے گرائے گئے ہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۴۱۔ مسند احمد ۳/ ۲۹۷)

(۱۴) ابن اسحاق سے مروی ہے کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے اسحاق بن یسار سے، اس نے بنوسلمہ کے کچھ جوانوں سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا وہ کہتے ہیں جب عمرو بن جموع شہید ہوئے تھے اور عبداللہ بن عمرو بن حزام اُحد میں کہ دونوں کو اکٹھے دفن کر دو کیونکہ وہ دنیا میں ساتھ ساتھ رہتے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۴۱۔ سیرۃ الشامیہ ۴/ ۳۳۱۔ تاریخ ابن کثیر ۴/ ۴۲)

(۱۵) ابن اسحاق کہتے ہیں کہ میرے والد نے کہا مجھے حدیث بیان کی ہے انصار کے کئی شیخوں نے، انہوں کہا کہ جب حضرت معاویہ نے اپنی معائنہ ٹیم بھیجی جو شہداء کی قبروں کا معائنہ کرنے کے لئے قبروں پر پہنچی تو ہم نے ان سے التجا کی، حالت یہ تھی کہ پانی کے چشمے یا ریلے کا بہاؤ ان دونوں شہیدوں کی قبروں میں ہو گیا تھا (یعنی عمرو بن جموع کی اور عبداللہ بن عمرو بن حزام کی)۔ ہم بھی آئے اور ہم نے ان دونوں شہیدوں کو نکالا ان دونوں کے اُوپر دو چادریں تھیں جن کے ساتھ ان کا چہرہ ڈھکا ہوا تھا اور ان دونوں کے پیروں پر کچھ گھاس وغیرہ پڑا ہوا تھا۔ ہم نے ان دونوں کو نکالا تو ان کا جسم نرمی کی وجہ سے دہرا ہو گیا اور مُڑ گیا گویا ہم نے انہیں کل گذشتہ روز ہی دفن کیا ہے۔ (البدایہ والنہایہ ۴/ ۴۳)

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے زاہد نے، ان کو احمد بن مہران اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی خالد بن خداش نے، ان کو حماد بن زید نے ایوب سے اس نے ابوالزبیر سے، اس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ اُحد والے دن اپنے مقتولین کے پاس بلائے گئے یہ اس وقت کی بات ہے جب حضرت معاویہ نے پانی کا چشمہ یا نہر جاری کروائی تھی۔ ہم لوگ ان شہداء کے پاس آئے اور ہم لوگوں نے ان کو باہر نکالا تو ان کے ہاتھ پیر آسانی کے ساتھ مُڑ رہے تھے۔

کہتے ہیں حماد نے کہا اور میرے ایک دوست نے حدیث میں میرے لئے ایک اضافہ کیا (وہ یہ کہ) حضرت حمزہ کے پیر کو کچھ لگ گیا تھا جس سے خون کا دوران ہو گیا تھا۔ (البدایہ والنہایہ ۴/ ۴۳)

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابومحمد عبداللہ بن ابراہیم متوفی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی خالد بن خداش نے، اس نے اسی حدیث کو اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل ذکر کیا ہے مگر انہوں نے کہا ہے کہ ہم لوگوں نے ان شہداء کو نکالا وہ

بدستور جڑے ہوئے تھے (یعنی اعضاء ٹوٹ کر الگ نہیں ہوئے تھے)، بلکہ وہ اپنی نرمی اور لچک کی وجہ سے دُہرے ہورہے تھے اور مُڑ رہے تھے چالیس سال پورے ہونے کے باوجود بھی۔

کہا کہ گمان کیا جریر نے ایوب سے اس نے ذکر کیا ہے مفہوم اس اضافے کا۔

(۱۸) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حامد بن بلال بزاز نے، ان کو حدیث بیان کی یحییٰ بن ربیع مکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے اسود سے، اس نے نبیح عنزی سے، اس نے جابر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا تھا اُحد کے مقتولین کے بارے میں کہ وہ اپنی اپنی شہادت کی جگہ پر واپس لائے جائیں۔ (ابوداود ۴/۲۰۵۔ نسائی ۴/۷۹۔ مسند احمد ۳/۲۹۷)

(۱۹) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن مرزوق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو لید ہشام بن عبدالملک طیالسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عوانہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی الاسود نے نبیح عنزی سے، اس نے جابر بن عبداللہ انصاری سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ سے نکلے مشرکین کے ساتھ جہاد کرنے کے لئے۔ کہتے ہیں کہ میرے والد عبداللہ نے کہا اے جابر کیا ہے تیرے اُوپر یہ کہ ہو تو مدینہ میں میری طرف سے نگراں بن کر رہے یہاں تک کہ تو دیکھے کہ ہمارا معاملہ کس طرف رجوع ہوتا ہے (یعنی معاملہ کیا رُخ اختیار کرتا ہے)۔ بے شک میں اللہ کی قسم اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں اپنے پیچھے اپنی بیٹیاں چھوڑ کر جاؤں تو میں یہ پسند کرتا کہ تو میرے سامنے قتل کیا جایا اللہ کی راہ میں۔

جابر کہتے ہیں کہ وہ چلے گئے جہاد کے لئے۔ اور مدینہ میں تا حال انتظار کر ہی رہا تھا کہ اچانک میری پھوپھی میرے ماموں اور میرے والد کو یعنی ان کے جسد خاکی کو) اُونٹ پر لاد کر لے آئیں (یعنی ان کے شہید ہو جانے کے بعد)۔ وہ ان کو مدینے میں اس لئے لے آئیں تھیں تا کہ ان کو ہمارے قبرستانوں میں دفن کرائے۔

اتنے میں ایک آدمی آ گیا، وہ اعلان کر رہا تھا کہ خبر دار ہوشیار رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے کہ تم لوگ مقتولین کو واپس لاؤ اور انہیں کے شہید ہونے کی جگہ پر دفن کرو جہاں قتل ہوئے تھے۔ جابر کہتے ہیں کہ لہٰذا ہم لوگ ان دونوں کو بھی واپس لے گئے اور انہیں دیگر شہداء مقتولین کے ساتھ دفن کیا جہاں وہ قتل ہوئے تھے۔ جابر کہتے ہیں کہ ایک مرتبہ میں حضرت معاویہ بن ابو سفیان خلافت کے زمانے میں موجود تھا اچانک میرے پاس ایک آدمی آیا اس نے آ کر کہا، اے جابر اللہ کی قسم تحقیق معاویہ کے اعمال نے تیرے باپ سے مٹی ہٹا دی ہے۔ لہٰذا ان کا وجود ظاہر ہو گیا ہے لہٰذا اس وجہ سے شہداء کا ایک طائفہ نکلا ہے جابر کہتے ہیں کہ میں وہاں پر آیا تو میں نے ان کو اسی کی مثل پایا جس حالت پر میں نے اُسے چھوڑا تھا۔ اس میں سے کوئی شئی متغیر نہیں ہوئی تھی سوائے اس کے جو مقتولین نہیں چھوڑتا۔ جابر کہتے ہیں کہ میں نے پھر اس کو دفن کر دیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۳)

(۲۰) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن احمد بن بطہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے بن مصلفہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عمر واقدی نے، اپنے شیوخ سے عبداللہ بن عمرو بن حزام کے قصے میں۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اُحد والے دن کہ عبداللہ بن عمرو بن حزم کو اور عمرو بن جموع کو ایک ہی قبر میں دفن کرو۔ اور کہا جاتا ہے سوائے اس کے کہ حضور نے اس بات کا حکم اس لئے دیا تھا کہ ان دونوں میں دوستانہ تھا۔ پس فرمایا کہ دنیا میں ان دونوں محبت کرنے والوں کو ایک ہی قبر میں دفن کر دو۔

اور کہا جاتا ہے کہ وہ دونوں اسی حالت میں پائے گئے تھے، ان دونوں کے ناک کان کٹے ہوئے تھے پورا پورا مثلہ کئے ہوئے تھے جس کی وجہ سے ان کے بدن پہچانے نہیں جا رہے تھے۔ عبداللہ بن عمرو سرخ سفید آدمی تھے سر کے بال نہیں تھے اور وہ لمبے بھی نہیں تھے، جبکہ ان کے دوست عمرو بن جموع لمبے آدمی تھے لہٰذا وہ پہچان لئے گئے۔ اور ایک عرصہ بعد ان دونوں کی قبروں پر سیلاب کا پانی آ گیا تھا۔ کیونکہ ان دونوں کی قبر سیلاب کے قریب تھی۔

لہٰذا ان دونوں کی قبر کھودی گئی تھی اور ان دونوں کے اُوپر دو چادریں ڈلی ہوئی تھیں۔ عبداللہ کے ہاتھ میں زخم تھا اور ان کا ہاتھ ان کے اُوپر رکھا ہوا تھا اس ہاتھ کو ان کے زخم کے اُوپر سے ہٹایا گیا تو خون بہہ پڑا۔ لہٰذا ہاتھ کو واپس اس کی جگہ رکھا گیا تو خون رُک گیا۔

حضرت جابر فرماتے ہیں میں نے اپنے والد کو ان کی قبر کے گڑھے میں دیکھا، ایسے لگ رہے تھے جیسے کہ وہ نیند کر رہے ہیں۔ جابر سے پوچھا گیا، آپ کا کیا خیال ہے آپ نے ان کو کفن دیا تھا؟ حضرت جابر نے جواب دیا کہ بات یہی ہے کہ وہ ایک چادر میں دفن کئے گئے تھے۔ اسی کے ساتھ ان کا چہرہ ڈھک دیا گیا تھا اور ان کے پیروں پر حرمل کے پودے یا گھانس ڈلی ہوئی تھی۔ ہم نے ان کو کفن والی چادر کو ایسا پایا جیسی وہ تھی اور حرمل گھانس وغیرہ ان کے پیروں پر ویسی ہی پڑی تھی، حالانکہ ان کے دفن کے اور آج معائنے کے درمیان چھیالیس سال کا زمانہ گزر چکا تھا۔ حضرت جابر نے اپنے ساتھیوں سے مشورہ کیا کہ ان کو کستوری کی خوشبو لگا دی جائے؟ مگر اصحاب رسول نے ایسا کرنے سے منع کر دیا۔

اور کہا جاتا ہے کہ حضرت معاویہ نے جب یہ ارادہ کیا کہ کظامہ جاری کئے جائیں مدینے میں پانی کی ضرورت کو پورا کرنے کے لئے (کظامہ کہتے ہیں ایسے کنوئیں جو ایک دوسرے سے متصل کھودے جاتے تھے اور زمین کے اندر سے کھود کر ایک دوسرے سے ملا دیئے جاتے تھے، سب کا پانی آخری کنوئیں میں جمع ہو جاتا پھر یہ باہر نکل کر زمین کے اُوپر آ جاتا اور بہتا رہتا تھا۔ یہ آبپاشی کا فطری نظام حضرت معاویہ نے جاری فرمایا تھا)۔

لہٰذا مدینے میں اس کا اعلان کیا گیا تھا کہ اُحد میں جس کسی کے عزیز شہید دفن ہوں وہ آ کر موجود رہیں تاکہ ان کی موجودگی میں کھودائی کی جاسکے اگر کسی کے عزیز شہید کا جسد عنصری ظاہر ہو جائے تو وہ خود اس کی تدفین دوبارہ کر سکے۔ اس اعلان کے بعد لوگ اپنے اپنے مقتولین اور شہداء کی طرف گئے۔ انہوں نے ان کو صحیح وسالم الجسم پایا۔ جن کے جسم آسانی سے مُڑ رہے تھے ان شہداء میں سے کسی ایک کے پیر کو کھدائی کے دوران بیلچہ وغیرہ لگ جانے سے خون رواں ہو گیا تھا۔

حضرت ابوسعید خدری نے کہا کہ اس واقعہ کا مشاہدہ کرنے کے بعد کوئی منکر انکار نہیں کر سکتا تھا چنانچہ عبداللہ بن عمرو اور عمرو بن جموح ایک ہی قبر میں پائے گئے تھے۔ لہٰذا ان کی کروٹ پھیر دی گئی یا الگ الگ کر دیئے گئے۔

(مصنف فرماتے ہیں) ایسا اس لئے کیا گیا تھا کہ پانی اس چشمے یا کھدنے والی وہ نہر ان دونوں شہیدوں کی قبر کے اُوپر گزرتا تھا اور خارجہ بن زید بن ابوزہیر اور سعد بن ربیع دونوں ایک ہی قبر میں پائے گئے تھے لہٰذا اپنی حالت پر ہی چھوڑ دیئے گئے۔ اور البتہ تحقیق کھدائی کرنے والے مٹی کھود رہے تھے کہ انہوں نے مٹی کے تودہ یا چھوٹے ٹیلے کو کھودا تو ان لوگوں کے سامنے کستوری کی خوشبو مہک اُٹھی تھی۔

(المغازی للواقدی ۱/ ۲۶۶۔۲۶۸)

(مصنف فرماتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں اسی طرح ہے اہل مغازی کی روایت میں کہ یہی کیفیت خوشبو کی ہوئی تھی جب دیکھا تھا کہ عمرو بن جموح ایک ہی خبر میں دونوں تھے وقت مذکورہ تک اس میں۔

(۲۱) تحقیق ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابوعمرو مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یوسف نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سدد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی بشر بن مفضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین المعلم نے عطاء سے، اس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں جب جنگ اُحد کا وقت آن پہنچا تو رات کے وقت میرے والد نے مجھے بلایا، انہوں نے کہا میں یہ دیکھتا ہوں (یعنی یہ سمجھتا ہوں) میں قتل ہو جاؤں ان اصحاب رسول کے ساتھ جو شروع میں قتل ہو جائیں گے۔ میں نے کوئی انسان ایسا نہیں چھوڑا اپنے بعد جو تم سے زیادہ مجھے عزیز ہو سوائے رسول اللہ کے۔ یاد رکھو میرے اُوپر قرض ہے اس کو ادا کرنا اور وصیت قبول اپنی بہنوں کے ساتھ بہتر سلوک کرنا۔

جب صبح ہوئی تو میرے والد پہلے مقتول شہید تھے جو اُحد میں شہید کئے گئے ۔ میں نے ان کو دفن کیا مگر ایک اور مقتول کے ساتھ ایک ہی قبر میں پھر میرا دل خوش نہیں ہوا کہ میں ان کو کسی اور کے ساتھ چھوڑ دوں لہٰذا میں نے چھ ماہ کے بعد ان کو نکال لیا۔ کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اسی دن کی طرح ہیں جیسے میں نے ان کو رکھا تھا، اسی جگہ پر سوائے ان کے ایک کان کے کہ وہ نہیں تھا۔ سبحان اللہ یہ اللہ رب العزت کی طرف سے اعزاز ہے اور تکریم اور شرف شہداء کے اجساد عنصری کے ساتھ۔

فزادهم الله شرفًا و تكريمًا اللّٰهم اغفرلنا و نجنا بفضل شرفهم و تكريمهم ۔ (مترجمہ)

اس کو اسی طرح نقل کیا ہے صحیح میں ۔ (بخاری ۔ کتاب الجنائز ۔ حدیث ۱۳۵۱ ۔ فتح الباری ۳/۲۱۴)

ایک اور روایت میں ابن ابونجیح میں مروی ہے عطاء سے، اس نے جابر سے کہ میرا نفس مطمئن نہیں ہوا تو میں نے اس کو نکالا اور اسے علیحدہ دفن کر دیا۔ اور ہم نے اس روایت کو کتاب السنن سے نقل کیا ہے ۔ (سنن الکبریٰ ۴/۵۷ ۔ ۵۸)

(۲۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبید بن شریک نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن بکیر نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی عمرو بن بسطامی نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے ، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی قتیبہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے لیث بن سعد نے ابن شہاب سے ، اس نے عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے ، اس نے جابر سے اور حدیث ابن بکیر میں ہے کہ جابر بن عبداللہ نے اس کو خبر دی ہے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جمع کر رہے تھے دو دو آدمیوں میں مقتولین اُحد میں سے ایک ایک کپڑے میں ۔ پھر فرماتے تھے کہ ان دونوں میں سے کس نے زیادہ قرآن حاصل کیا ہے ۔ جب کسی کے بارے میں حضور ﷺ کو بتایا کہ فلاں کو زیادہ قرآن یاد ہے اس کو لحد میں پہلے اُتارتے تھے اور آپ نے فرمایا تھا میں ان پر قیامت کے دن گواہی دوں گا ۔ اور آپ ان کو ان کے خون سمیت دفن کرنے کا حکم دیتے تھے اور نہ تو ان پر نماز جنازہ پڑھی گئی اور نہ ہی ان کو غسل دیا گیا ۔ دونوں روایتوں کے الفاظ برابر ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ سے ۔ (کتاب المغازی ۔ فتح الباری ۷/۳۷۴ ۔ ۳/۳۰۹)

(۲۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن حلیم بن محمد حلیم بن ابراہیم بن میمون صائغ نے مرو میں ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالموجہ نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبدان نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی لیث بن سعد نے ، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابن شہاب نے عبدالرحمن بن کعب بن مالک سے اس نے حضرت جابر بن عبداللہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ .... ابن شہاب نے اس کو مذکور کی مثل ذکر کیا ہے مگر یہ کہ انہوں نے کہا کہ نہ ان پر نماز پڑھی گئی اور نہ ہی ان کو غسل دیا گیا (یہ بات اس روایت میں نہیں ہے)۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدان سے ۔ (کتاب الجنائز ۔ فتح الباری ۳/۲۱۷)

(۲۴) ہمیں خبر دی ابوعلی رودباری نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قعنبی نے یہ کہ سلیمان بن مغیرہ نے ان کو حدیث بیان کی ہے حمید بن ہلال سے ، اس نے ہشام بن عامر سے ، وہ کہتے ہیں کہ انصار آئے تھے اُحد والے دن رسول اللہ ﷺ کے پاس ۔ انہوں نے کہا ہمیں شدید زخم پہنچے ہیں اور سخت مشقت بھی آپ ہمیں کیا حکم فرمائیں گے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ قبریں کھودو اور کشادہ کرو اور دو دو تین تین آدمی ایک ایک قبر میں رکھ دو۔ انہوں نے پوچھا کہ پہلے کس کو رکھیں، آپ نے فرمایا، اکثر قرآنا، جس کو قرآن زیادہ آتا ہو۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے والد اسی دن شہید ہوئے تھے یعنی عامر۔ لہٰذا دو آدمیوں کے درمیان پہلے رکھے گئے یا ایک ساتھ پہلے رکھے گئے۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجنائز۔ الحدیث ۳۲۱۵ ص ۳/۲۱۴)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ قبر واحد میں متعدد کا دفن کرنا قلت جگہ نہیں بلکہ کھودنے والوں کا زخمی ہونا اور شدید تکلیف تھا۔

(۲۵) ابوداؤد کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوصالح نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابواسحاق فزاری نے ثوری سے، اس نے ایوب سے، اس نے حمید بن ہلال سے اس کی اسناد کے ساتھ اور اسی کے مفہوم کے ساتھ مگر اس نے یہ الفاظ اضافہ کیے ہیں وَاعْمِقُوا کہ قبروں کو گہرا کرو۔ (ابوداؤد ۳/۲۱۴۔ حدیث ۳۲۱۶)

وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جریر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حمید بن ہلال نے سعید بن ہشام بن عامر سے یہی حدیث۔ (ابوداؤد۔ حدیث ۳۲۱۷ ج ۳/۲۱۴)

(۲۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن ملاعب نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے ایوب سے، اس نے حمید بن ہلال سے، اس نے سعد بن ہشام بن عامر سے، اس نے ان کے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی بارگاہ میں شکایت کی تھی اُحد والے دن شدید زخموں کی اور یہ کہ قبریں کھودنا ہم پر سخت شکل ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، قبریں کھودو اور گہری کرو اور آگے اس کو رکھو جس کو قرآن زیادہ یاد ہو۔

وہ کہتے ہیں کہ لہٰذا میرے والد دو آدمیوں کے بین پہلے رکھے گئے۔ (ترمذی کتاب الجہاد۔ حدیث ۱۷۱۳ ج ۴/۲۱۳)

(۲۷) ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابوخلیفہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالولید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے محمد بن منکدر سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ اُحد میں جب میرے والد شہید کر دیئے گئے تو میں رونے لگا میں بار بار ان کے چہرے سے کپڑا ہٹاتا تھا اور مجھے اصحاب رسول منع کر رہے تھے جبکہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے منع نہیں کیا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اس کو نہ روؤ لا تبیکیه یا ما تبکیه کا لفظ کہا ہمیشہ فرشتے اس پر سایہ کیے رہے اپنے پروں کے ساتھ حتیٰ کہ اس کو وہ اُوپر اُٹھا کر لے گئے ہیں۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۸۰۔ فتح الباری ۷/۳۷۴)

(۲۸) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں خبر دی احمد بن عبد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعبہ نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اُسی کی مثل۔ سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا ہے کہ میری پھوپھی رو پڑی تھی تو حضور نے اس کو فرمایا تھا لَا تَبکِیهِ۔ اس کو مت رو یا یوں کہا تھا لَمْ تَبْکِیهِ اس کو نہ روؤ، بے شک فرشتوں نے اس کو اپنے پروں کے ساتھ سایہ کیا تھا حتیٰ کہ انہوں نے اس کو اُٹھا لیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالولید سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۸۰۔ فتح الباری ۷/۳۷۴)

اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے شعبہ سے۔ (کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۳۰ ص ۱۹۱۸)

(۲۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے فیض بن وثیق بصری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبادہ انصاری نے، ان کو حدیث بیان کی ہے ابن شہاب زیدی نے عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا حضرت جابر سے، اے جابر کیا میں تجھے بشارت نہ دوں؟ جابر نے عرض کی جی ہاں

اللہ تعالیٰ آپ کو خیر کی بشارت دے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اچھی طرح سمجھ لیجئے کہ اللہ نے آپ کے والد کو زندہ کر دیا ہے اور اللہ نے فرمایا ہے کہ میرے بندے مجھ سے غنیٰ اور آرزو کیجئے آپ جو کچھ چاہیں گے میں آپ کو عطا کروں گا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۴)

اس نے کہا، اے میرے رب میں نے تیری عبادت کا حق ادا نہیں کیا میں یہ تمنیٰ کرتا ہوں آپ کے اُوپر کہ آپ مجھے دنیا میں واپس لوٹا دیجئے تاکہ میں آپ کے نبی کے ساتھ مل کر جہاد کروں اور تیرے نام پر ایک اور بار قتل کیا جاؤں۔ اللہ نے فرمایا، بے شک شان یہ ہے کہ میری طرف سے پہلے ہی یہ فیصلہ کر دیا گیا ہے کہ وہ دنیا کی طرف واپس نہیں بھیجا جائے گا۔

یہ حدیث واضح دلیل ہے کہ شہداء کی حیات دنیوی نہیں بلکہ جنت والی ہے جس کے مل جانے کے بعد نہ دوبارہ حیات دنیوی ملنا ممکن ہے نہ ہی دنیا میں واپسی ممکن ہے۔ کیونکہ اس کے لئے ایک اور موت سے گزرنا پڑے گا۔ اس لئے فیصلہ ہو چکا ہے کہ واپسی نہیں ہوگی۔

(۳۰) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن ابوالمعروف اسفرائنی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسہل بشر بن احمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حسین بن نصر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن مدینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن ابراہیم بن بشیر بن الفاکیہ انصاری نے کہ اس نے سنا طلحہ بن خراس بن صمہ انصاری سلمی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میری طرف رسول اللہ ﷺ نے دیکھا اور فرمایا کہ کیا بات ہے میں آپ کو پریشان دیکھ رہا ہوں؟

میں نے کہا یارسول اللہ! میرا باپ مارا گیا ہے اور قرض اور قبر چھوڑ گیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خبردار میں تمہیں خبر دیتا ہوں کہ اللہ نے کبھی بھی کسی کے ساتھ کلام نہیں کیا مگر پردہ کے پیچھے اور اللہ نے تیرے باپ کے ساتھ کلام کیا ہے بغیر حجاب کے اور فرمایا ہے، اے میرے بندے! مجھ سے مانگ میں تجھے عطا کروں گا۔ اس نے کہا ہے کہ میں تجھ سے سوال کرتا ہوں کہ مجھے آپ دنیا میں واپس لوٹا دیجئے تاکہ میں دوسری بار تیرے لئے قتل کیا جاؤں۔

اللہ نے فرمایا کہ بے شک شان یہ ہے کہ میری طرف سے پہلے ہی یہ بات طے ہو چکی ہے کہ یہاں آجانے والے دنیا کی طرف واپس نہیں لوٹائے جائیں۔ اس نے (تیرے والد نے) عرض کی کہ اے میرے رب! پھر میرے پس ماندگان کو میری حالت کی خبر پہنچا دیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، پس اللہ نے یہ آیت نازل کی ہے :

ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللّٰہ امواتا۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۶۹)

بالکل ان لوگوں کو مردہ (عام مردوں جیسا) گمان نہ کرو جو اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں۔ (حضور ﷺ نے پوری آیت ختم کروائی)

یہ آیت سابقہ حدیث میں بھی ہے اور تفصیل بھی۔

(۳۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن محمد بن علی بن زیاد نے احمد بن ابراہیم کے بیٹے یعنی ان کے نواسے سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومروان عثمانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن سعد نے اپنے والد سے، انہوں نے ان کے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس کھانا لایا اور وہ رونے بیٹھ گئے۔ فرمایا کہ مصعب بن عمیر شہید ہو گئے حالانکہ مجھ سے بہتر تھے، ان کے لئے صرف ایک چادر مل سکی تھی جس میں وہ کفن دیئے گئے اور حضرت حمزہ شہید کئے گئے وہ بھی مجھ سے بہتر تھے ان کے لئے بھی صرف ایک چادر مل سکی جس میں وہ کفن دیئے گئے (حمزہ کا نام لیا تھا یا کسی اور آدمی کا ابراہیم کو اس بارے میں شک ہو گیا ہے جبکہ ہم لوگوں کے لئے رزق کی اتنی فراوانی ہے)۔ مجھے گمان ہوتا ہے کہ ایسا تو نہیں ہے کہ کہیں ہمارے لئے (آخرت کے بجائے) ہماری دنیوی زندگی میں ہی جلدی کر لی گئی ہے یعنی ایسا تو نہیں کہ آخرت کا اجر صرف دنیا میں ہمیں دے کر فارغ کیا جا رہا ہو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن محمد مکی سے، اس نے ابراہیم سے۔

(کتاب الجنائز۔ حدیث ۱۲۷۴۔ فتح الباری ۳/۱۴۰۔۱۴۱۔۱۴۲)

(۳۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی المقری اسفرائنی نے اسفرائن میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے حسن بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو بن کثیر عبدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی سفیان بن بن سعید نے اعمش سے، اس نے ابووائل سے اس نے جناب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے ہجرت کی تھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ہم اس سے اللہ کی رضا چاہتے تھے۔ لہٰذا ہمارا اجر کے ہاں ثبت ہوگیا۔ اس کے بعد کچھ لوگ ہم میں سے وہ ہیں جو دنیا سے چلے گئے۔ انہوں نے اپنے اپنے اجر میں سے کچھ نہیں پایا، ان میں سے ایک مصعب بن عمیر تھے جو اُحد میں شہید کر دیئے گئے۔ ان کے لئے کوئی کپڑا نہیں تھا سوائے ایک دھاری چادر کے۔ جب ہم ان کا سر ڈھانکتے تھے تو پیر ظاہر ہو جاتے تھے اور جب ہم ان کے پیر ڈھانکتے تو سر ننگا ہو جاتا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کا سر ڈھانک دو اور اس کے پیروں پر اذخر گھانس ڈال کر چھپا دو۔ اور کچھ لوگ آج ہم میں سے وہ ہیں کہ ان کے لئے اس ہجرت کا پھل پک چکا ہے اور وہ اس کا پھل توڑ رہے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن کثیر سے۔ (کتاب الرقائق۔ فتح الباری ۱۱/۲۴۵)

اور بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے کئی طرق سے اعمش سے۔

(بخاری۔ کتاب الجنائز۔ حدیث ۱۲۷۶۔ فتح الباری ۲/۱۴۲۔ وفی کتاب الرقائق۔ فتح الباری ۱۱/۲۷۳۔ مسلم کتاب الجنائز۔ حدیث ۴۴ ص ۶۴۹)

رسول اللہ کا میّت پر نوحہ کرنے سے منع کرنا .... (۳۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو حدیث بیان کی میرے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے، ان کو الاسود نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ اُحد سے واپسی پر مدینے کی گلیوں میں داخل ہوئے تو انہوں نے گھروں میں نوحے اور رونے کی آوازیں سُنیں۔ آپ نے پوچھا یہ کیا ہو رہا ہے؟ بتلایا گیا کہ یہ انصار کی عورتیں ہیں جو اپنے اپنے مقتولین کو رو رہی ہیں لیکن مدینے میں آج حمزہ کو کوئی رونے والا نہیں ہے۔

حضور کے یہ الفاظ حضرت سعد بن معاذ نے سُن لئے اور سعد بن عبادہ کے بعد معاذ بن جبل نے اور عبداللہ بن رواحہ نے۔ لہٰذا وہ اپنے گھروں میں گئے تمام رونے والیاں اور نوحہ کرنے والیاں جمع ہوگئیں جو مدینے میں تھیں۔ ان لوگوں نے ان سے کہا تم لوگ انصار کے کسی مقتول کو نہ رووَ حتیٰ کہ چچائے رسول حمزہ کو پہلے رووَ کیونکہ حضور نے یہ بات ذکر کی کہ اس کو کوئی رونے والا نہیں، یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی رضا چاہتے تھے اور انہوں نے گمان کیا ہے کہ وہ شخص جو رونے والیوں کو لایا وہ عبداللہ بن رواحہ تھے۔ حضور نے جب رونے کی آواز سُنی تو پوچھا کہ یہ کیا ہو رہا ہے؟ حضور ﷺ کو وہ بات بتائی گئی جو انصار نے اپنی عورتوں سے کہی تھی، حضور ﷺ نے ان کے لئے استغفار کیا اور ان کے بارے میں معروف بات کہی اور حضور راضی ہوئے ہر اس شخص سے جس نے رسول اللہ ﷺ کو راضی کرنے کے لئے کہا تھا اور فرمایا کہ میں نے اس چیز کا ارادہ نہیں کیا تھا اور میں رونے کو پسند بھی نہیں کرتا ہوں اور آپ نے اس عمل سے منع فرما دیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۸)

(۳۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، انہوں نے اپنے شیوخ سے جن سے قصۂ اُحد مروی ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ لوٹے مدینہ کی طرف واپسی پر اُحد سے۔ اُحد سے حضور کو حمنہ بنت جحش ملی لوگوں نے اس خاتون کو اس کے بھائی عبداللہ بن جحش کی موت کی خبر سُنائی تو اس عورت نے انا للہ وانا الیہ راجعون پڑھا اور اس کے لئے استغفار کیا۔ اس کے بعد اس کے ماموں حمزہ بن عبدالمطلب کی موت کی خبر اس کو سُنائی گئی تو اس نے پھر انا للہ الخ پڑھا اور اس کے لئے استغفار کیا۔ اس کے بعد اس کو اس کے شوہر مصعب بن عمیر کی موت کی خبر سُنائی گئی تو اس نے چیخ ماری اور جذبات سے بے قابو ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک عورت کا شوہر اس کے لئے ایک خاص مقام رکھتا ہے۔ جب انہوں نے اس کا حشر دیکھا اس کے بھائی اور ماموں کے لئے اور چیخ مارنا اپنے شوہر پر۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۴۱۔۴۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۶۔۴۷۔ ابن ماجہ۔ حدیث ۱۵۹۰)

اس کے بعد وہ حضور ﷺ کا گزر ہوا کچھ گھروں کے پاس انصار کے گھروں میں سے بنو عبد اللہ شہل سے اور بنو ظفر سے۔ حضور ﷺ نے رونا سنا اور نوحہ کرنے والیاں اپنے اپنے مقتولین پر۔ لہٰذا حضور ﷺ کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے اور آپ رو پڑے۔ پھر فرمانے لگے لیکن حمزہ کو تو کوئی رونے والی بھی نہیں ہے۔ سعد بن معاذ اور اسید بن جعفر دار بنی عبد اللہ شہل کی طرف واپس لوٹے تو ان کا رونا سُنا حضرت حمزہ پر حضور ﷺ ان کی طرف باہر آئے اور وہ خواتین حضور کی مسجد کے دروازے پر حمزہ پر رو رہی تھیں۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا کہ تم عورتیں واپس چلی جاؤ۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے گا تم عورتوں نے اپنے دل سے غمخواری کی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴۲/۳۔ البدایۃ والنہایۃ ۴۷/۴)

(۳۵) اسی مذکورہ اسناد کے ساتھ مروی ہے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے عبد الواحد بن ابو عوف نے، اس نے اسماعیل بن محمد بن سعد بن ابو وقاص سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت تھی انصار میں سے بنو دینار سے۔ اس کا شوہر شہید ہو گیا تھا اور اس کا بھائی بھی۔ اُحد کے جب لوگوں نے اس کو ان کی موت کی خبر دی تو اس نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ کا کیا حال ہے؟ اس کو بتایا گیا کہ اے اُم فلاں! حضور ﷺ خیریت سے ہیں، وہ کہنے لگی کہ مجھے دکھاؤ کہ میں خود حضور ﷺ کو اپنی آنکھوں سے دیکھ لوں دور سے۔ اس کو اشارہ کر کے بتایا گیا کہ وہ رہے حضور ﷺ۔ جب خاتون نے حضور ﷺ کو دیکھ لیا تو کہنے لگی، اے میرے آقا! آپ کے بعد ہر مصیبت سہنا آسان ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴۲/۳۔۴۳۔ تاریخ ابن کثیر ۴۷/۴)

باب ۴۷

اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے ان کو ہرگز مُردہ نہ کہو، وہ اپنے ربّ کے پاس زندہ ہیں وہیں رزق کھاتے ہیں۔

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۔ فَرِحِيْنَ بِمَا اٰتٰهُمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَيَسْتَبْشِرُوْنَ بِالَّذِيْنَ لَمْ يَلْحَقُوْا بِهِمْ مِّنْ خَلْفِهِمْ اَلَّا خَوْفٌ عَلَيْهِمْ وَلَا هُمْ يَحْزَنُوْنَ يَسْتَبْشِرُوْنَ بِنِعْمَةٍ مِّنَ اللّٰهِ وَفَضْلٍ وَاَنَّ اللّٰهَ لَا يُضِيْعُ اَجْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۶۹)

(مفہوم) جو لوگ اللہ کی راہ میں مارے گئے ہیں ان کو ہرگز مُردے نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں۔ وہ اپنے رب کے ہاں رزق دیئے جاتے ہیں۔ اللہ نے انہیں جو اپنا فضل عطا کیا ہے وہ اس کے ساتھ نازاں و فرحان ہیں اور جو لوگ تا حال ان کے پیچھے پہنچ کر تا حال ان سے نہیں ملے ان کے بارے میں خوشی محسوس کرتے ہیں (کہ یہاں پہنچ کر ان کو بھی یہی اعزاز و اکرام حاصل ہوگا)۔ بایں سبب کہ ان پر بھی نہ کوئی خوف ہوگا نہ ہی کوئی غم ہوگا۔ اللہ کی طرف سے حاصل ہونے والے فضل اور انعام پر خوش ہوتے ہیں۔ یہ کہ اللہ تعالیٰ مؤمنوں کا اجر و ثواب ضائع نہیں کرتے۔

نیز شہداءِ اُحد کی فضیلت اور ان کی قبروں کی زیارت سے متعلق احادیث کا تذکرہ نیز یہ کہ شہداء کی جنت والی زندگی ہے وہ دنیا والی زندگی مانگتے بھی ہیں تو نہیں ملتی۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حاجب بن احمد طوسی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن حماد ابیوردی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابومعاویہ نے اعمش سے، اس نے عبداللہ بن مرہ سے، اس نے مسروق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے اس آیت کے بارے میں پوچھا تھا:

وَلَا تَحْسَبَنَّ الَّذِيْنَ قُتِلُوْا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ اَمْوَاتًا بَلْ اَحْيَآءٌ عِنْدَ رَبِّهِمْ يُرْزَقُوْنَ ۔

وہ لوگ جو اللہ کی راہ میں قتل کر دیئے گئے ان کو مردہ نہ کہو بلکہ وہ زندہ ہیں اپنے رب کے پاس۔ رزق دیئے جاتے ہیں۔

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے حضرت مسروق اور ان کے رفقاء کے سوال کا مطلب یہ تھا کہ ہمیں شہداء کی زندگی کے بارے میں وضاحت سے سمجھائیں، ان کے زندہ ہونے کی کیفیت ظاہراً نظر نہیں آتی، کیونکہ قتلوا بتا رہا ہے قتل کر دیئے ہیں اور مار دیئے ہیں۔ نیز یہ کہ ان کو کفن دیئے گئے، جنازے پڑھے گئے، قبروں میں دفن ہم نے اپنے ہاتھوں سے خود کئے۔ ان کے پیچھے ان کے ورثے تقسیم ہوئے، ان کی بیواؤں سے دوسرے نکاح بھی ہوئے۔ مگر ہمیں مُردہ کہنے سے منع کیا گیا ہے۔ بتائیں کیا یہ دنیا میں زندہ ہیں تو پھر یہ سب کچھ زندوں کے ساتھ کیوں کر جائز ہوا؟ اگر مُردہ ہیں تو ہمیں کہنے سے کیوں منع کیا گیا ہے؟ (ہمیں سمجھائیں؟)

حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا خبردار ہوشیار آگاہ رہو، تحقیق ہم لوگوں نے (اصحاب رسول نے) اس آیت یا اس زندگی کے بارے میں پوچھا تھا رسول اللہ ﷺ سے تو آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ ان شہداء کی روحیں سبز پرندوں کی مثل ہوتی ہیں، وہ چلتی پھرتی ہیں سیر کرتی رہتی ہیں جس جگہ میں چاہتی ہیں (جنت میں)۔

(مسلم شریف میں ہے اَرْوَاحُهُمْ فِيْ جَوْفِ طَيْرٍ خُضْرٍ کہ ان کی روحیں سبز پرندوں کے پیٹ میں ہوتی ہیں)۔

اس کے بعد وہ عرش بریں کے ساتھ لٹکی ہوئی قندیلوں اور شمع دانوں کی طرح جگہ حاصل کرتی ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ اپنی اسی حالت میں مگن ہوتی ہیں کہ یکایک ان پر تیرا رب جلوہ افروز ہو کر ارشاد فرماتا ہے، تم لوگ (اے شہداء کی ارواح) جو چاہو مجھ سے مانگو۔ روحیں کہتی ہیں، اے ہمارے مالک! ہم آپ سے کیا مانگیں؟ آپ نے ہمارے اُوپر اتنا بڑا انعام کر دیا ہے کہ) ہم جنت میں جہاں چاہیں سیر کرتی پھرتی ہیں اور جنت کے تمام پھلوں اور نعمتوں سے لطف اندوز ہوتی ہیں۔

روحیں جب دیکھتی ہیں کہ ان سے اصرار کر کے پوچھا جا رہا ہے تو وہ کہتی ہیں، ہم آپ سے صرف ایک سوال کرتی ہیں: کہ

اَنْ تَرُدَّ اَرْوَاحَنَا فِيْ اَجْسَادِنَا فِي الدُّنْيَا نُقْتَلَ فِيْ سَبِيْلِكَ ۔

کہ آپ ہم ارواح کو ہمارے ان جسموں کے اندر واپس لوٹا دیں جو دنیا میں موجود ہیں۔ ہم تیری راہ میں پھر مارے جائیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ جب دیکھا جاتا ہے کہ وہ اور کوئی سوال نہیں کرتے سوائے اسی خواہش کے تو پھر وہ اسی حالت پر چھوڑ دیئے جاتے ہیں۔ (مسلم کتاب الامارۃ۔ باب ان ارواح الشہداء فی الجنۃ وانہم احیاء عند ربہم یرزقون ص ۱۵۰۲)

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن یحییٰ سے، اس نے معاویہ سے۔

شہداءِ اُحد کی ارواح کی خواہش پوری کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے یہ حقیقت آشکارہ فرمائی کہ وہ جنت میں زندہ ہیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن عیسیٰ جیری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مسد بن قطن نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن یزید فارسی نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو عبداللہ بن ادریس نے محمد بن اسحاق سے، اس نے اسماعیل سے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے عباس سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے، آپ نے فرمایا جب تمہارے بھائی اُحد میں شہید کر دیئے گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کی رُوح کو سبز پرندوں کے پیٹ میں کر دیا وہ جنت کی نہروں پر آتی ہیں اور جنت کے پھل کھاتی ہیں اور وہ سایہ عرش میں معلق سونے کی قندیلوں میں جگہ پکڑتی ہیں۔

جب شہدائے اُحد کی ارواح نے اپنے کھانے پینے اور آرام کرنے کے پاکیزہ ٹھکانے پالئے تو وہ کہنے لگیں دنیا میں پیچھے رہ جانے والے ہمارے بھائیوں کو یہ خبر پہنچایئے گا ہمارے بارے میں کہ ہم جنت میں زندہ ہیں اور ہمیں رزق دیا جاتا ہے، یہ اطلاع ان کو پہنچ جائے تا کہ وہ جنگ کے وقت بزدلی نہ کریں اور جہاد میں بے رغبتی نہ کریں، تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا، تمہارے دنیا میں رہنے والے بھائیوں کو تمہاری طرف سے میں یہ اطلاع پہنچا دوں گا کہ تم لوگ جنت والی زندگی کے ساتھ جنت میں زندہ ہو۔ پس اللہ تعالیٰ نے قرآن میں یہ اطلاع نازل فرمائی تا کہ سارے مسلمان اس غیر مرئی حقیقت سے مطلع ہو جائیں:

وَلَا تَحۡسَبَنَّ الَّذِيۡنَ قُتِلُوۡا فِىۡ سَبِيۡلِ اللّٰهِ اَمۡوَاتًا ؕ بَلۡ اَحۡيَآءٌ عِنۡدَ رَبِّهِمۡ يُرۡزَقُوۡنَ ۔

تم لوگ (اے دنیا میں رہنے والے انسانو) ان لوگوں کو مُردہ نہ کہو جو اللہ کی راہ میں مارے گئے دنیا میں، بلکہ وہ اپنے رب کے ہاں جنت میں اعلیٰ ارفع حیات کے ساتھ زندہ ہیں انہیں جنت کے پھلوں کا رزق ملتا ہے۔ (ابوداؤد کتاب الجہاد۔ باب فضل الشہادۃ۔ حدیث ۲۵۲۰ ج ۳/۱۵)

ابوعبداللہ کی روایت میں (فی الکتاب) کے الفاظ نہیں ہیں صرف فانزل اللہ ہے۔

حضور ﷺ کا شہدائے اُحد کے ساتھ شہید ہونے کی دلی خواہش ظاہر کرنا

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے، ان کو عبدالرحمن بن جابر بن عبداللہ نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے، آپ فرمارہے تھے جس وقت آپ نے اہل اُحد کا ذکر فرمایا تھا، خبردار آگاہ رہو کہ میں دل سے یہ بات چاہتا ہوں کہ میں شہداءِ اُحد کے ساتھ اُحد کے دامن میں شہید کر دیا جاتا۔ فرمارہے تھے میں قتل کر دیا جاتا۔

اس حدیث کے راوی عاصم فرماتے تھے لیکن میں اللہ کی قسم مجھے یہ بات خوش نہیں کرتی کہ حضور ﷺ ان کے ساتھ وہاں شہید کر دیئے جاتے۔ (مسند احمد ۳/۳۷۵۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۴)

حضور ﷺ نے شہداءِ اُحد کو اپنے اصحاب اور اپنے بھائی کا نام دیا

(۴) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن صالح شیرازی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حمیدی نے، ان کو محمد بن معن غفاری نے، ان کو داؤد بن خالد بن دینار نے،

وہ کہتے ہیں کہ ایک دن میں بنو تمیم کے ایک نوجوان کے ساتھ جس کا نام یوسف یا ابو یوسف تھا میں ربیعہ کے پاس گیا (یعنی ربیعہ بن ابوعبدالرحمن کے پاس)۔ یوسف نے ربیعہ سے کہا کہ ہم لوگ آپ سے ایک حدیث سُنتے ہیں جو آپ کے سوا ہم نے کسی اور سے نہیں سنی۔ ربیعہ نے اس سے کہا آگاہ ہو کہ میرے پاس حدیثیں کثیر ہیں لیکن میں نے ابن ہدیر سے سُنا تھا وہ طلحہ بن عبیداللہ سے صحبت رکھتے تھے۔ کہنے لگے کہ میں نے سُنا کہ طلحہ بن عبیداللہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے کوئی حدیث بیان کرتے ہوں سوائے ایک حدیث کے۔

کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ وہ کونسی حدیث ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے روانہ ہوئے تھے شہداء اُحد کی قبور پر جانے کا ارادہ رکھتے تھے حتیٰ کہ جب ہم لوگ حرہ کے یعنی پتھریلی زمین کے ٹیلہ پر چڑھے، مقام بیداء میں تو وادی کے موڑ میں چند قبریں تھیں، ہم نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ یہ ہم لوگوں کے بھائیوں کی قبریں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا، یہ ہمارے اصحاب کی قبریں ہیں۔ جب ہم لوگ شہداء کی قبور کے پاس آ گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، یہ ہمارے بھائیوں کی قبریں ہیں۔ (ابوداؤد۔ کتاب المناسک۔ حدیث ۲۰۴۳ ج ۲/۲۱۸)

ربیعہ سے مراد ابن عبدالرحمن ہے اور ابن ہدیہ سے مراد ربیعہ بن عبداللہ بن ہدیہ ہیں۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو عبدالکریم بن ہشم نے، ان کو محمد بن عیسیٰ بن صالح نے، ان کو ابن فران نے موسیٰ بن یعقوب سے، اس نے عباد بن ابوصالح سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شہداء کی قبر پر تشریف لاتے تھے۔ جب وادی کے کنارے پر آتے تو یوں دعائیہ سلام کہتے :

السلام عليكم بما صبرتم فنعم عقبى الدار ـ

تم لوگوں پر سلامتیاں ہوں بوجہ اس کے جو تم نے صبر کیا تھا۔ لہٰذا دار آخرت والا گھر سب سے بہتر ہے۔

پھر حضرت ابوبکر صدیق ﷺ نبی کریم ﷺ کی وفات کے بعد ایسے ہی کرتے تھے اور ابوبکر صدیق کی وفات کے بعد حضرت عمر فاروق ﷺ ایسے ہی کرتے تھے اور حضرت عمر کی وفات کے بعد حضرت عثمان غنی ﷺ ایسے ہی کرتے تھے۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۴۵)

حضور ﷺ نے شہداء کی نماز جنازہ غائبانہ پڑھا کر واضح فرمادیا کہ دنیا میں ان پر جنت کے احکامات جاری ہو گئے کہ وہ جنت میں زندہ ہیں

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابونصر فقیہ نے، ان کو مسیّب بن زہیر بن نصر نے، ان کو عاصم بن علی بن عاصم نے، ان کو لیث بن سعد نے، ان کو یزید ابوحبیب نے، ان کو ابوالخیر نے عقبہ بن عامر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن گھر سے باہر نکلے، آپ نے اہل اُحد پر نماز پڑھائی لحد میں بالکل ایسے جیسے میت پر آپ نماز پڑھاتے تھے۔

اس کے بعد آپ منبر پر پھر آئے اور فرمایا کہ میں تمہارے لئے پیش رو ہوں اور میں تمہارے اُوپر گواہ ہوں، اور اللہ کی قسم بے شک میں اس وقت اللہ کی قسم اپنے حوض کی طرف دیکھ رہا ہوں اور بے شک میں زمین کے خزانوں کی چابیاں دیکھ رہا ہوں، یا آپ نے زمین کی چابیاں کہا تھا۔ اور بے شک میں اللہ کی قسم ہے تمہارے بارے میں یہ خوف وخطر تو محسوس نہیں کرتا کہ تم لوگ میرے بعد مشرک ہو جاؤ گے لیکن یہ تمہارے بارے میں خطرہ ہے کہ تم لوگ مال و دنیا کی رغبت اور میلان میں مقابلہ کرنے لگو گے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد سے، اس لیث سے۔ (کتاب الرقاق۔ حدیث ۶۵۹۰۔ فتح الباری ۱۱/۴۶۵)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر اسماعیل بن محمد بن اسماعیل فقیہ رائے نے، ان کو محمد بن مغیرہ سکری نے، ان کو عبدالرحمن بن علقمہ مروزی نے، ان کو عطاف بن خالد مخزومی نے، ان کو عبدالاعلیٰ نے بن عبداللہ بن ابوفروہ نے اپنے والد سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اُحد میں شہداء کی قبروں کی زیارت کی اور یوں دعا کی، اے اللہ! بے شک بندہ اور نبی شہادت دیتا ہے کہ یہ لوگ شہداء ہیں اور یہ بھی کہ جو شخص ان کی قبروں کی زیارت کرے گا یا ان پر سلام کہے گا قیامت تک وہ اس کو جواب دیں گے۔

عطاف نے کہا کہ میری خالہ نے مجھے حدیث بیان کی ہے کہ اس نے شہداء کی قبروں کی زیارت کی تھی۔ وہ کہتی ہیں کہ میرے ساتھ کوئی نہیں تھا دو غلاموں کے سوا جو سواری کے جانوروں کی حفاظت کر رہے تھے۔ میں نے شہدا پر سلام کیا، لہٰذا میں نے سلام کا جواب سُن لیا۔ اور ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگ تم لوگوں کو ایسے پہچانتے ہیں جیسے بعض تمہارا بعض کو پہچانتا ہے۔ وہ کہتی ہیں کہ میرے رُونگٹے کھڑے ہوگئے اور میں نے کہا، اے غلام! میری سواری میرے قریب لائیے، لہٰذا میں جلدی سے سوار ہوگئی۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن صفوان بردعی نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن ابوالدنیا نے، ان کو ابراہیم بن سعید نے، ان کو حکم بن نافع نے، ان کو عطاف بن خالد نے، ان کو میری خالہ نے، وہ کہتی ہیں کہ ایک دن میں سواری پر بیٹھ کر شہداء کی قبور پر گئی (وہ قبور پر ہمیشہ جاتی رہتی تھی)۔

وہ کہتی ہیں کہ میں حضرت حمزہ کی قبر پر اُتری میں دعا کرتی رہی اللہ نے جس قدر چاہا کہ میں دعا کروں۔ وادی میں اس وقت نہ کوئی آواز دینے والا تھا نہ ہی کوئی جواب دینے والا تھا سوائے ایک غلام کے جو میری سواری کو پکڑ کر کھڑا ہوا تھا۔ میں جب اپنی دعا سے فارغ ہوگئی میں نے اس طرح اپنے ہاتھ سے اسلام علیکم کہا اور میں نے اسی وقت جواب کو سُن لیا جو زمین کے نیچے سے نکل رہا تھا۔ میں اس کو ایسے پہچانتی ہوں جیسے یہ جانتی ہوں کہ اللہ نے مجھے پیدا کیا ہے اور جیسے میں رات کو پہچانتی ہوں دن کے مقابلے میں۔ اس سے میرا ہر ہر رُونگٹا کھڑا ہوگیا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴۵/۴)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد ابن بسطہ نے، ان کو حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہر سال شہداء کی قبروں کی زیارت کرتے تھے (مطلب ہے کہ ہر سال قبر پر تشریف لے جاتے تھے)۔ جب وادی میں داخل ہوتے تو آواز بلند کر کے یوں کہتے تھے دعا دیتے ہوئے :

السلام عليكم بما صبر تم فنعم عقبى الدار

تم پر سلامتی ہے بسبب اس کے جو تم نے صبر کیا تھا دار آخرت بہت بھلی ہے۔

اس کے بعد ابوبکر صدیق اپنے دور میں ایسے کرتے تھے۔ اس کے بعد عمر بن خطاب، اس کے بعد عثمان غنی ایسے کرتے تھے اور سیدہ فاطمہ بنت رسول بھی شہداء کی قبروں پر آتی تھی، کچھ دیر وہاں رہتی تھی اور دعا مانگتی تھیں ان کے لئے۔ اور سعد بن وقاص ان پر سلام کہتے تھے۔ اس کے بعد اپنے ساتھیوں کی طرف متوجہ ہوتے ہوئے یوں فرماتے تھے، کیا تم لوگ ایسے لوگوں پر سلام نہیں کہتے جو تمہارے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ (المغازی الواقدی ۳۱۳/۱)

اور حضرت ابوسعید خدری ان قبروں پر جاتے تھے۔ یہ روایت بھی اُم سلمہ سے ذکر کی گئی ہے اور عبداللہ بن عمر سے اور ابوہریرہ سے۔

(المغازی الواقدی ۳۱۳/۱ـ۳۱۴)

واقدی نے کہا ہے، فاطمہ خزاعیہ کہتی تھیں ایک مرتبہ اس وقت جب کہ سورج غروب ہو چکا تھا میں شہداء کی قبروں پر گئی اور میرے ساتھ میری بہن بھی تھی۔ میں نے اس سے کہا آیئے ہم سلام کریں حضرت حمزہ کی قبر پر۔ بہن نے کہا، جی ہاں۔ لہٰذا ہم لوگ ان کی قبر پر ٹھہر گئے اور ہم نے کہا تم پر سلام ہو اے چچائے رسول۔ ہم نے کوئی کلام سُنا جو اس نے جواب دیا تھا ہمیں۔ یعنی وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ۔ وہ کہتی ہے حالانکہ لوگوں میں سے کوئی بھی ہمارے قریب نہیں تھا۔ (المغازی للواقدی ۳۱۴/۱)

سیدہ فاطمہ رضی اللہ عنہا کا حضرت حمزہ کی قبر کی زیارت کرنا اور رونا

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید ابوعمرو نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے، ان کو ابوبکر بن ابوالدنیا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن شعیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابوفدک نے، ان کو خبر دی سلیمان بن داؤد نے اپنے والد سے، اس نے جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے یہ کہ سیدہ فاطمہ بنت رسول اپنے چچا کی قبر کی زیارت کرتی تھی یعنی حضرت حمزہ کی دنوں میں۔ آپ دعا کرتی تھیں اور اس کے پاس روتی تھیں۔

(تاریخ ابن کثیر ۴/ ۴۵۔ المغازی للواقدی ۳۱۴/۱)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابویعلیٰ سے حمزہ بن محمد علوی سے، وہ کہتے ہیں کہ اس نے سُنا ہاشم بن محمد عمری سے اولاد عمر بن علی سے، وہ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے ساتھ لیا مدینے میں شہداء کی قبروں کی زیارت کرنے کے لئے جمعہ کے دن طلوع فجر اور طلوع سورج کے درمیان۔ میں ان کے پیچھے چل رہا تھا جب وہ قبرستان میں پہنچے تو اونچی آواز سے کہا :

السلام علیکم بما صبرتم فنعم عقبی الدار ۔

تم پر سلامتی ہو تمہارے صبر کرنے کی وجہ سے در آخرت عمدہ ہے۔

کہتے ہیں کہ جواب ملا وعلیکم السلام یا ابا عبداللہ۔ کہتے ہیں کہ میرے والد میری طرف متوجہ ہوئے اور کہنے لگے تم نے جواب دیا ہے اے بیٹے؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ کہتے ہیں کہ میرے والد نے مجھے ہاتھ سے پکڑا اور مجھے اپنی دائیں جانب کرلیا۔ پھر اس نے دوبارہ سلام کیا، اس کے بعد وہ جب بھی سلام کرتے ان کو جواب ملتا تھا۔ انہوں نے تین بار ایسے کیا۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میرے والد اللہ کا سجدہ شکر گزار کرتے کے لئے گر پڑے، یعنی سجدہ شکر بجالائے۔

☆☆☆

باب ۴۸

اللہ تعالیٰ کا فرمان :

اِنَّ الَّذِیْنَ تَوَلَّوْا مِنْكُمْ یَوْمَ الْتَقَى الْجَمْعٰنِ اِنَّمَا اسْتَزَلَّهُمُ الشَّیْطٰنُ بِبَعْضِ مَا كَسَبُوْا وَلَقَدْ عَفَا اللّٰهُ عَنْهُمْ اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ حَلِیْمٌ ۔

(سورۃ آل عمران : آیت ۱۵۵)

جس دن دو جماعتیں باہم قتال کے لئے ٹکرائیں جو لوگ اس دن پھر گئے تھے تم سے، یہ حقیقت کہ ان کو شیطان نے پھسلایا تھا ان کے بعض اعمال کی وجہ سے اور البتہ تحقیق اللہ نے ان کو معاف کر دیا ہے۔ بے شک اللہ بخشنے والا بردبار ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عبداللہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو واقدی نے اپنے شیوخ سے، وہ کہتے ہیں کہ ابلیس نے یہ چیخ مار کر کہا تھا کہ محمد ﷺ قتل ہو گئے ہیں۔ لوگ بکھر گئے تھے، کچھ لوگ مدینے میں واپس پہنچ گئے تھے، حتیٰ کہ وہ اپنی عورتوں کے پاس پہنچ گئے اور ان کی عورتوں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ تم لوگ جنگ سے فرار ہو کر آ گئے ہو۔ فرمایا کہ جو لوگ پیٹھ پھیر کر واپس آ گئے تھے ان میں فلاں بن فلاں تھے (انساب الاشراف ۳۲۶/۱)۔ حارث بن حاطب، سواد بن غزیہ، سعد بن عثمان، عقبہ بن عثمان، خارجہ بن عامر تو مسلل کے مقام تک پہنچ گئے تھے (یہ ایک مقام ہے مکے کے راستے پر دونوں کے درمیان مدینے سے مکہ کی جانب اٹھائیس میل کے فاصلے پر)۔ اور ایک ان میں اوس بن قیظی تھے بنو حارثہ کی ایک جماعت میں یہ لوگ مقام شقرہ تک پہنچ گئے (یہ مقام تھا مدینے سے دو دن کی مسافت پر مقام نخیل سے اٹھارہ میل پر)۔ ان کو راستے میں اُم ایمن ملی، اس نے ان کے منہ پر مٹی پھینکی اور ان میں بعض سے کہا، مجھے اپنی تلوار میں اس کے ساتھ قتال کروں گی اور مجھے دو اپنی کمان میں اس کے ساتھ تیر اندازی کروں گی۔ (المغازی للواقدی ۲۷۷/۱۔۲۷۸)

(۲) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن محمد بن موسیٰ کعبی نے اور ابوالحسن طرائفی نے، ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یزید بن صالح نے، ان کو بکیر بن معروف نے مقاتل بن حیان سے یوم اُحد میں اور پیٹھ پھیر کر چلا گیا جس کو جانا تھا۔ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ ان لوگوں کے پاس تشریف لائے تو انہوں نے کہا اے اللہ کے نبی! اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو آپ کے اُوپر قربان کرے ہمارے پاس خبر آئی تھی کہ آپ قتل کر دیئے ہیں لہٰذا ہمارے دل ڈر گئے تھے۔ لہٰذا ہم لوگ پیٹھ پھیر کر چلے گئے تھے۔

فضیلت حضرت عثمان غنی رضی اللہ عنہ .... (۳) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر ابن احمد اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو ابوعوانہ نے اور شیبان نے عثمان بن عبداللہ بن موہب نے ابن عمر سے کہ انہوں نے ایک آدمی سے کہا کہ بہر حال تیرا یہ سوال کرنا کہ کیا عثمان بدر میں حاضر ہوئے تھے؟ تو جواب یہ ہے کہ وہ رسول اللہ کی بیٹی کی تیمارداری میں مصروف ہو گئے تھے۔ حضور ﷺ نے اس لئے بدر کی غنیمتوں میں ان کا حصہ نکالا تھا۔ بہر حال بقیہ رضوان کی جہاں تک بات ہے تو بے شک رسول اللہ ﷺ نے ہی ان کو اہل مکہ کے پاس بھیجا تھا، اگر کوئی ایک شخص اس کام کے لئے عثمان سے زیادہ بااعتماد ہوتا تو حضور ﷺ ضرور اس کو بھیجتے اور جب بیعت ہوئی تھی اس وقت عثمان موجود نہیں تھے۔ لہٰذا رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ میرا یہ ہاتھ عثمان کی طرف سے ہے ایک ہاتھ کو دوسرے پر رکھتے ہوئے فرمایا تھا۔ بہر حال ان کا اس دن پیچھے ہٹنا جس دن دو جماعتیں باہم ٹکرائی تھیں تو میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ عزوجل نے ان کو معاف کر دیا تھا۔ (لے جایئے ان جوابات کو اپنے ساتھ)۔

بخاری نے اس کو نکالا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے، اس نے ابوعوانہ سے۔ (کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۳۶۹۸۔ فتح الباری ۵۴/۷۔۲۳۵/۶)

☆☆☆

باب ۴۹

حضور ﷺ کا حمراء الاسد[1] کی طرف نکلنا

اور اللہ تعالیٰ کا فرمان :

اَلَّذِيْنَ اسْتَجَابُوْا لِلّٰهِ وَالرَّسُوْلِ مِنْۢ بَعْدِ مَآ اَصَابَهُمُ الْقَرْحُ لِلَّذِيْنَ اَحْسَنُوْا مِنْهُمْ وَاتَّقَوْا اَجْرٌ عَظِيْمٌ ۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۷۲)

وہ لوگ جنہوں نے اللہ اور رسول کی بات مانی اس کے باوجود کہ ان کو زخم پہنچ چکا تھا ان میں سے جن لوگوں نے نیکی کی اور تقویٰ اختیار کیا ان کے لئے اجر عظیم ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن عمرو بن بختری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار عطاردی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابومعاویہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا، اے میرے بھانجے تیرے دونوں والد زبیر اور ابوبکر (والد اور نانا) ان لوگوں میں سے تھے جنہوں نے اللہ اور رسول کی بات مانی تھی باوجودیکہ ان کو زخم پہنچ چکا تھا۔ فرمایا کہ جب مشرکین اُحد سے واپس لوٹے تھے اور اصحاب بھی تو احباب رسول وہ تھے جن کو تکلیف و مصیبت پہنچ چکی تھی۔ آپ نے خوف کیا کہ کہیں وہ واپس نہ چلے جائیں۔ آپ نے فرمایا کون ہے جو ان لوگوں کو پیچھے سے بلائے اور جواب دے، حتیٰ کہ وہ جان لیں کہ ہمارے پاس وقت و طاقت ہے۔

کہتے ہیں کہ زبیر اور ابوبکر نے جواب دیا ستر آدمیوں میں۔ چنانچہ یہ لوگ قوم کے آثار اور قدموں کے نشانات پر نکلے انہوں نے ان کو سنوایا اور وہ لوٹ آئے اللہ کے فضل کے ساتھ۔ فرمایا کہ دشمن سے نہیں ٹکرائے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد سے، اس نے ابومعاویہ سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۷۷۔ فتح الباری ۷/۳۷۳)

اور مسلم نے اس کو نکالا مختصراً کئی طرق سے ہشام سے۔ (کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۵۲ ص ۱۸۸۰۔۱۸۸۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے اُحد کے قصے کے بارے میں۔ وہ کہتے ہیں کہ اہل مدینہ میں سے ایک آدمی آیا حضور ﷺ نے اس سے ابوسفیان کے بارے میں پوچھا۔ اس آدمی نے بتایا کہ میں ان لوگوں کے پاس جا کر بیٹھا تھا میں نے سُنا تھا وہ لوگ ایک دوسرے کو ملامت کر رہے تھے، وہ ایک دوسرے سے کہہ رہے تھے تم لوگوں نے کچھ بھی نہیں کیا تم لوگوں نے مسلمانوں کی عزت و شوکت پر ہاتھ ڈالا پھر ان کو تم نے چھوڑ دیا اور تم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکے، انہیں ہلاک نہیں کر سکے۔ ان کے سارے سردار باقی سلامت ہیں جو تمہارے لئے اکٹھے ہو کر اپنی جمعیت اکٹھی کر لیں گے۔

---

[1] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۴۹۔ تاریخ طبری ۲/۵۳۴۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۴۴۔ ابن حزم ۱۷۵۔ عیون الاثر ۲/۵۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۸۔ نویری ۱۷/۱۲۶۔ سیرۃ حلبیہ ۲/۲۶۳۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۴۳۸)

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب ؓ کو حکم دیا، حالانکہ ان کو شدید زخم پہنچے تھے دشمن کا تعاقب کرنے کے لئے اور ان کے معاملے پر توجہ رکھنے کے لئے۔اور حضور ﷺ نے خود بھی دشمن کا تعاقب کیا اور فرمایا کہ میرے ساتھ نہ چلے مگر صرف وہی جو شخص اُحد میں قتال میں موجود تھا اور اُحد میں جہاد کر چکا ہے۔عبداللہ اُبی نے کہا میں بھی آپ کے ساتھ سوار ہوتا ہوں مگر اس حضور ﷺ نے منع کر دیا۔لہٰذا اس طرح صحابہ کرام نے اللہ اور اس کے رسول کی رعایت کی اور بات مانی باوجود یکہ ان پر کٹھن آزمائش گزر رہی تھی وہ لوگ حضور ﷺ کے ساتھ چلے گئے دشمن کے تعاقب میں۔

اور جابر بن عبداللہ سُلمی آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ بے شک میرے والد نے مجھے واپس بھیج دیا تھا حالانکہ میں تو آپ کے ساتھ ہی نکلا تھا کہ میں قتال میں حاضر رہوں گا یعنی قتال اُحد میں۔اور اس نے مجھے قسم دی تھی کہ میں اپنی تمام عورتوں کو اکیلے نہ چھوڑوں اور حقیقت یہ ہے کہ اس نے مجھے واپسی کی وصیت اسی لئے کی تھی کہ انہوں نے شہید ہونا تھا وہ قتال میں شریک رہے حتیٰ کہ اللہ نے ان کو شہادت عطا کر دی اور اللہ نے میرے بارے میں باقی رکھنے کا ارادہ کیا۔

میں چاہتا ہوں کہ آپ جہاں کہیں بھی جائیں میں آپ کے ساتھ چلوں اور میں یہ ناپسند کرتا ہوں کہ میں بھی آپ کے ساتھ تلاش کیا جاؤں مگر وہ شخص جو قتال میں حاضر تھا۔بس مجھے اجازت دیجئے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے، چنانچہ آپ نے دشمنوں کا تعاقب کیا حتیٰ کہ مقام حمراء الاسد تک پہنچ گئے۔(البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۸)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو اصاب محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبداللہ عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے اپنے شیوخ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب یوم اُحد کی صبح ہوئی یہ اتوار کا دن تھا شوال کی سترہ تاریخ، رسول اللہ ﷺ کے مؤذن نے لوگوں میں اعلان کیا دشمن کا تعاقب کرنے کا اور اعلان کرنے والے نے یہ بھی اعلان کیا کہ ہمارے ساتھ ہرگز نہ نکلے مگر صرف وہی جو کل ہمارے ساتھ حاضر تھا۔

حضور ﷺ نے بات کی تھی جابر بن عبداللہ بن عمرو بن حزام سے۔آپ نے اس کو اجازت دے دی، وہ حضور ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا۔حضور دشمن کو مرعوب کرنے کے لئے نکلے تھے تاکہ وہ یہ جان لیں کہ انہوں نے ان کا پیچھا کیا ہے تاکہ وہ یہ گمان کریں کہ مسلمان کے پاس قوت وطاقت ہے اور یہ کہ جو نقصان مسلمانوں کو دشمن کی طرف سے پہنچ تھا اس نے ان کو کمزور نہیں کیا دشمن کا مقابلہ کرنے سے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۴۴۔تاریخ ابن کثیر ۴/۴۹)

(۴) ابن اسحاق نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن خارجہ بن زید بن ثابت نے ابن سائب مولی عائشہ بنت عثمان نے یہ کہ ایک آدمی جو اصحاب رسول میں سے تھا بنی الاشہل میں سے وہ کہتے ہیں کہ میں اُحد میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا۔میں اور میرا بھائی ہم لوگ زخمی واپس لوٹے تھے جب رسول اللہ ﷺ کے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا دشمن کی تلاش میں نکلنے کے لئے، تو میں نے اپنے بھائی سے کہا اس نے مجھ سے کہا کیا ہم سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر ایک غزوہ کرنا فوت ہو جائے گا۔اللہ کی قسم ہمارے پاس سواری کے لئے کوئی جانور نہیں تھا جس پر ہم سواری کرتے تاہم میں سے مگر ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے۔

میرا زخم اس آدمی سے ہلکا پھلکا تھا جب وہ تھک جاتا تو میں اس کو ایک گھائی میں اُٹھا لیتا تھا اور وہ ایک گھاٹی میں خود پیدل چلتا تھا حتیٰ کہ ہم وہاں پہنچ گئے جہاں مسلمان جا پہنچے تھے۔حضور ﷺ روانہ ہوئے حتیٰ کہ آپ مقام حمراء الاسد تک پہنچ گئے اور وہ مقام مدینے سے آٹھ میل پر ہے۔حضور تین راتیں یہاں مقیم رہے۔پیر منگل اور بدھ کو اس کے بعد مدینے کو واپس لوٹ آئے۔(سیرۃ ابن ہشام ۳/۴۴۔البدایۃ والنہایۃ ۴/۴۹)

(۵) اسی اسناد کے ساتھ ابن اسحاق سے مروی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے یہ کہ معبد خزاعی رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا، آپ حمراء الاسد میں تھے۔قبیلہ خزاعہ ایسا تھا کہ اس میں مسلمان اور مشرک رسول اللہ کے لئے مخلص تھے۔ان کا اجتماع آپ کے ساتھ تھا۔وہ کوئی بات آپ سے چھپاتے نہیں تھے۔معبد اس وقت مشرک تھا۔اس نے کہا اے محمد! خبردار

آپ کو آپ کے اصحاب میں جو پریشانی پہنچی ہے وہ ہم لوگوں پر بھی بھاری گزری ہے ہم پسند کرتے ہیں اللہ عزوجل آپ کو الاسد میں عافیت دے۔ اس کے بعد وہ روانہ ہوا۔

حضور ﷺ تا حال حمراء الاسد میں تھے حتی کہ وہ ابوسفیان بن حرب سے ملا وہ مقام اوجاء میں تھا۔ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس جانے کا مشورہ طے کر چکے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ ہم لوگوں کو موقع ملا تھا ہم ان کے فائدہ میں اور اصحاب کی طرف اور شرکاء کو ہلاک کر سکتے تھے مگر غلطی ہوئی ہم ان کا استیصال نہ کر سکے، اب ہم پلٹ کر ان پر حملہ کریں گے اور ہم ان کے بقیہ لوگوں کو ختم کر کے آئیں گے۔

جب ابوسفیان نے معبد کو دیکھا تو کہنے لگا تیرے پیچھے کیا کیفیت ہے اے معبد (یعنی محمد اور مسلمانوں کا کیا حال ہے۔ اس نے کہا ابوسفیان کو بتایا کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ اتنی بڑی بھاری جمعیت کے ساتھ تمہارے تعاقب میں نکل چکے ہیں کہ میں نے اتنی بڑی جماعت کبھی نہیں دیکھی وہ تمہیں جلا کر راکھ کر ڈالیں گے۔ ان کے ساتھ وہ لوگ بھی ایک ساتھ آرہے ہیں جو اُحد والے دن تم سے پیچھے رہ گئے تھے اور وہ لوگ نادم ہوئے ہیں کہ ہم کیوں پیچھے رہ گئے تھے۔ ان کے ساتھ اتنا بڑا لشکر ہے کہ تمہارے خلاف حملہ کرنے کے لئے میں نے اس کی مثل ہرگز نہیں دیکھا۔

ابوسفیان نے کہا ہلاک ہو جائے تو کیا کہہ رہا ہے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں سمجھتا کہ آپ یہاں سے کوچ بھی کر پائیں گے حتی کہ آپ گھوڑوں کی پیشانیاں دیکھ لیں گے۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم تو ان پر دوبارہ پلٹ کر حملہ کرنے کا مشورہ طے کر چکے ہیں تاکہ ہم ان کے بقیہ لوگوں کو بھی جڑ سے کاٹ دیں۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں اس خیال سے منع کرتا ہوں۔ اللہ کی قسم مجھے برانگیختہ کیا اس کیفیت نے جو میں نے دیکھی ہے کہ میں اس بارے میں کچھ اشعار کہوں وہ میں نے کہہ ڈالے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا تم نے کیا اشعار کہے ہیں؟ معبد نے کہا

کادت تهد من الاصورت راحلتي　　اذا سالت الارض با الجرد الا باسبيل

قریب تھا کہ لشکر کی آوازوں سے میری سواری ڈر جاتی　۔　جب زمین بہتی ہے مسلم گھوڑوں کی جماعات سے

اس کے بعد اس نے سارے اشعار ذکر کئے مسلمانوں کے لشکر کے بارے میں۔ لہٰذا ان اشعار نے ابوسفیان کو ان کے ساتھی مشرکین کو واپسی کا سوچنے پر مجبور کر دیا۔ چنانچہ ایک قافلہ بنی عبدالقیس کا گزرا تو ابوسفیان نے اس سے پوچھا کہ تم لوگ کہاں جانا چاہتے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ مدینے کا، اس نے پوچھا کہ کیوں؟ انہوں نے بتایا کہ ہم وہاں سے غلہ لانا چاہتے ہیں (بازار عکاظ سے)۔ ابوسفیان نے کہا کیا تم لوگ میری طرف سے محمد (ﷺ) کو پیغام پہنچاؤ گے؟ میں تمہارے ذریعے اس کے پاس بھیجوں گا اور تمہارے اس اُونٹ پر کشمش لادو دیتا ہوں بازار عکاظ میں صبح بیچنے کے لئے جب تم وہاں پہنچو گے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔

کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے کہا کہ جب تم لوگ وہاں پہنچو تو محمد (ﷺ) کو خبر دینا کہ ہم نے واپس آکر تیرے اصحاب کو تباہ کر دینے کا مشورہ طے کر لیا ہے۔ چنانچہ قافلہ وہاں سے گزرا تو حضور ﷺ اس وقت حمراء الاسد میں تھے۔ انہوں نے ان کو خبر دی جو بات ابوسفیان نے کہی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اور مسلمانوں نے آپ کے ساتھ یہ جملہ کہا تھا:

حسبنا الله و نعم الوكيل ۔ (ترجمہ) ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۴۵۔۴۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۳/۴۹۔۵۰)

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس جماعت کے اور اصحاب رسول کے بارے میں ان کے قول کے بارے میں اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

الذين استجابو لله و الرسول من بعد ما اصابهم القرح للذين احسنوا منهم و اتقوا اجر عظيم ۔ الذين قال لهم الناس ان الناس قد جمعوا لكم فاخشوهم فزادهم ايمانا و قالوا حسبنا الله و نعم الوكيل ۔

قد جمعوا لکم فاخشوھم سے مراد ہے یعنی وہ افراد جو عبدالقیس کے آئے تھے پیغام لے کر۔ یہاں فانقلبوا بنعمة من اللہ و فضل لم یمسسھم سوء ۔ کہ اللہ کے فضل اور انعام سے وہ لوٹ آئے ان کو کوئی گزند نہ پہنچی۔ جب اللہ نے ان سے ان کے دشمن سے ٹکراؤ پھیر دیا تھا۔ ان لوگوں نے اتباع کی اللہ کی رضا اللہ کے رسول کی بات ماننے میں۔ انما ذلکم الشیطان یخوف اولیاء ہ سے مراد ابوسفیان اور اس کے اصحاب مراد ہیں تا آخر آیت تک۔ (سورۃ آل عمران : آیت ۱۷۲۔۱۷۵)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو احمد بن عبداللہ بن یونس نے، ان کو ابوبکر بن عیاش نے ابوحصین سے، اس نے ابوالضحیٰ سے، اس نے عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ جب ابراہیم علیہ السلام آگ کے الاؤ میں ڈالے گئے تھے تو انہوں نے کہا تھا حسبنا اللہ و نعم الوکیل اور اسی جملہ کو محمد ﷺ نے کہا تھا جب مشرکین نے کہا تھا۔ جس کے بارے میں اللہ نے یہ اطلاع دی :

الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم فزادھم ایمانا و قالوا حسبنا اللہ و نعم الوکیل ۔

کہ اصحاب محمد وہ لوگ ہیں جن کو لوگوں نے آکر بتایا لوگ مشرکین نے تمہارے بارے میں جمع ہو چکے ہیں ان کا خوف کرو اس خبر سے ان کا ایمان مزید بڑھ گیا اور انہوں نے کہا ہمیں اللہ کافی ہے اور وہ بہترین کارساز ہے۔

ابوبکر بن عیاش نے کہا کہ ابراہیم اور محمد علیہ السلام نے یوں کہا تھا اور بخاری اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن عبداللہ بن یونس سے۔
(بخاری۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۵۶۳۔ فتح الباری ۸/۲۲۹)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن داؤد زاہد نے، ان کو محمد بن نعیم نے، ان کو بشر بن حکم نے، ان کو عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں فانقلبوا بنعمة من اللہ و فضل فرمایا کہ نعمت یہ ہے کہ وہ سلامت رہے اور فضل یہ ہے کہ قافلہ گزرا اور یہ واقعہ ہوا تھا موسم خاص میں رسول اللہ ﷺ نے اس سے سامان خرید لیا، اس میں آپ کو مالی منافع ہوا اور حضور ﷺ نے اپنے اصحاب میں تقسیم کر دیا۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن اُبی کا ایک ٹھکانہ تھا جہاں وہ ہر جمعہ کو ٹھہرا کرتا تھا۔ اپنے نفس اور اپنی قوم میں اس کا شرف وعزت مانع نہیں تھا اور وہ اپنی قوم میں عزت دار تھا۔ اور وہ اس وقت جب رسول اللہ ﷺ جمعے کے دن خطبہ دیتے تھے وہ کھڑا ہوتا اور کہتا کہ اے لوگو! یہ اللہ کے رسول تمہارے درمیان موجود ہیں اللہ نے تم لوگوں کو اس کی صحبت کا شرف بخشا ہے اور تمہیں عزت دی ہے۔ تم لوگ ان کی مدد کرو اور ان کی تائید کرو اور ان کی بات سنو اور اطاعت کرو، پھر وہ بیٹھ جاتا۔

جب رسول اللہ ﷺ اُحد سے واپس آئے اور منافقوں نے جو کچھ کیا اُحد میں وہ بھی کھڑا ہوا اور اس نے وہی کیا جو کچھ وہ کہا کرتا تھا۔ لہٰذا مسلمانوں نے اس کے کپڑوں کو کناروں سے کپڑا اور انہوں نے کہا بیٹھ جا اے اللہ کے دشمن، تم اس مقام کے اہل نہیں ہو، تم نے جو کچھ کرنا تھا کر ڈالا۔ لہٰذا وہ اُٹھ کر لوگوں کی گردنوں کے اُوپر سے پھلانگتا ہوا باہر نکل گیا اور وہ کہتا جا رہا تھا اللہ کی قسم گویا کہ میں نے جیسے کوئی بڑی بات کہہ دی ہے۔ میں تو کھڑا ہوا تھا تاکہ میں ان کے معاملے کو میں اور مضبوط کروں۔

باہر نکلا تو وہ مسجد کے دروازے پر ایک انصاری آدمی سے ملا۔ اور اس نے پوچھا کہ تو ہلاک ہو جائے کیا ہو گیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں تو اس لئے کھڑا ہوا تھا کہ اس کے معاملے کو مضبوط کروں، محمد ﷺ کے اصحاب کھڑے ہو گئے ہیں انہوں نے میرے کپڑے پکڑ کر کھینچے ہیں اور انہوں نے شدید سرزنش کی ہے جیسے کہ میں نے کوئی بڑی غلطی کر لی ہے۔ تو اس آدمی نے ابن اُبی سے کہا ہلاک ہو جائے تو واپس جا تیرے لئے رسول اللہ ﷺ استغفار کر لیں گے مگر اس منافق نے کہا اللہ کی قسم مجھے کوئی ضرورت نہیں ہے، میں نہیں چاہتا کہ وہ میرے لئے استغفار کریں۔

☆☆☆

باب ۵۰

سریہ ابوسلمہ بن عبدالاسد مقام ''قطن'' کی طرف

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے، ان کو عمرو بن عثمان بن عبدالرحمن بن سعید یربوعی نے سلمہ بن عبداللہ بن عمر بن ابوسلمہ سے اولاد ابوسلمہ بن عبدالاسد وغیرہ سے بھی، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی اس سریہ کی حدیث میں سے، وہ لوگ کہتے ہیں کہ ابوسلمہ بن عبدالاسد اُحد میں شریک تھے اور وہ بنواُمیہ بن زید کے پاس عالیہ میں اترے ہوئے تھے جب وہ قتال سے ہٹے تھے ان کے ساتھ ان کی زوجہ تھی اُم سلمہ بنت ابواُمیہ۔ اُحد میں ان کے بازوؤں پر زخم آ گیا تھا۔ لہٰذا وہ اپنی منزل پر واپس لوٹ آئے تھے، وہ مہینے بھر تک اس کا علاج کراتے رہے، حتیٰ کہ انہوں نے دیکھا کہ وہ زخم ٹھیک ہو گیا ہے۔

جب محرم کا چاند نظر آیا ہجرت سے ٹھیک پینتیس ماہ پورے ہونے پر۔ تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ اس سریہ میں تم بھی نکلو، میں نے تمہیں اس کا ذمہ دار بنا دیا ہے اور آپ نے اس کے لئے جھنڈا باندھا اور فرمایا، کہ تم چلو حتیٰ کہ آپ ارض بنو اسد میں پہنچ جاؤ آپ ان پر غارت کریں (حملہ کریں) اس سے قبل کہ تم ان کی جماعتوں سے ٹکراؤ اور اسے آپ نے اس کے ساتھیوں کا اللہ سے ڈرنے کی، تقویٰ کی وصیت فرمائی تھی۔ اور خیر سے اس سریہ میں اس کے ساتھ ایک سو پچاس افراد روانہ ہوئے تھے۔

وہ شخص جس نے اس کو جنگ پر اُبھارا تھا وہ ایک آدمی تھا بنوطی سے جو کہ مدینے میں آیا تھا۔ وہ ایک عورت کے حاصل کرنے کا ارادہ رکھتا تھا جو اس کی قرابت دار تھی بنوطی میں۔ وہ شادی شدہ تھی، اصحاب رسول میں سے ایک آدمی کے ساتھ۔ وہ اس صحابی کے سُسر کے پاس آ کر اُترا۔

(المغازی ۱/۳۴۲)

اس نے خبر دی کہ طلحہ اور سلمہ خالد کے دونوں بیٹے اپنی قوم پر چل رہے ہیں۔ ان میں جو ان کی بات مانیں گے ان کی دعوت پر رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لئے یعنی وہ خفیہ طریقے سے لوگوں کو حضور سے لڑنے کے لئے تیار کر رہے ہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے ابوسلمہ کو بھیجا۔ وہ اپنے اصحاب میں روانہ ہوا۔ ان کے ساتھ وہ طائی رہبر راستہ بتانے والا ہو کر نکلا۔ وہ لوگ سبقت کر گئے اجنار سے اور مقام قطن کے قریب پہنچ گئے۔

یہ ایک پانی کا گھاٹ یا جگہ تھی، بنو اسد کے پانیوں میں سے، انہوں نے مویشیوں کا گلہ پایا اور اس پر انہوں نے غارت ڈالی اور اپنے قبضے میں لے لیا اور ان کے تین غلام بھی اپنے قبضے میں لے لئے۔ باقی تمام لوگ چھپ گئے اور اپنی جماعت کے پاس گئے اور انہوں نے جا کر خبر دی اور ان کو انہوں نے ابوسلمہ کی نفری اور جماعت سے ڈرایا۔ لہٰذا ان کی جماعت ہر طرف تتر بتر ہو گئی اور ابوسلمہ پانی کے مقام پر آیا، اس نے دیکھا کہ مجمع منتشر ہو چکا ہے۔ لہٰذا اس نے اپنے ساتھیوں کو جمع کر کے مویشیوں اور بکریوں کی طلب پھیلا دی۔ چنانچہ وہ لوگ بہت سارے مویشی اور بہت ساری بکریاں جمع کر لائے جبکہ کسی ایک سے ان کا ٹکراؤ اور مقابلہ نہیں ہوا۔ لہٰذا ابوسلمہ وہ سارے مال مویشی ساتھ لے کر مدینے کی طرف روانہ ہو گئے اور طائی آدمی بھی ان کے ساتھ واپس مدینے آ گیا۔

جب رات بھر چل چکے تو ابوسلمہ نے کہا کہ اپنی اپنی غنیمتیں تقسیم کر لو۔ چنانچہ ابوسلمہ نے طائی رہنما کو اس کی مرضی اور پسند کی بکریاں دے دیں۔ اس کے بعد اس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے چن کر ایک غلام الگ کر لیا۔ اس کے بعد اس نے خمس نکالا۔ اس کے بعد اس نے باقی مال کو جو بچ گیا تھا اپنے اصحاب و احباب میں تقسیم کر دیا۔ اس کے بعد وہ لوگ روانہ ہوئے اور مدینے میں پہنچ گئے۔

(۲) عمر بن عثمان نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالملک بن عمیر نے عبدالرحمن بن سعید بن یربوع سے، اس نے عمر بن ابوسلمہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جس نے میرے والد ابوسلمہ کو زخمی کیا تھا وہ ابواسامہ جشمی تھے (میرے والد) مہینہ بھر دوا علاج کراتے رہے بس ٹھیک ہوگئے ہماری نظر میں۔ اور سول اللہ ﷺ نے ان کو ماہ محرم میں پینتیس ماہ گزر جانے کے بعد قطن کی طرف بھیجا۔ وہ دس سے کچھ اوپر دن غائب رہے پھر جب مدینے مدینے میں داخل ہوئے تو ان کا وہ زخم دوبارہ کھل گیا تھا۔ لہٰذا وہ جمادی الآخریٰ کی تین راتیں ابھی باقی تھیں کہ وہ فوت ہوگئے تھے۔

ماہ شوال میں نکاح

(۳) عمر بن ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میری والدہ نے عدت گزاری حتیٰ کی چار ماہ دس دن پورے ہوگئے تو پھر رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ شادی کرلی۔ اور ان کے ساتھ قربت کی شوال کی بعض راتوں میں۔ تو میری والدہ کہتی ہیں کہ شوال میں نکاح کرنے میں اور اس میں صحبت کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ تحقیق مجھ سے شادی کی تھی رسول اللہ ﷺ نے شوال میں اور مجھ سے خوشی اور صحبت بھی شوال میں کی۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر یہ اُم سلمہ ذیعقدہ ۵۹ھ میں فوت ہوئی تھیں۔

میں کہتا ہوں کہ تحقیق کہا گیا کہ وہ فوت ہوئی تھیں اس کے بعد ۶۱ھ میں۔ واللہ اعلم

(المغازی للواقدی ۱/۳۴۰۔۳۴۴۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۶۱۔۶۲)

باب ۵۱

غزوۃ الرجیع[۱] اور عاصم بن ثابت بن ابوالاقلح
اور خبیب بن عدی کے قصہ میں آثار ومظاہر

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ غزوۃ الرجیع ہوا تھا ماہ صفر ۱۱ھ میں چھتیس مہینے پورے ہونے پر۔

(۲) واقدی نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن یعقوب نے ابوالاسود سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اصحاب رجیع کو مکے کی طرف جاسوس بنا کر بھیجا تھا تاکہ آپ کو قریش کے پروگرام اور ان کے عزائم کے بارے میں آپ کو آگاہی بہم پہنچائیں۔ وہ لوگ نجدیہ کے رُخ پر چلے حتیٰ کہ وہ مقام رجیع تک جا پہنچے۔ چنانچہ وہاں پر بنولحیان ان کے آگے آگئے تھے۔

مشرکین کا جماعتِ صحابہ سے عذر کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ہشم دوری نے، اور ہمیں حدیث بیان کی منیعی نے، ان کو منصور بن ابومزاحم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن سعد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن فضل ابن محمد بیہقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے، ان کو ابوثابت محمد بن عبیداللہ نے ابراہیم بن سعد نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی عمرو بن سید بن

---

[۱] دیکھئے سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۲۰۔ الواقدی ۱/۳۵۴۔ طبقات ابن سعد ۲/۵۵۔ صحیح بخاری ۴/۶۷۔ تاریخ طبری ۲/۵۳۸۔ ابن حزم ۱۷۶۔ عیون الاثر ۲/۵۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۶۲۔ نوری ۱۷/۱۳۳۔

حارثہ ثقفی نے جوکہ حلیف تھے بنوز ہرہ کے اور وہ اصحاب ابو ہریرہ میں سے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے دس آدمیوں کی ایک جماعت جاسوسی کی مہم پر حالات کا جائزہ لینے کے لئے بھیجی تھی اور ان پر عاصم بن ثابت انصاری کو امیر مقرر کیا تھا وہ دادا تھا عاصم بن عمر بن خطاب۔

وہ چلتے رہے حتیٰ کہ جب وہ مقام ھدہ پر پہنچے جو عسفان اور مکہ کے درمیان تھا تو ھذیل کے ایک قبیلے سے ذکر کئے گئے انہیں بنولحیان کہا جاتا تھا۔ چنانچہ ان کے لئے سو آدمی تیرانداز روانہ ہوئے۔ وہ ان کے قدموں کے نشانات کا پیچھا کرتے کرتے ایسی جگہ پہنچے جس پر بیٹھ کر انہوں نے کھجوریں کھائی تھیں ایک منزل پر اُتر کر۔ انہوں نے دیکھا اور کہا کہ یہ کھجوریں جو کھائی گئی ہیں یہ مدینے کی تھیں۔ یہ گٹھلیاں مدینے کی کھجوروں کی ہیں، لہٰذا وہ ان کے اشارے کا پیچھا کرتے رہے، جب عاصم نے ان کا آنا محسوس کرلیا تو ایک جگہ کی طرف وہ مجبور ہوگئے اور قوم نے ان کو گھیرے میں لے لیا اور ان سے کہا نیچے اُتر آؤ اور اپنے ہاتھ ہمیں دے دو ہم تم سے عہد میثاق کرتے ہیں کہ تم میں سے کسی ایک کو قتل نہیں کیا جائے گا۔

لہٰذا عاصم ثابت نے کہا (وہ قوم کے امیر تھے) بہر حال میں تو کسی مشرک کی پناہ میں نہیں اُتروں گا۔ اے اللہ! تو ہی ہماری طرف سے نبی کریم ﷺ کو خبر پہنچا دے۔ کافروں نے ان پر تیروں کی بارش کردی جس کے نتیجے میں حضرت عاصم اپنے سات ساتھیوں سمیت شہید ہوگئے اور تین آدمی کفار کے عہد و میثاق پر نیچے اُتر آئے، ان میں سے ایک حضرت خبیب تھے اور دوسرے زید بن دشنہ تھے ایک تیسرے آدمی تھے جب کفار نے ان پر قدرت پائی تو انہوں نے ان کی کمانوں کی ڈوریاں کھول کر ان کے ساتھ انہیں باندھ دیا، تیسرے آدمی نے کہا یہ پہلا غدر ہے دھوکہ ہے، اللہ کی قسم میں تمہارے ساتھ نہیں رہوں گا میرے لئے تو ان ساتھیوں کا کردار کا اسوہ اور نمونہ اچھا موجود ہے جو شہید ہوگئے۔ انہوں نے اسے گھسیٹا اور مارا مگر اس نے ان کے ساتھ جانے سے انکار کردیا لہٰذا کفار نے اس کو بھی شہید کردیا۔

اور وہ حضرت خبیب کو اور زید بن دشنہ کو گرفتار کر کے مکے لے گئے۔ انہوں نے وہاں جا کر بیچ دیا واقعہ بدر کے بعد۔ خبیب کو خرید کرلیا تھا بنو الحارث بن عامر بن نوفل بن عبد مناف نے، اور خبیب وہ تھے جنہوں نے حارث بن عامر بن نوفل کو بدر میں قتل کیا ہوا تھا۔ چنانچہ خبیب ان کے پاس قیدی بن کر رہ گئے حتیٰ کہ انہوں نے ان کے قتل کرنے کا پروگرام پکا کرلیا۔ انہوں نے حارث کی بعض بیٹیوں سے اُسترہ اُدھار مانگ رکھا تھا کہ وہ اس کے ساتھ بال درست کیا کریں گے اور خیال یہ تھا کہ اس کو قتل کے لئے تیز کریں گے۔ لڑکی نے اسے اُدھار دے دیا تھا۔

خبیب نے اس عورت کے بچے کو اُٹھالیا جبکہ وہ غافل بیٹھی ہوئی تھی حتیٰ کہ وہ اس کے پاس آیا۔ اس عورت نے دیکھا کہ اس نے بچے کو اپنی ران پر بٹھایا ہوا ہے اور اُسترہ اس کے ہاتھ میں ہے عورت گھبرا گئی شدید طریقے سے، خبیب نے بھی پہچان لیا خبیب نے پوچھا کہ کیا آپ ڈر رہی ہیں کہ میں اس کو قتل کردوں گا؟ مگر سنو میں ایسا نہیں کروں گا۔ اس لڑکی نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے خبیب سے بہتر کبھی کوئی قیدی نہیں دیکھا۔ اللہ کی قسم میں نے اسے دیکھا کہ وہ انگوروں کا گچھا کھا رہے ہوتے تھے حالانکہ لوہے کے ساتھ جکڑے ہوئے ہوتے تھے حالانکہ مکے میں انگور نہیں تھے۔

وہ کہتی تھی کہ یہ وہ رزق تھا جو اللہ نے خبیب کو کھلایا تھا۔ جب خبیب کو حرم میں قتل کرنے کے لئے لے کر گئے تو خبیب نے ان سے کہا مجھے چھوڑ دو میں دو رکعت نماز نفل ادا کرلوں۔ انہوں نے اسے چھوڑ دیا، انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اس کے بعد کہا، اللہ کی قسم اگر یہ بات نہ ہوتی کہ تم لوگ یہ سوچو گے کہ میں موت کے خوف سے نماز لمبی کر رہا ہوں تو میں اور زیادہ پڑھتا،

اللهم احصهم عددا ۔ واقتلهم بددا و لا تبق منهم احدًا ۔

اے اللہ! تو ان خالموں کی تعداد یاد رکھ لے، ان کو ظاہراً قتل کردے اس طرح کہ ان میں سے کسی ایک کو بھی باقی نہ چھوڑنا۔

پھر خبیب نے شعر پڑھے

فلست ابالی حین اُقتل مسلمًا — علی ای جنب کان واللہ مصرعی

و ذلك فی ذات الالـه وان یشأ — یبارك فی اوصال شلو ممزع

میں پروہ نہیں کرتا کہ میں کس کروٹ قتل ہو کر گروں گا، جب میں بحالت اسلام قتل کیا جا رہا ہوں یہ سب کچھ میرے معبود کی رضا کے لئے ہو رہا ہے اگر وہ چاہے تو کٹے ہوئے اور جدا کئے ہوئے جوڑوں میں برکت دے دے۔

اس کے بعد ان کی طرف ابوسروعہ عقبہ بن حارث اُٹھ گیا اس نے حضرت خبیب کو شہید کر دیا۔ اس طرح حضرت خبیب نے ان شہید ہونے والے مسلمانوں کے لئے دو رکعت نماز کی سنت اور طریقہ قائم کر چھوڑا جو جزر باندھ کر شہید کئے جاتے رہیں گے۔

ادہر ان کے اول شہید ساتھی حضرت عاصم کی دعا اللہ نے قبول کر لی جس دن وہ شہید ہوئے تھے۔ اسی دن حضور ﷺ کو ان کی خبر مل گئی جس دن وہ شہید ہوئے تھے۔

ادہر قریش کو پتہ چلا تو انہوں نے قریش کے کچھ لوگ روانہ کئے کہ عاصم بن ثابت نے ہمارے سرداروں کو بدر میں قتل کیا تھا تم لوگ جا کر ان کی کوئی بات کوئی نشانی لے کر آؤ تا کہ ہم اپنے دشمن کی ہلاکت کا چرچا کر سکیں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے شہد کی مکھیوں کا جھنڈ بھیج دیا، انہوں نے کفار کے نمائندوں کو قریب نہ آنے دیا اور ان کے جسم کا کوئی حصہ کاٹ کر نہ لے جا سکے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے اس نے ابراہیم بن سعد سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۳۹۸۹۔ فتح الباری ۳۰۸۔۳۱۰)

خبیب بن عدی کی شہادت کا قصہ .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبد حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے ابن لہیعہ سے، ان کو ابوالاسود نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسین بن قطان نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن عثمان نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عتبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے، دونوں نے کہا رسول اللہ ﷺ نے عاصم بن ثابت کو بھیجا تھا ابن ابوالاقلح جو کہ بھائی تھے بنوعمرو بن عوف اور مرثد بن ابومرثد کو اپنے اصحاب میں، ان میں سے ایک خبیب بن عدی تھے جو بھائی تھے بنوجحبا کے اور زید بن دثنہ کے، جو بھائی تھے بیاضہ سے مکے کی طرف بھیجا تھا جاسوس اور خبر گیر بنا کر تا کہ قریش کی خبر لے آئیں۔ وہ وادی نجدیہ میں چلتے رہے حتیٰ کہ مقام رجیع میں پہنچ گئے۔

اس کے بعد راوی نے قصہ ذکر کیا ہے ان کا جوان میں سے قتل کر دیئے گئے اور جو قید ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے اس طرح کہا ہے جیسے ہم نے روایت کر دی ہے ابوہریرہ کی روایت میں کچھ کم زیادہ بھی کرتے ہیں۔ جب عروہ نے خبیب کا قول کے اضافہ کیا ہے، اے اللہ! بے شک میں نہ دیکھوں مگر دشمن کے چہرے کو یعنی مجھے دشمن نظر نہ آئے۔ اے اللہ! میں نہیں پاتا ہوں کوئی قاصد تیرے رسول کی طرف، لہٰذا تو ہی ان کو میری طرف سے سلام پہنچا دے، لہٰذا جبرائیل علیہ السلام حضور ﷺ کے پاس آئے انہوں نے آپ کو اس بات کی خبر دی۔

(سیرۃ شامی ۳: ۱۴۰۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۶۲۔۶۳)

اور موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں یوں ہے۔ انہوں نے گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، حالانکہ آپ بیٹھے ہوئے تھے اس دن جس دن وہ دونوں قتل ہوئے تھے۔ وَعَلَيْكُمَا۔ یا وعلیك السلام خبیب کو قریش نے قتل کر دیا ہے۔ مجھے معلوم نہیں کہ کیا آپ نے اس کے ساتھ زید بن دثنہ کا ذکر کیا تھا یا نہیں۔ فرمایا کہ انہوں نے گمان کیا ہے کہ ابن دثنہ کو تیر مارا تھا بھالے کے ساتھ۔ انہوں نے اس کو فتنے میں واقع کرنا چاہا تھا یعنی اسلام سے پھسلانا مگر اس سے ان کے ایمان میں اور یقین میں اور پختگی آ گئی تھی۔

اور عروہ نے اور موسیٰ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ انہوں نے جب خبیب کو لکڑی پر اُٹھایا تھا اور اس کو پکار کر کہا تھا کہ کیا تم یہ پسند کرو گے کہ تمہاری جگہ محمد (ﷺ) ہوتا؟ قسم دے کر پوچھا تھا، خبیب نے کہا نہیں واللہ العظیم میں یہ پسند نہیں کروں گا کہ ان کو کانٹا چبھ جائے ان کے قدموں میں اور میں اس کے بدلہ میں چھوٹ جاؤں۔ وہ لوگ اس کی بات سن کر ہنس پڑے مگر اس کا ایمان اور زیادہ ہو گیا جس کی وجہ سے اس نے اشعار کہے تھے۔ انشاء اللہ ہم ان کو ابن اسحاق کی روایت میں ذکر کریں گے۔

موسیٰ بن عقبہ نے کہا، اور کہا جاتا ہے کہ اصحاب رجیع چھ افراد تھے۔

(۱) عاصم بن ثابت بن ابوالافلح، (۲) خبیب بن عدی، (۳) زید بن دثنہ بیاضی، (۴) عبداللہ بن طارق حلیف بنوظفر
(۵) خالد بن بکیر لیثی، (۶) مرثد بن ابومرثد غنوی حلیف بنوحمزہ بن عبدالمطلب۔

ان کا پس منظر کچھ یوں ہوا کہ ایک گروہ عضل اور قارہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے انہوں نے کہا کہ ہمارے اندر مسلمان بھی ہیں آپ ہمارے ساتھ اپنے صحابہ میں سے کچھ افراد بھیجیں جو ہمیں دین کی سمجھ دیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ بھیج دیا حتیٰ کہ وہ مقام رجیع میں اُترے۔ لہٰذا ان لوگوں نے ان کے خلاف قبیلہ ہذیل کے لوگوں کو فریاد کر کے بلالیا۔

وہ بلاتاخیر فوراً ان پر تلواریں سونت کر نکل آئے حالانکہ یہ لوگ اپنے سامان میں تھے، ان لوگوں نے جب ان کو تلواریں ننگی کرکے آتے ہوئے دیکھا تو انہوں نے بھی اپنی تلواریں سنبھال لیں۔ مگر ہذیل کے لوگوں نے دھوکہ دیا اور کہا ہم لوگ تمہیں قتل نہیں کرنا چاہتے۔ انہوں نے ان کے ساتھ عہد و میثاق کیا تاکہ وہ شک نہ کریں۔ اس کے نتیجے میں خبیب بن عدی نے اور زید بن دثنہ اور عبداللہ بن طارق نے ان کی بات مان لی مگر عاصم بن ثابت نے اور خالد بن بکر نے ان کی بات نہیں مانی اور نہ ہی مرثد بن ابومرثد نے۔ بلکہ انہوں نے قتال کیا ان سے حتیٰ کہ شہید کر دیئے گئے مگر ہذیل والے ان تینوں کو گرفتار کر کے لے گئے۔ جنہوں نے ان کی بات مان لی تھی حتیٰ کہ جب یہ لوگ مقام مرظہران میں پہنچے تو عبداللہ بن طارق نے کسی طرح اپنا ہاتھ زنجیر سے چھڑا لیا اور اس نے تلوار کھینچ لی مگر ان لوگوں نے اس کو بھاری پتھر مار کر شہید کر دیا۔

باقی رہے خبیب بن عدی اور زید بن دثنہ، ان دونوں کو وہ مکے لے گئے۔ خبیب کو انہوں نے آل حجر بن وہاب کے پاس فروخت کر دیا۔ ان لوگوں نے اس کو خرید کر حارث بن عامر کے بدلے میں قتل کر دیا جس کو انہوں نے بدر میں قتل کیا تھا۔ اور زید بن دثنہ کو صفوان بن اُمیہ خرید کر کے اپنے باپ کے بدلے میں قتل کر دیا۔ اس کو قتل کیا نسطاس نے جو کہ اس کا غلام تھا۔ کہتے ہیں مؤرخین نے گمان کیا ہے کہ عمرو بن اُمیہ نے خبیب کو زمین میں دفن کیا۔ (الدرر ابن عبدالبر ۱۵۹۔۱۶۱)

حضرت خبیب بن عدی کے پھانسی کے وقت کے اشعار .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو عاصم بن عمر بن قتادہ نے یہ کہ قبیلہ عطل اور قارۃ کا ایک گروہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا مدینے میں جنگ اُحد کے بعد۔ انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں میں اسلام ہے آپ ہمارے ساتھ اپنے اصحاب کی ایک جماعت بھیجیں وہ ہمیں دین سمجھائیں اور ہمیں قرآن پڑھائیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ حضرت خبیب بن عدی کو بھیجا۔ راوی نے ان لوگوں کا ذکر کیا اور ان کا قصہ ذکر کیا اسی مفہوم کے ساتھ جیسے موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا آخر تک، مگر ایک اضافہ بھی کیا ہے۔

فرمایا کہ بنو ہذیل نے جب عاصم بن ثابت کو قتل کر دیا تو انہوں نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اس کا سر سلافہ بنت سعد بن شہید کے پاس فروخت کر دیں، اس عورت نے نذر مان رکھی تھی جب اس کے بیٹے اُحد میں مارے گئے تھے کہ اگر وہ کبھی عاصم کے سر پر قادر ہوگئی تو وہ اس کی کھوپڑی میں شراب پیئے گی۔ مگر ایسا کرنے سے ان کو شہد کی مکھیوں نے روک دیا تھا جب ان کی لاش کے درمیان شہد کی مکھیاں حائل ہوگئیں تو انہوں نے کہا کہ چھوڑو اس کو شام ہو جائے گی تو یہ مکھیاں چلی جائیں گی پھر ہم اس کا سر لے جائیں گے۔

اللہ نے وادی کا حکم دیا وہ عاصم کو اُٹھا کر لے گئیں اس لئے کہ عاصم نے اللہ کے ساتھ عہد کیا تھا کہ وہ کبھی کسی مشرک کو نہیں چھوئے گا۔ لہٰذا اس کی زندگی میں کبھی اس کو کوئی مشرک بھی نہ چھوئے۔ لہٰذا اللہ نے اس کی وفات کے بعد بھی مشرکوں کو حضرت عاصم کو ہاتھ نہ لگانے دیا جیسے اس کی زندگی میں حفاظت کی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۲۵۔۱۲۷)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب فرمایا کرتے تھے، اللہ مؤمن کی حفاظت کرتا ہے اللہ نے بعد وفات بھی اس کی حفاظت کی، جس چیز سے اس کی زندگی میں اس کی حفاظت کی تھی۔ اور اسناد کے ساتھ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ حضرت خبیب بن عدی نے اس وقت کہا تھا جب مشرکین نے اس کو پھانسی دی تھی۔

لقد جمع الاحزاب حولی والبوا ❊ قبائلهم واستجمعوا كل مجمع
وكلهم مبدى العداوة جاهد ❊ علی لانی فی وثاق مضيع
وقد جمعوا أبناء هم ونساء هم ❊ وقربت من جذع طويل ممنع
الى الله اشكو غربتی ثم كربتی ❊ وما ارصد الاحزاب لی عند مصرعی
فذا العرش صبرنی علی ما يراد بی ❊ فقد بضعوا لحمی وقد ياس مطمعی
وذلك فی ذات الاله وان يشا ❊ يبارك علی اوصال شلو مفوع
وقد خيرونی الكفر والموت دونه ❊ وقد هملت عيناى من غير مجزع
وما بی حذار الموت انی لميت ❊ ولكن حذاری جحم نار ملفع
فوالله ما ارجو اذا مت مسلما ❊ علی أی جنب كان فی الله مصرعی
فلست بمبد للعدو تخشعا ❊ ولا جزعا انی الی الله مرجعی

البتہ تحقیق میرے گرد کئی گروہ جمع ہو چکے تھے اور انہوں نے اپنے اپنے قبائل کو بھی جمع کر لیا ہے اور ہر مقام پر جمع ہونے کے لئے مامور کر دیئے گئے ہیں۔ ان میں سے ہر کوئی عداوت ظاہر کر رہا ہے مجھ پر اور پوری پوری کوشش کر رہا ہے مجھے ایذا دینے کے لئے، کیونکہ میں جکڑا ہوا قیدی ہوں۔ ان لوگوں نے اپنی اولادوں کو اور اپنی عورتوں کو جمع کر لیا ہے اور مجھے طویل کھجور کے تنے کے قریب کر دیا گیا ہے پھانسی دینے کے لئے۔

میں اپنی مسافری، بے وطنی اور اپنی اذیت کی شکایت اللہ کی بارگاہ میں کرتا ہوں اور اس کی بھی جو کچھ انہوں نے سامان ہلاکت میرے قتل کی جگہ پر تیار کر رکھا ہے۔ اے عرش والے! تو مہربانی کر، مجھے صبر دے اس سب کچھ پر جو کچھ میرے بارے میں ارادہ کیا گیا ہے۔ انہوں نے میرا گوشت کا ٹکڑا کاٹ لیا ہے اب میری امید حیات یاس میں بدل چکی ہے مگر یہ سب کچھ میرے معبود برحق کی ذات والاصفات کے لئے سہہ رہا ہوں اگر وہ چاہے تو کٹے ہوئے جوڑوں اور اعضاء میں برکت دے دے۔ ان لوگوں نے مجھے کفر یا موت دونوں میں سے کسی ایک کو اختیار کرنے کے بارے میں اختیار دیا ہے کہ اگر چاہوں تو کفر کر کے موت سے بچ جاؤں، چاہوں تو کفر نہ کر کے موت کو گلے لگا لوں۔ حالانکہ میری آنکھیں چھم چھما برس رہی ہیں بغیر کسی ڈر خوف کے۔ میرے ساتھ موت کا ڈر نہیں ہے اس لئے کہ مجھے تو مرنا ہے۔ لیکن میرا ڈر خوف تو شعلے مارتی آگ کا ہے جو لپٹ جاتی ہے۔

اللہ کی قسم میں جب بحالت اسلام مر جاؤں تو مجھے پرواہ نہیں ہے کہ اللہ کے لئے مرنے والی موت میں کس کروٹ گرایا جاؤں گا۔ میں نہ ہی دشمن کے آگے عاجزی کر رہا ہوں نہ ہی گھبراہٹ کا، کیونکہ بے شک میں تو اللہ کی طرف واپس جا رہا ہوں۔

ابن اسحاق نے کہا کہ ان پر حملہ کرتے تھے اور شعر کہتے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۲۱/۳)

ما علتی وانا جلد نابل ❊ والقوس فيها وتر عنابل
تزل عن صفحتها المعابل ❊ الموت حق والحياة باطل
وكل ما حم الاله نازل ❊ بالمرء والمرء اليه ائل
ان لم اقاتلكم فامی هابل

میری کمزوری کوئی نہیں ہے میں ایک مضبوط ہوں، تیرانداز ہوں اور میری کمان میں بھی موٹی اور مضبوط ڈوری کسی ہوئی ہے۔ اس کے دامن سے لمبے چوڑے بھالے پھسلتے ہیں۔ موت برحق ہے اور زندگی باطل ہے اور ہر وہ چیز جو معبود نے مقدر کی ہے وہ ہو کر وجود میں آ کر رہنے والی ہے۔ آدمی پر اور آدمی بھی اس کی طرف رجوع کرنے والا ہے۔ اگر میں تم لوگوں سے نہ قتال کروں تو میری ماں مجھے گم پائے۔

اس کے بعد ابن اسحاق نے اور موسیٰ بن عقبہ نے وہ اشعار ذکر کئے ہیں جو حضرت حسان بن ثابت نے کہے تھے مذکورہ صحابہ کے بارے میں وہ بہت ہیں جن کو اس کتاب کے محشی نے بھی نقل کیا ہے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو احمد بن عیسیٰ نے، ان کو عبداللہ بن وہب نے، ان کو عمر بن حارث نے یہ کہ عبدالرحمن بن عبداللہ زہری نے ان کو خبر دی ہے بریدہ بن سفیان اسلمی سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے عاصم بن ثابت کو بنولحیان کی طرف رجیع میں بھیجا تھا۔ اس نے ان کا قصہ ذکر کیا ہے۔ اس نے اس میں یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ان کفار نے ان کا سر کاٹ کر لے جانے کا ارادہ کیا اس عورت کے پاس۔ اللہ نے شہد کی مکھیاں کا ایک جھنڈ بھیج دیا تھا، اس نے ان کی حفاظت کی تھی، لہٰذا وہ لوگ ان کا سر نہ کاٹ سکے۔

اور بریدہ اسلمی نے خبیب بن عدی کی شان میں ذکر کیا ہے کہ انہوں نے کہا تھا کہ اے اللہ! میں بے شک نہیں پاتا ہوں کوئی ایسا آدمی جو میری طرف سے تیرے رسول کو میرا اسلام پہنچادے۔ لہٰذا تو ہی میری طرف سے ان کو سلام پہنچادے۔ صحابہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی وقت فرمایا تھا وعلیہ السلام۔ آپ کے اصحاب نے پوچھا یا رسول اللہ کس پر سلام ہو؟ فرمایا کہ تمہارے بھائی خبیب بن عدی قتل کر دیئے گئے ہیں جب وہ پھانسی دینے کے لئے لکڑی پر اُٹھائے گئے تو وہ دعا کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔

ایک آدمی نے کہا میں نے جب خبیب کو دیکھا دعا کرتے ہوئے میں زمین سے لگ گیا۔ بس سال بھی نہیں گزرا تھا کہ سارے لوگ ہلاک ہو گئے بسوائے اس آدمی کے جو زمین کے ساتھ لگ گیا تھا۔

حضرت خبیب کے لئے غیب سے رزق کا انتظام .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس ابن اسحاق نے، ان کو عبداللہ ابونجیح نے، اس نے ماویہ سے جو کہ لونڈی تھیں حجیر بن ابوالوہاب کی۔ وہ کہتی ہیں کہ جب خبیب مکے میں میرے گھر میں قید کئے گئے تھے۔ ایک دن میں نے ان کو جھانک کر دیکھا، اس کے ہاتھ میں انگور کا خوشہ تھا جو اس کے سر سے بڑا تھا وہ اسے کھا رہے تھے جبکہ ان دنوں دہرتی پر انگور کا ایک دانہ بھی نہ تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۴۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۶۵)

خبیب بن عدی کی لاش کو زمین کا پیٹ میں لینا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس نے: ان کو احمد نے، ان کو یونس نے ابراہیم بن اسماعیل سے، ان کو جعفر بن عمرو بن اُمیہ ضمری نے کہ ان کے والد نے حدیث بیان کی ان کے دادا سے کہ رسول اللہ نے اس کو اکیلے جاسوس بنا کر بھیجا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں خبیب کی پھانسی والی لکڑی تک پہنچا، میں نے اس پر چڑھ گیا جبکہ میں دیگر جاسوسوں سے ڈر رہا تھا۔ میں نے اس کو کھول دیا اور ان کی لاش زمین پر گر گئی۔ اس کے بعد میں وہاں سے کچھ دیر کے لئے ہٹ گیا تھا۔ اس کے بعد میں نے واپس مڑ کر دیکھا تو وہ موجود نہیں تھے زمین ان کو نگل گئی تھی۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، ان کو خبر دی جعفر بن عوف نے ابراہیم بن اسماعیل سے، انہوں نے اس کو مفہوم میں ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں وہاں سے تھوڑا سا ہٹ گیا تھا۔ لہٰذا اس کے بعد میں نے خبیب کو نہ دیکھا کیونکہ اس کو زمین نے اپنے پیٹ میں لے لیا تھا۔ لہٰذا قیامت کے دن تک خبیب کی بوسیدہ ہڈیاں معلوم نہ ہو سکے گی۔ تا حال جیسے ان کی ہڈی کا بھی ذکر نہیں ہے۔

☆☆☆

باب ۵۲

سریہ عمرو بن اُمیہ ضمری کا ابوسفیان بن حرب کے پاس جانا جبکہ وہ پہچان لئے گئے کہ یہ دھوکہ سے اسے قتل کرنے آئے ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن بطہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، ان کو ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوعبید نے بن جعفر عمرو بن اُمیہ ضمری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن جعفر نے عبدالواحد بن ابوعون سے اور ان میں بعض نے بعض پر اضافہ کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب نے مکہ میں قریش کی ایک جماعت سے کہا تھا کہ ہم میں سے کوئی بھی نہیں ایسا جو محمد (ﷺ) کو دھوکے سے قتل کر دے۔ وہ بازاروں میں پیدل چلتے پھرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا ہم اپنا بدلہ لے لیں۔ چنانچہ عربوں میں سے ایک آدمی اُن کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ اگر آپ مجھے مضبوط کر دیں تو میں محمد (ﷺ) کے پاس جاتا ہوں، یہاں تک کہ میں دھوکہ سے ان کو قتل کر دوں گا۔ میں راستے کا خود رہنما ہوں اور حریت ہوں میرے پاس خنجر ہے باز یا گدھ کے پر کے مشابہ۔

ابوسفیان نے کہا کہ ٹھیک ہے تو واقعی ہمارا ساتھی ہے۔ ابوسفیان نے اس کو اُونٹ دیا اور خرچہ بھی دیا اور کہا کہ جاؤ مخفی اپنے کام کو، میں بے خوف نہیں ہوں کہ کوئی اس منصوبے کو سُن لے اور خفیہ طریقے پر محمد کے پاس چغل خوری نہ کرنے۔ عربی نے کہا کہ اس بارے میں کوئی بھی نہیں جانے گا۔

چنانچہ وہ رات کو اپنی سواری پر روانہ ہوا اور پانچ دن چلتا رہا، چھٹے دن اس صبح کی حرہ میں۔ اس کے بعد آیا اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں پوچھنے لگا حتیٰ کہ وہ مسجد میں آیا نماز کی جگہ عیدگاہ میں۔ اس کو کسی کہنے والے نے کہا کہ حضور ﷺ بنوالاشہل کی طرف نکلے ہیں لہٰذا وہ بھی اپنی سواری کو آگے کھینچتا ہوا چلا گیا حتیٰ کہ بنوعبدالاشہل تک پہنچ گیا۔ اس نے سواری اپنی کو باندھ دیا، پھر متوجہ ہوا دیکھا رسول اللہ ﷺ امامت فرما رہے تھے، اس نے حضور کو اپنے اصحاب کی جماعت میں پایا کہ عبدالاشہل مسجد میں ان سے باتیں کر رہے تھے وہ اندر چلا گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے جب اس کو دیکھا تو اپنے اصحاب سے فرمایا، یہ شخص دھوکہ کرنا چاہتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے درمیان اور اس کے ارادے کے درمیان حائل ہے (یعنی اللہ اس کا ارادہ پورا نہیں ہونے دے گا)۔

وہ شخص کھڑا ہو گیا اور کہنے لگا کہ تم میں سے عبدالمطلب کا بیٹا (پوتا) کون ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ وہ حضور کے پاس جا کر رسول اللہ ﷺ کے اُوپر جھکنے لگا جیسے حضور سے کوئی ضروری بات کرنا چاہتا ہے۔ قریب ہی حضرت اسید بن حضیر کھڑے تھے انہوں نے اس کو دامن سے پکڑ کر پیچھے گھسیٹ لیا اور اس سے کہا ہٹئے رسول اللہ ﷺ کے پاس سے اور اس کے تہہ بند کے اندر سے ہاتھ ڈال کر اسے گھسیٹا تو اندر تیز دھار خنجر تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ دھوکہ کرنے والا تھا۔ چنانچہ عربی افسوس کرنے لگا اور شرمندہ ہو گیا اور کہنے لگا دمّی دمّی یا محمد یعنی میرا خون معاف کر دیجئے، مجھے بچا لیجئے اے محمد! لہٰذا اسید بن حضیر نے اسے پکڑ لیا اور اسے سینے پر مارنے لگا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ مجھے سچی سچی بات بتا دو تم کون ہو؟ اور کیوں آئے ہو؟ اگر تم نے سچی بات کی تو تمہیں سچ فائدہ دے گا۔ اور اگر تم مجھ سے جھوٹ بولو گے تو سُن لو کہ مجھے اطلاع کر دی گئی ہے اس پر جو تم ارادہ کر کے آئے ہو۔

اس عربی نے کہا کہ کیا میں امان میں ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تو امان میں ہے۔ چنانچہ اس نے ابوسفیان والی خبر سنائی اور جو کچھ اس کے لئے مقرر کیا تھا۔ چنانچہ اس کے لئے اور اسے اسید بن حضیر کے پاس حبس وقید میں رکھ دیا گیا۔ پھر حضور ﷺ نے اس کو صبح بلایا اور بلا کر فرمایا کہ میں نے تجھے امان دی ہے تم جہاں چاہو چلے جاؤ، یا اس سے بہتر اور بات بتاؤں تیرے لئے۔ اس نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ آپ نے فرمایا وہ یہ کہ تم یہ شہادت دے دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود ومشکل کشا نہیں ہے اور میں محمد ﷺ اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور آپ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

اللہ کی قسم اے محمد! میں مردوں سے جدا نہیں ہوتا تھا بس نہیں تھا وہ مگر یہ کہ میں نے آپ کو دیکھا اور میری عقل چلی گئی اور میرا نفس کمزور ہو گیا۔ اس کے علاوہ یہ بات کہ آپ کو اس کی اطلاع کر دی گئی جو میں نے عزم کیا ہوا تھا۔ جبکہ یہ ایسی بات تھی کہ کسی کو بھی اس کا علم نہیں تھا اور کوئی بھی اس راز کو نہیں جانتا تھا۔ لہٰذا میں نے سمجھ لیا ہے کہ آپ محفوظ ہیں (یعنی کسی بڑی طاقت کی حفاظت میں ہیں) اور یہ کہ آپ حق پر ہیں اور یہ بھی کہ ابوسفیان اور وہ گروہ شیطان کا گروہ ہے۔ حضور یہ سب کچھ سنتے اور مسکراتے رہے۔

چنانچہ وہ کئی دن وہاں قیام کرنے کے بعد نبی کریم ﷺ سے اجازت مانگ کر چلا گیا۔ حضور ﷺ کے ہاں سے چلے جانے کے بعد اس کا ذکر نہیں سنا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن اُمیہ ضمری سے فرمایا اور سلمہ بن اسلم بن حریش سے تم جاؤ ابوسفیان بن حرب کے پاس، اگر تم اس کو تنہا پاؤ تو اس کو قتل کر دینا۔

عمرو کہتے ہیں کہ میں اور ضمر ساتھ روانہ ہوئے حتیٰ کہ ہم وادی یاجج کے پیٹ میں پہنچ گئے۔ ہم نے اپنے اُونٹ باندھے۔ میرے ساتھی نے مجھ سے کہا اے عمر کیا آپ یہ پسند کریں گے کہ ہم مکے میں جائیں اور سات مرتبہ بیت اللہ کا طواف کر لیں اور دو رکعت نفل پڑھ لیں۔ میں نے کہا کہ مکے میں میں پہچانا جاتا ہوں سفید وسیاہ گھوڑے کی طرح۔ ان لوگوں نے اگر مجھے دیکھ لیا تو پہچان لیں گے اور میں اہل مکہ کو پہچانتا ہوں کہ بے شک وہ جب شام کرتے ہیں تو اپنے اپنے صحنوں میں جمع ہو کر بیٹھ جاتے ہیں۔ مگر میرے ساتھی نے میری بات نہ مانی۔

لہٰذا ہم لوگ مکے میں آئے، بیت اللہ کا طواف شروع کیا، سات مرتبہ طواف کیا دو رکعت نفل پڑھے۔ میں جب حرم سے باہر نکلا تو مجھے ابو سفیان کے بیٹے معاویہ ملے اس نے مجھے پہچان لیا اور کہنے لگے کہ عمرو کسی خیر کے کام سے نہیں آیا کیونکہ عمرو جاہلیت میں دلیر آدمی سمجھے جاتے تھے (اچانک قتل کر دینے والا)۔

معاویہ نے کہا کہ بڑی دکھ کی بات ہے یہ کیوں آئے ہیں۔ اس نے اپنے والد ابوسفیان کو میری آمد کی خبر دی۔ چنانچہ اہل مکہ کو ہماری آمد کا اعلان کر دیا گیا۔ لہٰذا مکے والے ہوشیار ہو گئے اور جمع ہو گئے۔ جبکہ عمرو اور سلمہ دونوں وہاں سے بھاگ نکلنے میں کامیاب ہو گئے۔ مکے والے ان کی تلاش میں نکل پڑے انہوں نے سارے مکہ کے پہاڑ چھان مارے۔

عمرو کہتے ہیں کہ میں تو ایک غار میں گھس کر ان سے چھپ گیا تھا، صبح تک وہیں چھپا رہا۔ وہ رات بھر پہاڑوں میں ہمیں ڈھونڈتے رہے مگر اللہ نے مدینے کے راستے پر جانے سے اندھا کر دیا تھا۔ وہ ہماری سواری کی طرف بھی راستہ نہ پا سکے۔ جب صبح کو دن چڑھ گیا تو عثمان بن مالک بن عبیداللہ تیمی آیا جو کہ اپنے گھوڑے کے لئے گھانس توڑنے آیا تھا۔ میں نے سلمہ بن اسلم ساتھی سے کہا اگر اس نے ہمیں دیکھ لیا تو یہ مکے والوں کو ہمارے بارے میں بتا دے گا جو کہ ہمیں تلاش کرنے میں ناکام رہے ہیں۔ وہ بار بار غار کے دھانے کے قریب آ رہا تھا حتیٰ کہ بالآخر اس نے ہمیں دیکھ لیا میں جلدی سے نکلا اور اپنا خنجر اس کے سینے میں گھونپ دیا وہ گر گیا اور اس نے چیخ ماری مکے والوں نے سُن لی۔ چنانچہ وہ ایک دفعہ منتشر ہونے کے بعد دوبارہ آئے۔ میں پھر غار میں گھس گیا اور میں نے اپنے ساتھی سے کہا بالکل حرکت نہیں کرنا۔ لوگ آئے عثمان بن مالک کے پاس، انہوں نے پوچھا کہ تم پر کس نے قاتلانہ حملہ کیا ہے؟

عمرو بن اُمیہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے کہا ہم جانتے تھے عمرو بن اُمیہ خیر سے نہیں آیا مگر عثمان کی زندگی کے آخری سانس تھے وہ ان کو ہمارے چھپنے کی جگہ نہ بتا سکا اور اس سے پہلے ہی مر گیا۔ پھر وہ ہماری تلاش میں نکلنے سے اپنے مقتول کو اُٹھا کر لے جانے کی وجہ سے مصروف ہو گئے۔ ہم دو راتیں اسی غار میں پڑے رہے۔ اس کے بعد ہم نکلے تو میرے ساتھی نے کہا اے عمرو بن اُمیہ کیا تجھے ہمت ہے کہ ہم چل کر خبیب کو پھانسی سے اُتار دیں؟ میں نے کہا کہ وہ کہاں ہے؟ اس نے بتایا کہ وہ یہیں کہیں ہے پھانسی پر لٹکا ہوا ہے۔ اس کے اردگرد محافظ چوکیدار بیٹھے ہوئے ہیں۔ میں نے اس سے کہا کہ تو مجھے مہلت دے اور مجھ سے علیحدہ ہو جا۔ اگر کسی طرح کا خطرہ محسوس کرے تو اپنے اُونٹ کی طرف بھاگ کر نجات پالینا۔ اس پر بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ جانا اور ان کو جا کر پوری خبر بتا دینا۔ مجھے چھوڑ جا، میں مدینے کا راستہ خوب جانتا ہوں۔

میں نے خبیب کو پھانسی سے اُتارنے کی سخت جدوجہد کی، یہاں تک کہ میں نے اسے اُتار لیا اور میں نے اس کی میت کو اپنی پیٹھ پر اُٹھا لیا۔ میں کوئی بیس قدم ہی چل سکا تھا کہ وہ لوگ جاگ گئے وہ میرے پیروں کے نشانات پر میری تلاش میں نکل پڑے، میں نے پھانسی والی لکڑی کو پھینک دیا میں اس لکڑی کا گرنا دب نہیں بھولتا یعنی اس کے گرنے کی آواز۔ میں نے اتنے میں اپنے پیروں پر مٹی انڈیل دی، پھر میں نے ان کے مقابلے پر طریق صفراء پکڑا۔ لہٰذا وہ تھک کر واپس ہو گئے، میں بھی باوجود سانس باقی ہونے کے کچھ نہیں جان پا رہا تھا۔ میرا ساتھی اُونٹ کے پاس چلا گیا تھا اس پر بیٹھ کر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا اور ان کو جا کر ساری خبر بتا دی۔

میں روانہ ہوا حتیٰ کہ میں ببول کے درختوں پر مطلع ہوا، مقام ضجنان کے ببول۔ لہٰذا میں وہاں پر ایک غار میں داخل ہو گیا۔ اس میں میرے پاس میری کمان تھی، تیر تھے، خنجر تھا۔ میں اس میں بیٹھا تھا اچانک بنو بکر کا لمبا تڑنگا کانا آدمی گھس آیا جو کہ بنو بکر بن وائل میں سے تھا۔ وہ بھیڑیں اور بکریاں ہانک رہا تھا اس نے مجھ سے کہا کہ کون جوان ہو تم؟ میں نے کہا کہ میں بنو بکر سے ہوں اس کے بعد وہ سہارا لگا کر بیٹھ گیا اور اس نے اپنی ایڑی اُوپر کو اُٹھائی یعنی دوسرے گھٹنے پر رکھ لی اور گانا شروع کر دیا۔

فلست بمسلم ما دمت حیا ولست ادین دین المسلمینا

میں جب تک زندہ رہوں گا مسلمان نہیں ہوں گا۔ اور میں مسلمانوں کے دین کو اپنا دین نہیں بناؤں گا۔

میں نے اپنے دل میں کہا، اللہ کی قسم میں تجھے نہیں چھوڑوں گا میں ہی تجھے قتل کروں گا۔ بہر حال جب وہ سو گیا تو میں نے اس کو قتل کر دیا اور بدترین طریقہ پر قتل کیا۔ میں نے اس طریقہ پر کسی کو قتل نہیں کیا تھا۔ پھر میں غار سے نکلا اور نیچے اُترا اور میں آسان اور نرم راستے آ گیا تو کیا دیکھتا ہوں کہ دو آدمی آ رہے ہیں جن کو جاسوسی کرنے کے لئے قریش نے بھیجا تھا۔ میں نے دونوں سے کہا کہ تم دونوں قیدی بن جاؤ۔ دونوں میں سے ایک نے انکار کر دیا، میں نے اسے تیر مار کر قتل کر دیا۔ دوسرے نے جب یہ منظر دیکھا تو وہ خود بخود قیدی بن گیا۔ میں نے اسے سخت کر کے جکڑا پھر میں اس کو نبی اکرم ﷺ کے پاس لے آیا۔ جب میں مدینے پہنچا تو مجھے بچوں نے دیکھا وہ کھیل رہے تھے انہوں نے اپنے بزرگوں سے سُنا تھا وہ کہتے تھے کہ یہ عمرو ہے۔ لہٰذا بچے بھاگے بھاگے گئے انہوں نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔

اتنے میں میں حضور کے پاس اس آدمی کو لے آیا میں نے اس کے دونوں انگوٹھے اپنی کمان کی وتر اور ڈوری سے باندھ رکھے تھے۔ میں نے دیکھا کہ حضور ﷺ دیکھ کر ہنس رہے ہیں۔ حضور نے میرے لئے خیر کی دعا فرمائی۔ سلمہ بن اسلمہ کی آمد عمرو کی آمد سے تین سال قبل ہوئی تھی۔

(حاشیہ) ڈاکٹر عبدالمعطی لکھتے ہیں کہ اس خبر کو طبری نے اپنی تاریخ میں جلد۲ ص ۵۴۲ تا ۵۴۵ لکھا ہے اور حافظ ابن کثیر نے البدایۃ والنہایۃ جلد۴ ص ۶۹۔ ۷۱۔ اس کو نقل کیا ہے اور لکھا ہے کہ رواہ البیہقی علاوہ ازیں پہلے یہ بات گزر چکی ہے کہ حضرت عمرو بن اُمیہ نے جب حضرت خبیب کی لاش اُتاری تھی تو نیچے آنے کے بعد (وہ وہیں غائب ہو گئی تھی گویا زمین نے خود بخود ان کو اپنے پیٹ میں محفوظ کر لیا تھا)۔ نہ ان کا جسد عنصری اس کے بعد دیکھا گیا نہ ہی کوئی ہڈی۔ شاید کہ وہ اپنے گرنے کی جگہ پر ہی دفن ہو گئے تھے۔ واللہ اعلم

اس سریہ کے بارے میں ابن ہشام نے ابن اسحاق پر استدراک کیا ہے جیسے واقدی نے اس کو چلایا ہے لیکن اس میں عمرو بن اُمیہ کا ساتھی جبار بن صخر کو بتایا گیا ہے۔ واللہ اعلم

باب ۵۴

غزوۂ بیر معونہ[1]

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق نے، وہ ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ٹھہرے رہے شوال کے بقیہ ایام اور ذیقعدہ اور ذوالحجہ اور محرم۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اصحاب بیر معونہ کو بھیجا ماہ صفر میں اُحد سے چار ماہ پورے ہونے پر۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۳۶)

ابن اسحاق نے کہا ہے ان کو حدیث بیان کی میرے والد اسحاق بن یسار نے مغیرہ بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام سے اور عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے اور ان دونوں کے ماسوا اہل علم سے، ان سب نے کہا کہ حضرت ابوالبراء نے عامر بن مالک بن جعفر ملاعب الاسنہ کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے مدینے میں بھیجا، آپ نے اس پر اسلام پیش کیا اور اس کو اس کی طرف دعوت دی مگر وہ مسلمان نہ ہوا اور اسلام سے بعید بھی نہ ہوا اور اس نے کہا، اے محمد! اگر آپ اپنے اصحاب میں سے کچھ آدمی اہل نجد کی طرف بھیج دیں جو جا کر ان لوگوں کو آپ کے کام کی طرف دعوت دیں تو مجھے امید ہے کہ وہ لوگ آپ کی بات قبول کر لیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں ان کے بارے میں اہل نجد سے خطرہ محسوس کرتا ہوں۔ لہٰذا ابوالبراء نے کہا کہ میں ان کا پڑوسی ہوں آپ ان کو بھیجیں وہ ان کو جا کر دعوت دے آپ کے کام کی طرف۔

پس بھیجا رسول اللہ ﷺ نے:

(۱) منذر بن عمرو المعنق کو تا کہ وہ آپ کے اصحاب کے چالیس آدمیوں میں جا کر مر جائے جو کہ ان میں بہترین مسلمان تھے۔

(۲) حارث بن عاصم ان میں تھے۔ (۳) اور حرام بن ملحان بنو عدی بن نجار کے بھائی۔

(۴) عروہ بن اسماء بن صلت سلمی۔ (۵) نافع بن ورقاء خزاعی۔

(۶) عامر بن فہیرہ مولیٰ ابوبکر۔ مسلمان رجال میں جو بہترین مسلمانوں میں سے تھے۔ یہ لوگ چلے حتیٰ بیر معونہ پر اُترے یہ سرزمین ہے بنو عامر کی اور حرہ بنو سُلیم کی دونوں شہر ایک دوسرے کے قریب ہیں اور یہ حرہ کی طرف بنی سلم زیادہ قریب ہے جب وہ وہاں اُترے انہوں نے حرم بن ملحان کو رسول اللہ کا خط دے کر اللہ کے دشمن کی طرف بھیجا۔

عامر بن طفیل وہ جب ان کے پاس پہنچا اس نے حضور کے خط کو نہیں دیکھا بلکہ اس نے اس قاصد پر زیادتی کی اور اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد ان کے خلاف بنی عامر سے مدد مانگی، انہوں نے اجابت کرنے سے انکار کر دیا اس بات کی طرف جس کی طرف اس نے بلایا تھا کہ ابوالبراء کی عہد کی ہم عہد شکنی نہیں کریں گے۔

تحقیق اس نے ان کے لئے عقد باندھا اور جوار و پڑوسی ہونے کا (اس دشمن خدا نے) ان کے خلاف مقابلے کے لئے بنو سلیم میں سے کچھ قبائل کو بلایا، عطیہ اور رعل اور ذکوان اور قارہ کو۔ انہوں نے اس کی اجابت کی اس کام کے لئے۔ انہوں نے مسلمانوں پر شدید حملہ کر دیا

---

[1] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۵۱۔۵۴۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۳۷۔۱۴۳۔ مغازی للواقدی ۱/۳۴۷۔۳۴۸۔ تاریخ طبری ۲/۵۴۵۔۵۵۰۔ ابن حزم ۱۷۸۔ عیون الاثر ۲/۶۱۲۔ البدایہ والنہایہ ۴/۷۱۔۷۴۔ نویری ۱۷/۱۳۰۔

اوران کوان کے سامان سمیت انہوں نے گھیرلیا۔ جب یہ حالت دیکھی تو انہوں نے بھی تلوار کھینچ لی اور وہ ان کفار سے لڑتے لڑتے سارے شہید ہو گئے سوائے کعب بن زید کے جو بنو دینار بن نجار کے بھائی تھے۔ان لوگوں نے اسے چھوڑ دیا اس حال میں کہ اس میں زندگی کی تھوڑی سی کرن باقی تھی لہٰذا وہ مقتولین میں سے اُٹھائے گئے۔ پھر وہ زندہ رہے حتیٰ کہ خندق والے دن شہید ہو گئے۔

یہ لوگ صحابہ جو بھیجے گئے تھے ان کے پیچھے عمرو بن اُمیہ ضمری اور انصاری صحابی جو بنو عمرو بن عوف سے تعلق رکھتے تھے یہ دونوں بھی روانہ کئے گئے تھے آگے جانے والے صحابہ کے ساتھ جو پریشانی گزر گئی تھی کہ وہ شہید کر دیئے گئے تھے۔ان پیچھے جانے والوں کو ان پرندوں نے خبر دی تھی جو اُو پر فضا میں جھوم رہے تھے قتل گاہ پر۔ دونوں نے یہ سوچا کہ خیر نہیں ہے۔ اللہ کی قسم یہ پرندے جو گھوم رہے ہیں ضرور اس کا کچھ مطلب ہے۔لہٰذا یہ دونوں وہاں پہنچے تو کیا دیکھا کہ وہ صحابہ کرام خون میں لت پت پڑے ہیں اور وہ گھوڑے جن پر چڑھ کر یہ واردات ہوئی تھی وہ کھڑے ہیں۔ان دونوں نے جب یہ قتل کا منظر دیکھا تو انصاری نے عمرو سے کہا کیا کرنا چاہئے۔ عمرو نے کہا ہمیں جا کر رسول اللہ ﷺ کو اطلاع کرنی چاہئے مگر انصاری نے کہا میں اس جگہ سے نہیں ہٹوں گا جس جگہ منذر بن عمرو جیسا بطل جلیل شہید ہو گیا ہے۔ میں وہ نہیں ہوں جو اس بارے میں جا کر مردوں کو بتاتا پھروں، بلکہ میں تو خود لڑ کر مر جاؤں گا۔ چنانچہ قتال کیا حتیٰ کہ شہید ہو گیا۔

باقی رہے عمرو بن اُمیہ ضمری تو وہ پکڑ کر قید کر لئے گئے۔ پھر انہوں نے جب ان لوگوں کو خبر دی کہ وہ قبیلہ مضر سے تعلق رکھتے ہیں تو ان لوگوں نے ان کو چھوڑ دیا۔عامر طفیل نے اور نشانی کے طور پر ان کی پیشانی کے بال کاٹ دیئے اور اس نے اس کو آزاد کر دیا گردن سے جو شاید ان کی ماں پر تھی جیسے انہوں نے گمان کیا ہے۔

عمرو بن اُمیہ وہاں سے نکلے تو جب مقام قرقر میں پہنچے صدر قنات سے تو دیکھا قبیلہ بنو عامر کے دو آدمی آ رہے ہیں حتیٰ کہ وہ آ کر اسی درخت کے سائے تلے بیٹھ گئے جہاں عمرو بیٹھے تھے اور عامریوں کا رسول اللہ ﷺ کا عہد تھا اور جوار تھا، مگر اس بات کا عمرو بن اُمیہ کو علم نہ تھا۔ عمرو نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ بنو عامر سے ہیں۔عمرو بن اُمیہ نے ان کو مہلت دی۔حتیٰ کہ جب وہ سو گئے تو عمرو نے دونوں کو قتل کر دیا کہ یہ بدلہ ہے بنو عامر سے اس قتل کا جو انہوں نے اصحاب رسول کے ساتھ کیا ہے (جو ابھی ابھی وہ دیکھ کر آ رہے تھے)۔ جب عمرو بن اُمیہ ضمری رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آئے اور انہوں نے حضور کو یہ بات بتائی تو آپ نے فرمایا کہ تم نے یہ دو قتل ایسے کر دیئے ہیں جن کی مجھے دیت ضرور دینی پڑے گی۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ عمل جو صحابہ کے قتل کا ہے یہ ابو براء کا ہے میں اسی چیز کو ناپسند کر رہا تھا اور ڈر بھی رہا تھا (اور وہی کچھ ہو گیا)۔

یہ بات ابو براء تک پہنچی تو اس پر عامر کا اس کے ساتھ عہد شکنی کرنا بھاری گزرا اور وہ سب کچھ بھی جو اس کے سبب سے اصحاب رسول کو نقصان پہنچا تھا اور اسی جوار سے جو لوگ شہید ہو گئے تھے ان میں عامر بن فہیرہ بھی تھے اور حسان بن ثابت نے عامر کے ابو براء سے عہد شکنی کرنے کے بارے میں اشعار کہے تھے۔حملہ کیا تھا اُمیہ بن عامر بن مالک نے عامر بن طفیل پر اس نے اس کو نیزہ مارا تھا اس کی ران میں اس کو زخمی کر دیا تھا۔لہٰذا وہ گھوڑے سے گر گیا اس نے کہا یہ عمل ہے ابو براء کا۔ اگر میں مر جاؤں تو میرا خون میرے چچا کے لئے ہے اس کا پیچھا نہ کیا جائے اور اگر زندہ رہا تو میں اپنی رائے خود دیکھ لوں گا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۳۹-۱۴۰، الدرر لابن عبدالبر ص ۱۶۲-۱۶۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن اویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا ایک سریہ ارض بنو سلیم کی طرف وہ اس وقت بیر معونہ تھا۔ کہا کہ اس وقت مجاہدین کا امیر منذر بن عمر بن عدہ کا بھائی تھا۔ اور یہ بھی کہا کہ ان کا امیر مرثد بن ابومرثد غنوی تھا حتیٰ کہ جب وہ بعض راستوں سے پہنچے انہوں نے حرام بن ملحان کو ان کی طرف بھیجا رسول اللہ ﷺ کا خط دے کر، تاکہ وہ ان پر اس کو پڑھے۔ لہٰذا اس کو عامر بن مالک ملے جو کہ بھائی تھے بنو عامر کے۔

انہوں نے اس کو پناہ دے دی حتیٰ کہ وہ ان لوگوں پر رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھے۔ بس جب وہ آیا اس کے پاس عامر بن طفیل اس کے لئے ایک طرف ہوگیا اس نے ان کو قتل کر دیا، پھر کہا اللہ کی قسم اس کو اکیلا قتل نہیں کروں گا۔ پس انہوں نے ان کے پیچھے ان کے آثات پر گئے حتیٰ کہ انہوں نے ان کو پایا آنے والے ان کی طرف وہ اور منذر۔ انہوں نے کہا کہ اگر تم چاہو تو ہم تمہیں امان دے دیتے ہیں۔ اس نے کہا میں اپنا ہاتھ تمہیں نہیں دوں گا بلکہ تمہاری ماؤں کو بھی قتل کروں گا، ہاں مگر یہ ہے کہ تم مجھے امان دے دو اتنی دیر کہ میں حرام بن ملحان کے قتل ہونے کی جگہ پہنچ جاؤں پھر میں تمہاری پناہ سے باہر ہو جاؤں گا۔

عروہ بن زبیر نے کہا تھا کہ عامر بن فہیرہ کا جسم شہادت کے بعد موجود نہیں رہا تھا جس سے سمجھا گیا تھا کہ فرشتوں نے اس کو دفن کر دیا ہے۔

موسیٰ نے کہا اور عروہ بن صلت پر امان پیش کی گئی تھی۔ اس نے امان قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا انہوں نے اس کو قتل کر دیا تھا اور مقتولین میں سے کعب بن زید اُٹھا لئے گئے تھے (بچ گئے)۔ بعد میں یوم خندق قتل کر دیئے گئے تھے۔ اور عمرو بن اُمیہ بھی ان اصحابہ کے گروہ میں تھے۔ اس کو عامر بن طفیل نے پکڑ لیا تھا پھر اس کو چھوڑ دیا تھا اور اس سے کہا تھا کہ واپس چلے جاؤ جا کر اپنے نبی کو بتا دو کہ تیرے اصحاب کے ساتھ یہ کیا گیا ہے۔ وہ گئے انہوں نے جا کر خبر بتا دی۔

سریہ منذر میں تین افراد ایسے تھے جو پیچھے رہ گئے تھے کیونکہ ان کا اُونٹ گم ہوگیا تھا، وہ اس کی تلاش میں رہ گئے جب آگے آئے تو دیکھا کہ پرندے گوشت کے لوتھڑے پھینک رہے تھے۔ وہ کہنے لگے اللہ کی قسم لگتا ہے کہ ہمارے ساتھی مار دیئے گئے ہیں۔ ہم جانتے ہیں کہ وہ لوگ عامر کو تو قتل نہیں کر سکتے تھے اور نہ ہی بنی سُلیم کو لیکن یہ ہمارے بھائی ہی ہیں جو مارے گئے ہیں۔

اب کیا کہتے ہو ان میں سے ایک نے کہا، میں تو اپنے نفس کو ان سے ترجیح نہیں دوں گا۔ میں تو ان کی طرف ہی جاؤں گا۔ لہٰذا وہ ان کی طرف چلا گیا اور قتل ہوگیا۔ باقی دو افراد رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ آئے۔ جب ابھی راستے ہی میں تھے تو ان کو بنو کلاب کے دو آدمی ملے جو کہ کافر تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے اپنی امان کا عہد لے چکے تھے۔ یہ لوگ ایک ہی منزل پر اُترے تھے اتفاق سے۔ چنانچہ وہ دونوں بنو کلاب کے کافر جوان جب سو گئے تو ان دو اصحاب نے ان کافروں کو قتل کر دیا جبکہ ان کو یہ معلوم نہیں تھا کہ ان دونوں کو تو رسول اللہ ﷺ کی طرف سے امان ملی ہوئی ہے۔

موسیٰ بن عقبہ کہتے ہیں کہ ابن شہاب اس حدیث کے بارے میں کہتا تھا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سُلمی نے اور اہل علم کے کئی رجال نے کہ عامر بن مالک بن جعفر وہ جو ملاعب الاسنہ کے نام سے پکارا جاتا ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا حالانکہ وہ مشرک تھا۔ حضور ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا تھا مگر اس نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے لئے ہدیہ بھی دیا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں ہدیہ مشرک کا قبول نہیں کروں گا۔ اور عامر بن مالک نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ آپ بھیج دیں جس کو آپ چاہیں اپنے نمائندوں میں سے، میں ان کا پڑوسی اور پناہ دہندہ ہوں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ایک جماعت بھیج دی۔ ان کے اندر منذر بن عمرو تھے یعنی خبر رسان تھے رسول اللہ ﷺ کے لئے۔

عامر بن طفیل نے ان کے بارے میں سُنا تو اس نے ان اصحاب کے مقابلے کے لئے بنو عامر کو گھروں سے نکالا مگر انہوں نے اس کی بات ماننے سے انکار کر دیا اور انہوں نے عامر بن مالک کی امان والے عہد کی عہد شکنی کرنے سے انکار کر دیا۔ لہٰذا اس نے پھر ان مسلمانوں سے لڑنے کے لئے بنو سُلیم کو نکالا، وہ اس کے ساتھ نکل آئے۔ لہٰذا انہوں نے ان اصحاب کو بیر معونہ کے مقام پر قتل کر دیا سوائے عمرو بن اُمیہ ضمری کے۔ اس کو عامر بن طفیل نے پکڑا پھر چھوڑ دیا جب عمرو بن اُمیہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ آپ ان کے درمیان امان کے ساتھ رہ جاتے۔ جب حسان بن ثابت نے عامر بن طفیل کی طرف سے عہد شکنی کرنے کے بارے میں

شعر کہے تو لوگوں نے گمان کیا کہ ربیعہ بن عامر بن مالک نے عامر بن طفیل کو اس کے عامر بن مالک کے عہد کو توڑنے پر اس کی ران میں نیزہ مارا تھا۔ (الدرر لابن عبدالبر ص ۱۶۱)

ستر قراء صحابہ کی شہادت .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن محمد بن سختو میہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن علی بن بطہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان بن مسلم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ثابت نے انس سے یہ کہ کچھ لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے ساتھ کچھ آدمیوں کو بھیجیں وہ ہمیں قرآن اور سنت کی تعلیم دیں۔ آپ نے ان کی طرف ستر آدمی بھیجے تھے۔ انصار میں سے ان کو قرّ اء کہا جاتا ہے ان میں میرے ماموں حرام بھی تھے وہ قرآن پڑھتے اور پڑھاتے تھے رات کے وقت۔ اور خود بھی سیکھتے تھے اور دن میں وہ جا کر پانی لاتے تھے اور مسجد میں رکھتے تھے اور لکڑیاں لاتے تھے اور ان کو بیچتے تھے اور اس کے ساتھ اہل صفہ کے لئے غلہ یا کھانے کا سامان خریدتے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو ان کی طرف بھیجا مگر ان بدبختوں نے ان سے تعرض کر کے انہیں قتل کر دیا اپنی منزل پر پہنچنے سے پہلے۔ ان قاریوں نے دعا کی تھی، اے اللہ! ہماری طرف سے ہمارے نبی کو یہ خبر پہنچا دے کہ ہم مل گئے ہیں آپ سے، ہم آپ سے راضی ہیں اور آپ ہم سے راضی رہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا میرے ماموں حرام کے پاس۔ اس کے پیچھے اس نے ان کو زخمی کر دیا نیزہ مار کر، حتیٰ کہ پار نکال دیا۔ لہٰذا حرام نے کہا:

فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَة ۔ رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا تم لوگوں کے بھائی قتل کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے یہ دعا کی ہے:

اللهم بلغ نبينا انا قد اقيناك فرضينا عنك و رملت عنا ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن حاتم سے، اس نے عفان سے۔ (کتاب الامارۃ۔ حدیث ۱۴۷، ۱۵۱۱)

(۴) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی احمد بن محمد عنزی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محبوب بن موسیٰ نے، ان کو ابواسحاق مزاری نے، ان کو عطاء بن سائب نے، انہوں نے سنا ابوعبیدہ بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن مسعود نے فرمایا بچاؤ تم اپنے آپ کو ان شہادات سے یہ کہ کوئی آدمی کہے قتل کر دیا گیا ہے فلاں شخص شہید ہو کر۔

بے شک کوئی آدمی قتال کرتا ہے حمیت وغیرت کی وجہ سے، کوئی لڑتا ہے طلب دنیا کے لئے، کوئی لڑتا ہے اس لئے کہ وہ جری سینے والا ہے، بہادر ہے لیکن میں تمہیں عنقریب حدیث بیان کروں گا کہ تم کس چیز پر شہادت پاؤ گے۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ بھیجا تھا ایک دن نہیں ٹھہرے تھے مگر تھوڑی سی دیر حتیٰ کہ آپ خطاب کرنے کھڑے ہو گئے تھے۔ آپ نے اللہ کی حمد وثنا کی تھی پھر فرمایا تھا کہ تمہارے یہ مشرکین سے ٹکرانے میں مشرکین نے ان کو کاٹ ڈالا ہے (شہید ہو گئے ہیں)۔ ان میں سے کوئی ایک بھی باقی نہیں بچا ہے۔

اور انہوں نے یہ کہا ہے، اے ہمارے رب! ہماری قوم کو یہ پیغام پہنچا دے کہ بے شک ہم راضی ہیں اور ہمارا رب ہم سے راضی ہے۔ میں ان کا نمائندہ ہوں تمہاری طرف بے شک وہ لوگ راضی ہو گئے ہیں اور ان سے بھی اللہ راضی ہو گیا ہے۔

☆☆☆

باب ۵۴

شہداء بیر معونہ پر رسول اللہ ﷺ کا غمگین ہونا اور ان کے حق میں دعا کرنا

اللہ تعالیٰ کا ان کے بارے میں قرآن نازل کرنا

اور حضرت عامر بن فہیرہ کی شہادت کے بارے میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ہشام بن علی نے، ان کو ابن رجاء نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے رجاء نے، ان کو ہمام نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے، ان کو عثمان بن سعید نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو ہمام نے، ان کو اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ نے، ان کو انس بن مالک نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ماموں کو بھیجا تھا اور ان کا نام تھا حرام جو کہ اُم سلیم کا بھائی تھا۔ وہ ستر آدمیوں میں گئے تھے۔ جو بیر معونہ والے دن قتل کیے گئے تھے۔ ان دنوں مشرکین کا سردار عامر بن طفیل تھا۔ حالانکہ وہ خود رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا اور اس نے کہا تھا حضور ﷺ سے کہ میں آپ کو اختیار دیتا ہوں۔

۱۔ یہ کہ آپ کے لیے اہل سہل ہوں اور میرے لئے اہل مدر ہوں (یعنی آپ اہل دیہات کے سردار ہیں اور میں اہل بلاد اور شہروں کا سردار ہوں گا۔

۲۔ یا میں آپ کے بعد آپ کا خلیفہ بنوں گا۔

۳۔ یا میں آپ کے ساتھ جنگ کرتا ہوں غطفا کو ساتھ لے کر۔ ان میں سے ایک ہزار اشقر ہوں اور ایک ہزار شقراء۔

کہتے ہیں کہ وہ شخص بالآخر بیمار ہوا، اس کو طاعون کی وبائی بیماری لگ گئی تھی بنوفلاں کی فلاں عورت کے گھر میں۔ فرمایا کہ صحیح ہوئی تو وہ اس طرح ہو گیا جیسے بڑا ہوا درخت ہوتا ہے بنوفلاں کی عورت کے گھر میں۔ اس نے کہا کہ میرا گھوڑا لا دو، وہ اس پر سوار ہوا تو وہ گھوڑے کے اوپر ہی مر گیا۔

کہتے ہیں کہ حضرت حرام بنو سلیم کے بھائی روانہ ہوئے اور دو آدمی ان کے ساتھ تھے۔ ایک آدمی اعرج تھے (یعنی کعب بن زید) اور دوسرا بنوفلاں سے تھا (یعنی منذر بن محمد)۔ اس نے کہا کہ تم دونوں میرے قریب ہو جاؤ حتیٰ کہ میں ان کے پاس آتا ہوں اگر وہ مجھے امان دیتے ہیں تم بھی ایسے ہو گے اور اگر انہوں نے مجھے قتل کر دیا تو تم اپنے صاحب کے یعنی نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ جانا۔ چنانچہ حرام ان لوگوں کے پاس گیا اور جا کر کہا کہ تم لوگ مجھے امان دو گے؟ اس لئے کہ میں تمہیں رسول اللہ ﷺ کا پیغام اور دین سکھاؤں گا؟ انہوں نے کہا ٹھیک ہے تمہیں امان ہے۔ لہٰذا وہ ان کو جب دین کی بات کرنے لگے ان لوگوں نے ایک آدمی کو اشارہ کیا وہ پیچھے سے آیا اور آ کر اس پر حملہ کر دیا۔

ہمام کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ راوی نے یوں کہا تھا اس نے نیزہ مار کر اس کے آر پار کر دیا۔ اس مجاہد نے اللہ اکبر فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ یعنی رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا ہوں۔

کہتے ہیں کہ پیچھے سے باقی لوگ بھی پہنچتے رہے مگر سب کے سب قتل کر دیئے گئے سوائے عرج کے کیونکہ وہ پہاڑ کی چوٹی پر تھا۔

اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی انس سے بن مالک نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں پر قرآن نازل کیا گیا پھر وہ منسوخ ہوگیا۔ (وہ یہ تھا)۔

انا قد لقينا ربنا فرضي عنا وارضانا ـ

کہ ہم اپنے رب سے مل گئے ، وہ ہم سے راضی ہوگیا اور ہمیں بھی راضی کردیا ہے۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ستر صبح تک قبیلہ رعل اور ذکوان پر بددعا فرمائی اور بنولحیان پر اور عطیہ پر جنہوں نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی تھی۔

یہ الفاظ حدیث موسیٰ کے ہیں اور عبداللہ بن رجاء کی ایک روایت میں ہے تیس دن تک۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے تیس صبح تک ، وہ صحیح ہے۔

(کتاب المغازی۔حدیث ۴۰۹۱۔فتح الباری ۷/ ۳۸۵۔۳۸۶۔بخاری کتاب الجہاد۔حدیث ۲۸۰۱۔فتح الباری ۶/ ۱۸۔۱۹)

(۲) تحقیق ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ، وہ کہتے ہیں ، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسفاطی نے یعنی عباس بن فضل نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن مالک نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے ، اور ابوبکر بن محمد بن ابراہیم مشاط نے ، دونوں نے کہا کہ ان کو خبر دی ہے ابوعمرو بن مطر نے ، ان کو ابراہیم بن علی نے ، ان کو یحییٰ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے قراءت کی مالک بن انس کے سامنے اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے ، اس نے انس بن مالک سے ، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے خلاف بددعا فرمائی تھی تیس دن تک جنہوں نے اصحاب بیر معونہ کو قتل کر دیا تھا۔ بددعا فرماتے رہے قبیلہ رعل پر اور ذکوان پر اور لحیان پر اور عطیہ پر۔ جنہوں نے اللہ اور رسول کی نافرمانی کی تھی۔

حضرت انس فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کے بارے میں جو بیر معونہ پر شہید کئے گئے تھے قرآن میں نازل فرمایا تھا ، جسے ہم نے خود پڑھا تھا۔ حتیٰ کہ وہ بعد میں منسوخ کر دیا تھا وہ یہ تھا کہ ہماری قوم کو یہ خبر پہنچا دو کہ ہم اپنے رب کو مل گئے ہیں۔ وہ ہم سے راضی ہوگیا ہے اور ہم اس سے راضی ہوگئے ہیں۔

یہ الفاظ حدیث یحییٰ کے اور روایت اسماعیل میں ہے کہ تیس صبح تک بددعا فرماتے رہے قبیلہ رعل پر ، ذکوان پر ، بنولحیان پر اور عطیہ پر جس نے نافرمانی کی تھی اللہ اور رسول کی۔ ان کے صحابہ کے بارے میں قرآن نازل ہوا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسماعیل بن ابواویس سے۔ (کتاب الجہاد۔فتح الباری ۶/ ۱۳۱)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا یحییٰ بن یحییٰ سے۔ (کتاب المساجد۔حدیث ۲۹۷ ص ۴۶۸)

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بسطامی نے ، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ، ان کو خبر دی احمد بن حسین بن نصر حذاء عسکری نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالاعلیٰ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زریع نے ، ان کو سعید قتادہ سے ، اس نے انس بن مالک سے کہ رعل اور ذکوان اور عطیہ اور بنولحیان نے رسول اللہ ﷺ سے مدد مانگی تھی اپنے دشمن کے خلاف۔ حضور ﷺ نے ان کی مدد کی تھی ستر انصاریوں کے ساتھ۔ ہم لوگ ان کو قراء کا نام دیتے تھے اپنے زمانے میں۔

وہ دن میں لکڑیاں جمع کرتے تھے اور بیچتے تھے اور رات کو نمازیں پڑھتے تھے حتیٰ کہ وہ جب بیر معونہ گئے تو ان لوگوں نے ان کے ساتھ دھوکہ کیا اور ان کو قتل کر دیا۔ حضور ﷺ کو اس بات کی اطلاع پہنچی تو آپ نے ایک ماہ تک صبح کی نماز میں قنوت پڑھی صبح کی نماز میں آپ نے بددعا فرمائی تھی بعض قبائل کے خلاف۔ قبائل عرب میں سے خصوصاً رعل وذکوان اور عطیہ اور بنولحیان پر۔

حضرت انس بن مالک فرماتے ہیں ہم لوگوں نے ان کے بارے میں قرآن پڑھا تھا پھر وہ اُٹھا دیا گیا۔

بلغو اعنا قومنا انا لقينا ربنا فرضى عنا وارضانا ـ

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدالاعلیٰ بن حماد سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۹۔ فتح الباری ۷/ ۳۸۵)

حضرت حرام کا فزت ورب الکعبۃ کا نعرہ لگانا .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو عفان نے، ان کو سلیمان مغیرہ نے ثابت سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس نے اپنے گھر میں ایک تحریر لکھی اور فرمایا گواہ رہو اے قراء کی جماعت۔ کہتے ہیں کہ گویا کہ میں نے اس لقب کو ناپسند کیا اور اس نے کہا کہ اگر آپ ان کے نام ذکر کرتے اور ان کے والد کے نام تو یہ بہتر ہوتا۔ مگر انہوں نے کہا کہ کوئی حرج نہیں ہے اس میں کہ میں تم لوگوں کو معاشر قراء کہوں۔ کیا بھلا میں تمہیں حدیث نہ بیان کروں تمہارے ان بھائیوں کے بارے میں جن کو ہم لوگ عہد رسول میں قراء کہتے تھے۔

کہتے ہیں کہ پھر اس نے انصار میں سے ستر آدمیوں کا ذکر کیا کہ وہ لوگ ایسے تھے کہ رات ان کو ڈھانک لیتی تھی تو وہ مدینے سے معلم اور استاذ کے پاس آتے اور رات کو جاگتے اور رات بھر قرآن پڑھاتے تھے۔ جب صبح ہوتی جس کے پاس طاقت ہوتی وہ جا کر لکڑیاں جمع کرتے اور فروخت کرتے اور میٹھا پانی خرید کرتے۔ اور جس کے پاس گنجائش ہوتی وہ بکریاں چراتے، دودھ دوہتے، ان کی دیکھ بھال کرتے۔ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے کمروں سے وابستہ رہتے کوئی خدمت ہوتی کوئی کام ہوتا تو بجالاتے۔

جب حضرت خبیب شہید کر دیئے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو بھیجا تھا ان کے اندر میرے ماموں حرام بھی تھے، وہ بنو سُلیم کے ایک قبیلے کے پاس آئے تھے۔ وہ کہتے ہیں حرام نے اپنے امیر سے کہا تھا آپ مجھے چھوڑ دیجئے تاکہ میں ان لوگوں کو خبر دوں کہ ہم وہ نہیں ہیں یعنی ان جیسے نہیں ہیں وہ ہم لوگوں کے سامنے سے ہٹ جائیں۔ کہتے ہیں وہ ان کے پاس گئے، ان سے یہ بات کی لہٰذا ان میں سے ایک آدمی سامنے آیا اس نے نیزہ مار کر اس کے آرپار کر دیا۔ جب حرام کو نیزہ چبھا اس کے پیٹ کے اندر، اس نے کہا :

فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَةِ ۔ (ترجمہ) ربِ کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔

پھر وہ لوگ ان بقیہ پر پل پڑے، حتیٰ کہ ان میں سے کوئی خبر پہنچانے والا بھی باقی نہ رہ سکا۔

کہتے ہیں کہ میں نے نہیں دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس قدر کسی چیز پر غصے ہوئے ہوں یا غمگین ہوئے ہوں جس قدر اس واقعے پر ہوئے تھے۔ انس کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب بھی صبح کی نماز پڑھاتے تھے ہاتھ اُٹھا کر ان کے خلاف بددعا کرتے تھے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد ابوطلحہ کہتے تھے کیا تجھے حرام کے قاتل کے بارے میں کوئی بات معلوم ہے کہ اس کے ساتھ اللہ نے کیا کیا تھا؟ میں نے پوچھا، ابوطلحہ نے کہا کہ کچھ مت کہو وہ مسلمان ہو گیا ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی علی احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو عبید بن شریک نے، ان کو ابن ابومریم نے، ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو حمید نے کہ اس نے سُنا انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ انصار میں سے کچھ نوجوان تھے وہ توجہ کے ساتھ قرآن مجید سُنتے تھے۔ اس کے بعد وہ مدینے کے کونے کی طرف علیحدہ ہو جاتے تھے۔ ان کے گھر والے سمجھتے تھے کہ مسجد میں ہیں اور اہل مسجد سمجھتے تھے کہ وہ اپنے گھر میں ہیں۔ وہ رات کو نماز پڑھتے تھے حتیٰ کہ جب صبح قریب ہوتی ان میں سے بعض لکڑیاں جمع کر لیتے، بعض میٹھا پانی حاصل کر لیتے، پھر وہ سیدھے چلے آتے لکڑیاں لے کر، بعض پانی کی مشکیں لے کر۔ وہ لا کر رسول اللہ ﷺ کے کمروں کے پاس دروازوں پر رکھ دیتے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کو بیر معونہ کی طرف بھیجا تھا اور سارے کے سارے شہید کر دیئے گئے تھے۔ حضور ﷺ نے ان لوگوں کے خلاف پچیس دن تک بددعا فرمائی تھی جس نے انہیں قتل کیا تھا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو معاذ بن عنبری نے، ان کو سلیمان تیمی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی اسماعیل نے، ان کو محمد بن عبدالملک دقیقی نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو سلیمان نے ابومجلز سے، اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے مہینے بھر تک فجر کی نماز میں قنوت پڑھی تھی قبیلہ رعل کے اور ذکوان کے خلاف بددعا فرمائی تھی اور فرمایا کہ عطیۃ نے نافرمانی کی ہے اللہ کی اس کے رسول کی، اور معاذ کی ایک روایت میں ہے کہ قنوت پڑھی تھی رسول اللہ ﷺ نے ایک مہینے تک صبح کی نماز میں رکوع کے بعد بددعا فرماتے تھے رعل و ذکوان پر یہ دونوں قبیلے تھے بنوسُلیم کے۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث بن تیمی سے۔

(بخاری۔ کتاب الوتر۔ حدیث ۱۰۰۳۔ فتح الباری ۲/۴۹۰۔ مسلم۔ کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ۔ حدیث ۲۹۹ ص ۴۶۸)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ صوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی خلف یعنی ابن سالم نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابواسامہ نے (ح) وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر نے کہا ہمیں خبر دی ابن ناجیہ نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی ابن یحییٰ نے بن سعید سے، ان کو ابواسامہ نے، ان کو ہشام نے عروہ سے، اس نے اپنے باپ سے، اس نے سیدہ عائشہ سے، وہ فرماتی ہیں کہ ابوبکر صدیق نے نبی کریم ﷺ سے اجازت طلب کی مکے میں نکلنے کی، جب ان پر اذیت شدید ہوگئی تھی۔ حضور ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ ابھی ٹھہرے رہیں۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ! کیا آپ یہی چاہتے ہیں کہ یہ لوگ آپ کو نقصان پہنچادیں؟ یا تکلیف پہنچاتے رہیں؟ آپ نے فرمایا کہ میں اسی بات کی امید رکھتا ہوں۔ کہتے ہیں کہ ابوبکر نے رسول اللہ ﷺ کا انتظار کیا۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ اس کے پاس آئے ایک دن ظہر کے وقت اور ان کو بلایا۔ اور فرمایا کہ آپ باہر آئیے، کون ہے آپ کے پاس؟ ابوبکر نے کہا میری دونوں بیٹیاں ہیں کیا آپ کو معلوم ہے کہ تحقیق مجھے اجازت دے دی گئی ہے نکلنے کی؟ ابوبکر نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ پھر صحبت پکی اکٹھے چلیں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے ساتھ چلیں گے۔ انہوں نے کہا میرے پاس دو اُونٹنیاں ہیں ان کو میں نے روانگی کے لئے تیار کیا ہوا ہے۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک اُونٹنی حضور ﷺ کو دے دی تھی وہی اُونٹنی جَدْعَاء تھی (کان کٹی)۔ دونوں سوار ہو کر غار پہنچے وہ غار ثور ہی ہے۔ دونوں اسی کے اندر چھپ گئے تھے۔ عامر بن فہیرہ غلام تھا عبداللہ بن طفیل بن سخرہ کا اور عبداللہ بعدہ عاشر بھائی تھا ماں کی طرف سے۔ ابوبکر صدیق کی بکریاں تھیں دودھ والی، وہ غلام صبح و شام ان کو غار کے پاس لے جاتا تھا اور جب اندھیرا ہو جاتا تو وہ دودھ غار میں پہنچادیتا پھر اندھیرے میں بکریاں واپس لے آتا۔ یوں کسی نے محسوس بھی نہ کیا چرواہوں میں سے، جب وہ دونوں کے ساتھ نکلا تو انہوں نے اس کو اپنے پیچھے چلنے کو کہا حتیٰ کہ مدینے پہنچ گیا۔ (ابن ناجیہ کی حدیث ختم ہوئی)

دوسرے روای نے یہ اضافہ کیا ہے کہ عامر بن فہیرہ بیر معونہ والے دن شہید ہوگئے تھے اور عمرو بن اُمیہ ضمری قید ہوگئے تھے۔ مگر عامر بن طفیل نے ان سے کہا تھا، یہ کون ہے؟ اور اشارہ کیا تھا مقتول کی طرف۔ عمرو بن اُمیہ نے بتایا کہ یہ عامر بن فہیرہ ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ وہ قتل کے بعد آسمان کی طرف اُٹھالیا گیا ہے۔ حتیٰ کہ میں دیکھتا رہ گیا کہ آسمان کی طرف عامر بن فہیرہ کے اور زمین کے درمیان۔

کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ان شہیدوں کی خبر آئی تو آپ ﷺ نے صحابہ کو ان کی موت کی خبر دی۔ اور آپ نے فرمایا کہ تمہارے ساتھی ہلاک کر دیئے گئے ہیں اور انہوں نے اپنے ربّ سے التجا کی ہے کہ اے ہمارے ربّ! ہماری طرف سے ہمارے بھائیوں کو خبر دے دیجئے اس بات کی کہ ہم آپ سے راضی ہوگئے اور آپ ہم سے راضی ہیں۔ کہتے ہیں کہ پھر اللہ نے ان کو ان کے بارے میں خبر دے دی۔ کہتے ہیں کہ اس دن شہید کئے گئے تھے ان میں سے عروہ بن اسماء بن صلت نام رکھا گیا تھا ان کا عروہ، اور منذر بن عمرو ذکر کیا گیا ان کا منذر۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں عبید بن اسماعیل سے، اس نے ابواسامہ سے، اس قول تک کہ قتل کر دیئے گئے تھے اس دن عامر بن فہیرہ بیر معونہ والے دن۔

پھر کہا کہ ابوسامہ سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہشام بن عروہ نے کہا کہ مجھے خبر دی میرے والد نے، یہ کہتے ہیں کہ جب وہ لوگ قتل کر دیئے گئے جو بیر معونہ والے مقام پر تھے اور قید کئے گئے تھے عمرو بن اُمیہ ضمری تو عامر بن طفیل نے اس سے کہا تھا۔ پھر راوی نے اسی طرح ذکر کیا ہے جس طرح ہم نے ذکر کیا ہے اور انہوں نے اس میں یہ اضافہ کیا ہے، پھر رکھا گیا۔ میں کہتا ہوں کہ اسی طرح روایت ہشام بن عروہ کی اپنے والد سے۔ عامر بن فہیرہ کی شان میں کہ وہ اُوپر کو اٹھالئے گئے تھے پھر رکھ دیئے گئے۔

(۸) تحقیق ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی واقدی نے، ان کو مصعب بن ثابت نے ابوالاسد سے، اس نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ منذر بن عمرو نکلے۔

راوی نے پورا قصہ ذکر کیا ہے اور اس میں کہا ہے کہ عامر بن طفیل نے کہا تھا عمرو بن اُمیہ سے، کیا آپ اپنے اصحاب کو پہچانتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ لہٰذا انہوں نے مقتولین میں چکر لگایا اور وہ ان سے ان کے نسب بھی پوچھنے لگے اور کہا کہ کیا ان سے کسی ایک کو ان میں سے غائب پاتے ہیں؟ انہوں نے کہا کہ میں ابوبکر کو غائب پاتا ہوں، اس کو عامر بن فہیرہ کہتے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ تم لوگوں میں کیسے آدمی تھے؟ میں نے بتایا کہ وہ ہم لوگوں میں افضل تھے۔ اس نے کہا میں آپ کو ان کے بارے میں خبر نہ دے دوں؟ اور اس نے ایک آدمی کی طرف اشارہ کیا اور کہا کہ اس شخص نے ان کو نیزہ مارا تھا۔ پھر اس نے اپنا تیر یا نیزہ کھینچ لیا تھا۔ لہٰذا وہ آدمی آسمان کی بلندی میں چلا گیا حتیٰ کہ اللہ کی قسم میں اس کو نہیں دیکھ رہا ہوں۔

عمرو کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ وہ عامر بن فہیرہ تھے اور وہ وہ تھے کہ جن کا قاتل بنوکلاب میں سے ہے اُسے جبار بن سلمی کہتے تھے۔ ذکر کیا گیا ہے کہ جب اس نے ان کو برچھا مارا تو میں نے سُنا کہ انہوں نے یوں کہا تھا، فُزْتُ وَرَبِّ الْكَعْبَة رب کعبہ کی قسم میں کامیاب ہو گیا۔ میں نے دل میں سوچا کہ کیا مطلب اس کا کہ میں کامیاب ہو گیا۔ لہٰذا میں ضحاک بن سفیان کلامی کے پاس آیا اور میں نے اس کو خبر دی اس وقوعے کی۔ اور میں ان سے پوچھا ان کے اس قول کے بارے میں کہ اللہ قسم میں کامیاب ہو گیا۔

اس نے کہا کہ اس سے جنت مراد ہے اور اس نے مجھ پر اسلام پیش کیا میں نے بات مان لی۔ پھر اس نے مجھے اسلام کی دعوت دی اس لئے کہ جو میں عامر بن فہیرہ کے مقتل میں دیکھا تھا اور یہ کہ کس نے اس کو آسمان کی طرف اُٹھایا تھا۔ فرمایا کہ پھر ضحاک نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا کہ فرشتوں نے اس کے جُثّے کو چھپا لیا تھا۔ اور وہ علیین میں اُتار دیئے گئے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۷۲)

(مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ وہ اُٹھالئے گئے تھے پھر رکھ دیئے گئے پھر وہ غائب پائے گئے تھے۔ اس کے بعد بایں وجہ کہ فرشتوں نے ان کے جُثّے کو دفن کر دیا تھا۔

ہم نے مغازی ابن موسیٰ میں روایت کیا ہے اس قصے کے بارے میں۔ وہ لکھتے ہیں کہ عروہ بن زبیر نے کہا تھا کہ عامر کا جسد نہیں پایا گیا تھا تو سب یہ خیال کر رہے تھے کہ فرشتوں نے اس کو دفن کر دیا۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۷۲)

☆☆☆

باب ۵۵

غزوۂ بنونضیر

اور اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ کو بنونضیر کے ارادے کی خبر دینا جو انہوں نے مکر کیا تھا اور زہریؒ کا خیال یہ تھا کہ یہ اُحد سے پہلے ہوا تھا۔ جبکہ دوسروں کا خیال ہے کہ یہ اُحد کے بعد ہوا اور بیر معونہ کے واقعہ کے بھی بعد میں ہوا اور اس بارے میں اخبار پہلے گزر چکی ہیں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ بنونضیر کی طرف گئے۔ ان سے استعانت مدد چاہتے تھے ان دو قتل کے بارے میں جو بنوعامر کے ہوئے تھے جن کو عمر بن اُمیہ ضمری نے قتل کیا تھا۔

اس روایت میں جو مجھے حدیث بیان کی ہے یزید بن رومان نے اور بنونضیر اور بنوعامر کے درمیان معاہدہ اور حلیف تھا جب رسول اللہ ﷺ ان لوگوں کے پاس گئے۔ آپ ان سے استعانت چاہتے تھے دیت کے بارے میں (کہ بنوعامر سے کہیں وہ دیت لے لیں)۔ بنونضیر کے یہود نے کہا ٹھیک ہے اے ابوالقاسم! ہم آپ کی مدد کریں گے اس پر جو آپ پسند کرتے ہیں، جیسے آپ نے اس بارے میں مدد چاہی ہے۔

اس کے بعد وہ ایک دوسرے کے ساتھ علیحدہ باتیں کر کے آئے۔ آپس میں کہنے لگے آج موقع اچھا ہے، ایسا موقع پھر ہاتھ نہیں آئے گا۔ رسول اللہ ﷺ دیوار کی جانب ان کے گھروں کے پاس بیٹھے تھے۔ انہوں نے کہا کہ کون شخص ہے جو محمد (ﷺ) پر بھاری پتھر گرا دے چھت کے اوپر کھڑے ہو کر اور اس کو قتل کر دے اور وہ ہماری جان چھوڑ دے۔

چنانچہ اس کام کے لئے ان میں سے ایک بدبخت تیار ہو گیا اس کا نام عمرو بن جحاش بن کعب تھا (الزرقانی ۹۳/۲)۔ اس نے کہا کہ میں یہ کام کر دیتا ہوں، لہٰذا وہ پتھر پھینکنے کے لئے چھت پر بھی چڑھ گیا اور رسول اللہ ﷺ اپنے صحابہ کی جماعت میں تھے۔ ان میں ابوبکر صدیق تھے، عمر بن خطاب تھے، علی تھے۔ مگر حضور ﷺ کے پاس آسمان سے خبر پہنچ گئی قوم کے ارادے کے بارے میں۔ لہٰذا حضور ﷺ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ تم لوگ یہیں رہو اور آپ خاموشی سے اُٹھ کر مدینہ روانہ ہو گئے۔

جب حضور کو دیر ہو گئی تو صحابہ آپ کی تلاش میں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ مدینے سے کوئی آدمی آ رہا تھا اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نے حضور ﷺ کو مدینے میں داخل ہوتے ہوئے دیکھا ہے۔ لہٰذا اصحاب بھی حضور ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ حضور نے ان کو یہودیوں کے ارادے کے بارے میں خبر دی جو انہوں نے غداری کا پروگرام بنایا تھا۔ لہٰذا حضور ﷺ نے ان کے ساتھ جنگ کرنے اور ان پر حملہ کرنے کے لئے روانہ ہونے کا حکم دے دیا۔ حضور ﷺ لوگوں کو لے کر پہنچے تو اب ان کے پاس جا کر اُترے۔ لہٰذا یہود حضور سے چھپ گئے اور انہوں نے اپنے قلعہ میں پناہ لی۔ حضور ﷺ نے حکم دیا کہ ان کی کھجوروں کے درخت کاٹ دو اور جلا دو۔ وہ چیخے کہ محمد (ﷺ) تم تو فساد سے منع کرتے تھے اور جو کوئی ایسا کرتا تھا آپ اس کو عیب لگاتے تھے تمہیں کیا ہو گیا ہے کہ تم کھجوروں کو کاٹ رہے ہو اور ان کو جلا رہے ہو۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۴۳/۳)

(۲) ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو حزم نے، وہ کہتے ہیں کہ جب بنونضیر نے رسول اللہ ﷺ سے چھپنے کے لئے قلعہ میں پناہ لے لی تو حضور نے ان کی کھجوریں کاٹنے اور جلانے کا حکم دیا۔ انہوں نے کہا، اے ابوالقاسم! آپ تو فساد کو پسند نہیں کرتے تھے۔ لہٰذا اللہ نے یہ آیت اُتاری اس بارے میں کہ یہ فساد نہیں ہے۔

اللہ نے فرمایا :

ما قطعتم من لينة أو تركتموها قائمة على اصولها فباذن الله وليخزى الفاسقين ۔ (سورۃ الحشر : آیت ۵)

جو کچھ تم نے کاٹنے میں کھجوروں کے تنے یا ان کو اپنے تنوں کھڑے چھوڑ دیا ہے تو یہ اپنی مرضی سے نہیں کیا تم نے، بلکہ یہ سب کچھ اللہ کے حکم کے تحت ہوا ہے۔ اور اس لئے ہوا ہے تا کہ وہ فاسقوں اور نافرمانوں کو رسوا کر دے، یہ فساد نہیں ہے۔

(۳) ابن اسحاق سے مروی ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوسعد شرجیل بن سعد نے، اللہ کی قسم میں نے دیکھا بعض کھجور بنونضیر کی بے شک بعض ان میں جلی ہوئی تھیں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی محمد بن اسماء نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی میرے چچا جدید بن اسماء نے نافع سے، اس نے عبداللہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے کہ انہوں نے بنونضیر کی کھجوریں جلا دیں اور کاٹ دیں، یہ بویرہ تھیں۔ اسی بارے میں حضرت حسان نے کہا تھا۔

وهان على سراة بنى لؤى حريق بالبويرة مستطير

ذلت تھی بنی لؤی کے سرداروں کے لئے بویرہ میں کھجوروں کا جلانا جا پھیل گیا تھا۔

مراد صادید قریش ہیں کیونکہ قریش وہ تھے جنہوں نے کعب بن اسد قرظی کو جو کہ صاحب عقد تھا بنوقریظہ کا اس کو ابھارا تھا نقض عہد کرنے پر اس کے اور نبی کریم کے درمیان۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق بن نصر سے، اس نے حبان سے۔ (کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۳۲۹)

اس نے جویریہ بن اسماء سے، اس نے اس میں اضافہ کیا ہے کہ اس کو جواب دیا تھا ابوسفیان بن حارث نے۔

أدام الله ذلك من صنيع وحرق فى نواحيها السعير

ستعلم اينا منه بنزه وتعلم اى ارضينا تضير

اللہ ہمیشہ رکھے اس فعل کو اور اس کے اطراف کو بھی آگ جلاتی رہے یعنی ارد گرد کو اور مدینے کو بھی آگ لگے۔ (بحالت کفر انہوں نے یہ بد دعا کی تھی)

عنقریب تم جان لو گے کہ ہم تم میں سے کون خوش ہے۔ تم جان لو گے جی کونسی زمین نقصان میں ہے۔ (مدینہ دارالسلام یا مکہ دارالکفر)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسین بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ابوالعباس سراج نے، ان کو ابوالمنذ رنے، ان کو یحیٰ بن حماد نے، ان کو جویریہ، پھر اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اور اس نے کہا ہے حدیث میں کہ بنونضیر کی کھجوروں کو جلا دیا تھا اس کے لئے حسان کہتے ہیں پھر انہوں نے شعر کا ذکر کیا اور اس کو جواب بھی، اور انہوں نے لفظ هَانَ کہا ہے وهان نہیں کہا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابومحمد بن ابوحامد مقری نے اور ابواحمد بن حسن قاضی نے اور ابوصادق محمد بن احمد عطار نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی لیث بن سعد نے نافع سے، اس نے عبداللہ بن عمر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کی کھجوریں جلا دیں تھیں اور کاٹ ڈالی تھیں یہ ابھی چھوٹی تھیں۔

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری :

ما قطعتم من لينة او تركتموها قائمة على اصولها فباذن الله وليخزى الفاسقين ۔ (سورۃ الحشر : آیت ۵)

بخاری و مسلم نے اسے روایت کیا ہے قتیبہ سے، اس نے لیث سے۔ (بخاری کتاب التفسیر۔ مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۲۹ ص ۱۳۶۵)

(۷)　ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین بن داؤد علوی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو حامد بن شرقی نے، ان کو محمد بن یحییٰ زہری نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ہشیم بن جمیل نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے زائدہ نے، عبیداللہ سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے بنونضیر کی کھجوروں کے درخت جلا دیئے تھے اور کاٹ ڈالے تھے، اس بارے میں حسان نے کہا تھا:

وهان على سراة بني لؤی　　　حريق بالبويرة مستطير

محمد بن یحییٰ کہتے ہیں کہ ہشیم نے کہا کہ میں زائدہ کے تھا ارض روم میں۔ انہوں نے مجھے یہ حدیث بیان کی، پھر انہوں نے مجھے حکم دیا جلانے کے بارے میں۔

(۸)　ہمیں خبر دی ابوالحسن علوی نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالازہر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن شرجیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن حزیم موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے یہ کہ بنونضیر یہود اور بنوقریظہ نے رسول اللہ ﷺ سے جنگ کی تھی اور رسول اللہ ﷺ نے بنونضیر کو جلاوطن کر دیا تھا اور بنوقریظہ کو ٹھہرنے دیا تھا اور ان پر احسان کیا تھا، حتیٰ کہ اس کے بعد قریظہ نے بھی جنگ شروع کر دی تھی۔ راوی نے حدیث ذکر کی ہے جیسے پہلے گزر چکی ہے۔

بخاری مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/ ۳۲۹۔ مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۶۲ ص ۱۳۸۷۔ ۱۳۸۸)

(۹)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن محمد الکعفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن عقبہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یزید صالح نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی بکیر بن معروف نے مقاتل بن حیان سے کہ اللہ کا یہ فرمان:

يخربون بيوتهم بايديهم و ايدی المؤمنين ۔ (سورۃ الحشر: آیت ۵)

یہود اپنے ہاتھوں سے اپنے گھروں کو ویران کر رہے تھے اور مؤمنوں کے ہاتھوں سے بھی۔

کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ان سے قتال کر رہے تھے جب کسی گھر پر یہ اوطاق پر قابض ہوتے تھے اس کی دیواریں گرا دیتے تھے تاکہ قتال کے لئے وہ جگہ مل سکے اور یہودی جب مغلوب ہوتے تھے کسی گھر میں یا مکان میں اس کو پیچھے سے سراخ اور نقب لگا دیتے تھے اس کے بعد اس کو قلعہ بنا لیتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

فاعتبروا يا اولى الابصار ۔ (ترجمہ) عبرت حاصل کرو اے عقل و بصیرت والو۔

نیز اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان:

ما قطعتم من لينة او تركتموها قائمة على اصولها (تا) فاسقين ۔ (سورۃ الحشر: آیت ۵)

مراد یہ ہے لینۃ سے، کھجور کا درخت یہود کو زیادہ محبوب تھے۔ نوکروں چاکروں سے اور خود اولاد سے۔ اس کے ثمر کو لون کہتے تھے۔ یہودیوں نے نبی کریم ﷺ کی طرف سے ان کی کھجوروں کو کاٹنے اور درختوں کو کاٹتے وقت کہا تھا، اے محمد! آپ تو کہتے تھے کہ اصلاح کا ارادہ رکھتے ہیں کیا بھلا درختوں کاٹ ڈالنا کھجوروں کو برباد کر دینا ہی اصلاح ہے؟ یا فساد ہے؟

نبی کریم پر یہ بات گراں گزری اور مسلمان اپنے دل میں ناراض ہوئے ان کی اس بات سے اور کچھ خفت بھی محسوس کی کہ یہ سارا عمل فساد نہ بن جائے۔ لہٰذا ایک دوسرے سے کہنے لگے نہ کاٹو کیونکہ یہ تو اللہ نے ہمیں مال بطور فے اور غنیمت کے دیا ہے۔ جنہوں نے کاٹا تھا وہ کہنے لگے کہ ہم ایسا کر کے یہودیوں کو خوب جلانا چاہتے ہیں، لہٰذا اس پر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی:

ما قطعتم من لينة ۔ یعنی کھجور وغیرہ تو یہ اللہ کے حکم سے ہوا ہے اور اللہ کی اجازت سے ہوا ہے۔ اور جس کو چھوڑ رکھا ہے

(او تركتموها قائمة علىٰ اصولها) وہ بھی اللہ کی اجازت کے ساتھ ہے۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ کا دل بھی مطمئن ہو گیا اور اہل ایمان کا دل بھی۔

(ولیخزی الفاسقین) مراد ہے اہل نضیر، لہٰذا کھجوروں کا کاٹنا اور درختوں کو تباہ کرنا ان کے لئے رسوائی تھا۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن کامل قاضی نے، ان کو محمد بن سعد عوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے ہمارے چچا سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے ہمارے دادا سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو محاصرہ کیا تھا، حتیٰ کہ آپ اس بارے میں انتہائی حد تک پہنچ گئے تھے۔ لہٰذا انہوں نے آپ کا ہر وہ مطالبہ پورا کیا جو آپ ان سے چاہتے تھے اس لئے حضور ﷺ نے ان سے صلح کر لی تھی اس شرط پر کہ وہ ان کے خون محفوظ کر دیں گے اور ان کو ان کی سرزمین سے ان کے وطنوں سے نکال دیں گے اور ان کو محفوظ راستہ دیں گے اذرعات شام تک اور ان میں سے ہر تین افراد کے لئے ایک اونٹ فراہم کریں گے اور پانی فراہم کریں گے۔ جلاوطنی سے مراد ان کو ان کی اپنی زمین سے دوسری زمین کی طرف نکالنے کا نام ہے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابومنصوری نصروی نے، ان کو احمد بن نجدہ نے، ان کو سعید بن منصور نے، ان کو ہشیم نے ابو بشر سے، اس نے سعید بن جبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا ابن عباس سے کہ سورہ الحشر کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ بنونضیر کے بارے میں نازل ہوئی تھی۔ (سورۂ حشر)

اس کو بخاری نے نقل کیا صحیح میں دوسرے طریق سے، اس نے ہشیم سے۔ (کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۸۸۲۔ فتح الباری ۸/ ۶۲۸۔ ۶۲۹)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن احمد بن حسن بن اسحاق بزار نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابومحمد عبداللہ بن محمد بن اسحاق فاکہی نے، ان کو ابویحییٰ بن ابومسرہ نے، ان کو یعقوب بن محمد زہری نے، ان کو ابراہیم بن جعفر بن نمیر بن محمود بن محمد بن مسلمہ نے اپنے والد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا سے، اس نے محمد بن مسلمہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو بھیجا تھا بنونضیر کی طرف اور اسے حکم دیا تھا کہ ان کی جلاوطنی (ترک وطن کرنے) کے لئے تین راتوں کی مہلت دے دے ان لوگوں کو۔ (الواقدی ۱/ ۳۶۶۔ سیرۃ الشامیہ ۴/ ۴۵۵)

باب ۵۶

بنونضیر کو جلاوطن کرنے کے بعد عمرو بن سُعدیٰ یہودی کا یہودیوں کو اسلام کی دعوت دینا اور اس کا اعتراف کرنا بعض دیگر یہود کا بھی اعتراف کرنا کہ تورات کے اندر نبی کریم ﷺ کی تعریف موجود ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبد اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو محمد بن عمرو واقدی نے، ان کو ابراہیم بن جعفر نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ جب بنونضیر مدینے سے نکل گئے تو عمرو بن سُعدیٰ آئے انہوں نے اپنے گھر کا چکر لگایا اور اس کی ویرانی دیکھی تو اس نے سوچ بچار کی۔ اس کے بعد وہ پلٹ کر قریظہ کے پاس آیا، اس نے ان کو ایک کنیسہ پایا۔ چنانچہ ان کے قرن میں پھونک ماری گئی، لہٰذا وہ لوگ جمع ہو گئے۔ پس زبیر بن باطا نے کہا، اے ابوسعید آپ کہاں تھے؟ آج صبح سے ہم نے آپ کو دیکھا نہیں؟ کیونکہ وہ کنیسہ سے جدا نہیں ہوتا تھا اور یہودیت میں انتہائی عبادت گزار بنا ہوا تھا (اللہ والا بنا ہوا تھا)۔

اس نے کہا میں نے آج کئی عبرتیں دیکھی ہیں جن کے ساتھ ہم لوگ عبرتیں دلائے گئے ہیں۔ میں اپنے بھائی بندوں کے گھر اور ٹھکانے جا کر دیکھے ہیں جو کہ ویران پڑے ہیں۔ اس عزت اور غلبے اور مضبوطی کے باوجود اور وافر شرف اور کامیاب عقل وفراست رکھنے کے

باوصف وہ لوگ اپنے مالوں کو چھوڑ گئے ہیں اور دوسروں کو اس کا مالک کر گئے ہیں اس طرح نکل گئے ہیں جیسے عاجز ہو کر چھوڑ جاتا ہے۔ قسم ہے تو راۃ کی یہ کیفیت کسی ایسی قوم پر زبردستی ہرگز نہیں کی جاتی، اللہ کو جن کے باقی رکھنے کی ضرورت ہوتی ہے۔

تحقیق اللہ اس کو اس سے قبل کعب بن اشرف کے ساتھ بھی واقع کر چکا تھا جو یہود میں سے بڑا عزت دار تھا۔ اللہ نے اس کو اپنے گھر میں امن سے رکھا تھا۔ اور یہی کیفیت اللہ واقع کر چکا ہے ابن سُنَیْنَہ کے ساتھ جو کہ ان کا سردار تھا اور یہی حالت واقع کر چکا ہے بنی قینقاع کے ساتھ، وہ یہود کے اہل جد تھے ان کے بڑے تھے۔ وہ اہل اسباب تھے، اہل اسلحہ تھے اور اہل قوت وشجاعت تھے۔ ان کو قید کر ڈالا جو انسان بھی ان میں سر نکالتا تھا اسی کو قید کر لیا جاتا۔ چنانچہ ان کے بارے میں بات چیت کی گئی تو انہیں چھوڑ دیا گیا اس شرط پر کہ انہیں یثرب سے جلاوطن ہونا اور نکل جانا ہوگا۔

اے میری قوم! تم یہ دیکھ چکے ہو میں نے جو کچھ دیکھا ہے۔ لہٰذا اب تم میری بات مانو، وہ یہ ہے کہ تم آؤ ہم محمد ﷺ کی اتباع کر لیتے ہیں۔ اللہ کی قسم! تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ وہ نبی ہے اور ہم لوگوں کو اس کے بارے میں بشارت دی تھی اور اس کے معاملے کی اطلاع دی تھی ابن الہیبان ابوعمیر نے اور ابن حراش نے۔ وہ دونوں یہود کے سب سے بڑے عالم تھے دونوں بیت المقدس سے آئے تھے، وہ دونوں اس کی آمد کی امید ظاہر کر رہے تھے۔ انہوں نے محمد ﷺ کی اتباع کرنے کا حکم دیا تھا اور ان دونوں نے ہم لوگوں سے کہا تھا کہ ہم لوگ محمد ﷺ کو ان دونوں کی طرف سے سلام دیں۔ پھر وہ دونوں اپنے دین پر ہی فوت ہو گئے تھے اور ہم ہی لوگوں نے ان کو دفن کیا تھا اپنے اسی حرہ میں۔ چنانچہ یہ سُن کر قوم خاموش ہو گئی، ان لوگوں میں سے کسی کلام کرنے والے نے کلام نہیں کیا۔ لہٰذا عمرو بن سُعدیٰ نے اپنے اسی کلام کا پھر اعادہ کیا (یعنی دوبارہ اس نے یہودیوں کو اسلام کی دعوت دی)۔ اور ان کو جنگ سے ڈرایا اور قیدی بننے سے اور جلاوطن ہونے سے ڈرایا۔

پس زبیر بن باطا نے کہا تحقیق قسم ہے تو راۃ کی میں نے کتاب باطا توراۃ میں ان کی (محمد ﷺ) کی تعریف وصفت خود پڑھی ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر اُتری تھی۔ اس مثانی میں نہیں ہے جو ہم بیان کرتے ہیں۔

راوی کہتے ہیں کہ کعب بن اسد یہود نے زبیر سے کہا، اے ابوعبدالرحمٰن آپ کو کونسی چیز ان کی (محمد ﷺ) کی اتباع سے مانع ہے۔ زبیر نے جواب دیا کہ تم ہو۔ کعب نے کہا کہ کیوں؟ توراۃ کی قسم ہے میں تیرے اور اس کے (محمد ﷺ) درمیان ہرگز حائل نہیں ہوں (یعنی تم آزاد ہو چاہو تو ایمان لے آؤ)۔ زبیر باطا نے کہا کہ آپ ہمارے صاحب عہد اور ہمارے عقد ہیں (یعنی بسط وکشاد کے مالک ہیں)۔ آپ اگر اس کی (محمد ﷺ) کی اتباع کریں گے تو ہم بھی اس کی (محمد ﷺ) اتباع کریں گے۔ اور اگر آپ اس کی (محمد ﷺ) کی اتباع سے انکار کریں گے تو ہم بھی اس سے انکار کریں گے۔

اس پر عمرو بن سُعدیٰ کعب کی طرف متوجہ ہوا اور وہ بات چیت ذکر کی جو دونوں نے اس بارے میں کی تھی یہاں تک کہ کعب نے کہا کہ میرے پاس اس کے (محمد ﷺ) معاملے میں اس کے سوا کچھ نہیں ہے جو کچھ میں نے کہہ دیا ہے میرا نفس (دل) خوش نہیں ہوتا اس بات پر کہ میں تابع ہو جاؤں۔ (الواقدی ۵۰۳-۵۰۴-البدایۃ والنہایۃ ۴/۸۰-۸۱-سیرۃ الشامیہ ۴۶۳-۴۶۵)

☆☆☆

(نوٹ) اس واقعہ کی مزید تفصیل محشی کی کتاب ہذا ڈاکٹر عبدالمعطی نے سیرت شامیہ کے حوالے سے نقل کی ہے جس کو ہم نے بخوف طوالت نقل نہیں کیا (من ادارہ فلیطالع فی دلائل النبوۃ ہذا المقام)۔ مترجم

باب ۵۷

غزوۂ بنولِحیان

یہ وہی غزوہ ہے جس میں نبی کریم ﷺ نے صلاۃ الخوف پڑھائی تھی مقام عسفان میں۔ جس وقت ان کے پاس آسمان سے خبر آ گئی تھی مشرکین کے ارادوں کے بارے میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمار نے اور سلمہ بن محمد اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ آپ جمادی اولیٰ میں بنوقریظہ سے صلح ہونے کے چھ ماہ پورے ہونے پر بنولحیان کی طرف روانہ ہوئے تھے مقام رجیع والوں کی تلاش میں۔ مثلاً حضرت خبیب ؓ اور ان کے احباب کی تلاش میں۔ اور ظاہر یہ کیا تھا کہ شام کے ملک جانے کا ارادہ رکھتے ہیں تاکہ مخالف لوگوں کو دھوکہ میں رکھ سکیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم وغیرہ نے، انہوں نے کہا کہ جب حضرت خبیب شہید کر دیئے گئے اور ان کے اصحاب بھی تو رسول اللہ ﷺ ان کے خون کا بدلہ طلب کرنے کے لئے روانہ ہوئے تاکہ بنولحیان سے خفیہ طریقے سے پہنچ کر بدلہ لے سکیں۔ لہٰذا آپ شام کے راستے پر روانہ ہو گئے اور لوگوں کے سامنے یوں ظاہر کیا جیسے وہ بنولحیان کے پاس جانے کا ارادہ نہیں رکھتے۔ ایسے اس لئے کیا تاکہ خاموشی سے ان کے اُوپر پہنچ جائیں یہاں تک کہ آپ ارض بنولحیان میں جا اُترے قبیلہ ہذیل کے قریب۔

آپ نے ان کو اس حال میں پایا کہ وہ پہلے سے ڈرا دیئے گئے تھے۔ لہٰذا انہوں نے پہاڑوں کی چوٹیوں پر پناہ لے رکھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ہم عسفان میں اُترتے تو قریش دیکھ لیتے کہ ہم مکہ میں آ گئے ہیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ سو آدمیوں کے ساتھ روانہ ہو کر عسفان میں اُترے پھر آپ نے دو گھڑسوار بھیجے حتیٰ کہ مقام کراء الغمیم تک پہنچے۔ اس کے بعد اس کی طرف پھر گئے۔ ابوعباس زرقی نے ذکر کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے یہاں صلوٰۃ الخوف پڑھائی تھی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابونصر قتادہ نے اور ابوبکر محمد بن ابراہیم فارسی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن مطر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن علی ذہلی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو خبر دی جریر نے منصور سے اس نے مجاہد سے، اس نے ابوعباس زرقی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے مقام عسفان میں اور مشرکین پر خالد بن ولید تھے۔ ہم نے ظہر کی نماز پڑھی تھی۔ مشرکین نے کہا کہ اگر یہ لوگ کاش کہ ایسی حالت پر ہوتے کہ اگر ہم ارادہ کرتے تو دھوکہ سے ان کو مار سکتے (تو ایسا ضرور کرتے) اور نماز میں قصر کرنے کی آیت ظہر اور عصر کے مابین نازل ہوئی تھی اس لئے لوگوں نے ہتھیار پہن کر رسول اللہ ﷺ کے پیچھے صفیں بنائی تھیں۔

دو صفیں قبلہ کی طرف منہ کر کے جبکہ مشرکین ان کی جانب منہ کئے ہوئے تھے۔ رسول اللہ نے تکبیر تحریمہ کہی تو سب لوگوں نے تکبیر کہی تھی اس کے بعد حضور نے رکوع کیا اور سب لوگوں نے اجتماعی رکوع کیا تھا، اس کے بعد آپ نے سر اُٹھایا رکوع سے تو سب لوگوں نے سر اُٹھائے۔ اس کے بعد حضور نے سجدہ کیا تو اس صف نے سجدہ کیا جو آپ کے قریب کھڑی تھی۔ دوسرے لوگ کھڑے مشرکین کی نگرانی کرتے رہے۔ جب یہ قریب صف والے اپنے سجدے سے فارغ ہو گئے تو دوسروں نے سجدہ کیا مگر وہ صف توڑ دی گئی جو حضرت کے قریب تھی اور دوسرے لوگ آگے بڑھ گئے اور ان پہلی صف والوں کی جگہ پر جا کر کھڑے ہوئے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے رکوع کیا اور ان کے ساتھ سب نے اجتماعی رکوع کیا، پھر آپ نے رکوع سے اپنا سر اٹھایا تو سب نے سر اٹھایا پھر حضور نے سجدہ کیا اور اس صف نے بھی سجدہ کیا جو آپ کے قریب تھی دوسرے لوگ مشرکین کی نگرانی کرتے رہے یہ لوگ اپنے سجدے سے فارغ ہو گئے تو ان دوسروں نے بھی سجدہ کیا پھر سب لوگ حضور کے ساتھ سیدھے ہو کر اجتماعی طور پر بیٹھ گئے۔ پھر حضور ﷺ نے ان سب پر اجتماعی سلام فرمایا۔ حضور ﷺ نے یہ نماز مقام عسفان میں پڑھائی تھی اور بنی سلیم والے دن پڑھائی تھی۔ (ابوداؤد۔ کتاب الصلوۃ الخوف۔ حدیث ۱۲۳۶ ص ۲۱/۲)

نماز کی اس صفت والی روایت کو سلیم بن حجاج نے صحیح میں نقل کیا ہے عطا کی حدیث سے جابر بن عبداللہ انصاری سے۔
(مسلم۔ باب الصلوۃ الخوف۔ حدیث ۳۰۷ ص ۵۷۴)

مگر اس نے اس جگہ کا ذکر نہیں کیا جس جگہ حضور ﷺ نے یہ نماز پڑھائی تھی اور ابوعیاش کا قول بھی ذکر نہیں کیا اور مشرکین پر خالد بن ولید تھے۔ تحقیق بعض اہل مغازی نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ غزوہ بنولحیان غزوہ بنوقریظہ کے بعد ہوا تھا۔

(۴) اور واقدی نے اپنی اسناد کے ساتھ خالد بن ولید سے ذکر کیا ان کے مسلمان ہونے کے قصہ میں، کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے تھے تو خالد کہتے ہیں کہ میں مشرکین کے ساتھ نکلا تھا۔ میں رسول اللہ کو ان کے اصحاب کے ساتھ مقام عسفان میں ملا تھا۔ لہٰذا میں آپ کے مقابلے پر کھڑا ہوا تھا اور میں ان کے در پے ہوا تھا۔ حضور نے اصحاب کو ظہر کی نماز پڑھائی تھی۔ ہم لوگوں کے آگے۔ ہم لوگوں نے ارادہ کر لیا تھا کہ ہم ان پر حملہ کر دیں پھر ہمارا عزم پکا نہ ہو سکا تھا۔ چنانچہ حضور مطلع ہو گئے تھے اس پر جو ہمارے دلوں میں ارادہ تھا ان کے بارے میں۔ لہٰذا انہوں نے اپنے اصحاب کو جب نماز پڑھائی تو وہ صلوۃ الخوف پڑھائی۔ (المغازی للواقدی ۷۴۶)

(۵) تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے ان کو خبر دی عبداللہ جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو ہشام نے ابوزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو ظہر کی نماز پڑھائی تھی مقام نخل میں۔ لہٰذا مشرکین نے ان پر حملہ کرنے کا ارادہ کر لیا تھا، پھر وہ کہنے لگے اچھا رہنے دو ان کو۔ یہ ان مسلمانوں کی نماز ہے جو کہ ان کو اپنے بیٹوں سے زیادہ محبوب ہے۔

فرمایا کہ پھر جبرئیل علیہ السلام اُترے رسول اللہ ﷺ پر۔ انہوں نے آپ کو خبر دی پھر حضور ﷺ نے اپنے اصحاب کو عصر کی نماز اس طرح پڑھائی کہ آپ نے دو صفیں بنائیں۔ رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے آگے کھڑے تھے اور دشمن رسول اللہ کے آگے تھے۔ لہٰذا سب نے اجتماعی تکبیر کہی اور رکوع بھی اکٹھے کیا پھر سجدہ صرف ان لوگوں نے کیا جو حضور کے قریب تھے، باقی لوگ سیدھے کھڑے رہے تھے۔ جب پہلے والوں نے سر اُٹھایا تو دوسروں نے سجدہ کیا پھر آگے والے پیچھے ہو گئے اور پیچھے والے آگے ہو گئے، پھر سب نے کر تکبیر کہی اور سب نے مل کر سجدہ کیا۔ پھر ان لوگوں نے سجدہ کیا جو ان کے قریب تھے اور دوسرے کھڑے رہے۔ جب ان لوگوں نے اپنے سر اُٹھائے دوسروں نے سجدہ کیا۔

امام بخاری نے ہشام دستوائی کی روایت کے ساتھ استشہاد کیا ہے۔ (فتح الباری ۴۳۶/۷)

اور امام مسلم نے اس کو نقل کیا ہے ابوخیثمہ زہیر بن معاویہ سے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے جابر سے مگر یہ کہ انہوں نے کہا ہے ہم لوگوں نے رسول اللہ کے ساتھ مل کر ایک قوم کے ساتھ جہاد کیا تھا جہینہ میں سے انہوں نے ہم لوگوں کے ساتھ شدید قتال کیا۔

(مسلم۔کتاب المساجد۔حدیث ۳۰۸ ص ۵۷۵)

جب ہم لوگوں نے نماز ظہر ادا کی تو مشرکین نے کہا کہ اگر ہم لوگ ان پر اس وقت پل پڑتے جب یہ نماز پڑھ رہے تھے تو ہم ان کو کاٹ ڈالتے۔ لہٰذا جبرائیل امین نے رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر پہنچادی اور رسول اللہ ﷺ نے ہم سے اس بات کا تذکرہ کر دیا۔

کہتے ہیں مشرکین نے کہا کہ اچھا عنقریب ان کی ایک اور نماز آ رہی ہے (نماز عصر) وہ مسلمانوں کو اپنی اولاد سے بھی زیادہ محبوب ہے۔ (مسلم نے آگے پوری حدیث ذکر کی ہے)۔ محشی نے اس مقام پر مذکورہ حدیث کا تتمہ ذکر کیا ہے مسلم سے کہ جب نماز عصر کا وقت ہو گیا تو فرمایا کہ ہم لوگوں نے دو صفیں بنائیں۔ مشرکین ہمارے اور قبلہ کے بیچ میں تھے (یعنی سامنے تھے)۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور ہم نے بھی ساتھ تکبیر کہی، حضور ﷺ نے رکوع کیا اور ہم نے بھی ساتھ رکوع کیا، پھر آپ نے سجدہ کیا اور ان کے ساتھ صف اول نے سجدہ کیا جب وہ کھڑے ہو گئے تو پھر صف ثانی نے سجدہ کیا۔ پھر صف اول پیچھے ہٹ گئی اور صف ثانی آگے جا کر صف اول کی جگہ پر کھڑے ہو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے تکبیر کہی اور ہم لوگوں نے بھی تکبیر کہی۔ حضور نے رکوع کیا اور ہم نے بھی رکوع کیا۔ پھر حضور نے سجدہ کیا اور ان کے ساتھ صف اول نے سجدہ کیا اور دوسری صف کھڑی رہی۔ جب صف ثانی نے سجدہ کر لیا تو پھر سارے بیٹھ گئے پھر رسول اللہ ﷺ نے ان پر سلام پھیرا۔ (حاشیہ ختم ہوا۔ از مترجم)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یونس نے، ان کو نصیر نے اور اس کا قول جس نے کہا ہے ابوزبیر سے، اس نے جابر سے کہ مقام نخل میں وہ وہم پیدا کرتا ہے کہ یہ اور غزوہ ذات الرقاع ایک ہی ہے۔ اسی غزوہ سے اب نکلے تھے عسفان کی طرف جیسے ابن اسحاق نے اسی کی طرف اشارہ کیا ہے اور صلوٰۃ الخوف کی کیفیت میں۔

روایت کا اختلاف، اختلاف احوال کی وجہ سے آپ کی نماز میں، اللہ بہتر جانتے ہیں کہ یہ کیسے ہوا تھا؟ اور مقصود تو معروف کیفیت صلوٰۃ ہے حضور کی اور مقصود اس مقام پر اس چیز کی معرفت ہے جو امر ظاہر ہوا تھا جو آپ کی نبوت پر دلالت کرتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور ﷺ کو خصوصی طور پر اس چیز سے آگاہ فرمادیا تھا جو مشرکین ارادہ کر کے بیٹھے تھے حضور ﷺ کی نماز میں حملہ کرنے کا، اور یہی خلاصہ ہے اس باب کا۔ و باللہ التوفیق

محمد بن اسحاق بن یسار نے ذکر کیا ہے اس مذکور کے بعد غزوہ ذی قرد کو جب بنوفزارہ نے رسول اللہ کے اُونٹوں پر غارت کی تھی۔ اس بارے میں جو بات لاریب ہے وہ یہ ہے کہ یہ حدیبیہ کے بعد ہوا تھا سلمہ بن رکوع والی حدیث اس بات پر ناطق ہے۔ ہم نے اس کا ذکر مؤخر کر دیا ہے۔ توفیق ارزانی اللہ کی طرف سے ہوتی ہے۔

☆☆☆

باب ۵۸

غزوہ ذات الرقاع [۱]

یہی غزوۂ محارب خصفہ ہے بنو ثعلبہ بن غطفان سے

(۱) محمد بن اسماعیل بخاریؒ کہتے ہیں کہ یہ غزوہ، غزوۂ خیبر کے بعد ہوا تھا اس لئے کہ ابوموسیٰ خیبر کے بعد آئے تھے۔

(۲) اور ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی غزوہ نجد میں صلوٰۃ الخوف۔ اور یہ حقیقت ہے کہ ابوہریرہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایام خیبر میں آئے تھے۔

(۳) میں کہتا ہوں (مصنف) اسی طرح حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے جہاد کیا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر نجد کی طرف۔ انہوں نے بھی صلوٰۃ الخوف کا ذکر کیا ہے۔ ان کا قتال میں جانا جنگ خندق والے سال تھا۔

(۴) مگر یہ بات ہے کہ محمد بن اسحاق بن یسار نے یہ زعم کیا ہے کہ غزوہ ذات الرقاع جمادی اولیٰ میں غزوۂ بنونضیر سے دو ماہ بعد ہوا تھا۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر ٹھہرے رہے تھے رسول اللہ ﷺ غزوہ بنونضیر کے بعد ماہ ربیع الثانی اور کچھ حصہ جمادی اولیٰ، اس کے بعد آپ نے جہاد کیا نجد کا اب ارادہ کر رہے تھے بنومحارب کا اور بنوثعلبہ کا غطفان سے، حتیٰ کہ آپ النخلہ میں اُتر تھے یہی غزوۂ ذات الرقاع تھا۔ آپ اس میں قبیلہ غطفان کی جمعیت سے ملے تھے (دونوں طرف سے)۔ لوگ ایک دوسرے کے قریب آ گئے تھے قتال کے لئے۔ مگر ان کے درمیان جنگ نہیں ہوئی تھی۔ تحقیق لوگ بعض بعض سے ڈر گئے تھے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو صلوٰۃ الخوف پڑھائی تھی اس کے بعد آپ لوگوں کے ساتھ لوٹ گئے تھے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمار بن حسن نے، ان کو سلمہ نے محمد بن اسحاق سے ذکر مغازی رسول میں، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ٹھہرے رہے تھے مدینے میں غزوہ بنونضیر کے بعد ماہ ربیع الثانی اور کچھ جمادی اولیٰ۔ اس کے بعد آپ نجد کا غزوہ کرنے نکلے تھے، آپ کے ارادے کا ہدف محارب تھے یہ ثعلبہ بن غطفان تھے۔ یہی غزوہ ذات الرقاع تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۵۷)

جب حضور ﷺ غزوۂ ذات الرقاع سے واپس مدینہ میں پہنچے تو آپ یہاں پر رُکے رہے تھے ماہ جمادی اولیٰ کی ثانیہ، اور جب پھر آپ شعبان میں بدر کی طرف نکلے تھے ابوسفیان کے وعدے کی معیاد کے لئے۔ لہٰذا واقدی تو اس خبر کی طرف گئے ہیں جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے، وہ کہتے ہیں حقیقت یہ ہے کہ غزوہ کا نام ذت الرقاع اس لئے رکھا ہے کہ کہا گیا کہ اس میں کئی ٹکڑے تھے، سُرخی اور سیاہی اور سفیدی کے۔ لہٰذا نام دیا گیا ذات الرقاع۔

---

[۱] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۶۱۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۵۷۔ انساب الاشرف ۱/۱۶۳۔ مغازی للواقدی ۱/۳۹۵۔ مسلم بشرح النووی ۱۲/۱۷۔ تاریخ طبری ۲/۵۵۵۔ بخاری ۵/۱۱۳۔ ابن حزم ۱۸۲۔ عیون الاثر ۲/۸۲۔ البدایہ والنہایہ ۴/۸۳۔ نویری ۱۷/۱۵۸۔ سیرۃ حلبیہ ۲/۳۵۳۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ شب ہفتہ روانہ ہوئے تھے جب محرم کے دس دن گزر چکے تھے۔ سینتالیس ماہ پورے ہونے پر، اور آپ بیر جرار پر پہنچے تھے اتوار کے دن جب محرم کے پانچ دن باقی رہ گئے تھے (جرار مدینہ سے تین میل پر یہ کنواں تھا)۔ اور مقام ذات الرقاع مقام نخیل کے قریب تھا۔ سعد اور شقرہ کے درمیان .... اور بیرارکا مدینے سے تین میل پر تھا۔ یہ اسلام سے قبل کا بیر (کنواں) تھا۔ حضور ﷺ پندرہ راتیں غیر موجود رہے تھے۔ (المغازی للواقدی ۱/۳۹۵)

واقدی کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ضحاک بن عثمان نے عبیداللہ مقیم سے، اس نے جابر سے اور مجھے حدیث بیان کی ہشام بن سعد نے زید بن اسلم سے، اس نے جابر سے اور مالک سے اور عبداللہ بن عمر سے، اور اس نے وہب بن کیسان سے، اس نے جابر سے۔ تحقیق ان میں سے بعض نے بعض پر اضافہ کیا ہے حدیث میں۔ اور ان مذکورہ کے علاوہ نے۔ تحقیق انہوں نے مجھے حدیث بیان کی ہے۔

کہتے ہیں کہ ایک شخص آنے والا آیا اور وہ سامان تجارت برائے فروخت لے کر آیا تھا۔ بازار نبط میں لوگوں نے پوچھا کہ یہ سامان کہاں سے لائے ہو؟ اس نے بتایا کہ میں اس کو نجد سے لایا ہوں۔ اور تحقیق میں نے قبائل انمار اور ثعلبہ کو دیکھا ہے وہ تمہارے مقابلے کے لئے بڑی بڑی جماعتیں جمع کر چکے ہیں اور میں تم لوگوں کو دیکھ رہا ہوں کہ تم ان سے پہل کرنے والے ہو۔

رسول اللہ ﷺ کو اس کو یہ قول پہنچا تو آپ اپنے چار سو اصحاب کو لے کر نکلے۔ مقاتل کہتے ہیں کہ سات سو یا آٹھ سو کو لے کر نکلے۔ حضور مدینے سے نکلے، آپ تنگ راستے سے چلے پھر وادی شقرہ میں پہنچے، ایک دن وہاں قیام کیا آپ نے اپنے جاسوس پھیلا دیئے، وہ رات کو آپ کے پاس لوٹے، انہوں نے رپورٹ دی کہ انہوں نے کسی کو بھی نہیں دیکھا وہ تمام جدید نشانات کو روند کر آ گئے تھے۔ پھر حضور ﷺ نے اپنے اصحاب کے ساتھ چلے حتی کہ ان لوگوں کے ٹھکانوں پر پہنچے تو کیا دیکھا کہ ٹھکانے اور گھر خالی پڑے ہیں ان کے اندر کوئی بھی نہیں ہے۔

عرب دیہاتی پہاڑ کی چوٹیوں پر بھاگ گئے تھے۔ انہوں نے تاخیر اور ٹال مٹول کیا حضور کی طرف آنے میں۔ لوگوں نے بعض نے بعض سے خوف کیا اور مشرکین ان کے قریب تھے اور مسلمانوں نے خوف کیا کہ رسول اللہ ﷺ نہیں ٹلیں گے حتی کہ ان کو جڑ سے ختم کریں گے۔ یہاں پر رسول اللہ ﷺ نے صلوٰۃ الخوف پڑھائی تھی۔ (المغازی للواقدی ۳۹۵-۳۹۶)

(۷) (بیہقی کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ حدیث کو مروی ہے ابوموسیٰ سے اس غزوہ کے بارے میں جس میں وہ حاضر تھے اس کا نام رکھا ذات الرقاع۔ فرمایا کہ ہم لوگوں کے پیر پھٹ گئے تھے اور میرے دونوں قدم زخمی ہو گئے تھے تو ناخن بھی گر گئے تھے۔ لہٰذا ہم لوگ اپنے پیروں پر کپڑوں کی دھجیاں اور پٹیاں لپیٹنے لگے تھے۔ فرماتے ہیں چونکہ ہم لوگوں نے پرانے فرقے پیروں پر باندھ لئے تھے اس لئے اس غزوے کا نام ذات الرقاع رکھ دیا تھا (رقاع رُقعۃ کی جمع ہے فرقے وہ کپڑے بوسیدہ ٹکڑوں والا غزوہ)۔

(۸) اور ہم نے واقدی سے روایت کی ہے اس غزوے کے بارے میں جو حضور ﷺ نے جہاد کیا تھا محارب اور بنی ثعلبہ سے بے شک اس کا نام ذات الرقاع اس لئے رکھا گیا ہے کہ وہ پہاڑ گونا گوں تھا بعض ٹکڑے اس کے سرخ تھے بعض سیاہ بعض سفید تھے۔ اس نسبت سے اس غزوے کا نام غزوہ ذات الرقاع ہو گیا تھا۔ اگر واقدی نے اس بات کو محفوظ کیا ہے تو یہ مناسب ہے کہ یہ وہ غزوہ ہے جس میں ابوموسیٰ موجود تھے اور ابوہریرہ اور عبداللہ بن عمر، وہ اس غزوے کے علاوہ ہوگا۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۵۹

اللہ عزوجل کا اپنے رسول ﷺ کی حفاظت فرمانا

اس بات سے جو کچھ حضور کے بارے میں غورث بن حارث نے آپ کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ اور خوف کے وقت حضور ﷺ کی نماز کی خاص کیفیت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ حسین بن حسن بن ایوب نے، ان کو ابوحاتم رازی نے، ان کو ابوایمان حکم بن نافع نے، ان کو شعیب نے زہری سے، ان کو سنان بن ابوسنان لؤی نے، اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے یہ کہ جابر بن عبداللہ انصاری جو اصحاب رسول اللہ میں سے تھے۔ ان دونوں کو خبر دی کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کیا تھا۔ جہاد نجد کی طرف تھا جب حضور واپس لوٹے تو وہ بھی ساتھ ہی واپس آیا، راستے میں ان کو دوپہر کو سونے کا وقت ہو گیا اور وہ وادی کثیر خاردار درختوں سے پُر تھی یعنی ببول وغیرہ کے درخت تھے۔ رسول اللہ ﷺ اُتر پڑے لوگ خاردار درختوں تلے سایہ حاصل کرنے کے لئے پھیل گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے کیکر کے درخت تلے آرام فرمایا اور اپنی تلوار درخت کے ساتھ معلق کر دی۔

جابر کہتے ہیں کہ ہم لوگ گہری نیند سو گئے تھے، اچانک رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو آواز دے کر بلایا، ہم لوگ فوراً حضور کی طرف لپکے دیکھا کہ ایک اعرابی ان کے پاس بیٹھا ہوا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس نے میری تلوار اُٹھالی تھی اور میں نیند میں تھا۔ میں جاگ گیا، کیا دیکھتا ہوں کہ وہ اس کے ہاتھ میں ہے اس نے مجھ پر تلوار اُٹھائی ہوئی ہے۔ اس نے کہا کہ محمد اب تجھے کون بچائے گا؟ میں نے کہا اللہ! پھر اس نے کہا ہے کہ تجھے کون بچائے گا مجھ سے؟ میں نے پھر کہا اللہ! اس نے تلوار رکھ دی اور بیٹھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو کوئی سزا نہ دی حالانکہ وہ یہ فعل کر چکا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے۔ (کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۴۲۶)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صنعانی سے اور ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۳۔۱۴ ص ۱۷۸۶۔۱۷۸۷)

رسول اللہ کا اعرابی کو معاف کرنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے جابر سے کہ نبی کریم ﷺ ایک منزل پر اُترے تھے اور لوگ خاردار جھاڑیوں تلے سایہ حاصل کرنے لگے اور نبی کریم ﷺ نے اپنا اسلحہ درخت کے ساتھ لٹکا دیا تھا اچانک ایک دیہاتی آیا، اس نے تلوار اُٹھا کر حضور ﷺ پر سونت لی اس کے بعد وہ حضور کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا کہ

میرے اور تیرے درمیان کون حائل ہو سکتا ہے؟ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ! (یعنی اللہ تجھے مجھ سے شکست دے گا)۔ تین بار اس نے سوال کیا اور حضور ﷺ نے یہی جواب دیا اور حضور یہی فرماتے رہے کہ اللہ! لہٰذا اعرابی نے تلوار دوبارہ نیام میں ڈال دی اور آ کر بیٹھ گیا نبی کریم ﷺ پاس۔ حضور نے اپنے اصحاب کو بلایا اور ان کو اس دیہاتی کی کارفرمائی سُنائی۔ وہ حضور کے پہلو میں بیٹھا ہوا تھا۔ حضور نے اس کو کوئی سزا نہیں دی۔

کہتے ہیں کہ حضرت قتادہ اسی طرح ذکر کرتے تھے کہ عرب کی ایک قوم نے ارادہ کیا تھا کہ وہ نبی کریم ﷺ کو اچانک قتل کر دیں۔ لہٰذا انہوں نے اس اعرابی کو بھیجا تھا اور قتادہ یہ پڑھتے تھے :

وَاذْكُرُوا نِعْمَةَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ اِذْ هَمَّ قَوْمٌ اَنْ يَّبْسُطُوْٓا اِلَيْكُمْ اَيْدِيَهُمْ ۔ الخ

(سورۃ المائدہ ۔ آیت ۱۱)

یاد کرو اللہ کی نعمت کو تمہارے اوپر جب ایک قوم نے تمہاری طرف دست درازی کا ارادہ کیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمود سے ۔ (کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۴۲۹)

اور مسلم نے حمید سے، دونوں نے عبدالرزاق سے سوائے قول قتادہ کے۔ (کتاب الفضائل۔حدیث ۱۳ ص ۱۷۸۶)

بخاری کہتے ہیں کہ ابان نے کہا تھا۔

(۳) ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن ابوکثیر نے، اس نے وہی حدیث ذکر کی ہے جس کی خبر دی ہے عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی عبداللہ بن کعبی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو اسماعیل بن فقیہ نے، ان کو ابوبکر بن شیبہ نے، ان کو عفان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ربان نے، ان کو یحییٰ بن ابوکثیر نے ابوسلمہ سے، اس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے حتیٰ کہ جب ہم مقام ذات الرقاع میں پہنچے تو ہم نے ایک سایہ دار درخت پایا، ہم نے اس کو رسول اللہ ﷺ کے آرام کرنے کے لئے چھوڑ دیا۔ چنانچہ ایک آدمی آیا مشرکین میں سے۔ اس نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کی تلوار درخت پر لٹکی ہوئی تھی اس نے حضور کی تلوار اٹھائی اور اس کو نیام سے نکالیا اور حضور سے کہنے لگا کیا آپ مجھ سے ڈریں گے؟ حضور نے فرمایا کہ نہیں؟ پھر کہنے لگا تجھے کون بچائے گا مجھ سے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ بچائے گا مجھے تجھ سے۔

کہتے ہیں کہ اس شخص کو اصحاب رسول نے ڈانٹا تھا۔ لہٰذا اس نے تلوار دوبارہ نیام میں ڈال کر واپس اپنی جگہ پر لٹکا دی۔ نماز کے لئے اذان کہی گئی، حضور ﷺ نے ایک طائفہ کو ایک رکعت پڑھائی پھر وہ پیچھے ہٹ گئے پھر دوسرے طائفے کو دو رکعتیں پڑھائیں۔ فرمایا رسول اللہ کی چار رکعات ہوگئی تھیں اور قوم کی دو رکعات۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (کتاب الفضائل۔حدیث ۱۴ ص ۱۷۸۷)

بخاری نے کہا کہ مسدد کہتے ہیں کہ ابوعوانہ سے مروی ہے اس نے ابوبشر سے کہ اس آدمی کا نام غورث بن حارث تھا۔ حضور ﷺ نے اس سفر میں قتال کیا تھا محارب بن خصفہ سے۔

(۴) ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن احمد بن محبوب نے، ان کو محمد بن معاذ نے، ان کو ابوالنعمان محمد بن فضل عارم نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، ان کو خبر دی محمد بن یحییٰ مروزی نے، ان کو عاصم ابن علی نے، ان کو ابوعوانہ نے، ان کو ابوبشر نے، ان کو سلیمان بن قیس نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے قتال کیا تھا محارب خصفہ سے مقام نخل میں۔

مشرکین نے مسلمانوں کو غافل دیکھا اور ان میں سے ایک آدمی آیا اس کو غورث بن حارث کہا جاتا تھا وہ تلوار لے کر رسول اللہ ﷺ کے پر آکھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ آپ کو کون بچائے گا میرے ہاتھ سے؟ آپ نے فرمایا، اللہ۔ کہتے ہیں کہ تلوار اس کے ہاتھ سے گر پڑی۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تلوار اٹھالی اور آپ نے فرمایا کہ اب تجھے کون بچائے گا مجھ سے؟ اس نے التجا کی کہ آپ اچھے اور خیر سے تلوار اٹھانے والے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم یہ گواہی دیتے ہو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں محمد ﷺ اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا کہ نہیں میں یہ شہادت نہیں دیتا مگر آپ سے یہ عہد کرتا ہوں کہ میں آپ کے ساتھ قتال نہیں کروں گا اور ان لوگوں کے ساتھ بھی نہیں ہوں گا جو آپ سے

قتال کریں گے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا۔ چنانچہ وہ اپنے اصحاب کے پاس آیا اور اس نے کہا کہ میں سب لوگوں سے بہتر انسان کے پاس سے آ رہا ہوں۔

پھر راوی نے صلوٰۃ الخوف کا ذکر کیا ہے کہ آپ ﷺ نے چار رکعت پڑھائی تھیں۔ ہر گروہ کو دو رکعت پڑھائی تھی۔ یہ الفاظ ہیں حدیث عاصم کے اور عاصم کی ایک روایت میں ہے کہ اس دیہاتی نے کہا تھا کہ میں آپ کے ساتھ معاہدہ کرتا ہوں کہ میں آپ سے قتال نہیں کروں گا اور میں ایسی قوم کا ساتھ بھی نہیں دوں گا جو آپ سے قتال کریں گے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا راستہ چھوڑ دیا تھا۔ لہٰذا وہ اپنی قوم کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ میں تمہارے پاس سب لوگوں سے بہتر شخص کے پاس سے آیا ہوں۔

جب نماز کا وقت ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے صلوٰۃ الخوف پڑھائی۔ لوگ دو گرہوں میں ہو گئے ایک گروہ حضور کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا دوسرا گروہ دشمن کے مقابل کھڑا تھا۔ جو گروہ آپ کے ساتھ تھا آپ نے ان کو دو رکعتیں پڑھائیں تھیں پھر وہ لوگ ہٹ گئے تھے جا کر ان کے ساتھ کھڑے ہوئے جو دشمن کے مقابل تھے۔ اور وہ لوگ آ گئے جن کو آپ نے دو رکعت پڑھائی تھی۔ لہٰذا لوگوں کے لئے دو دو رکعات ہوئی تھیں اور نبی کریم کی چار رکعات ہوئی تھیں۔ (البدایۃ والنہایۃ ۸۵/۴)

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ربیع بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی شافعی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی مالک نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے قرأت کی مالک کے سامنے اس روایت کی یزید بن رومان سے، اس نے صالح بن خورت سے، اس نے اس شخص سے جس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تھی ذات الرقاع والے دن صلوٰۃ الخوف پڑھی تھی۔

یہ کہ ایک گروہ نے صف باندھی تھی حضور ﷺ کے ساتھ اور دوسرا گروہ دشمن کے مقابل کھڑا رہا۔ آپ نے اس گروہ کو ایک رکعت نماز پڑھائی جو آپ کے ساتھ تھا، ایک رکعت اس کے بعد۔ حضور ﷺ اپنی جگہ کھڑے رہے لوگوں نے اپنی نماز دو رکعت پوری کی تھی پھر وہ ہٹ گئے تھے وہ دشمن کے مقابل صف بستہ ہو گئے تھے اور دوسرا گروہ آیا تھا آپ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی جو باقی رہ گئی تھی آپ کی نماز میں سے پھر آپ بیٹھے رہے ان لوگوں نے اپنی نماز پوری کر لی تو پھر حضور ﷺ نے سلام پھیر دیا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ سے۔ (کتاب صلوٰۃ المسافرین۔ ۳۱۰)

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے قتیبہ سے، اس نے مالک سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب غزوۃ ذات الرقاع)

کیفیت صلوٰۃ الخوف .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو بن محمد بن یحییٰ نے اور محمد بن نصر نے اور احمد بن نصر بن عبدالواہاب نے اور کثیر بن سفیان نے اور عمران بن موسیٰ نے، وہ سب کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن مغازی بن معاذ عنبری نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے، ان کو شعبہ نے، ان کو عبدالرحمن بن قاسم نے اپنے والد سے، اس نے صالح بن خورت سے، اس نے سہل بن ابی خثمہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اپنے اصحاب کو نماز پڑھائی خوف میں، آپ نے اپنے پیچھے دو صفیں بنوائیں۔ آپ نے ان لوگوں کو ایک رکعت پڑھائی جو آپ کے قریب کھڑے تھے پھر آپ کھڑے ہو گئے تھے اور مسلسل کھڑے رہے یہاں تک کہ ان لوگوں نے جو ان لوگوں سے جو پیچھے تھے ایک رکعت اور پڑھ لی۔ پھر پیچھے والے آگے بڑھ گئے اور آگے والے پیچھے ہو گئے، اب حضور ﷺ نے ان کو ایک رکعت پڑھائی پھر آپ بیٹھ رہے یہاں تک کہ جو پیچھے ہو گئے تھے انہوں نے ایک رکعت اکیلے پڑھ لی پھر آپ نے سلام پھیر دیا۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن معاذ سے۔ (کتاب صلوٰۃ المسافرین۔ باب صلوٰۃ الخوف)

اور بخاری نے روایت کیا ہے حدیث یحییٰ بن قطان سے۔ (کتاب المغازی۔ باب غزوۃ ذات الرقاع)

اس نے شعبہ سے مختصراً طور پر اور اس روایت میں جو بخاری نے ذکر کی ہے یہ ہے کہ لیث بن سعد نے روایت کی ہے ہشام سے، اس نے زید بن اسلم سے یہ کہ قاسم بن محمد نے اس کو حدیث بیان کی ہے وہ کہتے ہیں کہ یہ نماز پڑھائی تھی رسول اللہ ﷺ نے غزوہ انمار میں۔

(۷) تحقیق ہم نے روایت کی ہے واقدی سے، اس آدمی کے قصے میں جس نے مدینے میں خبر دی تھی کہ انمار اور ثعلبہ تمہارے مقابلے کے لئے لشکر جمع کر چکے ہیں۔ لہٰذا احتمال ہے کہ یہ نماز جو آپ نے پڑھائی تھی یہ بھی اسی غزوہ میں ہو۔ سوائے اس کے نہیں کہ اس روایت میں جس کو ہم جابر بن عبداللہ سے روایت کیا ہے خلاف ہے، دونوں نمازوں میں شاید یہ اختلاف حالت کی وجہ سے ہے دونوں میں۔ واللہ اعلم

حضرت عباد بن بشیر کی کیفیت نماز .... (۸) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، ان کو عبداللہ بن عمر نے اپنے بھائی عبیداللہ بن عمر سے، اس نے قاسم بن محمد سے، اس نے صالح بن خوات سے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلوٰۃ الخوف پڑھی تھی۔ حضور ﷺ قبلہ رخ کھڑے ہوئے تھے، ایک جماعت حضور ﷺ کے پیچھے تھی اور دوسری جماعت دشمن کی طرف متوجہ تھی۔ حضور ﷺ نے اس جماعت کو ایک رکعت پڑھائی دو سجدے سمیت جو آپ کے پیچھے کھڑی تھی۔ اس کے بعد آپ نے اپنی جگہ پر جم کر کھڑے رہے تھے، ان لوگوں نے آپ کے پیچھے ایک رکعت پڑھی دو سجدوں کے ساتھ۔ پھر آپ نے سلام پھر دیا تھا۔ اتنے میں دوسری جماعت آ گئی تھی آپ نے ان کو بھی ایک رکعت دو سجدوں کے ساتھ پڑھائی تھی۔ جبکہ پہلی جماعت دشمن کی طرف منہ کئے ہوئے تھی۔ آپ نے جب ان کو ایک رکعت پڑھائی تو آپ دیر تک بیٹھے رہے تھے، یہاں تک کہ ان لوگوں نے اپنے لئے ایک رکعت دو سجدوں سمیت مکمل کر لی۔ پھر سب نے سلام پھیر دیا۔

حضور ﷺ نے اس قوم کے گھروں میں صرف عورتوں کو پایا تھا۔ آپ نے ان لوگوں کو قید کیا تھا۔ قیدیوں میں ایک لڑکی زیادہ خوبصورت تھی، اس کا شوہر اس کے ساتھ بہت محبت کرتا تھا۔ حضور ﷺ جب مدینہ کی طرف واپس لوٹنے لگے تو اس کے شوہر نے قسم کھائی تھی کہ وہ ضرور محمد (ﷺ) کو تلاش کر کے نقصان پہنچائے گا ورنہ اس وقت تک اپنی قوم کے پاس واپس نہیں آئے گا جب تک محمد (ﷺ) کو قتل نہ کر لے، یا اس بارے میں کوئی خون نہ بہا ڈالے، یا اپنی بیوی کو نہ چھڑا لائے۔

ان دن رسول اللہ ﷺ شام کے وقت محو سفر تھے ہوا تیز چل رہی تھی، وہ آدمی وادی میں سامنے اُترا۔ اور حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج رات کون ہماری حفاظت کرے گا۔ دو آدمی کھڑے ہو گئے عمار بن یاسر اور عباد بن بشر، دونوں نے کہا یا رسول اللہ! ہم کریں گے آپ کی حفاظت۔ ہوا اتنی تیز تھی کہ رکنے کا نام نہیں لے رہی تھی۔ مگر دو آدمی گھاٹی کے منہ پر بیٹھ گئے۔ ایک نے دوسرے سے کہا کہ کونسی رات تیرے نزدیک زیادہ محبوب ہے؟ اول یا آخر؟ یعنی رات کا کونسا حصہ تمہاری طرف سے ڈیوٹی کروں اول یا آخر تم سو جاؤ۔ کہتے ہیں کہ اس نے کہا کہ اول حصہ تم ڈیوٹی کرو، چنانچہ عمار بن یاسر سو گئے اور عباد نماز پڑھنے کھڑے ہو گئے۔

اللہ کا دشمن آیا وہ دیکھتا جاتا تھا کہ جاگ تو نہیں رہے، فرصت اور غفلت کے وقت کی تلاش میں تھا۔ ہوا بھی رک گئی تھی۔ اس کو جب قریب سے کوئی کھڑا ہوا ہیولی نظر آیا تو اس نے سوچا کہ یہ قوم کا سردار ہوگا۔ اس نے تیر مار دیا، وہ انہیں لگ گیا مگر انہوں نے اس کو کھینچ لیا۔ پھر اس نے دوسرا تیر مارا پھر عباد نے نکال دیا پھر اس نے تیسرا تیر مارا اس کے ساتھ وہ بیٹھ گئے۔ جب خون ان پر غالب آ گیا تو انہوں نے رکوع کیا اور سجدہ کر لیا پھر انہوں نے اپنے ساتھی سے کہا اُٹھ کر بیٹھئے دشمن آ گیا ہے۔ عمار بن یاسر اُٹھ کر بیٹھ گئے۔ اس اعرابی دشمن نے جب دیکھا کہ عمار اُٹھ گئے ہیں وہ سمجھ گیا کہ یہ لوگ حضور ﷺ کی حفاظت کر رہے ہیں۔ لہٰذا وہ بھاگ گیا۔

اب عمار نے پوچھا کہ اے میرے بھائی! آپ مجھے اس وقت اُٹھا دیتے جب اس نے آپ کو پہلا تیر مارا تھا جب کیوں نہ اُٹھایا؟ عباد نے بتایا کہ میں سورۃ الکہف پڑھ رہا تھا۔ میں نے اس کو بیچ میں چھوڑنا پسند نہیں کیا، اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں ڈر رہا تھا کہ حضور نے جو مقصد میرے لئے لگایا وہ ضائع ہو جائے گا یعنی حضور کی حفاظت والا تو میں نماز سے نہ ہٹتا خواہ میری جان بھی چلی جاتی۔ کہتے ہیں اس انصاری کو عمارہ بن حزم کہتے ہیں۔

واقدی کہتے ہیں کہ ہمارے نزدیک اس میں زیادہ ثابت اور یقینی بات یہی ہے کہ عباد بن بشر تھے۔ جابر کہتے ہیں کہ ہم کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس تھے۔ اچانک ایک آدمی حضور ﷺ کے اصحاب میں سے کسی پرندے کا بچہ اُٹھالایا۔ حضور ﷺ اس کی طرف دیکھ رہے تھے، حتیٰ کہ بچے کے ماں باپ دونوں یا دونوں میں سے ایک آئے اس نے اپنے آپ کو اس شخص کے ہاتھ میں پھینک دیا جس نے اس کا بچہ اُٹھایا ہوا تھا۔ میں نے دیکھا کہ لوگ یہ منظر دیکھ کر حیران تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، کیا تم اس پرندے سے حیران ہو کہ تم نے اس کا بچہ پکڑ لیا ہے۔ اس نے ازراہ شفقت اپنے آپ کو اپنے بچے کے لئے پھینک دیا ہے اور اللہ تعالیٰ جو تمہارا رب ہے وہ تمہارے ساتھ اس سے زیادہ رحیم ہے جس قدر یہ پرندہ اپنے بچے کے لئے شفیق ہے۔

اور تحقیق ذکر کیا ہے محمد بن اسحاق نے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۶۲/۳۔۱۶۳)

قصہ اس آدمی کا صدقہ بن بسار سے، اس نے عقیل بن جابر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نکلے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوۂ ذات الرقاع میں، ایک مشرک آدمی کی عورت کو قیدی بنا کر لے آئے۔ جب واپسی کے لئے لوٹے، راوی نے مذکورہ قصہ ذکر کیا ہے سوائے اس کے کہ اس نے دو آدمیوں کا نام نہیں لیا جو آپ ﷺ کی حفاظت کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ تحقیق اس کا ذکر کتاب السنن میں گزر چکا ہے۔ (السنن الکبری۔ کتاب السیر ۱۵۰/۹)

(۹) ہمیں خبر دی ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومحمد احمد بن عبداللہ مزلی نے، ان کو خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے شعیب نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی سالم بن عبداللہ نے عبداللہ بن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جہاد کیا تھا نجد کی طرف۔ ہم لوگ دشمن کے مقابل آگئے۔ لہٰذا ہم نے ان کے مقابلے میں صفیں بنالیں۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز پڑھائی پھر ہمارے لئے کھڑے ہوگئے۔ لہٰذا ایک جماعت ہم میں سے حضور کے ساتھ کھڑی ہوگئی اور دوسری جماعت دشمن کے مقابلے کے لئے کھڑی ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کے ساتھ ایک رکعت پڑھائی اور دو سجدے جو آپ کے ساتھ تھے کئے۔ پھر وہ لوگ ہٹ گئے، اس جماعت کی جگہ پر جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی وہ جماعت آگے آگئی جنہوں نے نماز نہیں پڑھی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ ایک رکعت پڑھی اور دو سجدے کئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے سلام پھیرا اور مسلمانوں میں سے ہر مرد کھڑا ہوگیا اس نے اپنے لئے ایک ایک رکعت پڑھی دو سجدے کئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے۔ (فتح الباری ۴۲۲/۷)

اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث معمر سے، اس نے زہری سے۔ (فتح الباری ۴۲۲/۷۔ مسلم باب صلوٰۃ الخوف۔ حدیث ۳۰۵ ص ۵۷۴)

☆☆☆

باب ۶۰

جابر بن عبداللہ انصاری رضی اللہ عنہ کے اُونٹ کے بارے میں آپ کے غزوات میں جن معجزات وبرکات کا ظہور ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بالومیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن ہارون نے، ان کو محمد بن مثنیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالوہاب نے، ان کو عبیداللہ بن عمر نے وہب بن کیسان سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ غزوات میں گیا میرے اُونٹ نے مجھے دیر کرادی اور وہ تھک گیا۔

رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے اور فرمانے لگے، اے جابر! میں نے عرض کی جی ہاں۔ فرمایا کہ کیا حال ہے تیرا؟ میں نے کہا کہ میرے اُونٹ نے مجھے دیر کرادی ہے، یہ تھک گیا ہے اور پیچھے رہ گیا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنی کھونٹی سے اسے گھونسہ مارا اس کے بعد فرمایا کہ تم اس پر سوار ہ جاؤ۔ میں سوار ہوگیا میں نے اپنے آپ کو دیکھا کہ اب اس کو روک رہا ہوں کہ کہیں وہ رسول اللہ ﷺ سے ہی آگے نہ ہوجائے۔ حضور ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ کیا تم نے شادی کرلی ہے؟ میں نے کہا کہ جی ہاں کرلی ہے۔ حضور نے پوچھا کہ کیا کنواری سے کی ہے یا غیر کنواری سے؟ میں نے بتایا کہ غیر کنواری سے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم نے کم عمر لڑکی سے کیوں نہیں کی تم اس سے کھیلتے وہ تم سے کھیلتی (یعنی باہم زیادہ محبت پیار کرتے)۔

میں نے عرض کی میری کئی کئی بہنیں ہیں میں نے یہ پسند کیا کہ میں بڑی عورت کے ساتھ شادی کروں جو ان کی دیکھ بھال کرے، ان کی کنگھی وغیرہ کرے اور ان کی ذمہ داری نبھائے۔ آپ نے فرمایا کیا آپ نہ جائیں گے گھروں میں جب جائیں تو مطلب یہ بھی ہے کہ کیا اب سردار یا ذمہ دار بھی ہیں تو آپ ذمہ داری لیتے ہیں تو اس کے لئے عقل مندی بھی چاہیے۔ پھر آپ نے فرمایا کیا آپ اپنا یہ اُونٹ بیچو گے؟ میں نے عرض کی کہ جی ہاں۔ حضور ﷺ نے اس کو مجھ سے ایک اوقیہ کے بدلے خرید کرلیا۔ پھر حضور مجھ سے پہلے آگئے اور میں صبح پہنچا۔

میں مسجد میں آیا تو میں نے حضور ﷺ کو مسجد کے دروازے پر پایا۔ آپ نے فرمایا ابھی آرہے ہو؟ میں نے کہا کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ چھوڑ دیجئے اپنے اُونٹ کو اور مسجد میں داخل ہوکر دو رکعت پڑھ لیجئے۔ کہتے ہیں کہ میں داخل ہوا اور میں نے دو رکعت پڑھ لیں۔ آپ نے بلال سے کہا کہ میرے لئے ایک اوقیہ تول دے۔ بلال نے میرے لئے وزن کیا اور ترازو کو جھکا دیا۔ کہتے ہیں کہ میں چلا گیا جب میں لوٹ کر آیا تو آپ نے فرمایا کہ جابر کو میرے پاس بلاؤ، میں حاضر ہوا تو میں نے کہا کیا اب مجھ پر اُونٹ واپس کیا جائے گا حالانکہ آپ سے بڑھ کر کوئی شئ مجھے پسند نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آپ اپنا اُونٹ لے لیں اور اس کی قیمت بھی تیری ہے، یعنی اس کی قیمت دی ہوئی واپس نہیں لیں گے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں بندر سے، اس نے عبدالوہاب ثقفی سے۔ (کتاب البیوع۔ فتح الباری ۴/۳۲۰)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن مثنیٰ سے۔ (مسلم۔ کتاب الرضاع۔ حدیث ۵۷ ص ۱۰۸۹)

کنواری لڑکی سے شادی کی ترغیب .... (۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ سے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی وہب بن کیسان نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ غزوہ ذات الرقاع میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے، مقام نخل میں جب لوگ واپس لوٹے تو میں اپنے

اُونٹ پر سوار تھا۔ اس نے مجھے دیر کرادی، میرے ساتھی آگے نکل گئے تھے۔ حضور جو پیچھے آرہے تھے آپ نے مجھے پالیا، پوچھا تجھے کیا ہوا اے جابر؟ میں نے بتایا یارسول اللہ میرے اس اُونٹ نے دیر کرادی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس کو بٹھاؤ۔ میں نے اس کو بٹھادیا، حضور ﷺ نے اپنی سواری بٹھادی اور فرمایا کہ اپنا یہ عصا مجھے دے دو جو تمہارے ہاتھ میں ہے۔ میں نے وہ حضور ﷺ کے ہاتھ میں دے دیا۔ میں نے درخت سے دوسری چھڑی کاٹ کر دے دی۔ حضور ﷺ نے اس کو دو چابک مارے، اس چابک کے ساتھ پھر فرمایا کہ اب تم اس پر سوار ہو جاؤ اے جابر! میں سوار ہو گیا۔ اللہ کی قسم جس نے حضور کو حق کے ساتھ بھیجا ہے وہ تو حضور کی اُونٹنی سے بھی آگے نکلنے لگا۔ میں نے حضور ﷺ کے ساتھ باتیں کیں۔

آپ نے فرمایا کیا آپ اپنا اُونٹ مجھے بیچو گے اے جابر؟ میں نے کہا بلکہ میں آپ کو ہبہ اور ہدیہ کرتا ہوں یارسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تم میرے پاس فروخت کردو۔ میں نے کہا ٹھیک ہے اگر آپ چاہیں تو یارسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ کتنے میں بیچو گے۔ میں نے کہا آپ ہی اس کی قیمت بتائیے۔ آپ نے فرمایا میں اس کو لے رہا ہوں ایک درہم کے بدلے میں۔ میں نے کہا نہیں اللہ کی قسم یارسول اللہ، پھر آپ تھوڑی قیمت بڑھاتے گئے کہ آپ نے فرمایا کہ ایک اوقیہ۔ میں نے کہا میں راضی ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے یہ آپ کو مل جائے گی قیمت۔

پھر فرمایا کہ کیا تم نے شادی کرلی ہے؟ میں نے کہا جی ہاں۔ فرمایا کیا کنواری یا شادی شدہ سے؟ میں نے بتایا کہ غیر کنواری سے۔ آپ نے فرمایا کنواری لڑکی سے کیوں نہ کی، وہ تم سے کھیلتی تم اس سے کھیلتے۔ میں نے کہا یارسول اللہ میرے والد قتل ہو گئے تھے اُحد والے دن۔ وہ سات بیٹیاں چھوڑ گئے تھے میں نے بڑی عورت سے شادی اس لئے کی ہے کہ وہ ان کے کپڑے دھوئے، ان کے سر سنوارے، ان کی دیکھ بھال کرے۔ آپ نے فرمایا تم نے اچھا کیا اور درست کیا ہے۔ بہر حال اگر ہم مقام حرار پر آئے تو ہم وہاں پر ایک دن ٹھہریں گے اور وہاں پر اُونٹ ذبح کریں گے۔ اگر وہ سُن لے گی ہم لوگوں کے بارے میں تو وہ اپنے تکیے جھاڑ پھونک کر رکھ لے گی۔ میں نے کہا، اللہ کی قسم ہمارے پاس تو تکیے نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ عنقریب وہ بھی بن جائیں گے۔ اس کے بعد راوی نے بقیہ حدیث ذکر کی ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۶۰۔۱۶۱)

باب ۶۱

غزوۂ بدر اٰخرہ[1]

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد عبداللہ بن عتاب نے عبدی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن منذر نے، ان کو حدیث بیان کی محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے۔ یہ الفاظ ہیں حدیث اسماعیل کے ان کے چچا موسیٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو نکالا بدر میں ابوسفیان کے وعدے کے لئے۔ حضور ﷺ جو کہ اہل صدق واہل وفا تھے (سچے تھے، وعدہ پورا کرتے تھے)۔ شیطان اپنے دوستوں کو لوگوں سے اُٹھایا وہ لوگوں میں چلے پھرے اور ان کو ڈرایا۔

---

[1] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۵۹۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۶۳۔ انساب الاشرف ۱/۱۶۳۔ تاریخ طبری ۲/۵۵۹۔ ابن حزم ۱۸۴۔ عیون الاثر ۲/۸۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۸۷۔ سیرۃ حلبیہ ۲/۳۶۰۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۴۷۸۔

انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر ملی ہے کہ تمہارے مخالفوں نے تمہارے مقابلے کے لئے رات کی مثل لوگوں کو جمع کرلیا ہے جو کہ توقع کرتے ہیں کہ وہ تمہارے اُوپر پہنچ کر تمہارے اُوپر ٹوٹ پڑیں گے۔ لہٰذا تم لوگ بچو کہ وہ صبح کو تمہارے اُوپر آن کھڑے ہوں۔ مگر اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو شیطان کی تخویف اور ڈراوے سے محفوظ رکھا۔ انہوں نے اللہ اور اس کے رسول کی بات مانی اور وہ اپنی مختصر سی پونجی کے ساتھ نکلے۔

انہوں نے کہا کہ اگر ہم ابوسفیان سے ٹکرائے تو وہ وہی ہے ہم جس کے مقابلے کے واسطے نکلے ہیں اور ہم اس سے نہ مل سکے تو ہم اپنا سامان فروخت کریں گے۔ کیونکہ مقام بدر تجارت کی جگہ تھی جس میں ہر سال لوگ آتے تھے۔ مسلمان روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ بدر کے موسم اور اس کے وقت پر آ گئے۔ انہوں نے اس سے اپنی حاجت پوری کرلی یعنی خرید وفروخت کی۔

ادھر ابوسفیان نے وعدہ کی خلاف ورزی کی، مکے سے نہ وہ خود روانہ ہوا نہ ہی اس کے اصحاب واحباب نکلے۔ اس دوران بنونمرہ کا ایک آدمی آیا اس کے اور مسلمانوں کے درمیان دوستی کا معاہدہ تھا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم ہم لوگ تو یہ خبر دیئے گئے تھے کہ تم لوگوں میں سے کوئی باقی نہیں رہا، تم لوگوں کو کونسی چیز نے اس موسم پر آنے کے لئے تیار کیا ہے؟ رسول اللہ نے فرمایا کہ ہم یہ چاہتے ہیں کہ قریش میں سے ہمارے دشمن یہاں پہنچیں۔ ابوسفیان اور اس کے احباب کا چیلنج اور وعدہ ہمیں یہاں لے آیا ہے اور ان کے ساتھ قتال کا عزم ہے۔ اس کے باوجود اگر تم چاہو تو ہم تمہارے ساتھ کیا ہوا دوستی کو معاہدہ تیری طرف اور تیری قوم کی طرف پھینک دیتے ہیں (یعنی معاہدہ ختم کئے دیتے ہیں)۔ اور ہم اپنی اس منزل سے ہٹنے سے قبل تمہارے ساتھ تلوار بازی کرلیتے ہیں۔ مگر اس ضمیری آدمی نے کہا کہ اللہ کی پناہ بلکہ ہم لوگ اپنے ہاتھوں کو تم لوگوں سے روک کر رکھیں گے اور تمہارے ساتھ کئے ہوئے دوستی کے معاہدے پر مضبوطی سے قائم رہیں گے۔

اہل مغازی نے گمان کیا ہے کہ ان لوگوں کے پاس ابن حُمام کا گزر ہوا اس نے پوچھا کہ یہ بدر میں آئے ہوئے کون لوگ ہیں؟ اس کو بتایا گیا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں اور ان کے اصحاب ہیں۔ یہ لوگ یہاں پر ابوسفیان کا اور ان کے ساتھی جو قریش ہیں ان کا انتظار کررہے ہیں۔ چنانچہ وہ ابن حُمام رجز پڑھتا ہوا وہاں سے نکل گیا۔ اس کے اشعار یہ تھے۔

تهوى على دين ابيها الاتلد اذ نفرت من رفقتي محمد
وعجوة موضوعة كالجلمد اذ جعلك ماء قديد موعد
وصبحت مياهها ضحى الغد

کہتے ہیں کہ وہ ابن الحمام قریش کے پاس گیا اور کہنے لگا کہ محمد (ﷺ) اور اس کے اصحاب تمہارے وعدے کی جگہ تمہارا انتظار کررہے ہیں۔ ابوسفیان نے کہا کہ اللہ کی قسم یہ سچ کہتا ہے۔ لہٰذا قریش جمع ہوئے اور مال جمع کئے جو خوشی سے تیار ہوا اس کو انہوں نے مضبوط کیا اور ایک ایک اوقیہ (چاندی سے) کم مال کسی سے قبول نہ کیا۔ پھر وہ تیاری کرکے چل پڑے بدر میں مقابلے کے لئے حتیٰ کہ یہ لوگ مقام مجنۃ غان میں پہنچ کر ٹھہر گئے جس قدر اللہ نے چاہا کہ وہ وہاں مقیم رہے۔ اس کے بعد ابوسفیان نے ان کے ساتھیوں نے باہم مشورہ کیا (کہ پہلے بھی ہمارے بڑے بڑے سردار بدر میں مارے گئے تھے کہیں باقی لوگوں کو بھی وہاں لے جا کر مروانہ دیں)۔ ابوسفیان نے کہا کہ اس مقصد کے لئے یہ وقت مناسب نہیں ہے بلکہ ایسا سال ہونا چاہئے جو خوشحالی کا سال ہو۔ یہ سال خشک سالی کا سال ہے۔ اس سال میں تم لوگ اُونٹوں کو کیکر کھلاؤ اور خوب دودھ پیئو (اپنے آپ کو خطرے میں نہ ڈالو)۔ اس کے بعد وہ مکے کی طرف واپس لوٹ گئے۔

ادھر رسول اللہ ﷺ مدینے کی طرف لوٹ گئے۔ اللہ کی طرف سے نعمت اور فضل کے ساتھ۔ یہ غزوہ غزوہ جیش سویق کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ یہ واقعہ شعبان ۳ھ میں پیش آیا تھا۔ (الدرر لابن عبدالبر ص ۱۶۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۸۹/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہیں حدیث بیان کی محمد بن عمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالاسود نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو نکالا تھا ابوسفیان کے وعدے کی جگہ بدر میں۔ لہٰذا شیطان نے اپنے دوستوں کو لوگوں میں اُکسایا۔

پھر راوی نے حدیث ذکر کی حدیث موسیٰ بن عقبہ کے مفہوم کے ساتھ مگر اس نے یہ بھی کہا ہے کہ اس بات کو معبد بن ابومعبد خزاعی نے سُنا وہ شاعر آدمی تھا اس نے مکے کا قصد کیا۔ اس نے اس سفر کے دوران شعر کہے۔ راوی نے ان اشعار کا مفہوم بھی ذکر کیا ہے۔ کچھ لوگوں کا گمان ہے کہ اس کا کہنے والا حُمام ہے۔

جب خزاعی مکے میں آیا تو لوگوں نے اس سے موسم بدر کے بارے میں خبر پوچھی، اس نے ان کو خبر دی اور محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کی حالت کے بارے میں تفصیل ان کو بتائی اور ان کو بتایا کہ وہ لوگ بدر میں پہنچ چکے ہیں اور ضمری کا مسلمانوں کے ساتھ مذاکرہ بھی اس نے ذکر کیا ان کو۔ اس بات نے ان کو تشویش میں مبتلا کر دیا، چنانچہ وہ لوگ جماعت اکٹھی کرنے اور خرچہ جمع کرنے میں لگ گئے۔ اس نے حدیث ذکر کی ہے مگر تاریخ ذکر نہیں کی۔

رسول اللہ کا ایفائے عہد کے لئے خروج کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ ذات الرقاع سے واپس آئے تو آپ بقیہ ایام جمادی اولیٰ اور جمادی الآخرہ اور رجب کا مہینہ ٹھہرے رہے اس کے بعد شعبان میں آپ بدر کی طرف منتقل ہو گئے ابوسفیان کی بتائی ہوئی میعاد پر آپ بدر میں جا اُترے اور آپ وہاں پر آٹھ راتیں ٹھہرے رہے اور ابوسفیان کا انتظار کرتے رہے۔ ادھر سے ابوسفیان بھی مکے سے نکل آیا اور ظہران کے کونے آ کر اُترا۔

بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ مقام عسفان تک پہنچ گیا اس کے بعد ان کا ارادہ بدل گیا، واپس ہونے کا ارادہ ہو گیا۔ اس نے کہا اے قریش کی جماعت! اس کام کے لئے یہ وقت اور یہ سال مناسب نہیں ہے، یہ تو قحط اور خشک سالی کا سال ہے۔ اس مقصد کے لئے تو خوشحالی کا سال بہتر ہوگا جس میں تم درختوں کو چراؤ اور اس میں خوب دودھ پیو۔ میں واپس جاتا ہوں تم لوگ بھی واپس چلو۔ لہٰذا لوگ واپس لوٹ گئے۔ اہل مکہ نے ان لوگوں کا نام جیش سویق رکھا تھا۔ کہتے ہیں کہ تم اس حال میں نکلے تھے کہ ستو پی رہے تھے۔ کہتے ہیں کہ ٹھہرے رہے تھے رسول اللہ ﷺ ابوسفیان کا انتظار کرتے رہے اور اس کے وعدے کا۔

چنانچہ آپ ﷺ کے پاس مخشی بن عمرو ضمری آیا وہ وہ شخص تھا جس نے حضور کے ساتھ معاہدہ کیا تھا بنی ضمرہ کے خلاف غزوۂ ودان میں، اس نے کہا اے محمد ﷺ آپ آئے ہو قریش کے لئے اس پانی کے مقام پر؟ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں اے بن ضمرہ کے بھائی، اگر تو چاہے تو ہم اس کے باوجود ہم تیری طرف واپس کر دیتے ہیں وہ معاہدہ جو ہمارے اور تیرے درمیان ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم اے محمد ﷺ ہم لوگوں کو تجھ سے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ حضور وہاں ٹھہرے اور انتظار کرتے رہے ابوسفیان کا۔

چنانچہ حضور ﷺ کے ساتھ معبد بن معبد خزاعی گزرا، اس نے کہا اور تحقیق وہ دیکھ چکا تھا رسول اللہ ﷺ کا مقام اور آپ کی اُونٹنی جلدی کر رہی تھی جھک رہی تھی آپ کے ساتھ۔

قَدْ تَفَرَتْ مَنْ رُفُقَتَی مُحَمَّدِ

وعجوة من يثرب كالعنجد — تهوى على دين ابيه ميعاد

قد جعلت ماء قديد موعدى — وماء ضحنان لها ضحى الغد

محمد ﷺ کی اونٹنی ان کے ساتھیوں سے آگے آگے ہے۔ حالانکہ مدینے کی عجوہ کھجوریں، سیاہ کشمش کی طرح ہیں، وہ جلدی کر رہی ہیں اپنے باپ کی قدیم عادت پر قیام قدیہ کا پانی وعدہ گاہ قرار دیا گیا تھا اوران کے پہاڑی ضجنان کا پانی اس کے لئے بر آنا ہو چکا ہے۔

پھر راوی نے اشعار بیان کئے ابن رواح کے اور حسان کے، ابوسفیان کے وعدہ خلافی کرنے اور پھر وعدہ گاہ پر نہ آنے کے بارے میں۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ واپس مدینہ لوٹ گئے، وہاں جا کر آپ کئی ماہ تک ٹھہرے رہے حتیٰ کہ ذی الحجہ گزر گیا۔ اور اس حج میں مشرکین والی رہے ۔سن ۴ھ میں رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آمد ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۱۶۳۔۱۶۸۔ تاریخ ابن کثیر ۴/ ۸۷۔۸۸)

اور واقدی نے گمان کیا ہے کہ حضور ﷺ اس غزوہ میں بدر کی طرف پہنچے تھے ذیقعدہ کے چاند میں پینتالیس ماہ پورے ہونے پر۔ حضور اس غزوہ میں پندرہ سو صحابہ میں نکلے تھے۔ اور موسیٰ بن عقبہ کا قول یہ ہے کہ غزوہ شعبان میں ہوا تھا۔ یہ زیادہ صحیح ہے۔ واللہ اعلم

باب ۶۲

غزوۂ دومۃ الجندل اوّل [۱]

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے، انہوں نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے دومۃ الجندل کے جہاد کے لئے گئے پھر واپس لوٹ آئے وہاں تک پہنچنے سے قبل اور جنگ کی نوبت نہ آئی۔ پھر آپ ﷺ بقیہ سال کا حصہ مدینے میں مقیم رہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۶۸)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو عبداللہ اصفہانی نے، ان کو ابوالحسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابوسبرہ نے عبداللہ بن ابولبید سے، اس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے، واقدی کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالرحمن بن عبدالعزیز نے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر نے، ان دونوں نے ہمیں حدیث بیان کی یہی حدیث دونوں میں سے ایک دوسرے پر اضافہ کرتا ہے اور ان دونوں نے بھی مجھے حدیث بیان کی، انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ارادہ کیا ادنیٰ شام کے قریب ہونے کی طرف۔ اور آپ کو بتایا گیا کہ یہ کنارہ ہے شام کے منہ میں۔ اگر آپ اس کے قریب ہو گئے تو یہ بات قیصر روم کو خوف زدہ کر دے گی۔

اور آپ سے ذکر کیا گیا کہ دومۃ الجندل کی بڑی کثیر جمعیت موجود ہے۔ وہ لوگ اس پر ظلم کرتے ہیں جو ان کے پاس سے گزرتا ہے، سامان ایک سے دوسرے شہر منتقل کرنے کا ذریعہ ہے، وہاں پر عظیم مارکیٹ بھی ہے۔ وہ لوگ مدینے کے قریب ہونا چاہتے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں اعلان کیا اور بلایا۔ لہٰذا حضور ایک ہزار مسلمانوں کے ساتھ نکلے۔ آپ رات کو سفر کرتے اور دن میں چھپ جاتے تھے۔ حضور ﷺ کے ساتھ ایک رہبر تھا بنو عذرہ میں سے، اس کو کہا جاتا تھا مذکور، رہنما، خزیت۔ رسول اللہ علی الصبح سفر کو نکلتے تھے اور ان کے راستے سے ہٹ گئے تھے۔ جب حضور ﷺ دومۃ الجندل کے قریب پہنچے ان کے رہبر نے ان کو خبر دی کہ بنو تمیم کے مویشی چر رہے ہیں۔ حضور چلے حتیٰ کہ اور ان کے چرواہوں اور مویشیوں پر اچانک ہلہ بول دیا، جو پکڑے گئے پکڑے گئے اور جو بھاگ گئے بھاگ گئے ہر طرف سے۔

---

[۱] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/ ۶۲۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۱۶۸۔ انساب الاشراف ۱/ ۱۶۴۔ تاریخ طبری ۲/ ۵۶۴۔ مغازی للواقدی ۱/ ۴۰۲۔ ابن حزم ص ۱۸۰۔ عیون الاثر ۲/ ۷۵۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۹۲۔ النویری ۱۷/ ۱۶۲۔ سیرۃ حلبیہ ۲/ ۳۶۲۔ سیرۃ الشامیہ ۴/ ۴۸۴۔

اتنے میں یہ خبر اہل دومۃ الجندل تک پہنچ گئی اور وہ وہاں سے تتر بتر ہو گئے۔ حضور ﷺ جا کران کے میدان اور صحن میں جا اُترے مگر وہاں پر کوئی بھی نہیں تھا۔ آپ وہاں پر کئی دن ٹھہرے اور آپ نے ادھر اُدھر وفد بھی دوڑائے، پھر واپس لوٹ آئے۔ حضرت محمد بن سلمہ ان میں سے ایک آدمی کو پکڑ کر لے آئے۔ حضور ﷺ کے سامنے پیش کیا۔ حضور ﷺ نے اس سے دیگر ساتھیوں کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا کہ وہ کل شام سے فرار ہو گئے ہیں۔ حضور ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا وہ مسلمان ہو گیا اور حضور ﷺ مدینہ واپس لوٹ آئے۔

(المغازی للواقدی ۱/۴۰۳-۴۰۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۹۲)

باب ۶۳

غزوہ خندق[1]۔ یہی غزوۂ احزاب ہے
باب، تاریخ، غزوۂ خندق

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن فضل شعرانی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن عتاب نے، ان کو حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے رسول اللہ مغازی کے بارے میں۔ انہوں نے کہا کہ حضور ﷺ نے قتال کیا تھا بدر والے دن رمضان ۲ھ میں۔ پھر آپ نے قتال کیا تھا اُحد والے دن شوال ۳ھ میں، پھر آپ نے قتال کیا تھا خندق والے دن، وہی یوم احزاب ہے اور وہی قریظہ ہے۔ یہ شوال ۴ھ میں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعلاثہ نے، ان کو ان کے والد ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے، اس نے ذکر کیا مذکور کی مثل دونوں نے کہا ہے قصہ خندق کے بارے میں کہ وہ جنگ اُحد کے دو سال بعد ہوا تھا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوصالح نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی لیث نے، ان کو عقیل نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر واقعہ اُحد ہوا تھا ایک سال کے پورے ہونے پر واقعہ بدر سے۔ پھر واقعہ احزاب ہوا تھا۔ یہ واقعہ اُحد کے دو سال بعد ہوا تھا۔ یہ وہ دن تھا جب رسول اللہ ﷺ مدینے کی جانب خندق کھودی تھی اور مشرکین کا سردار ان دنوں ابوسفیان بن حرب تھا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ بنوقریظہ کی طرف روانہ ہوئے تھے اور جا کر ان کا محاصرہ کیا تھا حتیٰ کہ وہ اُتر آئے تھے سعد بن معاذ کے کہنے پر۔

---

[1] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۶۵۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۶۸۔ انساب الاشراف ۱/۱۶۵۔ تاریخ طبری ۲/۵۶۴۔ صحیح بخاری ۵/۱۰۷۔ مسلم بشرح النووی ۱۲/۱۴۵۔ ابن حزم ص ۱۸۴۔ عیون الاثر ۲/۷۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۹۲۔ النویری ۱۷/۱۶۶۔ سیرۃ حلبیہ ۲/۳۰۱۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۵۱۲۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن خلیل بغدادی نے نیشاپور میں، ان کو حسین بن محمد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان نے قتادہ سے رسول اللہ ﷺ کے مغازی میں، وہ کہتے ہیں کہ جنگ بدر رمضان میں ہوئی تھی حضور ﷺ کی ہجرت کے اٹھارہ ماہ بعد۔ اور جنگ اُحد اس سے اگلے سال شوال میں ہوئی تھی۔ فرمایا کہ جنگ احزاب جنگ اُحد کے دوسال بعد ہوئی تھی ہجرت کے چار سال بعد۔ اصحاب نبی اس دن ایک ہزار تھے ہمیں جو خبر پہنچی ہے اس کے مطابق۔ اور مشرکین چار ہزار تھے یا جو کچھ اللہ نے چاہا اس میں سے اور ہمارے سامنے یہ بات ذکر کی گئی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ آج کے دن کے بعد مشرکین تم سے ہرگز نہیں لڑسکیں گے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ غزوۂ خندق شوال ۵ھ میں ہوا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۶۸)

(مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ فی الحقیقت ان میں کوئی اختلاف نہیں ہے۔ یہ اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے بدر والے دن قتال کیا تھا مدینہ آمد کے ڈیڑھ سال بعد ماہ شوال میں۔ اس کے بعد آپ نے قتال کیا تھا خندق والے دن اُحد کے دوسال چار ماہ بعد مدینہ آمد کے بعد۔ لہٰذا جس نے چار سال بعد کہا ہے اس نے چار سال کے بعد کا ارادہ کیا ہے یعنی پانچویں سال تک پہنچنے سے قبل۔ اور جس نے کہا ہے پانچ سال، اس نے ارادہ کیا ہے کہ پانچویں سال میں داخل ہونے کے بعد یعنی وہ سال پورا ختم ہونے سے قبل۔ واللہ اعلم

بہرحال حدیث صحیح وہ ہے جس کی ہمیں خبر دی ہے ابومحمد بن ابوحامد مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن عفان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبید طنافسی نے عبیداللہ بن عمر سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے سامنے جہاد میں قتال کرنے کے لئے پیش کیا گیا جبکہ میں چودہ سال کا تھا۔ حضور ﷺ نے مجھے اجازت نہیں دی تھی۔ پھر جب یوم خندق آیا تو میں پندرہ سال کا ہو چکا تھا پھر آپ نے مجھے اجازت دے دی تھی۔

نافع کہتے ہیں کہ میں عمر کے پاس آیا یعنی ابن عبدالعزیز کے پاس۔ عمر اس وقت خلیفہ تھے۔ میں نے اس کو یہ حدیث بیان کی، انہوں نے فرمایا کہ یہ حد ہے صغیر اور کبیر کے درمیان (چھوٹے اور بڑے کے درمیان)۔ لہٰذا انہوں نے اپنے عاملوں (گورنروں) کی طرف لکھ بھیجا کہ پندرہ سال والے کو الگ شمار کرو اور اس سے کم ہو اس کو عیال کے ساتھ لاحق رکھو۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث عبیداللہ بن عمر سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ ترمذی۔ کتاب الاحکام۔ حدیث ۱۳۶۱ ص ۳/۶۳۲۔۶۳۳)

توجیہات

(۶) احتمال ہے کہ حضرت ابن عمر چودہویں سال میں شروع ہو چکے ہوں گے اُحد والے دن۔ لہٰذا آپ نے ان کو اجازت نہ دی قتال میں جب آپ کے سامنے پیش کیے گئے۔ اور تحقیق خندق والے دن پندرہ سال پورے ہو چکے تھے اور اس زیادہ ہو چکے تھے۔ لہٰذا آپ نے اجازت دے دی جب آپ کے سامنے پیش کیے گئے مگر اس نے پندرہ کا عدد بیان کیا اس لئے کہ حکم کا تعلق اسی سے تھا سوائے اضافے کے اور بعض اہل علم اس صحیح روایت کے ظاہر کی طرف گئے ہیں اور قول موسیٰ بن عقبہ ظاہر پر محمول کیا گیا ہے اور یہ کہ ابوسفیان جب حضور ﷺ سے کیے ہوئے وعدہ کے لئے شعبان میں نکلا تھا تو واپس لوٹ گیا تھا۔ پھر قتل کی تیاری کر کے نکلا تھا شوال میں اُحد سے ایک سال کے پورے ہونے پر۔ یہ بات مخالف ہے جماعت کے قول کے بدر آخر اور خندق کے مابین مدت کے اندازے اور تخمینے کے بارے میں۔ نیز ہم قبل ازیں

موسیٰ بن عقبہ سے روایت کر چکے ہیں، نبی کریم ﷺ کے خروج کے بارے میں ابوسفیان کے وعدے کے لئے کہ وہ خروج شعبان ۳ھ میں تھا اور خندق شوال ۴ھ میں تھا۔ نیز ہم نے اس سے روایت کیا ہے قصہ خندق کے بارے میں کہ اس نے کہا ہے کہ ابوسفیان نکلا تھا دو سالوں کے آخر میں یعنی اُحد سے۔ اور تحقیق اس نے اُحد کے بارے میں کہا ہے کہ وہ شوال ۳ھ میں ہوا تھا۔ لہٰذا اس کا یہ قول بدر آخر کے بارے میں وہ نبی کریم نکلنا مراد ہوگا ابوسفیان کے وعدہ کے لئے ۳ھ میں یعنی بعد پورا ہوئے تین کے اور دخول چہارم اور ان کا قول خندق کے بارے میں ۴ھ میں یعنی بعد پورے ہوئے چار سال کے اور پانچویں میں داخل ہونے کے۔

یہ مذکورہ تحقیق ان لوگوں کے قول پر ہے جو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ تاریخ کی ابتداء اور آغاز نبی کریم ﷺ کی مدینہ میں آمد سے ہوا ہے۔ حالانکہ بعض اہل تاریخ نے یہ دعویٰ بھی کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ کی مدینے میں آمد ماہ ربیع الاول میں ہوئی تھی۔ لہٰذا وہ اس سال کے بقیہ مہینوں کو شمار نہیں کرتے۔ بلکہ وہ تاریخ کا آغاز اس سے اگلے سال محرم سے کرتے ہیں۔ لہٰذا غزوہ بدر ۱ھ میں اور بدر ثانی ۳ھ اور غزوہ خندق ۴ھ میں ہوگا۔

غزوۂ بدر سے وفات رسول ﷺ تک مختصر جائزہ

(۷)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نحوی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابویوسف بن یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ مدینے آئے تھے ماہ ربیع الاول میں اور موسم تک مدینے میں ٹھہرے رہے تھے اور غزوہ بدر ہوا تھا جمعہ کے دن سترہ راتیں گزرنے کی صبح ماہ رمضان میں۔ مدینے میں رسول اللہ ﷺ کی آمد کے سترہ ماہ کے سرے پر۔ اور یہ پہلا سال تھا جہاں سے تاریخ شمار ہوئی۔

اس کے بعد غزوہ اُحد ہوا ہفتے کے دن بارہ راتیں گزر چکی تھیں شوال ۲ھ دوسرے ماہ میں۔ اس کے بعد غزوہ بدر ثانی ہوا ماہ شعبان ۳ھ میں قریش کے وعدے پر۔ اس کے بعد غزوۂ خندق ہوا ماہ شوال ۴ھ میں۔ اس کے بعد غزوہ بنی لحیان ہوا ۵ھ میں، اس سے مراد ہے غزوۂ بنو مصطلق۔ اس کے بعد غزوۂ حدیبیہ ہوا ماہ ذیقعدہ ۶ھ میں۔ اس کے بعد عمرۃ القضاء ہوا ماہ ذیقعدہ ۷ھ میں۔ اس کے بعد غزوۂ فتح مکہ ہوا ماہ رمضان ۸ھ میں۔ اور لوگوں کے لئے حج قائم کیا ۸ھ میں عتاب بن اُسید نے اور حج قائم کیا لوگوں کے لئے ۹ھ ابوبکر صدیق ؓ نے۔ اور لوگوں کے لئے حج قائم کیا ۱۰ھ میں رسول اللہ ﷺ نے اور وہی حجۃ الوداع تھا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس لوٹ آئے تھے اور وہاں قیام فرمایا، بقیہ ایام ذالحجہ کے اور ماہ محرم اور ماہ صفر اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنی طرف قبض فرمالیا تھا ماہ ربیع الاول بروز پیر۔ ان پر اللہ کی بے شمار رحمتیں ہوں اور ان کی آل پر۔

(۸)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن نوفل نے، ان کو فضل بن محمد شعرانی نے، ان کو احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی موسیٰ بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں غزوہ بنو مصطلق سے ڈیڑھ سال بعد ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے مدینہ آمد کے بعد اور اُحد اس سے ایک سال بعد میں ہوا تھا اور غزوہ خندق ۴ھ اور بنو مصطلق ۵ھ میں، خیبر ۶ھ میں، حدیبیہ، خیبر والے سال میں۔ اور فتح مکہ ۸ھ اور غزوہ بنو قریظہ خندق والے سال میں۔

☆☆☆

باب ۶۴

غزوۂ خندق کا قصہ

مغازی[1] موسیٰ بن عقبہ رحمۃ اللہ سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے، ان کو حدیث بیان کی ان کے دادا نے، ان کو ابراہیم بن منذر حزامی نے، یہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی سے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے، اس نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان اور قریش نکلے تھے اور مشرکین میں وہ لوگ بھی جنہوں نے ان کی اتباع کی تھی۔ ان کے ساتھ حُیی بن اخطب یہودی بھی تھے۔ ان لوگوں نے عُیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر سے امداد بھی طلب کی تھی بدر کے لئے، وہ ان لوگوں کو بھی لے آیا بنوغطفان میں سے جس جس نے ان کی بات مانی تھی اور بنوابوالحقیق، کنانہ بن ربیع بن ابوالحقیق۔ انہوں نے بنوغطفان میں خوب دوڑ دوڑ کر ان کو قتال پر اُکسایا اس شرط پر کہ خیبر کے باغات کا آدھا پھل ان کو دیا جائے گا۔

اہل مغازی نے گمان کیا ہے کہ حارث بن عوف بنومُرّہ کے بھائی نے کہا تھا عُیینہ بن بدر سے اور غطفان سے۔ اے میری قوم! میری بات مانو اور اس آدمی (محمد ﷺ) کے ساتھ قتال کرنا چھوڑ دو اور اس کے دشمن کے درمیان جو عرب میں سے ہیں علیحدہ کر دو یہ خود ایک دوسرے سے نمٹ لیں گے۔ لہٰذا شیطان ان پر غالب آ گیا اور لالچ نے ان کی گردنیں کاٹ دیں۔ عُیینہ بن بدر کے حکم کے تابع فرمان ہو گئے رسول اللہ ﷺ سے قتال پر، اور انہوں نے اپنے اپنے حلیفوں کو لکھا جو کہ بنواسد میں سے تھے۔ چنانچہ قبیلہ طلیحہ والے ان لوگوں کے ساتھ مل کر آئے جن لوگوں نے بنواسد میں سے ان کی اتباع کی تھی، وہ دونوں قبیلے آپس میں دوست تھے اسد اور غطفان۔

ادھر قریش نے بنوسُلیم کے جوانوں کو لکھا جو کہ اشراف تھے، ان کے درمیان رشتہ داریاں تھیں۔ چنانچہ ابوالاعور بنوسُلیم ان لوگوں میں آیا جس جس نے اس کی اتباع کی تھی اور ابوالاعور ان میں سے تھا جس نے اس کی اتباع کی تھی بنوسُلیم میں اور عُیینہ بن بدر بھی ایک عظیم جماعت میں۔ یہی وہ لوگ تھے جن کو اللہ نے احزاب کا نام دیا ہے۔

جب نبی کریم ﷺ کو ان قبائل کے (مسلمانوں سے مقابلے کے لئے) نکلنے کی خبر پہنچی تو آپ ﷺ نے خندق کھودنی شروع کر دی مسلمان بھی آپ کے ساتھ مل کر خندق کھودنے لگے۔ حضور ﷺ بذات خود بھی اس عمل میں مسلمانوں کے ساتھ شریک رہے۔ چنانچہ یہ کام انہوں نے جلدی کرتے ہوئے انتہائی عجلت میں کیا کیونکہ وہ یہ کام دشمن کے پہنچنے سے قبل کرنا چاہتے تھے۔ مسلمانوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ اس عمل میں ان کے ساتھ لگے ہوئے ہیں تاکہ مسلمانوں کی ہمت بڑھے اور ان کی قوت مضبوط ہو، یہ کام انہوں نے اللہ کے حکم سے کیا۔ چنانچہ کچھ لوگ ایک دوسرے پر ہنسنے لگے جب وہ تھک کر رک جاتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آج کوئی کسی سے غصہ نہ کرے کسی شئی کے بارے میں اگر کسی چیز کے بارے میں رجز سنایا جائے جب تک کعب کا قول یا حسان کا قول۔ بے شک وہ دونوں اس سے قول کثیر پاتے ہیں۔ اور حضور ﷺ نے ان دونوں کو منع فرمایا کہ ایسا کوئی قول نہ کریں جس کے ساتھ وہ کسی کو نیچا دکھائیں۔

---

[1] الدرر لابن عبدالبر ص ۱۶۹-۱۷۷۔

صحابہ نے ذکر کیا کہ کھدائی کے دوران ان کے آگے ایک سخت چٹان آ گئی ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ایک صحابی سے کدال لیا اور تین بار اس کو زور زور سے مارا اور وہ پتھر ضرب میں ٹوٹ گیا۔ صحابہ نے دعویٰ کیا کہ سلمان فارسی نے حضور ﷺ کی ہر ضرب پر ایک چمک دیکھی تھی، تینوں بار جو کہ تین سمت وہ چمک گئی تھی۔ ہر مرتبہ سلمان اپنی نظر اس چمک کے پیچھے لگاتے رہے۔ پھر سلمان نے اس بات کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا اور بتایا کہ میں نے اسے دیکھا بجلی کی چمک کی مثل پایا لہر کی طرح اس ضرب سے جو آپ نے ماری تھی، یارسول اللہ! ایک روشنی مشرق کی طرف دوسری ملک شام کی طرف تیسری ملک یمن کی طرف گئی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، واقعی تم نے وہ دیکھی تھی اے سلمان؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ تحقیق میں نے دیکھی تھی یارسول اللہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ان روشنیوں میں سے ایک روشنی میں میرے لئے کسریٰ کے شہر اور ان شہروں کے چھوٹے چھوٹے قصبے روشن کر دیئے گئے تھے، اور دوسری روشنی میں روم کا شہر اور شام اور تیسری روشنی میں یمن کا شہر اور اس کے محلات چمکا دیئے گئے۔ جو کچھ میں نے دیکھا نصرت اور مدد وہاں تک انشاء اللہ پہنچے گی۔ اور حضرت سلمان فارسی اس کو رسول اللہ سے نقل کیا کرتے تھے۔

راوی کہتے ہیں کہ سلمان فارسی قوی آدمی تھے جب رسول اللہ ﷺ نے ہر طرف سے خندق کھودنے کے لئے طے کر دیا تھا تو مہاجرین نے کہا، اے سلمان ہمارے ساتھ کھودائی کروائیں۔ انصار نے کہا ہم سے زیادہ کوئی حق دار نہیں ہے۔ یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ نہیں سلمان ہم میں سے ہے اہل بیت کی طرح ہے، یعنی ہمارے گھر کے افراد کی طرح ہے۔ (مستدرک حاکم ۳/۵۹۸)

حضرت عبداللہ بن عباس نے فرمایا جب فیروز دیلمی نے صنعاء کے کذاب اسود عنسی کو قتل کر دیا تھا تو ان میں سے کوئی آنے والا رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا اور وہ لوگ مسلمان ہو چکے تھے تو انہوں نے کہا تھا کہ ہم کون ہیں؟ یعنی ہماری حیثیت کیا ہوگی؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ہمارے اہل بیت ہو اور ہم میں سے ہو۔ الغرض جب صحابہ نے اپنی خندق کی کھدائی مکمل کر لی تو یہ شوال ۴ھ تھا وہی عام الاحزاب ہے۔

اور جنگ خندق والے سال ابوسفیان بن حرب آیا اور وہ لوگ بھی جو اس کے ساتھ تھے مشرکین قریش میں سے اور وہ لوگ جو ان کے پیچھے آئے تھے اہل ضلالت میں سے، وہ لوگ مکے سے آ کر وادی قناۃ کے بالائی حصے پر فروکش ہوئے تھے الغابہ گھاٹی کے سامنے (درختوں کے جھنڈ کی سمت)۔ ادھر بنو قریظہ نے ان کے لئے قلعہ بند کر دیا اور انہوں نے حُیی بن اخطب (یہودی) سے نفرت اور اظہار ناراضگی کیا اور کہنے لگے تم لوگ اس قوم میں شامل مت ہو کیونکہ تم نہیں جانتے ہو کہ انجام اور نتیجہ کس کے حق میں ہوگا۔ اور حالت یہ ہے کہ حُیی نے اپنی قوم کو ہلاک کر دیا ہے اس سے ڈرو۔ ادھر حُیی آیا یہاں تک کہ وہ یہودیوں کے قلعے کے دروازے پر پہنچ گیا۔ دروازہ ان کا بند تھا، اس وقت یہود کا سردار کعب بن اسد تھا۔ حُیی نے کہا کیا یہاں کعب ہے؟ اس کی بیوی نے بتایا کہ وہ یہاں نہیں ہے۔ وہ باہر کسی کام سے گیا ہے۔ حُیی نے کہا نہیں بلکہ وہ تیرے پاس ہی ٹھہرا ہوا ہے جشیش پر وہ اسے کھا رہا ہے (جشیشہ ایک کھانا ہوتا تھا جو گندم کو دلیہ کر کے تیار کیا جاتا تھا)۔

دراصل کعب نے ناپسند کیا تھا کہ کہیں وہ رات کے کھانے پر نقصان نہ پہنچا دے۔ مگر اب کعب نے کہا کہ ٹھیک ہے اس کو اجازت دے دو کہ مرنے والا ہے یعنی کوئی بھی اسے مار دے گا)۔ اللہ کی قسم ہم نے کسی بھلائی کو نظر انداز نہیں کیا، چنانچہ حُیی اندر داخل ہوا اور کہنے لگا، میں تیرے پاس لایا ہوں اللہ کی قسم زمانے کی عزت۔ اگر تم اس کو میرے اوپر نہیں رہنے دو گے (یعنی اگر تم میری بات نہیں مانو گے) تو میں تمہارے پاس قریش کے سرداروں اور ان کے قائدین کو لے آؤں گا اور میں تمہارے پاس حلیف قبیلہ اسد اور غطفان کو لے کر آؤں گا۔

کعب بن اسد نے کہا کہ میری مثال اور ان کی مثال جن کو تم میرے پاس لاؤ گے مثل مثال اس بادل کی سی ہے جو اس پورے پانی کو انڈیل دے جو کچھ اس میں ہے پھر چلا جائے۔ تیرا بُرا ہوا اے حُیی ہم لوگوں کو تو ہمارے عہد پر رہنے دے جو ہم لوگوں نے اس آدمی (محمد ﷺ) سے کر رکھا ہے۔ بے شک میں نے ایسا کوئی آدمی نہیں دیکھا جو محمد (ﷺ) سے زیادہ سچا ہو، نہ ہی ایسا کوئی دیکھا جو اس سے زیادہ عہد پورا کرنے والا ہو۔ اس کے اصحاب بھی ایسے ہی ہیں، نہ اس نے کسی دین پر مجبور کیا ہے نہ ہی ہمارا زبردستی مال چھینا ہے، نہ ہی ہم محمد (ﷺ) سے

آپ کے عمل کے حوالے ناراض ہیں تم ہلاکت کی طرف بلاتے ہو، ہم تجھے اللہ سے ڈراتے ہیں۔مگر جو کچھ آپ نے ہمیں معاف کر دیا ہے اپنے نفس کے بارے میں۔اس نے کہا، اللہ کی قسم میں ایسا نہیں کروں گا، نہ ہی محمد (ﷺ) ان کو روٹی دیں گے قیامت تک، نہ ہی ہم علیحدہ ہوں گے اور نہ ہی یہ جماعت الگ ہوگی یہاں تک کہ ہم ہلاک ہو جائیں گے۔

عمرو بن سعد قرظی نے کہا، اے یہود کی جماعت یاد رکھو کہ تم لوگوں نے محمد (ﷺ) کے ساتھ معاہدہ کیا ہے دوستی کا جو کہ تمہیں معلوم ہے کہ تم اس کے ساتھ دھوکہ اور خیانت نہ کرو گے اور اس کے خلاف دشمن کی مدد بھی نہیں کرو گے اور یہ کہ تم محمد (ﷺ) کی مدد بھی کرو گے اس کے خلاف جو مدینے پر حملہ کرے گا۔لہٰذا تم لوگ ان کے ساتھ جو معاہدہ کیا ہے اس کو پورا کرو۔اور اگر تم لوگ ایسا نہ کرو گے تو اس کے اور اس کے دشمن کے درمیان راستہ چھوڑ دو اور ان سے خود تم علیحدہ ہو جاؤ۔مگر حیی بن اخطب ہمیشہ ان یہود کو گمراہ کرتا رہا، حتی کہ اس نے ان کو بدبخت اور بدنصیب بنا دیا۔اس نے ان کی ایک جماعت اکٹھی کی صبح ایک ہی بات پر متفق ہو گئے مگر بنو شیعہ، بنو اسد، بنو اُسید، بنو ثعلبہ رسول اللہ کی طرف نکل گئے۔

(اہل مغازی نے گمان کیا ہے) اور یہود نے کہا، اے حیی! آپ جائیں اپنے تعلق والوں کے پاس، ہم لوگ ان سے بے خوف و خطر نہیں ہیں، اگر وہ لوگ ہمیں اطمینان دلائیں اپنے اشراف میں سے ہر اس شخص کو جوان کے ساتھ آئے ہمارے پاس اور ضمانت دے پس وہ ہمارے ساتھ ہوں تو وہ جب محمد (ﷺ) اور اس کے اصحاب کے قتال کے لئے اُٹھیں گے تو ہم بھی نکلیں گے اور ہم بھی ان کے کندھے سے کندھا ملا کر چلیں گے۔اگر وہ لوگ اس کے لئے تیار ہوں تو آپ ان کے اور ہمارے درمیان ایک بندھن باندھ دیں۔

چنانچہ حیی قریش کے پاس گیا اور ان لوگوں نے اس کے ساتھ عقد و عہد پکا کیا کہ وہ ستر آدمی حیی کے حوالے کرتے ہیں (محمد ﷺ سے ان کے اصحاب سے قتال کے لئے) اور ان لوگوں نے وہ صحیفہ چیر پھاڑ ڈالا جس میں وہ فیصلہ لکھا گیا تھا کہ جو ان لوگوں کے اور رسول اللہ ﷺ کے مابین ہوا تھا۔لہٰذا ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف جنگ کا پیغام پھینک دیا اور خود کو انہوں نے قلعے میں محفوظ کر لیا جس کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تھے، اور انہوں نے اپنے اصحاب کو بھی قتال کے لئے تیار کیا۔

جب یہ لوگ نکل کر یہودیوں سے قتال کے لئے آگے آ گئے تو مشرکین اور یہود کے مشترکہ لشکر نے مسلمانوں کا محاصرہ کر لیا اور اس طرح وہ لوگ بُری طرح گھر گئے کہ جیسے وہ کسی قلعے میں بند کر دیئے گئے ہیں۔لشکروں کے قلعے میں ان لوگوں نے بیس دن تک مسلمانوں کو محاصرے میں گھیرے رکھا اور انہوں نے اس قدر ہر طرف سے گھیرا تنگ کر دیا کہ پریشانی کے عالم میں کوئی آدمی یہ نہیں جانتا تھا کہ اس نے نماز بھی پوری پڑھی ہے یا نہیں۔اور مشرکین اور یہود نے رسول اللہ ﷺ کے مقام کی طرف ایک سخت جنگجو جنگی دستہ بھیجا وہ لوگ دن بھر رسول اللہ ﷺ سے اور صحابہ کرام سے قتال کرتے رہے یہاں تک کہ شام ہو گئی۔جب عصر کا وقت ہوا وہ لشکر انتہائی قریب آ گیا جس کی وجہ سے نہ نبی کریم ﷺ عصر کی نماز پڑھنے پر قادر ہو سکے نہ ہی آپ کے اصحاب جو آپ کے ساتھ تھے۔رات ہونے پر وہ لشکر ہٹ گیا۔

اہل مغازی نے یہ گمان کیا ہے، نبی کریم ﷺ نے یوں بددعا فرمائی تھی کہ ان لوگوں نے ہمیں عصر کی نماز بھی نہیں پڑھنے دی اللہ ان کے پیٹوں کو اور ان کی قبروں کو آگ سے بھر دے۔

(بخاری۔کتاب الجہاد۔حدیث ۲۹۳۱۔فتح الباری ۶/۱۰۵۔۷/۴۰۵۔مسلم کتاب المساجد۔حدیث ۲۰۲۔مسند احمد ۱/۷۹۔۸۱)

اور ابن فلیح کی ایک روایت میں ہے، ان کے پیٹوں کو اور قبروں کو آگ سے بھر دے۔جب آزمائش اور مصیبت سخت ہو گئی تھی رسول اللہ ﷺ پر آپ کے اصحاب پر تو بہت سارے لوگ منافقت میں پڑ گئے اور انہوں نے بُرا کلام کیا۔جب حضور ﷺ نے تکلیف اور مصیبت کی وہ حالت دیکھی مسلمان جس کیفیت میں مبتلا تھے تو آپ ﷺ نے صحابہ کرام کو بشارت دینا شروع کی، آپ فرما رہے تھے قسم ہے اس ذات کی

جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ ضرور تم سے یہ کیفیت کھول دی جائے گی جو تم سختی دیکھ رہے ہو۔ اور میں بے شک یقین رکھتا ہوں کہ میں بیت العتیق (کعبہ) کا طواف کروں گا امن کی حالت میں اور یہ بھی کہ اللہ تعالیٰ کعبے کی چابیاں میرے حوالے کردے گا۔ اور البتہ ضرور بالضرور اللہ تعالیٰ کسریٰ، فارس اور قیصر روم کو ہلاک کردے گا اور تم لوگ ان دونوں کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کرو گے۔

آپ کے ساتھ جو اصحاب تھے وہ حیران تھے اور از راہ تعجب و حیرانی کہنے لگے کہ انتہائی حیران کن بات ہے کہ ہم لوگ بیت اللہ کا طواف بھی بحالت امن کریں گے اور قیصر و کسریٰ کے خزانوں کو بھی تقسیم کریں گے جبکہ اس وقت ہماری حالت یہ ہے کہ ہم میں سے کوئی آدمی اتنا بھی مامون و محفوظ یا آزاد نہیں ہے کہ وہ جا کر قضاء حاجت کر لے اور کچھ لوگوں نے تو یہاں تک کہہ ڈالا کہ اللہ کی قسم نہیں وعدہ دے رہے ہم کو مگر دھوکہ کا۔ دوسروں نے کہا ان میں سے جو آپ کے ساتھ تھے۔ آپ ہمیں واپس جانے کی اجازت دے دیجئے کیونکہ ہمارے گھروں کے اُوپر چھپر بھی نہیں ہے ننگے گھر میں اور کچھ دوسرے لوگوں نے تو یہاں تک کہہ دیا کہ اے اہل یثرب مقابلہ میں کھڑا ہونا تمہارے بس کی بات نہیں ہے لہٰذا واپس لوٹ چلو۔

لہٰذا حضور ﷺ نے حضرت سعد بن معاذ کو جو بنو عبدالاشہل کے بھائی تھے اور سعد بن عبادہ کو اور عبداللہ بن رواحہ خوان بن جبیر کو بنو قریظہ سے بات کرنے کے لئے بھیجا کہ وہ جا کر ان کے حلیف اور معاہدہ دوستی کے بارے میں قسم دے کر پوچھیں۔ وہ لوگ گئے وہ بنو قریظہ کے قلعے کے دروازے پر پہنچے انہوں نے دروازہ کھلوایا، دروازہ کھولا گیا وہ لوگ اندر ان لوگوں کے پاس پہنچ گئے۔ ان صحابہ نے ان کو صلح کی دعوت دی اور حلیف اور دوستی کی تجدید کی دعوت دی۔ یہودیوں نے کہا اب آئے ہو؟ انہوں نے ہمارا بازو توڑ لیا ہے (ٹوٹے ہوئے بازو سے ان کی مراد قبیلہ بنو نضیر تھے)۔ ان کو انہوں نے نکال دیا ہے اور ان یہودیوں نے نبی کریم ﷺ کو شدید گالیاں دیں۔ لہٰذا سعد بن عبادہ برداشت نہ کر سکے اس نے بھی ان کو گالیاں سُنائیں۔ کیونکہ یہودیوں نے ان کو ناراض کر دیا تھا۔ سعد بن معاذ نے سعد بن عبادہ سے کہا بے شک ہم اس لئے نہیں آئے تھے اور نہ ہی ہمارے اور ان کے درمیان اس سے زیادہ ایک دوسرے کو گالیاں دینے کی گنجائش ہے۔

اس کے بعد سعد بن معاذ نے ان کو پکار کر کہا کہ تم لوگ اچھی طرح جانتے ہوا ے بنو قریظہ اس معاہدہ کو اور حلیف کو جو ہمارے اور تمہارے درمیان تھا۔ میں تمہارے بارے میں ڈرتا ہوں مثل بنو نضیر کے یوم کے (یعنی جیسے ان پر بُرا وقت آیا تھا)، یا اس سے بھی زیادہ بُرا وقت۔ یہودی سعد سے کہنے لگے، تم نے لگتا ہے اپنے باپ کا ذکر کھایا ہے (شرم گاہ)۔ سعد کہنے لگے کہ سوائے اس کے جو قول بھی تھا اس سے بہت زیادہ خوبصورت تھا اور اس سے زیادہ اچھا تھا۔ بس یہ لوگ اُٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس چلے گئے جس وقت وہ مایوس ہو گئے ان یہودیوں سے۔

جب پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کے چہروں کی کراہت کو بھانپ لیا جس کے ساتھ وہ آئے تھے۔ آپ نے پوچھا تمہارے پیچھے کیا کیفیت ہے؟ وہ کہنے لگے کہ ہم آپ کے پاس اللہ کی مخلوق میں سے خبیث ترین یا اَخبَث ترین لوگوں کے ہاں سے آئے ہیں جو اللہ کے سب سے بڑے دشمن ہیں اور اس کے رسول کے بھی۔ پھر انہوں نے حضور ﷺ کو وہ ساری باتیں بتائیں جو انہوں نے کی تھیں (سب کچھ سُننے کے بعد) رسول اللہ ﷺ نے انہیں ان کی پوری خبر چھپانے کا حکم فرمایا۔

پھر رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کی طرف چلے گئے۔ وہ سخت آزمائش میں اور سخت مصیبت میں تھے۔ وہ ڈر رہے تھے کہ کہیں جنگ سے بھی زیادہ شدید دن نہ آن پڑے۔ جب انہوں نے رسول اللہ کو سامنے آتے دیکھا تو عرض کرنے لگے یا رسول اللہ ﷺ خیریت تو ہے؟ آپ کے پیچھے کیا حالت ہے؟ حضور ﷺ نے انتہائی حوصلے سے اور بردباری سے فرمایا، سب خیر ہے خوش ہو جائیے۔ پھر آپ نے اپنے کپڑے کے ساتھ گھونگھٹ نکالا اور آپ سیدھے لیٹ گئے اور لمبی دیر تک ٹھہرے رہے۔

صحابہ پر خوف اور اضطراب شدید ہو گیا جب انہوں نے دیکھا کہ لمبی دیر تک رسول اللہ لیٹ گئے ہیں۔ وہ سمجھ گئے کہ بنوقریظہ سے کوئی اچھی خبر نہیں آئی۔ پھر بڑی دیر کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر اُٹھایا اور فرمایا کہ تم لوگ خوش ہو جاؤ اللہ کی فتح اور اس کی نصرت کے ساتھ جب صبح ہوگی تو لوگ بعض ان میں سے بعض کے قریب ہوئے تو ان کے درمیان تیر بازی اور پتھر بازی شروع ہوگئی۔

ابن شہاب نے کہا کہ حضرت سعید مسیب نے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا :

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ عَهْدَكَ وَوَعْدَكَ اَللّٰهُمَّ اِنْ تَشَأْ لَا تُعْبَدْ ۔

اے اللہ! بے شک میں تجھ سے سوال کرتا ہوں تیرے عہد کا اور تیرے وعدے کا۔ اے اللہ! اگر تو چاہے تو تیری پوجا نہیں کی جائے گی۔

خندق میں گر کر مشرک کی ہلاکت
حضور ﷺ کا مشرک پر اور اس کی دیت پر لعنت کرنا

اور نوفل بن عبد اللہ مخزومی سامنے آیا، وہ مشرک تھا اپنے گھوڑے پر سوار تھا تا کہ وہ اپنے گھوڑے کو خندق میں جھونک دے مگر اس کو اللہ تعالیٰ نے قتل کر دیا، مشرکین اس کے ساتھ ذلیل ہو گئے اور ان کے سینوں میں اس بات کا بہت بڑا اثر ہوا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم لوگ تمہیں ایک آدمی کی دیت دیتے ہیں اس بات پر کہ تم لوگ اس کی میت ہمارے حوالے کر دو ہم اس کو دفن کریں گے۔ نبی کریم ﷺ نے اسے ان کے حوالے کر دیا کہ وہ خبیث ہے اس کی دیت بھی خبیث ہے۔ اللہ اس پر بھی لعنت کرے اور اس کی دیت پر بھی لعنت کرے، ہمیں اس کی دیت لینے کی کوئی حاجت نہیں ہے۔ ہم تمہیں اس بات سے روکنے والے نہیں ہیں کہ تم اس کو دفن کرو۔

سعد بن معاذ کو ایک تیر ایسا لگا کہ اس کے بازو سے اس کی رگ اَکحَل کٹ گئی۔ گمان کیا ہے کہ ان کو تیر حیان بن قیس بنو عامر بن لوی نے مارا تھا۔ پھر بنو عرقہ کے ایک آدمی نے اور دیگر لوگوں کا کہنا ہے اسامہ جُشمی ہنس مخزوم کے حلیف نے مارا تھا۔

حضرت سعد کا دعا کرنا

حضرت سعد بن معاذ نے کہا، اے میرے رب! مجھے بنوقریظہ سے شفاعطا کر مرنے سے قبل۔ لہٰذا ان کا وہ رگ کٹنے والا زخم بہہ جانے کے باوجود درست ہو گیا اور اہل ایمان نے صبر کیا تھا جو انہوں نے دیکھی تھی کثرت احزاب (گروہوں اور جماعتوں کی کثرت) اور ان کے معاملے کی شدت۔ اس ساری کیفیت نے مسلمانوں کے یقین کو اور زیادہ کر دیا تھا کہ اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ پورا ہو کر رہے گا جو اس نے مسلمانوں کے ساتھ کیا تھا۔ اس کے بعد قدرتی طور پر یہ تبدیلی آئی کہ بعض ان کے بعض سے ہٹ گئے۔

اس کے بعد ابوسفیان نے بنوقریظہ کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم لوگوں کو مکہ سے آنے والے لشکر کا یہاں ٹھہرانا خاصا طویل ہو گیا ہے چاروں طرف خشک سالی ہے سواریوں کے لئے ہمیں چارہ نہیں ملتا لوگ اور اُونٹ گھوڑے بھوکوں مر رہے ہیں ان حالات میں ہم نے یہ ارادہ کر لیا ہے کہ حملہ کرنے کے لئے محمد (ﷺ) اور ان کے اصحاب کی طرف نکلیں۔ لہٰذا ہمارے اور ان کے درمیان جو بھی فیصلہ ہوگا اللہ کرے گا۔ تم لوگ کیا مشورہ دیتے ہو؟ بنوقریظہ والوں نے یہ پیغام بنوغطفان کو بھیج دیا۔ انہوں نے واپس جواب دیا کہ ٹھیک ہے جیسے تم لوگ مناسب سمجھو اگر تم چاہتے ہو تو اُٹھو ہم تمہیں روک کر نہیں رکھیں گے بشرطیکہ جب تم ہمارے پاس رہن بھیج دو۔

ایک آدمی نے بنو اشجع میں سے آیا اس کا نام نعیم بن مسعود تھا وہ باتیں بہت پھیلاتا تھا وہ یہ خبریں سُن چکا تھا جو قریش نے بنوقریظہ اور بنو غطفان کو بھیجی تھیں اور ان کا جواب بھی سُن لیا تھا۔ حضور ﷺ نے جب اس کو دیکھا تو اس کو اشارہ کر کے بلایا عشاء کے وقت۔

حضور ﷺ کا خفیہ سیاسی تدبیر کرنا

چنانچہ نعیم بن مسعود آیا اور حضور ﷺ کے ترکی خیمے میں داخل ہوا۔ حضور ﷺ کے ساتھ آپ کے اصحاب بھی تھے۔ حضور ﷺ نے اس سے پوچھا کہ اپنے پیچھے کیا حالت چھوڑ کر آئے ہو؟ اس نے بتایا کہ بات کچھ ایسی ہے کہ اللہ کی قسم آپ کو طاقت نہیں ہے قوم کے ساتھ۔ وہ لوگ آپ کے ساتھ متفق اور مجتمع ہو چکے ہیں، وہ آپ کے معاملے میں بہت جلدی کرنے والے ہیں انہوں نے بنی قریظہ کے پاس پیغام بھیج دیا ہے کہ ہمارا پڑاؤ یہاں پر طویل ہو گیا ہے اور ہمارے ارگرد خشک سالی اور قحط کا ماحول بن چکا ہے۔ ہم اب یہ پسند کریں گے کہ ہم محمد (ﷺ) اور اس کے اصحاب کے ساتھ جلدی کریں اور جلدی سے جان چھڑالیں۔ بنو قریظہ نے واپس جواب بھیج دیا ہے کہ جیسے تم لوگ مناسب سمجھتے ہو کرلو۔ جب تم چاہو تو رہن بھیج دو اس کے بعد تمہیں کوئی نہیں روکے گا سوائے تمہارے اپنے نفسوں کے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس آدمی سے کہا میں تمہیں ایک بات راز کی بتاتا ہوں، اس بات کو ذکر نہ کرنا۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بنو قریظہ نے میرے پاس پیغام بھیجا ہے، وہ مجھ سے صلح کرنے کی دعوت دے رہے ہیں اس شرط پر کہ میں بنو نضیر کو ان کے گھروں اور ان کے مالوں میں واپس آباد کر دوں گا۔

نعیم کا یہود کے خلاف پروپیگنڈا کرنا

نعیم رسول اللہ کے ہاں سے اُٹھا تو (بھلا اس کے دل میں کہاں بات رہ سکتی تھی) وہ سیدھا بنو غطفان کے پاس گیا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ جنگ دھوکہ دہی کا نام ہے۔ ممکن ہے اللہ تعالیٰ ہمارے حق میں کر دے۔ اس کے بعد نعیم غطفانیوں کے پاس گیا اور کہنے لگا، دیکھو میں تمہارا خیر خواہ ہوں، میں یہودیوں کی غداری پر مطلع ہو گیا ہوں۔ تم یہ تو جانتے ہو کہ محمد (ﷺ) ہرگز جھوٹ نہیں بولتے۔ میں نے ان سے یہ بات سُنی ہے وہ بتا رہے تھے کہ بنو قریظہ نے ان سے صلح کرلی ہے اس چیز کے بدلے میں وہ ان کے یہودی بھائیوں بنو نضیر کو ان کے گھروں اور مالوں میں واپس لوٹا دیں گے اور وہ رہن میں ان کے پاس رکھے ہوئے ہمارے ستر آدمیوں کو ان کے حوالے کر دیں گے۔

اس کے بعد نعیم بن مسعود اشجعی وہاں سے اُٹھا اور سیدھا ابوسفیان کے پاس پہنچا اور قریش کے پاس ان سے کہا کہ یقین جانئے بے شک میں یہودیوں کی غداری پر مطلع ہوا ہوں۔ میں نے محمد (ﷺ) سے یہ بات سُنی ہے کہ بنو قریظہ کے یہودیوں نے ان سے صلح کرلی ہے اس شرط پر کہ وہ ان کے یہودی بھائیوں بنو نضیر کو ان کے گھروں میں اور مالوں میں واپس بھیج دیں گے اس شرط کے ساتھ کہ یہودی رہن ان کے حوالے کر دیں گے اور اس کے ساتھ مل کر قتال کریں گے اور ان کے درمیان جو تحریری معاہدہ تھا وہ دوبارہ کر دیں گے۔ یہ سُنتے ہی ابوسفیان اور قریش کی تو ہوا خارج ہو گئی۔

چنانچہ ابوسفیان (بھاگے بھاگے) قریش کے معززین کے پاس گئے اور کہا کہ مجھے آپ لوگ مشورہ دو، وہ تو پہلے ہی یہاں کے قیام سے اُکتائے بیٹھے تھے اور ان پر مسافرت بڑی مشکل گزر رہی تھی۔ وہ کہنے لگے کہ ہم تو یہ مشورہ دیں گے کہ ہم یہاں پر نہ رکیں واپس نکل چلیں بے شک بات وہی ہے جو ہمیں نعیم نے بتادی ہے اللہ کی قسم محمد (ﷺ) جھوٹ نہیں بولتا بلکہ یہودی بہت بڑے غدار دھوکے باز قوم ہیں۔ ادھر وہ لوگ جن کو انہوں نے امن کے لئے متعین کیا ہوا تھا انہوں نے یہ بات سُنی تو کہنے لگے کہ اللہ کی قسم ہم بھی یہودیوں کو اپنے نفسوں کے بارے میں امین نہیں سمجھتے کبھی بھی ان کے قلعے میں داخل نہیں ہوں گے۔ ابوسفیان نے کہا کہ ہم ہرگز جلدی نہیں کریں گے بلکہ پہلے ان کے پاس نمائندہ بھیجیں گے اور ہم معاملہ واضح کریں گے کہ وہ کیا چاہتے ہیں۔

چنانچہ ابوسفیان نے ان کے پاس عکرمہ بن ابوجہل کو بھیجا اور کچھ دیگر گھڑسوار بھی، یہ ہفتے کی شب تھی۔ وہ لوگ پہنچے انہوں نے آکر کہا کہ ہم لوگ صبح مسلمانوں کے ساتھ جنگ شروع کر رہے ہیں تم لوگ بھی باہر نکلو اور ہمارے ساتھ ہو جاؤ۔ یہودیوں نے کہا کہ صبح تو ہفتہ ہے

ہم تو ہفتے کے دن کبھی بھی نہیں لڑیں گے۔ ادھر عکرمہ نے کہا کہ ہم بھی اب یوں ہی ٹھہرے رہنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں، سواریاں مررہی ہیں اور بھیڑ بکریاں بھی، ہمیں کہیں چارہ بھی نہیں مل رہا جانوروں کے لئے۔ مگر یہودیوں نے کہا کہ کچھ بھی ہو جائے ہم لوگ ہفتے کے دن قتال کی کوئی کارروائی نہیں کریں گے۔ بلکہ اتوار تک تم لوگ ٹھہر جاؤ اور رہن رکھنے کے لئے طے شدہ لوگ ہمارے پاس بھیج دو۔ لہٰذا ان کی مدد سے مایوس ہو کر واپس لوٹ آئے۔

مسلمانوں پر پریشانی اور محاصرہ انتہائی مشکل گزر رہا تھا اور اس نے ان کو اپنے آپ سے بھی بے خبر کر رکھا تھا نہ دن میں آرام ان کو نہ رات کو۔ رسول اللہ ﷺ نے کوئی آدمی بھیجنا چاہا جو خندق سے نکل کر جائے اور دشمن کی خبر لے کر آئے کہ وہ کیا سوچ رہے ہیں۔

حضور ﷺ اپنے اصحاب میں سے ایک آدمی کے پاس آئے اور اس سے پوچھا کہ تم دشمنوں کو دیکھتے جاؤ؟ اس نے عذر کیا تو آپ نے اسے چھوڑ دیا، اور دوسرے کے پاس آئے۔ ادھر حذیفہ بن یمان سُن رہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کیا کہہ رہے ہیں مگر وہ اس بارے میں خاموش رہے وہ کوئی کلام نہیں کر رہے تھے تکلیف اور پریشانی کی وجہ سے۔ رسول اللہ اس کے پاس آئے اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ حضور ﷺ اس کو نہیں جانتے تھے۔ اس نے بتایا کہ میں حذیفہ بن یمان ہوں۔

آپ نے فرمایا کہ میں تیرے پاس ہی آرہا تھا۔ آپ نے پوچھا کہ آپ نے میری بات سُنی تھی جو میں رات سے کہہ رہا تھا کہ میں ان کو بھیجوں وہ ہمیں لوگوں کی خبر لا کر دیں؟ حذیفہ نے کہا کہ اس ذات کی قسم جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے وہ بات میرے کان میں گونج رہی ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا پھر تم کیوں نہیں اُٹھے جب تم نے بات سُن لی تھی؟ اس نے بتایا کہ بھوک اور پریشانی کی وجہ سے نہیں اُٹھا۔

اس نے جب بھوک کا ذکر کیا تو رسول اللہ ہنس پڑے، آپ نے دعا دی فرمایا کہ تم اُٹھو اللہ تیری حفاظت کرے۔ تیرے آگے پیچھے، اُوپر نیچے، تیرے دائیں بائیں سے یہاں تک کہ تو ہمارے پاس واپس آجائے۔ لہٰذا حذیفہ رسول اللہ ﷺ کی دعا کے ساتھ خوش ہو گئے اُٹھ کر روانہ ہو گئے، ایسے ہو گیا جیسے کسی نے اُٹھا لیا ہو۔ نہ بھوک مشکل گزری نہ ہی کوئی خوف، اور اس کو پتہ بھی نہ چلا اس تکلیف کا جو اس سے قبل اس کو پہنچی تھی۔ چلا گیا خندق کی بار کے اُوپر سے۔ لہٰذا رات کو مشرکین کی محفل میں جا بیٹھے۔

اس وقت ابوسفیان ان سے یہ کہہ رہے تھے کہ تم لوگ آگ جلاؤ تا کہ تم میں سے ہر کوئی اپنے ساتھ بیٹھے ہوئے ساتھیوں کو جان سکے۔ لہٰذا حذیفہ نے اپنے دائیں اور بائیں سے ایک آدمی کا ہاتھ پکڑ کر پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ میں فلاں ہوں اس نے پوچھنے میں جلدی کی تا کہ کہیں وہ لوگ اس کو پہلے نہ سمجھ جائیں۔

اس کے بعد ابوسفیان نے واپس کوچ کرنے کا اعلان کیا۔ لہٰذا لوگوں نے واپس کوچ کیا۔ اور انہوں نے سامان اُٹھائے اور سامان بھی لے جایا گیا۔ ایک ساعت تک رات کو گھوڑے رو کے گئے اس کے بعد روانہ ہو گئے۔ بنو غطفان نے لشکر کا شور سُنا اور روانگی کی آوازیں قریش کی جانب سے۔ لہٰذا انہوں نے ان کے پاس نمائندے بھیجے تو غطفان کو قریش کے کوچ کرنے کی خبر پہنچی مگر وہ لوگ اس قدر رنج اور بدحواس ہو چکے تھے کہ کسی چیز کی طرف مُڑ کر بھی نہیں دیکھ رہے تھے۔

ادھر اللہ تعالیٰ نے ان کی روانگی سے پہلے دس دن سے رات کو اللہ نے ایسی شدید ہوا چلا دی تھی کہ نہ ان کا کوئی خیمہ کھڑا ہو سکتا تھا نہ ہی......... حتیٰ کہ زمین پر کوئی منزل اور کوئی ٹھکانہ ان پر زیادہ شدید اور مشکل نہیں تھا۔ ان کی اس منزل اور ٹھکانے سے اور نہ ہی وہ اتنے مجبور ہوئے تھے کبھی کسی جگہ پر۔ وہ مجبور ہو گئے جبکہ ہوا زیادہ شدید ہوتی گئی اس کے ساتھ اللہ کے وہ لشکر بھی تھے جو نظر نہیں آرہے تھے جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔

حضرت حذیفہ یہ منظر دیکھنے کے بعد واپس اس کی خبر لے کر لوٹے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے۔ آپ ﷺ اس وقت سے جب سے آپ نے حذیفہ کو بھیجا تھا کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے۔ یہی کام آپ نے اس وقت کیا تھا جب محمد بن مسلمہ اور اس کے ساتھی کعب بن اشرف یہودی کو قتل کرنے کے لئے گئے تھے اور وہ اس کو قتل کر کے واپس آئے تھے تو جب بھی رسول اللہ ﷺ مسلسل نماز پڑھتے رہے تھے کھڑے ہو کر حتیٰ کہ وہ وہاں سے فارغ ہو گئے تھے اور آپ نے تکبیر کی آواز سُنی تھی۔

الغرض اس موقع پر بھی حذیفہ رسول اللہ ﷺ کے قریب آئے اور آپ نے اس کو مزید قریب آنے کا کہا حتیٰ کہ اس نے اپنی پیٹھ رسول اللہ ﷺ کے قدموں سے ملا دی اور اپنے کپڑے کو سمیٹ لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اس کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ نے مشرکین کے بارے میں پوچھا۔ اس نے وہی خبر آپ کو سُنائی۔ اب رسول اللہ ﷺ نے اور مسلمانوں نے صبح کی تو اللہ نے ان کو فتح اور کامیابی دے دی تھی اور اللہ نے ان کی آنکھیں ٹھنڈی کر دی تھیں وہ مدینے کی طرف لوٹے تو ان کی آزمائش شدید تھی بوجہ اس محاصرہ کے جو دشمن نے انہیں محاصرہ میں لے رکھا تھا۔ شدید گرمی میں واپس لوٹے تو سخت مشقت سے لوٹے تھے۔ لہٰذا گھروں میں آکر ہتھیار اُتارے۔

ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعلانہ محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے، اس نے یہی مذکورہ قصہ ذکر کیا ہے بالکل اسی مفہوم کے ساتھ جو موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے اور اس لئے بھی کہ ان دونوں نے ذکر کیا ہے اپنے مغازی میں اس قصے کے شواہد کو احادیث موصولہ میں اور مغازی محمد بن اسحاق بن یسار میں ہے۔ ہم اس کو ذکر کریں گے متفرق ابواب میں اللہ کی مدد کے ساتھ۔

باب ۶۵

احزاب اور گروہوں کا جماعت بندی کر کے جمع ہونا
اور رسول اللہ ﷺ کا خندق کھودنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہوں نے کہا کہ ان کو حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو حدیث بیان کی یزید بن رومان نے عروہ بن زبیر سے، ان کو حدیث بیان کی یزید بن زیاد نے محمد بن کعب قرظی سے اور عثمان بن یہوذا سے جو بنوعمرو بن قریظہ میں سے ایک تھے، اس نے روایت کی اپنی قوم کے کئی مردوں سے، انہوں نے کہا کہ وہ لوگ جنہوں نے تمام جماعتوں اور گروہوں کو جمع کیا تھا وہ بنووائل کے کچھ افراد تھے علاوہ ازیں بنونضیر میں سے حُیی بن اخطب تھے اور کنانہ بن ربیع ابو الحقیق اور ابوعمار اور بنووائل میں سے ایک قبیلہ۔ انصار میں اوس میں سے وحوج بن عمرو اور ان میں سے کئی مرد تھے جنہیں میں یاد نہیں رکھ سکا۔

یہ لوگ روانہ ہو کر قریش کے پاس پہنچے اور ان کو رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کی دعوت دی۔ وہ لوگ اس بات کے لئے خوش ہو گئے۔ انہوں نے ان سے کہا ہم تمہارے ساتھ ہوں گے محمد (ﷺ) کے خلاف۔ قریش نے ان لوگوں سے کہا تم لوگ یہود کے عالم ہو اور پہلے اہل کتاب اور اہل علم ہو، اس چیز کے بارے میں جس میں محمد (ﷺ) اور ہم میں اختلاف ہو رہا ہے کیا بھلا ہمارا دین بہتر ہے یا اس کا؟ انہوں نے بتایا تمہارا دین بہتر ہے اس کے دین سے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں آیت نازل فرمائی :

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ اُوْتُوْا نَصِیْبًا مِّنَ الْکِتَابِ .... وکفی بجھنم سَعِیْرًا تک۔

(سورۂ نساء : آیت ۵۱-۵۴)

کیا آپ نے دیکھا نہیں ان لوگوں کو جو کتاب کا حصہ عطا کیے گئے ہیں مانتے ہیں بتوں کو اور شیطان کو اور کہتے ہیں کافروں کو یہ زیادہ ہدایت پر ہیں مسلمانوں سے۔ یہی ہیں جن کو لعنت کی ہے اللہ نے جن کو اللہ لعنت کرے پھر وہ نہ پائیں گے کوئی مددگار، یا ان کا کچھ حصہ ہے سلطنت میں پھر تو نہ دیں گے یہ لوگوں کو ایک تل کے برابر۔ یا حسد کرتے ہیں لوگوں سے اس پر جو دیا ان کو اللہ نے اپنے فضل سے۔ البتہ تحقیق ہم نے دی ہے آل ابراہیم کو کتاب اور علم اور ہم نے دی ان کو بڑی سلطنت پھر ان میں سے کسی نے ان کو مانا کوئی ان میں سے رک گیا اس سے، اور کافی ہے جہنم کی بھڑکتی آگ۔

یہ حقیقت ہے کہ یہودیوں نے یہ سارا کام عربوں سے حسد کرنے کے لئے کیا تھا (یعنی جذبہ حسد کے تحت کیا تھا)۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ نے محمد (ﷺ) کو جو کہ انہی میں سے نبی بنایا تھا جب یہودیوں نے یہ بات قریش سے کی تو انہوں نے یہودیوں کی بات مان لی اس بات کے لئے جس کی طرف انہوں نے دعوت دی تھی۔

اس کے بعد یہودی وہاں سے چلے اور بنو غطفان کے پاس گئے۔ ان کے آگے بھی انہوں نے فریاد کی رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لئے اور ان سے کہا کہ وہ ان کے ساتھ مل کر محمد (ﷺ) سے جہاد کریں اور انہوں نے ان کو بھی بتا دیا کہ قریش نے بھی اس بات پر ان کی تابع داری کی ہے۔ انہوں نے ان سے صلح کر لی ہے اس بات سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۲۹۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۹۵)

جب قریش مقابلے کے لئے آئے تو وہ تمام وسائل کے ساتھ مدینے میں بیر رومہ کے پاس اُترے۔ ان دنوں قریش کا قائد (ان سب کو بلا کر لانے والا) ابوسفیان بن حرب تھا۔ اور بنو غطفان بھی آئے، ان کے ساتھ عیینہ بن حصن تھا اور حارث بن عوف، حتیٰ کہ وہ مقام نَقْمَیْں پر اُترے اُحد کے دامن میں۔ جب وہ اس مقام پر اُتر گئے۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس کی خبر پہنچ چکی تھی جس پر قریش اور غطفان نے اتفاق کر لیا تھا۔ لہٰذا رسول اللہ نے مدینے پر خندق کھودی۔ اور آپ نے مسلمانوں کو اجر و ثواب کی ترغیب دی۔ لہٰذا مسلمانوں نے اس میں کام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی اور مسلمانوں نے بھی اس میں مسلسل کام کیا۔

اس محنت شاقہ کے کرنے میں کچھ لوگ منافقین میں سے وہ تھے جو مسلمانوں سے اور رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے اور وہ اس کام سے ضعیف اور کمزوروں کے ساتھ چھپتے رہے اور وہ بغیر اجازت رسول کے اور بغیر بتائے اپنے گھروں کو کھسک جاتے تھے جبکہ مسلمان اس طرح کرتے تھے کہ اگر کسی کو کوئی بھی ضروری حاجت پیش آتی تو وہ اس کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے ضرور کرتے تھے اور اپنی حاجت میں لگنے کے لئے حضور سے اجازت مانگتے تھے اور حضور ان کو اجازت دیتے تھے۔ جب وہ اپنی حاجت پوری کر لیتے تو واپس آکر کھدائی والے کام میں شامل ہو جاتے تھے خیر میں رغبت کرتے ہوئے اور حصول اجر و ثواب کے جذبے کے ساتھ۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی مؤمنوں کی توصیف میں یہ آیت نازل فرمائی :

انما المؤمنون الذین آمنوا با للّٰہ ورسولہ واذا کانوا معہ علی امر جامع لم یذھبوا حتیٰ یستأذنوہ ۔ الخ تا واللّٰہ بکل شیءٍ علیم ۔ (سورۂ نور : آیت ۶۲-۶۴)

اہل ایمان تو وہ ہیں جو اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لا چکے ہیں جب وہ رسول کے ساتھ ہوتے ہیں کسی ضروری کام میں تو وہ بغیر اجازت کے جاتے نہیں ہیں۔ (آخر تک)

لہٰذا مسلمان اس خندق والے عمل میں لگے رہے، حتیٰ کہ انہوں نے ان کو پکا کر لیا اور اس دوران مسلمانوں کی حوصلہ افزائی کے لئے ایک مسلمان کے کلام کو بطور رجز پڑھا گیا اس کا نام جُعَیل تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام عمرو رکھا تھا، مسلمان یا لو کہتے تھے۔

سمّاه من بعد جُعيل وعمرًا وكان للبائس يومًا ظهرًا

رحمت عالمﷺ نے جُعیل سے اس کا نام عمرو رکھا۔ نبی کریمﷺ غرباء اور فقر کے لئے سب سے بڑے معاون تھے اس دن، جب وہ لوگ عمرو کے پاس سے گزرتے تو رسول اللہﷺ نے فرمایا عمرًا ، اور جب وہ کہتے ظہرًا تو رسول اللہ بھی فرماتے ظہرًا۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۰۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۹۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے ، ان کو عبداللہ بن بکر نے ، ان کو حمید نے انس بن مالک سے ، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہﷺ ایک روز سردی کی صبح کو باہر نکلے اور مہاجرین وانصار خندق کھود رہے تھے اپنے ہاتھوں سے۔ آپ نے یہ دیکھ کر دعا فرمائی :

اللهم ان الخير الآخرة فاغفر الأنصار والمهاجرة

اے اللہ! بے شک خیر تو دراصل آخرت کی خیر ہی ہے۔ بس انصار اور مہاجرین کی مغفرت فرمائیے۔

صحابہ کرام نے رسول اللہﷺ کی شفقت ورحمت سے بھرپور جامع سُنی تو انہوں نے جذبہ وفاداری اور جذبہ حُب رسول کا حق ادا کرتے ہوئے حضورﷺ کو جواب دیا۔ (مترجم)

نحن الذين بايعوا محمدًا على الجهاد ما بقينا ابدًا

ہم وہ لوگ ہیں جو محمدﷺ کے ہاتھ پر اپنا سب کچھ فروخت کر چکے ہیں جہاد کرنے کے لئے ، ہم نے سدا زندہ نہیں رہنا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبید بن شریک نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوصالح نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابواسحاق نے حمید سے ، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا انس بن مالک سے ، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہﷺ خندق کی طرف نکلے تو مہاجرین وانصار خندق کھود رہے تھے صبح سردی کے وقت ، ان کے پاس کوئی غلام بھی نہیں تھا جو ان کے لئے کام کرتا۔ جب آپﷺ نے دیکھا جوان کو بھوک اور تھکان تھی تو فرمایا :

اللهم انّ العيش عيش الآخرة فاغفر لأنصار والمهاجرة

اے اللہ! بے شک زندگی تو درحقیقت آخرت کی زندگی ہے ، لہٰذا مہاجرین وانصار سب کو بخش دے۔

صحابہ کرام نے آپ کو جواب دیا :

نحن الذين بايعوا محمدًا على الجهاد ما بقينا ابدًا

ہم وہ ہیں جنہوں نے محمدﷺ کے ہاتھ پر بیعت جہاد کر رکھی ہے۔ ہم نے ہمیشہ باقی نہیں رہنا۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے کئی وجوہ سے حمید سے اور حدیث ابواسحاق سے ، اس نے حمید سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۹۹۔ فتح الباری ۷/۳۹۲)

(۴) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سُلمی نے بطور املاء کے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو یعنی ابن نجید نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومسلم کجی نے ، ان کو حجاج بن منہال نے ، ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت اور حمید سے ، اس نے انس سے یہ کہ اصحاب نبی خندق والے دن کہتے تھے :

نحن الذين بايعوا محمدًا على الاسلام

ہم وہ ہیں جنہوں نے محمدﷺ سے اسلام پر بیعت کی ہے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۳۰ ص ۱۴۳۲)

حمید کہتے ہیں :

علی الجهاد ما بقينا ابدا ۔ جہاد پر بیعت کی ہم نے ہمیشہ نہیں رہنا۔

اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

اللهم انا الخير الآخرة　　فاغفر للأنصار والمهاجرة

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے ایک اور طریق سے حماد بن سلمہ سے، اس نے ثابت سے۔

(۵)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعمرو بن ابوجعفر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابویعلی نے، ان کو جعفر بن مہران نے، ان کو عبدالوارث نے بن سعید نے، ان کو عبدالعزیز بن صہیب نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ مہاجر اور انصار مدینے کے گرد خندق کھود رہے تھے اور مٹی دوسری جگہ اپنی پیٹھ پر لاد کر ڈال رہے تھے اور یہ کہتے جا رہے تھے، ہم وہ ہیں کہ ہم نے محمد ﷺ سے جہاد پر بیعت کی ہے ہم ہمیشہ باقی نہیں رہیں گے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو جواب دیتے ہوئے فرما رہے تھے، اے اللہ! نہیں کوئی خیر سوائے آخرت کی خیر کے، لہٰذا انصار اور مہاجرین میں برکت عطا فرما۔ دو دو تھال بھرے ہوئے جو سے ان کے لئے رکھ جاتے تھے متغیر بو والا تیل اور چربی کے ساتھ ان کو دیئے جاتے تھے، جن کا ذائقہ حلق میں ناگوار محسوس ہوتا تھا۔ بو ناگوار ہوتے تھی وہی ان لوگوں کے آگے رکھا جاتا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابومعمر سے، اس نے عبدالوارث سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۰۰۔ فتح الباری ۷/۳۹۲)

(۶)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسین بن یعقوب حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن اسحاق نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو عبدالعزیز بن خازمہ نے اپنے والد سے، اس نے سہل بن سعید سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے خندق میں، وہ لوگ کھود رہے تھے اور اپنے کندھوں پر مٹی دوسری جگہ پھینک رہے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اے اللہ نہیں کوئی زندگی سوائے آخرت والی زندگی کے۔ مہاجر و انصار کی مغفرت فرما۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے قتیبہ سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۹۸۔ فتح الباری ۷/۳۹۲)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قعنبی سے، اس نے عبدالعزیز سے۔ (مسلم۔ کتاب الجهاد السیر۔ حدیث ۱۲۶ ص ۱۴۳۱)

(۷)　ہمیں خبر دی ابوعمرو بن عبدالادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، ان کو خبر دی ابوخلیفہ نے، وہ کہتے ہیں ان کو ابوالولید نے، ان کو شعبہ نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا براء سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ ہمارے ساتھ مٹی منتقل کر رہے تھے یوم الاحزاب میں۔ تحقیق مٹی نے آپ کے پیٹ کی سفیدی کو چھپا دیا تھا اور یہ فرماتے تھے :

اللهم لولا انت ما اهتدينا　　لا تصدقنا ولا صلينا
فأنزلن سكينة علينا　　وثبت الأقدام ان لاقينا
ان الألى قد بغوا علينا　　اذ ارادوا فتنة ابينا

اے اللہ! اگر تو ہمیں ہدایت نہ دیتا تو ہم ہدایت نہ پا سکتے، نہ ہم صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے، بس تو ہی ہم لوگوں پر سکینہ نازل فرما، اور اگر ہمارا دشمن سے مقابلہ ہو جائے تو ہمیں ثابت قدمی عطا کرنا، بے شک کفار نے ہم پر بغاوت کی ہے اور وہ ہمیں کافر بنانا چاہیں گے تو ہم نہیں مانیں گے۔

صحابہ جواب میں کہتے ہیں بلند آواز کے ساتھ، اَبَیْنَا ۔ نہیں مانیں گے ہم نہیں مانیں گے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابوالولید سے۔ کتاب الجهاد۔ حدیث ۲۸۳۶۔ فتح الباری ۶/۴۶)

اور بخاری مسلم دونوں نے نقل کیا ہے کئی طرق سے شعبہ سے۔

(فتح الباری ۶/۴۶،حدیث ۳۱۰۴۔ و فتح الباری ۷/۳۹۹۔ مسلم۔کتاب الجہاد والسیر۔حدیث ۱۲۵ ص ۴۳۰)

(۸) ہمیں خبردی ابوالحسین بن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو عثمان بن عمر ضبی نے، ان کو مسدد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالاحوص نے، ان کو ابواسحاق نے، ان کو براء نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے خندق والے دن رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا، آپ مٹی اُٹھا کر دوسری جگہ ڈال رہے تھے (آپ نے اس قدر محنت کی کہ) مٹی نے آپ کے سینے کے بالوں کو چھپالیا تھا، حالانکہ آپ کے زیادہ بال تھے اور آپ عبداللہ بن رواحہ کے رجز یہ شعر کو گنگنا رہے تھے۔ انہوں نے اشعار ذکر کئے ہیں شعبہ کی روایت کی مثل، مگر انہوں نے آخری شعر اس طرح کہا ہے:

ان العدو قد بغوا علینا وان ارادوا فتنة ابینا

بے شک دشمن نے ہمارے اوپر سرکشی کی ہے اور اگر وہ ہمیں فتنے میں ڈالنا چاہیں گے تو ہم ایسا نہیں ہونے دیں گے (آپ اُونچی آواز کے ساتھ یہ پڑھتے تھے)۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے۔ (کتاب الجہاد۔ حدیث ۳۰۳۴۔ فتح الباری ۶/۱۶۰)

(۹) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن فضل بلخی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن یوسف بلخی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مسیّب بن شریک نے، اس نے زیاد بن زیاد سے، اس نے ابوعثمان سے، اس نے سلمان سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے خندق میں ضرب لگائی اور فرمایا:

بِسْمِ اللّٰهِ رَبِّهٖ هُدِيْنَا ۔ وَلَوْعَبَدْنَا غَيْرَهٗ شَقِيْنَا فَاحِبَّ رَبًّا وَاحِبَّ دِيْنًا ۔

اللہ کے نام کے ساتھ کھدائی اور ضرب لگاتا ہوں اور اسی کے ذریعے ہم ہدایت و راہنمائی پاتے ہیں اور اگر ہم اس کے سوا کسی اور کو پکاریں گے تو ناکام و نامراد ہو جائیں گے۔ ہم رب سے محبت کرتے ہیں ہم دین سے محبت کرتے ہیں۔ (سیرۃ الشامیہ ۴/۵۱۷)

باب ٦٦

خندق کی کھدائی کے دوران
آثار صدق کا اور دلائل نبوت کا ظہور ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے بارے میں کئی احادیث تھیں جو مجھے پہنچی تھیں۔ ان میں عبرت تھی رسول اللہ ﷺ کی تصدیق کے حوالے سے اور آپ کی نبوت کے تحقیق اور ثابت ہونے کے بارے میں۔ ان چیزوں کو مسلمانوں نے مشاہدہ کیا تھا رسول اللہ ﷺ سے ان کے ظہور کو۔

مجھے جو چیز پہنچی ہے اس میں سے یہ بات ہے کہ حضرت جابر بن عبداللہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ خندق کی کھدائی کے دوران ایک عظیم اور سخت چٹان نکل آئی تھی۔ صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں شکایت کی تھی۔ آپ نے پانی کا ایک برتن منگوایا اور اس میں اپنا

لعاب دہن ڈالا اور پھر دعا فرمائی، جس قدر اللہ نے چاہا پھر اس پانی کے اس چٹان پر چھینٹے دیئے گئے۔ ان لوگوں کا کہنا ہے جو وہاں موجود تھے کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ ﷺ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے وہ چٹان ریت کی طرح ہو کر بہنے لگی، حتیٰ کہ وہ ریت کے ٹیلے کی طرح بہہ گئی، نہ کلہاڑی مارنی پڑی نہ کدال چلانی پڑی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۱-۱۷۲)

تھوڑا کھانا سارے مجمع کے لئے کافی ہونا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے، اس نے عبدالواحد بن ایمن مخزومی سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ایمن المخزومی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ہے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ خندق والے دن ہم لوگ خندق کھود رہے تھے۔ چنانچہ اس میں ایک سخت چٹان نکل آئی، یہ گویا ایک پہاڑ تھا۔ ہم نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس میں ایک سخت چٹان آ گئی ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ اس پر پانی چھڑکو۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ خود اُٹھے، اس کے پاس آئے حالانکہ آپ کے پیٹ پر بھوک کی وجہ سے پتھر بندھا ہوا تھا۔ آپ نے کدال یا پھاوڑا لیا اور تین ضربیں لگائیں، تین بار بسم اللہ پڑھ کر۔ لہٰذا وہ بھُر بھُر ریت ہو کر گرنے لگی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے گھر جانے کی اجازت دیجئے، انہوں نے اجازت دے دی۔ میں نے گھر جا کر اپنی بیوی سے کہا کیا تیرے پاس کوئی چیز ہے؟ اس نے بتایا کہ میرے پاس دو کلو کے قریب جَو رکھے ہیں اور بکری کی ایک بچی ہے (لے لی)۔ چنانچہ اس نے وہ جَو پیس کر آٹا گوندھا اور میں نے بکری کا بچہ ذبح کر لیا اور اس کی کھال اُتاری۔ یہ میں اپنی بیوی کو دے کر میں رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں آ گیا لحظہ بھر ان کے پاس بیٹھا رہا، اس کے بعد میں نے عرض کی مجھے اجازت دیجئے یا رسول اللہ۔ آپ نے اجازت دے دی۔ میں بیوی کے پاس آیا دیکھا کہ آٹا گوندھا جا چکا ہے اور گوشت بھی پک چکا ہے۔ میں واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور جا کر عرض کی میرے پاس تھوڑا سا کھانا ہے آپ اُٹھئے اور دو آپ کے اصحاب میں سے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ وہ کتنی ہے؟ میں نے بتایا کہ ایک صاع جَو تھے اور ایک بچہ بکری کا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے تمام مسلمانوں سے اجتماعی طور پر کہہ دیا سب لوگ جابر کے گھر چلو۔ لہٰذا سب لوگ اُٹھ کھڑے ہوئے۔ مجھے اس قدر شرم آئی جو بس اللہ ہی جانتا ہے۔

میں نے دل میں سوچا حضور ﷺ ایک خلق کثیر لے کر چل رہے ہیں ایک صاع جَو اور ایک بکری کے بچہ پر۔ میں جلدی سے اپنی بیوی کے پاس گیا اور میں نے اس کو بات بتائی کہ میں تو رسوا ہو گیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ پورے لشکر کے ساتھ آ گئے ہیں۔ وہ کہنے لگی کیا انہوں نے آپ سے پوچھا تھا کہ تیرا کھانا کتنا ہے؟ میں نے بتایا جی ہاں، پوچھا تھا۔ وہ کہنے لگی اللہ کا رسول زیادہ جانتے ہیں۔ ہم نے ان کو بتا دیا تھا جو کچھ ہمارے پاس تھا۔ چنانچہ میری بیوی نے میرا شدید غم ہلکا کر دیا بلکہ دُور کر دیا۔

رسول اللہ تشریف لائے، اندر آئے اور فرمایا کہ تم روٹیاں لے لو اور گوشت میرے لئے چھوڑ دیجئے میں خود تقسیم کروں گا۔ رسول اللہ گوشت اور شوربا ملا کر دیتے رہے اور گوشت کے چمچے بھرتے تھے پھر اس کو بھی ڈھک دیتے تھے۔ وہ اس طرح مسلسل نکال کر لوگوں کو دیتے رہتے یہاں تک کہ سب لوگ شکم سیر ہو گئے جبکہ تنور اسی طرح روٹیوں سے بھرا ہوا تھا اور ہنڈیا سالن سے بھری ہوئی تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے زوجہ جابر سے کہا کہ آپ کھائیے اور ہدیہ بھی کیجئے۔ ہم لوگ مسلسل کھاتے رہے اور اللہ واسطے بھی دیتے رہے اس دن سارا دن۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے خلاد بن یحییٰ سے، اس نے عبدالواحد بن ایمن سے۔ (کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۳۹۵)

خندق کی کھدوائی میں قیصر و کسریٰ کی فتح .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی گئی سلمان سے، وہ کہتے ہیں کہ میں خندق کے ایک کونے میں کھدائی کر رہا تھا میرے سامنے ایک سخت چٹان آ گئی۔ حضور ﷺ میرے طرف متوجہ ہوئے، کیونکہ وہ قریب تھے۔

جب انہوں نے مجھے دیکھا کہ میں مار رہا ہوں اور انہوں نے جگہ کا مجھ پر سخت ہونا ملاحظہ کیا تو آپ نیچے اُترے اور میرے ہاتھ سے کدال لیا اور اس پر سخت ضرب لگائی، اس چمک سے ایک چمک نمودار ہوئی۔ اس کے بعد آپ نے دوسری ضرب لگائی پھر اس کے نیچے سے چمک نکلی، پھر تیسری بار ضرب لگائی پھر اس کے نیچے سے چمک نکلی۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان جائیں یہ کیسی چمک تھی جو آپ نے دیکھی کدال کے نیچے سے جب آپ مار رہے تھے؟ آپ نے فرمایا، کیا تم نے بھلا وہ دیکھی تھی؟ آپ نے فرمایا کہ پہلی چمک کے ساتھ اللہ نے میرے لئے یمن کو فتح کر دیا ہے اور دوسری چمک سے بے شک اللہ عزوجل نے میرے لئے ملک شام اور مغرب فتح کر دیا ہے، اور تیسری چمک سے اللہ نے میرے لئے مشرق فتح کر دیا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۳)

ابن اسحاق نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے جس کو میں جھوٹ کی تہمت نہیں لگا سکتا ابو ہریرہ سے کہ وہ حضرت عمر ؓ کے بعد میں فرمایا کرتے تھے اور اس کے بعد بھی تم لوگ فتوحات کرو جس قدر تمہارے لئے ممکن ہو سکے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں ابو ہریرہ کی جان ہے نہیں فتح کر کے دیا ان کو کوئی شہر، اور نہ ہی تم ان کو قیامت تک فتح کر سکتے ہو سوائے اللہ تعالیٰ کے۔ تحقیق اللہ نے محمد ﷺ کو ان کی چابیاں عطا کر دی تھیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۳)

میں کہتا ہوں یہ وہ ہے جس کو ذکر کیا ہے محمد بن اسحاق بن یسار نے یسار سلمان کے قصے میں سے۔ ہم نے اس کا مفہوم ذکر کر دیا ہے جو منقول ہے معاذ بن ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے، اس نے موسیٰ بن عقبہ سے۔

مسلمان ہم میں سے اہل بیت سے .... (۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن علوی مقری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد یونس قرشی نے، ان کو محمد بن خالد بن عثمہ نے، ان کو کثیر بن عبداللہ بن عمرو بن عوف مزنی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خندق کھودنے کے لئے لکیر کھینچ کے دی تھی جنگ احزاب والے سال ببول کے درختوں کے پاس سے بنی حارثہ کی جانب جب مدد تک پہنچے۔ اس کے بعد چالیس ہاتھ کاٹ کر تقسیم دیئے ہر دس افراد کے درمیان۔ لہٰذا مہاجرین وانصار نے اختلاف کیا سلمان فارسی کے بارے میں، وہ قوی آدمی تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، سلمان ہم سے ہے گھر کا فرد ہے۔ (مستدرک حاکم ۳/۵۹۸)

عمرو بن عوف نے کہا کہ میں اور سلمان فارسی، حذیفہ بن یمان، نعمان بن مقرن اور چھے انصار صحابہ ہم دس افراد چالیس ہاتھ کمائی کی کھدائی میں متعین کئے گئے تھے، حتیٰ کہ جب ہم سینے کے برابر کھود چکے تو خندق کے پیٹ سے ایک چٹان نکالی جو سفید اور گول پتھر تھا، اس نے تو ہمارے لوہے کو توڑ دیا اور ہمارے اُوپر شدید مشکل کر دی، ہم نے کہا اے سلمان! آپ اُوپر چڑھ کر رسول اللہ کے پاس جایئے اور ان کو اس چٹان کے بارے میں بتایئے۔ اگر آپ کہیں تو اس سے ہٹ کر کھدائی کر لیں اور اس کو چھوڑ دیں تو یہ آسان ہے، اگر کہیں کہ نہیں اس کو صاف کرنا ہے تو ہم آپ کی لکیر اور نشان سے تجاوز نہیں کریں گے۔

سلمان اُوپر چڑھ کر نکل گیا رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ آپ ترکی خیمے میں بیٹھے ہوئے تھے۔ عرض کی یا رسول اللہ! ہمارے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان جائیں خندق کے اندر ایک سفید چٹان نکل آئی ہے۔ اس سے ہمارے لوہے کے اوزار ٹوٹنے لگ گئے ہیں لیکن آپ کے بتائے ہوئے نشان سے بھی ہٹنا نہیں چاہتے۔ ہمارے اُوپر بہت مشکل ہوگئی ہے۔ آپ جو حکم فرمائیں ہم وہ کریں گے۔ لہٰذا حضور ﷺ سلمان کے ساتھ خندق کے اندر خود اُتر آئے اور ہم لوگ شگاف سے خندق کے اندر اُتر آئے۔ آپ نے کدال لیا سلمان کے ہاتھ سے اور چٹان کے اُوپر زور سے ایک سخت ضرب لگائی اور اسے پھاڑ دیا اور اس چٹان سے ایک چمک نکلی جس نے اس کے دونوں کنارے روشن ہو گئے یعنی اس قدر روشنی نکلی جیسے اندھیری رات میں چراغ کی روشنی۔ رسول اللہ ﷺ نے زور سے تکبیر کہی اس کامیاب ہونے پر۔ لہٰذا مسلمانوں نے بھی نعرہ تکبیر بلند کیا۔

اس کے بعد رسول اللہ نے دوسری ضرب لگائی اور مزید پھاڑ دیا اس کو، پھر اس سے چمک نکلی جس سے دونوں کنارے روشن ہو گئے اس قدر گویا کہ اندھیری رات میں چراغ ہے۔ حضور ﷺ نے کامیاب ہونے پر پھر نعرہ تکبیر بلند کیا اور اصحاب نے بھی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس پر تیسری ضرب لگائی اور اسے پورا توڑ ڈالا، پھر اس میں سے روشنی نکلی جس نے دونوں کنارے روشن کر دیئے جیسے کہ وہ اندھیری رات میں چراغ ہے۔ رسول اللہ نے تیسری بار بھی نعرہ بلند کیا اس کامیابی پر اور مسلمانوں نے بھی نعرہ بلند کیا۔ اس کے بعد آپ نے سلمان کا ہاتھ پکڑا اور اُوپر چڑھ کر باہر آ گئے۔

سلمان نے کہا، میرے ماں باپ قربان جائیں یا رسول اللہ ﷺ میں نے ایسی چیز دیکھی ہے جو اس سے پہلے کبھی بھی نہیں دیکھی۔ رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمانے لگے، کہ تم نے وہ چیز دیکھی تھی جو سلمان کہہ رہے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ ہمارے ماں باپ قربان ہم ایمان لائے ہیں، ہم دیکھ رہے تھے آپ نے ضرب لگائی تو پانی کی طرح موج کی مثل چمک نکلی اور آپ کو تکبیر کہتے سُنا اور اس کے سوا ہم نے کچھ نہیں دیکھا۔

آپ نے فرمایا، تم سچ کہتے ہو۔ میں نے جب اپنی پہلی ضرب لگائی تو وہ چمک جو تم لوگوں نے دیکھی تھی اس سے میرے لئے حیرہ کے محلات روشن ہو گئے تھے اور مدائن کسریٰ گویا کہ وہ کتوں کے دانت ہیں یعنی جیسے وہ سامنے ہوتے ہیں۔ جبرئیل علیہ السلام نے مجھے خبر دی کہ میری اُمت ان مقامات پر غالب آئے گی۔ پھر میں نے دوسری ضرب لگائی تو وہ چمک جو تم نے دیکھی اس نے میرے لئے قصور احمر ارض روم روشن کر دیئے کتوں کے دانتوں کی مثل۔ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی کہ میری اُمت اس مقام پر بھی غالب آئے گی۔ اس کے بعد پھر میں نے تیسری ضرب لگائی تو اس سے چمک نکلی جو تم نے دیکھی۔ اس نے میرے لئے صنعاء کے محلات روشن کر دیئے جیسے کتوں کے دانت سامنے ہوتے ہیں۔ مجھے جبرائیل علیہ السلام نے خبر دی کہ میری اُمت ان پر غالب آئے گی۔ لہٰذا تم خوش ہو جاؤ کہ اللہ کی نصرت ان مقامات تک پہنچے گی، خوش ہو جاؤ وہاں تک نصرت پہنچے گی۔ لہٰذا مسلمان خوش ہو گئے اور انہوں نے کہا، اللہ کا شکر ہے اس بات کا وعدہ دیتے ہوئے حضور ﷺ سچے ہیں، بایں طور پر کہ اللہ نے ہمیں نصرت کا وعدہ دیا ہے۔

محصور ہونے کے بعد احزاب اور گروہ چھٹ گئے۔ لہٰذا مسلمانوں نے کہا یہی ہے۔

هذا ماوعدنا الله ورسوله وصدق الله ورسوله ومازادهم الا ايمانا وتسليما ۔

(سورۃ الاحزاب : آیت ۲۲)

وہ نصرت اللہ اور اس کے رسول نے جو ہم کو وعدہ دیا تھا۔ اللہ نے بھی سچ فرمایا تھا اور اس کے رسول نے بھی، اس بات نے ان کے ایمان کو اور تسلیم رضا کو اور زیادہ کر دیا تھا۔

اور منافقوں نے کہا، کیا تم حیران و پریشان نہیں ہوتے ہو کہ یہ نبی تم سے باتیں کرتا ہے تمہیں آرزوئیں دلاتا ہے اور تمہیں جھوٹے اور باطل وعدے دیتا ہے اور وہ تمہیں یہ خبریں دیتا ہے کہ اس نے یثرب سے ہی حیرہ کے محلات دیکھ لئے ہیں اور مدائن کسریٰ اور بے شک وہ تمہارے لئے فتح ہو جائیں گے حالانکہ خندق کھود رہے ہو اور تم مقابلہ کے لئے سامنے نہیں آ سکتے ہو۔

اللہ نے قرآن نازل کیا ہے :

واذ يقول المنافقون والذين فى قلوبهم مرض ماوعدنا الله ورسوله الا غرورا ۔

(سورۃ الاحزاب : آیت ۱۲)

یاد کرو جب منافق کہہ رہے تھے اور وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے اللہ اور اس کے رسول نے جو ہم کو وعدہ دیا ہے وہ دھوکہ ہے۔

(۴) ہمیں خبردی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو احمد بن غالب بن حرب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ھرزہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عوف نے میمون زہرانی سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے براء بن عازب انصاری نے، وہ کہتے ہیں کہ جب وہ وقت آیا جب رسول اللہ ﷺ نے ہمیں خندق کھودنے کے لئے کہا تو دوران کھدائی ایک عظیم چٹان ہمارے سامنے آ گئی تھی جو بہت سخت تھی، جو کہ کدالوں کو قبول نہیں کرتی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے اس بات کی شکایت کی تو آپ نے اسے دیکھا تو کدال ہاتھ میں لیا اور بسم اللہ کہہ کر زوردار ضرب لگائی اور اس کی ایک تہائی چٹان توڑ دی اور فرمایا، اللہ اکبر مجھے ملک شام کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم البتہ بے شک میں اس کے سُرخ محلات دیکھ لوں گا انشاءاللہ۔ پھر آپ نے دوسری ضرب لگائی اور دوسری تہائی چٹان توڑ ڈالی اور کہا، اللہ اکبر۔ مجھے فارس کے ملک کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ اللہ کی قسم بے شک میں مدائن کے سفید محلات دیکھ رہا ہوں۔ پھر آپ نے تیسری ضرب لگائی ہے، آپ نے فرمایا، بسم اللہ جس سے آپ نے بقیہ چٹان بھی توڑ ڈالی۔ آپ نے فرمایا، اللہ اکبر۔ مجھے یمن کے ملک کی چابیاں دے دی گئیں ہیں۔ اللہ کی قسم میں اس وقت اس جگہ پر کھڑے کھڑے صنعاء شہر کے دروازے دیکھ رہا ہوں۔ (السنن الکبری۔تحفۃ الاشراف ۲/۶۵)

باب ۶۷

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اَللّٰھُمَّ یَسِّرْ یَا کَرِیْمُ

ایام خندق میں دعوت کے کھانے میں جن برکات کا اور آثار نبوت کا ظہور ہوا تھا جس پر آپ بُلائے گئے تھے

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسن محمد بن داؤد علوی نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن محمد بن حسن بن شرقی نے، ان کو عبداللہ بن ہاشم نے، ان کو وکیع عبدالواحد بن ایمن مکی نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے اصحاب نے خندق کھودی تھی نبی کریم اور مسلمانوں کو شدید مشقت کرنا پڑی تھی تین دن، آپ اس طرح رہ گئے تھے کہ کھانا وغیرہ کچھ بھی موجود نہیں تھا جبکہ نبی کریم ﷺ نے بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر باندھ لیا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۹۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعمرو بن عبداللہ ادیت نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، ان کو خبر دی ابویعلی نے، ان کو ابوخثیمہ نے، ان کو وکیع نے، ان کو عبدالواحد بن ایمن نے (ح)۔ اسماعیل کہتے ہیں مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو محاربی نے عبدالرحمٰن بن محمد سے، اس نے عبدالواحد بن ایمن سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے رسول اللہ ﷺ سے، جس کو میں تم سے روایت کیا کروں۔ حضرت جابر نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خندق والے دن اس میں کھدائی کر رہے تھے۔ ہم تین دن تک یونہی ٹھہرے رہے تھے، ہم کچھ نہیں کھا رہے تھے اور نہ ہی کچھ کھانے پر قادر تھے۔ اچانک خندق میں ایک سخت زمین (یا چٹان) سامنے آ گئی۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور آ کر عرض کی کہ یہ چٹان آ گئی ہے خندق کے اندر، ہم نے اس پر پانی چھڑکا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اُٹھے حالانکہ اس وقت آپ کے پیٹ پر پتھر بندھا ہوا تھا۔ آپ نے کدال یا پھاوڑا لیا پھر آپ نے تین بار بسم اللہ پڑھی پھر آپ نے چوٹ ماری، چنانچہ وہ بہتی ہوئی نرم ریت بن گئی۔ میں نے جب رسول اللہ کی حالے دیکھی تو میں نے کہا یا رسول اللہ مجھے گھر جانے کی اجازت دیجئے کہتے ہیں کہ آپ نے مجھے اجازت دے دی۔

میں اپنی بیوی کے پاس آیا، میں نے کہا تیری امی تجھے گم پائے میں نے رسول اللہ ﷺ کو ایک خاص حالت میں دیکھا ہے، لہٰذا میں صبر نہیں کر سکا (پیٹ پر پتھر بندھا ہوا ہے)۔ تیرے پاس کچھ ہے کھانے کو۔ وہ کہنے لگی کہ میرے پاس ایک صاع جَو ہیں اور بکری کا بچہ بھی ہے۔ جابر کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے وہ پیس لئے اور بکری کا بچہ ذبح کر لیا اور اس کو پکانے کے لئے ہنڈیا میں ڈال دیا، بیوی نے آٹا گوندھا۔ پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، تھوڑی دیر میں ٹھہرا پھر میں نے دوسری بار آپ سے اجازت لی۔ آپ نے مجھے اجازت دے دی۔ میں گھر آیا، آٹا تیار تھا میں نے ان کو روٹیاں بنانے کے لئے اور ہنڈیا کو میں نے پتھروں پر کر دیا۔

پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے ان سے کان میں بات کہی۔ میں نے کہا کہ ہمارے پاس تھوڑا سا کھانا ہے آپ اگر مناسب سمجھیں تو میرے ساتھ چلیں اور ایک یا دو آدمی اپنے ساتھ اور بھی لے لیں۔ آپ نے پوچھا کہ کھانے میں کیا ہے اور کتنا ہے؟ میں نے بتایا ایک صاع جَو تھے وہ پیس لئے ہیں اور بکری کی ایک بچہ تھا وہ ذبح کر لیا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ گھر جاؤ اور اہلیہ سے کہو کہ ہنڈیا کو نہ اُتارے، چولہے کے پتھروں اور تنور سے روٹیاں لگا کر نہ نکالے میرے آنے تک۔ پھر آپ ﷺ نے لوگوں سے کہا چلو جابر کے گھر پر۔ جابر کہتے ہیں کہ مجھے اس قدر شرم آئی میں شرمندہ ہو گیا کہ بس اللہ ہی جانتا ہے۔

میں نے اپنی بیوی سے کہا تیری ماں تجھے گم پائے تیرے پاس رسول اللہ ﷺ اور آپ کے سارے اصحاب آ رہے ہیں۔ وہ کہنے لگی کیا رسول اللہ ﷺ نے تم سے کھانے کے بارے میں پوچھا تھا؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ وہ بولی کہ اللہ اور اس کا رسول جانے، آپ نے بتا دیا تھا جو کچھ تیرے پاس ہے، لہٰذا میری وہ پریشانی جاتی رہی جو مجھے لاحق تھی۔ میں نے کہا تم سچ کہتی ہو، بس۔

رسول اللہ تشریف لے آئے، پھر اپنے اصحاب سے کہا کہ تم لوگ بھیڑ اور رش نہ لگاؤ۔ آپ نے تندور پر اور ہنڈیا پر برکت کی دعا فرمائی، اس کے بعد ہم لوگ تندور سے روٹیاں نکالتے رہے لیتے رہے اور ہنڈیا سے گوشت لیتے رہے ہم لوگ شوربا نکالتے ثرید بناتے گئے اور مہمانوں کے قریب کرتے گئے مسلسل یہی کرتے رہے۔ آپ نے فرمایا کہ دسترخوان پر سات یا آٹھ آدمی بیٹھتے جائیں۔ جب سب لوگ کھا چکے تو ہم نے ہنڈیا کو اندر سے ڈھکنا کھول کر دیکھا وہ اسی طرح بھری ہوئی تھی جیسے پہلے تھی۔ حتیٰ کہ سارے مسلمان شکم سیر ہو گئے اور کھانے کا ایک بڑا حصہ ابھی تک باقی تھا۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ لوگوں کو شدید بھوک پہنچی ہوئی ہے تم لوگ خود بھی کھاؤ اور لوگوں کو بھی کھلاؤ۔ ہم سارا دن خود بھی کھاتے رہے اور لوگوں کو بھی کھلاتے رہے۔ کہتے ہیں کہ مجھے انہوں نے خبر دی کہ وہ لوگ تین سو تھے یا آٹھ سو تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں خلاد بن یحییٰ سے، اس نے عبدالواحد سے مگر اس نے اس کے آخر میں تعداد ذکر نہیں کی۔
(کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۰۱۔ فتح الباری ۳۹۵/۱۷)

حضرت جابر کی دعوت میں برکت کا ظہور .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکر نے ہشام بن سعد سے، اس نے ابوزبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی جابر بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے تقریباً تین سو آدمی تھے، ہم لوگ خندق کھود رہے تھے۔ میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک پتھر لیا اور اس کو اپنے پیٹ پر دھر لیا پیٹ کے تہہ بند کے درمیان۔ آپ اپنے پیٹ کو سیدھا رکھ رہے تھے پیٹ میں بھوک سے بل پڑنے کی وجہ سے۔ میں نے دیکھا تو کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے گھر میں میرا ذرا سا کام ہے۔

میں بیوی کے پاس آیا اور میں نے اس کو بتایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو اس حال میں دیکھا ہے کہ اس حالت نے مجھے غمگین کر دیا ہے۔ کیا تیرے پاس کھانے کی کوئی چیز ہے؟ اس نے کہا کہ یہ بکری کا بچہ ہے اس کو ذبح کر لو اور ایک صاع جَو ہیں اس کو پیس لیتے ہیں۔ وہ پیس لئے گئے

اور بکری کے بچہ کوذبح کردیا گیا۔ میں نے کہا تم یہ پکاؤ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے ہوکر آتا ہوں۔ میں واپس گیا اور جاکر کہا یارسول اللہ ﷺ میں نے بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جَو تھے جو پیس لئے ہیں آپ کھانے کے لئے میرے ساتھ چلیں۔ حضور نے پورے لوگوں میں اعلان کردیا کہ تم لوگ جابر بن عبداللہ کی بات نہیں مان رہے ہو؟

کہتے ہیں کہ میں بیوی کے پاس آیا اور میں نے کہا کہ میں تو شرمندہ ہوگیا ہوں۔ حضور ﷺ خود بھی اور ان کے ساتھ جتنے لوگ تھے سب آرہے ہیں۔ وہ کہنے لگی آپ نے حضور ﷺ کو پیغام دیا تھا اور وضاحت نہیں کی تھی؟ میں نے کہا کہ میں نے تو بتادیا تھا۔ وہ کہنے لگی کہ تم دوبارہ جاؤ، ان کو بتاکر آؤ۔ میں نے کہا یارسول اللہ یہ تو ایک چھوٹا سا بچہ تھا بکری کا اور ایک صاع جَو تھے۔ آپ نے فرمایا کہ آپ واپس جایئے اور تندور سے کچھ نہیں نکالنا اور نہ ہی ہنڈیا سے یہاں تک کہ میں آجاؤں اور ہاں کچھ پیالے اُدھار لے لینا۔

بس رسول اللہ آئے اور ہنڈیا پر اور تندور پر آپ نے دعا کی، پھر فرمایا کہ نکالتی جاؤ اور روٹی کے ٹکڑے کرکے گوشت شوربا بناتے جاؤ یعنی ثرید بنادو۔ اس کے بعد آپ نے ان لوگوں کو دس دس کرکے بٹھایا، انہیں اندر بلایا۔ ان سب نے کھایا وہ تین سو آدمی تھے۔ ہم نے خود بھی کھایا باہر پڑوسیوں کو بھی کھلایا۔ جب رسول اللہ ﷺ چلے گئے تو پھر وہ بھی ختم ہوگیا۔ (مستدرک ۳/۳۱۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۹۷)

(۴)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو ابوعاصم نے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوعمرو بن ابوجعفر نے اور یہ الفاظ اسی کے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن محمد عبدالرحمن نے، ان کو عمرو بن علی نے، ان کو ابوعاصم نے، ان کو حنظلہ بن ابوسفیان نے، ان کو سعید بن مینا نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے جابر بن عبداللہ سے سُنا وہ کہتے تھے کہ جب خندق کھودی گئی میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ میں اپنی بیوی کے پاس واپس لوٹ کر آیا اور کہا کہ میں نے دیکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو شدید بھوک لگی ہوئی ہے۔ اس نے ایک تھیلی نکالی اس میں ایک صاع کے قریب جَو تھے اور ہمارے پاس بکری کا ایک بچہ تھا۔

کہتے ہیں کہ میں نے اس کو ذبح کرلیا اور جَو پیس لئے جو ہمارے پاس موجود تھے۔ میں نے اسے کاٹ کر ہنڈیا میں ڈال دیا پھر میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا (بیوی کہنے لگی کہ دیکھنا رسول اللہ کے آگے مجھے شرمندہ نہ کرادینا اور ان کے اصحاب کے آگے)۔ میں گیا اور میں نے جاکر حضور ﷺ کے کان میں کہا کہ یارسول اللہ ﷺ ہم نے ایک بکری کا بچہ ذبح کیا ہے اور ایک صاع جَو پیسے ہیں جو ہمارے ہاں موجود تھے آپ آجائیں اور چند افراد آپ کے ساتھ بھی۔

کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے چیخ کر اعلان کردیا، اے خندق کھودنے والو جابر نے دعوت کا کھانا تیار کیا ہے بھاگ بھاگ کر آجاؤ۔ اور رسول اللہ نے فرمایا کہ تم لوگ ہنڈیا نہ اُتارنا اور گوندھے ہوئے آٹے کو رکھ دینا روٹیاں نہ پکانا میرے آنے تک۔ کہتے ہیں کہ میں آیا اور لوگ بھی آگئے۔ میں بیوی کے پاس آیا وہ کہنے لگی تم نے یہ کیا کیا (کہ سب لوگوں کو بلالیا)۔ میں نے بتایا کہ میں نے تو وہی بات کہی تھی جو تم نے بتائی تھی۔ میں تھوڑا سا آٹا نکال کر لے آیا، آپ نے اس میں لعاب دہن ڈالا اور برکت کی دعا کی اس کے بعد آپ ہماری ہنڈیا کی طرف آئے اور لعاب دہن لگایا اور برکت کی دعا کی۔ اس کے بعد فرمایا کہ پکانے والی کو بلالو جو تمہارے ساتھ پکوالے اور پیالے بھرتے رہو ہنڈیا میں سے مگر نیچے نہ اُتارو، وہ لوگ ایک ہزار تھے۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ انہوں نے کھایا اور چھوڑ کر بھی گئے۔ وہ لوگ واپس لوٹ گئے جبکہ ہماری ہنڈیا اسی طرح جوش ماررہی تھی جیسے پہلے تھی اور آٹا اسی طرح پک رہا تھا جیسے پہلے تھا یعنی کوئی چیز ختم نہیں ہوئی تھی۔ (مستدرک حاکم ۳/۳۱)

حدیث دوری مختصر ہے۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن علی سے، اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حجاج بن شاعر سے، اس نے ابوعاصم سے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ باب من تکلم الفارسیہ۔ مسلم کتاب الاشربۃ۔ حدیث ۱۴۱ ص ۱۶۱۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن میناء نے بشیر بن سعید کی بیٹی سے۔ وہ کہتی ہیں کہ میری امی نے کھجور بھیجی میرے کپڑے کے کنارے میں میرے باپ کے اور میرے ماموں کے پاس۔ وہ لوگ خندق کھودرہے تھے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا آپ نے مجھے آواز دی، میں آپ کے پاس گیا۔ آپ نے مجھ سے اپنی ہتھیلی پر مجھ سے کھجوریں لیں اور کپڑا پھیلا دیا، پھر آپ نے ان کو اس پر بکھیر دیا وہ اس کے کناروں پر مسلسل گر رہی تھیں۔ اس کے بعد آپ نے اہل خندق کو حکم دیا کہ سارے جمع ہوجاؤ۔ سب نے اس میں سے کھایا حتیٰ کہ وہ وہاں سے کھا کر لوٹ گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۲۔ البدایہ والنہایہ ۴/۹۶)

باب ۶۸

احزاب اور تمام گروہوں کا مقابلے کے لئے آنا
بنو قریظہ کے یہودیوں کا اس عہد ومیثاق کو توڑنا
جو رسول اللہ ﷺ کے اور ان کے درمیان طے تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق نے اپنی پہلی اسناد کے ساتھ اس سے ان کی مراد وہ اسناد ہے جو پیچھے باب تحریب الاحزاب میں ذکر ہو چکی ہے، وہ کہتے ہیں کہ جب مشرکین نے آ کر پڑاؤ ڈالا تو رسول اللہ ﷺ نکلے اور انہوں نے اپنے لشکر کو خندق کھودنے پر لگا دیا۔ تین ہزار کے لشکر میں اس کے حصے تقسیم کر دیئے اور مشرکین اپنے تمام گروہوں اور قبائل سمیت دس ہزار تھے اور ان سب کے ساتھ جو بنو کنانہ میں سے ان کے ساتھ آئے اور اہل تہامہ اور غطفان اور جوان کے تابع ہوا اہل نجد میں سے، حتیٰ کہ ان لوگوں نے اُحد کے دامن میں باب نعمان پر پڑاؤ ڈالا۔ حضور ﷺ نے اپنے لشکر سمیت سَلع کی طرف اپنی پیٹھ کر لی اس طرح خندق ان کے اور قوم کفار کے بیچ میں ہوگئی تھی۔ آپ نے بچوں اور عورتوں کے لئے ہدایت دی، ان کو ٹیلوں پر منتقل کر دیا گیا۔

یہود کا سردار حُیی بن اخطب نکلا اور وہ کعب بن اسد کے پاس آیا جو عقد بنو قریظہ کا اور ان کے عہد کا مالک اور سرپرست تھا۔ مگر کعب نے جب اس کے آنے کی خبر سُنی تو اس نے قلعے کا دروازہ بند کر لیا اس کے لئے۔ اس نے کہا کہ ہلاک ہوجائے تو اے کعب! کھلوادو تم میرے لئے، حُیی کہ میں تیرے پاس اندر آسکوں۔ اس نے کہا کہ ہلاک ہوجائے اے حُیی! بے شک تو ایسا آدمی ہے جس کے آنے سے فال بد پکڑی جاتی ہے، بے شک مجھے کوئی حاجت نہیں ہے تیری اور نہ ہی تیرے آنے کے مقصد سے کوئی سروکار ہے۔ میں نے نہیں دیکھا محمد ﷺ سے مگر سچ بولنا اور عہد و پیمان کو پورا کرنا۔ (صدق ووفا) دیکھی ہے۔ اس نے مجھ سے صلح کر لی ہے اور میں نے اس سے صلح کر لی ہے۔ تم مجھے چھوڑ دو اور واپس چلے جاؤ۔ مجھے تیری ضرورت نہیں ہے۔ اس نے کہا، اللہ کی قسم تم نے مجھ سے دروازہ ایسے ہی بند نہیں کیا بلکہ دراصل آپ کے مخصوص کھانے کی وجہ سے کہ میں تمہارے ساتھ کھانا نہ کھاؤں تم اس کو محفوظ کر لو۔

لہٰذا اس کے لئے دروازہ کھولا گیا۔ جب وہ اس کے پاس اندر گیا تو کہنے لگا ہلاک ہوجائے اے کعب! میں زمانے بھر کی عزت، غلبہ اور طاقت کر لے کر آیا ہوں یعنی قریش کا ساتھ کر کے ان کے ساتھ ان کے سردار بھی ساتھ ہیں، میں نے ان کا پڑاؤ بیر رومہ پر ڈلوایا ہے۔ اور

میں تیرے پاس بنو غطفان کو بھی جمع کر کے لایا ہوں اور ان کے قائد اور سردار بھی ساتھ ہیں۔ میں نے ان کو اُحد کے دامن میں ٹھہرا دیا ہے۔ اس طرح گویا تیرے پاس میں انسانوں کا ٹھاٹھیں مارتا ہوا سمندر لے کر آیا ہوں جس کو کوئی چیز رد نہیں کر سکتی نہ ہی پیچھے کر سکتی ہے۔

کعب نے کہا، اے حُیی! اللہ کی قسم تم میرے پاس ذلت کا پیغام لے کر آئے ہو اور ایسا بادل جس کے اندر بارش کے لئے پانی ہی نہیں ہے، جس کا پانی گرایا جا چکا ہے، کچھ بھی اس میں پانی نہیں ہے۔ ہلاک ہو جائے تو مجھے چھوڑ دے اس حالت پر جس پر میں ہوں۔ مجھے تیری کوئی حاجت نہیں ہے، نہ ہی مجھے اس چیز کی ضرورت ہے جس کی تم مجھے دعوت دیتے ہو۔

لیکن اس قدر انکار کے باوجود حُیی بن اخطب نے ہمیشہ اس کو فریب اور دھوکہ دیتے رہے جیسے بھاگنے والے اُونٹ کو دھوکے سے بلایا جاتا ہے، حتیٰ کہ اس نے اس کی بات مان لی۔ اور حُیی نے اس کو عہد و میثاق دیا، اس نے یہاں تک کہا کہ اگر قریش اور غطفان محمد (ﷺ) کو ختم کرنے سے قبل واپس لوٹ گئے اور ہمیں دھوکہ دے گئے تو میں اپنے آپ کو تیرے ساتھ قلعے میں بند کر لوں گا (کہیں فرار نہیں ہوں گا)۔ حتیٰ کہ جو کچھ پریشانی یا تکلیف تجھے پہنچے گی وہی مجھے بھی پہنچے گی اس کے بعد کعب نے محمد رسول اللہ ﷺ سے اور مسلمانوں سے کیا ہوا عہد توڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ سے اظہار اعلان بیزاری کر دیا اور اس شرائط براءۃ کا اعلان کر دیا جو مسلمانوں کے اور ان کے درمیان میثاق تھا۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۳۔۱۷۵)

ابن اسحاق نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کعب کی خبر پہنچی اور بنو قریظہ کی عہد شکنی کرنے کی، آپ نے سعد بن عبادہ کو جو کہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے اور سعد بن معاذ کو جو کہ قبیلہ اوس کے سردار تھے بھیجا اور ان کے ساتھ دیگر لوگ بھی تھے۔ اہل مغاذ کے ذکر کے مطابق وہ ان مذکور کے تابع تھے۔ مثلاً حضرت بن جیر اور عبداللہ بن رواحہ۔ آپ نے فرمایا کہ ان لوگوں کے پاس جاؤ جا کر دیکھو جائزہ لو اگر وہ اس معاہدے کی پاسداری اور وفا پر قائم ہوں جو ان کے اور ہمارے درمیان ہوا تھا تو اس کو ظاہر کر دو اور اس کا اعلان کر دو اور اگر وہ پھر گئے ہوں جیسے ہمارے پاس اطلاع ہے تو پھر میرے لئے بھی ان سے اعلان بیزارہ کر دو اور مسلمانوں کی تائید میں دلیل اور ثبوت لے آؤ جو اس سے میں سمجھ جاؤں، ضعف اور کمزوری نہ آنے دو اور مسلمانوں کی قوت کو نہ توڑنا، تفرّق اور انتشار کی کیفیت نہ بنانا۔

جب یہ لوگ پہنچے تو انہوں نے ان کو اس سے کہیں زیادہ خبیث پایا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو بُرا بھلا کہا اور کہنے لگے کہ ان کے اور ہمارے درمیان کوئی عقد ہے نہ ہی کوعہد ہے۔ اس کے بعد حضرت سعد بن عبادہ نے ان کو آڑے ہاتھوں لیا کیونکہ وہ بات چیت گالم گلوچ کرنے میں تیز آدمی تھے۔ سعد بن معاذ نے کہا آپ چھوڑیئے ان کو ہمارے اور ان کے درمیان ایک دوسرے کو گالیاں دینے کے اور بُرا بھلا کہنے کے سوا کچھ بھی نہیں رہا۔ پھر وہ لوٹے اور رسول اللہ کے پاس آگئے۔ انہوں نے کہا قبیلہ عُضل اور قارہ والا معاملہ ہے، ان کی مراد یہ تھی کہ عُضل اور قارہ نے حضرت خبیب اور اس کے اصحاب کے ساتھ کیا تھا وہی معاملہ ہے (یعنی دھوکہ ہے ظاہری معاہدہ تھا اندر سے دشمنی ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ اکبر خوش ہو جاؤ اے مسلمانوں کی جماعتو! (یعنی خوش ہو جاؤ بروقت معشیت واضح ہو گئی کسی بڑے نقصان سے بچ گئے)۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۵۔۱۷۶)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف کے پاس آدمی بھیجا وہ دونوں بنو غطفان کے قائد تھے۔ حضور ﷺ نے مدینے سے کھجوروں کے ایک تہائی پھل ان سرداروں کو دینے کی تجویز اس شرط پر کہ وہ بنو غطفان اور ان کے ساتھ جتنے قبائل ساتھ دینے والے ہیں وہ حضور ﷺ اور آپ کے اصحاب کی مخالفت سے رجوع کر لیں۔ حضور ﷺ کے اور ان کے درمیان صلح کی بات جاری تھی، حتیٰ کہ انہوں نے تحریر لکھ لی تھی مگر اس پر گواہی لکھنا باقی تھا، صلح پکی نہیں ہوئی تھی صرف ایک دوسرے کو راضی کرنے تک بات ہوئی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۶۔۱۷۷)

جب حضورﷺ نے اس پروگرام کو پکا کرنا چاہا تو آپ نے سعد بن عبادہ اور سعد بن معاذ کے پاس بندہ بھیجا اور ان سے اس بات کا ذکر کیا اور اس بارے میں ان سے مشورہ طلب کیا۔ ان دونوں نے کہا یارسول اللہﷺ کیا یہ ایسا معاملہ ہے جس کو آپ کرنا چاہتے ہیں اور ہم بھی اس کو کریں گے، یا یہ ایسی چیز ہے جس کا آپ کو اللہ نے حکم فرمایا ہے اور اس پر ہمیں ضرور عمل کرنا ہے، یا ایسی بات ہے جس کو ہم سے پوچھ کر کریں۔ حضورﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ ایسی بات ہے جس کے بارے میں تمہیں اختیار ہے۔ اللہ کی قسم میں نہیں کررہا اس کام کو مگر اس لئے کہ دیکھا ہے تمہیں عرب ایک ہی کمان سے شکار کریں گے (یعنی سب متفق ہو گئے ہیں)۔ اور وہ ہر طرف سے تمہارے اُوپر سخت چڑھائی کررہے ہیں۔ لہٰذا ایسی صورت میں نے یہ چاہا ہے کہ میں تمہارے مقابلہ میں ان کی قوت کو توڑ دوں۔

حضرت سعد بن معاذ نے جواب دیا یارسول اللہﷺ دیکھیں ہم لوگ اور وہ لوگ اللہ کے ساتھ شرک کرنے کی حالت پر تھے اور بتوں کی عبادت کرتے تھے، نہ ہم اللہ کی عبادت کرتے تھے نہ ہی ہم اس کی معرفت رکھتے تھے۔ وہ لوگ مدینے کے پھل تو ضیافت کے طور پر کھا جائیں گے یا خرید کی ہوئی چیز سمجھ کر۔ جب اللہ نے ہمیں اسلام کے ساتھ عزت عطا کی ہے تو ہم اپنے مال ان کو دے دیں؟ ہمیں اس بات کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اللہ کی قسم ہم ان کو کچھ بھی نہیں دیں گے سوائے تلوار کے، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ فیصلہ کرے گا ان کے اور ہمارے درمیان۔ رسول اللہﷺ نے فرمایا، سعد تم سعد ہو اور تمہارا مشورہ بھی مشورہ ہے۔ چنانچہ سعد نے وہ صحیفہ اور وہ تحریر جو واقعی لکھی جا چکی تھی ہاتھ میں لے لی اور اس کو مٹا ڈالا، پھر کہنے لگے کہ لگا لیں وہ زور اپنا ہمارے خلاف۔ لہٰذا رسول اللہﷺ اس موقف پر ڈٹ گئے حالانکہ ان کے دشمن محاصرہ کیے ہوئے تھے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۷۔ تاریخ ابن کثیر ۱۰۴۔۱۰۵)

میرا حواری زبیر ہے .... (۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو محمد بن کثیر نے، ان کو سفیان ثوری نے، ان کو محمد منکدر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا جابر بن عبداللہ سے کہہ رہے تھے کہ رسول اللہﷺ نے جنگ احزاب والے دن فرمایا تھا کہ کون ہے جو ہمارے پاس قوم کی (مشرکین و کفار کی) خبر لائے؟ حضرت زبیر نے عرض کی میں لے آؤں گا یارسول اللہ۔ دوبارہ آپ نے یہی سوال دہرایا تو زبیر نے بھی دوبارہ یہی جواب دیا۔ نبی کریمﷺ نے فرمایا کہ ہر نبی کا ایک حواری (خاص مددگار و محافظ) ہوا کرتا ہے اور میرا حواری زبیر ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن کثیر سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۴۰۶)

باب ۶۹

۱۔ مشرکین کی طرف سے مسلمانوں کا محاصرہ کرنے سے ان کو جو سختی اور مصیبت پہنچی اس کا بیان۔

۲۔ حتیٰ کہ بعض منافقین نے اس شک اور خیانت کا برملا اظہار کر دیا جو ان کے دلوں میں مخفی تھا۔

۳۔ یہاں تک کہ مسلمانوں کی فرض نماز رہ گئی بوجہ مشغولیت جہاد کے۔

۴۔ اوران لوگوں کا مقابلے کے لئے نکلنا۔

۵۔ نیز نبی کریمﷺ کا یہ فرمانا کہ جنگ تو دھوکہ دہی ہوتی ہے۔

۶۔ نیز اللہ تعالیٰ کا مشرکین کے خلاف سخت ہوا چلانا اور لشکر بھیجنا۔

۷۔ یہاں تک کہ وہ ناکام ونامراد واپس لوٹ گئے۔

(۱) ہمیں خبردی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبردی ہیثم بن خلف نے اور ابن ناجیہ نے۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہارون بن اسحاق نے، ان کو حدیث بیان کی عبدۃ نے ہشام سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ اللہ کے اس فرمان کے بارے میں :

اذ جآؤ کم من فوقکم ومن اسفل منکم واذ زاغت الابصار وبلغت القلوب الحناجر ۔

(سورۃ احزاب : آیت ۱۰)

جب تمہارے دشمن (کفار ومشرکین) تمہارے پاس آن پہنچے تھے تمہارے اُوپر کی جانب سے۔ اور تمہارے نیچے کی سمت سے بھی۔ اور جس وقت آنکھیں غلطی کرنے لگی تھیں اور دل ہنسلیوں میں آن پہنچے تھے (مارے خوف کے کلیجے منہ کو آنے لگے تھے)۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ یہ سب جنگ خندق میں ہوا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عثمان بن ابوشیبہ سے، اس نے عبدۃ سے۔ (کتاب المغازی۔ باب غزوۃ الخندق۔ مسلم کتاب التفسیر ۴/۲۳۱۶)

(۲) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبردی احمد بن کامل قاضی نے، ان کو محمد بن سعد عوفی نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی میرے چچا حسین بن حسن بن عطیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، ان کو ان کے والد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے کہ یہ آیت :

یا ایھاالذین امنوا اذکروا نعمۃ اللّٰہ علیکم اذ جآء تکم جنود فارسلنا علیھم ریحا و جنودًا لم تروھا ۔

(سورۃ احزاب : آیت ۱۰)

اے اہل ایمان! اللہ کے اس احسان کو یاد کرو جو تمہارے اُوپر ہے جب تمہارے لشکر آن پہنچے تھے، پھر ہم نے ان پر شدید ہوا چلادی تھی اور (مخفی) جن کو تم نہیں دیکھ رہے تھے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے فرمایا : جآء تکم جنود سے مراد ابوسفیان کی قوم مراد ہے یوم احزاب میں، نیز یہ آیت :

وَيَسْتَاذِنُ فَرِيْقٌ مِّنْهُمُ النَّبِيَّ يَقُوْلُوْنَ ۔

ان میں سے ایک گروہ نبی کریمﷺ سے گھر جانے کی اجازت مانگ رہے تھے، وہ کہتے تھے کہ

ان بیوتنا عورۃ وماھی بعورۃ ان یریدون الافرارا ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۱۳)

کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں حالانکہ وہ کوئی غیر محفوظ نہیں تھے، بلکہ وہ وہاں سے فرار کا ارادہ رکھے ہوئے تھے۔

فرمایا کہ اس سے مراد بنو حارثہ تھے۔ (تفسیر قرطبی ۱۴/۱۴۸)

انہوں نے کہا تھا کہ ہمارے گھر غیر محفوظ ہیں ہمیں ان پر چوری کا ڈر ہے۔

نیز یہ آیت :

ولما رأى المؤمنون الاحزاب ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۲۲) آخر تک مکمل آیت۔

اللہ تعالیٰ نے ان سے سورۃ بقرہ میں فرمایا تھا :

ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولمايأتكم مثل الذين خلوا من قبلكم مستهم البأسآء والضرّآء وزلزلوا حتىٰ يقول الرسول والذين اٰمنوا معه متىٰ نصرالله ؟ الا ان نصرالله قريب ۔

(سورۃ بقرہ : آیت ۲۱۴)

کیا سمجھتے ہو تم کہ یونہی جنت میں چلے جاؤ گے حالانکہ تا حال تمہارے پاس ان لوگوں کی سی حالت ابھی تک نہیں آئی جو تم سے پہلے گزر گئے ہیں۔ انہیں سختی پہنچی تھی اور وہ خوب جھنجوڑے گئے تھے یہاں تک کہ رسول نے اور ان لوگوں نے جو ان کے ساتھ تھے کہا کب آئے گی اللہ کی نصرت۔ (اللہ نے فرمایا) خبردار بے شک اللہ کی نصرت قریب ہے۔

جب ان لوگوں کو آزمائش آن پہنچی یعنی مصیبت جب احزاب اور گروہوں کے خندق میں ملے تھے۔ اہل ایمان نے اس کی تاویل یوں کی ہے کہ اس سب کیفیت نے ان کے ایمان کو اور تسلیم و رضا کو اور زیادہ کر دیا۔ (قرطبی ۱۴/۱۵۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی الحسن بن حکیم مروزی نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالموجہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدان نے، ان کو عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے قتادہ سے اللہ کے قول کے بارے میں :

ولما رأى المؤمنون الاحزاب قالوا هذا ما وعدنا الله ورسوله وصدق الله ورسوله ۔

جب اہل ایمان کفر کی تمام جماعتوں اور گروہوں کو دیکھا تو کہنے لگے یہی تو وقت ہے جس کا ہمیں اللہ اور اس کے رسول نے وعدہ دیا تھا اور اللہ نے اور اس کے رسول نے سچ فرمایا تھا۔

اور دوسرے مقام پر فرمایا سورۃ بقرہ میں :

ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ولما يأتكم مثل الذين خلوا من قبلكم مستهم البأساء والضراء وزلزلوا ۔

کیا تم لوگ گمان کر بیٹھے ہو کہ بس تم جنت میں داخل ہو جاؤ گے حالانکہ ابھی تک تمہارے پاس ان لوگوں کی مثل آزمائش نہیں آئی جو تم سے پہلے گزر چکے ہیں، ان کو تکلیف اور شدت پہنچی تھی اور وہ خوب جھنجوڑے گئے تھے۔

نیز فرمایا کہ

ولما رأى المؤمنون الاحزاب قالوا هذا ما وعدنا الله ورسوله ۔ ام حسبتم ان تدخلوا الجنة ۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یزید بن رومان نے، اس نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ اور یزید بن زیاد نے محمد کعب قرظی سے اور عثمان بن کعب بن یہوذا سے جو کہ بنو قریظہ سے ایک تھے، اس نے اپنی قوم کے کئی مردوں سے، وہ کہتے ہیں کہ معتب بن قشیر نے کہا کہ بنو عمرو بن عوف کے بھائی ہوتے تھے، گویا کہ محمد ﷺ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کسریٰ اور قیصر کے خزانوں میں سے کھائیں گے حالانکہ ہم میں سے ایک آدمی بھی اپنے پیشاب پاخانے جانے کے لئے بھی امن میں

نہیں ہے (کہ وہ امن سے پیشاب کرنے کے لئے جاسکے)۔حتیٰ کہ اوس بن قیظی نے اپنی قوم کے بھرے مجمع میں یہ کہا تھا بنو حارثہ میں سے کہ ہمارے گھر خالی نہیں یعنی اکیلے اور خطرے میں ہیں۔ یہ مدینے سے باہر تھے ہمیں اجازت دیں ہم اپنی عورتوں اور بچوں اور اولادوں کے پاس جائیں۔

جب انہوں نے رسول اللہ سے یہ بات کہی تو اللہ نے اپنے رسول پر یہ آیت اُتاری۔ وہ جب ان سے فارغ ہوگئے جس آزمائش میں گھرے ہوئے تھے کہ اللہ کی نعمت کو یاد کرے ان پر اور اس پر کہ رسول اللہ ﷺ ان کو کافی ہوگیا تھا۔ ان لوگوں کی طرف سے سوء ظن پیدا ہونے کے باوجود۔ اور اہل نفاق کے مقالے کے باصف جس نے بھی ان میں سے کچھ کہا تھا۔

اللہ نے یہ آیت اُتاری :

یا ایها الذین اٰمنوا اذ کروا نعمة اللّٰه علیکم اذ جآء تکم جنود ۔

(سورۃ احزاب : آیت ۹)

آگئے تھے یعنی تمہارے اُوپر کی جانب سے۔ لہٰذا اللہ نے ان پر ہوا چلادی تھے۔ اور ایک لشکر جس کو تم نہیں دیکھ رہے تھے۔

پہلے جنود سے مراد قریش اور عطفان مراد ہیں اور بنو قریظہ اور دوسرے سے مراد جس کو اللہ نے ان مذکورہ کفار پر بھیجا تھا شدید ہوا کے ساتھ وہ فرشتے تھے۔

اذ جآؤ کم من فو مکم و من اسفل منکم سے پڑھتے جایئے الظُّنُونَا تک

اس آیت میں جآؤ کم من فو مکم سے مراد بنو قریظہ ہیں اور ان میں سے جو لوگ اسفل سے تمہارے نیچے کی طرف سے تمہارے پاس آئے تھے سے مراد قریش اور بنو غطفان تھے۔

هنالك ابتلى المؤمنون وزلزلوا زلزالا شدیدا سے ماوعدنا اللّٰه ورسوله الاغرورا ۔

یہ آئی ہے مُعتّب بن قیسرہ اور اس کے اصحاب کے قول کے بارے میں اور ایک گروہ نے کہا تھا یا اهل یرب سے الافرادا تک۔ یہ اوس بن قیظی کے قول کے بارے میں اور اس کے ساتھیوں کے قول کے بارے میں ہے جو اسی قول پر ہے اس کی قوم سے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۹۸-۱۹۹)

حضور ﷺ اور مشرکین بیس راتوں سے زیادہ وہاں ٹھہرے رہے، لوگ پریشان اور خوف کی سی حالت پر تھے کہ قتال بھی نہیں ہورہا تھا مگر محاصرہ اور تیر پھینکا جارہا تھا۔

ابوعبداللہ نے اپنی روایت میں ابن اسحاق سے اپنی اسناد کے ساتھ اضافہ کیا ہے کہ مگر یہ کہ کئی گھڑسوار جو قریش میں سے تھے ان میں سے عمرو بن عبدو اور عکرمہ بن ابوجہل اور ضرار بن خطاب، ہبیرہ بن ابووہاب انہوں نے قتال کے لئے ہتھیار پہن لئے اور ایسے گھوڑوں پر سوار ہوکر نکلے، حتیٰ کہ بنو کنانہ کے ٹھکانوں کے پاس سے گزرے اور رُک گئے اور کہنے لگے کہ اے بنو کنانہ! جنگ کے لئے تیار ہوجاؤ عنقریب تم جان لوگے کہ آج کے دن گھڑسوار بہادر کون ہیں۔ اس کے بعد ان کو ان کے گھوڑے جلدی آگے لے آئے حتیٰ کہ خندق پر آکر رُک گئے اور (یہ منظر خندق والا پہلی مرتبہ دیکھ کر) کہنے لگے کہ اللہ کی قسم یہ تدبیر (حکمت عملی) عرب اختیار نہیں کرتے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے خندق کا تنگ مقام تلاش کیا اور انہوں نے اپنے گھوڑوں کو مار مار کر خندق میں گھسا دیا۔ لہٰذا انہوں نے خندق کے ساتھ خالی جگہ اور دراڑ میں چکر لگایا۔ ادہر سے حضرت علی مسلمانوں کے ایک گروہ کے ساتھ نکلے کہ انہوں نے اس راستے کو یا دراڑ کو اختیار کیا جس سے وہ گھسے تھے حتیٰ کہ گھڑسوار ان کی طرف متوجہ ہوکر قریب ہونے لگے اور عمرو بن عبدودّ قریش کا ایسا سوار تھا جو بدر والے دن قتال کر چکا تھا، یہاں تک کہ اس کو بدر کے زخمیوں میں سے اُٹھایا گیا تھا زخموں نے اس کو روک کر رکھا تھا یہی وجہ ہے کہ وہ جنگ اُحد میں موجود نہیں تھا۔

خندق والا موقع آیا تو وہ باقاعدہ شعار اور خصوصی نشان لگا کر نکلا تا کہ اس کا مقابلہ دیکھا جا سکے۔ جب وہ خندق پر آ کر رکا اور اس کا گھوڑا بھی تو حضرت علی نے کہا، اے عمرو! تو قریش کو اللہ کی قسمیں دیا کرتا تھا کہ مجھے کوئی آدمی اگر دو میں سے ایک بات کی طرف بلائے گا تو میں دو میں سے ایک ضرور قبول کروں گا، عمرو نے کہا کہ جی ہاں میں نے کہا تھا۔ لہٰذا حضرت علی نے اس سے کہا کہ میں تجھے اللہ کی طرف اور اس کے رسول کی طرف دعوت دیتا ہوں اور اسلام کی دعوت دیتا ہوں۔ اس نے کہا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت علی نے کہا کہ پھر میں تجھے مقابلے کی دعوت دیتا ہوں۔ وہ کہنے لگا اے بھتیجے کیوں؟ میں تو اللہ کی قسم تجھے قتل کرنا پسند نہیں کرتا۔ حضرت علی نے کہا لیکن اللہ کی قسم میں تجھے قتل کرنا پسند کرتا ہوں۔

یہ سنتے ہی عمرو طیش میں آ گیا اور اس نے گھوڑے سے نیچے چھلانگ لگا دی اور اپنے گھوڑے کی ٹانگوں پر تلوار مار کر اس کو کاٹ ڈالا یا زخمی کر ڈالا۔ اس کے بعد وہ علی کے پاس آ گیا۔ ان دونوں نے ایک دوسرے سے مقابلہ کیا اور اس دوران علی نے اس کو قتل کر دیا اور اس کا گھڑسوار دستہ یعنی عمرو کے ساتھی شکست خوردہ ہو کر بھاگ گئے۔ یہاں تک کہ وہ خندق سے نکل گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۷۸۔۱۷۹، تاریخ ابن کثیر ۴/۱۰۵)

ابن اسحاق نے ان کا نکلنا اور عمرو کا مقابلہ کے لئے پکارنا دوسرے طریق پر ذکر کیا ہے اس اسناد میں جس کو ہم نے ذکر کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جو شخص خندق والے دن آیا تھا وہ ہبیرہ بن وابو وہب مخزومی تھا اور ابو وہب کا نام جعدہ تھا۔ اور نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ مخزومی مقابلے کے لئے نکلا تھا۔ وہ مقابلے کو چیلنج کر رہا تھا۔ لہٰذا اس کی طرف حضرت زبیر بن عوام مقابلے پر آئے تھے انہوں نے اس کو تلوار کی ایسی کاری ضرب لگائی تھی کہ اسے چیر کر دو ٹکڑے کر دیا تھا، حتیٰ کہ اس کو تلوار میں بھی گھاؤ آ گئے تھے مگر وہ یہ شعر کہتے ہوئے لوٹ گئے۔

انــي امــرؤ احــمــي واحــمتــي عـن الـنبـي الـمـصطفیٰ الأمـي

میں ایسا مرد ہوں کہ میں نبی کریم ﷺ کی حفاظت اور بچاؤ کرتا ہوں جو کہ اُمی ہیں۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۰۷)

اور ابن اسحاق نے اس کتاب کے ایک اور مقام پر ذکر کیا ہے کہ حضرت علی نے اس کو ہنسلیوں میں نیزہ مارا تھا جو کہ اس کے پیٹ میں نکل گیا تھا، جس سے وہ خندق کے اندر ہی مر گیا تھا۔

اور مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کی طرف آدمی بھیجا وہ اس کی مردار لاش کو دس ہزار میں خریدنا چاہتے تھے۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا کہ وہ دس ہزار تمہارے ہیں ہم لوگ مردہ کی قیمت نہیں کھاتے۔

کہتے ہیں کہ عمرو بن وڈ نکلا اور کہنے لگا کہ کون ہے جو مجھ سے مقابلہ کرے؟ چنانچہ حضرت علی ؓ اُٹھ کھڑے ہوئے جبکہ عمرو لوہے میں چھپا ہوا تھا۔ میرا خیال ہے کہ یہی ہے عمرو۔ حضرت علی نے کہا میں اس کو کافی ہوں اے اللہ کے نبی۔ آپ نے فرمایا کہ یہ عمرو ہے تم بیٹھ جاؤ۔ اتنے میں عمرو نے پکارا کیا کوئی جوان نہیں ہے؟ وہ ان کو اشتعال دلا رہا تھا اور کہنے لگا کہ کہاں ہیں وہ تمہاری جنت جس کے بارے میں تم گمان کرتے ہو کہ تم میں سے جو قتل کیا جائے وہ اس میں داخل ہو جاتا ہے۔ کیا تم لوگ میری طرف اپنے کسی جوان کو مقابلے کے لئے نہیں نکال سکتے؟ حضرت علی اُٹھے اور عرض کیا کہ یا رسول اللہ میں جاتا ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ تم بیٹھ جاؤ، اس نے تیسری بار للکارا اور اشعار کہنے لگا۔

عمرو بن عبدود نے مسلمانوں کو مقابلے کے لئے للکارتے ہوئے یہ اشعار کہے :

ولــقــد بــحــحــت مــن الــنــداء بــجــمــعــكــم : هــل مــن مــبــارز

ووقـفـت اذ جبـن الـمـشـجـع مــوقـف الـقـرن الـمـنـاجـز

ولــــذاك انــــي لــــم ازل متســـرعـــا قبـل الهـزاهـــز
انّ لشــجــاعة فــي الـفتــي والـجـود من خيـر الـغـرائـز

البتہ تحقیق میرا گلا بیٹھ گیا ہے تمہارے مجمع کو یہ للکارتے ہوئے کہ کوئی ہے مقابلے میں آنے والا، میں ٹھہرا ہوا ہوں جس وقت بہادر بزدل ہوجاتے ہیں میں ایسے ڈٹا ہوا ہوں جیسے مقابلے کرنے والا مسلح بہادر کھڑا ہوتا ہے۔ اسی لئے میں ہمیشہ جلدی کررہا ہوں یہاں سے ہلنے اور ٹلنے سے پہلے بے شک شجاعت جوان کے اندر اور سخاوت عمدہ صفات میں سے ہوتی ہے۔

حضرت علی اُٹھے اور عرض کی یارسول اللہ میں اس کا کام تمام کرتا ہوں حضور نے فرمایا یہ عمرو ہے علی نے کہا ہوتا رہے عمرو ہے تو بھی میں جاتا ہوں۔ لہٰذا ان کو اجازت دے دی۔ چلتے چلتے اس کے پاس گئے، وہ اس وقت کہہ رہا تھا :

لا تــعــجـلـن فـقـد اتـاك مـجـيـب صـوتك غيـر عـاجز
ذو نية و بـــصـيــرة والـصـدق مـنـجـي كل فـائز
انـــي لأرجـــو ان اقيــم عــلـيك نــائـحة الـجـنـائـز
مـــن ضـــربة نـــجـلاء يبـقـي ذكـرهـا عـنـد الهزاهز

تو جلدی ہرگز نہ کر ابھی ابھی آ گیا ہے تیرے پاس آواز اور پکار کا جواب دینے والا جو عاجز و کمزور نہیں ہے، صاحب عزم و صاحب بصیر ہے اور سچائی نجات دہندہ ہوتی ہے ہر کامیاب انسان کو۔ میں امید کرتا ہوں کہ میں ٹھہرا رہوں گا جنازوں پر رونے والیوں کی طرح، جو مر گئے ہوں شریف النفس کی ضرب سے، باقی رہتا ہے ان کا ذکر چلے جاتے کے باوجود۔

عمرو نے ان سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ میں علی ہوں۔ اس نے پوچھا کہ کیا ابن عبد مناف۔ انہوں نے کہا کہ علی ابن ابو طالب۔ اس نے پوچھا کہ تیرے سوا اور کوئی ہے اے بھتیجے اور تیرے چچاؤں میں سے تم سے بڑا کوئی ہونا چاہئے، میں ناپسند کرتا ہوں کہ میں تیرا خون بہاؤں۔ حضرت علی نے کہا لیکن میں اللہ کی قسم میں ناپسند نہیں کرتا کہ میں تیرا خون بہاؤں۔ چنانچہ عمرو غصے میں آ گیا وہ نیچے اُتر آیا اور اس نے تلوار سونت لی اور وہ آگ کے شعلے طرح ہو گیا۔ اس کے بعد وہ غضبناک ہو کر حضرت علی کی طرف آنے لگا اور حضرت علی بھی اسی طرح مقابل آ گئے اپنی چمڑے کی ڈھال کے ساتھ اور اس پر کاری ضرب لگائی، عمرو بھی چمڑے کی ڈھال میں تھا اسے علی نے ضرب سے کاٹ دیا اور تلوار اسی میں رہ گئی۔ علی کی ضرب عمرو کے سر پر لگی تھی جس سے اس کے سر میں گہرا زخم آ گیا، دوسرا وار انہوں نے اس کے کندھے اور گردن کے درمیان کیا جس سے وہ گر گیا اور نجاج کو دکر آ گیا۔ ادھر رسول اللہ ﷺ نے نعرہ تکبیر کی آواز سنی تو سمجھ گئے کہ علی نے اس کو قتل کر دیا ہے۔ حضرت علی نے اس کا کام تمام کر دیا اور آپ نے شجاعت پر مبنی اشعار کہے :

اعـلـيَّ تـقـتـحـم الـفـوادس هـكذا عـنـي وعـنهـم اخـروا اصـحـابي
اليـوم يـمـنـعـنـي الـفـراز حفيظتي ومـصـمـم فـي الـراس ليس بنابي

کیا مجھ پر شہسوار اسی طرح حملے کرتے رہیں گے، لہٰذا ان سے اور مجھ سے میرے ساتھیوں کو پیچھے ہٹالو آج کے دن میری تلوار مجھے فرار سے روکتی ہے جو کہ سر کو کاٹ ڈالنے والی ہے جو کہ نا کام نہیں ہے۔

کچھ دیگر اشعار بھی ذکر کئے گئے ان میں سے آخری شعر ہے :

عـبـد الـحـجـارة من سفاهة عقله وعـبـدت رب مـحـمـد بـصـواب

اس کافر نے اپنی عقل کی حماقت وخرابی کی وجہ سے پتھر کی عبادت کی جبکہ میں درست اور بجا طور پر رب محمد کی عبادت کرتا ہے۔

اس کے بعد حضرت علی متوجہ ہوئے رسول اللہ کی طرف حالانکہ آپ کا چہرہ خوشی سے دمک رہا تھا۔عمر بن خطاب نے کہا آپ نے اس کی زرہ کیوں نہ کھینچ لی اس لئے کہ پورے عرب میں اس سے بہتر کسی کی زرہ نہیں ہے۔حضرت علی کہنے لگے کہ میں نے اس پر وار کیا تو اس نے مجھ سے اپنا بچاؤ اپنے سامان کے ساتھ کیا تھا۔لہٰذا مجھے شرم آئی ہے ابن چچازاد سے کہ میں اس سیسامان نوچ لوں۔اور ان کے گھڑ سواروں کی جماعت شکست کھا کر نکل گئی،حتیٰ کہ خندق سے نکال دیئے گئے۔(البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۰۶۔۱۰۷)

(۵)　ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن جعفر بن احمد اصفہانی نے،ان کو ہارون بن سلیمان نے،ان کو مؤمل بن اسماعیل نے،ان کو حماد بن زید نے ہشام بن عروہ سے،اس نے اپنے والد سے،اس نے عبداللہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خندق والے دن عورتوں کے ساتھ ٹیلوں پر مقرر کیا گیا تھا یعنی محافظ کے طور پر اور میرے ساتھ عمرو بن ابوسلمہ بھی تھے،وہ میرے نیچے جھک جاتے تھے۔میں ان کی پیٹھ پر کھڑے ہو کر مسلمانوں کی طرف دیکھا کرتا کہ وہ کیسے لڑ رہے ہیں پھر میں نیچے ہو جاتا اور وہ میری پیٹھ پر کھڑے ہو کر مسلمانوں کا قتال دیکھتے۔

چنانچہ میں نے اپنے والد کو دیکھا کہ وہ کبھی یہاں سے حملہ کرتے تو کبھی وہاں سے۔وہ جس چیز کی ضرورت سمجھتے اُٹھانے کی وہ اس کے پاس آجاتی۔جب شام ہوئی اور وہ ہمارے پاس ہماری پناہ گاہ میں آئے تو میں نے ان سے پوچھا کہ ابا جان میں نے آپ کو بڑی گرم جوشی دکھاتے ہوئے دیکھا تھا۔انہوں نے فرمایا کہ کیا واقعی اے بیٹے تم نے یہ دیکھا تھا؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں۔انہوں نے فرمایا کہ آگاہ ہو جاؤ کہ آج رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے اپنے والدین کو جمع کر کے کہا تھا فدا لک ابی و امی میرے ماں باپ تیرے لئے قربان۔

(البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۰۷۔۱۰۸)

کافروں کے نہ وجود میں کوئی چیز ہے نہ ہی اس کی قیمت میں

(۶)　ہمیں خبر دی ابوالحسن بن عبدان نے،ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے،ان کو اسماعیل بن اسحاق نے،ان کو حجاج بن منہال نے اور سلیمان بن حارث نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں،ان کو ابوسہل بن زیاد قطان نے،ان کو اسحاق بن حسن حربی نے،ان کو عفان نے،وہ سب کہتے ہیں کہ ان کو حماد بن سلمہ نے،ان کو حجاج نے اور ابن عبدان کی ایک روایت میں ہے حجاج سے ان نے حکم سے،اس نے مقیم سے،اس نے ابن عباس سے کہ مشرکین میں سے ایک آدمی جنگ احزاب والے دن مارا گیا تھا،مشرکین نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ اس کی میت ہمارے پاس بھیج دیں ہم انہیں بارہ ہزار دیں گے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،کوئی چیز و بھلائی نہیں ہے نہ اس کے وجود میں نہ ہی اس کی رقم میں۔

(۷)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے،ان کو احمد بن عبدالجبار نے،ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن سہل نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ وہ جنگ خندق والے دن بنو حارثہ کے قلعے میں محفوظ تھیں۔وہ مدینے کے قلعوں میں سب سے زیادہ محفوظ قلعہ تھا اور اُم سعد بن معاذ قلعے میں ان کے ساتھ تھی۔یہ واقعہ ان خواتین پر حجاب کے نازل ہونے سے پہلے کا ہے۔ رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام جب خندق کی طرف روانہ ہونے لگے تھے تو آپ نے بچوں اور عورتوں کو قلعوں میں محفوظ کر گئے تھے ان پر دشمن کے خوف کی وجہ سے۔سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ سعد بن معاذ وہاں سے گزرے۔انہوں نے زرہ پہنی ہوئی تھی جو کہ چھوٹی تھی جس سے ان کے بازو نکلے ہوئے تھے اور تلوار ان کے ہاتھ میں تھی،آگ جلا رہی تھے (مطلب چمک رہی تھی)۔وہ یہ شعر کہہ رہے تھے :

لبث قليلا فيشهد الهيجا حمل　　　لا باس بالموت اذا حان الاجل

تھوڑی سی دیر ٹھہر جا وقت آیا چاہتا ہے۔کوئی حرج نہیں کوئی ڈر نہیں موت کا جب اجل آجائے۔

اُم سعد نے کہا تھا اے بیٹے مجاہدین کے ساتھ مل جایئے ،اللہ کی قسم آپ پیچھے ہو گئے ہیں۔ سیدہ عائشہ نے کہا اے اُم سعد میں چاہتی ہوں کہ سعد کی زرہ زیادہ مکمل ہوتی یعنی پوری ہوتی اس زرہ سے تو بہتر ہوتا وہ اس کو تیر لگنے سے ڈر رہی تھیں۔

ابوعبداللہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ حضرت سعد کو عاصم بن عمر حبان بن قیس بن عرقہ نے تیر مارا تھا جس سے ان کی رگ اکحل (بازو کی رگ) کٹ گئی تھی۔ جب ان کو تیر لگ گیا تو اس نے کہا تھا کہ لے لو تم اس کو مجھ سے میں ابن عرقہ ہوں وہ بنو عامر بن لؤی میں سے ایک تھا۔ تو حضرت سعد نے کہا تھا اللہ اس کے چہرے کو آگ میں غرق آلود کرے۔

اے اللہ! اگر آپ نے اس جنگ میں قریش کو کچھ باقی چھوڑا تو مجھے ان کے لئے باقی رکھنا۔ بے شک مجھے کسی قوم کے ساتھ اس قدر جہاد کرنا محبوب نہیں جتنا اس قوم کے ساتھ جہاد محبوب ہے جنہوں نے تیرے رسول کو ایذا پہنچائی ہے اور اس کی تکذیب کی ہے اور اس کو اس کے شہر سے نکالا ہے۔ اور اگر آپ نے ان کے اور ہمارے درمیان رکھ دیا ہے (ختم کر دیا ہے) تو اس جنگ کو میرے لئے شہادت کا ذریعہ بنا دے۔ اور مجھے موت نہ دے تا کہ بنو قریظہ سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی کر لوں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۰۔۱۸۱)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے اس تحقیق نے حدیث بیان کی ہے میں جس کو جھوٹ کی تہمت نہیں لگا سکتا۔ اس نے عبیداللہ بن کعب بن مالک سے کہ وہ کہتے تھے کہ حضرت سعد کو جو تیر لگا تھا اس دن وہ ابو اسامہ جشمی نے مارا تھا جو کہ بنو مخزومی کے حلیف تھے۔ انہوں نے اس بارے میں شعر کہے تھے ان کو ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۱)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے ،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ،ان کو احمد بن عبدالجبار نے ، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے ،ان کو یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے ،وہ کہتے ہیں کہ صفیہ بنت عبدالمطلب حسان بن ثابت کے قلعے میں (حفاظت) تھی اور حضرت حسان ہم لوگوں کے ساتھ تھے۔ عورتوں اور بچوں کے ساتھ جس جگہ نبی کریم ﷺ نے خندق کھودی تھی۔ صفیہ کہتی ہیں کہ ایک یہودی آدمی گزرا وہ قلعہ یا حفاظت گاہ کے گرد چکر لگانے لگا۔ تحقیق محاربہ کی تھا بنو قریظہ نے اور ہمارے اور رسول اللہ ﷺ کے درمیان جو کچھ تھا انہوں نے کاٹ دیا۔ لہٰذا ہمارے اور ان کے درمیان کوئی ایک بس نہ رہا جو ہمارا اس سے دفاع کرتا جبکہ رسول اللہ ﷺ اور مسلمان اپنے دشمن کے سینے پر تھے۔ وہ ان کو چھوڑ کر ہماری طرف بھی نہیں لوٹ سکتے تھے۔

اچانک ہمارے پاس کوئی آنے والا آیا تو حسان سے کہا یہ یہودی ہے جو ہمارے خیمے کے گرد گھوم رہا ہے جسے آپ دیکھ رہے ہو۔ میں بے خوف نہیں ہوں (یعنی مجھے ڈر ہے کہ جا کر اپنے پیچھے یہودیوں کو ہماری کمزوری کی خبر نہ دے۔ جبکہ رسول اللہ اور آپ کے اصحاب مصروف ہیں، ہمارے پاس آنے سے مجبور ہیں۔ آپ اُتر کر اس کی طرف جائیں اور اسے قتل کر دیں۔ حسان نے کہا اللہ تجھے معاف کرے اے عبدالمطلب کی بیٹی، اللہ کی قسم آپ جانتی ہیں کہ مجھے اس چیز کا اختیار نہیں ہے۔

صفیہ نے کہا جب حسان نے یہ بات کہی تو میں نے اپنے وسط میں سے خود کو گھر کے ستون کے ساتھ باندھ لیا۔ اس کے بعد اسی کے سہارے میں نیچے اس کی طرف اُتر گئی۔ پس میں نے اس کو ستون کے ساتھ مار کر قتل کر دیا۔ پھر میں قلعے کی طرف لوٹ آئی، پھر میں نے اس نے سوچا کہ حسان نیچے اُترا اور اس کا سامان لوٹ لے مجھے کوئی چیز مانع نہیں تھی اس کا سامان لوٹنے سے مگر یہی کہ وہ آدمی ہے، میں نے کہا اے بنت عبدالمطلب مجھے اس کا سامان لوٹنے کی کوئی حاجت بھی نہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۲۔۱۸۳۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۰۹،۳۸)

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے صفیہ بنت عبدالمطلب سے اسی کی مثل۔ اور اس نے اس میں سے زیادہ کیا ہے کہ انہوں نے کہا کہ یہ پہلی عورت ہے جس نے ایک مشرک آدمی کو قتل کیا۔

حضور ﷺ کا مشرکین اور یہودیوں کے لئے بددعا کرنا کہ اللہ ان کی قبروں کو آگ سے بھردے

(۹) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رود باری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن عمر نے بن شوذب مقری نے واسطی نے واسط میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شعیب بن ایوب نے، انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی وہب بن جریر نے، اس نے شعبہ سے، اس نے حکم سے، اس نے یحییٰ بن جزار سے، اس نے حضرت علی سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جنگ احزاب والے دن ایک راستے پر بیٹھے ہوئے تھے خندق کے راستوں میں سے۔ اور فرمایا کہ ان لوگوں نے ہمیں صلوٰۃ وسطیٰ سے مشغول کردیا ہے حتیٰ کہ سورج غروب ہوگیا ہے، اللہ تعالیٰ ان کے گھروں کو اور ان کی قبروں کو آگ سے بھردے۔ یا یوں کہا تھا کہ ان کے پیٹوں کو۔ یہ الفاظ ہیں حدیث رود باری کے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں شعبہ کی حدیث سے۔ (مسلم کتاب المساجد۔ حدیث ۲۰۴ ص ۱/۴۳۷)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو حارث بن ابواسامہ نے، ان کو عبداللہ بن بکیر نے، ان کو ہشام بن ابوعبداللہ نے یحییٰ بن ابوکثیر سے، اس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے اس نے جابر بن عبداللہ سے یہ کہ عمر بن خطاب یوم الخندق میں جب سورج غروب ہوگیا تھا اس کے بعد قریش کے کفار کو گالیاں دے رہے تھے اور کہا کہ یا رسول اللہ میں عصر کی نماز نہیں پڑھ سکا حتیٰ کہ سورج غروب ہونے لگا ہے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ میں نے بھی نہیں پڑھی ابھی تک۔ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے ساتھ اُترا۔ میرا خیال ہے کہ کہا تھا بطحاب کی طرف (مدینہ میں وادی تھی)۔ آپ نے نماز کا وضو کیا۔ ہم لوگوں نے بھی وضو کیا آپ نے عصر کی نماز پڑھی سورج کے غروب ہونے ہونے کے بعد۔ اس کے بعد آپ نے مغرب پڑھی۔

بخاری ومسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ہشام دستوائی سے۔

(بخاری، کتاب مواقیت الصلوٰۃ۔ مسلم کتاب المساجد ومواضع الصلوٰۃ۔ حدیث ۲۰۹ ص ۱/۴۳۸)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو حامد بن ابوحامد مقری نے، ان کو اسحاق بن سلیمان رازی نے، ان کو ابن ابوذائب نے مقبری سے، اس نے عبدالرحمن بن ابوسعید خدری سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ خندق والے دن محبوس ہوگئے تھے ظہر عصر مغرب اور عشاء سے، حتیٰ کہ ہماری طرف اس بات کی کفایت کی گئی۔

اللہ نے یہ آیت اُتاری :

و كفى الله المؤمنين القتال و كان الله قويا عزيزا ـ

اللہ کی کفایت کی مؤمنوکوقتال سے، اللہ تعالیٰ قوی ہے غالب ہے۔

رسول اللہ اُٹھے، بلال سے کہا اس نے اقامت کہی پھر آپ نے ظہر پڑھائی۔ جیسے پہلے پڑھتے رہتے تھے، پھر اس نے اقامت کہی پھر آپ نے عصر پڑھائی جیسے پہلے اس کو پڑھتے رہتے تھے پھر اس نے مغرب کی اقامت کہی پھر آپ نے مغرب پڑھائی جیسے پہلے پڑھتے رہتے تھے۔ پھر آپ نے عشاء کی اقامت کہی پھر آپ نے عشاء پڑھائی جیسے اس کو پہلے پڑھتے تھے۔ یہ واقعہ اس آیت کے نزول سے پہلے ہوا تھا۔ فَرِجَالاً اَوْ رُكْبَانًا ۔(بقرہ : ۲۳۹)

رسول اللہ ﷺ کی سیاسی تدبیر اور نُعَیم بن مسعود کی کوشش سے کفار و مشرکین اور یہود کا اتحاد پارہ پارہ ہوا

(۱۲) ہمیں خبر دی ابو اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں لوگ ابھی تک حالت خوف میں تھے۔ نعیم بن مسعود اشجعی اچانک رسول اللہ کے پاس آئے، ابن اسحاق نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ایک آدمی نے عبد اللہ بن کعب بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ نعیم بن مسعود اشجعی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ بے شک میں مسلمان ہو گیا ہوں اور میرے بارے میں قوم میں سے کسی کو بھی یہ بات معلوم نہیں ہے۔ آپ مجھے اپنی بات کا حکم دیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا سوائے اس کے نہیں کہ آپ ہمارے اندر ایک آدمی ہے۔ پس رسوا کر ہماری طرف جس قدر تو استطاعت رکھتا ہے سواء اس کے نہیں کہ جنگ تو ایک دھوکہ ہوتی ہے۔ مگر وہ ہمارے لئے کھڑے نہیں ہو سکیں گے اور نہ ہی ہمارے ساتھ جنگ پر ٹھہر سکیں گے۔

لہٰذا نُعیم بن مسعود واپس چلے گئے حتیٰ کہ وہ بنو قریظہ کے پاس آیا اور ان سے کہا اے قریظہ کی جماعت کیونکہ وہ جاہلیت میں ان لوگوں کا دوست تھا۔ میں تمہارا دوست ہوں اور رفیق ہوں تم اس حقیقت کو خوب جانتے ہو۔ انہوں نے کہا کہ تم سچ کہتے ہو۔ اس نے کہا کہ تم لوگ جانتے ہو کہ اللہ کی قسم تم لوگ قریظہ والے، قریش اور غطفان محمد ﷺ کے لئے ایک مقام اور مرتبے کے حامل نہیں ہو بے شک یہ شہر تمہارا شہر ہے اس میں تمہارا مال ہے اس میں تمہارے بیوی بچے ہیں تمہاری عورتیں ہیں جبکہ قریش اور غطفان کے شہر الگ ہیں تم سے، وہ اپنے شہروں سے آ کر تمہارے پاس اُترے ہیں (آج ہیں کل نہیں ہوں گے) اگر انہوں نے فرصت دیکھی تو فرصت کو غنیمت جان کر اس سے فائدہ اُٹھائیں گے اور اگر انہوں نے موقع نہ سمجھا تو وہ اپنے اپنے شہروں میں لوٹ جائیں گے اپنے مالوں میں اور اپنی عورتوں میں اپنی اولادوں میں اور تمہارے اور محمد (ﷺ) کے درمیان علیحدگی چھوڑ جائیں گے۔ پھر تمہیں اس کے ساتھ مقابلے کی طاقت نہیں ہوگی۔

لہٰذا میرا مشورہ ہے کہ اگر وہ لوگ یہ کام کریں بھی تو تم لوگ ان کے ساتھ مل کر ایسے ہی نہ لڑو بلکہ تم لوگ ان کے شرفاء میں سے کسی کو بطور رہن ز رضمانت اپنے پاس رکھو جس کے ذریعے تم ان سے عہد و پیمان کرو کہ وہ واپس نہیں ہٹیں گے حتیٰ کہ محمد (ﷺ) کے ساتھ جنگ اور مقابلہ کریں گے۔ بنو قریظہ والوں نے اس سے کہا کہ واقعی آپ نے ہمیں صحیح کا مشورہ دیا ہے اور بڑی خیر خواہی کی ہے۔

(یہاں سے اپنا کام کرنے کے بعد) قریش کے پاس گئے۔ لہٰذا ابو سفیان کے پاس اور اشراف قریش کے پاس پہنچے اور کہنے لگے اے قریش کی جماعت! بے شک تم اچھی طرح جانتے ہو مجھے بھی اور اپنے آپ کو بھی اور میرے دور ہونے جدا رہنے کو۔ محمد سے بھی اور اس کے دین سے بھی۔ میں تمہارے پاس ایک نصیحت اور خیر خواہی لے کر آیا ہوں بشرطیکہ تم اس کو مجھ پر ہی چھپا دینا کسی سے ظاہر نہ کرنا۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے تم ایسے ہی کریں گے۔ آپ ہمارے نزدیک مشکوک اور تہمت زدہ تو نہیں ہو۔

اس نے کہا تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ بنو قریظہ یہودی ہیں، وہ لوگ نادم ہیں اس پر کہ جو کچھ وہ کر بیٹھے ہیں اپنے اور محمد (ﷺ) کے درمیان۔ لہٰذا انہوں نے پیغام بھیجا ہے محمد (ﷺ) کے پاس کہ کیا آپ اس طرح سے ہم سے راضی نہیں ہوں گے کہ ہم قوم قریش سے رہن اور زرضمانت اس کے اشراف میں سے کچھ لوگوں کو لے لیتے ہیں اور ہم ان لوگوں کو آپ کے حوالے کر دیتے ہیں۔ ہم لوگ (مل کر) ان کی گردنیں ماریں گے۔ اس بعد ہم لوگ آپ کے ساتھ ہو جائیں گے۔ ان کے خلاف آپ ان کو اپنے شہروں سے نکال دینا۔ کیا آپ اس پر راضی ہیں؟ محمد ﷺ نے یہود کی یہ تجویز مان لی ہے۔ اب آپ لوگ ہوشیار ہو جایئے۔ اگر یہودی تمہارے پاس پیغام بھیج کر تمہارے جوانوں میں سے کچھ افراد مانگیں تو ان کو ایک بھی آدمی نہیں دینا اور بچ کر رہنا۔

اس کے بعد نُعیم بن مسعود بنو غطفان کے پاس گیا اور ان کو جا کر کہا، اے بنو غطفان! تم اچھی طرح جانتے ہو کہ میں غطفان ہوں اور تم لوگوں میں سے ہوں۔ انہوں نے کہا تم سچ کہتے ہو۔ اس نے ان سے کہا جیسے اس نے قریش کے اس قبیلے سے کہا تھا۔ جب صبح ہوئی تو ابوسفیان نے کہا، یہ ہفتے کا دن تھا شوال ۵ھ اللہ نے اس دن کو اپنے رسول کے حق میں بنادیا تھا۔

ابوسفیان نے عکرمہ بن ابوجہل کو قریش کی ایک جماعت کے ساتھ یہودیوں کے پاس بھیجا کہ ابوسفیان تم لوگوں سے کہتے ہیں کہ گھوڑے اور اُونٹ مر رہے ہیں ہم لوگ رکنے اور ٹھہرنے کی جگہ پر نہیں ہیں یعنی زیادہ دیر ٹھہرنے کی پوزیشن میں نہیں ہیں۔ لہٰذا تم لوگ باہر نکلو قلعوں سے محمد (ﷺ) کی طرف ہم اور تم لوگ مل کر اس سے لڑتے ہیں۔ ان لوگوں نے جواب بھیجا کہ ہفتے کے دن ہم لوگ کوئی بھی ایسا کام نہیں کریں گے اور اس کے ساتھ ساتھ ہم لوگ ایسے تمہارے ساتھ مل کر مسلمانوں کے ساتھ نہیں لڑیں گے جب تک تم لوگ ہمیں اپنے کچھ مردوں کو ہمارے پاس رہن نہ رکھ دو یعنی بطور زرضمانت آدمی جمع کروائیں۔ ہم ان کے ساتھ عہد و میثاق پکا کرنا چاہتے ہیں۔ ایسا نہ ہو کہ تم لوگ ہمیں اکیلا چھوڑ کر چلے جاؤ اور ہم اکیلے محمد (ﷺ) سے لڑتے رہیں۔ ابوسفیان نے کہا اللہ کی قسم اسی بات سے تو نے ہمیں ڈرایا تھا۔

لہٰذا ابوسفیان نے دوبارہ یہودیوں کے پاس پیغام بھیجا کہ ہم لوگ اپنا ایک بھی آدمی تمہارے حوالے نہیں کریں گے اگر تم چاہو تو لڑائی کے لئے نکلو چاہو تو بیٹھے رہو۔ لہٰذا یہودیوں نے کہا کہ اللہ کی قسم یہی بات تو ہم لوگوں کو نعیم بن مسعود نے بتائی تھی کہ وہ لوگ مسلمانوں سے نہیں لڑیں گے اگر فرصت ملے گی تو اس کو غنیمت سمجھ کر کچھ کریں گے ورنہ واپس چلے جائیں گے اپنے شہر کی طرف اور ہمیں محمد (ﷺ) کے مقابلے میں اکیلا چھوڑ جائیں گے۔ لہٰذا یہودیوں نے پیغام بھیجا کہ اللہ کی قسم ہم تمہارے ساتھ مل کر مسلمانوں سے نہیں لڑیں گے جب تک کہ تم ہمارے پاس آدمی رہن کے طور پر جمع نہ کرادو۔ ابوسفیان نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔

ادھر اللہ نے ابوسفیان اور ان کے ساتھیوں پر شدید ہوا کا جھکڑ چلا دیا اور غطفان پر، اور ہوا کا یہ لشکر جس کو اللہ نے بھیجا تھا، لہٰذا اللہ نے ان کو رسوا کر دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۳۔۱۸۵)

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو یزید بن اومان نے عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ فرماتی ہیں کہ نعیم بن مسعود افواہیں یا ادھر اُدھر کی باتیں پھیلانے والا آدمی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلا کر فرمایا کہ بے شک یہودیوں نے میرے پاس پیغام بھیجا ہے کہ اگر آپ ہم سے اس طرح راضی ہو جائیں تو ہم ایسا کر لیتے ہیں کہ آپ بطور رہن کے کچھ آدمی قریش کے اور غطفان کے لے لیں ان کے شرفاء میں سے تو وہ ہم آپ کو دے دیں گے آپ ان کو قتل کر دینا۔

وہ شخص رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے اُٹھا اور ان لوگوں کے پاس گیا۔ ان کو اس بات کی خبر دی جب نُعیم پیچھے کو لوٹا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جنگ درحقیقت دھوکہ دہی کر جیتی جاتی ہے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ مسلم کتاب الجہاد۔ حدیث ۱۸ ص ۱۳۶۲)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد مصری نے، ان کو حسن بن محمد بن صباح زعفرانی نے، ان کو ابومعاویہ ضریر نے، ان کو اعمش نے مسعود بن مالک سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا :

نُصِرتُ بِالصَّبَا وَاُهلِكَتُ عَادٌ بِالدَّبُورِ۔

مشرق کی طرف سے مسلسل چلنے والی ہوا کے ساتھ میری مدد کی گئی تھی اور جب قوم عاد اس کے مقابل سے یعنی مغرب سے چلنے والی تیز و تند ہوا کے ساتھ ہلاک کی گئی تھی۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے، اس نے ابومعاویہ سے۔ (مسلم کتاب الاستسقاء۔ حدیث ۱۷ص ۶۱۷)
اور بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حدیث مجاہد سے اس نے ابن عباس سے۔
(بخاری کتاب الاستسقاء۔ باب قول النبی ﷺ نصرت بالصبا۔ مسلم کتاب صلوٰۃ الاستسقاء۔ حدیث ۱۷ ص ۶۱۷)

(۱۵) ہمیں خبردی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبردی ابوالقاسم عبدالرحمن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین نے، ان کو آدم سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ورقاء نے ابن ابونجیاح سے، اس نے مجاہد سے، اللہ کے اس کے اس فرمان کے بارے میں:

فَاَرْسَلْنَا عَلَيْهِمْ رِيْحًا ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۹)

فرمایا کہ اس سے مراد باد صبا ہے جو مشرقی ہوا جو یوم خندق میں چلائی گئی تھی۔ (تفسیر قرطبی ۱۴/۱۴۴)
یہاں تک کہ ان کی ہنڈیا اُلٹ دی تھیں اور اس ہوا نے ان کے خیمے اُکھاڑ پھینکے تھے۔ اور

وَ جُنُوْدًا لَّمْ تَرَوْهَا ۔

اس سے مراد فرشتے ہیں۔ فرمایا کہ مگر ملائکہ نے اس دن قتال نہیں کیا تھا۔

باب ۷۰

حضور ﷺ کا حضرت حذیفہ بن یمان کو مشرکین کے لشکر کے پاس بھیجنا

اوران کے لئے آثار نبوت کا ظہور ہونا اور مشرکین پر اس رات بھر ہوا کا چلنا اور لشکر کا آنا اور اللہ تعالیٰ کا اپنے نبی کے قول کی تصدیق کرنا اس بارے میں جو حضور ﷺ نے اس سے وعدہ فرمایا تھا کہ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے گا قید ہونے سے اور سردی لگنے سے

(۱) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی احمد بن محمد بن عبدوس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو جریر نے اعمش سے، اس نے ابراہیم تیمی سے، اس نے ان کے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حذیفہ بن یمان کے ہاں تھے تو ایک آدمی نے کہا کہ اگر میں نے رسول اللہ ﷺ کو پالیا تو میں ان کے ساتھ مل کر قتال کروں گا اور آپ کی نصرت میں مبالغہ کروں گا یعنی خوب ان کی اور اصحاب کی نصرت کروں گا۔ چنانچہ حذیفہ نے اس سے کہا کیا تم واقعی ایسا کرو گے؟

البتہ تحقیق میں نے خود کو دیکھا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ احزاب والی رات، اس رات کے اندر جو شدید ہوا والی رات تھی اور شدید سردی میں، تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا کوئی آدمی ایسا نہیں ہے جو قوم کی خبر لے کر آئے یعنی مشرکین کی رپورٹ لے کر آئے، وہ قیامت کے دن میرے ساتھ ہوگا۔ ہم لوگ خاموش ہوگئے، ہم میں سے کسی نے آپ کو جواب نہ دیا۔ پھر دوسری بار آپ نے فرمایا، پھر تیسری بار اسی طرح فرمایا۔ پھر فرمانے لگے اے حذیفہ! آپ جائیے، ہمارے پاس ان لوگوں (کفار و مشرکین) کی خبر لے آئیے۔ لہٰذا جب آپ ﷺ نے مجھے میرے نام کے ساتھ مخصوص کر کے فرمایا تو میں نے اس کے سوا کوئی چارہ نہ پایا۔ مگر آپ نے فرمایا جائیے میرے پاس قوم کی خبر لے کر آؤ، لیکن ان کو محمد پر تحریک نہ دینا، مطلب ہے کہ تم پکڑے نہ جانا کیونکہ اگر تم پکڑے گئے تو اس کا نقصان ہمیں اُٹھانا پڑے گا کیونکہ تم ہمارے نمائندہ اور رفیق ہو۔

کہتے ہیں کہ میں روانہ ہوگیا۔ایسے لگا جیسے میں حمام (گرم غسل خانے میں) چل رہا ہوں (یعنی مجھے وہ سردی محسوس ہی نہ ہوئی)۔ لوگ جس سردی سے پریشان تھے اور نہ ہی اس شدید ہوا سے مجھے کچھ سردی لگی بلکہ مجھے نبی کریم ﷺ کی اجابت کرنے کی برکت سے اللہ نے سب چیز سے عافیت دے دی۔ میں ان لوگوں کے پاس پہنچ گیا اس وقت ابوسفیان اپنی پیٹھ سینک رہا تھا آگ کے ساتھ۔ میں نے اپنا تیر اپنی کمان کے جگر میں رکھا اور میں نے چاہا کہ میں اس کو ماردوں مگر مجھے رسول اللہ ﷺ کی بات یاد آگئی کہ تم ان کو میرے خلاف موقع نہ دینا اگر میں اس کو تیر ماردیتا تو میں اس کا کام تمام کردیتا۔

کہتے ہیں کہ میں واپس لوٹ آیا ایسے جیسے میں گرم حمام میں چل رہا ہوں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آگیا، بعد میں مجھے سردی محسوس ہوئی جب میں فارغ ہوگیا اور ٹھنڈا ہوگیا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اپنی وہ اضافی جیکٹ پہنائی جو آپ کے جسم اقدس پر تھی جس میں آپ نماز پڑھتے تھے۔ لہٰذا میں صبح تک سوتا رہ گیا۔ جب میں نے صبح کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اُٹھ جا اے بہت نیند کرنے والے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں زہیر بن حرب سے اور اسحاق بن ابراہیم سے۔ (مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۹۹ ص ۱۴۱۴)

رسول اللہ کی دعا سے سردی کا نہ لگنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن کامل قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عیسیٰ بن عبداللہ طیالسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابونعیم بن دکین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن عبداللہ بن ابوبردہ نے موسیٰ بن ابوالمختار سے، اس نے بلال عیسیٰ سے، اس نے حذیفہ بن یمان سے، یہ کہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے ادھر اُدھر ہوگئے تھے جنگ احزاب والی رات میں، ان کے پاس صرف بارہ آدمی رہ گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ میرے پاس تشریف لائے۔ میں سردی کی وجہ سے گھٹنے سکیڑے بیٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا اُٹھئے اے ابن یمان۔ آپ احزاب کے لشکر کی طرف جایئے اور جاکر ان کا حال دیکھئے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ! قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے میں نہیں کھڑا ہوا آپ کے آگے مگر آپ سے حیا کرتے ہوئے سردی کی وجہ سے جانے کو جی نہیں چاہتا تھا۔ آپ نے فرمایا، اے ابن ایمان چلئے تمہارے اُوپر کوئی خطرہ نہیں ہے نہ گرمی کا نہ سردی کا۔ یہاں تک کہ آپ واپس میرے پاس آجائیں گے۔

کہتے ہیں کہ میں ان کے لشکر کی طرف گیا، میں نے دیکھا کہ ابوسفیان آگ جلائے بیٹھا ہے اور اس کے گرد ایک جماعت ہے اور احزاب (جماعتیں اور لوگ) اس سے تتر بتر ہوگئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں ان میں جاکر بیٹھ گیا۔ کہتے ہیں کہ ابوسفیان نے محسوس کرلیا کہ ان میں کوئی غیر آدمی داخل ہوا ہے، لہٰذا اس نے کہا تم میں سے ہر شخص اپنے برابر میں بیٹھے ہوئے شخص کا ہاتھ پکڑ کر رکھے۔ حذیفہ کہتے ہیں کہ میں نے جلدی سے اپنا دایاں ہاتھ دائیں طرف والے پر مار کر اس کا ہاتھ تھام لیا اور بایاں ہاتھ بائیں طرف والے پر مار کر اس کا ہاتھ تھام لیا۔ میں کچھ دیر اسی طرح ان کے پاس بیٹھا رہا اس کے بعد میں اُٹھا اور چپ چاپ وہاں سے نکل آیا اور میں رسول اللہ کے پاس آگیا۔ حضور کھڑے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ حضور ﷺ نے قریب ہونے کا اشارہ کیا، میں قریب ہوگیا پھر دوبارہ انہوں نے اور قریب ہونے کا اشارہ کیا میں اور قریب ہوگیا، حتیٰ کہ حضور ﷺ نے میرے اُوپر وہ کپڑا ڈالا جو حضور ﷺ کے جسم اطہر پر تھا جس میں وہ نماز پڑھ رہے تھے۔

جب حضور ﷺ نماز سے فارغ ہوئے تو فرمایا اے ابن ایمان بیٹھئے کیا خبر ہے؟ میں نے عرض کیا یارسول اللہ لوگ ابوسفیان کے ہاں سے بھاگ گئے ہیں، یعنی اس کو چھوڑ کر منتشر ہوگئے ہیں کوئی باقی نہیں رہا سوائے ایک گروہ کے جو کہ دس بارہ آدمیوں پر مشتمل ہے جو کہ آگ جلائے بیٹھے ہیں ابوسفیان انہیں میں بیٹھا ہے۔ اللہ نے اس پر سردی انڈیل دی ہے جیسے اس نے ہمارے اُوپر انڈیلی تھی۔ لیکن ہم اللہ سے اس چیز کی امید رکھتے ہیں جس کی امید وہ نہیں رکھتا۔ (مستدرک حاکم ۳/۳۱)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن حاتم دار بردی نے مقام مرو میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن محمد بن عیسیٰ برتی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوحذیفہ نے، ان کو عکرمہ بن عمار محمد بن عبید ابوقدرحہ حنفی نے

عبدالعزیز بن رضی حذیفہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حذیفہ نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اپنی خلوت کا ذکر کیا ہے، اس کے رفقاء نے کہا خبردار اللہ کی قسم اگر ہم ان میں حاضر ہوتے تو ہم ایسا کرتے ایسا کرتے۔ حذیفہ نے کہا اس کی تمنا نہ کرو میں نے اپنے آپ کو احزاب والی رات دیکھا تھا کہ ہم لوگ صف باندھ کر بیٹھے ہوئے تھے ابوسفیان اور وہ لوگ جو اس کے ساتھ تھے احزاب میں سے، وہ ہمارے اُوپر تھے اور بنو قریظہ کے یہودی ہم سے نیچے کی جانب تھے۔ ہم اپنی اولادوں پر ان سے ڈرتے تھے ہمارے اُوپر ایسی کوئی رات نہیں آئی تھی مگر شدید اندھیری تھی اور نہ ایک زیادہ شدید باعتبار ہوا کے، اس کی ہوا کی آوازیں، بجلی کی کڑک کی مثل تھیں اور ان میں سخت اندھیرہ تھا، اس قدر کہ ہم میں سے کوئی آدمی اپنی اُنگلی بھی نہیں دیکھ سکتا تھا۔

منافق قسم کے لوگ نبی کریم ﷺ سے اجازت مانگنے لگے اور کہنے لگے کہ ہمارے گھر خطرے میں ہیں حالانکہ وہ خطرے میں نہیں تھے۔ جس نے بھی ان میں سے اجازت مانگی آپ نے اجازت دے دی، آپ ان کو اجازت دیتے تھے اور وہ کھسک جاتے تھے ہم لوگ تین سو کے لگ بھگ تھے۔ اچانک رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے آئے ایک ایک آدمی کے پاس یہاں تک کہ میرے پاس سے گزرے جبکہ میرے اُوپر دشمن سے بچنے کے لئے کوئی ڈھال وغیرہ نہیں تھی۔ اور نہ ہی سردی سے بچنے کے لئے کوئی شی۔ مگر میری بیوی کی ایک چادر تھی وہ بھی میرے گھٹنوں سے آگے نہ بڑھتی تھی۔ حضور ﷺ میرے پاس پہنچے تو میں اپنے گھٹنوں کے اُوپر دوزانوں بیٹھا تھا۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ میں نے بتایا کہ میں حذیفہ ہوں۔ آپ نے فرمایا کہ حذیفہ؟

کہتے ہیں کہ میں اور سکڑ کر زمین سے قریب ہو گیا مگر میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ! اس لئے کہ میں موسم کی وجہ سے اُٹھنا پسند نہیں کر رہا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ کھڑے ہو جاؤ، میں کھڑا ہو گیا۔ آپ نے فرمایا کہ قوم مشرکین میں کوئی خیر کی بات ہونے والی ہے تم جاؤ کوئی خبر میرے پاس لے کر آؤ قوم کی۔ کہنے لگے کہ میں سب لوگوں سے زیادہ ڈرپوک تھا اور مجھے سردی بھی سب سے زیادہ لگتی تھی۔ لہٰذا میں نکل گیا۔ رسول اللہ نے فرمایا :

اللّٰھم احفظہ من بین یدیہ ۔ و من خلفہ و عن یمینہ و عن شمالہ و من فوقہ و من تحتہ ۔

اے اللہ! اپنے سامنے اس کی حفاظت فرما، اس کے آگے سے اور اس کے پیچھے سے، اس کے دائیں سے اور اس کے بائیں سے اور اس کے اُوپر سے اور اس کے نیچے سے۔

کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم اللہ نے نہ پیدا کیا کوئی خوف میرے دل میں اور نہ ہی کوئی سردی، مگر سب کچھ خوف وغیرہ میرے دل سے نکل گیا کچھ بھی اس میں سے میں نے نہ پایا۔

کہتے ہیں جب واپس لوٹنے لگا تو آپ نے فرمایا حذیفہ کہ ان لوگوں کو کوئی بات یہاں کی نہ بتانا واپس آنے تک بھی۔ کہتے ہیں کہ میں روانہ ہوا، حتیٰ کہ میں قوم کے لشکر کے قریب ہوا۔ میں نے آگ کی روشنی میں جو انہوں نے جلائی ہوئی تھی۔ ایک موٹا کالا آدمی اپنے آگ پر گرم کر کے اپنی کوکھ پر پھیر رہا تھا اور کہہ رہا تھا کوچ کرو کوچ کرو یہاں سے۔ میں نے اس سے قبل ابوسفیان کو نہیں پہچانا تھا۔ میں نے اپنی ترکش سے تیر نکالا سفید پروں والا، اسے میں نے کمان کے جگر پر رکھا تا کہ میں آگ کی روشنی میں اس پر تیر چلا دوں، پھر مجھے رسول اللہ ﷺ کی بات یاد آ گئی کہ کوئی بات نہ کرنا میرے پاس واپس آنے تک، پھر میں رُک گیا اور میں نے اپنا تیر واپس نکال لیا۔ پھر میں نے اپنے آپ کو شجاعت دی، دل کو مضبوط کر کے ان کی لشکر گاہ میں داخل ہو گیا۔ وہاں پر میرے قریب جو لوگ تھے وہ بنو عامر کے لوگ تھے۔ وہ کہہ رہے تھے اے آل عامر کوچ کرو کوچ کرو نکل چلو تمہارے ٹھہرنے کی اب جگہ نہیں ہے اور لشکر کو شدید ہوا نے گھیر لیا تھا جو کہ ان کے لشکر سے ایک بالشت بھر آگے نہ بڑھتی تھی۔

اللہ کی قسم میں نے ان کے سامان پر شدید ہوا سے پتھروں کے گرنے کی آواز خود سُنی تھی۔ ہوا نے ان کو پریشان کر دیا تھا وہ ان کو پتھر مار رہی تھی، پھر میں یہ کوچ والی خبر سُن کر واپس حضور ﷺ کے پاس لوٹ آیا۔ جب آدھا راستہ طے ہو گیا اس کے قریب قریب میں نے تقریباً

بیس گھڑسوار دیکھے جو رات کے اندھیرے میں جارہے تھے۔ وہ کہنے لگے کہ تم اپنے صاحب کوخبر دے دینا کہ اللہ نے اس کے لئے (کفار ومشرک) قوم سے کفایت کردی ہے (یعنی اللہ نے حضور ﷺ کی طرف سے خود ہی ان سے نمٹ لیا ہے)۔

وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کی طرف لوٹ آیا۔ آپ چادر لپیٹے ہوئے نماز پڑھ رہے تھے۔ اللہ کی قسم جیسے میں لوٹا تو میرے پاس سردی بھی لوٹ آئی۔ لہٰذا میں سردی سے تھر تھر کانپنے لگا۔ حضور ﷺ نے ہاتھ سے میری طرف اشارہ کیا، آپ نماز پڑھ رہے تھے میں ان کے قریب ہوگیا۔ لہٰذا آپ نے اپنی وہ چادر مجھ پر لٹکادی اور نبی کریم ﷺ کی عادت تھی کہ جب آپ کو امر مشکل آن پڑتا تو آپ نماز پڑھنا شروع کردیتے۔ میں نے حضور کو ان لوگوں کی خبر سنائی اور میں نے بتایا کہ میں ان کو اس حالت میں چھوڑ کر آیا ہوں کہ وہ کوچ کررہے تھے۔ اللہ نے آیت اُتاری :

یا ایھا الذین اٰمنوا اذکروا نعمۃ اللّٰہ علیکم اذجآء تکم جنود فارسلنا علیھم ریحا و جنودا لم تروھا ۔

(سورۃ احزاب : آیت ۹)

اے اہل ایمان! اللہ کی نعمت یاد کرو تمہارے اُوپر جب تمہارے پاس میں لشکر آن پہنچے تھے ہم نے ان پر شدید ہوا بھیج دی تھی اور لشکر بھی جس کو تم لوگ نہیں دیکھ رہے تھے۔

(البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۱۴۔۱۱۵)

(۴) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالحسن علی ابراہیم بن معاویہ نیشاپوری نے، ان کو محمد بن مسلم بن وارہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی لیکن میں ڈرتا ہوں کہ کہیں قید نہ کردیا جاؤں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں تم قید کئے جاؤ گے۔ میں نے کہا آپ مجھے حکم فرمادیجئے جو کچھ آپ چاہتے ہیں؟

آپ نے فرمایا کہ تم جاؤ اور لوگوں میں داخل ہوجاؤ اور قریش کے پاس جاکر کہو، اے قریش کی جماعت حقیقت یہ ہے کہ لوگ چاہتے ہیں کہ جب صبح ہو تو کہیں کہ کہاں ہیں قریش؟ کہاں ہے لوگوں کی قیادت کرنے والے؟ کہاں ہیں لوگوں کے سردار؟ پھر تمہیں آگے کردیں اور تم جنگ وقتال سے دوچار ہوجاؤ۔ اور تمہارے اندر قتل واقع ہوجائیں۔ پھر بنو کنانہ کے پاس جاؤ اور ان سے کہو کہ حقیقت اس طرح ہے کہ لوگ چاہتے ہیں کہ بنو کنانہ کہ جب صبح ہو تو لوگ کہیں بنو کنانہ کہاں ہے؟

کہاں ہیں ماہر تیر انداز؟ مگر وہ تمہیں گم پائیں؟ تم جنگ میں جھونک دیئے جاؤ پھر تمہارے اندر قتل ہوں۔ اس کے بعد بنو قیس کے پاس جاؤ اور جاکر کہو، اے قیس کی جماعت لوگ چاہتے ہیں کہ جب صبح ہو تو وہ یوں کہیں کہاں ہیں بنو قیس؟ کہاں ہے گھوڑوں کی پشت سے لگے رہنے والے؟ کہاں ہیں شہسوار؟ پھر وہ تمہیں آگے کردیں اور جنگ وقتال میں لگ جاؤ اور تمہارے اندر قتل ہوں۔ اپنے ہتھیار کو استعمال بالکل نہ کرنا یہاں تک کہ تم میرے پاس آجاؤ اور مجھے دیکھ لو۔

لہٰذا میں چل پڑا میں ان لوگوں میں داخل ہوگیا، میں نے بھی جاکر ان کے ساتھ آگ سینکنا شروع کردی ان کے آگ کے الاؤ پر اور میں نے باتیں بھی پھیلانا شروع کردیں جن کا مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا، حتیٰ کہ جب سحر قریب ہوگیا تو ابوسفیان کھڑا ہوگیا۔ اس نے لات اور عزیٰ کی پکار کی ان کی دہائی دی اور خوب شرک کیا۔ پھر کہا کہ کوئی آدمی دیکھے محمد بن یزید بن اسنان رکھا دی کو۔

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبد بن خالد نے علقمہ بن مرثد سے، اس نے عمران بن سریع سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم حذیفہ بن یمان کے ساتھ تھے۔ اس نے طویل حدیث ذکر کی تھی اور اس میں اس نے نبی کریم ﷺ کی دعا بھی ذکر کہ نہ حفاظت کی۔ اور ذکر کیا کہ علقمہ بن عُلاثہ نے آواز لگائی، اے عامر بے شک ہو، اس نے مجھ سے لڑائی کی ہے اور میں پیٹھ کے بل ہوں ان لوگوں کو سخت ہوا نے پکڑ لیا تھا اور اس کے اصحاب نے چیخ ماری۔ ابوسفیان نے جب یہ حالت دیکھی تو ان لوگوں کو حکم دیا کہ بس وہ سامان لادیں۔ ان لوگوں نے سامان لادا جیسے وہ سامان تیار کررہے تھے تو ویسے ہوا ان پر غالب آرہی تھی ان کے بعض سامان پر۔

لہٰذا علقمہ بن مرثد نے کہا عطیہ کا بلی سے، وہ کہتے ہیں کہ حدیث میں یہ بات بھی تھی کہ جب حذیفہ واپس لوٹے تھے تو وہ حضور ﷺ کے اور مشرکین کے درمیانی مسافت میں اس کا گزر ایک گھوڑے کے پاس سے ہوا۔ اس لئے دو گھوڑے سوار نمودار ہوئے تھے۔ انہوں نے کہ تم اپنے صاحب (محمد ﷺ) کے پاس واپس چلے جاؤ اور ان کو جا کر خبر دو کہ اللہ نے ان کی جان چھڑا دی ہے ان کفار و مشرکین سے لشکر کے سبب اور شدید ہوا کے سبب۔ پھر حذیفہ نے یہ آیت تلاوت کی :

فارسلنا علیھم ریحا و جنودًا لم تروھا ۔ (سورۃ احزاب ۔ آیت ۹)

اسی طرح ہمیں خبر دی محمد بن یزید نے اس میں جو اس نے حدیث پہنچائی ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ہشام بن سعد سے، اس نے زید بن اسلم مولیٰ عمر بن خطاب سے کہ ایک آدمی نے حضرت حذیفہ بن یمان سے کہا، اے حذیفہ ہم لوگ اللہ کی بارگاہ میں رسول اللہ ﷺ سے تمہاری صحبت کی شکایت کریں گے۔ آپ لوگوں نے ان کو پالیا تھا جبکہ ہم نے ان کو نہیں پایا، نہ ہی ہم نے ان کو دیکھا۔ حضرت حذیفہ نے جواب میں کہا کہ ہم لوگ بھی اللہ کی بارگاہ میں شکایت کریں گے تمہاری کہ تم ان کے ساتھ ایمان لے آئے حالانکہ تم نے ان کو دیکھا تک نہیں۔ اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے اے بھتیجے اگر آپ ان کو پالیتے تو آپ کی کیفیت کیا ہوتی؟ آپ کیسے ہوتے؟

البتہ تحقیق ہم نے اپنے آپ کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ دیکھا تھا خندق والی رات جو سخت سردی کی رات والی رات تھی۔ حالانکہ ابوسفیان اور اس کے ہم نوا ایک میدان میں اُترے ہوئے تھے۔ رسول اللہ نے اس وقت فرمایا کونسا آدمی جاتا ہے وہ ہمارے لئے کفار کی خبر لے آئے، اللہ اس کو جنت میں داخل فرمائے گا۔ پھر فرمایا کہ کونسا جوان ہے جو چاہتا ہے جا کر ہمارے لئے کفار و مشرکین کی خبر لے آئے، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن ابراہیم علیہ السلام کا رفیق بنائیں گے۔ اللہ کی قسم ہم لوگوں میں سے کوئی آدمی نہ اُٹھا سخت سردی کی وجہ سے۔ پھر آپ نے فرمایا کہ کونسا آدمی جو چاہتا ہے اور کفار و مشرکین کی خبر لے آتا ہے، اللہ تعالیٰ اس کو قیامت کے دن میرا رفیق بنائیں گے۔ اللہ کی قسم ہم میں سے کوئی نہ اُٹھا (اس ہدایت سے پتہ چلتا ہے کہ یہ حکم رسول مصطفیٰ نہیں بلکہ اختیاری تھا تا کہ صحابہ پر عدم اجابت رسول کا اعتراض نہ ہو جائے)۔

چنانچہ حضرت ابوبکر صدیق نے مشورہ دیا کہ آپ حذیفہ کو بھیج دیجئے۔ میں نے کہا کہ آپ کیوں کہہ رہے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے حذیفہ! میں نے عرض کی حاضر ہوں یارسول اللہ، میرے ماں باپ آپ پر قربان جائیں۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا آپ جائیں گے؟ میں نے کہ اللہ کی قسم مجھے پرواہ نہیں ہے کہ مجھے کوئی قتل کر دے۔ میرے پاس بیٹھا ہوا۔ میں پہنچ گیا تو میرے قریب ان لوگوں میں سے ایک آدمی تھا وہ آگ سینک رہا تھا میں نے جلدی سے اس کا ہاتھ پکڑ لیا اس خوف سے کہ وہ مجھے نہ پکڑ لے۔ میں نے اس سے پاچھا کہ کون ہو؟ اس نے کہا کہ میں فلاں بن فلاں ہوں۔ میں نے کہا اچھا ہے۔

جب صبح ہوگئی تو اس نے آواز دی کہاں ہیں قریش؟ کہاں ہیں لوگوں کے سردار؟ ان لوگوں نے کہا کہ یہ رہے ہم موجود ہیں یہ وہی تو ہے جس کو ہم لوگ شام کو ساتھ لائے تھے۔ کہاں ہیں بنو کنانہ؟ کہاں ہیں تیرانداز؟ وہ بولے یہ رہے موجود ہیں۔ یہ وہ ہیں جو کل شام کو ہم ساتھ لائے تھے کہاں ہیں بنو قیس گھوڑوں پر پیٹھ سے لگے رہنے والے؟ کہاں ہیں شہسوار؟ وہ بولے ہم حاضر ہیں، یہ وہ ہیں جس کو کل ہم گذشتہ شام کو لائے تھے۔ پھر وہ ایک دوسرے کو بے یار و مددگار چھوڑ گئے الگ ہوگئے، ایک دوسرے کو رسوا کر دیا۔ اللہ نے ان پر شدید ہوا بھیجی کہ اس نے نہ ان کی کوئی دیوار چھوڑی مگر اس کو گرا دیا، نہ کوئی برتن چھوڑا مگر اسے اُلٹ دیا، حتیٰ کہ میں نے ابوسفیان کو دیکھا وہ بوکھلا کر چھلانگ لگا کر بیٹھے ہوئے پیروں، رسی سے بندھے ہوئے اُونٹ پر چڑھ بیٹھا اور اس کو اُٹھانے اور چلانے کی کوشش کرنے لگا مگر وہ بے چارہ اُٹھ ہی نہ سکا۔

اگر یہ بات نہ ہوتی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ میں کوئی کاروائی نہ کروں اپنے ہتھیار کے ساتھ تو میں اس کو قریب سے تیر مار کر ہلاک کر سکتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس لوٹ آیا۔ میں حضور کو ابوسفیان کے بارے میں اُونٹ پر بیٹھنے والی خبر دے رہا تھا اور حضور ہنستے چلے جاتے تھے۔ یہاں تک کہ میں نے حضور ﷺ کے نوک والے دانت دیکھے۔

(دلائل ابی نعیم ۴۳۳۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۸۶۔۱۸۷۔ سیرۃ الشامیہ ۴/۵۴۷۔۵۴۹)

باب ۷۱

نبی کریم ﷺ کا احزابِ کفار ومشرکین کے خلاف بددعا کرنا اور اللہ تعالیٰ کا اس کو قبول کرنا

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن عبدالرحمن بن ماتی سبیعی نے کوفہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن حازم بن ابوغرزہ نے، ان کو یعلیٰ بن عبید نے، ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے، ان کو عبداللہ بن ابورولیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے احزاب (کفار ومشرکین ویہود) کے خلاف بددعا فرمائی تھی :

اللهم منزل الكتاب سريع الحساب هازم الاحزاب ۔ اللهم اهزمهم و زلزلهم ۔

اے اللہ! قرآن کو نازل کرنے والے، بہت جلد حساب لینے والے لشکروں کو شکست دینے والے! اے اللہ! ان کو شکست دے۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث اسماعیل سے۔

(بخاری کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۴۰۶۔ مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۲۱ ص ۱۳۶۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قتیبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں سعید نے اپنے والد سے، اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے :

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ ۔ اَعَزَّ جُنْدَهٗ ۔ وَنَصَرَ عَبْدَهٗ وَغَلَبَ الْاَحْزَابَ وَحْدَهٗ فَلَا شَیْءَ بَعْدَهٗ ۔

اللہ کے سوا کوئی عبادت کا مستحق نہیں۔ اسی نے اپنے لشکر کو غلبہ دیا اور اکیلا تمام گروہ پر غالب آیا۔ اس کے بعد کوئی شئی باقی نہیں رہے گی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں قتیبہ سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۱۴۔ فتح الباری ۷/۴۰۶)

☆☆☆

باب ۴۷

تمام احزاب کے چلے جانے کے بعد نبی کریم ﷺ کا فرمان

کہ اب ہم ان کفار و مشرکین کے ساتھ لڑیں گے، وہ ہم سے نہیں لڑسکیں گے

لہٰذا حقیقت میں ایسا ہی ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین بن محمد فضل قطان نے بغداد میں، کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن یحییٰ بن عمر بن علی بن حرب طائی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حزب نے، ان کو ابوداؤد حفری نے، ان کو سفیان نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستومیہ نحوی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو یوسف یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابونعیم نے اور قبیصہ نے، ان کو سفیان نے اسحاق سے، اس نے سلیمان بن صُرد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا جنگ احزاب والے دن اب کے بعد ہم ان سے لڑیں گے اور وہ ہم سے نہیں لڑسکیں گے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابونعیم سے۔ (بخاری ۵/۴۸)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوزرعہ عبدالرحمٰن بن عروہ دمشقی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن خالد وہبی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل نے ابواسحاق سے، اس نے سلیمان بن صرد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جب احزاب یعنی تمام گروہ ان سے چلے گئے تھے کہ اب ہم نے ان کے ساتھ جہاد کریں گے وہ ہم سے نہیں لڑیں سکیں گے، ہم خود چل کر ان کی طرف جائیں گے۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن آدم کی حدیث سے، اس نے اسرائیل سے۔ (بخاری ۵/۴۸)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، آپ نے فرمایا کہ جب خندق والے دن خندق سے واپس لوٹ گئے یعنی جن لوگوں سے دفاع کے لئے خندق کھودی گئی تھی تو رسول اللہ نے فرمایا اس روایت کے مطابق جو ہم کو پہنچی تمہارے اس مسلسل کے بعد قریش ہرگز تم سے نہیں لڑنے آئیں گے بلکہ اب تم خود ان سے لڑنے جاؤ گے۔ لہٰذا حقیقتاً واقعی اور نفس الامری میں ایسا ہی ہوا کہ اس کے بعد قریش ان سے یعنی مسلمانوں سے لڑنے کے لئے نہ آسکے۔ حضور ﷺ خود ہی اس کے بعد ان سے غزوہ کرتے تھے یہاں تک کہ آپ کے لئے مکہ فتح کر دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۰۶)

☆☆☆

باب ۳۷

۱۔ عَسَى اللّٰهُ اَنْ يَّجْعَلَ بَيْنَكُمْ وَبَيْنَ الَّذِيْنَ عَادَيْتُمْ مِّنْهُمْ مَّوَدَّةً۔
عین ممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور ان کے درمیان دوستی اور محبت ڈال دے، جن سے تم دشمنی رکھتے ہو۔

۲۔ اوررسول اللہ ﷺ کا اُم حبیبہ بنت ابوسفیان کے ساتھ عقد نکاح کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوسعد احمد بن محمد مالینی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد بن عدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن خلف بن مرزبان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن منصور رمادی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوزید عبدالرحمن بن محمد قاضی نے، ان کو ابوحامد احمد بن محمد بن بالویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد بن سوار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن عیسیٰ بن یزید نے، ان کو حدیث بیان کی شبابہ نے، ان کو خارجہ بن مصعب نے کلبی سے، اس نے ابوصالح سے، اس نے ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں:

عسى اللّٰه ان يجعل بينكم وبين الذين عاديتم منهم مودةً۔
عین ممکن کہ اللہ تعالیٰ تمہارے اور ان کے درمیان اُلفت ومحبت پیدا کردے جن سے تم دشمنی رکھتے ہو۔

ابن عباس نے فرمایا کہ وہ محبت ومودۃ وہ تھی جو اللہ نے ان کے دلوں میں پیدا کردی تھی وہ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اُم حبیبہ بنت ابوسفیان کا عقد نکاح کردینا تھا۔ (تفسیر قرطبی ۱۸/ ۵۸۔البدایہ والنہایہ ۴/۱۴۳)

لہٰذا وہ اُم المؤمنین بن گئیں۔

وصار معاوية خال المؤمنين۔
اور حضرت معاویہ مسلمانوں کے ماموں بن گئے۔

اور کلبی کی روایت میں اسی طرح ہے۔ اور ہمارے علماء اس طرف گئے ہیں یعنی علماء شوافع اس لئے کہ مصنف شافعی المسالک بھی۔ کہ یہ ایک ایسا حکم ہے جو ازواج سے آگے متعدی نہیں کیا جائے گا، بس وہ مؤمنین کی مائیں بن گئیں تحریم وحرمت کے اندر۔ اور یہ حرمت ان کے بھائیوں اور بہنوں کی طرف متعدی نہیں ہوگی نہ ہی ان کی بیٹیوں تک متعدی ہوگی۔ واللہ اعلم

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن عیسیٰ نے، ان کو احمد بن نجیرہ نے، ان کو یحییٰ بن عبدالحمید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن مبارک معمر سے، اس نے زہری سے، اس نے عروہ سے، اس نے اُم حبیبہ سے کہ وہ عبیداللہ بن جحش کے نکاح میں تھیں، وہ نجاشی کی طرف کوچ کر گیا تھا اور وہاں ان کا انتقال ہوگیا تھا۔ بعد میں نبی کریم ﷺ نے اُم حبیبہ کے ساتھ عقد کرلیا تھا۔ جب وہ حبشہ کی سرزمین پر تھیں اسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نجاشی نے ہی عقد کرادیا تھا اور اس کا مہر اس نے خود ہی چار ہزار درہم ادا کیا تھی اور اُم حبیبہ کو اس نے حضور کے ساتھ عقد کرنے کے بعد شرجیل کے ساتھ بھیج دیا تھا اور اپنی طرف سے نجاشی نے محترمہ کو سامان تیار کر کے دیا تھا (جہیز)۔ نبی کریم ﷺ نے وہاں پر اُم حبیبہ کے پاس کچھ بھی نہیں بھیجا تھا اور دیگر ازواج رسول کی مہریں چار سو درہم تھیں۔ (البدایہ والنہایہ ۴/۱۴۳)

فائدہ: سیدہ اُم حبیبہ کا نام رملہ بنت ابوسفیان صخر بن حرب تھا اور ایک قول یہ ہے کہ نام ھند تھا مگر مشہور رملہ ہے یہی صحیح ہے اہل علم کے نزدیک۔ مترجم

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمرو بن خالد نے ابن لہیعہ سے، اس نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی اسد بن حزیمہ سے عبیداللہ بن جحش ارض حبشہ میں بحالت عیسائیت فوت ہو گئے تھے جبکہ ان کی عورت اُم حبیبہ بنت ابوسفیان بھی اس کے ساتھ تھی۔ اس کا نام رملہ تھا اس کے بعد دوسرا نکاح رسول اللہ ﷺ سے ہوا تھا۔

علامہ ابن کثیر نے کہا ہے کہ عروہ کا یہ قول کرنا کہ حضرت عثمان نے اُم حبیبہ کا عقد رسول اللہ سے کروایا تھا یہ قول غریب ہے۔ اس لئے کہ حضرت عثمان حبشہ سے واپس لوٹ آئے تھے۔ اس کے بعد انہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی اور حضور نے ان کو ان کی زوجہ رقیہ کی تیمارداری سپرد کی تھی۔

حضور ﷺ کا نکاح اُم حبیبہ کے ساتھ عثمان بن عفان نے ارض حبشہ میں کر دیا تھا۔ اُم حبیبہ کی ماں صفیہ بنت ابوالعاص عفان بن ابوالعاص کی بہن تھی جو کہ حضرت عثمان کی پھوپھی تھی۔

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن عثمان نے عیسیٰ بن یونس نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی کہ وہ شخص جو اُم حبیبہ کے نکاح کا ولی بنا تھا وہ اس کے چچا کا بیٹا تھا اس کا نام خالد بن سعید بن العاص تھا۔ عمرو بن اُمیہ اور ضمری نکاح کا پیغام لے کر گئے تھے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲۵۳/۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۱۴۳/۴)

شاہ حبشہ نجاشی نے بنت ابوسفیان کا رسول اللہ ﷺ سے عقد کر دیا تھا

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو ابوجعفر محمد بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن اُمیہ ضمری کو نجاشی کی طرف بھیجا تھا۔ اس نے اُم حبیبہ بنت ابوسفیان کا حضور کے بیاہ کر دیا تھا اور اس نے خود ہی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے چار سو دینار (مہر کے) دے دیئے یا روانہ کر دیئے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲۵۳/۴۔ تاریخ ابن کثیر ۱۴۳/۴)

نجاشی نے اُم حبیبہ کو رسول اللہ ﷺ سے نکاح کا پیغام دیا انہوں نے خوشی سے قبول کر لیا

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن محمد بن حارث اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابومحمد بن حیان اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن علی طوسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زبیر بکار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی محمد بن حسن نے اپنے والد سے، اس نے عبداللہ بن عمرو بن زہیر سے، اس نے اسحاق بن عمرو سے یہ کہ اُم حبیبہ بنت ابوسفیان فرماتی تھیں مجھے معلوم نہیں تھا حالانکہ میں ارض حبشہ میں تھی مگر نجاشی نے نمائندہ کے ساتھ (وہ ایک لڑکی تھی اسے ابرہ کہا جاتا تھا وہ نجاشی کے کپڑوں کی تیاری اور اس کے تیل وغیرہ کی ذمہ داری پر مقرر تھی) ایک دن اس نے مجھ سے آنے کی اجازت مانگی میں نے اسے اجازت دے دی۔ وہ آ کر کہنے لگی کہ بادشاہ آپ سے کہہ رہے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میری طرف خط لکھا ہے کہ میں آپ کا نکاح ان کے ساتھ کر دوں۔

میں نے اس لڑکی سے کہا اللہ تجھے خوشخبری سنائے کسی خیر کی۔ وہ کہنے لگی کہ بادشاہ تم سے کہہ رہے ہیں کہ آپ کسی آدمی کو اپنی طرف سے وکیل مقرر کر دیجئے جو آپ کی طرف سے وکیل بن کر رسول اللہ کے ساتھ بیاہ دے یعنی آپ کا ان سے نکاح کر دے۔ میں نے خالد بن سعید کو بلا کر اس کو وکیل مقرر کر دیا۔

سیدہ اُم حبیبہ نے اس رشتے سے خوش ہوکر پیغام لانے والی کو مالا مال کر دیا تھا

اور میں نے خوشی سے ابرہ نامی لڑکی کو چاندی کے دو کنگن دیئے، چاندی کی دو پازیب دیں جو میں نے پہن رکھے تھے اور چاندی کی انگوٹھیاں دیں جو میرے دونوں پیروں کی اُنگلیوں میں پہنی ہوئی تھیں۔ اس لئے کہ اس نے مجھے یہ خوش خبری آ کر دی تھی۔ جب اس دن شام ہوئی تو نجاشی نے جعفر بن ابی طالب کو حکم دیا اور ان کو بھی جتنے مسلمان وہاں پر موجود تھے اس عظیم نکاح میں شرکت کے لئے۔

نجاشی نے اُم حبیبہ کے نکاح کا خطبہ پڑھا تھا

نجاشی نے یہ خطبہ پڑھا تھا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الْمَلِكِ الْقُدُّوسِ ۔ اَلسَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ ۔ اَشْهَدُ اَنْ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ ۔ وَاَنَّهُ الَّذِیْ بَشَّرَ بِهٖ عِيْسَى بْنُ مَرْيَمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ اَمَّا بَعْدُ فَاِنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ كَتَبَ اِلَیَّ اَنْ اُزَوِّجَهٗ اُمَّ حَبِيْبَةَ بِنْتِ اَبِیْ سُفْيَانَ ۔ فَاَجَبْتُ اِلٰى مَادَعَا اِلَيْهِ رَسُوْلُ اللّٰهِ ۔ وَاُصْدِقُهَا اَرْبَعَ مِائَةِ دِيْنَارٍ ۔

ثم سكب النجاشي الدنانير بين يدی القوم ۔

تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو انتہائی مقدس بادشاہ ہے سلامتی دینے والا، پناہ دینے والا، غالب ہے، زبردست ہے۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اسی اللہ کے بندے اور رسول ہیں اور بے شک وہ وہی ہیں جس کے بارے میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے بشارت دی تھی۔ اما بعد بے شک رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس خط لکھا کہ میں ان کے ساتھ اُم حبیبہ بنت ابوسفیان کا رشتہ و بیاہ کرادوں۔ میں نے ان کی بات مان لی جس کی طرف مجھے بلایا ہے رسول اللہ ﷺ نے اور میں نے اس کو چار سو دینار مہر میں دی ہے۔

یہ کہہ کر نجاشی نے دنانیر لوگوں کے آگے اُنڈیل دیئے .... اتنے میں خالد بن سعید نے کلام کیا اور اس نے یوں خطاب کیا۔

خالد بن سعید کا خطبہ

الحمد لله احمدهٗ واستغفره واشهد ان لا اله الا الله واشهد ان محمدًا عبدهٗ ورسوله ارسله بالهدى ودين الحق ليظهره على الدين كله ولو كره المشركون امابعد، فقد اجبت الىٰ مادعا اليه رسول الله وزوجته بنت ابى سفيان فبارك لرسوله ۔

تمام تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں میں اسی کی حمد کرتا ہوں اور اسی سے بخشش مانگتا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ اللہ نے اس کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا ہے تاکہ وہ اس کو ادیان پر غالب کر دے۔ اگر چہ مشرک ناپسند بھی کریں۔ اما بعد تحقیق میں نے اجابت کی ہے یعنی بات مان لی ہے اس چیز کی طرف جس کی طرف رسول اللہ نے حکم فرمایا ہے اور میں نے اُم حبیبہ بنت ابوسفیان کا ان کے ساتھ بیاہ کر دیا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ اس عقد اور شادی کو اپنے رسول کے لئے مبارک بنائے (اس طرح یہ نکاح ہو گیا)۔

اگلے لمحے نجاشی نے مہر والے دینار خالد بن سعید کے حوالے کر دیئے انہوں نے لے لئے۔ اس کے بعد لوگوں نے اُٹھ کر جانے کا ارادہ کیا۔ نجاشی نے کہا کہ نہیں آپ لوگ سب بیٹھے رہیں۔ بے شک انبیاء کی سنت ہے کہ تم جب شادی بیاہ کرو تو شادی بیاہ پر کھانا کھلایا جائے۔ پھر اس نے کھانا منگوایا سب نے کھانا کھایا اس کے بعد چلے گئے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۴۳۔۱۴۴)

ابوعبداللہ بن مندہ نے ذکر کیا ہے کہ نجاشی نے ان کا بیان حضور کے ساتھ کر دیا تھا ۶ ھ میں اور نبی کریم ﷺ نے اُم سلمہ کے ساتھ نکاح کیا تھا ۴ ھ میں۔ اور محمد بن اسحاق بن یسار اس طرف گئے ہیں کہ آپ نے اُم حبیبہ کے ساتھ شادی کی تھی اُم سلمہ کے ساتھ شادی سے پہلے وہ زیادہ مناسب ہے۔

☆☆☆

باب ۴۷

رسول اللہ ﷺ کا

اُم سلمہ بنت ابو اُمیہ بن مغیرہ بن عبداللہ بن عمرو بن مخزوم کے ساتھ شادی کرنا اور حضور ﷺ نے اُم سلمہ کے لئے دعا فرمائی جس کی قبولیت کا ظہور ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی بوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول نے اُم حبیبہ کے بعد اُم سلمہ کے ساتھ عقد نکاح کیا تھا یعنی ہند بن ابواُمیہ۔ اس سے قبل وہ ابوسلمہ کے ہاں تھی یعنی عبداللہ بن عبدالاسد بن ہلال بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم۔ وہ سب کے ساتھ ہجرت کر کے ارض حبشہ پر گئے تھے، اس کے بعد دونوں مدینے میں آ گئے تھے۔ لہٰذا ان کو زخم لگا تھا اُحد میں۔ لہٰذا وہ اسی زخم میں فوت ہو گئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۵۲/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن یونس نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زہیر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اُم سلمہ کے ساتھ شوال میں شادی کی تھی اور شوال میں ہی اسے اپنے ساتھ لے لیا تھا۔

حضرت اُم سلمہ کا رسول اللہ سے نکاح کے بعد عزت میں اضافہ .... (۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو حارث بن ابواسامہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی روح نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن جریج نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حبیب بن ابوثابت نے یہ کہ عبدالحمید بن عبداللہ بن ابوعمرو نے اور قاسم بن محمد بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام نے، وہ کہتے ہیں کہ ان دونوں نے اس کو خبر دی کہ ان دونوں نے سُنا ابوبکر بن عبدالرحمن بن حارث بن ہشام سے، وہ خبر دیتے ہیں کہ اُم سلمہ زوجہ رسول نے اس کو خبر دی کہ وہ جب مدینے میں آئی تو اس نے ان لوگوں کو خبر دی کہ وہ ابواُمیہ بن مغیرہ کی بیٹی ہے مگر ان لوگوں نے اس بات کو نہ مانا، یہ کس قدر جھوٹ ہے۔ یہاں تک کہ ان میں سے کچھ لوگ حج پر آنے کے لئے تیار ہوئے تو کہنے لگے کہ آپ اپنے گھر والوں کے پاس خط لکھیں، میں نے ان کو لکھ دیا ہے۔ پھر وہ مدینے میں آئے تو میرے بارے میں تصدیق کر کے گئے۔ لہٰذا ان کی عزت مدینے والوں کی نظر میں دوبالا ہو گئی۔

اُم سلمہ کہتی ہیں کہ جب میں نے فاطمہ کو جنم دیا تو اس کے بعد میرے پاس رسول اللہ ﷺ آئے، انہوں نے مجھے نکاح کا پیغام دیا میں نے جواب دیا کہ میری جیسی عورتوں سے نکاح نہیں کیا جا سکتا کیونکہ میرے بچے نہیں ہوں گے (یا بچہ جننے کی حالت میں نہیں ہوں)۔ اور دوسری بات یہ کہ میں بہت زیادہ غیرت کرتی ہوں اور صاحب عیال ہوں۔ حضور نے فرمایا، جہاں تک بات ہے بچوں کی تو میں بڑا بہت بڑا ہوں اور جہاں تک بات ہے غیرت کی تو اللہ تعالیٰ اس کو دور کر دے گا۔ باقی رہا عیال دار ہونا تو وہ عیال اللہ کے رسول کے سپرد ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان سے نکاح کر لیا۔

حضور ﷺ جب ان کے پاس آتے تھے تو فرماتے تھے، کیسی ہیں آپ اے زناب، کہاں ہیں زناب۔ چنانچہ عمار بن یاسر آئے تھے، حضور ﷺ نے آپ کو باہر کر دیا تھا اور فرمایا تھا کہ یہی منع کرتی ہے رسول اللہ کو حالانکہ وہ اس کو دودھ پلاتی تھیں۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ آئے اور فرمایا کہ کہاں ہے زناب، وہ کہنے لگی قریبہ بنت ابواُمیہ اور اس سے موافقت کی تھی جب لے لیا تھا ان کو عمار بن یاسر نے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں تمہارے پاس آج رات کو آؤں گا۔ کہتی ہیں کہ میں نے چکی تیار کر لی اور میں نے جَو کے دانے بھی نکال کر رکھ دیئے جو کہ ایک تھیلی میں تھے اور میں نے چربی نکال کر اس کو نچوڑا۔ آپ تشریف لائے رات گزاری، آپ نے صبح کی تو فرمایا جب صبح کر لی بے شک تیرے لئے اہل خانہ پر ایک عزت وشرافت ہے۔ اگر تم چاہو تو میں ساتویں دن تمہارے پاس آنے کی باری مقرر کر دیتا ہوں، اگر میں ساتویں دن کی باری مقرر کر دوں تو میں اپنی ساری راتوں کی باری ساتویں دن مقرر کر دوں گا۔ (تاریخ ابن کثیر ۹۱/۴)

(۴) ہم نے روایت کی ہے عمر بن ابوسلمہ سے اس حدیث میں یہ کہ نبی کریم نے فرمایا تھا اُم سلمہ سے بہرحال جو آپ نے اپنی غیرت کی بات کا ذکر کیا ہے تو بے شک میں اللہ سے دعا کروں گا کہ وہ اس کو دور کر دیں گے تم سے۔ کہتی ہیں کہ اس کے بعد وہ عورتوں میں اسطرح تھیں جیسے یہ ان میں سے ہے ہی نہیں اور وہ قطعاً اس طرح اپنے اندر غیرت نہیں پاتی تھیں جو عورتیں اپنے اندر غیرت کا جذبہ پاتی ہیں۔

باب ۷۵

حضور ﷺ کا سیدہ زینب بنت جحش کے ساتھ شادی وعقد کرنا

حضور ﷺ کے ساتھ زینب بنت جحش کی شادی اُم سلمہ کے بعد ہوئی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ان کو اسحاق سے، وہ کہتے ہیں پھر شادی کی رسول اللہ ﷺ نے اُم سلمہ کے بعد زینب بنت جحش کے ساتھ، جو کہ عبداللہ بن جحش کی بہن تھی۔ وہ بنو اسد بن خزیمہ کی عورتوں میں سے ایک تھی۔ اور وہ اس سے قبل حضور ﷺ کے غلام زید بن حارثہ کے پاس تھی۔ اللہ نے اسے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیاہ دیا تھا۔ رسول اللہ انتقال فرما گئے لیکن ان سے آپ کی اولاد نہ ہو سکی۔ انہیں کا لقب اُم حَکَم تھا۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲۵۲/۴)

زینب بنت جحش کا نکاح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اللہ نے آسمان پر کیا تھا

(۲) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو ابومحمد عبداللہ احمد بن سعد حافظ نے، ان کو محمد بن ابراہیم بوشنجی نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن ابوبکر مقدمی نے، ان کو حماد بن زید نے ثابت بنانی سے، ان کو انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ زید بن حارثہ رسول اللہ ﷺ کے پاس زینب کی شکایت لائے۔ رسول اللہ یہ فرمانے لگے:

اِتَّقِ اللّٰہَ وَاَمْسِكْ عَلَيْكَ زَوْجَكَ

اللہ سے ڈریں اور اپنی بیوی کو اپنے پاس رکھیں (یعنی طلاق وغیرہ نہ دیں)

حضرت انس ؓ نے فرمایا اگر رسول اللہ ﷺ کسی بات کو چھپانے والے ہوتے تو اسی بات کو چھپاتے۔ سیدہ زینب ازواج رسول پر فخر کیا کرتی تھیں۔ فرماتی تھیں تم لوگوں کا بیاہ تمہارے گھر والوں نے کیا تھا اور مجھے اللہ نے ساتوں آسمانوں کے اُوپر بیاہا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں احمد سے اس نے محمد بن ابوبکر سے۔ (بخاری کتاب التوحید۔ فتح الباری ۱۳/۴۰۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ بن دینار العدل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن فضل البجلی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عفان بن مسلم نے، ان کو حماد بن زید ثابت سے، اس نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ زید بن حارثہ نے رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں زینب بنت جحش کی شکایت کی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا :

اَمسِكْ عَلَيْكَ اَهْلَكَ

اپنی بیوی کو اپنے پاس ہی روک کر رکھئے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد :

وَتُخفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۳۷)

اے پیغمبر آپ اپنے دل میں جس بات کو چھپا رہے تھے اللہ تعالیٰ اس کو ظاہر کرنا چاہتا ہے۔

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے صحیح میں محمد بن عبدالرحیم سے، اس یعلی بن منصور سے، اس نے حماد سے مختصراً۔
(کتاب التفسیر۔ فتح الباری ۶/۵۲۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حامد بن بلال نے، ان کو محمد بن اسماعیل احمسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان بن عیینہ نے علی بن زید بن حدنان سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے علی بن حسین نے کہا کہ حضرت حسن کیا کہتے ہیں اس آیت کے بارے میں :

وَتُخفِيْ فِيْ نَفْسِكَ مَا اللّٰهُ مُبْدِيهِ

وہ کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا تو انہوں نے کہا، نہیں بلکہ اللہ نے اپنے نبی کریم ﷺ کو معلوم کرا دیا تھا کہ زینب عنقریب ان کی بیوی ہوگی۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۴۵)

حضرت زینب کا دیگر ازواج پر فخر کرنا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحاق بن حسن حربی نے، ان کو ابونعیم نے، ان کو عیسیٰ بن طہمان نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا حضرت انس سے وہ کہتے تھے کہ سیدہ زینب بنت جحش دیگر ازواج نبی پر فخر کیا کرتی تھیں کہ اللہ نے میرا نکاح رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آسمانوں پر کیا تھا اور یہ کہ انہیں کے بارے میں حجاب اور پردے کی آیت اُتری تھی۔

یا ایها الذین اٰمنوا لا تدخلوا بیوت النبی الا ان یؤذن لکم ۔

(سورۃ احزاب : آیت ۵۳)

اے اہل ایمان! تم لوگ پیغمبر کے گھروں میں یونہی بلا اجازت داخل نہ ہوا کرو، ہاں مگر جب تمہیں اجازت دے دی جائے پھر جایا کرو۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں خلاد بن یحییٰ سے، اس نے عیسیٰ سے۔ (بخاری کتاب التوحید۔ فتح الباری ۱۳/۴۰۳)

(مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ حضور ﷺ کا زینب کے ساتھ شادی کرنا بنو قریظہ کے ساتھ جنگ کا واقعہ پیش آنے کے بعد ہوا تھا۔ لیکن میں نے یہی پسند کیا کہ اس کا ذکر اس جگہ پر ہو جہاں ہم نے اُم سلمہ کے نکاح کا ذکر کیا ہے۔ وباللہ التوفیق

ابن مندہ نے گمان کیا ہے کہ حضور ﷺ نے زینب بنت جحش کے ساتھ نکاح ۳ھ میں کیا تھا۔ اس طرح دیکھا ہے میں نے اس کو اس کی کتاب میں۔ اور ابن اسحاق کا قول زیادہ مناسب ہے۔ واللہ اعلم

بروز منگل بتاریخ ۹/ ذوالعقدہ ۱۴۲۸ھ
۲/نومبر ۲۰۰۷ء کو بوقت رات گیارہ بجے
دلائل النبوۃ جلد سوم کا ترجمہ ختم ہوا

بفضل اللہ وبنعمته والحمدللہ علی ذالك اللهم اجعل هذا العمل
هداية للناس ونجاة لی یوم الحساب

تمت

دلائل النبوۃ ۔ جلد چہارم

باب ۷۶

نبی کریم ﷺ کی غزوۂ احزاب سے واپسی اور بنوقریظہ[1] کی طرف روانگی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے فاریابی نے اور عمران بن موسیٰ نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان نے (ح)۔ اسماعیلی کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے ان کو ابن نُمیر نے ہشام سے اس نے اپنے والد سے اُس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ خندق سے واپس آئے اور انہوں نے ہتھیار اُتار کر رکھے اور غسل کر لیا تو ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام تشریف لائے اور فرمایا کہ آپ نے ہتھیار اُتار لئے اللہ کی قسم ہم نے اب تک نہیں اُتارے۔ اب آپ چلیں ان کی بنوقریظہ کی طرف رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کہاں ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ یہیں پر اور (یہ کہتے ہوئے) بنوقریظہ کی طرف اشارہ کیا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ ان کی طرف روانہ ہو گئے تھے۔

(بخاری، کتاب المغازی فتح الباری ۷: ۴۰۷۔ مسلم، کتاب الجہاد والسیر ۔ حدیث ۶۵ ص ۱۳۸۹)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے ان کو عثمان بن سعید دارمی نے ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو جریر بن حازم نے ان کو حدیث بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حمید بن ہلال نے انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں بلند ہونے والے غبار کو بنوغنم کی گلی سے جبرائیل علیہ السلام کی سواری سے جب وہ بنوقریظہ کی طرف جا رہی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل ۔ (بخاری ۔ کتاب المغازی ۔ حدیث ۴۱۱۸ فتح الباری ۷/ ۴۰۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر الرزاز نے ان کو خبر دی احمد بن ملاعب نے ان کو ابوغسان مالک بن اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جویریہ بن اسماء نے نافع سے، اس نے ابن عمر ؓ سے کہ نبی کریم ﷺ نے ان میں اعلان فرمایا تھا جس دن تمام احزاب ان سے واپس لوٹ گئے تھے یہ کہ کوئی بھی یہاں ظہر کی نماز نہ پڑھے مگر بنوقریظہ میں (چل کر پڑھیں) لوگوں سے قدرے تاخیر ہو گئی انہوں نے نماز کا وقت فوت ہو جانے کا اندیشہ محسوس کیا۔ یعنی انہوں نے یہیں نماز پڑھ لی۔ اور کچھ دوسرے لوگوں سے کہا کہ نہیں ہم نماز نہیں پڑھیں گے مگر اسی جگہ پر جہاں ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کی بھی سرزنش نہ فرمائی۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں ۔ (بخاری کتاب المغازی ۔ حدیث ۴۱۱۹ ۔ فتح الباری ۷: ۴۰۷ ۔ ۴۰۸ ۔ مسلم ۔ کتاب الجہاد والسیر ۔ حدیث ۶۹ ص ۱۳۹۱)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعمر ادیب نے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابویعلیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ نے یعنی ابن محمد بن اسماء نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جویریہ نے نافع سے اس نے عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمارے اندر اعلان کر دیا تھا جس دن تمام گروہ (کفار و مشرکین) واپس چلے گئے تھے کوئی شخص یہاں پر نماز ظہر نہ پڑھے بلکہ بنوقریظہ میں چل کر پڑھے ۔ کہتے ہیں لوگوں نے نماز کا وقت فوت ہونے کا خوف کیا لہٰذا انہوں نے بنوقریظہ میں پہنچنے سے قبل یہیں نماز پڑھ لی اور دوسروں نے کہا ہم نماز یہاں نہیں پڑھیں گے بلکہ وہیں چل کر پڑھیں گے جہاں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا ہے ۔ اگرچہ ہم سے وقت فوت بھی ہو جائے ۔

---

[1] (دیکھئے مغازی للواقدی ۲: ۴۹۶ ۔ ابن ھشام ۳: ۱۸۷ ۔ طبقات ابن سعد ۲/ ۴/ ۷ ۔ انساب الاشراف ۱/ ۱۶۷ ۔ بخاری ۵: ۱۱۱ ۔ تاریخ طبری ۲: ۵۸۱ ۔ ابن حزم ۱۹۱ ۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۱۱۶ ۔ عیون الاثر ۲/ ۹۴ ۔ نہایۃ الارب ۱۷/ ۱۸۶ ۔ سیرۃ حلبیہ ۲/ ۳۴۷ ۔ سیرۃ شامیہ ۵/ ۷ ۔ شرح مواہب ۲/ ۱۲۶ ۔

حضور اکرم ﷺ نے دونوں فریقوں میں سے کسی ایک کی بھی سرزنش نہیں فرمائی تھی اسماعیل کہتے ہیں میری کتاب میں اسی طرح ہے "الظہر"۔

میں کہتا ہوں کہ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن اسماء سے اسی طرح اس کو بخاری نے اُسی سے روایت کیا ہے اور انہوں نے ظہر کی جگہ "العصر" کہا ہے۔ اور اس طرح کہا ہے اہل مغازی نے موسیٰ بن عقبہ سے اور محمد بن اسحاق بن یسار وغیرہ۔

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے دونوں سے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن خالد بن خلی نے ان کو بشر بن شعیب نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زہری نے ان کو خبر دی عبدالرحمن بن عبداللہ بن کعب بن مالک نے یہ کہ ان کے چچا عبداللہ بن کعب نے اس کو خبر دی ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ واپس آ گئے تھے احزاب کی طلب اور تعاقب سے اور آپ نے ہتھیار اتار دیئے تھے اور غسل بھی کر لیا تھا اور خوشبو کی دھونی بھی لے لی ان کو اچانک جبرائیل علیہ السلام ان کے سامنے آئے اور فرمایا کس نے آپ کو جنگ اور محاربہ پر سے روک دیا ہے کیا میں دیکھ نہیں رہا کہ آپ نے ہتھیار اتار کر رکھ لیے ہیں۔ جبکہ ہم نے ابھی تک نہیں اُتار کر رکھے۔ رسول اللہ ﷺ گھبرا کر چلے اور لوگوں کو آپ نے تاکید کا حکم دیا کہ وہ نماز عصر یہاں پر نہ پڑھیں یہاں تک کہ وہ بنو قریظہ پہنچ جائیں۔

کہتے ہیں کہ پھر لوگوں نے دوبارہ ہتھیار زیب تن کئے۔ مگر وہ بنو قریظہ تک نہ پہنچے تھے کہ سورج غروب ہو گیا۔ لوگوں میں شدید اختلاف ہوا غروب آفتاب کے وقت۔ ان میں سے بعض نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں تاکیدی کا حکم دیا تھا کہ ہم یہاں پر نماز نہ پڑھیں بنو قریظہ میں جا کر ہی پڑھیں۔ ہم تو رسول اللہ ﷺ کے تاکیدی حکم میں ہیں ہمارے اُوپر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور لوگوں میں سے ایک گروہ نے طلب ثواب کی نیت کر کے پڑھ لی۔ تیسرے گروہ نے (جانے جانے کی تگ و دو میں لگ کر) نماز ہی ترک کر دی حتیٰ کہ سورج غروب ہو گیا انہوں نے وہاں جا کر بنو قریظہ میں ہی نماز ادا کی حصول ثواب کی نیت سے رسول اللہ ﷺ تینوں فریقوں میں سے کسی کی سرزنش نہیں فرمائی تھی۔ (البدایہ والنہایہ ۴/ ۱۱۷۔۱۱۸)

غزوہ بنو قریظہ میں فرشتوں کا ہتھیار بند شرکت کرنا

(۶) ہمیں حدیث بیان کی ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ نے بطور املا کے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن کامل ابوبکر قاضی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن موسیٰ بن حماد بربری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحاق ابو عبداللہ مسیّبی نے ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن نافع نے ان کو عبداللہ بن عمر نے اپنے بھائی عبیداللہ بن عمر سے اس نے قاسم بن محمد سے اس نے سیدہ عائشہ زوجہ رسول سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ ان کے پاس تھے۔ ایک آدمی نے ہم لوگوں پر سلام کیا جبکہ ہم لوگ گھر نہیں تھے۔ رسول اللہ ﷺ گھبرا کر اُٹھ کھڑے ہوئے میں بھی ان کے پیچھے کھڑی ہو گئی یکا یک ہم نے دیکھا تو وہ دحیہ کلبی تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے بتایا کہ یہ دحیہ کلبی نہیں جبرائیل علیہ السلام مجھے حکم دے رہے ہیں کہ میں بنو قریظہ کی طرف جاؤں انہوں نے دیکھا کہ تم لوگوں نے ہتھیار اُتار دیے ہیں مگر ہم لوگوں نے ابھی تک ہتھیار نہیں رکھے۔

ہم نے مشرکین کا تعاقب کیا ہے یہاں تک کہ ہم مقام حمراء الاسد تک پہنچے ہیں یہ اس وقت کی بات ہے جب آپ غزوہ خندق سے واپس آ گئے تھے لہٰذا نبی کریم ﷺ گھبرا کر اُٹھ کر کھڑے ہوئے۔ اور اپنے اصحابہ سے فرمایا میں تمہیں تاکیدی کا حکم دیتا ہوں کہ تم لوگ اس وقت تک نماز عصر نہ پڑھنا جب تک کہ تم بنو قریظہ کے پاس نہ پہنچ جاؤ۔ مگر سورج غروب ہو گیا ان لوگوں نے بنو قریظہ میں پہنچنے سے قبل لہٰذا مسلمانوں میں سے ایک جماعت نے کہا نبی کریم ﷺ نے یہ ارادہ نہیں کیا تھا کہ تم لوگ نماز چھوڑ دو (بلکہ جلدی وہاں پہنچنے کے لئے کہا تھا) لہٰذا انہوں نے نماز پڑھ لی تھی دوسری جماعت نے کہا اللہ کی قسم بیشک ہم رسول اللہ ﷺ حکم اور مقصد میں ہیں لہٰذا ہمارے اُوپر کوئی گناہ نہیں ہے۔ اور ایک جماعت نے نماز پڑھ لی ایمان کی حالت میں اور طلب ثواب کی نیت سے اور ایک جماعت نے نماز ترک کر دی ایمان کی حالت میں اور طلب ثواب کی نیت سے مگر نبی کریم ﷺ نے تمام فریقوں میں سے کسی کو غلط نہیں کہا تھا۔ نبی کریم ﷺ روانہ ہوئے اور آپ کئی مجالس کے ساتھ گزرے جو ان کے اور بنو قریظہ کے درمیان تھیں آپ نے فرمایا کیا تمہارے پاس کوئی ایک شخص گزرا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہمارے پاس دحیہ کلبی گزرے تھے جو کہ سفید خچر پر سوار تھے ان کے نیچے ٹکڑا چادر کا بچھا ہوا تھا

نبی کریم ﷺ نے فرمایا وہ دحیہ کلبی نہیں تھے بلکہ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ بنو قریظہ کی طرف بھیجے گئے تھے تاکہ وہ ان کو ہلادیں جھنجھوڑ دیں اور ان کے دلوں میں رعب اور خوف ڈال دیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا اور اپنے صحابہ سے کہا کہ وہ چھپ جائیں آڑ کے ساتھ یہاں تک کہ آپ ان کو اپنا کلام سنوائیں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو (یعنی بنو قریظہ کو) للکارا اے بندروں سوروں کے بھائیو۔ ان لوگوں نے کہا اے ابوالقاسم آپ فحش گوئی کرنے والے تو نہیں تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے انہیں محاصرے میں لے لیا حتی کہ وہ لوگ سعد بن معاذ کے حکم پر قلعوں سے نیچے اتر آئے تھے۔ اس لیے کہ وہ لوگ سعد کے حلیف تھے انہوں نے ان کے بارے میں یہ فیصلہ کیا کہ ان کے ساتھ مُثلہ کریں ان کی عورتوں کو بچوں کو قید رکھا جائے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴:۱۱۸۔ مستدرک للحاکم ۳/۳۴-۳۵) دلائل النبوۃ لابی نعیم ۴۳۷۔ سیرۃ الشامیہ ۹/۵)

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے ان کو مقدام بن داؤد نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی میرے چچا سعید بن عیسیٰ نے ان کو عبدالرحمن بن اشہر انصاری نے ان کو خبر دی عبداللہ بن عمر اپنے بھائی عبیداللہ بن عمر سے اس نے قاسم بن محمد سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ رسول اللہ ﷺ نے کو دنے کی شدید آواز سنی تو آپ اس آواز کی طرف باہر نکلنے میں بھی حضور اکرم ﷺ کے پیچھے ہولیا تاکہ دیکھوں کیا ہو رہا ہے؟ کیا دیکھتا ہوں کہ حضور ایک آدمی کی گرسواری کے خچر کی گردن کے بالوں یعنی اس کی ریال پر سہارا لگائے کھڑے ہیں میں نے آگے بڑھ کر دیکھا تو وہ دحیہ کلبی تھے مجھے جو نظر آئے اور وہ پگڑی باندھے ہوئے تھے اور اس کی پگڑی کے بل اس کے کندھوں کے درمیان پیچھے رہے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ واپس لوٹے تو میں نے پوچھا آپ تیزی سے اٹھے تھے میں بھی پیچھے نکلا کہ میں دیکھوں۔ میں نے دیکھا تو وہ دحیہ کلبی تھے حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کیا واقعی تم نے اسے دیکھا تھا؟ میں نے کہا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے اس نے مجھے حکم دیا کہ میں بنو قریظہ کی طرف نکلوں۔

۱۔ حضرت عبداللہ بن عمر فرماتے ہیں مجھے خبر دی یحییٰ بن سعید اس نے عُمرہ سے ان نے عائشہ سے اس کی مثل۔

۲۔ اور آپ کو روایت کیا ہے خالد بن مخلد نے عبداللہ بن عمر سے اس نے اپنے بھائی یحییٰ بن سعید سے اس نے قاسم بن محمد سے اس نے عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔

۳۔ اس حدیث کا شاہد۔ سیدہ عائشہ کے جبرائیل علیہ السلام کو دیکھنے میں ہے۔ اور سیدہ کے اس قول میں کہ گویا میں دیکھ رہی ہوں کہ رسول اللہ ﷺ غبار صاف کر رہے ہیں جبرائیل علیہ السلام کے چہرے سے میں نے عرض کی یا رسول اللہ یہ کون ہے دحیہ کلبی ہے آپ نے فرمایا کہ یہ جبرائیل علیہ السلام ہے۔

۴۔ مغازی یونس بن بکیر میں ہے روایت کیا گیا ہے عنبسہ بن ازہر اس نے سماک بن حرب سے اس نے عکرمہ سے۔ آپ کے اصحاب کی ایک جماعت کی روایت کے بارے میں ہے۔ (جبرائیل علیہ السلام) صحابہ کے پاس سے گذرے تھے۔ لہٰذا نبی کریم نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس سے کوئی گزرا تھا انہوں نے بتایا کہ جی ہاں ہمارے پاس سے دحیہ بن خلیفہ کلبی سفید خچر پر سوار گذرے تھے اس پر اس کا پالان تھا اس کے اوپر موٹے ریشم کا پوش ڈالا ہوا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ اللہ نے ان کو بنو قریظہ کی طرف بھیجا تھا کہ وہ ان کے سمیت ان کے قلعوں کو ہلا دے اور ان کے دلوں میں رعب ڈال دے۔

۵۔ نیز مغازی یونس میں ہے۔ محمد بن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زہری نے کہ ہمیں ان کے بارے میں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس نے اس نے ان دونوں کا ذکر کیا ہے۔

۶۔ ابن اسحاق کہتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابو طالب کو بھیجا بنو قریظہ کے پاس میں نے اس ان کے ساتھ دیکھا تھا۔ لوگوں نے اس سے جلدی کی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۹۸)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے آپ کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے ان کو ابراہیم بن منذر رجزامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن فلیح نے اس سے موسیٰ بن عقبہ نے ان سے شہاب نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل نے اور روایت کے الفاظ اس کے ہیں وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد بنعتاب عبدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابواویس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ غسل خانے میں بالوں میں کنگھی کر رہے تھے۔ایک طرف بالوں میں کنگھی تھی کہ ان کے پاس جبرائیل علیہ السلام آ گئے۔گھوڑے پر سوار تھے۔ان پر ان کے ہتھیار بھی تھے۔ وہ مسجد کے دروازے پر رک گئے۔جنازوں کے مقام پر۔رسول اللہ ﷺ ان کے پاس آئے۔جبرائیل علیہ السلام نے ان سے کہا اللہ تعالیٰ آپ کی مغفرت فرمائے کیا آپ نے ہتھیار اُتار کر رکھ دیئے ہیں؟ آپ نے فرمایا جی ہاں جبرائیل نے کہا لیکن ہم نے نہیں اُتارے ہیں اس وقت سے جب سے تیرے دشمن آ کر اترے تھے تیرے پاس۔میں مسلسل ان کے تعاقب میں رہا۔اب اللہ نے ان کو شکست دے دی ہے۔

کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام کے چہرے پر غبار کے آثار تھے۔جبرائیل علیہ السلام نے رسول اللہ ﷺ سے کہا اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنوقریظہ کے ساتھ قتال کرنے کا حکم دیا ہے۔میں انہی کی طرف جا رہا ہوں ان تمام فرشتوں کے ساتھ جو میرے ساتھ ہیں۔صلوات اللہ علیہم۔تاکہ میں ان کے قلعوں سمیت ان کے دل ہلا دوں۔آپ لوگوں کو ساتھ لے کر نکلے۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ جبرائیل علیہ اسلام کے پیچھے پیچھے روانہ ہو گئے تھے آپ ایک مجلس سے گذرے جو بنوغنم کے لوگوں کی تھی وہ رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔آپ نے ان سے پوچھا کہ کیا تمہارے پاس سے کوئی گھوڑے پر سوار شخص ابھی گذرا ہے انہوں نے بتایا کہ جی ہاں ہمارے پاس دحیہ کلبی گذرے تھے۔سفید خچر پر تھے۔ان کے نیچے ایک بچھونا پڑا ہوا تھا۔یا موٹے ریشم کا ٹکڑا تھا۔اس شخص کے اوپر ہتھیار سجے ہوئے تھے۔اہل مغازی نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔نبی کریم ﷺ دحیہ کلبی کو جبرائیل علیہ السلام کے ساتھ تشبیہ دیتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے بنوقریظہ میں ملوا آ کر وہیں جا کر نماز عصر پڑھنا۔حضور اکرم ﷺ کھڑے ہو گئے جانے کے لئے اور وہ لوگ جو آپ کے ساتھ تھے جن کو اللہ نے چاہا بنوقریظہ کی طرف روانہ ہو گئے چنانچہ نماز عصر کا وقت ہو گیا جب کہ وہ لوگ راستے میں تھے۔انہوں نے نماز کا ذکر کیا بعض نے بعض سے کہا کیا تم جانتے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تمہیں یہ حکم دیا ہے کہ تم نماز عصر بنوقریظہ میں جا کر پڑھنا دوسروں نے کہا کہ یہ نماز ہے لہٰذا انہوں نے نماز پڑھ لی۔اور ایک جماعت نے ان میں سے نماز مؤخر کر دی اور انہوں نے بنوقریظہ میں ہی جا کر نماز پڑھی۔سورج کے غروب ہو جانے کے بعد صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے ان کا ذکر کیا جنہوں نے ان میں سے نماز کے لئے جلدی کی تھی۔اور اس کا جنہوں نے اسے مؤخر کر دیا تھا۔انہوں نے ذکر کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان سب میں سے کسی کی بھی سرزنش نہیں فرمائی تھی۔

اور کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو حضرت علیؓ نے آتے دیکھا تو سامنے آ کر عرض کی کہ آپ واپس لوٹ جائیے یا رسول اللہ ﷺ۔بیشک اللہ تعالیٰ آپ کی طرف سے یہودیوں کو کافی ہے۔(یہ بات اس لئے کہی کہ انہوں نے یہودیوں کی کچھ بکواس سنی تھی رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اور آپ کی ازواج مطہرات کے بارے میں جس کو انہوں نے ناپسند کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ بھی سنیں۔حضور اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے پوچھا کہ آپ مجھے واپس جانے کی بات کیوں کہہ رہے ہیں؟ مگر حضرت علی ﷺ نے (از راہ ادب) وہ بات رسول اللہ ﷺ کو نہ بتائی بلکہ اس کو انہوں نے چھپا لیا۔(مگر رسول اللہ ﷺ بھانپ گئے) آپ نے فرمایا شاید تم نے میرے بارے میں ان سے کوئی تکلیف دہ بات سُنی ہے۔چلیں آپ رہنے دیں بیشک اللہ کے دشمن اگر مجھے دیکھ لیں گے تو ایسی کسی بات کہنے کی جرأت نہیں کر سکیں گے جیسی تم نے سنی ہے۔

جب رسول اللہ ﷺ ان کے قلعے کے پاس اُترے تو وہ لوگ اس کے اُوپر تھے آپ نے بُلند آواز کے ساتھ ان کے اشراف کی ایک جماعت کو بلایا یہاں تک کہ ان کو سنوایا۔اور فرمایا ہماری بات مان جاؤ اے جماعت یہود اے بندروں کے بھائیو۔تحقیق تمہارے ساتھ اللہ کی طرف سے ذلت اور رسوائی نازل ہو چکی ہے رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کا محاصرہ کر لیا مسلمانوں کے لشکروں کے ساتھ دس سے زیادہ راتیں یہ محاصرہ جاری رہا۔

اللہ تعالیٰ نے حُیَیّ بن اخطب یہودی (بنونظیر جلاوطن قبیلے کے سردار کو) اور واپس بھیج دیا۔ حتیٰ کہ وہ بھی بنوقریظہ کے قلعے میں داخل ہوگیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں شدید رعب ڈال دیا باہر سے ان پر مسلمانوں نے محاصرہ کر رکھا تھا۔

چنانچہ (یہودیوں کو کوئی تدبیر کامیاب ہوتی نظر نہ آئی تو) انہوں نے ابولُبابہ بن عبدالمنذر کے آگے فریاد کی۔ کیونکہ وہ لوگ انصار حلیف تھے۔ ابولُبابہ نے ان سے کہا کہ میں ان کے پاس نہیں آؤں گا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ مجھے اس بات کی اجازت دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھے (ان کو ملنے کی اجازت دی ہے)۔ چنانچہ ابولُبابہ یہودیوں کے پاس پہنچے تو یہودی ان کے آگے روئے اور کہنے لگے کہ اے ابولُبابہ آپ کیا ہمیں مشورہ دیتے ہیں؟ اور ہمیں آپ کیا حکم دیتے ہیں۔ اس لئے کہ ہمیں لڑنے کی کوئی طاقت نہیں ہے۔ چنانچہ ابولُبابہ نے اپنے ہاتھ کے ساتھ اپنے حلق کی طرف اشارہ کیا اور اپنی انگلیوں کو اپنی گردن پر پھیر کو ان کو دکھایا اور بتایا کہ تمہارے قتل کا ارادہ کیا گیا ہے۔ ابولُبابہ جب واپس لوٹے تو وہ پشیمان ہوئے اور انہوں نے دیکھا کہ ان کو فتنہ عظیم پہنچ گیا ہے۔ انہوں نے کہا اللہ کی قسم میں رسول اللہ ﷺ کے چہرے انور کی طرف (از راہ شرمندگی) نظر اُٹھا کر نہیں دیکھوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں سچی توبہ نہیں کرلوں جب کہ اللہ تعالیٰ جانتا ہے میرے دل سے۔ ابولُبابہ وہاں سے سیدھا مدینے میں لوٹ آیا اور آکر اس نے مسجد میں نصب کھجور کے تنوں کے بنے ہوئے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ اپنے ہاتھوں کو باندھ دیا۔ لوگوں کا خیال ہے کہ وہ تقریباً بیس راتیں بندھا رہا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جیسے ذکر کیا گیا جب ابولبابہ نے تاخیر کی کیا ابولبابہ ابھی تک اپنے حلیفوں سے فارغ نہیں ہوئے؟ لوگوں نے بتایا کہ یارسول اللہ ﷺ تحقیق اللہ کی قسم وہ قلع سے واپس لوٹ چکا ہے۔ مگر ہمیں معلوم نہیں کہ وہ کہاں چلا گیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ضرور ابو لبابہ کے ساتھ کوئی امر پیش آگیا ہے۔ جس ذمہ داری پر وہ تھے۔ چنانچہ مسجد نبوی سے ایک آدمی آیا اس نے آکر بتایا کہ یارسول اللہ ﷺ میں نے ابو لبابہ کو دیکھا وہ کھجور کے تنوں سے بنے ہوئے مسجد کے ستون میں سے ایک ستون کے ساتھ بندھا ہوا ہے اسی کے ساتھ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میرے جانے کے بعد ضرور اس کو کوئی فتنہ پیش آگیا ہے۔ اگر وہ میرے پاس آجاتا تو میں اس کے لئے مغفرت کی دعا مانگتا۔ جب اس نے یہ کام کر دیا ہے (یعنی خود کو باندھ دیا ہے) میں اس کو اس کی جگہ ہرگز نہیں بلاؤں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کے بارے میں جو چاہے گا فیصلہ فرمائے گا۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/ ۱۱۸۔۱۱۹)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے وہ کہتے ہیں ایک ابوالاسود نے وہ کہتے ہیں کہ عُروہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سر میں کنگھی کر رہے تھے۔ ایک طرف کی کنگھی ہی کی تھی کہ ان کے بارے میں اللہ کا حکم آگیا۔ جبرائیل علیہ السلام گھوڑے پر سوار ہوکر آئے ان کے جسم پر ہتھیار بھی تھے دلوں نے یہ قصہ ذکر کیا اسی مفہوم میں جو موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے۔ مگر اس نے ان سے یہ قول زیادہ کیا ہے کہ آپ لوگوں کو لے کر نکلیں۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ واپس گھر ہی میں گئے اور آپ نے ہتھیار زیب تن کیے خروج کرنے کا اعلان فرمایا اور صحابہ کو حکم دیا کہ ہتھیار اُٹھالیں۔ چنانچہ لوگ گھبرا کر جنگ کیلئے نکلے۔

لہٰذا علی بن ابوطالب کو آپ نے بھیجا مقدمے؟ یعنی پہلے حصے پر اور جھنڈا اس کے حوالے کیا اور اُسے حکم دیا کہ وہ روانہ ہوکر ان لوگوں کو بنوقریظہ کے قلعے پر جا کر روکے اس نے ایسے ہی کیا حضور اکرم ﷺ بھی ان کے قدموں پر پیچھے پیچھے چلے آپ انصار کی ایک مجلس پر گذرے بنوغنم میں وہ رسول اللہ ﷺ کا انتظار کر رہے تھے۔ اہل مغازی نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا تمہارے پاس ابھی کوئی گھوڑے سوار گذرا ہے انہوں نے بتایا کہ دِحیہ کلبی گذرے تھے۔ ان کے نیچے سرخ ریشمین کپڑے کا ٹکڑا تھا۔ اس نے ہتھیار لگائے ہوئے تھے۔ راویوں نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا وہ جبرائیل علیہ السلام تھے۔ حضور اکرم ﷺ دِحیہ کلبی کو جبرائیل کے مشابہ قرار دیتے تھے۔ اس کے بعد راویوں نے بقیہ قصہ اس کے مثل ذکر کیا تھا ہاں مگر کسی نے دس رات سے زیادہ کی بات نہیں کہی۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/ ۱۱۹)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے میرے والد اسحاق بن یسار نے محمد بن کعب بن مالک سلمی سے ہے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کا محاصرہ کرلیا تھا پچیس راتوں تک یہاں تک کہ حصار نے تو ان کو سخت مشقت میں واقع کر دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈالدیا تھا اور حیی بن اخطب بنی قریظہ کے ساتھ داخل ہو گئے تھے ان کے قلعے کے اندر جب قریش اور غطفان واپس لوٹ گئے تھے۔ کعب بن اسد سے ایفاء عہد کرنے کے لئے اس نے جو ان سے عہد کیا ہوا تھا۔ جب یہودیوں نے یقین کرلیا کہ رسول اللہ ﷺ واپس (محاصرہ چھوڑ کر) لوٹنے والے نہیں ہیں۔ بلکہ وہ ان سے مقابلہ کریں گے۔ کعب بن اسد نے کہا اے جماعت یہود بیشک تمہارے ساتھ ایسی مصیبت آئی ہوئی ہے جو تم دیکھ رہے ہو۔ اس بارے میں، میں تمہارے سامنے تین صورتیں پیش کرتا ہوں تم جو چاہو ان میں سے اختیار کرلو۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ کیا ہیں۔ انہوں نے بتایا پہلی صورت تو یہ ہے کہ ہم لوگ اس شخص (محمد ﷺ) کے ہاتھ پر بیعت کرلیں اور اس کی تصدیق کرلیں۔

اللہ کی قسم یہ بات بالکل واضح ہو چکی ہے کہ وہ نبی مُرسل ہے۔ (اور یہ بات واضح ہو چکی ہے کہ) کہ یہ شخص وہی ہے جس کا تذکرہ تم اپنی کتاب میں پاتے ہو۔ (لہٰذا ایسا کر کے) تم لوگ اپنے خون بچاؤ اپنے مال بچاؤ اور اپنی عورتوں کو بھی بچاؤ۔ (یہودیوں نے جواب دیا) کہ ہم لوگ توراۃ کے حکم اور فیصلے کو کبھی نہیں چھوڑیں گے اور نہ ہی اس کی جگہ پر کسی اور کو تبدیل کریں گے۔ اس نے کہا کہ جب تم لوگوں نے میری پہلی تجویز ماننے سے انکار کر دیا ہے تو دوسری صورت یہ ہے کہ۔ آؤ ہم لوگ اپنی اولادوں اور اپنی عورتوں کو خود قتل کر دیں۔ اس کے بعد ہم صرف مرد تلواریں سونت کر نکلیں ہم اپنے پیچھے کوئی بوجھ ایسا نہ چھوڑیں جو ہمیں فکر مند کر سکے۔ یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہمارے اور محمد کے درمیان فیصلہ کرے۔ اگر ہمیں ہلاک ہونا پڑے تو ہم بے فکر ہو کر ہلاک ہو سکیں ہم اپنے پیچھے اپنی کوئی نسل باقی نہ چھوڑیں جس کی ہمیں فکر لاحق ہو سکے۔ اور اگر ہم غالب آگئے تو میری بقاء کی قسم البتہ ضرور ہم لوگوں کو عورتیں بھی مل جائیں گی اور اولادیں بھی ہو جائیں گی ان لوگوں نے کہا کہ ہم ان مسکینوں کو قتل کر دیں۔ ان کو مار دینے کے بعد زندہ رہنے میں کوئی فائدہ نہیں اس نے کہا کہ جب تم نے میری دوسری تجویز بھی مسترد کر دی ہے تو تیسری صورت یہ ہے کہ آج رات ہفتے کی رات ہے ممکن ہے کہ محمد ﷺ اور ان کے اصحاب اس رات میں ہمیں امان دے دیں۔

لہٰذا نیچے اُتر جاؤ۔ شاید ہم ان لوگوں سے کوئی غفلت کا موقع پالیں۔ ان لوگوں نے کہا کہ۔ کیا ہم لوگ اپنی ہفتے کے دن کی عزت کو بھی خراب کر دیں۔ اور ہم اس میں وہ کام کریں جو ہمارے بڑوں اور پہلوں نے کیے تھے اور ان کو وہ حالت پیش آئی تھی جو تم جانتے ہو کہ ان کی شکلیں مسخ ہو گئی تھیں۔ کعب بن اسد نے کہا نہیں کوئی رات گذاری کسی ایک آدمی نے بس جب سے پیدا ہوا کوئی ہوشیار اور عقلمندی کی۔ (یعنی تم لوگ ہمیشہ سے احمق چلے آئے ہو) اس کے بعد انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ ہماری طرف ابولبابہ بن عبدالمنذر کو بھیج دیجئے وہ لوگ قبیلہ اوس کے حلیف تھے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس سے کچھ مشورہ لیں گے رسول اللہ ﷺ نے اسے ان کے پاس بھیج دیا انہوں نے جب اس کو دیکھا تو مرد اس کے پاس اُٹھ اُٹھ کر آئے اور عورتوں نے ان طرف پناہ لی اور بچوں نے بھی۔ اس کے سامنے بولنے لگے وہ بھی ان کی حالت دیکھ کر نرم دل ہو گئے انہوں نے اس سے پوچھا کہ ابولبابہ آپ کیا مناسب سمجھتے ہیں کہ محمد کے حکم پر نیچے اُتر آئیں اس نے کہا کہ جی ہاں اُتر آئیں۔ مگر اس نے ہاتھ سے اشارہ کر کے ان کو بتایا اپنے حلق پر ہاتھ پھیر کر کے کہ وہ تمہیں قتل کر دیں گے۔ ابولبابہ نے کہا کہ اللہ کی قسم میرے قدم مسلسل اس کے بعد کانپنے لگے جب میں نے سمجھ لیا کہ میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی ہے۔

اس کے بعد ابولبابہ اپنا سامنہ لے کر واپس مدینے چلے آئے رسول اللہ ﷺ کا سامنا نہیں کیا (شرم کی وجہ سے) یہاں تک کے مسجد کے ستونوں میں سے ستون کے سامنے خود کو باندھ دیا اور کہنے لگے کہ میں اس جگہ سے نہیں ہٹوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ میری توبہ قبول کرلے۔ میری اس غلطی کے اندر جو میں نے کی ہے۔ اور اس نے اللہ سے عہد کرلیا کہ وہ بنو قریظہ کبھی نہیں جائے گا۔ اور مجھے اللہ تعالیٰ اس شہر میں کبھی نہیں دیکھیں گے

جس شہر میں، میں نے اللہ اور اس کے رسول کی خیانت کی ہے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو اس کی خبر پہنچی تو چونکہ واپس آنے میں ان کی آپ نے تاخیر محسوس کی تو معلوم ہونے پر آپ نے فرمایا کہ اگر وہ میرے پاس آ جاتے تو میں ان کے لئے استغفار کرتا۔ بہر حال جب اس نے یہ کام کیا ہے تب تو میں اس کو اس کی جگہ سے نہیں کھولوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ اس کی خود توبہ قبول کرے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۸۸/۳۔۱۹۰)

اس طرح کہا ہے ابن اسحاق نے اپنی اسناد کے ساتھ اور سعید بن مسیب نے گمان کیا ہے کہ ان کا خود کو توبہ کے ستون کے ساتھ باندھ دینا ان کے غزوۂ تبوک سے تخلّف کے اور پیچھے رہنے کے بعد تھا جب رسول اللہ ﷺ نے ان سے منہ پھیر لیا تھا۔ اور انہوں نے ان پر سرزنش کی تھی ان کے اس فعل پر جو انہوں نے یوم قریظہ میں کہا تھا۔ اس کے بعد غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے ان لوگوں کے سامنے جو پیچھے رہ گئے۔ واللہ اعلم اور علی بن ابوطلحہ اور عقبہ بن سعید کی ابن عباس سے روایت میں ان کے باندھنے کے بارے میں ہے جب وہ غزوۂ تبوک سے پیچھے رہ گئے تھے۔ وہ ابن مسیب کے قول کو پکا کرتا ہے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکر نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یزید بن عبداللہ قسیط نے یہ کہ ابولبابہ کی توبہ رسول اللہ ﷺ پر نازل ہوئی تھی جب وہ اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کے گھر میں تھے وہ فرماتی ہیں کہ میں سحر کے وقت رسول اللہ ﷺ سے جب وہ ہنس رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ہنستا رکھے کس بات نے آپ کو ہنسایا ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ابولبابہ کی توبہ قبول ہوگئی ہے۔ میں نے کہا میں اس کو اس بات کی خوشخبری سناؤں؟ آپ نے فرمایا کہ اگر آپ جانتی ہیں تو سنائیں۔ لہٰذا میں اپنے حجرے کے دروازے پر کھڑی ہوگئی اور میں نے کہا اے ابولبابہ خوش ہو جا تحقیق اللہ تعالیٰ نے تیری توبہ قبول فرمائی ہے۔ یہ واقعہ ہم لوگوں پر پردے کے حکم اترنے سے پہلے کا ہے۔ لہٰذا لوگ اس کو کھولنے کے لئے دوڑے مگر اس نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ رسول اللہ ﷺ خود اپنے ہاتھ سے مجھے کھولیں گے۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ جب صبح کی نماز کے لئے نکلے تو آپ نے خود ان کو کھول دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۹۱/۳)

باب ۷۷

بنو قریظہ کے یہودیوں کا حضرت سعد بن معاذ کے حکم پر

قلعوں سے نیچے اُترنا اور ان کے قتل ہونے اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنانے کے حوالے سے جو کچھ واقعات پیش آئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک رحمۃ اللہ علیہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے ان کو یونس بن حبیب نے ان کو ابوداؤد نے ان کو شعبہ نے سعد بن ابراہیم سے اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن سلمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد بن شاکر نے ان کو عفان نے ان شعبہ نے ان کو خبر دی سعد بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوامامہ بن سہل بن حنیف سے وہ حدیث بیان کرتے تھے حضرت ابوسعید خدری سے وہ کہتے ہیں کہ اہل قریظہ سعد بن معاذ کے کہنے پر نیچے اُترے تھے رسول اللہ ﷺ نے سعد کے پاس پیغام بھیجا وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس گدھے پر سوار ہو کر آئے۔ جب وہ مسجد کے قریب آئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کھڑے ہو جاؤ اپنے سردار کی طرف یوں فرمایا تھا کہ اپنے بہتر آدمی کی طرف۔ آپ نے فرمایا کہ بیشک یہ لوگ ابھی تیرے ہی حکم پر اُترے ہیں

تو سعد نے فرمایا کہ ان کے لڑنے والوں کو قتل کیا جائے اور ان کی اولادوں کو قید کیا جائے رسول اللہ نے فرمایا کہ آپ نے ان کے خلاف فیصلہ دیا ہے تو یہ اللہ کے حکم کے ساتھ دیا ہے۔اور کبھی فرمایا کہ بادشاہ کے حکم کے ساتھ۔یہ الفاظ حدیث عفان کے ہیں۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث شعبہ سے ہے۔(بخاری کتاب الجہاد۔مسلم کتاب الجہاد۔باب جواز قتل من نقض العہد)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فلیح موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے اور یہ الفاظ اس کے ہیں۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابواویس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا جب بنوقریظہ والوں نے حضور سے یہ مکالمہ کیا تھا کہ ان کے معاملے میں ایک آدمی کو فیصل مقرر کردیں۔آپ نے فرمایا کے میرے اصحاب میں سے تم لوگ جس کو چاہو چن لو۔لہٰذا انہوں نے سعد بن معاذ کو منتخب کیا۔رسول اللہ ﷺ بھی اس بات پر راضی ہوگئے۔چنانچہ وہ لوگ سعد بن معاذ کے کہنے پر نیچے اتر آئے (خود کو حضور اکرم ﷺ کے حوالے کردیا) حضور اکرم ﷺ ان کے ہتھیار اور اسلحہ کے بارے میں حکم دیا وہ آپ کے خیمے میں جمع کردیا گیا۔اور ان لوگوں کے بارے میں حکم دیا ان کی عشکلیں کسی گئیں تو وہ جکڑے گئے۔اور دار اسامہ میں بند کردیئے گئے۔

حضور اکرم ﷺ نے سعد بن معاذ کو بلالیا وہ دیہاتی گدھے پر سوار ہو کر آئے۔لوگوں کا گمان ہے کہ اوپر بچھونے کا خچر کا زین چمڑے کا تھا اس کے اندر کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی۔ان کے پیچھے بنوعبدالاشہل کا ایک آدمی بھی آگیا۔لہٰذا ان کے ساتھ پیدل چلنے لگا۔اور اس نے بنوقریظہ کا بڑا حق جتلایا ان کو اور اس نے ان کے حلیف ہونے کا ذکر بھی کیا۔اور وہ بھی جو انہوں نے سعد کو یوم بعاث میں عذر کیا تھا اور اس آدمی نے یہ بھی کہا کہ ان لوگوں نے آپ کو منتخب کیا تھا آپ کے ماموراً آپ کی قوم میں سے اس امید کے ساتھ کہ آپ ان کے ساتھ شفقت اور مہربانی کریں گے۔اور آپ پر نرمی کریں گے آپ ان کو باقی رکھوائیں (یعنی ان کو بچوالیں بیشک وہ آپ کے لئے باعث عزت ہیں باعث قوت وشوکت ہیں۔کہتے ہیں کہ اس آدمی نے بہت زیادہ بات کی مگر سعد نے اس کی بات کا کوئی جواب نہ دیا۔

حتی کہ جب قریب پہنچ گئے تو اس آدمی نے پوچھا کیا آپ مجھے واپس جواب نہیں دیں گے میں نے جو آپ سے کلام کیا ہے اس بارے میں۔لہٰذا سعد نے کہا کہ تحقیق میرے لیے وہ وقت آگیا ہے کہ میں اللہ کے کام کے معاملے میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی پرواہ نہ کروں۔لہٰذا وہ آدمی سعد کو چھوڑ کر واپس چلا گیا۔وہ اپنی قوم کے پاس گیا انہوں نے پوچھا کہ کیا رپورٹ لائے ہو۔اس نے ان کو خبر دی کہ وہ لوگ ان کو (قریظہ والوں کو) باقی نہیں چھوڑیں گے۔اور اس نے وہ پوری بات ان کو بتائی جو اس نے کہی تھی۔اور سعد نے ان کو جواب دیا تھا۔سعد نے ان لوگوں کے بارے میں یہ فیصلہ دیا تھا کہ ان کے جنگجو افراد کو قتل کردیا جائے۔اور ان کی عورتوں اور بچوں کو قید کرلیا جائے اور ان کے مال (مجاورین میں) تقسیم کردیئے جائیں۔اہل مغازی نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے سعد سے فرمایا تھا آپ نے ان کے بارے میں اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کے لڑنے والوں کو قتل کردیا۔

اہل معازی کا گمان ہے کہ وہ چھ سو جنگجو تھے وہ دار ابوجہل کے پاس بلا کر فرش پر قتل کئے گئے تھے جب کہ اس وقت کوئی بلاط وفرش نہیں بنا ہوا تھا اور حضور نے ان کے مال تقسیم کر ڈالے تھے ان لوگوں میں جو لوگ مسلمانوں میں سے موجود تھے۔اور وہ تمام گھوڑے جو مسلمانوں کے لئے تھے چھتیس گھوڑے تھے۔لہٰذا آپ ﷺ نے ہر گھوڑے سوار کے لئے دو دو حصے تقسیم کیے تھے۔اور حیی بن اخطب نکال کر لائے گئے تو رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کیا تجھے اللہ تعالیٰ نے رسوا کردیا ہے؟ اس نے حضور اکرم ﷺ سے کہا۔کہ آپ مجھ پر غالب ہو چکے ہیں۔میں تیرے ساتھ لڑنے کے معاملے میں اپنے نفس کے سوا کسی کو ملامت نہیں کروں گا۔اور آپ کے معاملے میں شدت اور سختی اختیار کرنے پر بھی۔حضور اکرم ﷺ نے ان کے

بارے میں حکم دیا اس کی بھی گردن ماردی گئی۔ یہ سارا معاملہ سعد بن معاذ کے سامنے کیا گیا۔ قیدیوں میں ایک عمرو بن سعد یہودی بھی تھا جب قتل کرنے کے لئے اس کو لینے گئے تاکہ اس کو قتل کریں تو۔ انہوں نے اس کو موجود نہ پایا ابن عمرو نے کہا کہ صحابہ نے کہا اللہ کی قسم ہم اس کو نہیں دیکھ رہے اور یہ ہے اس کی جگہ محبوس ہونے کی جس کے اندر وہ تھا۔ ہم نہیں جانتے کہ وہ کیسے بھاگ نکلا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ وہ ہم سے غائب ہو گیا ہے ایسی صورت کے ساتھ جس کو اللہ ہی جانتا ہے اس کے نفس کے بارے میں ''تہدستان قسمت راچہ سود''۔

اور ثابت بن قیس بن شماس بنو حارث بن خزرج کا بھائی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ مجھے زبیر اور اس کی بیوی ہبہ اور عطیہ کے طور پر دے دیجئے آپ نے وہ دونوں ہبہ کر دیے۔ لہٰذا ثابت نے زبیر کی طرف رجوع کیا اور کہا اے ابو عبدالرحمن کیا تم مجھے پہچانتے ہو؟ اس وقت زبیر بڑی عمر کے تھے اور اندھے ہو چکے تھے۔ انہوں نے جواب دیا کیا کوئی آدمی اپنے بھائی کو بھی نہیں پہچانے گا ثابت بن قیس نے کہا میں چاہتا ہوں کہ میں آج کے دن تجھے اُس کا بدلہ دوں۔ انہوں نے کہا ٹھیک ہے آپ کیجئے بیشک شریف انسان شریف کو بدلہ دیا کرتا ہے۔ اس نے کہا کہ میں نے تجھے رسول اللہ ﷺ سے مانگ لیا ہے انہوں نے آپ کو میرے لیے ہبہ کر دیا ہے۔ میں نے کھولدیا ہے تجھ سے اسارت کو۔ زبیر نے کہا (میں نابینا ہو گیا ہوں) مجھ کو پکڑ کر چلانے والا نہیں ہے۔

کیا تم نے میری بیوی بھی لے لی ہے اور میرے بیٹے۔ چنانچہ ثابت رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس گیا اس نے آپ سے اس کی اولاد بھی مانگ لی یعنی زبیر کی اولاد اور اس کی بیوی۔ آپ نے وہ دونوں اس کو ہبہ کر دیے۔ چنانچہ ثابت زبیر کے پاس گئے اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے تیری طرف تیری بیوی اور تیرے بچے واپس کر دیے ہیں۔ زبیر نے کہا۔

فَحَائِطٌ لِیُ فِیهِ اَعْذُقٌ لَیسَ لِی وَلَا هلِیُ عَیشٌ لا بِه.

میرا ایک باغ بھی ہے اس میں میرا میٹھے پانی کا چشمہ بھی میرا اور میرے گھر والوں کا اس کے سوا کوئی گزارہ نہیں ہے۔

لہٰذا پھر ثابت بن قیس رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ کر گئے اور ان سے جا کر زبیر کے باغ کا سوال کیا آپ ﷺ نے وہ بھی اس کو ہبہ کر دیا۔ لہٰذا ثابت زبیر کی طرف لوٹ کر آئے اور اس کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرا اھل بھی اور تیرا مال بھی تجھے واپس لوٹا دیا ہے اب تو مسلمان ہو جا اور بچ جا اس نے کہا کہ۔ جو کچھ دو مجلسیں کریں (یعنی جو فیصلہ وہ کریں گے وہی کروں گا) اس نے اپنی قوم کے کچھ مردوں کے نام ذکر کیے۔ لہٰذا ثابت نے اس کو بتایا کہ وہ قتل کر دیے گئے ہیں۔

حضور ﷺ ان سے فارغ ہو چکے ہیں شاید کہ اللہ تعالیٰ آپ کو ھدایت دے دے۔ اور ابھی تجھے کسی خیر کے لئے باقی رکھا ہے۔ زبیر نے کہا میں اللہ کے واسطے تجھ سے اور میرے اس احسان کے بدلے میں سوال کرتا ہوں کہ آپ مجھے بھی ان لوگوں کے ساتھ لاحق کر دے (یعنی مجھے قتل کر دے) ان کے مارے جانے کے بعد زندہ رہنے میں کوئی خیر نہیں ہے۔ لہٰذا حضرت ثابت نے یہ بات رسول اللہ ﷺ سے ذکر کی حضور اکرم ﷺ نے زبیر کے قتل کا حکم دے دیا وہ بھی قتل کر دیا گیا۔ (الدرر لابن عبدالبر ۱۸۰۔۱۸۲۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۹۶)

(۱) جب اللہ تعالیٰ نے بنو قریظہ کے معاملے میں اپنا فیصلہ نافذ فرمادیا۔ (۲) اور اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان سے ان مقامات کی مصیبت اُٹھالی۔ (۳) تو اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید اُتارا اس میں اللہ تعالیٰ نے اہل ایمان کو اپنا احسان جتلایا جو اللہ نے ان پر انعام فرمایا تھا۔ (۴) خصوصاً اس وقت جب اس نے ان کے دشمن پر تیز اور تند ہوا چلادی تھی۔ (۵) اور ایسے لشکر بھیجے تھے جنہیں وہ دیکھ نہ سکتے تھے۔ (۶) ان لشکروں کے مقابلے پر جو اہل مدینہ پر بالائی سمت سے آئے تھے۔ (۷) اور وہ جو ان کے نیچے کی سمت سے آئے تھے (جب خوف کے مارے)۔ (۸) آنکھیں غلطی کرنے لگی تھیں اور دل ہتھیلیوں میں آن پڑے تھے۔ (۹) اور لوگ اللہ کے ساتھ نامناسب گمان کرنے لگے تھے۔ جب آزمائش مصیبت آن پڑی تھی۔ (۱۰) اور منافقین کی سخت باتیں۔ (۱۱) اور ان میں سے ایک جماعت نے یہ کہنا شروع کر دیا تھا کہ ہمیں تو اللہ نے اور اس کے رسول نے دھوکے کا وعدہ دیا تھا۔

(۱۲) اوران میں سے ایک جماعت نے اللہ کی نصرت اوراس کے رسول کی نصرت سے علیحدگی اختیار کرلی تھی۔ (۱۳) اوروہ اپنے بھائی بندوں کو بلاکررسول اللہ کا ساتھ چھوڑنے کا کہہ رہے تھے۔ (۱۴) اللہ نے ان لوگوں کی زبان کی تیزی کا ذکر بھی نازل کیا۔ (۱۵) اور جنگ سے ان کی کمزوری کا ذکر کیا ہے۔ (۱۶) اس کے بعد مسلمانوں کا ذکر کیا ہے۔ (۱۷) اور آزمائش اور مصیبت کے وقت ان کے تصدیق کرنے کا ذکر کیا ہے۔ (۱۸) اور یہ ذکر کیا ہے کہ فَمِنْهُمْ من قضیٰ نحبه ومنهم من ینتظرو ما بدلوا تبدیلا۔ ان میں سے بعض تو وہ ہیں جو اپنی حاجت اوردلی خواہش شہادت حاصل کرنے والی پوری کرچکے ہیں اور بعض ان میں سے وہ ہیں جو ابھی تک شہادت کی آرزو لئے بیٹھے ہیں۔ مگرانہوں نے دین نہیں تبدیل کیا۔ (۱۹) اس کے بعد یہ ذکرفرمایا کہ وردالله الذین کفروا بغیظهم لم ینالوا خیرًا و کفی الله المؤمنین القتال و کان الله قویاً عزیزا(احزاب:۲۵) کہ اللہ نے کافروں کوان کے غیظ وغضب سمیت واپس لوٹایا تھا وہ کوئی کامیابی نہ حاصل کرسکے۔ اللہ نے اہل ایمان کے لئے قتال سے کفایت فرمائی (یعنی لڑائی کئے بغیران کا کام بنادیا) اللہ تعالیٰ قوت والا اور غلبے والا ہے۔ (۲۰) اس کے بعد اللہ نے بنوقریظہ کا ذکرفرمایا اوران کی طرف سے اوررسول کی دشمنی کا مظاہرہ کرنے کا ذکران الفاظ کے ساتھ فرمایا و انزل الذین ظاهروهم من اهل الکتاب من صیاصیهم وقذف فی قلوبهم الرعب (الاحزاب:۲۶)۔ اللہ نے ان لوگوں کوان کی گڑھیوں اور قلعوں سے اتارا تھا اہل کتاب میں سے جنہوں نے ان سے رفاقت بنارکھی تھی۔ اوران کے دلوں میں دھاک بیٹھادی تھی۔ (۲۱) نیز اللہ نے یہود پر مسلمانوں کے تسلط کا ذکر کیا ان کوقتل کرنے اورقیدی بنانے کے بارے میں۔ (۲۲) اور یہ احسان جتلایا کہ واورثکم ارضهم ودیارهم واموالهم وارضالم تطؤها وکان الله علی کل شیئ قدیرا (احزاب:۲۷) کہ اللہ نے ہی تمہیں ان کی زمینوں کا وارث بنایا اوران کے گھروں کا اوران کے مالوں کا اورایسی زمین کا جس پر تیرے قدم نہ رکھے تھے اللہ تعالیٰ ہر چیز پر قادر ہے۔ (۲۳) نیز قرآن مجید میں یہ مذکورہ وضاحتیں جب آپ پڑھیں گے تو دیکھیں گے کہ انتیس آیات میں نازل کی گئی ہیں جن کی ابتداء اس آیت سے ہے۔ یا ایها الذین آمنوا اذکروا نعمة الله علیکم اذجاءتکم جنود فارسلنا علیهم ریحًا و جنودالم تروها و کان الله بما تعملون بصیرا۔ (سورۃ احزاب : آیت ۹)

(۳) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے ان کوخبردی ابوجعفر بغدادی نے ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے ان کوان کے والد نے ان کوابن لہیعہ نے ان کوابوالاسود نے ان کوعروہ بن زبیر نے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بنوقریظہ میں محاصرہ قائم کیے رکھا یہاں تک کہ انہوں نے خود مطالبہ کیا کہ اسکے اوراپنے درمیان ایک ثالث مقرر کردیں جو کہ فیصلہ کرے تاکہ اس کے فیصلے پر وہ نیچے اتر آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے اصحاب میں سے تم جس کوچاہو پسند کرلو ثالثی کے لئے۔

اس کے بعدراوی نے اس قصے کوذکرکیا ہے موسیٰ بن عقبہ والی روایت کے مفہوم میں۔ مگراس قول کا اضافہ کیا ہے۔

وَارْضاً لَم تطَؤُها۔ فیزعمُونَ انّها خَیرُ و لا احسبها الا کل ارض فتحها الله عَزّوَجَلَّ عَلَی والْمُسْلِمِیْنَ اوْ هُوَ فَا تِحُها اِلیٰ یَوْمِ القِیٰمَةِ

ایسی زمین جس پر تم نہیں چلے ہو۔ (یہ الفاظ جوقرآن میں آئے ہیں اس سے مرادلوگوں کا گمان ہے کہ وہ ارض خیر ہے۔ جب کہ میں اس کو ہروہ زمین خیال کرتا ہوں جس کواللہ نے مسلمانوں پر فتح کردیا ہے یا جس کووہ فتح کرنے والا ہے قیامت تک اور سب مراد ہے)

(۴) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے ان کوابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کواحمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کوابن اسحٰق نے۔ اس نے قصہ ذکرکیا ہے یہودیوں کے سعد بن معاذ کے حکم پر اترنے کا اوراس کا جو کچھ سعد سے کہا گیا تھا اور سعد نے جو کچھ کہا تھا ابن اسحٰق نے کہا ہے پھران لوگوں سے اترنے کا مطالبہ کیا گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کومدینے میں محبوس کردیا تھا دارزینب بنت حارث میں وہ ایک عورت تھی بنونجار میں سے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نکلے خندقوں لوگوں کے مقام کی رات بازار مدینہ میں آج جو بازار مدینہ ہے (مصنف کے عہد میں ۳۸۴ ھ میں) آپ نے وہاں خندق کھودی اس کے بعدوہ لوگ وہاں بھیجے گئے ان خندقوں میں ان کی گردنیں ماردی گئیں ان لوگوں کواس مقام کی طرف گلوں میں

طوق ڈال کر لایا گیا ان میں اللہ کا دشمن حُیی بن اخطب تھا اور کعب بن اُسید وہ قوم کے سردار تھے وہ لوگ آٹھ سو افراد تھے یا نو سو۔ ان کو زیادہ سے زیادہ قرار دینے والے کہتے ہیں کہ آٹھ یا نو سو کے درمیان تھے۔ ان لوگوں نے کعب بن اسد سے کہا تھا وہی ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس گروہ گروہ کر کے لے جا رہے تھے اے کعب آپ کیا سمجھتے ہیں کہ وہ (محمد) کیا کر رہے ہیں؟ اس نے جواب دیا ہر ہر جگہ پر تم نہیں سمجھ سکتے۔

کیا تم لوگ دیکھتے نہیں کہ بلانے والا مطعون نہیں کیا جاتا۔ اور یہ بھی دیکھ رہے ہو کہ جس جس کو تم میں سے لے جایا گیا وہ واپس نہیں آیا۔ یہ تو اللہ کی قسم قتل بھی ہے۔ یہی طریقہ جاری رہا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ ان سے فارغ ہو گئے۔ حُیی بن اخطب (یہودی سردار کو لایا گیا یہ سب سے بڑا سازشی اور شری تھا جس نے مکے والوں کو بنو عطفان کو حضور کے مقابلے پر لا کر کھڑا کیا تھا اور بنو قریظہ سے مسلمانوں کے ساتھ کیا ہوا معاہدہ ختم کر دیا تھا) اس کے جسم پر قفّاحی پوشاک تھی (یعنی سرخ چوغہ یا) سرخ پوشاک وہ ہر طرف سے پھٹا ہوا تھا انگلی کے پورے کے برابر تا کہ اس کو اُتار کر دوسرا استعمال نہ کر سکے اس کے ہاتھ گردن کے ساتھ بندھے ہوئے تھے۔ جب اس نے رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھا تو کہنے لگا خبردار اللہ کی قسم میں آپ کی دشمنی میں اپنے نفس کو ملامت نہیں کرتا بلکہ حقیقت تو یہ ہے کہ جو اللہ کو رسوا کرنا چاہتا ہے وہ خود رسوا ہو جاتا ہے۔ اس کے بعد وہ لوگوں کی طرف متوجہ ہوا اور کہنے لگا اے لوگو بیشک بات یہ ہے کہ اللہ کے حکم پر تو کوئی ڈر خوف کوئی ملال نہیں ہے ہر بات لکھی ہوئی ہے اور تقدیر ہے۔ یہ ایک جنگ تھی اللہ نے جس کو بنی اسرائیل پر لکھ دیا تھا اس کے بعد وہ بیٹھ گیا۔ لہٰذا اس کی گردن اڑا دی گئی۔ پس کہا تھا جبل بن جوال بنو ثعلبہ میں سے تھا۔ دارقطنی نے کہا ابو عمیر نے کہا کہ وہ یہودی تھا جو مسلمان ہو گیا تھا)۔

لعمرُكَ مالام ابن اخطب نفسه ولكنّهُ من يَخذُلِ اللهُ يُخذَلِ

يُجاهد حتى ابلغ النفس جهدها وقَلقَلَ يبغى العز كل مقلقل

تیری بقا کی قسم ابن اخطب نے اپنے نفس کو ملامت تو نہیں کی مگر یہ حقیقت ہے کہ جو اللہ کو رسوا کرتا ہے وہ خود رسوا ہو جاتا ہے۔ اس نے سخت جدوجہد کی یہاں تک کہ اس میں اس کی جان چلی گئی متحرک آدمی تھا وہ عزت غلبے کا خواستگار تھا اور ہر پھرتیلا اور متحرک آدمی عزت و غلبہ کا خواستگار ہوتا ہے اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ یہ اشعار خود حُیی بن اخطب نے کہے تھے۔

(۵) ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ مجھے زہری نے حدیث بیان کی ہے کہ زبیر بن باطا قرظی کی کنیت ابو عبدالرحمٰن تھی ان کا گذر ثابت بن قیس بن شماس کے پاس ہوا تھا۔ پھر ابن اسحٰق نے ان کے قصے کو موسیٰ بن عقبہ کے مفہوم کے مطابق ذکر کیا ہے۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ مکمل۔ اور ابن اسحٰق نے ذکر کیا ہے ان میں جس نے اس سے ثابت کے بارے میں پوچھا تھا۔ وہ کعب اسد تھے اور حُیی بن اخطب اور دیگر۔ پھر کہا کہ میں تم سے پوچھتا ہوں یعنی درخواست کرتا ہوں تم سے اے ثابت اسد اس احسان کے بدلے میں جو میں نے تیرے سے کیا تھا وہ یہ ہے کہ مجھے میری قوم کے ساتھ لاحق کر دے (یعنی مجھے بھی مروا دے) اللہ کی قسم ان لوگوں کے بعد زندہ رہنے میں کوئی صبر نہیں کر سکتا جب تک کہ میں اپنے دوستوں سے نہ مل جاؤں۔ لہٰذا ثابت ان کو بھی آگے لے گئے اور ان کی بھی گردن ماردی گئی۔ جب ابوبکر صدیق ؓ کو ان کی خبر پہنچی تو فرمایا کہ وہ اپنے دوستوں سے مل گیا ہے اللہ تعالیٰ ان کو جہنم کی آگ میں جلادے گا ہمیشہ ہمیشہ کے لئے۔ رسول اللہ ﷺ نے قتل کا حکم دیا تھا ہر اس شخص کے لئے جو ان میں سے جوان ہو چکے ہیں۔

ابن اسحٰق نے کہا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کے حال یعنی بنو قریظہ کے مال تقسیم کر دیئے تھے اور ان کی عورتوں کو اور ان کی اولادوں کو مسلمانوں کے درمیان۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے وہ فرماتے ہیں کہ تقسیم اور حصہ دہی نہیں واقع ہوئی مگر بنو قریظہ کے بارے میں جدوجہد کرنے والے نمازیوں میں اس دن گھوڑے چھتیس تھے گھڑ سواروں کے لئے۔ اس مال بنو قریظہ میں رسول اللہ ﷺ نے دو دو حصے مقرر کیے تھے۔ دو حصے گھوڑوں کے اور دو حصے آدمیوں کے۔ لہٰذا اس تقسیم کی سنت اور طریقے پر تقسیمات جاری رہتی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس دن مقرر کیے تھے گھوڑسوار کے لئے اور اس کے گھوڑے کے لئے تین حصے۔یعنی ایک کا ایک حصہ اور اس کے گھوڑے کے دو حصے۔اور پیدل کا ایک حصہ۔

(۶) ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سعد بن زید بنو عبداللہ الاشہل کو بھیجا تھا بنو قریظہ کے قیدیوں کے ساتھ نجد کی طرف اس نے ان کے بدلے میں گھوڑے اور اسلحہ خریدا تھا۔اور رسول اللہ ﷺ سے اپنی ذات کے لئے ان میں منتخب کیا تھا۔ان کی عورتوں میں سے ریحانہ بنت عمرو بن خنافہ کو جو کہ بنو عمرو بن قریظہ کی عورتوں میں سے ایک عورت تھی۔وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس رہ رہی تھی حضور اکرم ﷺ کی وفات تک۔وہ حضور اکرم ﷺ کی ملکیت میں تھی۔حضور اکرم ﷺ نے اسے پیش کش کی تھی کہ آپ ﷺ ان سے شادی کرلیں۔اور اس پر پردے کا حکم لاگو کردیں۔وہ کہنے لگی اے اللہ کے رسول ﷺ آپ مجھے اپنی ملکیت میں (لونڈی کی حیثیت سے) چھوڑ دیں یہ بات زیادہ ہلکی پھلکی ہوگی آپ کے لئے بھی اور میرے لئے بھی۔

لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے اس کو اپنی حالت پر چھوڑ دیا تھا۔کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو قیدی بنایا تھا اس نے اسلام کے ساتھ تعصب رکھ لیا تھا اور یہودیت کے سوا سے انکار کردیا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے اس کو علیحدہ کردیا تھا۔اور آپ اپنے دل میں اس کی اس اداء سے ناخوش تھے۔حضور ﷺ ایک دن اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے۔اچانک آپ نے اپنے پیچھے جوتوں کی آہٹ سنی آپ نے فرمایا کہ یہ ثعلبہ بن سعیہ ہے مجھے بشارت دینے آرہا ہے ریحانہ کے مسلمان ہونے کی۔اتنے میں اس نے آکر کہا یارسول اللہ ﷺ ابھی ابھی ریحانہ مسلمان ہوگئی ہے اس بات نے حضور اکرم ﷺ کو خوش کردیا۔(سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۹۶۔۱۹۸۔تاریخ ابن کثیر ۴/۱۲۵۔۱۲۶)

(۷) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے (رحمۃ اللہ علیہ) وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن حبیب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ عبدالملک بن عمیر سے اس نے عطیہ قرظی سے وہ کہتے ہیں کہ میں بنو قریظہ کے قید ہونے والوں میں سے تھا رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ ان قیدیوں میں جو جوان ہوچکے ہیں وہ قتل کردیے جائیں میں ان میں سے تھا جو ابھی تک جوان نہیں ہوئے تھے۔لہٰذا میں (زندہ) چھوڑ دیا گیا تھا۔(سیرۃ ابن ہشام ۳/۱۹۷)

باب ۷۸

حضرت سعد بن معاذ رضی اللہ عنہ کی دعاء اپنے زخم کے بارے میں

اور ان کی دعاء کی قبولیت اور اس بارے میں ان کی کرامت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے ان کو محمد بن رافع نے اور حسین بن منصور نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن نُمیر نے ان کو ھشام نے اپنے والد سے اس نے سیدہ عائشہ سے وہ فرماتی ہیں۔حضرت سعد کو تیر لگ گیا تھا خندق والے دن اس کو قریش میں سے ایک آدمی نے نشانہ مارا تھا۔اس کو حبان بن عرفہ کہتے تھے۔اس نے ان کو رگ اکحل پر مارا تھا رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے مسجد میں خیمہ لگا دیا تھا تاکہ آپ ان کی قریب سے عیادت کرلیا کریں۔(ابوداود کتاب الجنائز حدیث ۳۱۰۱ ص ۳/۱۸۶)

جب رسول اللہ ﷺ خندق سے واپس لوٹے اور آپ نے اسلحہ اتار کر رکھ دیا اور غسل بھی کرلیا۔تو جبرائیل علیہ السلام آپ کے پاس پہنچے۔وہ اپنے سر سے غبار جھاڑ رہے تھے۔انہوں نے پوچھا کہ کیا آپ نے ہتھیار اُتار دیئے ہیں۔اللہ کی قسم ہم نے تو ابھی تک نہیں اُتارے۔آپ نکلیں ان کی طرف رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ کہاں اس نے بتایا کہ یہاں پر اور انہوں نے بنو قریظہ کی طرف اشارہ کیا۔لہٰذا رسول اللہ ﷺ نکلے وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے

حکم پر اُترے مگر رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں حکم اور فیصلہ سعد کی طرف پھیر دیا۔ سعد نے کہا کہ میں ان کے بارے میں یہ فیصلہ کرتا ہوں کہ جو ان میں سے لڑنے کے قابل ہیں ان کو قتل کر دیا جائے اور ان کی اولادوں کو قیدی بنالیا جائے اور ان کے مال مجاہدین میں تقسیم کر لئے جائیں۔ میرے والد نے بتایا کہ مجھے یہ خبر دی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تحقیق آپ نے ان کے بارے میں اللہ کے حکم کے ساتھ فیصلہ فرمایا ہے۔ (ابن نُمیر کہتے ہیں) ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہ حضرت سعد کا زخم ان کو چھوڑنے کے لئے خشک ہو گیا تھا۔ انہوں نے دعا کی۔ اے اللہ آپ اچھی طرح جانتے ہیں کہ مجھے تیری رضا کے لئے اس قوم کے ساتھ جنہوں نے آپ کے رسول کی تکذیب کی ہے اور ان کو نکالا اور لڑنے سے زیادہ کوئی محبوب نہیں ہے۔

اے اللہ میں گمان کرتا ہوں آپ نے ہی ان کے اور ہمارے درمیان جنگ بند کرادی ہے۔ اگر قریش کی جنگ سے کچھ باقی رہ گئی ہے تو مجھے ان کے لیے زندہ رکھ میں تیری رضا کے لئے ان سے لڑوں گا۔ اور اگر آپ نے ان کے اور ہمارے درمیان جنگ ختم کر دی ہے تو پھر تو اس زخم کو دوبارہ جاری کر دے اور میری موت اس کے اندر رکھ دے۔ کہتے ہیں کہ یہ دعا کرتے ہی ان کا زخم نرم ہو کر دوبارہ پھوٹ پڑا۔ مسجد میں جو ان کے اھل خیمہ گئے بنو غفار ہی سے ان کو اس خون نے ڈرا دیا جو ان کی طرف بہہ کر جا رہا تھا انہوں نے آواز لگا کر پوچھا اے اھل خیمہ یہ کیا ہے جو تمہاری طرف سے ہماری طرف آرہا ہے۔ جب کہ وہ سعد کا خون تھا جو ان کا زخم تازہ ہونے سے بہہ رہا تھا چنانچہ اس سے اُن کا انتقال ہو گیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں زکریا بن یحییٰ سے اُس نے عبداللہ بن نمیر سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابو کریب سے اس نے عبداللہ سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ باب رجع النبی ﷺ من الاحزاب۔ مسلم کتاب الجہاد۔ حدیث ۶۵ ص ۱۳۸۹)

اور اس کو روایت کیا ہے محمد بن اسحٰق بن یسار نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے کہ انہوں نے اپنی دعا میں کہا تھا کہ اگر آپ نے ان کے اور ہمارے درمیان جنگ ختم کر دی ہے تو اس زخم کو میری شہادت کا ذریعہ بنا دو۔ اور مجھے اس وقت تک موت نہ دے جب تک میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں بنو قریظہ سے۔ (مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۶۷ ص ۱۳۹۰/۳)

(۲) اور ہمیں خبر دی ابو علی حسن بن محمد روزباری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن حسن بن ایوب طوسی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابو مسرہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی۔ المقری نے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی لیث نے ان کو ابو زبیر نے جابر سے، وہ کہتے ہیں کہ جنگ احزاب والے دن حضرت سعد بن معاذ کو تیر مارا گیا۔ انہوں نے ان کی رگ اکحل کاٹ دی تھی رسول اللہ ﷺ نے آگ کے ساتھ ان کے زخم کو داغ دیا تھا۔ لہٰذا ان کا ہاتھ پھول گیا تھا پھر آپ نے اسے چھوڑ دیا خون بہا پھر دوبارہ اس کو داغ دیا پھر ان کا ہاتھ پھول گیا جب سعد نے اس کو دیکھا تو دعا کی اے اللہ میری روح نہ نکالنا اس وقت تک کہ جب تک کہ میری آنکھیں ٹھنڈی نہ ہو جائیں بنو قریظہ کے بارے میں انہوں نے اپنی اس رگ کو کس کر باندھ دیا۔ لہٰذا اس سے ایک قطرہ بھی نہ گر رہا تھا۔

حتی کہ وہ لوگ سعد بن معاذ کے حکم پر نیچے اتر آئے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کے پاس آدمی بھیجا انہوں نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے مرد قتل کر دیئے جائیں اور ان کی عورتیں اور بچے قیدی بنا لیے جائیں۔ اس سے مسلمان مدد حاصل کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے سعد سے فرمایا۔ کہ تم اللہ کے حکم کو پہنچ گئے ہو ان کے بارے میں (یعنی تم نے اللہ کی مرضی کے مطابق فیصلہ کیا ہے) وہ لوگ چار سو افراد تھے جو حضور اکرم ﷺ ان کے قتل سے فارغ ہو گئے تو ان کی رگ دوبارہ کھل گئی اور ما انتقال کر گئے اللہ ان پر رحم فرماتے۔ (ترمذی کتاب السیر۔ حدیث ۱۵۸۲ ص ۱۴۴/۴۔ ۱۴۵۔ سند احمد ۳/۳۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابو اسحٰق ابراہیم بن محمد بن علی بن معاویہ العطار نیساپوری نے ان کو ابو حامد احمد بن محمد بن احمد بن بالویہ عفصی نے ان کو حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے ان کو اسحاق نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عمرو بن محمد قریشی نے ان کو ابن ادریس نے عبداللہ سے انہوں نے نافع سے اس نے ابن عمر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک یہ وہ آدمی ہے جس کے لئے عرش الٰہی ہل گیا ہے یعنی سعد بن معاذ اور ان کے

جنازے کے ساتھ ستر ہزار فرشتے لے کر گئے ہیں البتہ تحقیق اس کو بھیجا گیا تھا پھر اس کو کھولدیا گیا ہے فرمایا کہ ہمیں حدیث بیان کی اور ابن سلمہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسحٰق نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی معتمر نے اپنے والد سے اُس نے حسن سے وہ کہتے ہیں کہ اس کے لئے عرش رحمٰن حرکت میں آ گیا تھا اس کی روح کے آنے کی خوشی کی وجہ سے۔

(۴)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم نے ان کو ان کے والد نے اور شعیب بن لیث نے وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی لیث بن سعد نے یزید بن ھاد سے اس نے معاذ بن رفاعہ سے اس نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس اور پوچھا کہ یہ کون نیک بندہ تھا جو فوت ہوا ہے اس کی روح کے لئے آسمان کے دروازے کھول دیئے گئے اور خوشی سے عرش جھوم گیا۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نکلے تو اچانک وہ سعد بن معاذ تھے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ اس کی قبر پر بیٹھ گئے وہ ورد کیے جارہے تھے وہ ابھی بیٹھے ہوئے ہی تھے اچانک آپ نے دومرتبہ سبحان اللہ۔ سبحان اللہ کہا لوگوں نے بھی یہ سن کر سبحان اللہ کہا پھر کہا کہ اللہ اکبر اللہ اکبر۔ لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہا پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں حیران ہوتا ہوں اس عبد صالح کی وجہ سے اس کے اوپر اس کی قبر میں سختی کی گئی حتی کہ اب اس کے لیے کھول دیا گیا ہے۔ (سنداحمد ۳/ ۳۲۷)

(۵)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی معاذ بن رفاعہ بن رافع زُرقی نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی میری قوم کے مردوں میں سے جن کو میں چاہتا ہوں۔ کہ جبرائیل علیہ السلام نبی کریم ﷺ کے پاس آئے۔ رات کے اندر ریشم کے عمامے کو سر پر سجائے ہوئے کہنے لگے اے محمد ﷺ یہ کون میت ہے جس کی روح کے لیے آسمان کے دروازے کھولے گئے اور عرش اس کے لیے خوشی سے متحرک ہو گیا؟ لہٰذا رسول اللہ ﷺ فوراً کھڑے ہو گئے اپنی چادر کو گھسیٹتے ہوئے جلدی کرتے ہوئے سعد بن معاذ کی طرف گئے آپ نے ان کو اس حال میں پایا کہ اسی وقت ہی ان کی روح قبض ہوئی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳: ۲۰۳۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۱۲۹)

(۶)　ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس عاصم نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معاذ بن رفاعہ بن رافع نے ان کو خبر دی محمد بن عبدالرحمٰن بن عمرو بن جموح نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ جب سعد بن معاذ اپنی قبر میں رکھے گئے رسول اللہ ﷺ نے سبحان اللہ کہا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ سبحان اللہ کہا اس کے بعد آپ نے اللہ اکبر کہا اور لوگوں نے بھی آپ کے ساتھ اللہ اکبر کہا۔ صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے کس وجہ سے سبحان اللہ کہا تھا آپ نے فرمایا اس نیک بندے پر اس کی قبر تنگ ہو گئی تھی حتی کہ اللہ نے اسے کھولدی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۰۳)

(۷)　اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے امیہ بن عبداللہ نے کہ انہوں نے سعد کے گھر آئے کسی فرد سے پوچھا تھا تمہارے پاس اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کے قول میں سے کیا بات پہنچی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہمارے لئے یہ بات ذکر کی گئی تھی کہ رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں پوچھا گیا تو انہوں نے فرمایا کہ وہ کوتاہی کر جاتے تھے پیشاب کرنے کے بعد بعض دفعہ وضو کرنے یا استنجا کرنے میں۔ واللہ اعلم بالصواب

☆☆☆

باب ۷۹

حضرت ثعلبہ اور اُسید ابناء سَعیہ کا
اور اَسَدُ بن عبید کا مسلمان ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری اسفرائنی نے وہیں پر وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحق وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب قاضی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی نصر بن علی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی وھب بن جریر بن حازم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے محمد بن اسحق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن عمر نے اس نے بنوقریظہ کے ایک بوڑھے سے اس نے کہا کہ ہمارے پاس ملک شام سے ایک یہودی آدمی آیا تھا اس کا نام تھا ابن الہیبان۔ اللہ کی قسم ہم نے کبھی کوئی آدمی اس سے بہتر نہیں دیکھا وہ ہمارے سامنے مقیم رہا جب بارش بند ہو جاتی تھی تو ہم اس سے کہتے تھے کہ ہمارے لیے بارش طلب کیجئے وہ کہتا تھا نہیں ایسے نہیں اللہ کی قسم بلکہ بارش کی دعا کرنے جانے سے قبل تم لوگ صدقہ کرو وہ کہتے تھے کہ کیا صدقہ کریں؟ وہ کہتا تھا کہ ایک صاع کھجوریں یا ایک مد جو ہم لوگ صدقہ کرتے تھے وہ ہمیں لے کر ہمارے میدان میں جاتا بس اللہ کی قسم ابھی تک وہ اپنی مجلس سے اُٹھتا تھا کہ ہمارے ساتھ گھاٹیاں پانی کی بھر کر بہنے لگتیں۔

اس نے صرف ایک دو مرتبہ نہیں بلکہ کئی بار ایسے کیا تھا جب اس کی وفات ہونے لگی تو اس نے کہا اے جماعت یہود۔ کیا تم لوگ مجھے دیکھتے نہیں ہو کہ میں شراب اور خمیر کی (یعنی کھانے پینے والی) سرزمین سے بھوک اور تکلیف والی زمین پر آ گیا ہوں مجھے کیا چیز یہاں لے کر آئی ہے ہم نے کہا کہ تم یہ بہتر جانتے ہو اس نے بتایا کہ مجھے ایک نبی کی توقع اور آرزو یہاں لے آئی ہے جو ابھی مبعوث ہونے والا ہے۔ اور یہی اس کا شہر ہوگا ہجرت کرنے کے بعد۔ وہ بھیجا جائے گا خون بہانے کے حکم کے ساتھ اور اولادوں کو قید کرنے کے ساتھ (مراد جہاد ہے) یہ بات تمہیں اس کے پاس جانے سے مانع نہ بنے اور تم سے پہلے ان سے کوئی اور نہ ملنے پائے (یعنی تم پیچھے نہ رہ جانا بلکہ اس کو جان لینا)۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے بنوقریظہ کے ایک شیخ (معمر آدمی) سے کہ انہوں نے کہا کیا تم جانتے ہو کہ ثعلبہ بن سعیہ اُسید بن سعیہ اسلام اور اسد بن عبید بنو ہزل کی جماعت کا مسلمان ہونا کس وجہ سے ہوا تھا۔ یہ لوگ بنوقریظہ میں سے نہیں تھے۔ نہ ہی بنونضیر میں سے تھے بلکہ وہ اس سے اُوپر تھے۔ میں نے بتایا کہ مجھے نہیں معلوم۔ اس نے بتایا کہ ہم لوگوں کے پاس شام کے ملک کے یہودیوں میں سے ایک آدمی آیا تھا اسے ابن الہیبان کہا جاتا تھا۔ پھر اس (معمر شخص نے) روایت جریر کے مفہوم کے مطابق قصہ ذکر کیا۔ اور اس نے اس بات کا اضافہ کیا کہ جب وہ رات آئی تھی جس رات قریظہ کی بستی فتح ہو گئی تھی۔ تو ان تین آدمیوں نے کہا تھا۔ وہ اس وقت کڑیل جوان تھے۔

اے جماعت یہود یہ شخص (محمد ﷺ) وہی ہے جس کا ذکر تم لوگوں سے ابن الہیبان نے کیا تھا۔ یہودیوں نے کہا وہ کیا تھا؟۔ انہوں نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم بیشک وہ اللہ وہی ہے اے جماعت یہود۔ بیشک یہ اللہ کی قسم البتہ وہی ہے اپنی صفت کے ساتھ۔ اس کے بعد وہ نوجوان اترے اور انہوں نے اسلام قبول کر لیا۔ اور انہوں نے اپنے مال چھوڑ دیئے اولادیں چھوڑ دیں اپنے گھر والوں کو چھوڑ دیا۔ صحابہ نے کہا کہ ان کے مال قلعے میں تھے مشرکین کے ساتھ جب قلعے فتح ہوئے۔ یہ مال ان کو واپس کر دیئے گئے۔ ابن اسحق کے خیال کے مطابق اسی رات عمرو بن سعدی قرظی نکلا اور وہ

رسول اللہ ﷺ کے محافظ (چوکیدار) کے پاس گذرا اس رات کو محمد بن مسلمہ اس ذمہ داری پر مامور تھے۔انہوں نے جب اس کو دیکھا تو پوچھا کہ کون ہے یہ؟ اس نے نے بتایا کہ میں عمرو بن سُعد ہوں۔اور وہ یعنی عمرو وہی تھے جنہوں نے بنوقریظہ کے ساتھ شامل ہونے سے انکار کر دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کے غداری و دھوکہ کرنے میں۔اور اس نے کہا تھا کہ میں محمد ﷺ کے ساتھ کبھی بھی دھوکہ نہیں کروں گا۔محمد بن مسلمہ نے جب اسے پہچان لیا تو پڑھا۔ اللھم لاتحرضی عثرلت الکرام پھر اس کا راستہ انہوں نے چھوڑ دیا وہ چلا گیا۔حتی کہ وہ رات اس نے رسول اللہ ﷺ کی مسجد میں گذاری مدینے میں۔اس کے بعد وہ وہاں سے چلا گیا آج تک اس کا پتہ نہ چل سکا کہ وہ دھرتی پر کہاں گیا رسول اللہ ﷺ سے اس کا ذکر کیا گیا تو آپ نے فرمایا۔کہ وہ ایسا آدمی تھا اللہ نے جس کو نجات دے دی تھی اس کے عہد پر قائم رہنے اور ایفاء عہد کرنے کی وجہ سے۔بعض لوگوں کا گمان ہے کہ وہ جکڑا گیا تھا ان لوگوں کے ساتھ جو جکڑے گئے تھے۔بنوقریظہ میں سے جب وہ نیچے اُتر آئے تھے۔رسول اللہ ﷺ کے حکم پر۔

اس کے بعد۔اس کی بوسیدہ رسی کا ٹکڑا پھینک دیا گیا اور یہ معلوم نہ ہوسکا کہ وہ کہاں چلا گیا۔اللہ تعالیٰ نے جنگ خندق کے اور بنوقریظہ کے معاملے پر قرآن نازل فرمایا۔سورۃ احزاب کی صورت میں اس میں اللہ نے ذکر فرمایا ہے جو کہ اس میں آزمائش اور اللہ کی نعمت و احسان ان پر نازل ہوا تھا۔اور اس کا ذکر کہ اللہ نے مسلمانوں کی کفایت کی تھی دشمنوں کے احزاب اور گروہوں سے۔جب اس مصیبت کو اللہ نے ان سے دور کر دیا تھا۔سوء ظن پیدا ہو جانے کے بعد اور اھل نفاق کے قول کے بعد جو انہوں نے سوء ظن پیدا کر لیا تھا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا۔

یا ایھاالذین امنوا اذکروا نعمة اللّٰه علیکم اذجاء تکم جنود' فارسلناعَلَیھِمْ رِیحاً و جُنُوْدًا لَمْ تَرَوْھَا۔ الخ

اے اہل ایمان اللہ کے احسان کو یاد کرو جو تمہارے پاس اس وقت ہوا جب تمہارے پاس کفار کے لشکر آ چکے تھے کہ ہم نے ان لشکروں پر شدید ہوا بھیج دی تھی اور ایسے لشکر بھیج رہے تھے جنہیں تم نہیں دیکھ سکتے تھے۔

باب ۸۰

ابورافع عبداللہ بن ابوالحقیق کا قتل ہونا

(اس کو سلام بن ابوالحقیق بھی کہا جاتا ہے)

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو محمد بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں کہ جب غزوۂ خندق کا معاملہ اختتام کو پہنچا اور حضور اکرم ﷺ نے بنوقریظہ کو (نیچے اترنے کا) حکم دیا۔تو ابورافع سلام بن ابوالحقیق ان لوگوں میں سے تھا جس نے رسول اللہ ﷺ پر احزاب و گروہ جمع کرائے تھے (یعنی لشکر کشی کروائی تھی۔ادھر قبیلہ اوس کے (مسلمان) غزوۂ اُحد سے قبل کعب بن اشرف یہودی سردار کو رسول اللہ ﷺ سے عداوت رکھنے کی پاداش میں قتل کر چکے تھے۔وہ نہ صرف خود دشمنی رکھتا تھا بلکہ لوگوں کو بھی اس دشمنی پر اُکساتا تھا۔اب بنوخزرج (کے مسلمانوں نے) سلّام بن ابوالحقیق کو قتل کرنے کی اجازت مانگی تھی وہ خیبر میں تھا۔آپ نے ان کو اجازت دے دی تھی اس بارے میں۔(سیرۃ ابن ہشام ۲۳۱:۳۔البدایۃ والنہایۃ ۱۳۷/۴)

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ ہمیں زہری نے خبر دی ہے عبداللہ بن کعب بن مالک سے انہوں نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے جو رسول اللہ ﷺ کے لئے حفاظت اور دفاع فرمایا تھا اس میں یہ سبب اور ذریعہ بھی تھا کہ انصار کے یہ دونوں قبیلے اوس اور خزرج رسول اللہ ﷺ کے دفاع کرنے میں آپس میں

مقابلہ کرتے تھے جیسے دونر باہم مقابلہ کرتے ہیں۔ دونوں میں سے کوئی ایک جب کوئی کام کرتا رسول اللہ ﷺ کی نصرت میں تو دوسرا بھی ضرور کرتا۔ جب قبیلہ اوس والوں نے کعب بن اشرف یہودی کو قتل کر دیا (جو کہ دشمن رسول تھا) تو خزرج نے ایسا آدمی سوچا جو عداوت رسول میں اس جیسا ہو۔ چنانچہ انہوں نے خیبر میں موجود ابن ابوالحقیق کو سوچا اور طے کر لیا۔ چنانچہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اس کے قتل کی اجازت چاہی۔

لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے اس بات کی ان کو اجازت دے دی۔ چنانچہ اس مقصد کے لیے عبداللہ بن عتیک نکلے اور ابوقتادہ اور عبداللہ بن انس اور مسعود بن سنان اور اسود بن خزاعی جو کہ حلیف تھے بنواسلم کے۔ ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ میرا خیال ہے کہ ان میں فلان بن سلمہ تھے۔ یہ لوگ اس مہم پر روانہ ہوئے وہاں پہنچ گئے۔ اور اوپر چڑھ گئے۔ مگر اس کی بیوی نے ان کو محسوس کر لیا اور اس نے چیخ ماری بات یہ تھی کہ وہ جب روانہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو منع کیا تھا کہ وہ عورتوں کو اور بچوں کو قتل نہیں کریں گے۔ ایک آدمی نے ان میں سے اس عورت پر تلوار اُٹھائی ہی تھی مارنے کے لئے۔ مگر اس کو رسول اللہ ﷺ کا منع کرنا یاد آ گیا، عورتوں کے قتل سے لہٰذا اس نے فوراً اپنا ہاتھ باندھ لیا کہتے ہیں کہ اتنے میں سب نے جلدی سے اس پر تلواریں نکال لیں اور عبداللہ بن اُنیس نے اس کے پیٹ پر تلوار رکھی اور اوپر چڑھ گئے اور اسے قتل کر دیا۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳:۲۳۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۳۷)

یہی روایت بیان کی ہے ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک نے اپنے والد سے اس نے اپنی والدہ سے اس نے عبداللہ بن اُنیس سے یہ کہ اسے قتل کیا تھا ابن عتیک نے اور ابن اُنیس نے اس پر دوبارہ حملہ کر کے ختم کر دیا اور یہ بھی کہا گیا کہ ابن عتیک نے اسے قتل کیا اور اس نے دوبارہ اس کا کام بھی تمام کر دیا صحیح وہ ہے جو ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسحٰق بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسحٰق بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یحییٰ بن آدم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زائدہ نے اپنے والد سے اس نے ابواسحٰق سے اس نے براء بن عازب سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کا ایک گروہ ابورافع کی طرف بھیجا تھا۔ لہٰذا اس پر عبداللہ بن عتیک رات کے وقت داخل ہو گیا اور اسے قتل کر دیا جب وہ سو رہا تھا۔ اور روایت کیا ہے اس کو بخاری نے صحیح میں اسحٰق بن نصر سے اور دیگر سے اس نے یحییٰ بن آدم سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۳۸۔ فتح الباری ۷/۳۴۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن حسین خثعمی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عثمان بن الودی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شریح بن مسلمہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن یوسف ابن ابواسحٰق نے اپنے والد سے ان نے ابواسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا براء وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوعُتیک کو اور عبداللہ بن عُتبہ کو چند لوگوں کے ساتھ بھیجا تھا ابورافع کی طرف۔ وہ لوگ گئے قلعے کے قریب ہوئے۔ عبداللہ بن عتیک نے ان لوگوں سے کہا تم لوگ یہیں ٹھہرو میں جا کر دیکھتا ہوں کہتے ہیں کہ میں نے نرمی کی کہ میں کسی وسیع قلعے میں داخل ہو جاؤں کہتے ہیں کہ ان لوگوں کا گدھا گم ہو گیا تھا وہ آگ کے شعلے لے کر اس کو ڈھونڈنے نکلے تھے۔ کہتے ہیں مجھے خوف آیا کہ وہ کہیں مجھے پہچان نہ لیں۔

لہٰذا اس نے سر کو ڈھانپ لیا اور اس طرح بیٹھ گیا کہ جیسے میں پیشاب کرنے بیٹھا ہوں کہتے ہیں کہ اتنے میں دربان نے آواز لگا دی جو اندر داخل ہونا چاہتا ہے جلدی اندر آ جائے میرے دروازہ بند کرنے سے پہلے کہتے ہیں کہ میں جلدی سے اندر داخل ہو گیا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں قلعے کے دروازے کے پاس واقع گدھوں کے باندھنے کے کمرے میں چھپ گیا۔ کہتے ہیں ان لوگوں نے ابورافع کے پاس عشاء کا کھانا کھایا اور باتیں کرتے رہے حتیٰ کہ رات کا ایک حصہ گذر گیا اس کے بعد سب لوگ اپنے اپنے گھروں کو لوٹ گئے جب آوازیں بند ہو گئیں اور میں نے کوئی حرکت نہ سنی اس وقت میں نکلا۔ کہتے ہیں میں نے دیکھ لیا تھا کہ دروازے کی کنجی دربان نے ایک آلے میں رکھ دی ہے میں نے قلعے کا دروازہ کھول دیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے سوچا کہ لوگ نکل کر مجھے پکڑ نہ لیں۔

لہٰذا میں آہستہ آہستہ چل کر گیا پھر میں نے ان کے گھروں کے دروازے باہر سے بند کر دیئے اس کے بعد میں ابورافع کی طرف اُوپر کو چڑھ گیا سیڑھی پر گھر میں اندھیرا چھایا ہوا تھا۔ اس کا چراغ بجھا ہوا تھا۔ مجھے معلوم نہیں تھا کہ وہ آدمی کہاں ہے میں نے آواز لگادی اے ابورافع اس نے پوچھا کہ کون ہے۔ یہ کہتے ہی میں آواز کی جانب لپکا آگے بڑھ کر میں نے اس کو تلوار ماری اس نے چیخ ماری مگر اس کو کوئی فائدہ نہ ہوا کہتے ہیں کہ میں آگے گیا جیسے کہ میں اس کی فریاد سننے کے لئے آرہا ہوں میں نے پوچھا کیا ہوا اے ابورافع؟ میں نے آواز بدل لی تھی۔ اس نے کہا کیا تجھے پریشانی نہیں ہورہی تیری جان کے لئے ہلاکت ہو میرے پاس کوئی آدمی داخل ہو گیا ہے اس نے مجھے تلوار ماری ہے۔

کہتے ہیں کہ میں اور اس کے قریب ہوا اور میں نے ایک اور تلوار ماری اس کو مگر کوئی فائدہ نہ ہوا اب اس نے ایک چیخ ماری اور اتنے میں اس کے گھر والے اُٹھ گئے کہتے ہیں کہ میں نے جلدی سے آواز بدلی اور ایسے ہو گیا جیسے میں اس کی فریاد سننے آیا ہوں وہ پشت پر لیٹا ہوا تھا میں نے تلوار اس کے پیٹ پر رکھدی اندھیرے میں اور اس پر سہار کرتے ہوئے اوپر چڑھ گیا وہ اس کو کاٹتی ہوئی پار نکل گئی یہاں تک میں نے اس کی ہڈی ٹوٹنے کی آواز سنی اس کے بعد میں گھبرا کر نکلا اور سیڑھی پر آیا اترنا چاہتا تھا۔ لہٰذا میں سیڑھی سے گر گیا جس کی وجہ سے میرے پیر کا جوڑ نکل گیا۔ لہٰذا میں نے ان کو باندھ لیا پھر میں اپنے ساتھیوں کے پاس آ گیا وہ اُچک رہا تھا۔ میں کہا تم لوگ جاؤ جا کر رسول اللہ ﷺ کو خوشخبری سناؤ میں یہاں سے نہیں ہوں گا جب تک کہ میں اس کی موت کا اعلان نہ سن لوں۔ کہتے ہیں کہ جب صبح ہوگئی تو موت کی خبر دینے والے نے کہا کہ میں ابورافع کی موت کی خبر دے رہا ہوں۔ کہتے ہیں کہ میں اٹھ کھڑا ہوا اور چلنے لگا تو میرے ساتھ کوئی تکلیف و بیماری نہیں تھی میں نے اپنے ساتھیوں کو رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچنے سے قبل ہی پالیا اور میں نے خود رسول اللہ ﷺ کو بشارت دی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن عثمان سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۴۰۔ فتح الباری ۷/۳۴۱)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے ان کو اسحق بن ابراہیم نے ان کو عبداللہ بن موسیٰ نے۔ اسماعیلی کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی منیعی نے اور حسن نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابوشیبہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسرائیل نے ابواسحق سے اس نے براء سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے کئی آدمیوں کو ابورافع یہودی کے پاس بھیجا۔ اور ان پر عبداللہ بن عتیک کو امیر مقرر کیا۔ ابورافع رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتا تھا اور ایذا پہنچانے پر مدد کرتا تھا۔ اور وہ اپنے قلعے میں تھا ارض حجاز میں وہ لوگ قلعے کے پاس پہنچے تو سورج غروب ہو چکا تھا اور لوگ شام کے وقت مویشیوں کے ساتھ سرِ شام واپس چلے گئے تو عبداللہ نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ تم لوگ اپنی اصلی جگہ پر بیٹھ جاؤ میں جاتا ہوں جا کر گیٹ میں سے نرم روش اختیار کرتا ہوں شاید کہ میں داخل ہو جاؤں۔

کہتے ہیں کہ وہ دروازے کے قریب گیا پھر اُس نے اپنے کپڑے کے ساتھ گھونگھٹ کر لیا گویا کہ وہ قضاء حاجت کر رہا ہے حالانکہ لوگ اندر داخل ہو رہے تھے۔ لہٰذا گیٹ میں سے (اس کو اندھا بندہ سمجھ کر) آواز لگائی اے اللہ کا بندہ رک تم اندر داخل ہونا چاہتے ہو تو داخل ہو جاؤ میں دروازہ بند کرنا چاہتا ہوں۔ میں داخل ہو گیا اور اندر جا کر چھپ گیا جب دیگر لوگ داخل ہو چکے تو دروازہ بند کر دیا گیا۔ اس کے بعد گیٹ کی چابیاں ایک کیل پر لٹکا دی گئیں۔ کہتے ہیں میں اُٹھ کر چابیاں اُٹھائیں اور دروازہ کھول دیا۔ ابورافع کے پاس رات کو کہانیاں سنائی جاتی تھیں۔ وہ اُوپر کی منزل پر تھا۔ جب اس کے قصہ گو اس سے چلے گئے تو میں اس کی طرف اُوپر کو چڑھ گیا جونہی میں کسی دروازے سے جاتا تو اس کو اندر سے بند کرتا جاتا۔ میں نے سوچا کہ اگر لوگ میرے بارے میں جان لیں تو میری طرف نہ پہنچ سکیں حتی کہ میں اس کو قتل کر لوں۔

چنانچہ میں اس کے پاس جا پہنچا مگر وہ اندھیرے کمرے میں تھا اپنے بستر کے بیچ میں مجھے یہ معلوم نہیں ہو رہا تھا کہ وہ گھر میں کس طرف ہے؟ میں نے آواز دی اے ابورافع اس نے پوچھا کہ کون ہو۔ لہٰذا میں اس کی آواز کی طرف جھک گیا اور میں نے اس کو گھما کر ایک تلوار ماری اندھیرے میں اور میں ڈر بھی رہا تھا۔ مگر میں کچھ نہ کر سکا اتنے میں اس نے چیخ ماری۔

کہتے ہیں کہ میں گھر سے نکل گیا میں ذرا سی دیر رک کر پھر اس کی طرف داخل ہوا میں نے کہا کیسی آواز ہے اے ابورافع اس نے کہا تیری ماں کی ہلاکت گھر کے اندر کوآدمی ہے اس نے مجھے تلوار ماری ہے کہنے لگے کہ پھر میں نے ایک تلوار ماری اور اس کو زخمی کر دیا مگر میں اس کو قتل نہیں کر سکا۔ اس کے بعد میں نے تلوار کا سینہ اس کے پیٹ پر رکھ دیا حتی کہ وہ اس کی پیٹھ میں اتر گئی میں نے جان لیا کہ میں نے اب اس کو قتل کر دیا ہے۔ لہٰذا میں ایک ایک دروازہ کھولتا ہوا سیڑھی تک پہنچا میں نے پیر رکھا میں نے سمجھا کہ میں زمین پر آ گیا ہوں مگر میں چاندی رات میں گر گیا جس سے میری ہڈی ٹوٹ گئی۔ لہٰذا میں نے خود اس کو اپنے عمامہ سے باندھا۔ پھر چل پڑا حتی کہ میں دروازے کے پاس بیٹھ گیا میں نے کہا کہ میں یہاں سے نہیں جاؤں گا حتی کہ میں جان لوں کہ میں نے اس کو قتل کر دیا ہے کہ نہیں؟ جب مرغے نے آواز دی تو موت کی خبر دینے والا قلعے کی دیوار پر کھڑے ہو کر اعلان کرنے لگا کہ میں ابورافع کی موت کی خبر دیتا ہوں۔ لہٰذا میں اپنے دوستوں کے پاس پہنچا میں نے کہا کہ بچ گیا ہوں بچ گیا ہوں۔ اللہ نے ابورافع کو قتل کر دیا ہے۔ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچے ان کو خبر دی۔ لہٰذا آپ نے کہا اپنا پیر سیدھا کر۔ میں نے سیدھا کیا حضور اکرم ﷺ نے اس پر ہاتھ پھیرا ایسا ہو گیا جیسے میں نے کبھی اس کی شکایت نہیں کی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یوسف بن موسیٰ نے اس نے عبداللہ بن موسیٰ سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۳۴۰)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابولاسود نے عروہ سے کہتے ہیں سلّام بن ابوالحقیق یہودی نے بنوغطفان میں تحریک چلائی اور ان کے اردگرد مشرکین عرب کے اندر وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ قتال کی دعوت دیتا رہا اور ان کے لیے بڑے بھاری انعام مقرر کرتا رہا۔ لہٰذا ان سب کے ساتھ بنوغطفان بھی جمع ہو گئے۔ اور حُیی بن اخطب یہودی سردار (جو بنوقریظہ کے ساتھ نکلا تھا) مکے میں جا کر اہل مکہ کو بہکاتا رہا اس نے ان سے یہ بات کی کہ تمہاری برادری کے لوگ عرب ان شہروں میں پریشان ہیں وہ اولاد کے منتظر ہیں اور مال کے منتظر ہیں اور بن وغطفان تو ہماری (یہودیوں کی) بات مان گئے ہیں۔ (ان حالات میں) رسول اللہ ﷺ نے ابن ابوالحقیق کے پاس عبداللہ بن عتیک بن قیس بن اسود کو بھیجا۔ اور ابوقتادہ بن ربعی کو اور اسود خزاعی کو۔ اور ان پر آپ نے امیر مقرر کیا عبداللہ بن عتیک کو وہ لوگ اس کے پاس رات کے وقت گھس گئے اور اس کو قتل کر دیا۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن عتاب عبدی نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو اسماعیل بن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن عتیک کو اور عبداللہ بن انیس کو اور مسعود بن سنان بن اسود کو اور ابوقتادہ بن ربعی بن بلادمہ کو بنوسلمہ میں اور اسود بن خزاعی کو جو کہ ان کے حلیف تھے ان کو نجدہ کہا جاتا تھا اس کتاب کے علاوہ میں اور اسعد بن حُرام وہ البُرک میں سے ایک تھے بنواسود کے جو کہ حلیف تھے بنواسود کے رسول اللہ ﷺ نے ان پر امیر مقرر کیا تھا عبداللہ بن عتیک کو وہ لوگ رات کے وقت ابورافع بن ابوالحقیق یہودی کے پاس اترے خیبر میں انہوں نے اس کو اس کے گھر میں قتل کر دیا۔ (الدرر لابن عبدالبر ۱۸۳)

کہا موسیٰ بن عقبہ نے کہ ابن شہاب نے کہا ہے کہ کہا ابن کعب نے وہ لوگ (ابوالحقیق کو قتل کرنے کے بعد) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ حضور اکرم ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے حضور اکرم ﷺ نے ان کو دیکھ کر فرمایا اَفْلَحَتِ الْوُجُوْہُ ۔ کامیاب ہیں چہرے۔ ان لوگوں نے جواب میں عرض کی آپ کا چہرہ سدا کامیاب رہے یا رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ کیا تم نے اس (دشمن خدا اور رسول کو) قتل کر دیا ہے؟ بولے کہ جی ہاں۔ آپ نے فرمایا کہ مجھے تلوار پکڑواؤ آپ نے اس کو میان سے نکالا اور فرمایا کہ ہاں یہی اس کا کھانا تھا۔ تلوار کی دھار پر دیکھ کر فرمایا۔ (الدرر لابن عبدالبر ۱۸۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۳۹)

☆☆☆

باب ۸۱

اِبنِ نُبَیح ھُذَلی کا قتل اور اس میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی بغدادی نے اور ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لھیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن اُنیس سُلمی کو بھیجا تھا۔ ابوسفیان بن خالد ھذلی لحیانی کو تا کہ وہ اس کو قتل کر آئے وہ مکے میں وادی عُرنہ میں (عرفات کے قریب) رہتا تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابواویس نے ان کو حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن انس سُلمی کو بھیجا تھا سفیان بن عبداللہ بن نبیح ھُذلی لحیانی کے پاس وہ مکہ سے باہر عُرنہ میں تھا یا عرفہ میں اس نے اپنے پاس لوگ جمع کر رکھے تھے تا کہ ان کے ساتھ مل کر وہ رسول اللہ ﷺ سے لڑائی کرے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو حکم دیا تھا کہ وہ اسے قتل کر دے عبداللہ بن انیس نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ وہ کیسا ہے کس طرح ہے یعنی اس کی صفت (یعنی حلیہ) وغیرہ مجھے بتائیں آپ نے فرمایا کہ جب آپ اس کو دیکھیں گے تو اس سے ڈر جائیں گے اور اس سے خوف زدہ ہو جائیں گے۔ عبداللہ نے کہا کہ میں کسی شئی سے بھی ہرگز نہیں ڈرتا ہوں۔

عبداللہ روانہ ہو کر لوگوں سے مل گئے۔ اور بنوخزاعہ کے ساتھ لاحق ہو گئے جو بھی ملتا وہ اس سے کہتے کہ میں سفیان سے ملنا چاہتا ہوں تا کہ میں اس کے پاس رہوں اور اس کے ساتھ ہو جاؤں۔ لہٰذا وہ سفیان سے اس وقت ملے جب وہ بطن وادی عُرنہ میں میں پیدل چل رہا تھا اور اس کے پیچھے پیچھے رہا کا ایک گروہ تھا۔ جو مکے کے باسی تھے عبداللہ کہتے ہیں کہ جب میں نے اس کو دیکھا تو میں اس سے ڈر گیا اور خوف زدہ ہو گیا اور میں اس سے دور یا الگ ہو گیا میں نے دل میں سوچا سچ فرمایا تھا اللہ نے اور اس کے رسول نے پھر گھات لگا کر اس کے لئے بیٹھ گیا حتیٰ کہ جب لوگ اس سے ہٹ گئے تو میں نے اس پر اچانک حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ اہل مغازی کا خیال ہے کہ رسول اللہ ﷺ کو اس کے قتل کی خبر عبداللہ بن انیس کے قتل کرنے سے پہلے مل گئی تھی۔ موسیٰ نے کہا انہوں نے یہ بھی ذکر کیا ہے واللہ اعلم کہ رسول اللہ ﷺ اس کو عصا بھی دیا تھا۔ یا اس کو تھام کر رکھا۔ لہٰذا وہ اس کے پاس رہا حتی مرنے کے وقت اس نے وصیت کی تھی وہ عصا اس کے کفن میں رکھد یا گیا تھا اس کے چمڑے اور کفن کے درمیان اور ہمیں یہ بھی معلوم نہیں ہو سکا کہ رسول اللہ ﷺ نے ابن انیس کو ابن نبیح کی طرف کہاں سے بھیجا تھا کیا مدینہ سے یا کہیں اور جگہ۔ یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے اور عروہ کی روایت میں عصا کا تذکرہ نہیں ہے۔

(عیون الاثر ۲/۵۵۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۴۱۔ صالحی ۵/۵۷۔ الدلائل لابی نعیم ۴۵۱)

(۳) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن احمد بن سعد حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابراہیم عبدی نے ان کو حدیث بیان کی نفیلی نے ان کو محمد بن سلمہ نے ان کو محمد بن اسحٰق نے ان کو محمد بن جعفر بن زبیر نے عبداللہ سے یعنی ابن عبداللہ بن اُنیس نے اپنے والد عبداللہ بن انیس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بلایا اور فرمایا مجھے اطلاع پہنچی ہے کہ ابن نُبیح ھُذلی میرے ساتھ لڑنے کے لئے لوگوں کو جمع کر رہا ہے اور وہ وادی نخلہ میں ہے یا کہا تھا کہ عُرنہ میں ہے تم اس کے پاس جاؤ اور جا کر اسے قتل کر آؤ میں نے کہا

یارسول اللہ ﷺ اس کی کوئی صفت بتائیں مجھے کوئی حلیہ وغیرہ تاکہ میں اس کو پہچان سکوں آپ نے فرمایا کہ تیرے اور اس کے درمیان علامت یہ ہے کہ تم اس کو دیکھو گے تو اس کی کھال سکڑی ہوئی اکھٹی ہورہی ہوگی۔

وہ کہتے ہیں کہ میں تلوار لٹکا کر روانہ ہوگیا۔حتیٰ کہ میں اس کے پاس پہنچ گیا۔(یا جلدی پہنچادیا گیا) عورتوں کے ہودج میں جن کے ساتھ منزل کو تلاش کیا جاتا ہے جب کہ اس وقت عصر کا وقت ہوچکا تھا میں نے جب اس کو دیکھا تو میں نے وہ صفت پالی جو رسول اللہ ﷺ نے میرے لئے بیان کی تھی جلد کا سکڑا ہوا ہونا۔ میں اس کی طرف چلا گیا اور مجھے ڈر لگا کہ اس کے اور میرے درمیان بات چیت طویل ہوگئی تو وہ میری نماز سے مجھے مشغول کردے گا۔

لہٰذا میں نے نماز پڑھ لی اور میں اس کی طرف چلتا گیا۔ میں اپنے سر کے ساتھ اشارہ کرتا گیا جب میں اس کے پاس پہنچ گیا۔اس نے پوچھا کہ کون جوان ہو۔ میں نے بتایا کہ عرب میں سے ایک آدمی ہوں۔ میں نے آپ کے بارے میں سنا ہے۔اور آپ کی جماعت کے بارے میں جو آپ نے اس آدمی (محمد ﷺ) کے مقابلے کے لیے جمع کی ہے۔ میں بھی اسی سلسلے میں آیا ہوں اس نے کہا کہ ٹھیک ہے ہم لوگ اس کوشش میں لگے ہوئے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں تھوڑا سا اس کے ساتھ چلتا گیا۔حتیٰ کہ جب اس نے مجھے موقع دیا مجھے قدرت ملی تو میں نے یکا یک اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کردیا۔ پھر میں جلدی سے نکل گیا۔اور اس کی عورتوں کو اس کے اوپر اوندی پڑی ہوئی چھوڑ آیا (یعنی روتی ہوئی)۔

جب میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا اَفْلَحَ الْوَجْهُ کامیاب رہے یہ چہرہ، میں نے کہا میں نے اس کو قتل کردیا ہے یارسول اللہ ﷺ آپ نے فرمایا کہ تم سچ کہتے ہو اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مجھے ساتھ لے کر اپنے گھر میں چلے گئے انہوں نے مجھے ایک عصا (لکڑی وغیرہ) دی اور فرمایا کے ان کو اپنے پاس سنبھال کر رکھنا اے عبداللہ بن انیس میں اس کو لے کر لوگوں کے پاس آیا انہوں نے پوچھا اے عبداللہ بن انیس یہ کیسا عصا ہے آپ کے ساتھ میں نے بتایا کہ یہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے عنایت فرمایا ہے۔اور مجھے حکم دیا ہے کہ اس کو اپنے پاس سنبھال کر رکھنا انہوں نے کہا کہ کیا آپ دوبارہ حضور اکرم ﷺ کے پاس نہیں جائیں گے آپ ان سے اس کے بارے میں پوچھنا۔

کہتے ہیں کہ میں میں لوٹ کر آپ کے پاس واپس گیا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ نے یہ مجھے بھلا کیوں دیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ یہ قیامت کے دن میرے اور آپ کے درمیان نشانی ہوگی بیشک کم ہی لوگ اس دن عصا پر سہارا لگائے ہوئے ہونگے۔ کہتے ہیں کہ عبداللہ نے اس کو اپنی تلوار کے ساتھ جوڑے رکھا تھا وہ ہمیشہ ان کے پاس رہی حتیٰ کہ جب وہ فوت ہونے لگے تو حکم دیا کہ وہ ان کے کفن کے ساتھ جوڑ دیا جائے۔لہٰذا دونوں ساتھ ہی دفنائے گئے۔(مسند احمد ۳/۴۹۶)

اس کو روایت کیا ہے عبدالوارث بن سعید نے محمد بن اسحٰق بن یسار سے اور اس نے کہا کہ وہ گئے تھے۔

خالد بن سفیان ھذلی کے پاس۔(سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۲۸)

☆☆☆

باب ۸۲

غزوۂ بنو مُصطَلِق (اسی کو غزوۂ مُریسیع) بھی کہتے ہیں

اور اس میں آثار نبوت کا ظہور[۱]

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سعید بن ابومریم اس نے ابولھیعہ سے اس نے ابوالاسود نے عروۃ سے وہ کہتے ہیں کہ بنومصطلق اور بنولحیان شعبان ۵ ھ میں ہوا تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحٰق نے ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے حزامی نے وہ کہتے کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فلیح نے اس نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے ذکر مغازی رسول اللہ میں کہ آپ نے بنومصطلق اور بنولحیان سے قتال کیا تھا شعبان ۵ ھ۔ اور ہم نے روایت کی ہے قتال سے کہ انہوں نے کہا کہ غزوہ مریسیع ۵ ھ میں ہوا تھا ہجرت۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اصفہانی نے وہ کہتے ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسین بن فرج نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ غزوۂ مُریسیع ۵ ھ میں ہوا تھا رسول اللہ ﷺ نکلے تھے پیر کے دن جب شعبان کی دو راتیں گذر چکی تھیں۔ اور حضور اکرم ﷺ مدینے میں آئے تھے ماہ رمضان میں۔ اور آپ نے مدینے پر زید بن حارثہ کو نائب مقرر کیا تھا۔ واقدی نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی شعیب بن عباد نے مسور بن رفاعہ سے وہ کہتے کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تھے۔ سات سو افراد میں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے بنومُصطَلِق کے ساتھ جہاد کیا جو قبیلہ خزاعہ میں سے تھے شعبان ۷ ھ میں۔ اسی نے کہا ہے ابن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ بن حبان نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور عبداللہ بن ابوبکر نے ہر ایک نے کچھ نہ کچھ حدیث بیان کی ہے ان میں سے زیادہ جامع حدیث وہ ہے کہ انہوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تھے (کیونکہ) آپ کو اطلاع ملی تھی کہ بنومُصطَلِق آپ کے مقابلے کے لیے اکٹھے ہو رہے ہیں۔ اور ان کا قائد حارث بن ابوضرار۔ جویریہ زوجہ رسول اللہ ﷺ کا والد تھا۔

حضور اکرم ﷺ چلتے رہے حتیٰ کہ مقام مُریسیع میں پہنچ گئے یہ پانی کا مقام تھا بنومصطلق کے پانیوں میں سے۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے مقابلے کے لئے پوری تیاری کر رکھی تھی۔ لہٰذا لوگ ایک دوسرے کے قریب ہوئے اور لڑ پڑے اس لڑائی میں رسول اللہ ﷺ نے بنومصطلق کو شکست دی ان میں سے جن کو قتل ہونا تھا وہ قتل بھی ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بیٹوں کو اور مالوں کو اور عورتوں کو بطور غنیمت تقسیم کر دیا۔ ان کو مفت دیا۔ اور اس پر نگرانی کی مقام قدیہ سے اور ساحل سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۲۸)

---

[۱] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۶۳۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۴۷۔ مغازی للواقدی ص ۱/۴۰۴۔ بخاری ۵/۱۱۵۔ تاریخ طبری ۲/۶۰۴۔ انساب الاشراف ۱/۶۴۔ ابن حزم ۲۰۳۔ دلائل النبوۃ لابی نعیم ۴۴۷۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۵۴۔ نہایۃ الارب ۱۷/۱۶۴۔ عیون الاثر ۲/۱۲۲۔ سیرۃ حلبیہ ۲/۳۶۴۔ سیرۃ شامیہ ۴/۴۸۶۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو عبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرح نے ان کو واقدی نے ان کو محمد بن عبداللہ بن اخی زھری نے اور معمر بن راشد نے آخر میں انہوں نے کہا کہ بیشک بنومصطلق خزاعہ میں تھے وہ الفرع میں اترے تھے۔ وہ لوگ بنومدلج کے حلیف تھے۔ اوران کا سردار حارث بن ابوضرار تھا۔ وہ اپنی قوم کا بھی سردار تھا اوران سب کا جن پر وہ قادر تھا عرب میں سے۔ اس نے ان سب کو رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرنے کے لئے بلایا تھا انہوں نے گھوڑے خریدے اور ہتھیار خریدے اور رسول اللہ ﷺ سے لڑنے کے لئے تیاری کر لی تھی۔ لہٰذا ان کے اونٹ سوار لوگوں نے اپنے زاویے سے پیش قدمی بھی کر لی تھی وہ اپنی اوران کی خبریں دے رہے تھے رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچ گئی۔ لہٰذا آپ ﷺ نے بریدہ سلمی کو روانہ کیا اس نے اس بارے میں معلومات حاصل کیں اور واپس آ گئے اور اسی بات کی خبر انہوں نے مسلمانوں کو دی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بلایا اور سب نے ان کے مقابلے میں روانگی کے لئے جلدی کی۔ (المغازی للواقدی ۱/۴۰۴۔۴۰۵)

(۶) واقدی نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن عبداللہ بن ابوالابیض نے اپنے والد سے اس نے اپنی دادی سے یہ جویریہ کی خادمہ تھی وہ کہتی ہیں کہ میں نے جویریہ بنت حارث سے سنا وہ کہتی تھیں کہ ہمارے پاس رسول اللہ ﷺ آئے اور ہم لوگ مقام مریسیع میں تھے میں نے اپنے والد سے سنا وہ کہتے تھے۔ ہمارے پاس وہ آ گیا ہے جس سے مقابلہ کرنے کی ہمیں طاقت نہیں ہے۔ کہتی ہیں کہ میں نے اس قدر لوگ اور گھوڑے اور ہتھیار دیکھے جن کی کثرت کو میں بیان نہیں کر سکتی۔ جب میں مسلمان ہو گئی تو اور رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح کر لیا تو ہم واپس لوٹ آئے۔ لہٰذا میں مسلمانوں کی طرف دیکھنے لگی وہ ایسے نہیں جیسے میں ان کو خیال کرتی تھی۔ بس میں سمجھ گئی ہوں کہ وہ ایک رُعب تھا اللہ کی طرف سے جو مشرکین کے دلوں میں ڈال دیتا ہے۔ ان میں سے ایک آدمی تھا جو کہ مسلمان ہو گیا تھا اس کا اسلام کو بہت اچھے طریقے سے تھا وہ کہتا ہے کہ ہم لوگوں نے سفید چمکیلے مرد دیکھے تھے سفید گھوڑوں پر سوار تھے ہم لوگوں نے انہیں نہ کبھی پہلے دیکھا تھا نہ بعد میں دیکھے۔ (مغازی للواقدی ۱/ ۴۰۸۔۴۰۹)

(۷) واقدی نے کہا ہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مقام مریسیع تک جا پہنچے وہ ایک پانی کا مقام ہے حضور اکرم ﷺ وہاں اترے اور آپ کے اور چمڑے کا ایک خیمہ نصب کیا گیا۔ اوران کے ساتھ ان کی عورتوں ہی سے ایک عائشہ اور ام سلمی تھیں وہ لوگ سب (یعنی مسلمان اور مشرکین) اسی پانی کے مقام پر اکھٹے ہو گئے تھے وہ لوگ خوب تیاری کر چکے تھے اور قتال کے لئے پوری طرح تیار تھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کی صف بندی کی۔ اور مہاجرین کا جھنڈا ابوبکر کو دیا اور انصار کا جھنڈا سعد بن عبادہ کو دیا کہا جاتا ہے کہ مہاجرین کا جھنڈا عمار بن یاسر کے پاس تھا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے عمر بن خطاب کو حکم دیا اس نے لوگوں میں اعلان کیا کہ آپ لوگ لا الٰہ الا اللہ کا اقرار کر لو اور اس کلمے کی بدولت اپنے نفسوں کو بچالو۔ اور اپنے مال بچالو۔ حضرت عمر نے اعلان کیا۔ ان لوگوں نے انکار کیا۔ لہٰذا پہلا شخص جس نے تیر پھینکا وہ انہی میں سے ایک آدمی تھا اس کے بعد لوگوں نے ایک گھنٹے تک مسلسل تیر اور بھالے برسائے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا کہ سب لوگ مل کر حملہ کر دو۔ لہٰذا مسلمانوں نے مل کر یکبارگی ایک ہی آدمی کی طرح حملہ کر دیا۔ لہٰذا مشرکین کا کوئی آدمی نہ بچ سکا اسی افراد ان میں سے مارے گئے باقی ان کے سارے لوگوں کو آپ نے قید کر لیا۔ حضور اکرم ﷺ نے مردوں عورتوں کو اُونٹوں بکریوں سب کو قید کیا اور قبضے میں لے لیا۔ مسلمانوں میں سے صرف ایک آدمی شہید ہوا تھا۔ ابوقتادہ وہ حدیث بیان کرتے تھے کہ کہتے ہیں کہ مشرکین کا جھنڈا بردار صفوان ذوسترہ تھا میرے لئے کوئی رکاوٹ نہیں تھی حتیٰ کہ میں نے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ فتح ہو گئی۔ ان کا شعار اور پہچان یہ لفظ تھا۔ یا مَنْصُوْرُ اَمِتْ (اس کا مطلب ہے کہ موت کا حکم ہے اس سے مراد نصر ومدد کی اچھی خال پکڑنا تھا۔ مارنے کے بعد شعار کے لیے حصول غرض کے ساتھ انہوں نے اس کلمے کو اپنے درمیان علامت قرار دیا تھا اس کے ذریعے وہ ایک دوسرے کو پہچانتے تھے رات کی تاریکی کی وجہ سے)۔

(۸) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن عبداللہ سعدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یزید بن ہارون نے ان کو خبر دی ابن یمون نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے نافع کی طرف لکھا میں ان سے دعا پوچھنا چاہتا تھا قتال سے پہلے کی کہتے ہیں کہ اس نے لکھا نہ یہ بات ابتداء اسلام میں تھی تحقیق رسول اللہ ﷺ غارت کو لوٹ ڈالی تھی بنومصطلق پر وہ

لوگ ان کو لوٹ رہے تھے حالانکہ ان کے مویشی پانی کے گھاٹ پر پانی پلائے جاتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کے لڑنے والے مردوں کو قتل کیا تھا۔ اور ان کے قیدیوں کو قید رکھا تھا اس دن آپ کو حاصل ہوئی تھی۔ میرا خیال ہے کہ للوانی نے کہا تھا۔ کہ جویریہ بنت حارث۔ نافع کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن عمر نے یعنی اس بارے میں۔ اور وہ اس لشکر میں تھے۔

بخاری مسلم نے ان کو نقل کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن عون کی حدیث سے۔ (بخاری۔ کتاب العتق۔ حدیث ۱۵۴۱۔ فتح الباری ۵/۱۷۰۔ مسلم کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱ ص ۱۳۵۶)

تمہارے عزل کرنے کا کوئی فائدہ نہیں ہر نفس جس کا پیدا ہونا قیامت تک مقدر ہو چکا وہ ہوگا

(۹) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد مقری نے ان کو حسن بن محمد بن اسحق نے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ان کو ابوربیع نے ان کو اسماعیل بن جعفر نے انہوں نے ربیعہ سے انہوں نے محمد بن یحیٰی بن حبان سے انہوں نے محیریز سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ داخل ہوئے میں اور ابوصرمہ حضرت ابوسعید خدری کے پاس ابوصرمہ نے ان سے پوچھا کہ اے ابوسعید کیا آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا کہ آپ عزل کے بارے میں کچھ ذکر فرماتے ہوں (یعنی عورت سے صحبت کرتے وقت انزال اندر نہ کرنا بلکہ باہر ضائع کرنا تاکہ حمل نہ ٹھہرے) انہوں نے بتایا کہ جی ہاں (پس منظر اس کا کچھ یوں تھا کہ) ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر غزوۂ بنو مصطلق میں لڑ رہے تھے ہم لوگوں نے عرب کے شرفاء اور معززین کو قیدی بنالیا تھا۔ ہمارے اُوپر اپنی (مجرد رہنے یعنی) بیویوں سے علیحدہ رہنے کی مدت طویل ہوگئی تھی ہم لوگوں نے رغبت کی صحبت کرنے میں مگر ہم نے ارادہ کیا کہ ہم فائدہ تو اٹھائیں۔ (یعنی صحبت تو کریں) مگر ہم عزل کریں (انزال باہر کریں) ہم نے سوچا ہم لوگ ایسا تو کریں مگر رسول اللہ ﷺ ہمارے سامنے موجود ہیں ان سے مسئلہ کیوں نہ پوچھ لیں۔ لہٰذا ہم نے رسول اللہ ﷺ سے مسئلہ پوچھا آپ نے فرمایا کہ تمہارے اُوپر کوئی حرج نہیں ہے کہ تم نہ کرو۔ نہیں لکھا اللہ عزوجل نے پیدا ہونا کسی روح کا جو کہ ہونے والی ہے قیامت مگر وہ عنقریب ہو کر رہے گی۔

صحیح بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ سے اس نے اسماعیل سے۔

(بخاری کتاب البیوع۔ فتح الباری ۴/۴۳۰۔ مسلم کتاب النکاح حدیث ۱۲۵ ص ۱۰۶۱)

حاشیہ میں ڈاکٹر عبدالمعطی نے لکھا ہے (ضروری حاشیہ) عزل کے معنی ہیں شرم گاہ سے ذکر کو انزال کے وقت کھینچ لینا جذب ہونے و حمل ہونے کے خوف سے (لاعلیکم ان لاتفعلوا) اس کا مطلب ہے کہ تمہارے اُوپر کوئی ضرور نقصان نہیں ہے ترک عزل میں (یعنی عزل نہ کرنے) اور اندر انزال کرنے میں کوئی نقصان نہیں ہے اس لئے کہ ہر نفس اللہ نے جس کے پیدا ہونے کو مقدر کر دیا ہے وہ اس کو پیدا فرمائے گا لازمی طور پر پیدا کرے گا خواہ تم عزل کرو یا نہ کرو۔ تو تمہارے عزل کرنے میں کوئی فائدہ نہیں۔

ایک سردار کی بیٹی کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کا مثالی سلوک
غلامی سے آزادی دلوائی۔ اپنی عزت بنایا

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحق ان کو محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ کہتی ہیں جب رسول اللہ ﷺ نے بنو مصطلق میں قیدی ہونے والی عورتوں کو تقسیم کیا تو (قرعہ ڈالا گیا اور) تو جویریہ بنت حارث قرعہ میں ثابت بن قیس بن شماس کے حصے میں آئی یا اس کے چچا کے حصے میں آئی تھیں۔ لہٰذا جویریہ نے اس آدمی سے مکاتبت کر لی تھی۔ وہ شیریں سخن حسن ملیح کی مالک عورت تھی۔ نہیں دیکھتا تھا کوئی ایک اس کو مگر اس کا دل کھینچ لیتی تھیں۔ (جیت لیتی تھیں)۔

چنانچہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور اپنی مکاتبت کے بارے میں مدد مانگی سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں نے جب اس کو دیکھا تو میں نے اس کو ناپسند کیا۔ اور میں نے دل میں کہا حضور عنقریب خود اس سے یہی کیفیت ناپسندیدگی دیکھ لیں گے جو میں دیکھ رہی ہوں۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تو کہنے لگی یا رسول اللہ میں جویریہ ہوں بنت حارث جو اپنی قوم کے سردار تھے۔ تحقیق مجھ پر آزمائش و مصیبت آن پڑی ہے جو آپ کے اُوپر مخفی نہیں ہے (غلامی سے نجات پانے کے لئے) میں نے اپنے نفس کی مکاتبت کر لی ہے (یعنی اتنا اتنا مال دیکر متعلقہ آدمی سے آزاد ہونے کی تدبیر کی ہے)۔ لہٰذا آپ میری (آزادی کے لئے) میری مدد کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا یہ اس سے بہتر نہیں ہوگا کہ میں تیری طرف سے تیری مکاتبت کا (طے شدہ مال میں) ادا کر دوں (اور یوں تجھے آزاد کرا کر) تم سے نکاح کر لوں۔ جویریہ نے کہا ٹھیک ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ایسا ہی کیا۔

لوگوں کو یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ نے جویریہ بنت حارث کے ساتھ نکاح کر لیا ہے۔ آپ لوگوں نے کہا کہ یہ لوگ تو (اس رشتے کی عظمت کے پیش نظر) رسول اللہ ﷺ کے سسرال بن گئے ہیں۔ چنانچہ مسلمانوں نے (اس احترام کو ملحوظ رکھ کر) ان تمام لوگوں کو چھوڑ دیا جو بنو مصطلق میں سے ان کے ہاتھ میں قیدی اور غلام بن گئے تھے۔ بس البتہ تحقیق اسی (جویریہ کے) سبب سے بنو مصطلق کا ایک سو گھرانہ آزاد کر دیا گیا۔ (سیدہ عائشہ فرماتی ہیں) کہ میں نہیں جانتی کہ کوئی عورت (جویریہ سے) بڑھ کر عظیم برکت والی اپنی قوم کے لئے ثابت ہوئی ہو۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱۵۲/۳۔ تاریخ ابن کثیر ۱۵۹/۴)

(۱۱)　ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ ان کو خبر دی ابو عبداللہ بطہ نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے ان کو ہشام نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ جویریہ بنت حارث نے کہا تھا کہ میں نے رسول اللہ کی ﷺ آمد سے تین دن پہلے خواب دیکھا تھا یثرب سے چاند روانہ ہو کر آیا ہے اور میری گود میں گر گیا ہے۔ میں نے ناپسند کیا کہ میں لوگوں میں سے کسی ایک کو یہ خواب بتاؤں۔ حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ تشریف لے آئے کہ جب ہم لوگ قیدی بنا لئے گئے تو میں نے اپنے خواب کی امید کی۔ فرماتی ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے آزاد کروایا اور مجھ سے نکاح کر لیا اللہ کی قسم میں نے حضور اکرم ﷺ سے اپنے قوم کے بارے میں کوئی بات چیت نہیں کی تھی حتیٰ کہ مسلمانوں نے خود ہی ان لوگوں کو چھوڑ دیا تھا۔ مجھے تو معلوم ہی نہیں تھا پر چچا زاد لڑکی سے ہی مجھے معلوم ہوا تھا اس نے مجھے یہ خبر دی تھی۔ لہٰذا اس نے اس پر اللہ کا شکر ادا کیا۔

واقدی کہتے ہیں۔ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا مہر بنو مصطلق کے ہر ہر اسیر کی رہائی قرار دیا تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ آپ ﷺ نے اس کی قوم کے چالیس افراد کی آزادی اس کا مہر قرار دیا تھا۔ (المغازی للواقدی ۴۱۱/۱-۴۱۲)

(۱۲)　ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے ان کو ابو بکر عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو ابن ابو اویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے غزوۂ بنو مصطلق کے بارے میں مقام مُرَیسیع میں انہوں نے کہا کہ اللہ نے ان لوگوں کو شکست دی اور اس غزوۂ مریسیع میں جویریہ بنت حارث بن ابو ضرار قیدی ہو کر آئی۔ اللہ نے حضور اکرم ﷺ کو اس کی قسمت میں بنایا تھا۔ لہٰذا وہ آپ کی عورتوں میں سے ہو گئی تھی۔ اور بعض بنو مصطلق نے گمان کیا تھا۔ کہ جویریہ کے والد نے (قیدی بن جانے کے بعد) اس کو طلب کیا تھا اور اس کا ہدیہ دیا تھا رسول اللہ کو۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے اس کے نکاح کا پیغام دیا تھا۔ لہٰذا اس نے اس کا نکاح و بیاہ خود کر دیا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۵۹/۴)

☆☆☆

باب ۸۳

غزوہ بنو مُصطلِق میں عبداللہ بن اُبیّ بن سلول

کی منافقت کا ظاہر ہو جانا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے ان کو محمد بن یحییٰ بن حبان نے اور عبداللہ بن ابوبکر نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے قصہ بنو مصطلق میں کہ رسول اللہ ﷺ وہیں ٹھہرے ہوئے تھے کہ اچانک پانی پر ججاہ بن سعید الغفاری لڑ پڑا وہ اُجرت پر کام کرتا تھا عمر بن خطاب دوسرا سنان بن زید ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ بن حبان نے وہ کہتے ہیں کہ دونوں آدمیوں نے پانی پر ازدحام کیا اور دونوں لڑ پڑے۔ سنان بن زید نے کہا اے انصاری کی جماعت۔ اور ججاہ نے کہا اے مہاجرین کی جماعت۔ جب کہ زید بن ارقم اور انصار کی ایک جماعت عبداللہ بن اُبی کے پاس تھے ابن اُبی نے جب یہ سنا تو بولا کہ یہ لوگ ہمارے شہروں میں ہمارے ساتھ لڑتے ہیں ہمارے اوپر حملہ آور ہوتے ہیں۔

اللہ کی قسم ہم نے ان کو جو عزت دی ہے اور قریش کی عزتوں کو تحفظ دیا اس کی مثال ایسی ہے جیسے کسی کہنے والے کہا تھا۔ (ابن اُبی منافق نے عرب کا بدترین محاورہ مہاجر مسلمانوں کے لئے استعمال کیا) سَمِّنْ كَلْبَكَ يَأْكُلْكَ۔ اپنے کتے کو پال پال کر موٹا کیا کہ تجھے کھائے گا۔ (اس کے مقابلے میں وہ یوں کہتے ہیں کہ۔ جَوِّعْ كَلْبَكَ يَتْبَعْكَ۔ اپنے کتے کو بھوکا رکھ تیرے پیچھے پیچھے پھرے گا) نیز ابن اُبی نے کہا تھا اللہ کی قسم اگر ہم لوگ مدینہ واپس لوٹ کر گئے تو ضرور بالضرور عزت دار ذلیلوں کو مدینے سے نکال دیں گے (یعنی ہم لوگ نعوذ باللہ مہاجرین کو نکالیں گے ظاہر اس بکواس کا براہ راست رسول اللہ پر پڑتا تھا)۔ نیز اس کے بعد ابن اُبی ان لوگوں سے مخاطب ہوا جو اس کے پاس اس کی قوم میں سے موجود تھے کہنے لگے تم لوگوں نے اپنے آپ کے ساتھ کیا کیا تھا۔ تم لوگوں نے ان لوگوں کو اپنے شہروں میں داخل کیا۔ تم لوگوں نے اپنے مال تقسیم کر کے ان کو دیئے۔ خبردار اگر تم لوگ اللہ کی قسم ان لوگوں سے اپنے آپ کو روک لیتے تو یہ لوگ تمہارے ہاں سے واپس لوٹ جاتے تمہارے شہروں سے۔

زید ابن ارقم نے یہ ساری بکواس سنی اور جا کر رسول اللہ ﷺ کو بتا دی وہ اس وقت لڑکے تھے۔ اس وقت حضور اکرم ﷺ کے پاس عمر بن خطاب بیٹھے تھے حضور اکرم ﷺ نے ان کو بتا دیا۔ حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ آپ عباد بن بشر کو پکڑیں میں اس کی گردن مار دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے (حضرت عمر کے جذباتی فیصلے پر سنجیدہ جواب دیتے ہوئے ارشاد فرمایا) عمر اس وقت آپ کیا کریں گے جب لوگ یہ باتیں بنائیں گے کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں۔ نہیں ایسے نہ کریں بلکہ اے (شاید) عمر (ہے) آپ واپس کوچ کرنے کا اعلان کر دیں۔

عبداللہ بن اُبی کو جب یہ اطلاع ملی کہ اس کی بکواس رسول اللہ ﷺ تک پہنچ چکی ہے تو وہ آیا اور آ کر معذرت کرنے لگا رسول اللہ ﷺ کے سامنے اور اس نے آپ کے سامنے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ وہ بات نہیں کہی جو زید بن ارقم نے کہی ہے۔ ظاہر ہے کہ ابن اُبی کا اپنی قوم کے اندر بھی ایک مقام تھا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ممکن ہے کہ یہ اس لڑکے زید بن ارقم کی غلطی ہو یا اُسے وہم ہوا ہو اس آدمی نے جو کہا ہے وہ لڑکا اس کو صحیح سمجھ نہ سکا ہو۔ مگر رسول اللہ ﷺ دوپہر کو ایسے وقت روانہ ہو گئے جس وقت عادۃً آپ روانہ نہیں ہوتے تھے راستے میں رسول اللہ ﷺ کو حضرت اُسید بن حضیر ملے اس نے حضور اکرم ﷺ کو سلام نبوت کیا پھر فرمایا کہ اللہ کی قسم یا رسول اللہ آپ بے گاہ وقت روانہ ہو گئے ہیں خیریت تو ہے آپ اس وقت تو روانگی نہیں کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں اطلاع نہیں پہنچی جو تیرے دوست ابن اُبی نے کہی ہے۔ اس نے یہ بکواس کی ہے کہ وہ جب مدینے میں آئے گا تو عنقریب عزت والے ذلیلوں کو مدینے سے نکالیں گے اُس نے کہا کہ اللہ کی قسم یا رسول اللہ ﷺ آپ ہی عزت والے ہیں اور وہی ذلیل ہے۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ابن اُبی کے مقابلے میں نرمی فرمائیں۔

اللہ کی قسم اللہ تعالیٰ آپ کے پاس حکم اور وضاحت لائے گا۔ بیشک ہم لوگ ان کے خلاف اعتراضات اکٹھے کر رہے ہیں تا کہ اس سے بات کی جائے۔ وہ (بدبخت) یہ سوچ بیٹھا ہے کہ آپ نے شاید اس کا اقتدار چھین لیا ہے حضور اکرم ﷺ لوگوں کے ساتھ چلتے آ رہے تھے حتی کہ رات بھر چلے اور اگلی شام تک چلتے رہے حتی کہ پھر صبح کی اور دن کا ابتدائی حصہ بھی چلے۔ حتی کہ جاتے وقت موسم سخت ہو چکا تو آپ نے لوگوں کو اُترنے کے لئے کہا تا کہ اس بات سے لوگوں کے ذہن خالی کریں جو ہو گئی تھی۔ اترتے ہی لوگ زمین پر سو گئے نیند نے سب کو آغوش میں لے لیا۔ اتنے میں سورت المنافقون نازل ہو گئی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۴۸_۲۴۹)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحٰق نے ان کو خبر دی بشر بن موسی نے ان کو خبر دی حمیدی نے ان کو سفیان نے ان کو عمرو بن دینار نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے غازیوں میں وہاں پر مہاجرین ہی کے ایک آدمی نے انصار کے ایک آدمی کو ہاتھ کے ساتھ پیچھے سے سر پر مارا۔ تو اس انصاری نے انصاریوں کو پکار کر کہا کہ دیکھو یہ ایسی حرکت کر رہا ہے اور مہاجر نے بھی ایسے ہی کہا اے مہاجرین آ جاؤ اس نے ایسے کہا ہے۔

رسول اللہ ﷺ (نے دونوں کی بات کو ناپسند کرتے ہوئے فرمایا) کیا ضرورت ہے اس طرح جاھلیت والی پکاریں پکارنے کی۔ چھوڑ دو ایسی حرکت کو یہ بدبودار بات ہے۔ عبداللہ بن اُبی نے کہا۔ کیا انہوں نے ایسی بات کہی ہے۔ اللہ کی قسم اگر ہم لوگ مدینہ میں واپس لوٹ گئے تو البتہ ضرور عزت والے ذلیلوں کو۔ (یا طاقتور کمزوروں کو) نکالیں گے۔ حضرت جابر کہتے ہیں کہ انصار مدینے میں مہاجرین سے زیادہ تھے جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ اس کے بعد مہاجرین زیادہ ہو گئے تھے۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے کہا۔ چھوڑیئے مجھے میں اس منافق کی گردن ماردوں۔ مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا چھوڑ دیے اس کو تا کہ لوگ باتیں نہ بنائیں گے کہ محمد ﷺ اپنے اصحاب کو قتل کر رہے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حمیدی سے۔ (بخاری کتاب التفسیر۔ فتح الباری ۸/ ۶۵۲)

اور مسلم نے ان کو روایت کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ وغیرہ سے اس نے سفیان سے۔ (مسلم کتاب الادب حدیث ۶۳ ص ۱۹۹۸)

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے مقام مَرو میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن مسعود نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں ان کو اسرائیل نے سُدی سے ان کو ابوسعید ازادی نے ان کو زید بن ارقم نے وہ کہتے کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر جہاد کیا اور ہمارے ساتھ کچھ دیہاتی عرب بھی تھے ہم لوگ پانی حاصل کرنے کے لئے ایک دوسرے سے جلدی کرتے تھے۔ مگر وہ دیہاتی لوگ ہم سے پہل کر لیتے تھے۔ ایک دیہاتی اپنے ساتھیوں سے آگے بڑھ کر حوض بھر لیتا اور اس کے گرد پتھر رکھ دیتا اور اس پر چمڑے کا بچھونا ڈال کر ڈھک دیتا یہاں تک کہ اس کے ساتھی آ جاتے۔ چنانچہ انصار کا ایک آدمی دیہاتی کے پاس آیا اس نے اپنی اونٹنی کی مہار ڈھیلی کی تا کہ وہ پانی پی لے مگر اس دیہاتی نے اس کو چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ اس نے پتھر ہٹا دیے جس سے وہ پانی بہہ گیا۔ اس لئے اس دیہاتی نے ڈنڈا اُٹھا کر انصاری کے سر میں دے مارا جس سے اس کے سر میں شدید زخم آ گیا وہ انصاری عبداللہ بن اُبی بن سلول رئیس المنافقین کے پاس گیا اور جا کر اس کو خبر دی اس واقت وہ انصاری ابن اُبی کے ساتھیوں میں سے تھا۔ لہٰذا ابن اُبی غصے ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ تم لوگ۔ لَاتُنْفِقُوا عَلٰی مَنْ عِنْدَ رَسُوْلِ اللّٰہِ حَتّٰی ینفضوا من حوله۔ تم لوگ ان لوگوں پر مال خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس ہیں یہاں تک کہ یہ لوگ منتشر ہو جائیں۔

اس کے اردگرد سے یعنی اعراب و دیہاتی لوگ۔ اور وہ لوگ کھانے کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوتے تھے۔ چنانچہ عبداللہ نے اپنے اصحاب سے کہا کہ جب یہ لوگ محمد ﷺ پاس سے ہٹ جائیں تو تم لوگ اس وقت جایا کرو محمد ﷺ کے پاس کھانا لے کر تا کہ محمد ﷺ کھائیں اور جو اس کے پاس موجود ہوں پھر اس نے اپنے ساتھیوں سے کہا جب تم لوگ لوٹ کر مدینے جاؤ تو عزت والے ذلیلوں کو وہاں سے نکال دیں۔ حضرت زید کہتے ہیں کہ میں اپنے چچا کا ردیف تھا یعنی ان کے پیچھے سواری کر رہا تھا۔ میں نے عبداللہ بن اُبی سے سنا ہم لوگ اس کے احوال

ونہیال ہوتے تھے۔ میں نے جو سنا تھا اس کی خبر اپنے چچا کو دی وہ کہتے انہوں نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی رسول اللہ نے ابن اُبی کے پاس کسی کو بھیج کر بلا کر پوچھا تو اس نے قسم کھالی اور انکار کر دیا۔ کہ اس نے کچھ بھی نہیں کہا رسول اللہ نے بھی اس کی تصدیق کر دی اور میری تکذیب کر دی میرے چچا میرے پاس آئے اور کہنے لگے تم نے کیا ارادہ کیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ تم سے ناراض ہو گئے ہیں اور مسلمانوں نے تجھے جھوٹا سمجھ لیا ہے۔ یہ سنتے ہی مجھ پر اس قدر غم واقع ہوا جو شاید کسی پر واقع ہوا ہو گا ایک مرتبہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ایک سفر میں چل رہا تھا میں نے اپنے سر کو غم سے ہلکا محسوس کیا اچانک میرے پاس رسول اللہ ﷺ تشریف لائے اور میرے کان میں کھجانے لگے جس سے میرے چہرے پر ہنسی آ گئی اس بات سے مجھے اس قدر خوشی ہوئی کہ میرے لئے اس کے بدلے میں دینا اور آخرت مل جاتی تو مجھے اس قدر خوشی نہ ہوتی۔ ﷺ

اس کے بعد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میرے پاس آئے انہوں نے پوچھا کہ رسول اللہ ﷺ نے آپ کو کیا کہا ہے میں نے وہی بات بتادی کہ آپ نے کچھ بھی نہیں کہا صرف انہوں نے میرا کان کھینچا ہے اور میرے سامنے ہنسے ہیں انہوں نے فرمایا کہ خوش ہو جا۔ اس کے بعد مجھے عمر رضی اللہ عنہ ملے میں نے ان کو بھی اس طرح کہا جیسے ابوبکر رضی اللہ عنہ سے کہا تھا۔ اس کے بعد جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے سورۃ المنافقون پڑھی۔ اِذاجَاءَكَ المنافقون قالوا نشهد انك لرسول الله۔ پڑھتے پڑھتے اس مقام تک پہنچے هم الذين يقولون لا تنفقو اعلى من عند رسول الله حتى ينفضوا۔ اور پڑھتے رہے حتی کہ اس مقام تک پہنچے لَيُخرِ جَنَّ الاَ عزُّ منهُا الاَذلِ۔ منافق جب آپ کے پاس آتے ہیں تو کہتے ہیں کہ ہم شہادت دیتے ہیں کہ بیشک آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس مقام تک پڑھا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں کہ تم ان لوگوں پر مال خرچ کرو جو رسول اللہ ﷺ کے پاس ہیں حتی کہ وہ لوگ بھاگ جائیں۔ اور یہ بھی پڑھا۔ کہ عزت والے ذلیلوں کو مدینے سے نکالیں گے۔

(ترمذی۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۳۳۱۳ ص۱۵۵۔۴۱۷)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے تفسیر آدم میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے ہمدان میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن حسین نے ان کو آدم بن ابوایاس نے ان کو اسرائیل نے ابواسحٰق ہمدانی سے اس زید بن ارقم سے وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے چچا کے پاس تھا میں نے عبداللہ بن اُبی بن سلول سے سنا وہ اپنے ساتھیوں سے کہہ رہا تھا۔ لاتُنفقُوا علیٰ مَن عند رَسُوْل الله حتى ينفضُوا۔ آپ لوگ ان لوگوں پر خرچ نہ کرو جو رسول اللہ کے پاس نہیں حتی کے وہ بھاگ جائیں۔ اور یوں کہا کہ اگر ہم لوگ مدینے کی طرف واپس لوٹ گئے تو ضرور بالضرور عزت دار اس میں سے ذلیلوں کو نکالدیں گے۔

میں نے یہ بات اپنے چچا کو بتادی میرے چچا نے وہ رسول اللہ ﷺ کو بتادی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ابن اُبی کو اور اس کے ساتھیوں کو بلایا۔ انہوں نے قسمیں کھالیں کہ ہم لوگوں نے یہ نہیں کہا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو سچا مان لیا اور مجھے جھوٹا بنا دیا۔ مجھے اس سے شدید دکھ ہوا کہ ایسا کبھی نہیں ہوا تھا۔ میں اپنے گھر میں بیٹھ گیا مارے شرم کے۔

پھر اللہ نے یہ آیت اُتاری اذاجائك المنافقون قالوا نشهدُ ۔ یہاں تک اُتری هم الذين يقولون لاتنفقو علی من عند رسول الله حتی ينفضوا۔ اور یہاں تک ليخرجنَّ الاعز منها الاذل ۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بلا کر مجھے یہ سورۃ سنائی۔ اور فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تجھے سچا قرار دیا ہے اور ابن لہیعہ نے ذکر کیا ہے ابوالاسود سے اس نے عروہ سے اور موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے اس قصے کو اپنی دونوں مغازی میں۔ اور انہوں نے دعویٰ کیا ہے کہ اوس بن اقرم بنو حارث بن خزرج میں سے ایک آدمی تھا اس نے ابن اُبی کو سنا تھا اس نے وہ عمر بن خطاب کو بتایا۔ عمر نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کر دیا رسول اللہ نے آدمی بھیج کر ابن اُبی سے پوچھا ان کے قول کے بارے میں اس نے اللہ کی قسم کھا کر کہا کہ اس نے اس میں سے کوئی بھی بات نہیں کہی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم سے یہ بات منہ سے نکل گئی ہو تو تم توبہ کر لو اس نے انکار کر دیا اور قسم بھی کھالی لوگ مجھ اوس بن اقرم پر پڑ گئے۔ انہوں نے کہا کہ تم نے اپنے چچا زاد کے ساتھ برا کیا ہے۔ اور تم نے اس پر ظلم کیا ہے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے بھی تمہیں سچا نہیں جانا۔ وہ اسی چکر میں پڑے ہوئے تھے۔ اچانک انہوں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس وحی آرہی ہے۔ جب اللہ نے اپنا فیصلہ اس بارے میں پورا کردیا تو حضور اکرم ﷺ سے وہ کیفیت وحی ہٹ گئی تو حضور اکرم ﷺ نے اس کے کان پکڑ کر اسے مروڑ دیا حتیٰ کہ سب لوگوں نے غور سے دیکھنا شروع کیا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوگئے اور فرمایا کہ خوش ہو جا اللہ نے تیری بات کو سچا کردیا ہے۔ اس کے بعد آپ نے اس کے سامنے سورۃ المنافقون پڑھی حتیٰ کہ اس آیت تک پہنچے جو ابن اُوس کے بارے میں اللہ نے نازل کی۔ هم الذین یقولون لاتنفقوا علیٰ من عند رسول الله حتی ینفضوا ۔ حتیٰ کہ یہاں تک پہنچے ولکن المنافقین لایعلمون ۔ یہی لوگ کہتے ہیں کہ ان لوگوں پر خرچ نہ کیا کرو وہ جو رسول اللہ کے پاس رہتے ہیں حتیٰ کہ یہ بھاگ جائیں یہاں تک پڑھی کہ لیکن منافق نہیں جانتے۔

بخاری نے صحیح میں آدم سے روایت کی ہے۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ فتح الباری ۸/۶۴۶۔ الدرر لابن عبدالبسر ۱۸۹)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے ان کو ابوعبداللہ نے ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے ان کو ابن لھیعہ نے ان کو ابواسود نے عروہ سے (ح)۔

اور ہمیں خبر دی حسین بن فضل قطان نے ان کو خبر دی ابوکریب بن عتاب سے۔ ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو ابن ابواویس نے وہ کہتے کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے اسی کو ذکر کیا ہے اور موسی بن عقبہ نے ذکر کیا ہے اس روایت میں جس میں زید بن ارقم نے سنا تھا دوسرے قصے میں۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ان کو ابوبکر محمد بن عبداللہ عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن فضل نے کہ اس نے سنا انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ میں شدید غمگین ہوگیا تھا۔ اس شخص پر جو میری قوم میں سے حرہ میں مارا گیا تھا۔ زید بن ارقم نے میری طرف پہنچا تھا کیونکہ ان کو میرے غم کی شدت کی خبر پہنچی تھی۔ اس ذکر کیا کہ اس نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا۔ فرماتے تھے اللھم اغفر للا نصار ولا بنآء الانصار ۔ اے اللہ انصار کو اور ان کی اولاد معاف کردے۔ ابن فضل نے ذکر کیا ہے یعنی عبداللہ بن فضل نے انصار کی اولاد کی اولاد کے بارے میں۔

ابن فضل نے کہا کہ کسی شخص نے حضرت انس سے پوچھا جو ان کے پاس بیٹھا تھا زید بن ارقم کے بارے میں۔ انہوں نے بتایا وہ وہی تو تھے جن کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ یہ وہ ہی ہے جس کے واسطے اللہ نے اس کی سماعت کی ہوئی بات کی تصدیق نازل کی ہے آپ نے فرمایا کہ اس نے منافقین میں سے ایک آدمی سے سنا کہ وہ کہہ رہا تھا۔ (حالانکہ رسول اللہ ﷺ خطبہ دے رہے تھے) کہ البتہ اگر محمد ﷺ سچا ہے تو ہم لوگ گدھے سے بھی بدتر ہیں تو زید بن ارقم نے کہا تھا اللہ کی قسم محمد ﷺ سچا ہے۔ اور تم گدھے سے بھی بدتر ہو۔ اس کے بعد بات رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے تھے۔ مگر کہنے والے نے اس بات سے انکار کردیا تھا۔ لہٰذا اللہ نے یہ آیت اُتاری زید کو سچا قرار دینے کے لئے کہ۔ یحلفون باللّٰہ ما قالوا ۔ کہ یہ منافق قسمیں کھاتے ہیں کہ انہوں نے ایسی بات نہیں کہی۔ الخ

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں اسماعیل بن ابواویس سے اس قول تک۔ هذا الذی اولی له باذنه ۔ شاید کے اس کے بعد موسیٰ بن عقبہ کا قول ہے۔ اور تحقیق اس کو روایت کیا ہے محمد بن فلیح نے موسی بن عقبہ سے اس کی اسناد کے ساتھ۔ پھر کہا ہے کہ ابن شہاب کہتے ہیں۔ اس کا مابعد ذکر کیا گیا ہے موسیٰ سے اس نے ابن شھاب سے۔

☆☆☆

باب ۸۴

ایسی ہوا کا چلنا جس نے رسول اللہ ﷺ کو منافقین کے سرداروں میں ایک سردار کی موت کا پیغام دیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابوعلاثہ نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے اس نے عروۃ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم جوھری نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے قصہ بنو مصطلق کے بارے میں دونوں کو بتایا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے عمان کے راستے صنعاء میں پہنچ کر پڑاؤ کیا لوگوں نے اپنی اپنی سواریوں کو چرنے کے لئے چھوڑا ہی تھا کہ انہیں شدید ہوا نے اپنی گرفت میں لے لیا۔ حتیٰ کہ لوگ اس سے ڈر گئے۔ کہا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اس ہوا کی کیا وجہ ہے؟ لوگوں نے گمان کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا آج کے دن ایک عظیم منافقت کرنے والا منافق مر گیا ہے۔ اس لئے ہوا تیز و تند ہوگئی ہے۔ تمہارے اوپر اس سے کوئی ڈر خوف نہیں ہے انشاء اللہ۔ اور اس کی موت منافقوں کے لئے بڑے غیظ و غضب اور بڑے دکھ والی ہے موسیٰ بن عقبہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ حضرت جابر نے کہا ہے۔ کہ ہم لوگ مدینے کی طرف لوٹے تو ہم نے یہ کیفیت پائی کہ ایک منافق جو عظیم نفاق رکھتا تھا وہ اسی دن مر گیا تھا۔

(اس کے بعد دونوں راوی متفق ہو گئے ہیں بیان میں) اور پھر اسی دن کے آخر میں ہوا تھم گئی تھی لوگوں نے اپنی اپنی سواریوں کے جانوروں کو جمع کیا۔ مگر رسول اللہ ﷺ کی سواری گم ہوگئی اُونٹوں کے بیچ سے اس کی تلاش کے لئے لوگ بھاگنے لگے۔ اسی وقت منافقوں میں سے ایک آدمی نے کہا جو کہ انصار کے رفقاء میں سے تھا کہ یہ لوگ کہاں بھاگ رہے ہیں۔ اسکے ساتھیوں نے بتایا کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کی سواری کو تلاش کر رہے ہیں جو اُتر چکی ہے۔ عروہ کی ایک روایت میں ہے کہ گم ہو چکی ہے۔ اس منافق نے (از راہ طنز یہ بکواس کی کہ) کیا اللہ اس کو اس کی سواری کی جگہ نہیں بتاتا؟ لہٰذا اس کے ساتھیوں نے اس کی بات کو ناپسند کیا اور کہنے لگے اللہ تعالیٰ تجھے ہلاک کرے تو منافق ہو گیا ہے۔ تو کیوں نکلا تھا جب کہ تیرے دل میں یہ بات تھی؟ اُس نے کہا کہ میں دنیاوی عزت کے لئے نکلا تھا۔ میری زندگی کی قسم بیشک محمد ﷺ تو ہمیں بڑی بڑی باتیں بتاتے تھے اُونٹنی والی بات اتنی بڑی نہیں ہے۔ یہ تو چھوٹی سی بات ہے۔

مگر اس منافق کے ساتھیوں نے اس کو گالیاں دیں اور کہنے لگے اللہ کی قسم ہمارے پاس تیرے مقابلے میں کوئی چارہ کار بھی نہیں ہے اگر ہمیں پتہ چل جاتا کہ تیرے دل میں یہ بات ہے تو ہم ایک لحظہ بھی تیرے ساتھ نہ رہتے۔ تھوڑی دیر تو وہ منافق ٹھہرا رہا اس کے بعد وہ ان لوگوں کو چھوڑ کر چلا گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا رسول اللہ ﷺ کی باتیں سننے کے لئے وہاں جا کر اسے پتہ چلا کہ اللہ تعالیٰ نے تو رسول اللہ ﷺ کو اس کی ساری باتیں بتا دی ہیں رسول اللہ ﷺ بات کر رہے تھے اور وہ سن رہا تھا۔ کہ ایک آدمی منافقین میں سے خوش ہو گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی بھاگ گئی ہے یا گم ہو گئی ہے۔ اور اس نے کہا ہے کہ کیا اللہ تعالیٰ اس کو اونٹنی کا مقام نہیں بتایا بیشک اللہ عزوجل نے مجھے اس کی جگہ کے بارے میں بتا دیا ہے۔

اللہ کے سوا غیب کوئی نہیں جانتا۔ وہ اُونٹنی تم لوگوں کے سامنے والی وادی میں یا گھاٹی میں کھڑی ہے اس کی مہار درخت کے ساتھ الجھ گئی ہے۔ لہٰذا وہ لوگ اس کی طرف گئے اور اس کو لے کر آ گئے۔ اور وہ منافق جلدی سے واپس اپنے احباب کے پاس آ گیا جو گروہ بیٹھا تھا جن کے سامنے وہ سابقہ باتیں اس نے کہی تھیں وہ سب لوگ ابھی تک اپنی اپنی جگہ پر بیٹھے ہوئے تھے ان میں سے کوئی ایک آدمی بھی اپنی جگہ سے نہیں اُٹھا تھا۔ اس نے پوچھا کہ میں تم لوگوں کو اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کہ کیا تم لوگوں میں سے کوئی محمد ﷺ کے پاس گیا ہے۔ اور اس کو وہ باتیں بتائی ہیں

جو میں نے کہی تھیں؟ ان سب نے کہا کہ نہیں اللہ گواہ ہے ہم تو اپنے مجلس سے اٹھے بھی نہیں اس کے بعد سے۔ اس نے بتایا کہ میری وہی باتیں وہاں پر کیسے ہو رہی ہیں۔ وہ کہنے لگا کہ اللہ کی قسم گویا کہ میں مسلمان ہی نہیں ہوا مگر آج کہ بیشک میں تو محمد ﷺ کے بارے میں شک میں تھا۔ اب میں شہادت دیتا ہوں کہ وہ اللہ کے رسول ہیں۔

اس کے ساتھیوں نے کہا کہ اب تم جاؤ رسول اللہ ﷺ کے پاس تاکہ وہ آپ کے بارے میں اللہ سے بخشش طلب کریں انہوں نے گمان کیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ جا کر اس نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے استغفار کیا۔ (اہل مغازی نے) گمان کیا ہے کہ اس کا نام ابن الصیب تھا۔ اور عروہ کی ایک روایت میں ہے کہ اس کا نام ابن اللُّصیت تھا۔ یا ابن اللُّصیت۔ اور انہوں نے گمان کیا ہے کہ وہ ہمیشہ ڈرتا رہا اور ڈرپوک رہا حتی کہ مر گیا۔ یہ الفاظ حدیث موسیٰ بن عقبہ کے ہیں۔ اور واقدی نے گمان کیا ہے کہ وہ شخص جس کی موت کی خبر دی گئی تھی ہوا کے چلنے کے وقت وہ زید بن رفاعہ بن تابوت تھا۔ (مغازی للواقدی ۲/۴۲۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے اس اپنے ان شیوخ سے جس نے انس سے بنومصطلق کا قصہ روایت کیا ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ وہاں سے لوٹے حتی کہ جب حضور مقام بقعاء میں پہنچے ارض حجاز میں نقیع کے پیچھے تو سخت ہوا چل گئی جس سے لوگ ڈر گئے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس سے نہ ڈرو کیونکہ کفر کے سرداروں میں سے ایک سردار کی موت کے لئے چلی ہے۔ لہٰذا لوگوں نے یہ واقعہ پایا کہ اس دن رفاعہ بن زید تابوت مر گیا تھا وہ قبیلہ بنی قینقاع میں سے تھا اس نے اپنا مسلمان ہونا ظاہر کر رکھا تھا جب کہ وہ منافقین کے لئے جائے پناہ کے طور پر تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۵۰)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابومعاویہ نے اعمش سے (ح)۔

اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحٰق ثقفی نے ان کو ابوکریب نے ان کو حفص بن غیاث نے اعمش سے اس نے ابوسفیان سے اس نے جابر سے۔ کہ کہ نبی کریم ﷺ سفر سے تشریف لائے تھے جب مدینے کے قریب ہوئے تو سخت ہوا چل گئی قریب تھا کہ وہ سوار کو بھی گرا کر دفن کر دیتی (جا پڑے) گمان کیا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ ہوا ایک منافق کی موت کے لئے بھیجی گئی ہے وہ کہتے ہیں کہ حضور مدینے میں تشریف لائے تو معلوم ہوا کہ ایک بہت بڑا منافق فوت ہو گیا ہے منافقین میں سے۔ یہ الفاظ حدیث حفص کے ہیں۔ اور ابومعاویہ کی ایک روایت میں سے لے کر انہوں نے کہا کہ ایک سخت ہوا چل گئی تھی جب کہ نبی کریم ﷺ اپنے بعض سفروں میں تھے انہوں نے فرمایا تھا یہ ایک منافق کی موت کی وجہ سے چلی ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم جب مدینے میں آ گئے تو معلوم ہوا کہ منافقین کے سرداروں میں سے ایک سردار مر گیا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوکریب سے۔ (مسلم۔ کتاب صفات المنافقین۔ حدیث ۴/۲۱۴۵-۲۱۴۶)

حضور اکرم ﷺ کی خواہش کی تکمیل کے لئے بیٹے کا باپ کو قتل کرنے کے لئے آمادہ ہونا

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس اور بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے ان کو عاصم بن قتادہ نے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ بنومصطلق سے واپس مدینہ میں آئے تو ان کے پاس عبداللہ بن عبداللہ ابن اُبی آئے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مجھے خبر پہنچی ہے کہ آپ عبداللہ بن اُبی کے قتل کا ارادہ رکھتے ہیں اگر آپ ایسا کرنا چاہتے ہیں تو اس کام کو مجھے دیجئے گا میں اس کا سر کاٹ کر آپ کے پاس لے آؤں گا۔ اللہ کی قسم بنوخزرج جانتے ہیں کہ بنوخزرج میں سے کوئی آدمی ایسا نہیں تھا جو مجھ سے زیادہ اپنے والد کے ساتھ نیکی کرنے والا ہو۔ لیکن میں ڈرتا ہوں کہ آپ کسی آدمی کو اس کام پر مامور کریں گے جو اس کو قتل کرے گا۔ میں اپنے نفس کو اس

حال میں نہیں چھوڑ سکتا کہ میں دیکھتا ہوں عبداللہ کے قاتل کو کہ وہ دھرتی پر زندہ چلتا پھرتا ہے حتی کہ میں اس کو قتل کردوں گا اس طرح میں ایک مومن کو ایک کافر کے بدلے میں قتل کر بیٹھوں گا اور اس سے یہ قتل کر کے جہنمی ہو جاؤں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ ہم اس کے ساتھ اچھی صحبت رکھیں گے اور اس کے ساتھ نرمی کریں گے جب تک وہ ہمارے ساتھ رہے گا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۵۰۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۵۸)

حضور اکرم ﷺ کا حکمت وفضیلت کے پیش نظر ابن اُبی کو اپنے قریب بیٹھنا

(۵) روایت ہے ابن اسحٰق سے اس نے عبداللہ بن ابوبکر سے کہ عبداللہ بن اُبی جب رسول اللہ ﷺ کے سامنے آیا تھا اور آپ کے پاس اوس وخزرج کے صحابہ موجود ہوتے تھے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس کے بغض اور کینے کو جانتے ہوئے تھے انہیں یہ بات اچھی لگتی تھی کہ آپ اس کے لئے اس کے شرف کو جھٹلائیں اور ناپسند کرتے تھے کہ وہ اس بات کو ان کے لئے کہیں کیونکہ وہ اس کے بغض کو ان کے خلاف جانتے تھے۔ لہٰذا بعض ان کا بعض سے کہتا تھا کہ یہ عبداللہ بن اُبی ہے جب رسول اللہ ﷺ اس بات کو سنتے تو اس سے کہتے کہ میرے قریب آجائیے۔

باب ۸۵

حدیث اِفک[1] (واتہام)

ابوعبداللہ محمد بن اسماعیل بخاریؒ نے کہا۔ کہ نعمان بن راشد کہتے ہیں۔ وہ زھری سے روایت کرتے ہیں کہ حدیث اِفک (یعنی سیدہ عائشہ پر اتہام والا واقعہ) غزوۂ مریسیع میں ہوا تھا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مصری نے ان کو محمد بن ابراہیم بن جناو نے ان کو سلیمان بن حرب نے ان کو حماد بن زید نے ان کو نعمان بن راشد نے اور معمر نے زھری اس نے عروہ سے اس نے سیدہ عائشہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ جب سفر کرنے کا ارادہ کرتے تھے تو اپنی عورتوں کے درمیان قرعہ ڈالتے تھے۔ (ابن ماجہ۔ کتاب النکاح۔ حدیث ۱۹۷۰ ص ۱/۶۳۳)

فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کے لئے غزوۂ مریسیع کے غُزاۃ کے طور پر قرعہ ڈالا۔ چنانچہ میرا قرعہ نکلا۔ لہٰذا میرے بارے وہ شخص ہلاک ہوا جس نے ہلاک ہونا تھا مصنف کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اور اسی طرف گئے ہیں اصحاب مغازی۔ محمد بن یسار۔ محمد بن عمر واقدی اور واقدی نے روایت کی ہے یعقوب بن یحییٰ بن عباد بن عبداللہ بن زبیر سے عیسیٰ بن معمر سے اس نے عباد بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے کہا اے میری امی مجھے اپنی حدیث بیان کیجئے غزوۂ مریسیع کے بارے میں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان سے ابوسھل بن زیاد قطان سے کہ ہمیں حدیث بیان کی عبید بن عبدالواحد بن شریک بزاز نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن عبدالصفار نے ان کو عبید بن شریک اور ابن ملحان نے دونوں نے فرق کیا ہے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحٰق فقیہ نے ان کو احمد بن ابراہیم بن ملحان نے یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر نے ان کو لیث بن سعد نے یونس بن یزید نے ابن شہاب سے

[1] (تفصیل کے لئے دیکھئے سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۵۴۔ تاریخ طبری ۲/۶۱۰۔۶۱۹۔ مغازی للواقدی ۲/۴۲۶۔ الدرر ہ بن عبدالبر ۱۹۰۔ عیون الاثر ۲/۱۲۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۶۰)

ان کوخبر دی عروہ بن زبیر نے اور سعید بن مسیب نے اور علقمہ بن وقاص سے اور عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ نے سیدہ عائشہ زوجہ رسول کی حدیث کے بارے میں۔ جب ان کے بارے میں اھل افک نے جو کچھ کہا تھا۔ پر اللہ نے ان کو بری کر دیا تھا اس سے جو کچھ ان لوگوں نے کہا تھا۔ اور ہر ایک نے کہا کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ایک جماعت نے حدیث میں سے اور ان میں سے بعض حدیث بعض کی تصدیق کرتی ہے اگر چہ ان میں سے بعض دوسرے بعض سے زیادہ محفوظ کرنے والا ہے۔ مگر جو کچھ مجھے عروہ نے حدیث بیان کی سیدہ عائشہ سے۔ اور انہوں نے گمان کیا ہے روایت قطان میں۔ کہ اگر چہ ان میں سے بعض ان کو زیادہ محفوظ کرنے والے ہیں۔ انہوں نے دعویٰ کیا ہے سیدہ عائشہ زوجہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔

نبی کریم ﷺ جب جہادی سفر کے لئے جانا چاہتے تھے تو اپنی عورتوں کے مابین قرعہ ڈالتے تھے جس کا قرعہ نکلتا اس کو اپنے ساتھ لے کر جاتے تھے۔ سیدہ عائشہ نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے ہم عورتوں کے درمیان قرعہ ڈالا تھا ایک ایک غزوہ میں جہاں آپ نے جہاد کیا تھا (یعنی غزوہ بنو مصطلق میں جو کہ غزوہ مریسیع کے نام کے ساتھ پہچانا جاتا ہے) چنانچہ میرا ہی قرعہ نکلا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوگئی۔ یہ واقعہ حجاب اور پردے کی آیت اُترنے کے بعد تھا میں اپنے کجاوے پر سوار تھی اور اسی میں اتری تھی ہم لوگ چلتے رہے حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ اس غزوہ سے فارغ ہوگئے۔ اور واپس لوٹے اور ہم لوٹتے ہوئے مدینے کے قریب پہنچ گئے تھے۔ آپ ﷺ نے کوچ کرنے کا اعلان کیا میں اٹھی جب لوگوں نے کوچ کرنے کا اعلان کر دیا۔ میں چلتی ہوئی لشکر سے آگے بڑھ گئی جب میں قضاء حاجت سے فارغ ہوئی واپس لوٹ آئی۔ میرا ایک ہار تھا (جَزعِ ظَفَار) سے یعنی حرز یمان (یہ یمن میں پایا جاتا ہے عقیق کی کان میں) وہ ہار ٹوٹ کر گر گیا تھا میں ان کو ڈھونڈنے لگ گئی تھی اس کی تلاش نے مجھے روک دیا وہ (خدام) گروہ جو مجھے سوار کرتے تھے آئے اور انہوں نے میرا کجاوے کو اُٹھایا اور اس کو میرے اُونٹ پر جس پر میں سوار ہوئی تھی اُوپر رکھ کر باندھ دیا۔

وہ یہ سمجھ رہے تھے کہ میں کجاوے میں ہوں۔ اس وقت عورتیں ہلکی پھلکی ہوتی تھیں۔ ان کو گوشت نے بھاری نہیں کیا تھا اس لئے کہ وہ بقدر سدا رمق جان بچانے کی مقدار میں کھاتی تھیں کھانے میں سے۔ لہٰذا ان لوگوں نے کجاوے ہلکا ہونے کو اٹھاتے وقت عجیب نہ سمجھا تھا۔ ویسے بھی میں کم عمر لڑکی تھی انہوں نے اُونٹ کو اٹھایا اور چل دیئے۔ میں نے اپنا ہار وہیں پالیا جب لشکر چلا گیا میں لشکر کے ٹھکانے پر آئی تھی جگہ پر میں بیٹھی تھی وہاں پر نہ کوئی پکارنے والا تھا نہ ہی کوئی جواب دینے والا تھا۔ لہٰذا میں وہیں پر رُک گئی۔ قطان کی ایک روایت میں ہے کہ میں اپنی منزل پر آئی جہاں پر میں تھی تو میں نے سوچا کہ عنقریب وہ لوگ مجھے موجود نہیں پائیں گے تو میری طرف لوٹ آئیں گے اور قطان کی ایک روایت میں ہے کہ بس وہ میری طرف متوجہ ہوں گے بس میں اپنی اس منزل پر بیٹھی تھی۔ تو مجھ پر نیند غالب آ گئی۔

لہٰذا میں سوگئی۔ اور صفوان بن معطل سلمی ذکوانی لشکر کے پیچھے تھا۔ وہ منہ اندھیرے روانہ ہوا اور اس نے میری منزل پر صبح کی اس نے سوتے ہوئے انسان کا ہیولا دیکھا تو میرے پاس آ گیا اور اس نے مجھے پہچان لیا جب اس نے مجھے دیکھا کیونکہ اس نے مجھے پردے کے حکم سے قبل دیکھا ہوا تھا اس کے انا للّٰہ وانا الیہ راجعون پڑھنے سے میں جاگ گئی تھی جب اس نے مجھے پہچان لیا تھا میں نے اپنا چہرہ اپنی اوڑھنی کے ساتھ چھپا لیا اللہ کی قسم اس نے مجھ سے کوئی کلمہ کلام بھی نہیں کیا اور نہ ہی میں نے اس سے کوئی کلمہ بات سنی اس کے اناللّٰہِ وانا الیہ راجعون پڑھنے کے سوا۔ اس نے اپنی سواری بٹھائی۔ اور اس کے اگلے گھٹنوں پر وہ چڑھ گیا۔ لہٰذا میں اس پر سوار ہوگئی۔ لہٰذا وہ میری سواری کو پکڑ کر آگے آگے چلتا رہا حتیٰ کہ ہم لوگ لشکر میں پہنچ گئے اس کے بعد وہ دوپہر کی گرمی کے وقت اترے تھے۔ چنانچہ ہلاک ہو گیا جس نے ہلاک ہونا تھا اور افک واتہام پر جو شخص سرپرست بنا تھا وہ عبد اللہ بن ابی بن سلول تھا۔ ہم لوگ جب مدینے پہنچ گئے تو بیمار پڑ گئی ایک مہینہ کے قریب اور لوگ اصحاب اتہام کے قول میں منہمک ہونے اور دلچسپی لینے لگے مجھے اس میں سے کسی بات کا بھی علم نہیں تھا۔ جو چیز میرے کرب میں۔ بیماری کے ساتھ ساتھ اضافہ کرتی وہ یہ تھی کہ میں رسول اللہ سے لطف اور مہربانی نہیں دیکھتی تھی جو اس سے قبل میں ان سے دیکھا کرتی تھی اپنی بیماری کے وقت۔

بس رسول اللہ ﷺ میرے پاس آتے تھے سلام کرتے پھر کہتے کہ تم کیسی ہو اس کے بعد وہ ہٹ جاتے تھے یہ بات مجھے شک میں مبتلا کر دیتی تھی مگر میں کسی شر کو محسوس نہیں کرتی تھی۔ حتیٰ کہ ایک دن میں روانہ ہوئی جب بہت کمزور ہو چکی تھی۔ اور میں اس طرح کے ساتھ نکلی۔

پاخانوں کی جگہ کی طرف اور ہم لوگ راتوں کو ہی نکلتے تھے پھر دوبارہ رات کو نکلنا ہوتا تھا۔ یہ ہم لوگوں کے گھروں کے پاس پاخانے نہانے سے پہلے کی باتیں ہیں۔ اس بارے میں ہمارے معاملہ بھی عرب کے پہلے دور کے لوگوں والا ہی تھا کہ پرانے زمانے میں لوگ قضاء حاجت کے لئے نشیبی جگہوں کی طرف جانا پڑتا تھا۔ اور ہم لوگ گھروں کے پاس پاخانے نہانے سے اذیت محسوس کرتے تھے۔

چنانچہ میں اور ام مسطح ہم لوگ قضاء حاجت کے لئے گئے۔ یہ خاتون ابورہم کی بیٹی تھی رہم بن عبدالمناف تھے اس عورت کی ماں صخر بن عامر کی ماں تھی۔ ابوبکر صدیق کی رضی اللہ عنہ خالہ تھی۔ اس کا بیٹا مسطح بن اثاثہ بن عبدالمطلب تھا میں اور ام مسطح اپنے گھر کی طرف متوجہ ہوئے ہم اپنی حاجت سے فارغ ہو چکے تھے اچانک ام مسطح کا پیر اس کی چادر میں الجھا اور وہ پھسل گئی۔ کہنے لگی ہلاک ہو جائے مسطح میں نے اس سے کہا کہ آپ نے بہت بری بات کہی ہے۔ کیا تم ایسے شخص کو برا کہہ رہے ہو جو بدر میں حاضر تھا وہ بولی اے لڑکی کیا تم نے نہیں سنا اس نے کیا کہا ہے؟ میں نے کہا کہ اس نے کیا کہا ہے؟ اور قطان کی ایک روایت میں ہے کہ وہ وہ اصحاب رسول میں سے ایک آدمی ہے۔ وہ بولی کیا تم نہیں جانتی ہو کہ اس نے کیا کہا ہے؟ میں نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم۔ فرماتی ہیں کہ پھر اس نے مجھے اتہام لگانے والوں کے قول کی خبر دی۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میرے تو مرض پر مرض بڑھ گیا کہتی ہیں کہ جب میں گھر آ گئی تو اور رسول اللہ ﷺ میرے پاس داخل ہوئے انہوں نے سلام کیا پھر فرمایا کہ تم کیسی ہو؟ میں نے کہا کہ کیا آپ مجھے اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنے والدین کے پاس جاؤں؟ کہتی ہیں کہ میں اس وقت یہ ارادہ کر رہی تھی کہ میں ان کی طرف سے اس خبر کی تصدیق کروں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اجازت دے دی میں اپنے والدین کے پاس آ گئی۔ بعد میں اپنی امی سے کہا اے میری امی لوگ کیا باتیں کر رہے ہیں انہوں نے کہا اے بیٹی۔ کرب کے معاملہ کو آسان رکھو اپنے اوپر۔ اللہ کی قسم بہت کم کوئی عورت ایسی ہوتی ہے۔ جو خوبصورت ہو کسی آدمی کے پاس اور وہ اس سے محبت بھی کرتا ہو۔ اور اس کی سوکنیں بھی ہوں مگر کثرت سے وہ اس پر (حسد کرتی ہیں) فرماتی ہیں کہ میں نے کہا سبحان اللہ۔

البتہ تحقیق لوگ اس طرح کی غلط باتیں کرتے ہیں؟ فرماتی ہیں کہ میں بقیہ رات روتی رہی حتی کہ صبح ہوگئی مگر رات بھر میرے آنسو نہیں رُکتے تھے۔ اور نہ ہی مجھے ذرہ بھر نیند آئی تھی۔ فرماتی ہیں کہ اسی طرح روتے ہوئے صبح ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابو طالب کو اور اسامہ بن زید کو بلایا جب وحی کے آنے میں تاخیر ہوگئی۔ حضور اکرم ﷺ ان سے اپنی اہلیہ کے فراق وعلیحدگی کے بارے میں مشورہ پوچھنا چاہتے تھے۔ فرماتی ہیں کہ بہر حال اس نے تو رسول اللہ ﷺ کو ایسی چیز کا مشورہ دیا جو وہ جانتے تھے ان کی اہلیہ کی براۃ کے بارے میں۔ اور اس بات کا لحاظ کرتے ہوئے کہ ان کے علم میں تھا کہ آپ دل سے اپنی اہلیہ سے محبت کرتے ہیں۔ لہٰذا اسامہ نے کہا آپ کے گھر کے بارے میں ہم کچھ نہیں جانتے سوائے خیر کے۔ اور علی بن ابوطالب نے کہا یا رسول اللہ ﷺ تو آپ کے اوپر تنگی نہیں کی۔ اس کے علاوہ بھی عورتیں بہت ہیں۔ اگر آپ لڑکی مانگیں گے تو وہ بھی آپ کے لئے پیش کی جائے گی۔ فرماتی ہیں کہ۔ پھر رسول اللہ ﷺ (لونڈی) بریرہ کو بلایا اور پوچھا کہ اے بریرہ کیا تم نے کوئی ایسی بات دیکھی ہے جو تمہیں شک میں ڈالتی ہو؟ بریرہ نے کہا کہ نہیں قسم اس ذات کی جس نے آپ کو بھیجا ہے حق کے ساتھ۔ اگر میں اس کے اوپر کوئی بات دیکھتی تو میں اس پر عیب لگا دیتی اس سے زیادہ کوئی بات نہیں ہے کہ وہ کم عمر لڑکی اپنے گھر آٹا گوندھ کر سو جاتی ہے اور بکری کا بچہ آتا ہے اور اسے کھا جاتا ہے۔

لہٰذا یہ سن کر رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے اور فرمانے لگے کہ کون میری خیر خواہی اور میری نصرت کرتا ہے عبداللہ بن اُبی بن سلول کے بارے میں۔ کہتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ منبر پر تشریف فرما تھے اور فرمایا تھا کون ہماری طرف سے بدلہ لے گا اس شخص سے جس سے ہمیں میرے اہل بیت کے بارے میں ایذا پہنچی ہے۔ پس اللہ کی قسم میں نہیں جانتا اپنے اہل کے بارے میں مگر خیر ہی نہیں جانتا ہوں اور ان لوگوں نے میرے اہل کے الزام کے بارے میں جس مرد کا نام لیا ہے میں اس کے بارے میں بھی کچھ نہیں جانتا محض خیر ہی جانتا ہوں۔ وہ میرے گھر میں کبھی اکیلا داخل نہیں ہوا میرے ساتھ ہی داخل ہوا۔ لہٰذا حضرت سعد بن معاذ انصاری اُٹھ کر کھڑے ہوئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ میں اس شخص سے آپ کی طرف سے بدلہ لوں گا۔ اگر وہ قبیلہ سے ہے تو میں اس کی گردن مار دوں گا اور اگر وہ ہمارے بھائیوں میں سے ہے بنو خزرج میں سے تو جو بھی آپ ہمیں حکم دیں گے ہم آپ کے حکم پر عمل کریں گے۔

فرماتی ہیں ادھر حضرت سعد بن عبادہ کھڑے ہوگئے وہ قبیلہ خزرج کے سردار تھے۔ وہ پہلے سے ہی نیک آدمی تھے۔ لیکن اس موقع پر ان کو محبت وغیرت جاگ اٹھی وہ سعد بن معاذ سے کہنے لگے آپ نے جھوٹ بولا ہے اللہ کی قسم تم اسے قتل نہیں کرو گے اور نہ ہی تمہیں اس کے قتل کرنے پر قدرت ہوگی۔ لہٰذا اُسید بن حضیر کھڑے ہوگئے وہ سعد بن معاذ کے چچازاد ہوتے تھے۔ انہوں نے سعد بن عبادہ سے کہا تم نے جھوٹ کہا ہے اللہ کی قسم ہم اسے ضرور قتل کریں گے۔ بیشک تم منافق ہو اور منافقین کے لئے لڑتے ہو۔ چنانچہ اس بات پر اوس وخزرج کے دونوں قبیلے مقابلے پر اُٹھ کھڑے ہوگئے یہاں تک کہ انہوں نے ایک دوسرے سے لڑائی کرنے کا ارادہ کرلیا۔ جب کہا آپ ﷺ ابھی تک منبر پر تشریف فرما تھے کھڑے تھے حضور اکرم ﷺ مسلسل ان کو چپ کرتے رہے حتی کہ وہ چپ ہو گئے۔ فرماتی ہیں کہ میں اس دن سارا دن روتی رہی۔ نہ میرے آنسوں تھمتے تھے اور نہ ہی مجھے نیند آتی تھی۔ فرماتی ہیں کہ میرے ماں باپ علی الصبح میرے پاس آ گئے جب کہ میں ایک دن اور دو راتوں سے مسلسل رو رہی تھی۔ نہ نیند آتی تھی اور نہ ہی میرے آنسوں رُکتے تھے۔ ان دونوں نے سوچا کہ میرے مسلسل رونے سے میرا جگر پھٹ جائے گا فرماتی ہیں کہ وہ دونوں میرے پاس بیٹھے تھے اور میں رو رہی تھی اس وقت انصار میں سے ایک عورت نے مجھ سے ملنے کے لئے اجازت طلب کی میں نے اس کو اجازت دی۔ وہ بھی بیٹھ کر میرے ساتھ رونے لگی۔ (ابوبکر) فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اسی حالت پر تھے کہ ہمارے اُوپر رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے آپ نے سلام کیا اور بیٹھ گئے۔

فرماتی ہیں کہ حضور اکرم ﷺ اس وقت سے میرے پاس نہیں بیٹھے تھے جب سے یہ باتیں ہونے لگی تھیں۔ اور حضور اکرم ﷺ مہینہ بھر ٹھہرے رہے تھے۔ میرے بارے میں کوئی وحی نہیں اُتری تھی۔ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بیٹھنے کے بعد اشھدان لا الٰہ الّا اللّٰہ و اشھد ان محمد رسول اللّٰہ پڑھا پھر فرمایا امابعد اے عائشہ میرے پاس تیرے بارے میں ایسی ایسی بات پہنچی ہے۔ اگر تم بری ہو تو عنقریب اللہ تجھے بری قرار دے گا اور اگر تم نے کسی غلطی اور گناہ کا ارتکاب کیا ہے تو اللہ سے توبہ استغفار کرلے۔ کیونکہ جب کوئی بندہ اللہ سے توبہ استغفار کرلیتا ہے اپنے گناہ کا اعتراف کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ اس کی توبہ قبول کرلیتا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب ہی اپنی بات پوری کرلی تو میرے آنسو ایک دم خشک ہوگئے حتی کہ میں نے ایک قطرہ بھی محسوس نہ کیا۔ میں نے اپنے والد سے کہا کہ آپ جواب دیجئے رسول اللہ ﷺ کو اس بارے میں جو انہوں نے فرمایا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ میں کیا کہوں رسول اللہ ﷺ سے۔ میں نے اپنی ماں سے کہا کہ آپ جواب دیجئے وہ بھی کہنے لگی کہ میں نہیں جانتی کہ میں کیا کہوں رسول اللہ ﷺ سے میں نے کہا۔ حالانکہ میں ان دونوں نوعمر تھی زیادہ قرآن بھی نہیں پڑھتی تھی۔

بیشک میں اللہ کی قسم البتہ تحقیق میں جانتی ہوں کہ تم لوگوں نے یہ بات سنی ہوئی ہے حتی کہ تمہارے دلوں میں بیٹھ چکی ہے اور تم نے اس کو سچا بھی سمجھ لیا ہے۔ بس البتہ اگر میں تم لوگوں سے کہوں کہ میں بَری ہوں۔ اور اللہ جانتا ہے کہ میں بَری ہوں۔ مگر تم لوگ مجھے سچا نہیں مانو گے اس بارے میں اور البتہ اگر میں تمہارے سامنے اس غلطی کا اعتراف کرلوں حالانکہ اللہ جانتا ہے کہ میں بَری ہوں تو تم میرے (غلط) اقرار کو بھی سچا مان لو گے۔ (اس صورت حال میں) اللہ کی قسم میں نہیں چاہتی ہوں کوئی قتال مگر یوسف علیہ السلام کے والد کے قول کی کہ انہوں نے بھی (مشکل ومصیبت کے وقت) کہا تھا۔ فَصَبْرٌ جَمِيلٌ وَاللّٰهُ الْمُسْتَعَانُ عَلٰى تَصِفُونَ۔ (سورۃ یوسف: آیت ۱۸)

ان حالات میں صبر کی خوبصورت چیز اللہ سے ہی مدد مانگی جاتی ہے اس کیفیت پر جو تم بیان کررہے ہو۔ فرماتی ہیں کہ اس کے بعد میں وہاں سے ہٹ کر اپنے بستر پر لیٹ گئی۔ فرماتی ہیں کہ میں اس وقت جان گئی تھی کہ چونکہ میں بَری ہوں۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ میرے بَری ہونے کے سبب میری براۃ بیان کرکے مجھے بَری قرار دے دیں گے۔ اور قطان کی روایت میں ہے کہ عنقریب وہ مجھے بَری کردیں گے کہ میرے بَری ہونے کے سبب لیکن اللہ کی قسم میں گمان ہی نہیں کرسکتی تھی کہ اللہ تعالیٰ میری شان میں وحی اُتاریں گے جو پڑھی جاتی رہے گی میری شان میری حالت میرے دل اس سے کہیں زیادہ حقیر تھی کہ اللہ تعالیٰ میرے معاملے میں کلام کریں گے۔ اور قطان کی ایک روایت میں ہے۔ اَبْرَءُ بِتَّلَى کے الفاظ ہیں بلکہ میں تو یہ امید کرتی تھی رسول اللہ ﷺ نیند میں خواب میں دیکھ لیں گے جس سے اللہ تعالیٰ مجھے اس سے بَری قرار دے دیں گے۔

فرماتی ہیں کہ اللہ کی قسم نہ ہی وہاں سے رسول اللہ ﷺ اُٹھے تھے اور نہ ہی کوئی گھر سے باہر نکلا تھا حتی کہ حضور اکرم ﷺ پر وہ چیز آپ کو پکڑ لیا کرتی تھی برحاء سے حتی کہ وہ حضور اکرم ﷺ کے چہرے سے سردی کے دن موتیوں کی مثل پسینے کے قطرے پھسل کر ٹپکنے لگے۔اس قول کے ثقل سے جو آپ کے اُوپر اُترتا۔فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ سے وہ کیفیت کھل گئی جو ان پر طاری ہوئی تھی تو حضور اکرم ﷺ مارے خوشی کے ہنس رہے تھے۔ اس وقت پہلا کلمہ جس کے ساتھ حضور اکرم ﷺ نے تکلم کیا تھا وہ یہ تھا اے عائشہ آگاہ ہو جاؤ اللہ کی قسم اللہ نے آپ کو بَری قرار دے دیا ہے۔فرماتی ہیں کہ میری امی نے کہا اُٹھ کر حضور اکرم ﷺ کے پاس جاؤ فرماتی ہیں کہ میں نے کہا اللہ کی قسم میں اٹھ کر ان کے پاس نہیں جاؤں گی بلکہ میں تو صرف اللہ کی تعریف اور اسی کا شکر کروں گی۔

اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل کی :

ان الذینَ جاءَ با لافك عصبة منكم لاتحسبوه شرالكم بل هو خير لكم لكل امرء منهم ما اكتسب من الاثم ۔

(سورۃ نور : آیت ۱۱)

بیشک وہ لوگ جنہوں نے اتہام اور تہمت گھڑی ہے وہ تمہارے اندر سے ایک گروہ ہے اس اتہام لگنے کو اپنے حق میں برا نہ سمجھ بلکہ انجام کے اعتبار سے وہ تمہارے حق میں خیر کا باعث ہے۔اور ہر اس شخص جس نے اس گناہ کا ارتکاب کیا اس کے لئے بڑا جرم ہے۔(پوری دس آیات اُتریں)۔

جب اللہ تعالیٰ نے میری برأت میں یہ آیات نازل کیں تو ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا جو کہ مسطح بن اثاثہ پر مال خرچ کرتے تھے اس کے ساتھ قرابت کی وجہ سے اور اس کی غربت کی وجہ انہوں نے فرمایا کہ میں مسطح پر کچھ بھی خرچ نہیں کروں گا اللہ کی قسم کبھی بھی نہیں کروں گا۔اس کے میرے جو اس نے عائشہ کے بارے میں بات کہی ہے۔کیونکہ وہ اس اتہام لگانے میں منافقوں کے سہرا بن گئے تھے۔مگر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت اُتاری۔

ولَایَأتَلِ اُولُواالفضل منكم والسعة اَن يُؤتُوا اُولى القُربىٰ والمساكين والمهاجرين فى سبيل الله وليعفوا وليصفحوا الاتحبون ان يغفرالله لكم والله غفوررحيم ۔ (سورۃ نور : آیت ۲۲)

تم میں سے صاحب مال وکشادگی اس میں کوتاہی نہ کریں جو وہ قرابت داروں کو اور مساکین کو اور مہاجرین فی سبیل اللہ کو وہ دیتے تھے انہیں چاہیے کہ وہ درگذر کریں اور معاف کردیں کیا تم یہ پسند نہیں کرو گے کہ اللہ تمہیں بخش دے اللہ بخشنے والا مہربان ہے۔

تو اس کے بعد ابوبکر نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم میں یہی پسند کروں گا کہ اللہ مجھے معاف کردے۔لہٰذا انہوں نے مسطح کا نفقہ جرح پر بحال کردیا۔جو اس پر خرچ کرتے تھے اور فرمایا کہ اللہ کی قسم میں کبھی یہ خرچ کرنا بند نہیں کروں گا۔سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے زینب بنتِ جحش سے میرے بارے میں پوچھا تھا کہ اے زینب تم کیا جانتی ہو یا فرمایا تھا کہ آپ نے کیا دیکھا یا تم کیا سمجھتی ہو؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے کانوں نے اور میری آنکھوں نے جو کچھ محفوظ کیا (وہ تو یہ ہے کہ) میں خیر کے سوا کچھ بھی نہیں جانتی ہوں۔یہی وہ خاتون تھی ازواج رسول میں سے جو محمد سے فخر کیا کرتی تھیں بس اللہ نے اس کو بچائے رکھا تھا پرہیزگاری کے سبب سے جب کہ اس کی بہن حمنہ بنت جحش عائشہ کے خلاف جنگ کرتی تھی۔لہٰذا وہ بھی ہلاک ہونے والوں میں ہلاک ہوئی اصحاب افک کے مانند۔یہ الفاظ حدیث ابوعبداللہ قطان کے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن عبداللہ بن بکیر سے۔(بخاری۔تفسیر سورۃ النور۔فتح الباری ۴۵۲/۸۔۲۶۹/۵۔۲۷۲)

اور اس کو مسلم نے نقل کیا ہے حدیث ابن مبارک اس نے یونس بن یزید سے۔(مسلم۔کتاب التوبہ ص ۲۱۲۹/۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار السکری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد بن اسماعیل صفار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن منصور نے ان کو عبدالرزاق نے ان کو معمر نے زہری سے وہ کہتے ہیں کہ میں ولید بن عبدالملک کے پاس بیٹھا تھا اس نے کہا۔ الذی تولّیٰ کبرهٗ منهم لہ عذاب عظیم ۔کہ وہ شخص جس نے ان میں سے اس کو بُرا اور بُرائی کی سرپرستی کی۔

(یہ جوقران میں واقعہ ان کے بارے میں آتا ہے) اس سے مراد علی بن ابوطالب ہے اس نے کہا کہ نہیں۔ مجھے حدیث بیان کی تھی سعید بن حسیب نے اور عروہ بن زبیر نے اور علقمہ بن وقاص نے اور عبداللہ بن عتبہ بن مسعود نے ان میں سے ہر ایک سے سنا تھا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا۔ فرماتی تھیں۔ الذی تولی کبرہ۔ جو اس اتہام کا سرپرست بنا تھا وہ عبداللہ بن اُبی تھا۔ زھری کہتے ہیں ولید نے کہا مجھ سے کہ اس کا کیا جرم تھا۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا سبحان اللہ۔ آپ کی قوم میں سے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ھشام۔ ان دونوں نے سنا تھا سیدہ عائشہ سے وہ فرماتی رہی تھیں کہ ابن اُبی میرے معاملے میں بُرائی کرنے والا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں معمر کی حدیث ہے۔ (بخاری۔ تفسیر سورۃ النور۔ فتح الباری ۸/۴۵۱)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی روزباری نے۔ ان کو محمد بن شوذب مقری نے مقام واسط میں ان کو محمد بن عبدالملک نے ان کو یزید بن ہارون نے ان کو ابومعشر نے ان کو فلیح بن عبداللہ بن مغیرہ نے زھری سے وہ کہتے ہیں کہ میں ولید بن عبدالمالک کے پاس بیٹھا تھا۔ زھری نے اپنی طوالت سمیت عروہ سے ذکر کی ہے اور ابن میسّب سے اور علقمہ سے اور عبیداللہ بن عبداللہ سے اس نے سیدہ عائشہ سے مگر انہوں نے ابوسلمہ کا اور ابوبکر بن عبدالرحمٰن کا ذکر نہیں کیا۔ ہاں یہ اضافہ کیا ہے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ولید نے اور کہا۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بنو مصطلق کا غزوہ کرنے کا ارادہ کیا تو اپنی عورتوں کے درمیان قرعہ اندازی کی اور یہ قرعہ نکلا اور ام سلمہ کا۔ اور حدیث ذکر کی۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے ان کو ابوبکر اسماعیلی نے ان کو قاسم بن زکریا نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو بندار نے اور ابن مثنیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن ابوعدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعبہ نے سلیمان نے اس نے ابوالضحیٰ سے اس نے مسروق سے وہ کہتے ہیں کہ حسان بن ثابت عائشہ کے پاس گئے انہوں نے اپنے اشعار کے ساتھ تشبیب کی۔

حَصَانٌ رَزَانٌ مَاتُزَنُّ بِرِيبَةٍ   وتُصْبِحُ غَرثى مِن لُحُومِ الْغَوَافِلِ

یہ محصنہ اور عفیفہ ہے کامل عقل والی نہیں تہمت لگائی جائے گی کسی شک کی بنیاد پر صبح کی ہے آپ نے بھوکی تھی غوافل کے گوشتوں سے

فرماتی ہیں کہ نہیں ہے (بات) اس طرح۔ میں نے کہا آپ چھوڑ دیں گی کہ اس جیسا شخص داخل ہوتا رہے آپ کے پاس حالانکہ اللہ نے یہ نازل فرمادیا ہے۔ والذ تولی کبرہ منهم له عذاب عظیم۔ کہ وہ شخص جو اس اتہام کے درپے ہوا ان میں سے اس کے لئے عذاب عظیم ہے۔

سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ کون سا عذاب زیادہ شدید ہے اندھا ہو جائے۔ کہتے ہیں کہ وہ فرماتی ہیں کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا دفاع کرتے ہوئے ان کی طرف سے جواب دیتے تھے۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بشار بندار سے۔ (بخاری۔ تفسیر سورۃ النور۔ فتح الباری ۸/۴۸۵۔ ۴۳۶۷)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا محمد بن مثنی سے۔ (مسلم۔ فضائل الصحابۃ حدیث ۱۵۵ ص ۴/۱۹۳۴)

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں تین افراد پر حدّ قذف لگائی گئی

(۶) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے اس نے عبداللہ بن ابوبکر بن عمرو بن حزم نے اس نے عمرۃ بنت عبدالرحمٰن بن اسد بن زرارہ سے اس نے سیدہ عائشہ سے وہ فرماتی ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے وہ قصہ تلاوت کیا لوگوں کے سامنے جس سے میری برأت نازل ہوئی ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے دو مرد و ایک عورت کے بارے میں حکم دیا وہ حد کے طور پر دُرّے مارے گئے یعنی ان پر حدّ قذف لگائی گئی تھی (یعنی جھوٹی تہمت لگانے کی حد اور سزا) (۱) مسطح بن اثاثہ۔ (۲) حسان بن ثابت۔ (۳) حمنہ بنت جحش زینب بنت جحش کی بہن۔ اس لئے کہ ان لوگوں نے سیدہ عائشہ پر تہمت لگائی تھی صفوان بن معطل سُلمی کے ساتھ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۵۹۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۶۳)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابراہیم تیمی نے کہتے ہیں کہ حسان بن ثابت نے صفوان بن معطل پر سیدہ عائشہ کی شان کے بارے میں زیادہ کچھ کہنا شروع کیا تھا۔ اس نے یہ شعر کہہ کر اور اس جیسے دیگر اشعار کہہ کر ان کے ساتھ تعریفی کی تھی کہا تھا۔

امسی الجلابیب قد عزّوا و قد کثروا وابن الفریعة امسی بیضة البلد

اصحاب رسول (مسلمان) عزت وغلبے کے مالک اور تعداد میں بہت ہوگئے ہیں اور ابن فریعہ (حسان) منفرد مقام کا حامل ہوگیا ہے۔

ایک رات صفوان بن معطل کے سامنے حسان آ گئے وہ اپنے ننھیال ہوساعدہ سے آرہے تھے صفوان نے حسان پر تلوار سے ان کے سر پر وار کیا اور حسان کو زخمی کر دیا ادھر سے ثابت بن قیس بن شماس نے کود کر صفوان کو پکڑ لیا اور اس نے ان کے ہاتھ ان کی گردن پر باندھ دیے اسی کے ساتھ اور وہیں در بنو حارثہ میں لے گیا، وہاں پر ان کو حضرت عبداللہ بن رواحہ ملے انہوں نے کہا یہ کیا ہوا؟ ثابت بن قیس نے بتایا کہ اس نے حسان پر تلوار سے حملہ کیا ہے۔ آپ کو کس قدر تعجب ہوگا ان کی اس حرکت پر میرا خیال ہے اس نے اسے قتل کر دیا ہے۔ عبداللہ بن رواحہ نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ کو علم ہو گیا ہے آپ کی اس حرکت کا؟ صفوان نے بتایا کہ نہیں ان کو معلوم نہیں ہے۔ ابن رواحہ نے ثابت سے کہا اللہ کی قسم آپ نے اس کو پکڑ کر جرأت سے کام لیا ہے چلیں ابھی چھوڑ دیجئے ان کو آپ، آپ لوگ صبح رسول اللہ ﷺ کے پاس جائیں۔

لہٰذا صبح گئے انہوں نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر بتائی۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہاں ہے ابن معطل۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے پیش ہو گئے۔ اور عرض کیا میں حاضر ہوں یا رسول اللہ ﷺ۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ آپ نے ایسا کیوں کیا؟ اس نے بتایا یا رسول اللہ ﷺ اس شخص نے مجھے ایذا پہنچائی تھی اور میرے خلاف بہت کچھ کہا تھا۔ پھر بھی یہ خوش نہیں ہوا؟ حتی کہ اس برائی کرنے میں تعرض ہے مجھے غصہ آ گیا تھا اور میں آپ کے سامنے حاضر ہوں میرے ذمے جو اس کا حق بنتا ہو وہ آپ مجھ سے اس کو دلوا دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ حسان کو میرے سامنے بلائیں وہ لائے گئے۔

آپ نے فرمایا اے حسان آپ نے اپنے لوگوں کے خلاف زبان کھولی ہے لوگوں کو ابھارا ہے (اور آپ کی برائی کی ہے) صرف اسی لئے کہ اللہ نے ان کو اسلام کے لئے ہدایت بخشی ہے۔ فرما رہے تھے کہ آپ نے ان کے اوپر پھنکار رہے۔ اے حسان اب تم اچھائی کرو نیکی کرو اس تکلیف کی بات جو تمہیں پہنچی ہے۔ حسان نے کہا کہ یہ معاملہ آپ کے سپرد ہے یا رسول اللہ۔ جو فیصلہ آپ چاہیں فرما دیں۔ رسول اللہ ﷺ سرین قبطہ حسان کو عطا فرما دی۔ اس کے بطن سے عبدالرحمن بن حسان پیدا ہوئے نیز حسان کو رسول اللہ ﷺ نے زمین عطا فرما دی جو کہ ابوطلحہ کی ملکیت تھی۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کو ہدیہ کر دی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۶-۲۶۲۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۶۳)

ابن اسحق کہتے ہیں۔ کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن عتبہ نے مغیرہ نے ابن اخنس نے یہ کہ حضرت صفوان بن معطل نے جب حسان کو تلوار ماری تھی تو کہا تھا۔ میں شاعر نہیں ہوں (کہ شاعری میں تیرا جواب دوں) جب میری برائی کی گئی ہے۔ تو تم سے تلوار کی دھار ہی نمٹے گی بیشک میں تو لڑاکا ہوں۔

''حضرت حسان نے سیدہ عائشہ کی مدح میں کہا تھا''

رأیتک ولیغفر لک اللّٰہ حرّۃً من المحصنات غیر ذات غوائل

حصان رزان ما تزنّ بریبۃ وتصبح غرثی من لحوم الغوافل

وان الذی قد قیل لیس بلائط بک الدھر بل قیل امری متماحل

فان کنت اھجوکم کما بلّغوا کم فلا رجعت سوطی الیّ اناملی

فَكَيفَ وُدِّى مَا حُيِّيتُ وَنُصْرَتِى لِآلِ رَسُولِ اللهِ زَيْنُ الْمَحَافِلِ
وَانَّ لَهُمْ عِزًّا يُرَى النَّاسُ دُوْنَه قِصَارٌ وَطَالَ الْعِزُ كُلَّ التطاول

(اے سیدہ عائشہؓ) اللہ تجھ پر مہربان رہے میں نے آپ کو دیکھا ہے کہ آپ خاندانی شرافت سے آراستہ ہیں۔ پاکدامن ہیں۔ برائی اور خرابی کے صفت سے متصف لوگوں سے آپ مختلف ہیں۔ آپ محصنہ ہیں اور عفیفہ ہیں۔ عقلمند (کامل العقل) ہیں۔ گوشہ نشین ہیں۔ آپ حسین صفات کی حامل خاتون کسی شک کی بنا پر تہمت نہیں لگائی جاسکتی۔ آپ غیبت کیے جانے سے پاک ہیں۔ جو (غلط) بات کہی گئی ہے بیشک اس کو زمانے نے قابل توجہ ہی نہیں سمجھا۔ بلکہ یہ کہا گیا ہے کہ (وہ غلط بات کہنے والا) خود فتنہ گر آدمی ہے (یعنی ابن اُبی) اگر میں نے (دل سے) آپ کی برائی کی ہوتی جیسے لوگوں نے آپ کو خبر پہنچائی ہے تو میرے چابک کا رخ میری انگلیوں سے میری طرف نہ ہوتا (حدقذف کی خوف اشارہ ہے جو حسان پر لگائی گئی تھی)۔ (اگر ایسی بات ہوئی تو) میں تا حیات آل رسول سے کیونکر محبت کرتا۔ اور آل رسول سے میرا نصرت کرنا محافل کی زینت نہ بنتا۔ بیشک (آپ کی برائی کرنے والوں کی) عزت سب لوگوں کے نزدیک کمتر ہے۔ اور رسول اللہ ﷺ کے گھرانے والوں کی عزت انتہائی عروج پر پہنچی ہوئی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۶۳)

(۸) ہمیں خبر دی حسین بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو خبر دی قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے جھجاہ کے اور انصار کے چند نوجوانوں کے درمیان غزوۂ بنومصطلق میں پانی کے تنازعہ پر جو جھگڑا ہوا تھا اسی کے ذکر میں کہتے ہیں کہ حسان بن ثابت شاعر کو اس کی خبر پہنچی جو جھجاہ غفاری کے اور انصاری نوجوانوں کے درمیان جو جھگڑے کی کیفیت پیدا ہوگئی تھی۔ کہتے ہیں کہ حسان ناراض ہوگئے تھے۔ اور انہوں نے کچھ اشعار کہے ان کا ارادہ مہاجرین کے خلاف تھا ان قبائل میں سے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس اسلام لانے کے لئے آرہے تھے اس نے یہ شعر کہا تھا۔

اَمسَى الجلابيب قدذ اغوا وقد كثروا وابن الفريعة امسى بيضة البلَدِ

چنانچہ بنوسُلَیم کا ایک آدمی حسّان کے مذکور قول سے ناراض ہو کر نکلا اور اس کے لئے گھات لگا کر بیٹھ گیا جب حسّانؓ نکلا تو سُلمی نے ان پر تلوار ماری حتی کہ کہا گیا اس نے اسے قتل کر دیا ہے خیال یہ کیا جاتا ہے کہ وہ صفوان بن معطل ہی تھے۔ بیشک شان یہ ہے اس نے حسّان کو تلوار ماری تھی مگر اس کی اس ضرب سے وہ کٹ نہ سکے (بلکہ بچ گئے) رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا اس کو پکڑ لو اگر حسّان ہلاک ہوجاتا ہے اس کو اس کے بدلے میں قتل کردو۔ لہٰذا انہوں نے اس کو قید کردیا اور جکڑ لیا۔ یہ بات سعد بن عبادہ کو پہنچی وہ اپنی قوم کے ساتھ ان کے پاس گئے اور کہا کہ ان کو چھوڑ دے۔ ان لوگوں نے اس کو چھوڑنے سے انکار کردیا اس نے کہا کہ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کی قوم کی طرف مائل ہوئے ہو تم ان کو گالیاں دیتے ہو اور انہیں ایذا پہنچاتے ہو حالانکہ تم دعویٰ کرتے ہو کہ تم نے ان کی نصرت کی ہے۔

لہٰذا سعد رسول اللہ ﷺ کے لئے اور ان کی قوم کے لئے ناراض ہوگیا اس نے کہا کہ اس جوان کو چھوڑ دو مگر انہوں نے اس کو چھوڑنے سے انکار کردیا۔ قریب تھا کہ ان کے درمیان قتال ہوجاتا۔ پر انہوں نے ان کو چھوڑ دیا اور سعد اسے لے کر اپنے گھر چلے گئے اور اس کو انہوں نے پوشاک پہنادی۔ پھر اس کو بھیج دیا۔ ہمیں یہ بات پہنچی ہے کہ سُلمی مسجد میں نماز پڑھنے کے لئے داخل ہوا تو اس کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا اور فرمایا کہ جس نے تجھے کپڑے پہنائے ہیں اللہ تعالیٰ اس کو جنت کے کپڑے پہنائے گا اس نے بتایا کہ مجھے سعد بن عبادہ نے پہنائے ہیں۔ اس کے بعد موسیٰ بن عقبہ نے عبداللہ بن اُبی کا قصہ ذکر کیا ہے اصحاب رسول پر خرچ کرنے کے بارے میں اور سورہ اِذَا جَاءَكَ الْمُنَافِقُوْن کے نزول کے بارے میں اور وہ حدیث افک کے اس غزوے میں ہونے کے ذکر کے درپے نہیں ہوا۔

اور زہری کی روایت میں جماعت سے مروی ہے انہوں نے سیدہ عائشہ سے روایت کی ہے کہ حتی کہ نبی کریم ﷺ نے عبداللہ بن اُبی سے عذر چاہا (وجہ دریافت کی) لہٰذا سعد بن معاذ انصاری اُٹھ کھڑے ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کو اس کی طرف سے عذر بتاتا ہوں (یعنی عذر پیش

کرتا ہوں) اور تحقیق صحیح حد تک گذر چکی ہے حضرت عروہ سے اس نے سیدہ عائشہ سے روایت کی ہے یوم خندق میں سعد بن معاذ کو ان کی رگ اکحل میں تیر لگنے کے قصے کے بارے میں۔ اور اسی تیر سے بنو قریظہ کے واقعہ کے بعد ان کی وفات کے سلسلے میں۔ اگر اس شخص کا قول محفوظ ہے جس نے کہا ہے کہ قصۂ افک غزوۂ مریسیع پیش آیا تھا اور وہ غزوۂ بنو مصطلق ہے تو درست یہ ہوگا کہ سعد بن معاذؓ کا زخم جاری نہیں ہوا تھا حتی کہ وہ مریسیع کے بعد ہوا ہوگا اور حدیث افک کے بھی بعد اور ذکر کیا ہے ابو عبداللہ بن قندہ نے حافظ سے یہ کہ سعد بن معاذ سن پانچ ھجری میں مدینے میں وفات پا گئے تھے۔

اور ہم نے پہلے یہ ذکر کر آئے ہیں کہ غزوۂ بنو مصطلق شعبان کے مہینے میں ھجرت سے پانچویں سال ہوا تھا تو گویا کہ حضرت اسی سال شعبان کے بعد انتقال فرما گئے تھے۔ واللہ اعلم

باب ۸۶

سَرِیَّہ نَجد

کہا جاتا ہے کہ وہ مُحَرَّم سن ۶ ہجری میں ہوا تھا آپ ﷺ نے اُس سریہ میں محمد بن مَسلَمَہ کو بھیجا تھا وہ اھل یمامہ کے سردار ثمامہ بن اثال (کے پاس پہنچے) اور اسے پکڑ کر لے آئے تھے اس کے گرفتار ہونے اور اس کے مسلمان ہونے میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد عبداللہ حافظ نے رحمتہ اللہ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن اسحٰق فقیہ نے ان کو خبر دی احمد بن ابراہیم بن ملحان نے ان کو یحییٰ بن بکیر نے ان کو لیث نے ان کو سعید بن ابو سعید نے کہ اس نے سنا ابو ھریرہؓ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے گھڑ سواروں کا ایک دستہ نجد کی طرف روانہ کیا تھا وہ لوگ وہاں سے بنو حنیفہ کے ایک آدمی کو پکڑ کر لے آئے تھے اس کو ثمامہ بن اثال کہا جاتا ہے جو کہ اھل یمامہ کا سردار تھا۔ انہوں نے اس کو لا کر مسجد کے ستون کے ساتھ باندھ دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ باہر تشریف لائے تو فرمایا تیرے پاس کیا کچھ ہے اے ثمامہ؟ اس نے جواب دیا میرے پاس اے محمد خیر (مال) ہے اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو آپ صاحب دم کو قتل کریں گے۔ اور آپ نیکی اور احسان کریں گے تو آپ شکر کرنے اور قدر دانی کرنے والے پر نیکی کریں گے۔ اور اگر آپ مال کا ارادہ رکھتے ہیں تو آپ مانگئے اس میں سے جو آپ چاہیں گے آپ کو دیا جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ نے (اس کو کوئی جواب نہ دیا بلکہ اسی حالت پر اس کو) رہنے دیا حتی کہ صبح ہوگئی۔

پھر حضور اکرم ﷺ نے آ کر اس سے پوچھا کہ آپ بتاؤ تم کیا کہتے ہو؟ اے ثمامہ۔ اس نے کہا میرے پاس وہی جواب ہے جو میں نے آپ سے کہہ دیا تھا اگر آپ احسان کریں گے تو ایک احسان شناس قدردان کے ساتھ احسان کریں گے اور اگر آپ قتل کریں گے تو ایک صاحب دم کو قتل کریں گے (جس کے خون کا حساب چکانا پڑے گا) اور اگر آپ حاصل کا ارادہ کریں گے تو آپ مانگیے آپ کو دیا جائے گا آپ جو کچھ مانگیں گے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ثمامہ کو چھوڑ دو چنانچہ وہ مسجد کے قریب کھجور کے درخت کی طرف چلا گیا۔ اس نے جا کر غسل کیا

اور پھر واپس مسجد میں آ گیا۔ اور کہنے لگا اشھدان لاالہ الا اللہ محمد ارسول اللہ۔ اے محمد ﷺ روئے زمین پر میرے نزدیک تیرے چہرے سے کوئی زیادہ ناپسندیدہ چہرہ نہیں تھا۔ اور اب آپ کے چہرے سے زیادہ محبوب میرے نزدیک کوئی چہرہ نہیں رہا۔ اب تمام چہروں سے زیادہ ہے۔

اللہ کی قسم تیرے دین سے زیادہ ناپسندیدہ میرے نزدیک کوئی دین نہیں تھا۔ اب تمام ادیان سے تیرا دین زیادہ محبوب ہو گیا ہے میرے نزدیک۔ اور تمام شہروں سے ناپسندیدہ شہر میرے نزدیک تیرا شہر تھا اب سب سے زیادہ محبوب ہو گیا ہے تیرا شہر میری طرف ہاں آپ کے سوار مجھے گرفتار کر لائے تھے جبکہ میں عمرہ کرنے جارہا تھا اب آپ کیا مناسب سمجھتے ہیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے آسانی کر دی۔ اور اس کو عمرہ کرنے کا امر فرمادیا وہ جب مکے میں پہنچا تو کسی نے کہا تم صحابی ہو گئے ہو یعنی اپنے پہلے دین سے پھر گئے ہو۔ اے ثمامہ؟ اس نے کہا کہ نہیں بلکہ میں مسلمان ہو گیا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ پر ایمان لے آیا ہوں۔ اللہ کی قسم اب تم لوگوں کے پاس ثمامہ سے گندم کا ایک دانہ بھی نہیں آئے گا جب تک کہ اس بارے میں رسول اللہ ﷺ اجازت نہیں دیں گے۔ بخاری نے ان کو روایت کیا ہے صحیح میں۔ عبداللہ بن یوسف سے۔

اور مسلم نے ان کو روایت کیا ہے قتیبہ سے ان دونوں نے لیث سے اور مسلم نے بھی اس کو حدیث عبدالحمید بن جعفر سے نقل کیا ہے اس نے سعید مقبری سے اسی طرح پر۔ (بخاری ۶/۲۔ مسلم ۱۳/۸۷)

محمد بن اسحق بن یسار نے ان دونوں کی مخالفت کی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۴۶۔۲۴۷)

مقبری سے روایت کرتے ہوئے ثمامہ کی گرفتاری کی کیفیت کے بارے میں۔ اس نے پہلے تو اپنی طرف سے یہ ذکر کیا ہے کہ ثمامہ بن اثال قاصد اور نمائندہ بن کر گیا تھا رسول اللہ کے پاس مُسلیمہ کذاب کی طرف سے آپ ﷺ نے اللہ سے دعا کی تھی کہ اللہ ان کو اس کے بارے میں قدرت عطا کر دیں۔

پھر روایت کیا گیا ہے مقبری سے (اس روایت کو) جس کی ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابومحمد بن موسیٰ بن فضل نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحق سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے۔ سعید مقبری نے ابوھریرہ۔ سے وہ کہتے ہیں کہ ثمامہ بن اثال حنفی کا اسلام لانا یوں سبب تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اللہ سے دعا کی تھی جب اس نے رسول اللہ کے سامنے پیش کیا جو کچھ اس نے پیش کرنا تھا۔ (دعا یہ فرمائی کہ) اللہ تعالیٰ آپ کو اس کے بارے میں (قدرت) اختیار دے دے۔ اسے جب حضور اکرم ﷺ کے آگے پیش کیا تو اس وقت مشرک تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کے قتل کا ارادہ کیا تھا۔ مگر وہ عمرہ کرنے کے لئے نکلا تھا حالانکہ وہ حالت شرک پر تھا۔

حتیٰ کہ وہ روانہ ہو کر مدینے میں داخل ہوا اور وہ وہاں پر بیٹھ گیا۔ لہٰذا پکڑا گیا تھا۔ اور یوں وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ جب کہ وہ مشرک ہی تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں حکم دیا وہ مسجد نبوی کے ستون ہی سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ اس کی طرف تشریف لائے اور پوچھا کہ کیا حالت ہے تیری؟ کیا اللہ نے (مجھے) قدرت دی ہے تیرے بارے میں؟ اس نے کہا یہی بات ہے اے محمد ﷺ! اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو صاحب دم کو قتل کریں گے اور اگر آپ معاف کریں گے تو شکر کرنے والے کو معاف کریں گے (یعنی میں آپ کا مشکور رہوں گا) اور اگر آپ مال طلب کریں گے آپ کو مال بھی مل جائے گا۔ رسول اللہ ﷺ ان کو چھوڑ کر چلے گئے۔ پھر اگلی صبح کو اس کے پاس واپس آئے اس کے پاس گذرے اور پوچھا کہ اے ثمامہ اب تم کیا کہتے ہو۔ اس نے کہا کہ خیر ہی کی بات کرتا ہوں گر مال طلب کریں گے تو وہ آپ کو دیا جائے گا۔ مگر رسول اللہ ﷺ اس سے ہٹ کر چلے گئے۔ ابوھریرہ نے فرمایا کہ۔ یہ سن کر ہم مساکین کہنے لگے ہم ثمامہ کو قتل کر کے کیا کریں گے؟ اللہ کی قسم ثمامہ کے فدیے کے طور پر مل جانے والے موٹے تازے اونٹ (کے گوشت کا) ایک لقمہ ہمارے نزدیک ثمامہ کے خون سے زیادہ محبوب ہے۔

لہٰذا جب اگلی صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اس کے پاس سے گذرے اور پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو اے ثمامہ؟ اس نے کہا خیر کی بات کرتا ہوں اے محمد! اگر آپ مجھے قتل کریں گے تو صاحب دم کو قتل کریں گے۔ اور اگر آپ درگذر کریں گے تو ایک شکر گذار کو معاف کریں گے۔ اور اگر آپ مال طلب کریں گے تو آپ کو وہ مل جائے گا۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں نے تجھے معاف کر دیا ہے اے ثمامہ۔ چنانچہ وہ وہاں سے نکل کر باغ میں گیا مدینے کے باغوں میں سے اس نے غسل کیا اور خوب طہارت وصفائی کی اور اپنے کپڑے پاک صاف کئے پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آیا آپ اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے کہنے لگا اے محمد ﷺ اللہ کی قسم میں ایسا تھا کہ آپ کے چہرے سے مجھے زیادہ مجھے کوئی چہرہ ناپسندیدہ نہیں تھا۔ آپ کے دین سے زیادہ میرے نزدیک کوئی دین ناپسندیدہ نہیں تھا۔ آپ کے شہر سے زیادہ ناپسندیدہ کوئی شہر نہیں تھا۔ پھر میں نے جب صبح کی ہے تو ایسا ہو گیا ہے کہ اب آپ کے چہرے سے زیادہ محبوب کوئی چہرہ نہیں ہے آپ کے دین سے زیادہ محبوب کوئی دین نہیں ہے آپ کے شہر سے زیادہ پسندیدہ کوئی شہر نہیں ہے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اس کے بندے اور رسول ہیں۔ یا رسول اللہ میں عمرہ کرنے چلا تھا۔ جب کہ میں اپنی قوم کے دین پر تھا۔

لہٰذا آپ مجھے عمرہ کرنے کی اجازت آسان کر دیجئے میرے عمرہ کرنے میں اللہ آپ کے اوپر رحمت نازل کرے گا پھر وہ عمرہ کرنے چلا گیا۔ جب وہ مکے میں آیا اور قریش نے اس سے سنا کہ وہ محمد ﷺ کی باتیں کرتا ہے اور اسلام کی باتیں کرتا ہے تو وہ کہنے لگے کہ ثمامہ دین سے پھر گیا ہے۔ چنانچہ انہوں نے اس کو ناراض کر دیا۔ انہوں نے کہا کہ بیشک میں اللہ کی قسم صحابی نہیں بنا بلکہ میں مسلمان ہو گیا ہوں اور میں نے محمد ﷺ کو سچا مان لیا ہے اور ان کے ساتھ ایمان لے آیا ہوں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں ثمامہ کی جان ہے تم لوگوں کے پاس ثمامہ سے ایک دانہ بھی نہیں آئے گا۔ ثمامہ اس علاقے کا سرسبز مقام تھا جب تک میں باقی رہوں گا حتی کہ محمد ﷺ اجازت دیں اس بارے میں۔ اس کے بعد وہ اپنے شہر (یمامہ) میں واپس لوٹ آیا۔ اور اس نے مکے کی طرف مال ومتاع اور غلہ وغیرہ) بھیجنا منع کر دیا۔ جس کی وجہ سے قریش سخت پریشانی میں مبتلا ہو گئے۔ لہٰذا انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف خط لکھا اور انہوں نے اپنے رحموں اور قرابت داریوں کے واسطے دیئے کہ آپ ثمامہ کی طرف لکھیں وہ غلے کی طرف ترسیل اور نقل وحمل سے پابندی اٹھالے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کی یہ بات مان کر سفارش کر دی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴: ۲۴۶۔۲۴۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے ان کو خبر دی ابوحامد بن بلال نے ان کو محمد بن یحییٰ نے ان کو نفیلی نے ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحق سے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی سعید بن ابوسعید مقبری نے اپنے والد سے اس نے ابوہریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم فرمایا یعنی ثمامہ کے بارے میں لہٰذا آپ کو حجرے کے ستونوں میں سے ایک ستون کے ساتھ باندھ دیا گیا۔ تین راتوں تک۔

پھر اس نے حدیث ذکر کی ہے مذکورہ مفہوم کے ساتھ سابقہ مذکورہ تینوں روایات پر امام بیہقی کا تبصرہ فرماتے ہیں۔

۱۔ یہ روایت (مذکورہ) یہ تاثر پیدا کر رہی ہے کہ صدر الحدیث (اول حصہ) یونس بن بکیر کی روایت میں۔ قول محمد بن اسحق میں سے ہے۔ (جس کو وہ روایت کرتے ہیں) اپنے شیوخ سے

۲۔ اور روایت لیث بن سعد اور وہ لوجو اس کی متابع (روایت) لائے ہیں وہ زیادہ صحیح ہے اس کی اخذ کی کیفیت کے بارے میں۔

۳۔ اور وہ (روایت) جو روایت کی گئی ہے محمد بن اسحق والی حدیث میں۔ ابوہریرہ کے قول میں سے اور دیگر کے (ثمامہ) کے فدیہ لینے کے ارادے کے بارے میں وہ دلالت کرتی ہے اس میں ابوہریرہ کی موجودگی پر۔

۴۔ اور حقیقت یہ ہے کہ ابوہریرہ آئے تھے نبی کریم ﷺ کے پاس اس وقت جب آپ خیبر میں تھے لہٰذا مناسب یہ ہوگا کہ ثمامہ والا قصہ فتح مکہ اور غزوۂ خیبر کے درمیان واقع ہوا ہوگا۔ واللہ اعلم

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوقتیبہ سلمہ بن فضل آدمی نے مکہ میں ان کو ابراہیم بن ہاشم نیان کو محمد بن حُمید رازی نے ان کو ابوثمیلہ یحییٰ بن واضح نے ان کو عبدالمؤمن بن خالد حنفی نے علباء بن احمر سے اس نے عکرمہ سے اس نے ابن عباس سے یہ ابن اثال حنفی کو

جب نبی کریم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا حالانکہ وہ اسیر تھا تو حضور اکرم ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا تھا چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا تھا اور وہ مکہ مکرمہ پہنچ گیا تھا۔ یعنی پھر وہ واپس لوٹا۔ لہٰذا وہ اس وقت حائل ہو گیا اور رکاوٹ بن گیا تھا اھل مکہ کے درمیان اور یمامہ سے ان کی طرف جانے والے غلے وغیرہ کے درمیان۔ اس وقت اہل مکہ پر غلے اور غذا کی قلت کا ایسا بحران پیدا ہو گیا تھا کہ اہل مکہ عِلْحَفرُ کھانے پر مجبور ہو گئے تھے (عِلْحَفر کیا ہوتا تھا اس کے بارے میں محشی کتاب ہذا ڈاکٹر عبدالمعطی لکھتے ہیں کہ عِلْحَفر ایک شئی ہوتی تھی جس کو وہ شدت بھوک کے زمانے میں بناتے تھے۔ وہ اس طرح کرتے تھے اُونٹوں کی پشم یعنی بالوں کی خون میں لت پت کو لیتے تھے پھر اس کو آگ پر بھون لیتے تھے پھر اسی کو کھاتے تھے)۔

لہٰذا اس برے وقت میں ابوسفیان بن حرب حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا تھا۔ اور کہنے لگا۔ کیا آپ یہ گمان نہیں کرتے ہو کہ رحمتہ للعالمین بنا کر بھیجے گئے ہو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جی ہاں اس نے کہا کہ آپ نے لوگوں کے ماں باپوں کو تو تلوار کے ساتھ مار دیا ہے اور اولادوں کو بھوک کے ساتھ مار رہے ہو چنانچہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔

ولقد اخذناهم بالعذاب فمااستكانوالربهم ومايتضرعون ۔ (سورۃ المؤمنون : آیت ۷۶)

ہم نے ان کو پکڑا تھا عذاب میں پھر وہ نہ دبے اپنے رب کے آگے اور نہ ہی گڑگڑائے۔

باب ۸۷

ان سرایا کا تذکرہ۔ جو ۶ھ میں واقع ہوئے بزعم واقدی

سیریہ عکاشہ بن محصن ۶ھ

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے وہ کہتے کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے۔ ان کو حسین بن فرح نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی سے۔ انہوں نے کہا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے ربیع الاول میں یا کہا تھا کہ ربیع الاخر میں ۶ھ میں آپ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد عکاشہ بن محصن اسدی کو چالیس آدمیوں کی ایک جماعت کے ساتھ مقام غمر کی طرف بھیجا تھا۔ (مقام غمر مقام فید سے دو راتوں کی مسافت پر بنواسد کے لئے پانی کا ایک مقام تھا)۔ اس جماعت میں ثابت بن اقرم اور سباع بن وہب بھی تھے انہوں نے اپنی رفتار تیز کر دی تھی اور اس جماعت کے لوگوں سے وہ مقامی لوگ ڈر کر بھاگ گئے عکاشہ نے اس قوم کے پانی پر اُتر کر پڑاؤ ڈالا۔ اور اس نے ارد گرد سے معلومات کی اطلاع لانے والے مخبر روانہ کیے۔ انہوں نے کچھ ایسے لوگوں کو پکڑا جنہوں نے اس قوم کے مال مویشیوں کے بارے میں رہنمائی کی ان لوگوں نے دوسو اونٹ پائے (انہیں اپنے قبضے میں لے کر ان کو وہ لوگ ہانک کر مدینے لے آئے۔

(نوٹ) عکاشہ بن محصن کا نام آیا یہ بنواسد سے تھے قریش کے حلیف تھے سابقون الاولون میں سے تھے بدری تھے اہل جنت میں سے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کو سریۃ الغمر میں عامل مقرر کیا تھا اس دستے کو جنگ سے سابقہ نہیں پڑا تھا خلافت ابوبکر میں یہ شہید ہو گئے تھے۔ بدر میں ان کی تلوار ٹوٹ گئی تھی حضور اکرم ﷺ نے ان کو کھجور کے خوشے کی ٹہنی یا کوئی اور لکڑی مقابلے کے لئے دی جو ان کے ہاتھ میں بدل کر تلوار بن گئی تھی۔ (مغازی للواقدی ۲/۵۵۰)

سیریہ ابوعبیدہ بن جراح ۶ھ

(واقدی) کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اسی سن چھ ہجری میں سریۃ میں ابوعبیدہ بن جراح کو بھیجا تھا۔ (مذکورہ قصے میں) چالیس جوانوں میں۔ وہ لوگ اس رات کو پوری رات پیدل چلتے رہے۔ انہوں نے مذکورہ قصے موجودین سے موافقت کی یعنی ان کو پالیا علی الصبح (ابوعبیدہ نے) اس قوم کے لوگوں پر حملہ کیا اور انہیں پہاڑوں پر بھاگنے پر مجبور کر دیا۔ اور انہوں نے ایک آدمی کو گرفتار کر لیا جو کہ مسلمان ہو گیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا تھا۔ (مغازی للواقدی ۲/۵۵۲)

سریہ محمد بن مَسلمہ ۶ھ

اور محمد بن مسلمہ کو بھیجا تھا ربیع الاول ۶ھ میں آپ کی مدینے میں تشریف آوری کے بعد دس جوانوں کے ساتھ مگر آگے سے لوگ ان جوانوں کے لئے گھات لگا کر بیٹھے حتی کہ محمد اور ان کے ساتھی سو گئے۔ وہ بالکل ہی نہ جان پائے مگر قوم کے سر پر آجانے کے بعد (لہٰذا سنبھل نہ سکے) لہٰذا محمد بن مسلمہ کے ساتھی مارے گئے اور وہ خود زخمی حالت میں واپس لوٹ آئے تھے۔ (مغازی للواقدی ۲/۵۵۱)

(نوٹ) لفظ سرایا سریۃ کی جمع ہے اس سے مراد طائفہ جیش (لشکر کا گروہ) ہوتا ہے۔ جو دشمن کی طرف بھیجا جاتا ہے۔ جس کے افراد کی آخری حد چار سو افراد ہے۔ سرایا۔ اور سریہ کا وجہ تسمیہ یہ ہے کہ۔

(۱) جو لوگ بھیجے اسی میں وہ خلاصہ عسکر ہوتے اور ان میں سے بہترین افراد ہوتے ہیں۔ یہ لفظ سَرِیُ سے ماخوذ ہے بمعنی نفیس اور عمدہ شئی۔

(۲) یہ بھی کہا گیا ہے کہ سِرً سے ماخوذ ہے وہ لوگ بھی سراً اور مخفی طور پر بھیجے جاتے ہیں۔ ظاہر انہیں۔

سرایا و بُعُوث کی تعداد کی تحقیق۔

۱۔ ابن اسحٰق نے کہا (بقول شیخ صالحی سیرت شامیہ میں) کہ سرایا اور بعوث کی تعداد ۳۸ ہے۔

۲۔ ابوعمر نے کہا۔ بقول ابن عبدالبر الاستیعاب میں) کہ سرایا اور بعوث کی تعداد ۴۷ ہے۔

۳۔ محمد بن عمر واقدی کے بقول۔ ۔ ۔ ۔ ۔) کہ سرایا اور بعوث کی تعداد ۴۸ ہے۔

۴۔ بقول مسعودی۔ و حافظ عراقی۔ ۔ ۔ ۔ ۔) کہ سرایا اور بعوث کی تعداد ۶۰ ہے۔

۵۔ حافظ ابوعبداللہ حاکمؒ۔ الاکلیل میں۔ ۔ ۔ ۔) کہ سرایا اور بعوث کی تعداد ۱۰۰ سے اُوپر ہے۔

حافظ عراقی نے کہا ہے کہ یہ قول میں نے حاکم کے سوا کسی اور کے ہاں نہیں پایا۔ پھر انہوں نے خود ہی کہا ہے کہ شاید حاکم نے مغازی کو بھی ساتھ ملا دیا ہوگا۔ (از مترجم)

سریہ زید بن حارثہ ۶ھ

اور اسی سال یعنی ۶ھ سریہ زید بن حارثہ ہوا تھا مقام جموم میں۔ اس سفر میں وہ قبیلہ مُزنیہ کی ایک عورت تک پہنچے۔ اسے حلیمہ کہا جاتا تھا اس عورت نے ان حضرات کو ایک ٹھکانے کے بارے میں بتایا تھا بنوسُلیمہ کے ٹھکانوں میں سے لہٰذا وہ لوگ بہت سارے مویشی اور بکریاں اور قیدی پکڑ کر لے آئے تھے جو قیدی شروع میں ہاتھ آئے ان میں اسی حلیمہ کا شوہر بھی تھا۔ جب زید واپس لوٹ آئے ان تمام قیدیوں اور مال مویشیوں اور بکریوں کے ساتھ جو ہاتھ لگے تھے۔ تو اس مزنیہ نے اور اس کے زوج نے اپنے نفس رسول اللہ ﷺ کے لئے ہبہ کر دیا تھا۔

(مغازی للواقدی ۲/۵۵۳)

دوسرا سریہ زید بن حارثہ ۶ھ

واقدی کہتے ہیں کہ۔اسی ۶ھ میں زید بن حارثہ کا دوسرا سریہ ہوا تھا مقام طرف کی طرف جمادی الاولیٰ میں بنو ثعلبہ کی طرف ۔ پندرہ آدمیوں کی جماعت کے ساتھ۔لہٰذا عرب دیہاتی بھاگ گئے تھے۔اور ڈر گئے تھے کہ کہیں رسول اللہ ﷺ ان کی طرف نہ آجائیں۔اس سریہ میں زید کو بیس اونٹ ہاتھ لگے تھے ان کے مویشیوں میں سے۔چار راتیں یہ لوگ گھر سے یعنی مدینے سے باہر رہے تھے۔

تیسرا سریہ زید بن حارثہ ۶ھ میں

واقدی کہتے ہیں کہ اسی ۶ھ میں ایک اور سریہ زید بن حارثہ ہوا تھا مقام عیص کی طرف جمادی الاولیٰ میں اس سریہ میں وہ مال حاصل کئے گئے تھے جو ابوالعاص کے پاس تھے ابوالعاص نے اس موقع پر زینب بنت رسول اللہ سے پناہ مانگی تھی سیدہ زینب نے ان کو پناہ دی تھی۔

چوتھا سریہ زید بن حارثہ

واقدی نے کہا ہے۔کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن اسماعیل نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں دحیہ کلبی قیصر روم کے ہاں ہو کر آئے تھے اس نے دحیہ کو مال دے کر روانہ کیا تھا اور اس کو کئی جوڑے کپڑے دیئے تھے وہ روانہ ہوا حتیٰ کہ مقام حسمیٰ میں پہنچا وہاں پر قبیلہ جذام کے کچھ ڈاکو ملے انہوں نے اس پر ڈاکہ ڈالا سب کچھ چھین کر لے گئے کچھ بھی نہ چھوڑا اس کے پاس۔لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اپنے گھر میں جانے سے بھی پہلے۔ان کو خبر دی تھی۔لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو حسمیٰ کی طرف بھیجا تھا۔

سریہ علی بن ابی طالب

واقدی کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن جعفر نے یعقوب بن عتبہ سے وہ کہتے ہیں علیؓ ایک سو آدمیوں کے ساتھ فدک کی طرف روانہ ہوئے۔وہ قبیلہ بنو بکر بن سعد کی طرف نکلے تھے۔اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ کو خبر پہنچی تھی کہ ان لوگوں نے ایک خاصی تعداد لوگوں کی جمع کرلی ہے اور وہ خیبر کے یہودیوں کی امداد کرنا چاہتے ہیں۔وہ ان کی طرف رات کو سفر کرتے اور دن کو چھپ جاتے انہوں نے ایک جاسوس کو پکڑا۔اس نے اقرار کیا کہ وہ خیبر کی طرف بھیجا گیا ہے ان کے آگے اپنے لوگوں کی مدد کی پیش کش پیش کرے گا۔اس شرط پر کہ وہ خیبر کے پھل انہی کو دیں گے۔(المغازی للواقدی ۲/۵۶۲)

سریہ عبدالرحمٰن بن عوف

واقدی کہتے ہیں کہ ۶ھ میں سریہ عبدالرحمٰن بن عوف ہوا تھا دومۃ الجندل کی طرف یہ شعبان کے مہینے میں ہوا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا تھا۔کہ اگر وہ مان جائیں تو ان کے سردار کی بیٹی سے تم نکاح کرلینا۔چنانچہ وہ لوگ مسلمان ہو گئے تھے اور عبدالرحمٰن نے تماضر بنت رضع سے شادی کرلی یہی خاتون ابوسلمہ کی ماں تھی اس کا باپ ان لوگوں کا سردار تھا اور بادشاہ تھا۔(مغازی للواقدی ۲/۵۶۰)

سریہ کرزی جابر فہری

واقدی کہتے ہیں کہ سریہ کرزی بن جابر فہری اہل مدینہ کے ساتھ ہوا تھا جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے داعی کو قتل کردیا تھا اور (بیت المال) کے اُونٹ ہانک کر لے گئے تھے شوال ۶ھ میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو بیس گھڑ سواروں کے ساتھ بھیجا تھا۔

سریۂ اصحاب رسول۔قافلہ ابوالعاص بن ربیع داماد رسول کی گرفتاری مال بطور فَیْ تقسیم ہونا رسول کا احسان کرنا اور ابوالعاص کا اسلام

بہر حال قصہ ابوالعاص۔جس کو واقدی نے ذکر کیا ہے۔ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اس میں ہے کہ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر محمد بن حزم نے وہ کہتے ہیں کہ ابوالعاص بن ربیع تجارت کی غرض سے نکل کر شام کی طرف گئے تھے۔امانت دار آدمی تھے ان کے پاس قریش کی پونجیاں اور سامان بھی تھے۔وہ واپسی پر آرہے تھے کہ رسول اللہ ﷺ کا (کسی مہم پر) بھیجا ہوا سریہ (جہادی سفر کا مجاہد دستہ) ان کو مل گیا (چنانچہ یہ مجاہدین) ابوالعاص کے قافلے کو گھیر کر مدینہ منورہ لے آئے ابوالعاص داماد رسول سیدہ زینب بنت رسول کے شوہر تھے تا حال مشرک تھے اسلام نہیں لائے تھے اس لئے مسلمان مجاہد ان کو قافلے سمیت گرفتار کر لائے تھے کہ قافلے والے سارے کافر و مشرک تھے اور بدر احد وغیرہ جنگوں کو بھاری نقصان پہنچا چکے تھے اس لئے گرفتار کیے گئے اور ان کا سامان غنیمت کے طور پر استعمال کیا گیا تھا۔(وضاحت از مترجم)

رسول اللہ ﷺ کے آگے پیش کیے گئے اس مال سمیت جو مسلمانوں کے ہاتھ لگا تھا۔حضور اکرم ﷺ نے وہ مال مجاہدین میں تقسیم کر دیا اور ابوالعاص آئے اور وہ سیدہ زینب کے پاس داخل ہوئے اور انہوں نے ان کے ساتھ پناہ حاصل کرنا چاہی۔اور اس نے سیدہ زینب سے گذارش کی کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے التجا کریں کہ حضور ابوالعاص کا مال ان کو واپس کر دیں۔اور وہ مال بھی جو ان کے پاس لوگوں کا مال تھا۔حضور اکرم ﷺ اھل سریہ (مجاہدین) کو بلایا۔اور ان سے فرمایا کہ یہ شخص (ابوالعاص) ہم میں سے ہے۔اس کی قربت کی حیثیت آپ لوگ اچھی طرح جانتے ہو۔آپ لوگ اس کا اور اس کے دیگر لوگوں کا مال حاصل کر چکے ہو۔

اور وہ مال اللہ کا فَیْ کردہ مال ہے جو اللہ نے تمہارے اوپر فَیْ کیا ہے (یعنی بغیر جنگ اور لڑائی کے اللہ نے تمہیں عطا کیا ہے) اگر تم لوگ مناسب سمجھو اس بات کو کہ تم واپس کر دو تو۔واقعی تم واپس کر دو۔اور اگر تم لوگ ناپسند کرو (یعنی مال واپس کرنے کو) تو تم جانو اور تمہارا حق جانے۔(یعنی اپنا مال قابو کرو میری طرف سے کوئی خبر نہیں ہے) سب لوگوں نے کہا بلکہ واپس کر دیتے ہیں یا رسول اللہ ﷺ۔چنانچہ انہوں نے واپس کر دیا۔اللہ کی قسم ابوالعاص کے لئے جو کچھ بھی ان کو ہاتھ لگا تھا (حتیٰ کہ چشم فلک نے پہلی مرتبہ یہ منظر دیکھا کہ اشارہ ابروئے رسول پر جانیں نچھاور کرنے والے اصحاب رسول نے ایک ایک چیز واپس کر دی اطاعت فرمان رسول کے تحت) اس طرح کہ کوئی پانی کی خالی مشک واپس کرنے آرہا ہے تو کوئی شخص وضو کرنے والا لوٹا واپس لا رہا ہے تو کوئی سامان باندھنے کی رسی واپس لا رہا ہے حتیٰ کہ انہوں نے نہ چھوٹی چیز چھوڑی جو ان کو حاصل ہوئی تھی نہ بڑی چیز مگر انہوں نے ہر چیز ابوالعاص کو واپس کر دی اس کے بعد وہ مدینے سے روانہ ہو کر مکے پہنچے انہوں نے لوگوں کی امانتیں ان کو واپس لوٹائیں۔جب فارغ ہو گئے تو انہوں نے کہا اے قریش کی جماعت کیا کسی شخص کا کچھ بھی مال میرے پاس باقی رہ گیا ہے جو میں نے ابھی تک واپس نہ کیا ہو۔

قریش نے کہا کہ نہیں کسی کا بقایا نہیں رہا۔بس اللہ تجھے جزائے خیر عطا کرے۔ہم نے تجھے انتہائی پورا پورا مال واپس کرنے والا شریف انسان پایا ہے۔ابوالعاص نے کہا آگاہ ہو جاؤ کہ اللہ کی قسم اس بات سے کوئی چیز مانع نہیں تھی کہ میں مسلمان ہو جاؤں سوائے اسی خوف کے کہ آپ لوگ یہی گمان کرو گے کہ میں تمہارے مالوں کو دبانے کے لئے مسلمان ہوا ہوں۔اب سنو کہ شہادت دیتا ہوں۔ انی اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ اشھد ان محمداً عبدہٗ ورسولہٗ۔

(مغازی ۲/۵۵۳)

موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے کہ ابوالعاص کے اموال۔حقیقت یہ ہے کہ وہ ابوبصیر نے لئے تھے صلح میں اس کی تفصیل انشاء اللہ بعد میں آئے گی۔

اہل عُرَینہ کا قصہ اوران کے بڑے جرم اور شدید ترین سزا

بہرحال عُرَینَہ والوں کا قصہ بمطابق اس کے جو ہمیں خبردی ہے ابومحمد عبداللہ یوسف اصفہانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی ابوسعید بن اعرابی نے ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے ان کو عبدالوہاب بن عطا نے ان کو خبر دی سعید بن قتادہ سے اس نے انس بن مالک سے یہ کہ قبیلہ عُرینہ کا ایک گروہ اور قبیلہ عُکل کا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہم لوگ مال مویشی رکھنے والے دودھ مکھن استعمال کرنے والے لوگ تھے شہری لوگ نہیں تھے مدینے کی آب وہوا ہمیں موافق نہیں آئی۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے کچھ سامان دے کر (جنگل میں چرنے والے اُونٹ اُونٹیوں) میں جاکر رہنے کا حکم فرمایا۔ اور ان کو حکم دیا کہ وہ ان میں جاکر رہیں۔ اوران کے دودھ بھی پئیں اور پیشاب بھی (پیشاب پینے کا حکم غالباً بیماری کے علاج کے طور پر تھا) یہی توجیہ اہل علم نے کی ہے۔ بعض تحقیق کے مطابق اُونٹوں کا پیشاب پینے کا ذکر روایات میں ادخال راوی وفہم راوی ہے ورنہ پیشاب پینے کا حکم نہیں صرف دودھ پینے کا حکم تھا۔ (از مترجم)

وہ لوگ باہر چلے گئے جب وہ حرہ کی جانب جاکر رہنے لگے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے اس نمائندے کو قتل کردیا جو جانوروں کو چرانے کے لئے مامور تھا۔ اوروہ (بیت المال کے) اونٹوں کو بھی ہانک کر لے گئے، اور اسلام سے پھر گئے اور مرتد ہوگئے دوبارہ کافر ہوگئے تھے اسلام لانے کے بعد۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کی تلاش میں لوگ بھیجے اور آپ نے حکم دیا جب وہ گرفتار ہوکر لائے گئے ان کے ہاتھ پیر کاٹ دے گئے اوران کو گرم سلاخوں سے داغ دیا گیا اور انہیں حَرّہ کی سمت چھوڑ دیا گیا کہ حتی کہ وہ اسی حالت میں مرگئے۔ قتادہ فرماتے ہیں۔ ہمیں بات ذکر کی گئی ہے کہ یہ آیت انہی کے بارے میں نازل ہوئی تھی :

انما جزاء الذین یحاربون اللّٰہ ورسولہ

سوائے اس کے نہیں کہ ان لوگوں کی سزا یہی ہے جو اللہ سے اوراس کے رسول سے محاربہ اور جنگ کرتے ہیں۔

حضرت قتادہ فرماتے ہیں کہ ہمیں یہ خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اس کے بعد اپنے خطبے میں صدقہ کرنے پر ترغیب دلاتے تھے اور مُثلہ کرنے سے روکتے تھے (یعنی ہاتھ پاؤں کان ناک کاٹنے سے) اس کو بخاری مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابن عروبہ ہے اور بعض نے کہا ہے کہ ابن عروبہ ہے۔ مِن عُکلٍ اَوْعُرَیْنَۃَ۔ جب کہ ھمام نے اور شعبہ نے اور حماد بن سلمہ نے قتادہ سے نقل کیا ہے مِن وِعُرَیْنَۃَ۔ اور عبدالعزیز بن صہیب نے انس سے نقل کیا ہے۔ مِنْ عُرَیْنَۃَ۔ اور کہا ہے ثابت نے اور وحید نے انس سے۔ مِنْ عُرَیْنَۃَ۔

اور ہمیں خبردی ہے ابوالقاسم طلحہ بن علی بن صقر بغدادی سے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن عبداللہ شافعی ابوبکر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن سلام نے ان کو ابوغسان مالک بن اسماعیل نے ان کو زھیر نے ان کو سماک بن حرب نے معاویہ بن قرہ سے اس نے انس بن مالک سے یہ کہ قبیلہ عرینہ کے چند افراد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے اور آکر مسلمان ہوگئے تھے اور انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ بیعت کرلی تھی۔

تحقیق مدینے میں ان دنوں قوم (پسلی کے درد کی بیماری) واقع ہوگئی تھی وہ برسام (یعنی ذات الجنب) ہوتی ہے۔ وہ کہنے لگے کہ یہ ایک تکلیف ہے جو کہ واقع ہوگئی ہے یارسول اللہ ﷺ اگر آپ ہمیں اجازت دیں تو ہم اُونٹوں کی طرف چلے جائیں آپ ﷺ نے اثبات میں جواب دیا اور فرمایا کہ چلے جاؤ اور انہی میں جاکر رہو وہ لوگ چلے گئے انہوں نے چرواہوں میں سے ایک چرواہے کو قتل کردیا۔ اور اُونٹوں کو ہانک کر لے گئے تھے۔ اور ایک چرواہا زخمی ہوکر آیا تھا۔ اس نے بتایا کہ ان لوگوں نے میرے ساتھی کو قتل کردیا ہے اور اُونٹ بھی بھگا کرلے گئے ہیں۔

حضور اکرم ﷺ کے پاس اس وقت انصاری نوجوان موجود تھے جو بیس کے قریب تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کو ان کی طرف بھیجا تھا اور آپ نے ان کے پیچھے ایک قصاص لینے والا بھیجا تھا جو قصاص لے فوراً۔ چنانچہ وہ لوگ پکڑ کر لائے گئے۔ اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹے گئے۔ اور لوہے کی گرم سلاخوں سے ان کی آنکھوں کو داغا گیا تھا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ھارون بن عبداللہ بن مالک بن اسماعیل سے اور کہا ابو قلابہ نے کہ انس سے مروی ہے من عُکل (وہ لوگ قبیلہ عُکل سے تھے)۔

ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے ان کو ابو بکر محمد بن حسن قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن حسن بن ابو عیسیٰ حلالی نے ان کو عبداللہ بن ولید مدنی۔ نے ان کو ابراہیم بن طہمان نے ان کو ایوب ختیانی نے ابو قلابہ سے اس نے انس بن مالک سے کہ بنو عکل کا ایک وفد آیا تھا انہوں نے اس زمین کی آب وہوا موافق نہ پائی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے انہوں نے اس بات کا ذکر آپ سے کیا حضور اکرم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ تم لوگ اونٹوں میں جا کر رہو اور ان کے پیشاب بھی پیو اور دودھ پیو کہتے ہیں کہ وہ لوگ گئے جب تک اللہ نے چاہا ان میں جا کر رہے اور انہوں نے چرواہے کو قتل کر دیا اور انٹوں کو ہانک کر لے گئے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس فریادی آیا اس نے فریاد کی ہے آپ نے ان کی تلاش میں آدمی بھیجے ابھی سورج اونچا نہیں ہوا تھا کہ ان کو پکڑ کر لایا گیا آپ نے حکم دیا لوہے کی سلاخیں گرم کی گئیں ان کو داغا گیا اور ان کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے گئے اور انہیں دھوپ میں ڈالا گیا وہ پانی مانگتے رہے مگر انہیں پانی نہ پلایا گیا حتیٰ کہ مر گئے ان کے زخموں کو داغا نہیں تھا۔

بخاری نے ان کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث حماد وغیرہ سے اس نے ایوب ختیانی کی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد بن یوسف نے بطور املاء کے ان کو خبر دی ابو الفضل محمد بن عبداللہ بن خمیرویہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن ادریس انصاری نے ان کو عثمان بن ابو شیبہ نے ان کو عبدالرحیم بن سلیمان نے محمد بن عبید اللہ سے اس نے ابو زبیر سے اس نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک گروہ آیا تھا قبیلہ عرینہ سے۔ اس کے بعد راوی نے پوری حدیث اپنے طول کے ساتھ اس نے ذکر کی ہے۔ اور یہ الفاظ زیادہ کہے ہیں۔ کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کی طلب میں بندے بھیجے اور ان کے خلاف آپ نے بددعا کی اور فرمایا :

اللهم عمی علیهم الطریق و اجعل علیهم اضیق من مسك جمل

اے اللہ ان کو رستہ دیکھنے سے اندھا کر دے اور جس قدر انہوں نے اونٹوں کو باندھا ہے اس سے زیادہ ان کو باندھ دے۔

لہٰذا اللہ نے ان کو راستے سے اندھا کر دیا وہ پکڑے گئے ان کو نبی کریم کے پاس لایا گیا اور ان کے ہاتھ پیر کاٹ ڈالے گئے اور ان کی آنکھوں کو گرم سلاخوں سے داغا گیا۔

(بخاری۔ کتاب الحدود۔ فتح الباری ۱۲/۱۱۱۔ مسلم کتاب القسامۃ ص ۱۲۹۶۔ ابوداود۔ کتاب الحدود۔ حدیث ۴۳۶۴۔ ترمذی کتاب الطہارۃ حدیث ۷۲ ص ۱/۱۰۶۔۱۰۷۔ نسائی۔ کتاب تحریم فی ثلاثۃ ابواب متشابھۃ ص ۷/۹۳۔۱۰۱۔ ابن ماجہ کتاب الحدود۔ حدیث ۲۰۔ مسند احمد ۳/۱۶۳۔۱۷۷۔۱۹۸۔

☆☆☆

مجموعہ ابواب ۸۸

عُمرَةُ الْحُدَيْبِيَّةَ [1]

نبی کریم ﷺ کی مقام حدیبیہ کی طرف روانگی کی تاریخ

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان بغداد میں۔ ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نحوی نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو ابرہیم بن منذر نے ان کو عبداللہ بن نافع نے ان کو نافع بن ابونعیم نے ان کو نافع مولی عبداللہ بن عمر نے وہ کہتے ہیں کہ صلح حدیبیہ ماہ ذیقعدہ ۶ھ میں واقع ہوئی تھی نبی کریم ﷺ کی مدینہ تشریف آوری کے بعد (مصنف فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ یہی بات صحیح ہے اور اسی طرف گئے ہیں زھری اور قتادہ اور موسیٰ بن عقبہ اور محمد بن اسحٰق بن یسار وغیرہ۔ اس میں اختلاف کیا گیا ہے عروہ بن زبیر پر۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یعقوب بن سفیان نے ان کو اسماعیل بن خلیل نے ان کو خبر دی علی بن مسہر نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کی طرف ماہ رمضان میں نکلے تھے اور حدیبیہ (کی صلح) ماہ شوال میں ہوئی تھی۔

(۳) یعقوب نے کہا کہ حسان بن عبداللہ نے روایت کی ہے ابن لہیعہ سے اس نے ابوالاسود سے اس نے عروہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے سامان باندھ کر تیاری کی آپ عمرہ کرنے کا ارادہ کر رہے تھے آپ کے ساتھ بہت سارے لوگوں نے بھی رخت سفر باندھا یہ واقعہ ذیقعدہ ۶ھ میں ہوا تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے ان کو خبر دی ابراہیم بن ھاشم نے ان کو ھدبہ بن خالد نے ان کو ہمام نے ان کو قتادہ نے یہ کہ انس بن مالک نے ان کو خبر دی یہ کہ اللہ کے نبی کریم ﷺ نے عمرے کئے تھے چار عمرے وہ سب کے سب ماہ ذیقعدہ میں تھے مگر وہ عمرہ جو آپ ﷺ نے اپنے حج کے ساتھ کیا۔ عمرۃ الحدیبیہ کہا تھا کہ زمانہ حدیبیہ ذیقعدہ میں تھا۔ اور عمرہ (اس سے) آئندہ سال تھا۔ اور ایک عمرہ مقام جعرانہ سے (احرام باندھ کر) کیا تھا جہاں پر آپ نے غزوۂ حنین کی غنیمتیں تقسیم فرمائی تھیں ماہ ذیقعدہ میں۔ اور ایک عمرہ آپ کے حج کے ساتھ تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں ہدبہ بن خالد سے۔

☆☆☆

[1] (دیکھئے طبقات بن سعد ۲: ۹۵، سیرۃ ابن ھشام ۳: ۲۶۵، المغازی للواقدی ۱: ۳۸۳، ۵: ۱۲۱، مسلم بشرح النووی ۱۲: ۱۳۵، تاریخ طبری ۲: ۶۲۰، الدرر ۱۹۱، ابن حزم ۲۰۷، البدایہ والنہایہ ۴: ۱۶۴، نہایۃ الارب ۱۷: ۲۱۷، عیون الاثر ۲: ۱۴۸، شرح مواھب ۲: ۱۶۴، سیرۃ الشامیہ ۵: ۵۵)

باب ۸۹

ان لوگوں کی تعداد جو لوگ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے

ایک ہزار سے زائد تعداد کا ذکر

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد زعفرانی نے ان کو سفیان بن عیینہ نے زہری سے اس نے عروہ بن زبیر سے اس نے مسور بن مخرمہ سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ والے سال ایک ہزار سے زائد اپنے اصحاب کے ساتھ نکلے تھے آپ جب مقام ذوالحلیفہ میں پہنچے تو آپ نے قربانی کے جانور کو گلے میں قلادہ ڈالا اور اس کی کوہان سے زخم کر کے خون نکال کر نشانی لگائی اور اس مقام سے آپ نے عمرے کا احرام باندھا تھا۔

تیرہ سو تعداد کا ذکر

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں علی بن مدینی سے اس نے ابن عُیینہ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۴۴۴)

اس حدیث میں مذکور لفظ بضع کی تعداد کے بارے میں راویوں کا اختلاف ہے کہ ہزار سے کتنے زیادہ تھے۔ ان میں سے بعض وہ ہیں جنہوں نے کہا ہے کہ ان کی تعداد ایک ہزار تین سو تھی۔

(حاشیہ) از اسماعیل جاروی:

(۱) قَلَّدَ الْهَدْیَ۔ کا مطلب ہے کہ قربانی کے جانور کے گلے میں رسی لٹکائی تاکہ یہ جانا چاہیے کہ یہ جانور قربانی کا ہے۔ کہ لوگ اس سے رُک جائیں۔

(۲) ذوالحلیفہ مدینہ اور مکے اور حدیبیہ کے درمیان مقام ہے۔

اٹھارہ سو اصحاب کی تعداد کا ذکر

(۳) حدیبیہ مقام پر اصحاب رسول کی تعداد کے بارے میں راویوں میں اختلاف ہے۔ عبدالعزیز آفاقی کی زھری سے روایت۔

(۴) حدیث مسور میں اور حدیث مروان میں ایک ہزار آٹھ سو تعداد مذکور ہے۔

چودہ سو تعداد کا ذکر

(۵) اور اسرائیل کی ایک روایت میں ابو اسحٰق سے مروی ہے کہ کُنَّا اَرْبَعَ عَشَرَةَ مِائَة کہ ہم لوگ چودہ سو تھے۔

(۶) اور زہیر بن معاویہ کی ابن اسحٰق کی روایت میں چودہ سو یا اس سے زیادہ کا ذکر ہے۔

پندرہ سو تعداد کا ذکر

(۷) اور سالم بن ابو الجعد کی روایت میں جابر سے مروی ہے کہ صحابہ پندرہ سو تھے۔ زیادہ تفصیل مطلوب ہو تو دلائل النبوۃ جلد چہارم ص ۹۴ میں ملاحظہ فرمائیں۔ (مترجم)

تیرہ سو تعداد کا ذکر

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن حسن فورک نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے احمد اصبہانی نے ان کو یونس بن حبیب ان کو ابوداؤد طیالسی نے ان کو شعبہ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عمرو نے اس نے سنا ابن ابواوفی صحابی رسول سے تحقیق وہ بیعۃ رضوان میں موجود تھے فرماتے ہیں کہ ہم لوگ اس دن ایک ہزار تین سو تھے۔ اور اس دن مہاجرین کا آٹھواں حصہ مسلمان ہوئے تھے۔

چودہ سو اور پندرہ سو کی تعداد کا ذکر

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے ان کو یعقوب بن سفیان نے اس کو عبیداللہ بن معاذ نے ان کو ان کے والد نے ان کو شعبہ نے ان کو عمرو بن مرہ نے وہ کہتے ہیں میں نے سنا عبداللہ بن ابواوفی سے وہ کہتے ہیں کہ اصحاب شجرہ ایک ہزار تین سو تھے اور آٹھواں حصہ مہاجرین مسلمان ہوئے اس کو مسلم نے روایت کیا صحیح میں عبداللہ بن معاذ سے اس نے محمد بن مثنی سے اس نے ابوداؤد سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور کہا ہے کہ کہا عبداللہ بن معاذ سے۔ اس نے اس کو ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد وہ ابوداؤد کی روایت کو بطور شاہد کے لائے ہیں۔ اور علی بن جابر بن عبداللہ کے بارے میں اختلاف کیا گیا ہے۔ ان کی طرف سے یہ ذکر کیا گیا ہے کہ ایک ہزار اور پانچ سو تھے۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ ایک ہزار چار سو تھے۔ (مسلم کتاب الامارۃ۔ حدیث ۷۵ ص ۱۴۸۹۔ بخاری۔ کتاب المغازی حدیث ۴۱۵۵۔ فتح الباری ۷/۴۴۳)

حدیبیہ کا کنواں پندرہ سو صحابہ کو کافی ہو گیا اگر ایک لاکھ ہوتے تو بھی کفایت کر جاتا

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ بن یعقوب نے ان کو ابراہیم بن محمد صیدلانی اور عبداللہ بن محمد نے دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی رفاعہ بن ہیثم نے ان کو خالد بن عبداللہ نے ان کو حصین نے سالم بن ابوالجعد نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ اگر ہم لوگ ایک لاکھ ہوتے تو بھی ہمیں کفایت کر جاتا (یعنی بئر حدیبیہ) جب کہ ہم لوگ پندرہ سو تھے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں رفاعہ بن ہشم سے اور بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے کئی وجوہ سے معین سے اس طرح۔

(مسلم۔ کتاب الامارۃ حدیث ۷۳ ص ۱۴۸۴۔ فتح الباری ۷/۴۴۱۔ مسلم ۳/۱۴۸۴۔ حدیث ۷۲)

(نوٹ) : لو کنا مائۃ الف لکفانا۔ یہ بیر بئر حدیبیہ والی صحیح حدیث سے مختصر کی ہوئی ہے ان کا مطلب کہ صحابہ کرام جب حدیبیہ پہنچے تو انہوں نے ان کے کنویں کو اس طرح پایا کہ وہ جوتے کے تسمے کی مانند دھار کی طرح پانی دے رہا تھا نبی کریم ﷺ نے اپنا لعاب دہن اس میں ڈالا اور اس میں برکت کی دعا فرمائی۔ لہٰذا وہ اُبلنے لگا۔ یہ رسول اللہ ﷺ کے منجملہ معجزات میں سے ایک معجزہ تھا۔ لہٰذا حضرت جابر فرماتے ہیں کہ اگر ہم ایک لاکھ ہوتے تو بھی وہ پانی ہمیں کافی ہو جاتا اس وقت ہم لوگ پندرہ سو تھے۔

(۵) اعمش نے اس کی مخالفت کی ہے سالم سے روایت کرتے ہوئے کہا کہ جیسے ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ ان کو ابوعمرو بن ابوجعفر نے ان کو عمران بن موسیٰ نے ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے ان کو خبر دی جریر نے اعمش نے اس سے سالم بن ابوالجعد سے اس نے جابر بن عبداللہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے کہا اس دن آپ لوگ کتنے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ ہم لوگ ایک ہزار چار سو تھے اصحاب شجرہ والے (یعنی جنہوں نے ببول کے درخت کے نیچے بیعت کی تھی رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ پر)۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عثمان سے۔ شاہد لائے ہیں بخاری میں روایت کے ساتھ اور اس کو انہوں نے قتیبہ سے اس نے جریر سے بھی روایت کیا ہے۔ (مسلم۔ حدیث ۷۴ ص ۱۴۸۴)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابوطاہر دقاق نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد سلیمان حزقی نے ان کو حدیث بیان کی ابوقلابہ نے ان کو سعید بن ربیع نے ابوزید ھروی نے ان کو قرہ بن خالد نے قتادہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا سعید بن حبیب سے وہ لوگ کہتے تھے جو بیعتہ رضوان میں حاضر ہوئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ پندرہ سو تھے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا بیشک جابر بن عبداللہ نے کہا ہے کہ چودہ سو تھے۔ اللہ نے کہا کہ اللہ اس کو رحم فرمائے اس نے وہم کیا ہے۔ انہوں نے ہی مجھے حدیث بیان کی تھی کہ وہ پندرہ سو تھے اس کو بخاری نے نقل کیا ہے حدیث ابن عروبہ سے اس نے قتادہ سے۔ (فتح الباری ۷/۴۴۳۔ حدیث ۴۱۵۳)

انہوں نے استشہاد کیا ہے قرہ بن خالد کی روایت کے ساتھ۔ اور یہ روایت اس پر دلالت کرتی ہے کہ وہ پہلے پندرہ سو کہتے تھے پھر وہم ذکر کیا تو کہا چودہ سو تھے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید بصری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد زعفرانی نے ان کو سفیان بن عیینہ نے وہ کہتے ہیں کہ عمرو نے سنا جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ یوم حدیبیہ میں چودہ سو تھے۔ اور ہم سے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم تمام اہل زمین سے بہتر ہو۔ اگر میں آج وہاں ہوتا تو تمہیں اس درخت کی جگہ دیکھاتا (جس کے نیچے ہم لوگوں نے بیعت رسول کی تھی)۔ (بخاری۔ حدیث ۴۱۵۴۔ فتح الباری ۷/۴۴۳)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو خبر دی ربیع بن سلیمان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شافعی نے ان کو سفیان نے عمرو سے اس نے جابر بن عبداللہ سے انہوں نے اس کو ذکر کیا۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں سفیان بن عیینہ کی حدیث سے۔

(۹) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے ان کو عبداللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو ابوصالح نے اور ابن بکیر نے اور ابن رفیح نے اور محمد بن خلاد نے لیث بن سعد سے اس نے ابوزبیر سے اس نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ والے دن چودہ سو تھے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۶۷ ص ۱۴۸۳)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے ان کو عبداللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو عبداللہ بن مسلمہ نے ان کو عیسیٰ بن یونس نے اعمش سے اس نے ابوسفیان سے اس نے جابر سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حدیبیہ والے سال ستر اونٹ ذبح کیے تھے۔ ایک اونٹ سات افراد کی طرف سے تھا۔ ہم نے جابر سے پوچھا کہ تم لوگ کتنے تھے اس نے بتایا کہ چودہ سو تھے۔ ہمارے گھڑ سوار بھی اور ہمارے پیادے بھی تھے۔

یہ روایت زیادہ صحیح ہے بس اسی طرح اس کو کہا ہے براء بن عازب نے اور فضل بن یسار نے اور سلمہ بن اکوع نے اس سے صحیح ترین روایت ہے۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس رحم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباس دوری نے ان کو یحییٰ بن معین نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شبابہ بن سوار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے قتادہ سے اس نے سعید بن حبیب سے اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تھے۔ درخت تلے ایک ہزار چار سو۔

☆☆☆

باب ۹۰

قصۂ حدیبیہ کا سیاق

اوراس میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبداللہ ادیب سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی حسن بن سفیان نے ان کو محمد بن یحییٰ نے ان کو عبدالرزاق نے ان کو مغازی سے وہ کہتے ہیں کہ کہا معمر نے وہ کہتے ہیں کہ کہا زہری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عروہ بن زبیر نے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو ابواحمد بن زیاد نے ان کو ابن عمر نے ان کو حدیث بیان کی عبدالرزاق نے ان کو خبر دی معمر نے زہری سے اس نے عروہ بن زبیر سے۔ اور یہ حدیث ہے محمد بن یحییٰ مسور بن مخرمہ سے اور مروان بن حکم سے ہر ایک ان دونوں ہی سے تصدیق کرتا ہے اپنے ساتھی کی۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ کے زمانے میں ایک ہزار سے زائد اپنے اصحاب کے ساتھ نکلے تھے حتیٰ کہ جب کہ آپ مقام ذوالحلیفہ میں پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے قربانی کے جانور کو جو کعبہ کی طرف ہانک کر لے جا رہے تھے رسّی گلے میں ڈال کر قلادہ پہنایا اور اس کی کوہان میں سے خون نکال کر نشان لگایا (تا کہ معلوم رہے کہ یہ حرم میں کی جانے والی قربانی کا جانور ہے) اور عمرے کا احرام باندھا اور اپنے سامنے ایک خبر گیری کرنے والا خبر بھیجا (جاسوس) جو آپ کو خبریں لا کر دے وہ بنو خزاعہ کا ایک آدمی تھا۔ وہ آپ کو خبریں لا کر دیتا رہا تھا قریش کے بارے میں رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب آپ وادی کے کنارے پانی کے حوض یا مقام پر پہنچے۔ مقام عسفان کے قریب (یہ مکے سے تین میل کے فاصلے پر تھا۔ تو آپ کے پاس عینیہ خزاعی آیا۔ اس نے نے کہا میں کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی کو چھوڑ کر آ رہا ہوں انہوں نے آپ کے مقابلے کے لئے جمعیت اکٹھی کرلی ہے۔ اور حابیش (لشکر) جمع کر لئے ہیں (حابیش بنو ہون بن حزیمہ بن مدرکہ اور بنو حارث اور بنو عبد خزاعہ اور بنو مصطلق خزاعہ میں سے تھے اور شرح مواہب ۱۸۲/۲ میں ہے کہ احابیش وہ لوگ تھے جنہوں نے قریش کے ساتھ مل کر حلف اٹھایا تھا کہ ایک پہاڑ کے نیچے بیٹھ کر جس کو الحبش کہا جاتا تھا۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ احابیش نام رکھا گیا تھا ان کے تحبّش اور تجمّع کی وجہ سے از مترجم) وہ آپ سے قتال کریں گے یا آپ کو لڑوائیں گے۔ کہا ابواحمد بن زیاد نے کہ وَهُمْ مُقَاتِلُوكَ اور دونوں نے لفظ جمیعاً کہا۔ اور یہ کہ وہ آپ کو بیت اللہ سے روک دیں گے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ مجھے مشورہ دو کیا تم لوگ یہ رائے دیتے ہو کہ ہم ان لوگوں کی اولادوں کی طرف مائل ہوں متوجہ ہوں جنہوں نے موت کی اعانت کی ہے، ہم لوگ ان کو قتل کریں اگر وہ بیٹھ گئے تو اکیلے ہو کر اور جنگ زدہ ہو کر بیٹھ جائیں گے اور اگر وہ بچ گئے تو وہ ایک ایسی گردن ہوگی جس کو اللہ نے کاٹ دیا ہوگا۔ یا تم لوگ یہ مشورہ دیتے ہو کہ ہم بیت اللہ کا ارادہ کر کے چلے جائیں جو ہمیں روکے ہم اس کے ساتھ قتال کریں؟ ابوبکرؓ نے فرمایا اللہ اور اس کا رسول جانتے ہیں ہم لوگ تو صرف عمرہ کرنے آئے ہیں ہم کسی سے قتال کے لئے نہیں آئے مگر جو ہمارے درمیان اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہونے کی کوشش کرے گا ہم اس سے لڑیں گے نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب یہ بات ہے تو پھر چلئے۔

زہری نے حدیث میں کہا ہے کہ وہ روانہ ہوئے جب وہ بعض راستے میں پہنچے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا بیشک خالد بن ولید غمیم میں پہنچا ہے قریش کے دستے کے ساتھ بالائی کی جانب سے یا آگے آگے۔ لہٰذا تم لوگ دائیں جانب چلو۔ اللہ کی قسم خالد ان کے بارے میں نہ جان سکا۔

حتی کہ اچانک اس نے لشکر سے اڑتا ہوا یہاں غبار ملاحظہ کیا تو فوراً گھوڑا کو ایڑی لگا کر دوڑاتا ہوا گیا قریش کو ڈرانے کے لئے۔ اور نبی کریم ﷺ بھی چلتے رہے حتی کہ جب اس گھاٹی میں پہنچے جس سے ان پر اترتے تھے۔آپ کی سواری بیٹھ گئی لوگوں نے کہا چلو چلو مگر اس نے چلنے سے انکار کر دیا لوگوں نے کہا کہ حضور کی اونٹنی قصواء تھک کر بیٹھ گئی ہے چلنے سے انکار کر دیا ہے۔ابواحمد بن زیاد نے اپنی حدیث میں کہا ہے کہ جب وہ اس قول پر پہنچے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تو تو پھر ایسی بات تو چلیے زہری کہتے ہیں کہ ابوہریرہ نے کہا میں نے کسی کو نہیں دیکھا جو زیادہ مشورہ کرتا ہوا اپنے احباب سے رسول اللہ ﷺ سے بڑھ کر (بعض دفعہ حضور اکرم ﷺ کثرت سے مشورہ کرتے تھے اپنے احباب کے ساتھ)۔

مسور نے اور مروان نے دونوں نے اپنی حدیث میں کہا ہے کہ بس وہ لوگ چل پڑے حتی کہ جب بعض راستے میں پہنچے تو نبی کریم نے فرمایا بیشک خالد بن ولید مقام غمیم پر آ رہا ہے۔قریش کے گھڑ سوار دستے کے ساتھ۔اس کے بعد حدیث اپنی جگہ پر آ گئی ہے۔پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ قصواء اونٹنی نہیں تھکی نہ ہی یہ اس کی عادت ہے بلکہ اس کو اس ذات نے روک لیا ہے جس نے ہاتھیوں کو روک لیا تھا۔پھر فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے (مکے والے) جو بھی کوئی ایسی خصلت یعنی تجویز مجھ سے مانگیں گے یا مطالبہ (امن اور صلح) جس میں وہ اللہ کی حرمتوں کو قائم رکھیں گے میں وہ ان کو دے دوں گا یعنی میں ان کی ایسی تجویز اور ایسا مطالبہ ضرور مان لوں گا۔(یعنی ترک قتال حرم میں اور صلح کا مطالبہ اور خون بہانے سے روکنا وغیرہ) اس کے بعد آپ نے اونٹنی کو جھڑکا وہ آپ کو ساتھ لئے ہوئے اُچھل کر کھڑی ہوئی۔

کہتے ہیں کہ آپ سیدھے ہو کر بیٹھ گئے حتی کہ آپ مقام حدیبیہ کے آخر میں مقام ثمد پر جو قلیل الماء تھا اُترے لوگوں نے چلو سے تھوڑا پانی لے لیا لوگوں نے اس کو باقی نہ چھوڑا حتی کہ سارا پانی کھینچ لیا (اور پانی ختم ہو گیا۔پھر لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے آگے پیاس کی شکایت کی۔آپ نے اپنی ترکش سے تیر نکالا۔اور حکم دیا کہ اس کو کمان کے منہ میں ڈالو کہتے ہیں اللہ کی قسم وہ لوگ سامنے تیرازی کی نہ ٹھہر سکے حتی کہ اس سے ہٹ گئے وہ لوگ اسی کیفیت پر ہی تھے کہ اس کے پاس بدیل بن ورقاء خزاعی بنو خزاعہ کے ایک گروہ کے ساتھ آ گیا وہ اھل تہامہ میں سے رسول اللہ کے لئے نصیحت و خیر خواہی کے لائق اور حقدار تھے اس نے بتایا کہ میں کعب بن لوئی اور عامر بن لوئی کو اسی حالت میں چھوڑ کر آ رہا ہوں کہ وہ حدیبیہ کے آب مسلسل پر اتر چکے ہیں۔ان کے ساتھ ماہر جنگجو ہیں وہ آپ سے لڑیں گے اور بیت اللہ میں عمرہ کرنے کے لئے نہیں جانے دیں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم کسی سے قتال کرنے نہیں آئے ہیں بلکہ ہم عمرہ کرنے آئے ہیں۔اور بیشک قریش کو ویسے بھی جنگ نے کمزور کر دیا ہے۔اور انہیں نقصان سے دوچار کر دیا ہے اگر وہ چاہیں تو میں ان کو ٹائم دے دیتا ہوں وہ میرے اور لوگوں کے درمیان علیحدگی اور خلوت چھوڑ دیں اور اگر وہ چاہیں تو داخل ہو جائیں جس میں لوگ داخل ہوتے ہیں۔تو کر لیں۔وگرنہ پس تحقیق وہ اکھٹے ہو گئے ہیں۔اور اگر وہ انکار کریں تو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے تو میں ضرور ان سے قتال کروں گا اپنے اس مقابلے پر حتی کہ میری گردن الگ ہو جائے یا اللہ اپنا حکم نافذ کر دے۔بدیل بن ورقاء نے کہا عنقریب میں وہ پیغام ان کو پہنچا دوں گا (مکے والوں کو) جو آپ فرما رہے ہیں وہ چلا گیا حتی کہ قریش کے پاس پہنچا۔ان کو بتایا کہ میں اس آدمی کی طرف سے (یعنی محمد کی طرف سے) تمہارے پاس آیا ہوں۔ہم نے اس سے سنا ہے وہ ایک ایسی بات کہتا ہے۔اگر تم چاہو تو تمہارے سامنے پیش کریں چنانچہ ان میں سے کم عقلوں بے وقوفوں نے کہا کہ ہمیں کوئی حاجت نہیں ہے اس بات کی کہ تم ہمیں ان کی (محمد کی) طرف سے کوئی بات بیان کرو۔مگر صاحب رائے عقلمندوں۔نے کہا بتایئے آپ نے ان سے جو بات سنی ہے اس نے بتایا کہ میں نے ان کو یہ بات کہتے ہوئے سنا ہے اس نے ان کو پوری پوری بات بتائی جو کچھ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔

لہٰذا عروہ بن مسعود ثقفی اُٹھ کھڑے ہوئے اور کہنے لگے اے میری قوم کیا تم لوگ ولد نہیں ہو؟ انہوں نے کہا کہ بالکل ہیں۔اس نے پوچھا کہ کیا میں بیٹا نہیں ہوں؟ وہ بولے بالکل ہو۔اس نے پوچھا کیا تم مجھ پر کوئی تہمت لگاتے ہو؟ وہ بولے کہ بالکل نہیں اس نے کہا کہ کیا جانتے نہیں ہو کہ میں نے اھل عکاظ کو بھگا دیا تھا جب وہ میری بات ماننے سے رک گئے تھے اور میں اپنے گھر والوں کو اور اپنے بیٹوں کو اور جس نے میری بات مانی تھی، لے کر تم لوگوں کے پاس آ گیا تھا۔انہوں نے کہا کہ بالکل صحیح ہے اس نے کہا کہ (سنو میری بات مان لو) محمد ﷺ نے تم لوگوں کو درست

بات کا مشورہ دیا ہے اور تمہارے سامنے اچھی بات پیش کی ہے۔ تم لوگ اس کی بات مان لو اور مجھے بھیج دو میں اس کے پاس چلا جاتا ہوں قریش نے کہا کہ ٹھیک ہے تم بات کرنے کے لئے چلے جاؤ۔ چنانچہ وہ آیا اور حضور اکرم ﷺ سے بات چیت کرنے لگا۔

رسول اللہ ﷺ نے وہی بات کہی جو آپ نے بدیل سے کہی تھی عروہ نے اس کے جواب میں کہا اے محمد آپ بتائیں بھلا اگر آپ اپنی قوم کو جڑ سے ختم کردیں گے۔ تو کیا آپ نے عرب میں سے کسی کے بارے میں سنا ہے کہ آپ سے پہلے کہ اس نے اپنی اصل اور اپنی جڑ کو اکھاڑ پھینکا ہو اور ختم کردیا ہو اور اگر یہ بات نہیں ہے تو سنو اللہ کی قسم بیشک وہ کئی چہرے دیکھتا ہوں اور کئی ملے جلے لوگ، لوگوں میں سے جو یہ چاہتے ہیں کہ وہ بھاگ جائیں اور آپ کو چھوڑ جائیں۔ ابوبکر صدیق ﷛ (سے یہ بات برداشت نہ ہوئی اور انہوں نے عُروہ کو شدید ترین گالی دیتے ہوئے فرمایا کہ دفع ہو جاؤ یہاں سے) جا! لات کی مورتی کی جا کر شرم گاہ کو چاٹ۔ کیا ہم رسول اللہ ﷺ کو یونہی چھوڑ کر بھاگ جائیں گے؟۔

> (نوٹ) : ابوبکر صدیق کی گالی کے اصل الفاظ تھے۔ اُمصُص بظرِ اللات۔ اُمصُص اُم کا صیغہ ہے مُصّ سے اس کا معنی ہے چوسنا، چاٹنا۔ ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی محشی لکھتے ہیں کہ۔ البظرُ التی تبقی بعد ختان المرءۃ۔ کہ بظر وہ شرم گاہ کا حصہ جو عورتوں کے ختنہ کے بعد باقی رہتا ہے یہ عربوں کے ہاں اسلام سے قبل دورِ جاہلیت کا رواج تھا۔ اور لات ایک بُت کا نام ہے۔ عربوں کی عادت تھی اس طرح کی گالی دینا (گویا کہ ابوبکرؓ نے معاشرے کی زبان بول کر اس کو زجر فرمائی) باقی رہا ان کا اس بارے میں صیغہ امر استعمال کرنا یہ مبالغہ کے لئے تھا۔ (مترجم) عروہ نے کہا کہ کس نے یہ بات کہی ہے انہوں نے کہا کہ ابوبکر ہوں۔ عروہ خبردار قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر آپ کا میرے اُوپر احسان نہ ہوتا جس کا میں نے تا حال بدلہ نہیں اُتارا ہے تو میں تمہیں ضرور جواب دیتا۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ نبی کریم ﷺ سے بات چیت کرنے لگ گیا جیسے جیسے بات کرتا رسول اللہ ﷺ کی داڑھی مبارک کو بھی ہاتھ لگاتا (عاجزی کرنے اور اصرار کرنے اور بات منوانے کی غرض سے) ادھر مغیرہ بن شعبہ کھڑے ہوئے تھے نبی کریم ﷺ کے ساتھ ان کے پاس تلوار اور ان پر لوہے کا خول تھا عروہ جب بھی نبی کریم ﷺ کی داڑھی کی طرف جھکتے تو مغیرہ بن شعبہ ان کے ہاتھ کو تلوار کے دستے سے مارتے اور کہتے کہ پیچھے کر اپنا ہاتھ رسول اللہ ﷺ کی داڑھی سے عروہ نے سر اُٹھا کر دیکھا اور کہا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے کہا کہ مغیرہ بن شعبہ عروہ نے ان سے کہا اے بہت بڑے غادر غدر کرنے والے کیا تم میں تیرے غدر میں نہیں دوڑتا رہا۔ کہتے ہیں کہ مغیرہ جاہلیت میں ایک قوم کے ساتھی بنے رہے تھے اور بالآخر ان کو قتل کر دیا تھا اور ان کے مال لے لئے تھے پھر آ کر مسلمان ہوگئے تھے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بہر حال اسلام اس کو تو میں نے قبول کرایا اور رہا مال تو اس سے میرا کوئی تعلق نہیں ہے۔

عروہ بن مسعود کی اصحاب رسول کو دیکھ کر حیرت کی انتہا نہ رہی

اس کے بعد عروہ اصحاب رسول کو ملاحظہ کرتا رہا اللہ کی قسم حضور جب بھی کھنکھارے اور بلغم پھینکتے تو وہ کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ پر ہی گرتا کیونکہ وہ اتنی شدید محبت کرتے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کہ آپ کی تھوک کو نیچے نہیں گرنے دیتے تھے۔ بلکہ اپنے ہاتھوں پر لے لیتے تھے اس کو اپنے ہاتھوں پر اور چہروں پر اور جلد پر مل لیتے تھے۔ اور جب حضور ان کو کسی کام کے کرنے کا کہتے تھے تو وہ لوگ ایک دوسرے سے بھاگ کر پہلے کر دیتے تھے۔ اور جب حضور اکرم ﷺ وضو کرتے تو وہ لوگ آپ کے وضو کے پانی پر لڑتے تھے اور حضور اکرم ﷺ جب بات کرتے تھے تو وہ حضور کے سامنے اپنی آوازوں کو پست کر لیتے تھے۔ اور حضور اکرم ﷺ کی تعظیم کی وجہ سے آپ کی طرف نگاہ اُٹھا کر یا تیز نگاہ سے نہیں دیکھتے تھے۔ جس سے اس کی حیرت کی انتہا نہ رہی۔

عروہ بن مسعود ثقفی کا اہل مکہ کو جا کر حضور کے صحابہ کی یہ کیفیت بتانا

عروہ بن مسعود اپنے احباب کے پاس جا کر اطلاع دیتا ہے کہ اے میری قوم اللہ کی قسم میں بڑے بڑے بادشاہوں کے پاس گیا ہوں قیصر روم کے پاس میں گیا کسریٰ فارس کے پاس گیا۔ نجاشی کے دربار میں گیا اللہ کی قسم میں نے کوئی ایسا بادشاہ نہیں دیکھا جس کی اس کے احباب اور نوکر جا کر

اتنی تعظیم کرتے ہوں جس قدر محمد کے اصحاب اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ اللہ کی قسم جب بھی اس نے بلغم تھوکا وہ کسی نہ کسی صحابی کے ہاتھ پر ہی گرا اس نے وہ اپنے چہرے پر مل لیا یا اپنی جلد پر۔ جب اس نے ان کو کسی کام کا حکم دیا تو ایک دوسرے سے پہلے بھاگ کر انہوں نے اس پر عمل کیا۔ جب اس نے وضو کیا تو قریب تھا کہ وہ اس کے وضو کے پانی پر لڑ پڑتے۔ وہ جب اس سے بات چیت کرتے ہیں تو اس کے سامنے آہستہ آہستہ بات کرتے ہیں اور وہ اس کی تعظیم کی خاطر اس کی طرف گھور کر یا تیز نگاہوں سے نہیں دیکھتے (میں یہ کہتا ہوں) کہ اس نے تمہارے سامنے رُشد و کامیابی کی درست صورت پیش کی ہے۔ لہٰذا تم لوگ وہ بات قبول کر لو۔ مگر اس کے بعد بنو کنانہ کے ایک آدمی نے کہا۔

بنو کنانہ کے ایک آدمی کا جا کر حضور اکرم ﷺ اور اصحاب کو دیکھ کر ان کی سفارش کرنا

چھوڑو اس کو مجھے جانے دو میں خود جا کر صحیح رپورٹ لے آتا ہوں انہوں نے کہا جاؤ وہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا اور اس نے حضور اکرم ﷺ کے اصحاب کو دیکھا۔ تو رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ یہ فلاں ہے۔ یہ ایسی قوم کا آدمی ہے جو قربانی کے جانوروں کی تعظیم کرتی ہے اس کو آگے جا کر ملو۔ لہٰذا ان لوگوں نے اس کا استقبال کیا اور اس کے ساتھ ساتھ رہنے لگے۔ اس نے جب صحابہ کرام کے یہ اخلاق دیکھے تو کہ کہنے لگا۔ سبحان اللہ! ایسے لوگوں کو بیت اللہ سے روکنا کسی طرح بھی مناسب نہیں۔ لہٰذا وہ واپس جب اپنی قوم کے پاس آیا تو کہنے لگا کہ میں نے دیکھا ہے کہ قربانی کے جانوروں کو قلادے پہناد یئے گئے ہیں اور کوہانیں چیر کر خون آلود کر کے جانور نشان زدہ کر دیے گئے ہیں۔ میں یہ مناسب نہیں سمجھتا کہ ان کو بیت اللہ سے روکا جائے۔

مِکرز بن حفص کا حضور اکرم ﷺ کو جا کر دیکھنے کی خواہش کرنا

اس کے بعد ان میں سے ایک اور شخص جس کا نام مِکرز بن حفص تھا کہا کہ مجھے جانے دو میں جا کر خبر لاتا ہوں قریش نے اجازت دے دی اس نے جب جا کر دیکھا۔ تو نبی کریم ﷺ نے صحابہ کو بتادیا کہ یہ مکرز ہے یہ ایک تاجر آدمی ہے (یا کہا تھا کہ غادر ہے) وہ جا کر نبی کریم ﷺ سے بات چیت کرنے لگا وہ ابھی کلام کر ہی رہا تھا کہ اچانک سہیل بن عمرو آ گیا۔ مکرز کو غادر کہنے کی غالباً وجہ یہ تھی کہ انہوں نے عامر بن یزید سید بنو بکر کو قتل کر دیا تھا دھوکے سے یا اس لئے کہ انہوں نے حدیبیہ میں مسلمانوں پر شب خون مارنے کا ارادہ کیا تھا۔ اس لئے وہ معروف بالغدر ہو گئے تھے۔

حضور اکرم ﷺ کے پاس مشرکین مکہ کی طرف سے سہیل بن عمرو کا آ کر بات چیت کرنا

معمر کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ایوب نے عکرمہ سے کہ جب سہیل آ گیا تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تحقیق آسان ہو گیا ہے تمہارے لئے تمہارا معاملہ۔

سہیل بن عمرو کی آمد اور باہم تحریر میں اس کا حجت بازی کرنا حضور اکرم ﷺ کا نرمی و رواداری کرنا

زھری نے اپنی حدیث میں کہا ہے جب سہیل بن عمرو آ گیا تو اس نے کہا لائیں آپ میں اپنے اور تمہارے درمیان ایک نامہ لکھ دوں اس نے کاتب کو بلایا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لکھیے بسم اللہ الرحمن الرحیم! سہیل بن عمرو نے اعتراض کیا۔ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کہ وہ کیا ہے؟ بلکہ اور طرح لکھیے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ جیسے آپ پہلے لکھا کرتے تھے۔ مسلمانوں نے کہا۔ اللہ کی قسم ہم اس نام کو نہیں لکھیں مگر بسم اللہ الرحمن الرحیم کے ساتھ ہی۔ نبی کریم ﷺ نے (رواداری کا ثبوت دیتے ہوئے فرمایا ٹھیک ہے اسی طرح لکھئے بِاسْمِكَ اللّٰهُمَّ۔ یہ وہ تحریر ہے جس پر باھم فیصلہ کیا ہے محمد رسول اللہ ﷺ نے پھر سہیل نے اعتراض کرتے ہوئے کہا اللہ کی قسم اگر ہم یہ جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ کو بیت اللہ سے کیوں روکتے۔ بلکہ اس طرح لکھیں۔ محمد بن عبداللہ کی طرف سے تحریر ہے۔ (پھر آپ نے رواداری کا مظاہرہ کرتے ہوئے) فرمایا۔ بیشک میں اللہ کا رسول ہوں اور اگر تم میری تکذیب ہی کرتے ہو تو لکھئے محمد بن عبداللہ کی طرف سے تحریر ہے۔

امام زہری کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ کے نرمی کرنے کی وجہ آپ کا یہ اقرار تھا

زھری نے کہا ہے کہ یہ حضور اکرم ﷺ کا رویہ بایں وجہ تھا کہ آپ یہ فرما چکے تھے کہ جو بھی وہ ایسی کسی صورت کا مجھ سے مطالبہ کریں گے کہ وہ جس میں اللہ کی حرمتوں کی تعظیم کریں گے میں ان کی بات مان لوں گا اور ایسی شرط قبول کرلوں گا۔

نبی کریم ﷺ کا ایک نکاتی مطالبہ

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میرا ایک مطالبہ ہے کہ ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان تصفیہ کردیا جائے یعنی ہمیں آزادی سے بیت اللہ کا طواف کرنے دیا جائے اس وقت تک اور کوئی ہمارے بیچ میں نہ آئے ہم آزادانہ طواف کرلیں۔ سھیل نے کہا اللہ کی قسم عرب یہ کہیں گے کہ ہم مجبور ہوکر آپ لوگوں کو خود بلا کر لے آئے ہیں نہیں۔ (آپ لوگ اس سال واپس بغیر عمرہ اور طواف کے چلے جاؤ) اگلے سال آپ لوگ آکر کرلینا۔ اور سہیل نے یہ شرط بھی لکھی کہ ہم میں سے اگر کوئی آدمی تیرے پاس مدینے میں مسلمان ہوکر پہنچ جائے تو آپ ان کو واپس ہمارے حوالے کردیں گے مسلمانوں نے اس پر اعتراض کیا کہ سبحان اللہ کیسے مشرکین کے پاس واپس کردیا جائے گا حالانکہ مسلمان ہو چکا ہوگا۔ وہ لوگ اس طرح بحث کر رہے تھے کہ عین اس وقت اچانک خود سہیل بن عمرو کا بیٹا ابو جندل بیڑیوں اور زنجیروں میں جکڑا ہوا حضور اکرم ﷺ کے پاس مسلمان ہوکر پہنچ گیا۔ وہ زیریں جگہ سے نکلتا ہوا آیا اور اس نے خود کو مسلمانوں کے آگے پھینک دیا۔ سھیل بن عمرو نے کہا اے محمد پہلا پہلا فیصلہ جس پر میں نے تم سے معاہدہ کیا ہے وہ یہی ہے کہ آپ ابو جندل کو واپس لوٹا دیں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہم اس کے بعد اپنے معاہدے کے خلاف نہیں کریں۔ ابو جندل کو رہنے دو مگر سہیل نہیں مانا اس نے کہا کہ اللہ کی قسم پھر تمہارے درمیان کوئی مصالحت نہیں ہے کسی بھی شرط میں ہمیشہ کے لئے ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ پھر ابو جندل کو میرے لیے پناہ دے دو (اس لئے کہ وہ مسلمان ہوکر میرے پاس پہنچ گیا ہے) مگر سہیل نے انکار کرتے ہوئے کہا کہ میں اس کو تیرے لئے پناہ نہیں دوں گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ہاں مان جائیے اس نے کہا کہ نہیں میں ایسا نہیں کروں گا یہ سن کر مکرز نے کہا ہاں میں نے ابو جندل کو پناہ دی ہے۔ ابو جندل نے سنا تو اس نے کہا کہ اے مسلمانوں کی جماعت کیا میں مشرکین کی طرف واپس کردیا جاؤں گا؟ حالانکہ میں مسلمان ہوکر آچکا ہوں۔ کیا آپ لوگ دیکھتے نہیں کہ میں کس قدر اذیت سے دوچار ہوگیا ہوں۔ اس لئے کہا کہ وہ اللہ کی راہ میں سخت عذاب اور سزا میں مبتلا کیا گیا تھا۔

اس موقع پر عمر بن خطاب ﷺ کا فرط جذبات میں آنا

اور رسول اللہ ﷺ اور ابوبکر کا حوصلہ دلانا

حضرت عمر ﷺ نے کہتے ہیں کہ میں جب سے مسلمان ہوا ہوں میں نے کبھی شک نہیں کیا مگر اسی دن میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ اللہ کے نبی نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا جی ہاں میں اللہ کا نبی ہوں۔ میں نے کہا کہ کیا ہم لوگ حق پر نہیں ہیں؟ اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جی ہاں ہم حق پر ہیں اور ہمارا دشمن باطل پر ہے۔ عمرؓ نے کہا جب ہم حق پر ہیں تو پھر ہم اپنے دین میں کمزور کیوں ہیں ہم کیوں جھک گئے ہیں؟ حضور اکرم ﷺ نے جواب دیا کہ بیشک میں اللہ کا رسول ہوں میں اس کی نافرمانی نہیں کروں گا وہ میرا مددگار ہے۔ میں نے پھر عرض کی کیا آپ ہمیں یہ بات نہیں بتایا کرتے تھے کہ بیشک ہم بیت اللہ میں آئیں گے اور ہم طواف کریں گے کیا یہ بات آپ سچی نہیں بتا رہے تھے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جی ہاں میں نے ہی تمہیں خبر دی تھی مگر کیا یہی کہا تھا کہ اسی سال کریں گے؟ میں کہا کہ نہیں یہ نہیں کہا تھا آپ نے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیشک تم بیت اللہ میں آؤ گے اور اس کے ساتھ طواف کرو گے۔

حضرت عمر بن خطاب کا حضور اکرم ﷺ اور ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کے پاس فرط جذبات کا اظہار کرنا اور ابوبکر کا بعینہٖ حضور اکرم ﷺ والا جواب دینا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ پھر میں ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا میں نے کہا اے ابوبکر۔ کیا یہ (محمد ﷺ) اللہ کے برحق نبی نہیں ہیں؟ انہوں نے کہا جی ہاں سچے نبی ہیں۔ میں نے پوچھا کیا ہم لوگ حق پر اور ہمارا دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں ہم حق پر ہیں اور ہمارا دشمن باطل پر ہے۔ میں نے کہا کہ پھر ہم اپنے دین کے معاملے میں کمزوری کیوں دے رہے ہیں۔ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے جواب دیا اے جوان بیشک وہ اللہ کے رسول ہیں۔ وہ اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے وہی ان کا ناصر و مددگار ہے۔

تم اے عمر انہی کی رکاب کی مضبوطی سے پکڑ کر اسی سے چمٹے رہو حتی کہ تم اسی حال پر مر جاؤ۔ اللہ کی قسم بیشک وہ حق پر ہے۔ میں نے کہا کیا آپ ﷺ ہمیں یہی بات نہیں بتایا کرتے تھے کہ وہ عنقریب بیت اللہ میں آئیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ ابوبکر نے کہا جی ہاں یہی بات ہے۔ مگر کیا انہوں نے آپ سے یہ کہا تھا کہ اسی سال یہ سب کچھ کرو گے؟ میں نے بتایا کہ نہیں۔ ابوبکر نے فرمایا کہ تو پھر (یقین رکھو) کہ تم بیت اللہ میں ضرور جاؤ گے اور ضرور طواف کرو گے۔

بظاہر ناکامی والے معاہدے سے مسلمانوں کی مایوسی و دل گرفتگی اور شدید غم و غصے کا اظہار کرنا اور حضور اکرم ﷺ کا اُم المؤمنین اُم سلمہ سے مشورہ کرنا

زہری کہتے ہیں کہ۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس بات کے لئے کئی اعمال کیے حضور اکرم ﷺ جب معاہدے کی تحریر سے فارغ ہو گئے تو آپ نے فرمایا۔ اٹھو اور قربانی کے اونٹ ذبح کرو اس کے بعد سر منڈوا دو (یعنی عمرے کا جو احرام باندھا ہوا ہے وہ کھول دو) عمر کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم ان میں سے کوئی ایک آدمی بھی (یہ کام کرنے کے لئے) نہ اُٹھا حتی کہ حضور اکرم ﷺ نے تین بار یہی بات فرمائی۔ جب کوئی بھی (بوجہ ناراضگی و مایوسی) نہ اُٹھا ان میں سے تو حضور اکرم ﷺ اُٹھ کر اندر (خیمے میں) چلے گئے جا کر سیدہ ام سلمہ سے وہ کیفیت ذکر کی جو لوگوں کو پہنچی تھی اُم المؤمنین اُم سلمہ نے کہا۔ اے اللہ کے نبی کیا آپ یہی کام پسند کرتے ہیں؟ تو پھر آپ جائیں اور کسی سے ایک جملہ بھی نہ بولیں آپ جا کر اپنا قربانی کا جانور ذبح کریں اور اپنا حلق کرنے والے کو بلا کر سر منڈوا دیں۔

چنانچہ حضور اکرم ﷺ اُٹھے باہر جا کر انہوں نے کسی سے ایک جملہ بھی نہیں کہا بلکہ آپ نے ایسا ہی کام کیا۔ اپنے اُونٹ کو نحر کیا اور اپنے سر منڈنے والے کو بلا کر سر مونڈوایا صحابہ کرام نے جب یہ منظر دیکھا تو خود بخود اُٹھے اور انہوں نے بھی اپنے اپنے جانوروں کا نحر کرنا شروع کیا اور وہ ایک دوسرے کا سر مونڈنے لگے۔ مگر (مایوسی و دل گرفتگی کا یہ عالم تھا کہ) قریب تھا کہ ان میں سے بعض بعض کو قتل کر دیتا غم کی وجہ سے۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ کے پاس مؤمنہ عورتیں آئیں (بیعت کے لئے) اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ یایھا الذین آمنوا اذا جاء کم المؤمنات مھاجرات۔ اے اہل ایمان جب تمہارے پاس ایمان والی عورتیں آئیں ہجرت کرنے والیاں۔ حتی کہ اس لفظ تک پہنچے۔ بعصم الکوافر۔ (سورۃ ممتحنہ آیت ۱۰)۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس دن دو عورتوں کو طلاق دے دی تھی جو ان کی بیویاں تھیں اور مشرک میں تھیں۔ ان میں سے ایک نے معاویہ بن ابوسفیان سے شادی کر لی تھی اور دوسری نے صفوان بن اُمیہ سے۔ اس کے بعد آپ ﷺ مدینہ طیبہ واپس لوٹ آئے۔

ابوبصیر مسلمان ہو کر مدینہ پہنچ گیا قریش نے طلب کیا حضور اکرم ﷺ نے معاہدہ کی پاس داری کی

اس کے بعد آپ کے پاس قریش میں سے ابوبصیر مسلمان ہو کر پہنچ گئے۔ قریش نے اس کی تلاش میں دو آدمی بھیجے انہوں نے مدینہ پہنچ کر حضور اکرم ﷺ سے کہا آپ اپنا عہد پورا کریں جو ہم نے کیا تھا حضور اکرم ﷺ نے (معاہدے کی پاسداری کرتے ہوئے) ابوبصیر کو ان دو آدمیوں کے حوالے کر دیا۔ وہ اس کو ساتھ لے کر روانہ ہو گئے۔ حتی کہ جب وہ مقام ذوالحلیفہ پر پہنچے تو وہ وہاں پر اُترے ان کے پاس کچھ پھل تھے وہ بیٹھے وہاں کھانے لگے۔ ابوبصیر نے ان میں سے ایک آدمی سے کہا کہ تیری تلوار تو بہت عمدہ ہے اللہ کی قسم مجھے تو بہت ہی عمدہ لگتی ہے۔ اس نے تلوار کو نیام سے باہر نکال کر دکھایا اور کہنے لگا کہ واقعی اللہ کی قسم یہ بہت ہی عمدہ تلوار ہے میں نے تو بار بار اس کا تجربہ کیا ہے۔ ابوبصیر نے کہا کہ دکھایئے ذرا میں بھی اس کو دیکھوں اس نے اس کے ہاتھ میں تھما دی اب اس کو اس پر قدرت حاصل ہوگئی تو اس نے اس پر وار کر کے اس کو ٹھنڈا کر دیا اور دوسرا بھاگ گیا وہ سیدھا مدینے جا پہنچا دوڑتا ہوا مسجد میں داخل ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے اس کو جب اس حال میں دیکھا تو فرمایا کہ یہ اس نے خطرناک امر دیکھا ہے۔

جب نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچا تو کہنے لگا اللہ کی قسم میرا ساتھی قتل کر دیا گیا ہے۔ اور میں بھی قتل ہونے والا ہوں۔ (ہوتے ہوتے بچا ہوں) کہتے ہیں پیچھے پیچھے ابوبصیر بھی پہنچ گئے۔ اس نے کہا اللہ کی قسم اے اللہ کے نبی! اللہ نے آپ کا ذمہ پورا کر دیا ہے۔ آپ نے تو مجھے ان کے پاس واپس بھیج دیا تھا پھر اللہ نے مجھے ان سے نجات دی ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا ویل ہو اس کی ماں مُسعِر بن حرب (یعنی جنگ بھڑکانے والا)۔ اس نے جب یہ سنا تو سمجھ گیا کہ حضور اکرم ﷺ اس کو دوبارہ واپس لوٹا دیں گے۔ لہٰذا وہ وہاں سے نکل کر مقام سیف البحر پہنچ گیا۔

ابوبصیر اور ابوجندل کا ملنا اور قریش کے لئے نئی مصیبت بنانا

ابوبصیر البحر میں پہنچا تو ابوجندل بن سہیل بھی اس کے ساتھ ہو گیا۔ اس کے قریش میں سے جو بھی مسلمان ہو جاتا وہ بھاگ کر ابوبصیر اور ابوجندل کے پاس پہنچ جاتا اس طرح انہوں نے اچھی خاصی مضبوط جماعت بنالی۔ اللہ کی قسم وہ جب سنتے کہ قریش کا کوئی قافلہ شام کی طرف روانہ ہوا ہے تو وہ اس کا راستہ روک کر ان کو قتل کر دیتے اور ان کے مال چھین لیتے۔

قریش نے مجبور ہو کر اپنے مذکورہ معاہدے میں خود ترمیم کی

چنانچہ قریش نے رسول اللہ ﷺ کے پاس نمائندہ بھیجا انہوں نے ان کو اللہ کی قسم دی اور رحم و قرابت داری کے واسطے دیکر التجا کی کہ ہم میں سے جو بھی مسلمان ہو کر آپ کے پاس آئے گا اس کو ہمارے پاس واپس بھیجیں گے تو ان کو ہماری طرف سے امان ہوگی۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ ان کی طرف بھیج دیا۔ جو اللہ نے آیت نازل فرمائی۔

وھو الذی کف ایدیھم عنکم و ایدکم عنھم

کہ وہی ذات اللہ ہی تو ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے روکا تھا۔ (سورۃ الفتح: آیت ۲۴)

حتی کہ اس لفظ تک پہنچے۔ حمیّة الجاھلیة۔ جاہلیت کی غیرت وحمیۃ سے مراد (جس کا ان الفاظ میں ذکر ہے) وہ مشرکین کی وہ عزت تھی کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کی نبوت کا اقرار نہیں کیا تھا۔ اور انہوں نے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا اقرار بھی نہیں کیا تھا۔ اور وہ مسلمانوں اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے تھے۔ اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن محمد سے اس نے عبدالرزاق سے۔

(بخاری۔ کتاب الشروط۔ فتح الباری ۳۲۹/۵)

اوراس روایت کے لئے حدیبیہ کے قصے کے بارے میں کئی شواہد موجود ہیں۔اس میں کئی کئی اضافے ہیں جنہیں ہم انشاءاللہ متفرق ابواب میں تفصیل کے ساتھ ذکر کریں گےاللہ تعالیٰ ہمیں بھی سیدھے راستے کی توفیق عطافرمانے والے ہیں۔

ہمیں خبر دی ابوالحسین نے علی بن احمد بن عمر بن حمانی مقری نے بغداد میں۔ان کوخبر دی اسماعیل بن مسلی بن اسماعیل خطبی نے ان کوحدیث بیان کی عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ان کوعبداللہ بن معاذ سے ان کوان کے والد نے ان کوقرہ نے ابوزبیر سے اس نے جابر سے اس نے نبی کریم ﷺ سے آپ نے فرمایا جوشخص ثنیۃ المرار پر چڑھے بیشک اس سے اتنے گناہ معاف ہونگے جتنے بنی اسرائیل کے معاف ہوئے تھے۔چنانچہ پہلا شخص جو جبل بنوخزرج پر چڑھا وہ اس کے بعدلوگ مسلسل یہی عمل کرنے لگے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایاتم میں سے سب لوگ بخشے ہوئے ہیں مگر سرخ اونٹ والا (وہ جد بن قیس منافق تھا) ہم نے اس سے کہاتم آجاؤ رسول اللہ ﷺ تیرے استغفار کریں اس نے کہا اللہ کی قسم اگر مجھے میرا گمشدہ اونٹ واپس مل جائے تو مجھے یہ بات زیادہ محبوب ہوگی اس سے کہ تم لوگوں کا ساتھی میرے لیے استغفار کرے اچانک دیکھا تو وہ اپنا گم شدہ اُونٹ تلاش کررہا ہے (یعنی واقعتہً اس کا وہ سرخ اُونٹ گم ہوگیا تھا)

مسلم نے اس کوروایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن معاذ سے۔(مسلم۔کتاب المنافقین۔حدیث ۱۲ ص ۲۱۴۴)

باب ۹۱

حُدیبیہ کے کنویں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا دعافرمانا اوراس بارے میں دلائل نبوت کاظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفرنحوی نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کوعبداللہ بن رجاء نے ان کوخبر دی اسرائیل نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابوعمرو نے ان کوخبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کوحسن بن سفیان نے۔ان کوابوبکر بن ابوشیبہ نے ان کوعبداللہ بن موسیٰ نے اسرائیل سے اس نے ابواسحٰق سے اس نے براء سے وہ کہتے ہیں کہ تم لوگ فتح شمار کرتے ہو فتح مکہ کو یقیناً فتح مکہ فتح بھی فتح تھی جب کہ ہم لوگ فتح بیعتہ الرضوان یوم حدیبیہ کوشمار کرتے ہیں ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ چودہ سو افراد تھے۔اور حدیبیہ ایک کنواں تھا ہم نے اس کا پورا پانی کھینچ لیا تھا ہم نے اس میں پانی کا ایک قطرہ بھی نہیں چھوڑا تھا۔نبی کریم ﷺ کواس بات کی اطلاع ہوئی تو آپ کنویں پر تشریف لائے اوراس کی دیوار پر بیٹھے اور آپ نے پانی کا ایک برتن منگوایا آپ نے وضو کیا پھر کلی کی اور دعاء فرمائی اس کے بعد اس پانی کواسی کنویں کے اندر انڈیل دیا اور تھوڑی سی دیر اس کواسی حال پر چھوڑ دیا اس کے بعد ہم نے اور ہمارے قافلوں نے اس میں سے پانی نکالنا شروع کردیا۔

(۲) یہ الفاظ میں حدیث عبداللہ کے اور ابن رجاء کی ایک روایت میں اسی کی مثل ہیں۔قول بیعتہ الرضوان تک کہتے ہیں۔ہم لوگ حدیبیہ والے دن اُترے تھے یہ کنواں تھا۔ہم نے لوگوں کو پایا کہ وہ اس کا پورا پانی کھینچ چکے تھے انہوں نے اس میں ایک قطرہ بھی نہیں چھوڑا تھا یہ بات حضور اکرم ﷺ سے ذکر کی گئی آپ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا اس سے پانی کھینچا گیا پھر اس میں سے آپ نے اپنے منہ سے پانی لیا کلی بھر کر کنویں کے اندر ڈالدی اور اللہ سے دعا کی لہٰذا اس کا پانی کثیر ہوگیا (حضور اکرم ﷺ کی دعاء کی برکت سے اور کلی والے پانی کی برکت سے) حتیٰ کہ ہم لوگوں نے استعمال کیا اور ہماری سواریوں نے بھی اور ہم لوگ چودہ سو کی تعداد میں تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن موسیٰ سے۔(بخاری۔کتاب المغازی۔حدیث ۴۱۵۰۔فتح الباری ۷/۴۴۱)
اور اس نے اس کو نقل کیا ہے حدیث زھیر بن معاویہ سے بھی اس نے ابواسحق سے۔

(۳) اور ہمیں خبر دی ہے حسن علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو ھشام بن علی نے ان کو ابن رجاء نے احمد کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے تمتام نے ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عکرمہ بن عمار نے اس نے ایاس بن سلمہ بن اکوع سے وہ کہتے ہیں کہ اس نے کہا ہمیں خبر دی ہے ہمارے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہم رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ کے مقام میں آئے تھے اور ہم چودہ سو افراد تھے۔حدیبیہ میں بچاس بکریاں تھی جو اس کے پانی سے سیر نہ ہوئی تھیں (یعنی پانی اس قدر کم تھا کہ اس کو سیراب نہ کرسکتا تھا) کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اس کے کنارے پر جا بیٹھے۔یا تو آپ نے دعا فرمائی۔یا اس میں تھوک کر لعاب دہن ڈالا۔لہٰذا اس کا پانی جوش مارنے لگا۔لہٰذا ہم نے خود بھی پیا اور جانوروں کو بھی پلایا۔

یہ الفاظ حدیث بن عبداللہ بن رجاء کے ہیں۔اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں ایک اور طریق سے عکرمہ بن عمار سے۔
(مسلم۔کتاب الجہاد والسیر۔حدیث ۱۳۲ ص ۱۴۳۳)

حضور اکرم ﷺ کی ترکش کے تیر سے قلیب حدیبیہ سے خوشگوار پانی اُبلنا

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں یہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکر نے ان کو ابن اسحق نے ان کو حدیث بیان کی ہے زہری نے عروہ بن زبیر سے اس نے مروان بن حکم سے اور مسور بن مخرمہ سے ان دونوں نے اس کو حدیث بیان کی ہے اکھٹے یہ کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے آپ بیت اللہ کی زیارت کا ارادہ کررہے تھے۔جنگ کرنے کا ارادہ نہیں کررہے تھے (مسورے) حدیث ذکر کی ہے اور اس میں اس نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے لوگو اُترو۔لوگوں نے کہا یا رسول اللہ اس وادی میں تو پانی نہیں ہے کہ لوگ اس پر اُتریں۔لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اپنی ترکش سے تیر نکالا اور وہ ان کے اصحاب میں سے ایک آدمی کو دیکھ کر فرمایا ان قلیبوں اور کنووں میں سے بعض میں اتر جا اور اس تیر کو اس کے پیٹ میں گاڑ کے دیکھ۔اس نے گاڑا تو پانی ابلنے لگا سیراب کرنے والا حتی لوگوں نے وہاں پر اونٹوں کا پڑاؤ قائم کرلیا۔

حضور اکرم ﷺ کے وضو، کُلی کے پانی آپ کی ترکش کے تیر اور آپ کی دعاء کی برکت سے پانی جوش مارنے لگا

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوجعفر بغدادی نے ان کو ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے اس کو ابوالاسود نے وہ کہتے ہیں کہ عروہ نے کہا اور حضور ﷺ کی روانگی کا ذکر کیا اور کہا کہ ادھر سے مکے سے قریش روانہ ہوئے اور وہ حضور اکرم ﷺ سے پہلے مقام بلدح میں اور پانی کے مقام پر پہنچ گئے اور انہوں نے اس جگہ پر پڑاؤ ڈال لیا حضور اکرم ﷺ نے جب دیکھا کہ اس جگہ پر پہلے سبقت ہوگئی ہے تو آپ ﷺ نے مقام حدیبیہ میں پڑاؤ ڈالا شدید گرمی میں۔وہاں ایک کنواں کے سوا کوئی کنواں اور نہیں تھا۔لہٰذا ان لوگوں کو پیاس کا خطرہ محسوس ہوا لوگ بہت سارے تھے۔اس میں کچھ مرد اترے اور وہاں پانی چیک کرنے لگے۔رسول اللہ ﷺ نے پانی کا ایک ڈول منگوایا۔آپ نے ڈول میں وضو کیا اور اسی میں منہ سے کلی ڈالی۔اور اس کے ساتھ کلی بھری پھر حکم دیا کہ وہ پانی کنویں میں انڈیل دیا جائے اور پھر اپنی ترکش سے تیر نکالا اور اس کو کنویں کے اندر ڈال دیا اور اللہ تبارک وتعالیٰ سے دعا کی جس سے پانی اُبلنے لگا حتی کہ وہ لوگ اپنے ہاتھوں کے ساتھ اس میں سے چلو بھرنے لگے حالانکہ وہ کنویں کے کنارے پر بیٹھے ہوئے تھے۔

(۶)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس رحم نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے بعض اہل علم نے بنو اسلم کے کچھ جوانوں سے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کے قربانی کے جانوروں کی ذمہ داری سنبھالتے تھے۔ جب کہ بعض اہل علم نے یہ خیال کیا ہے کہ حضرت براء بن عازب فرمایا کرتے تھے کہ جو شخص رسول اللہ ﷺ کا تیر ساتھ لے کو کنویں میں اترا تھا وہ میں ہی تھا جب کہ قبیلہ اسلم والوں نے شعر کہے تھے ناجیہ جن کو کہا کرتے تھے اسلم نے گمان کیا ہے کہ انصاری ایک لڑکی اپنا ڈول لے کر آئی تھی جب کہ ناجیہ کنویں کے اندر لوگوں کے لئے ڈول بھر رہے تھے اس وقت اس لڑکی نے کہا تھا۔

یــا ایهــا المــائع دَلْویٰ دونکــا　　　انی رئیت الناس بحمدونکا

یُثنون خیرا و بـمـجـدونـکـا

اے پانی کے ڈول بھرنے والے میں دیکھتی ہوں کہ تیرے پیچھے لوگ تیری تعریف کرر ہے ہیں تیرے بارے میں اچھی باتیں کرر ہے ہیں اور تیری بزرگی اور مجد بیان کرر ہے ہیں اس وقت ناجیہ نے لوگوں کے لئے قلیب میں سے پانی بھرتے ہوئے کہا تھا۔

قـد عـلـمـت جـاریة بـمـانیة　　　انی انا المـائح واسمی جاجیه

وطـعـنة ذات رشـاش واهیة　　　طعنتهـا تـحت صدور العادیة

تحقیق اس مبارک و شریف لڑکی نے یہ جان لیا ہے کہ میں پانی بھرنے والا ہوں اور میرا نام ناجیہ ہے قسم ہے نیزے کی اور پانی ٹپکانے والے ڈول کی جو ست روی سے ٹپکتی ہے وہ نیزہ جس کو میں نے دوڑنے والے گھوڑے کے سینوں کے نیچے سے گھونپا ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۲۶۷-۲۶۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۶۵)

عمامہ رسول کنویں میں بھیجنے کا ذکر

اور موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے کہ کنویں میں جو شخص اترا تھا وہ خلاد بن عباد غفاری تھے رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنا عمامہ مبارک دے کر کنویں میں اتارا تھا اس نے اس کو کنویں میں پھیرا تھا لہٰذا پانی کثیر ہو گیا تھا حتیٰ کہ لوگ سیر ہو گئے تھے۔ اور یہ بھی کہا ہے کنویں سے پانی بھرنے والا ناجیہ بن جندب اسلمی تھا۔ (الدرر لابن عبدالبر۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۶۷۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۶۵)

خلاد بن عباد غفاری کے کنویں میں اُترنے کا ذکر

(۷)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ سواری سے اُترے تو لوگوں نے عرض کی کہ ہمارے پاس پانی نہیں ہے۔ چنانچہ آپ نے اپنی ترکش سے تیر نکالا اور حکم دیا کہ اس کو قلیب (کنویں) میں رکھ دیا جائے اس میں پانی نہیں تھا۔ پھر لوگ سیر ہو گئے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے اونٹنیوں کا پڑاؤ ڈال دیا تھا۔ کہتے ہیں کہ کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ کون ہے جو کنویں میں اُتر جائے؟ لہٰذا خلاد بن عباد غفاری اُتر گئے تھے اس نے اس کو مذکور کی مثل ذکر کیا ہے۔

☆☆☆

باب ۹۲

حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کی اُنگلیوں سے پانی جاری ہونا

جس وقت آپ کے اصحاب کے لئے پانی نہیں تھا نہ ہی وضو کے لئے اور نہ ہی پینے کے لئے درست بات یہ ہے کہ یہ واقعہ عام الحدیبیہ میں ان کی واپسی کے موقع پر ہوا تھا جب حضور اکرم ﷺ نے ان کے زادِراہ میں برکت کی دعا فرمائی تھی۔ یہ دلائل نبوت میں سے ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن فورک نے ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ان کو یونس بن حبیب نے ان کو ابوداؤد نے ان کو شعبہ نے عمرو بن مُرّہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا سالم بن ابوالجعد سے شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے پوچھا کہ تم لوگ کتنے تھے یوم شجرہ والے دن؟ اس نے بتایا کہ ہم لوگ ۱۵۰۰ پندرہ سو تھے اور انہوں نے اس پیاس کا ذکر بھی کیا جو ان کو لاحق ہوئی تھی۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک برتن میں پانی لایا گیا آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اسی میں رکھ دیا چنانچہ پانی آپ کی اُنگلیوں سے ایسے نکلنے لگا جیسے کہ وہ چشمے ہیں انہوں نے کہا کہ ہم لوگوں نے پانی پیا اور زیادہ پیا جب کہ وہ ہمیں پورا ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ تم لوگ کتنے تھے انہوں نے فرمایا کہ اگر ہم ایک لاکھ بھی ہوتے تو بھی ہمیں پورا ہو جاتا تاہم لوگ ڈیڑھ ہزار تھے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۵۲۔ فتح الباری ۴۴۱/۷۔ مسلم۔ کتاب المغازی)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعمر بسطامی نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عمران بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان بن ابوشیبہ نے ان کو عبدالعزیز بن مسلم نے ان کو حصین نے اس نے سالم بن ابوالجعد سے اس نے جابر بن عبداللہ سے اس نے کہا کہ حدیبیہ والے دن لوگ پیاسے ہو گئے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے سامنے وضو کے پانی کا برتن رکھا ہوا تھا آپ اس سے وضو کر رہے تھے۔ اچانک لوگ حضور اکرم ﷺ کی طرف دوڑتے ہوئے آئے آپ نے پوچھا تمہیں کیا ہوا؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس پینے کے لئے پانی نہیں ہے۔ اور نہ ہی وضو کرنے کے لئے ہے۔ بس یہی پانی ہے جو آپ کے سامنے رکھا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس برتن کے اندر رکھ لیا اور پانی آپ کی اُنگلیوں کے بیچ سے زور سے نکلنے لگا چشموں کی مثل کہتے ہیں کہ انہوں نے اس سے پیا اور وضو کیا۔ سالم کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ تم کتنے لوگ تھے؟ انہوں نے بتایا اگر ہم سو ہزار ہوتے تو بھی ہمیں کافی ہو جاتا اس وقت ہم لوگ ڈیڑھ ہزار افراد تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے اس نے عبدالعزیز سے۔ (فتح الباری ۵۸۱/۶)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابواحمد حافظ نے ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن حسین خثعمی نے ان کو ابوکریب نے ان کو محمد بن فضیل نے ان کو حصین نے اس نے حدیث ذکر کی ہے مذکورہ حدیث کی مثل علاوہ ازیں انہوں نے یہ کہا ہے کہ پانی حضور اکرم ﷺ کی انگلیوں کے درمیان جوش مارنے لگا مثل چشموں کے سو ہم نے پیا اور وضو کیا۔ اس کے بعد اس کو ذکر کیا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں یوسف بن عیسیٰ نے اس نے محمد بن فضیل سے۔ (فتح الباری ۴۴۱/۷)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعمر وادیب نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے (ح)۔ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے ان کو جریر نے اعمش سے ان کو سالم بن ابوالجعد نے جابر بن عبداللہ سے یہ حدیث وہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے آپ کو دیکھا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تحقیق صلوٰۃ عصر کا وقت ہو چکا تھا اور ہمارے پاس پانی بالکل نہیں تھا سوائے تھوڑے سے

بچے ہوئے کے۔ وہ پانی برتن میں ڈالدیا گیا پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا گیا۔ آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک پانی میں ڈال دیا اور اپنی انگلیوں کو کھول دیا اور فرمایا کہ وضو کرنے والے آجاؤ اور برکت اللہ کی طرف سے ہوگی۔ کہتے ہیں کہ میں نے پانی کو دیکھا آپ کی اُنگلیوں کے درمیان سے پھوٹ رہا تھا۔ کہتے ہیں کہ لوگوں نے وضو کیا اور پی بھی لیا۔

جابر کہتے ہیں کہ میرے پیٹ میں جو آ سکتا تھا میں نے اس میں کوئی کمی نہ کی تھی۔ میں نے جان لیا کہ وہ برکت تھی۔ سائل کہتے ہیں کہ میں نے جابر سے کہا تم لوگ اس دن کتنے تھے اس نے بتایا کہ ایک ہزار چار سو افراد تھے۔ (بخاری۔ کتاب الاشربہ۔ حدیث ۵۶۳۹۔ فتح الباری ۱۰/۱۰۱)

بخاری نے اس کو روایت کیا قتیبہ بن سعید سے اس نے جریر سے۔

(۵)　ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو زیاد بن خلیل نے ان کو مسدد نے ان کو ابوعوانہ نے اسود بن قیس نے اس نے نبیح عنزی سے وہ کہتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ نے کہا کہ ہم نے غزوہ کیا تھا یا کہا تھا کہ ہم نے سفر کیا تھا ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ہم اس دن ایک ہزار سے زیادہ تھے چنانچہ نماز کا وقت ہو گیا تھا رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کیا لوگوں کے پاس وضو کا پانی ہے؟ چنانچہ ایک آدمی ڈورتا ہوا آیا وہ ایک پانی کا برتن لایا اس میں کچھ پانی تھا لوگوں کے پاس اس کے علاوہ پانی نہیں تھا رسول اللہ ﷺ نے اس پانی کو ایک پیالے میں انڈیل دیا آپ نے وضو کیا اور احسن طریقے سے کیا اس کے بعد واپس ہٹے اور پیالہ چھوڑ دیا۔

کہتے ہیں کہ لوگ اس پیالے کے اوپر چڑھ گئے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ وضو کرو وضو کرو۔ رسول اللہ ﷺ نے جب انہیں یہ کہتے سُنا تو فرمایا کہ تم لوگ اسی حالت پر رہو۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ہتھیلی مبارک پانی اور پیالے میں رکھ دی اور کہنے لگے سبحان اللہ پھر فرمایا کہ وضو کامل کرو۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا کیا ہے۔ البتہ تحقیق میں نے دیکھا کہ پانی کے چشمے رسول اللہ ﷺ کی اُنگلیوں کے درمیان سے نکل رہے تھے انہوں نے اس برتن کو نہ اُٹھایا حتی کہ سب کے سب لوگ فارغ ہو گئے۔

حضور اکرم ﷺ کی دعا کی برکت اور ہاتھوں کی برکت چودہ سو صحابہ نے ایک پیالہ بھر پانی سے وضو کیا

(۶)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو احمد بن یوسف نے ان کو نضر بن محمد نے ان کو عکرمہ بن عمار عجلی نے ان کو ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے ایک غزوہ سے ہمیں سخت مشقت پہنچی تھی۔ حتی کہ ہم نے ارادہ کر لیا تھا کہ ہم بعض اپنی سواریوں کو ذبح کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں حکم دیا کہ ہم اپنے مزاد (مراد توشہ دین ہے) جمع کریں۔

(نوٹ) : مِزَاوُدَنَا۔ مراد ہے توشہ دان ہم نے حضور اکرم ﷺ کے سامنے ایک دسترخوان بچھا کر چمڑے کے بچھونے پر لوگوں کے سامان کو جمع کر دیا کہ میں نے دراز کیا تا کہ میں تمہیں اسی پر جمع کروں میں نے اس کو جمع کیا جیسے بکریاں اپنے باڑے میں جمع ہوتی ہیں ہم لوگ چودہ سو افراد تھے۔ کہتے ہیں کہ ہم نے کھایا حتی کہ خوب شکم سیر ہو گئے تھے اور ہم نے اپنی اپنی اُنگلیاں بھر لیں۔ پھر نبی کریم انے فرمایا۔ کیا کوئی وضو کرنے کا برتن ہے۔ کہتے ہیں کہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کا لوٹا وضو والا لے کر آیا ذرا سا پانی تھا اس نے اس کو ایک پیالے میں انڈیل دیا ہم سب نے یعنی چودہ سو افراد نے اس ہی سے وضو کیا ہم میں ایک ایک اس کو انڈیلتا رہا۔ وہ کہتے اس کے بعد آٹھ افراد آئے انہوں نے کہا کہ کیا وضو کا پانی ہے رسول اللہ انے فرمایا پورا ہو گیا ہے وضو کا پانی۔ یہ الفاظ حدیث نضر کے ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے احمد بن یوسف سے۔

نبی کریم ﷺ کا کھانے کا بقیہ سامان جمع فرما کر برکت کی دعا کرنا اور اس میں برکت ہونا

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو اسماعیل بن محمد فضل شعرانی نے ان کو ان کے دادا نے ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے ابن شہاب سے وہ کہتے ہیں کہ ابن عباس نے فرمایا کہ جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے واپس آ گئے تھے تو آپ کے بعض اصحاب نے آپ سے بات چیت کی اور کہا کہ ہم لوگ انتہائی مشقت میں واقع ہو گئے ہیں اور لوگوں میں سواری کا اونٹ ہے آپ اس کو ذبح کر دیں تا کہ ہم اس کا گوشت کھائیں اور اس کی چربی لے جائیں۔ اور اس کے چمڑوں سے جوتے بنائیں۔ عمر بن خطاب نے خود فرمایا نہیں ایسا نہ کریں یا رسول اللہ ﷺ بیشک اگر لوگوں کے پاس زیادہ سواروں کے جانور ہونگے تو یہ زیادہ بہتر ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اپنے چمڑے کے دستر خوان پھیلاؤ اور اپنی پوریاں یعنی پوٹلیاں کھولو انہوں نے ایسے ہی کیا۔

پھر فرمایا کہ جس کے پاس کچھ بقیہ طعام یا کچھ توشۂ سفر بچا ہوا ہو اس کو یہاں پر پھیلا دے (سب لوگوں نے بقیہ سامان پھیلا دیا) اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے لئے دعا فرمائی پھر فرمایا اپنے اپنے برتن یا سانچے وغیرہ قریب لاؤ (لہٰذا وہ لوگ قریب آئے اور) انہوں نے لے لیا جس قدر اللہ نے چاہا۔ نافع بن جبیر یہ حدیث بیان کرتے تھے۔ یہ الفاظ ہیں حدیث اسماعیل کے اور ابن فلیح کی ایک روایت میں ہے کہ موسیٰ بن عقبہ نے کہا مجھے یہ حدیث بیان کی تھی نافع بن جبیر نے۔

(۸) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے ان کو یحییٰ بن سُلیم طائفی نے عبداللہ بن عثمان بن خثیم سے اس نے ابوالطفیل سے اس نے عبداللہ بن عباس سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے جب پڑاؤ کیا آپ قریش کی صلح میں سے گذر چکے تو اصحاب نبی نے کہا یا رسول اللہ کہ اگر ہم اپنے جانور ذبح کرتے اور ہم ان کے گوشت کھاتے چربیاں استعمال کرتے شوربا پیتے اگلے دن جب ہمارے اوپر صبح ہوئی تو پھر ہم علی الصبح اس کے پاس پہنچ گئے ہمارے ساتھ کافی لوگ تھے (پھر ہم نے اجازت چاہی تو آپ نے منع کرتے ہوئے فرمایا) کہ نہیں جانور ذبح نہ کرو بلکہ میرے پاس وہ بقیہ لے آؤ جو تمہارے زادِ سفر میں سے کچھ بچ رہا ہے۔ صحابہ نے چمڑے کا بچھونا بچھایا۔

اور اس پر بچا ہوا زادِ سفر لا کر انڈیل دیا جو کچھ ان کے پاس بچا ہوا تھا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے ان کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔ چنانچہ ان لوگوں نے اس میں سے کھایا حتیٰ خوب سیر ہو گئے یہاں تک کہ ان کی کوکھ نکل آئیں شکم سیر ہو جانے کی وجہ سے۔ پھر انہوں نے اس کھانے کو لپیٹ لیا بچے ہوئے کو جو کچھ بچ گیا تھا اس کے زادِ راہ میں سے اپنی اپنی تھیلیوں میں۔ (مسلم۔ کتاب اللقطہ۔ حدیث ۱۹ ص ۱۳۵۴)

باب ۹۳

ذکر اس بیان کا کہ رسول اللہ ﷺ کی مبارک اُنگلیوں سے

پانی رواں دواں ہونا ایک بار نہیں بلکہ کئی بار ہوا تھا اور آپ کی دعاء کی برکت سے کنویں کا پانی زیادہ ہونا تو آپ ﷺ کی عادت بن گیا تھا اور یہ دونوں باتیں واضح دلیل ہیں دلائل نبوت میں سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوذکریا بن ابواسحٰق مزکی نے آخر میں انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو خبر دی ربیع بن سلیمان نے ان کو خبر دی شافعی نے ان کو خبر دی مالک نے (ح)۔ ہمیں خبر دی ابوعمر وادیب نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو

فضل بن حباب نے ان کو عبداللہ کعنبی نے ان کو مالک نے ان کو اسحٰق بن عبداللہ بن ابوطلحہ نے انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا اس وقت نماز عصر کا وقت ہو چکا تھا لوگوں نے وضو کا پانی تلاش کیا مگر نہ پایا اس کو۔ لہٰذا وضو کے پانی کا برتن لایا گیا اور رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک اس برتن میں رکھ لیا۔ اور لوگوں سے فرمایا کہ وہ اس میں سے وضو کرنا شروع کر دیں کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے نیچے سے اُبل رہا تھا سب لوگوں نے وضو کیا حتیٰ کہ آخری آدمی نے بھی وضو کر لیا۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے قعنبی سے۔ بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۵۷۳۔ فتح الباری ۹/۵۸۰)

اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث معین سے اور ابن وہب سے اس نے مالک سے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۵ ص ۱۷۸۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے ان کو حسن بن محمد بن اسحٰق نے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ان کو مسدد نے ان کو حماد بن زید نے ثابت سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابویعلیٰ نے ان کو ابوربیع نے ان کو حماد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ثابت بن انس نے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے پانی منگوایا چنانچہ پانی کا ایک بڑا پیالہ آپ کے پاس لایا گیا لوگوں نے اس میں سے وضو کرنا شروع کیا۔ میں نے ستر سے اسی آدمیوں تک کا اندازہ خیال کیا۔ کہتے ہیں کہ میں پانی کی طرف دیکھتا رہا آپ کی انگلیوں سے جوش مار رہا تھا۔ یہ الفاظ حدیث ابوربیع کے ہیں۔

(۳) اور مسدد کی ایک روایت میں ہے (پیالہ کے بجائے) اِناء مِن مَاءٍ پانی کا برتن لایا گیا اور ایک بڑا پیالہ لایا گیا اس میں کچھ پانی تھا۔ آپ نے اپنی اُنگلیوں کو اس میں رکھ دیا انس فرماتے ہیں کہ میں پانی کو دیکھ رہا تھا وہ آپ کی اُنگلیوں کے بیچ سے جوش مار رہا تھا۔ انس فرماتے ہیں میں نے اندازہ کیا تھا ان لوگوں کا جنہوں نے وضو کیا تھا ستر سے اسی کے درمیان۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے۔ (بخاری۔ کتاب الوضو۔ حدیث ۲۰۰۔ فتح الباری ۱/۳۰۴)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ربیع سے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل ص ۱۷۸۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد اور دباری نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابواحمد قاسم بن ابوصالح ہمذانی نے ان کو ابراہیم بن حسین بن دیزل نے ان کو اسماعیل بن ابواویس نے ان کو ان کے بھائی نے سلیمان بن بلال سے اس نے عبداللہ بن عمر سے اس نے ثابت بنانی سے اس نے انس بن مالک سے وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ قباء کی طرف نکلے ان لوگوں کے کسی گھر سے ایک چھوٹا پیالہ لایا گیا کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس پیالے میں اپنا ہاتھ داخل کیا تو وہ (اتنا چھوٹا تھا کہ) پیالے میں آپ کے ہاتھ کی گنجائش نہیں تھی بلکہ چھوٹا پڑ گیا۔

لہٰذا آپ نے اپنی چاروں اُنگلیاں اس کے اندر داخل کر لیں تو انگوٹھے کو داخل نہ کر سکے پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا کہ تم آجاؤ پینے کے لئے انس فرماتے ہیں میری دونوں آنکھوں نے دیکھا کہ پانی آپ کی اُنگلیوں کے درمیان سے جوش مار رہا ہے لوگ مسلسل پیالے کے پاس آتے رہے حتیٰ کہ سب کے سب سیر ہو گئے۔ (تاریخ ابن کثیر ۶/۹۴)

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو محمد بن فرج نے ان کو عبداللہ بن بکر سہمی نے ان کو حمید نے انس سے وہ کہتے ہیں کہ نماز کا وقت ہو گیا تھا۔ جن کا گھر قریب تھا وہ وضو کرنے گھر چلے گئے۔ اور کچھ لوگ باقی رہ گئے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک پتھر کا ٹب لایا گیا اس میں پانی تھا برتن اس سے چھوٹا پڑ گیا کہ آپ ﷺ اس کے اندر ہاتھ پھیلا سکیں۔ سب لوگوں نے اس ہی سے وضو کیا ہم نے پوچھا کہ وہ لوگ کتنے ہوں گے اس نے بتایا کہ اسی یا اس سے زیادہ تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن منیر سے اس نے عبداللہ بن بکر سہمی سے۔

(بخاری۔ کتاب الوضو۔ حدیث ۱۹۵۔ فتح الباری ۱/۳۰۱۔ کتاب المناقب۔ فتح الباری ۶/۵۸۱)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوبکر احمد بن اسحق بن ایوب فقیہ نے ان کو ابو اعثی نے ان کو عبدالرحمن بن مبارک نے ان کو جریر نے وہ کہتے ہیں انہوں نے سنا حسن سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی انس بن مالک نے کہ حضور اکرم ﷺ اپنے بعض مقاصد کے لئے کسی مقام پر نکلے آپ کے ساتھ آپ کے بعض اصحاب بھی تھے آپ چلتے چلے گئے نماز کا وقت ہو گیا اور ان لوگوں نے وضو کرنے کے لئے پانی نہ پایا ان لوگوں میں سے ایک آدمی چلا گیا اور کہیں سے پیالے میں تھوڑا سا پانی لے کر آ گیا حضور اکرم ﷺ نے اس کو لے کر وضو کرنا شروع کیا اس کے بعد آپ نے اپنی چاروں انگلیوں کو اپنے قدم پر پھیرا پھر لوگوں سے کہا آ جاؤ وضو کر لہٰذا سب لوگوں نے وضو کیا حتی کہ جو جو وضو کرنا چاہتے تھے سب نے کر لیا حضرت انس سے پوچھا گیا کہ کتنی تعداد میں تھے انہوں نے فرمایا کہ ستر یا اس کے قریب قریب تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدالرحمن بن مبارک سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ فتح الباری ۵۸۱/۶)

مذکورہ روایات پر امام بیہقی کا تبصرہ

۱۔ یہ روایات (مذکورہ) جو حضرت انس سے مروی ہیں، مناسب یہ ہے کہ سب کی سب ایک ہی واقعہ سے متعلق خبر ہوں اور یہ اس وقت ہوا جب حضور اکرم ﷺ قباء کی طرف نکلے تھے۔

۲۔ اور قتادہ کی روایت حضرت انس سے جو ہے اس کے بارے میں مناسب یہ ہے کہ وہ کسی اور واقعہ کے بارے میں خبر ہو۔ واللہ اعلم۔ قتادہ والی روایت درج ذیل ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے ان کو ابوالفضل حسن بن یعقوب نے ان کو یحییٰ بن ابوطالب نے ان کو عبدالوھاب بن عطاء سے ان کو خبر دی سعید نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے ان کو علی بن حمشاذ عدل نے ان کو محمد بن اسحق نے ان کو ابوموسیٰ نے ان کو محمد بن جعفر نے ان کو سعید بن ابوعروبہ نے قتادہ سے اس نے انس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ مقام زوراء میں تھے (مدینے میں بازار کے پاس مسجد) آپ نے پیالہ پانی کا منگوایا اور اپنا ہاتھ مبارک میں رکھا۔ تو پانی آپ کی اُنگلیوں کے درمیان سے اُبلنے لگا اور آپ کی اُنگلیوں کے پوروں سے حتی کہ سب لوگوں نے وضو کر لیا ہم نے انس سے پوچھا کہ تم لوگ کتنے تھے انہوں نے کہا کہ تین سو کے قریب تھے ابوموسیٰ کی حدیث کے الفاظ ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوموسیٰ سے۔ (مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۷ ص ۱۷۸۳)

اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ابن لمرر سے اس نے سعید سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۵۷۲۔ فتح الباری ۵۸۰/۶)

اور ہشام دستوائی نے روایت کیا ہے قتادہ سے اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مقام زوراء میں تھے اور زوراء مدینے میں بازار و مسجد کے پاس تھا آپ نے پانی کا پیالہ منگوایا اور آپ نے اپنی ہتھیلی اس کے اندر رکھ دی لہٰذا آپ کی انگلیوں کے درمیان سے پانی اُبلنے لگا لہٰذا آپ کے اصحاب نے سب نے وضو کیا میں نے انس سے پوچھا کہ اے ابوحمزہ وہ لوگ کتنے تھے اس نے بتایا کہ تین سو کے قریب تھے۔

(۷) ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو اسحق بن ابراہیم نے ان کو معاذ بن ہشام نے ان کو ان کے والد نے پھر اس نے مذکور کو ذکر کیا مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوغسان مسمعی سے اس نے معاذ سے۔

(مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۶ ص ۱۷۸۳)

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن اسحق طیبی نے ان کو خبر دی ابوعلی بشر بن موسیٰ بن صالح بن شیخ بن عمیرہ اسدی نے ان کو مقری یعنی عبداللہ بن یزید نے ان کو عبدالرحمن بن زیاد نے ان کو زیاد بن نعیم حضرمی نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا زیادہ بن حارث صیدائی صاحب رسول سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے ان سے اسلام کی بیعت کی۔ پھر اس نے حدیث ذکر کی یہاں تک کہ کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے ان کے ساتھ اسلام کی بیعت کی۔ آگے اس حدیث کو

(مفصل) ذکر کیا (یعنی حدیث بیان کرتے گئے) حتی کہ یہاں تک پہنچے کہ یوں کہا۔ کہ پھر رسول اللہ ﷺ اول رات میں روانہ ہوئے بشر نے کہا یعنی شروع رات میں چل پڑے میں بھی آپ کے ساتھ ساتھ رہنے لگا۔ میں طاقتور تھا جب کہ آپ کے اصحاب کٹ جاتے اور آپ سے پیچھے رہ جاتے تھے۔ یہاں تک کہ نہ باقی رہا آپ کے ساتھ کوئی ایک شخص بھی میرے سوا جب صبح کی اذان کا وقت ہوگیا آپ نے مجھے حکم دیا میں نے آذان کہی۔ اور میں نے یہ کہنا شروع کیا میں اقامت کہوں یارسول اللہ مگر رسول اللہ ﷺ مشرق کے کونے کی طرف فجر کی طرف دیکھنے لگے۔ آپ فرماتے کہ نہیں حتی کہ جب فجر طلوع ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ اترے اور قضائے حاجت کی پھر لوٹے میری طرف اتنے میں آپ کے (پیچھے رہ جانے والے) اصحاب بھی پیچھے سے پہنچ گئے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کیا پانی ہے اے بھائی صُداء؟ میں نے کہا کہ نہیں۔ مگر تھوڑا سا ہے۔ جو کہ آپ کو کفایت نہیں کرے گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ اس کو برتن میں ڈال کر میرے پاس لے آؤ میں برتن میں ڈال کرلے آیا آپ نے اپنا ہاتھ مبارک اس پانی کے اندر رکھ دیا۔ صدائی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا کہ پانی آپ کی انگلیوں کے درمیان سے جوش مار رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا۔ اگر یہ بات نہ ہوتی کہ مجھے اپنے آپ سے شرم آتی ہے تو ہم پلاتے اور پیتے میرے اصحاب میں اعلان کردو کہ جس کو پانی کی حاجت ہو اگر (ضرورت پوری کرے) میں نے ان لوگوں میں اعلان کردیا ان میں سے جس جس کو ضرورت تھی اس نے لے لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نماز کے لیے کھڑے ہوگئے۔ بلال نے اقامت پڑھنے کا ارادہ کیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کو فرمایا کہ بیشک بھائی صُدآء نے اذان پڑھی تھی جس شخص نے اذان دی ہو وہی اقامت کہتا ہے۔ پھر راوی نے آگے حدیث ذکر کی۔ اور اسی ثناء میں کہا تھا کہ ہم نے کہا اے اللہ کے نبی بیشک ہمارا ایک کنواں ہے اس کا پانی ہمیں سردیوں میں کافی ہوجاتا ہے۔ اور اس پر جمع رہتے ہیں اور جب گرمیاں آتی ہیں تو اس کا پانی کم ہوجاتا ہے۔

لہٰذا ہم لوگ یہاں متفرق اور الگ الگ ہوجاتے ہیں ہمارے اردگرد جہاں دیگر پانی کے چشمے موجود ہیں۔ اب جب کہ ہم لوگ مسلمان ہوگئے ہیں تو ہمارے اردگرد جتنے لوگ ہیں وہ ہمارے دشمن ہوگئے ہیں آپ ہمارے لیے کنویں کی بابت دعا فرمائیں۔ کہ اس کا پانی ہمیں سیراب کرتا رہے اور ہم اس پر اکٹھے رہیں ہم متفرق نہ ہوں الگ الگ نہ ہوں لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے سات کنکریاں منگوائیں آپ نے ان کو ان کے ہاتھ تحریک دی الٹ پلٹ کیا اور ان کے اوپر دعا فرمائی (یا دعا پڑھی) اس کے بعد فرمایا کہ یہ کنکریاں لے جاؤ جب تم لوگ کنویں پر آؤ تو تم لوگ بسم اللہ پڑھ کر (اللہ کا نام لے کر) ایک ایک کرکے کنویں میں ڈال دینا۔ صدائی نے فرمایا کہ ہم نے اسی ترکیب کے ساتھ وہ کنویں میں ڈالدیں جیسے آپ نے فرمایا تھا۔ لہٰذا ہمیں اس کنویں کی گہرائی نظر نہ آسکی۔

(ترمذی۔ حدیث ۱۹۹ ص ۱/۳۸۳۔۳۸۵۔ ابوداؤد۔ حدیث ۵۱۴ ص ۱/۱۴۲۔ ابن ماجہ۔ کتاب الاذان۔ حدیث ۷۱۷ ص ۱/۲۳۷۔ مسند ۴/۱۶۹)

(اس روایت کی تفصیل اصل کتاب دلائل النبوت جلد چہارم ص ۱۲۶، ۱۲۷۔ حاشیہ ۱۵، ۱۶ پر ملاحظہ کریں)۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو ابواُمیہ یعنی طرسوسی نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی محمد بن صلت نے ان کو ابوکدینہ نے عطاء بن سائب سے اس نے ابوالضحیٰ سے اس نے ابن عباس سے وہ فرماتے ہیں ایک دن صبح ہوگئی تو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا کہ لشکر میں پانی نہیں ہے۔ ایک آدمی نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ لشکر میں پانی نہیں ہے۔ کیا آپ کے پاس کوشئی یعنی کوئی انتظام ہے آپ نے فرمایا کہ جی ہاں۔ آپ کے پاس ایک برتن لایا گیا اس میں کچھ پانی تھا کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی اُنگلیاں برتن کے منہ پر رکھ دیں اور اُنگلیوں کو کھولدیا۔ کہتے ہیں کہ ہم نے دیکھا کہ حضور اکرم ﷺ کی اُنگلیوں سے پانی جوش مار رہا ہے کہتے ہیں کہ آپ نے بلال کو حکم دیا کہ لوگوں میں اعلان کردے مبارک پانی (یا مبارک وضو) کا۔

☆☆☆

باب ۹۴

(۱) رحمۃ للعلمین ﷺ کی مبارک اُنگلیوں سے کئی مرتبہ وافر مقدار میں چشمے کی مانند پانی جاری ہوا ان میں سے ایک مرتبہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ موجود تھے اور وہ اس کے عینی شاہد تھے۔

(۲) صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھانا کھایا اس کھانے نے اللہ کی تسبیح بیان کی اور صحابہ کرام نے طعام کی تسبیح کو خود سنا۔ یہ سب معجزات رسول دلائل نبوت ہیں۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو حسن بن سفیان نے ان کو محمد بن بشار عبدی نے ان کو ابواحمد زبیری نے ان کو اسرائیل نے ان کو منصور نے ابراہیم سے اس نے علقمہ سے اس نے عبداللہ سے وہ کہتے ہیں۔

(۱) تم لوگ آیات (یعنی نشانیوں) کو عذاب شمار کرتے ہو جب کہ ہم لوگ ان کو برکت شمار کیا کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں تحقیق ہم نبی کریم ﷺ کے ساتھ کھانا کھاتے تھے تو ہم کھانے کی تسبیح سنتے تھے۔

(۲) اور حضور اکرم ﷺ کی خدمت اقدس میں پانی کا برتن لایا گیا اس میں سے پانی اُبلنے لگا آنحضرت ﷺ کی اُنگلیوں کے درمیان سے لہٰذا نبی کریم ﷺ نے فرمایا آجاؤ مبارک پانی کے پاس اور برکت اُوپر سے آئی ہے (اللہ کی طرف سے) حتیٰ کہ ہم لوگوں نے سب کے سب نے (اس مبارک پانی سے) وضو کیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مثنیٰ سے اس نے ابواحمد سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۵۷۹۔ فتح الباری ۶/۵۸۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمش فقیہ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوحامد بن بلال بزاز نے وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی ابوالازہر نے ان کو حدیث بیان کی عبدالرزاق نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی الثوری نے اعمش سے اس نے ابراہیم سے اس نے علقمہ سے اس نے عبداللہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے پانی کا ایک برتن منگوایا اس میں پانی تھا آپ ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک اس کے اندر رکھ دیا اور اس میں برکت کی دعا فرمائی۔ اور پھر فرمایا۔ آجاؤ وضو کرنے کے لئے اور برکت اللہ کی طرف ہے چنانچہ میں نے دیکھا کہ پانی جوش مار رہا تھا آپ ﷺ کی مبارک اُنگلیوں سے۔ (ترمذی۔ کتاب المناقب۔ تاریخ ابن کثیر ۶/۹۸۰)

☆☆☆

باب ۹۵

سفر حدیبیہ کی بارش والی رات کی صبح نبی کریم ﷺ کا فرمان

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابومحمد جعفر بن ہارون بن ابراہیم نحوی نے بغداد میں ان کو اسحق بن صدقہ بن صبیح نے ان کو خالد بن مخلد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے ان کو ابوبکر اسماعیلی نے ان کو حسن بن سفیان نے ان کو ابوبکر شیبہ نے ان کو خالد بن مخلد نے ان کو سفیان بن بلال نے ان کو صالح بن کیسان نے عبداللہ بن عبداللہ سے اس نے زید بن خالد سے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ والے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تھے ایک رات ہمیں بارش آن پہنچی رسول اللہ ﷺ نے (بارش والی رات کی صبح) صبح کی نماز پڑھائی اس کے بعد ہماری طرف منہ کر کے فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ تمھارے رب نے کیا فرمایا ہے؟ ہم نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔

آپ ﷺ نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے کہ میرے بندوں نے صبح اس طرح کی ہے کہ بعض میرے ساتھ مؤمن ہیں تو بعض کافر ہیں بہرحال جس نے یہ بات کہی ہے کہ ہم بارش برسائے گئے ہیں محض اللہ کی رحمت سے اور اس کے فضل سے وہ میرے ساتھ مؤمن ہے اور ستاروں کے ساتھ سفر کرنے والا ہے۔ اور بہرحال جس نے کہا کہ ہم لوگ بارش برسائے گئے فلاں ستارے (کے طلوع یا غروب کی وجہ سے) وہ ستاروں کے ساتھ ایمان لانے والا ہے اور میرے ساتھ سفر کرنے والا ہے۔ (یعنی وہ ستاروں پر تو ایمان رکھتا ہے اور میرے ساتھ کفر کرتا ہے اور ابن اسحق کی ایک روایت میں ہے۔

ثم اَقبَلَ علینا بِوَجھِه

کہ پھر آپ ﷺ اپنے چہرۂ انور کے ساتھ ہماری طرف متوجہ ہوئے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں خالد بن مخلد سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۴۸۔ فتح الباری ۷/۴۳۹۔ مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۱۱۵ ص ۱/۸۳)

☆☆☆

باب ۹۶

نبی کریم ﷺ کا حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کو روانہ کرنا مکہ مکرمہ کی طرف

جب آپ حدیبیہ میں جا کر اُترے تھے۔ اور حضور اکرم ﷺ کا اپنے اصحاب کو بیعت کی طرف بلانا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ حافظؒ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو جعفر محمد بن محمد عبداللہ بغدادی نے، ان کو ابو علاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے کہا عروہ بن زبیر نے نبی کریم ﷺ کے حدیبیہ میں تشریف لانے کے بارے میں۔ کہتے ہیں کہ قریش حضور اکرم ﷺ کی ان پر تشریف آوری سے گھبرا گئے تھے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے یہ چاہا کہ اپنے اصحاب میں سے کسی کو قریش کے پاس بھیج دیں چنانچہ آپ ﷺ نے حضرت عمرؓ کو ان کے پاس بھیجنے کے لئے بلایا انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں اہل مکہ سے امن میں نہیں ہوں یعنی محفوظ نہیں ہوں اور مکے میں بنو کعب میں سے کوئی بھی نہیں ہے جو میرے لیے غیرت و غصہ کھائے گا اس سے مجھے تکلیف پہنچائی گئی۔ آپ عثمان بن عفانؓ کو بھیجئے اس لئے کہ ان کے قریبی رشتہ دار وہاں پر ہیں۔ بیشک آپ جو کچھ ارادہ کرتے ہیں وہ میں آپ کی طرف سے پہنچانے والا ہوں۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے عثمان بن عفان کو بلا کر قریش کے پاس بھیج دیا۔ اور فرمایا کہ وہ جا کر ان کو بتلائیں کہ ہم آپ کے پاس کسی قتال اور لڑائی لڑنے کے لئے نہیں آرہے بلکہ ہم عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں۔ اور جا کر ان کو اسلام کی دعوت بھی دیں۔ اور اس کو یہ بھی حکم دیا کہ وہ مکے کے ان مردوں اور عورتوں کے پاس بھی جائیں جو مسلمان ہو چکے ہیں۔ ان کو ملیں اور ان کو یہ خبر دیں اور ان کو جا کر بشارت دیں فتح کی۔ اور ان کو یہ خبر دیں کہ اللہ تعالیٰ اپنے دین کو غالب کریں گے مکہ مکرمہ میں یہاں تک کہ یہاں پر کوئی شخص ایمان کو نہیں چھپائے گا۔ چنانچہ حضرت عثمانؓ مکے چلے گئے۔ اور مقام بلدح میں کچھ قریش کے پاس سے گذرے۔ قریش نے پوچھا کہ کہاں جا رہے ہو؟ انہوں نے ان کو بتایا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے تمہاری طرف بھیجا ہے تا کہ میں تمہیں اللہ کی طرف دعوت دوں اور اسلام کی طرف دعوت دوں اور تم لوگوں کو یہ بتاؤں کہ ہم لوگ قتال و جنگ کرنے کے لئے نہیں آئے ہیں بلکہ ہم عمرہ کرنے آئے۔

نیز عثمانؓ نے ان کو دعوت دی جب رسول اللہ ﷺ نے اس کو حکم دیا تھا۔ قریش نے جواب دیا کہ ہم نے سن لیا ہے آپ جو کچھ کہہ رہے ہیں۔ آپ اپنی حاجت کے لئے چلے جائیں۔ اور ابان بن سعید بن عاص ان کے لئے اٹھ کھڑا ہوا اس نے عثمانؓ کو خوش آمدید کہی۔ اور اس نے اپنے گھوڑے پر زین رکھی اور عثمانؓ کو اپنے گھوڑے پر سوار کیا اور ان کو اس نے پناہ دی اور ابان نے ان کو اپنے گھوڑے پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ حتیٰ کہ مکہ میں لے آئے اس کے بعد قریش نے بدیل بن ورقاء خزاعی کو بھیجا اور بنو کنانہ کے بھائی کو۔ اس کے بعد عروہ بن مسعود ثقفی آیا۔ (اس نے بات کو آگے ذکر کیا) جو بات ان کو کہی گئی تھی پھر عروہ واپس قریش کے پاس لوٹ آیا اور اس نے قریش کو بتایا کہ محمد ﷺ اور اس کے اصحاب عمرہ کرنے کے لئے آئے ہیں لہٰذا بیت اللہ کے اور ان کے درمیان علیحدگی کر دو تا کہ وہ لوگ طواف کر لیں۔ مگر قریش نے عروہ کو گالیاں دیں۔ اس کے بعد قریش نے سہیل بن عمرو کو بھیجا۔ اور حولطیب بن عبدالعزیٰ کو اور مکرز بن حفص کو تا کہ وہ ان پر صلح پیش کریں۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے بات چیت کی اور آپ کو صلح کی دعوت دی اور ایک دوسرے سے معاہدہ کرنے کی۔ جب مسلمان اور مشرکین ایک دوسرے کے لئے نرم ہو گئے۔ وہ لوگ بھی اسی حال پر تھے ابھی تک صلح

مستحکم نہیں ہوئی تھی۔ اور معاہدہ پکا نہیں ہوا تھا۔ مگر کس قدر دونوں فریق ایک دوسرے کو امن کا پیغام دے چکے تھے اور ایک دوسرے سے صلح کر رہے تھے۔ وہ اسی حالت پر مطمئن تھے۔

اور مسلمانوں کے گروہ مشرکین کے اندر بعض بعض سے خوف نہیں رکھ رہے تھے۔ صلح اور امن واشتی کا انتظار کر رہے تھے۔ کہ اچانک دونوں فریقوں میں سے کسی ایک نے دوسرے فریق کے آدمی کو تیر کا نشانہ مار دیا لہٰذا دونوں فریقوں کے درمیان معرکہ ہو گیا دونوں گروہوں نے ایک دوسرے پر بھالوں سے تیراندازی کی اور پتھر بازی کی۔ اور دونوں نے چیخ وپکار کی لہٰذا فریقین میں سے ہر ایک نے دوسرے فریق کے ان افراد کو جوان کے پاس تھے بطور رھن وبطور ضمانت اپنے اپنے پاس رکھ لیا۔ مسلمانوں نے سھیل بن عمرو کو اور دیگر ان لوگوں کو مشرکین میں سے جوان کے پاس آئے تھے بطور رھن وضمانت روک لیا۔ اور اسی طرح مشرکین مکہ نے حضرت عثمانؓ بن عفان کو اور دیگر ان لوگوں کو جو اصحابِ رسول میں سے جوان کے پاس گئے تھے بطور رھن اور بطور ضمانت روک لیا۔

اور رسول اللہ ﷺ نے تمام لوگوں کو بیعت کے لئے دعوت دے دی اور رسول اللہ ﷺ کے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا خبردار ہوشیار آگاہ رہو کہ بیشک روح اقدس (جبرائیل علیہ اسلام) رسول اللہ ﷺ پر اترے ہیں اور انہوں نے بیعت کا حکم دیا ہے لہٰذا اللہ کے نام پر نکلو اور بیعت کرو۔ لہٰذا مسلمان بھاگ بھاگ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اس وقت حضور اکرم ﷺ درخت کے نیچے بیٹھے ہوئے تھے انہوں نے آپ ﷺ کے دست مبارک پر اس بات پر بیعت کی کہ (رسول اللہ ﷺ کو اکیلا چھوڑ کر) کبھی بھی فرار نہیں ہوں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان لوگوں کو ترغیب دی اور انہوں نے ان مسلمانوں کو چھوڑ دیا جن کو انہوں نے رھن یا ضمانت کے طور پر رکھا ہوا تھا اور انہوں نے معاہدہ اور صلح کرنے کی دعوت دی۔

(راوی نے) حدیث ذکر کی صلح کی کیفیت کے بارے میں اور عمرے کا احرام کھولنے کے بارے میں (روای نے کہا) مسلمانوں نے کہا حالانکہ وہ اس وقت حدیبیہ میں تھے عثمان کے واپس لوٹ کر آنے سے قبل حضرت عثمان اچھے رہے ہم سے کہ ان کو بیت اللہ کی حاضری کی سعادت نصیب ہوگئی انہوں نے اس کا طواف بھی کر لیا مگر رسول اللہ ﷺ (جو مزاح شناس عثمان تھے) نے فرمایا کہ میں نہیں مانتا کہ عثمان نے طواف کیا ہوگا اکیلے جب کہ ہم یہاں روک لیے گئے ہیں۔ صحابہ کرام نے پوچھا یارسول اللہ ﷺ کیا چیز اس کو مانع ہوگی اس کو اکیلا موقع ملا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرا عثمان کے بارے میں یہی گمان ہے (یعنی یہی یقین ہے) کہ وہ بیت اللہ کا اکیلے میں طواف نہیں کرے گا بلکہ ہمارے ساتھ ہی طواف کرے گا۔ چنانچہ عثمان ؓ ان کی طرف جب واپس لوٹ آئے تو مسلمانوں نے ان سے کہا کیا آپ نے بیت اللہ کے طواف سے اپنی پیاس بجھائی ہے؟ حضرت عثمان نے فرمایا اے ابوعبداللہ بہت بُرا گمان کیا ہے تم نے میرے ساتھ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر میں کے میں سال بھر بھی مقیم رہتا اور رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں مقیم رہتے تو پھر بھی میں بیت اللہ کا طواف نہ کرتا حتی کہ رسول اللہ ﷺ اس کا طواف کر لیتے ہاں قریش نے مجھے بیت اللہ کا طواف کرنے کی دعوت دی تھی مگر میں نے انکار کر دیا تھا لہٰذا مسلمانوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ہم سے زیادہ جانتے تھے اللہ کے بارے میں اور ہمارے سے زیادہ گمان کرنے والے تھے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحٰق سے اس نے عبداللہ بن ابوبکر حزم سے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو اطلاع پہنچائی گئی کہ حضرت عثمان قتل کر دیے گئے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر ان لوگوں نے اس کو واقعی قتل کر دیا ہے تو ہم ضرور بالضرور ان کو اس کا مزہ چکھائیں گے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کو بیعت کے لئے بلایا اور صحابہ نے آپ کے ہاتھ پر قتال کرنے کی بیعت کی اس شرط پر کہ وہ فرار نہیں ہوں گے لہٰذا انہوں نے اسی بات پر بیعت کی حضور اکرم ﷺ کے ساتھ۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۷۲/۳۔ تاریخ ابن کثیر ۱۶۷/۴)

ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی بعض آلِ عثمان نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا ایک ہاتھ دوسرے پر رکھا اور فرمایا یہ میرا ہاتھ میرے لئے ہے اور یہ دوسرا عثمان کے لئے ہے یعنی یہ اس کی طرف سے ہے اگر وہ زندہ ہے تو (وہ بھی اس بیعت جہاد میں شامل ہے) اس کے بعد ان کو اطلاع ملی کہ مذکورہ خبر باطل ہے لہٰذا حضرت عثمان واپس لوٹ آئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۷۲/۳)

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت میں مسلمانوں میں سے جو وہاں موجود تھے کوئی بھی پیچھے نہیں رہا تھا سوائے حد بن قیس کے جو بنو سلمہ کے بھائی تھے۔ حضرت جابر بن عبداللہ فرماتے ہیں اللہ کی قسم گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں اس کی طرف کہ وہ رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی کی بغل کے ساتھ لگا ہوا تھا وہ اس کی طرف سمٹ گیا تھا اور اونٹنی کے ساتھ اوٹ میں چھپ رہا تھا لوگوں سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۷۲/۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے بغداد میں ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو حمیدی نے ان کو سفیان نے ان کو ابو زبیر نے کہ اس نے سنا جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ موت پر بیعت تو نہیں کی تھی بلکہ ہم نے ان کے ساتھ اس شرط کے ساتھ بیعت کی تھی کہ ہم بھاگیں گے نہیں۔ اسی اسناد کے ساتھ ضروری ہے کہ اس نے سنا جابر بن عبداللہ سے وہ کہہ رہے تھے کہ جب رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو بیعت کی طرف بلایا تو ہم نے ہم میں سے ایک آدمی کو پایا جس کو حد بن قیس کہا جاتا تھا۔ وہ چھپا ہوا تھا اپنے اونٹ کے پیٹ کے نیچے۔

مسلم نے حدیث اول کو نقل کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ وغیرہ سے اس نے سفیان سے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۶۸ ص ۱۴۸۳)

حدیث ثانی کو مسلم نے نقل کیا ہے ابن جریج کی حدیث سے اس نے ابو زبیر سے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۶۹ ص ۱۴۸۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے ان کو حسن بن سفیان نے ان کو قتیبہ نے ان کو لیث نے ابو زبیر سے اس نے جابر سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ والے دن چودہ سو آدمی تھے ہم نے حضور اکرم ﷺ کی بیعت کی اس شرط پر کہ ہم فرار نہیں ہونگے اور ہم نے ان کے ہاتھ پر موت کی بیعت نہیں کی تھی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں۔

(۵) ہمیں حدیث بیان کی امام ابوالطیب سہل بن محمد بن سلیمان نے بطور املاء کے اس کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن عیسیٰ عطار نے ان کو نضر بن حماد نے ان کو شعبہ بن حجاج نے ابو زبیر سے اس نے جابرؓ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے حدیبیہ والے دن رسول اللہ ﷺ کے اس بات پر بیعت کی تھی کہ ہم فرار نہیں ہوں گے ہم نے آپ کے ساتھ موت پر بیعت نہیں کی تھی۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوبکر بن اسحٰق نے ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے ان کو یزید بن زریع نے خالد سے حکم بن عبداللہ اعراج سے اس نے معقل بن یسار سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے خود دیکھا تھا شجرہ والے دن حالانکہ نبی کریم ﷺ لوگوں سے بیعت لے رہے تھے اور میں اس درخت کی ٹہنیوں سے ایک ٹہنی کو حضور اکرم ﷺ کے سر سے اونچا کیے ہوئے تھا اس دن ہم لوگ چودہ سو تھے کہتے ہیں کہ ہم نے ان کے ساتھ موت پر بیعت نہیں کی تھی بلکہ اس شرط پر کی تھی کہ ہم فرار نہیں ہوں گے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ سے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۷۶ ص ۱۴۸۵)

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سلیمان نے ان کو ابوبکر حمیدی نے ان کو سفیان نے ان کو ابن ابو خالد نے شعبی سے وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا تو پہلا شخص جو آپ کے پاس پہنچا وہ ابوسنان اسدی تھا اس نے کہا آپ ہاتھ دراز کیجئے تاکہ میں آپ کے ہاتھ پر بیعت کروں نبی کریم ﷺ نے فرمایا۔ تم کس بات پر مجھ سے بیعت کرو گے؟ ابوسنان نے کہا جو کچھ آپ کے دل میں ہے (اسی پر بیعت کروں گا)۔ (الاصابہ ۱۹۵/۴)

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے ان کو مکی بن ابراہیم نے ان کو یزید بن ابوعبید نے اس نے اس کو ذکر کیا ہے سلمہ بن اکوع سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے بیعت کی تھی رسول اللہ ﷺ سے درخت تلے یزید نے کہا کہ میں نے کہا اے ابومسلم اس وقت تم لوگ کس چیز پر بیعت کرتے تھے انہوں نے کہا کہ موت پر (یعنی ہم ان کے جان لگادیں گے)۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۶۹۔ فتح الباری ۷/۴۴۹)

(۹) اور ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو ابراہیم بن عبداللہ نے ان کو ابوعاصم نے یزید بن ابوعبید سے اس نے سلمہ بن اکوع سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حدیبیہ والے دن رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی اس کے بعد میں ایک کونے میں جا بیٹھا تھا۔ آپ نے فرمایا کہ اے سلمہ کیا تم بیعت نہیں کر رہے؟ میں نے عرض کی کہ میں نے بیعت کر لی ہے آپ ﷺ نے فرمایا آگے آیئے اور بیعت کیجئے کہتے ہیں کہ میں قریب ہوا پھر میں نے آپ کے ہاتھ پر (دوبارہ) بیعت کی راوی کہتے ہیں کہ میں نے ان سے پوچھا اے سلمہ آپ نے حضور اکرم ﷺ سے کس چیز پر بیعت کی تھی اس نے کہا کہ موت پر۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوعاصم سے۔ (بخاری۔ کتاب الاحکام۔ فتح الباری ۱۳/۱۹۷)

اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے یزید بن ابوعبید سے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۸۰ ص ۱۴۸۶)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو اسحق بن ابراہیم نے ان کو ابو عامر عقدی نے عبدالملک بن عمرو سے اس نے عکرمہ بن عمار یمامی سے اس نے ایاس بن مسلمہ سے اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ میں آئے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اور ہم لوگ چودہ سو آدمی تھے اور حدیبیہ کے کنویں پر پچاس بکریاں تھیں پانی کی کمی وجہ سے کنواں ان کو سیراب نہیں کر سکتا تھا۔ نبی کریم ﷺ اس کے منہ کے کنارے پر جا بیٹھے تھے یا تو دعا فرمائی تھی یا اس میں آپ نے اپنا لعاب دھن ڈالا تھا بس یہ وہ کنواں جوش مارنے لگا تھا ہم نے خود بھی پانی پیا اور مویشیوں کو بھی پلایا۔

وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بیعت کے لئے بلایا تھا درخت کے تنے کے پاس آپ کی بیعت کی ایک پہلے شخص کے بعد، پھر تو مسلسل سب نے بیعت کی جب آدھے لوگ بیعت کر چکے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا آپ میرے ساتھ بیعت کیجئے اے سلمہ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے تو پہلے شخص کے طور پر آپ کے ساتھ بیعت کی ہے۔ آپ نے فرمایا پھر بھی کر لیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہتھیاروں سے خالی دیکھا تو آپ نے مجھے حجفہ یا درقہ دیا۔ (وہ دونوں ڈھال کی مثل ہوتے ہیں) اس کے بعد آپ بیعت کرتے رہے جب آخری آدمی نے بیعت کر لی تو آپ نے فرمایا کہ اے سلمہ کیا آپ بیعت نہیں کریں گے میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے شروع میں بھی بیعت کی ہے اور درمیان میں بھی۔ آپ نے فرمایا کہ پھر بھی آپ بیعت کیجئے۔

لہٰذا میں نے تیسری بار آپ ﷺ سے بیعت کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اے سلمہ تیرا حجفہ یا درقہ کہاں ہے جو میں نے تجھے دیا تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ۔ مجھے عامر خالی ہاتھ ملے تھے میں نے وہ ان کو دے دی ہے۔ رسول اللہ ﷺ ہنس پڑے اور فرمایا کہ تیری چاہت اپنے چچا کے ساتھ ایسی ہے جب پہلے زمانے میں ایک شخص نے کہا تھا۔ اے اللہ مجھے ایک ایسا محبوب عطا فرما جو میری طرف میری جان سے بھی زیادہ پیارا ہو۔ اس کے بعد مشرکین اھل مکہ نے ہمارے ساتھ صلح کرنے کے پیغامات بھیجنا شروع کیے اور بعض ہمارے منفیص کی طرف آنے جانے لگے لہٰذا ہم لوگوں نے صلح کر لی اور میں طلحہ بن عبداللہ کا خادم تھا میں اس کے گھوڑے کو پانی پلاتا تھا اور اس کا کھرکھرا کرتا تھا اور ان کے پاس میں کھانا کھاتا تھا۔ میں نے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرتے ہوئے اپنے اہل اور اپنے مال کو چھوڑ دیا تھا۔ جب ہم نے اور اہل مکہ نے صلح کر لی اور ہم لوگ ایک دوسرے سے گھل مل گئے۔ میں ایک درخت کے پاس آیا میں نے اس کے نیچے سے کانٹے وغیرہ صاف کئے اور اس کے تنے کے پاس لیٹ گیا۔

اور اہل مکہ میں سے چار مشرکین میرے پاس آئے۔ اور وہ رسول اللہ ﷺ کی شان میں کچھ نامناسب الفاظ کہنے لگے میں نے دل میں ان کو بُرا محسوس کیا پھر میں دوسرے درخت کی طرف ہٹ گیا۔ انہوں نے اپنے ہتھیار لٹکائے اور وہ لیٹ گئے وہ بھی اسی حال میں تھے کہ اچانک وادی کے زیریں حصے سے اعلان کرنے والے نے اعلان کیا۔ اے مہاجرین ابن زنیم کا قتل ہوگیا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے تلوار نیام سے نکالی اور میں نے ان مذکورہ چار مشرکین پر حملہ کردیا حالانکہ وہ سو رہے تھے اور میں نے ان کے ہتھیار اٹھا لیے اور ان کو جمع کر کے اپنے ہاتھ میں کرلیا اور میں نے دل میں سوچا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کے چہرے کو عزت بخشی ہے جو بھی تم میں سے اپنے سر کو اوپر اٹھائے گا میں دونوں آنکھوں کے بیچ میں سیدھا سر میں ماروں گا یہ کہتے ہیں کہ پھر میں ان کو چلا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا۔ اور میرے چچا عامر ایک آدمی کو لے آئے جو عبلات میں سے تھا (یعنی امیۃ الصغریٰ سے) اسے مکرز کہتے تھے وہ مشرکین میں بھی تھا وہ اس کو جُل ڈالے ہوئے گھوڑے پر بٹھا کر لائے تھے حتیٰ کہ ہم لوگوں نے ان کو رسول اللہ ﷺ کے سامنے لا کھڑا کیا ستر مشرکین کو۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف نظر اُٹھا کر دیکھا اور فرمایا چھوڑ دو ان کو ان کے لئے آغاز فجور ہوگا دوبارہ کہا۔ تو رسول اللہ ﷺ ان کو معاف کردیا۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیات نازل فرمائی :

وھو الذی کف ایدیھم عنکم و ایدیکم عنھم ببطن مکۃ من بعد ان اظفرکم علیھم۔ (سورۃ الفتح)

وہی اللہ ہی تو ہے جس نے ان کے ہاتھوں کو تم سے روکا اور تمہارے ہاتھوں کو ان سے بطن مکہ میں تمہیں ان پر کامیاب کرنے کے بعد۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے اسحٰق بن ابراہیم سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۳۲ ص ۱۴۳۳، ۱۴۳۵)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحٰق نے ان کو حجاج بن منہال نے ان کو حماد بن سلمہ نے ثابت سے اس نے انس سے۔ کہ اہل مکہ کے کچھ آدمی نبی کریم ﷺ سے قتال کرنے کے لئے جبل تنعیم کی طرف اترے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو بطور صلح کے پکڑ لیا۔ کہتے ہیں کہ ان کو آپ نے آزاد کردیا۔ لہٰذا یہ آیات اُتری :

وھو الذی کف ایدیھم عنکم و ایدیکم عنھم ببطن مکۃ من بعد ان اظفرکم علیھم۔

حماد کہتے ہیں کہ میں نے اس بات کی بھی کلبی کو خبر دی اس نے کہا کہ اسی طرح اس کو نقل کیا ہے مسلم نے دوسرے طریق سے حماد سے۔

(مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۳۳ ص ۱۴۴۲)

باب ۹۷

ان صحابۂ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کی فضیلت جنہوں نے درخت تلے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

لقد رضی اللّٰہ عن المؤمنین اذ یبا یعونک تحت الشجرۃ (سورۃ الفتح : آیت ۱۸)

البتہ تحقیق اللہ تعالیٰ راضی ہوچکا ہے اہل ایمان سے جب انہوں نے تیرے ساتھ درخت تلے بیعت کی تھی۔

اصحاب حدیبیہ روئے زمین پر بہترین لوگ تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے ان کو حنبل بن اسحق نے ان کو حمیدی نے ان کو سفیان نے عمرو سے اس نے سنا جابر سے وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ والے دن چودہ سو آدمی تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا تھا کہ تم لوگ آج اہل زمین پر بہترین لوگ ہو۔ حضرت جابر فرماتے ہیں۔ اگر میں دیکھ سکتا ہوتا تو میں تمہیں اس درخت کی جگہ دکھا دیتا۔ سفیان ثوری کہتے ہیں کہ صحابہ نے اس درخت کی جگہ کے بارے میں اختلاف کیا تھا۔

بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے سفیان بن عیینہ کی حدیث سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۷۱ ص ۱۴۸۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن نعیم نے ان کو حامد بن عمرو نے بکراوی سے ان کو ابوعوانہ نے طارق سے اس نے سعید حسیب سے وہ کہتے ہیں کہ میرے والد معن نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی تھی درخت کے پاس۔ وہ کہتے ہیں کہ آنے والے سال ہم لوگ حج کرنے کے لئے روانہ ہوئے تو ہمارے اوپر اس درخت کی جگہ مخفی ہوگئی اگر تمہارے لیے واضح ہو تو تم زیادہ جانتے ہو۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حامد بن عمرو سے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۷۷ ص ۱۴۸۵)

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے موسیٰ بن اسماعیل سے اس نے ابوعوانہ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب غزوۃ حدیبیہ)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں کہ ہم کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبداللہ نرسی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس عمر بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحق صفانی نے ان کو حجاج بن محمد نے وہ کہتے ہیں کہ ابن جریج نے کہا ہے کہ مجھے خبر دی ابوالزبیر نے کہ اس نے سنا جابر سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ام مبشر نے کہ اس نے سنا نبی کریم ﷺ سے وہ کہہ رہے تھے سیدہ حفصہ کے پاس انشاء اللہ اصحاب شجرہ میں سے کوئی ایک بھی جہنم میں داخل نہیں ہوگا جنہوں نے درخت تلے بیعت کی تھی (حفصہ نے) کہا جی ہاں یارسول اللہ ﷺ (یعنی اچھا؟)۔

لہٰذا آپ ﷺ نے ان کو جھڑک دیا (سیدہ حفصہ نے از راہ وضاحت) کہا کہ (اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان) وان منکم الا واردھا (سورۃ مریم ۷۱) کو تم میں سے ہر ایک کو جہنم پر آنا ہوگا (اسے تو کچھ اور سمجھ میں نہیں آرہا ہے) (لہٰذا نبی کریم ﷺ نے از راہ توضیح) ارشاد فرمایا۔

اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے۔

ثم ننجی الذین اتقوا و نذر الظالمین فیھا جثیاً (سورۃ مریم: آیت ۷۲)

پھر ہم نجات دیں گے ان لوگوں جو تقویٰ اختیار کریں گے اور ہم ظالموں کو اسی جہنم میں گھٹنوں کے بل پڑا چھوڑ دیں گے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ صحیح میں ہارون بن عبداللہ سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابۃ۔ حدیث ۱۶۳ ص ۱۹۴۲)

(۴) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو قتیبہ بن سعید نے ان کو لیث نے ابوزبیر سے ان کو جابر بن عبداللہ نے یہ کہ حاطب بن ابوبلتعہ کا غلام رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے حاطب کی شکایت کی اور کہا یارسول اللہ البتہ ضرور حاطب جہنم میں داخل ہوگا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو وہ جہنم میں داخل نہیں ہوگا بیشک وہ بدر میں حاضر ہوا تھا اور حدیبیہ میں بھی۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے۔ صحیح میں قتیبہ سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابۃ۔ حدیث ۱۶۳ ص ۱۹۴۲)

☆☆☆

باب ۹۸

یوم الحدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے اور سہیل بن عمرو کے درمیان کیسے صلح جاری ہوئی؟

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے اس نے زہری سے اس نے عروہ سے اس نے مسور بن مخرمہ سے اور مروان بن حکم نے حدیبیہ کا قصہ ان دونوں نے کہا ہے کہ قریش نے سہیل بن عمرو کو بلایا اور کہا کہ تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ اور جا کر اس سے صلح کرو اور صلح کے اندر یہ شرط لازمی طور پر رکھی جائے کہ مسلمان اس سال ہم سے واپس چلے جائیں۔ اور تم عربوں کو یہ بھی نہ بتانا کہ وہ (محمد ﷺ) ہمارے اوپر غلبے کے ساتھ داخل ہوا تھا۔ چنانچہ سہیل ان کے ہاں سے روانہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اس کو سامنے آتے دیکھا تو فرمایا۔ کہ مکے والوں نے صلح کا ارادہ کرلیا ہے۔ اس لئے انہوں نے اس کو بھیجا ہے، جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا تو دو فریقوں کے درمیان بات چیت چلی۔ جس کے نتیجہ میں صلح واقع ہوگئی اس شرط پر کہ دس سال تک دونوں فریق ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار نہیں اٹھائیں گے۔ اور دونوں طرف سے ایک دوسرے سے لوگ امن سے رہیں گے۔ اور یہ کہ اس سال مسلمان (بغیر عمرہ وطواف) کے واپس لوٹ جائیں گے۔

جب اگلا سال آئے گا تو وہ آزادی سے آئیں گے مکے والے ان کا راستہ کعبہ سے نہیں روکیں گے اور وہ تین دن مکے میں قیام کریں گے۔ اور کوئی ہتھیار نہیں لہرائیں گے مگر سوار (جو کچھ چابک وغیرہ اٹھاتا ہے) اور تلواریں نیام میں ڈال کر آئیں گے۔ اور جو شخص اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر تمہاری طرف سے ہمارے پاس آئے گا ہم اس کو واپس تمہارے پاس نہیں بھیجیں گے۔ اور اگر کوئی شخص ہم میں سے اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر چلا جائے گا آپ اس کو ہمارے پاس واپس بھیج دیں گے۔ اور ہمارے تمہارے درمیان الزام تراشی بند ہوگی اور کوئی بھی ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار تلوار اور بیڑیاں استعمال نہیں کرے گا۔ حتی کہ جب تحریر مکمل ہونے لگی تو عمر بن خطاب کھڑے ہوگئے ابوبکر کے پاس آئے۔ پھر راوی نے آگے مذکورہ حدیث کے مطابق حدیث ذکر کی ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک ؒ نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ بن جعفر اصفہانی نے ان کو یونس بن حبیب نے ان کو ابوداؤد نے ان کو شعبہ نے ابواسحٰق سے اس نے براء سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مشرکین قریش کے ساتھ صلح کی تھی تو آپ نے ان کے درمیان ایک تحریر لکھی تھی۔ جس کا متن اس طرح تھا۔ ھذا ما صالح علیہ محمد رسول اللہ ﷺ۔ یہ وہ عہد نامہ ہے جس کے مطابق محمد اللہ کے رسول نے صلح کی ہے۔ تو مشرکین نے کہا اگر ہم یہ جانتے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تو ہم آپ سے جنگ نہ کرتے۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے حضرت علیؓ سے کہا کہ اس کو مٹا دیجئے انہوں نے ازراہ ادب مٹانے سے انکار کردیا تو رسول اللہ ﷺ نے خود ہی اس کو اپنے ہاتھ کے ساتھ مٹا دیا۔ ھذا ما صالح علیہ محمد بن عبداللہ۔ یہ وہ نام ہے جس کے مطابق محمد بن عبداللہ نے صلح کی ہے۔ اور انہوں نے آپ کے اوپر یہ شرط رکھی کہ وہ تین دن مکے میں قیام کریں گے۔ اور وہ مکے میں ہتھیاروں کے ساتھ داخل نہیں ہوں گے ہاں مگر صرف جلبان ہتھیار۔ شعبہ کہتے ہیں کہ میں نے ابواسحٰق سے پوچھا کہ جلبان سلاح کیا چیز ہے؟ انہوں نے بتایا کہ تلوار نیام کے اندر یا جس چیز کے اندر ہو۔

بخاری مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے حدیث شعبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب الصلح۔ مسلم۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۹۱ ص ۱۴۱۰)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالحسن علی بن محمد بن سختویہ نے ان کو محمد بن ایوب نے اور یوسف بن یعقوب نے وہ دونوں کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی مہدیہ بن خالد نے ان کو حماد بن سلمہ نے ان کو ثابت نے انس سے یہ کہ رسول اللہ نے جب قریش کے ساتھ صلح کی تھی حدیبیہ والے دن تو انہوں نے حضرت علی ؓ سے فرمایا تھا کہ آپ لکھیں بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ تو سہیل بن عمرو نے اعتراض کیا ہم رحمن اور رحیم نہیں سمجھتے تم اس طرح لکھو باسمك اللّٰھم۔ تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا حضرت علی سے (کوئی بات نہیں) آپ لکھیے۔ باسمك اللّٰھم۔

لہٰذا نبی کریم ﷺ نے حضرت علی سے فرمایا لکھیے کہ یہ وہ تحریر نامہ ہے جس کے مطابق محمد رسول اللہ ﷺ نے صلح کی ہے۔ اس پر بھی سہیل بن عمرو نے اعتراض کرتے ہوئے کہا کہ کیا اگر ہم آپ کو رسول اللہ سمجھتے تو ہم آپ کی تصدیق کرتے اور ہم آپ کی تکذیب نہ کرتے آپ اپنا اور اپنے والد کا نام لکھوائیے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لکھیے محمد بن عبداللہ۔ اور لکھا کہ جو شخص تم میں سے ہمارے پاس آئے گا ہم اس کو تمہارے پاس واپس لوٹا دیں گے اور جو شخص تمہارے پاس ہماری طرف سے جائے گا تم اس کو واپس نہ کرنا انہوں نے کہا یا رسول اللہ کیا ہم بھی ان کو واپس دے دیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص ہم میں سے ان کے پاس جائے گا اس کو تو اللہ دور کر دے گا۔ اور جو شخص ہمارے پاس آئے گا ان میں سے اور ہم اس کو ان کے پاس واپس کر دیں گے اللہ تعالیٰ اس کے لئے بھی کشادگی اور راستہ پیدا کر دیں گے۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں دوسرے طریق سے حماد سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۹۳ ص ۱۴۱۱)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے محمد بن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے بریدہ بن سفیان نے محمد بن کعب سے کہ اس صلح کے لئے کاتب رسول علی بن ابوطالب تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لکھیے یہ وہ معاہدہ ہے جس کے مطابق محمد بن عبداللہ نے سہیل بن عمرو سے صلح کی ہے مگر حضرت علی ایسا لکھنے سے توقف کرنے لگے اور محمد رسول اللہ ﷺ کے سوا لکھنے سے گریز کرنے لگے۔ مگر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ لکھیے بیشک آپ کے لیے اس کے مثل آپ دیئے جائیں گے۔ لہٰذا انہوں نے لکھا: یہ وہ عہد نامہ ہے جس کے مطابق صلح کی ہے محمد بن عبداللہ نے سہیل بن عمرو کے ساتھ۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۷۳)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ان کو علی بن حسن بن ابوعیسیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعلی بن عبید نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالعزیز بن سیان نے (ح)۔ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے ان کو عبداللہ بن عمیر نے ان کو عبدالعزیز بن سیاۃ نے ان کو حبیب بن ابوثابت نے ابووائل سے۔ وہ کہتے ہیں کہ سہیل بن حنیف کو مجھ ہوئے یوم صفین میں اور کہنے لگے اے لوگو تم ذکر کروا پنے نفسوں کو۔ البتہ تحقیق حدیبیہ والے دن ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ اگر ہم لوگ قتال کی ضرورت سمجھتے تو ضرور قتال کرتے۔ یہ صلح تھی جو رسول اللہ ﷺ نے مشرکین کے درمیان کی تھی

وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر بن خطاب آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ کیا ہم لوگ حق پر اور وہ لوگ باطل پر نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا کہ سچ ہے عمر نے پوچھا کہ ہمارے مقتول جنت میں اور ان کے مقتول جہنم میں نہیں ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ یہ بھی درست ہے۔ عمر نے کہا کہ پھر ہم کس بات کی کمزوری دکھائیں اور عاجزی کریں اور ہم واپس لوٹ جائیں جب کہ اللہ ہمارے اور ان کے درمیان فیصلہ کرے گا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابن خطاب میں اللہ کا رسول ہوں اللہ ہرگز مجھے ضائع نہیں کرے گا۔ کہتے ہیں ابن خطاب یہ سن کر واپس چلا گیا مگر غصے کو برداشت نہ کر سکا اور ابوبکر صدیق کے پاس گیا۔ اور کہنے لگا کہ کیا ہم لوگ حق پر اور وہ لوگ باطل پر نہیں ہیں؟ اس نے کہا کہ صحیح ہے۔ پھر کہا کہ کیا ہمارے مقتول جنت میں اور اس کے مقتول جہنم میں نہیں ہیں۔ انہوں نے کہا کہ صحیح ہے عمر نے کہا کہ پھر ہم لوگ اپنے

دین میں کمزوری کیوں دکھائیں۔ اور ہم واپس لوٹ جائیں کہ اللہ ہی فیصلہ کرے گا ہمارے اور ان کے درمیان؟ ابوبکر نے کہا اے ابن خطاب بیشک وہ اللہ کے رسول ہیں اللہ ان کو کبھی ضائع نہیں کرے گا لہٰذا قرآن مجید اترا ہے محمد پر حضور اکرم ﷺ نے عمر کو بلا کر وہ پڑھوایا۔ عمر نے پوچھا کہ یارسول اللہ ﷺ کیا وہ (جو کچھ ہم لوگوں نے کیا) وہ فتح ہے آپ ﷺ نے فرمایا کہ جی ہاں لہٰذا عمر کا دل باغ باغ ہو گیا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن اسحٰق سے اس نے یعلیٰ سے۔ (بخاری۔ کتاب الجزیہ)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۹۴ ص ۱۴۱۱)

باب ۹۹

اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا اَوْبِهٖ اَذًى مِنْ رَّأْسِهٖ فَفِدْيَةٌ مِّنْ صِيَامٍ اَوْصَدَقَةٍ اَوْ نُسُكٍ ۔ (سورۃ البقرہ : آیت ۱۹۶)

ترجمہ : تم میں سے جو شخص بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف ہو تو وہ فدیہ (مالی معاوضہ) دے روزے کا یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوناجیہ نے ان کو یعقوب بن ابراہیم نے اور محمد بن ہشام نے احمد بن حنبل کے پڑوسی نے ان دونوں نے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہشیم بن ابوبشر نے مجاہد سے اس نے عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ سے اس نے کعب بن عجرہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم لوگ محروم تھے مشرکین ہمارے پاس آئے۔ میرے سر پر زلفیں رکھی ہوئی تھیں۔ ان میں جوئیں اس قدر ہو گئیں کہ میرے چہرے پر گرنے لگیں تھیں۔ نبی کریم ﷺ میرے پاس سے گذرے تو فرمایا کہ کیا تیرے سر کی جوؤں نے تجھے پریشان کر رکھا ہے میں نے بتایا کہ جی ہاں۔ لہٰذا یہ آیت اتری۔

مَنْ كَانَ مِنْكُمْ مَّرِيضًا اَوْبِهٖ اَذًى مِنْ رَّأْسِهٖ

جو شخص بیمار ہو یا اس کے سر میں کوئی تکلیف دہ چیز۔ وہ فدیہ دے روزے کا یا صدقہ دے یا قربانی کرے۔

ہشیم بن ابوبشر کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے مغیرہ نے مجاہد سے وہ کہتے ہیں کہ کعب نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ میرے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی تھی اور خاص طور پر مجھے ہی مراد لیا ہے اس کے ساتھ اس کے بعد انہوں نے ذکر کیا ہے اس کی مثل جو ذکر کیا ہے ابوبشر نے۔ اور نبی کریم ﷺ نے اس کو حکم دیا تھا کہ وہ اپنے سر کو منڈوا لے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں محمد بن ہشام مروزی سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۱۸۶/۸۔ تحفۃ الاشراف ۳۰۰/۸)

☆☆☆

باب ۱۰۰

صحابہ کرام کے بحالت احرام روک دیئے جانے کے وقت
ان کے احرام اوراحرام سے باہر آنے سے متعلق
جواحکامات جاری ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحق نے زہری سے اس نے عروۃ سے ان کو مسور نے اور مروان نے حدیبیہ کے قصے میں ان دونوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ تحریر لکھوانے سے فارغ ہوئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے لوگو قربانی کرو اور احرام کھول دو اللہ کی قسم کوئی بھی لوگوں میں سے اس کام کے لیے نہ اٹھا (کیونکہ لوگ صلح کی شرائط اپنے خلاف توہین سمجھتے ہوئے سخت مغموم تھے) حضور اکرم ﷺ اٹھے اور ام المؤمنین سیدہ ام سلمہ کے پاس چلے گئے۔ اور فرمانے لگے ام سلمہ کیا آپ نے دیکھا لوگوں کو کہ میں نے ان کو ایک کام کے کرنے کے لئے کہا کیا وہ نہیں کر رہے۔

انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ آپ ان کو کچھ نہ کہیں (سرزش نہ کریں) بلکہ بیشک لوگوں کو ایک عظیم امر پیش آ گیا ہے۔ کیونکہ انہوں نے آپ کو دیکھا ہے آپ نے زبردستی صلح کو اپنے اوپر مسلط کر لیا ہے۔ اور واپسی اور پسپائی کو قبول کر لیا ہے اور آپ کو کوئی فتح حاصل نہیں ہوئی یا رسول اللہ ﷺ آپ باہر تشریف لے جائیے اور لوگوں میں سے کسی ایک سے بھی کلام نہ کریں اور اپنا قربانی کا جانور منگوا کر آپ اونٹ ذبح کریں اور احرام کھولیں۔ بیشک لوگ جب آپ کو قربانی کرتا اور احرام کھولتا دیکھیں وہ بھی ایسا ہی کریں گے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ سیدہ ام سلمہ کے ہاں سے اٹھ کر آئے اور آپ نے کسی سے بھی کلام نہ کی بلکہ قربانی کا جانور آ گیا آپ نے نحر کیا اور سر منڈوا دیا لوگوں نے جب دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے ایسا کیا ہے تو انہوں نے بھی اٹھ کر یہی کچھ کرنا شروع کیا۔ نحر کرنا اور سر منڈوانا شروع کر دیا۔ بعض نے سر منڈوایا اور بعض نے سر کتروایا۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی۔ اے اللہ سر منڈوانے والوں کی مغفرت فرما۔ عرض کی گئی یا رسول اللہ سر کتروانے والوں کو بھی دعا میں شامل فرمائیے مگر آپ نے تین بار دعا کی اے اللہ سر منڈوانے والوں کو معاف کر دیجئے پھر عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ سر کتروانے والوں کے لئے بھی دعا فرمائیے پھر آپ نے فرمایا کتروانے والوں کو بھی معاف کر دیجئے۔ (بخاری۔ کتاب الشرط۔ فتح الباری ۵/۳۲۹۔ بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۴۵۳)

اس اسناد کے ساتھ ابن اسحق سے مروی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابونجیح نے اس نے مجاھد سے اس نے ابن عباس سے وہ کہتے ہیں کہ ان سے پوچھا گیا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے سر منڈوانے والوں کو تین بار کیوں شامل دعا کیا؟ اور کترانے والوں کو صرف ایک بار کیوں؟ انہوں نے کہا کہ ان لوگوں نے شکایت نہیں کی تھی۔ (یا انہوں نے شک نہیں کیا تھا)۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ اور ابو بکر نے دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد نے ان کو یونس نے ان کو ھشام دستوائی نے ان کو یحییٰ بن ابو کثیر نے ابو ابراہیم سے اس نے ابو سعید سے وہ کہتے ہیں کہ یوم الحدیبیہ میں تمام اصحاب رسول نے سر منڈوایا تھا سوائے دو آدمیوں کے انہوں نے کتروایا تھا منڈوایا نہیں تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس نے عمرو بن ذر سے اس نے مجاہد سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نحر کیا تھا (اونٹ کو ذبح کرنے کے لئے کھڑا کر کے اس کے حلق میں چھرا وغیرہ مار کر خون بہانا نحر کہلاتا ہے) اپنے قربانی کے جانور کو مقام حدیبیہ میں جہاں آپ درخت کے پاس اترے تھے اس کے بعد حضور اکرم ﷺ واپس لوٹ گئے تھے۔

ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی بطور املاء کے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ مکرمہ میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن محمد نے غوانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی سفیان بن عیینہ نے ابراہیم بن میسرہ سے اس نے وھب بن عبداللہ بن قارب سے وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے والد کے ساتھ تھا۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا فرما رہے تھے اللہ تعالیٰ رحم فرمائے سر منڈوانے والوں کو ایک آدمی نے عرض کی یا رسول اللہ۔ سر کترانے والوں کو بھی (دعا میں شامل کر لیجئے) جب تیسری بار آپ دعا دینے لگے تو فرمایا اور سر کترانے والوں کو بھی۔ (البدایۃ والنہایۃ۔ سیرۃ ہشام ۳/ ۲۷۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے اور ابو محمد بن یوسف نے دونوں نے کہا ہمیں خبر دی ابو بکر بن قطان نے ان کو ابراہیم بن حارث نے ان کو یحییٰ بن ابو بکر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زہیر بن محمد نے ان کو محمد بن عبدالرحمن نے حکم سے اس نے مقسم سے اس نے ابن عباس سے وہ کہتے ہیں ذبح کیے گئے تھے۔ یا کہا تھا کہ ذبح کیے تھے (رسول اللہ ﷺ نے) ستر جانور (یعنی اونٹ) ان میں ابو جہل والا اونٹ بھی تھا۔ جب اس کو گھر سے باہر لے جایا گیا تو ایسے رویا تھا جیسے ہم لوگ اپنے بچوں کے لئے روتے ہیں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو ابراہیم بن بکر نے ان کو احمد بن عبدالمالک نے ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحٰق سے اس نے عبداللہ بن ابو نجیح سے اس نے مجاھد سے اس نے ابن عباس سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرۂ حدیبیہ میں ابو جہل بن ہشام کا اُونٹ ھدیہ کر دیا تھا اس کے ناک میں سونے کی نکیل ڈالی ہوئی تھی۔ مراد جہاد ہے۔ یہ اس لیے کہ زمام اور مہار (نکیل) گوشت میں ہوتی ہے اور اور خشاس ہڈی میں۔ حضور اکرم ﷺ نے یہ کام قریش کو جلانے اور غیظ و غصہ دلانے کے لئے کیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۷۶۔ تاریخ ابن کثیر ۴/ ۱۶۹)

(۵) ہمیں خبر دی ابو عمرو ادیب نے ان کو ابو بکر اسماعیلی نے ان کو ابو یعلیٰ نے ان کو ابو خیثمہ نے ان کو سریج بن نعمان نے ان کو فلیح بن سلیمان نے نافع سے اس نے ابن عمر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ کرنے کے لئے نکلے تھے۔ اور کفار قریش ان کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے تھے لہٰذا آپ نے مقام حدیبیہ میں جانور کی قربانی کی اور سر منڈوایا اور قریش کے ساتھ یہ معاہدہ کیا کہ اگلے سال عمرہ آ کر کریں گے۔ اور مسلح ہو کر نہیں آئیں گے۔ مگر تلواریں جن کو وہ نیام میں ڈال کر آئیں گے لہٰذا آپ ﷺ نے آنے والے سال عمرہ کیا۔ لہٰذا آپ اگلے سال اسی شرط کے مطابق داخل ہوئے جس پر صلح کی تھی ان کے ساتھ جب آپ نے تین دن حرم میں گذار لیے تو قریش نے ان سے کہا کہ وہ مکہ چھوڑ دیں لہٰذا آپ مکے سے نکل گئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے اس نے فلیح سے۔ (بخاری۔ کتاب الصلح۔ حدیث ۱/ ۲۷۔ فتح الباری ۵/ ۳۰۵)

(۶) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو ربیع بن سلمان نے ان کو خبر دی شافعی نے ان کو مالک بن انس نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو الحسین محمد بن محمد ابو المعروف فقیہ اسفرائنی نے وہاں پر ان کو ابو سہل بشر بن احمد نے ان کو ابو سلیمان بن داؤد بن حسین بیہقی نے ان کو ابو رجاء قتیبہ بن سعید نے ان کو مالک نے ابو زبیر سے اس نے جابر بن عبداللہ انصاری سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے نحر کیا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں سات اونٹ کی سات افراد کی طرف سے اور گائے کا سات افراد کی طرف سے۔

ان کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ بن سعید سے اور یحییٰ بن یحییٰ سے۔ (مسلم۔ کتاب المناسک۔ حدیث ۳۵۰ ص ۲/ ۹۵۵)

☆☆☆

باب ۱۰۱

(۱) سورۃ الفتح کا نزول

(۲) حدیبیہ سے مسلمانوں کی مدینہ واپسی۔ (۳) مذکورہ سورۃ میں فتح اور غنیمتوں سے متعلق اللہ تعالیٰ کے وعدے کا ظہور۔ (۴) مسلمانوں کا مسجد الحرام میں دخول۔ (۵) سر منڈوانے والے اعراب کو سخت طاقت یا خطرے والی قوم کی طرف بلاوا۔ (۶) فتح اور کثیر غنیمتوں کی تصدیق ہونا۔ (۷) اور دخول مسجد الحرام (یہ دونوں عمل) رسول اللہ ﷺ کی حیات طیبہ میں واقع ہوگئے تھے۔ (۸) اور سخت خطرے اور طاقتور قوم کی طرف بلایا جانا اس کی تصدیق آپ ﷺ کی وفات کے بعد وجود میں آئی تھی عہد ابوبکر صدیق میں اور عہد عمر فاروق رضی اللہ عنہ میں۔ (۹) آثار نبوت اور دلالت صدق رسالت۔ (۱۰) اور کہا جاتا ہے کہ یہ احوال اس سال وجود میں آئے تھے جب روم وفارس کے غلبہ کی تصدیق وجود میں آئی تھی اور وہ تصدیق اللہ تعالیٰ کے اس فرمان میں بیان ہوئی ہے۔ وَهُمْ مِنْ بَعْدِ غَلَبِهِمْ سَيَغْلِبُونَ (کہ رومی عنقریب مغلوب ہونے کے باجود غالب ہوجائیں گے)۔ (۱۱) اور کہا جاتا ہے کہ اُولِیْ بَاْسٍ شَدِیْدٍ سے مراد قبیلہ ہوازن کے لوگ مراد ہیں اس توجیہہ کے مطابق۔ (سورۃ روم : آیت ۱)

اس امر کی تصدیق بھی عہد نبی کریم ﷺ میں وجود میں آئی تھی

''رسول اللہ ﷺ کو ہر اس چیز سے جس پر سورج طلوع ہوتا ہے زیادہ محبوب سورت''

(۱) ہمیں خبر دی ابواحمد عبداللہ بن محمد بن حسن مہرجانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر مزکی نے ان کو ابوعبداللہ بوشجی نے ان کو یحییٰ بن بکیر نے ان کو مالک نے ان کو ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوبکر بن اسحق نے ان کو محمد بن غالب نے ان کو عبداللہ بن مسلمہ نے، مالک نے زید بن اسلم سے اس نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنے کسی سفر میں رواں دواں تھے رات کا وقت تھا حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی ساتھ تھے۔

انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے کسی چیز کے متعلق پوچھا مگر حضور ﷺ نے انہیں کوئی جواب نہ دیا پھر پوچھا مگر جواب نہ ملا تیسری بار پوچھا مگر جواب نہ ملا حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنے آپ سے کہا تجھے تیری ماں گم پائے تو نے تین بار رسول اللہ ﷺ سے بات کی مگر انہوں نے تجھے جواب نہیں دیا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے اپنے اُونٹ کو تحریک دی اور لوگوں سے آگے بڑھ گیا اور مجھے خوف آنے لگا کہ کہیں میرے خلاف قرآن مجید نہ نازل ہوجائے۔ کہتے ہیں کہ تھوڑی سی دیر گذری تھی کہ میں نے ایک چیخنے اور منادی کرنے والے کی آواز سنی۔ کہتے ہیں کہ مجھے ڈر لگنے لگا شاید میرے بارے میں قرآن نازل ہوا ہے۔

کہتے ہیں کہ میں جلدی سے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے آپکے اوپر سلام کیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تحقیق آج رات مجھ پر ایک ایسی پیاری سورت نازل ہوئی ہے جو کہ مجھے ہر اس چیز سے زیادہ محبوب ہے جس جس کائنات کی چیز پر سورج طلوع ہوتا ہے (یعنی کائنات کی ہر شئی سے زیادہ محبوب سورۃ ہے)۔

اگلے لمحے زبان اقدس پر یہ مقدس الفاظ مچلنے لگے۔

اِنَّا فتحنا لَکَ فتحاً مُّبِیناً لِیغفرَ لَکَ اللّٰہُ ماتقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَاَخَّرَ ۔ (سورۃ فتح : آیت ۱)

اے پیغمبر ﷺ! ہم نے آپ کو فتح مبین عطا فرمادی ہے (اور اس پر مستزاد یہ بھی کہ) اللہ نے آپ کی اگلی پچھلی لغزشات بھی معاف کر دی ہیں۔

یہ الفاظ ابن بکیر کی حدیث کے ہیں۔ اور حدیث قعنبی بھی اسی کا مثل ہے

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن مسلمہ سے۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۸۳۳۔ فتح الباری ۵۸۲/۸)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو عبدالرحمٰن بن عبداللہ نے جامع بن شداد سے اس نے عبدالرحمٰن بن ابوعلقمہ سے اس نے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ حدیبیہ سے واپس تشریف لا رہے تھے تو ایک مقام پر آپ کی اونٹنی تھک کر بوجھل ہوگئی ہم لوگ سامنے آئے تو معلوم ہوا کہ آپ کے اوپر سورۃ۔ انا فتحنا لك فتحًا مبینًا نازل ہوئی ہے ہم نے رسول اللہ ﷺ کو اسی حال میں پایا کہ ماشاء اللہ آپ کے چہرے پر بے حد خوشی کے آثار تھے۔ آپ ﷺ نے ہمیں بتایا کہ آپ کے اوپر یہ سورت نازل ہوئی ہے۔ اس سفر میں ایک رات کو ہم لوگ تھک کر سو گئے تھے حضور اکرم ﷺ نے پوچھا تھا کہ ہماری نگرانی کون کرے گا۔ چوکیداری کون کرے گا؟ ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں کروں گا؟ مگر مجھے بھی نیند نے لیا اور میں بھی سو گیا ایسے سوئے کہ کہ پھر ہمیں سورج کی دھوپ نے ہی جگایا۔

جب ہم جاگ چکے تو آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر اللہ چاہتا تو تم لوگ نہ سوتے (اور صبح کی نماز نہ جاتی) لیکن اللہ نے چاہا کہ تمہارے بعد والوں کے لئے آسانی ہو جائے، اس کے بعد آپ ﷺ اُٹھے اور وہی عمل کیا جو آپ ﷺ (نماز کے حوالے سے) کیا کرتے تھے (یعنی وضو آذان۔ نماز باجماعت) اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ اسی طرح عمل ہوگا اس کے لئے جو سو جائے گا یا بھول جائے گا۔ اس کے بعد لوگ اپنی اپنی سواری کی تلاش میں لگ گئے سب لوگ اپنی اپنی سواریاں لے آئے مگر رسول اللہ ﷺ کی سواری نہ ملی رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا (ابن مسعود رضی اللہ عنہ کہتے ہیں) کہ تم فلاں فلاں جگہ پر جاؤ مجھے ایک سمت پر متوجہ کیا میں اُسی رُخ پر گیا جدھر آپ ﷺ نے مجھے متوجہ کیا تھا میں نے اسے پالیا اس کی مہار درخت میں اُلجھی ہوئی تھی میں اس کو لے آیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں نے دیکھا کہ اس کی مہار کچھ اس طرح الجھ چکی تھی کہ ہاتھ کے بغیر نہیں کھل سکتی تھی۔ اسی طرح روایت کیا ہے مسعودی نے۔ جامع بن شداد سے بیشک یہ سارا واقعہ وقوع پذیر اسی وقت ہوا تھا جب آپ ﷺ سفر حدیبیہ سے واپس آ رہے تھے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے مقام مرو میں ان کو سعید بن مسعود نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن موسیٰ نے ان کو زافر بن سلیمان نے شعبہ سے اس نے جامع بن شداد سے عبدالرحمٰن بن ابوعلقمہ سے اس نے ابومسعود سے وہ کہتے ہیں ہم لوگ غزوہ تبوک میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آئے تھے جب ہم فلاں مقام پر پہنچے (کسی جگہ کا نام ذکر کیا) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آج رات کون ہماری حفاظت کے لئے ذمہ داری لے گا؟ حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے عرض کی کہ میں حفاظت کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ابھی تم سو جاؤ وہ سوتے رہ گئے حتیٰ کہ سورج نکل آیا فلاں فلاں شخص جاگ گئے انہوں نے باہم بات کرنی شروع کی تا کہ حضرت بلال رضی اللہ عنہ جاگ جائیں اتنے میں رسول اللہ ﷺ بیدار ہو گئے تو آپ ﷺ نے فرمایا وہی کچھ کرو جو کچھ تم پہلے کیا کرتے تھے اور اسی طرح کیا کرے گا ہر وہ شخص جو سو جائے

یا بھول جائے (یعنی وضو کرنا اور نماز پڑھنا) امام بیہقی فرماتے ہیں : میں کہتا ہوں کہ احتمال ہے کہ عبداللہ مسعود ﷺ کی مراد اس حدیث کے ذکر کرنے سے تاریخ نزول سورۃ کہ وہ لوگ جب حدیبیہ سے آئے تھے، فقط ان کی یہی مراد ہو۔ اس کے بعد انہوں نے آپ کے ساتھ حدیث نوم عن الصّلوٰۃ۔ اور حدیث راحلہ ذکر کر دی اور یہ دونوں باتیں غزوۂ تبوک میں تھیں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو عباس بن محمود دزی نے ان کو یونس بن محمد نے ان کو مجمع یعنی ابن یعقوب انصاری نے ان کو خبر دی ان کے والد نے ان کے چچا عبدالرحمٰن بن یزید سے اس نے مجمع بن جاریہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ جب ہم لوگ وہ واپس ہوئے تو اپنی اپنی سواریوں کو حرکت دینے لگے۔ کہتے ہیں کہ بعض لوگوں نے بعض سے کہا کہ کیا ہوا؟ لوگوں کو رسول اللہ ﷺ کی طرف مائل ہو رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگ نکلے لوگوں کے ساتھ ہم نے رسول اللہ ﷺ کو کھڑے کراع الغمیم سے جب کچھ لوگ آپ کے پاس جمع ہو گئے جن کو آپ جانتے تھے آپ نے ان کے سامنے یہ سورۃ تلاوت کی۔ انا فتحنا لك فتحا مبینا

کہتے ہیں کہ ایک صحابی اصحاب رسول میں سے کھڑے ہوئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ! کیا اس سے مراد فتح ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جی ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے یہ فتح ہی ہے کہتے ہیں کہ اس کے بعد خیبر کا مال غنیمت اہل حدیبیہ پر تقسیم کیا گیا تھا اِٹھارہ حصّوں پر۔ یہ لشکر پندرہ سو افراد پر مشتمل تھا۔ ان میں تین سو گھڑ سوار تھے لہٰذا ایک گھڑ سوار کے لئے دو حصے تھے اسی طرح اس کو روایت کیا ہے مُجمع بن یعقوب نے خیبر کی تقسیم کے بارے میں۔ اور اس کے ماسوائے نے اس بارے میں اس کی مخالفت کی ہے۔ واللہ اعلم

(۵) ہمیں خبر دی ابوعمر وادیب نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو خبر دی ابن ناجیہ نے ان کو ابوموسیٰ نے اور بندار نے وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن جعفر نے ان کو شعبہ نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا قتادہ سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں حضرت انس بن مالک سے انہوں نے اس آیت کے بارے میں فرمایا کہ انا فتحنا لك فتحا مبینا سے حدیبیہ مراد ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں بندار سے۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۸۳۴۔ فتح الباری ۵۸۳/۸)

(۶) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد حافظ نے ان کو ابوعروبہ نے ان کو محمد بن یزید اسفاطی نے ان کو عثمان بن عمر نے ان کو شعبہ نے قتادہ سے اس نے حضرت انس ﷺ سے کہ انا فتحنالك فتحا مبینا۔ وہ کہتے ہیں کہ اس سے مراد حدیبیہ کی فتح مراد ہے۔ لہٰذا ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ مبارک ہو یہ آپ کے لئے۔ اس میں ہمارے لئے کیا ہے؟

لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی تھی :

لِیُدْخِلَ المؤمنین و المؤمنات جنات تجری من تحتها الانهار

تاکہ اہل ایمان مردوں اور اہل ایمان عورتوں کو ایسے باغات میں داخل کرے جن کے نیچے نہر بہتی ہیں۔

شعبہ کہتے ہیں کہ میں کوفے میں گیا۔ میں ان لوگوں کو قتادہ سے حدیث بیان کی حضرت انس ﷺ سے۔ اس کے بعد میں بصرہ میں آیا میں نے یہی حدیث قتادہ سے ذکر کی انہوں نے فرمایا کہ پہلی تو انس سے مروی ہے اور دوسری۔ لیُدخل المؤمنین و المؤمنات جنات تجری من تحتها الانهار (سورۃ فتح : آیت ۵) یہ عکرمہ سے مروی ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن اسحٰق سے اس نے عثمان بن عمر سے اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے عبدالرحمٰن بن زیاد رصاصی نے اس نے شعبہ سے اس نے پہلی کو قتادہ سے اور انس رضی اللہ عنہما سے قرار دیا اور دوسری کو قتادہ سے اور عکرمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے قرار دیا۔

(۷) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بُسران نے بغداد میں ان کو ابوعمرو عثمان بن احمد بن سماک نے بطور املاء کے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن سلّام نے ان کو عفان بن مسلم نے ان کو ہمام نے ان کو قتادہ نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ پر یہ آیت نازل ہوئی انا فتحنا لك فتحا مُبینا حضور اکرم ﷺ کی حدیبیہ سے واپسی کے وقت اور آپ علیہ السلام کے صحابہ کرام کو شدید غم وغصہ لاحق تھا۔

حضورِ اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھ پر ایک آیت نازل ہوئی ہے جو کہ میرے نزدیک ساری دنیا سے زیادہ محبوب ہے۔ حضورِ اکرم ﷺ نے جب اس کو تلاوت کیا تو آپ ﷺ کے اصحاب میں سے ایک صحابی نے کہا کیا اللہ عزوجل نے آپ کے لئے واضح فرمادیا ہے کہ وہ آپ کے ساتھ کیا کرے گا؟ اور ہمارے ساتھ کیا کرے گا؟ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی۔ جو پہلی مذکورہ آیت کے بعد ہے۔

لید خل المؤ منین و المؤمنات جنات تجری من تحتها الانهار

جس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ اہل ایمان کو بہشت میں داخل کرے گا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ہمام سے۔ (مسلم۔ الجہاد والسیر۔ حدیث ۹۹ ص ۱۴۱۳)

اور حدیث سعید بن عروبہ سے اور شیبان بن عبدالرحمن سے اس نے قتادہ سے اسی طرح اور شیبان اور اس کے اصحاب کی روایت میں ہے۔ کہ وہ غم و غصے کی ملی جلی کیفیت میں تھے کیونکہ ان کے درمیان اور ان کے عمرے کے مناسک کے درمیان روکاوٹ کردی گئی تھی جس کی وجہ سے انہوں نے قربانی کے جانور حدیبیہ میں ذبح کئے تھے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابواحمد بن اسحٰق نے ان کو خبر دی محمد بن اسحٰق بن ابراہیم نے ان کو محمد بن عبداللہ مخرلی نے۔ ان کو یونس بن محمد نے ان کو شیبان نے قتادہ سے ان کو انس بن مالک نے اس نے اسی مذکورہ روایت کو ذکر کیا ہے۔

فضل کبیر جنت ہی ہے

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے عیسیٰ بن عبداللہ سے اس نے ربیع سے اس نے انس ؓ سے وہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی:

وَ مَاأَدْرِیْ مَایُفْعَلُ بِیْ وَلَا بِکُمْ ۔ (سورۃ احقاف : آیت ۹)

میں نہیں جانتا کہ میرے ساتھ کیا ہوگا اور یہ بھی نہیں معلوم کہ تمہارے ساتھ کیا ہوگا؟ تو اس کے بعد یہ آیت نازل ہوئی۔ لیغفر لك الله ماتقدم من ذنبك و ما تاخر۔ تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کی اگلی پچھلی خطائیں معاف فرمادے۔ تو صحابہ کرام نے پوچھا یا رسول اللہ تحقیق ہم نے جان لیا ہے کہ آپ کے ساتھ کیا جائے گا مگر ہمارے ساتھ کیا سلوک ہوگا؟ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آیت نازل فرمائی:

و بشر المؤمنین بانّ لهم من الله فضلا کبیرا ۔ (سورۃ احزاب : آیت ۴۷)

اور اہل ایمان کو بشارت دے دیجئے کہ ان کے لئے اللہ کی طرف سے بہت بڑا فضل ہوگا۔

حضرت انس ؓ نے فرمایا کہ بہت بڑا فضل جنت ہی ہے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحٰق سے اس نے زہری سے اس نے عروہ سے اس نے مسور سے اور مروان سے حدیبیہ کے قصے میں۔ ان دونوں نے کہا کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ واپس لوٹے جب مکے اور مدینے کے درمیان پہنچے تو ان پر سورۃ فتح نازل ہوئی اول سے آخر تک پوری سورۃ۔ انا فتحنا لك فتحا مبینا۔ سورۃ الفتح میں فتح کا قضیہ تھا۔ اور وہ بھی اللہ نے اپنے رسول ﷺ کی بیعت درخت کے نیچے۔ جب لوگ ایمان لے آئے یا امن میں واقع ہوگئے اور باہم بات چیت کی اس کے بعد جس سے میں اسلام کے بارے میں بات کی جاتی وہی اسلام میں داخل ہوجاتا ان دو (۲) سالوں میں اسلام میں اتنے لوگ داخل ہوئے جس قدر اس سے قبل پوری مدت میں داخل ہوئے تھے درحقیقت صلح حدیبیہ فتح عظیم تھی۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو اسماعیل بن محمد فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی میرے دادا نے ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فُلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ بن حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوجعفر بغدادی نے ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ سے وہ سب کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ حدیبیہ سے لوٹتے ہوئے واپس آئے تو اصحاب رسول ﷺ میں سے کچھ آدمیوں نے کہا یہ تو فتح وہ کامیابی نہیں ہے ہم لوگ بیت اللہ سے روک دیئے گئے ہیں۔ اور ہماری قربانیوں کے جانور جو کعبے کی طرف رواں دواں تھے وہ روک دیئے گئے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں رُک گئے۔ (یعنی حرم میں نہیں جا سکے) اور رسول اللہ ﷺ نے دو مسلمان آدمیوں کو واپس بھیج دیا جو نکل آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کو اپنے بعض اصحاب کی یہ بات پہنچی کہ یہ جو کچھ ہوا یہ تو فتح نہیں ہے۔

تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ بُری بات ہے۔ یہ سب سے بڑی فتح ہے۔ مشرکین تو بس اسی بات پر راضی ہو گئے ہیں کہ انہوں نے آپ لوگوں کو اپنے شہروں سے واپس کر دیا ہے۔ اور انہوں نے تم سے فیصلہ اور صلح طلب کر لی ہے۔ اور امان حاصل کرنے کے لئے تمہاری طرف جھکے ہیں۔ باوجود اس کے کہ وہ تم سے وہ مناظر اور وہ زخم دیکھ چکے ہیں جنہیں وہ ناپسند کرتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو ان کے خلاف کامیاب کر چکا ہے اور تمہیں اس نے سلامتی کے ساتھ اور غنیمتوں کے ساتھ اور اجر و ثواب کے ساتھ لوٹایا ہے۔

یہ اعظم الفتوح ہے۔ کیا تم لوگ اُحد کا دن بھول گئے ہو جب تم پہاڑ پر خوف کے مارے چڑھتے جا رہے تھے اور کسی کی طرف پلٹ کر بھی نہیں دیکھ رہے تھے اور میں تمہیں تمہارے پیچھے سے بلا رہا تھا۔ کیا تم لوگ یوم احزاب بھول گئے ہو۔ جب دشمن تمہاری بالائی سمت سے تمہارے سروں پر آ گئے تھے اور نیچے کی سمت سے بھی۔ اور اس وقت کو بھی یاد کرو جب آنکھیں غلطی کر رہی تھی اور کلیجے منہ کو آ رہے تھے۔ اور تم لوگ اللہ تعالیٰ کے بارے میں نامناسب گمان کرنے لگ گئے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے جب یہ خطاب فرمایا تو مسلمانوں نے کہا اللہ اور اللہ کا رسول سچ فرماتے ہیں واقعی یہ عظیم فتح ہے۔ اللہ کی قسم اے اللہ کے نبی ﷺ ہم نے ایسے نہیں سوچا تھا جیسے آپ نے سوچا ہے۔ واقعی آپ اللہ تعالیٰ کے معاملے کو بہتر جانتے ہیں اور تمام امور کو بھی ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے سورۃ فتح نازل کی:

اِنَّا فَتَحنَا لَكَ فَتحًا مُّبِينًا۔ صِرَاطًا مُّستَقِيمًا۔ (سورۃ فتح: آیت ۵)

اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی ﷺ کو بشارت دی اپنی طرف سے مغفرت کی اور نعمت پوری کرنے کی۔ اور اطاعت کے بارے میں جس نے اطاعت کی۔ اور منافقت کرنے اس کے جس نے منافقت کی۔

اس کے بعد اس کا ذکر کیا جو کچھ منافق اس کا عذر اور وجہ بیان کرتے تھے جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کو خبر دے دی کہ وہ لوگ اپنی زبانوں کے ساتھ وہ کچھ کہہ رہے ہیں جو کچھ ان کے دل میں نہیں ہے۔ اور یہ کہ منافقین نے لوگوں کو منع کیا تھا جہاد کے لئے مسلمانوں کے ساتھ نکلنے سے اس وجہ سے کہ انہوں نے یہ گمان قائم کر لیا تھا کہ اب کے بار مسلمان بھی اور رسول اللہ ﷺ بھی واپس لوٹ کر اپنے گھروں میں کبھی نہیں آئیں گے۔ (بلکہ یہ ختم کر دیئے جائیں گے) اور انہوں نے بُرا گمان کیا تھا۔

اس کو اللہ تعالیٰ نے اس سورۃ میں اس طرح ذکر کیا ہے کہ مسلمان جب غنیمتوں کے حصول کے لئے نکلیں گے تو منافقین ان کے ساتھ نکلنے کی ضرور درخواست کریں گے دنیوی غرض کے لئے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے یہ ذکر کیا ہے کہ مسلمان سخت قوت اور سخت خطرے والی قوم کے ساتھ مقابلے کی طرف بلائے جائیں گے۔ ان سے قتال کریں یا ان سے صلح کریں، ان کی آزمائش ہوگی۔ اگر وہ اطاعت کریں گے اللہ تعالیٰ ان کو اطاعت کرنے پر ثواب عطا کرے گا۔ اگر منافقت پر جائیں گے پہلی بار کی طرح اللہ تعالیٰ نے ان کو دردناک عذاب دے گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اس سورت میں ان لوگوں کا تذکرہ کیا ہے جنہوں نے درخت تلے بیعت کی تھی۔ اس کے بعد وہ ذکر کیا جو اللہ تعالیٰ نے ان کو اجر عطا کیا تھا فتح کی صورت میں اور کثیر غنیمتوں کی صورت میں۔

نیز یہ کہ اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کے لئے کثیر غنیموں کو جلدی عنایت کیا۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں پر اپنی خاص نعمت کا ذکر کیا ہے جو اس وقت بایں صورت بیان فرمائی تھی کہ دشمن کا ہاتھ ان سے روک دیا تھا۔(اور وہ ان کو کوئی تکلیف نہیں پہنچا سکے تھے) اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو مکے کے بارے میں خبر دی کہ اس نے یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کا احاطہ کرلیا ہے۔اس کے بعد یہ ذکر فرمایا کہ۔

ولو قاتلکم الذین کفروا لو لوا الا دبارثم لا یجدون وَلِیًّا ولَا نصیرا۔

کہ اگر کفار مسلمانوں سے لڑ پڑتے تو وہ خود ہی تو پیٹھ کر کے بھاگ کھڑے ہوئے۔اس کے بعد وہ نہ کوئی اپنی درست سرپرست پاتے نہ ہی کوئی مددگار پاتے۔ بلکہ میں تمہیں ضرور بالضرور نصرت اور کامیابی عطا کرتا ان کے خلاف۔اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے مشرکین کا ذکر فرمایا اور یہ ذکر فرمایا کہ کفار نے ان کو بیت الحرم سے روک لیا۔قربانیوں روک دینے کا ذکر کیا کہ وہ اپنی قربان گاہ تک نہ پہنچ سکیں۔اور یہ خبر دی کہ

لو لا رجال مؤمنون و نسآءٌ مُؤمنات لم تعلموھم ان تَطئُو ھُم فتُصیبکم منھم معرّۃ بغیر علم

کہ وہاں پر کئی ایک مومن مرد اور مومنہ عورتیں ہیں جن کا تم لوگوں کو علم بھی نہیں ہے اگر خدانخواستہ جنگ ہو جاتی تو تمہارے ہاتھوں سے وہ بھی مارے جاتے جس سے نادانی کے سبب غلطی کرنے سے پریشانی بڑھ جاتی۔تم پر خرابی آتی۔

اس کے بعد فرمایا۔

لَوْ تَزَیَّلُوا لعذبنا الذین کفروا منھم عذابا الیما۔ (سورۃ فتح : آیت ۲۵)

اگر وہ (نامعلوم گم نام مسلمان) ایک طرف ہو جاتے تو ہم کافروں کو دردناک عذاب دیتے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے حمیت و غیرت کا ذکر کیا ہے جسے اللہ نے ان کے دلوں میں پیدا کر رکھا ہے۔جس وقت انہوں نے انکار کیا کہ وہ اللہ تبارک وتعالیٰ کا اقرار کریں اس کے نام کے ساتھ اور رسول کا اقرار کریں اس کے نام کے ساتھ۔نیز اللہ تبارک تعالیٰ نے اس کا ذکر کیا ہے جو اس نے اُتارا تھا اپنے رسول پر اور مومنوں پر سکینہ جس کی وجہ سے مسلمان اس طرح گرم نہ ہوتے قتال کرنے کے لئے جیسے مشرکین پر غصہ کھائے بیٹھے تھے کیونکہ اگر قتال واقع ہو جاتا تو اسی میں تباہی ہوتی۔اس کے بعد اللہ نے اس سورۃ میں وہ خواب ذکر فرمایا جو اس نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا تھا کہ۔

لتدخلن المسجد الحرام ان شآء اللّٰہ اٰمنین محلّقین رُءُ وسکم و مقصرین۔

کہ البتہ تم لوگ ضرور ضرور مسجد الحرام میں ان شاءاللہ داخل ہو گے امن کی حالت میں سرمنڈواتے اور کترواتے ہو۔تم کسی خیر کا خوف نہیں کرو گے اللہ تعالیٰ وہ امور جانتا ہے جو تم نہیں جانتے اس کے پیچھے فتح قریب بنادی ہے۔یہ الفاظ ابوالاسود کی حدیث کے ہیں عروہ سے۔جب کہ حدیث موسیٰ بن عقبہ بھی اسی مفہوم میں ہے۔

فتح قریب سے مراد حدیبیہ۔یا خیبر۔یا فتح مکہ مراد ہے اور صلح دس سال کی ہوئی تھی

فرماتے ہیں کہ فتح قریب۔وہ ہے جو اللہ نے اپنے رسول کو کامیابی عطا فرمائی تھی ان کے دشمن کے خلاف اس قصہ اور فیصلے میں جو انہوں نے حدیبیہ والے دن ان کے ساتھ فیصلہ فرمایا تھا۔کہ حضور اکرم ﷺ آئندہ سال شہر الحرام میں واپس لوٹ کر آئیں گے۔امن کی حالت میں جس سے روکے گئے تھے۔وہ اپنے اصحاب کے ساتھ۔اور بعض لوگ کہتے ہیں کہ فتح قریب سے مراد فتح خیبر اور اس میں جو مذکور ہے وہی مراد ہے حالانکہ اللہ تعالیٰ نے فتح خیبر کو اس سے پہلے ایک اور آیت میں ذکر فرمادیا ہے ارشاد فرمایا :

فانزل السکینة علیهم و اثا بهم فتحا قریبًا ۔ (سورۂ فتح : آیت ۱۸)

کہ اللہ نے ان پر اطمینان اتارا اور ان کو فتح عطا کی ۔ اور صلح رسول اللہ ﷺ کے اور قریش کے درمیان دو سال تک تھی ۔ وہ ایک دوسرے سے امن میں تھے یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے ۔ حدیث عروہ اسی کے مفہوم میں ہے ۔ (نیز دونوں راویوں کا یہ قول) کہ دو سال تھی اس سے ان کی مراد ہے اس کی بقاء دو سال تک تھی حتیٰ کہ مشرکین نے اپنے عہد کو توڑ دیا تھا ۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ ان کی طرف نکلے تھے فتح مکہ کے لئے باقی رہی وہ مدت جس پر عقد صلح واقع ہوا تھا مناسب یہ ہے کہ محفوظ ہو وہ ۔ جس کو محمد بن اسحٰق بن یسار نے روایت کیا ہے وہ دس سال ہے ۔ واللہ اعلم

(۱۳) ہمیں خبر دی ابو نصر بن قتادہ نے ان کو ابو منصور نصروی نے ان کو احمد بن نجدہ نے ان کو سعید بن منصور نے ان کو خالد بن عبداللہ نے مغیرہ سے اس سے عامر شعبی سے کہ اللہ کا یہ فرمان ۔ انا فتحنا لك فتحاً مبینا وہ کہتے ہیں کہ یہ اتری تھی حدیبیہ والے دن ۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آپ ﷺ کے پچھلے ذنب معاف فرما دیے اور مسلمانوں نے بیعت کی بیعۃ رضوان ۔ اور خیبر کی کھجوروں کا رزق کھلائے گئے ۔ اور رومی فارس پر غالب آ گئے (جس کی پیش گوئی قرآن میں اتر چکی تھی) لہٰذا مؤمن مسلمان کتاب اللہ قرآن کی تصدیق سامنے آنے کی وجہ خوش ہو گئے ۔ اور اہل کتاب کے مجوس پر غلبے کی وجہ سے بھی خوش ہوئے ۔ (احمد بن نجدہ) کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ھشیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے مغیرہ نے شعبی سے اللہ کے اس قول کے بارے میں انا فتحنا لك فتحا مبینا ۔ کہا کہ یہ فتح حدیبیہ ہے ۔ اور حضور اکرم ﷺ کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیے گئے تھے ۔ اور خیبر کی کھجوروں کے پھل عطا کیے گئے تھے ۔ اور مؤمن اللہ کی مدد کے ساتھ خوش ہو گئے تھے جو مجوس کے خلاف اہل کتاب کی نصرت فرمائی تھی ۔ (تفسیر قرطبی ۱۲ : ۲۷۹)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابو سعید بن عمرو نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو حسن بن علی بن عفان نے ان کو یحییٰ بن آدم نے ان کو عبدالسلام بن حرب نے شعبہ سے اس نے حکم سے اس نے عبدالرحمٰن بن ابو لیلیٰ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں وَاَثَابَهُمْ فَتْحاً قَرِيباً انہوں نے کہا کہ اس سے مراد خیبر ہے اور فرمایا ۔ وَاُخْرٰى لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا ۔ فرمایا کہ اس سے مراد فارس اور روم ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابو زائدہ نے شعبہ سے اس نے سماک حنفی سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابن عباس سے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کا یہ فرمان لَمْ تَقْدِرُوْا عَلَيْهَا ۔ فرمایا کہ وہ وہ جس کو تم اس کے بعد پہنچے تھے ۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابو سعید بن ابو عمرو نے ان کو ابو العباس نے ان کو حسن نے ان کو یحییٰ نے ان کو ابو بکر بن عیاش کلبی سے اس نے ابو صالح سے اس نے ابن عباس سے کہ اللہ کا یہ فرمان ۔ قد احاط الله بها انها ستكون لكم ۔ بیشک وہ عنقریب لیے ہوگا بمنزلہ اس قول کے ۔ (قد احاط الله بها علماً انها لكم) تحقیق اللہ نے ان کو احاطہ کر لیا ہے کہ عنقریب وہ ہوگی تمہارے لئے بمنزلہ اس قول کے ہے کہ تحقیق اللہ نے اس کو گھیر لیا ہے بطور علم کے عنقریب ہوگی وہ تمہارے لئے ۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے ان کو ابراہیم بن حسین نے ان کو آدم بن ابو ایاس نے ان کو ورقاء نے ابن ابونجیح سے اس نے مجاہد سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کو خواب میں دکھایا گیا حالانکہ وہ اس وقت حدیبیہ میں تھے کہ وہ مکے میں داخل ہو رہے ہیں امن کی حالت میں اپنے سر منڈواتے اور سر کتراتے ہوئے چنانچہ آپ کے اصحاب نے اس وقت یہ کہا جب انہوں نے نحر کیا حدیبیہ میں یا رسول اللہ ﷺ آپ کا خواب کہاں گیا؟ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرمائی ۔

لقد صدق الله رسوله الرؤيا بالحق لتد خلن المسجد الحرام ان شاء الله امنين محلقين رء وسكم و مقصرين
لا تخافون فعلم مالم تعلموا فجعل من دون ذلك فتحا قريبا ۔ (سورۂ فتح : آیت ۲۷)

البتہ تحقیق سچا بنایا ہے اللہ نے اپنے رسول کا خواب حقیقت کے مطابق کہ تم لوگ ضرور ضرور مسجد الحرام میں داخل ہو گے امن والے سروں کو منڈوانے والے اور کترانے والے ۔ تم کوئی خوف نہیں کرو گے اللہ تعالیٰ وہ امور جانتا ہے جو تم نہیں جانتے اس نے اس کے قریب ہی فتح و کامیابی بنائی ہے ۔

اس سے مراد لی ہے حدیبیہ میں نحر کرنا۔ اس کے سر واپس لوٹے اور انہوں نے خیبر کو فتح کیا اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے عمرہ کیا اور خواب رسول کی تعبیر آنے والے سال ہوئی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے مزید ارشاد فرمایا۔ سیقول لك المخلفون من الاعراب شغلتنا اموالنا۔ عنقریب پیچھے رہ جانے والے دیہاتی لوگ یہ عذر کریں گے کہ ہمارے مال متاع نے ہمیں مصروف رکھا (اور ہم حاضر نہیں ہو سکے) اس سے حدیبیہ کے اعراب مثلاً قبیلہ جہینہ اور مدینہ کے لوگ مراد لئے ہیں۔ یہ بات بایں صورت ہوئی کہ

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے ان اعراب کو بعد میں مکے جانے کے لئے کہا تو وہ کہنے لگے کیا اس کے ساتھ ایسی قوم کے پاس جائیں جنہوں نے محمد ﷺ کے پاس آ کر اس کے اصحاب کو قتل کیا تھا اب یہ وہاں جا کر ان کو ان کے گھروں میں قتل کرے گا لہٰذا انہوں نے مصروفیت کا عذر پیش کیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ عمرہ کرنے کے لئے آئے آپ کے اصحاب نے اہل حرم کے کچھ افراد کو بے دھیانی میں پکڑ لیا نبی کریم ﷺ نے ان کو چھوڑ دیا یہ بطن مکہ میں کامیابی ہوئی جو اس ارشاد باری میں مذکور ہے۔ ببطن مكه من بعدان اظفر عليهم۔ نبی کریم واپس لوٹے تو اللہ نے ان کو کثیر غنیمتوں کا وعدہ دیا تھا۔ اور جلدی سے ان کو خیبر کی فتح بھی دی۔

حضور اکرم ﷺ سے پیچھے رہ جانے والوں نے کہا۔ ہمیں چھوڑ دیں ہم تمہارے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں۔ اور یہ غنیمتیں وہ ہیں جن کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ اذا انطلقتم إلى مغانم كثيرة لتأ خذوها ذرونا نتبعكم۔ جب تم کثیر غنیمتوں کی طرف چلے تھے تاکہ تم انہیں حاصل کر سکو (تو اعراب نے یوں کہا) ہمیں چھوڑ یئے ہم تمہارے پیچھے پیچھے آ رہے ہیں بہر حال غنائم کثیرہ جن کا وعدہ دیے گئے تھے وہ اس دن تک حاصل نہ کر سکے تھے۔ نیز اللہ کا یہ قول اُولی بأس شديد۔ کہا کہ اس سے مراد روم وفارس مراد ہیں۔

(۱۷) ہمیں خبر دی ابونصر قتادہ نے ان کو خبر دی ابومنصور نصروی نے ان کو احمد بن نجدہ نے ان کو سعید بن منصور نے ان کو ہشیم نے ان کو منصور نے ان کو حسن نے وہ فرماتے ہیں کہ (اولی بأ س شدید) سے مراد فارس اور روم ہیں (احمد بن نجدہ) نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید نے ان کو سفیان نے عمرو سے اس نے عطاء سے وہ بھی کہتے ہیں کہ فارس مراد ہیں یہی بات مروی ہے ابن عباس سے۔

(۱۸) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحق نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن طرائفی نے وہ کہتے ہیں حدیث بیان کی عبان بن سعید نے ان کو عبداللہ بن صالح نے معاویہ بن صالح سے اس نے علی بن ابوطلحہ سے اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں۔ اُولی بأس شديد سے مراد فارس ہیں۔

(۱۹) اس بارے میں وہ روایت بھی ہے جو ہمیں خبر دی ہے ابونصر بن قتادہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابومنصور نے ان کو احمد بن نجدہ نے ان کو سعید بن منصور نے ان کو ہشیم نے کلبی سے وہ کہتے ہیں کہ۔ اولی بأس شديد سے مراد بنوحنیفہ مراد ہیں جنگ عامہ والے دن۔

(۲۰) کہا ہے سعید نے کہ ھشیم کلبی سے کہا گیا اس تحقیق سے مروی ہے جس نے کہا تھا کہ ہر وہ روایت جو میں کہوں وہ ابوصالح سے بواسطہ ابن عباس ہوئی۔ اس بنیاد پر اس کی تصدیق پاتا ہوں ایاس بن بکر میں وہ داعی تھے جنگ مسیلمہ کی طرف اور بنوحنیفہ کی طرف اہل یمامہ سے۔ اور ابن ابوطلحہ کے قول کے مطابق ابن عباس سے۔ اور قول عطاء اس کی تصدیق پائی گئی تھی عہد عمرو میں وہ داعی تھے حرب کسریٰ کی طرف اور اہل فارس کی طرف۔ اور اس کے قول کے مطابق جس نے کہا ہے کہ فارس اور روم مراد ہیں بیشک انہوں نے ارادہ کیا ہے۔ مراد لیا ہے اہل روم کا ارض شام سے علیحدہ ہونا۔ اور اس کے اوائل آغاز کی تصدیق پائی گئی تھی عہد ابوبکر میں۔ پھر تکمیل ہوئی تھی عہد عمر فاروق ں فارس کی فتح کے ساتھ۔

(۲۱) اور ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے ان کو ابومنصور نصروی نے ان کو احمد بن نجدہ نے ان کو سعید بن منصور نے ان کو ہشیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبشر نے سعید بن جبیر نے اور عکرمہ سے اس قول باری تعالیٰ کے بارے میں ستدعون الى قوم أُولِیْ بَأسٍ شَدِیْدٍ عنقریب تم سخت قوت والی قوم کے ساتھ جہاد کے لئے بلائے جاؤ گے۔ انہوں نے کہا کہ اس سے مراد جنگ حنین میں قوم ھوازن مراد ہے پس اسی پر پائی گئی تھی اس کی تصدیق عہد رسول میں بعد فتح مکہ کے۔

(۲۲)　تحقیق ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ یعقوب بن سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی بندار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن جعفر نے ان کو شعبہ نے ہشیم سے اس نے ابو بشر سے اس نے سعید بن جبیر سے اور عکرمہ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں ستدعون الی قوم اولی باس شدید ۔ کہا کہ اس سے قبیلہ ہوازن کے لوگ مراد ہیں اور بنو حنیفہ پس اس پر پائی گئی دونوں میں سے ایک کی تصدیق حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں اور دوسرے کی تصدیق ابوبکر صدیق کے زمانے میں۔

(۲۳)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوبکر شافعی نے ان کو اسحق بن حسن نے ان کو ابوحذیفہ نے ان کو سفیان نے سلمہ بن کہیل سے اس نے ابوالاحوص سے اس نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے کہ ھو الذی انزل السکینۃ فی قلوب المؤمنین ۔ (سورۃ الفتح : آیت ۴)

فرمایا کہ سکینہ (جو اللہ نے نازل کیا) اس کا چہرہ بے مثل انسان کے چہرے کے۔ پھر وہ بعد میں سنساہٹ کرتی تیز ہوا ہے۔

(۲۴)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو عبدالرحمن بن حسن نے ان کو ابراہیم بن حسین نے ان کو آدم نے ان کو ورقاء نے ابن نجیح سے اس نے مجاہد سے وہ کہتے ہیں کہ اللہ کی طرف سے سکینہ جو تھا وہ ہوا کی مانند تھا اس کا سر تھا مثل بلی کے سر کے اور دو پر تھے۔

(۲۵)　ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحق نے ان کو ابوالحسن طرائفی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید نے ان کو عبداللہ بن صالح نے اس نے معاویہ بن صالح سے اس نے علی بن ابوطلحہ سے اس نے ابن عباس سے اللہ کے قول کے بارے میں انزل السکینۃ فی قلوب المؤمنین اللہ نے اہل ایمان کے دلوں میں سکینہ نازل کیا۔ ابن عباس نے فرمایا کہ سکینہ سے مراد رحمت ہے۔

(۲۶)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحق نے ان کو معاویہ بن عمرو نے ان کو ابواسحق نے شریک سے اس نے منصور سے اس نے مجاہد سے کہ القارعۃ ۔ سے مراد السرایا ہے۔ او تحل قریبا من دارھم ۔ فرمایا کہ حدیبیہ اور اس کی مثل مراد ہے اور حتی یاتی وعد اللہ کہا کہ فتح مکہ مراد ہے۔

(۲۷)　ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید نے ان کو محمد بن عباس مؤدب سے ان کو عاصم بن علی نے ان کو مسعودی نے قتادہ سے اس نے سعید بن جبیر سے اس نے ابن عباس سے فرمایا کہ انہوں نے یہ آیت تلاوت کی۔

وَلَایَزَالُ الذین کفروا تُصِیْبُھُمْ بما صَنَعُوْ قَارِعَۃ ۔ (سورۃ الرعد : آیت ۳۱)

ہمیشہ رہیں گے کافر ان کے عمل کے سبب ان کو پہنچنے کی قارعہ (خطرے والی چیز)۔

فرمایا کہ قارعہ سے مراد سریہ ہے۔

اَوْ تَحُلُّ قَرِیْبًا مِّنْ دَارِھِمْ ۔ (ترجمہ: یا اتریں آپ ان کے دار کے قریب)

فرمایا کہ محمد ﷺ مراد ہیں۔

حَتّٰی یَاْتِیَ وَعْدُ اللّٰہِ ۔ (ترجمہ: یہاں تک کہ اللہ کا وعدہ آجائے)

فرمایا کہ اس سے فتح مکہ مراد ہے۔

☆☆☆

باب ۱۰۲

اُم کلثوم بنت عقبہ بن ابومعیط کا مسلمان ہونا اور زمانۂ صلح میں اس کا رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو عبید بن شریک نے ان کو یحییٰ بن بکیر نے اور لیث نے عقیل سے اس نے ابن شہاب سے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر پہنچی ہے کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے قریش مشرکین کے ساتھ فیصلہ طے فرمایا تھا ایک خاص مدت پر جو حدیبیہ والے دن حضور اکرم ﷺ کے اور ان لوگوں کے درمیان مقرر کی گئی تھی۔ اللہ عزوجل نے قرآن نازل فرمایا تھا اس بارے میں جو کچھ آپ نے ان کے درمیان فیصلہ فرمایا تھا۔

مجھے خبر دی ہے عروہ بن زبیر نے کہ اس نے سنا مروان بن حکم سے اور مسور بن مخرمہ سے وہ دونوں خبر دے رہے تھے اصحاب رسول اللہ ﷺ سے یہ کہ جب رسول اللہ ﷺ نے سہیل بن عمر کو معاہدہ ولکھ کر دیا تھا۔ سہیل نے جو شرائط دی تھیں ان میں سے ایک شرط یہ تھی۔ کہ ہم لوگوں (مشرکین) میں سے اگر کوئی تمہارے پاس چلا جائے گا تو آپ ان کو واپس ہمارے حوالے کر دیں گے اگر چہ وہ تمہارے دین پر بھی ہو جائے۔ اس شرط کو اہل ایمان نے ناپسند کیا۔ مگر سہیل نے اس کے سوا معاہدہ ماننے سے انکار کر دیا۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کو یہ شرط مان کر لکھدی۔ (اور اس پر اسی دن عمل کرتے ہوئے) سہیل بن عمرو کے بیٹے کو جو مسلمان ہو کر مسلمانوں میں آ کر شامل ہو گیا تھا ابوجندل نام تھا آپ نے معاہدہ کی پہلی شرط کے مطابق اس کو اس کے باپ سہیل کے حوالے کر دیا۔ آپ نے صرف ابوجندل کو ہی واپس نہیں کیا تھا بلکہ اس مدت کے درمیان جو بھی مرد آپ کے پاس آیا آپ نے اس کو واپس کر دیا خواہ مسلمان بھی تھا۔

اسی دن اہل ایمان عورتیں آئیں ان میں سے ایک خاتون اُم کلثوم بنت عقبہ بن ابومعیط تھی جو رسول اللہ ﷺ کی طرف ہجرت کر آئی تھیں وہ اس دن عاتق تھی اس کے گھر والے آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس انہوں نے یہ مطالبہ کیا کہ آپ اس کو واپس ہمارے حوالے کر دیں۔

مگر حضور اکرم ﷺ نے اُم کلثوم کو واپس ان کے حوالے نہ کیا کیونکہ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہو چکی تھی۔

یاایها النبی اذا جائك المؤمنات مهاجرات فامتحنوهن الله اعلم بایمانهنّ فان علمتموهن مؤمنات فلا ترجعوهن الی الکفار لاهن حل لهم ولاهم یحلون لهنّ ۔ (سورۃ ممتحنہ ۔ آیت ۱۰)

اے نبی! جس وقت ایمان والی عورتیں تیرے پاس ہجرت کر آئیں آپ لوگ ان کی آزمائش اور امتحان کر لو اللہ تعالیٰ ان کے ایمان کے بارے میں خوب جانتا ہے اگر تم ان کو مؤمن جانو تو بس انہیں کفار کی طرف واپس نہ کرو یہ مسلمان عورتیں ان کافروں کے لئے حلال نہیں ہیں۔ اور نہ ہی وہ کافر مردان ایمان والی عورتوں کے لئے حلال ہیں۔

عروہ کہتے ہیں کہ مجھے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا نے خبر دی ہے رسول اللہ ﷺ اس آیت کے ساتھ ان کا امتحان کرتے تھے۔

یاایهاالنبی اذاجائك المؤمنات یبایعنك علی ان لایشرکن بالله شیئاً ولا یسرقن ولا یزنین ولا یقتلن اولادهن ولا یأتین ببُهتان یفترین بایدهن وارجلهن ولا یعصینك فی معروف فبایعهن واستغفر لهن الله ان الله غفور رحیم ۔ (سورۃ ممتحنہ: آیت ۱۲)

اے نبی ! جب تیرے پاس ایمان والی عورتیں تم سے بیعت کرنے کے لئے آئیں تو آپ (ان شرائطوں پر) بیعت لے لو کہ وہ اللہ کے ساتھ شریک نہیں ٹھرائیں گی ۔ چوری نہ کریں گی زنا (بدکاری) نہیں کریں گی ۔ اپنی اولاد کو قتل نہیں کریں گی (زندہ درگور وغیرہ) دیدہ دانستہ تہمت وبھتان نہیں باندھیں گی اور نیک کاموں میں تیری نافرمانی نہیں کریں گی ۔

تو پھر ان شرائط پر ان کی بیعت قبول کرلیں ۔ اور اس کے لئے اللہ سے استغفار کریں بیشک اللہ تو بخشنے والا مہربان ہے حضرت عروہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ نے رضی اللہ عنہا فرمایا تھا کہ جس جس نے بھی ان شرائط کا اقرار کیا ان میں سے رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ میں نے تیری بیعت لے لی ہے بطور کلام کے جو اس کے ساتھ کلام کرتے تھے ۔

(یعنی زبانی کلامی بیعت لیتے تھے) اللہ قسم نہیں چھوا تھا حضور اکرم ﷺ کے ہاتھ نے ہرگز کسی (غیر محرم) عورت کے ہاتھ کو باھم بیعت کرنے کے دوران نہیں بیعت کی تھی حضور اکرم ﷺ نے ان کی مگر صرف اپنے قول کے ساتھ ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحیٰ بن بکیر سے ۔

باب ۱۰۳

ابو جَندَل اور ابو بُصَیر ثقفی اور اس کے ساتھیوں کی کہانی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب عبدی نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو اسماعیل بن ابواویس نے ان کو وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے (ح) ۔

اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے ان کو حدیث بیان کی ہمارے دادا نے ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے اور یہ الفاظ میں حدیث قطان کے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف واپس لوٹے (حدیبیہ سے) اھل اسلام میں سے ایک آدمی حضور اکرم ﷺ کی طرف لوٹا قبیلۂ ثقیف سے تعلق تھا نام ابو بُصیر بن اُسید بن ماریہ ثقفی تھا یہ شخص مشرکین میں سے تھا ۔ مسلمان ہو کر ہجرت کر کے رسول اللہ ﷺ کے پاس آگیا تھا ۔ اخنس بن شریق نے اس کے پیچھے بنی منذر کے دو آدمیوں کو بھیجا ۔ خیال ہے کہ ایک غلام تھا اور دوسرا خود انہی لوگوں میں سے تھا ۔ اس کا نام عامر بن ح جحش تھا ۔

وہ مشرکین میں صاحب رائے اور مضبوط شخص تھا ۔ اخنس بن شریق نے ان دونوں کے لئے ابوبصیر کی تلاش میں انعام مقرر کیا تھا وہ دونوں نمائندے رسول اللہ کے پاس پہنچے تو حضور اکرم ﷺ نے ابوبصیر کو (معاہدے کی پاسداری کرتے ہوئے) ان دونوں کے حوالے کر دیا وہ اسے ساتھ لے کر واپس چلے گئے جب وہ مقام ذی الحلیفہ پہنچے تو وہاں پر جحش نے اپنی تلوار نیام سے باہر نکالی پھر اس کو لہرایا اور تلوار لہراتے ہوئے کہنے لگا البتہ ضرور ضرور میں اپنی یہ تلوار ایک دن قبیلہ اوس اور خزرج میں سارا دن رات تک ماروں گا ۔

ابوبصیر نے یہ سن کر اس سے کہا کہ کیا واقعی آپ کی یہ تلوار صارم مقاطع ہے وہ بولا جی ہاں ابوبصیر نے کہا کہ آپ دیکھائیں ذرا میں اس کو دیکھوں اس نے تلوار اس کو پکڑوا دی جونہی اس تلوار قبضے میں لی فوراً کس کے اس کو ماری اور اس کو ٹھنڈا کر دیا ۔ اور یہ کہا جاتا ہے کہ بلکہ ابوبصیر نے منقری کی تلوار اپنے منہ سے اُٹھالی تھی وہ سو رہا تھا اس نے اس کے ساتھ اپنی رسی کاٹ ڈالی تھی پھر تلوار مار کر اس کو مار دیا تھا اور دوسرے کی تلاش میں بھاگا

وہ خوف کے مارے بھاگتا ہوا مسجد نبوی میں جا پہنچا اس وقت رسول اللہ ﷺ مسجد میں تشریف فرما تھے آپ نے اس کو دیکھا تو فرمایا کہ یہ کوئی خطرناک نظارہ دیکھ کر آ رہا ہے آگے آیا اس نے رسول اللہ ﷺ سے فریاد کی اور ابوبصیر بھی اس کے پیچھے پیچھے پہنچ گیا اس نے رسول اللہ ﷺ کو سلام کیا اور کہنے یا رسول اللہ ﷺ آپ کی ذمہ داری پوری ہوگئی تھی آپ نے مجھے اس کے حوالے کر دیا تھا اور میں سمجھ رہا تھا کہ یہ لوگ لے جا کر مجھے عذاب ہی دیں گے اور مجھے میرے دین سے بھی فتنے میں ڈالدیں گے۔ لہٰذا میں نے منقذی کو قتل کر دیا ہے اور یہ مجھ سے بھاگ کر آ گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کی ماں مرے یہ جنگ کی آگ بھڑکانے والا ہے اگر اس کے ساتھ کوئی اور بھی ہوتا اور ابوبصیر مقتول کا سامان بھی لوٹ کر حضور کے پاس لایا تھا۔ کہنے لگا رسول اللہ ﷺ آپ اس مال میں سے اپنا خمس (پانچواں حصہ) لے لیجئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جب میں اس میں سے خمس لے لوں گا تو میں ان لوگوں کے ساتھ وہ عہد پورا نہیں کروں گا جس پر میں نے ان سے معاہدہ کر رکھا ہے (یہ بے وفائی اور عہد شکنی ہوگی) لیکن تم اپنے مقتول کا چھینا ہوا مال خود ہی رکھو (گویا مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے)۔ اب جہاں مرضی آئے تم یہاں سے چلے جاؤ چنانچہ ابوبصیر مدینے سے نکل گیا اس کے ساتھ دیگر پانچ افراد بھی تھے جو اس کے ساتھ مکے سے آئے تھے مسلمان ہو کر۔ جب آئے تھے وہ یہاں رہ گئے تھے کیونکہ ان کو کسی نے واپس نہیں مانگا تھا اور قریش نے ان کے بارے میں کسی کو نہیں بھیجا تھا جیسے ابوبصیر کے لئے آدمی بھیجے تھے۔

حتی یہ لوگ مقام عیص اور مقام ذوالمروہ کے درمیان ارض جُہینہ پر قریش کے قافلوں کی جائے آمدروفت اور راستے پر جا کر ٹھہرے مقام سیف البحر کے متصل مقام پر جو بھی قریش کا قافلہ ان کے ہتھے چڑھتا اس کا مال لوٹ لیتے اور قافلے والوں کو قتل کر دیتے۔

ابوبصیر کثرت سے یہ شعر کہا کرتا تھا۔

اللّٰہ ربی العلّی الاکبر　　من ینصر اللّٰہ فسوف یُنصَر

ویقع الامر علی ما یُقدَرُ

اللہ میرا رب ہے وہ بلندی والا ہے سب سے بڑا ہے۔ جو شخص اللہ کے دین کی مدد کرے گا۔ بہت جلدی اس کی بھی مدد کی جائے گی ہر معاملہ اسی ڈھب پر واقع ہوتا ہے جو مقدر کیا جاتا ہے۔

ابو جندل ابن سہیل بن عمر ستر شتر سواروں سمیت جو مسلمان ہو چکے تھے اور ہجرت کر چکے تھے وہ بھی ابوبصیر کے ساتھ لاحق ہو گئے اور انہوں نے مشرکین کے ساتھ صلح کی حالت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کو ناپسند کیا اور انہوں اپنی قوم کے درمیان رہنے کو بھی ناپسند کیا۔ چنانچہ وہ ابوبصیر کے ساتھ جا اترے ایسی منزل پر جو قریش کے لئے ناپسند تھی۔ ان لوگوں نے شام کی طرف آنے جانے والا راستہ کاٹ دیا یہ خیال کیا ہے کہ ابوبصیر اپنی جگہ اپنے اصحاب کو نماز پڑھاتا تھا۔ جب ابو جندل اس کے پاس پہنچ گیا تو پھر وہی اس کی امامت کرنے لگا۔ اور بنو عقاد کے لوگوں نے جب ابو جندل کی آمد کا سنا تو وہ بھی اسی کے ساتھ اکھٹے ہو گئے۔ اور بنو اسلم۔ اور قبیلہ جہینہ کے لوگ بھی اور دیگر لوگوں کے کچھ گروہ بھی حتی کہ یہ تین سو جنگجو جمع ہو گئے جو کہ مسلمان تھے۔ کہتے ہیں یہ سارے لوگ ابو جندل اور ابوبصیر کے ساتھ مقیم ہو گئے۔

قریش کا جو بھی قافلہ ان کے پاس سے گذرتا وہ اس کو پکڑ لیتے اور ان کو قتل کر دیتے۔ ان واقعات کے پیش نظر۔ قریش نے ابوسفیان بن حرب کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج کر مطالبہ کیا اور عاجزی اور التجا کی آپ ابوبصیر اور ابو جندل بن سہیل کے پاس اور جو لوگ ان کے ساتھ جمع ہیں آدمی بھیجیں۔ یہ نمائندگان قریش حضور اکرم ﷺ کے پاس پہنچے۔ اور انہوں نے آکر بتایا کہ۔ جو شخص ہم لوگوں (کفار و مشرکین مکہ) میں سے آپ کی طرف نکل کر آ جائے آپ اس کو اپنے پاس روک لیا کریں آپ اس بارے میں کوئی حرج نہ سمجھیں۔ کیونکہ ان لوگوں نے اور قافلوں نے ایسے معاملات کا ہمارے اوپر دروازہ کھول دیا ہے۔ جن کو برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ جب قریش کی طرف یہ معاملہ ہوا ان لوگوں کے بارے میں جن کے بارے میں کبھی قریش نے رسول اللہ ﷺ کو اصرار کر کے کہا تھا کہ ابو جندل کو واپس کر دیا جائے اس معاہدہ کے باوجود جو انہوں نے یہ محسوس کیا کہ

طاعت رسول اللہ ﷺ کے ان کے حق میں بہتر ہے ہر معاملے میں خواہ وہ اس کو پسند کریں یا ناپسند کریں تو یہ سوچ پیدا ہو جانا رسول اللہ ﷺ کی افضل مدد اور شرف جس کے اللہ نے اپنے رسول کو مختصر فرمایا۔

ابوجندل اور ابوبصیر اور ان دونوں کے اصحاب واحباب جو ان کی طرف جمع ہو گئے تھے ہمیشہ وہیں رہے اس وقت تک کہ جب ابوالعاص بن ربیع ان کے پاس سے گذرے جن کے نکاح میں زینب بنت رسول اللہ تھی وہ شام کے ملک سے قریش کے ایک گروہ کے ساتھ آ رہے تھے ابوجندل اور ابوبصیر نے ان کو گرفتار کر لیا اور ان کا سامان بھی چھین لیا جو کچھ وہ کما کر لا رہے تھے۔ اور انہیں قید کر دیا مگر ان میں سے کسی کو انہوں نے قتل نہیں کیا۔ ابوالعاص کے داماد رسول ہونے کی وجہ سے حالانکہ ابوالعاص اس وقت تک مشرک تھے اور وہ سیدہ خدیجہ بنت خولید کے ان کی ماں اور باپ دونوں کی طرف سے بھانجے ہوتے تھے۔

لہٰذا ابوجندل وغیرہ نے ابوالعاص بن ربیع کو چھوڑ دیا تھا وہ مدینے چلے آئے تھے اپنی بیوی زینب بنت رسول کے پاس وہ اس وقت مدینے میں تھیں اپنے والد کے پاس۔ اور ابوالعاص جب شام کی طرف جانے لگے تھے تو ان کو اجازت دے گئے تھے کہ وہ اپنے والد کے پاس چلی جائیں اور ان کے پاس رہتی رہیں۔ ابوالعاص جب سیدہ زینب کے پاس پہنچے تو انہوں نے اس سے سیدہ سے اپنے ان ساتھیوں کے بارے میں بات کی جن کو ابوجندل اور ابوبصیر نے قید کر رکھا تھا اور ان کا جو سامان چھین لیا تھا چنانچہ سیدہ زینب نے رسول اللہ ﷺ سے اس بارے میں بات کی۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے اور لوگوں کو مخاطب کر کے فرمایا کہ ہم لوگوں نے کچھ لوگوں سے مصاہرت کا رشتہ کیا تھا اور ہم نے ابوالعاص کو بھی داماد بنایا تھا۔ ہم نے اس رشتہ دامادی کو اچھا اور بہتر پایا ہے۔ بات اس طرح ہے کہ یہ ملک شام سے اپنے بعض قریشی ساتھیوں کے ساتھ آ رہے تھے کہ ابوجندل اور ابوبصیر نے ان کو پکڑ کر قید کر لیا تھا اور اس کے پاس جو کچھ سامان تھا وہ بھی چھین لیا تھا اور ان میں سے کسی کو انہوں نے قتل نہیں کیا اب زینب بنت رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے گذارش کی ہے کہ میں ان لوگوں کو چھڑا دوں کیا تم لوگ ان کو چھڑاؤ گے یعنی ابوالعاص کو اور اس کے ساتھیوں کو؟ اصحاب رسول نے عرض کی جی ہاں جب رسول اللہ ﷺ کی یہ بات ابوجندل اور اس کے ساتھیوں تک پہنچی ابوالعاص کے اور اس کے ساتھیوں کے بارے میں جو اس کے پاس قیدی تھے تو اس نے ان کو چھوڑ دیا اور ان کا مقبوضہ مال بھی پورا پورا ان کو واپس کر دیا حتیٰ کہ اُونٹ کے پیر کی رسی بھی واپس کر دی۔

رسول اللہ ﷺ نے ابوجندل اور ابوبصیر کو خط لکھا اور ان کو حکم دیا کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ جائیں اور وہ مسلمان جو ان دونوں کی پیروی کر رہے تھے ان کو حکم دیا کہ وہ اپنے شہروں اور اپنے گھروں کی طرف چلے جائیں اور قریش یا ان کے قافلے جو ان کے پاس سے گذریں ان میں سے کسی ایک کے ساتھ بھی تعرض نہ کریں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا وہ خط ابوجندل کے اور ابوبصیر کے پاس پہنچا اس وقت ابوبصیر کا انتقال ہو رہا تھا وہ عین اس وقت انتقال کر گیا جب رسول اللہ ﷺ کا نامہ مبارک اس کے ہاتھ میں تھا اور وہ اس کو پڑھ رہا تھا۔ ابوجندل نے اس کو تو اسی مقام پر دفن کر دیا۔ اور اس نے اس کی قبر کے پاس ایک مسجد بنا دی۔ اور ابوجندل رسول اللہ ﷺ کے پاس چلے آئے اور اس کے ساتھ اس کے ساتھی بھی تھے وہ سارے کے سارے اپنے اپنے گھر والوں کی طرف چلے گئے تھے اور اس طرح قریش کے قافلے مأمون ومحفوظ ہو گئے تھے۔ اور ابوجندل ہمیشہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ رہے اور اس کے بعد انہوں نے جتنے جہاد اور معرکے پائے ان سب میں حاضر ہوتے رہے اور فتح مکہ میں بھی موجود تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ واپس مدینے آ گئے تھے اور وہ ہمیشہ مدینے میں رہے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی۔ اور سہیل بن عمرو (ابوجندل کے والد جو کے مسلمان ہو گئے تھے) وہ مدینے میں عمر بن خطاب کی خلافت کے آغاز میں آ گئے تھے وہ ایک ماہ تک مدینے میں رہے اس کے بعد وہ مجاہد بن کر اپنے اہل کے اور مال کے ساتھ شام کی طرف نکل گئے تھے۔ ان کے ساتھ حارث بن ہشام بھی تھے یہ سب ساتھی اور دوست بن گئے تھے۔ اس وقت ابوجندل بھی اپنے والد کے ساتھ شام کی طرف نکل گئے تھے یہ لوگ شام میں مجاہدین کی حیثیت سے رہے حتیٰ کہ

سب انتقال کر گئے۔ حارث بن ہشام (جوان کے ساتھ) وہ بھی انتقال کر گئے۔ ان کی اولاد میں سے صرف عبدالرحمٰن بن حارث باقی رہے تھے۔ عبدالرحمٰن نے فاختہ بنت عتبہ کے ساتھ شادی کی تھی اس سے ان کا بیٹا پیدا ہوا تھا ابو بن عبدالرحمٰن یہ اس کے بیٹوں میں سے بڑا بیٹا تھا۔ یہ ہے ابوجندل اور ابوبصیر کی کہانی)۔ (الدرر لابن عبدالبر۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۷۶۔ سیرۃ شامیہ ۵/ ۹۸۔۱۰۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے ان کو ابوعلاثہ نے ان کو ہمارے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروۃ سے وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ واپس مدینے میں لوٹ آئے (حدیبیہ سے) اس کے بعد بنوثقیف کا آدمی آیا اس کو ابوبصیر کہتے تھے وہ اس وقت آیا تھا جب حضور اکرم ﷺ مدینے میں آگئے تھے۔ اس کو دو آدمی طلب کرنے آئے تھے بنومنقذ بن عبد معیص سے رسول اللہ ﷺ نے اسے ان دونوں کے حوالے کر دیا تھا انہوں نے اس کو جکڑ لیا اور ساتھ لے گئے تھے جب وہ بعض راستے میں پہنچے تو تھک کر سو گئے تھے اس نے اپنے منہ سے تلوار اٹھالی اور اپنے باندھنے والی رسی پر پھیر کر اس کو کاٹ دیا اس کے بعد اس نے دونوں میں سے ایک کو قتل کر دیا اور دوسرے کے پیچھے بھاگے مگر وہ بھاگ کر اس سے پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا۔

اس کے بعد ابوبصیر مدینے سے چلا گیا اور مقام ذوالمروہ میں جا کر اترا قریش کے قافلوں کے راستے پر۔ ادھر سے ابوجندل بن سہیل ستر سواروں کے ساتھ جا کر اس کے ساتھ مل گئے جو کہ مسلمان ہو گئے تھے وہ ابوبصیر کے ساتھ لاحق ہو گئے انہوں نے مشرکین کے رسول اللہ ﷺ سے معاہدہ کی مدت میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جانا پسند نہ کیا اور مشرکین کے سامنے رہنا بھی پسند نہ کیا۔ لہٰذا انہوں نے ایسی منزل پر رہنا پسند کیا جہاں انہوں نے قریش کے شام سے آنے والے قافلوں کا راستہ کاٹ دیا۔ ادھر سے قریش نے ابوسفیان بن حرب کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے مطالبہ کیا اور عاجزی کے ساتھ التجا کی کہ آپ ابوجندل بن سہیل بن عمرو اور ان کے ساتھیوں کے پاس پیغام بھیج کر (ان کو روک دیں کہ وہ قریش کے قافلوں کو نہ لوٹیں اور یا ان کو اپنے پاس بلا لیں)۔ نیز انہوں نے کہا جو شخص ہم لوگوں میں سے نکل کر آپ کے پاس آجائے آپ اس کو اپنے پاس رکھ لیں وہ آپ کے لیے حلال ہے بغیر کسی حرج و تکلیف سے رکھ لیں یعنی ان شتر سواروں نے ہمارے اوپر دروازہ کھول دیا ہے ہم نہیں پسند کرتے کہ ان لوگوں کی دیکھا دیکھی یہ سنت بن جائے کہ لوگ ہمارے راستے کاٹا کریں اور ڈاکے ڈالا کریں ہمارے خلاف۔

جب قریش نے یہ کام کیا اور رسول اللہ ﷺ کی طرف خط لکھا۔ تو وہ لوگ جنہوں نے حدیبیہ میں فیصلہ لکھا جانے کے بعد حضور اکرم ﷺ سے تقاضا کیا تھا کہ ابوجندل کو ان کے حوالے کر دیں۔ آج بات ان کی سمجھ میں آگئی تھی کہ ان کے ناپسند کرنے کے باوجود (ابوجندل و دیگر مسلمان ہونے والوں کا) حضور اکرم ﷺ کی اطاعت میں رہنا بہتر ہے (یعنی اگر وہ دیگر مسلمانوں کی طرح حضور کے پاس مدینے میں رہتے تو یہ عذاب تو نہ ہوتا ہمارے قافلے نہ قتل ہوتے نہ ہی لٹتے) اب وہ جان چکے تھے کہ حضور اکرم ﷺ کے پاس آج ایک قوت ہے جس کے ساتھ اللہ نے ان کو شرف اور عزت بخشی ہے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ابوجندل اور ان کے احباب کے پاس پیغام بھیجا اور وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس مدینے میں پہنچ گئے۔ اور رسول اللہ ﷺ نے یوں بددعا فرمائی۔

اَللّٰهُمَّ اشْدُدْ وطأتك عَلىٰ مُضَرَ مِثْلَ سِنِيْ يُوْسُف

اے اللہ! قبیلہ مضر پر اپنی پکڑ سخت کر دے یوسف علیہ السلام کے برسوں کے قحط کی طرح۔

راوی کہتے ہیں کہ اس بددعا کے بعد وہ لوگ انتہائی مشقت میں واقع ہو گئے (قحط اور بھوک کی وجہ سے) اونٹوں کے بال خون میں لتھڑ کر آگ میں بھون کر کھانے پر مجبور ہو گئے تھے۔ اس وقت ابوسفیان رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔ جو لوگ ہمارے پاس غلہ و خوراک کا سامان لاد کر لاتے تھے یا تو وہ مارے گئے ہیں اور جو موجود نہیں وہ یا خوف زدہ ہیں۔ اس قدر کی آپ کی قوم قریش بھوک سے مر رہی ہے۔ آپ لوگوں کو امان دیں تاکہ امن کی حالت میں قافلے بار برداری کریں۔ حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کو امان دی اور لوگ تجارتی نقل و حمل کرنے لگے۔

(۳) ہمیں خبر دی علی بن محمد بن عبدان نے ان کو خبر دی احمد بن عبد صفار نے ان کو ہشام بن علی نے ان کو عبداللہ بن رجاء نے ان کو حرب یحییٰ سے ان کو ابوسلمہ نے یہ کہ ابوہریرہ نے ان کو حدیث بیان کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب عشاء کی نماز پڑھتے تھے تو آخری رکعت میں رکوع کے بعد یوں دعا کرتے تھے۔ اللھم نج الولید بن الولید الخ۔ اے اللہ! ولید بن ولید کو نجات دے۔ اے اللہ سلمہ بن ہشام کو نجات دے۔ اے اللہ عیاش بن ابوربیعہ کو نجات دے۔ اے اللہ کمزور مسلمانوں کو نجات دے۔ اے اللہ قبیلہ مضر پر اپنی گرفت سخت فرما۔ اے اللہ ان کے برسوں کو یوسف علیہ السلام کے دور کے قحط والے سالوں کی طرح قحط زدہ فرما۔ آپ ﷺ مسلسل اسی طرح دعا کرتے رہے حتیٰ کہ اللہ نے ان کو نجات دی اس کے بعد ان کے لئے دعا کرنا چھوڑ دی تھی۔

(بخاری۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۴۵۸۔ فتح الباری ۸/۲۲۶ ۔ مسلم۔ کتاب المساجد۔ حدیث ۲۹۵۔ ابوداؤد۔ باب صلوٰۃ الوتر۔ حدیث ۱۴۴۲۔ ص ۲/۶۸)

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد مقری نے ان کو حسن بن محمد بن اسحٰق نے ان کو یوسف بن یعقوب نے ان کو نصر بن علی نے ان کو عبدالعزیز بن عبدالصمد نے ان کو عباد بن منصور نے ان کو قاسم بن محمد نے ابوہریرہ سے اس نے نبی کریم ﷺ سے پھر انہوں نے کمزوروں کے لئے دعا کرنے کا ذکر کیا پھر فرماتے تھے اے اللہ اپنی پکڑ سخت فرما مُضر پر اور پکڑ ان کو قحط سالی کے ساتھ یوسف علیہ السلام کے دور کے قحط کی طرح۔ لہٰذا انہوں نے اُونٹوں کی پشم خون آلود کر کے آگ میں جلا کر کھائے۔ راوی کہتے ہیں کہ میں نے قاسم بن محمد سے کہا کہ اس سے مراد ہے خون اور اُونٹوں کے بال۔

باب ۱۰۴

غزوہ ذِیُ قُردُ [۱]

یہ اس وقت ہوا تھا جب ذی قرد کے مقام پر رسول اللہ ﷺ کی دودھ دینے والی اُونٹنیوں کو جو چر رہی تھیں عُیینہ بن حصن فزاری یا اس کا بیٹا چند آدمیوں کے ساتھ مل کر بھگا کر لے گئے تھے گھڑ سواروں کی جماعت میں یہ مقام غابہ یعنی درختوں کے جھنڈ کے پاس ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمر محمد بن عبداللہ بسطامی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے ان کو حدیث بیان کی قتیبہ نے ان کو حاتم بن اسماعیل نے یزید بن ابوعبید سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا سلمہ سے وہ کہتے ہیں میں پہلی اذان سے بھی پہلے

[۱] اس غزوہ کے لئے دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۸۰۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۳۹۔ بخاری ۵/۱۳۰۔ مسلم۔ بشرح اللنووی ۱۲/۱۷۳۔ مغازی للواقدی ۲/۵۳۷۔ انساب الاشراف ۱/۷۶۱۔ تاریخ طبری ۵۹۶۔ ابن حزم ۱/۲۰۱۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۰۵۔ نہایۃ الارب ۱۷/۲۰۱۔ شرح المواہب ۲/۱۱۳۔ عیون الاثر ۲/۱۱۳۔ سیرۃ حلبیہ ۳/۴۔ سیرۃ شامیہ ۵/۱۴۹۔

(صبح ہی صبح منہ اندھیرے) (مقام غابہ کی طرف) نکلا جب کہ رسول اللہ ﷺ کی دودھ دینے والی اُونٹنیاں ذی قُرد کے (چشمہ کی طرف) چر رہی تھیں مجھے راستے میں عبدالرحمٰن بن عوف کا غلام ملا اس نے مجھے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ کی دودھیل اُونٹنیاں پکڑ لی گئی ہیں، میں نے پوچھا کہ کس نے پکڑلی ہیں؟ اس نے بتایا کے بنو غطفان کے لوگوں نے پکڑ لی ہیں۔

چنانچہ یہ سنتے ہی میں نے تین بار زور سے چیخ کر آواز لگایا صَباحَاہُ (عرب علی الصیم خطرہ ہوجانے پر یہ آواز لگاتے تھے) (اس قدر زور سے چیخا کہ) میں نے مدینے کے دونوں کناروں تک اپنی آواز پہنچادی اس کے بعد میں نے ان کا تعاقب کیا حتیٰ کہ میں نے ان کو پالیا وہ اُونٹنیوں کو پانی پلانا چاہ رہے تھے میں نے ان کو تیر مارنا شروع کئے۔ اور میں تو ٹھیک ٹھاک تیرانداز آدمی تھا میں یہ رجزیہ شعر پڑھتا جاتا تھا اور تیر برساتا جاتا تھا۔

انـــــا ان الاکـــــوع والیـــوم یـــوم الـــرُّضَّـــع

میں سلمہ بن اکوع ہوں آج کے دن کمینوں کی ہلاکت ہے

میں رجز پڑھتا جارہا تھا حتیٰ کہ میں نے اس سے دودھیل اُونٹنیاں چھڑالیں۔ اور میں نے ان سے تیس چادریں چھین لیں۔ ابو سلمہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ بھی اتنے میں لوگوں کو ساتھ لے کر آن پہنچے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میں نے ان لیٹروں کو تیر مار مار کر بھگا دیا ہے پانی پینے کے لئے چشمے پر نہیں رکنے دیا وہ پیاسے ہیں اسی وقت آپ ان کے تعاقب میں مجاہدین روانہ کیجئے۔ آپ نے فرمایا اے اکوع کے بیٹے جب مال آپ کے قبضے میں آگیا ہے تو بس اب نرمی کیجئے اس کے بعد ہم لوگ واپس مدینے اس طرح لوٹ آئے کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھے اپنے پیچھے اُونٹنی پر سوار کرلیا تھا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں قتیبہ سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۹۴۔ فتح الباری ۷/۴۶۰۔ مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۱۳۱ ص ۱۴۳۲)

(۲) ہمیں خبر دی ابونصر عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے وہ کہتے ہیں خبر دی ابو مسلم ابراہیم بن عبداللہ نے ان کو ابو عاصم نبیل نے یزید بن ابوعبید سے اس نے سلمہ بن اکوع سے وہ کہتے ہیں کہ میں مدینے سے باہر نکلا غابہ کی طرف جانے کا ارادہ تھا میں نے عبدالرحمٰن بن عوف کے غلام کی آواز سنی وہ کہہ رہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ کی دودھیل اُونٹنیاں پکڑلی گئی ہیں وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کس نے پکڑلی ہیں؟ اس نے بتایا کہ غطفان اور فزارہ کے قبیلے کے کچھ لوگوں نے پکڑلی ہیں۔ (بس یہ سنتے ہی) میں پہاڑی پر چڑھ گیا اور چیخ کر آواز لگائی یا صباحاہ۔ (گویا کہ میں نے اہل مدینہ کو خطرے سے آگاہ کردیا) اس کے بعد میں چوروں کے تعاقب میں دوڑ پڑا یہاں تک کہ میں نے ان سے اُونٹنیاں چھڑالیں اتنے میں رسول اللہ ﷺ بھی اپنے اصحاب کو ساتھ لے کر پہنچ گئے۔ میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ چور لوگ پیاسے ہیں ہم اس سے پہلے ان کو پکڑلیں کہ وہ اپنے لبوں سے پانی لگائیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے ابن الاکوع تم نے اپنے قبضے میں مال لے لیا ہے بس اب نرمی کر لیجئے۔ بیشک وہ لوگ اب غطفان میں جاکر ہی کھانا کھائیں گے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوعاصم سے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ فتح الباری ۶/۱۶۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی احمد بن جعفر نے ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ان کو ان کے والد نے (ح)۔ ابو عبداللہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابو عمرو بن ابو جعفر نے ان کو حسن بن سفیان نے ان کو ابوبکر بن شیبہ نے ان دونوں کو ہاشم بن قاسم نے ان کو عکرمہ بن عمار نے ان کو ایاس بن سلمہ نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ میں مدینے میں آیا تھا حدیبیہ سے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ میں نکلا اور رباح غلام۔ یعنی طلحہ کے گھوڑے کے ساتھ میں اس کو اُونٹوں کے ساتھ پانی کے گھاٹ پر لاتا تھا وقفے وقفے سے جب اندھیرا ہوگیا تو عبدالرحمٰن بن عیینہ نے رسول اللہ ﷺ کے اونٹوں پر لوٹ ڈالی اس نے چرواہے کو قتل کردیا اور جانوروں کو بھگا کر لے گیا اور اس کے ساتھ کچھ دیگر لوگ بھی ساتھ تھے

جوکہ گھوڑوں پر سوار تھے۔ میں نے کہا اے رباح تم اس گھوڑے پر بیٹھو۔ اور فوراً جاؤ طلحہ کے پاس اور رسول اللہ ﷺ کو جا کر خبر دے کہ ان کے جانور لوٹ لیے گئے ہیں اور میں خود اونچی جگہ پر کھڑا ہوگیا میں نے اپنا رخ مدینے کی طرف کر کے تین بار زور سے چیخا یا صباحاہ۔ اس کے بعد میں اپنی تلوار اور تیروں سمیت لوٹنے والوں کے پیچھے بھاگا۔ میں ان کو تیر مارتا اور ان کی کونچیں زخمی کر دیتا تھا۔

یہ اس وقت جب درخت زیادہ آ گئے۔ جب میری طرف کوگھڑ سوار آنے لگتا تو میں اس کی تاک میں کسی درخت کی آڑ میں ہو جاتا پھر میں اس کو تیر مارتا جو نہی کوئی سوار آتا میں اس کے گھوڑے کی کونچیں زخمی کر دیتا میں تیر مارتا جاتا یہ رجز کہتا جاتا تھا میں ابن اکوع ہوں جان لو آج کے دن میں کمینوں کو سبق سکھادوں گا یاد رکھو۔ میں ایسے آدمی سے ملا جس کو میں نے تیر مارا اور وہ اپنے سامان میں بیٹھا تھا میں تیر اس کے سامان میں جا پڑا پھر میں نے تیر مار کر اس کے کندھے کو پرو دیا میں نے کہا لیجئے اس کو میں ابن اکوع ہوں آج کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے۔ جب میں درختوں میں ہوتا تو بھالے کے ساتھ ان کو جلا دیتا تھا جب گھاٹیاں ختم ہوگئیں تو میں پہاڑ کے اوپر چڑھ گیا اور میں نے ان کو پتھر مار مار کر پسپا کیا مسلسل میری اور ان کی یہی حالت رہی میں رجز پڑھتا ان کا تعاقب کرتا رہا۔

حتی کہ میں نے حضور اکرم ﷺ کے سارے جانور اپنے پیچھے چھوڑ دیا اپنے پیٹھ کے پیچھے اس طرح ان کا کامیاب تعاقب کر کے میں نے سارے جانور ان کے ہاتھ سے چھڑا لیے۔ سلمہ کہتے ہیں کہ میں مسلسل ان کو تیر مارتا رہا حتی کہ انہوں نے تیس سے زیادہ نیزے پھینک دیئے۔ اور تیس سے زیادہ چادر پھینک گئے وہ اس طرح اپنا بوجھ ہلکا کرنا چاہتے تھے وہ جو بھی چیز پھینک کر بھاگتے میں ان کو پتھر اٹھا کر اس پر نشانی کے طور پر رکھ دیتا تھا پھر میں نے اس سارے سامان کو رسول اللہ ﷺ کی آمد کے راستے پر جمع کر دیا جب چاشت کا وقت لمبا ہو گیا تو اس کے پاس عیینہ بن بدر ضراری آیا ان کی مدد کے لئے جب کہ وہ لوگ اس وقت ایک تنگ گھاٹی (تنگ پہاڑی راستے میں تھے) میں پہاڑ کے اوپر چڑھ گیا تھا۔ عیینہ نے کہا کہ یہ کیا معاملہ ہے جو میں دیکھ رہا ہوں انہوں نے اس کو بتایا کہ یہ بڑی سختی ہے جس نے ہمیں سحر کے وقت سے تا حال تقسیم کر کے رکھ دیا ہے۔

اور ہمارے ہاتھ میں جو کچھ تھا سب کچھ چھین لیا ہے۔ اور اسے اپنے پیچھے چھوڑ آیا ہے یہ سن کر عیینہ نے کہا کہ۔ اس کا مطلب ہے کہ اس کے پیچھے کمک ہے اگر یہ دیکھتا کہ اس کے پیچھے کوئی نہیں ہے تو یہ نہیں چھوڑ جاتا اتنی دیر تعاقب نہ کرتا۔ اس نے کہا کہ تم میں سے ایک گروہ اس کے پاس جائے چنانچہ ان میں سے چار افراد کا گروہ پہاڑ پر چڑھ کر میری طرف آیا جب میں نے ان کی آواز سنی تو میں نے ان سے کہا کہ کیا تم لوگ مجھے پہچانتے ہو انہوں نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے بتایا کہ میں سلمہ بن اکوع ہوں قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کے چہرہ انور کو عزت بخشی ہے تم میں سے جو بھی شخص میری طلب میں آگے بڑھے گا اور وہ مجھے پالے گا اور میں بھی اس کو طلب کروں گا پھر وہ مجھ سے بچ کر نہیں جائے گا۔ ان میں سے ایک آدمی نے کہا میں بھی یہی سوچ رہا ہوں۔ یعنی وہ واپس چلے گئے میں ابھی اسی جگہ سے نہیں ہٹا تھا۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کے سواروں کو دیکھ لیا جو درختوں کو چیرتے ہوئے آرہے تھے ان میں پہلا شخص اخرم اسدی تھا۔ اس کے پیچھے ابوقتادہ فارس رسول اللہ ﷺ ابوقتادہ کے پیچھے مقداد کیندی تھے۔ سلمہ بن اکوع کہتے ہیں کہ مشرکین نے دیکھا تو وہ مشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ میں پہاڑ سے اُتر آیا۔ اور اخرم کے سامنے آ کر اس کے گھوڑے کی باگ تھام لی۔ میں نے کہا اے اخرم اب ذرا ان مشرکین کو ڈرائیں مجھے اندیشہ ہے کہ کہیں یہ آپ کو کاٹ نہ ڈالیں اس نے ذرا سا توقف کیا حتی کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب بھی پیچھے سے پہنچ گئے۔ اخرم اسد مجھ سے کہنے لگا اے سلمہ اگر تم اللہ پر ایمان رکھتے ہو اور یوم آخرت پر بھی اور تم جانتے ہو کہ جنت حق ہے اور جہنم حق ہے تو تم میرے اور شہادت کے درمیان حائل نہ رہو۔ ابوسلمہ کہتے ہیں کہ میں نے یہ سنتے ہی ان کے گھوڑے کی باگ چھوڑ دی اخرم عبدالرحمن بن عیینہ سے جا ٹکرائے اس نے پلٹ کر حملہ کیا اور اخرم کو قتل کر دیا اور عبدالرحمن اخرم کے گھوڑے پر بیٹھ گیا مگر ابوقتادہ نے اس پر حملہ کیا دونوں نیزہ بازی کرتے رہے اس نے ابوقتادہ کے گھوڑے کی کونچیں کاٹ دیں اور ابوقتادہ نے خود اسی کو قتل کر دیا اب ابوقتادہ اخرم کے گھوڑے پر بیٹھ گئے۔ اس کے بعد میں نے دوڑ دوڑ کر پیچھے گیا کہ (میں اپنے دیگر ساتھیوں کو لے کر آؤں)۔

حتی کہ مجھے اصحاب رسول کے گھوڑوں کا غبار نظر آ گیا۔ جو کہ سورج کے غروب سے قبل اس گھاٹی کی طرف متوجہ ہوئے تھے جس میں پانی تھا اس کو ذوقراد کہتے تھے انہوں نے وہاں سے پانی پینے کا ارادہ کیا ہی تھا کہ انہوں نے مجھے پیچھے دوڑتے ہوئے دیکھا لہٰذا وہ پانی سے ہٹ آئے انہوں ذی شرکی گھاٹی کی طرف پیٹھ کردی۔ اتنے میں سورج غروب ہو گیا اتنے میں میں ایک آدمی سے ٹکرایا جس کو میں نے تیر مارتے ہوئے کہا کہ لیجئے اس کو بھی میں ابن اکوع ہوں اور آج کمینوں کی تباہی کا دن ہے وہ کہنے لگا تیری ماں تجھے کم پائے صبح سویرے سے ابھی تک تو اکوع ہی ہے میں نے کہا جی ہاں اے اپنی جان کا دشمن۔ اور وہ بھی وہی تھا جس کو میں نے تیر مارا تھا میں مسلسل ایک کے بعد دوسرے تیر سے اس کا پیچھا کرتا رہا تھا۔ باقی ان کے پاس دو تیر رہ گئے تھے اور وہ دو گھوڑے چھوڑ کر بھاگ گئے تھے جنہیں میں رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا کر لے آیا جب حضور اسی پانی والی جگہ پر تھے جہاں سے میں نے ان لوگوں کو بھگایا تھا یعنی ذی قُرد سے۔

میں نے دیکھا تو حضور پانچ سو افراد کو ساتھ لے کر پہنچے ہوئے تھے اور اس وقت بلال بعض اونٹنیاں ذبح کر چکے تھے ان میں سے جن کو میں چھڑا کر پیچھے چھوڑ گیا تھا۔ اور وہ حضور اکرم ﷺ کے لئے ان کی کلیجی اور کوہان بھون رہے تھے۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ آپ مجھے اجازت دیجئے میں آپ کے اصحاب میں سے ایک سو آدمی منتخب کرتا ہوں میں کفار پر جھپٹتا ہوں عشاء کے ٹائم ان میں سے کسی شراب پینے والے کو میں نہیں چھوڑوں گا سب کو قتل کردوں گا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کیا واقعی اے سلمہ تم ایسا کرو گے؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں کروں گا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کے روئے مبارک کو عزت بخشی ہے۔

رسول اللہ ﷺ خوشی سے ہنس پڑے حتی کہ میں نے آپ کی آخری داڑھیں بھی دیکھ لیں جیسے دن کی روشنی میں۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ وہ لوگ اس وقت ارض غطفان پر مہمانی دیئے جارہے ہیں۔ پھر ایک آدمی آیا غطفان سے۔ اس آدمی نے کہا کہ فلاں غطفانی کی طرف چلو اس نے مذکورہ بھاگنے والوں کے لئے اُنٹ ذبح کیا ہے جب وہ لوگ اس کی کھال اُتار رہے تھے تو انہوں نے (حضور اکرم ﷺ اور صحابہ کی آمد کا) غبار اڑتا ہوا دیکھا تو (گھبرا کر) بھاگ گئے اور ذبح کیا ہوا اُونٹ وہیں چھوڑ گئے۔ ہم نے جب صبح کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ہمارے بہترین سوار ابوقتادہ ہے اور بہترین پیدل مجاہد سلمہ بن اکوع ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے مجھے سوار اور پیدل کا اکٹھا حصہ دیا۔ اور پھر حضور اکرم ﷺ نے مجھے اپنی اونٹنی عصاء پر اپنے پیچھے سوار کیا مدینہ واپس لوٹتے ہوئے جب ہم مدینہ کے ضمرہ کے قریب پہنچے تو انصار کا ایک آدمی ایسا تھا احباب میں سے جس سے آگے کوئی نہیں ہو سکتا تھا۔ اس نے آواز لگائی کیا کوئی آگے جانے والا ہے جو مدینہ آگے پہنچ کر دکھائے اس نے بار بار آگے سواروں نے نکلنے کی کوشش کی جب کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پیچھے سواری پر بیٹھا تھا۔ میں نے اس سے کہا کیا بات ہے کیا تم کسی عزت دار کی عزت نہیں کر سکتے ہو اور نہ ہی کسی شریف آدمی کی شرافت کا لحاظ کرتے ہو! اس نے کہا کہ میں کرتا ہوں۔

سوائے رسول اللہ ﷺ کے میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان۔ آپ چھوڑیں مجھے میں اس آدمی سے سبقت کر کے دکھاتا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تمہاری مرضی میں نے کہا کہ میں جاتا ہوں اس کے پاس چنانچہ وہ اپنی سواری سے کود گیا میں نے اپنا پیر دُہرا کیا میں بھی اُونٹنی سے کود گیا یعنی اپنے آپ کو آگے کرنے کی پوری کوشش کی اس کے بعد میں نے دوڑ لگائی حتی کہ میں اس کے ساتھ مل گیا اور میں نے اس کے کندھوں کے درمیان اپنے ہاتھ سے تھپڑ مارا اور میں نے کہا میں آگے بڑھ رہا ہوں تجھ سے اللہ کی قسم کہتے ہی کہ وہ ہنس پڑے اور کہا کہ میں بھی یہی گمان کرتا ہوں۔ حتی کہ ہم لوگ مدینے میں آ گئے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر ص ۱۴۳۵)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو اسحٰق بن ابراہیم نے ان کو ابوعامر عقدی نے ان کو عکرمہ بن عمار نے ان کو ریاس بن سلمہ نے ان کے والد سے اس نے اسی حدیث کا معنیٰ مفہوم ذکر کیا ہے اور انہوں نے کہا کہ میں مدینے تک ان سے آگے آگے رہا کہا کہ مدینے جا کر ہم لوگ صرف تین دن ہی ٹھہرے تھے کہ پھر ہم لوگ خیبر کی طرف نکل گئے تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے۔ اسحٰق بن ابراہیم سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر ص ۱۴۳۵)

محمد بن اسحق بن یسار کا خیال

محمد بن اسحق بن یسار نے خیال کیا ہے کہ یہ غزوہ (غزوۂ ذی قرد) غزوۂ بنولحیان کے بعد ہوا تھا اور وہ لوگ بعض مویشیوں کو لائے تھے۔ یہاں تک کہ ایک عورت جس کو ان ڈاکوؤں نے قید کر لیا تھا وہ بھی آن پہنچی۔ وہ عورت (ڈاکوؤں کے بھاگ جانے کے بعد) اس پر سوار ہو کر اس کو لے آئی تھی۔ یہ واقعہ اس روایت میں ہے جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ نے مغازی میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو محمد بن اسحق نے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور عبداللہ ابوبکر بن حزم نے اور دیگر نے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوۂ بنولحیان سے واپس آئے تھے تو آپ نے آنے کے بعد صرف چند راتیں ہی قیام کیا تھا کہ بنوفزارہ نے یعنی عیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر فزاری نے بنوفزار کے کچھ افراد کے ساتھ مل کر رسول اللہ ﷺ کی دودھ والی اُونٹنیوں پر ڈاکہ ڈالا تھا یہ اونٹنیاں مقام غابہ میں تھیں ان اُونٹنیوں میں بنوغفار کا ایک آدمی (چرواہا) اور اس کی بیوی بھی اس کے ساتھ تھے ان غارت گری نے غفاری آدمی (چرواہے) کو قتل کر دیا اور اس کی عورت کو اُٹھا کر لے گئے تھے اور رسول اللہ کی دودھیل اُونٹنیاں بھی ہانک کر لے گئے۔

بس پہلا شخص جو ان سے ٹکرایا تھا وہ حضرت سلمہ بن عمر بن اکوع سلمی تھے۔ وہ اس حال میں دوڑے تھے کہ ان کی کمان بھی ان کے پاس تھی۔ وہ اس دن غابہ کی طرف جا رہے تھے جب وہ وداع کی گھاٹی پر چڑھے تو انہوں نے گھڑ سوار دیکھے جو اونٹنیوں میں پھر رہے تھے اور ان کا پیچھا کر رہے تھے وہ ایک چٹان پر چڑھ گئے اور انہوں نے چیخ ماری واصباحاہ۔ الفزع۔ الفزع۔ خطرہ خطرہ یہ آواز رسول اللہ ﷺ تک پہنچ گئی اور آپ ﷺ نے مدینے میں اعلان کر دیا یا خیل اللہ ارکبُو را ے خدائی شاہسوارو فوراً سوار ہو جاؤ۔ چنانچہ پہلا سوار جو تیار ہو کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا وہ مقداد بن عمرو بہرانی حلیف بنوزھرہ تھا اس کے بعد مسلسل آپ کے پاس سوار آنا شروع ہو گئے تھے۔

حتی کہ آٹھ سو گھڑ سوار پہنچ گئے۔ ان میں سعد بن زید بنوعبدالاشہل کا بھائی بھی تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کو گھڑ سواروں کا امیر مقرر فرمایا اور ان کو ہدایات دی کہ تم لوگ ڈاکوؤں کی تلاش اور تعاقب میں نکلو میں بھی تمہارے پیچھے پیچھے آنا چاہتا ہوں سوار چل پڑے اور ڈاکوؤں تک پہنچ گئے۔ ابوقتادہ نے جو بنوسلمہ کے بھائی تھے حبیب بن قتیبہ کو قتل کر دیا۔ اور عکاشہ بن محصن بن عمرو نے اوبار کو اور اس کے باپ کو پالیا وہ دونوں ایک ہی اُونٹ پر بیٹھے ہوئے تھے عکاشہ نے ایک ہی نیزے سے دونوں کو پرو دیا اس نے ان دونوں کو قتل کر دیا۔ اور تحقیق بنواسد میں سے ایک گھڑ سوار جس کا نام اخرم اسدی تھا وہ پہلے ڈاکوؤں تک پہنچ گیا تھا وہ بہترین گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے ڈاکوؤں سے کہا ٹھہرو ٹھہرو اے کمینوں کی اولاد تمہارے اوپر مہاجرین وانصار میں سے تمہارے مالک آ جائیں۔ اس پر ایک ڈاکو نے حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا تھا۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی کے سوا اور کوئی بھی قتل نہیں ہوا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۳۹-۲۴۱)

ابن اسحق کہتے ہیں

ابن اسحق کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے کہ وہ محمود بن مسلمہ کے گھوڑے پر سوار تھا اس کو ذولمّہ۔ زلفوں والا کہتے تھے۔ جب آدمی قتل ہو گیا تو گھوڑا گھومتا رہا اس پر قادر نہ ہو سکا تو واپس اصطبل میں آ گیا بنوعبدالاشہل میں۔ کہتے ہیں سلمہ بن اکوع اپنی تیراندازی کے ساتھ ان کے سامنے نہ آیا۔ وہ اپنے قدموں پر جما ہوا تھا اور وہ کہہ رہا تھا لیجئے یہ تیر میں ابن اکوع ہوں آج کا دن کمینوں کی ہلاکت کا دن ہے۔ جب ان پر کوئی گھڑ سوار حملہ کرتا تو وہ اس سے بھاگ جاتے اور وہ اس سے اپنے تیر کے ساتھ دفاع کرتے پھر ان کے مقابلے پر آ جاتے یہاں تک کہ مجاہدین پہنچ گئے اور بعض جانور بھی ساتھ لے آئے۔ لوگ پہنچ گئے تو رسول اللہ ﷺ ذی قرد کے پہاڑ کے ساتھ اُتر گئے تھے سلمہ بن اکوع نے رسول اللہ ﷺ سے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے ایک سو آدمی دے کر چھوڑ دیں میں ڈاکوؤں کو گردنوں سے پکڑ کر لے آتا ہوں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بیشک ان کو اس وقت غطفان میں شام کے وقت کی شراب پلائی جارہی ہوگی۔ رسول اللہ ﷺ اس مقام پر ایک دن یا دو دن ٹھہرے رہے اور اپنے اصحاب کے درمیان اونٹ تقسیم کئے اور سو آدمی کے لئے ایک ذبح کرنے کے لئے اونٹ دیا انہوں نے اس دن ان کو کھایا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس لوٹ کر آ گئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۴۲)

ابن اسحٰق کہتے ہیں

ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے بعض اصحاب نے عبداللہ بن کعب بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ نہیں تھا احزم مگر ایک ایسے گھوڑے پر جو تھا عکاشہ بن محصن کا تھا اس کو الجناح کہتے تھے۔ احزم اس دن قتل ہو گیا اور ایک قبیلہ غفاری کی عورت رسول اللہ ﷺ کی اونٹنی پر سوار ہو کر آئی تھی جو کہ رسول اللہ ﷺ کے مال یا اُونٹوں میں تھی۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچی اور اس نے رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔ اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں نے منت مانی تھی اللہ واسطے کی کہ اگر اللہ نے مجھے اسی پر نجات دے دی تو میں ان کو اللہ واسطے ذبح کردوں گی۔ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر ہنس پڑے اور فرمایا۔ آپ نے اس کو بہت بُری جزا اور بدلہ دینے کا ارادہ کیا ہے ایک تو اللہ نے آپ کو اس پر سواری کروائی ہے دوسرے اس نے تجھے اسی کے ذریعے سے نجات دی ہے۔ بیشک اللہ کی معصیت و نافرمانی میں کوئی نذر و منت واجب نہیں ہوتی۔ اور اس میں بھی نذر واجب نہیں ہوتی جو چیز تیری ملکیت میں نہ ہو اور جب کہ حقیقت کچھ اس طرح ہے کہ یہ اونٹنی میری ہے آپ اپنے گھر والوں کے پاس واپس چلی جائیں۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۴۲_۲۴۳)

میں کہتا ہوں کہ عمران بن حصین کا کہنا ہے یہی اُونٹنی عُضباء تھی (یعنی رسول اللہ کی مشہور سواری)۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ صفار نے ان کو خبر دی اسماعیل بن اسحٰق قاضی نے ان کو سلیمان بن حرب اور عام بن فضل نے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو حیری نے اور الفاظ اس کے ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یُعلیٰ نے ان کو ابوربیع نے ان کو حماد نے ایوب سے اس نے ابوقلابہ سے اس نے ابوالمہلب سے اس نے عمران بن حصین سے وہ کہتے ہیں کہ عُضباء اُونٹنی بنو عُقیل کے ایک آدمی کی تھی (تیز رفتار) حجاج کی سواریوں سے سبقت کرنے والی تھی۔ آدمی قید کر کے لایا گیا اور عُضباء بھی پکڑ کر لائی گئی۔ نبی کریم ﷺ اس کے پاس سے گذرے تو وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف سے قیدی بنا کر باندھا ہوا تھا ایک گدھے کے اوپر جس پر ایک ایک کپڑے کا چیتھڑا ڈالا ہوا تھا۔ اس آدمی نے پوچھا اے محمد! کس بات پر تم لوگوں نے مجھے اور حاجیوں سے سبقت کرنے والی کو پکڑ لیا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تجھے تو ہم نے گرفتار کیا ہے تیرے بنوثقیف کے حلیفوں کی جسارت کی وجہ سے۔

کہتے ہیں کہ بنوثقیف نے اصحاب رسول میں سے دو آدمیوں کو قیدی بنا لیا تھا۔ پوچھا کہ کس چیز کی شہادت دیتا ہے اس آدمی نے کہا کہ میں مسلمان ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کاش کہ تو یہ بات اس وقت کہتا جب تو اپنے معاملے کا مالک و مختار تھا تو تو مکمل فلاح پایا جاتا۔ (یعنی اگر تو کلمہ اسلام) اس وقت کہتا قیدی بننے سے پہلے جب تو اپنے معاملے کا مالک تھا تو تو مکمل نجات پاجاتا۔ کیونکہ اگر قیدی ہونے سے پہلے مسلمان ہو جاتا تو تجھے قید کرنا جائز نہ ہوتا۔ لہٰذا تو اسلام اور سلامتی از قید سے کامیاب ہو جاتا اور مال کو غنیمت بنوانے سے بچا لیتا۔ اب جب قیدی ہونے کے بعد تم مسلمان ہو رہے ہو تو اب تیرے قتل کرنے کا اختیار ساقط ہو گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ یہ بات کر کے جانے لگے تو اس نے کہا اے محمد! میں بھوکا ہوں مجھے کھانا کھلایئے۔ اور میں پیاسا بھی ہوں مجھے پانی بھی پلوایئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ یہ تیری حاجت و ضرورت ہے۔ اس کے بعد اس آدمی کو دو آدمیوں کے فدیے اور بدلے کے ساتھ چھوڑ دیا گیا۔ اور رسول اللہ ﷺ نے عضباء اُونٹنی کو اپنی سواری کے لئے رکھ لیا تھا۔ پھر جب مشرکین نے مدینے کے مال پر غارت ڈالی تو وہ دیگر جانوروں کے ساتھ عضباء کو بھی لے گئے تھے ان لوگوں نے مسلمانوں کی ایک عورت کو بھی قیدی بنا لیا تھا وہ لوگ رات کو ان جانوروں کو اپنے صحنوں میں کر لیتے تھے کہتے ہیں کہ ایک رات کو وہ مسلمان عورت اس وقت جب وہ ڈاکو سو رہے تھے اُٹھی جب وہ کسی اونٹ کے پاس جاتی اور اس پر ہاتھ رکھتی یا پیر رکھتی

وہ آواز کرنے لگتا حتی کہ وہ غضباء اُونٹنی کے پاس آئی یہ کمزور اونٹنی تھی اس کے گلے میں گھنٹی بھی تھی وہ عورت اس پر سوار ہو بیٹھی اور اس کو واپس مدینے کی طرف متوجہ کرلیا اور نذر مان لی کہ اگر اللہ نے اس کو نجات دے دی تو وہ اس اُونٹنی کو اللہ واسطے ذبح کردے گی جب مدینے میں آ گئی تو اونٹنی پہچان لی گئی کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ کی اُونٹنی ہے حضور اکرم ﷺ کو عورت کی نذر کی خبر دی گئی خود بھی اس نے یہی خبر دی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا آپ اس کو برا بدلہ دے رہی ہیں اللہ نے آپ کو اسی کے اوپر نجات دی ہے کیا اسی لیے کہ اس کو ذبح کر دو نہیں نہیں اللہ کی نافرمانی میں کسی نذر کا پورا کرنا لازمی نہیں ہے نہ ہی اس چیز میں نذر کو پورا کرنا لازم ہوتا ہے جس کا وہ مالک نہ ہو۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو ربیع زہری سے۔ (مسلم۔ کتاب النذر۔ حدیث ۸ ص ۳/۱۲۶۲۔۱۲۶۳)

شاہسواران رسول نے اس موقع پر شدید قتال کیا

موسیٰ بن عقبہ نے ذکر کیا ہے کہ عیینہ بن بدر فزاری نے رسول اللہ ﷺ کے مویشیوں پر لوٹ ڈالی تھی حالانکہ اھل مدینہ غابات میں تھے یا اس سے قریب تھے اور کہا جاتا ہے کہ مسعدہ فزاری ان کی قوم کا سردار تھا (یعنی ڈاکوؤں کا) رسول اللہ ﷺ مدینے سے نکلے ان کی تلاش میں آپ کے ساتھ مسلمان بھی تھے ان میں سے آدمیوں کے گروہ نے جلدی کی آگے چلے گئے ان کے امیر سعد بن زید بنو عبدالاشھل کے بھائی تھے انہوں نے ان ڈاکوؤں کو پالیا۔ ابوقتادہ نے مسعدہ کو جھپٹ میں لے کر پکڑ لیا اور اللہ نے اس کو ابوقتادہ کے ہاتھوں قتل کرادیا۔ اور ابوقتادہ نے اپنی سرخ رنگ کی چادر لی اور مقتول کے اوپر ڈال دی قتل کرنے کے بعد۔

اس کے بعد وہ مویشیوں کے پیروں کے نشانات کے پیچھے پیچھے دوڑ پڑے جب پیچھے سے رسول اللہ ﷺ اور ان کے ساتھ جو مسلمان تھے وہ پہنچے تو ابوقتادہ کی چادر دیکھ کر پریشان ہو گئے کہ ابوقتادہ قتل ہو گئے ہیں مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ ابوقتادہ نے اس کو قتل کر کے اپنی چادر اس پر ڈال دی ہے تا کہ آپ لوگ یہ جان سکو کہ ابوقتادہ نے ہی اس کو قتل کیا ہے چنانچہ انہوں نے اس مقتول کو بھی چھوڑ دیا اور اس کے سامان کو بھی اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے سواروں نے دشمنوں کو پھر پا لیا اور مال مویشیوں کو بھی انہوں نے سخت قتال کیا اور مویشی چھڑا لیے۔ اور اللہ نے دشمنوں کو شکست دی اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ حضرت ابوقتادہ نے مسعدہ کی عورت فرقہ نامی کو بھی قتل کر دیا تھا اس دن مسلمانوں میں سے اجدع محرز بن نضلہ قتل ہو گئے تھے ان کو اوبار نے قتل کیا تھا۔ اس کے بعد عکاشہ بن محصن نے حملہ کیا انہوں نے اوبار کو اس کے بیٹے عمر سمیت قتل کر دیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ باپ بیٹا دونوں آگے پیچھے ایک ہی سواری پر بیٹھے ہوئے تھے (انہوں نے ایسا تیر مارا کہ وہ دونوں کے پار ہو گیا تھا)۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ جوہری نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے اس کو ذکر کیا ہے۔ اسی کے مفہوم کو ذکر کیا ہے ابوالاسود نے عروہ سے ابو قتادہ کے بارے میں اور ان کے مسعدہ کو قتل کرنے کے بارے میں۔ اور احزم کو قتل کیا تھا اور بار نے یعنی محرز بن نضلہ احدع کو اور پھر عکاشہ بن محصن نے قتل کیا تھا او بار کو اور اس کے بیٹے کو۔

(۷) ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوجعفر بغدادی نے ان کو ابوعلاثہ نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ سے اس نے اس کو ذکر کیا ہے اور نہیں ذکر کیا سعد بن زید کو۔

(۸) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابواحمد علی بن محمد بن عبداللہ بن حبیب ازوقی نے مقام قزو میں ان کو سیف بن قیس بن ریحان مروزی نے ان کو عکرمہ بن قتادہ بن عبداللہ بن عکرمہ بن عبداللہ بن ابوقتادہ انصاری نے ان کو ان کے والد نے اپنے والد سے اس نے عبداللہ بن ابوقتادہ سے یہ کہ ابوقتادہ نے اپنا گھوڑا خریدا تھا ان مویشیوں میں سے جو مدینے میں داخل ہوئے تھے چنانچہ ان کو مسعدہ فزاری ملا تھا اور کہنے لگا اے ابوقتادہ یہ کیسا گھوڑا ہے یعنی کس لئے ہے ابوقتادہ نے کہا کہ یہ اس لئے ہے تا کہ میں اس کو رسول اللہ ﷺ کی مدد کے لئے تیار رکھوں۔

مسعدہ نے کہا تھا کس قدر تمہارا قتل ہونا آسان ہے اور تم کس قدر اپنے قتل ہونے کے لئے تیار رہتے ہو۔ ابوقتادہ نے یہ سن کر کہا خبردار میں اللہ سے درخواست کرتا ہوں کہ میں اسی پر سوار ہو کر تم سے لڑ کر تمہیں قتل کروں اس نے کہا تھا۔ آمین

ایک دن ابوقتادہ اپنی چادر کے دامن میں کھجوریں ڈال کر اپنے گھوڑے کو کھلا رہے تھے کہ یکا یک اپنا سر اُوپر اُٹھایا اور کان کھڑے کیے ابوقتادہ نے کہا میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اس نے گھوڑے کی بومحسوس کی ہے۔ مگر ان کی والدہ نے کہا اے بیٹے جاھلیت کے دور میں ہماری طرف کوئی میلی آنکھ سے نہیں دیکھتا تھا اب جب کہ محمد ﷺ آ گئے ہیں اب کوئی ہماری طرف کیسے آئے گا اتنے میں گھوڑے نے پھر اپنا سرُ اٹھایا اور کان کھڑے کیے ابوقتادہ نے کہا اللہ کی قسم اس نے کسی دشمن کے گھوڑے کی بومحسوس کی ہے۔ اس نے اس کی زین اس پر کسی اسے تیار کیا اپنے ہتھیار زیب تن کیے پھر اٹھا حتی کہ اس مقام پر آیا جس کو زوراء کہتے تھے وہاں پر اس کو صحابہ کرام میں سے ایک آدمی ملا اس نے کہا اے ابوقتادہ اپنے گھوڑے کو تیز کر نبی کریم کی دودھیل اُونٹنیاں پکڑ لی گئی ہیں نبی کریم ﷺ اور صحابہ کرام ان کی تلاش میں جار ہے ہیں ابوقتادہ نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں اس صحابی نے ثنیہ کی طرف ارشارہ کیا اس نے گھوڑے بھگایا جا کر دیکھا تو نبی کریم ﷺ مقام ذباب پر صحابہ کی جماعت کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے اس نے اپنے گھوڑے کو آزاد کیا اور چھوڑ دیا اور نبی کریم ﷺ کے پاس گیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا چلتے رہو ابوقتادہ اللہ آپ کا ساتھی ہو ابوقتادہ کہتے ہیں کہ میں (حضور اکرم کے کہنے پر) روانہ ہو گیا۔

اچانک کیا دیکھتا ہوں کہ ایک انسان ہمارا راستہ روک رہا ہے بس ہم نے جلدی سے لشکر پر حملہ کر دیا۔ انس نے مجھ سے کہا اے ابوقتادہ آپ کہتے ہیں۔ بہر حال یہ قوم ایسی ہے کہ ہمیں ان کے ساتھ لڑنے کی باقت نہیں ہے ابوقتادہ نے کہا کہ تم یہ کہتے ہو کہ میں بیٹھا ہوا ہوں حتی کہ نبی کریم ﷺ آ جائیں میں یہ ارادہ کرتا ہوں کہ تم ایک کو۔ نے میں جکڑے پڑے ہو اور میں دوسرے کونے میں۔ یہ کہتے ہوئے ابوقتادہ کود کر اٹھ کر کھڑے ہوئے اور قوم کو چیرتے ہوئے آگے بڑھے اور انہیں تیر مار کر گرا دیا۔ جوان کی پیشانی پر لگا۔ ابوقتادہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کا بھالا کھینچا میں گمان کرتا ہوں کہ میں نے کوئی لوہا کھینچا ہے اور میں اپنے رُخ پر روانہ ہو گیا۔ میں زیادہ دیر نہیں ٹھہرا تھا کہ میرے سامنے ایک گھڑ سوار نمودار ہوا جو تیز رفتار گھوڑے پر سوار تھا اور بھاری ہتھیار سے لیس تھا سر پر خوذ تھا اس نے مجھے پہچان لیا میں نے اس کو نہیں پہچانا اس نے کہا کہ اللہ نے تجھے مجھ سے ملوا دیا ہے اے ابوقتادہ اتنے میں اس نے اپنا چہرہ کھولا تو وہ مسعدہ فزاری تھا (ڈاکوؤں کا سردار) اس نے مجھ سے کہا کہ میں کیا کروں تیرے ساتھ ہم آپس میں تلوار کے ساتھ مقابلہ کریں۔ یا نیزہ بازی کریں یا باہم کشتی کریں۔

کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ یہ اللہ کے سپرد ہے اور تیری مرضی پر ہے جب تم چاہو کہتے ہیں مسعدہ نے کہا کہ بلکہ جسمانی مقابلہ ہوگا کہتے ہیں کہ اس نے اپنی سواری سے چھلانگ ماردی میں نے اپنی سواری پر سے چھلانگ مارلی میں اپنی سواری اور ہتھیار کسی شی کے ساتھ اٹکا دیئے اس نے بھی اٹکا دیئے اس کے بعد ہم نے مقابلہ شروع کر دیا زیادہ دیر نہیں گذری تھی کہ اللہ نے مجھے کامیابی دی اس کے اوپر۔ کہ میں اس کے سینے پر سوار ہو گیا۔

اللہ کی قسم میں اہم ترین آدمی تھا اس کو اپنی بغل میں دبانے والا میں نے اس کو دبائے ہوئے یہ سوچا کہ اگر میں اپنی تلوار لینے کے لئے اُٹھتا ہوں تو یہ اپنی تلوار لینے کے لئے بھی اٹھے گا میں دو لشکروں کے مابین تھا میں خطرے میں تھا کہ کوئی مجھ پر ٹوٹ پڑے گا۔ اچانک میں نے محسوس کیا کہ میرے سر پر کوئی چیز آن لگی ہے اس وقت ہم دونوں گتھم گتھا ہو رہے تھے۔ لڑتے لڑتے ہم لوگ مسعدہ کے ہتھیار کے پاس جا پہنچے میں نے اپنا ہاتھ اس کی تلوار پر مارا جب اس نے دیکھا کہ تلوار میرے ہاتھ میں آ گئی ہے تو اس نے کہا اے ابوقتادہ اب مجھے زندہ رہنے دیجئے۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا نہیں اللہ کی قسم کیا جہنم کے طبقہ (ہاویہ) میں تیری ماں جائے گی اس نے کہا اے ابوقتادہ میرے بچے کہاں جائیں گے؟ میں نے کہا کہ جہنم میں۔

ابوقتادہ کہتے ہیں کہ میں نے اس کو قتل کر دیا اور میں نے اس کو اپنی چادر میں لپیٹا اور اس کے کپڑے چھین کر خود پہنے اور اس کے ہتھیار خود لیے اور اس کے گھوڑے پر بیٹھ گیا۔ جب ہم لوگ باہم لڑ رہے تھے تو اس وقت میرا گھوڑا کہیں گم ہو گیا اور چلا گیا تھا۔ میں لشکر کی طرف لوٹا تو دیکھا کہ ان لوگوں نے اس کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں۔ کہتے ہیں کہ پھر میں سیدھے چلا گیا تھوڑی دیر میں نے مسعدہ کے بھتیجے کو دیکھا وہ شرہ گھڑ سواروں کے بیچ میں آ رہا تھا۔

میں نے ان کو روکنے کا اصرار کیا چنانچہ وہ رک گئے جب میں ان کے قریب ہوا تو میں نے ان پر اچانک حملہ کر دیا میں نے مسعدہ کے بھتیجے کو نشانہ مارا جس سے میں نے اس کی کمر توڑ دی جس سے اس کے ساتھی بھاگ گئے اور میں نے اپنے نیزے سے اونٹنیاں ہانک کر لے آیا۔

ابوقتادہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ تشریف لے آئے اور جو صحابہ کرام آپ ﷺ کے ساتھ تھے۔ مخالف لشکر نے جب دیکھا تو بھاگ گئے ابوقتادہ کہتے ہیں کہ جب حضور اکرم ﷺ لشکر کی جگہ پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ ابوقتادہ کے گھوڑے کی کونچیں کٹی پڑی ہیں۔ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ اس کے پاس رک گئے۔ ابوقتادہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کرام آئے جب اس مقام پر پہنچے جہاں ہم لوگ لڑتے رہے تھے تو ظاہری طور پر انہوں نے دیکھا کہ ابوقتادہ اپنے کپڑے میں ڈھکا ہوا ہے کہتے ہیں کہ صحابہ میں سے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ابوقتادہ شہید کر دیا گیا ہے کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ ابوقتادہ پر رحم فرمائے وہ دشمن کے تعاقب میں ہے اور رجز پڑھ بڑھ رہا ہے۔ پس ان میں شیطان میں داخل ہو گیا بایں صورت کہ وہ دیکھ رہے تھے کہ ابوقتادہ کا گھوڑا زخمی پڑا ہے اور ابوقتادہ کی چادر اس کے اوپر ڈھکا ہوا ہے۔ (فوراً ان کو یقین ہو گیا کہ ابوقتادہ ہی قتل ہوا پڑا ہے) کہتے ہیں کہ عمر بن خطاب اور ابوبکر صدیق دوڑے انہوں نے لاش کے منہ سے کپڑا ہٹایا تو کیا دیکھتے ہیں کہ وہ مسعدہ فزاری کی لاش ہے۔ اللہ کی قسم میں نے منظر دیکھا تو خود ہی سے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور کہا کہ اللہ نے اور اس کے رسول ﷺ نے سچ فرمایا ہے۔

یا رسول اللہ ﷺ یہ مسعدی کی لاش ہے۔ لوگوں نے بھی نعرہ تکبیر بلند کیا۔ کچھ زیادہ دیر نہ گذری تھی کہ ابوقتادہ ہمارے سامنے اُونٹنیوں کو ہانکتے ہوئے نمودار ہوئے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس موقع پر دعا دیتے ہوئے فرمایا تیرا چہرہ فلاح و کامیابی سے ہم کنار ہوا اے ابوقتادہ۔ ابوقتادہ گھڑ سواروں کا سردار ہے اللہ تیرے اندر برکت عطا کرے اے ابوقتادہ اور تیرے بیٹوں میں اور تیرے پوتوں میں۔ میرا گمان ہے کہ کہا تھا تیرے بیٹوں میں اور تیرے پوتوں میں۔ یہ کیا ہوا تیرے چہرے پر اے ابوقتادہ؟ کہتے ہیں کہ میں نے بتایا میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان یہ مجھے تیر لگا ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے اس کو عزت عطا کی ہے، جسقدر بھی عطا کی ہے میں نے یہ گمان کیا تھا کہ میں نے اس کو کھینچ لیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے قریب آیئے اے ابوقتادہ کہتے ہیں کہ میں حضور اکرم ﷺ کے قریب ہوا آپ ﷺ نے نہایت ہی آرام سے اس پھل کو نکال لیا رسول اللہ ﷺ نے اسی پر اپنا لعاب دہن لگایا اور زخم کے اُوپر اپنی ہتھیلی رکھ دی۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو عزت بخشی ہے نبوت کے ساتھ ایسے لگا جیسے نہ تو مجھے کبھی چوٹ لگی تھی اور نہ ہی مجھ پر کوئی زخم ہوا تھا۔

مجموعہ ابواب غزوۂ خیبر ۱۰۵

غزوۂ خیبر کی تاریخ [1]

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی کمال قاسم جوہری نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مدینے میں آئے حدیبیہ سے تو وہاں پر صرف بیس راتیں یا اس کے قریب قریب ہی ٹھہرے تھے اس کے بعد وہ وہاں سے خیبر کی طرف جہاد کے لئے چلے گئے تھے۔ اور اللہ تعالیٰ ان کو خیبر کے فتح ہونے کا وعدہ دیا تھا حالانکہ آپ ابھی تک حدیبیہ میں ہی تھے۔ (الدرر لابن عبدالبر ۱۹۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۱۸۱۔

[1] اس غزوہ کے لئے دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/ ۱۰۲۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۸۳۔ مغازی للواقدی ۲/ ۶۳۳۔ بخاری ۵/ ۱۳۰۔ مسلم۔ بشرح النووی ۱۲/ ۱۶۳۔ تاریخ طبری ۳/ ۵۔ انساب الاشراف ۱/ ۱۷۶۔ ابن حزم ۱/ ۱۹۹۔ عیون الاثر ۲/ ۱۶۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۱۸۱۔ شرح المواہب ۲/ ۲۱۷۔ عیون الاثر ۲/ ۱۱۳۔ سیرۃ شامیہ ۵/ ۱۸۰۔

(۲)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی یعقوب بن سفیان نے ان کو عثمان بن صالح نے ابن لہیعہ سے ان کو حدیث بیان کی ابوالاسود نے عروہ سے ان کو حدیث بیان کی یعقوب نے ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے۔ کہ یہ ذکر ہے نبی کریم ﷺ کی مغازی (جنگوں) کا وہ جن میں آپ نے قتال کیا تھا (ابن شہاب) نے ان کو ذکر کیا ہے اور کہا کہ ان سب میں آپ ﷺ نے قتال کیا۔ اس کے بعد حضوا کرم ﷺ نے قتال کیا خیبر والے دن سنہ چھ میں۔ (ابن شہاب نے) اپنی اسناد کے ساتھ کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن ربیع نے ان کو ابن ادریس نے ابن اسحق سے ان کو عبداللہ بن ابوبکر نے وہ کہتے ہیں کہ غزوۂ خیبر کا آغاز محرم کے عقب میں ہوا تھا اور رسول اللہ ﷺ صفر کے آخر میں آئے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۸۳)

(۳)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زہری نے عروہ سے اس نے مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ سے، ان دونوں سے اس کو حدیث بیان کی ہے اکٹھے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ والے سال واپس لوٹے تو ان پر سورۃ فتح نازل ہوئی تھی مکے اور مدینے کے درمیان اللہ عزوجل نے حضورا کرم ﷺ کو اس میں یہ (پیشن گوئی) عطا فرمائی تھی۔

وعدکم اللہ مغانم کثیرۃً تاخذونہا فعجل لکم ھذہ

اللہ نے تم لوگوں کو وعدہ دیا ہے کثیر غنیمتوں کا جنہیں تم حاصل کرو گے بس اس نے تمہارے لیے جلدی کی ہے اسکی۔

یہ خیبر ہی مراد تھی۔

رسول اللہ ﷺ مدینہ میں آئے تھے ذی الحجہ میں حضورا کرم ﷺ کچھ دن مدینہ میں رہے اس کے بعد محرم میں خیبر کی طرف چلے گئے تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ مقام رجیع میں جا اترے تھے یہ ایک وادی تھی خیبر وعطفان کے درمیان۔ آپ ﷺ نے یہ خطرہ محسوس کیا کہ کہیں غطفانی ان پر حملہ نہ کر دیں آپ ﷺ نے رات اس وادی میں گذاری صبح ہوگئی تو آپ ان کے پاس گئے۔ میں کہتا ہوں کہ اسی مفہوم میں اس کو واقدی نے روایت کیا ہے اپنے شیوخ سے سن سات ہجری کے اول کے بارے میں آپ کے خروج کے بارے میں۔ (مغازی للواقدی ۲/۶۳۳)

باب ۱۰۶

رسول اللہ ﷺ کا خیبر کی طرف روانہ ہوتے وقت

مدینہ پر سباع بن عُرفطہ کا نائب بنانا

(۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن علی مقری نے ان کو حسن بن محمد بن اسحق نے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ان کو سلیمان بن حرب نے ان کو وہیب نے ان کو خثیم بن عراک نے اپنے والد سے اس نے بنو غفار کے ایک گروہ سے انہوں نے کہا کہ جب حضرت ابوہریرہ مدینے میں آئے حالانکہ اس وقت نبی کریم ﷺ مدینے سے خیبر کی طرف جا چکے تھے اور آپ نے مدینے پر بنو غفار کے ایک آدمی کو خلیفہ بنا دیا تھا اس کا نام سباع بن عُرفطہ تھا۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس شخص کو صبح کی نماز میں آ کر پایا تھا اس نے پہلی رکعت میں کھیعص پڑھی تھی اور دوسری رکعت میں ویل للمطففین پڑھی تھی۔ ابوہریرہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا (دل میں) میری نماز میں (سورۃ ویل) پڑھی گئی ہے فلاں آدمی کے لئے تو واقعی

ہلاکت ہے کہ اس کے پاس تو واقعی دُہرا پیمانہ رکھا ہوا ہے وہ جب کسی سے ماپ کر لیتا ہے تو پورے پیمانے کے ساتھ لیتا ہے اور جب وہ کسی کو ماپ کر دیتا ہے تو ناقص پیمانے کے ساتھ دیتا ہے۔

جب ہم اپنی نماز سے فارغ ہو گئے تو ہم سباع بن عرفطہ کے پاس آئے انہوں نے ہمارے لیے سفر میں جانے کے لئے کچھ سامان تیار کر کے دیا پھر ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گئے حالانکہ خیبر اس وقت فتح ہو چکا تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے مسلمانوں سے (اس بارے میں) بات کی اور انہوں نے ہم لوگوں کو اپنے اپنے حصص میں شریک کر لیا۔

باب ۱۰۷

حضور اکرم ﷺ کی خیبر کی طرف روانگی۔ اور خیبر تک رسائی

اور رسول اللہ ﷺ کا اس کی فتح سے قبل اپنے اصحاب کو فتح کا وعدہ دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو بکر احمد بن اسحٰق فقیہ نے ان کو محمد بن غالب نے ان کو عبداللہ نے مالک سے اس نے یحییٰ بن سعید سے اس نے بشیر بن یسار سے یہ کہ سوید بن نعمان سے اس کو خبر دی ہے کہ وہ خیبر والے سال رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ وہ جب مقام صہباء پر پہنچے تھے۔ وہ مقام خیبر کے قریب تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے عصر کی نماز ادا کی تھی پھر آپ نے کھانے پینے کا سامان منگوایا۔ مگر ستو کے سوا کچھ بھی نہ لایا گیا آپ نے حکم دیا اسے گھولا گیا رسول اللہ ﷺ نے کھایا اور ہم لوگوں نے بھی کھایا اس کے بعد آپ ﷺ نماز مغرب ادا کرنے کے لئے کھڑے ہو گئے حضور اکرم ﷺ نے کلی کی ہم لوگوں نے بھی کلیاں کیں۔ پھر حضور اکرم ﷺ نے نماز ادا کی مگر وضو نہیں کیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں عبداللہ بن سلمہ قعنبی سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۹۵۔ فتح الباری ۷/۴۶۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے ان کو ابو بکر احمد بن ابراہیم اسماعیلی نے ان کو ابو یعلیٰ نے وہ کہتے ہیں ان کو محمد بن عباد نے ان کو حاتم بن اسماعیل نے یزید ابو عبید مولیٰ سلمہ سے اس نے سلمہ بن اکوع سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کے لئے روانہ ہوئے تھے ہم لوگ رات کو چلے تھے قوم میں سے ایک آدمی نے عامر بن اکوع سے کہا تھا کہ کیا آپ ہمیں اپنی کچھ ضمنیاں (کہی ہوئی باتیں) نہیں سنوائیں گے مطلب یہ تھا کہ وہ شاعر آدمی تھے۔ لہٰذا وہ اُترے اور وہ لوگوں کو جوش دلایا اور کہا۔

اَللّٰھُم لَوْلَا اَنتَ مَا ھْتَدَیْنَا وَلَا تَصَدَّقْنَا وَلَا صَلَّیْنَا

فاحفر فذالك ما اقتفینا وثبت الاقدام اِن لاقینا

والقین سکینة علینا انا اذا صیح بنا اتینا

اے اللہ اگر تو نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پا سکتے نہ ہی ہم صدقہ کرتے اور نہ ہم نماز پڑھتے۔ بس تو ہی ہمیں پناہ دے ہم تیرے لیے قربان ہو جائیں گے مگر پیچھے نہیں ہٹیں گے اور ہمارے قدموں کو جمائے رکھنا اگر ہم دشمنوں سے ٹکرائیں اور مقابلہ کریں اور ہمارے اوپر سکینہ واطمینان قلب ڈال دینا۔ بیشک ہم وہ ہیں کہ جب بھی ہمیں پکارا جائے گا ہم ضرور آئیں گے۔ پکارنے کے ساتھ ساتھ ہماری مدد کو آ جاؤ (لوگو)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہے یہ آگے آگے جانے والا صحابہ نے بتایا کہ یہ عامر ہے حضور اکرم ﷺ نے دعا دی اللہ اس پر رحم فرمائے لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ واجب ہوگئی ہے کاش کہ آپ ہمیں بھی اس دعا سے نواز دیتے۔ کہتے ہیں کہ پھر ہم لوگ خیبر میں آئے ہم لوگوں نے اہل خیبر کا محاصرہ کیا اس وقت ہمیں شدید بھوک لگی۔ اس کے بعد اللہ نے خیبر کو مسلمانوں پر فتح کر دیا جب اسی دن شام کا وقت ہوگیا جس دن ان پر فتح ہوئی تھی۔ لوگوں نے بہت ساری آگ جلا دی۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کیسی آگ ہے یعنی کس بات پر تم لوگوں نے آگ جلائی ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ گوشت کے لئے آپ نے پوچھا کہ کیسے گوشت کے لئے یا کس چیز کے گوشت کے لئے لوگوں نے بتایا یہ گھریلو گدھوں کا گوشت ہے (کیونکہ اس وقت لوگ کھایا کرتے تھے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اس گوشت کی ہانڈیاں اُلٹ دو یعنی گوشت گرادو اور ان کو توڑ دو۔ ایک آدمی نے کہا کیا اس کو اُلٹ دیں؟ گوشت گرا کر برتن دھولیں؟ کیا یہ بھی کریں گے؟ یا یوں مطلب ہے کہ۔ یا ایسے ہی کرلیں۔

کہتے ہیں کہ۔

جب لوگوں نے صف بندی کی (جنگ کے لئے) عامر کی تلوار میں چھوٹا پن تھا (یا گھاؤ تھے) انہوں نے اس کو پکڑ وایا مساق یہودی کو تا کہ اس کو مارے ان کی تلوار کی نوک عامر کے گھٹنے کی ہڈی پر لگی جس سے ان کی موت واقع ہوئی جب واپس لوٹ آئے۔ سلمہ کہتے ہیں کہ وہ میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے مجھے گھسیٹے ہوئے دیکھا تو پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا میں نے کہا میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان لوگوں نے گمان کرلیا ہے کہ عامر کے عمل تباہ ہوگئے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ اس کے بارے میں یہ بات کس نے کہی ہے میں نے کہا کہ فلاں نے اور اُسید بن حضیر انصاری نے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جھوٹ اور غلط کہا ہے جس نے ایسے کہا ہے۔ بلکہ اس کے لئے دُہرا اجر ہے اور حضور اکرم ﷺ نے یہ کہتے ہوئے دونوں اُنگلیوں کو بھی اکٹھا کرلیا تھا (فرمایا) کہ بیشک کہ وہ سخت کوشش و محنت کرنے والا مجاہد تھا۔ عربوں میں کم لوگ اس کی مثال گذرے ہیں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن عباد سے۔ (مسلم۔ کتاب الصید۔ حدیث ۳۳ ص ۱۵۴۰)

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن مسلمہ حاتم سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۴۶۳۔۴۶۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے ان کو عبدوس بن حسین بن منصور نسیاپوری نے ان کو ابوحاتم رازی نے ان کو محمد بن عبداللہ انصاری نے۔ بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۹۷۔ فتح الباری ۷/۴۶۷)

ان کو حمید طویل نے انس بن مالک سے وہ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ خیبر میں پہنچے جب ہم نے صبح کی اور ہم نے صبح کی نماز پڑھ لی پھر نبی کریم ﷺ سوار ہوئے ہم لوگ بھی سوار ہوئے ادھر سے حضور نکلے اور ادھر سے صبح کے وقت اہل خیبر نکلے اپنے بیلچے اور کدال لے کر جیسے وہ حسب معمول نکلتے تھے اپنی زمینوں میں (کام کرنے کے لئے کھیتی باڑی کے اوزار لے کر) اچانک انہوں نے جب نبی کریم ﷺ کے لشکر کو دیکھا تو کہنے لگے اللہ کی قسم محمد آگیا ہے اور لشکر آگیا ہے۔ لہٰذا وہ واپس اپنے شہر کی طرف بھاگے۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر خیبر ویران ہوگیا ہے اللہ اکبر خیبر ویران ہوگیا ہے۔ ہم لوگ جس کسی قوم کی سرزمین پر اُترتے ہیں تو بری ہوتی ہے وہ صبح ڈرائے ہوئے اور انتباہ کئے ہوئے لوگوں کی حضرت انس فرماتے ہیں کہ سواری پر ابوطلحہ کے ساتھ میں پیچھے بیٹھا ہوا تھا اور میرے قدم برابر کی سواری پر بیٹھے رسول اللہ ﷺ کے قدموں کو لگ رہے تھے۔ ابوحاتم کہتے ہیں کہ میں نے انصاری صحابی سے پوچھا کہ یہودیوں نے کہا تھا محمد آگیا ہے اور خمیس آگیا ہے اس کا کیا مطلب ہے اس نے بتایا کہ جُند اور جیش یعنی لشکر مراد ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابواحمد ابومحمد عبداللہ بن محمد بن حسن مہرجانی نے ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر مزکی نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بوشنجی نے ان کو ابوبکر نے ان کو مالک نے حمید طویل سے ان کو انس بن مالک یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب خیبر کی طرف نکلے تھے تو وہاں رات کو پہنچے تھے اور آپ جب رات کو کسی قوم پر پہنچتے تھے تو رات کو ان پر غارت نہیں ڈالتے تھے بلکہ صبح ہونے دیتے تھے حضور اکرم ﷺ نے جب صبح کی تو یہودی اپنے بیلچے اور کدالیں لے کر (اپنی زمینوں کی طرف) نکلے انہوں نے جب حضور اکرم ﷺ کو صحابہ کو دیکھا تو بولے محمد آگیا ہے اور لشکر آگیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ اکبر خیبر ویران ہوگیا ہے (یعنی ابھی ہو جاتا ہے) ہم لوگ جب کسی قوم کی سرزمین پر اترتے ہیں تو وہ بری صبح ہوتی ہے ڈرائی ہوئی اور انتباہ کی ہوئی قوم کے لئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن یوسف سے اس نے مالک سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۹۷۔ فتح الباری ۷/۴۶۷)

مسلم دونوں نے اس کو نقل کیا ہے حدیث عبدالعزیز بن صہیب وغیرہ سے اس نے انس سے۔ کتاب الجہادی۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۸۳)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابراہیم بن اسماعیل بن محمد انصاری سے اس نے صالح بن کسان سے اس نے ابومروان اسلمی سے اس نے اپنے والد سے اس نے ان کے دادا سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ جب ہم قریب پہنچے اور ہم نے اس کو سامنے دیکھ لیا تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو فرمایا ٹھہر جاؤ لوگ ٹھہر گئے۔

حضور اکرم ﷺ نے دعا کی :

اللھم رب السموات السبع و ما اظللنا و رب الارضین السبع و ما اقللن و رب الشیاطین و ما اضللن فانا نسألك خیر ھذہ القریه و خیر اھلھا و خیر مافیھا و نعوذبك من شرھذہ القریة و شر اھلھا و شرمافیھا۔

اقدِ مو ا موذ بِسمِ اللہ

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۸۴۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۸۳)

اے اللہ ساتوں آسمانوں کے رب اور ان تمام چیزوں کے جو ہم پر سایہ کیے ہوئے ہیں۔ اے ساتوں زمینوں کے رب اور ان چیزوں کے جو ان سے حاصل ہوتی ہیں۔ اور جنوں اور شیاطین کے رب اور جو کچھ وہ گمراہ کرتے ہیں۔ بیشک ہم تم سے اس بستی کی خیر کا سوال کرتے ہیں۔ اور اس کے رہنے والوں کی خیر و بھلائی کا اور ان چیزوں کی خیر کا جو کچھ اس میں ہے۔ اور ہم تجھ سے پناہ مانگتے ہیں اس بستی کے شر سے اور اس کے رہنے والوں کے شر سے اور ان چیزوں کے شر سے جو کچھ اس میں ہے۔ آگے بڑھو بسم اللہ۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حاجب بن احمد طوسی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن حماد ابیوردی نے ان کو محمد بن فضل نے مسلم اعور ملائی سے اس نے انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیمار کی مزاج پرسی کرتے تھے۔ دفن کے لئے جنازے کے پیچھے پیچھے جاتے تھے غلاموں کی دعوت اور بلانے پر چلے جاتے تھے۔ گدھے پر سواری کر لیتے تھے۔ بنوقریظہ اور بنونظیر سے ٹکراؤ والے دن آپ گدھے پر سواری کر رہے تھے جنگ خیبر والے دن میں گدھے پر سوار تھے جس کو کھجور کی چھال کی رسی کی نکیل ڈالی ہوئی تھی اور آپ کے نیچے کھجور کی چھال سے بنا ہوا پالان تھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۱۸۴)

☆☆☆

باب ۱۰۸

۱۔ خیبر کے قلعوں کی طرف سرایا کا بھیجا جانا۔
۲۔ نبی کریم ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کے ہاتھ پر ان کے فتح ہونے کی خبر دینا۔
۳۔ حضور اکرم ﷺ کا ان کے لئے دعا فرمانا اور اس بارے میں

آثار نبوت اور دلائل صدق کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ محمد بن عبداللہ نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن نعیم نے ان کو قتیبہ بن سعید نے ان کو یعقوب بن عبدالرحمن اسکندرانی نے ان کو ابوحازم نے ان کو خبر دی سہیل بن سعید نے یہ کہ رسول اللہ نے خیبر والے دن فرمایا تھا کہ میں کل صبح ایک ایسے آدمی کے ہاتھ میں ضرور جھنڈا دوں گا اللہ تعالیٰ جس کے ہاتھ پر فتح دے دے گا وہ اللہ اور رسول اللہ سے محبت کرتا ہے اور اللہ ورسول بھی اس سے محبت کرتا ہے۔ کہتے ہیں کہ لوگوں نے رات پھر یہ سوچتے گذاری کہ ان میں پتہ نہیں کس کو جھنڈا عطا کیا جائے گا۔

جب صبح ہوئی تو سب لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے یہ امید دل میں لے کر کہ شاید ان میں سے کسی کو مل جائے حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ علی بن ابوطالب کہاں ہے؟ کسی نے بتایا کہ یارسول اللہ ان کی آنکھوں میں تکلیف ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے بندہ بھیج کر ان کو بلایا اور آپ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور ان کے لیے دعا بھی فرمائی لہٰذا وہ تندرست ہو گئے ایسے جیسے کہ ان کو درد ہوا ہی نہیں تھا حضور اکرم ﷺ نے ان کو جھنڈا دیا حضرت علی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں ان کے ساتھ لڑتا رہوں گا حتی کہ وہ ہماری طرح یعنی مسلمان ہو جائیں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ابھی آپ اپنی جگہ رہیں حتی کہ آپ ان کے صحن میں پہنچ جائیں۔ پھر آپ ان کو اسلام کی دعوت دیجئے۔ اور ان کو خبر دیجئے اللہ کے اس حق کی جو اسلام کے اندر ان پر لازم ہوتا ہے۔ اللہ کی قسم اگر تیرے ذریعے اللہ تعالیٰ کسی ایک آدمی کو ہدایت عطا کر دے تو یہ عمل تیرے لیے سرخ اونٹوں سے بہتر ہوگا اگر تجھے وہ مل جائیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے بھی صحیح میں قتیبہ بن سعید سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۳۲ ص ۱۸۷۲)

(۲) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے ان کو خبر دی ابومحمد حاجب بن احمد طوسی نے ان کو عبدالرحیم بن منیب نے ان کو جریر بن عبدالحمید نے ان کو سہیل بن ابوصالح نے اپنے والد سے اس نے ابوہریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں کل صبح ضرور ایک آدمی کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اللہ اس پر فتح کرے گا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا میں نے کبھی امیر بننے کو پسند نہیں یہاں تک کہ اسی دن (ان کی خواہش کی تھی) پھر حضور اکرم ﷺ نے حضرت علی کو بلا کر بھیجا۔ اور فرمایا کہ جاؤ تم جا کر جہاد کرو حتی کہ اللہ تعالیٰ تجھے فتح عطا کرے گا واپس پلٹ کر نہیں دیکھنا۔ حضرت فرماتے ہیں کہ میں کس بات پر لوگوں سے قتال کروں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم ان سے قتال کرتے رہو حتی کہ وہ یہی کہیں لا اللہ وان محمد اعبدہ ورسولہ۔ جب وہ ایسا کریں تو انہوں نے تم سے بچا لئے اپنے خون بھی اپنے مال بھی مگر ان کے حق کے ساتھ (خون اور مال لئے جا سکتے ہیں) اور ان کا حساب و کتاب اللہ کے ذمے ہوگا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے دوسرے طریق سے سہیل بن ابوصالح سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۳۳ ص ۱۸۷۱)

(۳)　ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو حسن بن سفیان نے ان کو قتیبہ نے ان کو حاتم بن اسماعیل نے یزید بن ابوعبید سے اس نے سلمہ بن اکوع سے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی ﷛ خیبر میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے وہ آشوب چشم کی تکلیف میں مبتلا تھے وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ سے پیچھے رہ گیا تھا چنانچہ حضرت علی ﷛ روانہ ہو کر حضور اکرم ﷺ کے پاس پہنچ گئے جب اس رات کی شام ہوئی جس کی صبح کو اللہ نے فتح عطا کی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ صبح میں ضرور جھنڈا دوں گا۔ یا کہا تھا کہ ضرور جھنڈا لے گا۔ ایک ایسا آدمی جس کو اللہ پسند کرتا ہے اور اس کا رسول بھی۔ یا فرمایا تھا کہ اللہ اس پر فتح کرے گا۔ پھر اچانک ہم نے دیکھا کہ وہ علی تھے ہم ان کے بارے توقع نہیں کرتے تھے۔ لوگوں نے کہا یہ تو علی ہیں۔ بس رسول اللہ ﷺ نے ان کو جھنڈا دیا اور اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح دی۔

بخاری و مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ بن سعید سے۔ (بخاری۔ غزوہ خیبر۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۳۵ ص ۱۸۷۲)

(۴)　اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالحسن محمد بن عبداللہ جوہری نے اور ابوعمرو محمد بن احمد نے ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحق نے ان کو ابوموسیٰ محمد بن مثنی نے ان کو عبدالملک بن عمرو نے، ان کو عکرمہ بن عمار یمامی نے ایاس بن سلمہ سے، اس نے ان کے والد سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے ان کو محمد بن یحییٰ نے ان کو عبدالصمد بن عبدالوارث نے ان کو عکرمہ بن عمار نے ان کو ایاس بن سلمہ بن اکوع نے ان کو ان کے والد نے انہوں نے طویل حدیث ذکر کی ہے اس میں اس نے ان لوگوں کا غزوۂ بنوفزارہ سے واپس آنا بھی ذکر کیا ہے۔ کہتے ہیں کہ ہم نہیں ٹھہرے تھے مگر صرف تین راتیں پھر ہم لوگ خیبر کی طرف نکل گئے تھے عامر یہ شعر کہتے ہوئے۔

تـالله لـولا الله مـااهتـد يـنـا　　　ولا تـصـد قـنـا ولا صـلـيـنـا
ونـحـن مـن فـضـلـك مـااسـتـغـنـيـنـا　　　فـانـزلـن سـكـيـنـة عـلـيـنـا
وثـبـت الاقـدام ان لاقـيـنـا

اللہ کی قسم اگر اللہ نہ ہوتا تو ہم ہدایت نہ پاسکتے نہ صدقہ کرتے نہ نماز پڑھتے اے اللہ ہم تیرے فضل سے مستغنی نہیں ہیں ہمارے اوپر سکینہ نازل فرما اور اگر ہم دشمن سے ٹکرا لیں تو ہمیں ثابت قدمی عطا فرما۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ یہ کون شعر کہہ رہا ہے لوگوں نے بتایا کہ یہ عامر ہے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا تیرا رب تیری مغفرت فرمائے کہتے ہیں انہیں تو مومن کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کسی کو اس طرح مگر وہ شہید ہو گیا۔ لہذا حضرت عمر ﷛ نے کہا وہ اپنے اونٹ پر سوار تھے کاش کہ عامر کی جگہ ہم ہوتے (اور یہ دعا ہمیں مل جاتی) کہتے ہیں کہ ہم خیبر میں آئے چنانچہ میں جب نکلا (یہودی) اور وہ اپنی تلوار اوپر نیچے کر رہا تھا وہ بھی از راہ تکبر یہ شعر کہہ رہا تھا۔

وَلَقَدْ عَلِمَتْ خَيْبَرُ انّي مَرْحَبُ　　　شـاكـي السّلاح بَطَلُ مُجَرّبُ
اذا الـحـروب اقـبـلـت تـلـهّـبُ

قسم ہے کہ خیبر کی یہ جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں ہتھیاروں سے لدا ہوا تجربہ کار بہادر ہوں۔ جب جنگیں شعلے بلند کرتی ہوئی آتی ہیں۔

چنانچہ عامر ان کے مقابلے کے لئے آئے اور وہ کہہ رہے تھے :

قـد عـلـمـت خـيـبـر انـي عـامـر　　　شـاكـي السـلاح بـطـل مـغـامـر

خیبر جانتا ہے کہ میں عامر ہوں ہتھیاروں سے لیس ہوں جنگ کی شدائد و سختیوں میں گھس جانے والا ہوں۔

چنانچہ عامر اور مرحب کے مابین تلوار کے ساتھ مقابلہ ہوا جس کے نتیجے میں مرحب کی تلوار عامر کی ڈھال پر لگی۔ عامر نیچے چلا گیا (یعنی کو اس کو نیچے سے مارنے کے لئے) اس دوران ان کی اپنی تلوار پلٹ کر لگ گئی جس سے ان کی رگ اکحل کٹ گئی جس سے ان کی شہادت واقع ہوگئی۔ سلمہ کہتے ہیں کہ میں نکلا تو کچھ لوگ اصحاب رسول اللہ ﷺ کہہ رہے تھے کہ عامر کا عمل باطل ہوگیا ہے۔ اس نے اپنے آپ کو قتل کردیا ہے (یعنی خود کشی کرلی ہے) کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جب کہ میں رو رہا تھا حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا ہے؟ میں نے کہا کہ لوگ کہتے ہیں کہ بیشک عامر کے یہ عمل برباد ہوگئے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ بات کس نے کہی ہے؟ میں نے بتایا کہ آپ کے اصحاب میں سے ایک گروہ نے آپ نے فرمایا کہ غلط کہا ہے، جس نے یہ کہا ہے۔ بلکہ اس کے لیے دہرا اجر ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کے پاس بندہ بھیج کر ان کو بلایا حالانکہ ان کی آنکھیں شدید طریقے سے دُکھنے آئی ہوئی تھیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں ضرور جھنڈا اس آدمی کو دوں گا آج جو اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور رسول اس سے محبت کرتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ میں حضرت علی کو ہاتھ پکڑ کر آگے لے کر آیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا لہٰذا وہ تندرست ہوگیا حضور اکرم ﷺ نے اس کو جھنڈا دیا کہتے ہیں کہ جب مرحب مقابلے کے لئے سامنے آیا اور اُتر کر شعر کہہ رہا تھا۔

قد علمت خیبر انی مرحب　　　شاکی السلاح بطل مجرب

اذا الحروب اقبلت تلھّبُ

خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں۔ ہتھیاروں سے آراستہ تجربہ کار بہادر ہوں جس وقت جنگیں شعلے بھڑکاتی ہیں

کہتے ہیں حضرت علی مرحب کے مقابلے پر نکلے وہ یہ رجز کہہ رہے تھے۔

انا الذی سمتنی امی حیدرة　　　کلیث غابات کریه المنظرة

اوفیھم بالصاع کیل السندرة

میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر رکھا تھا میں جنگل کی گھاٹیوں کے شیر کی مانند ہوں جو خوفناک صورت پر ہو۔ (یعنی جرأت و بہادری میں حملہ کرنے میں طاقت میں)۔ میں دشمنوں کو وسیع پیمانے پر قتل کرتا ہوں (یا جلدی قتل کرتا ہوں)

حضرت علی نے مرحب کو تلوار مار کر اس کے سر کو دو ٹکڑے کر کے اسے قتل کردیا اور فتح ہوگئی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسحٰق بن ابراہیم سے اس نے ابو عامر سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد ص ۱۴۳۹۔۱۴۴۱)

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسین قاضی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبد الجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحٰق سے ان کو بریدہ بن سفیان بن فروہ اسلمی نے اپنے والد سے اس نے سلمہ بن عمرو بن اکوع سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کو خیبر کے بعض قلعوں کی طرف بھیجا تھا انہوں نے قتال کیا پھر وہ لوٹ آئے مگر فتح نہ ہوسکی انہوں نے سخت کوشش کی تھی۔ اس کے بعد اگلی صبح کو انہوں نے حضرت عمر کو بھیجا ان کو دیکھ کر اللہ یاد آتا تھا انہوں نے قتال کیا وہ بھی واپس لوٹ آئے مگر فتح نہ ہوئی پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں آئندہ کل ضرور ایسے شخص کو جھنڈا دوں گا جس کو اللہ اور اس کا رسول پسند کرتا ہے اور وہ بھی اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اس کے ہاتھ پر فتح ہوگی وہ بھاگنے والا نہیں ہے۔

حضرت سلمہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو بلایا وہ اس دن آشوب چشم کی شدید تکلیف میں مبتلا تھے حضور اکرم ﷺ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور فرمایا کہ اس جھنڈے کو پکڑ لیجئے اور اس کو لے کر جائیے یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ پر فتح کرے گا

وہ اس کو لے کر نکلے اللہ کی قسم بس وہ تکلیف کی وجہ سے بوجھل تھے کہتے ہیں کہ وہ بھاگ رہے تھے اور ہم ان کے پیچھے پیچھے ان کے قدموں کے نشان پر چل رہے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے قلعے کے نیچے ایک سخت پتھر میں جھنڈا گاڑ دیا ایک یہودی نے قلعے کے اوپر سے جھانکا ان کی طرف۔ اور پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے بتایا کہ علی بن ابوطالب۔ چنانچہ اس یہودی نے کہا کہ تیرے لوگ جانتے ہیں جو کچھ موسیٰ علیہ السلام پر اترا ہے۔ حضرت واپس نہ لوٹے اس وقت تک جب تک کہ اللہ نے ان کے ہاتھ پر فتح نہ کر دی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۸۹۔۲۹۰۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۱۸۶)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوالعباس نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے حسین بن واقد مروزی سے اس نے عبداللہ بن بریدہ سے ان کو ان کے والد نے وہ کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی ابوبکر صدیق نے جھنڈا لیا وہ واپس لوٹ آئے مگر فتح نہ ہو سکی ان کے لئے جب دوسری صبح ہوئی تو حضرت عمر نے اس کو لیا وہ بھی واپس لوٹ آئے مگر فتح نہ ہو سکی۔ اور محمود بن مسلمہ بھی قتل ہو گئے۔ اور لوگ بھی واپس لوٹ آئے۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میں ضرور کل ایک آدمی کو جھنڈا دوں گا جو اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرے گا اور اللہ اور رسول بھی اس سے محبت کریں گے وہ واپس نہیں آئے گا حتیٰ کہ اس کے لیے فتح ہو جائے گی۔ ہم لوگوں نے خوشی خوشی وہ رات گذاری کہ صبح فتح ہوگی حضور اکرم ﷺ نے صبح کی نماز پڑھائی اس کے بعد جھنڈا منگوایا اور آپ سیدھے کھڑے ہو گئے۔ ہم میں سے ہر آدمی جس کو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کوئی خاص تعلق تھا اس کو یہی امید تھی کہ وہ فتح والا آدمی وہی ہوگا۔ حتیٰ کہ لوگوں کا انتظار طویل ہو گیا میں نے اچانک اُوپر اُٹھا کر دیکھا کیونکہ مجھے بھی آپ سے قرب تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے علی بن ابوطالب کو بلایا ان کی آنکھوں میں تکلیف تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے ان پر ہاتھ پھیرا اس کے بعد جھنڈا ان کو دیا جس کے بعد فتح ہو گئی میں نے سنا عبداللہ بن بریدہ سے وہ کہہ رہے تھے مجھے حدیث بیان کی میرے والد نے۔ کہ حضرت علی ہی صاحب مرحب نے (یعنی جنہوں نے اس کو قتل کیا تھا) یونس کہتے ہیں کہ ابن اسحٰق نے کہا فتح کے اعتبار سے پہلا قلعہ خیبر کے قلعوں میں سے قلعہ ناعم تھا اس کے پاس محمود بن سلمہ قتل ہو گئے تھے ان کے اُوپر چکی گرگئی تھی جس سے وہ قتل ہو گئے تھے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن عمرو از از نے ان کو حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے حسیب بن مسلم ازدی سے ان کو عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ بسا اوقات نبی کریم ﷺ کو درد شقیقہ (دردِ سر جو ایک جانب یا سامنے کے حصہ میں وہاں ہوجاتا تھا۔ اور آپ ایک دن یا دو دن باہر نہیں آئے تھے جب آپ ﷺ خیبر میں اترے تو ان کو درد شقیقہ نے گھیر لیا لہٰذا آپ لوگوں کے پاس باہر نہ آسکے اور ابوبکر صدیق نے رسول اللہ ﷺ کا جھنڈا اٹھا لیا پھرا تھے اور انہوں نے سخت لڑائی لڑی پھر واپس لوٹ آئے پھر اس کو عمر ﷺ نے لے لیا انہوں نے بھی شدید لڑائی لڑی پہلی سے بھی زیادہ سخت پھر وہ بھی واپس لوٹ آئے حضور اکرم ﷺ کو یہ خبر دی گئی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں کل صبح ضرور یہ جھنڈا ایسے بندے کو دوں گا جو اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اور اللہ اور رسول سے بھی اس سے محبت کرتے ہیں وہ شخص اس کو قوت کے ساتھ لے گا (یا یہ وہ فضیلت ہے کہ وہ خیبر کو غلبہ کے ساتھ زبردستی لے لے گا) وہاں پر حضرت علی موجود نہیں تھے قریش نے اس بات کے لئے لمبی امیدیں قائم کیں اور ہر شخص نے ان میں سے اسی بات کی امید قائم کی کہ وہ جھنڈا بردار ہو گا صبح ہوئی تو حضرت علی اپنے اونٹ پر سوار ہو کر آگئے قریب ہی اونٹ کو بیٹھایا وہ آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا تھے انہوں نے فطری چادر کی دھجی کی پٹی آنکھوں پر کس رکھی تھی رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تمہیں کیا ہوا ہے؟ اس نے بتایا کہ آپ کے پیچھے میں آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہو گیا ہوں۔

آپ ﷺ نے فرمایا میرے قریب آئیے آپ نے اس کی آنکھوں میں اپنی تھوک ڈالی وہیں درد ختم ہو گیا اور وہ جہاد کے لئے چلے گئے آپ نے ان کو جھنڈا پکڑوایا وہ جھنڈا لے کر اُٹھے تو ان پر سرخ ارغوان جبہ تھا اس کے اوپر زواں نکلا ہوا تھا۔ خیبر کی بستی پر آئے اور صاحب قلعہ مرحب آیا اس پر یمانی خود تھا اور ایک پتھر جس کا سراخ انڈے کی مثل تھا وہ اس کے سر پر رکھا ہوا تھا اور وہ رجز گا رہا تھا۔ جس کا مفہوم تھا خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں ہتھیاروں سے مسلح ہوں بہادر تجربہ کار ہوں جب شیر جوش مارتے ہوئے آتے ہیں اور غلبہ کرنے والے کے حملے کو پسپا کر دیتے ہیں۔

مرحب کے جواب میں حضرت علی نے فرمایا تھا میں وہ ہوں کہ میری ماں نے میرا نام حیدر (شیر بہادر) رکھا تھا شدید طاقت والا جیسے بیلے کا شیر ہوتا ہے میں دشمنوں کو انتہائی کشادگی کے ساتھ قتل کرتا ہوں۔ اس کے بعد دونوں میں تلوار کے ساتھ مقابلہ ہوا علی نے اس کے مارنے سے پہلے اس پر تلوار کی وار کر کے پتھر اور خود کو سمیت اس کے سر کو چیر ڈالا تلوار اس کی داڑھوں تک اتر گئی اور اسطرح انہوں نے خیبر کا قلعہ فتح کر لیا اور واضح رہے کہ اس قلعے کی فتح میں تمام صحابہ کرام خصوصا ابوبکر صدیق اور عمر فاروق کی محنت اور قربانی بھی شامل تھی بلاشبہ اس روایت میں حضرت علی کی فضیلت ثابت ہے لیکن دیگر عظیم صحابہ کی فضیلت کو یہاں پر نظر انداز کرنا اور صرف حضرت علی کو افضل بتانا یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ کو بھی نظر انداز کر دینا علی کو فاتح خیبر کہنا جب کہ فاتح کمانڈر ہی ہوتا ہے صرف سپاہی نہیں جب کہ اس جنگ کے کمانڈر خود رسول اللہ ﷺ تھے تو فاتح کا کریڈٹ بھی حضور اکرم ﷺ کو ملنا چاہیے یہی حق وانصاف کا تقاضا ہے۔ (از مترجم)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے۔ ان کو ابن اسحق نے اپنے بعض اھل سے اس نے ابورافع مولیٰ رسول اللہ ﷺ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت علی کے ساتھ نکلے تھے جب رسول اللہ ﷺ نے ان کو جھنڈا دے کر بھیجا تھا جب وہ قلعے کے قریب آئے۔ تو قلعے والے نکل کر ان کے پاس آئے تھے انہوں نے ان سے قتال کیا ایک یہودی نے ان پر وار کیا تو ان کے پاس سے ڈھال گر گئی لہٰذا علیؓ نے قلعے کا دروازہ اٹھا لیا اور اس کو ڈھال بنا کر اپنی حفاظت کی وہ ہمیشہ ان کے ہاتھ میں رہا اور وہ لڑتے رہے حتی کہ اللہ نے ان کو فتح دے دی اس کے بعد انہوں نے اس دروازے کو پھینک دیا۔ میں نے اپنے آپ کو سات افراد میں دیکھا میں ان میں آٹھواں تھا ہم سخت مشقت اور کوشش کرتے رہے کہ ہم اس دروازے کو پلٹ ڈالیں مگر ہم اس کو نہ پلٹ سکے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۹۰۔ ابن کثیر ۴/۱۸۹)

اس میں بے جا مبالغہ ہے (مترجم) ابن کثیر کہتے ہیں کہ اس میں واضح انقطاع اور جہالت ہے۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعلی حسین بن علی حافظ نے ان کو حدیث بیان کی ہیثم بن خلف دوری نے ان کو اسماعیل بن موسیٰ سُدی نے ان کو مطلب بن زیاد نے لیث بن ابوسلیم سے ابوجعفر سیس وہ محمد بن علی ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ میں ان کے پاس داخل ہوا انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے جابر بن عبداللہ نے کہ حضرت علی نے خیبر والے دروازہ اُٹھا لیا تھا۔ حتی کہ مسلمان اس قلعے کے اوپر چڑھ گئے تھے اور اس کو فتح کر لیا تھا اور بیشک حال یہ ہے کہ اس کے بعد اس دروازے کو اٹھایا گیا اور چالیس آدمی اس دروازے کو نہیں اٹھا سکے تھے۔ فضل بن عبدالوہاب منصب بن فریاد سے اس روایت کا تابع لائے ہیں۔ نیز ایک اور ضعیف طریق سے جابر سے روایت ہے کہ اس کے بعد اس پر ستر آدمی جمع ہو کر اس کو وہاں سے ہٹانے کے لئے سخت کوشش کرتے رہے۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن عبدالرحمٰن بن ابولیلیٰ سے اس نے فہال بن عمرو سے اور حکم نے عبدالرحمٰن ابولیلیٰ سے وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی گرمی اور سردی میں عبا پہنتے تھے گرمی کا خیال نہیں کرتے تھے۔ میرے پاس میرے احباب آئے اور کہنے لگے کہ ہم نے امیر المؤمنین سے ایک چیز موٹی دیکھی کیا آپ نے بھی نوٹ کی ہے؟ میں نے پوچھا کہ وہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ وہ شدید گرمی میں ہمارے پاس آتے ہیں اس حالت میں کہ انہوں نے موٹی عبا زیب تن کر رکھی ہوئی ہے وہ گرمی کی پرواہ نہیں کرتے۔ اور شدید سردی میں ہمارے پاس آتے ہیں بلکہ دو کپڑوں میں سردی کی بھی پرواہ نہیں کرتے۔ آپ نے اس بارے میں کوئی چیز سنی ہے؟ میں نے بتایا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے لیے اپنے والد سے اس بارے میں پوچھ کر بتائیے وہ ان کے ساتھ رات کو بیٹھ کر باتیں کرتے رہتے ہیں۔ میں ان کے پاس آیا اور میں نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے بھی کہا کہ میں نے اس بارے میں کوئی چیز نہیں سنی۔

لہٰذا وہ حضرت علی کے پاس گئے رات کو ان کے ساتھ باتیں کرتے رہے اس کے بعد انہوں نے ان سے اس بارے میں سوال کیا۔ انہوں نے فرمایا کیا آپ ہمارے ہی ساتھ خیبر میں موجود نہیں تھے؟ میں نے کہا کہ کیوں نہیں ہم حاضر تھے۔ انہوں نے فرمایا کہ آپ نے کیا دیکھا تھا

رسول اللہ ﷺ کو جب انہوں نے ابوبکر کو بلایا تھا اور ان کے لیے جھنڈا باندھا تھا اور ان کو قوم کے پاس بھیجا تھا وہ گئے تھے اور قوم سے مقابلہ کر کے آئے تھے کچھ لوگوں کے ساتھ مگر وہ شکست کھا گئے تھے انہوں نے کہا کہ صحیح ہے۔ پھر کہا کہ اس کے بعد انہوں نے عمر کو بلایا اور اس کے لیے جھنڈا باندھا اور ان کو قوم کے پاس بھیجا وہ گئے انہوں نے مقابلہ کیا ان سے قتال کی مگر شکست خوردہ لوٹ آئے اب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں ضرور ایسے آدمی کو جھنڈا دوں گا جس کو اللہ اور رسول پسند کرے گا اور وہ اللہ اور رسول سے محبت کرتا ہے اللہ اس پر فتح کرے گا اور وہ فرار ہونے والا نہیں ہے۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے مجھے بلایا اور جھنڈا دیا پھر فرمایا۔ اللهم اكفه الحر والبرد ۔ اے اللہ اس کو گرمی اور سردی سے تو کافی ہو جائے اس کے بعد سے نہ مجھے گرمی لگتی ہے نہ سردی لگتی ہے۔ (مجمع الزوائد ۱۲۲/۹)

(۱۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے۔ (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے اصفہانی نے ان کو یونس بن حبیب نے ان کو ابوداؤد طیالسی نے ان کو ابوعوانہ نے ان کو مغیرہ ضبی نے اُم موسیٰ سے وہ کہتی ہیں کہ میں نے حضرت علی سے سنا فرماتے تھے کہ جب سے رسول اللہ ﷺ نے خیبر والے دن مجھے جھنڈا عطا فرمایا تھا اس کے بعد سے نہ کبھی میرے سر میں درد ہوا نہ مجھے کبھی آنکھوں میں تکلیف ہوئی۔ (الزوائد للہیثمی ۱۲۲/۹)

باب ۱۰۹

۱۔ اہل مغازی وغیرہ میں سے جس نے یہ گمان کیا ہے کہ مرحب یہودی کو حضرت محمد بن مسلمہ نے قتل کیا تھا۔

۲۔ اس کے علاوہ خیبر کے یہود میں سے جو مقابلے پر آئے ان کے قتل کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے ان کو ابوعلاثہ نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم جوہری نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے ان کے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو اسماعیل بن محمد بن فضل نے ان کو ان کے دادا نے ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ خیبر والے دن کھڑے ہوئے آپ نے وعظ فرمایا آپ اپنے وعظ کرنے سے فارغ ہوئے تو آپ نے علی بن ابوطالب کو بلایا وہ آنکھوں میں شدید تکلیف میں مبتلا تھے۔ آپ نے ان کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور ان کے لیے شفا کی دعا فرمائی۔

اس کے بعد ان کو جھنڈا دیا اور مسلمان ان کے پیچھے پیچھے چلے اور ان کے پیچھے نبی کریم ﷺ کی دعا تھی انہوں نے اپنے نفسوں کو صبر کرنے پر جمائے رکھا جب مسلمان قلعے کے دروازے کے قریب پہنچے تو یہود ان کی طرف اپنی غادیہ کے ساتھ نکلے صاحب غادیہ قتل ہو گیا لہٰذا وہ منقطع ہو گئے اور حضرت محمد بن مسلمہ نے جو بنو عبدالاشہل کے بھائی تھے مرحب یہودی کو قتل کر دیا۔ یہ الفاظ حدیث محمد بن فلیح کے ہیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن سہل نے جو بنو حارثہ میں سے ایک تھے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ مرحب یہودی خیبر کے قلعے سے نکلا

اس نے اپنے ہتھیار جمع کرر کھے تھے اور وہ رجز کہہ رہا تھا۔ اس نے مقابلے کے لئے للکارا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون جاتا ہے اس کے ساتھ مقابلے کے لئے؟ لہٰذا محمد بن مسلمہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں جاتا ہوں میں ایک اچھا تیر انداز ہوں۔ ان لوگوں نے کل میرے بھائی کو قتل بھی کر دیا ہے آپ نے اجازت دی اور دعا فرمائی اے اللہ اس کی مدد فرما ان کے خلاف جب دونوں آدمی سامنے آئے تو دونوں کے درمیان ایک درخت یا اس کا پرانا جھاڑ آ گیا دونوں میں سے پھر ایک دوسرے سے بچنے کے لئے جھاڑ کے ساتھ پناہ لینا جب ایک پناہ لیتا تو دوسرا اس کی سائے کی ٹہنیاں کاٹ دیتا حتیٰ کہ دوسرا سامنے ہو جاتا اس طرح کرتے کرتے صرف درخت کا تنا بچ گیا جیسے کہ کوئی آدمی بیچ میں کھڑا ہے اس کی کوئی شاخ باقی نہیں تھی۔

مرحب نے محمد پر حملہ کیا مگر اس نے ڈھال کے ساتھ اپنا دفاع کر لیا تلوار اس پر لگی اور اس میں پھنس کر رہ گئی۔ اتنے میں محمد بن مسلمہ نے حملہ کیا اور مرحب کو قتل کر دیا بعض لوگوں کا خیال ہے کہ محمد نے جب اس کو تلوار ماری تو یہ اجز پڑھتا۔ خیبر جانتا ہے کہ میں جب چا ہو بیٹھا ہوتا ہی ہے اور جب مقابلے پر نکلوں تو میں زہر قاتل ہوتا ہوں اور مرحب نے یہ رجز کہا تھا۔ خیبر جانتا ہے کہ میں مرحب ہوں ہتھیاروں سے مسلح ہوں اور تجربہ کار مانا ہوا بہادر ہوں جیسے کہ جب شیر غضبناک ہو کر آتے ہیں اور اپنی کو بھار سے نکل کر حملہ کرتے ہیں کبھی نیزہ بازی کرتا ہوں تو کبھی تلوار مارتا ہوں بیشک کوئی بہادر میرے مقابلے کی تاب نہیں لا سکتا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۸۹)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابو عبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو محمد بن عمر نے ان کو محمد بن فضل نے ابن عبداللہ بن رافع نے بن حدیج نے اپنے والد سے اس نے جابر سے۔ محمد بن عمر کہتے ہیں۔ ہمیں حدیث بیان کی ہے زکریا بن زید نے عبداللہ بن ابوسفیان سے اس نے اپنے والد سے اس نے سلمی بن سلامہ سے اور محمد بن یعقوب سے اس نے اپنے والد سے اس نے مجمع بن جاریہ سے سب نے کہا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۸۸۔ للواقدی ۲/۶۵۵)

حضرت محمد بن مسلمہ نے ہی مرحب یہودی کو قتل کیا تھا۔ (مغازی الواقدی ۲/۲۵۷)

کہتے ہیں کہ محمد بن عمرو واقدی نے حدیث نقل کی ہے ابراہیم بن جعفر بن محمود بن محمد بن مسلمہ سے اس نے اپنے والد سے یہ کہ علی بن ابو طالب نے مرحب پر حملہ کیا تھا اور ان کو دروازے کے پاس زخمی کر ڈالا تھا اور علیؓ نے دوسرا دروازہ کھول دیا تھا قلعہ کے دو دروازے تھے۔

واقدی کہتے ہیں کہ۔ اور کہا گیا ہے کہ محمد بن مسلمہ نے مرحب کی ٹانگوں پر تلوار ماری اور ان کو کاٹ دیا مرحب نے کہا اے محمد بن مسلمہ مجھے جان سے مار دے محمد بن مسلمہ نے کہا تھا چکھ چکھ تو موت کا مزہ چکھ جیسے میرے بھائی محمود نے چکھا تھا (اس کو بھی یہود نے قتل کیا تھا) محمد بن مسلمہ مرحب کی ٹانگیں کاٹ کر اس کو زندہ چھوڑ کر چلے گئے تھے۔ پیچھے سے حضرت علی آئے انہوں نے اس کی گردن الگ کر دی۔ اس کا سامان چھینا ہوا بھی علی نے لے لیا کیونکہ جو قتل کرتا ہے (مقتول کا مسلوبہ سامان بھی وہی لیتا ہے) محمد بن مسلمہ نے اعتراض کیا یا رسول اللہ میں نے اس کے پیر کاٹ کر زندہ اس لیے چھوڑ دیا تھا تا کہ وہ موت کی اذیت پاتا رہے۔ میں حالانکہ اس کو پورا پورا قتل کر سکتا تھا۔

حضرت علی نے مان لیا کہ انہوں نے اس کی گردن کاٹی ہے اور اس کے بعد کاٹی ہے جب کہ محمد نے اس کی ٹانگیں کاٹ ڈالی تھیں۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے مرحب کا مطلوبہ سامان محمد بن مسلمہ کو دیا تھا اس کی تلوار اس کا نیزہ اور خود اور بضیہ۔ محمد کے پاس مرحب کی تلوار تھی اس پر کچھ لکھا ہوا تھا سمجھ میں نہیں آ رہا تھا کہ یہ کیا ہے لہٰذا تیماء یہودیوں نے پڑھ کر بتایا تھا کہ یہ لکھا تھا یہ مرحب کی تلوار ہے جو اس کا مزہ چکھے گا بچے گا نہیں بلکہ ہلاک ہو جائے گا۔ واقدی نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی ہے اسامہ بن زید نے ان کو جعفر بن محمود نے کہ پہلا شخص جو خیبر کے محلات سے مقابلے پر نکلا تھا وہ مرحب کا بھائی حارث تاہ اپنی غادیہ (اپنے گروہ میں) میں اس کو حضرت علی نے قتل کر دیا تھا اور اس کے ساتھی واپس قلعے میں گھس گئے تھے۔ (مغازی للواقدی ۲/۶۵۵۔۶۵۶)

واقدی کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن فضل بن عبداللہ بن رافع بن جدیج نے اپنے والد سے اس نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ عامر مقابلے پر نکلا تھا وہ لمبا تڑنگا آدمی تھا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب وہ مقابلے پر آیا کہ عامر نمودار ہوا ہے اور چڑھ آیا ہے کیا تم اس کو دیکھ رہے ہو کہ وہ

پانچ ہاتھ لمبا ہے وہ مقابلے کے لئے للکار رہا تھا۔ علی بن ابوطالب نے اس کے مقابلے پر آئے آپ نے تلوار سے اس پر کئی وار کیے مگر سارے وار خطا ہو گئے چنانچہ انہوں نے اس کی نیزہ پر وار کر کے اس کو گرا دیا پھر اس پر ٹوٹ پڑے قتل کر کے اس کے ہتھیار لے لئے۔ (مغازی ۲/۶۵۷)

(۴) ۔ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ پھر یاسر نکلا وہ یہ کہہ رہا تھا۔ خیبر جانتا ہے کہ میں یاسر ہوں ہتھیاروں سے لیس غارت ڈالنے والا بہادر ہوں جس کے شر گھاٹی سے نکل کر مقابلے پر آتے ہیں تو وہ ایک دوسرے سے جلدی کرتے ہیں اور دیک کر آنے والا حملہ اپنے سے رہ جاتا ہے۔ میرے حملوں میں موت حاضر ہوتی ہے۔ بی بی صفیہ نے کہا تھا جب زبیر ان کی طرف نکلے تھے یا رسول اللہ کیا یاسر میرے بیٹے کو قتل کر دے گا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تیرا بیٹا اس کو قتل کرے گا انشاء اللہ چنانچہ زبیر نکلے وہ یہ کہہ رہے تھے۔ خیبر جانتا ہے کہ میں آ رہا ہوں زبردست ہوں ایسی قوم کے ساتھ آیا ہوں جو نہ تو فرار ہونے والی ہے اور نہ ہی روندھی جانے والی ہے۔ میں شرافت و نجابت کے محافظوں کا برگزیدہ لوگوں کا بیٹا ہوں اے یاسر تجھے کفار کی جمع ہونا دھوکہ میں نہ ڈالدے اس لیے کہ ان کی جمعیت چلتے سراب کی مانند ہے۔ اس کے بعد وہ باہم حملہ آور ہوئے اور زبیر نے اس کو قتل کر دیا۔ کہتے ہیں کہ ذکر کیا گیا ہے کہ وہ حضرت علی ہی تھے جنہوں نے یاسر کو قتل کیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۴۸۹)

باب ۱۱۰

۱۔ عَبد اَسوَد کا قصہ [۱]۔ جو خیبر والے دن مسلمان ہوا باب خیبر پر اور مصطفیٰ ﷺ نے اس کی مغفرت کی شہادت دی۔

۲۔ اور اس مہاجر کا قصہ جو طلب شہادت میں مسلمان ہوا اور اس نے خیبر میں شہادت کو پالیا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوجعفر محمد بن عبداللہ بغدادی نے ان کو ابوعلاثہ نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے اس نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ان کو ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم جوہر نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم نے عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے ان دونوں نے کہا۔ اور یہ الفاظ حدیث موسیٰ کے ہیں۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے خیبر کی طرف خروج کا ذکر کیا ہے۔ کہا کہ اس کے بعد یہودی قلعے میں داخل ہوئے جو انتہائی محفوظ قلعہ سمجھا جاتا تھا اس کو قلعہ قموص کہتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کا تقریباً بیس روز تک محاصرہ کئے رکھا۔ خیبر بے موافق شدید گرمی والی سرزمین تھی مسلمانوں کو وہاں سخت مشقت کا سامنا کرنا پڑا تھا۔ مسلمانوں کے ہاتھ یہود کے گھریلو گدھے لگے تھے۔

(موسیٰ نے) ان کا قصہ ذکر کیا کہ نبی کریم ﷺ نے ان کو کھانے سے منع فرما دیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے مرحب یہودی کے نکلنے کا ذکر کیا۔ اور اس کا بھی جو آپ نے فرمایا تھا ایک آدمی کو جھنڈا دینے کے بارے میں کہ اس کے ہاتھ پر خیبر فتح ہوگا۔ انہوں نے کہا ہے ایک کالا حبشی غلام آیا تھا اہل خیبر میں سے جو اپنے سردار کی بکریوں میں تھا۔ اس نے جب اہل خیبر کو مسلح دیکھا تو پوچھا کہ کیا کرنا چاہتے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم اس آدمی سے

[۱] دیکھئے سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۹۳۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۱۹۱۔ سیرۃ حلبیہ ۳/۴۵۔ سیرۃ شامیہ ۵/۲۰۱)

لڑنا چاہتے ہیں جو یہ کہتا ہے کہ وہ نبی ہے۔لہٰذا اس کے دل میں نبی کریم ﷺ کا ذکر واقع ہو گیا وہ اپنی بکریوں کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے قریب آ گیا جب آیا تو پوچھنے لگا۔آپ کیا کہتے ہو اور کس بات کی دعوت دیتے ہو؟

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں اسلام کی دعوت دیتا ہوں وہ یہ کہ تم یہ شہادت دو کہ اللہ کے سوا کوئی اللہ نہیں ہے اور یہ کہ میں محمد رسول اللہ ہوں۔اور یہ کہ ہم اللہ کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے۔غلام نے پوچھا۔ مجھے کیا ملے گا اگر میں یہ شہادت دے دوں اور ایمان بھی لے آؤں؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تیرے لئے جنت ہوگی اگر تو اسی حالت پر مر گیا چنانچہ وہ مسلمان ہو گیا اس غلام نے کہا اے اللہ کے نبی یہ بکریاں میرے پاس امانت ہیں۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ان کو تم ہمارے لشکر سے نکال کر لے جاؤ اور ان کو کنکریلی زمین پر چھوڑ دو اللہ تعالیٰ تیری امانت عنقریب پہنچا دے گا اس غلام نے ایسا ہی کیا چنانچہ بکریاں اپنے مالک کے پاس چلی گئیں۔ وہ یہودی تھا سمجھ گیا کہ اس کا غلام مسلمان ہو گیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ کھڑے ہوئے آپ نے وعظ فرمایا۔(موسیٰ نے) حدیث ذکر کی ہے حضرت علی کو جھنڈا دینے کے بارے میں اور ان لوگوں نے قلعے کے قریب ہونے کے بارے میں اور قتل مرحب کے بارے میں۔کہا کہ مسلمانوں میں کالا غلام قتل ہوا تھا یہودیوں کی جماعت واپس لوٹ گئی تھی اور مسلمان کالے غلام کی میت کو اپنے لشکر میں اٹھا کر لے گئے تھے۔اس کو خیمے میں داخل کیا گیا تھا۔گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے خیمے میں جھانکا اس کے بعد اپنے اصحاب پر متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ اللہ نے اس غلام کو عزت بخشی ہے اور اس کو خیبر کی طرف ہانک کر لایا ہے۔ اسلام اس کے اس کی طرف سے سچا تھا میں نے اس کے سرہانے دو گوری گوری بڑی بڑی آنکھوں والی حوریں دیکھی ہیں۔عروہ نے اپنی روایت میں اس قول والفاظ یا نبی اللّٰہ ھذہ الغنم عندی امانۃ کے ساتھ یہ الفاظ کہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ان بکریوں کو لشکر گاہ سے نکال لیجئے۔ پھر ان کو بلائیے اور کنکریلی زمین پر چھوڑ دیجئے عنقریب اللہ تعالیٰ تیری امانت پہنچا دیں گے۔حضور اکرم ﷺ نے غلام کے کلمہ کو سن کر خوش ہوئے اور متعجب بھی ہوئے۔(تاریخ ابن کثیر ۱۹۰/۴۔۱۹۱۔سیرۃ شامیہ ۲۰۱/۵۔۲۹۲)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی احمد بن محمد عنزی نے اس کو عثمان بن سعید دارمی نے ان کو محمد بن صالح نے ان کو ابن وہب سے ان کو خبر دی حیوۃ بن شریح نے ابن ھاد سے یعنی شرجیل بن سعد سے اس نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے غزوۂ خیبر میں سریہ (جہادی جماعت) نکلی انہوں نے ایک انسان کو پکڑ لیا اس کے ساتھ بکریاں تھیں جنہیں وہ چرا رہا تھا۔وہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے حضور اکرم ﷺ نے اس کے ساتھ ہمکلامی کی جس قدر اللہ نے چاہا۔اس چرواہے نے کہا کہ میں آپ کے ساتھ ایمان لایا ہوں اور اس کے ساتھ جو کچھ آپ لے کر آئے ہو۔یا رسول اللہ ﷺ میں بکریوں کا کیا کروں یہ امانت ہیں۔یہ مختلف لوگوں کی ہیں کسی کی ایک بکری کسی کی دو کسی کی زیادہ ہیں آپ نے فرمایا کہ آپ ان کا رخ حصباء کی طرف کر دیں یہ خود بخود اپنے گھر چلی جائیں گی۔اس نے ایک مٹھی کنکریوں کی یا مٹی کی اُٹھا کر ان کے منہ پر پھینکی وہ بھاگتی بھاگتی اپنے گھر پہنچ گئیں۔

اس کے بعد وہ واپس لوٹا گرمی میں اس کو ناگہانی تیر لگا جس سے وہ شہید ہو گیا۔اس نے کبھی ایک سجدہ بھی نہیں کیا تھا اللہ کو۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس کو خیمے میں داخل کر دو اس کو رسول اللہ ﷺ کے خیمے میں لایا گیا۔حضور اکرم ﷺ جب فارغ ہوئے تو اس کی میت پر آئے پھر باہر آ گئے اور فرمایا تمہارے اس ساتھی کا اسلام بہت اچھا تھا میں اس کے پاس داخل ہوا تو ان کے پاس دو حوریں بیٹھی تھیں۔(تاریخ ابن کثیر ۱۹۱/۴)

(۳) ہمیں خبر دی محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے ان کو خبر دی ابوبکر قطان نے ان کو ابو الازہر نے ان کو مؤجل بن اسماعیل نے ان کو حماد نے ان کو ثابت نے انس سے یہ کہ ایک آدمی آیا نبی کریم ﷺ کے اور کہنے لگا یا رسول اللہ میں کالے رنگ کا اور برے چہرے والا آدمی ہوں بدبودار آدمی ہوں غریب ہوں میرے پاس مال بھی نہیں ہے۔اگر میں ان لوگوں (یہودیوں) سے قتال کروں حتیٰ کہ میں قتل کر دیا جاؤں کیا میں جنت میں جاؤں گا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جی ہاں بس پھر وہ آگے بڑھا اس نے قتال کی حتیٰ کہ وہ مارا گیا نبی کریم ﷺ اس کی میت پر اس کے

قتل کے بعد تشریف لائے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللہ نے تیرا چہرہ خوبصورت کر دیا ہے تیری روح کو پاک کر دیا ہے تیرے مال کو زیادہ کر دیا ہے کسی نے پوچھا کیا یہ بات صرف اسی شخص کے لئے ہے یا (اس جیسے سارے کالے لوگوں کے لئے ہے) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا میں نے اس کی دو بیویاں بڑی بڑی آنکھوں والی گوری خوبصورت حوریں دیکھی ہیں جو شاء کر رہی تھیں اس اس کے جسم سے لگے ہوئے جُبے چوغے کو لینے کے لئے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے ان کو ابوطاہر محمد آبادی نے ان کو احمد بن یوسف نے ان کو عبدالرزاق نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابن جریج نے ان کو خبر دی عکرمہ بن خالد نے ابن ابوعمار سے اس نے شداد بن ھار سے کہ عرب دیہاتیوں میں سے ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور وہ ایمان لے آیا اور حضور اکرم ﷺ کی اتباع کی اس نے کہا کہ کیا میں آپ کے ساتھ ہجرت کروں حضور اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں اپنے بعض اصحاب کو حکم فرمادیا۔ جب غزوۂ خیبر ہوا تو رسول اللہ ﷺ نے غنیمت حاصل کی اور تقسیم کی تو اس آدمی کا حصہ بھی نکالا اور صحابہ کو اس کا حصہ دیا۔ اور وہ شخص ان کی سواری جانوروں کو چرایا کرتا تھا۔

وہ جب واپس آیا تو صحابہ نے اس کا حصہ غنیمت اس کو دیا اس نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ یعنی کیسا حصہ ہے؟ ان کو بتایا گیا کہ یہ غنیمت کا حصہ ہے آپ کے لئے نکالا ہے اس نے حضور اکرم ﷺ سے کہا کہ میں نے یہ لینے کے لیے آپ کی اتباع نہیں کی تھی بلکہ میں نے تو اس لیے اتباع کی تھی کہ میں یہاں پر تیر مارا جاؤں گا اس نے اپنے حلق کی طرف اشارہ کرتے ہوئے کہا۔ پھر میں مرجاؤں گا اور میں جنت میں چلا جاؤں گا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم اللہ سے سچ کہہ رہے ہو تو اللہ بھی تمہارے ساتھ سچ کر دکھائے گا اس کے بعد وہ لوگ دشمن سے قتال کرنے کے لیے اُٹھے۔ کچھ دیر بعد ان کو اُٹھا کر حضور اکرم ﷺ کے پاس لایا گیا اس کو اسی جگہ تیر لگا ہوا تھا جہاں پر اس نے اشارہ کیا تھا۔

حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کیا یہ وہی ہے؟ صحابہ نے بتایا کہ وہی ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس نے اللہ سے سچی بات کہی تھی اللہ نے بھی سچ کر دکھایا یا اس کو سچا کر دیا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو خود کفن دیا اور اس کو آگے رکھ کر کے خود اس کا جنازہ پڑھایا تو نماز پڑھانے سے یہ دعا ظاہر ہوئی اے اللہ یہ تیرا بندہ ہے یہ تیرے راستے میں مہاجر بن کر نکلا تھا قتل ہو کر شہید ہو گیا ہے میں اس پر گواہ ہوں۔ عطا کہتے ہیں کہ بیشک شان یہ ہے کہ اہل اُحد پر نماز جنازہ نہیں پڑھائی گئی تھی۔

باب ۱۱۱

نبی کریم ﷺ کا فتح خیبر کے بارے میں دعا کرنا

اور خیبر کے بعض قلعوں کے فتح کے وقت دلالت نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق نے ان کو عبداللہ ابوبکر بن حزم نے بعض ان لوگوں سے جو مسلمان ہوئے تھے یہ کہ بعض بنوسہم جو مسلمان ہو گئے تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے خیبر میں اور کہنے لگے یارسول اللہ ﷺ ہم انتہائی مشقت میں واقع ہو گئے ہیں۔ اور ہمارے ہاتھ میں کچھ بھی باقی نہیں رہا مگر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بھی کوئی شئی نہ پائی جو خبر حضور اکرم ان کو دے دیتے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اے اللہ تو ان کا حال اس طرح جانتا ہے ان کو آپ کوئی ہمت

وطاقت باقی نہیں رہی اور میرے ہاتھ میں بھی دینے کے لئے کوئی خبر نہیں ہے لہٰذا اے اللہ تو ہی خیبر کا بڑا قلعہ ان پر فتح کردیتا کہ فتح ہوتے ہی ان کی پیاری ضرورتیں پوری ہوجائیں گی لوگوں نے صبح کی تو اللہ نے ان پر فتح کردیا۔ صعب بن معاذ کا قلعہ خیبر میں کوئی قلعہ اس سے زیادہ غلہ اور چربی اور گھی اور تیل والا نہیں تھا جب حضور اکرم ﷺ کے یہود کے قلعے فتح کئے تو بھی فتح کیے اور انہوں نے اپنے مال چھوڑ کر بھاگ گئے تو وہ اپنے اپنے قلعے وطیح اور سلالم تک جا پہنچے یہ خیبر کے قلعوں میں سے آخری تھے جو فتح ہوئے تھے حضور اکرم ﷺ نے ان کو دس سے زیادہ راتیں محاصرہ کئے رکھا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۸۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ جب یہود قلعہ ناعم سے اور قلعہ صعب بن معاذ سے قلعہ کو میری طرف منتقل ہو گئے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو محاصرہ میں لیا تھا۔ وہ انتہائی محفوظ قلعہ تھا۔ کیونکہ وہ تمام قلعوں کے اوپر بنا ہوا تھا۔ ان کے محاصرے پر حضور اکرم ﷺ تین دن ٹھہرے رہے تھے۔ چنانچہ یہود میں سے ایک آدمی آیا تھا اس کو غزال کہتے تھے۔ اس نے حضور اکرم ﷺ سے کہا اے ابوالقاسم۔ آپ مجھے امان دیجئے اس شرط پر کہ میں آپ کو بتاتا ہوں کہ آپ اہل قطاۃ سے چھٹکارا پائیں گے اور اہل شق کی نکلیں گے۔ بیشک اہل حمش تو آپ کے رعب سے ھلاک ہو چکے ہیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو امان دے دی تھی اس کے اہل اور مال پر پس اسی یہودی نے کہا تھا۔ بیشک اگر آپ ایک ماہ تک بھی یہود کا محاصرہ کئے بیٹھے رہیں گے تو وہ پرواہ نہیں کریں گے۔ زمین کے ان کے پانی سپلائی کی نہریں بنی ہوئی ہیں وہ راتوں کو نکل کر پانی پی لیں گے (اور بھر بھی لیں گے) اس کے بعد واپس قلعوں میں چلے جائیں گے اور آپ سے بچ بھی جائیں گے۔ اور اگر آپ اور پانی کو منقطع کردیں گے تو وہ میدان میں نکلنے پر مجبور ہو جائیں گے۔

چنانچہ رسول اللہ ﷺ گئے اور ان کو ان کی ان نہروں اور نالیوں کو کاٹ ڈالا جب ان کے پانی کے راستوں کو کاٹ دیا گیا تو وہ باہر نکلے اور شدید قتال کیا اس دن مسلمانوں کا ایک گروہ شہید ہو گیا۔ اور اسی دن یہود کے دس افراد مارے گئے اور رسول اللہ ﷺ نے اس دن خیبر کو فتح کرلیا یہ اہل نطاۃ کا آخری قلعہ تھا جب حضور اکرم ﷺ اھل نطاۃ سے فارغ ہوئے تو اہل الشق کی طرف پھر گئے (اہل شق پہاڑ کے کنارے والے اور اہل نطاۃ کھجوروں کی زمین والے) اسی اسناد کے ساتھ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن عمر حادثی نے ان کو ابوعفیر بن سہیل بن خیثمہ نے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ شق کی طرف پھر گئے تھے تو وہاں بھی متعدد قلعے تھے۔ تو وہاں پر پہلا قلعہ جس کے ساتھ انہوں نے ابتداء کی تھی وہ ابّی کا قلعہ تھا رسول اللہ ﷺ نے ایک قلعہ پر ٹھہراؤ کیا اور اس کا نام سَمُوزَن تھا اس پر بھی اہل قلعہ نے شدید قتال کیا تھا وہاں پر یہود میں سے ایک آدمی نکلا اس کا نام غزال تھا۔ اس نے مقابلے کے لیے مسلمانوں کو للکارا لہٰذا اس سے مقابلہ کرنے کے لئے حباب بن مُعذر مقابلے پر آئے اور دونوں نے تلوار سے مقابلہ کیا اس کے بعد حباب نے اس پر حملہ کیا اور اس یہودی کا دایاں ہاتھ کلائی کے بیچ سے کاٹ دیا جس کی وجہ سے تلوار اس کے ہاتھ سے گرگئی اور وہ خالی ہاتھ رہ گیا لہٰذا وہ شکست خوردہ ہو کر واپس قلعے کی طرف بھاگا اور حباب اس کے پیچھے دوڑے انہوں نے حملہ کر کے اس کی کونچیں کاٹ دیں جس سے وہ گر گیا انہوں نے دوبارہ حملہ کر کے اس کو مارڈالا۔ اس کے بعد دوسرا یہودی باہر آیا اس نے چیخ کر کہ کون مقابلے پر آئے گا اس کے لیے چنانچہ مسلمانوں ہی میں سے ایک شخص ال جحش میں سے۔ چنانچہ جحش قتل ہو گیا اور اس کی جگہ کھڑے ہو کر اس نے پھر مقابلے کے لئے آواز دی لہٰذا ابودجانہ مقابلے پر نکلے انہوں نے سر پر خود کے اوپر سے سرخ پٹی باندھ رکھی تھی۔

یہودی اِتراتی ہوئی چال میں آیا ابودجانہ نے اس کے حملے کا انتظار کیے بغیر جلدی سے حملہ کر کے یہودی کے پیر کاٹ ڈالے پھر حملہ کر کے اس کا کام تمام کردیا ابودجانہ نے یہودی کا سامان چھین لیا اس کی زرہ بھی اور تلوار بھی وہ اس مال کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا لہٰذا وہ لوگ مقابلے پر للکارنے سے باز آ گئے اس کے بعد مسلمانوں نے نعرۂ تکبیر بلند کیا اور قلعہ پر حملہ آور ہوئے اور اس کے اندر داخل ہو گئے ابودجانہ ان کے آگے تھے۔ انہوں نے قلعے میں عورتیں اسباب اور بکریاں اور غلہ اور اناج موجود پائے اور اس میں جتنے جنگ جو تھے وہ بھاگ گئے تھے اور وہ دیواروں میں

سراخ کر کے گھس گئے جب کہ وہ اندرونی خالی ڈھول میں تھی کہ وہ (اس طرح) بیچوں بیچ دامن کوہ میں واقع قلعہ نزار تک پہنچ گئے اور جو لوگ باقی رہ گئے تھے اہل نطاۃ میں سے وہ قلعہ میں آنا شروع ہو گئے تھے انہوں نے ان کو بعد کر کے شدید رکاوٹ کر لی تھی رسول اللہ ﷺ دھیرے دھیرے اپنے اصحاب میں ان کی طرف کھسک گئے اور ان سے قتال کیا وہ لوگ اہل شق میں مسلمانوں کو تیر مارے اور سنگ بازی کرتے ہیں انتہائی سخت تھے رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ تھے حتی کہ ایک تیر آ گر گیا اور رسول اللہ کے کپڑوں میں اُلجھ گیا آپ نے تیر اٹھا کر جمع کر لیے آپ نے کنکریوں کی مٹھی اٹھا کر ان کی طرف پھینکی ان کے قلعے کو لگی جس سے قلعہ یہود سخت لرزنے لگا اس کے بعد زمین میں دھنس گیا۔

حتی کہ مسلمان آئے انہوں نے قلعہ والوں کو کھینچ کر (بچایا)۔(مغازی للواقدی ۲/۶۶۷)

اور اپنی اسناد کے ساتھ انہوں نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے اپنے شیوخ سے وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اہل کتیبہ (لشکر والے) اور قلعہ وطیح اور قلعہ سلالم کی طرف متوجہ ہوئے اور قلعہ ابوالحقیق کی طرف جس میں یہودی موجود تھے انہوں نے اس شدید تحفظ حاصل کیا ہوا تھا۔ پھر شکست کھانے والا انہی سے آ کر مل گیا تھا جو لوگ اہل قطاۃ یا اھل شق میں سے بھاگ کر آ گئے تھے ان سب نے ایک دوسرے کے ساتھ قلعہ لموص میں تحفظ حاصل کر لیا تھا یہ محفوظ ترین قلعہ تھا وطیح اور سلالم میں۔ یہود نے اپنے آپ کو قلعوں میں اس طرح محفوظ کر لیا تھا کہ وہ اوپر بھی نہیں چڑھ رہے تھے نہ ہی قلعوں سے باہر جھانک رہے تھے۔ حتی کہ رسول اللہ ﷺ ان پر منجنیق (دیسی توپ جس سے پتھر کے گولے داغے جاتے تھے) نصب کرنے کا ارادہ فرما لیا۔ یہود کو جب اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا حضور اکرم ﷺ نے پورے چودہ دن سے ان کا محاصرہ بھی کیا ہوا تھا۔ تو اب انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے صلح کی التجا کی۔

ابن ابوالحقیق نے رسول اللہ ﷺ کے پاس صلح کا پیغام بھیجا حضور نے مان لیا لہذا ابن حقیق قلعے سے نیچے اتر آیا رسول اللہ ﷺ ان کے ساتھ اس بات پر صلح کر لی جو لوگ قلعوں میں موجود رہیں ان سے مقابلہ نہیں کیا جائے گا بلکہ ان کا خون معاف ہے اور محفوظ ہے اور ان کے بچوں کو بھی امان ہے وہ لوگ یہاں سے نکل جائیں اپنی سرزمین چھوڑ جائیں گے۔ بس اپنی اولادوں کو لے کر چلے جائیں گے باقی سب شئے چھوڑ جائیں گے جو کچھ بھی ان کے پاس ہے مال ہے زمین ہے سونا چاندی ہے کھیتی باڑی کے اسباب ہیں۔ بس وہ صرف انہیں کپڑوں میں نکل جائیں۔ جو ان کے جسم پر ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم نے کوئی چیز مجھ سے چھپائی تو تم لوگوں سے اللہ اور رسول کا عہد اور ذمہ ختم ہو جائے گا اس شرط پر انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے صلح کر لی تھی۔ (مغازی للواقدی ۲/۶۷۰۔۶۷۱)

(۳) ہمیں ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبد الجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحق نے ان کو محمد بن مسلمہ بن انصاری نے بیٹے نے اس شخص سے جس نے اس کے اھل میں سے اس کو پایا تھا اور مجھے یہ حدیث بیان کی تھی مکنف نے۔ ان دونوں نے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اھل خیبر کا محاصرہ کیا تھا ان کے قلعہ وطیح اور سُلالم میں حتی کہ جب ان لوگوں کو اپنی ہلاکت کا یقین ہو گیا تو ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے التجا کی کہ آپ ہمیں نکل کر چلے جانے کے لئے محفوظ راستہ دے دیں۔ اور ان کے خون محفوظ بنا دیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کی بات مان لی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے (ان کے چلے جانے کے بعد) تمام مال جمع کر کے محفوظ کر لئے تھے۔ شق اور نطاۃ کے سارے کتیبہ۔ اور ان کے قلعے جمع کیے مگر جو کچھ ان دو قلعوں میں تھا۔

جب اہل فدک نے سنا کہ اھل خیبر نے حضور اکرم ﷺ سے جانے کا محفوظ راستہ مانگ لیا ہے اور اس طرح اپنے خون محفوظ کر لیا ہے۔ تو انہوں نے پھر رسول اللہ ﷺ سے یہی تقاضہ اور مطالبہ لیا اور کہا کہ ان کو بھی ان کے خون محفوظ کر کے ان کو بھی نکال دیں یا جانے دیں وہ لوگ اپنے مالوں کے درمیان اور حضور کے درمیان تخلیہ اور علیحدگی کر دیں گے حضور اکرم ﷺ نے ان کا مطالبہ بھی مان لیا حضور اکرم ﷺ کے اور اھل فدک کے مابین جس نے ثالثی اور پیغام رسانی کا کام کیا تھا وہ مُحیصہ بن مسعود تھے جو کہ بنو حارثہ میں سے ایک تھے۔

جب اہل خیبر اسی شرط پر اُتر آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے التجا کی کہ مال کا نصف کا معاملہ ان کے ساتھ کر لیں انہوں نے کہا کہ زمیندار اور کاشت کے معاملے کو ہم تم لوگوں سے بہتر جانتے ہیں۔ اور بہتر آباد کر سکتے ہیں لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ نصف آمدنی لینے کی شرط کر لی۔ اور یہ بھی شرط رکھی کہ ہم مسلمان جب آپ لوگوں کو نکالنا چاہیں گے تو نکال بھی سکیں گے۔ اہل فدک سے بھی حضور اکرم ﷺ نے اسی شرط پر صلح کر لی تھی۔ لہٰذا خیبر کے مال مسلمانوں نے درمیان مال فیی کے طور پر تقسیم کئے جاتے تھے۔ مگر مال فدک مخصوص تھا رسول اللہ ﷺ کے لئے اس لئے کہ مسلمانوں نے فدک پر نہ پیدل پر حملہ کیا تھا نہ گھوڑوں پر سوار ہو کر۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۹۲/۳)

باب ۱۱۲

۱۔ فتح خیبر کے بعد

اس خزانے کے بارے میں کیا گیا جس کو یہودیوں نے چھپایا ہوا تھا۔

۲۔ صفیہ بنت حُیَی کا انتخاب۔

۳۔ مختصر طور پر تقسیم غنیمت اور خمس کی تفصیل کتاب السنن میں وہ احادیث گزر چکی ہیں جن سے ہم نے حجت پکڑی ہے۔

۴۔ اس مذکور میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کئے گئے اللہ کے وعدے کی تصدیق ہے

۵۔ اور اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ ﷺ کی بات کی تصدیق فرمائی ہے جو آپ نے اپنی اُمت کو خبر دی تھی خیبر کے فتح ہونے کی۔ اس کے بعد جلاوطن ہونے کی جن کو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جلاوطن کیا تھا۔

۶۔ اور اس بخار کے بارے میں ان کو پہنچا تھا جو کچھ وارد ہوا ہے۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحٰق نے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ان کو مسدد نے ان کو حماد بن زید نے عبدالعزیز بن صہیب اور ثابت سے اس سے انسؓ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے صبح کی نماز اندھیرے میں پڑھائی اس کے بعد سوار ہو گئے اور یہ جملہ فرمایا اللہ اکبر خیبر ویران ہو گیا۔

اللہُ اکبر خرِبَتْ خَیْبَرُ اِنَّا اِذَا نَزَلْنَا بِسَاحَۃِ قَوم فَسَآء صَبَاحُ الْمُنْذَرِیْنَ۔

اللہ بہت بڑا خیبر برباد ہو گیا۔ ہم لوگ جب کسی قوم کے میدانوں میں اُترتے تو فریضۂ نذیر پر پہنچائے ہوئے لوگوں کی وہ صبح بہت بُری ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس پر غالب حملہ کیا آپ نے شدید قتال کیا و پملوں کو قید کیا صفیہ بنت حیی تقسیم غنیمت میں دِحیہ کلبی کے

حصے میں کوئی اس کے بعد اتفاق اور مشہور ہے رسول اللہ ﷺ کے حصے میں کردی گئی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ایسے آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیا اور اس کا مہر اس کے عتق وآزادی کو قرار دیا تھا۔ عبدالعزیز نے ثابت سے کہ اے ابومحمد کیا آپ نے پوچھا تھا حضرت انسؓ سے کہ رسول اللہ نے صفیہ کو کیا مہر دیا تھا؟ انہوں نے بتایا کہ حضور اکرم ﷺ نے صفیہ کا نفس اس کی ذات کی اسے مہر میں دیا تھا مسکرا کر انہوں نے یہ کہا تھا۔ (یعنی ان کا عتق وآزادی مہر بنادیا تھا)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے۔ (بخاری۔ کتاب الصلوٰۃ باب مایذکر فی الفخذ)

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوربیع سے اس نے حماد سے۔ (مسلم کتاب النکاح

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحق قضانی سے ان کو عبدالغفار بن داؤد حرانی نے ان کو یعقوب بن عبدالرحمٰن نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسن بن عبدان سے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو ابراہیم بن صالح شیرازی نے ان کو سعید نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالقاسم زید بن ابوھاشم علوی نے کوفہ میں ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن رحیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن حسین بن ابوالحسین سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید بن منصور نے ان کو یعقوب بن عبدالرحمٰن نے عمرو بن ابوعمر سے اس نے انس بن مالک سے اس نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوطلحہ سے کہا تھا جب آپ خیبر کی طرف نکلنے کا ارادہ کیا تھا میرے لیے اپنے لڑکوں میں سے کوئی لڑکا تلاش کیجئے جو میری خدمت کیا کرے لہٰذا ابوطلحہ مجھے لے کر گئے میں لڑکا تھا وہ مجھے سواری پر اپنے پیچھے بیٹھا کر لے گئے تھے اس وقت میں بالغ ہونے کے قریب قریب تھا۔ حضور اکرم ﷺ جب سواری سے اترتے ہیں آپ کی خدمت کرتا میں نے حضور اکرم ﷺ سے سنا کہ آپ کثرت سے یوں کہتے تھے۔

اللهم انی اعوذ بك من الهم و الحزن و العجز و الكسل و البخل
و الجبن و ضلع الدين و غلبة الرجال

اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں فکر وغم سے بے بسی اور سستی سے۔
اور کنجوسی اور بزدلی سے اور قرضے کی کثرت و بوجھ سے اور لوگوں کے تسلط اور غلبے سے۔

اللہ نے جب قلعۂ خیبر فتح تو آپ کے سامنے صفیہ بنت حیی کے حُسن کا ذکر کیا گیا وہ دلہن تھی کہ اس کا شوہر قتل ہوگیا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اس کو اپنے لیے منتخب فرمالیا تھا۔ ہم لوگ جب مقام سد الصہباء میں پہنچے تو حضور اکرم ﷺ نے اس کے ساتھ شب باشی کی تھی وہاں پر قیام کر کے۔ آپ نے وہاں پر ایک چھوٹے چمڑے کے دسترخوان پر حَیس (گھی خرما اور پنیر سے تیار کردہ کھانا) سب کو کھلایا تھا۔ یہی ولیمہ تھا حضور اکرم ﷺ کا۔

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا آپ صفیہ کے لیے دھاری دار کمبل باندھ کر سواری پر اپنے پیچھے جگہ بنا رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ اپنی اُونٹنی کے پاس بیٹھ جاتے تھے اپنا گھٹنا نیچے کرتے صفیہ آتی اور وہ اپنا پیر حضور اکرم ﷺ کے گھٹنے پر رکھتی اور اس طرح وہ سوار ہوجاتی اُونٹنی پر (چلتے چلتے) جب اُحد پہاڑ سامنے ہوا تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔ یہ جبل اُحد ہے یہ ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔ جب حضور اکرم ﷺ نے مدینے کے در و دیوار کو دیکھا تو فرمایا۔

اللهم ان ابراهيم حَرَّمَ مكة اللهم و انى احرم لابتيها اللهم بارك لهم فى صاعهم و مدهم

اے اللہ بیشک ابراہیم علیہ السلام نے مکہ کو حرم بنا کر (محترم قرار دیا تھا) اے اللہ اور میں مدینے کے دونوں کناروں کو حرم قرار دیتا ہوں۔ اے اللہ اہل مدینہ کے صاع میں اور مُدّ (ناپ تول کے پیمانے) میں برکت عطا فرما۔

یہ الفاظ حدیث سعید بن منصور کے ہیں۔

بخاری نے اس کو صحیح میں روایت کیا ہے عبدالغفار بن داؤد سے۔ (کتاب المغازی۔حدیث ۴۲۱۱۔فتح الباری ۷/۴۷۸)
مسلم نے اس کو روایت کیا ہے سعید سے۔ (مسلم۔کتاب المناسک۔تحفۃ الاشراف ۱/۲۹۴)

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو عبید بن شریک نے ان کو ابن ابومریم نے ان کو محمد بن جعفر نے ان کو حمید نے کہ اس نے سنا انس سے انہوں نے کہا کہ حضور اکرم ﷺ نے خیبر کے اور مدینے کے درمیان تین راتیں قیام کیا تھا۔ صفیہ بنت حُیَی کے ساتھ شب زمانہ گذاری اور (ولیمہ کیا) میں نے مسلمانوں کو رسول اللہ کے ولیمے پر بلایا تھا (اسی کھانے میں) نہ گوشت تھا نہ ہی روٹی تھی۔ کچھ اور نہیں تھا مگر یہی کہ حضور اکرم ﷺ نے چمڑے کا دستر خوان بچھانے کا حکم فرمایا اسے پھیلایا گیا اور اس پر کھجوریں ڈال دی گئیں اور پنیر اور گھی۔ مسلمانوں نے کہا یہ بھی اُمہات المؤمنین میں سے ایک ہوگئی ہیں یا صرف وہ ہیں جس کا مالک بن گیا ہے آپ کا دایاں ہاتھ (یعنی آپ کی مملوکہ میں) پھر مسلمانوں نے خود ہی کہا کہ اگر حضور اکرم ﷺ نے اس سے حجاب اور پردہ کروایا تو یہ اُمہات المؤمنین میں سے ایک ہوگی اور اگر اس کو پردہ نہ کروایا تو پھر یہ ایک مملوکہ ہوگی جب کوچ کیا تو آپ نے اپنے پیچھے سوار پر ان کے لیے جگہ بنائی اور لوگوں کے اور اس کے درمیان پردہ دراز کیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سعیدہ بن ابومریم سے۔ (بخاری۔کتاب المغازی۔حدیث ۴۲۱۲۔فتح الباری ۷/۴۷۹)

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری اسوئی نے۔ وہاں پر۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحٰق نے ان کو یوسف بن یعقوب نے ان کو عبدالواحد بن غیاث نے ان کو حماد بن سلمہ نے ان کو عبداللہ بن عمر نے اس میں جو ابوسلمہ پسند کرتے تھے۔ انہوں نے نافع سے انہوں نے ابن عمر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ قتال کیا تھا اھل خیبر کے ساتھ حتی کہ ان کو مجبور کر دیا تھا ان کے قلع کی طرف لہٰذا آپ قبضہ کر لیا نماز میں کھیت پر کھجوروں پر لہٰذا انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے ساتھ صلح کر لی تھی اس شرط پر کہ وہ خیبر سے جلاوطن ہو جائیں گے اور اس کو چھوڑ کر چلے جاتے ہیں۔ اور ان کے لئے صرف اسی قدر سامان اٹھا کر لے جانے کی اجازت دے دیں جس قدر وہ اپنے اونٹوں پر لاد کر لے جاتے ہیں باقی سب سونا چاندی اور معلقہ سب کچھ رسول اللہ ﷺ کا ہے۔ اور وہ اسی طرح خیبر سے نکل جاتے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے ان پر یہ شرط رکھی تھی کہ وہ نہ تو کوئی شئی چھپائیں گے اور نہ کوئی چیز غائب کریں گے اگر انہوں نے ایسا کیا تو نہ ان کے لئے کوئی ذمہ ہوگا نہ ہی کوئی عہد ہوگا۔ چنانچہ انہوں نے ایک مشک غائب کردی جس میں قیمتی مال تھا اور زیورات تھے یہ حُیَی بن اخطب یہودی کا مال تھا جس کو وہ اپنے ساتھ اٹھا لایا تھا خیبر کی طرف جب بنونظیر جلاوطن کیے گئے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں سے حُیَی کے چچا سے پوچھا کہ حُیَی والی مشک کا کیا ہوا جس کو وہ بنونظیر سے اٹھا لایا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ وہ تو خرچ ہوگئی ہے جنگوں میں وغیرہ اخراجات میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس کو زیادہ وقت تو نہیں گذرا اور مال بھی بہت زیادہ تھا جو اتنا جلدی خرچ نہیں ہوسکتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے وہ یہودی حضرت زبیر کے حوالے کر دیا انہوں نے اس کو سزا دی تو اور حُیَی اس سے قبل ویرانے میں جا چکا تھا۔ اس نے بتایا کہ میں نے ایک انسان کا ہیولا دیکھا تھا جو ویرانے میں پھر رہا تھا ادھر اُدھر لہٰذا یہ لوگ گئے اس طرح اور پھرتے رہے لہٰذا وہ (مال اور زیوارت کی بھری ہوئی مشک) ان کو ویرانے سے مل گئی۔

رسول اللہ ﷺ نے نیز اس جنگ ابن ابوحقیق کے دو بیٹوں کو قتل کر دیا تھا ان میں ایک صفیہ بنت حُیَی کا شوہر بھی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے یہود کی عورتوں اور بچوں کو قیدی بنالیا تھا اور ان کے مال تقسیم کر ڈالے تھے اس عہد شکنی کی پاداش میں جو انہوں نے عہد شکنی کی تھی اور آپ نے یہ ارادہ کیا کہ ان کو وہاں سے جلاوطن کر دیں مگر انہوں نے کہا کہ اے محمد ہم لوگوں کو آپ اسی زمین پر رہنے دیں ہم اس کو آباد کرتے رہیں گے اور اس کی دیکھ بھال کریں گے (یہ زمین آپ کی ہے) حضور اکرم ﷺ کے پاس کوئی دیگر غلام بھی نہیں تھا نہ صحابہ کے پاس جو زمین پر کام کرتے۔ صحابہ کرام فارغ نہیں تھے کہ وہ ان زمینوں کی دیکھ بھال کر سکتے۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے خیبر اس کے حوالے کر دیا اس شرط پر کہ اس کی آدھی آمدنی اس کو ملے گی بالخصوص ان کو

ملے گا۔ ہر کھیتی میں سے اور ہر کھجور میں سے اور ہر شئی میں سے جو رسول اللہ مناسب سمجھیں گے۔ لہٰذا حضرت عبداللہ بن رواحہ ہر سال ان کے پاس خیبر میں آتے تھے اور آکر آمدنی کا تخمینہ لگاتے تھے پھر اس میں سے ان کا حصہ ان کو دے دیتے تھے۔ لہٰذا انہی حصوں نے ان کے لگائے ہوئے تخمینہ پر اعتراض کیا۔ انہوں نے ابن رواحہ کی رشوت دینا چاہا (تاکہ اپنی مرضی کا تخمینہ لگوائیں) انہوں نے کہا اے اللہ کے دشمنوں کیا تم مجھے حرام کھلانا چاہتے ہو۔

اللہ کی قسم میں تمہارے پاس ایسے شخص کی طرف سے آیا ہوں جو مجھے سب لوگوں سے زیادہ محبوب ہے اور تم لوگ میرے نزدیک بدترین لوگ بندوای اور سؤاروں کی تعداد کی طرح مگر تم لوگوں کے ساتھ میرا بغض وناراضگی اور حضور سے میری محبت کرنا کوئی چیز مجھے تمہارے بارے میں راہ انصاف سے نہیں ہٹا سکتی (انصاف انصاف سے میں وہ کروں گا) یہودیوں نے یہ سن کر کہا کہ ایسے ہی لوگوں کی وجہ سے زمین وآسمان قائم ہیں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے صفیہ کے چہرے پر (چوٹ کا) نشان دیکھا (جب وہ حضور کے حصہ میں آ گئی تھی) تو آپ نے اس سے پوچھا کہ اے صفیہ یہ کیسی خضرت کا نشان ہے؟ اس نے بتایا میرا اسرار بن ابوالحقق کی گود میں تھا میں نیند میں تھی میں نے خواب میں دیکھا کہ (چاند) میری گود میں گر گیا ہے۔ میں نے اس کو اس بات کی خبر دے دی تھی تو اس نے مجھے کس کر ایک تھپڑ مارا تھا اور کہا تھا کہ تم یثرب کے بادشاہ کی آرزو اور تمنا دل میں رکھتی ہو کہتی ہیں کہ حالانکہ رسول اللہ ﷺ میرے نزدیک سب لوگوں سے زیادہ مبغوض وناپسندیدہ تھے کیونکہ انہوں نے ہی میرے باپ کو قتل کیا تھا اور میرے شوہر کو بھی کہتی ہیں کہ حضور ہمیشہ میرے آگے اعتذار کرتے رہے اور فرماتے تھے کہ تیرے والد نے میرے خلاف عرب کو اکسایا تھا جنگ کرنے کے لئے اور ایسا کیا اور ایسا کیا یہاں تک کہ میرے دل سے یہ بات چلی گئی یعنی ختم ہوگئی اور نبی کریم ﷺ اپنی عورتوں میں سے ہر عورت کو ہر سال اَسّی وسق کھجوریں (۸۰) اور بیس وسق جو (۲۰) دیا کرتے تھے۔

(نوٹ): ایک وسق ۶۰ (ساٹھ) صاع کا ہوتا ہے اور ایک صاع تقریباً ساڑھے تین سیر کا۔

جب حضرت عمر کا دور حکومت آیا تو خیبر کے یہود نے مسلمانوں کے ساتھ دھوکہ کیا اور حضرت ابن عمر کو مکان کے اوپر سے گرایا اور ان کے ہاتھ توڑ ڈالے۔ لہٰذا حضرت عمرؓ نے اعلان فرمایا کہ جس کا خیبر (کی جائداد) میں کوئی حصہ ہو وہ آجائے تاکہ ہم اس کو حصہ داروں کے مابین تقسیم کردیں۔ لہٰذا انہوں نے اسے (غانمین میں) تقسیم کردیا۔ اور یہود کے سردار نے کہا آپ ہمیں یہاں سے نہ نکالیں ہم یہاں رہنے دیں ہم اس میں رہ جائیں جیسے رسول اللہ ﷺ نے ہمیں برقرار رکھا تھا اور ابوبکر نے بھی حضرت عمر نے ان کے سردار سے کہا۔ کیا تم نے دیکھا اس کو کہ مجھ سے ساقطہ ہوگیا ہے رسول اللہ ﷺ کا قول کیا حائل ہوگا تیرا جب تیرے ساتھ تیری سواری ناچے گی (یعنی تجھے سوار کرکے زمین پر بار بار اس پر دے مارے گی یعنی سواری گی) ایک دن شام میں پہنچے گی اس کے بعد پھر ایک دن پھر ایک دن۔ اور پھر حضرت عمر نے خیبر کی جائداد کو تقسیم کردیا ان لوگوں کے درمیان جو اہل حدیبیہ میں سے خیبر میں حاضر ہوا موجود ہوا۔

بخاری نے استشہاد کیا ہے اپنی کتاب میں اور فرمایا کہ اس کو روایت کیا ہے حماد بن سلمہ نے۔ (حدیث ۳۰۰۶ ص ۳/ ۱۵۷۔۱۵۸)

(۵)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے ان کو ابوعلاثہ نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ بن زبیر سے وہ کہتے ہیں کہ پھر بیشک مسلمانوں نے یہودیوں انتہائی شدید محاصرہ کرلیا یہود نے جب یہ کیفیت دیکھی تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے اپنے خون کا امان طلب کیا اس شرط پر کہ وہ خیبر کی بستی سے اور اس کی سرزمین سے۔ نکل جائیں گے اور جتنے ان کے مال بھی وہ بھی چھوڑ جائیں گے لہٰذا آپ ﷺ نے ان کے ساتھ فیصلہ کرلیا۔ سونے چاندی (زرد اور سفید) پر مراد اس سے دینار ودرھم ہیں۔ اور حلقہ پر اس سے مراد برتن ہیں۔ اور ریشم پر مگر وہ کپڑے جو انسانوں کے جسم پر ہیں یعنی باقی سب شئی چھوڑ کر نکل جائیں۔ اور تم سے اللہ کا ذمہ اور پناہ ختم ہوجائے گی اگر تم نے کوئی چیز چھپانے کی کوشش کی تو (اور اس شرط پر ان کو زمینوں پر رکھا کہ) کہ تم لوگ اپنے مانوتی پر کام کرتے رہے اور ہر سال تمہیں نصف پھل یعنی نصف پیداوار دی جائے گی۔ جب تک ہم چاہیں گے تمہیں برقرار رکھیں گے اور جب ہم تمہیں نکالنا چاہیں گے نکال دیں گے۔ لہٰذا وہ اسی شرط پر اپنی زمینوں پر رہ گئے تھے۔

اور ابن ابوالحقیق نے چاندی کے کچھ برتن چھپائے تھے اور مال کثرت۔ جو اونٹ کی کھال میں رکھا ہوا کنانہ بن ربیع بن ابوالحقیق کے پاس تھا رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ (چاندی کے) برتن کہاں ہے اور وہ مال جو تم مدینے سے لے کر نکلے تھے جب ہم نے تمہیں وہاں سے نکالا تھا؟ انہوں نے کہا کہ وہ ختم ہو گیا ہے اور اس پر انہوں نے قسم بھی کھالی۔ مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول اللہ کو اطلاع کر دی اس مال کی جوان دونوں کے پاس تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان دونوں یہودیوں کو حضرت زبیر کے حوالے کر دیا اس نے ان دونوں کو سزا دی تو کنانہ کے چچا کے بیٹے نے مال کا اعتراف کر لیا اور بتا دیا کہ مال کہاں رکھا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ نے زبیر سے کہا انہوں نے کنانہ بن ابوالحقیق کو محمد بن مسلمہ کے حوالے کر دیا اس نے اسے قتل کر دیا۔ اور گمان کرتے ہیں کہ کنانہ نے محمود بن مسلمہ کو قتل کیا ہوا تھا (اس لیے اس کو محمد بن مسلمہ کے حوالے کیا تھا)۔ حلال قرار دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے قید کرنا صفیہ بنت حیی بن اخطب کا اور ان کے چچا کی بیٹی کا۔

صفیہ کنانہ بن ابوالحقیق کا نکاح میں تھی۔ صفیہ کے چچا کی بیٹی حضور اکرم ﷺ نے دحیہ کلبی کو دے دی تھی اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا وعدہ دحیہ سے کر رکھا تھا۔ اور صفیہ کو خود روک لیا تھا۔ جب اس کو قیدی بنایا تھا تو اس وقت وہ نئی نویلی دلہن تھی۔ اپنے گھر میں داخل بھی نہیں ہوئی تھی۔ حضور اکرم ﷺ نے حضرت بلال کو حکم دیا تھا کہ وہ صفیہ کو اقامت گاہ میں لے جائے (یعنی وہاں پہنچا دے) چنانچہ بلال اس کو ساتھ لے کر مقتولین کے بیچ سے گذرے تو رسول اللہ ﷺ نے اس کیفیت کو ناپسند کیا اور فرمانے لگے اے بلال کیا تیری شفقت ورحمت رخصت ہو گئی ہے۔ اس کے سامنے رسول اللہ ﷺ تشریف لائے تو مسلمان ہو گئی۔ لہٰذا اس کو رسول اللہ نے اپنے لئے پسند فرما لیا تھا۔ اور آپ نے اس کے ساتھ (شب باشی کر لی (آزاد کر کے نکاح کر کے) مگر زیادہ لوگوں کو اس بات کا علم نہیں ہوا تھا۔ ہر کوئی ان میں سے یہ توقع کر رہا تھا کہ وہ اسی کو دی جائے گی۔ اس کے بعد رسول اللہ نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا کہ وہ اس سے منہ پھیر لیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے چہرے پر چوٹ کا سبز نشانی یعنی نیل پڑا ہوا دیکھا تو پوچھا کہ یہ تمہارے چہرے پر کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ یا رسول اللہ ہم لوگوں پر آپ کی آمد سے قبل میں نے ایک خواب دیکھا تھا۔ اللہ کی قسم میں وہی بات ذکر کروں گی آپ کے بارے میں جس کو میں نے اپنے شوہر کے سامنے بیان کیا تو اس نے زور سے میرے چہرے پر تھپڑ مار دیا اور کہنے لگا کہ کیا تم اس بادشاہ کی آرزو کرتی ہو جو مدینے میں ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تم نے کیا خواب دیکھا تھا؟ بولی کہ میں نے دیکھا تھا کہ چاند اپنی جگہ سے ہٹ گیا ہے اور وہ میری گود میں آ گیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ اس کے خواب کو سن کر حیران ہوئے۔ جب نبی کریم ﷺ نے مدینے کی طرف واپس لوٹنے کا ارادہ کیا اور جب سوار ہونے لگے تو آپ نے وہ کپڑا جو بطور چادر آپ نے لیا ہوا تھا آپ نے وہ چادر صفیہ کی پیٹھ پر اور اس کے چہرے پر ڈال دی اس کے بعد اس کا کنارہ پیچھے باندھ دیا۔ اس کے بعد صحابہ کرام چلنے میں حضور اکرم ﷺ سے قصداً پیچھے ہو گئے اور انہوں نے جان لیا کہ صفیہ آپ کی ازواج مطہرات کے ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے جب اپنی ران آگے کی تاکہ صفیہ اس پر پیر رکھ کر اُوپر کو چڑھے مگر صفیہ نے (پیر ران کے اوپر نہ رکھا بلکہ) اپنا گھٹنا حضور کی ران پر رکھ کر (از راہ ادب) پھر سوار ہوئی۔ (جب حضور اکرم ﷺ نے خیمے میں ان سے شب باشی کی تو) حضرت ابوایوب پوری رات تلوار ہاتھ میں لے کر حضور کے خیمے کا پہرہ دیتے رہے صبح تک۔

حضور اکرم ﷺ جب صبح سویرے خیمے سے باہر آئے تو ابوایوب نے اللہ اکبر کہا رسول اللہ ﷺ کو دیکھ کر کہ آپ خیر سلامتی سے باہر آ گئے ہیں۔ حضور اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا کیا ہوا ہے ابوایوب؟ عرض کی یا رسول اللہ میں رات بھر سویا نہیں۔ آپ نے پوچھا کہ کیوں اے ابوایوب! عرض کیا اس لئے کہ آپ اس عورت کے ساتھ رات کو شب باش میں تھے تو مجھے یہ بات یاد آ گئی تھی کہ آپ نے اس عورت کے باپ کو اور بھائی کو اور اس کے شوہر کو قتل کرا دیا ہے اور زیادہ تر اس کے خاندان کو بھی، مجھے خطرہ ہوا کہ کہیں وہ آپ کے ساتھ زندگی کا دھوکہ نہ کرے رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے اور اس کے لئے اچھا جملہ کہا اور رسول اللہ ﷺ نے خیبر یہود کو خیبر کا مال دے دیا اس شرط پر کہ وہ اس پر بحیثیت ملازم کام کرتے رہیں اور ان کو نصف پیداوار ملے گی۔

(۶) موسیٰ بن عقبہ نے معازی میں ذکر کیا ہے اس قصے کو بالکل اسی مفہوم کے ساتھ جیسے ہم نے ذکر کیا ہے ہاں مگر کنز اور خزانے کے قصے میں یہ ذکر کیا ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس بارے میں کنانہ بن ربیع بن ابوالحقیق سے پوچھا تھا۔ اس کے ساتھ کنانہ حُیَیٰ بن ربیع بن ابوالحقیق سے بھی پوچھا تھا ان دونوں نے جواب دیا کہ ہم نے اس کو جنگ میں خرچ کر دیا ہے اس میں سے باقی کچھ بھی نہیں بچا اور انہوں نے اس بات پر قسم بھی کھالی۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم دونوں سے اللہ اور رسول کی پناہ اور ذمہ داری ختم ہوگئی ہے۔ اگر وہ مال تمہارے پاس ہے۔ یا اسی جیسا کوئی قول کیا تھا۔ ان دونوں نے کہا کہ ہاں ٹھیک ہے آپ ﷺ نے ان کے خلاف اسی بات پر گواہ بھی کر دیئے۔

اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے بن دورم کو حکم دیا کہ کنانہ پر سختی کرو انہوں نے اس پر سختی کی حتی کہ اس کو انہوں نے ڈرایا مگر اس نے کسی چیز کا اعتراف نہ کیا۔ اور ہمیں نہیں معلوم کہ کیا ابن حُیَیٰ کو بھی سزا دی گئی یا نہیں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اس خزانے کے بارے میں ان کے غلام سے پوچھا۔ جس کو ثعلبہ کہتے تھے وہ ضعیف جیسا تھا۔ اس نے کہا کہ مجھے اس کے بارے میں کوئی خاص علم نہیں ہے صرف یہی کہ میں نے ہر صبح کنانہ کو دیکھا ہے اس ویرانے میں گھومتا ہے۔ اگر کوئی شئی ہے تو پھر وہیں ہوگی۔ حضور اکرم ﷺ نے اس خزانے کی طرف بھیجا ان لوگوں نے خزانہ اس جگہ پالیا وہ اس کو لے آئے۔ موسیٰ بن عقبہ نے صفیہ کا قصہ بھی ذکر کیا ہے۔ (الدرر لابن عبدالبر ۲۰۲۔ تاریخ ابن کثیر ۴/ ۱۹۷۔ سیرۃ شامیہ ۵/ ۲۰۵)

(۷) ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو حدیث بیان کی قاسم جوہری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے اس نے اس قصے کو ذکر کیا ہے موسیٰ نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نافع نے کہ عبداللہ بن عمر نے فرمایا تھا کہ جب خیبر فتح ہوا تو یہودیوں نے رسول اللہ ﷺ سے درخواست کی تھی کہ ہم لوگوں کو خیبر کی بستی میں رہنے دیا جائے اس شرط پر کہ ہم لوگ ان کی فتح کی ہوئی زمینوں پر (عامل و نوکر کی حیثیت سے یا آباد کار کی حیثیت سے) کام کرتے رہیں گے نصف بطول یا نصف آمدنی ہمیں دی جائے (اور نصف بیت المال میں جمع کی جائے) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہم تمہیں برقرار رکھتے ہیں اسی جگہ پر اسی شرط پر مگر جب تک ہم چاہیں گے وہ لوگ اسی جگہ پر رہے تھے یہاں تک کہ حضرت عمر نے اپنی حکومت میں ان کو وہاں سے نکال دیا تھا۔ (سیرۃ شامیہ ۵/ ۲۰۷)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابومحمد حسن بن محمد بن اسحق اسفرائنی نے ان کو موسیٰ بن ھارون نے ان کو فرأز بن حمویہ ہمدانی نے ان کو محمد بن یحییٰ کنانی نے مالک سے اس نے نافع سے اس نے ابن عمر سے کہ انہوں نے فرمایا تھا خیبر میں مجھے معتزرار کیا گیا (اس واقعہ پر) حضرت عمرؓ خطبہ دینے کے لیے کھڑے ہوئے لوگوں کو اور فرمایا کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے خیبر کے یہودیوں کو خیبر کے مال پر عامل بنایا تھا اور فرمایا تھا کہ ہم تمہیں برقرار رکھیں گے جب تک اللہ تمہیں برقرار رکھے گا۔ اب واقعہ یہ ہوگیا ہے کہ عبداللہ بن عمر وہاں پر اپنے مال کو دیکھنے گئے ہوئے تھے رات کو ان پر زیادتی کی گئی ہے ان کے ہاتھ توڑ دیئے گئے ہیں۔ وہاں پر یہود کے سوا کوئی اور ہمارا دشمن بھی نہیں ہے کہ ہم جس پر تہمت رکھ سکیں۔ لہٰذا میں نے ان لوگوں کو یہاں سے نکال دینے کا فیصلہ کیا ہے۔

جب حضرت عمر نے اسی بات کا پکا ارادہ کرلیا تو ان کے پاس ابوالحقیق یہودی کے بیٹوں میں سے ایک آیا۔ اور کہنے لگا اے امیر المؤمنین آپ ہمیں یہاں سے نکالنا چاہتے ہیں جب کہ ہمیں یہاں پر محمد ﷺ نے رہنے دیا تھا اور ہمیں مال پر عامل مقرر کیا تھا اور ہمارے ساتھ فلاں فلاں شرط رکھی تھی؟ حضرت عمر نے فرمایا کہ میں گمان کرتا ہوں کہ میں رسول اللہ ﷺ کا فرمان بھول گیا ہوں۔ کہ (اے عمر) کیا کیفیت ہوگی تیری جب تم خیبر سے نکالے جاؤ گے اور تیری اونٹنی تجھے لے کر دوڑے گی ایک رات کے بعد دوسری رات (مسلسل) پھر حضرت عمر نے ان کو جلاوطن کر دیا اور ان کو ان کا مال دیا کھجوروں میں سے اونٹ بھی نقدی میں بھی اونٹوں کے پلانی بھی تو رسیاں وغیرہ بھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابواحمد سے وہ مراد بن حَمُّویہ ہے۔ (فتح الباری ۵/ ۳۲۷)

(۹)　　ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رودباری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے ان کو ابوداؤد نے ان کو حسین بن علی سے ان کو محمد بن فضیل نے یحییٰ بن سعید سے ان نے بشیر بن یسار مولیٰ انصار سے اس نے کئی مردوں سے اصحاب نبی میں سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب خیبر پر غالب آ گئے تو انہوں نے تو اس کا مال چھتیس حصوں میں تقسیم کر دیا تھا۔ ان حصوں میں سے ہر حصہ سو حصوں پر مشتمل تھا اس طرح رسول اللہ کا حصہ اور مسلمانوں کا حصہ آدھا مال تھا اور باقی نصف مال کا حصہ آپ نے الگ کر دیا تھا آنے والے وفود کے لئے اور لوگوں کی ضروریات کے لئے۔

(ابوداؤد۔ کتاب الخراج۔ حدیث ۳۰۱۲ ص ۳/۱۵۹)

(۱۰)　　اور ہمیں خبر دی ابوعلی نے ان کو خبر دی ابوبکر نے ان کو ابوداؤد نے ان کو محمد بن مسکین کافی نے ان کو یحییٰ بن حسان نے ان کو سلیمان بن بلال نے یحییٰ بن سعید سے اس نے بشیر بن بسار سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو جب اللہ نے خیبر بطور مال فئی دے دیا تو آپ نے اس کو چھتیس حصوں پر تقسیم کیا تھا۔ آپ نے مال جمع کر کے پھر اس میں سے نصف مال یعنی اٹھارہ حصے مسلمانوں کے لیے الگ کر دیئے تھے۔ ہر حصہ ان میں سے ایک سو حصوں پر مشتمل تھا۔ نبی کریم بھی انہی کے ساتھ شامل تھے۔ آپ کا بھی ایک حصہ تھا۔ جیسے کسی اور مسلمان کا ایک حصہ تھا اور حضور اکرم ﷺ نے مزید چھتیس حصے الگ کر لئے تھے۔ وہ آدھا مال تھا یہ مال آپ نے اپنے حوروث اور ناگاہانی ضروریات کے لئے رکھا تھا۔ جو مسلمانوں کو ضروریات پیش آئی تھیں یہ مال وطیح کتیبہ اور سلالم اور ان کے تابع بستیوں کے تھے۔ جب سارے مال وجائداد نبی کریم ﷺ کے قبضے میں اور مسلمانوں کے قبضے میں چلے گئے تو ان کے پاس ایسے کام کرنے والے اعمال اور نوکر نہیں تھے جو ان کا کام انجام دیتے۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے یہودیوں کو بلا کر ان کو عامل مقرر کر دیا۔ (ابوداؤد۔ حدیث ۳۰۱۴ ص ۳/۱۶۰)

مصنف فرماتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ (یہ مذکور) اس لئے کیا تھا کہ بعض خیبر فتح ہوا تھا غلبے کی صورت میں۔ اور بعض فتح ہوا تھا بطور صلح کے۔ تو جو علاقہ یا حصہ بطور تسلط غلبہ کے فتح ہوا تھا اس کے مال تو آپ نے اہل خمس کے اور غانمین کے درمیان تقسیم کر دیے تھے۔ اور جو حصے بطور صلح فتح ہوئے تھے ان کے مال کو حضور نے اپنی ضروریات کے لئے (یعنی عوامی اور مسلمانوں) کی عمومی ضروریات کے لئے الگ کر دیئے تھے۔ اور مسلمانوں کے درمیان حصالح اور رفاہی امور کے لئے۔ واللہ اعلم

(۱۱)　　ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین بن داود علوی نے ان کو ابوحامد شرقی نے ان کو ابوالازھر نے اپنی اہل کتاب سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرزاق نے ان کو خبر دی معمر نے عبیداللہ بن عمر سے اس نے نافع سے اس نے ابن عمر سے کہ نبی کریم ﷺ نے جب خیبر کو فتح کیا تو اس میں کھیت تھے کھجوریں تھیں حضور اکرم ﷺ نے ان کو ہر سال اپنی عورتوں کے لیے تقسیم کرتے تھے ہر مال ان میں سے ہر ایک کے لئے ایک سو وسق خشک کھجوریں اور بیس وسق جو ہر عورت کے لئے دیتے تھے۔ ابوحامد نے کہا ہے کہ ہمیں اس کے بارے میں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ نے اسی اسناد کے ساتھ مگر اس نے اس میں ابن عمر کا ذکر نہیں کیا۔

(۱۲)　　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظؒ نے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن مسلمہ نے۔ اس سے جس کو اس نے پالیا تھا اپنے اہل میں سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے اس کے بارے میں حدیث بیان کی ہے۔ عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے وہ کہتے ہیں کہ مقاسم اور حصے اموال خیبر سے۔ مشق۔ نطاۃ۔ اور کتیبہ پر مشتمل تھے مشق۔ اور نطاۃ کے حصے۔ شق اور نطاۃ دونوں مسلمانوں کے حصوں میں تھے۔ اور سہم کتیبہ اللہ واسطے کا خمس حصہ رسول اور حصۂ ذوالقربیٰ تھا اور یتامیٰ اور مساکین کا تھا۔ اور ارواحِ رسول کا طعام وازق اور ان مردوں کا ارزق تھا جو صلح میں کردار ادا کرتے رہے۔ جو رسول اللہ ﷺ کے اور اہل فدک کے درمیان کردار ادا کرتے رہے ان میں سے محیصہ بن مسعود تھے حضور اکرم ﷺ اس کو اس مال میں سے تیس وسق جو عنایت فرمائے تھے اور تیس وسق خشک کھجوریں۔

اور مال خیبر اہل حدیبیہ پر تقسیم کیا گیا تھا ان میں سے جو بھی خیبر میں حاضر ہوا یا اس سے غائب رہا اور غائب تو کوئی نہیں رہا تھا سوائے جابر بن عبداللہ انصاری کے رسول اللہ ﷺ نے اس کا بھی اسی طرح حصہ نکالا تھا جیسے ان لوگوں کا حصہ نکالا جو وہاں حاضر تھے۔ اس کی وادی۔ وادی سرپر تھی۔ یہ ایک خاص وادی تھی۔ وہ دونوں وہی تھے جسے خیبر تقسیم کہا گیا جب کہ نطاۃ اور مشق نے اٹھارہ ہیں حصے تھے۔ نطاۃ اس سے ۵ پانچ حصے تھے۔ اورشق کے تیرہ حصے، رسول اللہ ﷺ نے ان کو تقسیم کیا تھا۔ ایک ہزار آٹھ سو حصوں پر۔ یہی تعداد تھی ان لوگوں کی جو جن پر خیبر کا مال تقسیم کیا گیا تھا اصحاب رسول میں سے گھڑے سواری تو پیدل بھی۔ پیدل والوں کی تعداد ایک ہزار چار سو تھی اور گھوڑے جو تھے ان پر دو سو گھڑ سوار تھے۔ لہٰذا تقسیم کی صورت یہ ہوئی تھی کہ گھڑ سوار کے لیے دو حصے ایک حصہ اس کے مالک کا تھا۔ ہر پیادے کا ایک حصہ تھا۔ ہر ایک سو حصے کے لیے الگ سردار اور بڑا مقرر کیا گیا تھا۔ سو آدمی اس کے پاس جمع ہوتے تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳۰۴/۳)

حدیث نے اس بارے میں ان حصہ داروں کا ذکر گیا ہے کہتے ہیں کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اپنے خمس کو کتیبہ کے لیے تقسیم کیا تھا۔ یہ ایک خاص حد تھی آپ کے اہل قرابت کے اور آپ کی ازواج کے درمیان۔ اور درمیان مردوں کے اور عورتوں کے مسلمانوں میں سے اس میں سے جنکو آپ نے عنایت کیا تھا۔ اس کے بعد ان کے نام ذکر کئے ہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳۰۴/۳)

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بغوی نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو احمد انی ابن عمر بن سرح نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن وھب نے ان کو یحییٰ بن ایوب نے ان کو ابراہیم بن سعد بن ابراہیم نے کثیر مولیٰ بنو مخزوم سے اس نے عطاء سے اس نے ابن عباس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر والے دن کوئی دو سو گھڑ سواروں کے لئے دو دو حصے تقسیم کیے تھے۔

(۱۴) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ نے ان کو یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو طاہر احمد بن عمرو بن سرح نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن وھب نے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے کہا یحییٰ بن ایوب نے یحییٰ بن سعد اور صالح بن کیسان سے یہ کہ رسول اللہ نے خیبر والے دن دو سو گھڑ سواروں کے لیے دو دو حصے تقسیم کیے تھے۔

(۱۵) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے ان کو یعقوب نے ان کو سعید بن منصور نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن سعید سے اس نے صالح بن کیسان سے وہ کہتے ہیں کہ اس دن ان کے پاس ایک سو گھوڑے تھے ہر گھوڑے کے لیے آپ نے دو حصے تقسیم کئے تھے۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حمیدی نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی سفیان نے ان کو یحییٰ بن سعید نے صالح بن کیسان سے وہ کہتے ہیں کہ خیبر والے دن ایک ہزار چار سو افراد تھے اور گھوڑے دو سو تھے۔

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو خبر دی ابویعلیٰ نے اور بغوی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی زھیر ابوخیثمہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرحمٰن بن مھدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیم بن اخضر نے عبیداللہ سے اس نے نافع سے اس نے ابن عمر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خیبر والے دن انفال میں جو مال تقسیم کیا تھا وہ گھوڑے کے لیے دو حصے اور گھوڑے والے کے لیے ایک حصہ تھا۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث زائدہ سے۔ بخاری۔ المغازی۔ باب غزوہ خیبر۔ مسلم، کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۵۷)

اس نے عبداللہ سے وہ ذکر کرتے ہیں خیبر کا یہی صحیح ہے اور یہی معروف اہل مغازی میں۔

(۱۸) ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن محمد اود باری نے ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن بکیر نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوداؤد سجستانی نے ان کو محمد بن عیسیٰ نے ان کو مجمع بن یعقوب بن مجمع بن یزید اقصادی نے وہ کہتے ہیں ہ میں نے سنا اپنے والد یعقوب بن مجمع نے وہ ذکر کرتے ہیں اپنے چچا عبدالرحمٰن بن یزید انصاری سے اس نے اپنے چچا مجمع بن جاریہ انصاری سے وہ کہتے ہیں کہ وہ قراء میں سے ایک تھے جنہوں نے قرآن پڑھا وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حدیبیہ میں شریک تھے جب ہم وہاں واپس ہٹھے اچانک سب لوگوں نے اپنی اپنی سواریوں کو حرکت دی۔

بعض لوگوں نے بعض سے کہنا شروع کیا لوگوں کو کیا ہو گیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ نبی کریم ﷺ کے پاس وحی آ گئی ہے۔لہٰذا ہم لوگ دیگر لوگوں کے ساتھ نکلے گھوڑے دوڑاتے ہوئے رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے ہم نے دیکھا کہ نبی کریم ﷺ مقام کراع الغمیم کے پاس اپنی سواری کے اُوپر رُکے ہوئے تھے جب لوگ ان کے پاس جمع ہو گئے تو حضورا کرم ﷺ نے ان کے سامنے سورۃ الفتح پڑھی انافتحنالك ۔لہٰذا ایک آدمی نے کہا یارسول اللہ ﷺ کیا یہ فتح ہے؟ (یعنی حدیبیہ کا واقعہ) حضورا کرم ﷺ نے فرمایا جی ہاں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد ﷺ کی جان ہے بیشک وہ فتح ہے۔خیبر تقسیم کر دی گئی اھل حدیبیہ پر (اللہ کی تقدیر اور علم میں مستقل قریب کے اعتبار سے)۔لہٰذا وقت آنے پر رسول اللہ ﷺ نے (کچھ ہی عرصہ بعد) مال خیبر کو تقسیم کیا تھا اٹھارہ حصوں پر اس وقت لشکر پندرہ سو پر مشتمل تھا تین سوان میں گھوڑے سوار تھے ہر گھوڑے سواری کی آپ نے دو دو حصے دیئے تھے اور ہر پیدل کو ایک حصہ دیا تھا۔

اسی طرح ان کو روایت کیا ہے مجمع بن یعقوب نے اور تحقیق بہم ذکر کیا ہے کہ اکثر حافظ راوی کہتے ہیں کہ لشکر چودہ ہزار کا تھا۔اور ہم نے ایک جماعت سے روایت کیا ہے کہ ان میں دو سو گھوڑے تھے (مگر اس روایت میں پندرہ سو لشکر اور تین سو گھوڑے سواروں کا ذکر ہے)۔واللہ اعلم

(۱۹) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے ان کو احمد بن عبید صفار نے ان کو محمد بن فرح ازرق نے ان کو ابن زنیر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوزناد نے خارصہ بن فرح بن ثابت سے اس نے زید بن ثابت سے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے خیبر والے دن حضرت زبیر کو چار حصے دیئے تھے دو حصہ گھوڑے کے لیے اور ایک حصہ اس کے اپنے لیے اور ایک حصہ اس کی قرامت کے لیے امام بیہقی فرماتے ہیں۔میں کہتا ہوں کہ (قرابت سے مراد) ان کی ماں صفیہ بنت عبدالمطلب سے مراد ہے وہ اس دن زندہ سلامت تھیں۔

(۲۰) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے زھری نے اس نے سعید بن حبیب سے اس نے جبیر بن مطعمہ سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے ذوالقربیٰ کا مال خیبر ہی سے حصہ تقسیم کیا تھا بنو ہاشم پر بنومطلب پر تو میں اور عثمان چل کر گئے تھے۔میں نے جا کر عرض کی یا رسول اللہ! یہ لوگ آپ کے بھائی ہیں بنو ھاشم ہم ان کی مصیبت اور عظمت کا انکار نہیں کر سکتے ساتھ جو ان کا رشتہ قرابت جو اللہ نے بنایا ہے۔آپ کا کیا خیال ہے ہمارے بھائیوں کے بارے میں میں جو بنو مطلب سے ہیں کہ آپ نے ان کو دیا ہے مگر ہمیں آپ نے چھوڑ دیا ہے۔جب کہ ہم اور وہ آپ کی قرابت کے حوالے سے ایک جیسے ہیں۔حضورا کرم ﷺ نے فرمایا کہ بیشک وہ ہم سے الگ نہیں رہے جاہلیت میں بھی اور اسلام میں بھی۔ یہ حقیقت ہے کہ بنو ھاشم اور بنو مطلب ایک ہی شئے ہیں اس کے بعد حضورا کرم ﷺ نے دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ایک دوسرے میں داخل کر کے (ایک ہونے کا اشارہ کیا)۔

بخاری نے استشہاد کیا ہے اس روایت کے ساتھ بعد روایت عقیل اور یونس اور زہری کے۔(کتاب المغازی۔باب غزوۂ خیبر)

(۲۱) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے ان کو حدیث بیان کی قعنبی نے اور موسیٰ بن اسماعیل نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان نے حمید بن ھلال سے اس نے عبداللہ بن مغفل سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خیبر والے دن چربی کا ایک برتن (چمڑے کا بنا ہوا کُپہ اور برتن) بتایا گیا میں اس کے پاس پہنچا میں نے جلدی سے

اس کو اُٹھا کر سینے سے لگا لیا کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے کہا کہ میں اس میں سے کسی کو کچھ بھی نہیں دوں گا کہتے ہیں کہ میں مڑ کر دیکھا تو اچانک رسول اللہ ﷺ میری طرف دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۷۲ ص ۱۳۹۳)

(۲۲) اور ہمیں خبر دی ابوسعد احمد بن محمد بن خلیل مالینی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابواحمد بن عدی حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی فضل بن حباب نے ان کو ابوالولید نے ان کو حدیث بیان کی شعبہ نے حمید بن ہلال سے اس نے عبداللہ بن مغفل سے وہ کہتے ہیں کہ خیبر والے دن مجھے چربی کا بھرا ہوا ایک کُپہ ملا کہتے ہیں کہ میں نے اس کو اپنے قبضے میں لے لیا اور میں نے کہا کہ یہ میرا ہے میں اس میں سے کسی کو کچھ بھی نہیں دوں گا میں نے جب پلٹ کے دیکھا تو نبی کریم ﷺ مسکرا رہے تھے میں حضور اکرم ﷺ کو دیکھ کر شرمندہ ہو گیا۔

اس کو بخاری نے مسلم نقل کیا ہے صحیح میں۔

(۲۳) ہمیں خبر دی ابوعلی رود باری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن بکیر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن علا نے ان کو ابومعاویہ نے ان کو ابواسحق شیبانی نے محمد بن ابومجالد سے اس نے عبداللہ بن ابوروفی سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا کیا آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کے عہد میں غلہ وغیرہ (کھانے کے سامان میں سے) خمس دیتے تھے (یعنی پانچواں حصہ) انہوں نے فرمایا کہ خیبر والے دن ہم لوگ کو طعام یعنی غلہ وغیرہ سامان خورد ونوش) حاصل ہوا تھا تو ایک آدمی آتا اور اس میں اس قدر لے لیتا تھا جس قدر اس کو کافی ہو جائے اس کے بعد وہ ہٹ جاتا ہے۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۷۰۴ ص ۶۶/۳)

(۲۴) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے ان کو معدان بن نصر نے ان کو ابومعاویہ نے عالم احوال سے اس نے ابوعثمان نہدی سے اس نے ابوقلابہ سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر میں آئے تھے۔ تو اس وقت (کھجوروں) کا پھل ہرا تھا (یعنی کچا تھا) لوگوں نے اس میں عجلت سے کام لیا میں بخار میں مبتلا ہو گئے پھر انہوں نے اس بات کی پریشانی کا ذکر رسول اللہ ﷺ سے کیا حضور نے انہیں حکم دیا کہ وہ مشکوں میں پانی ٹھنڈا کریں اور وہ پانی فجر کی اذان کے درمیان اپنے اُوپر انڈیلیں اور اس پر بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ دیں کہتے ہیں کہ ان لوگوں نے ایسے ہی کیا بس وہ ایسے ہو گئے جیسے کہ پہر کی رسی سے آزاد کر دیئے گئے ہیں۔

ہم نے اس کو روایت کیا ہے عبدالرحمن بن رافع سے اس نے نبی کریم ﷺ سے موصول کیے روایت کے طور پر اور انہی سے روایت کیا گیا۔ دو نمازوں کے درمیان یعنی مغرب اور عشاء کے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۹۵/۴)

(۲۵) ہمیں خبر دی ہے ابوعلی رود باری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن بکیر نے ان کو ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حنبل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن معقل نے محمد بن زید وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمیر مولیٰ اللحم سے وہ کہتے ہیں کہ میں اپنے سرداروں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا انہوں نے میرے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے بات چیت کی حضور اکرم ﷺ نے میرے بارے میں حکم دیا مجھ سے تلوار لٹکوائی گئی۔ مگر میں اس کو کھینچ رہا تھا تو حضور اکرم ﷺ کو بتایا گیا کہ میں غلام ہوں (یعنی تلوار زیب تن کرنے کی اس کی عادت نہیں ہے)۔ لہٰذا آپ ﷺ نے میرے بارے میں دیگر گھریلو سامان وغیرہ اٹھانے سنبھالنے کی ڈیوٹی لگا دی۔

(ابوداؤد کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۷۳ ص ۷۵/۳)

وھو فیما بہ اجازۃ۔ اور میری کتاب میں جو میں نے لکھے ابوعبداللہ حافظ سے۔ اور اس نے نہیں پایا کوئی نسخہ سماع۔

یہ کہ ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو خبر دی ہے کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن جہم نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین بن فرج نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالسلام بن موسیٰ بن جبیر نے اپنے والد سے اس نے ان کے دادا سے اس نے عبداللہ بن انیس سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا تھا خیبر کی طرف اور میرے ساتھ میری بیوی بھی تھی

اور وہ حالت حمل میں تھی راستے میں اچانک اسے خون جاری ہونے کی تکلیف شروع ہوگئی میں نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف بتائی آپ ﷺ نے مجھے فرمایا اس کے لیے تازہ کھجور بھگو کر نچوڑے اس کی تیری اور نچوڑ جمع ہوگیا حکم دیا کہ اس پلا دو میں نے پلا دیا۔

لہٰذا اس کی ساری تکلیف ختم ہوگئی۔ جب ہم لوگوں نے خیبر فتح کرلیا تو عورتوں کو منع کردیا گیا ان کے لئے حصہ نہیں دیا گیا مگر میری بیوی کو عطا کیا گیا اور میرے بچے کو بھی جو پیدا ہوا تھا۔ عبدالسلام نے کہا میں نہیں جانتا کہ وہ نومولود لڑکا تھا یا لڑکی تھی۔

(مغازی للواقدی ۲/۶۸۶۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۲۰۵)

باب ۱۱۳

۱۔ حضرت جعفر بن ابی طالب رضی اللہ عنہ اور ان کے رفقاء اور اشعریوں کی سرزمین حبشہ سے خیبر میں نبی کریم ﷺ کے پاس آمد۔

۲۔ اور نبی کریم ﷺ کا ان کے لئے اور ماسوا کے لئے خیبر کا مال تقسیم کرنا اور کچھ کے لئے نہ کرنا۔

۳۔ اور اس بارے میں مذکور اور مروی دلائل نبوت۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے ہمیں خبر دی ہے ان کو ابوبکر اسماعیلی نے ان کو خبر دی ابویعلی نے ان کو ابوکریب نے ان کو اسامہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بُرید نے ابوبردہ سے اس نے ابوموسیٰ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو نبی کریم ﷺ کی بعثت کی خبر یمن میں ملی تھی جب ہم وہاں پر تھے۔ کہتے ہیں کہ بس ہم لوگ ان کی طرف ہجرت کرتے ہوئے نکل پڑے میں بھی اور میرے دو بھائی بھی۔ میں ان میں سے چھوٹا تھا۔ ایک کا نام ابودُھم اور دوسرے کا نام ابوبُردہ تھا۔ (یا تو یوں کہا تھا کہ کچھ لوگوں میں۔ یا کہا تھا کہ باون یا ترپن آدمیوں میں (ہم روانہ ہوگئے تھے) ہم لوگ کشتی میں سوار ہوئے مکہ جانے کے لئے) اپنی قوم کے مگر (ہوا کچھ ایسے رُخ پر چلی کہ) ہماری کشتی نے ہمیں حبشہ کی سرزمین پر یعنی نجاشی کے پاس جا پھینکا۔ وہاں پر ہماری ملاقات نجاشی کے پاس حضرت جعفر بن ابی طالب اور ان کے رفقاء کے ساتھ ہوگئی حضرت جعفر نے کہا کہ بیشک رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بھیجا ہے اور ہمیں یہاں پر اقامت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے آپ لوگ بھی ہمارے ساتھ رہ جایئے یعنی یہیں حبشہ میں ہی۔

لہٰذا ہم لوگوں نے بھی ان کے ساتھ اقامت اختیار کرلی اس وقت تک کہ پھر ہم سب اکٹھے ہی واپس آئے ہم لوگ رسول اللہ ﷺ سے اس وقت آکر ملے جب آپ خیبر کی فتح کرچکے تھے۔ لہٰذا انہوں نے ہمارے لئے بھی اس میں سے حصہ نکالا تھا۔ جو لوگ فتح خیبر میں موجود نہیں تھے ان میں سے کسی ایک کے لیے کچھ بھی حصہ نہیں نکالا تھا۔ ہاں مگر انہی کے لئے حصہ تقسیم کیا تھا جو حضور اکرم ﷺ کے ساتھ موجود تھے۔ مگر ہم لوگ کشتی میں سفر ہجرت کرنے والے جو جعفر اور ان کے ساتھیوں کے ساتھ تھے۔ حضور اکرم ﷺ ان کے لیے بھی ان کے ساتھ تقسیم کیا تھا گویا کہ یا چند لوگ بھی انہی میں ہیں۔ لوگ ہمارے یعنی اصحاب سفینہ کے خلاف کہتے تھے کہ ہم لوگ تم سے سبقت کر گئے ہیں اور تم سے زیادہ فائدے میں ہیں کہتے ہیں کہ اسماء بنت عمیس داخل ہوئی یہ ان میں سے تھی جو ہمارے ساتھ آئی تھی یہ حفصہ زوجۂ رسول کے پاس آگئی۔ یہ بھی وہیں تھی جس نے نجاشی کی طرف ہجرت کی تھی ان لوگوں میں جنہوں نے اس کی طرف ہجرت کی تھی۔

حضرت عمر اپنی بیٹی حفصہ اور ان کے پاس بیٹھی ہوئی اسماء بنت عمیس کے پاس آئے اور انہوں نے اسماء کو دیکھ کر پوچھا کہ یہ کون ہیں؟ حفصہ نے بتایا کہ یہ اسماء بنت عمیس ہے حضرت عمر نے فرمایا کیا یہ حبشیہ ہے؟ اور یہ بھی بحریہ اور سمندر والی ہے؟ (یعنی انہیں لوگوں میں سے پہلے جو کشتی پر سوار ہو کر حبشہ جا پہنچے تھے) اسماء نے کہا کہ جی ہاں وہی ہیں حضرت عمر نے کہا کہ ہم لوگ تم لوگوں سے سبقت کر چکے ہیں اور ہجرت میں پہل کر چکے ہیں لہٰذا ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نسبت جتلانے کے زیادہ حقدار ہیں۔ اسماء نے یہ سنا تو وہ ناراض ہو گئی اور کوئی کلمہ کہا کہ جھوٹ کہتے ہو تم اے عمر اللہ کی قسم ہرگز ایسی بات نہیں۔ تم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے وہ تم میں سے بھوکے کو کھانا کھلاتے تھے۔ تم میں سے بے علم و نادان کو وعظ و نصیحت فرماتے تھے۔ ہم لوگ دیار غیر میں یا روشن غیر میں تھے جو کہ (مسلم نہیں تھے) بلکہ کفار تھے حبشہ میں یہ بھی اللہ اور اللہ کے رسول کی محبت میں ہم نے کیا تھا۔

اللہ کی قسم نہ تو میں کھانا کھاؤں گی اور نہ پانی پیوں گی اس وقت تک جب تک میں آپ کی بات کی رسول اللہ ﷺ سے شکایت نہ کرلوں گی ہم لوگ ستائے جاتے تھے اور خوف میں رہتے تھے۔ میں ابھی ابھی رسول اللہ ﷺ سے اس بات کا ذکر کروں گی اور ان سے پوچھوں گی۔ اللہ کی قسم نہ میں جھوٹ بولوں گی اور نہ کجی کروں گی نہ میں اس سے زیادہ بات کروں گی۔ جب نبی کریم ﷺ تشریف لائے تو اسماء نے ان سے عرض کی اے اللہ کے نبی! بیشک عمر نے ایسی بات کہی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ تم نے اس کو کیا کہا ہے؟ بولی کہ میں نے ان کو ایسے ایسے کہا ہے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ میرے ساتھ تم سے زیادہ حق دار نہیں ہے۔ عمر کی اور اس کے احباب کی ایک ہجرت ہے اور تمہارے لئے اے اہل سفینہ دو ہجرتیں ہیں۔ کہتی ہیں کہ میں نے ابوموسیٰ کو دیکھا تھا کہ اصحاب سفینہ میرے پاس ٹولی ٹولی ہو کر آئے تھے مجھ سے اس حدیث کے بارے میں پوچھتے تھے۔ دنیا میں کوئی چیز ایسی نہیں تھی جو ان کو اس حدیث سے زیادہ خوش کرتی۔ اور نہ ہی اس سے کوئی چیز اور بڑی تھی اس سے جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں فرمایا۔ ابو بردہ نے کہا کہ اسماء کہتی ہیں میں نے ابوموسیٰ کو دیکھا کہ وہ یہ حدیث مجھ سے مکرر سنتے تھے۔ اور نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ تمہارے لئے دو ہجرتیں ہیں ایک بار تم نے ہجرت کی نجاشی کی طرف اور دوسری بار تم نے ہجرت کی میری طرف۔

بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو کریب سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۴۸۷۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۶۹ ص ۱۹۴۶۔۱۹۴۷)

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی علی عبیدالرحمٰن سبیعی نے کوفے میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسین بن حکم حبری نے ان کو حسین بن حسین عربی نے ان کو اجلح بن عبداللہ نے شعبی سے اس نے جابر سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر سے واپس آئے تو حبشہ میں جعفر بن ابوطالب بھی آگئے رسول اللہ ﷺ کے سامنے رسول اللہ ﷺ نے اس کی پیشانی پر بوسہ دیا (ماتھا چوما) پھر فرمایا اللہ کی قسم میں سمجھ رہا ہوں کہ دو میں سے کس چیز پر زیادہ خوشی محسوس کروں خیبر کے فتح ہونے پر یا جعفر کی آمد پر؟

اس کو ثوری نے روایت کیا ہے اجلح سے مرسلاً اس میں جابر کا ذکر نہیں ہے۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۲۰۶۔ سیرۃ شامیہ ۵/۲۱۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالحسن بن ابواسماعیل علوی نے ان کو احمد بن محمد بیروتی نے ان کو محمد بن احمد بن ابوطیبہ نے ان کو مکی بن ابراہیم رُعَینی نے ان کو سفیان ثوری نے ان کو ابوزبیر نے جابر سے وہ کہتے ہیں کہ جب جعفر بن ابوطالب ارض حبشہ سے آئے تو سیدھے رسول اللہ ﷺ سے ملاقات کرنے چلے آئے جیسے ہی انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تو تجحل کیا یعنی حضور اکرم ﷺ کے احترام اور عظمت کے پیش نظر وہ ایک ہی پیر پر چل کر آپ کے پاس آئے (اس معاشرے میں اکرام و اعظام بجالانے کے لیے ایسے کیا کرتے تھے) رسول اللہ ﷺ نے اس کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ اس کی اسناد میں ثوری تک غیر معروف مجبور راوی ہیں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو اسماعیل بن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے ہیں کہ نہیں تقسیم کیا گیا تھا مال خیبر میں سے کوئی

شئے بھی مگر صرف انہی لوگوں کے لیے جو حدیبیہ میں حاضر ہوئے تھے۔اور خیبر میں بھی صرف وہی لوگ حاضر ہوئے تھے جو حدیبیہ میں تھے اور انہیں اجازت دی تھی رسول اللہ ﷺ نے کسی ایک کے لئے بھی جو حدیبیہ جانے سے پیچھے رہ گیا تھا اس سے۔یعنی جو حدیبیہ جانے سے رہ گیا تھا ان کو خیبر میں حاضری کی بھی اجازت نہیں دی گئی تھی۔

اور ذکر کیا ہے (اھل مغازی نے) واللہ اعلم کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس خیبر میں اشعریوں کی ایک جماعت آئی تھی ان میں ابو عامر اشعری بھی تھے وہ لوگ ان میں سے تھے جن کے بارے میں ذکر کیا جاتا ہے کہ وہ ارض حبشہ کی مہاجرة کی تھی اور ان کے ساتھ تھے۔اور ایک جماعت آئی تھی قبیلۂ دوس کی ان میں طفیل تھے اور ابوھریرہ۔یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔آپ نے یہ رائے قائم کی۔اور آپ کی یہ رائے حق اور درست تھی کہ آپ اان کے چل کر آنے کو ناکام نہ بنائیں اور ان کے سفر کو باطل نہ کریں۔تو اھل سیر نے ذکر کیا ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کو خیبر کے مالوں کی تقسیم میں شریک کیا تھا اور اپنے اصحاب سے پوچھا تھا کہ ان کو شریک کریں انہوں نے بھی ایسا کرنا مانا۔واللہ اعلم

(۵) ہمیں خبر دی ابوعلی اود باری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن درسہ نے ان کو ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حامد بن یحییٰ بلخی نے ان کو حدیث بیان کی سفیان نے ان کو زھری نے اور ان سے سوال کیا اسماعیل بن لصیہ نے ہمیں اس کی حدیث بیان کی زھری نے کہ اس نے سنا عنبسہ بن سعید قرشی سے وہ حدیث بیان کرتے تھے ابوھریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں مدینے میں آیا اور رسول اللہ ﷺ خیبر میں تھے جب آپ نے اس کو فتح کیا تھا میں نے ان سے پوچھا کہ کیا میرے لیے بھی حصہ نکالا جائے گا؟ (یعنی خیبر کے مال میں سے) میرے بیٹوں میں سے بعض نے بھی بات چیت کی سعید بن عاصی سے انہوں نے کہا کہ یا رسول اللہ کیا آپ اس کا حصہ بھی نکالیں گے؟ کہتے ہیں کہ میں نے کہا اس نے بھی تو ابن قوقل کو قتل کیا ہے۔انہوں نے کہا (میں اسے گمان کرتا ہوں کہ) سعید بن عاص نے۔مجھے تعجب ہے اس دیہاتی پر یا کثیر بالوں والے پر یہ ہمارے اوپر لٹک آیا ہے گم شدہ اونٹ کی طرح مجھے اور تکلیف دیتا ہے۔ایک مسلمان آدمی کے قتل کے وجہ جس کو اللہ نے میرے ہاتھ پر مشرف اسلام کیا تھا۔

(بخاری۔باب غزوہ خیبر۔فتح الباری ۷/۴۹۱۔تاریخ ابن کثیر ۴/۲۰۸)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن عبداللہ سے اس نے سفیان سے مگر انہوں نے کہا۔مِن قُلِ دُمِ الضَّان (بھیڑ کے آنے کی طرح) بخاری نے کہا ہے ذکر کیا ہے زبیدی سے اس نے زہری سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے عنبسہ بن سعید نے کہ اس نے سنا تھا ابوھریرہ سے وہ خبر دیتے سعید بن عاصی کو وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے ابان کو بھیجا تھا ایک سریہ میں مدینے سے نجد کی طرف ابوھریرہ نے کہا کہ ابان اور اس کے اصحاب رسول اللہ کے پاس آئے خیبر میں اس کے بعد جب اس نے اس کو فتح کر لیا تھا (اور ان کے گھوڑے کی تنگ اوپر رکھنے والا کھجور کی چھال کا تھا) ابوھریرہ نے کہا کہ میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ ان لوگوں کے لیے تقسیم نہ کریں۔ابان نے کہا۔کہ تو اس بات کا کیا حق رکھتا ہے اے وبر تو بھٹکنے والے اونٹ کے سر سے لڑھک کر آیا ہے نبی کریم انے فرمایا اے ابان تو بیٹھ جا اور آپ نے ان کے لیے تقسیم نہیں فرمائی تھی۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعمر ادیب نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے ان کو یحییٰ بن عثمان نے اور ھشام بن عمار نے ان کو اسماعیل بن عیاش نے محمد بن ولید زبیدی سے اس نے زھری سے اس کی اسناد کے ساتھ اس کی مثل اس نے۔ مِنْ رَأسِ ضَأنٍ۔کے الفاظ بتائے ہیں۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم جوہری نے ان کو ابن ابواولیس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم نے ان کو ان کے چچا موسیٰ بن عقبہ نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے ان کو حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فلیح نے ان کو موسیٰ بن عقبہ نے ان کو ابن شہاب نے وہ کہتے ہیں کہ بنوفزارہ ان لوگوں میں سے تھے جو اہل خیبر کے پاس اس لئے آئے تا کہ وہ ان کی مدد کریں۔رسول اللہ ﷺ نے ان کو پیغام بھیجا کہ وہ ان کی مدد نہ کریں اور ان سے مطالبہ کیا کہ وہ یہاں سے (یعنی خیبر والوں کے ہاں سے) نکل جائیں۔اس شرط پر (کہ فتح کی صورت میں) تمہیں خیبر کے اموال میں سے اتنی اتنی ملے گا۔مگر انہوں نے حضور اکرم ﷺ کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔

لہٰذا جب اللہ نے حضور اکرم ﷺ کے لیے خیبر کو فتح کر دیا تو اس وقت بنوفزارہ میں سے وہ لوگ جو وہاں تا حال موجود تھے وہ حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے۔ اور کہنے لگے کہ آپ ہمارا بھی حصہ دے دیجئے جو آپ نے ہم سے وعدہ کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہارا حصہ ذو رقیبہ ہے۔ یا یوں کہا تھا کہ تمہارے لیے ذو رقیبہ ہے یہ خیبر کے پہاڑوں سے ایک پہاڑ تھا۔ وہ کہنے لگے کہ اگر یہ بات ہے تو پھر ہم آپ سے قتال کریں گے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پھر تمہارے وعدہ گاہ جنفٔ (یہ خیبر اور فدک کے مابین بنوفزارہ کے یہ پانی کا ایک گھاٹ تھا) ان لوگوں نے جب یہ بات سنی (کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کا چیلنج قبول کر کے مقابلے کی جگہ بھی متعین کر دی) تو وہ لوگ (خوف زدہ ہو کر) نکل کر بھاگ گئے۔

یہ الفاظ میں حدیث اسماعیل کے اور ایک روایت میں ہے ابن فلیح سے جُفاء یہ بھی بنوفزارہ کے پانی کے گھاٹوں میں سے ایک گھاٹ ہے۔ اس کو حفاء کہا جاتا تھا۔ ابو عبداللہ نے کہا ہے اس جزء میں جو میں نے نہیں پائی نسخہ سماعی۔

تحقیق انہوں نے مجھے اس کے بارے میں خبر دی تھی بطور اجازت کے۔

ابو رافع سلام بن ابو الحقیق یہودی کا بیان کہ ہم محمد ﷺ کے ساتھ نبوت پر حسد کرتے ہیں حالانکہ وہ نبی مرسل ہے

(۸) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی اپنے شیوخ سے وہ کہتے ہیں ابو شُیَیم مزنی مسلمان ہو گئے تھے انہوں نے اپنے اسلام کو خوبصورت بنایا ہوا تھا وہ حدیث بیان کرتے تھے۔ وہ کہتے تھے کہ جب ہم لوگ وفد کی صورت میں اہل حیفاء کی طرف گئے تھے عیینہ بن حصن کے ساتھ۔ عیینہ ہمارے ساتھ ہی واپس آئے تھے جب خیبر سے واپس ایک مقام پر پہنچے جس کو الحطام کہا جاتا تھا ہم لوگ رات کو سوئے مگر ہم لوگ گھبرا گئے۔ عیینہ نے کہا خاموش ہو جاؤ میں نے آج رات خواب میں دیکھا ہے کہ مجھے ذوالرقیہ خیبر کا پہاڑ دے دیا گیا ہے۔ تحقیق اللہ کی قسم میں نے محمد کی گردن پکڑ لی ہے کہتے ہیں کہ ہم جب خیبر میں پہنچے تو عیینہ آگئے اس نے محمد ﷺ کو اس حال میں پایا کہ وہ خیبر کو فتح کر چکے تھے لہٰذا عیینہ نے کہا اے محمد آپ نے میرے حلیفوں میں سے جو غنیمت پائی ہے وہ مجھے دے دیجئے کیونکہ میں ہٹ گیا تھا تم سے بھی اور تیرے ساتھ قتال کرنے سے بھی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جھوٹ کہتے ہو (بات اس طرح نہیں ہے) بلکہ ہماری للکار نے تجھے تیرے گھر کی طرف بھاگنے پر مجبور کر دیا تھا۔ وہ کہنے لگا اے محمد آپ مجھے کچھ دیں (عطیہ وغیرہ) آپ نے فرمایا کہ ذوالرقیبہ تیرا ہے عیینہ نے کہا ذوالرقیبہ کیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ وہ پہاڑ جو تم نے خواب میں دیکھا تھا کہ تم نے اس کو لے لیا ہے۔ لہٰذا عیینہ واپس ہٹ گیا۔ وہ جب اپنے گھر پہنچا تو اس کے پاس حارث بن عوف آیا اس نے کہا کیا میں نے تم سے کہا نہیں تھا کہ تم بے جا باتیں کر رہے ہو تمہیں کچھ بھی حاصل نہ ہوگا۔ اللہ کی قسم محمد ضرور غالب آئے گا اس سب کچھ پر جو کچھ مشرق سے لے کر مغرب تک ہے۔ (بڑے بڑے) یہودی ہمیں اس بات کی خبر دیا کرتے تھے۔ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے سنا تھا ابو رافع سلام بن ابو الحقیق سے وہ یہودی وہ کہتا تھا کہ ہم لوگ (یہودی) محمد ﷺ کے ساتھ حسد کرتے ہیں اس کی نبوت پر۔ اس لئے کہ وہ ہارون علیہ السلام کی اولاد سے نکلے ہیں۔

اور وہ نبی مرسَل ہیں۔ اور یہودی اس بات پر محمد سے اتفاق نہیں کریں گے۔ ہمارے لیے اس کے ساتھ وہ قتال ہونگے ایک یثرب میں اور دوسرا خیبر میں۔ حارث نے کہا کہ میں نے سلام یہودی سے پوچھا تھا کہ کیا محمد ﷺ ساری دھرتی کا مالک اور حکمران بن جائے گا؟ اس نے کہا جی ہاں تورات کی قسم ہے جو موسیٰ علیہ السلام پر نازل کی گئی ہے۔ اور میں یہ پسند نہیں کرتا کہ محمد ﷺ کے بارے میں یہودی میری اس بات کو جان لیں۔

(مغازی للواقدی ۲/ ۶۷۵۔۶۷۷)

☆☆☆

باب ۱۱۴

نبی کریم اکا سلمہ بن اکوع کے زخم پر (اپنا لعاب دھن) تُھتکارنا

خیبر والے دن اور اس کا ٹھیک ہو جانا اس زخم سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو خبر دی ابوسہل احمد بن محمد بن عبداللہ بن زیادہ نحوی نے ان کو اسماعیل بن محمد فسوی قاضی نے ان کو مکی بن ابراہیم نے (ح)۔

اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی احمد بن جعفر قطیعی نے ان کو عبداللہ احمد بن حنبل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے ان کو حدیث بیان کی مکی نے ان کو یزید بن ابوعبید نے وہ کہتے ہیں کہ میں سلمہ کی پنڈلی پر چوٹ کا نشان دیکھا تھا میں نے کہا اے ابوسلمہ یہ کیسی چوٹ ہے؟ اس نے بتایا کہ یہ وہ چوٹ ہے جو مجھے خیبر والے دن لگی تھی۔

لوگوں نے کہا کہ سلمہ کی ٹانگ ضائع ہوگئی سلمہ کی ٹانگ ضائع ہوگئی۔ مگر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا آپ ﷺ نے اکھٹے تین بار اس پر (اپنے منہ کا لعاب) تھتھکار دیا وہ دن اور آج کا دن اس وقت تک مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی۔

یہ الفاظ ہیں حدیث قاضی کے اس کو روایت کیا ہے بخاری نے مکی بن ابراہیم سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب غزوہ خیبر۔ حدیث ۴۲۰۶۔ فتح الباری ۷/۴۷۵)

باب ۱۱۵

وہ احادیث جو اس شخص کے بارے میں وارد ہوئی ہیں

جس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے پیشن گوئی فرمائی تھی کہ وہ اہل نار میں سے ہے

اور اس کے ساتھ جو کچھ پیش آیا اور اس واقعہ میں علامت نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے ان کو ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے اور قاسم نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن صباح نے ان کو عبدالعزیز بن ابوحازم نے ان کو ان کے والد نے سہل بن سعد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ اور مشرکین بعض جنگوں میں باہم ٹکرائے یعنی قتال کیا ہر ایک قوم نے اپنے اپنے لشکر کی طرف توجہ کی اور مسلمانوں میں ایک آدمی ایسا تھا جو کسی مشرک کو چھوڑ ہی نہیں رہا تھا جس کسی کو وہ اکیلا دیکھتا علیحدہ دور دور کہیں بس اس کے پیچھے لگ جاتا اور جا کر اس کو اپنی تلوار کے ساتھ ختم کر دیتا۔ کہا گیا کہ یا رسول اللہ ﷺ نہیں بہادری کی کسی نے جس قدر فلاں شخص نے کی ہے آپ نے فرمایا خبردار ہوشیار وہ اہل جہنم میں سے ہے۔

لوگوں نے اس بات کو سب سے زیادہ بڑی بات اور (حیران کن بات سمجھا) اور کہا کہ اگر وہ شخص اہل نار میں سے ہے تو پھر ہم میں سے کوئی شخص اہل جنت میں سے ہو سکتا ہے؟ اور ایک آدمی نے کہا کہ اللہ کی قسم وہ اسی حالت پر کبھی بھی نہیں مرے گا چنانچہ وہ اس کے پیچھے پیچھے ہو لیتا (تا کہ وہ اس کا انجام دیکھے) وہ شخص جب جلدی چلتا تو یہ بھی جلدی کرتا۔ وہ ڈھیل پکڑتا تو یہ بھی ڈھیلا ہو جاتا۔ یہاں تک کہ وہ شخص زخمی ہو گیا اور اس کے زخم شدید ہو گئے جب وہ زخموں کی تاب نہ لا سکا تو اس نے موت کو جلدی مانگ لیا اس نے اپنی تلوار زمین پر سیدھی رکھی اس طرح کہ اس کی دھار اس کے دونوں پستانوں کے درمیان تھی پھر وہ تلوار کے اوپر سوار ہو گیا اس طرح اس نے خودکشی کرتے ہوئے اپنے آپ کو قتل کر دیا۔
چنانچہ ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس بھاگا ہوا آیا اور عرض کرنے لگا۔

اَشهدُ اَنّكَ رَسُولُ اللهِ

میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ بات کیا ہوئی ہے پھر اس نے اس بات کی خبر دی جو کچھ اس شخص کو پیش آیا تھا۔ لہٰذا نبی پاک ﷺ نے فرمایا بیشک ایک آدمی عمل کرتا رہتا ہے اہل جنت والے اعمال لوگوں کے سامنے جو ظاہری حالت ہوتی ہے اس کے مطابق حالانکہ وہ اہل نار میں سے ہوتا ہے۔ لہٰذا بیشک وہ کوئی عمل کر گذرتا ہے اہل نار والا (لہٰذا جہنم میں جاتا ہے) اور بسا اوقات کوئی شخص عمل کر رہا ہوتا ہے جہنم والے عمل ظاہری حالت کے مطابق حالانکہ وہ اہل جنت میں سے ہوتا ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح۔ میں عبداللہ بن مسلمہ سے اس نے ابن ابو حازم سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ غزوہ خیبر۔ حدیث ۴۲۰۷۔ فتح الباری ۷/۴۷۵)

اور اس کو بخاری مسلم نے دونوں نے روایت کیا ہے حدیث یعقوب بن عبدالرحمٰن سے اس نے ابو حازم سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے احمد بن محمد بن عبدوس نے ان کو عثمان بن سعید نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالیمان کے سامنے پڑھا کہ شعیب بن حمزہ بن ابو حمزہ نے ان کو حدیث بیان کی ہے۔ اور ہمیں خبر دی ہے الفضل بن ابو سعد ہروی نے وہ ہمارے ہاں آئے تھے حج کرنے والے دو مرتبہ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالفضل بن ضمیرویہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے علی بن محمد بن عیسیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالیمان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے شعیب بن ابو حمزہ نے زہری سے اس نے سعید بن میسب سے۔

ابو ہریرہ نے فرمایا ہم لوگ خیبر میں رسول اللہ کے ساتھ حاضر ہوئے حضور اکرم ﷺ نے ایک آدمی کے بارے میں فرمایا جو ان لوگوں میں سے ایک تھا جو آپ کے ساتھ تھے اور وہ اسلام کے ساتھ پکارا اور یاد کیا جاتا تھا۔ (آپ نے فرمایا کہ) یہ اہل نار میں سے ہے جب قتال شروع ہوا تو اس لڑائی میں اس نے انتہائی سخت قتال کیا اور سخت لڑائی لڑی۔ یہاں تک کہ اس کے زخم کثیر ہو گئے جنہوں نے اس کو نڈھال کر دیا صحابہ میں سے ایک آدمی حضور کی خدمت میں تھا اور آ کر کہنے لگا یا رسول اللہ آپ کیا خیال کرتے ہیں فلاں شخص کے بارے میں جس کے بارے میں آپ نے ذکر کیا تھا کہ وہ اہل نار میں سے ہے تحقیق اللہ کی قسم اس نے اللہ کی راہ میں انتہائی سخت لڑائی لڑی ہے۔ اور اس کو بہت زیادہ زخم لگے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آگاہ رہو کہ وہ شخص اہل نار میں سے ہے۔ قریب تھا کہ بعض لوگ شک کرتے۔ اچانک وہ اسی حال پر تھا کہ اس نے زخموں کا شدید درد برداشت نہ کیا اور اپنا ہاتھ اپنی ترکش کی طرف جھکایا اس میں سے تیر نکالے اس کے ساتھ اس نے اپنے آپ کو مار دیا۔

لہٰذا مسلمانوں میں سے کئی لوگ گھبرا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ اللہ تعالیٰ نے آپ کی بات سچی کر دی ہے فلاں شخص خودکشی کرتے ہوئے اپنے آپ کو قتل کر دیا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے بلال آپ اُٹھیئے اور اعلان کیجئے کہ نہیں داخل ہوگا جنت میں مگر مؤمن ہی۔ اور بیشک اللہ تعالیٰ دین کی تائید کرتا ہے فاجر آدمی کے ساتھ۔

یا بلال قم فاذن۔ لایدخل الجنة الامؤمن و ان اللّٰہ یؤید الدین با لرجل الفاجر

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے معمر اس حدیث کا متابع لائے ہیں زہری سے۔ (فتح الباری ۷/۴۷۱)

امام بیہقی فرماتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ اس طریق سے اس کو قتل کیا ہے۔ اور یونس نے کہا ہے مروی ہے زھری سے اس نے سعید سے اور اس حدیث کے آخری میں جیسے دلالت ہے اس پر کہ اس آدمی نے حلال کر لیا تھا یا حلال سمجھ لیا تھا اپنے قتل نفس کو اور خودکشی کو یا جان لیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس شخص کے بارے میں جان لیا تھا۔ ہم اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں حسن عاقبت کی درخواست کرتے ہیں۔

باب ۱۱۶

وہ حدیث جو اس شخص کے بارے میں وارد ہوئی جس نے اللہ کی راہ میں مال غنیمت میں خیانت و چوری کی تھی اور نبی کریم ﷺ کا اس بارے میں خبر دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے ان کو حدیث بیان کی مسدد نے ان کو یحییٰ بن سعید نے اور بشر بن فضل نے یحییٰ بن سعید سے اس نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے اس نے ابوعمرہ سے اس نے زید بن خالد جھنی سے۔

یہ کہ ایک آدمی اصحاب رسول میں سے خیبر والے دن وفات پا گیا تھا صحابہ نے رسول اللہ ﷺ سے ذکر کیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا نماز جنازہ پڑھ لو اپنے ساتھی پر (یہ سن کر) لوگوں کے چہرے بدل گئے زید نے گمان کیا ہے (یہ کیفیت دیکھ کر) رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہارے ساتھی نے اللہ کی راہ میں چوری کی ہے

لہٰذا ہم لوگوں نے اس کا سامان چیک کیا تو ہم نے ایک ہار (کوڑیوں کا) یہود کے ہاروں میں سے پالیا جو دو درھم کے برابر بھی نہیں تھا۔

(ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ نسائی۔ کتاب الجنائز۔ ابن ماجہ۔ کتاب الجہاد۔ مؤطا امام مالک۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۳ ص ۲/۴۵۸۔ مسند امام احمد ۱۱۴۰۴۔ ۵/۱۹۲)

☆☆☆

باب ۱۱۷

(۱) وہ احادیث جو وارد ہوئی ہیں۔اس بکری کے بارے میں (جس کے گوشت میں) زہر ملایا گیا تھا خیبر کی بستی میں۔

(۲) اوراس بارے میں اس عظمت کا ظہور جس کے ذریعے اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو زہر کے نقصان سے بچایا تھا اس میں سے کچھ کھا لینے کے باوجود۔

(۳) اور بکری کی پکی ہوئی نلی کا حضور اکرم ﷺ کو زہر آلود ہونے کی خبر دینا۔ اور حضور اکرم ﷺ کا بقیہ کو کھانے سے رُک جانا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو بحرین نصر حولانی نے وہ کہتے ہیں کہ حدیث پڑھی گئی تھی شعیب بن سعد سے وہ کہتے ہیں کہ تجھے خبر دی تیرے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سعید بن ابوسعید نے۔اور ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے ان کو حدیث بیان کی قتیبہ نے ان کو حدیث بیان کی لیث نے سعید سے اس نے ابوہریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ جب خیبر کی فتح ہوئی تھی۔رسول اللہ ﷺ کے لئے ایک بکری (پکی ہوئی) ہدیہ کی گئی تھی اس میں زہر تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا جمع کراؤ ان کو جو یہودی یہاں پر موجود ہیں چنانچہ جمع کئے گئے۔رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا میں تم لوگوں سے ایک بات پوچھتا ہوں کیا تم لوگ مجھے سچ سچ بتاؤ گے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔اے ابوقاسم رسول اللہ ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تمہارا باپ کون ہے؟ انہوں نے کہا ہمارا باپ فلاں ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم جھوٹ بولتے ہو بلکہ تمہارا باپ فلاں ہے انہوں نے کہا کہ آپ نے سچ اور درست کہا ہے پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک اور چیز تم سے پوچھتا ہوں کہ تم مجھے سچ سچ بتاؤ گے؟ کہنے لگے کہ جی ہاں ضرور اے ابوالقاسم۔اور اگر ہم آپ سے جھوٹ بولیں گے تو آپ ہمارا جھوٹ جان لیں گے۔جیسے آپ نے ہمارے باپوں کے بارے میں جان لیا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے پوچھا کہ اہل نار کون ہے؟ انہوں نے کہا کہ ہم لوگ تھوڑی سی دیر اس میں رہیں گے پھر تم لوگ ہمارے پیچھے پیچھے اس میں پہنچ جاؤ گے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ ہمیشہ اسی میں ذلیل رہو گے۔پھر حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم ایک اور چیز کے بارے میں تم سچ سچ بتاؤ گے اگر میں تم سے پوچھوں بولے کہ جی ہاں۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم نے اس بکری (کے گوشت میں) زہر ملایا تھا؟ انہوں نے کہا جی ہاں ملایا تھا۔اس کام پر کس چیز نے تمہیں اکسایا تھا؟ انہوں نے کہا کہ ہم نے یہ سوچا تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو ہماری جان چھوٹ جائے گی تم سے اور اگر آپ نبی ہیں تو یہ آپ کو کوئی نقصان نہیں پہنچائے گی۔

یہ الفاظ ہیں حدیث شعیب کے اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ وغیرہ سے۔ (فتح الباری ۷/۴۹۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحٰق نے ان کو خبر دی علی بن عبدالعزیز نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن عبدالوہاب جحی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی خالد بن حارث نے (ح)۔

اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو یحییٰ بن حبیب عربی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی خالد بن حارث نے ان کو شعبہ نے ھشام بن زید سے اس نے انس بن مالک سے یہ کہ ایک یہودی عورت ایک زہرآلود بکری کا (گوشت پکا ہوا) لائی حضور اکرم ﷺ نے اس میں سے کچھ کھا لیا تھا۔ بعد میں اس عورت کو حضور اکرم ﷺ کی خدمت میں لایا گیا حضور اکرم ﷺ نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ میں نے آپ کو قتل کرنے کا ارادہ کیا تھا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تجھے اس کام پر قدرت نہیں دے گا یا یوں فرمایا تھا کہ محمد پر قدرت نہیں دے گا لوگوں نے کہا کیا آپ اس کو قتل نہیں کریں گے؟ فرمایا کہ نہیں انس کہتے ہیں کہ میں اس چیز کا اثر رسول اللہ ﷺ کے مسوڑوں پر ہمیشہ محسوس کرتا رہا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث یحییٰ بن حبیب کے۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حَحبیٰ سے۔

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن حبیب عربی سے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۹۳۔ شرح المواہب للزرقانی ۲/۲۳۔ سیرۃ حلبیہ ۳/۶۳۔ البدایہ والنہایہ ۴/ ۲۸، ۲۱۱۔ سیرۃ النبویہ لابن کثیر ۳/۳۹۴۔ مغازی للواقدی ۲/ ۲۷۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عباس بن محمد نے ان کو سعید بن سلیمان نے ان کو عباد ابن عوام نے سفیان یعنی ابن حسین سے اس نے زھری سے اس نے سعید بن مسیّب سے اور ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ یہودی کی ایک عورت نے رسول اللہ کے پاس زہرآلود بکری کا گوشت بھیجا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا تھا کہ رک جاؤ یہ زہرآلود ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ کیا وہ کیا ہے تم نے یہ جو کچھ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں نے اس لئے کیا ہے کہ اگر آپ نبی ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کو اس پر اطلاع کر دے گا اور اگر آپ جھوٹے ہیں تو میں اس طرح کر کے لوگوں کی جان چھڑا دوں گی تم سے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے تعرض نہ فرمایا۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۲۰۹)

(۴) ہمیں حدیث بیان کی امام ابوالطیب بن محمد بن سلیمانؒ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوحامد احمد بن حسین ھمدانی نے ان کو محمد بن رزام نے مروزی نے ان کو خلف بن عبدالعزیز نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوعبدالعزیز بن عثمان نے اپنے دادا سے عثمان بن ابوحیلہ سے وہ کہتے ہیں کہ جیسے مجھے خبر دی ہے عبدالملک بن ابونضرہ نے اپنے والد سے اس نے جابر بن عبداللہ سے کہ ایک یہودی عورت نے رسول اللہ ﷺ کے پاس بکری کا زہرآلود ھدیہ بھیجی تھی یا بکری کا بھونا ہوا بچہ زہرآلود بھیجا تھا۔

جب وہ حضور ﷺ کے قریب لائی گئی اور لوگوں نے کھانے کے لیے ہاتھ بڑھائے تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ رک جاؤ اس کے اعضاء میں سے ایک عضو مجھے خبر دے رہا ہے کہ وہ زہرآلود ہے حضور اکرم ﷺ نے اس ہدیہ کی بھیجنے والی عورت کو بلا کر پوچھا کہ کیا تم نے اس میں زہر ملایا ہے؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں انہوں نے پوچھا کہ کس چیز نے تمہیں اس پر اُبھارا ہے؟ بولی کہ میں نے سوچا تھا اگر آپ جھوٹے ہیں تو میں اس طرح کر کے تم سے لوگوں کی جان چھڑا دوں گی اور اگر آپ رسول ہیں تو آپ اس پر آگاہ ہو جائیں گے۔ حضور اکرم ﷺ نے اس عورت کی کوئی پکڑ نہ فرمائی۔ (سیرۃ شامیہ ۵/ ۲۰۸)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوعبداللہ صغانی نے ان کو اسحٰق بن ابراہیم نے ان کو عبدالرزاق نے ان کو معمر نے زہری سے اس نے عبدالرحمٰن بن کعب بن مالک سے یہ کہ ایک یہودی عورت نے نبی کریم ﷺ کے پاس ایک بھونی ہوئی بکری بھیجی خیبر میں اور بولی کہ یہ ھدیہ ہے اور اس نے یہ کہنے سے گریز کیا کہ یہ صدقہ کی ہے کہ آپ نہیں کھائیں گے کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس میں سے کچھ کھا لیا۔ اور آپ کے اصحاب نے بھی کھایا اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا کہ رُک جاؤ پھر انہوں نے عورت سے کہا کہ کیا تم نے اس بکری میں زہر ملایا ہے؟ اس عورت نے پوچھا کہ آپ کو اس بات کی کس نے خبر دی ہے؟ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کی پنڈلی کی اس ہڈی نے خبر دی ہے اور وہ

اس وقت ان کے ہاتھ میں تھی اس عورت نے اقرار کرلیا آپ نے پوچھا کہ کیوں؟ کہنے لگی کہ میں نے سوچا تھا کہ اگر آپ جھوٹے ہیں تو لوگ آپ سے راحت پالیں گے۔اور اگر آپ نبی ہیں تو یہ آپ کونقصان نہیں دے گی۔

کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے کندھے پر سنگی لگوائی تھی اور آپ نے اپنے اصحاب سے کہا انہوں نے بھی سنگیاں لگوائی تھیں اور بعض ان میں سے انتقال کر گئے تھے۔ زھری کہتے ہیں کہ وہ عورت مسلمان ہوگئی تھی لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے اس کو چھوڑ دیا تھا معمر کہتے ہیں کہ لوگ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو قتل کر دیا تھا۔

یہ روایت مرسل ہے۔احتمال ہے کہ عبدالرحمٰن نے اس کو جابر بن عبداللہ سے حاصل کیا ہو انے تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابوعلی حسین بن محمد رودباری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن بکر نے ان ابوداؤد سجستانی نے ان کو سلیمان بن داؤد مھری نے ان کو ابن وھب نے ان کو خبر دی یونس نے ابن شہاب نے وہ کہتے ہیں کہ جابر بن عبداللہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ اہل خیبر کی ایک یہودن نے ایک بھونی ہوئی بکری کو زہر آلود کیا اس کے بعد اس کو رسول اللہ کے لیے ہدیہ بھیج دیا حضور اکرم ﷺ نے اس کی نلی کو اٹھایا اور اس سے کھایا اور آپ کے ساتھ ایک گروہ نے آپ کے اصحاب میں سے بھی کھایا پھر رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا کہ اپنے ہاتھ اُٹھالیجئے حضور اکرم ﷺ نے اس یہودن کو بلایا وہ آئی تو انہوں نے اس سے پوچھا کہ تم نے اس میں زہر ملایا ہے۔ یہودن نے کہا کہ تمہیں کر ،نے بتایا ہے۔

آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس نلی نے خبر دی ہے جو میرے ہاتھ میں ہے۔اس یہودن نے اقرار کیا۔حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ اس نے کیوں ایسا کیا ہے۔اس نے بتایا کہ میں نے خیال کیا تھا کہ اگر یہ نبی ہے تو اس کو زہر کوئی نقصان نہیں دے گا اور اگر نبی نہیں ہے تو ہم اس سے جان چھڑالیں گے۔حضور اکرم ﷺ نے اس سے درگذر کرلیا اس کو سزا نہ دی بعض فوت ہوگئے جنہوں نے اس میں سے کھالیا تھا۔حضور اکرم ﷺ نے اپنے کندھے پر سنگسنال لگوائی تھی اس بکری کی وجہ سے جس میں سے آپ نے کھایا تھا حضور اکرم ﷺ کو ابوھند نے قر بہ اور شفرہ کے ساتھ لگائی تھیں وہ غلام تھا رسول اللہ کا انصار کے بنو بیاض میں سے۔(البدایہ والنہایہ ۴/۲۱۰)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعلی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے وہب بن بقیہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے خالد نے محمد بن عمرو سے اس نے ابوسلمہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک یہودی عورت نے خیبر میں بھونی ہوئی بکری ھدیہ کے طور پر بھیجی تھی وہ زہر آلود تھی (آگے اس روایت کے الفاظ حدیث جابر کے مثل ہیں) وہ کہتے ہیں کہ بشر بن براء بن معرور فوت ہوگئے تھے حضور اکرم ﷺ نے یہودی کے پاس بندہ بھیجا اور پوچھا کہ تجھے کس چیز نے اکسایا ہے اس حرکت پر جو تم نے کی ہے(اس نے حدیث جابر کی مثل ذکر کیا ہے۔(اور آگے مذکور ہے کہ) حضور اکرم ﷺ نے اس عورت کے بارے میں حکم دیا تھا اور اسے قتل کر دیا گیا تھا۔اس روایت کے راوی نے سنگنیاں لگوانے کا ذکر نہیں کیا۔میں کہتا ہوں کہ ہم نے اس کو روایات کیا ہے حماد بن سلمہ سے اس نے محمد بن عمرو سے اس نے ابوسلمہ سے اس نے ابوہریرہ سے۔اور احتمال ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے اس عورت کو ابتداء میں قتل نہ کر دیا ہو پھر جب بشر بن برا فوت ہوگیا تھا اس وقت آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا ہو۔واللہ اعلم

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوجعفر نے بغدادی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعلاثہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالاسود نے عروہ بن زبیر سے اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن عتاب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قاسم جوہری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن ابواویس نے وہ کہتے ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابراہیم نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن منذر نے خزامی نے ان کو

محمد بن فلیح نے ان کو موسیٰ بن عقبہ نے ان کو ابن شہاب نے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کیا اور آپ جس کو قتل کیا تھا ان میں سے تو زینب بن حارث یہودیہ نے ہدیہ بھیجا تھا یہ مرحب کے بھائی کی بیٹی تھی۔ اس نے صفیہ کے لئے بھونی ہوئی بکری بھیجی تھی اور اس میں زہر ملایا تھا۔ اور کندھے یعنی شانہ کی بکری اور نلی پر زیادہ زہر ملایا تھا اس لئے اسے معلوم ہوا تھا کہ بکری کے گوشت میں سے یہ حصہ حضور اکرم ﷺ کو زیادہ پسند ہیں۔ حضور اکرم ﷺ صفیہ کے پاس گئے اور ان کے ساتھ بشر بن براء بن معرور بنی سلمہ کے بھائی تھے۔

چنانچہ بھونی ہوئی بکری ان کے آگے رکھ دی گئی حضور اکرم ﷺ نے شانہ کی ہڈی اٹھائی اور اس سے منہ کے ساتھ دانتوں سے کاٹ کر کھا گئے اور بشر بن براء نے ایک ہڈی اٹھائی اس نے بھی دانتوں سے کاٹ کر کھانا شروع کیا جب رسول اللہ ﷺ نے اور بشر نے اس میں لقمہ لیا اور انہوں نے اس میں جو کچھ ملا ہوا تھا محسوس کیا تو فرمایا کہ اپنے اپنے ہاتھ کھانے سے اٹھالو بیشک مجھے یہ شانے کی ہڈی خبر دے رہی ہے کہ اس میں کوئی چیز ملائی گئی ہے بشر بن براء نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو عزت بخشی ہے میں نے یہ چیز اس لقمے میں محسوس کی ہے جو میں نے کھالیا ہے بس اس نے اس لقمے کو پھینکنا اس لئے مناسب نہ سمجھا کہ آپ کا کھانا ٹھکوا دینا بڑی بات جانا جب آپ نے نگل لیا جو کچھ آپ کے منہ میں تھا تو میں نے خود کو آپ سے الگ نہ سمجھا میں نے امید کی آپ اس میں بہتری محسوس کر رہے ہیں حالانکہ اس میں گڑبڑ تھی۔

(تاریخ ابن کثیر ۴/۲۱۰۔ الدرر ۲۰۴)

چنانچہ بشر بن براء اپنی جگہ سے نہیں اٹھا تھا کہ اس کا رنگ نیلا پیلا ہو گیا اس کی تکلیف اور درد نہ گیا حتی کہ اس کو جس طرف پھیرا جاتا نہیں پھر سکتا تھا۔ جابر کہتے ہیں کہ ابن فلیح کی ایک روایت میں ہے موسیٰ سے۔ زہری نے کہا ہے کہ جابر بن عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ کا سنگی سے خون نکلوایا تھا کندھے سے، اسی دن یہ سنگی لگانے کا عمل آپ کے غلام بیاضہ نے قون اور شفرہ کے ساتھ کیا تھا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ تین سال تک رہے حتی کہ اس تکلیف سے آپ نے وفات پائی آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ میں ہمیشہ اس ایک لقمے سے تکلیف محسوس کرتا رہا ہوں جو لقمہ میں خیبر میں بکری کے گوشت میں سے کھایا تھا حتی کہ یہ وقت جس وقت میری رگ حیات کٹ گئی ہے یعنی وفات ہو رہی ہے چنانچہ اس طرح حضور اکرم ﷺ بطور شہید وفات پا گئے تھے۔ (فتح الباری ۸/۱۳۱)

یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے اور ابن الاسود کی ایک روایت ہے جس میں سے عروہ اسی کا معلوم کرانے اس نے سنگی لگائی کے بارے میں جابر بن عبداللہ کا قول ذکر نہیں کیا ہے۔

باب ۱۱۸

خیبر کی خبر مکے میں پہنچنا

اور حجاج بن علاط کا مکے وارد ہونا اپنا مال اپنے گھر والوں سے لینے کے لئے

(۱) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو جعفر بغدادی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو علاثہ نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابو الاسود نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے ان کو ابو بکر بن عتاب نے ان کو قاسم جوہری نے ان کو ابن ابو اویس نے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ سے اس نے موسیٰ بن عقبہ سے ان دونوں نے کہا کہ وہ قریش کے درمیان تھا جب انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے خیبر کی طرف نکلنے کا سنا انہوں نے اس کو بہت بڑا دیکھا ان میں سے بعض نے کہا کہ محمد (ﷺ) اور اس کے

اصحاب غالب ہو جائیں گے اور ان میں سے بعض نے کہا کہ نہیں بلکہ دونوں حلیف غالب آ جائیں گے اور خیبر کے یہودی غالب آ جائیں گے اور حجاج بن علاط سلمی پھر بہترین مسلمان ہو گیا تھا اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ فتح خیبر میں حاضر تھا۔ اس کے عقد نکاح میں ام شیبہ بنو عبدالدار بن قصی کی بہن تھی۔ یہ حجاج کثیر المال تھا اور اس کے لیے ارض بنو سلیم معاویہ تھی جب نبی کریم ﷺ خیبر پر غالب ہوئے تو حجاج بن علاط نے کہا یارسول اللہ ﷺ میری بیوی کے پاس میرا سونا ہے۔ اور یہ کہ وہ میرے مسلمان ہونے کو جانتی ہے اور اس کے گھر والے بھی جانتے ہیں اور میرے پاس کوئی مال بھی نہیں ہے آپ مجھے اجازت دیجیے میں جلدی جاؤں (اور وہ لے آؤں) اور دیر نہ ہو جائے۔

راوی نے پوری حدیث اور بات ذکر کی ہے اور اس کا مفہوم اس میں جو ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے زید بن مبارک نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن نوز نے معمر سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ثابت البنانی سے اس نے انس ؓ سے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے خیبر فتح کیا تو حجاج بن علاط نے عرض کی یارسول اللہ میرا مکہ میں کچھ مال ہے اور وہاں پر میرے گھر والے ہیں میں ان کے پاس جانا چاہتا ہوں۔ مجھے اجازت ہونی چاہیے کہ اگر میں آپ کے خلاف کوئی بات کروں یا کچھ کہوں (یعنی دل سے نہیں بلکہ محض اُوپرے زبان سے) رسول اللہ ﷺ نے اس کو اجازت دے دی کہ جو چاہے کہہ دے۔

جب وہ مکے پہنچے تو انہوں نے اپنی بیوی سے کہا مجھ پر ترس کھائیے اور میرے لیے وہ سارا مال جمع کیجئے جو میرے لیے تھا۔ مجھے اس رقم سے محمد ﷺ اور اس کے اصحاب کی غنیمتیں خریدنا چاہتا ہوں وہ گھر گئے ہیں اور ان کے مال چھین لیے گئے ہیں۔ چنانچہ مکے میں یہ خبر پھیل گئی۔ مسلمانوں پر یہ بات بڑی شاق گذری اور انتہائی پریشانی کا باعث ہوئی۔ مشرکین نے فرح اور سرور کا اظہار کیا یہ خبر عباس تک پہنچی ان کی زمین پیروں تلے سے نکل گئی وہ اُٹھ بھی نہیں سکے تھے۔ معمر کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عثمان جزری نے مقسم سے وہ کہتے ہیں کہ عباس اپنے بیٹے قثم کو لیا اور سیدھے چت لیٹ گئے اور بیٹے کو اپنے سینے پر ڈال لیا اور شعر کہنے لگے۔

حبیٌ قثم شبہ ذی الانف الاشم　　　نبی ذی النعم برغم من زعم

معمر نے کہا ہے انس کی حدیث میں ہے کہ عباس نے اپنے ایک غلام کو حجاج کے پاس بھیجا کہ افسوس ہے تجھ پر تم کیا خبر لائے ہو۔ اور تم کیا کہتے پھر رہے ہو۔ بس اللہ نے جو وعدہ دیا ہے وہ بہتر ہے اس سے جو تم لائے ہو۔ حجاج نے کہا اے غلام ابوالفضل (عباس) کو سلام کہو اور اس سے کہو کہ کسی گھر میں مجھے اکیلے اور خلوت میں ملنے کا انتظام کریں۔ میں ان کے پاس خود آؤں گا۔ بیشک خبر ایسی ہے جو اس کو خوش کر دے گی۔

جب وہ غلام دار عباس کے دروازے پر پہنچا تو اس نے کہا خوش ہو جائیے اے ابوالفضل۔ چنانچہ وہ خوشی سے اُچھل پڑے اور اس غلام کی پیشانی چوم لی۔ اور غلام نے اس کو حجاج کی بات پہنچائی لہٰذا عباس نے اس خوشی میں اس غلام کو آزاد کر دیا۔ اس کے بعد حجاج ملنے آیا تو اس نے اس کو رسول اللہ ﷺ کے خیبر فتح کرنے کی بشارت دی خبر دی۔ اور مال غنیمت حاصل کرنے کی بھی۔ یہ کہ اس میں اللہ واسطے کے حصے جاری کرنے کی بھی۔ اور یہ بھی خبر دی کہ اس غنیمت میں سے رسول اللہ نے صفیہ بنت حُیَی کو اپنی ذات کے لیے منتخب کیا ہے۔ اور اس کو اختیار دیا ہے کہ اگر وہ چاہے تو حضور اس کو آزاد کر کے اپنی زوجیت میں لے لیں اور اگر وہ چاہے تو اپنے گھر والوں کے پاس چلی جائے مگر اس نے اس امر کو ترجیح دی ہے کہ حضور اکرم ﷺ اس کو آزاد کر دیں اور وہ آپ کی بن کر رہے گی۔ لیکن میں تو محض اس لئے یہاں پر آیا تھا تاکہ میں وہ مال جمع کر سکوں جو یہاں پر تھا اور اس کو ساتھ لے جاؤں اور میں نے اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگی تھی کہ مجھے اس مقصد کے لئے کچھ بھی آپ کے بارے میں کہنا پڑے میں کہہ سکوں لہٰذا انہوں نے مجھے اجازت دی ہے۔ آپ تین دن تک میرے بارے میں احتیاط کریں اس کے بعد آپ جو چاہیں اس کا تذکرہ کرنا۔ کہتے ہیں کہ حجاج کی بیوی نے اس کے لئے اس کا سارا سامان جمع کیا اس کے بعد وہ واپس مدینہ روانہ ہو گیا جب تین دن گذر گئے تو عباس حجاج کی بیوی کے پاس آئے اور آ کر اس سے پوچھا کہ تیرا شوہر کہاں ہے؟ اس نے بتایا کہ وہ تو واپس چلے گئے ہیں۔ اور کہنے لگی کہ اے ابوالفضل اللہ تعالیٰ آپ کو غمگین نہ کرے۔

تحقیق ہمارے اوپر بھی وہ خبر بڑی شاق گذری ہے جو آپ کو پہنچی ہے عباس نے کہا جی ہاں اللہ نے مجھے غمگین نہیں کیا ہے اور بحمد اللہ کوئی ایسی بات نہیں ہے۔ مگر وہی ہوا جو ہمیں پسند ہے اللہ نے اپنے رسول کو فتح عطا کی ہے۔ اور خیبر کے مال میں اللہ کے سہام وحصے جاری ہوئے ہیں اور حضور اکرم ﷺ نے صفیہ بنت حیی کا انتخاب اپنے لئے کیا ہے۔ اگر تجھے اپنے شوہر کی حاجت ہے تو تجھے اجازت ہے تم اس کے پاس چلی جاؤ۔ وہ کہنے لگی اللہ کی قسم میں آپ کو سچا سمجھتی ہوں اس بارے میں انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں سچ کہہ رہا ہوں اور معاملہ یہی ہے جو میں تم سے کہہ چکا ہوں اس کے بعد عباس قریش کی مجلس میں چلے گئے۔ وہ جب ان کے پاس سے گذرتے تو یوں کہتے وہ لوگ آپ کو نہیں پہنچیں گے مگر خیر پہنچے گی اے ابو الفضل! انہوں نے جواب میں کہا۔ واقعی نہیں پہنچی مجھ کو مگر خیر پہنچی ہے الحمد اللہ مجھے حجاج نے یہ خبر دی ہے ایسے ایسے۔ اور اس نے مجھ سے درخواست کی تھی کہ میں تین دن تک اس کے اس راز کو چھپائے رکھوں اس کی مجبوری کے لیے۔ چنانچہ اس طرح تین دن سے جو مسلمانوں پر دکھ اور پریشانی لاحق تھی وہ مشرکین پر پلٹ گئی اور مسلمانوں اپنے اپنے گھروں سے نکل کر عباس کے پاس پہنچ گئے انہوں نے ان کو پوری خبر بتادی اور عروہ کی ایک روایت میں ہے کہ عباس نے اپنے بیٹے قثم کو بلایا وہ شکل صورت میں رسول اللہ ﷺ کے مشابہ تھے اس کو دیکھ کر رجز پڑھنا شروع کیا۔ اللہ کے دشمنوں پر شدت وگرانی کرنے کے لیے وہ یوں کہہ رہے تھے۔

یــا ابــن شیبــه ذی الــکــرم فــحــزت بــا الانف اشم

یــابــن ذی نــعــم بــرغــم مــن زعــم

اے میرے بیٹے اے صاحب جود وسخا کے ہم شکل اور صاحب عزت کے مشابہ ہیں اے صاحب انعام واحسان کے بیٹے مخالف گمان کے برعکس۔

موسیٰ بن عقبہ کی روایت ہے رجز ساقط ہو گیا ہے اور اس کو عبدالرزاق نے معمر سے روایت کیا ہے اور رجز میں یوں کہا ہے۔

حَیّــــی قُثَــم شَبِیــــهِ ذِی الْاَنْفِ الْاَشَمّ

نَبِـیُّ ذِی الـنِـعَـمْ بـرغـم مَن زَعَمَ

تم جیتے رہو اے قثم تم اونچی ناک والے عظیم انسان کے ہم شکل ہو وہ جو کہ صاحب نعمت نبی ہیں حریفوں کے گمان کے برعکس۔

ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو بکر قاضی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو العباس رحم نے ان کو محمد بن اسحق صغانی نے وہ کہتے ہیں کہ محمد بن غیلان نے کہا وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے کہ ہمیں خبر دی معمر نے اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس مذکور کے مفہوم کے ساتھ۔ (مسند احمد ۳/ ۱۳۸۔ ۱۳۹۔ سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۲۹۹۔ تاریخ ابن کثیر ۴/ ۲۱۵۔ سیرۃ شامیہ ۵/ ۲۱۶)

باب ۱۱۹

رسول اللہ ﷺ کا خیبر سے واپس لوٹنا۔ اور وادی قریٰ کی طرف توجہ کرنا نیز رسول اللہ ﷺ کا فرمان اس شخص کے بارے میں جو فوت ہوا مگر اس نے اللہ کے راستے میں چوری یا خیانت کی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد رودباری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو بکر بن درسہ نے ان کو ابوداؤد نے ان کو قعنبی نے مالک سے اس نے ثور بن زید دیلی سے اس نے ابو الغیث مولیٰ ابن مطیع سے اس نے ابو ہریرہ سے کہ اس نے کہا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے خیبر والے سال۔

ہم نے نہ تو سونا حاصل کیا مال غنیمت میں سے نہ چاندی سوائے کپڑوں اور اسباب اور مال کے۔ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ وادی قُریٰ کی طرف متوجہ ہوئے۔ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں ایک سیاہ فام غلام حدیہ کیا گیا تھا اُسے مدعم کہا جاتا تھا۔ جب وہ لوگ وادی قُریٰ میں پہنچے۔ اچانک ایک تیر آیا۔ اور مِدعَم کو اس نے قتل کر ڈالا جب کہ وہ رسول اللہ ﷺ کا سامان اتار رہے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ اس کے لئے جنت مبارک ہو۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بیشک وہ چادر جو اس نے خیبر والے دن غنیموں میں سے چوری اُٹھائی تھی جب کہ ابھی مال تقسیم بھی نہیں ہوا تھا وہ اس پر آگ کے شعلے مار رہی ہے۔ صحابہ کرام نے جب یہ بات سنی تو ایک آدمی ایک تسمہ جوتی کا یا دو تسمے رسول اللہ ﷺ کے پاس لایا (جمع کرانے کے لیے) تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ایک تسمہ یا دو تسمے بھی آگ میں سے ہیں۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں ابن ابواویس نے اس نے مالک سے اور کو مسلم نے روایت کیا ہے قعنبی سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن احمد اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم بن مصقلہ نے ان کو حسین بن مزرح نے ان کو واقدی نے ان کو عبدالرحمٰن بن عبدالعزیز نے زھری سے اس نے ابوسلمہ سے اس نے ابوھریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے خیبر سے وادی قریٰ کی طرف اور رفاعہ بن زید بن وھب جذامی رسول اللہ ﷺ کے لیے ایک سیاہ فام غلام ھدیہ کر چکے تھے اسے مدعم کہتے تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے لیے سامان رکھ رہا تھا کہ جب ہم وادی قریٰ میں اترے تھے۔ ہم لوگ یہود کے پاس پہنچے ان کے پاس کچھ عرب لوگ ٹھہرے ہوئے تھے۔ مدعم رسول اللہ ﷺ کے سامان کو اُتار رہے تھے کہ اچانک یہود نے تیروں کے ساتھ ہمارا استقبال کیا جس جگہ ہم اترے تھے۔ ہم لوگ کسی اوٹ میں نہیں تھے اور وہ اپنے ٹیلوں میں چیخ رہے تھے۔ ب (خاری۔ کتاب المغازی مسلم۔ کتاب الایمان)

اچانک کوئی غیبی تیر آیا جو کہ مدعم کو لگا اور اس کو قتل کر گیا۔ لوگوں نے کہا کہ اس کو جنت مبارک ہو۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ ہرگز ایسا نہیں۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بیشک وہ چادر جو اس نے خیبر والے دن غنیموں میں سے اٹھائی تھی جب کہ تا حال تقسیم واقع نہیں ہوئی تھی اس مال میں وہ اس پر آگ بھڑکا رہی ہے۔ لوگوں نے جب رسول اللہ ﷺ کی یہ بات سنی تو ایک آدمی ایک جوتے کا تسمہ لے آیا کوئی دو تسمے۔ لے آیا حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ایک تسمہ بھی آگ میں سے ہے اور دو تسمے بھی آگ میں سے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو قتال کے لیے اُبھارا اور ان کی صف بندی کی اور اپنا جھنڈا سعد بن عبادہ کے حوالے کیا اور ایک دوسرا جھنڈا جناب بن مُنذر کو دیا اور تیسرا جھنڈا سہل بن حُنیف کو دیا چوتھا جھنڈا عباد بن بشر کو دیا اس کے بعد مقامی لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ اور ان کو بتایا کہ اگر وہ اسلام لے آئیں گے تو اپنے مالوں کو بچالیں گے اور اپنے خون محفوظ کر لیں گے۔

(دنیا میں) اور ان کا حساب (آخرت میں) اللہ کے پاس ہوگا۔ ایک آدمی ان میں سے مقابلے کے لئے سامنے آیا لہٰذا اس کے مقابلے میں زبیر بن عوام سامنے آئے انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر کوئی دوسرا آدمی مقابلے پر آیا اس کے مقابلے پر حضرت علی نکل آئے انہوں نے اس کو بھی قتل کر دیا۔ اس کے بعد کوئی تیسرا آدمی مقابلے کے لئے نکلا اس کے مقابلے پر حضرت ابودجانہ آئے انہوں نے اس بندے کو بھی قتل کر دیا حتی کہ مشرکین کے گیارہ آدمی مارے گئے۔ جب بھی کوئی ایک آدمی مارا جاتا ان میں سے حضور اکرم ﷺ باقیوں کو اسلام کی دعوت دے دیتے۔ اس دن اسی حالت میں نماز کا وقت ہو گیا تھا تو آپ نے اپنے اصحاب کے ساتھ نماز باجماعت ادا کی پھر لوٹ کر گئے اور ان لوگوں کو اللہ اور رسول کی طرف دعوت دی۔ اس کے بعد ان سے قتال کیا یہاں تک کہ شام ہو گئی۔ اس کے بعد علی الصبح ان پر آئے ابھی سورج اونچا نہیں ہوا تھا ایک نیزے کے برابر کہ انہوں نے اپنے ہاتھ خود حوالے کر دیئے اور آپ ﷺ نے غلبے اور طاقت کے ساتھ اس کو فتح کر لیا اور اللہ نے ان کے مال بطور غنیمت حضور اکرم ﷺ کو عطا کر دیئے مسلمانوں نے عورتیں اور کثیر سامان پایا۔

حضور اکرم ﷺ وادی قریٰ میں چار دن ٹھہرے رہے آپ نے زمین اور کھجور کے درخت یہود کے ہاتھ چھوڑ دیئے اور ان کو اسی پر عامل مقرر کر دیا اور جو کچھ مال ہاتھ لگا وہ اپنے اصحاب میں تقسیم کر دیا جب یہود تیماء میں پہنچے رسول اللہ ﷺ نے جس علاقے کو فتح کیا مثلاً فدک وغیرہ

اور وادی قریٰ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جزیہ دینے کی شرط کے ساتھ صلح کرلی اور اپنے مالوں پر مقیم رہ گئے جب عمر بن خطاب نے خیبر کے یہود کو خیبر اور فدک سے نکالا تھا اور اہل تیماء اور وادی قریٰ والوں کو نہیں نکالا تھا۔ اس لیے کہ وہ دونوں داخل تھے ارض شام میں۔ اور آپ نے یہ قرار دیا کہ وادی قریٰ کے پیچھے سے لے کر مدینے تک کا علاقہ حجاز ہے۔ اور اس کے ماوراء جو کچھ ہے وہ شام کی حدود میں سے ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ لوٹ آئے اس کے بعد کہ وہ خیبر سے فارغ ہو گئے تھے اور وادی قریٰ اور اللہ نے ان کو غنیمت بھی عطا کی تھی۔

(مغازی الواقدی ۲/ ۷۰۹۔ ۷۱۱۔ ابن کثیر ۴/ ۲۱۲)

واقدی ہی کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یعقوب بن محمد نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن صعصعہ سے اس نے حارث سے اس نے عبداللہ بن کعب سے اس نے ام عمارہ سے وہ کہتی ہے کہ میں نے سنا تھا رسول اللہ ﷺ سے مقام جرف میں وہ فرما رہے تھے کہ تم لوگ رات کو عشاء کے بعد سفر سے تاخیر کے ساتھ اچانک گھر نہیں آیا کرو۔ وہ کہتی ہیں کہ ایک آدمی نے ایسا کیا وہ اس طرح رات کے وقت اپنی بیوی کے پاس گیا اور اس نے اپنی بیوی سے کچھ ایسی کیفیت پائی جس کو اس نے ناپسند کیا لہٰذا اس نے اس کے پاس جانا ہی چھوڑ دیا۔ وہ کہتی ہیں کہ اس نے اس سے نفرت کرلی اور اس نے اپنی زوجہ کے ساتھ بغض رکھ لیا کہ وہ اس کو طلاق دے دے گا حالانکہ اس میں سے اس کے بچے بھی تھے اور وہ اس کو پسند بھی کرتا تھا اس نے رسول اللہ ﷺ کی نافرمانی کی تھی اس لئے اس کو ایسی کیفیت دیکھنی پڑی جو وہ ناپسند کرتے تھے۔

(مغازی للواقدی ۲/ ۷۱۱۔ ۷۱۲)

باب ۱۲۰

۱۔ صحابۂ کرام عنہم کا صبح کی نماز سے سو جانا (جس سے نماز رہ گئی)
۲۔ یہاں تک کہ خیبر سے واپس لوٹ آئے۔
۳۔ اور اس راستے میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو حدیث بیان کی اسماعیل بن احمد نے اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی محمد بن حسن بن قتیبہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حرملہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن وھب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں کہ احمد بن صالح نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن وھب نے ان کو خبر دی یونس نے ابن شھاب نے اس نے ابن مسیّب سے اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب غزوۂ خیبر سے واپس لوٹے آپ رات کو چلتے رہے حتی کہ جب ہم کو نیند نے پالیا تو حضور اکرم ﷺ سو گئے اور بلال سے کہا ہمارے لیے انتظار کرو صبح کا کہتے ہیں کہ بلال پر نیند غالب آگئی حالانکہ ہم اپنی سواری کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھے ہوئے تھے۔ فجر کی طرف منہ کر کے۔ نہ حضور اکرم ﷺ بیدار ہوئے نہ بلال جاگے نہ ہی کوئی ایک آپ کے اصحاب میں سے۔

حتی کہ ان کو سورج نے آن جگایا رسول اللہ ﷺ ان سب میں سے پہلے جاگے گھبرا کر اُٹھے تو فرمایا اے بلال کیا کیا تم نے اس سے کہا کہ میرے نفس کو اسی نے قبض کرلیا تھا جس نے آپ کے نفس کو میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان یا رسول اللہ ﷺ کہتے ہیں کہ کچھ آگے تک وہ لوگ اپنی اپنی سواریوں کو چلا کر لے گئے اپنے سامان کے ساتھ پھر نبی کریم ﷺ نے وضو کیا بلال کو حکم دیا اس نے ان لوگوں کے لئے نماز کی اقامت پڑھی

(یعنی وصول کے بعد) اور حضور اکرم ﷺ نے ان کو صبح کی نماز پڑھائی جب آپ نماز پوری کر چکے تو فرمایا کہ جو شخص بھول جائے کسی بھی نماز کو اس کو چاہئے کہ وہ اس نماز کو اس وقت پڑھ لے جب اس کو یاد آ جائے بیشک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

اَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ ۔ میری یاد کے لئے نماز قائم کیجئے۔(سورۃ طٰہٰ : آیت ۱۴)

یونس کہتے ہیں ابن شہاب (اس آیت کو (اسی روایت کے ساتھ) پڑھتے تھے اسی طرح کہا ہے احمد نے کہا عنبسہ نے یونس سے اس حدیث میں لذکری احمد بن صالح کی حدیث کے لفظ سے سعید مسلم نے صحیح میں حرملہ بن یحییٰ سے روایت کیا ہے۔(مسلم کتاب المساجد۔حدیث ۳۰۹ ص ۱/۴۷۱)

اسی طرح بن مسیب کی روایت میں جو ابو ہریرہ سے ہے کہ یہ واقعہ پیش آیا تھا صحابہ کرام کے خیبر سے واپسی کے وقت اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے امام مالک نے مؤطاء میں زہری سے اس نے ابن مسیب سے بطور مرسل روایت کے۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ابو احمد عبداللہ بن محمد بن حسن مہرجانی عدل وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر مزکی نے ان کو ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بوشنجی نے ان کو ابن بکیر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مالک نے زید بن اسلم سے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ ایک رات مکہ کے راستے میں (دوران سفر) سو گئے تھے اور بلال کی ذمہ داری لگائی تھی کہ وہ ان لوگوں کو نماز کے لئے جگا دیں گے۔ چنانچہ بلال بھی سو گئے اور وہ سب لوگ سو گئے حتیٰ کہ جب جاگے تو ان پر سورج طلوع ہو چکا تھا لوگ جاگے تو وہ گھبرا گئے تھے رسول اللہ ﷺ نے ان کو وہاں سے سوار ہونے کا حکم دیا حتیٰ کہ وہ سوار ہو کر اس وادی سے نکل جائیں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا یہ کہ ایسی وادی ہے جس میں شیطان ہے (یعنی شیطان کا ڈیرہ ہے) چنانچہ وہ وہاں سے سوار ہو کر اس وادی سے نکل گئے پھر حضور اکرم ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ وہ اتریں اور وضو کریں۔ اور بلال کو حکم دیا کہ وہ نماز کا اعلان کرے (اذان دے) اور اقامت کہے اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نماز پڑھائی اور پھر ہٹ گئے حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کی بے قراری دیکھی تو فرمایا۔

بیشک اللہ تعالیٰ نے ہم لوگوں کی ارواح کو قبض کر لیا تھا اگر وہ چاہتا تو اس وقت کے علاوہ کسی اور وقت پر اس کو ہماری طرف واپس لوٹا تا تم میں سے کوئی آدمی نماز سے سو جائے (اور نماز کا وقت نکل جائے) یا اس کو نماز پڑھنا بھول جائے اس کے بعد وہ اس کی طرف بے قرار ہو تو اسے چاہئے کہ وہ اس نماز کو ایسے ادا کرے جیسے اس کو اس کے وقت میں ادا کرتا ہے۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ بیشک شیطان بلال کے پاس آیا وہ کھڑے ہو کر نماز پڑھ رہے تھے وہ ان کو تھپکی دیتا رہا جیسے کوئی بچہ تھپکی دیا جاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ سو گئے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے بلال کو بلایا چنانچہ بلال نے رسول اللہ ﷺ کو ایسی خبر دی جیسے انہوں نے ابوبکر صدیق کو خبر دی تھی۔ابوبکر صدیق نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔(موطا مالک ۲۶)

اس مرسل روایت میں زید بن اسلم سے مروی ہے کہ یہ واقعہ مکہ کے راستے میں تھا اور تحقیق ہم نے روایت کیا ہے عبداللہ بن مسعود ان لوگوں کے نماز سے سو جانے کے بارے میں اس وقت جب وہ حدیبیہ سے واپس لوٹے تھے۔

(۳) اور ہمیں خبر دی ہے ابو علی رودباری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن درسہ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ہے ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن مثنی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن جعفر نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ہے شعبہ نے جامع شداد سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبدالرحمن بن ابو علقمہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ بن مسعود سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حدیبیہ کے زمانے میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ آرہے تھے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کون ہماری نگرانی اور حفاظت کرے گا بلال نے کہا میں کروں گا۔ چنانچہ سب لوگ سو گئے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا لہٰذا نبی کریم ﷺ خود جاگے (پھر سب کو جگایا) اور فرمایا کہ تم اسی طرح کرو جیسے تم کیا کرتے ہو کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے ایسا ہی کیا۔

آپ ﷺ نے فرمایا اس طرح ہی کیا کرو (ہر اس شخص کے لیے) فرمایا جو سو جائے یا بھول جائے۔(ابوداؤد۔کتاب الصلوٰۃ۔حدیث ۴۴۷ ص ۱/۱۲۲)

اسی طرح کیا ہے غندر نے وغیرہ نے شعبہ سے بیشک وہ شخص جس نے ان لوگوں کی حفاظت ونگرانی کی تھی اس رات، بلال نے اسی طرح کیا ہے اس کو یحیٰ بن قطان نے ان سے دو میں سے ایک روایت میں اور روایت میں کیا گیا ہے ان سے اور عبدالرحمٰن سے اس نے شعبہ سے کہ چارس اور چوکیداری کرنے والے عبداللہ بن مسعود تھے اس طرح اس کو کہا عبدالرحمٰن بن عبداللہ مسعود نے جامع بن شداد سے۔

(۴) ہمیں اس کی خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو خبر دی احمد بن عبید نے ان کو حسن بن سھل محوز نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قرہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے۔ مسعودی نے جامع بن شداد سے اس نے عبدالرحمٰن بن ابوعلقمہ ثقفی سے اس نے عبداللہ بن مسعود سے وہ کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ غزوۂ حدیبیہ سے لوٹے تھے تو رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا کہ آج رات کون ہماری حفاظت کرے گا؟ عبداللہ نے کہا کہ میں کروں گا یارسول اللہ۔ آپ نے فرمایا بیشک تم سو جاؤ گے۔ اس کے بعد آپ نے پھر یہی جملہ دہرایا کون آج رات ہماری حفاظت کرے گا؟ میں نے عرض کی میں کروں گا۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ اسی سوال کو بار بار دہرا رہے تھے اور میں کہتا رہا میں کروں گا یارسول اللہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ٹھیک ہے تم ہی کرو لہٰذا میں نے ان کی حفاظت کی حتی کہ جب صبح ہونے کو آئی تو مجھے رسول اللہ ﷺ کے اس قول نے پالیا کہ تم سو جاؤ گے۔

لہٰذا میں سو گیا۔ ہمیں نہ جگایا مگر سورج کی گرمی نے جو ہماری پیٹھوں پر لگی تھی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ اٹھے اور انہوں نے جیسے آپ کیا کرتے تھے وضو کرنے اور فجر کی دو رکعت پڑھنے میں۔ اس کے بعد انہوں نے ہم لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ جب نماز پڑھا کر ہٹے تو فرمایا کہ بیشک اللہ عزوجل اگر چاہتا تو تم لوگ اس طرح نہ سو جاتے لیکن اس نے یہ چاہا کہ تاکہ تمہارے بعد میں آنے والوں کے لیے بھی آگاہی ہو لہٰذا ایسے ہی کیا کرے ہر وہ شخص جو سو جائے یا بھول جائے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد لوگوں کے اُونٹ بکھر گئے لوگ ان کی تلاش میں نکل گئے لوگ باقی اونٹ تو لے آئے مگر رسول اللہ کی اونٹنی نہ ملی عبداللہ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تم پکڑ کر لے آؤ اس کو فلاں جگہ سے چنانچہ میں نے اس کو وہاں سے جا کر پکڑا جہاں پر آپ نے فرمایا تھا میں نے اس کو اس حال میں پایا کہ اس کی مہار درخت کے ساتھ اُلجھی ہوئی تھی اللہ کی قسم اس کو ہاتھ بھی نہیں کھول سکتا تھا میں اسے رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آیا پھر رسول اللہ ﷺ پر یہ سورۃ نازل ہوئی۔ اِنَّـا فتحْـنـالَكَ فَتْحـاً مُبِيْناً۔ "تطبیق وتوجیہ مابین روایات" اسی طرح کہا ہے اس روایت میں اور تحقیق ہم نے روایت کی ہے یوسف بن بکیر سے اس نے مسعودی سے اس قصے کو بعد ذکر نزول سورۃ فتح کے ان لوگوں کے حدیبیہ سے واپسی کے وقت۔

لہٰذا مناسب ہی ہوگا کہ تاریخ نزول سورۃ اس قصے کو بعد یا علیحدہ کہو اس سے۔ اگر دونوں کی تاریخ اکٹھی اور ایک ہی ہو تو مناسب یہ ہوگا (واللہ اعلم) کہ (یوں کہا جائے) کہ ان لوگوں کی نیند نماز سے واقع ہوئی ہو ان لوگوں کی حدیبیہ سے واپسی کے وقت۔ پھر یہی صورت واقع ہوئی ہو خیبر سے واپسی کے وقت (لہٰذا بعض راوی ایک واقعہ کو بیان کرتے ہوں اور بعض دوسرے کو) تحقیق روایت کیا ہے عمران بن حصین نے اور ابوقتادہ انصاری نے ان لوگوں کی نماز سے سو جانا ان دونوں نے اس قصے میں ایک حدیث ذکر کی ہے میضاۃ (وضو کے برتن) کے بارے میں نہیں جان سکا کہ یہ واقعہ ان کے حدیبیہ سے واپسی کے وقت ہوا تھا یا خیبر سے واپسی کے وقت یا کسی دوسرے وقت میں، میں نے استخارہ کیا تھا اللہ تعالیٰ نے دونوں حدیثوں کے استخراج کے بارے میں یہاں پر لہٰذا ترجیح نتیجہ اسی واقع ہوا تھا و باللہ التوفیق۔ تحقیق واقدی نے ابوقتادہ کے قصے میں زعم کیا ہے کہ اس کا وقوع غزوۂ تبوک سے واپسی کے موقع پر ہوا تھا۔ اور زافرن سلیمان نے شعبہ سے روایت کی ہے اس نے جامع شداد سے ابن مسعود واقع میں کہ یہ غزوۂ تبوک میں ہوا تھا۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۱۲۱

(۱) حدیث عمران بن حصین کا ذکر۔
(۲) اور نبی کریم ﷺ نے دو مشکوں والی عورت کے بارے میں جو خبر دی تھی اس میں بعض امور کا ظہور۔
(۳) اس کے بعد دو مشکوں کے پانی میں بعض امور کا ظہور جب اسے لایا گیا تھا۔
(۴) اور بقیہ پانی کے بارے میں جوان کے پاس تھا۔

(ان سب میں) علامات نبوت اور دلالات وصدق رسول ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے بغداد میں ان کو اسماعیل بن محمد مغار نے ان کو احمد بن منصور نے ان کو عبدالرزاق نے ان کو معمر نے عوف سے اس نے ابورجاء عطاری سے اس نے عمران بن حصین سے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ اور آپ کے اصحاب ایک سفر میں رات کو چل رہے تھے کہتے ہیں کہ ان کو شدید پیاس لگی لہٰذا آپ کے اصحاب میں سے دو آدمی آگے آئے۔ کہتے ہیں کہ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ حضرت علی اور حضرت زبیر تھے۔ یا ان کے علاوہ کوئی تھے۔ حضور اکرم ﷺ نے ان کو خبر دی کہ تم دونوں عنقریب فلاں فلاں مقام پر ایک عورت کو پاؤں گے ایک عورت ہوگی اس کے ساتھ ایک اونٹ ہوگا اس کے اوپر دو مشکیں ہوں گی وہ دونوں مشکیں میرے پاس لے آؤ۔

کہتے ہیں کہ وہ دونوں حضرات اس عورت کے پاس پہنچے انہوں نے اسی حالت میں پایا کہ وہ دو مشکوں کے درمیان اونٹ پر سوار تھی۔ ان دونوں نے اس عورت سے کہا رسول اللہ ﷺ کے پاس چلو وہ بولی کہ کون رسول اللہ؟ کیا وہی صحابی (اپنا دین بدل لینے والا) دونوں نے بتایا کہ جی ہاں وہی جو تم مراد لے رہی ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ کے سچے رسول ہیں۔ وہ اس کو لے کر آگئے نبی کریم ﷺ نے حکم دیا ان دونوں مشکوں میں سے کچھ پانی ایک برتن میں لیا گیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے اس پر کچھ پڑھا اس کے بعد وہ پانی دوبارہ انہیں مشکوں میں واپس ڈال دیا گیا۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے حکم دیا ان دونوں کا منہ کھول دیا گیا اس کے بعد آپ ﷺ نے لوگوں کو حکم دیا انہوں نے پانی سے اپنے اپنے برتن بھر لئے اور چھوٹی مشکیں بھر لیں۔ انہوں نے اس دن نہ کوئی مشک چھوڑی نہ کوئی برتن چھوڑا مگر سب کو انہوں نے بھر لیا۔

عمران کہتے ہیں کہ مجھے ایسے لگتا تھا کہ وہ مزید بھر گئی ہیں۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا اس عورت کا کپڑا پھیلایا گیا اس کے بعد آپ ﷺ نے اپنے اصحاب سے کہا وہ اپنا اپنا سامان سفر لے آئے حتیٰ کہ اس کا کپڑا ابھر گیا آپ حضور اکرم ﷺ نے اس عورت سے کہا کہ تم اب چلی جاؤ ہم لوگوں نے تیرے پانی میں سے کچھ بھی نہیں لیا بلکہ ہمیں اللہ تعالیٰ نے پلایا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ عورت اپنے گھر والوں کے پاس پہنچی اور کہنے لگی میں تمہارے پاس آج سب لوگوں سے بڑے جادوگر کے ہاں سے آرہی ہوں۔ یا پھر وہ اللہ کا سچا رسول ہے۔ کہتے ہیں کہ اس قبیلے کے سارے لوگ رسول اللہ کے پاس آئے اور سب کے سب مسلمان ہوگئے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب شیبانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن محمد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مسدد نے ان کو خبر دی احمد بن جعفر قطیعی نے ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے ان کو ان کے والد نے ان کو

یحییٰ بن عنیان بن سعید قطان نے عوف سے ان کو ابورجاء ان کو عمران بن حصین۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ ایک سفر میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ ہم لوگ رات بھر چلتے رہے تھے حتی کہ جب ہم رات کے آخری حصے میں پہنچے تو ہم اس وقت سو گئے۔

ایک مسافر کے نزدیک اس وقت کے سونے سے زیادہ میٹھی چیز کوئی نہیں ہوتی۔ کہتے ہیں کہ ہمیں کس چیز نے نہ جگایا مگر سورج کی تپش نے ہی سب سے پہلے جو شخص جاگا وہ وہ فلاں آدمی تھا۔ اس کو ابورجاء کہتے تھے۔ اس کے بعد فلاں شخص جاگا۔ عوف ان کا نام بھول گیا اس کے بعد عمر بن خطاب چوتھے شخص تھے۔ اور نبی کریم ﷺ جب سو جاتے تھے تو آپ کو جگایا نہیں جاتا تھا بلکہ آپ ﷺ خود ہی جاگا کرتے تھے اس لئے کہ ہم نہیں جانتے تھے کہ آپ کی نیند میں آپ کو کیا کیا بتایا جارہا ہے جب حضرت عمر بیدار ہوگئے اور انہوں نے دیکھا کہ لوگ تا حال سو رہے ہیں وہ بڑے ظرف والے مضبوط اعصاب کے مالک آدمی تھے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے زور زور سے اللہ اکبر اللہ اکبر کہنا شروع کیا اور وہ بار بار تکبیر کہتے رہے اور اونچی آواز کے ساتھ کہتے رہے حتی کہ ان کی آمد پر آپ بیدار ہوگئے جب آپ بیدار ہوگئے تو لوگوں نے اپنی اس حالت کی شکایت کی جو ان کو درپیش آگئی تھی (یعنی نماز فوت ہوگئی) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لاضیر۔ کوئی پریشان ہونے کی بات نہیں ہے چلو یہاں سے کوچ کرو۔

چنانچہ لوگوں نے کوچ کیا تھوڑا سا چلے تھے کہ پھر اترے آپ ﷺ نے وضو کیا اور نماز کے لیے اذان کہی گئی آپ نے لوگوں کو پڑھائی جب آپ نے نماز پڑھا کر ہٹے تو آپ نے دیکھا کہ ایک آدمی علیحدہ بیٹھا ہوا ہے جس نے لوگوں کے ساتھ نماز نہیں پڑھی۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ اے فلانے نے آپ کو کس چیز نے روکا ہے لوگوں کے ساتھ نماز پڑھنے سے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے جنابت پہنچ گئی ہے (یعنی خواب میں ناپاک ہو گیا ہوں) اور پانی بھی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا پاک مٹی کو لازم پکڑ بیشک وہ آپ کو کفایت کرے گی۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ تھوڑے سے چلے تھے کہ لوگوں نے آپ کے پاس شدید پیاس کی شکایت کی آپ سواری سے اترے اور فلاں شخص کو بلایا ان کو ابورجاء کہتے تھے عوف اس کا نام بھول گئے تھے اور حضرت علی کو بلایا اور فرمایا تم دونوں جاؤ اور ہمیں پانی تلاش کر کے لادو۔ کہتے ہیں وہ دونوں چلے گئے انہوں نے ایک عورت دیکھی جو اونٹ پر دو بڑی بڑی مشکیں پانی کی لادے جارہی تھی دونوں نے اس سے پوچھا کہ پانی کہاں ہے؟ اس نے بتایا کہ میں کل اس وقت سے پانی کی تلاش میں گئی تھی اب تک اسی میں ہوں۔

انہوں نے اس سے کہا اب تم ہمارے ساتھ چلو اس نے پوچھا کہ کہاں چلوں؟ بولے رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ بولی وہ شخص جس کو صحابی کہا جاتا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہاں وہی جو آپ کی مراد ہے چلو آپ۔ چنانچہ وہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے اور انہوں نے آپ کو پوری بات بتادی۔ ان لوگوں نے اس عورت کو اونٹ سے اتارا اور حضور اکرم ﷺ نے ایک برتن منگوایا اور دونوں مشکوں کے منہ کھول کر کچھ پانی اس برتن کے اندر اونڈیلا یعنی اس میں کلی کر کے ڈالی اور اس پانی کو واپس مشکوں میں ڈال دیا۔ اور ان کے منہ دوبارہ کس دیئے اور مشکوں کے نیچے کے حصے کو ذرا سا کھول دیا اور پھر لوگوں میں اعلان کر دیا کہ پانی خود بھی پیو اور دوسروں کو بھی پلاؤ لہٰذا سب نے اپنی مرضی سے خود بھی پیا دوسروں کو بھی پلایا۔ اب آخر میں وہی شخص باقی رہ گیا تھا جس کو جنابت وناپاکی لاحق ہوگئی تھی حضور اکرم ﷺ نے اسی کو پانی کا برتن دیا اور فرمایا کہ تم جا کر اس کو اپنے اوپر انڈیل لو یعنی غسل کرلو۔ وہ عورت یہ سارا منظر دیکھ رہی تھی جو کچھ اس کے پانی کے ساتھ ہورہا تھا۔ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم حضور اکرم ﷺ نے جب پانی لینا ترک کیا تو وہ مشکیں پہلے سے بھی زیادہ بھری ہوئی لگ رہی تھیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ اس عورت کو دینے کے لیے کچھ جمع کرو۔ لہٰذا اس کے لیے عجوہ کی کھجوریں آٹا۔ ستو وغیرہ سامان جمع کیا گیا کھانے کا سامان کپڑے میں جمع ہوگیا صحابہ نے اس عورت کو واپس اس کے اونٹ پر سوار کیا اور وہ سامان ان کے آگے رکھ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا اللہ کی قسم تم اچھی طرح جانتی ہو کہ ہم نے آپ کے پانی میں سے کچھ بھی کم نہیں کیا بلکہ اللہ ہی ہے جس نے ہم لوگوں کو پلایا ہے۔ کہتے ہیں کہ وہ عورت اپنے گھر والوں کے پاس آئی اسے دیر ہو چکی تھی انہوں نے پوچھا کہ تمہیں دیر کیوں ہوگئی ہے اس نے کہا کہ ایک حیران کن بات ہے۔ مجھے دو آدمی ملے ہیں وہ مجھے اس آدمی کے پاس لے کر گئے جو مشہور صحابی ہے اس نے میرے پانی کے ساتھ ایسے ایسے کیا ہے جو کچھ وہاں اس نے دیکھا تھا کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم کسی نے سحر نہیں کیا تھا جو کچھ اس کے سامنے ہوا۔ اس عورت نے اپنی شہادت کی اور بیچ کی انگلی اٹھائی اوپر کی طرف اشارہ کرتے ہوئے بولی وہ اللہ کا برحق رسول ہے۔

کہتے ہیں کہ مسلمان بعد میں اس کا دفاع کیا کرتے تھے مشرکان مشرکین سے جو اس کے اردگرد تھے بلکہ ان گھروں کی بھی حفاظت کرتے تھے وہ جن میں سے تھی چنانچہ ایک دن اس عورت نے اپنی قوم سے کہا میں نہیں سمجھتی کہ یہ لوگ تمہیں یونہی چھوڑ دیتے ہیں بلکہ قصداً تمہارا خیال کرتے ہیں کیا تم لوگ اسلام میں دلچسپی لو گے چنانچہ ان لوگوں نے اس کی اطاعت کی اور حلقہ اسلام میں داخل ہو گئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے۔ (بخاری۔ کتاب التیمم۔ فتح الباری ۱/ ۴۴۷)

اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث نضر بن شمیل سے اس نے عوف سے۔ (مسلم۔ کتاب المساجد۔ حدیث ۳۱۲ ص ۱/ ۴۷۶)

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے عباد بن منصور ناجی سے ان کو ابو رجاء عطاردی سے عمران بن حصین سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ ستر سواروں میں نکلے اپنے اصحاب کے ساتھ رات کا سفر کیا۔ پھر وہ صبح سے پہلے سو گئے رسول اللہ ﷺ اور اصحاب سب سو گئے یہاں تک کہ سورج طلوع ہو گیا بس ابو بکر صدیق بیدار ہوئے انہوں نے دیکھا کہ سورج طلوع ہو چکا ہے انہوں نے سبحان اللہ اور اللہ اکبر کہا گویا کہ وہ رسول اللہ کو جگانا پسند نہیں کر رہے تھے۔ حتی کہ حضرت عمر جاگ گئے گویا کہ ایک ایسا آدمی بیدار ہو گیا تھا جو بلند آواز کا مالک تھا انہوں نے تسبیح و تکبیر بلند آواز کے ساتھ کہنا شروع کی اور آواز کو خوب بلند کیا۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ جاگ گئے۔

چنانچہ آپ کے اصحاب ہی میں سے ایک شخص نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم سے نماز فوت ہو گئی ہے حضور اکرم ﷺ نے جواب دیا نہیں تم سے فوت نہیں ہوئی اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے حکم دیا ان کو وہ سوار تھوڑا سا چلے تھے کہ رسول اللہ ﷺ اتر پڑے صحابہ بھی ان کے ساتھ اتر پڑے گویا کہ آپ ﷺ نے اس جگہ پر نماز پڑھنا ناپسند کیا جس میں وہ لوگ نماز کے وقت سو گئے یعنی نماز رہ گئی تھی پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے پاس پانی لے آؤ۔ چنانچہ پانی چند گھونٹ لوٹے میں حضور اکرم ﷺ کے پاس لے آئے رسول اللہ ﷺ نے اس کو برتن میں انڈیلا اس کے بعد اپنا ہاتھ پانی میں رکھ لیا پھر آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا وضو کرو لہٰذا تقریباً ستر آدمی نے وضو کیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ نماز کے لیے اذان کہی جائے لہٰذا اذان کہی گئی پھر حضور اکرم ﷺ اٹھے اور انہوں نے نماز پڑھائی جب آپ نماز پڑھا کر ہٹے تو دیکھا آپ کے اصحاب میں سے ایک آدمی کھڑا ہوا ہے آپ نے اسے دیکھا تو پوچھا کہ آپ کو نماز پڑھنے سے کیا چیز منع ہوئی ہے؟ اس نے بتایا یا رسول اللہ مجھے جنابت لاحق ہوئی ہے (یعنی خواب میں ناپاک ہو گیا تھا) حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ پاک مٹی کے ساتھ تیمم کر لو۔ جب کر لیں تو آپ نماز پڑھ سکتے ہیں پھر جب آپ پانی کو موجود پائیں تو غسل کر لیں۔

اس وقت رسول اللہ اور اصحاب ایسی کیفیت میں تھے کہ نہیں معلوم تھا کہ پانی کہاں ہے؟ لہٰذا انہوں نے حضرت علی کو بھیجا اس کے ساتھ ان کے احباب کی جماعت بھی تھی وہ حضور اکرم ﷺ کے لیے پانی کی تلاش میں نکلے وہ اپنے گروہ کے ساتھ ایک دن رات چلتے رہے گھومتے رہے اس کے بعد ایک عورت کو ملے جو سواری پر سوار دو مشکوں کے درمیان بیٹھی ہوئی تھی حضرت علی نے اس عورت سے کہا تم کہاں سے آ رہی ہو وہ بولی کہ میں اپنے یتیم بچوں کے لیے پانی لے کر آ رہی ہوں۔ جب اس عورت نے ان کو بتایا کہ یہاں پانی تک پہنچنے کے لیے ایک رات بھر کی مسافت ہے۔ بلکہ یہ اس سے بھی زیادہ ہے تو علی نے کہا اللہ کی قسم اگر ہم وہاں چلے گئے تو ہم وہاں نہیں پہنچ سکیں گے کہ ہماری سواریاں مر جائیں گی اور ہم میں سے بھی کوئی نہ کوئی مر جائے گا (مارے پیاس کے) آپ اپنے مشکوں کو رسول اللہ کے پاس لے کر چلیں پھر آپ اس بارے میں ایک خاص نظارہ دیکھیں۔ جب حضرت علیؓ اور اس کے اصحاب آئے اور عورت کو اس کے اونٹ پر مشکوں کے درمیان تو علی نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ ہم نے اس عورت کو فلاں فلاں مقام پر پایا تھا۔ میں نے اس سے پانی کے بارے میں پوچھا تو اس نے بتایا ہے کہ میرے اور پانی کے درمیان ایک رات یا اس سے بھی زیادہ مسافت ہے تو ہم نے سوچا کہ ہم وہاں تک نہیں پہنچ پائیں گے کہ (مارے پیاس کے) ہم میں سے کوئی نہ کوئی مر جائے گا۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کا اُونٹ بیٹھاؤ۔ انہوں نے اس کا اونٹ بٹھایا وہ عورت ان کے پاس آ کر کہنے لگی کہ میں یتیم بچوں کے لیے پانی لائی ہوں۔ اور میں اب تو بالکل ان سے دور پھنس کر رہ گئی ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میرے پاس برتن لاؤ اور فرمایا کہ ان مشکوں کے بند کھولو اور ان میں سے تھوڑا سا پانی نکالو انہوں نے دونوں مشکوں سے تھوڑا سا پانی نکالا حضور اکرم ﷺ نے اس میں دعا فرمائی اور اپنا ہاتھ اس پانی میں ڈبو دیا پھر فرمایا کہ ان مشکوں کے منہ کھولو انہوں نے کھولے پھر آپ ﷺ نے چلو بھر کر اسی میں بھی ڈالے اور اس میں پھر اپنے اصحاب سے کہا کہ اب تم اس میں سے پیو۔

چنانچہ انہوں نے خوب سیر ہو کر پیا پھر فرمایا کہ اپنی سواریوں کو بھی پلاؤ وہ بھی پی کر خوب سیر ہو گئیں پھر حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لاؤ تمہارے پاس جو مشکیں ہیں یا وضو کے برتن ہیں انہوں نے وہ سب کے سب بھر لیے اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آپ دونوں مشکوں کے منہ کس کر باندھ دو پھر فرمایا کہ اٹھا کر اس کے اونٹ کو انہوں نے اُٹھایا اور عورت بھی اُٹھی حالانکہ اس کی مشکیں تا حال فل بھری ہوئی ہونے کی وجہ سے قریب تھا پھٹ جائیں گی پھر حضور اکرم ﷺ نے عورت کا کپڑا یعنی چادر لی اور اپنے اصحاب سے کہا کہ لاؤ تم لوگوں کے پاس جو بھی کوئی کھانے کی چیز ہے انہوں نے لانا شروع کیا روٹی کے ٹکڑے بھی تو خشک کھجوریں بھی حتیٰ کہ اس کے لیے بہت سارا کھانے کا سامان جمع ہو گیا حضور اکرم ﷺ نے اس سامان کو باندھا اور اس عورت کو دے دیا اور فرمایا کہ جاؤ تم یہ اپنے یتیموں کے لیے لے جاؤ اور یہ تیرا پانی بھی ہم نے زیادہ کر دیا ہے وہ عورت یہ منظر دیکھ کر حیران ہو رہی تھی۔ چلی گئی گھر پہنچی تو انہوں نے پوچھا تم کہاں رک گئی تھیں اور کس چیز نے دیر کروا دی اس نے بتایا کہ مجھے ایک حیران کن چیز نے روک رکھا تھا یہ جو تم مشکیں دیکھ رہے ہو ان میں سے تقریباً ستر اونٹ پانی پی چکے ہیں۔

اور ان میں سے لوگوں نے کئی مشکیں بھر لی ہیں بڑی بھی تو چھوٹی بھی اور وضو کے کئی برتن جو میں نے شمار نہیں کیے جب کہ اس وقت بھی یہ پہلے سے زیادہ بھری ہوئی ہیں ابھی بھی۔ وہ جا کر ایک مہینے تک رکی رہی یا اس کے قریب اس کے بعد وہ تیس اونٹ سواروں کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئی اور وہ خود بھی اور وہ سارے لوگ بھی مسلمان ہو گئے۔

باب ۱۲۲

۱۔ ذکر حدیث ابوقتادہ انصاری میضاۃ کے معاملے میں۔
۲۔ اور نبی کریم ﷺ کا فرمان جب آپ کے اصحاب روک لئے گئے تھے ابوبکر رضی اللہ عنہ اور عمر رضی اللہ عنہ کی اطاعت کریں کامیاب ہو جائیں گے۔
۳۔ اور اس معاملے میں آثار نبوت کا ظہور۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے اور ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن حسین قطان نے ان کو ابراہیم بن حارث بغدادی نے ان کو یحییٰ بن بکیر نے ان کو سلیمان بن مغیرہ نے ان کو ثابت بنانی نے عبداللہ بن رباح سے اس نے ابوقتادہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا اور ثناء خطبہ فرمایا بیشک تم لوگ اپنی شام اور اپنی رات بھر چلو گے اس کے بعد تم لوگ پانی کے مقام پر پہنچو گے آنے والی صبح انشاء اللہ۔ کہتے ہیں کہ بس لوگ چل پڑے کوئی ایک بھی سفر میں چلنے کے دوران کسی کی

طرف متوجہ نہیں ہورہا ابوقتادہ نے کہا نبی کریم ﷺ وسط یا نصف شب کو سفر کر رہے تھے اور میں ان کے پہلو میں سفر کر رہا تھا نبی کریم ﷺ اُونگھنے لگے اور اپنی سواری میں جھک گئے۔ میں آپ کے پاس آیا میں نے ان کو سیدھا کیا اور ان کو سہارا دیا۔ مگر ان کو میں نے جگایا نہیں۔

حتیٰ کہ حضور اکرم ﷺ اپنی سواری پر سیدھے اور درست ہو بیٹھے پھر چل پڑے حتیٰ کہ جب رات اکثر حصہ گذر گیا پھر ایک دفعہ سواری کے اوپر سے جھک گئے میں نے ان کو جگائے بغیر ان کو سہارا دیا جس سے وہ اپنی سواری پر سیدھے ہو گئے پھر چلتے رہے حتیٰ کہ جب سحر کا آخر ہوا تو آپ پہلے سے زیادہ سخت طریقے پر جھکے حتیٰ کہ قریب تھا کہ آپ ﷺ سو جائیں میں قریب آیا اور میں نے نیچے سے سہارا دیا آپ نے اپنا سر اٹھایا اور پوچھا کہ کون ہے یہ میں نے بتایا کہ ابوقتادہ ہوں آپ ﷺ نے فرمایا کہ کب سے تم راستے میں ایسے کر رہے تھے میں نے بتایا کہ میں رات بھر سے ایسے (حفاظت) کر رہا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے (دعا دی)۔

حفظك اللّٰهُ بما حفظت به نبيّه

اللہ تیری حفاظت فرمائے بوجہ اس کے کہ آپ نے اللہ کے نبی کی حفاظت کی ہے۔

اس کے بعد فرمایا تم یہ دیکھتے ہو کہ ہم لوگوں سے اوجھل ہو گئے ہیں پھر فرمایا کیا تم کسی ایک کو دیکھ رہے ہو؟ میں نے کہا یہ سوار ار یہ سوار ہے بس ہم لوگ جمع ہو گئے ہم سات سوار تھے نبی کریم ﷺ راستے سے ہٹ گئے اور اپنا سر رکھ لیا (یعنی سو گئے) اس کے بعد فرمایا کہ ہمارے اوپر ہماری نماز کی حفاظت کرنا لہٰذا پہلا شخص جو بیدار ہوا وہ خود رسول اللہ ﷺ تھے جب کہ سورج کی روشنی ان کی پیٹھ پر پڑ رہی تھی بس ہم لوگ ہڑ بڑا کر اٹھے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا سوار ہو جاؤ بس ہم لوگ چل پڑے حتیٰ کہ سورج اونچا ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ پھر آپ ﷺ نے وضو کا برتن منگوایا اور وہ میرے پاس تھا اس میں تھوڑا سا پانی تھا ہم لوگوں نے اسی سے وضو کیا۔

بغیر کسی دوسرے پانی کے اور حالانکہ اس میں تھوڑا سا پانی تھا۔ اس کے بعد ابوقتادہ سے کہا ہمارے لیے اپنے اس وضو کے برتن کو سنبھال کر رکھیے عنقریب اس کی ایک خبر ہوگی اس کے بعد بلال نے نماز کے لیے اذان کہی حضور اکرم ﷺ نے دو رکعت نماز پڑھی پھر آپ نے صبح کی نماز پڑھائی اور ویسے کیا جیسے آپ روزانہ کیا کرتے تھے۔

پھر نبی کریم ﷺ سوار ہو گئے ہم لوگ بھی سوار ہوئے اور ہم میں سے بعض بعض سے آہستہ آہستہ باتیں کرنے لگا کہ ہم سے جو کچھ ہماری نماز کے بارے میں کوتاہی ہوئی ہے اس کا کفارہ کیا ہوگا حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ تم لوگ میرے سوا آپس میں کیا کھسر پھسر کر رہے ہو ہم نے بتایا کہ اے اللہ کے نبی ہماری نمازوں میں ہماری کوتاہی کی بات ہو رہی ہے کیا تمہارے لیے مجھ میں اُسوہ (نمونہ) نہیں ہے؟ اور انہوں نے فرمایا کہ نیند میں تفریط اور کوتاہی نہیں ہوتی بلکہ تفریط وہ ہوتی ہے کہ نماز نہ پڑھے حتیٰ کہ دوسری کا وقت ہو جائے جب یہ کیفیت ہو جائے تو اسے چاہیے کہ اسے ایسے وقت پڑھ لے جب جاگ جائے جب اگلی صبح آئے تو پھر اس کو اس کے وقت پر پڑھے۔ اس کے بعد فرمایا۔ آپ کیا دیکھتے ہو کہ لوگوں نے کیا کہا ہے؟۔

(حاشیہ) علامہ نووی فرماتے ہیں کہ ابھی کلام رسول کا مطلب اس طرح ہے کہ حضور اکرم اجب بعض صحابہ کو سورج بلند ہونے کے بعد صبح کی نماز پڑھائی۔ تو اس وقت کچھ لوگ اپنی سواریوں پر آگے نکل چکے تھے۔ لہٰذا حضور اکرم ا اور یہ چھوٹا سا طائفہ ان سے پیچھے ٹوٹ کر رہ گئے تھے۔ تو حضور اکرم ﷺ نے اپنے ساتھ موجود گروہ سے پوچھا کہ تم کیا گمان کرتے ہو کہ وہ لوگ جو آگے نکل گئے ہیں وہ ہمارے بارے میں کیا کہہ رہے ہوں گے پر لوگ خاموش ہو گئے تو حضور اکرم ﷺ نے خود فرمایا کہ بہر حال ابوبکر اور عمر لوگوں سے کہہ رہے تھے حضور اکرم ﷺ تم لوگوں کے پیچھے رہ گئے ہیں۔ اور حضور دل سے خوش نہیں ہوں گے کہ وہ تم سے پیچھے رہ جائیں بلکہ۔ چاہیں گے کہ وہ تم سے آگے ہوں۔ تمہارے لیے ہی مناسب کہ تم حضور اکرم ﷺ کا انتظار کرو یہاں تک کہ اب تمہارے ساتھ لاحق ہو جائیں۔ اگر وہ لوگ ابوبکر کی بات مانیں گے کامیاب ہو جائیں۔ وہ دونوں درست رائے پر ہیں۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔لوگ بھی بے حال ہوگئے ہیں کہ وہ اپنے نبی کو موجود نہیں پا رہے ہیں۔ابوبکر عمر نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ تمہارے پیچھے نہیں ہو سکتے۔اور لوگوں نے کہا ہے کہ تمہارے سامنے ہیں۔اور اگر وہ ابوبکر عمر کی بات مانیں کامیاب ہو جائیں گے۔بس ہم لوگ ان لوگوں کے پاس پہنچ گئے جب دن خاصہ طویل ہو گیا تھا۔یا یوں کہا تھا کہ جب ہر چیز کا سایہ لمبا ہو گیا تھا۔لوگ کہہ رہے تھے اے اللہ کے نبی ہم لوگ ہلاک ہو گئے۔اور پیاس سے مر گئے۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا نہیں تمہارے ساتھ کوئی ہلاک ہوتا نہیں ہے۔اس کے بعد فرمایا کہ میرا چھوٹا پیالہ کھول کر لاؤ۔یعنی فرح صغیر۔

حضور اکرم ﷺ نے وضو کرنے کا برتن منگوایا حضور اکرم ﷺ نے انڈیلنا شروع کیا اور ابوقتادہ نے ہلانا شروع کیا لوگوں کو۔لوگوں نے برتن سے پانی کو ہلاتے دیکھا تو ٹوٹ پڑے قریب تھا کہ وہ منہ کے بل گر جاتے۔نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بہتر اور احسن طریقے پر آؤ عنقریب تم میں سے کوئی سیر ہو کر جائے گا۔پھر فرمایا کہ احسن طریقے پر ایک دوسرے کی رعایت کرو لہٰذا اصحاب رسول نے ایسا ہی کیا حضور اکرم ﷺ انڈیلتے رہے اور ابوقتادہ پلاتے رہے۔حتیٰ کہ سب نے پی لیا صرف نبی کریم اور ابوقتادہ ہی باقی رہ گئے پھر حضور اکرم ﷺ نے انڈیلا اور فرمایا ابوقتادہ تم پیو اس نے کہا کہ میں نہیں پیوں گا جب تک نبی کریم نہ پیں گے۔حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔اِنَّ سَاقِیَ الْقَوْمِ آخِرُهُمْ۔لوگوں کو پلانے والے کا نمبر آخری میں ہوتا ہے۔

پھر بھی نبی کریم ﷺ نے پیا سب لوگوں نے خوب سیر ہو کر پیا اور راحت واطمینان کیا۔عبداللہ بن رباح نے کہا ہے کہ میں حدیث جامع بعد میں بیان کروں گا عمران بن حصین نے کہا دیکھو اے نوجوانو تم کیسے حدیث بیان کرتے ہو میں اس رات سواروں میں سے ایک تھا۔میں نے کہا اے ابونُجید آپ حدیث بیان کیجئے آپ حدیث کا زیادہ علم رکھتے ہیں۔انہوں نے پوچھا کہ تم کن لوگوں میں سے ہو؟ میں نے بتایا کہ میں انصار میں سے ہوں۔لہٰذا انہوں نے کہا کہ پھر تم لوگ حدیث کا زیادہ علم رکھتے ہو۔لہٰذا میں نے لوگوں کو حدیث بیان کی۔عمران نے کہا کہ میں اس میں موجود تھا میں نہیں سمجھتا کہ کسی ایک نے اس حدیث کی اس طرح یاد رکھا ہو جیسے تم نے یاد رکھی ہے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں شیبان بن فروخ سے اس نے سلیمان بن مغیرہ سے۔(مسلم۔کتاب المساجد۔حدیث ۳۱۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو احمد بن منصور رجا نے دی ان کو عبدالرزاق نے ان کو خبر دی معمر نے قتادہ سے اس نے عبداللہ بن رباح سے اس نے ابوقتادہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ ایک لشکر میں نکلے جب بعض راستے میں پہنچے تو آپ کسی حاجت کے لیے پیچھے ہو گئے لوگوں سے میں نے پانی کا لوٹا لے کر پیچھے پیچھے گیا یہ وضو کرنے کا برتن تھا۔ابوقتادہ وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے اپنی قضاء حاجت کی پھر میرے پاس آئے میں نے آپ کے ہاتھ پاؤں پر لوٹے سے پانی انڈیلا اور آپ نے وضو کیا آپ نے مجھ سے فرمایا کہ اس (بقیہ پانی کو) محفوظ رکھنا شاید اس بقیہ کی بھی خاص ضرورت پیش آ جائے لشکر چلتا رہا نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگ ابوبکر کی اطاعت کریں گے تو وہ اپنے نفسوں پر شفقت کریں گے اور اگر ان دونوں کی بات نہیں مانیں گے اپنے نفسوں پر مشقت ڈال دیں گے کہتے ہیں ابوبکر اور عمر نے لوگوں کو مشورہ دیا تھا کہ وہ نہ اتریں حتیٰ کہ پانی کے مقام تک پہنچ جائیں۔بقیہ لوگوں نے کہا مل کے ہم اتر پڑتے ہیں حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ پیچھے سے آ جائیں۔

چنانچہ اتر پڑے ہم لوگ ان کے پاس پہنچ گئے دوپہر کے وقت حالانکہ وہ پیاس سے مر رہے تھے۔حضور اکرم ﷺ نے مجھے وہ وضو کا بچا ہوا پانی لے آنے کو کہا میں ان کے پاس لے کر گیا۔آپ نے اس میں آپ نے اس کو جھکایا (یا اس میں کلی ڈالی) اس کے بعد ان لوگوں کے لیے اس کو انڈیلنا شروع کیا لہٰذا سب نے پیا حتیٰ کہ سب سیر ہو گئے اور سب نے وضو کر لیا اور سارے برتن بھر لئے جو ان کے پاس تھے آپ نے فرمایا کہ میرے پاس پانی ہے مجھے ایسے محسوس ہوا کہ وہ پانی ویسے باقی رہ گیا تھا جیسے حضور اکرم ﷺ نے ہاتھ میں لیا تھا حالانکہ وہ (پینے والے وضو کرنے اور برتن بھرنے والے) بہتر آدمی تھے۔

☆☆☆

باب ۱۲۳

رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں کیا کچھ کیا جو انصار نے مہاجرین کو عطیہ دیا جب وہ مدینے میں آئے تھے اس کے بعد جب اللہ نے ان پر بنونضیر اور بنوقریظہ اور خیبر کو فتح کیا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے ان کو حرملہ بن یحییٰ نے ان کو ابن وھب نے ان کو خبر دی یونس نے ابن شہاب سے اس نے انس ؓ سے وہ کہتے ہیں کہ جب مہاجرین مکہ سے مدینہ میں آئے تو وہ اس حال میں آئے تھے کہ ان کے ہاتھ میں کوئی چیز نہیں تھی جب کہ انصار اہل زمین وجائداد والے تھے (عقار سے مراد یہاں کھجور کے باغات ہیں) انصار نے ان میں تقسیم کر دیا اس شرط پر کہ وہ ان کو نصف پھل دیں گے ان کے مالوں میں سے ہر سال۔ اور کام کی محنت و مشقت سے ان کو کفایت کریں گے یعنی آبادکاری کا کام وہ کریں گے۔ اور انس بن مالک کی ماں کو اُم سلیم کہا جاتا تھا اور عبداللہ بن ابوطلحہ کی ماں تھی وہ ماں کی طرف سے انس بن مالک کے بھائی تھے اُم انس نے رسول اللہ کو کھجور کے درخت دیئے تھے جو اس کے تھے رسول اللہ ﷺ نے وہ کھجور کے درخت اُم ایمن کو دے دیئے تھے جو حضور اکرم ﷺ کی مولاۃ تھی اسامہ بن زید کی ماں تھی ابن شہاب نے کہا ہے کہ مجھے خبر دی ہے انس بن مالک نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب فارغ ہوئے اھل خیبر کے قتال سے۔ اور مدینہ واپس لوٹے تو مھاجرین نے انصار کے عطایا ان کو واپس لوٹا دیے جو انہوں نے ان کو اپنے درختوں کے پھلوں میں سے عطیہ کیے تھے۔

اور رسول اللہ ﷺ نے میری والدہ کی طرف اس کے کھجور کے درخت واپس لوٹا دیے اور رسول اللہ ﷺ نے ام ایمن کو ان کھجوروں کے بدلے میں اپنے باغ میں سے عطا کئے۔ ابن شھاب کہتے ہیں کہ اُم ایمن ام اسامہ بن زید کی شان و حالت یہ تھی کہ وہ عبداللہ بن عبدالمطلب کے لئے وصیفہ اور لونڈی تھی۔ اور وہ حبشہ سے تھی جب بی بی آمنہ نے رسول اللہ ﷺ کو جنم دیا تھا آپ کے والد کی وفات کے بعد تو اُم ایمن حضور اکرم ﷺ کی پرورش کرتی رہی تھی حتیٰ کہ آپ بڑے ہو گئے تھے حضور اکرم ﷺ نے اسے آزاد کر دیا تھا۔ اس کے بعد زید بن حارثہ کے ساتھ اس کا نکاح کر دیا تھا اس کے بعد وہ وفات پا گئی تھی رسول اللہ ﷺ کی وفات کے پانچ ماہ بعد۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حرملہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۷۰ ص ۱۳۹۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو خبر دی ابویعلیٰ نے اور قسمی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن ابوشیبہ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابویعلیٰ انصاری نے ان کو حدیث بیان کی شہاب بن ابوشیبہ نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی معمر بن سلیمان نے ان کو ان کے والد نے انس بن مالک سے اس نے رسول اللہ ﷺ سے یہ کہ ایک آدمی تھا مقرر کرتا تھا اس کے لئے مالک سے کھجور کے درخت اور جو کچھ اللہ چاہے۔ یہاں تک کہ ان پر قریظہ اور نضیر فتح ہو گئے اس کے بعد وہ ان کو واپس کر رہے تھے۔ حضرت انس کہتے ہیں کہ میرے گھر والوں نے مجھے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس جاؤں اور ان سے مانگوں وہ جو ان کے گھر والوں نے آپ کو دیے تھے یا اس میں سے بعض مانگوں۔ اور نبی کریم ﷺ دے چکے تھے اُم ایمن کو یا جیسے اللہ نے چاہا۔

کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ سے مانگا تو انہوں نے وہ مجھے دے دیں گے۔ کہتے ہیں کہ ام ایمن آئی اس نے میری گردن میں کپڑا ڈال دیا اور کہنے لگی ہرگز نہیں اللہ کی قسم جس کے بغیر کوئی اِلٰـــہ نہیں ہے مگر وہی ہے وہ انہوں نے تجھے نہیں مجھے دیے تھے نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اُم ایمن آپ چھوڑ دیجئے میں آپ کو اتنا اتنا دوں گا۔

وہ بولی ہرگز نہیں قسم ہے اللہ کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے (یعنی نہیں مانوں گی) مگر حضور اکرم ﷺ ویسے کہتے رہے یہاں تک رسول اللہ ﷺ نے اُم یمن کو اس کے دس امثال دیے (یعنی دس گنا دیا) یا دس امثال کے قریب شباب نے کہا ہے اس نے میری گردن میں کپڑا ڈال لیا اور یہ بھی انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تجھے اتنے اتنے ملے گا۔ راوی کہتے ہیں کہ میں گمان کرتا ہوں کہ اس نے کہا ہے کہ ام یمن کہہ رہی تھی ہرگز نہیں اللہ کی قسم (یعنی نہیں مان رہی تھی) یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ نے اس کو اس مال سے دس گناہ زیادہ دیا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں خلیفہ بن قیاط سے وہی شباب ہیں۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۲۰۔ فتح الباری ۸/۴۱۰)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر ۷۱/ص۱۳۹۲)

باب ۱۲۴

ذکر سریۂ ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نجد کی جانب بنوفزارہ کی جانب

مجموعہ ابواب سرایا جن کا ذکر فتح خیبر کے بعد اور عمرۂ قضا کے قبل ہوتا ہے اگرچہ ان میں سے بعض کی تاریخ واضح نہیں ہے اہل مغازی کے نزدیک

(۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ھشام بن علی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن رجاء نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عکرمہ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور الفاظ اسی کے ہیں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن حسین قاضی نے مقام مرو میں وہ کہتے ہیں کہ ان کی حدیث بیان کی ہے حارث بن محمد تیمی نے ان کو ابوالنضر ھاشم بن قاسم نے ان کو عکرمہ بن عمار نے ان کو ایاس بن سلمہ بن اکوع نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر صدیق کو بنوفزارہ کے پاس بھیجا تھا اور میں بھی ان کے ساتھ گیا تھا۔

یہاں تک کہ جب ہم پانی کے مقام کے قریب ہوئے ابوبکر نے ہم لوگوں کو سُلا دیا حتی کہ جب ہم نے صبح کی نماز پڑھ لی تو انہوں نے ہم لوگوں کو حکم دیا ہم نے فوراً غارت ڈالی لہٰذا ہم پانی پر پہنچ گئے چنانچہ قتل کیا ابوبکر نے جن کو قتل کیا اور ہم ان کے ساتھ تھے۔ سلمہ کہتے ہیں کہ میں نے لوگوں کی ایک جماعت دیکھی۔ ان میں عورتیں اور بچے تھے میں نے یہ خوف کیا کہ وہ مجھ سے پہلے سبقت کر جائیں گے پہاڑی کی طرف میں نے انہیں پالیا اور میں نے انہیں تیر مارے میرے اور ان کے اور پہاڑ کے درمیان انہوں نے جب تیر دیکھے تو کھڑے ہو گئے۔ ان میں بنوفزارہ کی ایک عورت تھی اس کے اوپر ایک چمڑے کا بچھونا تھا اس کے ساتھ اس کا بیٹا بھی تھا۔ جو سارے عرب میں خوبصورت تھا۔ میں ان کے پاس گیا اور ان کو ہانک کر ابوبکر کے پاس لے گیا۔

ابوبکر نے مجھے اس کی بیٹی عطیہ کردی میں نے اس کا کپڑا نہ کھولا تا آنکہ اور میں مدینے میں آ گیا اس کے بعد اس نے میرے پاس رات گذاری بس میں نے اس کا کوئی کپڑا نہ کھولا حتی کہ مجھے رسول اللہ ﷺ ملے بازار میں اس وقت تک بھی میں نے اس کا کپڑا نہیں کھولا تھا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اے سلمہ یہ عورت میرے لئے ہبہ (عطیہ) کردے میں نے کہا اے اللہ کے نبی اللہ کی قسم وہ مجھے بہت اچھی لگتی ہے مگر میں نے ابھی تک اس کا کپڑا ابھی نہیں کھولا۔ کہتے ہیں کہ حضور خاموش ہو گئے جب کل صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ مجھے ملے بازار میں تا حال میں نے اس کا کپڑا نہیں کھولا تھا آپ نے فرمایا اے سلمہ عورت مجھے ہبہ کردے اللہ کے لئے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ آپ کے لئے ہے کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اہل مکہ کے پاس بھیج دیا تھا اور اس کو ان مسلمانوں کا فدیہ اور بدلہ کے طور پر بھیج دیا جو مشرکین کے ہاتھ میں قید تھے (یعنی مسلمانوں کو چھڑا لیا)۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث عمر بن یونس سے اس نے عکرمہ بن عمار سے۔ (مسلم۔کتاب الجہاد والسیر۔حدیث ۴۶ص ۱۳۷۵)

باب ۱۲۵

ذکر سریہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ مکہ کے پیچھے چار میل پر قبیلہ عجز ہوازن کی طرف

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے ان کو اسامہ بن زید بن اسلم نے ابوبکر بن عمر بن عبدالرحمن سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمر بن خطاب کو بھیجا تھا تُربَۃ عجز کی طرف۔

(نوٹ) عجز ہوازن۔ سے مراد بنونصر بن معاویہ اور بنوجشم بن بکر ہے اور تُربَۃ۔ایک مقام ہے العبلا کے کونے پر چار میل کے فاصلے پر مکہ سے صنعآء اور نجران کے راستہ پر تیس (۳۰) سواروں میں حضرت عمر روانہ ہوئے ان کے ساتھ ایک راستہ بتانے والا آدمی تھا بنو ہلال میں سے وہ لوگ رات کو سفر کرتے تھے۔ اور دن میں چھپ جاتے تھے۔ ہوازن والوں کو یہ خبر پہنچی تو وہ بھاگ گئے حضرت عمر ان کے محلات ومقامات پر پہنچے مگر انہوں نے ان میں سے کسی ایک کو بھی نہ پایا۔ لہٰذا حضرت واپس مدینہ کی طرف لوٹے۔ یہاں تک کہ وہ نجدیہ میں پہنچے جب مقام جدد میں پہنچے الہلالی نے عمر بن خطاب سے کہا کیا آپ کو کسی اور جماعت کے ساتھ (ٹکرانے یا لڑانے میں) دلچسپی ہے اس کے بدلے میں جو آپ خثعم کی جمعیت چھوڑ کر آئے ہیں۔ جو اس طرح چلے گئے ہیں کہ ان کے شہر ویران پڑے ہیں۔

حضرت عمر نے کہا مجھے رسول اللہ نے ان لوگوں کے بارے میں حکم نہیں دیا ہے۔ حقیقت تو یہی ہے کہ انہوں نے مجھے بھیجا ہے ہوازن سے قتال کرنے کے لئے مقام کرنے کے لئے مقام تُربَۃ میں لہٰذا حضرت عمر مدینے کی طرف واپس لوٹ آئے۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۲۲)

☆☆☆

باب ۱۲۶

ذکر سریۂ عبداللہ بن رواحہ یسیر بن رزام یہودی کی طرف
اور اس کی طرف سے حضرت عبداللہ بن انیس صحابی کو زخمی کرنے
پھر اس پر نبی کریم ﷺ کے لعاب دھن لگانے سے برکت کا ظہور ہوا اس کا ذکر

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابو جعفر نے بغدادی نے ان کو حدیث بیان کی محمد بن عمرو بن خالد نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عبداللہ بن رواحہ کو بھیجا تھا تیس سواروں کے ساتھ اسی طرح کہا ہے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے ان کو ابوبکر بن عتاب عبدی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم نے بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ہے اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے ان کو ان کے دادا نے ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے۔

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن رواحہ کو بھیجا تھا تیس سواروں کے ساتھ ان میں عبداللہ بن انیس سلمی بھی تھے۔ بھیجا تھا یسیر بن رزام یہودی کی طرف یہ لوگ اس کے پاس آئے خیبر میں۔ رسول اللہ کو خبر ملی تھی کہ وہ یہودی قبیلہ غطفان کو جمع کررہا ہے تاکہ وہ یہودی ان کے ساتھ مل کر رسول اللہ ﷺ سے جنگ کرے۔ یہ لوگ اس کے پاس پہنچے اور انہوں نے کہا ہمیں تیرے پاس رسول اللہ نے بھیجا ہے تاکہ تجھے خیبر پر عامل مقرر کردیں۔ یہ لوگ ہمیشہ اس کے ساتھ اصرار کرتے رہے حتیٰ کہ وہ ان کے تابع اور پیچھے ہولیا تیس آدمیوں میں سے ہر آدمی کے ساتھ سواری پر ایک مسلمان پیچھے بیٹھا ہوا تھا۔

حتیٰ کہ جب وہ لوگ مقام قرقرہ ثبار پر پہنچے یہ خیبر سے کچھ میل کے فاصلے پر تھا۔ یسیر نے آگے بڑھ کر اپنا ہاتھ عبداللہ بن انیس کی تلوار کی طرف جھکایا۔ عبداللہ نے سمجھ لیا۔ اس نے اپنے اونٹ کو جھڑکا اور سواروں میں گھس گیا۔ حتیٰ کہ جب اس کو موقع ملا اس نے تلوار مار کر یسیر کی ٹانگ کاٹ دی یسیر سواروں میں گھس گیا مگر اس کے ہاتھ میں ایک کھونٹی یا بیت تھا۔ اس میں اس سے عبداللہ کے منہ پر مارا جس سے اس کے سر میں گہرا زخم لگ گیا اس کے بعد تو شدید رن شروع ہوگیا ان مسلمانوں نے ان سب یہودیوں کو قتل کردیا جو ایک ایک کے پیچھے سوار تھے صرف ایک آدمی یہودی بچ گیا مگر مسلمانوں میں کوئی ایک بھی قتل نہیں ہوا۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ آئے رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن انیس کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگادیا جس کی وجہ سے نہ زخم خراب ہوا اور نہ ہی اس کو ایذا ہوئی حتیٰ کہ اپنے وقت پر انتقال ہوگیا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے۔ (تاریخ ابن کثیر ۲۲۱/۴)

☆☆☆

باب ۱۲۷

ذکر سریۂ بشیر بن سعد انصاری بنو مُرَّہ کے ساتھ
اور سریۂ غالب بن عبداللہ کلبی رضی اللہ عنہما

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے ان کو عبداللہ بن حارث بن فضیل نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے بشیر بن سعد کو تیس آدمیوں کے ساتھ بنو مُرّہ کی طرف فدک میں بھیجا وہ نکل کر روانہ ہوئے راستے میں ان کو بکریوں کا چرواہا ملا جو بکریوں اور مویشیوں کو ہانک کر لا رہا تھا جو بالائی علاقے سے مدینے کے ڈھلوان کی طرف اُتر رہا تھا رات کے وقت اس کو طلب نے پا لیا لہٰذا انہوں نے اس کے ساتھ تیر اندازی شروع کر دی یہاں تک کہ بشیر کے ساتھیوں کے تیر ختم ہو گئے انہوں نے اس چرواھے کے کئی ساتھیوں کو ہلاک کر دیا اور کچھ لوگ ان میں سے واپس لوٹ آئے اور خود بشیر نے شدید قتال کیا اور اس کے دونوں گھٹنے کٹ گئے کہا گیا کہ ان کا انتقال ہو گیا اور باقی ساتھی بکریوں اور مویشیوں کو لے کر واپس آ گئے۔

(مگر یہاں روایت میں ہے کہ) بشیر خود فدک میں کسی طرح پہنچا دیئے گئے اور وہ ایک یہودی کے پاس ٹھہرے رہے یہاں تک کہ زخموں سے اُٹھ گئے اور وہ واپس مدینے لوٹ آئے اور حدیث ذکر کی گئی ہے اہل فدک کی طرف رسول اللہ کے بھیجنے کے بارے میں حتیٰ کہ ان کے پاس آیا عتبہ بن ربعہ خدری خبر لے کر۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۲۳)

(۲) واقدی کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے افلح بن سعید نے بشیر بن محمد عبداللہ بن زید سے یہ وہی بزرگ ہیں جن کو خواب میں اذان دکھائی گئی تھے۔ کہتے ہیں غالب بن عبداللہ بن عقبہ بن عمرو ابو مسعود انصاری اور کعب بُجرۃ اور عُلبہ بن زید کے ساتھ تھے۔ جب غالب ان کے قریب ہوئے انہوں نے خبریں حاصل کر کے آنے والے بھیجے وہ واپس لوٹے انہوں نے ان کو خبر دی چنانچہ غالب آگے آیا اور مشورہ کیا حتیٰ کہ جب منظر العین پہنچے ان میں سے رات کے وقت انہوں نے اُونٹ بیٹھائے پانی پلانے کے بعد تو وہ کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے اللہ کی حمد و ثناء کی جو کہ اس کے شایان شان تھی۔

پھر فرمایا امابعد بیشک میں تمہیں وصیت کرتا ہوں اللہ سے ڈرنے کی وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے اور اس بات کی مصیت کرتا ہوں کہ تم میری اطاعت کرنا میری نافرمانی نہیں کرنا۔ اور کسی بھی امر میں میری مخالفت نہ کرنا بیشک اس شخص کی کوئی رائے نہیں ہوتی جس کی اطاعت نہیں کی جاتی۔

اس کے بعد انہوں نے ان لوگوں کے درمیان تالیف قلبی کی اس کے بعد فرمایا۔ اے فلانے آپ اور فلاں۔ اور کہا کہ اے فلانے آپ اور فلاں تم میں سے ہر آدمی اپنے ساتھی سے جدا ہو۔ اس بات سے بچتے رہنا کہ تم میں سے کوئی آدمی میرے پاس لایا جائے اور میں پھر یہ پوچھوں کہ تیرا ساتھی کہاں ہے؟ اور وہ کہے کہ مجھے معلوم نہیں ہے۔ جب میں تکبیر کہوں تم تکبیر کہنا اور تلواریں نیام سے نکال لینا۔

راوی نے پوری حدیث ذکر کی ہے ان کے ان لوگوں کو احاطہ کرنے کے بارے میں۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے تلواریں رکھ لیں جہاں ہم نے چاہا ان پر (یعنی خوب برسائیں) ہم اپنے شعار کو چیخ چیخ کر یوں کہتے اَمِتْ اَمِتْ۔ حضرت اسامہ ان میں سے ایک آدمی کے تعاقب میں نکلے اسے نہیک بن مرداس کہتے تھے۔ وہ دور چلے گئے۔ ہمارے امیر نے ان کے بارے میں کہتا کہ اسامہ کہاں ہے؟ وہ رات کا کچھ حصہ گذارنے کے بعد آئے

ہمارے پاس۔ ہمارے نے اس کوملامت کی۔اس نے بتایا کہ میں دشمن کے ایک آدمی کے تعاقب میں چلا گیا تھا۔ یہاں تک کہ جب میں اس کے قریب ہوااور میں نے تلوار اس پرلہرائی تو اس نے کہ لا الہ الا اللہ۔ ہمارے امیر نے یہ سن کر کہا کیا پھر تم نے تلوار نیام کے اندر ڈال لی تھی؟ اس نے بتایا کہ نہیں اللہ کی قسم میں نے ایسا نہیں کیا۔ یہاں تک کہ میں نے اس کوٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

ہم سب نے کہا اللہ کی قسم تم نے بہت بُرا کیا۔اور بُرا ہے جو کچھ لے کر آئے ہو تم۔ آپ اس آدمی کوقتل کرتے ہیں جو یہ کہتا ہے لاالہ الا اللہ۔ لہٰذا وہ نادم ہوگیا۔اور پشیمان وشرمندہ ہوگیا۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگ بکریاں عورتیں و بچے ہانک کر لے آئے ان کے حصے میں دس اونٹ تھے ہرآدمی کے لئے یااس کے برابر بکریاں۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ان کوانس بن بکیر نے ابن اسحق سے ان کوایک شیخ قبیلہ اسلم سے کچھ مردوں سے جوان کی قوم سے ہیں۔انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے غالب بن عبداللہ کلبی کلب لیث سے تھے ان کوارض بنومُرّہ کی طرف بھیجا تھا اس نے وہاں مرداس بن نہیک کونقصان پہنچایا جو حلیف تھے ان لوگوں کے حرقہ سے لہٰذا اس کواسامہ نے قتل کر دیا۔(مغازی للواقدی ۲/۷۲۴۔۷۲۵)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس نے ان کو احمد نے ان کو یونس نے ابن اسحق سے ابن اسحق سے ان کومحمد بن اسامہ نے محمد بن اسامہ نے اپنے والد سے اس نے اپنے دادا اسامہ بن زید سے وہ کہتے ہیں میں نے پالیا اور انصار میں سے ایک آدمی کے ارادہ کرتے ہیں مرداس بن نہیک کا۔ کہ جب ہم نے ہتھیار اس پر لہرائے تو اس نے جھٹ سے کہا اشہد ان لاالہ الااللہ ۔مگر ہم لوگ اس سے نہ ملے۔حتی کہ ہم نے اس کوقتل کر دیا جب ہم رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ہم نے ان کواس کے بارے میں خبر دی آپ ﷺ نے فرمایا اے اسامہ کون بچائے تجھے لاالہ الا اللہ کے مقابلے میں؟ قسم اس ذات کی جس نے ان کوحق کے ساتھ بھیجا تھا حضور اکرم ﷺ بار بار یہ سوال میرے آگے دھراتے رہے یہاں تک کہ میں نے یہی پسند کیا کہ کاش کہ میں اس سے قبل میں مسلمان نہ ہوا ہوتا بلکہ میں آج ہی مسلمان ہوا ہوتا اور میں نے اس شخص کوقتل نہ کیا ہوتا۔ میں نے کہا کہ میں اللہ کے ساتھ عہد کرتا ہوں کہ میں کبھی کسی ایسے آدمی کوقتل نہیں کروں گا جو یہ کہے گا۔ لاالہ الا اللہ۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میرے بعد بھی اے اسامہ میں نے عرض آپ کے بعد بھی۔(سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۳۱)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابن خزیمہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب دورقی نے ان کوہشیم نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی حصین بن عبدالرحمٰن نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوظبیان نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اسامہ سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں وہ کہتے ہیں ہم لوگ حُرقہ میں آئے جھینہ میں سے ہم لوگ اسی قوم پر صبح کے وقت پہنچے ہم نے ان کوشکست دے دی میں اور ایک انصاری آدمی نے ان لوگوں میں سے ایک آدمی کولاحق ہوئے ہم جب اس پر حملہ آور ہوئے تو اس نے کہا لاالہ الا اللہ۔

کہتے ہیں انصاری تو رک گیا مگر میں نے اپنے نیزے کے ساتھ اس کوگھسیڑ دیا حتی کہ میں نے اس کوقتل کر دیا جب ہم مدینے میں پہنچے نبی کریم ﷺ کو اس بات کی خبر ہوئی فرمایا کیا تم نے اس کوقتل کر دیا اس کے بعد بھی کہ اس نے کہا لا الہ الا اللہ جب تین بار یہی کہا؟ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ حقیقت تو یہ ہے کہ وہ بچنے اور پناہ پکڑنے کے لئے یہ کہہ رہا تھا کہتے ہیں کہ مگر حضور اکرم نے بار بار وہی بات فرماتے رہے یہاں تک کہ میں نے تمنا کی کاش میں اس دن سے قبل مسلمان نہ ہوا ہوتا۔

بخاری مسلم نے اس کونقل کیا ہے صحیح ہیں۔(بخاری۔کتاب المغازی۔فتح الباری ۷/۵۱۷۔مسلم۔کتاب الایمان)

(۶) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے ان کو خبر دی عبداللہ بن احمد بن سعد بزاز حافظ نے ان کو حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بوشجی نے ان کو نفیلی نے ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحق سے ان کو یعقوب بن عتبہ نے مسلم بن عبداللہ جہنی سے اس نے جندب بن مکیث جہنی سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غالب بن عبداللہ کلبی کو کلب لیث میں سے تھے بنو ملوح کی طرف جو کدید میں رہتے تھے بھیجا اور اسے ان پر غارت ڈالنے کا حکم دیا۔ میں بھی (اس غزوہ غالب بن عبداللہ) میں تھا ہم لوگ رواں دواں رہے حتی کہ جب ہم مقام کدید میں پہنچے ہم لوگ حارث بن مالک بن برصا لیثی سے ملے ہم نے اسے گرفتار کرلیا۔ اس نے کہا کہ حقیقت یہ ہے کہ میں اس لیے آیا تھا کہ مسلمان ہو جاؤں۔

غالب بن عبداللہ نے اس سے کہا اگر تم مسلمان ہو کر آیا ہے تجھے ایک دن رات بندر کھنا کوئی نقصان نہیں دے گا۔ اور اگر تو اسلام پر نہیں ہے تو ہم تجھے باندھ دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس نے اسے باندھ۔ یا رسی کے ساتھ۔ اور اس کے پیچھے ایک چھوٹے قد کا کالا سا آدمی کھڑا کر دیا جو ہمارے ساتھ تھا اس نے کہا کہ تم اس کے ساتھ رہو یہاں تک کہ ہم تیرے پاس لوٹ کر آ جائیں اور اگر یہ تیرے ساتھ مزاحمت کرنے کی کوشش کرے تو بس اس کا سر کاٹ دینا۔ ہم روانہ ہو گئے حتی کہ ہم وادی کدید کے بیچ پہنچ گئے عصر کے بعد شام کے وقت ہم وہاں اترے۔ مجھے میرے ساتھیوں نے بھیجا اس کی طرف میں ایک اونچے ٹیلے پر چڑھ گیا جس کے اوپر چڑھ کر کسی موجود شخص کو دیکھا جا سکتا تھا۔ میں اس پر چڑھ گیا (اور دیکھنے لگا) یہ غروب آفتاب سے قبل کی بات ہے۔

ایک آدمی ان لوگوں میں سے نکلا اس نے نظر دوڑائی اس نے مجھے ٹیلے پر چڑھا دیکھا لہٰذا اس نے اپنی عورت سے کہا میں اس ٹیلے پر کوئی کالا نشان دیکھ رہا ہوں جو دن کے شروع میں میں نے نہیں دیکھا تھا تم دیکھو کوئی کتے وغیرہ نہ ہوں جو تیرے برتن وغیرہ کو خراب کر جائیں۔ اس عورت نے دیکھا وہ بولی اللہ کی قسم میں کوئی چیز وہاں سے گم ہوتی نہیں دیکھ رہی ہوں۔

اس آدمی نے عورت سے کہا مجھے میری کمان اُٹھا کر دے اور تیر بھی میری سرکش میں سے دے اس عورت نے اس کو اُٹھا کر دے دیئے اس آدمی نے میری طرف تیر پھینکا جو میرے پہلو میں آ لگا۔ میں نے اس کو کھینچ کر رکھ دیا مگر میں نے حرکت نہیں کی۔ اس نے دوسرا تیر مارا وہ میرے کندھے کے سرے پر لگا۔ میں نے اسے بھی کھینچ کر رکھ دیا مگر میں نے حرکت نہیں کی۔ اس نے اپنی بیوی سے کہا۔ اللہ کی قسم اس سیاہ نشان پر میں نے دو تیر مارے ہیں اگر کوئی ہوتا وہ حرکت تو کرتا (اس نے مزید تیر مارنا چھوڑ دیئے) بولا جب صبح ہو جائے تو تم میرے تیر جو میں نے پھینکے ہیں تلاش کر کے لے آنا ان کو کتے نہ چبا ڈالیں۔

کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے کچھ دیر ان کو مہلت دی حتی کہ جب ان کے مویشی چلے گئے اور جب ان لوگوں نے دودھ نکال لیے اور اونٹ وغیرہ جانور اپنے ٹھکانے پر بیٹھ گئے اور خوب سناٹا ہو گیا اور اندھیری رات کا ایک حصہ بیت گیا اچانک ہم نے ان پر غارت ڈالی اور ہم نے ان کو قتل کر دیا جن کو قتل کر سکے اور ہم مال مویشی کو ہانک لائے ہم لوگ واپس لوٹنے کے لیے متوجہ ہوئے اور قوم کا اعلان کرنے والا ان کی قوم کی طرف سے نکلا فریاد فریاد پکارنے کے لئے مگر ہم لوگ جلدی سے اس جگہ سے نکل آئے۔

مگر ہم نے حارث بن مالک بن برصا اور اس کے ساتھی کو بھی دیکھتا تھا (جن کو گذشتہ کل چھوڑ آئے تھے) ہم اس کو اپنے ساتھ لے کر چلے۔ اور ہمارے پاس آیا لوگوں کا فریادی گروہ وہ ہمارے پاس اتنے لوگوں کو لے آیا جن کے مقابلے کی ہمیں طاقت نہیں تھی یہاں تک کہ جب ان کے اور ہمارے درمیان کوئی فاصلہ نہیں رہ گیا تھا سوائے بطن وادی کدید کے۔ اللہ نے اسے بھیجا جہاں سے اس نے چاہا ہم نے نہ دیکھا تھا اس سے قبل بارش کو نہ حال میں اس حیثیت سے آیا کہ اس کے اُوپر کوئی ایک بھی قدرت نہیں رکھتا تھا۔ البتہ تحقیق میں نے جو کہ کھڑے ہو کر ہماری طرف دیکھ رہے تھے نہیں قدرت رکھتا ان میں سے کوئی اس پر کہ اس پر آئے (اقدام کرے) اور ہم اس کو اور اس سے ڈر رہے تھے (اس میں نفیلی نے شک کیا ہے) ہم لوگ جلدی سے چلے گئے یہاں تک کہ ہم نے راستے میں اس کی طرف سہارا لیا اس کے بعد ہم اس جگہ سے ہٹ گئے چنانچہ ہم نے عاجز کر دیا قوم کو اس (اسلحہ) کے ساتھ جو ہمارے ہاتھوں میں تھا۔ (ابوداؤد۔ تاریخ ابن کثیر ۲۲۳/۴)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس نے ابن اسحق سے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ایک شیخ بنو اسلم سے ان کی قوم نے کئی مردوں میں سے انہوں نے کہا ہے کہ مسلمانوں کا شعار سریۂ غالب بن عبداللہ کلبی میں اَمِت تھا جب اس کو رسول اللہ ﷺ نے بنی ملوح کی طرف بھیجا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۲۰)

(۸) اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جہم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسین بن فرج نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن جعفر نے ابن ابوعون سے اس نے یعقوب سے اس نے عقبہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ سے ایک غلام یسار نے کہا اے اللہ کے رسول بیشک میں تحقیق جان چکا ہوں میں بنو عبداللہ بن ثعلبہ پر حملہ کر کے غارت ڈالنے کا وقت جان چکا ہوں۔ آپ میرے ساتھ ان کی طرف جانے کے لیے غالب بن عبداللہ کو ایک سو تیس آدمیوں کے ساتھ بھیجے۔

پھر اس نے قصہ ذکر کیا ہے ان لوگوں کی روانگی کی کیفیت کے بارے میں یہاں تک کہ ان کے زادِ سفر ختم ہو گئے تھے اور انہوں نے کھجوریں گن گن کر باہم تقسیم کی تھیں یہ لوگ حرہ کے علاقے میں مقام ضَرَس پہنچے تو غالب نے کہا تھا آپ ہمیں لے چلے اے یسار میں اور تم دیگر لوگوں کو چھوڑ کر کسی کمین گاہ میں چلے جائیں ان دونوں نے ایسا ہی کیا (وہ کہتے ہیں کہ) جب ہم اپنے لوگوں سے اس قدر دور گئے جہاں تک انسان دیکھ سکتا ہے تو ہمیں لوگ محسوس ہوئے اور چرواہے اور دودھ نکالنے کی آوازیں وغیرہ۔

چنانچہ وہ دونوں فوراً واپس لوٹے اپنے احباب کی طرف لہٰذا سب لوگ مل کر دوبارہ آئے یہاں تک کہ جب وہ قبیلے کے قریب پہنچے تو ان کو ان کے امیر نے وعظ کیا اور ان کو جہاد کی ترغیب دی اور ان کو مال کی طلب میں گہرائی میں جانے سے روکا اور ان سب کے دلوں میں اُلفت ڈالی۔ اور فرمایا کہ میں جب تکبیر کہوں تم بھی تکبیر کہنا (یعنی نعرۂ تکبیر بلند کرنا) کہتے ہیں کہ جب اس نے تکبیر کہی تو ان سب نے مل کر نعرہ تکبیر بلند کیا۔ اور وہ ان کے محلوں میں اور بیچ میں داخل ہو گئے۔ چنانچہ ان کے مویشی اور بکریوں کو ہانک کر لے آئے اور ہر اس شخص کو قتل کر دیا جو ان میں سے شرفاء اور اسی رات ان کے ساتھ اس پانی کے مقام پر مقابلہ جس کو مضیعہ کہا جاتا تھا۔

باب ۱۲۸

ذکر سریۂ بشیر بن سعد (مقام جناب ارض غطفان کی طرف)

ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن اجہم نے ان کو حسین بن مَرَج نے ان کو واقدی نے ان کو یحیٰی بن عبدالعزیز نے سعید بن سعد بن عبادہ نے بشیر بن محمد بن عبداللہ بن زید نے وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا بنو اشجع میں سے اس کو حُسَیل بن نُوَیرہ کہا جاتا تھا وہ نبی کریم ﷺ کے لیے خیبر کی طرف جانے کے لئے رہبر تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا تھا۔ تم کس میں سے ہوائے حُسَیل؟ اس نے بتایا کہ یمن اور جناب میں سے آپ نے پوچھا کہ تیرے پیچھے کیا کچھ باقی ہے۔ (یعنی پیچھے کیا چھوڑ کر آئے ہو؟) اس نے بتایا کہ میں ایک پوری جماعت چھوڑ کر آیا ہوں یمن اور عطفان اور جناب سے۔

حضور اکرم ﷺ نے ان لوگوں کی طرف عُیینہ کو بھیجا تھا یہ پیغام دے کر کہ یا تو وہ لوگ ہمارے پاس آجائیں ورنہ ہم ان کی طرف جائیں گے۔ ان لوگوں نے واپس جواب بھیجا کہ تم لوگ ہمارے پاس آجاؤ۔ وہ آپ ﷺ کی آمد چاہتے ہیں یا آپ کے بعض لوگوں کی کہتے ہیں

کہ حضور اکرم ﷺ نے ابوبکر کو بلایا عمر کو بلایا اور ان کے سامنے یہ بات رکھی دونوں نے بیک زبان یہ کہا کہ آپ ان کی طرف بشیر بن سعد کو بھیجے۔ حضور اکرم ﷺ نے بشیر بن سعد کو بلایا ابوالعمان بشیر کو اس کے لئے جھنڈا تیار کیا اور ان کے ساتھ تین سو آدمی روانہ کئے اور ان کو یہ حکم دیا کہ وہ رات کو سفر کریں اور دن کو چھپ جایا کریں۔ اور ان کے ساتھ انتہائی کے لیے خُسَیل روانہ ہوا وہ رات کو چلے اور دن کو چھپتے۔ یہاں تک کہ وہ خیبر کے وسفل میں پہنچے اروہ مقام شلاح مبتلاح میں اُترے پھر روانہ ہوئے حتی کہ وہ اس قوم کے قریب ہو گئے۔

پھر راوی نے حدیث ذکر کی ہے ان پر لوٹ ڈالنے کے بارے میں قوم کے مویشیوں پر اور ان کے جمع ہونے کی خبر پہنچنے کے بارے میں پھر جمعیت تیتر بتر ہونے کے بارے میں۔ پس بشیر روانہ ہوئے اپنے اصحاب کے ساتھ حتی کہ وہ ان کی آبادی میں آئے انہوں نے اسے خالی پایا لہٰذا وہ ان کے مویشیوں کو لے کر روانہ ہو گئے یہاں تک کہ جب وہ مقام سلاح میں پہنچے واپسی پر ان کو ایک جاسوس ملا جو کہ عیینیہ کی طرف سے تھا انہوں نے اس کو قتل کر دیا اس کے بعد وہ عیینیہ کی جماعت سے ملے جب کہ عیینیہ والے انہں جانتے تھے۔ انہوں نے ان کو تلاش کیا حتی کہ عیینیہ والوں کی جمعیت سامنے ہو گئی انہوں نے فرار ہونے کی کوشش کی تو اصحاب رسول اللہ ﷺ نے ان کا تعاقب کیا لہٰذا انہوں نے ان میں سے ایک یا دو آدمیوں کو پالیا جنہیں انہوں نے قیدی بنالیا اور ان کو نبی کریم ﷺ کے پاس لے آئے وہ دونوں مسلمان ہو گئے تو انہوں نے ان کو چھوڑ دیا۔

(راوی کہتے ہیں کہ) حارث بن عوف مُزنی نے عیینیہ بن حصن سے کہا حالانکہ وہ ان کو شکست خوردہ ملے تھے اپنے گھوڑے پر تھے اس کے پاس اصیل گھوڑا تھا جس کے ساتھ وہ تیزی سے دوڑ رہے تھے۔ حارث نے اس کو رکنے کے لیے کہا تو اس نے کہا نہیں میں رک نہیں سکتا میرے پیچھے محمد ﷺ کے اصحاب تلاش میں ہیں۔ اس نے گھوڑے دوڑا دیا۔ حارث بن عوف نے کہا۔ کہ خبردار تیرے لیے وقت آ گیا ہے کہ تو دیکھے گا (اس کا کچھ مزہ جس پر تو ہے) یہ کہ محمد ﷺ نے کئی شہروں کو روند ڈالا ہے (یعنی فتح کر لیا ہے اور تو غلط کوشش کر رہا ہے۔

حارث کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں محمد ﷺ کے سواروں سے ایک طرف ہٹ کر ایسی جگہ بیٹھ کر دیکھنے لگا جہاں سے میں محمد ﷺ کے گھڑ سواروں کو دیکھ سکوں اور وہ مجھے نہ دیکھ سکیں چنانچہ میں سورج ڈھلنے سے رات تک مگر میں نے کسی کو نہ دیکھا کوئی بھی اس کی تلاش میں نہیں آ رہا تھا پیچھے سے موض اس کا خوف تھا جو اس کے اندر بیٹھ گیا تھا۔ کہتے کہ بعد میں میں اس سے ملا اور میں نے اس کو بتایا کہ میں اس جگہ پر رات تک بیٹھا رہا تھا میں نے کسی کو تیرا تعاقب کرنے والے کو نہیں دیکھا تھا۔ عیینیہ نے کہا وہ یہی بات تھی کہ میں قیدی ہونے سے ڈر گیا تھا۔ اس کے بعد راوی نے اس کا ذکر ہو گیا ہے جو حارث نے بیان کیا تھا اللہ کی نصرت کا آنا محمد ﷺ کے پاس اور آپ کا جواب کہ ان کا نفس اس پر نہیں رکتا اس کے بعد ان کا واپس لوٹنا تا کہ دیکھیں کہ ان کی قوم نے اس مدت ہی کیا کرتی ہے جس کے اندر وہ تھے۔ (مغازی للواقدی ۲/ ۷۲۷۔ ۷۳۱)

باب ۱۲۹

سریۂ ابوحدرد اسلمی غابہ کی طرف

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر بن حسن قاضی نے ان دونوں نے کہا ان کو حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ابوحدرد اسلمی کی حدیث اور غابہ کی طرف اس کے غزوۂ کے بارے میں وہ حدیث ہے جو مجھے حدیث بیان کی تھی جعفر بن عبداللہ بن اسلم نے ابوحداد سے انہوں نے کہا۔ کہ میں نے اپنی قوم کی ایک عورت سے شادی کی تھی اور

میں نے اس کو دوسو درہم حق مہر رکھا تھا میں آیا رسول اللہ ﷺ کے پاس میں نے ان سے اس نکاح کے بارے میں مدد چاہی تھی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا پوچھا کہ تم نے کتنی مہر طے کی ہے میں نے بتایا کہ دوسو درہم رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سبحان اللہ۔

اللہ کی قسم اگر تم اس عورت کو وادی سے لیتے تو زیادہ نہ ہوتا۔ اللہ کی قسم میرے پاس بھی اتنی رقم نہیں ہے کہ میں اس بارے میں تیری مدد کر سکوں میں کئی دن ٹھہرا رہا اس کے بعد قبیلہ جشم بن معاویہ کا ایک آدمی دیا اس کو رفاعہ بن قیس کہتے تھے۔ یا قیس بن رفاعہ۔ جشم کی ایک بڑی شاخ میں سے تھا حتی کہ وہ آ کر اُترا اپنی قوم کے ساتھ اور ان کے ساتھ جو اس کے ساتھ تھے مقام غابہ میں اس کا پروگرام بنو قیس کو رسول اللہ ﷺ کے خلاف مجتمع کرنے کا تھا اور وہ قبیلہ جشم میں نامی گرامی آدمی تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو بلایا اور مسلمانوں میں سے دیگر دو آدمیوں کو اور فرمایا کہ تم لوگ اس آدمی کی طرف (یعنی رفاعہ بن قیس) یہاں تک کہ اس کے بارے میں کوئی خبر لے آؤ۔ اور معلومات اور حضور اکرم ﷺ نے ہمیں ایک کمزور دبلی اونٹنی پیش کی آپ نے اس پر ہم میں سے ایک آدمی کو سوار کیا اللہ کی قسم وہ اونٹنی مارے کمزوری کے اس ایک بندے کو اٹھا کر بھی کھڑی نہیں ہو سکی تھی حتی کہ اس کو مردوں کے پیچھے سے سہارا دیا تھا اپنے ہاتھوں کے ساتھ۔ حتی کہ وہ سیدھی کھڑی ہو گئی۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس پر تم پہنچو ہم لوگ روانہ ہو گئے ہمارے ساتھ ہتھیار تیر والے بھالے اور تلواریں تھی حتی کہ جب ہم سرے شام آبادی کے قریب پہنچے میں ایک کونے میں چھپ گیا اور میں نے اپنے دونوں ساتھیوں سے کہا وہ دوسرے کونے میں چھپ گئے موجود لوگوں سے دوسری جانب میں نے ان دونوں سے کہا جب تم سنو کہ میں نے نعرۂ تکبیر بلند کر کے حملہ کر دیا ہے تو تم بھی نعرۂ تکبیر لگاتے ہوئے میرے ساتھ ہی حملہ کر دینا پس اللہ کی قسم ہم اسی طرح انتظار کرتے رہے کہ ہم ان کی غفلت کو دیکھیں کے کوئی اور موقع دیکھیں مگر رات ہمارے اُوپر چھا رہی تھی یہاں تک کہ عشاء کا کونکہ یعنی رات کا پہلا اندھیرا جا چکا۔ اور ان کا ایک چرواہا تھا۔ جو اس بستی کے مویشی چرا کر شام کو لاتا تھا وہ آج لیٹ ہو گیا تھا جس کا ان لوگوں کو خوف سوار ہو گیا۔ لہٰذا ان لوگوں کا سرغنہ رفاعہ بن قیس اٹھا اس نے تلوار سنبھالی اسے اپنی گردن میں لٹکایا۔ اور کہنے لگا اللہ کی قسم میں اپنے اس چرواہا کے قدموں کے نشانات کے پیچھے جاؤں گا۔

ضرور آج اس کو کوئی خطرہ لاحق ہو گیا ہے چنانچہ اس کے ساتھ جو لوگوں کا گروہ تھا انہوں نے اس سے کہا اللہ کی قسم آپ نہ جائیں ہم جاتے ہیں ہم آپ کی طرف سے جانے کے لیے کافی ہیں مگر اس نے کہا کہ کوئی نہیں جائے گا بلکہ صرف میں ہی جاؤں گا۔ لیکن ان لوگوں نے کہا کہ ہم آپ کے ساتھ ہیں۔ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میرے پیچھے کوئی بھی نہیں آئے گا۔ (یعنی ضرورت نہیں ہے)۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۲۳۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۲۲۳۔۲۲۴)

وہ روانہ ہوا جب وہ میرے قریب گذرنے لگا جب مجھے اس پر قدرت حاصل ہوئی تو میں نے اس پر تیر چھوڑ دیا جو میں نے سیدھا اس کے دل میں ہی اتار دیا۔ اللہ کی قسم وہ بول ہی نہیں سکا میں اُچھل کر اس کے قریب گیا اور جا کر اس کا سر کاٹ لیا پھر میں نے اس لشکر کے ایک کونے پر حملہ کر دیا نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے۔ اور میرے دونوں ساتھیوں نے بھی حملہ کر دیا نعرۂ تکبیر بلند کرتے ہوئے پس اللہ کی قسم کچھ نہیں ہوا کامیابی کے سوا ہم جن پر قادر ہوئے ان کی عورتوں اور بچوں میں سے اور جو ہمیں ہلکا پھلکا لگا ان کے اموال میں سے انہیں ساتھ لیا ایک بڑا ریوڑ اونٹوں کا ہم ہانک کر لائے اور کثیر تعداد میں بکریاں ان سب کو ہم رسول اللہ کی حرمت لائے اور میں اس کا سر اُٹھا کر اپنے ساتھ لے آیا حضور اکرم ﷺ نے مجھے ان میں سے تیرہ اُونٹ میرے مہر میں دیے۔ لہٰذا اس نے اس طرح اپنی بیوی کو اپنے پاس ملا لیا۔

☆☆☆

باب ۱۳۰

وہ سریہ جس میں مُحَلِّم بن جُثَامَہ نے عامر کو قتل کیا تھا

اس کے بعد کہ اس نے ان لوگوں کو سلام کیا تھا اسلامی سلام کے ساتھ

(۱) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن احمد بن سعد حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ بوشنجی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نفیلی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن عبداللہ بن مسطا نے اس نے عبداللہ بن ابوحداد سے اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا مقام رِضَم کی طرف مسلمانوں کی ایک جماعت کو ان میں ابوقتادہ حارث بن ربعی اور محلم بن جثامہ بن قیس تھے مسلمانوں کی ایک جماعت میں ہم لوگ نکل گئے جب ہم بطن وادی رضم میں پہنچے ہمارے پاس عامر بن اضبط اشجعی گذرے۔ اپنے اونٹ پر اس کے پاس تھوڑا سا سامان تھا اور دودھ کا ایک برتن تھا۔ انہوں نے ہمارے اُوپر اسلامی سلام کیا (السلام علیکم کہا) ہم لوگ اس سے رک گئے۔ اور محلم بن جثامہ نے اس پر حملہ کر دیا اور اس کو اس نے قتل کر دیا کسی ناراضگی کی بنا پر جو ان دونوں کے مابین تھی۔ اور اس نے اس کا اونٹ بھی لے لیا اور اس کا سامان بھی ہم لوگ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے ہم نے ان کو یہ خبر بتا دی۔ لہٰذا ہم لوگوں کے بارے میں قرآن نازل ہو گیا۔

یا ایھا الذین امنوا اذا ضربتم فی سبیل اللّٰہ فتبینوا و لا تقولوا لِمنْ اَلقیٰ الیکم السلام لَستَ مؤمنا۔

(تا آخر آیت نساء: ۹۴)

اے اہل ایمان جس وقت تم لوگ زمین میں اللہ کی راہ میں جہاد کرو تو خوب معاملہ واضح کر لیا کرو۔ اور جو شخص تمہیں سلام کرے تم اس کو یہ نہ کہا کرو کہ تو مؤمن نہیں ہے۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسھل بن زیاد قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو یعقوب اسحٰق بن حسن بن میمون حربی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عفان بن مسلم نے ان کو حماد بن سلمہ نے محمد بن اسحٰق سے اس نے یزید بن عبداللہ بن قسیط سے اس نے ابوحدادِ اسلمی سے اس نے اپنے والد سے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اور ابوقتادہ کو اور محلم بن جثامہ کو ایک سریہ میں مقام رضم کی طرف بھیجا تھا۔ ہم لوگوں کو عامر بن اضبط اشجعی ملا اس نے ان کو السلام علیکم کہا ابوقتادہ نے ہاتھ روک لیا مگر محلم نے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا اور اس کا اُونٹ بھی پکڑ لیا اور مشک بھی اور دودھ کا برتن وغیرہ جب واپس مدینے میں آئے جو انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر دی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اسے اس کے بعد بھی قتل کر دیا جب اس نے کہہ دیا کہ میں ایمان لے آیا ہوں اور قرآن اُترا۔

یاایھاالذین امنُوا اذا ضَربتم فی سبیل اللّٰہ فتبینوا و لا تقولوا لمن اَلقیٰ الیکم السلام لست مؤمنًا

اے ایمان والو جس وقت تم زمین پر اللہ کی راہ میں جہادی سفر کیا کرو تو خوب چھان بین کر لیا کرو اور جو شخص تمہارے اوپر سلام کرے تم اسے یہ نہیں کہا کرو کہ مؤمن نہیں ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۳۵/۴۔ البدایہ والنہایہ ۲۲۴/۴۔۲۲۶)

(۳)　محمد بن اسحٰق نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن جعفر نے وہ کہتے ہیں میں نے سنا ہے زیاد بن ضمیرہ بن سعد نمری سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں عروہ بن زبیر سے اس نے اپنے والد سے اور دادا سے وہ کہتے ہیں کہ وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر تھے حنین کے اندر رسول اللہ ﷺ نے نماز ظہر پڑھائی اور ایک درخت کے سائے تلے اٹھ کر چلے گئے۔ اور جا کر بیٹھ گئے عیینہ بن بدر۔ اُٹھ کر حضور اکرم ﷺ کے پاس گئے اور وہ عامر بن اضبط اشجعی کے خون کا مطالبہ کرنے لگا۔ وہ قیس کا سردار تھا ادھر سے اقرع بن حابس آ گئے وہ محلم بن جثامہ کی طرف سے جواب دینے لگے وہ خندق کے سردار تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے عامر بن اضبط اشجعی سے کہا کیا تم لوگ یہ مان لو گے کہ تم لوگ ہم لوگوں سے پچاس اُونٹ (بطور دیت وخون بہا) ابھی لے لو اور پچاس اس وقت لے لینا جب ہم واپس مدینہ لوٹ جائیں گے؟ عینیہ بن بدر نے جواب دیا اللہ کی قسم میں اُسے نہیں چھوڑوں گا یہاں تک کہ میں بھی اس کی عورتوں سے ایسے مزہ چکھوں گا جیسے اس نے مزہ چکھا تھا میری عورتوں سے مقام حُرقہ میں۔

چنانچہ بنولیث کا ایک آدمی اٹھا اس کو ابن مُکَیتل کہتے تھے وہ مردوں میں سے معتدل مزاج تھا اس نے کہا یا رسول اللہ! اس مقتول کی مثال ابتداء اسلام میں نہیں پاتا مگر اس بکری جیسی جن میں سے پہلی آتے ہی شکار ہوگئی اور دوسری ڈر کر بھاگ گئی آج آپ ہمارے لئے دم کا حکم فرمائیں اور آئندہ کا دیت کا جس کے لئے آپ چاہیں۔ تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم لوگ ایسا کرو گے؟ کہ تم پچاس اُونٹ ابھی لے لو اور پچاس اس وقت لینا جب ہم مدینہ واپس لوٹ جائیں گے؟ بار بار آپ ان کے ساتھ بحث میں لگے رہے یہاں تک کہ وہ لوگ دیت لینے پر راضی ہوگئے۔ محلم کی قوم نے کہا اس کو لے کر آؤ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ اس کے لئے استغفار مانگیں۔ کہتے ہیں کہ ایک لمبا تڑنگا آدمی آیا پرانے کپڑے پہنے قتل کرنے کے لئے تیار تھا آ کر حضور اکرم ﷺ کے سامنے کھڑا ہوگیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللھم لاتغفرلمحلم　اے اللہ محلم کو معاف نہ کرنا تین بار فرمایا۔ وہ کھڑا ہوا اپنے آنسوں کو اپنے کپڑے کے دامن میں لینے کے لئے۔ محمد بن اسحٰق نے کہا ہے کہ اس کی قوم نے دعویٰ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے استغفار کیا تھا میری کتاب میں اس طرح ابن حداد سے اس نے اپنے والد سے اور کہا گیا ہے کہ مروۃ حجاج بن منہال سے اس نے حماد سے اس اسناد میں ابوحدرد سے اس نے اپنے والد سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۳۶-۲۳۷)

(۴)　ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رود باری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن درسہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے ان کو حماد نے ان کو محمد بن اسحٰق نے ان کو محمد بن جعفر زبیر نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا زیاد بن ضمیرہ سے (ح)۔ اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے ان کو وہب بن بیان نے اور احمد بن سعید ہمدانی نے ان کو ابن وہب نے ان کو عبدالرحمٰن بن ابوالزناد نے عبدالرحمٰن بن حارث سے اس نے محمد بن جعفر سے کہ اس نے سنا زیاد بن سعد بن ضمیرہ سلمہ سے اور یہ حدیث وہب ہے اور یہ کامل ہے۔ عروہ بن زبیر حدیث بیان کرتے ہیں اپنے والد سے وہ ان کے دادا سے کہ کیا موسیٰ نے ان کے دادا نے۔ اور وہ دونوں حاضر ہوئے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین میں۔ یعنی ان کے آبا اور دادایوں ہم لوٹے ہیں حدیث وہب کی طرف کہ محلم بن جثامہ لیثی نے ایک آدمی کو قتل کیا تھا بنواشجع سے اسلام کے اندر اور یہ پہلا جھگڑا تھا جس کا فیصلہ رسول اللہ ﷺ نے خود فرمایا۔ چنانچہ عیینہ نے اشجعی کے قتل کے بارے میں کلام کیا کیونکہ وہ غطفان سے تھا۔

اور اقرع بن حابس نے محلم کے بارے میں بات کی اس لیے کہ وہ خندق میں سے تھا لہٰذا آوازیں بلند ہوگئی اور شور یہ ہوگیا جھگڑا بڑھ گیا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عُیینہ کیا آپ پورے قافلے کی بات بھی نہیں مانیں گے یا غلہ کے لدے ہوئے اونٹ قبول نہیں کریں گے۔ (مگر عیینہ نے ایک نہ مانی) اس نے کہا کہ میں نہیں مانوں گا اللہ کی قسم یہاں تک کہ میں اس کی عورتوں پر داخل ہوں گا اور ان کو بربادی اور غم دوں گا جیسے اس نے میری عورتوں پر غم اور بربادی ڈالی کہتے ہیں کہ یہ آوازیں بلند ہوگئیں جھگڑا اور شور پھر بڑھ گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عیینہ تم غلہ سے لدے ہوئے اُونٹ بھی قبول نہیں کر رہے۔ مگر عیینہ نے وہی پہلے والا جواب دیا یہاں تک کہ بنوقیس میں سے ایک آدمی اُٹھا اس کو ابن مُکیتل کہا جاتا تھا اس پر ہتھیار تھے اس کے ہاتھ میں تلوار تھی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ میں اس کی مثال نہیں پاتا ہوں اس نے اسلام کی ابتداء میں جو کچھ کیا ہے مگر اس بکری کی طرح جو آئی اور نشانی بن گئی پہلی اور دوسری بھاگ گئی آپ آج دم کا حکم کریں اور آئندہ کل بدل دیں یعنی دیت کا فیصلہ جس کے لئے چاہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پچاس اُونٹ فی الفور دیتے ہیں اور پچاس اس وقت جب ہم مدینہ واپس جائیں گے۔ یہ واقعہ آپ کے بعض سفروں کا ہے اور محلم گندمی رنگ کا طویل آدمی تھا۔ وہ لوگوں سے ایک طرف بیٹھا تھا دوپہر جھگڑا ہوتا رہا یہاں تک کہ اس کی خلاصی ہوگئی اب وہ رسول اللہ ﷺ کے آگے بیٹھا رو رہا تھا اس کی آنکھوں سے آنسوں سے ٹپک رہے تھے۔ وہ بولا یا رسول اللہ ﷺ میں نے وہ کام کر لیا تھا جو آپ کو معلوم ہے میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں آپ میرے لیے بخشش مانگیں یا رسول اللہ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اس کو قتل کر دیا تھا اپنے ہتھیار کے ساتھ آغاز اسلام پر۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اللھم لا تغفر لمحلم۔ زور زور سے کہا۔ ابوسلمہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ اٹھا اور وہ اپنی چادر کے اندر سے آنسوؤں کو صاف کر رہا تھا۔ ابن اسحٰق نے کہا ہے کہ اس کی قوم کا خیال ہے کہ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے اس کے لیے استغفار کیا تھا۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس نے ابن اسحٰق سے ان کو سالم ابوالنصر نے اس نے کہا کہ انہوں نے دیت (خون بہا کو) قبول کیا تھا۔ حتیٰ کہ اقرع بن حابس آیا وہ ان کو اکیلا لے گیا اور اس نے کہا اے قیس کی جماعت رسول اللہ ﷺ نے تم سے مقتول کے بارے میں بات کی ہے کہ تم اس کو چھوڑ دو تا کہ وہ اس کے ذریعے لوگوں کے مابین صلح کرا دیں۔

مگر تم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کو منع کر دیا ہے ایسا کرنے سے کیا گارنٹی ہے تمہارے پاس کہ کہیں رسول اللہ ﷺ تم لوگوں سے ناراض نہ ہو جائیں تو اللہ تعالیٰ بھی تم پر غضب نازل کرے گا۔ یا رسول اللہ ﷺ تمہیں لعنت کر دیں اور اللہ بھی اس کی وجہ سے تمہیں لعنت کر دے گا تمہارے لئے اللہ کی قسم تم اس معاملے کو انہی کے سپرد کر دو ورنہ میں بنو تمیم میں سے پچاس آدمی لے آؤں گا جو گواہی دیں گے کہ مقتول مسلمان نہیں بلکہ کافر تھا اس نے کبھی نماز نہیں پڑھی تھی میں اس کا خون ضائع کر دوں گا۔ جب ان سے اس نے یہ بات کہی تو انہوں نے جلدی سے دیت (خون بہا وصول کر لیا)۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۲۲۷)

باب ۱۳۱

اُس آدمی کا ذکر جس نے ایک آدمی کو حق کی شہادت دینے کے بعد قتل کر دیا تھا پھر وہ مر گیا تھا، لہٰذا اسکو دھرتی نے قبول نہیں کیا تھا اور اس بارے میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالخالق بن علی بن عبدالخالق مؤذن نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن حسب نے ان کو محمد بن اسماعیل ترمذی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ایوب بن سلمان بن بلال نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن ابواویس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن بلال نے محمد بن ابوعتیق اور موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو محمد بن اسحٰق نے ان کو ابوالیمان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعیب زہری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ موھب نے قبیصہ بن ذوبب سے وہ کہتے ہیں کہ اصحاب رسول میں سے ایک آدمی نے غارت ڈالی

ایک سریہ پر مشرکین میں سے وہ لوگ شکست کھا گئے مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے مشرکین کے ایک آدمی پر حملہ کیا حالانکہ وہ شکست کھا چکا تھا جب اس نے تلوار کے ساتھ اس کے اُوپر چڑھ جانے کا ارادہ کیا تو اس آدمی نے فوراً کہا لاالہ الا اللہ مگر یہ حملہ کرنے والا پھر بھی باز نہ آیا بلکہ اس کو قتل کردیا اس کے بعد وہ اس کے قتل پر اپنے دل میں رنجیدہ خاطر ہوا اس نے اپنی بات رسول اللہ کو بتائی تو آپ نے فرمایا تم نے اس کے دل کو سراخ کر کے کیوں نہ دیکھ لیا آپ یہ ارادہ فرما رہے تھے کہ وہ تو اپنی دل کی کیفیت زبان سے ظاہر کر رہا تھا۔

زیادہ دیر نہیں رکے تھے بلکہ تھوڑی سی دیر میں ٹھہرے تھے کہ وہ آدمی قتل کرنے والا وفات پا گیا۔ اسے دفن کیا گیا مگر وہ روئے زمین پر اُوپر ہو گیا (یعنی قبر نے اس کو باہر اُگل دیا۔ اس کے گھر والے آئے انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کیفیت سنائی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پھر دفن کرو دوبارہ دفن کیا گیا دوبارہ وہ زمین کے اوپر آ گیا پھر اس کے گھر والے آئے انہوں نے حضور اکرم ﷺ کو یہ کیفیت بتائی حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اس کو پھر تیسری بار دفن کرو۔ دفن کیا گیا تیسری بار بھی اس کو زمین نے باہر کر دیا پھر انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ کیفیت بتائی رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔

اِنَّ الْاَرْضَ قَدْ اَبَتْ اَنْ تقبله فاطرحوه فی غار من الغیوان

بیشک زمین نے اس کو قبول کرنے سے انکار کر دیا پھینک دو اس کو غاروں میں سے کسی غار میں۔

یہ الفاظ ابوعبداللہ کی حدیث کے ہیں عبدالخالق کی ایک روایت میں سے مذکور ہے کہ دو مرتبہ اس کو دفن کیا۔ تیسری بار کا ذکر نہیں کیا۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے احمد بن عبدالجبار سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے براء بن عبداللہ غنوی سے اس نے حسن سے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر پہنچی ہے کہ ایک آدمی تھا عہد رسول میں مشرکین کو قتل کرنے میں۔ (حسن نے) ذکر کیا ہے مفہوم اس کا جو ذکر کیا ہے قبیصہ نے اس میں کی زیادتی ہے۔ اس نے جو اضافہ کیا ہے۔

فرمایا کہ اللہ نے اس میں نازل کیا ہے۔

یاایھاالذین امنوا اذاضربتم فی سبیل اللّٰہ فتبینوا و لا تقولوالمن القی الیکم السلام لست مؤمناً

اے اہل ایمان جس وقت تم اللہ کی راہ میں جہاد کرو تو اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو۔ جو شخص تمہیں سلام کرے اسے یوں نہیں کہو کہ تو مسلمان نہیں ہے۔

ہمیں خبر پہنچی ہے ایک آدمی مر گیا اس کے بارے میں بتایا گیا کہ فلاں شخص مر گیا ہے ہم لوگوں نے اس کو دفن تو کر دیا ہے مگر زمین نے اس کو باہر پھینک دیا ہے پھر ہم نے اس کو دفن کیا ہے دوبارہ اس کو زمین نے باہر پھینک دیا ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ بہر حال زمین اس سے بدترین لوگوں کو بھی قبول کر لیتی ہے۔ لیکن اللہ تعالیٰ کی یہ چاہت ہے کہ وہ اس کو تم لوگوں کے لئے عبرت و نصیحت بنادے تاکہ تم میں سے کوئی شخص بھی ایسے شخص کے قتل کا ارادہ نہ کرے جو یہ کہے۔

اشھدان لاالہ اللّٰہ ۔ (ترجمہ : میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں)

یا وہ یہ کہے کہ میں مسلمان ہوں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا اس کی میت کو فلاں ابن فلاں کی گھاٹی میں لے جاؤ وہاں اس کو دفن کردو بیشک وہ زمین عنقریب (یعنی امید ہے کہ) اس کو قبول کر لے گی لہٰذا انہوں نے اس کو اسی گھاٹی میں دفن کر دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۲۷)

☆☆☆

باب ۱۳۲

سریۂ عبداللہ بن حذافہ بن قیس

بن عدی سہمی رضی اللہ عنہ

(۱)　ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحٰق صغانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حجاج نے وہ کہتے ہیں کہ ابن جریج نے کہا۔

یاایھاالذین اٰمنوا اطیعوا اللّٰہ و اطیعوا الرسول و اولی الامر منکم ۔ (سورۃ نساء : آیت ۵۹)

اے اہل ایمان اللہ کی اطاعت کرو اور اس کے رسول کی اطاعت کرو اور ان کی اطاعت جو تم میں سے صاحب امر ہیں (یعنی حکمران ہیں)

وہ کہتے ہیں کہ یہ آیت نازل ہوئی ہے عبداللہ بن حذامہ سہمی کے بارے میں رسول اللہ ﷺ نے ان کو ایک سریہ میں بھیجا تھا۔ مجھے اس بارے میں خبر دی۔ یعلی بن مسلم نے سعید بن جبیر سے اس نے ابن عباس سے۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث حجاج بن محمد سے۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۳۱ ص ۱۴۶۵)

(۲)　ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے ان کو ابو جعفر محمد بن علی بن دحیم شیبانی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن عبداللہ عیسیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی وکیع نے اعمش سے اس نے سعد بن عبیدہ سے اس نے ابو عبدالرحمٰن سلمی سے اس نے علی بن ابو طالبؓ سے وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے انصار میں سے ایک آدمی کو ایک سریہ کا امیر مقرر کیا تھا۔ ان لوگوں کو بھیجا تھا اور ان کو حکم فرمایا تھا کہ وہ لوگ اس امیر کی بات سنیں اور اس کی اطاعت کریں۔

کہتے ہیں ان لوگوں نے کسی چیز میں اس کو ناراض کر لیا اس نے کہا میرے سامنے لکڑیاں جمع کرو وہ لوگ جمع کر لائے اس نے کہا کہ آگ لگاؤ انہوں نے آگ لگا دی اس کے بعد اس نے کہا کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا نہیں تھا کہ تم لوگ میری بات سننا اور میری اطاعت کرنا؟ ان لوگوں نے کہا کہ ٹھیک ہے آپ نے حکم فرمایا تھا۔ اس نے حکم دیا کہ اس آگ کے اندر کود جاؤ کہتے ہیں ان لوگوں نے ایک دوسرے کے منہ کی طرف دیکھا۔ اور کہنے لگے کہ ہم لوگ آگ جہنم سے بھاگ کر تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔

کہتے ہیں کہ اس بات پر اس کا غصہ سکون کر گیا اور آگ بجھا دی گئی جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے انہوں نے یہ بات حضور اکرم ﷺ کو بتائی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر یہ لوگ اس آگ میں کود جاتے تو اس سے کبھی نہ نکل سکتے۔ حقیقت یہ ہے کہ اطاعت ہوتی ہے نیکی اور معروف کے کاموں میں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں زھری بن حرب عمرہ سے وکیع سے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۴۰ ص ۱۴۶۹)

اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے اعمش سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۸/۵۸)

☆☆☆

باب ۱۳۳

عُمرۃ القضاء[1] کا بیان

اور اللہ کا تصدیق کرنا یعنی سچا کر دیکھانا اپنے وعدے کو بصورت مسلمانوں نے امن کی حالت میں مسجد الحرام میں داخلے کے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو عبداللہ بن نافع نے ان کو نافع بن نعم نے حضرت نافع مولی عبداللہ بن عمرؓ سے وہ کہتے ہیں کہ عمرۃ القضاء ماہ ذوالقعدہ ۹ ھ میں ہوا تھا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبدالباقی بن قانع حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن علی بن عبدالصمد فارسی نے ان کو محمد بن عبدالاعلیٰ قنعانی نے ان کو قمر بن سلیمان تیمی نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ خیبر سے واپس لوٹے تو آپ ﷺ نے کئی سرایا (جہادی لشکر) بھیجے تھے آپ کچھ دن مدینے میں مقیم رہے یہاں تک کہ (ماہ شوال پورا ہو کر) ماہ ذوالقعدہ کا چاند نظر آ گیا اس کے بعد آپ نے لوگوں میں اعلان کیا کہ تم لوگ عمرہ کرنے کے لئے چلنے کی تیاری کرو۔ لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے کی تیاری کی۔ اور مکہ کی طرف سب روانہ ہو گئے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے ان کو ابوعلاثہ نے ان کو ان کے والد نے ان کو ابن لھیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے ان کو خبر دی ابوبکر عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ہے اسماعیل بن محمد نے بن فضل شعرانی نے ان کو ان کے دادا نے ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے انہوں نے ابن شہاب سے یہ الفاظ ہیں حدیث اسماعیل کے اپنے چچا سے۔

وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے آئندہ سال حدیبیہ والے سال سے عمرہ کا ارادہ کرنے والے ماہ ذوالقعدہ ۷ھ میں یہی وہ مہینہ تھا جس میں ان کو مشرکین نے مسجد الحرام جانے سے روک دیا تھا (یعنی حدیبیہ میں) یہاں تک (آپ اس سال) جب مقام یاجج میں پہنچے (یہ وادی تھی مکہ کے قریب) تو آپ ﷺ نے سارا سامان اُتار کر رکھ دیا جھف ڈھالیں نیزے۔ تیر۔ اور سوار کے ہتھیار تلوار کے ساتھ (مکے) میں داخل ہوئے حضور اکرم ﷺ نے پہلے جعفر بن ابولہب کو بھیجا میمونہ بنت حارث بن حزن عامر کے پاس۔ اس کو نکاح کا پیغام دیا اس کا معاملہ عباس بن عبدالمطلب کے حوالے ہو گیا تھا۔

اس لئے کہ اس کی بہن ام فضل بنت حارث عباس کے تحت تھی (اس کی بیوی تھی) عباس نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ (سالی میمونہ کو) بیاہ دیا حضور اکرم ﷺ جب آئے تو آپ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا فرمایا کہ کندھے کھولو اور طواف میں وسعت کرو تا کہ مشرکین ان کی مضبوطی اور

---

[1] عمرۃ القضاء کے لئے دیکھئے : سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۱۹۔ طبقات ابن سعد ۲/۱۲۰۔ بخاری ۵/۱۴۱۔ تاریخ طبری ۳/۲۳۔ مغازی للواقدی ۲/۷۳۱۔ انساب الاشراف ۱/۱۶۹۔ ابن حزم ۲۱۹۔ عیون الاثر ۲/۱۹۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۲۶۔ شرح المواہب ۲/۳۷۰۔ سیرۃ حلبیہ ۳/۷۱۔ سیرۃ الشامیہ ۵/۲۸۸)

قوت کا مشاہدہ کریں۔ اوران کو تکلیف ومشقت دیئے کر مضبوط کرتے رہتے تھے حسب استطاعت لہٰذا اھل مکہ نے رک رک کر طواف کرنے والے اصحاب رسول کو اور خود رسول اللہ ﷺ کو دیکھا جب وہ بیت اللہ کا طواف کر رہے تھے۔ مردوں نے عورتوں اور بچوں نے دیکھا کہ یہ لوگ مٹک مٹک کر بیت اللہ کا طواف کر رہے ہیں اور عبداللہ بن رواحہ رسول اللہ ﷺ کے آگے آگے رجز وعربی اشعار پڑھ رہے تھے تلوار حمائل کئے ہوئے تھے اور یہ کہہ رہے تھے :

خَلُّوْ بنی الْكُفَّارِ عَنْ سَبِيْلِه
اَنَا الشَّهِيْدُ اَنَّه رَسُوْلُه
قَدْ اَنْزَلَ الرَّحمٰنُ فِي تَنْزِيْلِه
فِي صُحُفٍ تُتْلىٰ رَسُوْلَه
فَا لْيَوْمَ نَضْرِ بُكُم عَلىٰ تَأْوِيْلِه
كما ضَرَبْنَا كُمْ عَلىٰ تَنْزِيْلِه
ضربًا يُزِيْلُ الهامَ عَنْ مَقِيْلِه
وَيُزِيْلُ الخَلِيْلَ عَنْ خَلِيْلِه

اے کافروں کی اولا دہٹ جاؤ (محمد ﷺ) کے راستے سے میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ کا رسول ہے تحقیق رحمٰن نے یہ بات قرآن میں اتاری ہے ان سورتوں میں جو اس کے رسول پر پڑھی جاتی ہیں پس آج کے دن ہم تمہیں ماریں گے اس کے حکم پر جب ہم نے تمہیں مارا تھا اس کی وحی کے آنے پر ایسی مار ماریں گے جو مقتل میں کھوپڑیوں کو اڑا دیتی ہے اور دوست کو دوست سے جدا کر دیتی ہے۔

کہتے ہیں کہ (یہ پروقار اور بارعب رجز عبداللہ بن رواحہ کی زبان سے سن کر) اشراف قریش کے مرد مشرکین چھپ گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کی طرف دیکھنے سے غیظ وغضب کی وجہ سے اور حسد وبغض کی وجہ سے وہ نکل گئے خندمہ کی طرف اور رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں تین راتیں قیام کیا یہ یوم حدیبیہ کی قضیے کا انجام اور اس کی انتہا تھی جب رسول اللہ ﷺ نے صبح کی تو رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے سہیل بن عمرو۔ اور حویطب بن عبدالعزی اس وقت رسول اللہ ﷺ نے انصار کی مجلس میں تشریف فرماتے سعد بن عبادہ کے ساتھ باتیں کر رہے تھے چنانچہ حویطب نے چیخ مار کر کہا ہم تجھے اللہ کی قسم دیتے ہیں اور معاہدے کی تا حال آپ ہماری سرزمین سے نہیں نکلے ہیں حالانکہ راتیں گذر گئی ہیں۔ سعد بن عبادہ نے کہا تم نے جھوٹ بولا ہے تیری ماں نہ ہو۔ یہ نہ تو تیری زمین پر ہیں اور نہ ہی تیرے باپ دادا نے کی زمین پر ہیں اللہ کی قسم یہ نہیں نکلیں گے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے سہیل اور حویطب کو بلا کر کہا میں نے تمہارے اندر ایک عورت سے نکاح کر لیا ہے اب تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچے گا اگر میں ٹھہروں یہاں تک کہ میں اس کے ساتھ حق زوجیت ادا کروں اور ہم کھانا تیار کریں اور کھانا دسترخوان پر لگائیں ہم لوگ کھانا کھائیں گے اور آپ لوگ بھی ہمارے ساتھ کھانے میں شریک ہو کر کھانا کھائیں۔ مگر ان مشرکوں نے کہا ہم تجھے اللہ کی قسم دیتے ہیں اور اس خاص معاہدے کی کہ آپ ہمارے ہاں سے چلے جائیں لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کو نکلنے کا حکم دے دیا (چل پڑے) حتی کہ بطن وادی سرف میں اُتر گئے بطن وادی سرف میں اُتر گئے (یہ تنعیم اور مرد کے درمیان مگر تنعیم کے قریب ایک جگہ تھی)۔ مسلمان ٹھہر گئے ادھر رسول اللہ ﷺ ابورافع کو پیچھے یہ ذمہ داری دے کر آئے تھے کہ وہ شام کے وقت سیدہ میمونہ (بنت حارث زوجہ رسول کو) سوار کر کے لائے اور حضور اکرم ﷺ کے پاس پہنچائے۔

آپ ﷺ مقام سرف میں رکے رہے تا وقتیکہ سیدہ میمونہ آپ کے پاس پہنچ گئیں۔ اور تحقیق بات حقیقت ہے کہ سیدہ میمونہ اور اس کے ساتھ جو بھی تھا انہیں آتے وقت مشرکین میں سے بے وقوفی اور ان کے لڑکوں کی طرف سے سخت تکلیف سے دوچار ہونا پڑا تھا۔ بہر حال وہ

مقام سرف میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئی تھیں۔ آپ نے اس مقام پر ان کے ساتھ حق زوجیت ادا کیا اس کے بعد آپ اسی رات کو منہ اندھیرے ہی روانہ ہوگئے تھے حتی کہ مدینہ پہنچ گئے۔ (یہاں پر یہ عجیب ہی حسن اتفاق ہے کہ) اللہ تعالیٰ نے سیدہ میمونہ کی موت حقدار کر رکھی تھی مقام سرف میں جہاں پر رسول اللہ ﷺ نے ان کے ساتھ حق زوجیت ادا کیا تھا ایک زمانے کے بعد (جب ان کا وقت آیا تو اسی جگہ پر فوت ہوئیں) اس قصے کو حمزہ کی بیٹی نے ذکر کیا ہے آگے ان کا ذکر بھی آتا ہے) ذکر کیا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے اسی عمرے کے بارے میں یہ آیت اتاری تھی۔

الشهر الحرام بالشهر الحرام والحرمات قصاص۔ (سورۃ البقرہ : آیت ۱۹۴)

ماہ محترم ماہ محترم کے بدلے ہی ہے اور حرمتوں کا بدلہ ہوتا ہے۔ بہر حال رسول اللہ ﷺ نے شہر الحرام میں عمرہ کیا تھا جب پہلے شہر الحرام میں عمرہ سے روکے گئے تھے۔

یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے اور عروہ کی ایک روایت میں ہے قول سعد بن عبادہ کے نزدیک اللہ کی قسم نہ نکلے اس سے مگر فرمانبرداری کرنے والے راضی۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اور ہنس رہے تھے تم اس قوم کو ایذا نہ دو جو ہم سے ملے ہمارے رحلل میں اور سامانوں میں پھر ذکر کیا باقی کو اسی مذکور کے مفہوم میں۔ مگر انہوں نے عبداللہ بن رواحہ کے رجز کو ذکر نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس کے قول کو جس نے یہ کہا ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے ساتھ عباس نے (سالی میمونہ) کا بیان کر دیا تھا۔ (ہاں البتہ) دونوں کی حدیث کے لیے شواھد موجود ہیں۔ اور اس میں کچھ اضافے وزیادات ہیں جنہیں ہم انشاء اللہ ذکر کریں گے تفصیل کے ساتھ کئی ابواب کے اندر۔

باب ۱۳۴

(مذکورہ عمرے کے) عمرۃ القضاء یا عمرۃ القضیہ سے موسوم ہونے کے دلائل

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن محمد حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن مہران اصفہانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سریج بن نعمان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی فلیح بن سلیمان نے نافع سے اس نے ابن عمر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ عمرہ کرنے کے لیے روانہ ہوئے تھے پھر کفار قریش آپ کے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہوگئے تھے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے اپنی قربانی کے اونٹ ذبح کیے تھے اور اپنا سر منڈوایا مقام حدیبیہ میں۔ اور ان لوگوں کے ساتھ فیصلہ طے کر دیا تھا کہ آپ آئندہ سال آکر عمرہ کریں گے اور ان پر ہتھیار بھی نہیں اٹھائیں گے۔ سوائے تلواروں کے اور مکہ میں زیادہ قیام بھی نہیں کریں مگر جس قدر وہ چاہیں گے لہٰذا آپ نے آنے والے سال میں آکر عمرہ کیا تھا۔ اور آپ اسی طریقے پر مکے میں داخل ہوئے تھے جس طرح ان لوگوں کے ساتھ آپ نے مصالحت کی تھی جب حضور اکرم ﷺ تین دن رہ چکے مکے میں تو ان لوگوں نے آپ کو کہا کہ اب وہ مکے سے چلے جائیں لہٰذا آپ ﷺ چلے گئے تھے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے اس نے سریج سے۔ (بخاری کتاب المغازی۔ فتح الباری ۷/۴۹۹)

اور براء بن عازب کی حدیث میں ہے کہ انہوں نے (مشرکین نے) لکھا تھا یہ وہ معاہدہ جس کے مطابق محمد ﷺ نے باہم فیصلہ کیا ہے۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ یعنی ابن بطہ اصفہانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جہم نے ان کو جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن نافع نے اس نے اپنے والد سے اس نے ابن عمر سے وہ فرماتے ہیں کہ یہ عمرہ قضاء نہیں تھا بلکہ مسلمانوں پر یہ شرط لگائی گئی تھی کہ وہ آئندہ سال عمرہ کریں اسی مہینے میں جس میں انہیں مشرکین نے روکا تھا۔ (البدایہ والنہایۃ ۴/۲۳۰)

باب ۱۳۵

مکے میں رسول اللہ ﷺ کی تشریف آوری سے مشرکین کے دلوں میں جو خوف اور رُعب واقع ہوا نیز ھدایا اور اسلحہ کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رودباری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن داسہ نے ان کو ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نفیلی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحٰق سے اس نے عمرہ بن میمون سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوحاضر حمیری سے حدیث بیان کرتے ہیں اپنے والد میمون بن مہران سے وہ کہتے ہیں کہ میں عمرہ کرنے کی نیت سے نکلا اس سال جس سال اہل شام نے مکے میں حضرت ابن زبیر کا محاصرہ کیا تھا اور میری قوم کے کچھ لوگوں نے میرے ساتھ قربانی کے جانور بھیجے تھے جب ہم اہل شام کے پاس پہنچے تو ان لوگوں نے ہمیں حرم میں داخل ہونے سے روک دیا تھا لہٰذا میں نے اپنی جگہ پر قربانی کے جانور کو نحر کر لیا تھا اس کے بعد میں نے احرام کھول دیا۔ اس کے بعد میں واپس لوٹ گیا۔

جب اگلا سال آیا تو میں دوبارہ نکلا تا کہ میں اپنے عمرے کی قضاء کروں۔ لہٰذا میں حضرت ابن عباس کے پاس آیا اور ان سے مسئلہ دریافت کیا انہوں نے فرمایا کہ قربانی کا جانور کا بدلہ کر لیجئے۔ بیشک رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب کو حکم دیا تھا کہ وہ قربانی کے جانوروں کو تبدیل کر لیں۔ وہ جو انہوں نے حدیبیہ والے سال ذبح کئے تھے۔ یعنی عمرۃ القضاء کی قربانی میں بدل کر لیں۔ (یعنی قربانی کے لئے دوسرا جانور لے کر چلیں) یونس بن بکیر نے اپنے بعض الفاظ میں اس کے خلاف بیان کیا ہے۔ اس نے بدلنے کے امر والے الفاظ کا ذکر نہیں کیے۔

(المستدرک للحاکم ۱/۴۸۵۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۲۳۰)

(۲) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق نے ان کو عمرو بن میمون نے وہ کہتے ہیں کہ میرے والد سے کثرت سے یہ سوال پوچھا جاتا تھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس قربانی کو جس کا انہوں نے (حدیبیہ میں) نحر کیا تھا جب وہ بیت اللہ میں جانے سے روک دیے گئے تھے۔ کیا انہوں نے اس قربانی کا (اگلے سال عمرۃ القضاء کی قربانی کا بدل دوسرا جانور کیا تھا) مگر انہوں نے اس بارے میں کوئی (ثبوت) نہ پایا۔ یہاں تک کہ میں نے ان کو سنا وہ اس بارے میں ابوحاضر الحمیدی سے پوچھ رہے تھے۔ انہوں نے ان کو کہا کہ آپ صحیح جگہ آئے ہیں پوچھنے کے لیے اور اس بارے میں آگاہ آدمی کے پاس آ گئے ہیں۔ میں نے حج کیا تھا حضرت ابن زبیر والے سال پہلے محاصرے میں۔ میں قربانی کا جانور لے کر گیا تھا۔

وہ لوگ ہمارے اور بیت اللہ کے درمیان حائل ہو گئے تھے۔ میں نے حدود حرم میں قربانی کر ڈالی۔ اور میں واپس یمن کی طرف لوٹ گیا اور میں اپنے دل میں کہا کہ میرے لیے رسول اللہ ﷺ کے عمل میں اُسوۃ اور نمونہ موجود ہے۔ جب اگلا سال آیا تو میں نے پھر حج کیا اور میں نے حضرت عبداللہ بن عباس سے ملاقات کی۔ میں نے پوچھا اس قربانی کے بارے میں جو نحر کیا تھا۔ میں نے، کہا کہ کیا میرے ذمہ اس کا بدل ہے یا نہیں ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ ہاں ہے تم بدل کرلو بیشک رسول اللہ ﷺ نے اور آپ کے اصحاب نے تحقیق بدل کیا تھا اس قربانی کا جو انہوں نے اس سال کی تھی جس سال ان کو مشرکین نے روک لیا تھا۔ انہوں نے اس کا بدل کیا اپنے عمرۃ القضاء میں چنانچہ ان پر اونٹ ذبح کرنا مشکل ہو گیا تھا لہٰذا رسول اللہ نے ان کو گائے کی قربانی کرنے کے لیے رخصت دے دی تھی۔ (المستدرک للحاکم ۱/۴۸۵،۴۸۶)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے اس کو حسین بن فرج نے ان کو حدیث بیان کی واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی غانم بن ابوغانم نے عبداللہ دینار سے۔ اس نے ابن عمر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ناجیہ بن جندب اسلمی کو اپنی قربانی کے جانور پر مقرر کیا تھا وہ ان کے قربانی کے جانور کو آگے آگے لے کر چل رہا تھا وہ اس کے لیے درختوں سے چارہ تلاش کرتا تھا اس کے ساتھ بنو اسلم کے چار نوجوان تھے تحقیق رسول اللہ ﷺ نے عمرۃ القضاء میں ساٹھ اونٹ قربانی لے کر چلے تھے۔ (البدایہ والنھایہ ۴/۲۳۰،۲۳۱۔مغازی للواقدی ۲/۷۳۳)

مجھے حدیث بیان کی محمد بن نعیم مجمر نے اپنے والد سے اس نے ابوھریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں کے ساتھ تھا جو قربانی کے اُونٹ ہانک رہے تھے میں بھی انہیں ہانک رہا تھا۔

واقدی کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ چلے وہ تلبیہ پڑھ رہے تھے اور مسلمان ان کے ساتھ تلبیہ پڑھ رہے تھے اور محمد بن مسلمہ اپنے گھوڑے سمیت گذرے جو مقام مرّا لظہران کی طرف جا رہے تھے اس نے وہاں پر قریش کا ایک گروہ پایا۔ انہوں نے محمد بن مسلمہ سے پوچھا۔ اس نے بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ ہیں (یعنی پیچھے پیچھے آنے والے ہیں) انشاء اللہ کل صبح کو یہاں پہنچ جائیں گے اس منزل پر۔ انہوں نے بہت سے گھوڑے اور ہتھیار دیکھے بشیر بن سعد کے ساتھ جس سے قریش خوف زدہ ہو گئے اور کہنے لگے اللہ کی قسم ہم نے تو کوئی نئی بات پیدا نہیں کی (یعنی کوئی غلطی نہیں کی) بیشک ہم تو اپنی تحریر اور اپنی صلح پر قائم ہیں پھر کس بات پر محمد ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ ہم سے لڑنے آرہے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ مقام مَرّ الظَھران میں اتر گئے۔ حضور اکرم ﷺ نے اسلحہ بطن یاَجج رکھدیا جہاں سے حرم کے برج اور نشان دیکھے جاسکتے تھے قریش نے مکرز بن حفص بن احنف کو قریش کے ایک گروہ کے ساتھ بھیجا وہ لوگ جا کر بطن یاَجج میں حضور اکرم ﷺ سے ملے۔

حضور اکرم ﷺ نے اپنے اصحاب میں اور قربانی کے جانوروں اسلحہ میں تھے۔ جو ایک دوسرے سے مل چکے تھے انہوں نے کہا اے محمد آپ بچپن سے بڑے ہونے تک غدار اور دھوکے کے ساتھ نہیں پہچانے گئے (یعنی کبھی آپ نے بدعہدی اور دھوکہ نہیں کیا) کیا آپ اسلحہ سمیت حرم کے اندر اپنی قوم پر داخل ہونگے حالانکہ آپ ان کے لیے شرط لگا چکے ہیں کہ آپ نہیں داخل ہوں گے مگر مسافر کے ہتھیار تلواروں کے ساتھ جو کہ نیاموں میں ہوں گی۔ رسول اللہ ﷺ نے جواب دیا کہ نہیں ہم ان پر ہتھیار اور اسلحہ کے ساتھ داخل نہیں ہوں گے۔ مکرز نے کہا یہی وہ بات ہے جس کے ساتھ نیکی اور وفا پہنچانی جاتی ہے۔ اس کے بعد وہ جلدی جلدی اپنے ساتھیوں سمیت واپس مکہ چلے گئے۔ اس نے جا کر (قریش کو) بتایا کہ محمد ﷺ ہتھیاروں کے ساتھ داخل نہیں ہوں گے وہ اسی شرط پر قائم ہیں جو میں نے تمہارے لیے اس سے شرط منوائی تھی۔ جب مکرز نبی کریم ﷺ کی یہ خبر لے کر آگیا تو قریش خود بخود مکہ سے باہر پہاڑوں کی چوٹیوں پر نکل گئے اور مکہ کو خالی چھوڑ دیا اور کہنے لگے کہ نہ دیکھو محمد کی طرف نہ ہی ان کے اصحاب کی طرف۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا اور ان کے قربانی کے جانور ان سے آگے مقام ذی طوی میں روک لیے گئے اور رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب وہاں سے حرم کی طرف روانہ اس طرح ہوئے کہ حضور اپنی اُونٹنی قصواء پر سوار تھے صحابہ حضور اکرم ﷺ کی سواری پر نظریں لگائے

ہوئے تھے مسلمان تلواریں زیب تن کیے ہوئے تلبیے پڑھ رہے تھے۔ حضور اکرم ﷺ جب ذی طویٰ میں پہنچے تو اپنی اُونٹنی قصواء پر ٹھہر گئے اور مسلمانوں نے آپ کی سواری کے گرد حلقہ ڈالا ہوا تھا۔ اس کے بعد آپ اس ثنیہ اور گھاٹی سے داخل ہوئے جو آپ کو حجون پر آگاہی دیتی تھی اپنی سواری قصواء پر سواری کی حالت میں اور حضرت عبداللہ بن رواحہ آپ کی سواری کی مہار تھامے ہوئے تھے۔

(مغازی للواقدی ۲/۷۳۴، ۷۳۵۔ البدایہ والنھایہ ۴/ ۲۳۱)

باب ۱۳۶

مکہ میں حضور اکرم ﷺ کی تشریف آوری کی کیفیت

(۱) ہمیں خبر دی قاضی ابوعمر محمد بن حسین بسطامیؒ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن احمد بن ایوب سے ابوالقاسم لخمی نے اصفہان میں ان کو ابراہیم بن ابوسوید شبامی نے ۲۷۸ھ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے معمر سے اس نے زہری سے اس نے انس ؓ سے وہ فرماتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے عمرۃ القضاء کے موقع پر تو عبداللہ بن رواحہ حضور اکرم ﷺ کے آگے آگے چل رہے تھے اور کہہ رہے تھے۔

خلُّوا بنی الکفار عن سبیلہ قدنزل القران فی تنزیلہ

بِانَّ خیر القتل فی سبیلہ نحن قاتلنا کم علی تأویلہ

کما قاتلنا کم علی تنزیلہ

(مغازی للواقدی ۲/۷۳۴، ۷۳۵۔ البدایہ والنھایہ ۴/ ۲۳۱)

اے کافروں کی اولاد محمد ﷺ کے راستے سے ہٹ جاؤ تحقیق اس کی وحی میں قرآن اتر چکا ہے اس بات کے ساتھ کہ بہترین قتل وہی ہے جو اس کی راہ میں ہو (یعنی اللہ کی راہ میں شہادت) ہم لوگ تمہیں قتل کر دیں اسی اشارے پر جیسے ہم نے تمہیں پہلے قتل کیا تھا اس کی قضاء کے آنے پر۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین علوی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسین علوی نے ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالازھری سلیطی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے ان کو خبر دی معمر نے زھری سے اس نے انس بن مالک سے وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تھے اور عبداللہ بن رواحہ آپ کی رکاب تھامے ہوئے تھے۔ اور وہ یوں کہہ رہے تھے۔ اے کفار کی اولاد اس کے راستے سے ہٹ جاؤ۔ آج ہم تمہیں ماریں گے قرآن کے حکم پر اس مار ماریں گے جو کھوپڑیوں کو اپنی گردنوں کو الگ کر دے گی اور دوست کو دوست بھلوا دے گی۔ اے میرے رب میں اپنے سردار سمیت مؤمن ہوں۔

(البدایہ والنھایہ ۴/ ۲۲۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحٰق نے ان کو عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مکے میں داخل ہوئے عمرۃ القضاء میں آپ اس کیفیت میں داخل ہوئے تھے کہ عبداللہ بن رواحہ آپ کی اونٹنی کی مہار تھامے ہوئے تھے۔ اور وہ یہ کہہ رہے تھے۔

خلو نبی الکفار عن سبیله انی شهدت انه رسوله

خلوا فکل الخیر فی رسوله یارب انی مؤمن بقیله

انی رائیت الحق فی قبوله نحن قتلنا کم علی تاویله

کما قتلنا کم علی تنزیله ضربا یزیل الهام عن مقیله

ویذهل الخلیل عن خلیله

(سیرۃ ابن ہشام ۳/ ۳۲۰،۳۲۱۔ البدایہ والنہایہ ۴/ ۲۲۹)

اے کفار کی اولاد ہٹ جاؤ تم (رسول اللہ ﷺ) کے راستے سے میں شہادت دیتا ہوں کہ یہ اللہ کا رسول ہے ہٹ جاؤ (ہاں سنو کہ ہر خیر و بھلائی اللہ کے رسول کے طریقے میں ہے اے میرے پروردگار میں دل و جان سے اس کی بات کو جانتا ہوں۔ میں حق کو اسی کے قبول کرنے میں یقین کرتا ہوں۔ ہم لوگ تمہیں اس کے حکم پر قتل کریں گے۔ جب ہم نے تمہیں اسی کے اوپر اترنے والے قرآن کے حکم سے (جہاد میں) قتل کیا تھا۔ ایسی مار ماری تھی جو کھوپڑی تو اپنی جگہ اڑا دیتی ہے اور دوست کو اس کا دوست بھلوا دیتی ہے۔

کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ھشام بن سعید سے اس نے زید بن اسلم سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے ہیں عمرۃ قضاء والے سال آپ نے اپنی اونٹنی پر سوار ہوئے ہوئے بیت اللہ کا طواف کیا تھا اور حجر اسود کا استیلام کیا تھا انہوں نے اپنی کھونٹی کے ساتھ ہشام نے کہا ہے کہ یہ سب کچھ آپ نے بغیر کسی تکلیف اور بیماری کے کیا تھا اور مسلمان آپ کے گرد شعر کہہ رہے تھے اور عبداللہ بن رواحہ یوں کہہ رہے تھے۔

باسم الذی لادین الادینه باسم الذی محمد رسوله

خلو نبی الکفار عن سبیله

(البدایہ والنہایہ ۴/ ۲۲۸،۲۲۹)

اس ذات کے نام کے ساتھ (طواف کر رہا ہوں۔ یا شعر کہہ رہا ہوں) جس کے دین کے بغیر کوئی دین نہیں ہے اور اس کے نام کے ساتھ محمد ﷺ جس کے رسول ہیں۔ اے کفار کے بچو اس کا راستہ چھوڑ دو۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبد اصفانے ان کو حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحٰق نے ان کو سلیمان بن حرب نے (ح)۔

دورانِ طواف رمل کرنا

اور ہمیں خبر دی ابوعلی رودباری نے وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی مُسَدَّد نے ان کو حدیث بیان کی حماد بن زید نے ایوب سے اس نے سعید بن جبیر سے ان کو حدیث بیان کی ابن عباسؓ نے وہ کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ مکہ میں تشریف لائے اس وقت ان کو یثرب کے بخار نے کمزور کر رکھا تھا۔ مشرکین نے کہا۔ بیشک تمہارے پاس وہ لوگ آرہے ہیں جن کو بخار نے کمزور کر رکھا ہے۔ اور وہ اس بخار سے تکلیف اٹھا چکے ہیں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو ان کی بات سے مطلع کر دیا۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ نے انہیں حکم دیا کہ وہ (دوران طواف) مونڈھے ہلا ہلا کر چلیں ہاں مگر آخری

تین چکر میں نہ ہلائیں۔اور یہ کہ وہ دو رکعتوں کے درمیان پیدل چلیں۔ چنانچہ مشرکین نے ان کو جب کندھے ہلا ہلا کر چلتے دیکھا تو کہنے لگے کیا یہ وہی ہیں جن کے بارے تم نے کہا تھا کہ بخار نے ان کو کمزور کردیا ہے یہ ہم لوگوں سے بھی زیادہ مضبوط ہیں۔حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کو (طواف) کی تمام باریوں میں کندھے ہلانے کا حکم نہیں دیا تھا مگر ان پر ترس کھانے کے لئے۔

یہ الفاظ مسدد کی روایت کے ہیں۔اور سلیمان کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب تشریف لائے۔مگر اس میں یہ مذکور نہیں۔ کہ وہ اس بخار سے شر اور تکلیف سے دوچار ہو چکے تھے۔اور یہ بھی مذکور نہیں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے حضور اکرم ﷺ کو ان کی بات سے مطلع کردیا تھا۔البتہ اس نے یہ کہا ہے کہ مشرکین مسلمانوں کو دیکھنے کے لیے حجر اسود کے قریب بیٹھ گئے تھے۔لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ طواف کی تین باریوں میں کندھے ہلائیں اور جب رکن یمانی اور رکن شامی کے درمیان آئیں تو آرام سے چلیں۔اور اس نے یہ بھی کہا ہے۔کہ تمام باریوں میں رمل کرنے کا حکم آپ نے ان کو شفقت کے پیش نظر نہ دیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سلیمان بن حرب سے۔ (بخاری۔کتاب الحج۔حدیث ۱۶۰۲۔فتح الباری ۳/۴۶۹،۴۷۰)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابو ربیع سے اس نے حماد سے۔ (مسلم۔کتاب الحج۔حدیث ۲۴۰۲ ص ۹۲۳)

(۵) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو اسماعیل بن اسحٰق نے ان کو حجاج بن منہال نے ان کو حماد بن سلمہ نے ایوب سے اس نے سعید بن جبیر سے اس نے ابن عباس سے یہ کہ قریش نے کہا بیشک محمد ﷺ اور ان کے اصحاب کو یثرب کے بخار نے کمزور کردیا ہے۔جب رسول اللہ ﷺ اگلے سال آئے جس سال عمرہ کیا تھا تو آپ نے اپنے اصحاب سے کہا بیت اللہ کی طواف کرتے ہوئے تین چکروں میں رمل کرو (مونڈھے ہلا ہلا کر چلو تا کہ آپ لوگوں کی قوت کا اظہار ہو سکے) تا کہ مشرکین تمہاری قوت دیکھیں جب انہوں نے رمل کیا تو قریش نے کہا کہ بخار نے ان کو کمزور نہیں کیا ہے۔ (نسائی۔کتاب المغازی۔ابوداؤد ۲/۱۷۸)

(۶) ہمیں خبر دی علی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد نے ان کو اسماعیل بن اسحٰق نے ان کو حجاج بن منہال نے ان کو حماد بن سلمہ نے ابو عاصم غنوی نے ابو طفیل سے وہ کہتے ہیں میں نے ابن عباس سے کہا تیری قوم گمان کرتی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کرتے ہوئے رمل کیا تھا اور یہ سنت ہے۔انہوں نے بتایا کہ انہوں نے کچھ سچ کہا ہے اور کچھ جھوٹ کہا ہے میں نے پوچھا کہ انہوں نے کیا سچ کہا ہے؟ اور کیا جھوٹ کہا۔انہوں نے بتایا کہ ان لوگوں نے یہ سچ کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے رمل کیا تھا (مونڈھے ہلائے تھے) اور جھوٹ بولا ہے کہ سنت ہے سنت نہیں ہے۔بیشک قریش نے حدیبیہ کے زمانے میں کہا تھا چھوڑ و محمد کو اس کے اصحاب کو حتی کہ مر جائیں گے جیسے نغف جراثیم سے جانور مر جاتے ہیں (مراد ہے وبائی بخار سے) کہتے ہیں کہ جب قریش نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس بات پر صلح کرلی کہ وہ آئندہ سال آئیں اور مکے میں تین دن اقامت کریں لہٰذا رسول اللہ ﷺ اگلے سال آئے اور مشرکین پہلے سے بک بک کررہے تھے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اپنے اصحاب سے کہ بیت اللہ کے طواف کے وقت رمل کرو لیکن سنت نہیں ہے (ح)۔

(ابوداؤد۔کتاب المناسک۔حدیث ۸۸۵ ص ۲/۱۷۷،۱۷۸)

(۷) اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو الفضل بن ابراہیم نے ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو محمد بن مثنی نے ان کو یزید بن ہارون نے ان کو خبر دی جریری نے ابو طفیل سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا ابن عباس سے کہ تیری قوم والے یہ خیال کرتے ہیں کہ تحقیق رمل کیا تھا اور وہ سنت ہے۔انہوں نے بتایا کہ انہوں نے سچ بھی کہا ہے اور جھوٹ بھی۔کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا انہوں نے کیا سچ کہا ہے اور کیا

جھوٹ کہا ہے؟انہوں نے بتایا کہ رسول اللہ ﷺ آئے تو مشرکین بک بک کر رہے تھے اور اھلِ مکہ انتہائی حسد کرنے والے لوگ تھے وہ آپس میں باتیں کرنے لگے کہ اصحاب رسول انتہائی کمزور ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ دکھاؤ ان کو اپنی طرف سے وہ کیفیت جس کو وہ ناپسند کرتے ہیں لہٰذا رسول اللہ ﷺ رمل کیا تھا تا کہ مشرکین کو اپنی قوت دکھائیں اور اپنے اصحاب کی یہ سنت نہیں ہے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مثنی سے۔ (مسلم۔کتاب الحج۔حدیث ۲۳۷ ص ۹۲۲)

تحقیق رمل شروع سے باقی رہ گیا ہے طواف قدوم میں اگر چہ اس کی علت اور سبب ختم ہو گیا ہے تحقیق حضرت جابر بن عبداللہ نے نبی کریم ﷺ کے حج کی صفت کیفیت بیان کرتے ہوئے حکایت کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ اور اصحاب نے رمل کیا عمرۂ جعرانہ میں۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بشر بن موسیٰ نے ان کو خبر دی حمیدی نے ان کو سفیان نے ان کو اسماعیل ابوحامد نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ بن ابواوفیٰ سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ عمرہ کیا تھا ہم لوگ حضور اکرم ﷺ کو چھپائے مکے کے لڑکوں سے کہ ان کو ایذا نہ پہنچائیں۔سفیان نے کہا کہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ واقعہ عمرۃ القضاء کا ہے۔اسماعیل کہتے ہیں کہ ابن ابواوفیٰ نے ہمیں وہ چوٹ دکھائی تو جوان کو نبی کریم ﷺ کے ساتھ ہوتے ہوئے حنین والے دن لگی تھی۔علی بن عبداللہ سے اس نے سفیان سے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں۔ (بخاری۔کتاب المغازی۔حدیث ۴۲۵۵۔فتح الباری ۷/ ۵۰۸۔کتاب الحج۔حدیث ۱۶۰۰۔ فتح الباری ۳/ ۴۶۷)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اصفہانی نے ان کو حدیث بیان کی حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے ان کو علی بن عمر نے ان کو عبداللہ بن محمد عقیل نے سعید بن مسیب سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضاء میں عمرے کے احکامات ادا کر چکے تو آپ ﷺ بیت اللہ میں داخل ہوئے آپ ﷺ دوپہر تک بیت اللہ کے اندر رہے حتیٰ کہ بلال نے کعبے کی چھت کے اوپر اذان کہی رسول اللہ ﷺ نے ان کو اس بات کا حکم دیا تھا۔بس عکرمہ بن ابوجہل نے کہا البتہ تحقیق اللہ نے ابوالحکم کو عزت دی ہے (مراد ہے ابوجہل ہے) پس حیثیت سے کہ اس نے نہیں سنا اس غلام سے جو کچھ یہ کہہ رہا ہے اور صفوان بن اُمیہ نے کہا۔

اَلحَمدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَذهَبَ اَبِی قَبلَ اَن یَریٰ هٰذَا

اس اللہ کا شکر ہے جو میرے باپ کو یہ منظر دیکھنے سے پہلے ہی یہاں سے لے گیا ہے۔

اور خالد بن اُسید نے کہا۔

الحمدُ للّٰہ الذی امان ابی فلم یشھد ھذالیوم حین یقوم بلال بن ام بلال ینھق فوق الکعبۃ

اس اللہ کا شکر ہے جس نے میرے باپ کو پہلے ہی موت دے دی،اور اس نے آج کا دن نہیں دیکھا جب بلال ام بلال کا بیٹا کعبے کے اوپر زور زور سے چیخ رہا ہے

(یَنھقُ بِلَال کالفظ اس نے استعمال کیا جو انتہائی توہین کالفظ ہے نعوذ باللہ یہ گدھے کی آواز کو کہتے ہیں) بہرحال سہیل بن عمرو اور اس کے ساتھ جو لوگ تھے انہوں نے جب اس اذان کو سنا تو انہوں نے اپنا چہرہ ڈھانپ لیا تھا۔میں کہتا ہوں کہ تحقیق اللہ نے ان میں سے اکثر کو بعد میں مشرف بہ اسلام کر دیا تھا۔ (مغازی للواقدی ۲/ ۷۳۷، ۷۳۸۔تاریخ ابن کثیر ۴/ ۲۳۲)

☆☆☆

باب ۱۳۷

رسول اللہ ﷺ کا اس سفر (عمرۃ القضاء) میں

میمونہ بنت حارث رضی اللہ عنہا کے ساتھ شادی کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے وہ دونوں کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے امان بن صالح نے اور عبداللہ بن ابونجیح نے عطاء سے اور مجاہد سے اس نے ابن عباس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا تھا میمونہ بنت حارث کے ساتھ اسی عمرے کے اسی سفر میں اور حضور اکرم ﷺ کے ساتھ میمونہ کو عباس بن عبدالمطلب نے بیاہ دیا تھا (یعنی نکاح کر دیا تھا) حضور اکرم ﷺ مکے میں تین دن ٹھہرے رہے تھے۔ اس کے بعد حویطب بن عبدالعزیٰ بن ابوقیس بن عبدوُدّ قریش کی ایک جماعت کے ساتھ حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا تھا۔ قریش نے حضور اکرم ﷺ کو مکے سے نکالنے کی اس کی ذمہ داری لگائی تھی۔ انہوں نے حضور اکرم ﷺ کے پاس آ کر کہا کہ آپ کی مدت پوری ہوگئی ہے لہٰذا آپ ہمارے ہاں سے چلے جائیں حضور اکرم ﷺ نے ان سے کہا کہ۔

اگر تم لوگ مجھے چھوڑ دو تو بات یہ ہے کہ میں تمہارے درمیان شادی کر چکا ہوں ہم لوگ تمہارے لیے کھانے کا انتظام کریں گے تم لوگ ہماری دعوت میں شرکت کرو۔ ان لوگوں نے کہا کہ ہم لوگوں کو آپ کے کھانے کی ضرورت نہیں ہے پس آپ لوگ یہاں سے چلے جائیں چنانچہ رسول اللہ ﷺ (حسب معاہدہ) مکہ چھوڑ کر نکل گئے۔ اور اپنے غلام ابورافع کو سیدہ میمونہ کو ساتھ لے کر آنے کے لیے پیچھے چھوڑ گئے تھے۔ وہ ان کو ساتھ لے کر مقام سَرِف میں ان کے پاس پہنچ گئے تھے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اپنی اس زوجہ کے ساتھ شب رفاقت وہیں مقام سرف میں منائی یعنی وہاں حق زوجیت ادا کیا۔ (سیرت ابن ہشام جلد ۳ صفحہ ۳۲۱۔۳۲۲ پر ہے)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر احمد بن سلیمان فقیہ نے ان کو اسحاق بن حسن عربی نے ان کو ابوسلمہ موسیٰ بن اسماعیل نے ان کو وُھیب نے ان کو ایوب نے عکرمہ سے اس نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ سے میمونہ کا نکاح کیا تھا حالانکہ وہ اس وقت حالت احرام میں تھے۔ اور جب ان کے ساتھ صحبت کی تھی تو اس وقت بغیر احرام کے تھے میمونہ (بعد میں) مقام سرف میں ہی فوت ہوئی تھیں۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۵۸۔ فتح الباری ۷/۵۰۹)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے اس حدیث کا شاہد لایا گیا ہے محمد بن اسحٰق بن یسار کی روایت کے ساتھ۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین بن داؤد علوی نے رحمۃ اللہ علیہ۔ ان کو خبر دی ابوحامد شرقی نے ان کو محمد بن یحییٰ ذُھلی نے ان کو عبدالرزاق نے وہ کہتے ہیں کہ مجھ سے کہا نوری نے تم اہلِ مدینہ کی بات کی طرف توجہ نہ دینا مجھے خبر دی ہے عمرو نے ابوشعثاء سے اس نے ابن عباس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے نکاح کیا حالانکہ وہ مُحرم تھے (حالت احرام میں) ابوعبداللہ نے کہا کہ میں نے عبدالرزاق سے کہا کہ کیا سفیان نے دونوں حدیثیں اکٹھے ابوشعثاء سے روایت کی میں نے اس ابن عباس سے اور ابن خثیم سے اس نے سعید بن جبیر سے اس نے ابن عباس سے؟ اس نے کہا کہ جی ہاں بہرحال حدیث ابن خثیم تو یہاں پر یعنی یمن میں انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی بہرحال حدیث عمرو اس نے وہ ہمیں حدیث بیان کی تھی وہاں پر یعنی مکے میں۔

بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حدیث عمرو بن دینار سے۔ (بخاری کتاب الصید۔ باب تزوج المحرم۔ مسلم کتاب النکاح باب تحریم نکاح المحرم و کراھۃ خطبتہ ص۱۰۳۱)

تحقیق مخالفت کی ابن عباس کی ان کے ماسوا نے نبی کریم ﷺ کے حالت احرام میں نکاح کرنے کے بارے میں۔

(۴)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوعبداللہ اسحٰق بن محمد بن یوسف سوس نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ابو احمد محمد بن عوف سفیان طائی نے ان کو ابوالمغیرہ نے عبدالقدوس بن حجاج سے ان کو روزاعی سے ان کو عطا بن ابورباح سے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے سیدہ میمونہ سے نکاح کیا تو وہ مُحرم تھے وہ یعنی حالت احرام میں تھے۔ کہتے ہیں سعید بن مسیب نے کہا ابن عباس نے (یہی کہا ہے) اگر چہ وہ ان کی خالہ تھیں مگر حقیقت اس طرح ہے کہ نہیں تَزَوَّجَ اور نکاح کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کے ساتھ مگر بعد اس کے جب آپ احرام سے باہر آ چکے تھے۔ (بخاری۔ کتاب الصید باب تزویج المحرم۔ فتح الباری ۵/۵۱)

(۵)　ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے ان کو عبدالرحمٰن بن حمدان بن مرزبان جلاّب نے ہمدان میں ان کو ابوحاتم راراز ی نے اور ابراہیم بن نصر نے ان کو حجاج بن منہال نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعلی رود باری نے ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے ان کو ابوداؤد نے ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے ان کو حماد بن سلمہ نے حبیب بن شھید سے اس نے میمونہ بن مہران سے اس نے یزید رحم سے اس نے سیدہ میمونہ سے وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے نکاح کیا تھا (شادی کی تھی) اس وقت ہم دونوں بغیر احرام کی حالت میں تھے اور مقام سرف میں تھے۔ اور حجاج کی ایک روایت میں ہے کہ سَرِف میں تھے اور ہم احرام میں نہیں تھے۔ نیز اس کو ابوفزارہ نے بھی روایت کیا ہے یزید رحم سے اس نے میمونہؓ اور ایسی طریق سے اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں۔ (مسلم۔ کتاب النکاح۔ حدیث ۴۸ ص۱۰۳۲)

(۶)　اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ اصفہانی نے واھد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسماعیل بن اسحٰق قاضی نے ان کو سلیمان بن حرب نے ان کو حماد بن زید نے ان کو مطر الوراق نے ربیعہ بن عبدالرحمٰن سے اس نے سلیمان بن یسار سے اس نے ابورافع سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سیدہ میمونہ کے ساتھ بیاہ کیا تو اس وقت وہ احرام سے باہر تھے یعنی بغیر احرام کے تھے اور جب ان کے ساتھ آپ نے صحبت کی تو اس وقت بھی حالت احرام میں نہیں تھے۔ اور میں دونوں کے درمیان قاصد تھا۔ پیغام دینے والا نمائندہ تھا۔

(۷)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ثقہ نے سعید بن مسیب سے کہ اس نے کہا عبداللہ بن عباس یہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکے میں داخل ہوئے تھے تو اس وقت حلال ہونا (یعنی احرام سے باہر ہونا) اور نکاح اکٹھے تھے چنانچہ یہ بات لوگوں میں شبہ کا باعث بن گئی۔

(نوٹ : اس باب میں مذکورہ احادیث میں جو تعارض واختلاف نظر آ رہا ہے اس کی مکمل تشریح اور وجوہات وغیرہ اصل میں محشی کتاب ہذا ڈاکٹر عبدالمعطی قلعی جس کی مفصل تحقیق کے ساتھ مذکور ہیں ہم نے اختصار کے پیش نظر اس تحقیق کو لکھنے سے گریز کیا ہے۔ اہلِ علم وہاں رجوع فرمائیں)۔

☆☆☆

باب ۱۳۸

(سیدہ امامہ بنت حمزہ رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب قرشیہ ہاشمیہ)
کا مکہ مکرمہ سے ان کے پیچھے پیچھے روانہ ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے مرو میں ان کو سعید بن مسعود نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن موسیٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسرائیل نے ابواسحٰق سے اس نے براء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرہ کا ارادہ کیا تھا ذیقعدہ میں مگر اھل مکہ نے انہیں مکہ میں داخل ہونے کے لیے اجازت دینے سے انکار کردیا یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کے ساتھ یہ فیصلہ کیا کہ آپ مکہ میں تین دن قیام کریں گے جب انہوں نے تحریر لکھی تو یوں تحریر بنائی یہ وہ تحریر ہے جس پر یہ فیصلہ کیا محمد رسول اللہ ﷺ تو اھل مکہ نے کہا ہم اس کا اقرار نہیں کرتے اگر ہم یہ جانتے کہ تم اللہ کے رسول ہو تو ہم تمہیں کسی چیز سے نہ روکتے بلکہ آپ محمد بن عبداللہ ہیں۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور میں محمد بن عبداللہ بھی ہوں اے علی لفظ رسول اللہ کو ہٹادو انہوں نے عرض کی اللہ کی قسم میں کبھی بھی اس کو نہیں مٹاؤں گا رسول اللہ ﷺ نے تحریر اپنے ہاتھ لی آپ اچھا لکھ نہیں سکتے تھے پس گویا کہ رسول اللہ ﷺ نے خود لکھا یہ وہ تحریر ہے جس کے مطابق محمد بن عبداللہ نے باہم فیصلہ کیا ہے کہ آپ مکے میں آئندہ ہتھیار لے کر نہیں آئیں گے سوائے تلوار کے وہ بھی نیام میں ہوگی۔ اور اس شرط پر کہ آپ مکے سے کسی ایک آدمی کو بھی ساتھ نہیں لے جائیں گے خواہ وہ خود ہی کیوں نہ جانا چاہیے۔ اور اپنے اصحاب میں سے کسی کو منع نہیں کریں گے اگر وہ مکہ میں اقامت کرنا چاہے۔ پھر جب حضور اکرم ﷺ مکے میں داخل ہوئے تھے۔ اور وقت پورا ہوگیا تو مکے والے حضرت علی رضی اللہ عنہ کے پاس آئے اور بولے کہ آپ اپنے صاحب سے کہیں کہ وہ ہمارے ہاں سے چلے جائیں۔

تحقیق وقت پورا ہو چکا ہے۔ تو رسول اللہ ﷺ چلے گئے ان کے پیچھے پیچھے حضرت حمزہ کی بیٹی بھی چلی گئی تھیں وہ آواز لگا رہی تھی اے چچا جان اے چچا جان حضرت علیؓ نے اس کو اس کے سامنے پکڑ کر لے لیا اور سیدہ فاطمہ سے کہا اسے لے لیجیے سیدہ فاطمہ نے اسے اٹھالیا۔ اس معاملے میں علی اور زید اور جعفر میں جھگڑا ہوگیا حضرت علیؓ نے کہا کہ میں نے اس کو لے لیا ہے یہ میرے چچا کی بیٹی ہے۔ اور جعفر نے کہا بلکہ یہ میرے بھی چچا کی بیٹی ہے اور اس کی خالہ میری بیوی ہے۔ اور زید نے کہا کہ یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کی خالہ کے حق میں فیصلہ فرمادیا۔ اور اس موقع پر یہ تاریخی جملہ ارشاد فرمایا کہ۔ اَلْخَالَۃُ بِمَنْزِلَۃِ الْاُمِّ ۔ خالہ ماں کے قائم مقام ہوتی ہے۔ اور آپ ﷺ نے حضرت علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا تم مجھ سے ہو اور میں تجھ سے ہوں۔ اور جعفر سے کہا آپ شکل وصورت میں اور عادت میں میری مشابہ ہیں اور زید سے فرمایا تم ہمارے بھائی ہو اور ہمارے دوست ہو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۵۱۔ فتح الباری ۷/۴۹۹)

عبداللہ بن موسیٰ سے اور اس کو روایت کیا ہے عبداللہ نے اور دیگر نے اسرائیل سے اس نے ابواسحاق سے اس نے ھانی بن ھانی سے اور ہبیرہ بن مریم نے علی بن ابوطالبؓ سے اس نے ذکر کیا ہے قصہ حمزہ کی بیٹی کا صرف اس کا ماقبل قضیہ ذکر نہیں کیا اور زکریا بن ابوزائدہ نے ابواسحٰق سے اس نے براء سے پورے قضیہ کا قصہ ذکر کیا ہے۔ اس کے بعد ابواسحٰق نے کہا ہے کہ مجھے حدیث ہانی بن ہانی نے اور ھبیرہ بن مریم نے علی بن ابوطالب سے اس نے ذکر کیا ہے قصہ حمزہ کی بیٹی کا میں نے اس کی توثیق کی ہے کتاب السنن میں۔ (السنن الکبریٰ ۸/۶،۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی محمد بن احمد بن اسحٰق نے ان کو حسن بن جہم بن مصلعہ نے ان کو حسین بن فرح ان کو واقدی نے ان کو ابن ابوحبیبہ نے داؤد بن حصین سے اس نے عکرمہ سے اس نے ابن عباس سے یہ کہ عمارۃ بنت حمزہ بن عبدالمطلب اور اس کی ماں سلمیٰ بن عمیس مکے میں رہتی تھیں۔ جب رسول اللہ ﷺ مکے میں آئے تو علی بن ابوطالب نے نبی کریم ﷺ سے اس بارے میں بات کی اور کہا کہ ہم اپنے چچا کی یتیم بیٹی کو مشرکین کے درمیان نہیں چھوڑیں گے لہٰذا نبی کریم ﷺ نے اس کو لے جانے سے منع نہ کیا لہٰذا حضرت علی اس کو لے کر نکلے اور ادھر زید بن حارثہ نے بات کی وہ حضرت حمزہ کے وصیت کیے ہوئے تھے دراصل حضور اکرم ﷺ نے ان دونوں کے درمیان مواخات اور بھائی چارہ قائم کر دیا جس وقت آپ نے مہاجرین کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا اس نے کہا کہ میں اس بچی کو رکھنے کا زیادہ حق دار ہوں کیونکہ یہ میرے بھائی کی بیٹی ہے ادھر جعفر نے جب یہ بات سنی تو اس نے کہا کہ خالہ ماں ہوتی ہے اور میں اس کو رکھنے کا زیادہ حقدار ہوں اس لیے کہ میرے گھر میں اس کی خالہ موجود ہے یعنی اسماء بنت عمیس۔

اور حضرت علی نے کہا کیا میں دیکھ نہیں رہا کہ تم لوگ جھگڑا کر رہے ہو یہ میرے چچا کی بیٹی ہے اور میں اس کو مشرکین کے بیچ سے نکال کر لایا ہوں اور تمہارا اس کے ساتھ کسی بھی طرح تعلق نہیں جڑتا وہ فقط میرا ہے۔ لہٰذا میں اس کے بارے میں تم سب سے زیادہ حقدار ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہوں۔ بہرحال اے زید اللہ اور رسول کا مولی اور اے علی تم میرے بھائی ہو اور میرے ساتھی ہو۔ اور اے جعفر تم تو عادات میں اور صورت میں میرے ساتھ مشابہت رکھتے ہو اور تم اے جعفر زیادہ حقدار ہو اس کے لیے کیونکہ تیرے گھر میں اس کی خالہ ہے۔ کسی عورت کے ساتھ پہلے سے اس کی خالہ کے ہوتے ہوئے نکاح نہیں کیا جا سکتا نہ ہی اس کی پھوپھی کے ہوتے ہوئے۔ لہٰذا حضور اکرم ﷺ نے حضرت جعفر کے لیے اس کا فیصلہ دیا تھا۔ (مغازی للواقدی ۲/ ۷۳۸)

واقدی نے کہا ہے کہ جب حضور اکرم ﷺ نے جعفر کے لیے اس کا فیصلہ فرمادیا تو جعفر اٹھے اور انہوں نے رسول اللہ کے گرد چکر لگایا ایک ٹانگ پر خوشی سے کودنے لگے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ کیا بات ہے اے جعفر؟ البتہ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ نجاشی کی عادت تھی کہ وہ جب کسی سے خوش ہوتا اٹھتا اور اس کے گرد چکر لگاتا تھا پھر نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ تم اس سے نکاح کر لو۔ اس لئے کہ یہ میرے رضائی بھائی کی بیٹی ہے لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کا نکاح سلمہ بن ابوسلمہ کے ساتھ کر دیا تھا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا تم نے اے سلمہ جزا اور بدلہ پالیا ہے (کیونکہ سلمہ وہ تھے جنہوں نے اُم سلمہ کا نکاح رسول اللہ ﷺ سے کر دیا تھا)۔

باب ۱۳۹

سریۂ ابن ابوالعوجاء سُلَمی بنو سُلَیم کی جانب

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن قطان نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے دادا نے ان کو ابراہیم بن منذر نے ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے اس نے ابن شہاب سے وہ کہتے ہیں کہ پھر جہاد کیا ابوالعوجاء نے اور قطان کی ایک روایت میں ہے پھر غزوہ ہے ابن ابوالعوجاء کا سلمی کا کئی لوگوں کی معیت میں حضور اکرم ﷺ نے ان لوگوں کو ارض بنوسلیم کی طرف بھیجا تھا۔ چنانچہ وہ خود بھی اور اس کے ساتھی بھی شہید کر دیئے گئے تھے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی واقدی نے ان کو محمد بن عبداللہ بن مسلم نے زہری سے وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضاء سے واپس لوٹے ذوالحجہ میں واپس لوٹے تھے یہ سے ےہ ہجری تھا آپ نے ابن ابوالعوجاء سلمی کو پچاس آدمیوں کے ساتھ بھیجا یہ بنو سُلیم کی طرف روانہ ہوئے تھے اور بنو سُلیم کا جاسوس بھی ساتھ تھا جب یہ لوگ مدینہ سے جدا ہوئے تو وہ جاسوس اپنی قوم کی طرف نکل گیا اس نے جا کر ان کو خبردار کر دیا اور ان کو ڈرایا لہٰذا ان لوگوں نے بڑی کثیر جماعت جمع کر لی اور جب ابن ابوالعوجاء ان کے پاس آ گیا تو وہ لوگ پہلے سے تیار تھے۔ جب ان کو اصحاب رسول نے دیکھا اور ان کو جمع ہوتے ہوئے دیکھا تو ان لوگوں نے، ان کو اسلام کی دعوت دی انہوں نے مسلمانوں کی کوئی بات نہ سنی بلکہ انہوں نے ان کو تیروں سے بھون ڈالا اور انہوں نے کہا ہمیں اس کی کوئی حاجت نہیں جس کی طرف تم ہمیں دعوت دیتے ہو۔

انہوں نے ان کو ایک ساعت تک تیر مارے اور ان کی ہر طرف سے امداد پہنچ گئی اور ہر طرف سے انہوں نے گھور کر تیز نظر سے دیکھا۔ لوگوں نے شدید قتال کیا یہاں تک کہ ان کے زیادہ تر لوگ شہید ہو گئے اور ان کا امیر بھی شہید ہو گیا ابن ابوالعوجاء زخمی ہو کر مقتولین کے ساتھ۔ پھر روانہ ہوئے حتی کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گئے۔ لہٰذا وہ مدینے میں آ گئے یکم صفر سے ۸ہ ہجری میں۔ (مغازی للواقدی ۷۴۱/۲)

باب ۱۴۰

حضرت عمرو بن العاص رضی اللہ عنہ کے اسلام کا ذکر
اور جو کچھ اس کے لئے نجاشی کی زبان سے ظاہر ہوا
اور دیگر آثارِ صدق رسول فی الرسالت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبدالحمید بن جعفر نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ عمرو بن العاص نے کہا ہے کہ میں اسلام سے کنارہ کش تھا اور اسلام سے بغض رکھتا تھا اسی لیے میں بدر میں مشرکین کے ساتھ حاضر ہوا تھا مگر میں بچ گیا تھا۔ اس کے بعد میں اُحد کی لڑائی میں بھی حاضر ہوا۔ اس کے بعد میں مشرکین کے ساتھ جنگِ خندق میں گیا وہاں بھی میں بچ گیا۔

لہٰذا میں نے دل میں سوچا کہ میں کب تک دیکھتا رہوں گا کہ اللہ محمد کو قریش پر غالب کرتا رہے گا چنانچہ میں اپنے مال کے ساتھ پارٹی کے ساتھ مل گیا اور عام لوگوں سے دور ہو گیا یعنی عام لوگوں سے ملنا چھوڑ دیا جب حدیبیہ کا واقعہ ہوا اور رسول اللہ ﷺ صلح کر کے واپس مدینہ کی طرف لوٹ آئے اور قریش مکہ چلے گئے میں نے یہ کہنا شروع کر دیا کہ اگلے سال محمد ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ مکے میں داخل ہو جائیں گے نہ مکہ منزل ہے نہ طائف منزل ہے (ہمارے لیے) خروج سے بہتر بھی کوئی شئی نہیں ہے میں اس کے بعد اسلام سے اور دور ہو جاؤں گا میں نے یہ رائے قائم کی کہ اگر قریش سارے کے سارے مسلمان بھی ہو گئے تو میں مسلمان نہیں ہوں گا۔

چنانچہ میں مکے گیا میں نے اپنی قوم کے بہت سارے مرد جمع کیے جو میرے والی رائے رکھتے اور میری بات مانتے تھے اور مجھے آگے کرتے تھے جس کام میں، میں ان کی ذمہ داری لگاؤں۔ میں نے ان سے کہا کہ میں تمہارے اندر کیسا آدمی ہوں؟ انہوں نے کہا کہ اب ہمارے اندر صاحب رائے

آدمی ہیں۔اور سردار ہیں،صاحبِ شرف ہیں برکت ویُمن میں برگزیدہ ہونے میں کہتے ہیں کہ میں نے کہا کہ تم لوگ اچھی طرح جانتے ہو کہ میں کسی امر کو اس سے زیادہ منکر اور برانہیں جانتا کہ محمد کا معاملہ تمام امور سے اُونچا ہو جائے۔لہٰذا ایسے حال میں ایک رائے رکھتا ہوں۔ساتھیوں نے پوچھا کہ وہ کیا رائے ہے؟ میں نے بتایا کہ میں یہ چاہتا ہوں کہ ہم لوگ (مکہ چھوڑ دیں) ہم لوگ نجاشی کے پاس (حبشہ میں چلے جائیں اس کے پاس رہتے رہیں اگر محمد ﷺ غالب آ گیا تو ہمیں کیا پرواہ ہوگی ہم نجاشی کے پاس محفوظ رہیں گے) اور اس کے ہاتھ کے نیچے ہوں گے۔لہٰذا یہ بات ہمارے لئے زیادہ پسند ہوگی اس سے کہ ہم محمد کے ہاتھ کے نیچے رہیں۔اور اگر قریش غالب آ گئے تو ہمیں سب ہی پہچانتے ہیں۔ساتھیوں نے کہا کہ یہ رائے تو بہت ہی اچھی ہے۔

کہتے ہیں کہ بس پھر ہم لوگوں نے نجاشی کو دینے کے لئے ہدیے تیار کئے ہماری سرزمین سے جو چیز اس کو ہدیہ کے طور پر سب سے زیادہ محبوب تھی وہ چمڑا تھا۔ہم نے وافر مقدار میں چمڑا جمع کیا پھر ہم لوگ روانہ ہو گئے یہاں تک کہ ہم نجاشی کے دربار میں پہنچ گئے۔بس اللہ کی قسم ہم اس بات سے بہت دل گرفتہ تھے کہ جب نجاشی کے پاس حضور اکرم ﷺ کا نمائندہ عمرو بن امیہ ضمری جا پہنچا رسول اللہ ﷺ نے اس کو بھیجا تھا اپنا خط دے کر کہ نجاشی اُم حبیبہ ابوسفیان کی بیٹی کا نکاح حضور اکرم ﷺ ساتھ کر دیں وہ نجاشی کے پاس داخل ہوا پھر اس کے ہاں سے نکلا میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا یہ ہے عمرو بن امیہ ضمری اگر میں اب کے بار نجاشی کے پاس اس کے دربار میں داخل ہوا تو میں اس سے درخواست کروں گا وہ اس کو میرے حوالے کر دے میں اس کی گردن ماردوں گا (قتل کر دوں گا) جب میں ایسا کر لوں گا تو میں ایسا کر کے قریش کو خوش کر لوں گا۔اور میں قریش کی طرف سے ان کا کام کر دوں گا جب میں محمد کے قاصد کو قتل کر دوں گا۔

چنانچہ میں نجاشی کے دربار میں داخل ہوا اور میں نے اس کو سجدہ کیا جیسے میں کیا کرتا تھا۔اس نے کہا خوش آمدید ہے میرے دوست کو کیا تم اپنے شہروں سے میرے لئے کوئی ہدیہ لے کر آئے ہو میں نے بتایا کہ اے بادشاہ سلامت میں نے اس کے لیے کثیر مقدار میں چمڑا ہدیہ کیا ہے اس کے بعد میں نے وہ ہدیہ اس کے قریب کیا اسے وہ خوب پسند آیا اس میں سے کچھ چیزیں اس نے اپنے وزیروں میں تقسیم کر دیں۔اور تمام چیزوں کو اس نے سراہا،اور اس نے دوسرے مقام پر منتقل کر دیا اور حکم دیا کہ لکھ لیا جائے اس کو محفوظ کر دیا جائے۔جب میں نے نجاشی کو خوش دیکھا تو (یہ موقع غنیمت سمجھ کر) کہا اے بادشاہ سلامت۔

میں نے کہا تحقیق میں نے ایک آدمی یہاں پر دیکھا ہے جو آپ کے ہاں سے نکلا ہے وہ ہمارے دشمن کا نمائندہ ہے۔اس نے ہمیں تباہ کر دیا ہے اور ہمارے اشراف کو اس نے قتل کر دیا ہے اور ہمارے برگزیدہ لوگوں کو۔آپ یہ ہمیں دے دیں میں اس کو قتل کر دوں گا چنانچہ وہ ناراض ہو گیا اس نے ہاتھ اُٹھایا اور اس نے میری ناک پر کس کے مارا ایسا مارا کہ میں سمجھا کہ ناک توڑ دی ہے اس سے میرے کپڑوں پر سارا خون ہو گیا مجھے ذلت اس قدر ہوئی کہ اگر میرے لئے زمین پھٹ جاتی تو میں اس کے اندر چلا جاتا اس کے خوف سے۔

اس کے بعد میں نے منت سماجت کی اے بادشاہ سلامت اگر میں یہ گمان کر سکتا کہ آپ میری بات کا برا مان جائیں گے تو میں آپ سے یہ سوال نہ کرتا۔کہتے ہیں کہ اس نے شرم دلاتے ہوئے کہا اے عمرو تم مجھ سے یہ مطالبہ کرتے ہو کہ میں تمہیں اس شخص کا نمائندہ پکڑ کر دے دوں جس کے پاس ایسا ناموس اکبر آتا ہے جو موسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا اور جو عیسیٰ علیہ السلام کے پاس آیا کرتا تھا اور تم اس کو قتل کر دو؟ عمرو بن العاص کہتے ہیں (نجاشی کی اس ڈانٹ نے میرے) دل کی دنیا بدل دی جس کیفیت پر میں تھا۔اور میں نے اپنے دل میں سوچا کہ (دیکھو) عرب اور عجم نے اس حق کو پہچان لیا ہے اور تو (اے عمرو) ابھی تک اس حق کا مخالف ہے میں نے پوچھا کیا آپ اس بات کی شہادت دیتے ہیں اے بادشاہ سلامت اس نے بتایا کہ جی ہاں میں اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے ہاں بھی شہادت دوں گا اے عمرو آپ میری بات مان کر اس (رسول) کی اتباع کر لیں۔اللہ کی قسم وہ حق پر ہے۔اور وہ اپنے مخالفین پر غالب ہو جائیں گے۔جیسے موسیٰ علیہ السلام فرعون پر اور اس کے لشکر پر غالب آ گئے تھے۔

میں نے پوچھا کیا آپ مجھے مسلمان کریں گے اس نے بتایا کہ جی ہاں چنانچہ اس نے ہاتھ پھیلا دیا اور اس نے اسلام پر مجھے بیعت کرلیا اس کے بعد اس نے ایک تھال منگوایا اور میرا خون دھلایا اور مجھے دوسرے کپڑے پہنائے کیونکہ میرے وہ کپڑے خون سے لت پت ہو چکے تھے میں نے وہ پھینک دیئے۔اس کے بعد میں اپنے ساتھیوں کے پاس گیا انہوں نے جب میرے جسم پر دوسرے نجاشی کے کپڑے دیکھے تو وہ خوش ہو گئے اس بات سے اور بولے کیا آپ نے بادشاہ سے اپنا مطلب حاصل کرلیا ہے جو آپ چاہتے تھے؟ میں نے (ان کو سیدھی بات نہ بتائی) بلکہ یوں کہہ دیا کہ میں نے نہ پسند کیا ہے کہ میں پہلی ملاقات میں ان سے اپنے مطلب کی بات کروں بلکہ میں نے سوچا ہے میں ان کے پاس دوبارہ اس بات کے لئے آؤں گا انہوں نے کہا کہ یہ آپ کی رائے بہتر ہے۔پس پھر ان سے علیحدہ ہو گیا (بہانہ کر کے) جیسے کہ میں قضاء حاجت کے لئے یا کسی ضرورت کے لئے جا رہا ہوں۔

چنانچہ میں کشتیوں کے مقام کی طرف پہنچ گیا میں نے ایک کشتی کو پالیا جو بھر چکی تھی اور روانہ ہو رہی تھی میں بھی ان کے ساتھ سوار ہو گیا انہوں نے اس کو چلا دیا یہاں تک کہ وہ لوگ مقام شعیبہ پر پہنچ گئے (یعنی سمندر کے کنارے یمن کے راستے پر) میں کشتی سے نکل گیا میرے پاس خرچہ تھا یعنی رقم تھی میں نے ایک اُونٹ خرید کیا اور سوار ہو کر مدینہ کی طرف روانہ ہو گیا۔میں روانہ ہو کر مقام مَرُّ الظهران پر پہنچا پھر میں چلا حتی کہ جب میں مقام ھداۃ پر پہنچا تو میں نے دیکھا کہ دو آدمی مجھ سے آگے آگے گئے ہیں۔زیادہ دور نہیں تھے۔مطلب یہ کہ انہوں نے پڑاؤ کیا ہوا ہے۔ ایک خیمے کے اندر ہے اور دوسرا کھڑا ہے اس نے دونوں کی سواریوں کو روک رکھا ہے۔میں نے دیکھا وہ خالد بن ولید تھے۔ میں نے اس سے کہا اے ابو سلیمان ہے؟ اس نے بتایا کہ جی ہاں۔میں نے پوچھا کہ آپ کہاں کا ارادہ رکھتے ہیں؟ اس نے بتایا کہ محمد ﷺ کے پاس جانے کا۔لوگ اسلام میں داخل ہو گئے ہیں کوئی بھی باقی نہیں رہا جس کے ساتھ کوئی مزہ ہو۔

اللہ کی قسم اگر میں ٹھہرا رہوں گا تو وہ ہماری گردنوں سے پکڑ لیں گے جیسے گوہ اپنے بل میں سے گردن سے پکڑ لی جاتی ہے۔میں نے کہا اور میں بھی اللہ کی قسم محمد ﷺ کے پاس جانے کا ارادہ رکھتا ہوں میں مسلمان ہونا چاہتا ہوں۔چنانچہ عثمان بن طلحہ نکل آئے اس نے مجھے مرحبا کہا۔ لہٰذا ہم سب اسی منزل پر اُتر پڑے اس کے بعد ہم نے سفر میں آپس میں رفاقت کرلی یہاں تک کہ ہم مدینہ میں پہنچ گئے۔میں ایک آدمی کی بات نہیں بھولوں گا جو ہمیں بیر ابوعنبہ پر ملا تھا وہ چیخ رہا تھا یا رباح یا رباح۔ہم نے اس کے قول کے ساتھ فال پکڑی ہم چل پڑے اور اس نے ہماری طرف دیکھا۔ میں نے سنا وہ کہہ رہا ہے تحقیق اہل مکہ نے ان دونوں کے بعد قیادت دے دی ہے۔میں نے گمان کیا کہ اس کی مراد میں ہوں اور خالد بن ولید ہے۔ اس کے بعد وہ پیٹھ پھیر کر واپس مسجد کی طرف چلا گیا جلدی جلدی میں نے گمان کیا اس نے رسول اللہ ﷺ کو جا کر ہماری آمد کی خوشخبری سنائی۔ لہٰذا وہی ہوا جو کچھ میں نے گمان کیا تھا۔ہم لوگوں نے حَرّہ میں اُونٹ بٹھائے اور ہم نے اچھے لباس پہنے اتنے میں عصر کی اذان ہو گئی۔پس ہم چلے یہاں تک کہ ہم حضور ﷺ کے سامنے حاضر ہو گئے (ہمیں دیکھ کر خوشی سے) رسول اللہ ﷺ کا چہرہ دمک اٹھا۔

مسلمان آپ کے گرد بیٹھے تھے وہ ہمارے مسلمان ہونے پر بہت خوش ہوئے۔خالد بن ولید آگے بڑھے اور انہوں نے حضور اکرم ﷺ سے اسلام کی بیعت کی۔اس کے بعد عثمان بن طلحہ بڑھے انہوں نے بھی بیعت اسلام کی۔اس کے بعد میں آگے بڑھا اللہ کی قسم آپ ﷺ سچے تھے میں آپ کے آگے تو جا کر بیٹھ گیا مگر میں حضور اکرم ﷺ سے شرم وحیاء کی وجہ سے ان کے سامنے اپنی نگاہیں نہیں اٹھا سکا تھا میں نے ان سے بیعت کی۔ اس شرط کے ساتھ کہ میرے سابقہ سارے گناہ معاف ہو جائیں گے۔اور بعد میں گناہ نہیں ہو سکیں گے۔حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ بیشک اسلام مٹا دیتا ہے ان گناہوں کو جو اس سے قبل ہوتے ہیں۔اور ہجرت بھی سابقہ گناہوں کو مٹا دیتی ہے اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے کسی کو بھی میرے اور خالد بن ولید کے برابر قرار نہیں دیا کسی بھی امر میں جس امر کے آپ کو پریشان کیا ہو۔جب سے ہم مسلمان ہوئے البتہ تحقیق ہم لوگ حضرت ابوبکر صدیق ﷺ کے نزدیک اس مقام پر تھے اور میں عمر کے نزدیک اس حال پر تھا اور عمر خالد پر مثل سرزنش کرنے والے تھے عبدالمجید بن جعفر۔کہتے ہیں کہ میں نے یہ حدیث ذکر کی تھی یزید بن ابو حبیب سے اس نے کہا مجھے خبر دی راشد مولیٰ حبیب بن ابو اویس ثقفی نے حبیب سے اس نے عمرو سے اسی کی مثل۔

عبدالحمید کہتے ہیں کہ میں نے یزید سے کہا تیرے لیے وقت نہیں بیان کیا گیا کہ عمرو اور خالد کب آئے تھے۔ اس نے کہا کہ نہیں سوائے اس کے کہ اس نے کہا تھا کہ فتح مکہ سے قبل میں نے کہا کہ بیشک میرے والد نے مجھے خبر دی ہے کہ عمرو اور خالد اور عثمان بن طلحہ مدینے میں آئے تھے صفر کے چاند میں سنہ ۸ ہجری میں۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۴۱، ۷۴۵۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۲۳۶)

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے۔ ان دونوں نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحق سے۔ ان کو حدیث بیان کی یزید بن ابوحبیب نے راشد مولیٰ حبیب سے اس نے حبیب بن ابواولیس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن العاص نے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ جنگ خندق سے واپس لوٹے تھے تو میں نے قریش کے مردوں کو جمع کیا اور میں نے ان سے کہا اللہ کی قسم میں دیکھ رہا ہوں کہ محمد کا معاملہ بڑے طریقے سے اُوپر کو چڑھتا جارہا ہے اللہ کی قسم کوئی شئی اس کے آگے قائم نہیں رہ سکے گی۔ اور میں اس بارے ایک رائے رکھتا ہوں مگر مجھے نہیں معلوم کہ تمہاری اس بارے میں کیا رائے ہوگی۔

جوانوں نے پوچھا کہ ان کی کیا رائے ہے میں نے بتایا کہ ہم لوگ نجاشی کے ساتھ مل جائیں یا یہاں سے کنارہ کش ہوجائیں۔ اگر ہماری قوم کامیاب ہوگئی تو ہم لوگ معروف لوگ ہم بھی ان کے پاس واپس لوٹ آئیں گے۔ اور اگر ان پر محمد غالب آگئے تو ہم لوگ پہلے ہی نجاشی کے ہاتھ کے نیچے ہوں گے۔ ہمیں یہ بات زیادہ محبوب ہوگی اس سے کہ ہم محمد کے ماتحت ہوں۔ قریشی جوانوں نے کہا کہ صلاح تو بہت اچھی ہے میں نے کہا کہ پھر دیر کس بات کی ہے نجاشی کو دینے کے لئے کچھ ہدیے خرید کرو (پھر چلیں) ہماری سرزمین سے ان کے لئے چمڑے کی مصنوعات زیادہ پسند کی جاتی تھی۔ ہم نے کثیر مقدار میں وہ جمع کیا او۔ ہم لوگ روانہ ہوگئے ہم جب وہاں پہنچے تو ہمیں اس کے پاس عمرو بن امیہ ضمری بھی نظر آگئے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کو اپنا نمائندہ بنا کر بھیجا ہوا تھا نجاشی کے پاس جعفر اور اس کے ساتھیوں کے معاملے میں۔ تو میں نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ یہ شخص محمد ﷺ کا نمائندہ ہے اگر میں ہدایا نجاشی کو دے دوں تو اس کے بعد میں نے ان سے کہوں گا کہ وہ اس شخص کو میرے حوالے کردیں میں اس کو قتل کردوں گا۔ جب میں اس کو قتل کردوں گا اور مکے قریش کو پتہ چلے گا تو وہ کہیں گے کہ ابن العاص نے ہمارا کام کردیا ہے ہماری طرف سے کہ محمد کے نمائندے کو قتل کردیا ہے۔ چنانچہ جب میں نجاشی کے پاس پہنچا اس نے کہا مرحبا اھلاً و سھلاً خوش آمدید ہو میرے دوست (عمرو بن العاص) کو کیا تحفہ لائے ہو میرے لیے میں نے بتایا کہ جی ہاں لایا ہوں اور میں نے ہدیے اس کے آگے پیش کردیے۔ جب اس کو ہدیے اچھے لگے اور وہ ان کو لے چکا تو میں نے کہا اے بادشاہ سلامت۔ میں نے یہاں پر محمد کے نمائندے کو دیکھا ہے جو آپ کے پاس داخل ہوا ہے۔ محمد وہ شخص ہے جس نے ہم لوگوں کو ہلاک برباد کررکھا ہے اس نے ہمارے شرفاء کو اور چوٹی کے لوگوں کو قتل کیا ہے آپ اس کا نمائندہ مجھے دے دیں میں اس کو قتل کروں گا۔ یہ سنتے ہی نجاشی شدید غضب میں آگیا اس قدر کہ شاید اس قدر غصہ اس کو کبھی نہ آیا ہو جب سے اللہ نے اس کو پیدا کیا تھا۔ اس کے بعد اس نے ہاتھ اٹھایا اور میری (عمرو بن العاص کی) ناک پر ایک کس کے مکہ رسید کیا جس سے مجھے اندازہ ہوا کہ میری ناک ٹوٹ گئی ہے۔ میں نے دل میں کہا کہ کاش کہ زمین پھٹ جائے اور میں اس کے اندر چلا جاؤں۔

میں نے کہا بادشاہ سلامت مجھ سے غلطی ہوگئی ہے اگر مجھے معلوم ہوتا کہ آپ میری بات کا برا مان جائیں گے تو میں کبھی نہ کہتا۔ اگلے لمحے نجاشی بولا تم مجھ سے یہ مانگتے ہو کہ میں اس ہستی کا قاصد قتل کرنے کے لئے تمہارے حوالے کردوں جس کے پاس ناموس اکبر آتا ہے؟ میں نے عرض کی اے بادشاہ سلامت کیا واقعی یہ بات اسی طرح حقیقت ہے۔ اس نے بتایا اور کہا جی ہاں یہی بات ہے اے عمرو ہلاک ہوجائے میں تیرا خیر خواہ ہوں تم اس شخص کی اتباع کرو اور مسلمان ہوجاؤ۔ اللہ کی قسم وہ شخص اپنے مخالفین پر ضرور غالب آجائے گا اور اس کے ساتھی بھی جیسے موسیٰ علیہ السلام فرعون پر اور اس کے لشکروں پر غالب آگیا تھا۔ میں نے کہا اے بادشاہ سلامت آپ مجھ سے بیعت لے لیں اس کے لیے اسلام پر۔ نجاشی نے کہا

اچھا ٹھیک ہے۔ اس نے ہاتھ لمبا کیا میں نے اس کے ہاتھ پر رسول اللہ ﷺ کے لیے اسلام پر بیعت کی اس کے بعد اپنے ساتھیوں کی طرف گیا اب میری رائے بدل چکی تھی انہوں نے پوچھا کہ پیچھے کیا کیفیت ہے میں نے بتایا کہ خیر ہے جب شام ہوئی تو میں اپنی سواری پر بیٹھ کر واپس چلا آیا ان کو وہاں چھوڑ کر۔

اللہ کی قسم بیشک میں البتہ جھک گیا جب میں خالد بن ولید سے ملا میں نے اس سے پوچھا کہاں جا رہے ہو اے ابو سلیمان؟ اس نے بتایا اللہ کی قسم میں مسلمان ہونے کے لیے جا رہا ہوں اللہ کی قسم اب معاملہ واضح ہو کر کھل کر سامنے آگیا ہے جس میں دوبارہ شک اور التباس نہیں آئے گا۔ بیشک یہ شخص (محمد ﷺ) نبی ہے مجھے اس بارے میں اب کوئی شک نہیں ہے۔ میں نے بتایا کہ میں بھی اللہ کی قسم مسلمان ہونے کے لئے ہی آیا ہوں۔ چنانچہ ہم رسول اللہ کے پاس مدینے میں پہنچ گئے خالد بن ولید آگے بڑھے اور انہوں نے بیعت کی پھر میں آگے بڑھا میں کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس کے ساتھ اس شرط پر بیعت کروں گا کہ میرے پہلے والے سارے گناہ معاف ہو جائیں اور بعد والوں کا میں نے ذکر نہیں کیا۔ حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے فرمایا اے عمرو تم بیعت کرو، بیشک اسلام ان تمام گناہوں کو مٹا دیتا ہے جو اس سے پہلے ہوتے ہیں اور ہجرت مٹا دیتی ہے سابقہ گناہوں کو جو اس سے قبل ہوتے ہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۲۲۴،۲۲۷)

باب ۱۴۱

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے مسلمان ہونے کا تذکرہ

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو عبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے ان کو یحییٰ بن مغیرہ بن عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اپنے والد سے وہ حدیث بیان کرتے تھے خالد بن ولید سے کہ وہ فرماتے تھے کہ جب اللہ نے میرے ساتھ خیر کا ارادہ کر دیا تو اس نے میرے دل میں اسلام ڈال دیا (یعنی اسلام کی سمجھ اور اس کی محبت ڈال دی) اور میری ہدایت کا سامان کر دیا۔ میں کہتا ہوں کہ میں ان تمام مقامات پر محمد ﷺ کے خلاف حاضر ہوا تھا جس مقام پر میں گیا میں اس طرح واپس لوٹ آیا کہ میں اپنے دل میں یہ خیال کرتا تھا میں بے فائدہ یہ ساری کوشش کر رہا ہوں اور یہ محمد ﷺ عنقریب غالب آجائیں گے۔ جب حضور اکرم ﷺ حدیبیہ کی طرف روانہ ہوئے تو میں بھی مشرکین کے گھڑ سواروں کے دستے کے ساتھ روانہ ہوا۔ میں حضور اکرم ﷺ کو جا ملا اس وقت جب وہ اپنے اصحاب کے ساتھ مقام عُسفان میں تھے میں ان کے سامنے بالمقابل جا کھڑا ہوا اور اس نے ان کے لیے تعرض کیا۔ انہوں نے اپنے اصحاب کو ظہر کی نماز پڑھائی ہم لوگوں کے آگے اس وقت ہم لوگوں نے چاہا کہ ہم اس پر غارت ڈالدیں (اچانک حملہ کر دیں) مگر ایسا کرنے کی جرأت نہ کر سکے حالانکہ اس میں اختیار اور موقع تھا۔

مگر ہمارے دلوں میں وساوس اور خطرات واقع ہو گئے (جس کی وجہ سے ہم وہ جسارت نہ کر سکے)۔ پھر انہوں نے اپنے اصحاب کو عصر کی نماز پڑھائی اور انہوں نے صلاۃ الخوف پڑھائی اب انہوں نے اپنی حفاظت کا سامان کر لیا تھا۔ میں نے کہا کہ یہ روحی محفوظ ہے۔ چنانچہ ہم لوگ منتشر ہو گئے اس طرح وہ ہمارے گھڑ سوار دستے سے بچ گئے اور میں نے دائیں جانب پکڑی پھر انہوں نے جب حدیبیہ میں قریش کے ساتھ صلح کی اور قریش نے ان کے ساتھ اگلے سال آنے کا معاہدہ کر لیا تو میں نے اپنے دل میں کہا کہ کونسی چیز باقی رہ گئی ہے؟ نجاشی کے ہاں جانے کا بھی کوئی راستہ نہیں رہ گیا ہے اس نے بھی محمد ﷺ کی اتباع کر لی ہے اس لئے تو محمد ﷺ کے اصحاب نجاشی کے ہاں بھی

امن کے ساتھ رہ رہے ہیں۔ میں ہرقل روم کی طرف نکل جاؤں اور میں اپنے کو چھوڑ کر نصرانی ہو جاؤں یا یہودی ہو جاؤں اور میں عجمیوں کے ساتھ جا کر رہوں ان کے پیچھے چلوں باوجود یہ کہ یہ عجیب بات ہے۔ یا پھر اپنے گھر میں رہ جاؤں ان لوگوں کے ساتھ جو باقی رہ جائیں۔ میں اسی اُدھیڑ بن میں لگا ہوا تھا کہ اچانک رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضاء کے لئے مکے میں داخل ہوئے میں قصداً وہاں سے غائب ہو گیا۔ اور میں نے ان کے داخلہ کا مشاہدہ نہ کیا۔ میرے بھائی تھے خالد بن ولید (وہ مسلمان ہو چکے تھے) وہ اس دن عمرۃ القضاء میں حضور اکرم کے ساتھ داخل ہوئے تھے۔ انہوں نے مجھے تلاش کیا مگر مجھے انہوں نے نہ پایا۔ واپس جا کر انہوں نے مجھے خط لکھا۔ اس میں لکھا ہوا تھا :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اما بعد! میں نے اس سے بڑی تعجب اور حسرت کی بات نہیں دیکھی۔ آپ کی رائے اسلام سے چلی گئی ہے (یعنی ہٹ گئی ہے) اور تمہاری عقل نے تمہیں روک رکھا ہے اور اسلام جیسی چیز سے بھی کوئی بھی جاہل رہ سکتا ہے؟ تحقیق رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے پوچھا ہے تیرے بارے میں۔ فرمایا کہ خالد کہاں ہے میں نے ان کو بتا دیا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو لے آئے گا۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اس کے جیسا بندہ اسلام سے جاہل نہیں رہتا۔ اگر خالد نے اپنی شکست کو اور اپنے مغلوب ہونے کو اور اس کی طرف سے مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کو مشرکین کے خلاف (بات کو رکاوٹ سمجھا ہوا ہے تو بات البتہ تحقیق مقدم کیا ہے ہم اس کو اس کے مامور پر۔ لہٰذا اے بھائی جان آپ تلافی مافات کر لیں۔ آپ سے بہت اچھے اچھے مواقع ضائع ہو گئے ہیں۔

جب میرے بھائی کا یہ خط میرے پاس پہنچا تو میں روانگی کے خوشی سے تیار ہو گیا۔ اس خط نے میری اسلام میں رغبت میں اضافہ کر دیا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خوشی آ گئی اور اطمینان آ گیا۔

نیز میں نے خواب میں دیکھا گویا کہ میں تنگ شہروں میں ہوں جن میں قحط پڑا ہوا ہے۔ لہٰذا میں وہاں سے ایسے شہروں کی طرف نکل گیا ہوں جو ہرے بھرے ہیں اور کشادہ ہیں۔ میں نے سوچا کہ یہ خواب سچا ہوگا۔ جب ہم لوگ مدینے میں پہنچ گئے تو میں نے سوچا کہ میں اس کو حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے سامنے رکھوں گا۔ چنانچہ میں نے ان سے یہ خواب ذکر کیا انہوں نے بتایا کہ اس سے مراد یہی تیری آمد مراد ہے جو اس نے آپ کو اسلام کی ہدایت دی ہے۔ تنگی سے مراد وہ مرض ہے جس کے اندر آپ مبتلا تھے۔ جب میں نے روانگی کا ارادہ پکا کر لیا پر رسول اللہ ﷺ کی طرف تو میں نے سوچا کہ میں کس کے ساتھ جاؤں محمد ﷺ کے پاس۔ چنانچہ میں صفوان بن رمیہ سے ملا میں نے اس سے کہا اے ابو وھب کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہم لوگ جس کیفیت سے آج کل ہم دوچار ہیں۔ جب کہ حقیقت یہ ہے کہ ہم داڑھوں کی مثل ہیں۔ اور تحقیق محمد ﷺ عرب اور عجم پر چھا گئے ہیں اگر ہم لوگ محمد ﷺ کے پاس چلے جائیں اور جا کر ان کی اتباع کر لیں تو (ہمارے حق میں بہتر ہوگا اس لیے کہ) محمد ﷺ کی عزت رفعت ہماری عزت اور ہماری ہی عظمت ہوتی ہے۔ مگر (بدقسمتی سے) اس نے شدید انکار کر دیا اور مجھے کہنے لگے کہ اگر میرے سوا کوئی بھی باقی نہ رہے (صرف میں ہی اکیلا رہ جاؤں) تو میں کبھی بھی ان کی اتباع نہیں کر پاؤں گا۔

لہٰذا وہ اور ہم ایک دوسرے سے جدا ہو گئے۔ اور میں نے دل میں سوچا کہ یہ وہ آدمی ہے جس کا بھائی مارا گیا ہے باپ مارا گیا ہے بدر کے اندر (اس لئے یہ نہیں مان رہا)۔ لہٰذا میں عکرمہ بن ابوجہل سے جا کر ملا میں نے اس سے وہی بات کہی جو میں نے صفوان بن اُمیہ سے کہی تھی۔ اس نے مجھ سے اس طرح بات کی جس طرح اس نے صفوان سے کہی تھی یعنی کہ اس نے شدید انکار کیا حضور اکرم ﷺ کے پاس جانے سے۔ میں نے اس سے کہا اچھا یہ بات چھپا لو کسی سے بھی ذکر نہ کیجیو میں نے جو کچھ کہا ہے۔ اس نے کہا کہ نہیں کروں گا۔ لہٰذا میں اپنے گھر کی طرف نکل گیا میں نے گھر والوں سے کہا کہ میری سواری نکالو میں عثمان بن طلحہ سے مل کر آتا ہوں میں نے سوچا کہ وہ میرا دوست ہے اگر میں اس سے ذکر کروں جو آرزو رکھتا ہوں (تو وہ تیار ہو جائیں گے)۔ اس کے بعد مجھے بات یاد آئی کہ اس کے آباؤ اجداد بھی تو قتل ہو گئے تھے۔ لہٰذا اس نے یہ سوچ کر پسند نہ کیا کہ میں ان سے ذکر کروں۔ پھر میں نے سوچا کہ مجھ پر کوئی (لازم تو نہیں ہے کسی کو ساتھ لینا) بس میں خود ہی ابھی اسی وقت روانہ ہو جاتا ہوں۔

پھر میں نے اس سے ذکر کر ہی دیا کہ اب مرضی ہے اس کی۔ میں نے کہا کہ ہم بمنزلہ لومڑی کے ہیں جو اپنے بل میں چھپی ہوئی ہوتی ہے۔ اگر اس کے اندر پانی کے ڈول انڈیل دے جائیں تو وہ نکل آتی ہے اور میں نے ان سے وہی کچھ کہا جو میں نے اپنے پہلے والے دو ساتھیوں سے کہا تھا۔ اس نے میری بات ماننے میں دیر نہ کی بلکہ جلدی جلدی بات مان لی۔ اور آپ نے کہا کہ میں نے آج صبح ہی یہ سوچا تھا اور میں چاہتا ہوں کہ میں کل صبح ہی چل پڑوں میری سواری وادی فخہ میں بیٹھائی ہوئی ہے۔ چنانچہ میں تیار ہو گیا اور میں اور وہ دونوں نے مقام یاجج میں جمع ہونے کا وعدہ کر لیا اگر وہ پہلے پہنچ گئے تو وہاں ٹھہر جائیں گے اور اگر میں پہلے پہنچ گیا تو میں ان کا انتظار کروں گا۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے سحر کے وقت ہونے کا انتظار کیا۔

ابھی فجر طلوع نہیں ہوئی تھی کہ ہم مقام یاجج میں ایک دوسرے سے مل گئے۔ ہم علی الصبح روانہ ہوئے یہاں تک کہ ہم مقام ہداۃ تک پہنچ گئے۔ ہم نے عمرو بن العاص کو وہاں پالیا اس نے کہا خوش آمدید ہو تم لوگوں کو ہم نے کہا تمہیں بھی ہو۔ اس نے پوچھا کہ کہاں کی تیاری ہے تمہاری؟ ہم نے کہا پہلے بتائیں آپ کہاں جا رہے ہیں۔ اس نے پوچھا نہیں تم بتاؤ تمہیں کس بات نے نکالا ہے؟ ہم نے یا کہ اسلام میں داخل ہونے کی غرض نے اور محمد ﷺ کی اتباع نے۔ اس نے بتایا کہ یہی چیز ہے جس نے مجھے بھی نکالا ہے۔ کہتے ہیں کہ پھر تو ہم سب ساتھی بن گئے حتیٰ کہ ہم مدینے میں داخل ہو گئے ہم نے حرہ کے بالائی کی طرف اپنے اونٹ بٹھائے۔ اور ادھر رسول اللہ ﷺ کو ہماری آمد کی اطلاع ہو گئی حضور اکرم ﷺ اس اطلاع سے خوش ہوئے۔ چنانچہ میں نے عمدہ کپڑے پہنے اس کے بعد میں نے رسول اللہ ﷺ کی طرف حاضری کا قصد کیا۔

پہلے مجھے میرا بھائی ملا۔ اس نے کہا جلدی کیجئے حضور اکرم ﷺ کو آپ کے بارے اطلاع دی گئی ہے اور آپ خوش ہوئے ہیں تیری آمد پر اور وہ تیرا انتظار کر رہے ہیں لہٰذا ہماری رفتار تیز ہو گئی۔ میں نے حضور اکرم ﷺ کو دیکھا آپ میری طرف دیکھ کر مسلسل مسکرا رہے تھے حتیٰ کہ میں آپ کے سامنے جا کھڑا ہوا۔ میں نے حضور اکرم ﷺ پر سلام کیا یا نبی اللہ کیسے ہیں۔ آپ نے خوشی سے اور چمکتے چہرے کے ساتھ مجھے سلام کا جواب دیا میں نے کہا:

انّی اشهد ان لااله الا الله انك رسول الله

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

الحمد لله الذی هداك ۔ اللہ کا شکر ہے جس نے آپ کو ہدایت عطا کی۔

میں آپ کو عقلمند سمجھتا تھا میں امید کرتا تھا کہ آپ کی عقل آپ کو خیر اور بھلائی تک پہنچائے گی۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ تحقیق میں نے دیکھا ہے کتنے مواقع ایسے تھے جن پر میں حق کے ساتھ معاندانہ رویہ اختیار کرتا رہا آپ اللہ سے دعا کریں مجھے معاف کر دے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اسلام سابقہ گناہ معاف کر دیتا ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اسی امید پر تو میں آیا ہوں۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

اللهم اغفر لخالد بن ولید ۔ اے اللہ خالد بن ولید کی ہر غلطی معاف کر دے۔

جہاں کہیں بھی وہ تیرے راستے کی رکاوٹ بنتا ہے۔ خالد کہتے ہیں کہ عمرو بن العاص اور عثمان بن طلحہ آگے بڑھے دونوں نے رسول اللہ ﷺ سے بیعت کی اور ہماری یہ آمد ماہ صفر ۸ ھ ہجری میں ہوئی۔ اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ جب سے میں مسلمان ہوا ہوں آپ نے اپنے اصحاب میں سے کسی کو بھی میرے برابر نہ ٹھہرایا جہاں کہیں آپ مشکل میں مبتلا ہوئے۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۴۶، ۷۴۸۔ البدایة والنھایة ۴/۲۳۹)

☆☆☆

باب ۱۴۲

سریۂ شجاع بن وہب اسدی رضی اللہ عنہ
واقدی کے خیال کے مطابق

ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی محمد بن احمد بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے ان کو ابن سبرہ نے اسحٰق بن عبداللہ بن ابوخروہ سے اس نے عمر بن حکیم سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے شجاع بن وہب کو چوبیس آدمیوں کے ساتھ قبیلہ ہوزن کی جماعت کی طرف بھیجا تھا اور ان کو ان پر غارت ڈالنے کا حکم دیا تھا یہ لوگ روانہ ہوئے رات کو سفر کرتے تھے اور دن کو چھپ جاتے تھے۔ حتیٰ کہ انہوں نے صبح کو جا کر ان پر غارت ڈالی۔ اور آپ ﷺ نے پہلے ہی اپنے اصحاب کو یہ ہدایت کی تھی کہ وہ دشمن کی تلاش وتعاقب میں زیادہ امعان اور گہرائی سے کام نہ لیں۔

چنانچہ انہوں نے بہت سارے مال مویشی حاصل کئے اور بکریاں بھی چنانچہ وہ ان سب کو ہانک کر لے آئے حتیٰ کہ مدینے میں آ گئے ان کو جو حصے ملے اس مال میں سے ان میں ہر آدمی کو پندرہ پندرہ اُونٹ حصے میں ملے تھے اور بکریوں میں سے بیس بکریوں کو ایک اونٹ کے برابر قرار دیا تھا اس سریہ پر جانے والی جماعت پندرہ راتیں غائب رہی یعنی مصروف جہاد رہی تھی۔

ابن سبرۃ نے کہا ہے کہ میں نے یہ حدیث بیان کی تھی محمد بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان کو اس نے کہا کہ نہیں (راویوں نے جھوٹ بولا ہے) اس حاضری میں ان کو عورتیں بھی ہاتھ لگیں تھیں جنہیں وہ ہانک کر لے آئے تھے ان میں ایک زیادہ خوبصورت لڑکی بھی تھی جسے وہ مدینے میں لے آئے تھے۔ اس کے بعد ان لوگوں کا وفد مسلمانوں کے پاس آ رہا تھا ان لوگوں نے رسول اللہ ﷺ سے قیدیوں کے بارے میں بات کی تھی للہٰذا نبی کریم ﷺ نے اس بارے میں شجاع سے اور اس کے ساتھیوں سے بات کی ان عورتوں کے واپس کرنے کے بارے میں انہوں نے وہ عورتیں واپس کر دیں اور رسول اللہ ﷺ نے پھر وہ اپنے اصحاب کے حوالے کر دیں۔

ابن سبرۃ نے کہا ہے کہ میں نے انصار کے ایک بزرگ کو اس بارے میں خبر دی پس اس نے کہا کہ بہرحال جہاں تک خوبصورت لڑکی کا تعلق ہے تو اس کو تو شجاع بن وہب نے قیمتاً اپنے لئے لے لیا تھا ان سے اور اس کو استعمال بھی کیا تھا۔ جب وفد آیا تو (حضور اکرم ﷺ نے یا شجاع نے) اس لڑکی کو اختیار دیا تھا اور اس نے شجاع بن وہب کے پاس رہنے کو پسند کیا تھا۔ اور وہ شجاع بن وھب جنگ یمامہ والے دن شہید کر دیے گئے تھے اور اس وقت وہ خاتون اس کے پاس تھی جب کہ شجاع کی اس میں سے کوئی اولاد نہیں ہوئی تھی۔

(مغازی للواقدی ۲/۷۵۳-۷۵۴)

☆☆☆

باب ۱۴۳

نجد کی جانب ایک اور سریہ

ان میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ بھی تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ مزکی نے وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ربیع بن سلیمان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے شافعی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے مالک نے نافع سے اس نے ابن عمر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ (جہادی وفد) بھیجا ان میں حضرت عبداللہ بن عمر بھی تھے۔ نجد کی طرف گئے تھے۔ چنانچہ یہ لوگ بہت سارے اُونٹ غنیمت میں لائے تھے اور اس قدر کہ ان میں سے تقسیم کے وقت ہر ایک کے حصے میں بارہ بارہ اُونٹ یا گیارہ گیارہ اُونٹ آئے تھے۔ اس کے بعد ایک ایک اُونٹ مزید بھی انہیں دیا گیا تھا۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث مالک سے۔ (بخاری۔ کتاب فرض الخمس۔ مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۳۵۔ موطا مالک۔ حدیث ۱۵ ص ۴۵۰)

(۲) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوالولید نے ان کو موسیٰ بن سہل نے ان کو محمد بن رُمح نے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن مسلمہ نے ان کو قتیبہ بن سعید نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ہے لیث بن سعد نے نافع سے اس نے حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ کہ رسول اللہ نے نجد کی جانب سریہ (یعنی جہادی لشکر) بھیجا ان میں عبداللہ بن عمر بھی تھے۔ (جب وہ کامیاب آئے) تو ان کے مال غنیمت کے حصے میں بارہ بارہ اُونٹ تھے۔ اس کے بعد انہیں ایک ایک اُونٹ اضافی بھی دیئے گئے تھے رسول اللہ ﷺ نے اسے تبدیل نہیں کیا تھا۔۔۔۔۔۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ نے اور محمد بن رمح سے۔

(۳) اور ہمیں خبر دی ہے ابوعلی رود باری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن درسہ نے وہ کہتے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مسدد نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو یحییٰ نے عبداللہ سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے نافع نے عبداللہ سے وہ فرماتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک سریہ میں بھیجا تھا ہمارے حصے میں بارہ عدد اُونٹ آئے تھے اس کے بعد ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک ایک اُونٹ اضافی بھی دیا تھا۔ اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں زہیر بن حرب وغیرہ سے اس نے یحییٰ بن سعید قطان سے گویا کہ انہوں نے ارادہ کیا تھا اپنے اس قول سے، کہ رسول اللہ ﷺ نے ہمیں بطور نفل واضافہ دیا تھا۔ یعنی ہمیں برقرار رکھا تھا اس پر جو کچھ ہمیں بطور نفل دیا تھا صاحب سریہ نے۔ حالانکہ یہ روایت اس روایت کے موافق ہو جائے جو جماعت روایت کرتی ہے نافع سے۔

(۴) تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابوعلی رودباری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن داسہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ھناد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدہ نے محمد بن اسحٰق سے اس نے نافع سے اس نے ابن عمر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نجد کی جانب سریہ روانہ کیا تھا میں بھی اس سریے کے ساتھ گیا تھا ہم بہت سے مال مویشی لے کر آئے تھے۔ ہمارے امیر نے ہمیں ایک ایک اُونٹ ہر ایک انسان کے لئے بطور نفل دیا تھا پھر ہم جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے تو حضور اکرم ﷺ نے ہمارے درمیان ہماری غنیمتیں تقسیم کی تھیں ہم میں سے ہر آدمی نے بارہ بارہ اُونٹ پائے تھے۔ خمس نکالنے کے بعد ہمارے امیر نے ہمیں جو کچھ دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے ہم سے اس کا کوئی حساب نہیں لیا تھا اور نہ ہی حضور اکرم ﷺ نے اس کے اس فعل پر اسے کوئی عیب لگایا چنانچہ ہم میں سے ہر آدمی کے لئے تیرہ اُونٹ کا حصہ مل گیا تھا۔ نفل کے طور پر دیئے ہوئے کے ساتھ۔

(بخاری۔ کتاب فرض الخمس۔ مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۳۵۔ موطا امام مالک۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۱۵ ص ۴۵۰/۲)

☆☆☆

باب ۱۴۴

سریہ کعب بن عمیر غفاری
قضاعہ کی طرف شام کے اطراف میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ بن بطہ نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے ان کو محمد بن عبداللہ نے زھری سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کعب بن عمیر غفاری کو پندرہ آدمیوں کے ساتھ بھیجا تھا مقام ذات اطلاع کی طرف (ارض شام میں) وہ شام کے ملک میں وہاں جا پہنچے اور انہوں نے وہاں کے لوگوں کی جماعت میں سے ایک بڑی کثیر جماعت پائی ان لوگوں نے ان کو اسلام کی دعوت دی مگر انہوں نے اسلام کی دعوت قبول نہ کی۔ بلکہ انہوں نے ان پر شدید طریقے سے تیروں سے حملہ کر دیا جب اصحاب نبی نے یہ حالت دیکھی تو انہوں نے ان کے ساتھ شدید قتال اور جنگ کی حتیٰ کہ شہید ہو گئے ان میں سے صرف ایک آدمی واپس ہو سکا جو کہ مقتولین میں زخمی پڑا رہ گیا تھا۔

جب رات ہو گئی تو وہ کسی طرح بچ بچا کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا حضور اکرم ﷺ نے ان پر پھر دوبارہ مجاہدین بھیجنے کا قصد کیا مگر آپ کو اطلاع ملی کہ وہ لوگ کسی اور مقام کی طرف چلے گئے ہیں۔ لہٰذا آپ نے ان کو اس حال پر چھوڑ دیا۔

راوی کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ابن سُرہ نے حارث بن فضل سے وہ کہتے ہیں کہ کعب دن میں چھپ جاتے تھے اور رات کو سفر کرتے تھے یہاں تک کہ ان لوگوں کے قریب پہنچ گئے تھے۔ وہاں کے لوگوں کا کوئی جاسوس تھا اس نے ان کو دیکھ لیا تھا اس نے ان کو خبر دے دی تھی۔ ان کے قتل ہونے کی۔ لہٰذا وہ لوگ گھوڑوں پر سوار ہو کر آئے اور آ کر ان لوگوں سے قتال کیا اور ان کو قتل کر گئے۔

(مغازی للواقدی ۷۵۲/۲ تا ۷۵۳)

باب ۱۴۵

غزوۂ مؤتہ کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے
اور وہ امور جن کا ظہور ہوا نبی کریم ﷺ کے اس کے تین امیر بنانے میں پھر اس واقعہ کے بارے میں اس کی خبر آنے سے قبل حضور اکرم ﷺ کے خبر دینے میں جو آثار نبوت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے ان کو محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ بن زبیر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عمرۃ القضاء سے آئے تھے مدینے میں ذوالحجہ میں آپ مدینے میں ٹھہرے رہے یہاں تک کہ آپ نے مؤتہ کی طرف صحابہ کو بھیجا تھا جمادالاولیٰ ۸ھ میں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے امیر بنایا تھا لوگوں پر مؤتہ میں زید بن

حارثہ کو اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اگر زید شہید ہو جائے تو پھر جعفر امیر ہوگا اگر جعفر بھی شہید ہو جائے تو پھر عبداللہ بن رواحہ امیر ہوگا اگر ابن رواحہ بھی شہید ہو جائے تو پھر مسلمان جس آدمی کو پسند کریں اس کو خود امیر بنالیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۲۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۴۱)

لوگوں نے سامان سفر جمع کیا اور روانگی کے لیے تیار ہو گئے تو سب لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے (مقرر کردہ تینوں) امیروں کو الوداع کہا اور ان کو سلام کیا جب عبداللہ بن رواحہ کو رخصت کیا تو وہ رونے لگے اصحاب رسول نے پوچھا کہ اے ابن رواحہ کیوں رو رہے ہو انہوں نے فرمایا کہ خبردار اللہ کی قسم مجھے کوئی دنیا کی محبت نہیں نہ ہی مجھے دنیا سے کوئی عشق ہے بلکہ بات یہ ہے میں نے اللہ کا یہ فرمان سنا ہے وہ فرماتے ہیں:

وَاِنْ مِنكُمْ اِلَّا وَارِدُهَا كَانَ عَلٰى رَبِّكَ حَتْماً مَّقْضِيًّا ۔ (سورۃ مریم : آیت ۷۱)

تم میں سے ہر شخص کو جہنم کے اُوپر آنا ہے یہ تیرے رب کی لازمی فیصلہ شدہ بات ہے۔

میں نہیں جانتا کہ میں امیر ہوتے ہوئے جہنم کے اُوپر وارد ہوں؟ مسلمانوں نے رخصت کرتے ہوئے کہا اللہ تمہارے ساتھ ہو اور وہ تمہیں خیریت کے ساتھ ہمارے پاس واپس لائے اور تمہاری حفاظت فرمائے۔

چنانچہ ابن رواحہ نے اشعار کہے:

لکننی اسئال الرحمن مغفرة　　وضربة ذات فرع تقذف الزبدا

او طعينه بيدى حران مجهزة　　بحربة تنفذ الاحشآء والكبد

حتى يقولوا اذا مرّ علىجدثى　　ارشاد الله من غاز وقد امثال

لیکن میں رحمن سے مغفرت کا سوال کرتا ہوں۔ اور تلوار یا نیزے کی کشادہ ضرب اور جھرٹ کا سوال کرتا ہوں ایسی ضرب اور زخم جس سے جھاگ مارتا خون پھوٹ نکلے۔ یا ایسی تلوار کی ضرب کہ جو انتڑیوں اور جگر کے پار ہو جائے یہاں تک لوگ جب میری قبر سے گزریں تو یوں کہیں اللہ تعالیٰ نے اس کو کامیاب کیا ہے جہاد سے یہ کامیاب ہو گیا ہے۔

پھر عبداللہ بن رواحہ حضور اکرم ﷺ کے پاس آئے آپ نے بھی اسے الوداع کیا۔ پھر عبداللہ نے کہا:

وَثَبَّتَ اللّٰه مااتاهُ من حسن　　تثبت موسى ونصراً كالذى نُصَيرا

انى تفرست فيك الخيرنا فلة　　والله يعلم انى ثابت البصر

انت الرسول فمن يحرم نوافله　　والوجه منه فقل ازوى به القدَر

اللہ نے اس کو جو بھلائی عطا کی ہے اس پر وہ اس کو ثابت قدم رکھے جیسے اس نے موسیٰ علیہ السلام کو ثابت قدم کیا اور اس کی ایسے مدد کی جیسے اس نے اس کی مدد کی تھی بیشک میں نے آپ کے اندر (اے حبیب) اضافی خیر بھانپ لی تھی اللہ جانتا ہے کہ میری بصیرت درست ہے اور پکی ہے۔ آپ رسول برحق ہیں جو شخص اس کی خوبیوں سے محروم رہے اور اس سے منہ موڑے اس کی تقدیر کا محور ہے (یعنی اس کا مقدر خراب ہے)۔

اس کے بعد پھر وہ لوگ روانہ ہوئے یہاں تک کہ وہ مقام معان پر اُتر گئے چنانچہ ان کو خبر ملی کہ ھرقل (روم) مقام مآرب میں اُتر چکا ہے اور اس کے ساتھ ایک لاکھ آدمیوں کا لشکر جرار ہے اور ایک لاکھ عجمیوں کا۔ لہٰذا یہ لوگ دو دن وہاں مُعان میں ٹھہر گئے۔ کہنے لگے کہ ہم کسی کو بھیجتے ہیں اور

---

[1] غزوہ مؤتہ کی تفصیل کے لئے دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۲۲۔ طبقات ابن سعد ۲/۱۲۸۔ بخاری ۵/۱۴۱۔ تاریخ طبری ۳/۲۳۔ انساب الاشراف ۱/۱۶۹۔ بن حزم ۶۱۹۔ عیون الاثر ۱/۱۹۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۴۱۔ سیرۃ شامیہ ۶/۲۲۸۔

رسول اللہ کو اطلاع کرتے ہیں کہ ہمارے دشمن کی تعداد بہت زیادہ ہے (اب موجودہ صورت حال میں) یا تو آپ ہماری مدد بھیجیں یا ہمیں کوئی اور حکم فرمائیں۔ مگر حضرت عبداللہ بن رواحہ نے لوگوں کو شجاعت و بہادری پر ابھارا اور فرمایا کہ اے لوگو بیشک وہ چیز جس کو تم ناپسند کر رہے ہو یہ وہی تو ہے جس کے لئے تم آئے تھے بس اسی کو طلب کرو اسی کو مطلوب و مقصود بناؤ اور وہ ہے شہادت۔ تم لوگ ان لوگوں کے ساتھ نہ تعداد کے ساتھ لڑو گے نہ ہی کثرت کے ساتھ بلکہ ہم تو دشمنوں سے اس چیز کے ساتھ لڑیں گے اللہ نے جس کے ساتھ ہمیں عزت و شرف بخشا ہے (وہ ہے ایمان) دیکھو اگر اللہ نے ہمیں ان پر غالب کر دیا تو بھی کوئی بات نہیں وہ بار ہا ایسا کر چکا ہے۔ اور اگر کوئی دوسری بات ہوگئی تو بھی پریشانی کی کوئی بات نہیں ہے وہ بھی تو شہادت ہے۔ دونوں منزلیں ہمارے لئے بُری نہیں ہیں۔ لوگوں نے جواب دیا اللہ کی قسم سچ کہتا ہے ابن رواحہ۔ لہٰذا اس کے بعد انہوں نے ہمت کا مظاہرہ کیا۔ یہ لوگ تعداد میں تین ہزار تھے حتی کہ یہ لوگ بلقاء کی بستیوں میں سے ایک بستی میں سلطنت روما کی فوجوں سے ٹکرا گئے مقام شراف پر اس کے بعد مسلمان مقام موتہ کی طرف لوٹ گئے یہ احساء کے بالا کی جانب ایک بستی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۲۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن حمدان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو عباس اسفاطی نے ان کو ابن کاسب نے ان کو مغیرہ بن عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن سعید بن ابوھند سے اس نے نافع سے اس نے ابن عمر سے کہ نبی کریم ﷺ سے غزوۂ موتہ میں زید بن حارثہ کو امیر مقرر کیا تھا اور فرمایا تھا کہ اگر زید شہید ہو جائے تو پھر جعفر امیر بن جائے۔ اور اگر جعفر بھی شہید ہو جائے تو عبداللہ بن رواحہ امیر بن جائے حضرت ابن عمر فرماتے ہیں۔ میں اس غزوۂ میں ابن رواحہ کے ساتھ تھا۔ ہم نے ان کی شہادت کے بعد جب ان کے جسم کو چیک کیا تو سامنے سے تیر اور تلوار کے ستر زخم ان کو لگے ہوئے تھے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی عبداللہ محمد بن عبداللہ صفار نے ان کو ابواسماعیل ترمذی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن منذر حزامی نے ان کو مغیرہ بن عبدالرحمٰن نے عبداللہ بن سعید بن ابوھند سے نافع سے اس نے ابن عمر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ موتہ میں زید بن حارثہ کو امیر مقرر کیا تھا اور فرمایا تھا کہ اگر زید قتل ہو جائے تو پھر اس کے بعد جعفر امیر ہوگا اگر جعفر قتل ہو گیا تو اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ امیر ہوگا عبداللہ بن عمر کہتے ہیں کہ میں بھی ان لوگوں کے ساتھ تھا اس غزوہ میں۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو خبر دی الہیثم دوری نے ان کو محمد بن اسماعیل بخاری نے ان کو احمد بن ابوبکر زہری نے ان کو خبر دی مغیرہ بن عبدالرحمٰن نے اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی سند کے ساتھ مذکور کی مثل اور اس نے یہ اضافہ کیا ہے کہ پھر ہم نے جعفر کو تلاش کیا تو ہم نے اس کے جسم پر نوے سے کچھ زیادہ یا کہا تھا کہ ستر سے بھی زیادہ زخم تلوار اور تیروں کے پائے تھے۔

اس کو بخاری صحیح میں اسی طرح نقل کیا ہے اور ایک روایت میں ہے نوے سے کچھ زیادہ اور اسی طرح کیا ہے ابراہیم بن حمزہ نے مغیرہ سے۔
(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۶۱۔ فتح الباری ۷/۵۱۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ربیعہ بن عثمان نے عمر بن حکم اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ لغان میں ممص یہودی آیا تھا وہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کھڑا ہو گیا آپ لوگوں کے ساتھ بیٹھے تھے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا زید بن حارثہ لوگوں کے امیر ہونگے اگر وہ شہید ہو جائے تو پھر جعفر بن ابوطالب امیر ہیں اگر وہ بھی شہید ہو جائیں تو پھر عبداللہ بن رواحہ اگر عبدالرحمٰن قتل ہو جائے (غالباً یہ کتابت کی غلطی ہوئی ہوگی عبداللہ بن رواحہ ہوں گے جیسے سب روایات میں ہے) تو پھر مسلمان اپنی رضا سے کسی کو بھی امیر مقرر کر لیں لہٰذا نعمان نے کہا اے ابوالقاسم اگر آپ نبی ہوتے تو آپ جس کا نام ذکر کرتے قلیل ہوں یا کثیر سب کے سب شہید ہو جاتے بیشک انبیاء بنی اسرائیل جس وقت کسی آدمی کو قوم پر امیر بناتے تھے تو کہتے تھے اگر وہ شہید ہو جائے تو پھر فلانہ اگر وہ ایک سو افراد کا نام لیتے تو وہ سب کے سب شہید ہو جاتے تھے اس کے بعد وہ یہودی کہنے لگا البتہ زید زیادہ پیارا ہے وہ تو محمد کے پاس لوٹ کر کبھی نہیں آئے گا اگر محمد نبی ہوئے تو زید نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ حضور اکرم ﷺ سچے نبی ہیں اور ایسے ہیں جن کی بات پوری ہوئی ہے۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۵۶)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ لوگ چلے گئے مسلمانوں نے ان کی حفاظت کی مسلمانوں نے میمنہ پر بنوعذرہ کے ایک آدمی کو کھڑا کیا اس کو قطبہ بن قتادہ کہتے تھے اور ان کے میسرہ پر انصاری سے ایک آدمی مقرر کیا اس کو عبایہ بن مالک کہتے تھے پس لوگ اس حال میں باہر نکرائے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو واقدی نے ان کو ربیعہ بن عثمان نے مقبری سے اس نے ابوہریرہ سے وہ فرماتے ہیں کہ یہ جنگ مؤتہ میں شریک ہوا تھا کہ جب مشرکین نے ہمیں دیکھا ہم نے انہیں دیکھا وہ اس قدر تھے کہ نہ ان کی تعداد کا کوئی اندازہ ہوسکتا تھا نہ ہی ہتھیاروں کا نہ ہی دنیاوی ساز وسامان کا کراع اور دیباج اور حریر پتلا موٹا ریشم میری آنکھ چمکی چنانچہ ثابت بن اقرم نے مجھ سے کہا۔ کیا ہوا؟ آپ کو اے ابوہریرہ گویا کہ تم بہت بڑی کثیر جماعت اور لشکروں کو دیکھ رہے ہو میں نے کہا کہ جی ہاں اس نے کہا آپ ہمارے ساتھ بدر میں موجود تھے؟ بیشک ہم لوگ وہاں پر کثرت کی وجہ سے مدد نہیں کیے گئے تھے۔ (بلکہ محض اللہ کے فضل وکرم سے اور ایمان سے مدد کئے گئے تھے)۔(مغازی للواقدی ۲/۷۶۰)

(۸) ہمیں خبر دی ابوالعباس نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن اسحٰق نے ان کو محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ سے وہ کہتے ہیں کہ لوگوں نے (جنگ مؤتہ میں) شدید جنگ لڑی یہاں تک زید بن حارثہ شہید ہوگئے اس کے بعد جعفر نے جھنڈا لے لیا اس نے اس کے ساتھ قتال کیا حتی کہ وہ بھی شہید ہوگئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن عباد نے عبداللہ بن زبیر نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے والد نے جو کہ میرے رضاعی باپ تھے وہ نبی مُرہ بن عوف میں سے تھے انہوں نے کہا تھا اللہ کی قسم گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں جعفر بن ابوطالب کی طرف جنگ مؤتہ والے دن جب وہ اپنے کالے چٹے گھوڑے سے اترے تھے اور پہلے انہوں نے اس کا پیر کاٹ ڈالے تھے اس کے بعد خود آگے بڑھے اور خوب قتال کیا حتی کہ شہید ہوگئے۔ ابن اسحٰق نے کہا کہ وہ پہلے شخص تھے اسلام میں جن کے پیر کاٹے گئے تھے۔ وہ کہہ رہے تھے :

یا حبذا الجنة واقتربها ... طيبة باردة سرابها

والروم روم قددنا عذابُها ... عَلىَ ان لاقيتها ضرابها

کتنی پیاری ہے جنت اور اس کا قریب ہونا کتنی پاکیزہ ہے اس کا مشروب کس قدر ٹھنڈا اور پاکیزہ اور ملک روم بھی روم ہے اس کا عذاب قریب ہوچکا ہے اگر میں ان سے ٹکرایا تو مردانہ وار حملہ کروں گا۔

جب جعفر قتل ہوگئے تو عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا اُٹھا لیا تھا۔ (سیرۃ ہشام ۳/۳۲۷)

(۹) ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن بکر بن حزام نے کہ عبداللہ بن رواحہؓ اس وقت یہ کہا تھا :

اقسمت یا نفس لتنزلنه ... طائعة اور لنكرّهِنه

ان انجلب الناس وشد الرنه ... مالى اداك تكرهين الجنة

قد طال ما لقد كنت مطمئنه ... هل انت الا نطفه فى شنّه

اے نفس میں نے قسم کھائی ہے کہ یا تو تو خود بخود میری بات ماننے پر اُتر آ ورنہ تجھے مجبور ہو کر ماننی پڑے گی (جہاد کر کے شہادت پانے والی بات) اگر لوگ خود بخود کھیچ کھیچ کر جا رہے ہیں اور (جانے کے لیے) شدید رو رہے ہیں۔ تجھے کیا ہوا ہے کہ میں دیکھ رہا ہوں تو جنت کو مجبوراً چاہ رہا ہے۔ نیز سکون واطمینان خاصا طویل ہوچکا ہے۔ تمہاری حالت یہ ہے کہ یا تو تم محض ایک آبلہ ہو یا پرانی مشک کی طرح ہو تو جو کبھی بھی پھٹ سکتے ہیں)

اس کے بعد وہ اُترے انہوں نے قتال کیا حتی کہ قتل ہو گئے ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ انہوں نے یہ بھی فرمایا تھا :

یانفس الاتقتلی تموتی ۔۔۔ ھذا حمام الموت قد صلیت

وما تمنت فقل اعطیتی ۔۔۔ ان تفعلی فعلھما ھُدیتِ

وان تاخرت فقد شقیتی

اے میرے دل اے میری روح (میری جان) کیا تم قتال کر کے مرنہیں جاتی۔ یہ دیکھ موت والا کبوتر تیرے برابر میں ہے تم جو چاہو گی وہی تمہیں مل جائے گا۔
اگر تم ان دونوں (جعفر اور زید والا) کام کرو گی تو تمہیں ھدایت رہنمائی اور راستہ مل جائے گا اور اگر تم پیچھے ہٹو گی تو محروم ہو جاؤ گی۔

وہ اشعار میں جعفر اور زید کو مراد لے رہے تھے اس کے بعد وہ گھوڑے سے اُترے جب اُترے تو ان کے پاس ان کے چچا کا بیٹا آیا وہ ایک گوشت سے پُر ہڈی لے آیا اس نے کہا کہ اس کو اپنی کمر سے باندھ لو تمہیں آج سخت مشکل کا سامنا ہوگا (یعنی تھوڑا کھا لیں مابوقت ضرورت) مگر ابن رواحہ نے اس سے وہ لے کر ایک دفعہ منہ کے ساتھ کچھ کاٹ کر کھا لیا اتنے اس نے ایک کونے سے کچھ لوگوں کو کچھ بھنبھناہٹ سنی۔ اور کہنے لگے اس کو ہڈی کو مخاطب کر کے کہ تو دنیا میں رہ (میں جا رہا ہوں) ہاتھ سے اس کو پھینک دیا اور تلوار تھام لی آگے بڑھے اور قتال کیا حتی کہ قتل ہو گئے۔

ابن اسحٰق کہتے ہیں۔ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن جعفر بن زبیر نے عروہ بن زبیر سے وہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد جھنڈا اٹھایا ثابت بن اقرم نے بنو عجلان کے بھائی نے اور اس نے کہا اے مسلمان کی جماعت ایک آدمی پر صلح کر لو یعنی اتفاق کر لو انہوں نے کہا تم اس کے لیے مناسب ہو مگر اس نے کہا کہ نہیں بلکہ کسی اور آدمی پر اتفاق کر لو اور اس کو مقرر کر لو لوگوں نے خالد بن ولید پر اتفاق کیا (باہم صلح کی اور طے کیا) اس نے لوگوں میں جا کر ان کا جائزہ لیا۔ اور بچاؤ کیا دفاع کیا وہ ہٹ گئے اس نے اپنا کردار ادا کیا اور ان سے تعرض نہ کیا گیا۔ اس کے بعد وہ لوگوں کے ساتھ وہاں سے لوٹ آئے۔ (سیرۃ ہشام ۳/۲۲۸)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم جوہری نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مدینہ کی طرف لوٹے تو وہاں پر چھ مہینے مدینے میں ٹھہرے تھے کہ اس کے بعد آپ نے مقام مؤتہ کی طرف لشکر بھیجا اور ان پر زید بن حارثہ کو امیر مقرر کیا اور فرمایا کہ اگر زید شہید ہو جائے تو پھر ان کا امیر جعفر بن ابوطالب ہوگا اگر جعفر شہید ہو جائے تو پھر عبداللہ بن رواحہ ان کا امیر ہوگا۔ وہ لوگ چلے گئے یہاں تک کہ وہ ابن ابوسبرہ غسانی کے ساتھ جا کر ملے مقام مؤتہ پر وہاں تو عرب عیسائیوں اور روم کے عیسائیوں کی جماعات اور لشکر جمع تھے۔ جو سواریاں بٹھا رہے تھے۔ اور مقام مراء میں۔ چنانچہ ابن ابوسبرہ نے مسلمانوں کے آگے قلعہ بند کر لیا۔

تین دن تک اس کے بعد وہ نکلے اور مقام ذرع احمر پر خوب لڑے انہوں نے شدید قتال کیا جھنڈا زید بن حارثہ نے تھامے رکھا وہ شہید ہو گئے اس کے بعد جعفر بن ابوطالب نے لے لیا وہ بھی شہید ہو گئے پھر اس کو عبداللہ رواحہ نے لے لیا وہ بھی شہید ہو گئے۔ اس کے بعد تمام مسلمانوں نے خالد بن ولید مخزومی پر اتفاق کر لیا رسول اللہ ﷺ کے مقرر کردہ امیروں کی شہادت کے بعد۔ اب اللہ نے دشمن کو شکست فاش دی اور مسلمانوں کو غلبہ عطا کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شان بیان کرتے ہوئے فرمایا تھا کہ میرے سامنے جعفر بن ابوطالب گذرے فرشتوں کی جماعت میں وہ فرشتوں کے ساتھ اُڑ رہے تھے (پرواز کر رہے تھے) جیسے وہ پرواز کر رہے تھے اس کو دو پر لگے ہوئے تھے (اس لئے کہ علمبرداری کے دوران ان کے دونوں ہاتھ اُڑا دیئے گئے تھے) کہتے ہیں کہ (راویوں نے گمان کیا ہے کہ واللہ اعلم کہ یعلی بن حذیہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے وہ حضور اکرم ﷺ کو اھل مؤتہ کے بارے میں خبر دینا چاہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں چاہوں تو آپ مجھے خبر دو اور چاہو تو میں آپ کو اہل مؤتہ کے بارے میں بتاتا ہوں۔

اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ ہی مجھے بتائیے کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ان کی پوری پوری خبر دی اور آپ کے سامنے ان کی پوری کیفیت بیان کی یعلی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے آپ نے تو ان کی کہانی کا ایک حرف بھی نہیں چھوڑا بیشک ان کا سارا معاملہ اسی طرح ہے جیسے جیسے آپ نے ذکر کیا ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بیشک اللہ تبارک وتعالیٰ نے میرے لئے زمین کو اُٹھا کر پیش کر دیا تھا یہاں تک کہ میں نے ان کے مقام جنگ کو خود ملاحظہ کیا تھا۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ان کو یعقوب بن سفیان نے ان کو سلیمان بن حرب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسن بن علی محمد بن علی مقبری اسفرائنی نے ان کو حسن بن محمد بن اسحٰق نے ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے ان کو سلیمان بن حرب نے ان کو حماد بن زید نے ایوب بن حمید بن ھلال سے اس نے انس بن مالک سے کہ نبی کریم ﷺ نے موت کی خبر دے دی تھی جعفر بن ابوطالب کی اور زید بن حارثہ کی اور یہ خبر آپ نے ان کی خبر آنے سے پہلے دی تھی حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کو ان کی شہادت کی خبر دے رہے تھے اور ان کی آنکھیں برس رہی تھیں اور یعقوب کی ایک روایت میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے جعفر اور زید کی موت کی خبر دی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سلیمان بن حرب سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۶۲۔ فتح الباری ۵۱۲/۷)

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوعمر محمد بن عبداللہ بسطامی نے ان کو ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ھنجانی نے اور مجھے خبر دی ہے حسن بن سفیان نے ان کو محمد بن حسان نے ان کو حماد بن زید نے ایوب سے اس نے حمید بن ھلال سے اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو جعفر بن ابوطالب کو اور عبداللہ بن رواحہ کو بھیجا تھا اور جھنڈا زید کے حوالے کیا تھا وہ سارے شہید ہوگئے تھے حضرت انس فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کی شہادت کی خبر آنے سے پہلے ہی ان کی موت کی خبر بتادی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے بتایا کہ جھنڈا پہلے زید نے لیا تھا وہ شہید ہوگیا تو جعفر نے لیا تھا وہ شہید ہوگئے عبداللہ بن رواحہ نے لیا وہ بھی شہید ہوگئے تو اس کے بعد جھنڈا لیا ہے اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار خالد بن ولید نے راوی کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ نے لوگوں کو حدیث بتانا شروع کی تو حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے۔ یہ الفاظ بسطامی کی روایت کے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن واقدی سے اس نے حماد بن زید سے۔ (بخاری۔ فتح الباری ۵۱۲/۷)

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوعمر وادیب نے ان کو ابوبکر اسماعیلی نے ان کو فسیع نے ان کو داؤد بن رشید نے ان کو قاسم یعنی ابن زکریا نے ان کو ابوثور ابراہیم بن خالد کلبی نے اور یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن عُلیہ نے ان کو ایوب نے حمید بن ھلال سے اس نے انس بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خطبہ ارشاد فرمایا خطبے میں ارشاد فرمایا کہ جھنڈا زید نے لیا ہوا تھا وہ شہید ہوگیا تو ان کے بعد اس کو جعفر نے لیا وہ بھی شہید ہوگیا تو اس کے بعد اس کو عبداللہ بن رواحہ نے لیا وہ بھی شہید ہوگیا ہے اس کے بعد اسے خالد بن ولید نے لیا ہے بغیر امیر بنائے جانے کے لہٰذا اس کے ہاتھ سے فتح ہوگئی ہے اور کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ یہ خبر بھی دے رہے تھے اور رو بھی رہے تھے آپ کی آنکھوں سے آنسو ٹپک رہے تھے آپ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے اس بات کی خوشی نہیں کہ وہ ہمارے پاس ہوتے۔ یا یوں فرمایا تھا کہ ان لوگوں کو اس بات کی خوشی نہ ہوتی کہ وہ ہمارے پاس ہوتے۔ اس میں ایوب کا شک ہے یہ روایت کے الفاظ فسیع کے ہیں اور دوسرے نے کہا ہے کہ۔ انہیں خوشی نہ ہوتی یا کہا کہ مجھے خوشی نہ ہوتی کہ وہ ہمارے پاس ہوتے یہ کہتے ہوئے حضور اکرم ﷺ کی آنکھیں برس رہی تھیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یعقوب بن ابراہیم دورقی سے۔ (بخاری ۲۹۴/۵)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابونصر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوعمرو بن مطر نے ان کو ابوخلیفہ فضل بن حباب جمحی نے ان کو سلیمان بن حرب نے ان کو اسود بن شیبان نے خالد بن سمیر سے وہ کہتے ہیں کہ ہمارے پاس عبداللہ بن رباح انصاری آئے تھے اور انصاری اس کو فقیہ قرار دیتے تھے (ان کی آمد پر) لوگوں نے ان کے پاس رش لگالیا میں بھی ان لوگوں میں تھا انہوں نے ہم لوگوں کو بتایا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے

ابوقتادہ فارس رسول نے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جیش الامراء روانہ کیا (یعنی جس لشکر کے کئی امیر آپ نے مقرر کر دیے تھے) اور حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم لوگ زید بن حارثہ کو لازم پکڑو یعنی امیر بنالو۔ اگر زید شہید ہو جائے تو پھر جعفر امیر ہوگا جعفر بھی شہید ہو گیا تو پھر عبداللہ بن رواحہ امیر ہوگا۔ جعفر اُٹھ کھڑے ہوئے انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں اس بات کو پسند نہیں کروں گا کہ آپ زید کو میرے اُوپر امیر مقرر کریں مگر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ چلے جائیں کیونکہ آپ نہیں جانتے کہ ان میں سے کونسی بات زید میں بہتر ہے۔ لہٰذا وہ لوگ چلے گئے۔

کچھ دن ہی گذرے تھے کہ رسول اللہ ﷺ ممبر پر چڑھے اور آپ نے حکم دیا نماز کے لئے اعلان کیا گیا الصَّلوٰۃ جامعۃ۔ لہٰذا لوگ رسول اللہ ﷺ کے ہاں جمع ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں تم لوگوں کو تمہارے (جہاد پر جانے والے) لشکر کے بارے میں بتانا چاہتا ہوں وہ لوگ روانہ ہو گئے وہاں پہنچ کر دشمن کے ساتھ دشمن سے ٹکرائے چنانچہ زید قتل ہو کر شہید ہو گئے حضور اکرم ﷺ نے ان کے لیے استغفار کیا۔ پھر جھنڈا جعفر نے لے لیا وہ کفار کے خلاف خوب لڑا حتی کہ وہ بھی قتل ہو کر شہید ہو گیا حضور اکرم ﷺ نے اس کے شہید ہونے کی شہادت دی اور ان کے بھی استغفار کیا اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا لے لیا اس نے بھی اپنے قدم جمائے رکھے حتی کہ وہ بھی قتل ہو کر شہید ہو گیا حضور اکرم ﷺ نے اس کے لیے بھی استغفار کیا۔ اس کے بعد جھنڈا خالد بن ولید نے لے لیا۔ حالانکہ وہ مقرر کردہ امیروں میں سے نہیں تھے۔ اس نے خود ہی امارت وقیادت سنبھال لی تھی (مسلمانوں کے مشکل وقت میں عین میدان جنگ میں)۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

اللّٰھم إنه سَیف من سیُوفِك فَانْت تنصُرُہٗ

اے اللہ خالد تلوار ہے تیری تلواروں میں سے تو ہی اس کی نصرت فرما۔

اس دن سے خالد کا نام سیف اللہ رکھ دیا گیا تھا۔ (المستدرک للحاکم عن ابی ہریرہ وابی سعید)

(۱۵)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحق نے وہ کہتے ہیں کہ جب (جنگ مؤتہ میں) بہت سارے لوگ شہید ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے خبر پہنچی ہے وہ یہ ہے کہ زید بن حارثہ نے جھنڈا اُٹھایا اس کے ساتھ وہ لڑتا رہا یہاں تک کہ وہ شہید ہو گیا اس کے بعد اسے جعفر نے لے لیا اس نے اس کے ساتھ قتال کیا وہ بھی شہید ہو گیا اس کے بعد رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ یہاں تک کہ ان کا چہرہ بدل گیا انہوں نے سمجھ لیا کہ حضور اکرم ﷺ اب عبداللہ بن رواحہ کی شہادت کی خبر دیں گے۔ اتنے میں حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

اس کے بعد اسے عبداللہ بن رواحہ نے بلند کیا اس نے شدید قتال کیا مگر وہ بھی شہید ہو گئے ہیں۔ پھر فرمایا کہ وہ میری طرف اٹھائے گئے ہیں جنت میں (یعنی ان کا منظر میرے سامنے پیش کیا ہے) اس خواب کے اندر کہ وہ سونے کی چار پائیوں اور تختوں پر میں نے عبداللہ بن رواحہ کی چار پائی یا تخت میں نے محسوس کیا کہ وہ ان کے دونوں ساتھیوں کے تختوں سے ہٹی ہوئی ہے اس میں میلانی میں نے پوچھا ہے کہ یہ کیوں ہے مجھے بتایا گیا کہ وہ اس لئے دونوں فوری چلے گئے تھے اور عبداللہ نے تردّد کیا تھا پھر چلا گیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۲۸)

(۱۶)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن بطہ نے ان کو حسن بن جہم ان کو حسین بن فرج ان کو واقدی نے ان کو بکیر بن مسمار نے اور ابن ابوسبرہ نے عمار بن غزیہ سے دونوں میں سے ایک اپنے ساتھی کی روایت پر اضافہ کرتا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب (جنگ مؤتہ میں) مسلمان اور مشرکین باہم ٹکرائے۔ (تو اس دن کی خاص بات یہ تھی کہ) جو امیر تھے لشکر کے وہ اپنے پیروں پر کھڑے ہو کر قتال کر رہے تھے (یعنی سواری پر نہیں تھے) پہلے زید بن حارثہ نے جھنڈا اٹھایا تھا۔ اس نے خود بھی قتال کیا اور مسلمانوں نے بھی اس کے ساتھ مل کر قتال کیا اور مسلمان اپنی اپنی صفوں پر تھے۔ چنانچہ زید بن حارثہ شہید ہو گئے واقدی کہتے ہیں کہ محمد بن کعب قرظی کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے اس شخص نے جو اس دن (جنگ میں) خود موجود تھا۔ اس نے کہا کہ زید شہید نہیں ہوئے تھے مگر نیزوں کے زخموں سے۔

واقدی نے کہا ہے کہ مجھے حدیث بیان کی محمد بن صالح التمار نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبدالجبار بن عمارہ بن غزیہ نے عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے دونوں میں سے ایک نے حدیث میں اپنے ساتھی کے مقابلے میں اضافہ کیا ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ جب جنگ موتہ میں لوگوں کا باہم مقابلہ ہوا۔ (تو مدینے میں) رسول اللہ ممبر پر بیٹھے تو اس وقت حضور کے درمیان اور ملک شام کے درمیان جو حجاب تھے وہ کھول دیے گئے لہٰذا حضور اکرم ﷺ وہاں کی جنگ کے مناظر کو دیکھ رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے (وہ منظر دیکھ کر بتایا) کہ زید بن حارثہ نے جھنڈا اُٹھایا ہے اور اس کے پاس شیطان آیا ہے اس نے ان کی طرف دنیا کی محبت اور زندہ رہنے کی محبت اور مرنے کی کراہت و نفرت پیدا کرنے کی کوشش کی ہے (مگر زید نے) کہا ہے کہ اب جب کہ ایمان مسلمانوں کے دل میں مستحکم ہو چکا ہے وہ (شیطان) میرے دل میں دنیا کی محبت ڈالتا ہے۔ لہٰذا وہ آگے بڑھے اور وہ شہید ہو گئے ہیں لہٰذا رسول اللہ نے ان پر نماز (جنازہ) پڑھائی اور فرمایا کہ اس کے لیے استغفار کرو اور فرمایا کہ وہ دوڑتا ہوا جنت میں چلا گیا ہے۔ (مغازی للواقدی ۷۶۱/۲)

(۱۷)　واقدی نے کہا ہے مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن صالح نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب زید قتل کر دیے گئے تو جھنڈا جعفر بن ابو طالب نے سنبھالا شیطان اس کے پاس آیا اس نے حیات یعنی زندگی کو ان کی طرف محبوب بنا دیا۔ اور موت کو مکروہ اور ناپسندیدہ کر دیا۔ اور اس کو دنیا کی آرزو دلائی انہوں نے کہا کہ (اس وقت یہ کہتے ہو؟) جب کہ مؤمنوں کے دل میں ایمان مستحکم ہو چکا ہے تم مجھے دنیا کی تمنا دلاتے ہو؟ وہ یہ کہتے ہوئے آگے بڑھے حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی اور اس کے لیے دعا فرمائی اور فرمایا کہ تم لوگ بھی اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو بیشک وہ شہید ہے جنت میں داخل ہو چکا ہے۔ وہ جنت میں پرواز کر رہا ہے دو پروں کے ساتھ جو یاقوت سے بنے ہوئے ہیں جنت میں جہاں چاہے (پرواز کرے) فرمایا کہ اس کے بعد عبداللہ بن رواحہ نے جھنڈا تھام لیا وہ بھی شہید کر دیے گئے۔ پھر وہ بھی جنت میں داخل ہو گئے ہیں اعتراض کرتے ہوئے یہ بات انصار پر شاق گذری اور کہا گیا یا رسول اللہ ﷺ اس کا کیا اعتراض تھا انہوں نے کہا کہ جب ان کو زخم لگا تو انہوں نے اپنے نفس کو عتاب کیا پھر خوب شجاعت و بہادری کی لہٰذا شہید کر دیے گئے پھر جنت میں داخل ہو گئے لہٰذا ان کی قوم (یہ سن کر) خوش ہو گئی۔ (مغازی للواقدی ۷۶۲/۲)

(۱۸)　راوی نے اپنی اسناد کے ساتھ کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن حارث بن فضل نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ جب خالد بن ولید نے جھنڈا لے لیا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب گرم ہوئی ہے جنگ (واقدی) کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے عطاف بن خالد نے وہ کہتے ہیں کہ جب ابن رواحہ قتل کر دیے گئے شام کے وقت تو خالد بن ولید نے رات تو گذار لی جب صبح ہوئی تو انہوں نے (مسلمانوں کی صف بندی کی ترتیب بدل دی) انہوں نے فوج کے مقدمہ کو ساقہ بنایا اور ساقہ کو مقدمہ۔

میمنہ کو میسرہ اور میسرہ کو میمنہ بنایا۔ (آگے والوں کو پیچھے کیا اور پیچھے والوں کو آگے) دائیں طرف والوں کو بائیں طرف اور بائیں طرف والوں کو دائیں طرف کیا۔ (خالد بن ولید کی اس جنگی حکمت عملی کہ یہ نتیجہ نکلا کہ) جو کفار و مشرکین کا لشکران کے علمبرداروں کو اور لشکر کی ترتیب کو جان پہچان چکے تھے انہوں نے (یہ اچانک تبدیلی دیکھی) یہ سمجھا کہ مسلمانوں کے پیچھے کوئی بڑی کمک پہنچ گئی ہے۔ لہٰذا وہ مارے خوف کے شکست خوردہ ہو کر بھاگے لہٰذا وہ اس طرح قتل ہوتے چلے گئے جس طرح کہ ان کو بہت بڑا لشکر بھی شاید نہ مار سکتا۔ (مغازی للواقدی ۷۶۴/۲)

(۱۹)　ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے ان کو حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے ام عیسیٰ جرار سے اس نے ام جعفر سے اس نے اپنی دادی اسماء بنت عمیس سے وہ کہتی ہیں کہ جب جعفر بن ابو طالب شہید کر دیے گئے اور اس کے ساتھی بھی۔ تو رسول اللہ ﷺ میرے پاس آئے میں اپنا آٹا گوندھ رہی تھی اور میں نے اپنے بیٹوں کو نہلایا اور ان کو تیل لگایا انہیں صاف ستھرا کیا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ میرے پاس لے آیئے جعفر کے بیٹوں کو میں ان کو حضور اکرم ﷺ کے پاس لے آئی حضور اکرم ﷺ نے ان کو چوما اور حضور اکرم ﷺ کی آنکھوں سے آنسو آ گئے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان۔ آپ کو کس چیز نے رُلایا ہے کیا آپ کو جعفر کی اور اس کے ساتھیوں کی کوئی خبر پہنچ گئی ہے؟ آپ نے فرمایا جی ہاں وہ آج ہی شہید کر دیے گئے ہیں میں چیخ مار کر کھڑی ہو گئی اور عورتیں جمع ہو گئیں پس رسول اللہ ﷺ اپنے گھر والوں کے پاس لوٹ گئے اور ان کو جا کر فرمایا کہ تم جعفر کے بچوں کے بارے میں غافل نہ رہو جا کر ان کے لیے کھانا تیار کرو کیونکہ اس کے گھر والے اسی کے صدمے میں مبتلا ہو گئے ہیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۲۹)

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ میں نے سنا تھا عبداللہ بن ابوبکر سے وہ کہتے ہیں تحقیق میں نے لوگوں کو پالیا تھا مدینے میں جب ان کے ہاں کوئی مرنے والا مر جاتا تو اس دن ان کے پڑوسی ان کے گھرانے کے لیے کھانے کی ضرورت پوری کرتے اور اس کا تکلف کرتے تھے۔ مجھے وہ منظر یاد ہے کہ وہ لوگ چھوٹی چھوٹی روٹیاں تیار کرتے اور گوشت پکواتے اسے ایک تھال میں ڈالا جاتا تھا اس کے بعد اسے اٹھا کر میت والوں کے گھر کے افراد کے پاس لے آتے تھے وہ تو اپنے مرنے والے کو رو رہے ہوتے تھے انہیں تو اسی رونے دھونے سے فرصت ہی نہ ہوتی تھی لہٰذا یہ لوگ (پڑوسی) ان کو کھلاتے تھے بوجہ اس فرمان رسول اللہ کے جو آپ نے اپنے گھر والوں سے فرمایا تھا جس وقت جعفر شہید ہوئے تھے کہ تم لوگ جعفر کے گھر والوں سے غافل نہ ہو ان کے لیے آج کے دن کا کھانا تم تیار کرو۔ اس کے بعد لوگوں نے یہ معمول ترک کر دیا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ابوعبداللہ کے اور قاضی نے حکایت ذکر نہیں کی عبداللہ بن ابوبکر کی اس خبر کے بعد۔

(۲۰) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن احمد بن اسحٰق نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے ان کو محمد بن مسلم نے یحییٰ بن ابو یعلیٰ سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ بن جعفر سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے یاد ہے جب رسول اللہ ﷺ داخل ہوئے تھے میری امی کے پاس اور اسے میرے ابا کی موت کی خبر دی تھی میں ان کی طرف دیکھ رہا تھا وہ میرے سر پر اور میرے بھائی کے سر پر ہاتھ پھیر رہے تھے۔ اور حضور اکرم ﷺ کی آنکھیں مبارک آنسو بہا رہی تھیں (اسقدر آنسو بہہ رہے تھے) کہ آپ کی داڑھی مبارک سے قطرے گر رہے تھے۔

پھر فرمایا تھا: کہ

اللهم ان جعفرا قد قدم اليك الى احسن الثواب فا خلفه في ذريته با حسن ماخلفت اَحَدًا من عبادك في ذريته

اے اللہ بیشک جعفر تیری بارگاہ میں پہنچ گیا ہے بہترین ثواب کی طرف اللہ تو ہی اس کی ذریت و اولاد میں اس کی طرف سے نائب بن جا جیسے کہ اپنے بندوں میں سے کسی کی اولاد میں احسن طریقے پر نائب و خلیفہ بن جاتا ہے۔

اس کے بعد فرمایا۔ اے اسماء کیا میں تمہیں بشارت نہ دے دوں؟ اس نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ بیشک اللہ نے جعفر کو دو پر عطا کر دیئے ہیں۔ جن کے ساتھ وہ جنت میں پرواز کر رہا ہے۔ اسماء نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ یہ بات لوگوں کو بھی بتا دیجئے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ اٹھے اور انہوں نے میرا ہاتھ پکڑا میرے سر پر اپنا ہاتھ پھیرتے رہے پھر آپ ممبر پر چڑھے اور مجھے اپنے آگے نچلے درجہ پر بیٹھا دیا اور غم آپ کے چہرے پر محسوس کیا جا رہا تھا۔ آپ ﷺ نے کلام کرتے ہوئے ارشاد فرمایا۔ بیشک مرد بہت سارے ہوتے ہیں بھائی ہوتے ہیں اور چچا زاد بھی مگر جعفر تحقیق شہید کر دیا گیا ہے اور اس کے دو پر بنا دیے گئے ہیں جن کے ساتھ وہ جنت میں پرواز کر رہے ہیں۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ میرے پاس نیچے اُتر آئے۔ اور اپنے گھر میں چلے گئے اور مجھے بھی اپنے ساتھ لے گئے آپ نے کھانا تیار کرنے کا حکم دیا میرے گھر والوں کے لئے کھانا تیار کیا گیا اور آپ نے میرے بھائی کی طرف پیغام بھیج کر اس کو بلایا لہٰذا ہم نے حضور اکرم ﷺ کے ہاں صبح کا مبارک اور پاکیزہ کھانا کھایا۔ آپ کی خادمہ سلمیٰ نے جو پیس لیے اس کے بعد اس کی بھوسی اُڑا دی پھر اس کو پکایا اور اس کو گھی کے ساتھ تر کیا اور اس پر کالی مرچ ڈالی میں نے اور میرے بھائی نے صبح کا کھانا کھایا حضور اکرم ﷺ کے ساتھ ہم تین دن حضور کے گھر میں رہے ہم حضور کے ساتھ ساتھ

پھرتے رہے جب جب آپ کی بیوی کے گھر میں جاتے اس کے بعد ہم اپنے گھر لوٹ آئے پھر رسول اللہ ﷺ ہمارے پاس آئے میں اپنے بھائی کی بکریوں کو نشانات لگا رہا تھا۔ آپ نے دعا کرائی اے اللہ اس کے لئے اس کی تجارت میں برکت عطا فرما عبداللہ کہتے ہیں کہ اس کے بعد میں نے جو بھی چیز بیچی یا خریدی اس میں برکت ڈال دی گئی۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۶۶۔۷۶۷)

(۲۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوسعید احمد بن یعقوب ثقفی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب نے ان کو محمد بن ابوبکر نے ان کو عمرو بن علی نے اسماعیل بن ابوخالد سے اس نے عامر سے وہ کہتے ہیں حضرت ابن عمر ﷺ جب حضرت جعفر کے بیٹے کو سلام کرتے تھے تو وہ یوں کہتے تھے السلام علیك یا ابن ذالجناحین ۔تم پر سلامتی ہو اے دو پروالے کے بیٹے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن ابوبکر سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب ۵/۹۰۔۹۱)

یہ صحیح ترین روایت ہے ان روایات میں سے جن کو ہم نے اہل معازی سے روایت کیا ہے جناحین کے یعنی دو پروں کے بارے میں۔ اور آئندہ روایت اس کی تائید کرتی ہے۔

(۲۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحق نے آپ کو یوسف بن یعقوب نے ان کو محمد بن ابوبکر نے ان کو عبدالوہاب ثقفی نے وہ کہتے ہیں میں نے سنا یحیٰی بن سعید سے وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی عمرہ نے وہ کہتی ہیں کہ میں نے سنا سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے وہ کہتی ہیں کہ جب حضرت جعفر اور ابن حارثہ اور عبداللہ بن رواحہ کے قتل کی خبر آئی رسول اللہ ﷺ مسجد میں بیٹھے غم مخزن آپ کے چہرے سے نمایاں تھا سیدہ عائشہ فرماتی ہیں۔ میں دروازے کے شگاف سے دیکھ رہی تھی حضور اکرم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اور عرض کی یارسول اللہ بیشک جعفر کے گھر کی عورتیں۔ (یعنی اس کا جزع فزع کرنا) اور ان کا رونا ذکر کیا حضور اکرم ﷺ نے اس بندے سے کہا کہ وہ آپ کو منع کرے وہ آدمی منع کرنے کے لئے گیا پھر واپس لوٹ آیا اور کہا کہ یارسول اللہ ﷺ۔

اللہ کی قسم میں نے ان کو منع کیا ہے مگر وہ میری بات نہیں مان رہیں۔ دوبارہ آپ نے اُسے فرمایا کہ وہ ان کو جا کر منع کرے وہ دوبارہ گیا پھر واپس آ کر بتایا کہ اس نے بتایا اللہ کی قسم وہ نہیں رکتیں بلکہ وہ ہم پر بھی غالب آگئی ہیں میرا گمان ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں ان کے منہ میں مٹی پھینکتا ہوں۔ سیدہ عائشہ کہتی ہیں۔ اللہ تیری ناک خاک آلود کرے تم اس آدمی کا ارادہ کر رہی ہو اس چیز کے بارے میں جو تم خود کرتی ہے اور آپ نے رسول اللہ کو بھی نہیں چھوڑا تکلیف پہنچائی۔

(۲۳) ہمیں خبر دی ہے ابوعمرو ادیب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر اسماعیلی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے حسن بن سفیان نے ان کو محمد بن مثنیٰ نے ان کو عبدالوھاب ثقفی نے اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ مذکورہ روایت کی مثل مگر مسجد کا ذکر نہیں کیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں محمد بن مثنیٰ سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۲۹)

(۲۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعاس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے اسماعیل بن ابوخالد نے قیس بن ابوحازم سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا خالد بن ولید سے وہ کہتے ہیں کہ جنگ مؤتہ والے دن میرے ہاتھ سے نو تلواریں ٹوٹی تھیں بس باقی نہیں رہی تھی میرے ہاتھ میں مگر صحیفہ یمانیہ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں دو طریقوں سے اسماعیل سے۔ (فتح الباری ۷/۵۱۵)

(۲۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے ان کو سفیان بن بلال نے ان کو عبداللہ بن محمد بن عقیل نے جابر بن عبداللہ سے وہ کہتے ہیں وہاں پر (جنگ مؤتہ میں) مسلمانوں میں سے کچھ لوگ شہید کر دیے گئے تھے۔ مگر مسلمانوں نے بعض مشرکین کے سامان بھی غنیمت بنالئے تھے۔

ان غنیمت میں لائے ہوئے سامانوں میں سے ایک انگوٹھی تھی جس کو ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر آیا اور کہنے لگا کہ میں نے اس کے مالک کو اُس دن قتل کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے خاص طور پر وہ اُسے بطور نفل (اضافی چیز) دے دی تھی۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۶۸)

حضرت عوف بن مالک اشجعی نے کہا ہم لوگ ان (مشرکین سے) ٹکرائے تھے قضاء وغیرہ عرب عیسائیوں کے ساتھ۔ ان لوگوں نے صف بندی کی چنانچہ اہل روم میں سے ایک آدمی نے فوراً مسلمانوں پر حملہ کر دیا وہ چتکبرے گھوڑے پر سوار تھا اس شخص پر سونا لگی ہوئی تلوار تھی نیز گھوڑے کی زین بھی سونے کی تھی۔

میں نے دل ہی دل میں کہا اس کو کون مارے گا (یا اس کو غنیمت میں کوئی لے جائے گا) اتفاق سے ایک آدمی ملا مجھے حمیر کے اور معلونین میں سے جو اس سفر میں ہمارے ساتھ تھا اس کے پاس میں صرف ایک تلوار تھی (اور کچھ نہیں تھا) اچانک آدمی نے لشکر میں سے اُونٹ ذبح کیا تو اس مددی مجاہد نے اس سے اُونٹ کے چمڑے کا ایک ٹکڑا مانگ لیا اس نے اس کو ہبہ کر دیا۔ اس غریب مجاہد نے اُسے دھوپ میں سکھایا اور اس کے کناروں پر کیل لگا دیے جب سوکھ گیا اس نے اس کا دستہ بنا کر اسی چمڑے کو بطور ڈھال کرنا شروع کیا۔ جب اس قدر غریب مجاہد نے اس امیر مشرک کو دیکھا کہ وہ مسلمانوں پر اتنے ظلم کر رہا ہے تو یہ چھپ کر چٹان کی اوٹ میں بیٹھ گیا جب وہ اس کے قریب سے گزرا تو اس نے حملہ کر کے اس کے گھوڑے کی ٹانگیں کاٹ دی اس کی وجہ سے گھوڑا اپنی دو ٹانگوں پر بیٹھ گیا۔ اور مشرک اس کے اوپر سے گر پڑا فوراً اس مجاہد نے تلوار کے ساتھ اس پر حملہ کر کے اس کے اُوپر چڑھ گیا اور اس کو قتل کر دیا۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۶۸)

(راوی) کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے بکیر نے مسمار نے عمار بن خزیم بن ثابت نے اور اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ میں جنگ موتہ میں موجود تھا ایک آدمی نے ان میں سے مجھے مقابلے کے لیے للکارا میں نے اسے قتل کر دیا اس کے سر پر خول تھا اس میں یاقوت جڑا ہوا تھا میری نیت اس کے یاقوت پر لگی ہوئی تھی میں نے اس کو لے لیا جب ہم وہاں سے شکست کھا کر لوٹے میں مدینے میں آیا تو میں نے اسے رسول اللہ کی خدمت میں لے آیا حضور اکرم ﷺ نے وہ مجھے دے دیا۔ میں نے اسے حضرت عثمان کے عہد حکومت میں سو دینار کے بدلے میں فروخت کیا اور اس رقم کے ساتھ میں نے کھجوروں کا ایک باغ خرید لیا تھا۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۶۹)۔

(۲۶)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۳۰-۳۳۱)

وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی محمد بن جعفر نے عروہ سے وہ کہتے ہیں کہ جب مؤتہ کی جنگ میں لڑنے والے اصحاب آگئے تو رسول اللہ ان سے ملنے نکلے مسلمان بھی آپ کے ساتھ تھے مسلمان ان پر مٹی اچھالنے لگے اور یہ کہنا شروع کیا اے بھگوڑو تم لوگوں نے اللہ کی راہ میں فرار کیا ہے جو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ۔ ھُم لَیُو با الفُرَّار وَالکِنَّھُمُ الکُرَّار انشآء اللّٰہ ۔نہیں نہیں یہ لوگ بھگوڑے نہیں ہیں بلکہ وہ پلٹ کر دوبارہ حملہ کرنے والے ہیں انشاء اللہ (یعنی فرار نہیں بلکہ کرار ہیں) ان کی اسناد کے ساتھ ہی ابن اسحٰق سے مروی ہے۔
(سیرۃ ابن ہشام ۳/۳۳۱)

وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوبکر بن خرم نے عامر بن عامر بن عبداللہ بن زبیر سے یہ کہ اُم سلمہ زوجہ رسول اللہ ﷺ نے ایک عورت سے (سلمہ بن ہشام بن مفید کی بیوی سے) کہا یہ کیا بات ہے میں دیکھتی ہوں کہ سلمہ نماز کے لئے جاتے ہیں تو یا تو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جاتے ہیں یا کچھ دیگر مسلمانوں کے ساتھ جاتے ہیں۔ اس نے بتایا کہ اللہ کی قسم وہ باہر آزادانہ نہیں نکل سکتے جب کبھی نکلتے ہیں تو لوگ ان پر چیختے ہیں اے بھگوڑے تم لوگوں نے فی سبیل اللہ فرار کیا ہے جس کی وجہ سے یہ اپنے گھر میں بیٹھ گئے ہیں باہر نہیں نکلتے۔ کیونکہ وہ غزوۂ موتہ میں تھے۔

امام بیہقی کی تحقیق کہ اصحاب موتہ نے جنگ میں فتح حاصل کی تھی

میں کہتا ہوں کہ تحقیق اہل معازی نے اصحاب موتہ کے فرار کے بارے میں اوران کی مشرکین سے شکست خوردگی کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ بعض اہل معازی اس رائے کی طرف گئے ہیں کہ شکست ہوئی تھی اور بعض دیگر اہل مغازی وہ ہیں جن کا خیال ہے کہ مسلمان مشرکین پر غالب آ گئے تھے اور مشرکین ہی سے شکست کھا گئے تھے۔

غزوۂ موتہ میں مسلمانوں کی فتح کی دلیل

اور انس بن مالک کی حدیث نبی کریم ﷺ سے اس طرح ہے کہ (مذکور تین امراء لشکر کی شہادت کے بعد) خالد بن ولید نے جھنڈا اُٹھایا تھا اور اسی کے ہاتھ پر فتح ہوئی (یعنی جنگ جیتی گئی تھی۔ یہ حدیث حضرت خالد بن ولید کے مشرکین پر غالب اور فتح یاب ہونے کی دلیل ہے۔ واللہ اعلم بالصواب

باب ۱۴۶

نبی کریم ﷺ کا خط جباروں اور سرکشوں کی طرف

جنہیں آپ نے اسلام کی اور اللہ کی طرف آنے کی دعوت دی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ان کو احمد بن سلمہ نے ان کو یوسف بن حماد المعنی نے ان کو عبدالاعلیٰ بن عبدالاعلی نے ان کو سعید نے قتادہ سے اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ موتہ سے پہلے قیصر روم کی طرف کسریٰ اور فارس کی طرف، نجاشی حبشہ کی طرف نیز ہر جبار وسرکش کی طرف آپ نے خطوط لکھے تھے ان خطوط میں آپ نے ان لوگوں کو اللہ کی اطاعت کی طرف بلایا تھا اور دعوت دی تھی اور وہ نجاشی جس کی آپ نے نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یوسف بن حماد سے۔ واللہ اعلم (۳۲۔ کتاب الجہاد۔ ۲۷۔ کتب النبی الی ملوک الکفار۔ حدیث ۷۵ ص ۱۳۹۷)

☆☆☆

باب ۱۴۷

رسول اللہ ﷺ کا حضرت دِحیہ بن خلیفہ کلبی رضی اللہ عنہ کو قیصر کی طرف بھیجنا

(قیصر) ہرقل شاہ روم تھے ہرقل کا ابوسفیان بن حرب سے نبی کریم ﷺ کے حالات دریافت کرنا اور اس بارے میں دلائل نبوت کا ظہور نیز ہمارے پیارے رسول محمد علیہ الصلاۃ والسلام کی سچائی کے دلائل اور آثار نبوت کا ظہور اس خواب کے اندر جو ہرقل روم نے دیکھا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد بن محمد بن علی رودباری نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ حسین بن حسن بن ایوب طوسی نے ان کو ابو یحییٰ بن ابومسرہ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن محمد بن عیسیٰ زھری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن سعد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے دادا نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن حمزہ نے ان کو ابراہیم بن سعد نے اس کو صالح بن کیسان نے اس کو بن شہاب نے اس کو عبداللہ بن عبداللہ بن عقبہ نے اس کو عبداللہ بن عباس نے کہ انہوں نے اس کو خبر دی یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے خط لکھا قیصر روم کی طرف آپ نے ان کو اسلام کی دعوت دی تھی یہ خط آپ نے حضرت دحیہ کلبی کے ہاتھ بھیجا تھا اور آپ نے اسے حکم دیا تھا کہ وہ اس خط کو عظیم بُصریٰ کے یعنی بُصر کے گورنر کے پاس پہنچائے تاکہ وہ ان کو قیصر تک پہنچائے پھر ایسے ہی ہوا بُصریٰ کے گورنر نے وہ خط قیصر کے پاس پہنچایا۔

قیصر روم کی خاص بات یہ تھی کہ جب اس کے ہاں سے فارس کے لشکر واپس ہٹ گئے تھے (اور اہل فارس سے اس کا خطرہ ٹل گیا تھا تو) اس نے (اپنے دارالحکومت) حمص سے ایلیاء (یعنی بیت المقدس تک) پیدل سفر کیا تھا اللہ نے اس کو جس مشکل میں مبتلا کرنے کے بعد نجات دی تھی اسی کا شکر ادا کرنے کے لئے۔

چنانچہ جب قیصر کے پاس رسول اللہ ﷺ کا خط آیا۔ اور اس نے جب اس کو پڑھ لیا تو کہنے لگا یہاں پر اگر محمد ﷺ کی قوم کا کوئی شخص ہو تو اس کو تلاش کر کے میرے پاس لے آؤ تاکہ میں اس سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں معلومات کروں حضرت ابن عباس فرماتے ہیں کہ مجھے ابوسفیان نے خبر دی تھی کہ وہ ان دنوں شام میں تھے قریش کے کچھ دیگر جوانوں کے ساتھ جو شام میں تجارت کی غرض سے گئے ہوئے تھے۔ اس مدت کے دوران جب رسول اللہ ﷺ کے اور کفار قریش کے مابین مصالحت ہو چکی تھی۔ ابوسفیان نے بتایا کہ قیصر روم کا نمائندہ ہمیں تلاش کرتا ہوا ملک شام کے بعض علاقے میں آیا وہ مجھے اور میرے ساتھیوں کو لے گیا (اس وقت چونکہ قیصر ایلیا یعنی بیت المقدس پہنچا ہوا تھا) لہٰذا وہ ہمیں بھی وہیں لے گیا ہم اس کے پاس حاضر ہوئے وہ اپنی مملکت کی مجلس میں بیٹھا ہوا تھا اس کے اردگرد روم کے وزراء اور گورنر بیٹھے ہوئے تھے قیصر نے سر پر تاج پہنا ہوا تھا۔ اس نے اپنے ترجمان سے کہا کہ ان لوگوں سے پوچھے کہ تم میں کونسا آدمی نسب کے اعتبار سے اس شخص کے زیادہ قریب ہے۔ جو یہ دعویٰ کرتا کہ وہ نبی ہے؟ ابوسفیان نے بتایا کہ میں نسب کے اعتبار سے ان کے زیادہ قریب ہوں۔

قیصر نے پوچھا تیرے اور اس کے درمیان کونسی قرابت اور رشتہ ہے؟ میں نے بتایا کہ وہ میرے چچا کے بیٹے ہیں۔ (ابوسفیان نے بتایا کہ) ان دونوں قافلوں میں بنو عبد مناف میں سے میرے سوا کوئی دوسرا آدمی نہیں تھا۔ قیصر نے کہا کہ اس کو میرے قریب کرو۔ اس کے بعد کہا کہ اس کے جو لوگ ہیں ان کو اس کے پیچھے اس کے کندھے کے برابر بیٹھاؤ۔ اس کے بعد اس نے ترجمان سے کہا کہ اس کے ساتھیوں سے کہو کہ میں اس سے اس شخص کے بارے میں سوال کروں گا جو یہ دعویٰ رکھتا ہے کہ وہ نبی ہے اگر یہ جھوٹ بولے تو تم لوگ اس کا جھوٹ بتا دینا۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم اگر اس دن مجھے حیا مانع نہ ہوتی اس بات سے کہ میرے ساتھی میرے بارے میں (میری قوم میں) میرا جھوٹ (واپس آ کر) نقل کریں گے (اور مجھے جھوٹا کہیں گے) تو میں قیصر روم کے سامنے حضور اکرم ﷺ کے بارے میں دروغ گوئی کرتا اور جھوٹ سے کام لیتا۔ جب اس نے مجھے ان کے بارے میں پوچھا تھا۔ بلکہ میں نے شرم کی کہ یہ لوگ میرا جھوٹ نقل کیا کریں گے لہٰذا میں نے قیصر کو حضور کے بارے میں سچ سچ بتا دیا۔ (قیصر روم اور ابوسفیان کے مابین حضور اکرم ﷺ کے بارے میں سوال و جواب شروع ہوئے) قیصر نے اپنے ترجمان سے کہا اس سے کہو کہ اس شخص کا تمہارے اندر حسب نسب کیسا ہے؟ ابوسفیان کہتے ہیں میں نے بتایا کہ وہ ہمارے اندر صاحب حسب ونسب ہے۔ قیصر نے پوچھا کہ کیا اس سے پہلے (خاندان میں) کسی نے یہ بات کہی ہے جو وہ کہتا ہے؟ ابوسفیان نے بتایا کہ نہیں کسی نے یہ بات نہیں کہی۔ قیصر نے پوچھا کہ جب سے اس نے اپنے آپ کو نبی کہنا شروع کیا ہے اس سے قبل تم لوگ اس کا کوئی جھوٹ جانتے تھے اور اس کو جھوٹا ہونے کی تہمت لگاتے تھے؟ ابوسفیان نے بتایا کہ نہ انہوں نے پہلے جھوٹ بولا نہ ہی ہم لوگوں نے ان کو جھوٹ کی تہمت لگائی۔

قیصر نے پوچھا کہ کیا اس کے باپ دادا میں سے کوئی مالک اور بادشاہ تھا؟ ابوسفیان نے بتایا کہ نہیں کوئی بادشاہ نہیں تھا۔ قیصر نے پوچھا کہ کیا اشراف اور بڑے بڑے لوگ اس کی اتباع کر رہے ہیں یا کمزور اور ضعیف لوگ؟ ابوسفیان نے بتایا کہ صرف کمزور لوگ اس کی اتباع کر رہے ہیں۔ قیصر نے پوچھا کہ کیا اس کی اتباع کرنے والے زیادہ ہوتے جا رہے ہیں یا کم ہو رہے ہیں؟ ابوسفیان نے بتایا بلکہ زیادہ ہو رہے ہیں۔ قیصر نے پوچھا کیا کسی نے اس کے دین میں داخل ہونے کے بعد اسے ناپسند کرتے ہوئے اس کے دین کو چھوڑا اور پھیرا ہے ابوسفیان نے بتایا کہ کسی نے نہیں چھوڑا ہے۔ قیصر نے پوچھا کیا وہ شخص غدر اور دھوکہ بھی کبھی کرتا ہے؟ ابوسفیان نے بتایا کہ نہیں دھوکہ (اب تک تو نہیں کیا) مگر آج کل ہم اس سے ایک معاہدہ کئے ہوئے ہیں جس کی مدت گذر رہی ہے ہمیں اس سے اندیشہ ہے کہ وہ دھوکہ کرے۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس پوری وضاحت میں مجھے کہیں بھی موقع نہیں تھا کہ میں کوئی ایسا کلمہ داخل کروں جس کے ساتھ محمد ﷺ کی تنقیص دتوہین بھی کرلوں اور مجھے یہ خوف بھی نہ رہے کہ میرے ساتھی میرا جھوٹ پکڑ کر نقل کیا کریں گے سوائے اس مذکورہ جواب کے پھر قیصر نے پوچھا کہ کیا تم لوگوں نے کبھی اس سے یا اس نے تم سے جنگ بھی لڑی ہے؟ ابوسفیان نے بتایا کہ جی ہاں لڑی ہے قیصر نے پوچھا کہ تمہارے اور اس کے مابین جنگ کیسے ہوتی ہے (یعنی تمہیں فتح ہوتی ہے یا اس کو ہوتی ہے؟) ابوسفیان کہتے ہیں میں نے بتایا کہ جنگ تو کنویں لٹکانے والے ڈول کی طرح ہوتی ہے کبھی وہ ہم پر غالب تو کبھی ہم اس پر غالب۔

قیصر نے پوچھا کہ وہ شخص تم لوگوں کو کس بات کا حکم دیتا ہے کیا یہ کہتا ہے کہ تم کیا کرو؟ ابوسفیان کہتے ہیں کہ میں نے بتایا کہ وہ ہمیں یہ حکم دیتا ہے کہ ہم عبادت صرف اللہ وحدہٗ لاشریک کی کریں ہم اس کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ ٹھہرائیں وہ ہمیں اس طور طریقے سے منع کرتا ہے جو کچھ ہمارے باپ دادا کرتے آئے ہیں۔ وہ ہمیں نماز پڑھنے کا حکم دیتا ہے۔ سچ بولنے کا پاکدامنی اختیار کرنے۔ ایفاء عہد کرنے۔ اداء امانت کا حکم دیتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس نے اپنے ترجمان سے کہا (جب میں یہ سب کچھ اس کو بتا چکا تو)۔ اس سے کہو میں نے آپ سے تمہارے اس کے نسب کے بارے میں پوچھا آپ نے یہ دعویٰ کیا کہ وہ تمہارے اندر صاحب حسب ونسب ہے۔ اور ایسی ہی ہوا کرتے ہیں رسول وہ اپنے قوم میں اچھے نسب میں بھیجے جاتے ہیں نیز میں نے آپ سے پوچھا کہ کیا اس سے پہلے بھی تمہارے اندر کسی نے یہ دعویٰ کیا تھا؟ آپ نے دعویٰ کیا ہے کہ نہیں۔ میں نے سوچا تھا کہ اگر اس سے قبل کسی نے یہ بات کہی تھی تو پھر یہ اسی کی اقتدا کر رہے ہیں جو بات ان سے قبل کہی گئی تھی۔

پھر میں نے آپ سے پوچھا ہے کہ تم اس سے کسی جھوٹ کی نسبت کرتے ہو جو کچھ انہوں نے بھی کہا ہے اس قبل۔ آپ نے یہ دعویٰ کیا ہے نہیں تو میں نے سمجھ لیا ہے جو بندوں پر جھوٹ نہیں بولتا وہ اللہ پر کیوں کر جھوٹ بولے گا۔ پھر میں نے پوچھا ہے کہ اس کے خاندان میں سے کوئی بادشاہ گزرا ہے؟ تم نے دعویٰ کیا کہ نہیں کوئی نہیں گزرا۔ میں نے سوچا تھا کہ اگر اس کے باپ داداؤں میں سے کوئی بادشاہ ہوتا تو میں سوچتا کہ یہ اپنے باپ دادا کا ملک اور حکومت لینا چاہتا ہے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ مالدار لوگوں نے اس کی اتباع کی ہے یا کمزور لوگوں نے کی ہے تم نے بتایا کہ ضعفاء اور کمزور لوگوں نے غریبوں نے اس کی اتباع کی ہے بات یہ ہے کہ رسولوں پر اتباع غریب لوگ ہی کیا کرتے تھے۔

میں نے پوچھا کہ اس کے ماننے والے کم ہورہے ہیں یا زیادہ آپ نے بتایا کہ یہ بڑھ رہے ہیں تو سنو ایمان اسی طرح ہوتا ہے حتیٰ کہ مکمل ہوجاتا ہے۔ پھر میں نے تم سے پوچھا ہے کیا کسی نے دین میں داخل ہونے کے بعد اس کا دین چھوڑا بھی ہے۔ اس کے دین سے ناراض ہوکر کسی نے دعویٰ کیا ہے یا نہیں کسی نے نہیں چھوڑا تو یہی بات ہے ایمان اسی طرح ہی ہوتا ہے جب اس کی تازگی دلوں تک پہنچ جاتی ہے اس کو کوئی بُرا نہیں لگتا۔ میں نے پوچھا ہے کہ تم سے کہ کیا وہ عذر اور دھوکہ بھی کرتا ہے تم نے بتایا کہ نہیں تو رسول ایسے ہی ہوتے ہیں وہ عذر اور دھوکہ نہیں کرتے۔ میں نے تم سے پوچھا کہ تم نے اس کے ساتھ قتال کیا اس نے تم لوگوں کے ساتھ قتال کیا ہے تم نے بتایا ہے کہ ہاں اور تمہاری اور اس کی جنگ ڈول کی مانند ہے کبھی تمہارے ہاتھ میں اور کبھی اس کے ہاتھ میں ہوتا ہے (یعنی کبھی تمہاری فتح کبھی اس کی فتح) رسول اسی طرح ہوتے ہیں آزمائے جاتے ہیں۔ اور انجام کار اسی کے لئے ہوتا ہے۔

میں نے تم سے پوچھا کہ وہ کیا حکم دیتا ہے؟ تمہیں کبھی کسی خبر کا حکم دیتا ہے تم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ تمہیں یہ حکم دیتا ہے کہ تم اللہ کی عبادت کرو اس کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ کرو اور تمہیں اس سے منع کرتا ہے جو کچھ تمہارے باپ دادا عبادت کرتے تھے اور تمہیں حکم کرتا ہے نماز پڑھنے سچ بولنے پاکدامن رہنے ایفاء عہد کرنے کا اور اداء امانت کا یہ صفت نبی کی ہی ہوتی ہے میں جانتا تھا کہ وہ آنے والا ہے مگر مجھے یہ یقین نہیں تھا کہ وہ تمہارے اندر ہوگا۔ اگر یہ سچ ہے جو کچھ تم نے بتایا ہے تو قریب ہے کہ وہ بہت جلد ہی اس جگہ کا مالک ہوگا جہاں پر میرے قدم ہیں اگر میں امید کروں کہ میں اس کے پاس پہنچ جاؤں تو میں سخت مصیبت میں مبتلا ہوجاؤں گا اس کی ملاقات سے اور اگر میں اس کے پاس ہوتا تو میں اس کے پیر دھو دھو کر پیتا۔

ابوسفیان کہتے ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کا نامۂ مبارک منگوایا اور اس نے حکم دیا کہ وہ مجھے پڑھ کر سنایا جائے چنانچہ اسے پڑھا گیا اس میں لکھا تھا۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

محمد عبداللہ ورسول ہیں۔

الی هر قل عظیم الروم سلام علی من اتبع الهدیٰ امابعد۔ انی ادعوك بد عایة الاسلام اَسلِم تَسلَم یٰاهل الکتاب تعالوا الی کلمة سواء بیننا وبینکم ان لانعبدالا اللّٰه ولا نشرك به شیئا ولا یتخذ بعضنا بعضاً اربابامن دون اللّٰه فان تو لوا فقولوا اشهدوا بان مسلمون

اللہ کے نام سے لکھ رہا ہوں جو بڑا مہربان اور نہایت رحم والا یہ تحریر ہے اور پیغام ہے محمد بن عبداللہ رسول کی طرف سے ھرقل شاہ روم کی طرف۔ سلامتی ہے اس پر جو روایت کا پیرو ہوا امابعد میں آپ کو دعوت دیتا ہوں اسلام کی دعوت کے ساتھ آپ مسلمان ہوجاؤ بچ جاؤ گے۔ اور مسلمان ہوجاؤ اللہ تعالیٰ تمہیں دہرا اجر دیں گے۔ اور اگر آپ پھر گئے تو تمام انکار کرنے والے عیسائیوں کا گناہ آپ کے سر ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے اے اہل کتاب تم آجاؤ اس کلمے پر جو ہمارے اور تمہارے درمیان برابر ہے کہ ہم اس کے سوا کسی کی عبادت نہیں کریں گے اور ہم اس کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے اور ہم میں سے کوئی بعض کو اپنا رب نہ بنائے اللہ کے سوا اور اگر وہ پھر جائیں تو تم کہو کہ ہم تو فرمابردار ہیں

ابوسفیان کہتے ہیں کہ جب اس نے قیصر نے اپنی بات پوری کی تو اس کے گرد بیٹھے ہوئے وزراء روم کی آوازیں بلند ہوگئی اور ان کا شور بہت زیادہ ہوگیا میں نہیں جانتا کہ ان لوگوں نے کیا کہا ہرقل نے ہمارے بارے میں کیا حکم دیا، ہمیں وہاں سے نکالا گیا میں جب وہاں سے نکلا اپنے ساتھیوں کے ساتھ اور ان کے ساتھ علیحدہ ہوا تو میں نے کہا ان سے کہ اللہ تحقیق ابن ابی کبشہ (محمد ﷺ) کا معاملہ کامیاب ہے یہ بنواصفر گوروں کا بادشاہ ہے جو کہ (محمد ﷺ) سے خوف زدہ ہو رہا ہے ابوسفیان کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں ہمیشہ اندر سے کمزور رہا اور یقین کرتا رہا کہ محمد کا معاملہ عنقریب غالب ہوکر رہے گا یہاں تک کہ اللہ نے میرے دل میں اسلام داخل کردیا حالانکہ میں تو اسے ناپسند کرتا تھا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ابراہیم بن حمزہ کے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح ہے، بن ابراہیم بن حمزہ سے۔
(بخاری۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۹۴۱۔ فتح الباری ۶/ ۱۰۹۔۱۱۰۔)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حدیث یعقوب بن ابراہیم بن سعد سے اس نے اپنے والد سے۔
(مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۷۴ ص ۱۳۹۳۔۱۳۹۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن سلمہ نے ان کو محمد بن روفع نے ان کو عبدالرزاق نے ان کو خبر دی معمر نے زہری سے اس نے عبداللہ بن عبداللہ بن عقبہ سے اس نے ابن عباس سے یہ کہ ابوسفیان نے ان کو خبر دی تھی مُنہ در مُنہ انہوں نے کہا کہ میں چلا گیا تھا اس مدت کے درمیان جو ہمارے اور رسول اللہ کے درمیان طے ہوئی تھی اس نے کہا کہ میں شام کے ملک میں تھا۔

اچانک ایک خط لایا گیا رسول اللہ ﷺ کی طرف سے ہرقل (شاہ روم) کی طرف اس خط کو لانے والے حضرت دحیہ کلبی تھے۔ انہوں نے وہ لا کر بصریٰ کے گورنر کو دیا (حسب ہدایت ہرقل شاہ روم کو دینے کے لئے) اس کے پاس جب خط پہنچا تو اس نے پوچھا کہ کیا یہاں پر اس شخص کی قوم میں سے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ یہاں پر کوئی ہے۔ لوگوں نے اس کو بتایا ہے کہ چنانچہ مجھے بلایا گیا قریش کی ایک جماعت کے ساتھ۔ ہم لوگ ہرقل کے پاس پہنچے اس نے ہمیں اپنے سامنے بیٹھایا پھر پوچھا کہ تم میں سے کون نسب کے اعتبار سے اس شخص کا قریبی رشتے دار ہو جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔

ابوسفیان نے کہا میں نے بتایا کہ میں ہوں انہوں نے مجھے اس کے سامنے بیٹھایا اور میرے ساتھیوں کو میرے پیچھے بیٹھایا اور ترجمان کو بلایا اس کے بعد راوی نے حدیث بیان کی روایت صالح کے مفہوم کے مطابق۔ اور اس نے اس اثناء میں کہ وہ نبی تمہیں کس چیز کا حکم دیتا ہے۔ (ابوسفیان کہتے ہیں کہ) میں نے بتایا کہ وہ شخص ہمیں نماز پڑھنے زکوٰۃ دینے۔ صلہ رحمی کرنے پاکدامن رہنے کا حکم دیتا ہے۔ ہرقل (یہ سن کر) کہا کہ اگر یہ سچ ہے جو کچھ تم کہہ رہے ہو تو بلاشبہ وہ نبی ہے۔ میں پہلے ہی جانتا تھا کہ ظاہر ہونے والا ہے مگر میں یہ گمان نہیں کرتا تھا کہ وہ تم میں سے ہوگا۔ اور اگر میں جانتا کہ میں اس کی طرف پہنچ سکوں گا تو میں اس کی ملاقات کرنے کو پسند کرتا اور میں اس کے پاس ہوتا تو میں اس کے قدم دھو کر پیتا البتہ ضرور بالضرور اس کی حکومت و ملک اس سرزمین تک پہنچ جائے گا جو آج میرے قدموں کے نیچے ہے اس کے بعد راوی نے مذکورہ خط کا ذکر کیا ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن محمد سے اس نے عبدالرزاق سے۔
(بخاری۔ کتاب التفسیر سورۃ آل عمران۔ باب قل یا اهل الکتاب تعالوا الی کلمة)

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن رافع وغیرہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر ص ۱۳۹۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے کہا وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبدالجبار نے ان کو حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زہری نے عبداللہ بن عبداللہ بن عقبہ بن مسعود سے اس نے عبداللہ بن عباس سے وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے ابوسفیان بن حرب نے اپنے منہ سے انہوں نے کہا ہم لوگ تاجر لوگ تھے ہمیں جنگ درپیش آ گئی تھی اس نے ہمیں کمزور کر دیا ہمارے مال برباد ہو گئے۔ جب صلح ہوئی صلح حدیبیہ ہمارے اور رسول اللہ کے درمیان ہم لوگ یقین نہیں کر رہے تھے کہ ہم نے امن پالیا ہے۔ میں نے تجارت کی غرض سے ملک شام گیا قریش کی ایک جماعت کے ساتھ اللہ کی قسم میں نہیں جانتا کسی مرد کو یا عورت کو مگر سب نے مجھے کچھ نہ کچھ اپنی پونجی پکڑوا دی کہ (ہمارا سامان بھی لے آنا) ہماری تجارت کا رخ ملک شام سے ارض فلسطین تک تھا، ہم روانہ ہو کر وہاں پہنچے۔

یہ اس وقت کی بات ہے جب قیصر روم ان لوگوں پر غالب آ چکے تھے ان لوگوں پر جو ان کے ملک میں قابض تھے اہل فارس میں سے ہے اس نے ان کو وہاں سے نکال سکے گا اور اس کی صلیب اعظم واپس ہو گئی جس کو انہوں نے چھینا تھا جب اس کو خبر پہنچی تو اس کا اپنا گھر حمص میں تھا اس میں سے ان کو نکال پھینکا تھا ارض شام میں وہ اس سرزمین سے پیدل پہنچا شکرانہ ادا کرنے کے لئے بیت المقدس میں تا کہ وہ اس میں نماز پڑھ سکے۔ اس کے لئے قالین بچھائی گئی اور خوشبوئیں چھڑکی گئی حتیٰ کہ قیصر ایلیا (بیت المقدس) میں پہنچا اس نے وہاں نماز پڑھی۔

ایک دن اس نے صبح کی تو وہ انتہائی پریشان اور مغموم تھا وہ بار بار اپنی نگاہیں آسمان کی طرف اٹھاتا تھا اس کے وزیروں مشیروں نے اس سے کہا اے بادشاہ سلامت آج آپ صبح صبح پریشان ہیں میں نے اس کو بتایا کہ جی ہاں میں پریشان ہوں۔ انہوں نے پریشانی کی وجہ نہ دریافت کی اور کہا کہ کیا پریشانی ہے۔

اس نے بتایا کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ ختنہ شدہ بادشاہ غالب ہو گیا ہے۔ مشیروں نے کہا اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے کسی اُمت کو اُمتوں میں سے کہ وہ ختنہ کراتے ہوں سوائے یہود کے مگر وہ تو آپ کے ہاتھ کے نیچے ہیں آپ کی بادشاہی میں ہیں۔ اگر آپ کے دل میں یہ خدشہ واقع ہو ہی گیا ہے۔ آپ اپنی پوری مملکت میں بندے بھیج کر سب کو جمع کر لیں پھر سب کو تہہ تیغ کر ڈالیں آپ اس فکر و غم سے استراحت پالیں گے۔ وہ لوگ اس بارے میں اپنی اسی تدبیر پر غور کر رہی رہے تھے کہ اچانک ان کے پاس نمائندہ پہنچ گیا بصریٰ کے گورنر کا عرب کے ایک آدمی کو ساتھ لے کر (یعنی دحیہ کلبی کو جو ان کے پاس عرب سے پہنچا تھا۔ اس نمائندے نے کہا اے بادشاہ سلامت یہ ایک آدمی ہے عرب سے جو بکریوں اور اونٹوں والے لوگ ہیں۔ یہ آدمی آپ سے بات کرنا چاہتا ہے اور آپ کو اس نئے حادثہ کے بارے میں بتانا چاہتا ہے جو اس کے شہروں میں پیدا ہو چکا ہے آپ اس سے پوچھئے اس کے بارے میں۔ وہ عرب آدمی جب اس کے پاس پہنچا تو۔

اس نے اپنے ترجمان سے کہا اس شخص سے پوچھیں وہ کونسی خبر ہے جو اس کے شہروں میں پیدا ہوئی؟ ترجمان نے اس سے پوچھا۔ اس نے بتایا کہ ایک آدمی ہے عربوں میں سے ہے قریش میں سے ہے وہ یہ ہی دعویٰ کرتا ہے کہ وہ نبی ہے۔ اور بہت سارے لوگوں نے اس کی اتباع کر لی ہے۔ اور کئی دیگر لوگوں نے اس کی مخالفت بھی کی ہے۔ اور ان کے اور ان کے درمیان کئی جنگیں بھی ہوگئی ہیں کئی ایک مقامات پر۔ میں جب اپنے شہروں سے روانہ ہوا تو یہی کیفیت تھی۔ اس عرب نوجوان نے جب قیصر کو یہ خبر دی تو۔ اس نے کہا کہ اس کے کپڑے اُتار کر دیکھو۔ دیکھا تو وہ جوان ختنہ شدہ تھا۔

قیصر نے کہا اللہ کی قسم یہ تو وہی میرا خواب ہے۔ جو مجھے دکھایا گیا ہے۔ وہ نہیں جو تم کہتے ہو۔ دے دو اس کو کپڑے اس کے۔ آپ چلے جائیں اپنے کام سے۔ اس کے بعد اس نے اپنی پولیس کے سربراہ کو بلایا اور کہنے لگا کہ تم پورے ملک شام کا سروے کرو چھان مارو اور اس (داعی نبوت شخص) کی قوم کا کوئی آدمی تلاش کر کے میرے سامنے پیش کرو تا کہ میں اس سے اس (مدعی نبوت) کے بارے میں تفصیلی حالات دریافت کروں۔

اللہ کی قسم میں اور میرے ساتھی تو غافل اور بالکل بے خبر ہیں اچانک وہ ہمارے اوپر چڑھ دوڑے گا پھر ہم ان سے پوچھیں گے کہ تم لوگ کون ہو۔ اور ہم اس کو بتائیں گے مگر چنانچہ وہ بولنے والے ہم سب کو ہانک کر ان کے پاس گئے جب قیصر کے پاس پہنچے۔ ابوسفیان نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے ہرگز ایسا آدمی نہیں دیکھا تھا وہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وہ بہت زیادہ خوف ناک تھا بے ختنہ لوگوں (یعنی غیر مسلموں میں) سے یعنی ھرقل (قیصر روم، چنانچہ ہم جب اس کے پاس پہنچے تو اس نے پوچھا کہ کون ہے تم میں سے جو زیادہ قریب ہو رشتے کے اعتبار سے (رسول اللہ ﷺ سے) میں نے کہا کہ میں ہوں۔ قیصر نے کہا کہ اس کو میرے قریب لاؤ مجھے اس نے بیٹھایا اپنے سامنے اس کے بعد حکم دیا میرے ساتھیوں کے بارے میں ان کو اس نے میرے پیچھے بیٹھایا۔ اور کہا کہ اگر یہ شخص جھوٹ بولے تو اس کی بات کو رد کر دیا ابوسفیان کہتے ہیں کہ۔

ابوسفیان نے کہا کہ میں اچھی طرح جانتا ہوں کہ اگر میں جھوٹ بھی بولتا تو میرے ساتھی میرے خلاف بات کو رد نہ کرتے مگر میں ایک سردار آدمی ہوں محترم ہوں میں نے جھوٹ بولنے سے حیا کی میں جانتا تھا کہ اس سے فرمانے والا کچھ نہیں ہے کہ وہ میرے ساتھی کہ یہ لوگ اس بات کو میری طرف سے روایت کریں گے پھر مکے میں جا کر اس کو دین کی طرف سے نسبت کر کے مکے میں بیان کریں لہٰذا میں نے جھوٹ نہیں بولا قیصر نے پوچھا کہ مجھے اس شخص کے بارے میں بتاؤ جو تم لوگوں کے اندر سے اُٹھا ہے۔

چنانچہ میں نے حضور اکرم کی شان میں تحقیر کی اور ان کے معاملے کو چھوٹا اور کمزور دکھانے کی کوشش کی۔ تو اللہ کی قسم قیصر روم نے میری اس بات کی طرف توجہ نہ کی اور کہنے لگا مجھے صرف اسی بات کا جواب دیں جو میں آپ سے پوچھوں لہٰذا میں نے کہا ٹھیک ہے آپ جو چاہیں ضرور مجھ سے پوچھیں۔ (اب اس نے پوچھنا شروع کیا) اس شخص کا نسب کیسا ہے تم لوگوں میں؟ میں نے بتایا کہ ان کا نسب خالص ہے اور ہم لوگوں میں بہترین نسب والے ہیں۔

ہرقل (قیصر نے) پوچھا مجھے یہ بتایئے کہ اس کے گھرانے یا خاندان میں سے کسی نے پہلے ایسی بات کہی ہے وہ جس کے ساتھ مشابہت اختیار کر رہے ہوں؟ یا اس کی نقل کر رہے ہوں؟ میں نے بتایا کہ نہیں کسی نے ایسا دعویٰ نہیں کیا ھرقل نے پوچھا کہ کیا اس کی کوئی حکومت تھی یا اقتدار تھا جیسے تم لوگوں نے سلب کر لیا ہے اور چھین لیا ہوان سے۔

اس لئے وہ اس طرح کی بات کر رہے ہوں تا کہ تم اس کو اس کی حکومت واقتدار واپس دے دو؟ میں نے بتایا کہ نہیں ھرقل نے پوچھا اچھا آپ مجھے ان کے اتباع کے اور تابعداری کرنے والوں کے بارے میں بتائیں کہ وہ کون لوگ ہیں؟ میں نے بتایا کہ وہ نوعمر نوجوان ہیں اور مالی اعتبار سے کمزور اور مسکین لوگ ہیں۔ باقی رہے اس کی قوم کے اشراف اور مالدار لوگ اور ان میں سے بڑی عمر کے لوگ وہ نہیں ہیں اس کے اتباع کرنے والوں میں سے ہیں ہرقل نے پوچھا مجھے یہ بتایئے کہ جو لوگ اس کے ساتھی بنتے مصاحب بنتے ہیں کیا وہ اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ ساتھ رہتے ہیں یا اس سے ناراض ہو کر دل میں کینہ رکھ کر اسے چھوڑ جاتے ہیں؟

میں نے بتایا کہ ایسا بہت ہی قلیل ہوگا کہ کوئی آدمی اس کی صحبت اختیار کر کے پھر اس سے الگ ہو گیا ہو ہرقل نے پوچھا کہ مجھے جنگ کے بارے میں بتایئے تمہارے اور اس کے درمیان؟ میں نے بتایا کہ وہ کنویں کے ڈول کی مثل ہے کبھی اس کے ہاتھ میں کبھی ہمارے ہاتھ میں ہرقل نے پوچھا کیا وہ عذر اور دھوکہ بھی کرتا ہے (ابوسفیان کہتے ہیں کہ) میں نے ایسی کوئی چیز نہ پائی جس کے جواب میں چشم پوشی سے کام لوں مگر یہی موقع تھا میں نے بتایا کہ اب تک تو اس نے کوئی دھوکہ نہیں کیا تھا آج کل ہمارے اور اس کے درمیان ایک معاہدے کی حدت جاری ہے جس کے اندر اس کے غرور دھوکہ کا اندیشہ رکھتے ہیں۔

اللہ کی قسم اس نے میری یہ بات سن کر اس کی طرف کو توجہ نہ دی۔ اس کے بعد اس نے میری اپنی ساری گفتگو دھرائی اور کہنے لگا۔ تم نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ وہ نسب کے اعتبار سے خالص ہیں۔ اللہ تعالیٰ ایسے ہی لوگوں کو نبوت کے لیتے ہیں۔ جب اسے لیتے ہیں تو اسے اس کی قوم کے بہترین لوگوں میں سے چنتے ہیں۔ میں نے تم سے پوچھا کیا اس کا کوئی اقتدار تھا جیسے تم لوگوں نے چھین لیا ہے؟ اس لئے وہ یہ دعویٰ کرتا ہے تا کہ تم پر اس کا وہ منصب اس کو واپس لوٹا دو اور اس کا اقتدار اس کو واپس کر دو تم نے بتایا کہ نہیں۔

میں نے تم سے ان کے اتباع کے بارے میں پوچھا تم نے بتایا کہ وہ نوعمر لوگ اور مساکین اور ضعفاء ہیں ایسے ایسے لوگ ہی انبیاء کے اتباع ہوتے ہیں ہر زمانے میں۔ میں نے تم سے پوچھا کہ جو اس کی اتباع کرتے ہیں کیا اس سے محبت کرتے ہیں اور اس کے ساتھ چپکے رہتے ہیں یا اسے چھوڑ جاتے اور اس سے ناراضگی کر لیتے ہیں تم نے بتایا کہ بہت کم ایسا ہے کہ اس سے کوئی صحبت اختیار کرے پھر اس سے ناراض ہو کر اس کو چھوڑ دے اسی طرح ہی ہوتا ہے کہ جب ایمان کی حلاوت جب کسی دل میں داخل ہو جاتی ہے تو وہ اس سے نکلتی نہیں ہے۔

نیز میں نے تم سے پوچھا کہ تمہارے اوراس کے مابین جنگ کی کیا کیفیت رہتی ہے تم نے دعویٰ کیا ہے کہ وہ ڈول کی مثل ہے کبھی تمہیں کامیابی ہوتی ہے کبھی اس کو۔ انبیاء کرام کی جنگیں ایسی ہی ہوا کرتی تھیں۔ اور بالآخر انجام انہی کے حق میں اچھا ہوتا ہے میں نے پوچھا کیا وہ غداری اوردھوکہ کرتا تم نے بتایا کہ وہ دھوکہ نہیں کرتا۔

اگر یہ سچ ہے جو کچھ تم نے بتایا ہے تو سن لیجئے وہ ضرور ضرور اس جگہ پر غلبہ پائے گا جو میرے ان قدموں کے نیچے ہے اور ابتداء میں یہ پسند کرتا ہوں کہ میں اس کے پاس ہوتا تو اس کے قدم یعنی پیر دھوتا۔ ٹھیک ہے اب تم جاسکتے ہو میں اُٹھا اور میں اپنے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارر ہا تھا میں نے کہا اے اللہ کے بندو کامیاب ہوگیا ابن ابوبشر کا معاملہ (یعنی حضور اکرم ﷺ کا) کیا دیکھتے نہیں ہو کہ بنو اصغر کے بادشاہ اپنی سلطنت میں اپنی حکومت میں بیٹھے ہوئے بھی اس سے خوف زدہ ہیں۔ (البدایہ والنہایہ ۲۶۲/۴)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ان کو ابن اسحٰق نے ان کو زہری نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے نصاریٰ کے بڑے پادری نے جس نے وہ زمانہ پایا تھا اس نے کہا کہ جب دحیہ کلبی بن خلیفہ ہرقل کے پاس آیا تھا ہرقل عظیم روم کی طرف اس میں لکھا تھا :

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ خط ہے محمد رسول اللہ کی طرف سے ہرقل عظیم روم کی طرف سے سلامتی ہو اس سے جو جس نے روایت کی پیروی کی۔

اما بعد آپ مسلمان ہوجایئے آپ بچ جائیں گے۔ آپ مسلمان ہوجائیں اللہ آپ کو دوہرا اجر عطا کریں گے۔ اگر آپ نے انکار کردیا تو ان کی قوم کا گناہ بھی آپ کے سر ہوگا۔

یہ خط اس کے پاس پہنچا اس نے ایسے لیا اور پڑھا اور اپنی گود میں رکھ لیا پھر اس نے اہل روم میں سے ایک آدمی کی طرف لکھا وہ عبرانی میں پڑھتا تھا اس کو وہ خبر دینے لگا اس کی جو کچھ اس کے پاس رسول اللہ ﷺ کی طرف سے پیغام آیا تھا۔ ہرقل نے اس کو دیکھا کہ بلاشبہ یہ وہی نبی ہے جس کا انتظار کیا جارہا تھا۔

لہٰذا اس کی اتباع کر لیجئے اور انہوں نے روم کے دیگر وزراء سے کہا ان کو اس نے اپنی مملکت کے ایک معتبر میں جمع کئے گئے اور اس کے دروازے ان پر بند کردیے گئے ھرقل بالاخانہ سے اٹھ کر ڈرتے ہوئے ان کے سامنے آیا اور کہنے لگا۔

اے روم کے لوگوں کی جماعتوں میرے پاس احمد (محمد ﷺ) کا خط آیا ہے بیشک اللہ کی قسم نبی ہے ہم جس کا انتظار کررہے تھے اور جس کو ہم اپنی کتاب میں پاتے تھے اور آپ کو اس کی علامت سے پہچانتے تھے اور اس کے زمانے سے تم لوگ مسلمان ہوجاؤ تمہاری دنیا اور آخرت محفوظ ہوجائے گی چنانچہ یہ سنتے ہی وہ سارے کے سارے ایک ہی آدمی کی طرف اُٹھ کر بھاگ گئے آگے دروازے بند تھے قیصر نے دوبارہ ان کو بلا کر کہا اے روم کی جماعتوں میں نے یہ بات تمہیں اس لیے کہی تھی کہ میں تمہیں آزمانا چاہتا تھا کہ تم اپنے دین پر کتنے سچے ہو میں نے تمہارے اندر جو کیفیت دیکھی ہے اس سے مجھے خوش کردیا ہے چنانچہ وہ سارے لوگ اس کے آگے سجدے میں گر گئے۔

(۵) اور ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے ان کو ابوعُلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی میرے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ان کو ابوالاسود نے عروہ سے وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب ملک شام کی طرف تجارت کی غرض سے قریش کی ایک جماعت کے ساتھ ادھر ہرقل کو رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خبر پہنچی اس نے چاہا کہ رسول اللہ ﷺ کے بارے میں مزید آگاہی حاصل کرے چنانچہ اس نے صاحب بعد کی طرف نمائندہ بھیجا جو اس کو کسی ایسے عرب سے ملوجو شام میں اس کے ملک میں موجود ہوں وہ ان سے رسول اللہ ﷺ کے بارے میں دریافت کرکے چنانچہ اس نے چالیس آدمی ان میں سے بھیجے ان میں ابوسفیان بھی تھے یہ لوگ ہرقل کے پاس پہنچے ایلیا کے ایکقصبہ کے اندر جو کہ اس کے وسط میں تھا۔

ہرقل نے کہا کہ میں نے تمہاری طرف نمائندہ بھیجا تا کہ تم مجھے اس شخص کے بارے میں خبر دو جو مکے میں ہے کہ اس کا کیا معاملہ ہے۔ ان عربوں نے کہا کہ وہ ساحر ہے۔ کذاب ہے۔ اور وہ نبی نہیں ہے۔ اس نے کہا کہ تم لوگ مجھے اس کے بارے میں بتاؤ جو تم سے اس کے بارے میں زیادہ جانتا ہے اور جو تم میں سے اس کا سب سے قریبی رشتہ دار ہے۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا وہ یہ ہے ابوسفیان یہ اس کا چچازاد ہے اور یہ اس سے جنگ بھی کر چکا ہے جب ان لوگوں نے اس کو یہ بات بتائی تو اس نے کہا کہ ان سب کو باہر نکالو اس کے بعد اس نے ابوسفیان کو بٹھایا اور اس سے خبر پوچھی۔ پھر اس نے پوچھا کہ ابوسفیان آپ بتاؤ تم اس کے بارے میں ابوسفیان نے پھر کہا کہ وہ ساحر ہے۔ ہرقل نے کہا کہ میں اس کے بارے میں گالیاں نہیں پوچھ رہا ہوں بلکہ میں تمہارے اندر اس کا نسب پوچھتا ہوں ابوسفیان نے بتایا کہ وہ اللہ کی قسم قریش کے گھرانے ہی میں سے ہے ہرقل نے پوچھا کہ اس کی عقل اور رائے کیسی ہے؟ اس نے بتایا کہ ہم نے کبھی اس کی عقل کے بارے میں عیب نہیں لگایا نہ ہی اس کی رائے کے بارے میں کبھی۔

ہرقل نے کہا کیا وہ جھوٹی قسمیں کھانے والا اپنے معاملے میں دھوکہ دینے والا ہے؟ اس نے بتایا کہ نہیں اللہ کی قسم ہے وہ اس طرح بھی نہیں ہے اس نے پوچھا شاید وہ اقتدار چاہتا ہو عزت و شرف چاہتا ہو جو کہ اس کے گھرانے کے کسی مرد کے پاس ہو پہلے سے۔ اس نے بتایا کہ نہیں ہرقل نے پوچھا تم میں سے کسی نے اس کی اتباع کی ہے کیا ان میں سے کوئی واپس تمہاری طرف لوٹ آیا ہے؟ (یعنی دوبارہ مشرک ہو گیا ہے) ابوسفیان نے جواب دیا کہ نہیں یہ بات بھی نہیں ہے۔ ہرقل نے کہا کیا وہ دھوکہ کرتا ہے جب معاہدہ کرتا ہے؟ اس نے بتایا کہ نہیں ہاں مگر بہت کہ شاید ابھی وہ غدر کرے اس بارے میں ہرقل نے کہا اس بارے میں دھوکے کا کیا خوف ہے؟ اس نے کہا بیشک میری قوم نے ان کے حلیفوں کے خلاف اپنے حلیفوں کی مدد کی ہے جب وہ مدینے میں تھے۔

ہرقل نے کہا کہ اگر تم لوگوں نے ابتداء کی ہے تو تم سب سے بڑے غدار اور دھوکہ کرنے والے ہو۔ ابوسفیان اس بات پر ناراض ہو گیا۔ اور کہنے لگا کہ وہ ہم سے صرف ایک مرتبہ غالب ہوا ہے وہ بھی اس لئے کہ میں اس دن موجود نہیں تھا۔ وہ یوم بدر تھا اس کے بعد میں نے دو مرتبہ اس سے جنگ کی ہے وہ بھی ان لوگوں کے گھروں میں جا کر ہم لوگوں نے ان کے جا کر پیٹ پھاڑے ان کے ناک کان کاٹے ان کی شرم گاہیں کاٹ ڈالیں۔

ہرقل یہ سن کر کہنے لگا تم اس کو سچا کہتے ہو یا جھوٹا؟ ابوسفیان نے کہا بلکہ وہ کاذب ہے اس نے کہا کہ اگر وہ نبی ہے تمہارے اندر تو تم اس کو قتل نہیں کرو گے اس کام کے لیے یہود زیادہ فعال ہیں اس کے بعد ابوسفیان واپس لوٹ گئے۔

(٦)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے اور بغداد میں وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب نے ان کو قاسم جوہری نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان شام کی طرف تجارت کی غرض سے نکلے تھے لہٰذا وہ وہاں قیصر روم کے پاس پہنچے قیصر نے اس کی طرف نمائندہ بھیجا وہ اس سے نبی کریم ﷺ کے بارے میں پوچھنا چاہتا تھا جب ابوسفیان ہرقل کے پاس داخل ہوا تو اس نے کہا مجھے اس آدمی کے بارے میں بتاؤ جو تمہارے اندر نکلا کیا وہ ہر بار تمہارے اُوپر غالب ہوتا ہے ابوسفیان نے بتایا کہ وہ کبھی ہم لوگوں پر غالب نہیں آیا مگر صرف اس وقت جب میں موجود نہیں تھا۔

اس کے بعد میں نے دوبارہ ان سے جنگ کی ہے لہٰذا ہم نے ان کے پیٹ پھاڑ ڈالے ان کے ناک کاٹ ڈالے ہم نے ان کی شرم گاہیں کاٹ ڈالیں قیصر روم نے کہا تم اس کو جھوٹا سمجھتے ہو یا سچا؟ ابوسفیان نے کہا بلکہ وہ جھوٹا ہے قیصر نے کہا تم یہ بات نہ کہو بیشک جھوٹ کے ساتھ کوئی بھی غالب نہیں آتا اگر وہ تمہارے اندر نبی ہے تو تم اس کو قتل نہیں کر سکو گے۔ کیونکہ یہ کام نبیوں کا نہیں یہودیوں کا کام ہے۔

☆☆☆

باب ۱۴۸

رسول اللہ ﷺ کا کسریٰ بن ہرمز (شاہ فارس) کے پاس نمائندہ بھیج کر خط پہنچا کر اسلام کی دعوت دینا، کسریٰ کا نامہ مبارک کو چاک کر دینا حضور اکرم ﷺ کا اس کو بددعا دینا، اللہ تعالیٰ کا دعا قبول کرنا۔ کسریٰ کی ہلاکت اور اس کے لشکروں کی ہلاکت اور اس کے خزانوں کے فتح ہونے کی بابت رسول اللہ ﷺ کی پیشن گوئی کی تصدیق

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے صفار سے ان کو عبید بن شریک نے ان کو یحییٰ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحٰق فقیہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم بن ملحان نے ان کو یحییٰ بن بکیر نے ان کو لیث نے یونس سے اس نے ابن شہاب سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن عبداللہ بن عقبہ نے یہ کہ عبداللہ بن عباس نے ان کو خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا خط بھیجا تھا کسریٰ کی طرف اور اس کو حکم دیا تھا کہ وہ اس کو بحرین کے گورنر کے حوالے کر دے وہ اس کو کسریٰ کے حوالے کر دے۔ (خط اسی راستے پہنچ گیا) کسریٰ نے اس کو پڑھا اور پڑھ کر پھاڑ دیا۔ میرا گمان ہے کہ ابن مسیب نے کہا کہ اس پر رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں پر بددعا فرمائی تھی کہ وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو جائیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ فتح الباری ۶/۱۰۸)

(۲) اور میری کتاب میں ہے ابوعبداللہ حافظ نے اس میں جو میں اپنے سماع والے نسخے میں پاتا ہوں کہ تحقیق ہمیں خبر دی ہے اس کے ساتھ بطور اجازت کے یہ کہ ابوجعفر محمد بن صالح بن ہانی نے ان کو خبر دی ہے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن نضر جارودی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن صالح نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن موہب نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے یونس نے ابن شہاب سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرحمٰن بن عبدالقاری نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ ایک دن کھڑے ہوئے منبر پر خطبہ دینے کے لئے انہوں نے اللہ کی حمد وثناء کی اور اس کی واحدانیت کی شہادت دی اس کے بعد فرمایا کہ لما بعد بیشک میں یہ ارادہ کر رہا ہوں کہ میں تم میں سے بعض کو عجمیوں کے بادشاہوں کے پاس بھیجوں آپ لوگ میرے سامنے اختلاف نہ کرنا جیسے نبی اسرائیل نے عیسیٰ ابن مریم علیہ السلام کے سامنے اختلاف کیا تھا۔

چنانچہ مہاجرین نے کہا یا رسول اللہ، اللہ کی قسم ہم آپ کے سامنے کبھی بھی اختلاف نہیں کریں گے کسی بھی خبر کا۔ آپ ہمیں حکم کیجئے۔ (جو آپ حکم کریں) اور ہمیں بھیجے (جہاں آپ بھیجیں) چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے شجاع بن موہب کو کسریٰ کے پاس بھیجا وہ روانہ ہوا اور کسریٰ کے پاس پہنچ گیا کسریٰ اس وقت مدائن میں تھا شجاع نے ملنے کی اجازت طلب کی۔ کسریٰ نے پہلے اس کے لیے دربار کو آراستہ کروایا اس کے بعد فارس کے وزراء کو اجازت دی اس کے بعد شجاع کو اجازت دی وہ جب اس پر داخل ہوا تو کسریٰ نے حکم دیا کہ اس سے خط لے لیا جائے شجاع نے کسی اور کے ہاتھ میں دینے سے انکار کر دیا اور کہا کہ میں ویسے کروں گا جیسے مجھے رسول اللہ ﷺ کا حکم ہے میں خود اپنے ہاتھ سے دوں گا۔

کسریٰ نے کہا اس کو اجازت دے دو چنانچہ اس نے قریب ہو کر خود اپنے ہاتھ سے اس کو خط دیا۔ اس نے پھر اپنے کاتب کو بلایا جو کہ اہل حیرہ میں سے تھا اس نے اُسے پڑھا تو اس میں یہ لکھا ہوا تھا۔ من محمد عبداللہ ورسولہ الی کسریٰ عظیم فارس۔ یہ محمد بن عبداللہ، اللہ کے رسول کا خط ہے کسریٰ کی طرف جو (شاہ) فارس ہے۔ یہ سنتے ہی اس کو غضب طاری ہو گیا کہ۔ محمد ﷺ نے اپنے نام کو پہلے لکھا ہے اور اس کے نام کی بعد میں۔ وہ چیخا اور غصہ سے آگ بگولہ ہو گیا اور اس نے خط کو لے کر پھاڑ دیا۔ یہ جاننے سے پہلے کہ اس میں پیغام کیا ہے۔ اور اس نے حکم دیا کہ اس کی سلطنت سے نسرہ شجاع بن وھب کو نکالدیا جائے۔ لہٰذا انہیں نکالدیا گیا۔

شجاع نے جب یہ حالت دیکھی تو وہ سواری پر بیٹھ کر واپس چلے آئے اور کہنے لگے اللہ کی قسم اب مجھے پرواہ نہیں ہے کہ میں دو راستوں میں سے کون سے پر ہوں جب میں نے رسول اللہ کا خط پہنچا دیا ہے۔ ادھر جب کسریٰ کے اوپر سے غصہ کا جوش ختم ہوا تو اس نے دوبارہ شجاع کو طلب کیا کہ وہ آئے اور پوچھا التماس کرے مگر وہ مل نہ سکے انہیں مقام حیرہ تک تلاش کیا گیا مگر وہ اس سے آگے گذر گئے تھے شجاع جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور حضور کو خبر دی کسریٰ کے معاملے کی اور خط پھاڑنے کی رسول اللہ کی خط۔

تو حضور اکرم ﷺ نے فرمایا:

مزّق کسریٰ مُلکہ

کسریٰ اپنے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کر رہا ہے۔

(مصنف فرماتے ہیں) یہ مرسل روایت ہے اور اس سے قبل موصول روایت کسریٰ کے رسول اللہ کے نام مبارک کو چاک کرنے کے بارے میں قتعق میں اسی وجہ سے نبی کریم ﷺ نے اس کے ملک کے ٹکڑے ٹکڑے ہونے کی خبر دی تھی۔ پہلی روایت میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کے خلاف بددعا فرمائی تھی۔ اور دونوں روایتیں اس شخص کے بارے میں مختلف ہیں جو حضور کا خط کسریٰ کے حوالے کرے گا اور روایت اولیٰ موصول ہے اور وہی اولیٰ ہے اور بہتر ہے۔ واللہ اعلم

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن احمد بن عبدان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو عباس بن فضل نے اسفاطی نے ان کو ابوالولید نے ان کو ابوعوانہ نے سماک بن حرب سے اس نے جابر بن سمرہ سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ ضرور ضرور فتح دے گا ایک جماعت کو مسلمانوں میں سے یا کہا تھا مؤمنوں میں سے کسریٰ کے خزانے وہ جو قصر ابیض (وائیٹ ہاؤس) میں ہیں۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ وغیرہ سے اس نے ابوعوانہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الفتن۔ حدیث ۷۸ ص ۲۲۳۷)

(۴) اور ہمیں خبر دی ابومنصور ظفری محمد بن احمد بن زیاد علویؒ نے ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی دُحیم شیبانی نے کوفے میں وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن حازم نے بن ابوغرزہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن حماد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے اسباط نے سماک سے اس نے جابر بن سمرہ سے اس نے رسول اللہ ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا میری اُمت کی جماعت ضرور فتح کرے گی آل کسریٰ کے خزانے کو جو سفید محل کے اندر ہے (وائٹ ہاؤس) چنانچہ میں اور میرے والدان ہی میں تھے۔ ہمیں ہزار درہم ملے تھے۔

☆☆☆

باب ۱۴۹

کسریٰ کی موت واقع ہونا
اور نبی کریم ﷺ کا اس کی خبر دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رودباری نے وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے ان کو احمد بن ولید فحام نے ان کو ساذان اسود بن عامر نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حماد بن سلمہ نے حمید سے اس نے حسن سے اس نے ابوبکرہ سے۔ یہ کہ ایک آدمی اہل فارس سے نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا کہ۔ اِنَّ رَبِّیْ قَدْ قَتَلَ رَبَّکَ ۔ بیشک میرے رب نے تیرے رب کو مار دیا ہے یعنی کسریٰ کو۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کو کہا گیا بیشک کسریٰ کی بیٹی اس کے قائم مقام بن گئی ہے (اس کی نائب بنادی گئی ہے)

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

لَا یُفْلِحُ قَوْمٌ تَمْلِکُھُمْ اِمْرَأَۃٌ

وہ قوم فلاح اور کامیابی سے ہمکنار نہیں ہوگی جن کی مالک کوئی عورت بن جائے (یعنی جن کی حکمران) عورت بن جائے۔

(۲) اور حدیث دحیہ کلبی میں روایت کیا گیا ہے کہ وہ جب نبی کریم ﷺ کے پاس واپس لوٹ آئے تھے قیصر روم کی طرف سے تو انہوں نے آپ کے پاس پیغام لانے والے پائے صنعاء شہر پر کسریٰ کے گورنر کے ہاں (کسریٰ نے) اُسے دھمکایا تھا (ان کے ذریعے اور یہ پیغام دیا تھا کہ) کیا تم میرے لیے کفایت نہیں کرسکتے اس آدمی سے جو تیری سرزمین پر نکلا ہے (یعنی یہ کہہ رہا تھا کہ تم محمد کو ختم نہیں کرسکتے) جو تجھے اپنے دین کی طرف بلاتا ہے؟ تم میری طرف سے اس کا کام تمام کرو ورنہ میں تمہارے ساتھ ایسے ایسے کروں گا۔ والی صنعاء نے نبی کریم ﷺ کے پاس خط پیغام بھیجا۔ جب نبی کریم ﷺ نے اس کا خط پڑھا تو آپ نے ان کو صرف پندرہ دن مہلت دی چھوڑنے کو اس کے بعد ان لوگوں سے کہا کہ تم واپس جاؤ اپنے صاحب کی طرف اور اس کو جاکر کہو کہ بیشک میرے رب نے تحقیق قتل کردیا ہے تیرے ربّ (بادشاہ) کو آج رات۔ چنانچہ وہ لوگ گئے انہوں نے جاکر صاحب صنعاء کو خبر دی۔ دحیہ کلبی فرماتے ہیں اس کے بعد خبر آئی کہ کسریٰ اسی رات میں قتل ہوگیا تھا۔

(۳) اور اس واقعہ کو داؤد بن ابوہند نے بھی ذکر کیا ہے عامر شعبی سے اس مفہوم کے ساتھ اور اس عامل کا نام جس کی طرف کسریٰ نے لکھا تھا۔ اس راوی نے ذکر کیا ہے اور کہا ہے کہ پس کہا باذان صاحب یمن نے۔ جب باذان کے پاس خط پہنچا تو اس نے اہل فارس کے دو آدمی منتخب کئے اور اس نے نبی کریم ﷺ کی طرف لکھا۔ جو کچھ کسریٰ نے لکھا تھا۔ کہ (محمد ﷺ) اپنی قوم کے دین کی طرف رجوع کرلے یا پھر مقابلے کے لئے تیار ہوجائے۔

اس کے بعد راوی نے مذکورہ روایت کی مفہوم ذکر کیا ہے نبی کریم ﷺ کے قول کے بارے میں کہ وہ (نمائندہ) صنعاء والی کو پیغام پہنچا دیں کہ میرے رب نے تمہارے رب (بادشاہ) کو قتل کردیا ہے چنانچہ فی الواقع ایسے ہی ہوچکا تھا جیسے آپ نے خبر دی تھی۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن یونس نے ان کو ابوبکر بن عیاش نے داؤد سے اس نے اپنے والد سے اس نے ابوہریرہ سے وہ کہتے ہیں کہ سعد نبی کریم ﷺ کے پاس آتے دکھائی دیئے حضور اکرم ﷺ نے فرمایا بیشک سعد کا چہرہ خیر ہے (یا سعد کا سامنے آنا خیر کا سبب ہے) یا الخیر و فرمایا۔ کہتے ہیں کہ سعد نے کہا یارسول اللہ ﷺ کسریٰ ہلاک ہوگیا ہے یا کہا تھا کہ کسریٰ قتل ہوگیا ہے۔

حضور اکرم ﷺ نے فرمایا۔

لعن الله کسرٰی اول الناس هلاکاً فارس ثم العرب

اللہ لعنت کرے کسرٰی کو لوگوں میں سے پہلے اہل فارس ہلاک ہوں گے پھر عرب ہوں گے۔

احتمال ہے کہ نبی کریم ﷺ کا کسرٰی کی ہلاکت کی خبر دینا اس وقت ہو جب کسرٰی قتل کیا گیا تھا۔ اس کے بعد یہ خبر سعد کو رسول اللہ ﷺ کے علاوہ کہیں سے ملی ہو لہٰذا وہ نبی کریم ﷺ کو بتانے آیا ہو اللہ اور اس کے رسول کے قول کی تصدیق کے لئے۔

(۵) اس میں سے جو مجھے خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے بطور اجازت کے وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوعمرو محمد بن محمد بن احمد قاضی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن اسحٰق بن خزیمہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یحییٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یعقوب بن ابراہیم نے بن سعد بن ابراہیم نے اپنے والد سے اس نے صالح سے وہ کہتے ہیں کہ ابن شہاب نے کہا مجھے خبر دی ابن شہاب نے وہ کہتے مجھے خبر دی ابوسلمہ نے ان کو خبر پہنچی ہے کہ اپنے ملک کے ایک کنیسہ میں موجود تھا اس کی طرف بھیجا گیا تھا یا اس پر مسلط کیا گیا تھا ایک سامنے آنے والا چنانچہ اس میں سے ان کے سامنے حق پیش گیا تھا کسرٰی نے بس یہی دیکھا کہ ایک آدمی پیدل سامنے چلا آرہا ہے اور اس کے ہاتھ میں عصا تھا اس نے کہا ہے اے کسرٰی کیا تجھے اسلام لانے میں دلچسپی ہے اس سے قبل کہ میں اس عصا کو توڑ دوں۔ کسرٰی نے کہا جی ہاں (میں اسلام لاتا ہوں) آپ عصا کو نہ توڑیں۔ چنانچہ وہ آدمی واپس مڑ گیا جب وہ چلا گیا تو کسرٰی نے دربانوں کو بلا کر پوچھا کہ اس شخص کو میرے پاس آنے کے لیے کس نے اجازت دی تھی۔ انہوں نے کہا کہ آپ کے پاس تو کوئی بھی داخل نہیں ہوا کسرٰی نے کہا تم لوگ جھوٹ بولتے ہو کہتے ہیں کسرٰی ان پر غضبناک ہوا۔ اور ان کو برا بھلا کہہ کر چھوڑ دیا۔

اس بات کو سال گذر گیا سال گذرنے پر وہی مذکورہ شخص پھر کسرٰی کے پاس آیا اس کے پاس وہی عصا تھا اس نے کہا اے کسرٰی یا تم اسلام لاتے ہو اس سے قبل کہ میں اس عصا کو توڑ دوں کسرٰی نے کہا جی ہاں میں اسلام لاتا ہوں آپ اس کو نہ توڑیں نہ توڑیں۔ جب وہ شخص واپس لوٹ گیا تو پھر اس نے دربانوں کو بلا کر پوچھا کہ اس شخص کو کس نے میرے پاس آنے کی اجازت ہے۔ انہوں نے انکار کیا کہ کوئی بھی تو آپ کے پاس داخل نہیں ہوا چنانچہ ان کو اس کے غضب اور ڈانٹ کا سامنا کرنا پڑا جیسے پہلی بار ہوا تھا پھر جب اگلا سال آیا۔ پھر وہی شخص حسب سابق آیا اس کے پاس عصا تھا پھر اس نے کہا کیا تم اے کسرٰی اسلام لاتے ہو اس سے قبل کہ میں اس لاٹھی کو توڑ دوں کسرٰی نے کہا اس کو نہ توڑیے مگر اس دفعہ اس نے کسرٰی کے منع کرنے کے باوجود اس عصا کو توڑ دیا۔ پس اللہ نے اسی وقت کسرٰی کو ہلاک کر دیا۔

(۶) کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن یحییٰ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یعقوب بن ابراہیم بن سعد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم حدیث بیان کئے گئے ہیں میرے بھتیجے ابن شھاب سے اس نے اپنے چچا سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن سے اس نے حدیث چلائی ہے حدیث صالح کی مثل کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوصالح نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوصالح نے ان کو لیث نے ان کو عقیل نے ابن شہاب سے اس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن بن عوف سے یہ کہ ان کو خبر پہنچی ہے کہ یکا یک کسرٰی اپنے ملک کے ایک گرجے میں بیٹھا تھا اس کی طرف بھیجا گیا اور اس کے مسلط کیا گیا ایک اچانک سامنے آنے والا جس نے اس پر حق پیش کیا تھا۔ مذکورہ حدیث کی مثل۔

(۷) اور ہمیں خبر دی شیخ ابومحمد حسن بن ابوعبداللہ فارسی نے بایں صورت کہ اس نے خود قرأت کی تھی اور کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوسعید محمد بن عبداللہ بن حمدون وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوحامد بن الشرقی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ ذھلی نے اس نے اس حدیث کو ذکر کیا ہے پہلی دو اسنادوں کے ساتھ سوائے روایت ابوصالح کے۔

☆☆☆

باب ۱۵۰

نبی کریم ﷺ کے دوفرمانوں میں تطبیق

(۱)　جس وقت قیصر روم ہلاک ہوگیا اس کے بعد پھر قیصر نہیں ہوگا۔

(۲)　نیز حضور اکرم ﷺ سے مروی فرمان قیصر کے بارے میں جب اس نے رسول اللہ ﷺ کے خط کا اکرام کیا تھا۔ اس کا ملک قائم رہا یا یہ کہ اس نے اپنے ملک کو محفوظ کرلیا۔ نیز دونوں فرمانوں میں آپ کا صدق نیز آپ ﷺ کی طرف سے کسریٰ کی ہلاکت جو خبر بیان ہوئی۔

اور نبی کریم ﷺ صادق تھے اور مصدوق تھے۔

(۱)　ہمیں خبر دی ابوسعید بن ابوعمرو نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ربیع بن سلیمان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شافعی نے ان کو ابن ابوعیینہ نے زہری سے اس نے سعید بن مسیب سے اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کسریٰ ھلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد پھر دوبارہ کوئی کسریٰ نہیں ہوگا اور جس وقت قیصر ہلاک ہوجائے گا تو اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ ضرور تم لوگ ان دونوں کے خزانوں کو اللہ کی راہ میں خرچ کروگے۔ (مسلم۔ کتاب الفتن۔ حدیث ۷۷ ص ۲۲۳۷/۴)

شافعی رحمۃ اللہ کا قول

شافعیؒ نے فرمایا کہ جب کسریٰ کے پاس رسول اللہ ﷺ کا خط لایا گیا تو اس نے اس کو پھاڑ دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے (بددعا دی تھی) اور فرمایا تھا اس نے اپنے ملک کو ٹکڑے ٹکڑے کردیا ہے۔ اور ہم محفوظ ہوگئے ہیں۔ بیشک قیصر نے رسول اللہ ﷺ کے خط کا اکرام کیا تھا اور اس کو اس نے کستوری میں رکھا تھا نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا کہ اس نے اپنے ملک کو بچالیا ہے اور محفوظ کرلیا ہے۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابن عیینہ سے

اور بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے زھری سے۔

بہرحال وہ خبر جو شافعیؒ نے نقل کی ہے کسریٰ کا نامہ رسول کو چاک کرنا۔ اور جو نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا اس بارے میں تحقیق اس کی اسناد اس سابقہ باب میں گذر چکی ہے اور بہرحال جو کچھ آپ نے فرمایا تھا قیصر کے بارے میں وہ اس روایت میں جس کی خبر دی ہے ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن بکیر نے اس نے ابن عون سے اس نے عمیر بن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کسریٰ اور قیصر کی طرف خط لکھا تھا۔ بہرحال قیصر نے تو اس کو

لکھ دیا تھا (یعنی اس کی عزت کی تھی) اور کسریٰ نے اس کو پھاڑ دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو اس بات کی خبر پہنچی تو آپ نے فرمایا کہ بہرحال یہ لوگ (کسریٰ والے) ٹکڑے ٹکڑے ہوں گے۔ اور یہ دوسرے (قیصر والے) عنقریب ان کے لیے کچھ بقیہ ہوں گے۔

حضور اکرم ﷺ کی عظیم پیشن گوئی اپنے پس منظر سے حقیقت کا روپ دھارنے تک

(۲) ہمیں خبر دی ہے ابوسعید بن ابوعمرو نے ان کو ابوالعباس رحم نے ان کو ربیع بن سلیمان نے وہ کہتے ہیں کہ شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا کہ قریش کا کثرت کے ساتھ ملک شام آنا جانا رہتا تھا۔ ان کی زیادہ تر معاش ملک شام سے ہی وابستہ تھی اور عراق میں بھی جاتے تھے۔ جب قریش اسلام میں بھی داخل ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ سے مستقبل معاشی انقطاع اور تعطل کا اندیشہ ذکر کیا گیا کیونکہ شام اور عراق سے مسلمانوں کی تجارت منقطع ہو جائے گی اس لئے کہ وہ کفر کو چھوڑ کر اسلام میں داخل ہو چکے ہیں اور اس کے برعکس وہاں شام کا بادشاہ ہو یا عراق کا وہ اہل اسلام کے مخالف ہیں۔ (وہ آزادانہ تجارت کی راہ میں حائل ہوں گے اور منع بھی کر سکتے ہیں) تو رسول اللہ ﷺ نے اس موقع پر اپنا یہ تاریخی ارشاد فرمایا تھا۔

اذاهلك كسرىٰ فلا كسرىٰ بعدهٗ

جس وقت یہ کسریٰ ہلاک ہو گیا تو اس کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہوگا۔

مطلب یہ تھا کہ اس کے بعد پھر ارض عراق پر کوئی دوسرا کسریٰ نہیں ہوگا اس کے بعد جس کی حکومت مستحکم ہو سکے۔

نیز اسی طرح فرمایا کہ۔

اذاهلك قيصر فلا قيصر بعده

یعنی جس وقت یہ قیصر ہلاک ہو گیا تھا تو اس کے بعد اور کوئی قیصر نہیں ہوگا۔

مطلب ہے کہ ارض شام میں اس کے بعد کوئی قیصر نہیں ہوگا۔ دراصل یہ حضور اکرم ﷺ جواب دے رہے ہیں ان کی اس بات کا (جو ان لوگوں نے مستقبل معاشی خطرے پیش نظر کہی تھی)۔ حضور اکرم ﷺ کے یہ دو جملے دنیا کی اس وقت سپر طاقتوں کے مٹ جانے اور شکست کھا جانے کی اسلام کے معاملے میں یہ پیشن گوئی تھی پوری ہوئی (جاروی ترجم) چنانچہ فی الواقع ایسے ہی ہوا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ اللہ نے ہمیشہ کے لئے ارض عراق سے کسراؤں کی جڑ کاٹ دی اور فارس سے اور اسی طرح قیصر کی بھی اور ان کی بھی جو قیصر کے بعد شام میں کھڑے ہوئے۔

نیز نبی کریم ﷺ نے کسریٰ کے بارے میں فرمایا تھا کہ اس کا ملک ٹکڑے ٹکڑے کر دیا گیا ہے اب کسراؤں کے لیے کوئی ملک واقتدار باقی نہیں رہے گا۔ اور قیصر کے بارے میں فرمایا تھا اللہ تعالیٰ اس کے ملک کو ثابت رکھے۔ چنانچہ اس کا اقتدار بلاد روم میں آج تک باقی ہے ہاں البتہ اس کا اقتدار شام سے ہٹ گیا ہے یہ سب کچھ مربوط ہے آپ کے صدق کے ساتھ جس کی ہر گھڑی دوسری تصدیق کرتی ہے۔

☆☆☆

باب ۱۵۱

نبی کریم ﷺ کا خط (شاہ اسکندریہ) مقوقس کی طرف

(۱) ابوعبداللہ حافظ نے کہا اس روایت کے بارے میں جو میں نے اپنے سماع میں نہیں پائی۔ اور تحقیق (انہوں نے) اس کے بارے میں مجھے خبر دی ہے بطور اجازت کے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زہری نے عبدالرحمٰن بن عبدالقاوی سے یہ کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے خط کے ساتھ مقوقس کے پاس پہنچا۔ اس نے خط کو بوسہ دیا اور حاطب کا اکرام کیا۔ اور احسن طریقے پر ان کی مہمان نوازی کی۔ اور اسے نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچایا اور حاطب کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے لیے ھدیہ کے طور پر پیش قیمت پوشاک اور منبج کے سمیت ایک سواری کا خچر اور دو خادمہ روانہ کیں۔ ان دونوں میں سے ایک (حضور اکرم ﷺ کے صاحبزادے) ابراہیم کی ماں بنیں تھیں (نام ماریہ قبطیہ تھا) اور دونوں میں دوسری کو آپ ﷺ نے جہم میں قیس عبدی کے لئے ہبہ کر دیا تھا وہ زکریا بن جہم کی ماں بنی تھیں جو مصر میں حضرت عمرو بن العاص کے خلیفہ اور نائب بنے تھے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۷۶۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۲۷۲)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن احمد بن عمر بن حمامی مقری نے بغداد میں وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو مروان عبدالمالک بن محمد بن عبدالعزیز مروانی نے قاضی مدینۃ دالرسول نے مدینے میں ان کو ابوبشر محمد بن احمد دولاہی نے ان کو ابوالحارث احمد بن سعید فھیری نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ہارون بن یحییٰ حاطبی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم سے اس نے اپنے والد سے ان کو یحییٰ بن عبدالرحمٰن بن حاطب نے اپنے والد سے اس نے ان کے دادا سے حاطب بن بلتعہ سے وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا مقوقس شاہ اسکندریہ کے پاس۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے جا کر اس کو سلام کیا اور رسول اللہ ﷺ کا خط پیش کیا اس نے مجھے اپنے گھر میں رکھا اور میں اس کے پاس ٹھہرا اس کے بعد اس نے مجھے بلایا اور اپنے وزیروں مشیروں کو بلایا۔ اور کہنے لگا کہ میں ابھی تیرے ساتھ بات چیت کرنے لگا ہوں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ اس کو مجھ سے سمجھ لیں۔ میں نے کہا کہ ٹھیک ہے کہئے اس نے پوچھا کہ آپ مجھے اپنے اس ساتھی (محمد رسول اللہ ﷺ) کے بارے میں بتائیے کیا وہ نبی نہیں ہے؟ میں نے بتایا کہ وہ نبی ہیں۔ وہ اللہ کے رسول ہیں۔ مقوقس نے پوچھا کہ کیا بات ہے جب وہ ایسے ہیں تو انہوں نے اپنی قوم کے خلاف بد دعا کیوں نہیں کی جب کہ انہوں نے ان کو ان کے گھر سے ان کے شہر سے نکالا تھا۔

حاطب کہتے ہیں کہ میں نے (اسے الزامی جواب دیتے ہوئے) کہا آپ کا کیا خیال ہے عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا آپ شہادت نہیں دیتے ہیں کہ وہ اللہ کے رسول تھے کیا خیال ہے آپ کا جب ان کو ان کی قوم نے پکڑ لیا تھا اور ان کو پھانسی دینے کا ارادہ کر لیا تھا وہ بھی دعا کرتے اور اللہ تعالیٰ نے ان کی قوم کو ہلاک کر دینا تھا (جب کہ انہوں نے ایسے نہ کیا) بلکہ اللہ نے ان کو آسمان کی طرف اٹھالیا۔ یہ سن کر مقوقس نے کہا تم حکیم ہو حکیم کی طرف سے آئے ہو یعنی دانا ہو وہ دانا کی طرف سے آئے ہو۔ یہ لیجئے یہ تحائف ہیں میں ان کو آپ کے ساتھ بھیج رہا ہوں محمد ﷺ کی طرف۔ اور آپ کے ساتھ میں محافظ بھیج رہا ہوں جو تجھے محفوظ مقام تک پہنچائیں گے۔ کہتے ہیں کہ اس نے نبی کریم ﷺ کی طرف تین خادمائیں بھیجی تھیں ان میں سے ایک ام ابراہیم بن رسول اللہ تھی اور دوسری کو رسول اللہ نے ھبہ اور عطیہ کر دیا تھا ابوجہم بن حذیفہ عدوی کے لیے اور تیسری کو ہبہ کیا تھا حسان بن ثابت انصاری کے لیے اور ان کی طرف اصیل گھوڑے بھیجے تھے۔ ہارون نے کہا حاطب بن بلتعہ حضرت علی کی خلافت میں وفات پا گئے تھے۔

☆☆☆

باب ۱۵۲

غزوۂ ذات السلاسل [1]

جمادی الثانیہ ۷ یا ۸ ہجری

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوعُلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالاسود نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن عتاب عدوی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے ان کو ابن ابواویس نے ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے ان دونوں نے کہا کہ غزوۂ عمرو بن العاص ذات السلاسل ہے۔

شام بالائی نواحی علاقوں میں مقام بلی۔ سعد اللہ اور ان کے متصل قضاعہ میں ہوا تھا۔ اور عروہ کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو مقام بلی میں بھیجا تھا وہ لوگ ماموں ہوتے تھے عاص بن وائل کے اور اس کو بھیجا تھا ان لوگوں میں جو ان کے متصل تھے قضاعہ سے اور ان پر امیر مقرر کیا تھا۔ موسیٰ نے کہا ہے۔ کہ عمرو بن العاص نے خوف اور ڈر محسوس کیا تھا اپنی اس جانب سے وہ جس طرف تھے چنانچہ اس نے رسول اللہ ﷺ کے ہاں پیغام بھیج کر آپ سے مدد چاہی تھی لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے مہاجرین اولین کو بلایا ان میں ابوبکر بن خطاب میں بلائے گئے تھے۔ سراۃ مہاجرین میں سے حضور اکرم ﷺ نے ان پر ابوعبیدہ بن جراح کو امیر مقرر کیا تھا اور انہی کے ذریعہ عمرو بن العاص کو امداد بھیجی تھی۔

عروہ کہتے ہیں کہ۔ عمرو بن العاص ان دنوں مقام سعد اللہ میں تھے اور یہ بنو قضاعہ کی ایک جانب اور طرف ہے موسیٰ کہتے ہیں کہ۔ جب یہ لوگ عمرو بن العاص کے پاس پہنچے اس نے کہا کہ میں تمہارے اُوپر بھی امیر ہوں میں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا تھا اور میں نے ان سے تمہارے ذریعہ سے مدد مانگی تھی۔ مگر مہاجرین نے کہا نہیں بلکہ آپ اپنے (پرانے) ساتھیوں کے امیر ہیں اور ابوعبیدہ مہاجرین کے امیر ہیں۔ عمرو بن العاص نے کہا یہ حقیقت ہے کہ تم وہ ہو جن کے ساتھ مجھے مدد دی گئی ہے۔ ابوعبیدہ نے جب کیفیت دیکھی تو وہ حسن خلق کے مالک اور نرم خو تھے انہوں نے رسول اللہ کے حکم کے لیے سعی کی اور ان کے عہد کے لیے اور کہا کہ کیا آپ جانتے ہوائے عمرو کہ وہ بات جس کا میرے ساتھ آخر میں رسول اللہ ﷺ نے عہد کیا تھا وہ یہ تھا کہ جب تو پہنچ جائے اپنے صاحب اور دوست کے پاس تو تم دونوں ایک دوسرے کی بات ماننا۔ اور بیشک آپ اگر میری مخالفت کریں گے اور میری بات نہیں مانیں گے اے عمرو۔ تو میں تمہاری بات ضرور مانوں گا (یہ کہہ کر) ابوعبیدہ نے امارۃ عمرو بن العاص کے سپرد کردی۔ یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے جب کہ حدیث عروہ کے اسی مفہوم میں ہے۔

(۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے اس نے محمد بن عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن حصن تمیمی نے غزوۂ ذات السلاسل کے بارے میں سرزمین بلیٰ میں سے اس سرزمین عدرہ میں سے تمیمی کہتے ہیں کہ جو اس سے بہتر ہوتا ہے اس لیے کہ وہ بیدار نگاہ ہوتا ہے

---

[1] تفصیل کے لئے دیکھئے: طبقات ابن سعد ۲/ ۱۳۱۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۲۳۲۔ مغازی للواقدی ۲/ ۷۶۹۔ تاریخ طبری ۳/ ۳۲۔ عیون الاثر ۲/ ۲۰۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۲۷۳۔ الروض الانف ۲/ ۳۵۹۔ سیرۃ حلبیہ ۳/ ۱۹۰۔ سیرۃ شامیہ ۶/ ۲۶۲۔ شرح المواہب ۳/ ۲۷۸)

امور جنگ کو زیادہ بہتر سمجھتا ہوتا ہے۔ کہ رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو اس لئے بھیجا تھا کہ وہ عربوں کو اسلام کی طرف نکالے یہ بات اس لئے ہوئی کہ عاص بن وائل کی ماں جو عورت تھی وہ مقام بلیٰ سے تھی حضور اکرم ﷺ نے اس کو اس لیے بھیجا تھا کہ وہ ان لوگوں سے مانوس رہ کر کام کر سکے اس حوالے سے۔

یہاں تک کہ وہ جب ارض جزام کے ایک پانی کے مقام پر پہنچا اس مقام کو سلاسل کہا جاتا تھا تو اسی نسبت سے یہ غزوہ ذاۃ السلاسل کے نام سے موسوم کیا گیا تھا۔ جب وہ اس مقام پر پہنچے تو انہوں نے خطرہ محسوس کیا تو اس نے رسول اللہ کے پاس آدمی بھیج کر آپ سے مدد طلب کی لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ان کی مدد کے طور پر ابن عبیدہ بن جراح کو مہاجرین اولین میں بھیجا ان میں حضرت ابوبکر اور عمر بھی تھے۔

حضور اکرم ﷺ نے عبیدہ سے کہا تھا جب اسے روانہ کرنے لگے تھے کہ تم دونوں باہم اختلاف نہ کرنا۔ اور عبیدہ روانہ ہو کر وہاں پہنچے تو عمرو نے ان سے کہا ابو عبیدہ تم مدد کے طور پر آئے ہو میرے پاس۔ ابو عبیدہ نے کہا کہ نہیں بلکہ میں جن پر مقرر ہوں ان پر رہوں گا اور تم جن پر مقرر ہوئے تم ان پر رہو گے ابو عبیدہ نرم مزاج نرم خصلت آدمی تھے ان پر دنیا کا ہر معاملہ آسان ہوتا تھا۔ عمرو نے ان سے کہا نہیں بلکہ آپ میری مدد کو آئے ہو۔ ابو عبیدہ نے کہا اے عمرو بیشک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم دونوں میں باہم اختلاف نہیں کرنا لہٰذا اے عمرو اگر آپ میری بات نہیں مانو گے تو کوئی بات نہیں میں آپ کی بات ضرور مانوں گا۔ عمرو نے ان سے کہا کہ بس میں تمہارے اوپر امیر ہوں اور تم میری مدد کرنے کے لئے آئے ہو انہوں نے کہا کہ آپ پیچھے ہو جاؤ لہٰذا عمرو بن العاص نے لوگوں کو نماز پڑھائی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۳۲)

(۳)　کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس نے منذر بن ثعلبہ سے اس نے عبداللہ بن بریدہ سے وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو ایک سریہ میں بھیجا تھا اس میں ابوبکر اور عمر بھی تھے۔ جب وہ لوگ مقام جنگ پر پہنچے تو عمرو بن العاص نے ان سے کہا کہ تم لوگ آگ نہ جلاؤ مگر حضرت عمر ناراض ہو گئے انہوں نے ارادہ کیا کہ وہ جا کر ان کے پاس بات کریں مگر حضرت ابوبکر صدیق نے منع کیا ان کو۔ اور ان کو بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو تیرے اوپر امیر ایسے نہیں مقرر کر دیا تھا بلکہ اس لیے کہ ان کو جنگ کے بارے میں علم ہے لہٰذا حضرت عمر اس ارادے سے باز آ گئے تھے۔

(۴)　کہتے ہیں کہ اور ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس نے ابو معشر سے انہوں نے اپنے مشائخ سے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا بیشک میں البتہ کسی آدمی کو امیر مقرر کرتا ہوں کسی قوم پر حالانکہ ان میں سے ایسا شخص موجود ہوتا ہے جو اس سے بہتر ہوتا ہے اس لیے کہ وہ بیدار نگاہ ہوتا ہے امور جنگ کو زیادہ بہتر سمجھتا ہوتا ہے۔

(۵)　ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو سعیدہ بن ابو عمرو نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس محمد بن یعقوب نے ان کو یحییٰ بن ابو طالب نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے علی بن عاصم نے یہ کہ خالد حذاء نے روایت کی ہے ابو عثمان نہدی سے وہ کہتے ہیں میں نے سنا عمرو بن العاص سے وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا جیش ذی سلاسل میں حالانکہ لوگوں میں ابوبکر اور عمر بھی تھے میں نے دل میں سوچا کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر اور عمر پر امیر بنا کر نہیں بھیجا مگر اس لیے کہ حضور اکرم ﷺ کے نزدیک میرا بھی ایک مقام ہے۔ میں حضور اکرم ﷺ کے پاس آیا اور آ کر آپ کے آگے بیٹھ گیا اور میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے نزدیک سب لوگوں میں سے زیادہ پسندیدہ اور محبوب کون ہے۔ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ۔ عائشہ سب سے زیادہ محبوب ہے میں نے عرض کی کہ میں آپ سے آپ کے گھر والوں کے بارے میں نہیں پوچھ رہا ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ پھر عائشہ کا ابا محبوب ہے میں نے کہا کہ اس کے بعد پھر کون محبوب ہے؟ فرمایا کہ پھر عمر میں نے پوچھا کہ اس کے بعد کون ہے؟ یہاں تک کہ حضور اکرم ﷺ نے ایک گروہ کا نام لیا کہتے ہیں میں نے دل میں سوچا کہ اب میں اس بارے میں سوال نہیں کروں گا۔

بخاری مسلم نے اس کو صحیح میں نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۸ ص ۱۸۵۶)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو حسن بن جہم نے ان کو حسین بن فرج نے ان کو حدیث بیان کی واقدی نے ان کو ربیعہ بن عثمان نے یزید بن رومان سے یہ کہ جب ابو عبیدہ عمرو بن العاص کے پاس آئے چنانچہ وہ لوگ پانچ سو کی تعداد میں ہو گئے تھے ایک رات اور ایک دن سفر کرتے رہے یہاں تک کہ بلادِ بلقین میں جا پہنچے اور مقام دوحہ میں جب بھی کسی خاص مقام تک پہنچتے ابوعبیدہ کو یہ خبر ملتی کہ اسی مقام میں لشکر تھا انہوں نے جب آپ کے بارے میں آمد کا سنا تو بھاگ گئے یہاں تک کہ وہ بلادِ بلقین عذرہ اور بلین کے آخر تک پہنچ گئے ان کے آخر میں جا کر ایک جماعت کو جا کر ملے جو کہ بڑی جماعت نہ تھی ان کے ساتھ گھنٹے بھر تک لڑتے رہے دونوں جانب سے تیر بازی کا مقابلہ ہوا۔ اسی دن عامر بن ربیعہ کو تیر لگے جس کے نتیجے میں ان کا بازو ضائع ہو گیا مسلمانوں نے ان پر حملہ کیا جس کے نتیجے میں وہ بھاگ گئے۔ مسلمانوں نے ان کو ان کے اپنے شہروں میں فرار پر مجبور کر دیا۔ اور وہ تتر بتر ہو گئے۔

عمرو بن العاص نے وہ سب کچھ مال ومتاع اپنے قبضے میں لیا جو کچھ وہاں موجود تھا۔ کئی دن وہاں مقیم رہے۔ نہ کہیں سے ان کے اکھٹے ہونے کی خبر سنی اور نہ ہی کسی مقام کے بارے میں سنا کہ فلاں جگہ پر ہیں۔ بلکہ وہ ہر طرف گھڑ سواروں کو بھیجتے تھے وہ بکریاں اور مویشی ہانک کر لے آتے تھے۔ جنہیں یہ لوگ ذبح کرتے تھے اس معرکہ میں اس سے زیادہ کوئی مال بھی انہیں ہاتھ نہیں لگا تھا جس کی غنیمتیں تقسیم کی جاتیں مگر صرف وہی جس کا ذکر ہوا ہے۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۷)

(۷) اسی اسناد کے ساتھ راوی کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے واقدی نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے افلح بن سعید نے سعید بن عبدالرحمٰن بن کرقیش سے اس نے ان کو بکر بن حزم سے وہ کہتے ہیں کہ عمرو بن العارص جب مجاہدین کے ساتھ واپس لوٹے تھے تو وہ راستے میں انتہائی شدید سردی والی رات میں احتلام والے ہو گئے تھے۔ انہوں نے اپنے احباب سے کہا کہ تم لوگ کیا رائے دیتے ہو اس بارے میں۔ مجھے احتلام ہو گیا ہے اگر میں غسل کرتا ہوں تو مرتا ہوں۔ چنانچہ انہوں نے پانی منگوایا جس سے استنجا کیا اور وضو کیا۔ پھر تیمم کر لیا اس کے بعد کھڑے ہوئے اور ان لوگوں کو نماز پڑھا دی۔ بس پہلا شخص بطور ڈاک لے جانے والا بھیجا وہ عوف بن مالک تھا۔

عوف کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا سحر کے وقت اس وقت حضور اکرم ﷺ اپنے گھر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ میں حضور اکرم ﷺ پر سلام کیا۔ حضور اکرم نے پوچھا کہ عوف بن مالک ہو؟ میں نے عرض کیا جی ہاں عوف بن مالک یا رسول اللہ۔ حضور اکرم ﷺ نے پوچھا کہ صاحب الجزور؟ (اُونٹوں والا) میں نے عرض کی جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ اس کے بعد انہوں نے کچھ نہ کہا اس سے زیادہ۔ اس کے بعد حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ مجھے خبر دیجئے میں نے حضور اکرم ﷺ کو خبر دی ہم لوگ کے سفر کے بارے میں۔ ابوعبیدہ بن جراح کے مابین جو کچھ پیش آیا تھا اور عمرو بن العاص کے اور پھر ابوعبیدہ کے باہم بات چیت مان لینے کی بات رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ رحم فرمائے عبیدہ بن جراح پر۔

اس کے بعد میں نے حضور اکرم ﷺ کو خبر دی کہ عمرو بن العاص کو احتلام ہو گیا تھا شدید سردی میں وہ حالت جب میں تھے ان کے پاس پانی تو تھا مگر جان کا خوف تھا انہوں نے استنجا کی اور تیمم کر لیا رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔ جب عمرو بن العاص رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو حضور اکرم ﷺ نے ان سے ان کی نماز کے بارے میں پوچھا اس نے حضور اکرم ﷺ کو بتایا عمرو بن العاص نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر میں غسل کرتا تو مر جاتا میں نے ایسی ٹھنڈ کبھی نہیں دیکھی۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اپنے آپ کو قتل نہ کرو بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ مہربان ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے (عمرو بن العاص کا قرآن سے استدلال سن کر انکار نہیں فرمایا بلکہ) ہنس پڑے اور ہمیں یہ خبر نہیں پہنچی کہ آپ نے کچھ بھی نہیں کہا ہو۔ (مغازی للواقدی ۲/۷۷۳۔۷۷۴)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رودباری نے ان کو خبر دی ابوبکر بن درسہ نے ان کو حدیث بیان کی ابوداؤد نے ان کو ابن مثنیٰ نے ان کو حدیث بیان کی وہب بن جریر نے ان کو ان کے والد نے وہ کہتے ہیں میں نے سنا یحییٰ بن ایوب سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں یزید بن ابو حبیب سے

اس نے عمران بن ابوانس سے اس نے عبدالرحمن بن جبیر سے اس نے عمرو بن العاص سے وہ کہتے ہیں کہ میں سخت سردی والی رات میں احتلام کی وجہ سے جنبی ہو گیا غزوۂ ذات السلاسل میں میں نے خطرہ محسوس کیا کہ اگر میں نے غسل کیا تو میں ہلاک ہو جاؤں گا لہٰذا میں نے تیمم کیا پھر میں نے اپنے ساتھیوں کو نماز پڑھا دی صبح کی نماز۔ انہوں نے (واپس آ کر) یہ بات حضور اکرم ﷺ سے ذکر کی نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے عمرو تم نے اپنی ساتھیوں کو نماز پڑھادی حالانکہ آپ جب والے تھے چنانچہ میں نے حضور اکرم ﷺ کو اس مانع کی خبر دی جس نے مجھے غسل سے منع کیا تھا اور میں نے کہا میں نے سنا ہے اللہ تعالیٰ سے وہ فرماتا ہے:

لاتقتلوا انفسکم ان اللّٰہ کان بکم رحیمًا

اپنے نفسوں کو قتل کرو بیشک اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ مہربان ہے۔

نبی کریم ﷺ ہنس پڑے اور کچھ بھی نہ کہا۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوعلی رودباری نے ان کو خبر دی ابوبکر بن درسہ نے ان کو ابوداؤد نے ان کو محمد بن سلمہ نے ان کو ابن مصعب نے ابن لہیعہ سے اور عمرو بن حارث نے یزید بن ابوحبیب سے اس نے عمران بن ابوانس سے اس نے عبدالرحمن بن جبیر سے اس نے ابوقیس مولی عمرو بن العاص سے یہ کہ عمرو بن العاص ایک سریہ پر مقرر تھے۔ پھر اس نے بھی حدیث ذکر کی ہے اس کی مثل کہا ہے کہ پس انہوں نے اپنی شرم گاہ کو دھویا (یعنی استنجا کیا) اور وضو کیا تھا جیسے کہ وہ نماز کے لیے وضو کرتے تھے پھر ان کو انہوں نے نماز پڑھادی۔

بس راوی نے ذکر کی ہے حدیث مذکور کی مثل مگر اس نے تیمم کا ذکر نہیں کیا ابوداؤد نے کہا کہ یہ قصہ اوزاعی سے بھی مروی ہے اس نے حسان بن عطیہ سے انہوں نے کہ کہا ہے اس میں کہ انہوں نے تیمم کیا تھا۔

باب ۱۵۳

غزوۂ ذات السلاسل میں جو اُونٹ نحر کیئے گئے

عوف بن مالک اشجعی کو اس میں جو کچھ پیش آیا نبی کریم ﷺ کا عوف کو خبر دینا اس کے علم کے باوجود حالانکہ عوف نے ابھی ان کو خبر نہیں دی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحق سے ان کو ابن ابوحبیب نے ان کو عوف بن مالک اشجی نے وہ کہتے ہیں کہ میں اس غزوہ میں موجود تھا جس میں رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو بھیجا تھا۔ مقام ذات السلاسل کی طرف میں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا ساتھی بنا رہا تھا۔ میرا کچھ لوگوں پر گذر ہوا وہ کئی اُونٹ ذبح کر کے بیٹھے ہوئے تھے مگر وہ ان کے عضو الگ اور ٹکڑے بنانے سے تھک گئے تھے میں مشہور تھا اُونٹ کا گوشت بنانے میں۔

میں نے ان سے کہا اس میں دسواں حصہ یا دس مجھے دے دو تا کہ میں وہ تیار کر کے آپ لوگوں میں تقسیم کر دوں؟ انہوں نے کہا ٹھیک ہے میں نے دو چھریاں لیں اور اسی اپنے مقام میں ٹکڑے کیئے اور اس میں سے میں نے ایک حصہ لیا اور اپنے ساتھیوں کے پاس پہنچا دیا ہم نے خود کھایا اور

دوسروں کو بھی کھلایا۔ ابوبکر اور عمر نے کہا تم یہ گوشت کہاں سے لائے ہو۔ عوف میں نے ان دونوں کو بتایا انہوں نے کہا نہیں اللہ کی قسم تم نے اچھا نہیں کیا ہمیں یہ کھلا کر کے اس کے بعد وہ دونوں اُٹھے اور قے کرنے لگے اس میں سے جو کچھ ان کے پسلیوں میں تھا۔

لوگ (مجاہدین) جب اس سفر سے واپس لوٹے تو میں پہلا شخص تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے والا میں ان کے پاس پہنچا تو وہ اپنے گھر میں نماز پڑھ رہے تھے۔ (میں نے زور سے کہا) اسلام علیکم یا رسول اللہ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ انہوں نے پوچھا کہ عوف بن مالک ہو؟ میں نے بتایا جی ہاں عوف ہوں میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان۔ حضور اکرم ﷺ نے وہیں سے فرمایا کہ صاحب الجزور (اُونٹوں) والے؟ اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۳۴۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۲۷۵)

اس کی اسناد میں کمی کی ہے محمد بن اسحق نے۔

(۲) اور اس کو روایت کیا ہے سعید بن ابوایوب نے اور ابن لہیعہ نے یزید بن ابوحبیب سے اس نے ربیعہ بن یعقوب سے ان کو خبر دی ہے مالک بن حدم نے میرا خیال ہے کہ عوف بن مالک سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے غزوہ کیا اور ہمارے اوپر عمرو بن العاص امیر تھے ہم لوگوں میں عمر بن خطاب اور ابوعبیدہ بن جراح بھی تھے ہم لوگوں کو شدید بھوک لگی میں چلا گیا میں نے جا کر زندہ رہنے کے لیے کوئی رزق تلاش کیا میں نے کچھ لوگوں کو پالیا جو اونٹ ذبح کرنے کا ارادہ کر رہے تھے میں نے کہا۔

اگر تم لوگ چاہو تو میں یہ کام کر دوں ان کے کرنے کا اور گوشت بنانے کا بھی۔ آپ لوگ مجھے اس میں جس قدر چاہو گوشت دے دینا۔ میں نے کام کیا انہوں نے مجھے اس میں سے کچھ دے دیا میں نے اس کو پکایا پھر میں عمر بن خطاب کے پاس گیا انہوں نے مجھ سے پوچھا کہ یہ گوشت کہاں سے آیا میں نے ان کو حقیقت بتادی انہوں نے کہا کہ پیچھے سنو تا ہوں کہ تحقیق تم نے عجلت کی ہے اپنی اجرت اور معاوضہ لینے میں انہوں نے اس کو کھانے سے انکار کر دیا میں نے ان کو جب دیکھا تو میں نے بھی اس کو چھوڑ دیا۔ اس کے بعد میں ابوعبیدہ کے پاس آیا یعنی ابن الجراح کے پاس میں نے اس کو یہ خبر دی اس نے بھی مجھے انہیں کے مثل بات کہی انہوں نے بھی اس کو کھانے سے انکار کر دیا میں نے جب ان کو دیکھا تو میں نے اس کو ترک کر دیا۔ کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے مجھے ٹھنڈا کیا ہماری فتح میں۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس جب آیا تو آپ نے فرمایا کہ صاحب الجزور ہو اس سے زیادہ کچھ بھی نہیں کہا اور حدیث سعید میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے مجھ سے اس سے زیادہ کوئی بات نہ کہی۔

(۳) یہاں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ بن جعفر نے ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے ان کو ابن عثمان نے ان کو عبداللہ بن مبارک نے ان کو سعید بن ابوایوب نے کہا یعقوب نے اور ہمیں حدیث بیان کی عمر بن ربیع نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن لہیعہ نے یزید بن ابوحبیب سے اس نے اسے ذکر کیا ہے مذکورہ روایت کو۔

باب ۱۵۴

سریہ ابوعبیدہ بن جراح رضی اللہ عنہ

سیف البحر کی جانب اور اس سریہ میں جو مسلمان مجاہدین کو شدید بھوک لگی تو اللہ تعالیٰ نے ان کو اس سریہ میں سمندر میں سے رزق دیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن شیبان رملی نے ان کو سفیان بن عیینہ نے عمرو نے سنا جابر بن عبداللہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ ادیب نے ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے ان کو خبر دی ابن ناجیہ نے ان کو محمد بن

صباح جرجرائی نے ان کو سفیان نے عمر سے اس نے جابر سے وہ کہتے ہیں ہم لوگوں کو نبی کریم ﷺ نے بھیجا تھا تین سو سواروں کے ساتھ ہمارے امیر ابوعبیدہ بن جراح تھے ہم نے قریش کے قافلے کے لئے کھانا لگایا ہم لوگوں کو شدید بھوک لگی حتی کہ ہم لوگوں نے خبط کھایا یعنی درختوں کے سوکھے پتے کھائے اسی وجہ سے اس کا نام جیش الخبط پڑ گیا تھا۔

کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے تین اُونٹ ذبح کیے۔ اس کے بعد پھر تین اُونٹ ذبح کیے۔ پھر تین اُونٹ ذبح کیے۔ اس کے بعد ابوعبیدہ نے اس کو منع کر دیا کہتے ہیں اس کے بعد سمندر نے ہماری طرف ایک جانور کو پھینک دیا۔ اس کو عنبر کہا جاتا تھا۔ ہم نے اس میں سے نصف مہینے تک کھایا اور اس کی چربی کا تیل حاصل کیا یہاں تک کہ ہمارے جسم اور مضبوط ہو گئے۔

حضرت ابوعبیدہ نے اس کی ایک پسلی اٹھائی پسلیوں میں سے اس کو کھڑا کیا اور ایک سب سے لمبا آدمی لشکر میں سے تلاش کیا ایک سب سے اُونچا اونٹ منگوایا اس آدمی کو اُونٹ پر سوار کیا اور اس کو اس پسلی کے نیچے سے گذارا تو وہ گذر گیا۔ یہ الفاظ حدیث جرجرائی کے ہیں۔ رملی نے کہا ہے کہ اس کی روایت میں اُونٹوں کو ذبح کرنے کے بارے میں ہے کہ وہ ذبح کرنے والا شخص قیس بن سعد تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن مدینی سے اور مسلم نے روایت کیا ہے عبدالجبار بن علان سے ان دونوں نے روایت کی سفیان سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۶۱۔ فتح الباری ۸/۷۷۔ مسلم۔ حدیث ۱۸ ص ۱۵۳۶)

(۲) ہمیں خبر دی ابواحمد عبداللہ بن محمد بن حسن مہرجانی نے ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر ضرکی نے ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم نے ان کو ابن بکیر نے ان کو مالک نے (ح)۔ ان کو خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عدان نے ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو عباس بن فضل نے ان کو اسماعیل بن ابواویس نے ان کو حدیث بیان کی مالک نے ان کو وہب بن کیسان نے جابر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ساحل سمندر کی طرف ایک لشکر بھیجا تھا۔ اور ان کا حضرت ابوعبیدہ بن جراح کو امیر بنا دیا لوگ تین سو کی تعداد میں تھے حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں بھی ان میں تھا۔ ہم لوگ روانہ ہوئے جب ہم کچھ سفر کر چکے تو ہمارا سامان سفر ختم ہو گیا تھا۔

ابوعبیدہ نے کہا جو امیر تھے لشکر کے کہ سارے لوگ اپنے اپنے زادِ سفر لے کر آؤ جو بقیہ ہے چنانچہ وہ سارا جمع کیا گیا تو وہ دو تھیلے بنے کہتے ہیں کہ پھر وہ ہمیں ان میں سے صرف تھوڑا تھوڑا کھجور دیتے تھے روزانہ حتی کہ وہ بھی ختم ہو گئے پھر ہمیں صرف ایک ایک دانہ ملتا تھا راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ ایک دانہ تو کوئی فائدہ نہیں دیتا ہوگا انہوں نے بتایا کہ جب وہ بھی ختم ہو گئی تو ہم نے ایسا وقت بھی دیکھا جب کچھ بھی نہیں تھا۔ پھر ہم سمندر پر جا پہنچے ہم نے دیکھا ایک مچھلی پڑی ہوئی ہے ایک پہاڑی کی مثل چنانچہ اس لشکر نے پورے اٹھارہ دن تک اس مچھلی میں سے کھایا پھر ابوعبیدہ کے کہنے پر اس کی دو پسلیاں اٹھا کر کھڑی کی گئیں اس کے بعد ایک سواری کے اُوپر پالان رکھا گیا اور اس کو پسلیوں کے نیچے سے گذار کر دیکھا تو سوار آرام سے اس کے نیچے سے گذر گیا اوپر پسلی سے نہیں ٹکرایا۔ (گویا کہ بہت بڑے حجم کی مچھلی تھی) یہ الفاظ ہیں حدیث ابن بکیر کے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن اویس سے اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے مالک سے۔

(بخاری۔ کتاب الذبائح۔ مسلم۔ کتاب الصید والذبائح۔ حدیث ۱۲ ص ۱۵۳۷)

(۳) ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے ان کو خبر دی ہے احمد بن عبید نے ان کو اسماعیل قاضی نے اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ان کو محمد بن صالح نے بن ھانی نے ان کو محمد بن عمرو حرشی نے ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن یونس نے ان کو حدیث بیان کی زہیر نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ نے ان کو خبر دی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے ان کو خبر دی ابوخیثمہ نے وہ زہیر بن معاویہ ہیں ابوزبیر سے اس نے جابر سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا اور ہمارے اوپر ابوعبیدہ بن جراح کو امیر مقرر کر دیا تھا۔ ہم لوگ قریش کے ایک قافلے کو ٹکرانا چاہتے تھے۔ اور ہمیں سامان کے طور پر ایک تھیلا کھجور کا دیا تھا۔ اس کے علاوہ حضور کو اور میسر نہیں تھا اس کے سوا۔ چنانچہ حضرت ابوعبیدہ ہم لوگوں کو ایک دانہ کھجور دیتے تھے۔

راوی کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ تم لوگ ایک دانے کا کیا کرتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ چھوٹے بچے کی طرح ہم اس کو چوستے تھے۔ اس کے بعد اس کے اوپر پانی پی لیتے تھے بس پھر وہ ہمیں دن بھر کافی رہتا تھا شام تک۔ اور کچھ لوگ درختوں کے سوکے پتے جھاڑتے تھے ان کو ہم لوگ پانی میں تر کر کے کھا لیتے تھے۔ ہم لوگ ساحل سمندر کی طرف پلٹے تو ہمارے لیے ساحل پر ایک چیز رکھدی گئی ایک بڑے ٹیلے کی مثل ہم اس کے پاس آئے تو وہ ایک جانور تھا جس کو عنبر کہا جاتا تھا ابوعبیدہ نے مَیْتَة کے الفاظ بھی اضافہ کئے ہیں کہ (مری ہوئی تھی) پھر کہا کہ نہیں بلکہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے نمائندے ہیں۔ اور اللہ کی راہ میں ہیں۔

اور تحقیق تم لوگ مجبور ہو چکے ہو (اضطراری) کی حالت میں ہو کہ کھانے کے لئے کچھ بھی تو نہیں ہے) کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس پر پورا مہینہ بھر رہے اور ہم لوگ تین سوئی تعداد میں تھے حتیٰ کہ ہم لوگ خوب موٹے ہو گئے تھے۔ ہم لوگ اس کی آنکھ کے خول سے چلو بھر بھر کر تیل اور چربی نکال لیتے تھے۔ اور ہم اس کا گوشت اس طرح کاٹتے تھے جیسے بیل کا گوشت کاٹتے ہیں البتہ تحقیق ابوعبیدہ نے ہم لوگوں میں سے تیرہ آدمی لئے اور ان کو اس کی آنکھ میں بیٹھا دیا تھا۔ اور اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی لی اور اسے کھڑا کیا پھر ان میں سے ایک بڑا اُونٹ پلان رکھ کر گزارا تو وہ اس پسلی کے نیچے سے گزر گیا ہم لوگوں نے اس کے گوشت میں سے سفر کے لیے گوشت ساتھ لیا اُبالا ہوا گوشت۔ ہم جب مدینے میں آئے تو ہم فوراً رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے ہم نے یہ بات حضور اکرم ﷺ سے ذکر کی آپ نے فرمایا کہ یہ رزق تھا اللہ نے تم لوگوں کے لئے نکالا تھا کیا اب تمہارے پاس اس کے گوشت میں سے کوئی شئی ہے ہمیں کھلانے کے لئے؟ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس میں سے رسول اللہ ﷺ کے بھیجا تھا اور آپ نے کھایا تھا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ابن عبدان کے اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ سے اور احمد بن یونس سے۔

(حاشیہ) : اہل مغازی کی ایک جماعت نے کہا ہے کہ سریۂ ابوعبیدہ بن جراح ۸ھ ہجری میں ہوا تھا۔ جب کہ زاد العاد والے امام ابن قیم نے کیا ہے یہ درست نہیں ہے کیونکہ بخاری مسلم میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے ان کو قریش کے ایک قافلے کی گھات لگانے کے لئے بھیجا تھا۔ اس حدیث کا ظاہر بتاتا ہے کہ یہ واقعہ حدیبیہ کی صلح سے قبل تھا۔ کیونکہ جب سے حضور اکرم انے قریش سے صلح کی تھی آپ اس کے بعد سے ان کی گھات میں نہیں بھیج سکتے تھے۔ کیونکہ یہ معاہدے کی خلاف ورزی ہوتی اس لئے کہ یہ امن اور صلح کا زمانہ صلح حدیبیہ سے فتح مکہ تھا۔

باب ۱۵۵

رسول اللہ ﷺ کا نجاشی کی موت کی خبر دینا

اسی دن جس دن وہ انتقال کر گئے تھے ارض حبشہ میں یہ واقعہ فتح مکہ سے قبل ہوا تھا

حضور اکرم ﷺ کا نجاشی شاہ حبشہ کا جنازہ پڑھانا جنازے کی چار تکبیرات کا سنت ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر بن حسن قاضی نے اور ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے انہوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو خبر دی ربیع بن سلیمان نے ان کو خبر دی شافعی نے ان کو خبر دی مالک نے اور ان کو خبر دی ابونصر بن قتادہ نے ان کو خبر دی عبداللہ بن محمد بن عبداللہ رازی نے ان کو موسیٰ بن اعین نے ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے وہ کہتے ہیں کہ میں نے مالک کے سامنے قرأت کیا

اس روایت کی۔انہوں نے ابن شہاب سے اس نے سعید بن مسیب سے اس نے ابوہریرہ سے روایت کی یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو نجاشی کی موت کی خبر دی تھی اسی دن جس دن وہ فوت ہو گئے تھے اور حضور اکرم ﷺ نے صحابہ کرام کے ساتھ عید گاہ کی طرف نکلے تھے اور ان کی صفیں بنوائی تھیں اور انھیں چار تکبیر نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح حدیث مالک سے۔

(بخاری۔کتاب الجنائز۔مسلم کتاب الجنائز۔حدیث ۶۲۔موطا امام مالک۔کتاب الجنائز ۱۴ ص ۱/۲۲۶۔۲۲۷)

حضور اکرم کا نجاشی کو مسلمانوں کا بھائی قرار دینا

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے ان کو خبر دی عبید بن شریک نے ان کو یحیٰی بن بکیر نے ان کو لیث نے عقیل سے اس نے ابن شہاب سے اس نے سعید سے اور ابوسلمہ سے اس نے ابوہریرہ سے کہ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو نجاشی صاحب حبشہ کی موت کی خبر دی تھی اس دن جس دن ان کا انتقال ہوا تھا۔آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے بھائی کے لیے استغفار کرو۔(استغفرو الا خیکم)

نجاشی نیک صالح انسان تھے

(۳) ابن شہاب کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن میسّب نے یہ کہ ابوھریرہ نے ان کو حدیث بیان کی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے ان کی (صحابہ) کی صف بندھوائی تھی عید گاہ میں اور چار تکبیریں کہی تھیں

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحیٰی بن بکیر سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے لیث سے۔

(بخاری۔کتاب الجنائز۔مسلم۔کتاب الجنائز)

(۴) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے ان کو ابوحامد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحیٰی نے ان کو سفیان نے ابن جریج سے اس نے عطا سے اس نے جابر سے وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔آج ایک نیک صالح آدمی فوت ہو گیا ہے لہٰذا اصحمہ (شاہ حبشہ) پر نماز جنازہ پڑھ لو۔

حدیث جابر کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوربیع سے اس نے سفیان سے اور اس کو مسلم نے روایت کیا ہے دوسرے طریق سے ابوجریج سے۔

(بخاری۔کتاب الجنائز۔مسلم۔الجنائز۔باب التکبیر علی الجنائز)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحٰق سے ان کو یزید بن رُمان نے عروہ سے اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے رسول اللہ ﷺ سے وہ فرماتی ہیں کہ نجاشی کی قبر پر ہمیشہ نور (روشنی) دیکھی جاتی تھی۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین سلمی نے اور ابومنصور قاضی نے ان کو محمد بن ابراہیم بوشجی نے ان کو مسدد نے ان کو مسلم بن خالد زنجی (زنگی) نے وہ مسلم بن خالد بن سعید بن قرفہ ہیں زنگی نام ان کے سرخ رنگ کی وجہ سے ہے یہ وہی ہستی تھے جو مکہ میں مفتی کے فرائض انجام دیا کرتے تھے ابن جریج کے بعد۔ابن جریج سے وہ موسیٰ بن عقبہ سے وہ اپنی ماں سے وہ اُم کلثوم سے کہ جب نبی کریم ﷺ نے اُم سلمہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کیا تو فرمایا تھا کہ میں نے نجاشی کے پاس ہدیہ بھیجا تھا کئی اوقیہ کستوری اور پوشاک میں دیکھتا ہوں کہ اس کا انتقال ہو گیا ہے۔اور میں دیکھتا ہوں وہ ہدیہ عنقریب مجھے واپس لوٹا دیا جائے گا اگر وہ مجھ پر لوٹا دیا گیا تو میں اس کو تم لوگوں (از واج مطہرات میں) تقسیم کر دوں گا یا اور کہا تھا کہ وہ تم لوگوں کے لئے ہوگا۔

کہتے ہیں کہ معاملہ ویسا ہی ہوا تھا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا واقعی نجاشی مر چکا تھا۔ اور وہ ہدیہ بھی حضور اکرم ﷺ کے پاس واپس بھیج دیا گیا تھا۔ ہدیہ جب واپس آگیا تو رسول اللہ ﷺ نے اپنی تمام عورتوں کو اس میں سے ایک ایک اوقیہ کستوری دے دی تھی اس میں سے اور اُم سلمہ رضی اللہ عنہا کو پوشاک دی تھی اور بقیہ کستوری دی۔ حضور اکرم ﷺ کا یہ قول کہ ابتدا میں دیکھتا ہوں کہ نجاشی کا انتقال ہو گیا ہے آپ یہ مراد لے رہے تھے واللہ اعلم کہ ان کے پاس ہدایت پہنچنے سے قبل۔

یہ قول نبی کریم ﷺ سے (غالبًا) صادر ہوا تھا نجاشی کی موت سے قبل۔ پھر جب وہ واقعتاً وفات پا گئے تو حضور اکرم ﷺ نے اس کی موت کی خبر اسی دن دی تھی جس دن وہ فوت ہوئے تھے اور آپ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

کتاب مستیطاب دلائل النبوۃ ومعرفت احوال صاحب الشریعہ جلد چہارم کا ترجمہ اختتام پذیر ہوتا ہے۔ (ومعرفت احوال الشریعہ)

محض اللہ کے فضل وکرم ومحض اس کی عنایت کے ساتھ۔ اس کے بعد پانچویں جلد کا ترجمہ شروع ہوتا ہے۔

جس کا آغاز فتح مکہ سے شروع ہوگا اللہ تعالیٰ اس بلد کی حفاظت فرمائے۔

واخر دعوانا ان الحمد للّٰہ ربّ العلمین

بروز ہفتہ ۴/ جمادالاول ۱۴۲۹ھ بمطابق ۱۰/ مئی ۲۰۰۸ء

بوقت بارہ بجکر تیس منٹ

جاروی بندۂ عاجز محمد اسماعیل

(بدست دعا ہے کہ اے میرے مہربان رب! میری اس کاوش کو میری نجات آخرت کا ذریعہ بنا اور تمام مسلمانان عالم کی ہدایت کا ذریعہ بنا)

تمت

دلائل النبوة ۔ جلد پنجم

ابواب فتح مکہ ۔ اللہ تعالیٰ اس کی حفاظت فرمائے

باب ۱۵۶

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قریش کا عہد شکنی کرنا[1]

اس معاہدے کی جس کا انہوں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ حدیبیہ میں معاہدہ کیا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن حربی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو حدیث بیان کی زہری نے عروہ بن زبیر سے، اس نے مروان بن حکم سے اور مسور بن مخرمہ سے، ان دونوں نے اکٹھے ان کو بیان کیا ہے۔ ان دونوں نے کہا کہ یوم حدیبیہ میں رسول اللہ ﷺ کے اور قریش کے مابین جو صلح ہوئی تھی اس میں یہ بات طے ہوئی تھی کہ جو شخص چاہے وہ محمد ﷺ کے عقد وعہد میں داخل ہوگا اور جو شخص چاہے وہ قریش کے عقد وعہد میں داخل ہو جائے۔ لہٰذا بنو خزاعہ کود کر کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم لوگ محمد ﷺ کے عقد وعہد میں داخل ہوتے ہیں۔ اور دوسری طرف بنو بکر کود کر کہنے لگے کہ ہم قریش کے عقد وعہد میں داخل ہوتے ہیں۔ چنانچہ اسی صلح پر وہ لوگ سترہ اٹھارہ مہینے قائم رہے۔ اس کے بعد بنو بکر جو قریش کے عقد وعہد میں داخل ہوئے تھے وہ بنو خزاعہ والوں کے خلاف کود پڑے (یعنی ان پر حملہ کر دیا)۔ جو لوگ رسول اللہ ﷺ کے عقد میں داخل ہوئے تھے رات کے وقت ان کے پانی کے گھاٹ پر جس کو وتیر کہا جاتا تھا یہ مکے کے قریب تھا، قریش کہنے لگے کہ ہماری اس کاروائی کو محمد ﷺ بھی نہیں جانیں گے (کیونکہ وہ تو مدینے میں بیٹھے ہیں) نیز یہ رات کا وقت ہے ہمیں کوئی بھی نہیں دیکھے گا۔ چنانچہ اس کاروائی میں انہوں نے ان کے خلاف ہتھیار اور دیگر اشیاء کے ذریعہ بنو بکر کی مدد کی۔ انہوں نے ان سے قتال کیا اور رسول اللہ ﷺ پر طعن کیا۔ اس دوران عمرو بن سالم سواری پر بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے جس وقت بنو خزاعہ اور بنو بکر میں مقام وتیر پر معاملہ خراب ہوا تھا۔ اس نے مدینے پہنچ کر حضور ﷺ کو اس بات کی اطلاع دی اور یہ اشعار بھی کہے یعنی حضور ﷺ کو اس نے یہ شعر سنائے۔

اللهم انی ناشد محمدًا	حلف ابينا وأبيه الاتلدا
كنا والدا وكنت ولدا	ثم اسلمنا ولم ننزع يدا
فانصر رسول الله نصرًا أعندا	وادع عباد الله ياتوا مددا
فيهم رسول الله قد تجردا	ان سيم خسفا وجهه تربدا

[1] دیکھئے ۔ طبقات ابن سعد ۲/۱۳۴۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/۳۔ مغازی للواقدی ۲/۷۸۰۔ انساب الاشرف ۱/۱۷۰۔ شرح نووی ۱۲/۱۲۶۔ تاریخ طبری ۳/۴۲۔ ابن حزم ۲۲۳۔ عیون الاثر ۲/۲۱۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۷۸۔ نہایۃ الادب ۱۷/۲۸۷۔ شرح المواہب ۲/۲۸۸۔ سیرۃ حلبیہ ۳/۸۱۔ سیرۃ الشامیہ ۵/۳۰۴۔

فی فیلق کالبحر یجری مزبدا	ان قریشا اخلفوک الموعدا
ونقضوا میثاقک المؤکدا	وزعموا ان لست ادعو احدا
فهم اذل واقل عددا	قد جعلوا لی بکداء مرصدا
هم بیتونا بالوتیر هجدا	فقتلونا رکعا وسجدا

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۴)

اے اللہ! میں محمد ﷺ سے اپنے باپ اور ان کے قدیم عہد و پیمان و دوستی کا واسطہ دے کر فریاد کرتا ہوں کہ ہم آپ کے باپ کی جگہ تھے اور آپ اولاد کی جگہ تھے پھر بھی ہم نے آپ کی بات مان لی اور مطیع ہو گئے ہم نے اسلام لیا اور آپ کی اطاعت سے ہاتھ نہیں کھینچا۔ میں رسول اللہ ﷺ کی نصرت و مدد کا وقت درخواست کرتا ہوں اور اللہ کے بندوں کو پکاروں گا وہ مدد کے لئے آئیں گے ان میں اللہ کا رسول موجود ہے جو تلوار لے کر ہوتے ہیں اگر وہ کسی کو دیکھ لے تو غصے سے ان کا چہرہ بدل جاتا ہے۔ اے اللہ کے رسول آپ ﷺ جو سمندر کی طرح رواں دواں ہوتا ہے جس پر جھاگ اور موجیں ابھرتے ہیں۔ بے شک قریش نے آپ کے ساتھ عہد شکنی اور وعدہ خلافی کی ہے اور آپ کے ساتھ کئے ہوئے معاہدے کو انہوں نے توڑ دیا ہے انہوں نے یہ گمان کیا ہے کہ مجھے کسی ایک سے مدد ملنے کی توقع نہیں ہے حالانکہ وہ سب سے زیادہ ذلیل و کمزور ہیں اور تعداد کے اعتبار سے سب سے کم ہیں۔ انہوں نے مجھے مقام کداء پر مقابلہ کے لئے انتظار کرنے کا وعدہ دیا ہے۔ انہوں نے مقام وتیر پر بیٹھ کر ہم خواب و نیم بیداری کی حالت میں شب خون مارا ہے اور انہوں نے ہمیں اس وقت قتل کیا ہے جس وقت ہم حالت رکوع میں اور حالت سجدے میں تھے۔

عمرو بن سالم کو رسول اللہ ﷺ کا جواب

رسول اللہ ﷺ نے اس کے اشعار سن کر فرمایا:

نُصِرْتَ يَا عَمْرُو بْنَ سَالِمٍ

تو مدد کیا گیا ہے اے عمرو بن سالم (یعنی تیری مدد کی گئی ہے)۔

رسول اللہ ابھی جگہ سے نہیں ہٹے تھے کہ آسمان پر ایک بادل گزرا اسے دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک یہ بادل زور زور سے آواز لگا رہا ہے بنو کعب کی مدد و نصرت کے لئے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو جہاد کی تیاری کا حکم دیا مگر آپ نے روانگی کا وقت ان سے چھپائے رکھا اور اللہ سے دعا کرتے رہے کہ اللہ تعالیٰ قریش کو بھی اس بات کی خبر نہ ہونے دے۔ یہاں تک کہ ان کو ان کے شہروں میں اچانک جا پکڑیں۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۸-۹)

ابوعبداللہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ابن اسحاق سے حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوسلمہ نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا گویا کہ تم ابوسفیان سے ملاقات کر رہے ہو کہ وہ تمہارے پاس آیا ہے اور وہ عقد و عہد کو پکا کر رہا ہے اور معاہدے کی مدت میں توسیع کر رہا ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اس کے بعد بدیل بن ورقاء بنو خزاعہ کے ایک گروہ میں روانہ ہوئے اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینے میں حاضر ہوئے۔ انہوں نے حضور ﷺ کو ان لوگوں کی خبر دی جو ان میں سے مارے گئے تھے اور یہ بھی خبر دی کہ بنوبکر نے ان کے خلاف معاونت کی ہے۔ اس کے بعد یہ لوگ واپس لوٹ آئے حتیٰ کہ ابوسفیان سے آ کر عسفان میں ان کی ملاقات ہوئی۔ ابوسفیان کو قریش نے حضور ﷺ کے پاس بھیجا تھا کہ معاہدہ دوبارہ پکا کروائے حضور ﷺ سے اور وہ معاہدے کی مدت بھی بڑھا دیں اس لئے کہ وہ لوگ ڈر رہے تھے اپنی حرکت پر جو انہوں نے کی تھی (یعنی جو انہوں نے عہد شکنی کی تھی)۔ ابوسفیان بدیل سے ملا تو اس نے پوچھا کہ اے بدیل تم کہاں سے آ رہے ہو؟ اس کو

شک ہوگیا کہ شاید رسول اللہ ﷺ کے پاس سے آ رہا ہے۔ مگر بدیل نے صحیح بات نہ بتائی بلکہ کہا کہ میں یہیں بنوخزاعہ میں گیا تھا اسی ساحلی پٹی پر اسی وادی کے پیٹ میں تھا۔ چنانچہ ابوسفیان نے بدیل کے اُونٹ وسواری کے بیٹھنے کی جگہ کی طرف رجوع کیا اور اس نے اس جگہ سے کچھ آثار دیکھے، وہاں پر کچھ کھجور کی گٹھلیاں اس نے دیکھیں اور کہنے لگا میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ بدیل محمد ﷺ کے پاس گیا تھا۔

اس کے بعد ابوسفیان روانہ ہوا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینے میں پہنچ گیا۔ سب سے پہلے وہ اپنی بیٹی اُم حبیبہ کے پاس داخل ہوا۔ جب ابوسفیان رسول اللہ کے بستر پر بیٹھنے لگا تو اُم المؤمنین اُم حبیبہ نے اپنے باپ ابوسفیان کو جو کہ تا حال مسلمان نہیں ہوئے تھے رسول اللہ کے بستر پر نہ بیٹھنے دیا اور بستر لپیٹ دیا۔ ابوسفیان نے پوچھا کہ بیٹی تم نے اس بستر پر مجھے کیوں نہ بیٹھنے دیا مجھے یہ بات سمجھ میں نہیں آئی کیا بستر کو میرے لئے اچھا نہ سمجھا یا مجھے اس بستر کے لائق نہیں سمجھا۔ وہ بولی۔ دراصل یہ بستر رسول اللہ ﷺ کا ہے اور آپ مشرک ہیں اور نجس ہیں۔ میں یہ پسند نہیں کرتی کہ آپ ان کے بستر پر بیٹھیں۔ وہ کہنے لگے، اے بیٹی اللہ کی قسم مجھ سے جدا ہونے کے بعد تمہیں کچھ ہو گیا ہے۔

اس کے بعد ابوسفیان باہر نکل گئے اور رسول اللہ ﷺ سے جا کر ملے کہ ان سے کلام کرے مگر انہوں نے کوئی بات ہی نہ کی۔ اس کے بعد وہ ابوبکر صدیق کے پاس گیا کہ وہ اس کے لئے رسول اللہ ﷺ سے بات کریں مگر انہوں نے بھی ان کے لئے بات کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کے بعد وہ عمر بن خطاب کے پاس گیا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بات کرے، انہوں نے کہا کہ میں تم لوگوں کے لئے سفارش کروں رسول اللہ کے سامنے؟ میں تو اگر کچھ بھی نہ پاؤں تمہارے لئے سوائے ایک چاول کے میں اس پر بھی تمہارے ساتھ جہاد کروں گا۔ اس کے بعد وہ علی بن ابوطالب کے پاس گیا ان کے پاس سیدہ فاطمہ بنت رسول بھی موجود تھی اور حضرت حسن چھوٹے بچے تھے جو ان کے سامنے چل پھر رہے تھے۔ ابوسفیان بولے، اے علی! تو سب لوگوں کی بنسبت رشتے کے اعتبار سے زیادہ اہم ہے اور سب سے زیادہ میرا قرابت دار ہے میں ایک ضروری حاجت کے لئے آیا ہوں تمہارے پاس۔ میں خالی اور ناکام واپس نہ جاؤں، جیسے آیا تھا تم میرے لئے رسول اللہ ﷺ سے سفارش کرو۔

انہوں نے کہا، افسوس ہے اے ابوسفیان! اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ اس امر پر پختہ عزم کر چکے ہیں۔ ہم لوگ ان سے اس پر بات کرنے کی جرأت نہیں کر سکتے۔ چنانچہ سیدہ فاطمہ کی طرف وہ متوجہ ہوا اور کہنے لگا، اے بنت محمد! کیا آپ اپنے اس چھوٹے بیٹے سے کہیں گی؟ آپ اس کو حکم دیں یہ لوگوں کے سامنے میری فریاد لے جائے۔ لہٰذا یہ ہمیشہ کے لئے عرب کا سردار بن جائے گا۔ سیدہ فاطمہ نے کہا کہ میرا بیٹا چھوٹا ہے وہ اس عمر تک نہیں پہنچا کہ لوگوں کے سامنے فریاد رس بنے یا پناہ دے، دوسرے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کے مقابلے پر کون پناہ دے یا فریاد سُنے۔

ابوسفیان بولے اے ابوالحسن! میں دیکھ رہا ہوں کہ کئی معاملات مجھ پر انتہائی سنگین نوعیت اختیار کر چکے ہیں آپ میرے ساتھ ہمدردی کریں میری خیر خواہی کریں۔ حضرت علی نے کہا کہ میں نہیں جانتا کہ کوئی طریقہ ایسا ہے جو تمہیں فائدہ دے سکے۔ مگر تو بنو کنانہ کا اس وقت سردار ہے آپ لوگوں کے سامنے خود فریاد کریں اور پناہ حاصل کریں۔ اس کے بعد آپ واپس اپنی سرزمین پر چلے جائیں۔

ابوسفیان نے کہا کہ کیا آپ دیکھتے ہیں کہ یہ تدبیر مجھے کوئی فائدہ دے گی۔ علی نے فرمایا کہ نہیں، میں نہیں سمجھتا کہ اس سے آپ کو کوئی فائدہ ہوگا لیکن اس کے علاوہ میرے سامنے تیرے لئے اور کوئی راستہ بھی تو نہیں ہے۔ چنانچہ ابوسفیان اُٹھے اور مسجد میں جا کر کہا کہ اے لوگو! میں سب لوگوں کے سامنے فریاد کرتا ہوں اور پناہ مانگتا ہوں۔ اس کے بعد وہ اپنے اُونٹ پر سوار ہو کر واپس چلا گیا۔

جب وہ واپس پہنچا قریش کے پاس تو انہوں نے پوچھا کہ کیا کر کے آئے ہو پیچھے، کیا حالت چھوڑ کر آئے ہو۔ اس نے بتایا کہ میں محمد ﷺ کے پاس گیا میں نے اس سے بات کی مگر اللہ کی قسم اس نے تو مجھے میری بات کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اس کے بعد میں ابن ابوقحافہ (ابوبکر) کے

پاس گیا اللہ کی قسم میں نے اس میں کوئی چیز بھلائی کی نہیں پائی۔ اس کے بعد میں عمر کے پاس گیا اس کو تو میں نے سب سے بڑا دشمن پایا ہے۔ پھر میں علی کے پاس گیا میں نے اس کو ان سب لوگوں میں سے زیادہ نرم پایا۔ اس نے ہی مجھے ایک چیز کا مشورہ دیا ہے جو میں نے کی ہے۔ اللہ کی قسم مجھے نہیں معلوم کہ وہ شئی مجھے کوئی فائدہ دے گی یا نہیں؟ قریش نے پوچھا کہ علی نے تمہیں کس چیز کا مشورہ دیا تھا؟ اس نے بتایا میں خود کو لوگوں کے سامنے پناہ کے لئے اور مہلت کے لئے پیش کر دوں۔ چنانچہ میں نے ایسا ہی کیا ہے۔

قریش نے پوچھا کہ کیا محمد ﷺ نے اس بات کی اجازت دی تھی یا اس کو مانا تھا؟ ابوسفیان نے بتایا کہ نہیں اس نے تو کچھ نہیں کیا۔ قریش نے کہ تیرا بُرا ہو، افسوس ہے کہ علی نے بھی تیرے ساتھ سوائے اس کے کھیل اور مذاق ہی کیا ہے۔ ہمیں یہ بات کوئی فائدہ نہیں دے گی جو کچھ آپ کہہ رہے ہیں ہم لوگوں سے۔ اس نے کہا کہ میرے پاس اس کے سوا اور راستہ بھی تو کوئی نہیں تھا۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۰-۱۱۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۸۰)

ابوسفیان کا پناہ طلب کرنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد بن عتاب نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے فتح مکہ کے بارے میں، وہ کہتے ہیں کہ پھر بنی نفاثہ نے جو بنو دئل میں سے تھے انہوں نے لوٹ اور غارت ڈالی تھی بنو کعب کے خلاف، حالانکہ وہ سب اس مدت میں تھے جو رسول اللہ ﷺ کے اور قریش کے مابین طے تھی بنو کعب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ صلح میں تھے اور بنو نفاثہ قریش کی صلح میں۔ لہٰذا بنو بکر نے نفاثہ کی مدد کی اور قریش نے بھی ان کی مدد کی ہتھیاروں سے بھی اور غلاموں سے بھی۔ جبکہ مدلج ان سے علیحدہ رہے انہوں نے اس عہد کی پاسداری کی جس پر انہوں نے رسول اللہ کے ساتھ عہد کیا تھا اور بنو دئل میں دو آدمی ایسے تھے جو ان کے سردار تھے ایک سلم بن اسود دوسرا کلثوم بن اسود۔ اور ذکر کرتے ہیں کہ بے شک ان لوگوں میں سے جنہوں نے ان کی اعانت کی تھی صفوان بن اُمیہ اور شیبہ بن عثمان اور سہیل بن عمرو تھے۔ چنانچہ بنو دئل نے غارت ڈالی تھی بنو عمرو پر۔

کہتے ہیں کہ مگر ان میں زیادہ تر عورتیں اور بچے اور ضعیف مرد تھے۔ انہوں نے ان کو مجبور کیا اور ان سے لڑائی کی اور ان کو لا کر مکے میں بدیل بن ورقاء کی حویلی میں بند کر دیا۔ چنانچہ بنو کعب میں سے ایک قافلہ نکل کھڑا ہوا۔ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے، ان سے جا کر انہوں نے وہ ساری پریشانی بتائی جو ان کو پہنچی تھی اور اس بارے میں قریش کی طرف سے جو ان پر زیادتیاں ہوئی تھیں۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو فرمایا تھا رسول اللہ نے ان کے لئے جو حکمت عملی وضع کی تھی وہ ایک جملہ میں تھی:

اِرْجِعُوْا فَتَفَرَّقُوْا فِي الْبُلْدَانِ

یہاں سے واپس چلے جاؤ اور شہروں میں الگ الگ ہو کر پھیل جاؤ۔

ادھر ابوسفیان مکہ سے رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہو گیا وہ دراصل خوف زدہ تھا اس تمام صورت حال سے جو بن چکی تھی۔ اس نے مدینے میں جا کر کہا، اے محمد ﷺ! عقد و عہد پکا کر دیجئے اور ہمارے لئے مدت معاہدہ میں توسیع کر دیجئے۔ رسول اللہ نے فرمایا اس کام کے لئے تو میں پہل کر چکا ہوں (یعنی معاہدہ تو پہلے ہو چکا ہے)۔ کیا تم سے کوئی خلاف ورزی ہوئی ہے یا کوئی نئی بات کرنا چاہتے ہو۔ ابوسفیان نے کہا، اللہ کی پناہ ہم لوگ قریش تو اپنے عہد پر اور اپنی صلح پر قائم ہیں جو حدیبیہ میں ہوا تھا۔ ہم اس میں کوئی تغیر اور تبدیلی نہیں کریں گے۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے نکلا اور ابوبکر کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ عقد کی تجدید کر دیں اور مدت میں توسیع کر دیں۔ ابوبکر نے فرمایا میرا اختیار رسول اللہ ﷺ کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ کی قسم اگر میں نے دیکھا کہ چاول کا دانہ تم سے قتال کر رہا ہے تو میں تمہارے خلاف اس کی مدد کروں گا۔ اس کے بعد وہ وہاں سے نکل کر عمر کے پاس گیا اور اس نے ان سے بات کی۔ حضرت عمر نے کہا کہ ہمارا جو حلف اور جدید دوستانہ قائم ہوا تھا اللہ نے اس کو پرانا کر دیا ہے اور اس میں جو پائیداری و مضبوطی تھی اللہ نے اس کو کاٹ دیا ہے۔ لہٰذا اب جو تعلق کٹ چکا ہے اس کو اللہ دوبارہ نہ جوڑے،

بحال نہ کرے (ان کی مراد اسی معاہدے سے تھی جس میں مشرکین عہد شکنی کر بیٹھے تھے اور خود پریشان تھے)۔ ابوسفیان نے اس کا جواب سُن کر کہا کہ میں صاحب قرابت سے بدترین جزا دیا گیا ہوں۔

اس کے بعد وہ حضرت عثمان کے پاس گئے انؓ سے بات کی تو انہوں نے کہا کہ میری پناہ رسول اللہ کی پناہ میں ہے۔ اس کے بعد ابوسفیان اشراف قریش اور انصار کے ساتھ بات کرنے کے درپے ہوا۔ ان سے بات کی تو سب نے یہی کہا کہ ہمارا عقد و عہد رسول اللہ ﷺ کے عقد و عہد میں ہے۔ جب وہ مایوس ہوگیا ان سب کے جواب سے تو پھر وہ سیدہ فاطمہ بنت رسول کے پاس گیا اور حضرت علی کے پاس ان دونوں سے اس نے بات کی۔

سیدہ فاطمہ نے فرمایا میں ایک عورت ذات ہوں یہ معاملہ تو اللہ کے رسول کے حوالے ہے (یعنی اس کا اختیار تو صرف انہیں کو ہے)۔ کہنے لگا کہ آپ اپنے دو بیٹوں میں سے (حسن و حسین) ایک سے کہیں کہ وہ مجھے پناہ دے دیں۔ سیدہ فاطمہ نے کہا کہ وہ دونوں چھوٹے ہیں اتنے چھوٹے بچے پناہ نہیں دے سکتے۔ کہنے لگے کہ تم میرے بارے میں علی سے بات کرو۔ انہوں نے جواب دیا کہ یہ کام آپ خود کریں۔ اس نے ان سے بات کی تو انہوں نے کہا، اے ابوسفیان! اصحاب رسول میں سے کوئی بھی ایسا نہیں ہے جو رسول اللہ ﷺ کے ہوتے ہوئے کسی کو پناہ دینے کی جرأت کر سکے۔ آپ تو خود قریش کے سردار ہیں اور بڑے ہیں اور قریش کے محفوظ ترین آدمی ہیں آپ اپنے محل نظر قبیلے سے وہ حفاظت حاصل کریں۔ ابوسفیان بولا تم نے سچ کہا میں واقعی ایسا ہوں۔ لہٰذا وہ باہر نکل گیا اور چیخ مار کر کہنے لگا، خبردار میں نے لوگوں کے سامنے حفاظت اور پناہ پیش کر دی ہے۔ اللہ کی قسم میں گمان بھی نہیں کرتا کہ کوئی میرے ساتھ اس میں خیانت کرے گا۔

اس کے بعد نبی کریم کے پاس گیا اور کہنے لگا، اے محمد (ﷺ)! میں نے لوگوں کے سامنے پناہ اور حفاظت رکھ دی ہے۔ اللہ کی قسم میں گمان نہیں کرتا کہ کوئی میرے ساتھ وعدہ خلافی کرے گا اور نہ ہی میری پناہ کو رد کرے گا۔ آپ نے فرمایا تم ہی یہ کہہ سکتے ہو اے ابوحنظلہ۔ اس بات پر ابوسفیان واپس مکہ روانہ ہوگیا۔

اہل مغازی نے گمان کیا ہے کہ (واللہ اعلم) کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ابوسفیان واپس لوٹا :

اللھم خذ علیٰ اسماعھم وابصارھم ۔ فلا یرونا الا بغتۃ ولا یسمعون بنا الا فجاءۃ

اے اللہ! آپ ان کے کانوں اور ان کی آنکھوں کو اپنے قابو میں لے لے۔ یہ لوگ ہم لوگوں کو نہ دیکھ سکیں مگر اچانک اور ہم لوگوں کے بارے میں نہ سُنیں مگر بالکل اچانک۔

ابوسفیان مکہ پہنچا تو قریش نے اس سے پوچھا پیچھے کیا کر آئے ہو؟ کیا آپ محمد ﷺ سے کوئی تحریر یا اس کا کوئی عہد لے آئے ہو؟ اس نے بتایا کہ نہیں اللہ کی قسم انہوں نے میرے سامنے انکار کر دیا ہے۔ میں نے اس کے اصحاب میں کوشش کی تو میں نے ایسی کوئی قوم نہیں دیکھی کسی بادشاہ کی جو محمد کے اصحاب سے اس کے لئے زیادہ اطاعت کرنے والے ہوں۔ علاوہ علی بن ابوطالب کے جنہوں نے مجھ سے کہا ہے کہ آپ لوگوں کی پناہ اور حفاظت کیوں ڈھونڈھتے ہیں محمد ﷺ کے خلاف، آپ ان کے خلاف کسی کی پناہ نہ تلاش کریں نہ آپ ان پر نہ اپنی قوم پر پناہ تلاش کریں۔ آپ قریش کے سردار ہیں بڑے ہیں اور اس بات کے زیادہ حق دار ہیں کہ آپ کی ذمہ داری میں خیانت نہ کی جائے تو میں جوار و حفاظت کے ساتھ اُٹھ آیا پھر میں محمد کے پاس گیا اور میں نے اس سے کہا ہے کہ میں نے لوگوں کے مابین پناہ اور تحفظ کی بات رکھ دی ہے میں نہیں سمجھتا کہ تم لوگ میری مخالفت کرو گے۔ انہوں نے کہا کہ تم ہی یہ بات کہہ سکتے ہو اے ابوحنظلہ؟

قریش نے ان کو جواب دیتے ہوئے کہا، آپ بغیر رضاء کے راضی ہوگئے اور ہمارے پاس لوٹ آئے ہو ایسی بات کے ساتھ جو نہ ہمیں فائدہ دے گی نہ ہی آپ کو کوئی فائدہ دے گی سوائے اس کے کچھ نہیں کیا علی نے تمہارے ساتھ کھیل اور مذاق کیا ہے۔ اللہ کی قسم تیری پناہ

وجوار کا فائدہ نہیں ہے اور تیری مخالفت کرنا ان کے لئے آسان ہے۔ اس کے بعد ابوسفیان اپنی بیوی کے پاس گیا، اس کو جا کر ساری بات بتادی۔ وہ بولی قوم کے نمائندے کو اللہ فتح دے آپ کسی خیر کے ساتھ نہیں لوٹے۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے آسمان پر بادل دیکھا تو فرمایا بے شک یہ بادل برسے گا بنی کعب کی امداد کے ساتھ۔ ابوسفیان کے چلے جانے کے بعد کچھ عرصہ حضور ٹھہرے رہے اس کے بعد سفر کی تیاری شروع کردی اور سیدہ عائشہ سے کہا کہ تم تیاری کرتی رہو اور اس بات کو مخفی رکھو۔ اس کے بعد آپ مسجد گئے یا بعض حاجات کے لئے گئے۔

ادھر ابوبکر عائشہ کے پاس آئے آپ نے دیکھا کہ ان کے پاس گندم صاف ہورہی ہے ابوبکر نے ان سے فرمایا، اے بیٹی! آپ کیوں یہ غلہ صاف کررہی ہیں وہ خاموش ہوگئیں۔ وہ کہنے لگے کیا رسول اللہ ﷺ کسی غزوہ پر جانے کا ارادہ کررہے ہیں؟ مگر وہ پھر بھی خاموش رہیں۔ انہوں نے فرمایا کہ شاید حضور ﷺ ارادہ کررہے ہیں بنو اصفر کا (اس سے مراد رومی ہیں)۔ ابوبکر صدیق نے ان کے بارے میں ان کی ناپسندیدہ باتوں کا ذکر کیا جو اس زمانے میں ان میں تھیں مگر سیدہ عائشہ خاموش رہیں۔ ابوبکر صدیق نے کہا شاید حضور اہل نجد کے خلاف نکلنے کا ارادہ رکھتے ہیں۔ اس کے بعد انہوں نے ان لوگوں کے بارے میں بھی بعض باتیں ذکر کیں مگر سیدہ عائشہ پھر بھی خاموش رہیں۔ پھر کہنے لگے کہ شائد آپ قریش کے خلاف تیاری کا ارادہ رکھتے ہیں مگر ان کے معاہدے کی مدت باقی ہے پھر بھی سیدہ عائشہ خاموش رہیں۔

اتنے میں رسول اللہ ﷺ خود تشریف لے آئے۔ ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ جہاد پر نکلنے کا ارادہ کرچکے ہیں؟ حضور نے فرمایا، جی ہاں۔ ابوبکر نے کہا شاید آپ بنو اصفر (یعنی رومیوں کی طرف نکلنے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ انہوں نے کہا کیا آپ اہل نجد کی طرف جہاد کا ارادہ رکھتے ہیں؟ آپ نے جواب دیا کہ نہیں۔ ابوبکر نے پوچھا کہ شاید آپ قریش کے خلاف جہاد کے لئے جانے کا ارادہ رکھتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، جی ہاں۔ ابوبکر نے عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ کے اور ان کے درمیان صلح کی مدت موجود نہیں؟ حضور نے جواب دیا کیا تمہیں اطلاع نہیں پہنچی کہ انہوں نے بنو کعب کے ساتھ کیا سلوک کیا ہے؟

پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں میں غزوے کا اعلان کردیا۔ ادھر حاطب بن ابو بلتعہ نے قریش کی طرف خط لکھ کر بھیج دیا اُدھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو وحی بھیج کر اس خط کے بارے میں مطلع کردیا۔ آگے راوی نے یہ قصہ ذکر کیا ہے۔ (الدرر لابن عبدالبر ۲۱۳/۱۱)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو محمد بن جعفر عروہ بن زبیر سے، انہوں نے سیدہ عائشہ سے یہ کہ ابوبکر داخل ہوئے ان کے پاس وہ گندم چھان رہی تھیں۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ کیا تمہیں رسول اللہ ﷺ نے سفر کی تیاری کرنے کا حکم دیا ہے۔ وہ بولی کہ جی ہاں۔ چنانچہ انہوں نے سامان تیار کیا۔ ابوبکر نے پوچھا کہ کہاں جانا چاہتے ہیں؟ عائشہ نے بتایا کہ ہمارے سامنے نام کے حوالے سے کچھ بھی ذکر نہیں کیا سوائے اس بات کے کہ انہوں نے ہمیں سامان تیار کرنے کا حکم دیا ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۱-۱۲۔ تاریخ ابن کثیر ۲۸۳/۴)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوالعباس نے، ان کو احمد نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے ابوسفیان کے قصے کے بعد فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے سامان تیار کرنے کا حکم دیا اور اپنے گھر والوں سے کہا کہ وہ حضور ﷺ کے سفر کے لئے تیاری کروائیں اور لوگوں کو بتادیا کہ آپ مکہ کی طرف جانے والے ہیں۔ اور ابن اسحاق نے اس موقع پر حضرت حسان بن ثابت کے شعر ذکر کئے ہیں قریش کے اپنے عہد کو توڑ دینے کے بارے میں۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید الصفار نے، ان کو عباس اسفاطی نے، ان کو علی بن عثمان نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن عمرو نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوہریرہ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ خزاعہ نے کہا تھا :

اللھم انی ناشد محمدا حلف ابینا و ابیہ الاتلدا

فانصر ھداک اللہ نصرا اعتد وادع عباد اللہ یاتوا مددا

باب ۱۵۷

۱۔ حاطب بن ابو بلتعہ کا قریش کی طرف خط لکھ کر نبی کریم ﷺ کے ان سے جہاد کرنے کی خبر پہنچانے کی کوشش کرنا۔

۲۔ اللہ تعالیٰ کا نبی کریم ﷺ کو اس بات کی اطلاع کرنا۔

۳۔ حضور ﷺ کی دعا قبول ہونا کہ قریش ان کی تیاری سے اندھے اور بہرے ہو جائیں۔ حتیٰ کہ آپ اچانک جا پہنچیں ان کے شہروں پر۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، اس نے محمد بن جعفر بن زبیر سے، اس نے عروۃ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ کی طرف چلنے کا پکا عزم کر لیا تو اس وقت حاطب بن ابی بلتعہ نے قریش کی طرف خط لکھا وہ قریش کو خبر دے رہے تھے اس بارے میں جو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف روانگی کا عزم کر لیا تھا پھر اس نے وہ خط قبیلہ مزینہ کی ایک عورت کو دے کر روانہ کیا تھا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ وہ عورت بنو عبدالمطلب کی لونڈی تھی۔ حاطب نے اس عورت سے قریش کے پاس خط پہنچانے کا کوئی معاوضہ طے کیا تھا۔ اس عورت نے اس خط کو اپنے بالوں میں چھپالیا تھا اور اس کے اُوپر اس نے بالوں کی چٹیا باندھ لی تھی، یوں اسے لے کر وہ نکل گئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس اس بات کی خبر آسمان سے آ گئی تھی کہ حاطب نے ایسے ایسے کیا ہے۔ لہٰذا حضور ﷺ نے علی بن ابوطالب کو اور زبیر بن عوام کو بھیجا تھا اور فرمایا تھا کہ تم اس عورت کو پکڑ لو، حاطب نے اس کو خط لکھ کر دیا ہے قریش کی طرف۔ وہ انہیں ڈرا رہا ہے اس پروگرام سے جس پر ہم لوگوں نے قریش کے معاملے پر اتفاق کیا ہے اور طے کیا (اس نے حدیث کا ذکر کیا)۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱۲/۴)

عورت کا جاسوسی کرنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن محمد بن حسین بن داؤد علوی رحمہ اللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ محمد بن حسن بن شرقی نے، ان کو عبداللہ بن ہاشم بن حیان الطوسی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے عمرو بن دینار سے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن علی نے عبیداللہ بن ابورافع نے، وہ حضرت علی کے کاتب تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے علی سے سُنا وہ کہہ رہے تھے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن شیبان نے، ان کو سفیان نے عمرو بن دینار سے، اس نے حسن بن محمد سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبیداللہ بن ابورافع نے، وہ علی بن ابوطالب کے کاتب تھے۔ انہوں نے کہا کہ میں نے سُنا حضرت علی ؓ سے،

وہ فرماتے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے بھیجا تھا میں اور زبیر اور مقداد تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا تھا کہ تم لوگ چلے جاؤ حتی کہ پہنچو مقام روضہ خاخ تک، اس مقام پر ایک عورت ہے اس کے پاس ایک خط ہے وہ خط اس سے لے کر آؤ۔

بس ہم لوگ چلے، ہمارے گھوڑے ہمیں اُڑا کر اس مقام پر لے گئے یہاں تک کہ ہم روضہ خاخ تک پہنچ گئے۔ ہم نے وہاں وہ عورت دیکھی۔ ہم نے کہا کہ خط نکال لئے۔ اس نے کہا میرے پاس کوئی خط نہیں ہے۔ ہم نے کہا تم ضرور خط نکالو گی ورنہ تمہیں اپنے کپڑوں کی تلاشی دینا پڑے گی۔ لہٰذا اس نے اپنے بالوں میں سے وہ خط نکال کر دے دیا۔ ہم وہ خط رسول اللہ کے پاس لے آئے۔ اس میں لکھا تھا کہ خط حاطب بن بلتعہ کی طرف سے مشرکین مکہ کے کچھ لوگوں کی طرف۔ وہ ان کو خبر دے رہے تھے نبی کریم کے بعض امور کے بارے میں۔

رسول اللہ ﷺ نے پوچھا یہ کیا بات ہے اے حاطب؟ اس نے جواب دیا یا رسول اللہ ﷺ میرے بارے میں جلدی نہ کیجئے۔ میں مکہ میں مقیم تھا اور مکہ والوں کا حلیف تھا قریش کے ساتھ رہتا تھا مگر میری کسی سے رشتہ داری نہیں تھی۔ آپ کے ساتھ جتنے ہجرت کر کے آنے والے لوگ ہیں ان کی وہاں پر رشتہ داریاں ہیں وہ ان کی حفاظت کریں گے مکہ میں۔ میری کوئی قرابت نہیں تھی اس لئے میں نے چاہا کہ میں ان کے لئے کوئی احسان کی صورت پیدا کروں جس کی وجہ سے وہ میرے رشتہ دار اور قربت والوں کی حفاظت کریں گے۔ میں نے یہ کام نہ تو کسی کفر کی وجہ سے کیا ہے نہ ہی مرتد ہونے کی وجہ سے کیا ہے نہ ہی اسلام کے بعد کفر کو پسند کرنے کی وجہ سے کیا ہے۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یا رسول اللہ مجھے چھوڑیئے میں اس منافق کی گردن ماردوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، بے شک یہ بدر میں حاضر ہوا تھا آپ کو کیا معلوم شاید اللہ تعالیٰ نے اہل بدر پر جھانک کر فرمایا تھا تم جو چاہو عمل کرو تحقیق میں نے تمہیں معاف کر دیا ہے۔

(مسند احمد ۱/ ۷۹۔ بخاری کتاب الجہاد۔ حدیث ۳۰۰۷۔ فتح الباری ۶/ ۱۴۳۔ ۸/ ۶۳۳۔ ۷/ ۵۱۹۔ مسلم کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۶۱ ص ۱۸۴۱)

اللہ کے دشمن کو دوست نہ بناؤ ...... (۳) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن منصور قاضی نے، ان کو ابراہیم بن ابوطالب نے، ان کو ابن ابوعمر نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے مذکورہ اسناد اور مفہوم کے ساتھ اور اس نے اس پر یہ اضافہ کیا ہے کہ عمرو بن دینار نے کہا تھا کہ یہ آیت اسی بارے میں نازل ہوئی ہے:

یا ایها الذین اٰمنوا لا تتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء۔ (سورۃ الممتحنۃ: آیت ۱)

اے ایمان والو! میرے اور اپنے دشمن کو دوست نہ بناؤ۔

سفیان کہتے ہیں کہ مجھے نہیں معلوم کہ یہ بھی حدیث کا حصہ تھا یا عمرو بن دینار کا قول ہے۔

باب ۱۵۸

۱۔ نبی کریم ﷺ کا غزوۂ فتح مکہ کے لئے تیرہ رمضان کو روانہ ہونا۔
۲۔ مدینے پر اپنا نائب مقرر کرنا اور آپ ﷺ کے مدینے سے نکلنے اور مکہ میں داخل ہونے کا وقت۔
۳۔ راستہ میں آپ ﷺ کا روزہ رکھنا اور افطار کرنا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مسلم بن شہاب نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ

بن سعود سے، اس نے ابن عباس ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال سفر کے لئے روانہ ہوئے تھے تو مدینے پر ابورُھم کلثوم بن الحصین بن عبید بن خلف الغفاری کو عامل بنایا تھا (یعنی اپنا نائب مقرر کیا تھا)۔ اور حضور ﷺ جب نکلے تو رمضان کے دس دن گزر چکے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھا تھا اور لوگوں نے بھی روزے رکھے تھے حضور کے ساتھ۔ یہاں تک کہ حضور مقام کَدید تک پہنچے یہ مقام عسفان اور اَمج کے درمیان پانی کا ایک مقام تھا۔ کَدید پر افطار کیا (یعنی روزہ ترک کر دیا)۔ پھر چل پڑے حتیٰ کہ مکہ میں پہنچ گئے بغیر روزے کی حالت میں۔ لہٰذا لوگوں نے دونوں معاملوں میں سے آخری معاملہ رسول اللہ ﷺ کا اختیار کیا یعنی فطر (ترک روزہ) کہ اس عمل نے پہلے والے کو منسوخ کر دیا ہے۔

اسی طرح اس کو ذکر کیا ہے یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے راوی کا یہ قول کہ حضور جب روانہ ہوئے تو دس دن گزر چکے تھے رمضان کے، اس کو حدیث میں درج کیا ہوا ذکر کیا ہے اور اسی طرح اس کو ذکر کیا ہے عبداللہ بن ادریس نے ابن اسحاق سے۔

(۲) تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حامد بن یحییٰ نے، ان کو صدقہ نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ روانہ ہوئے تھے رمضان کی دس راتیں گزرنے کے بعد ۸ھ میں۔

مسافر کے لئے ترکِ صوم کی رخصت .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق نے، ان کو عاصم بن علی نے، ان کو لیث بن سعد نے عُقیل سے، اس نے ابن شہاب سے۔ اس نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے عبیداللہ بن عبداللہ نے یہ کہ عبداللہ بن عباس نے ان کو خبر دی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے غزوہ کیا تھا غزوہ فتح مکہ رمضان شریف میں۔

فرماتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا سعید بن مسیب سے، وہ کہتے تھے کہ اس کی مثل میں نہیں جانتا کہ کیا آپ ﷺ شعبان کی راتوں میں روانہ ہوئے اور آگے رمضان آ گیا تھا یا خود رمضان میں ہی نکلے تھے جب وہ شروع ہو چکا تھا۔ علاوہ اس کے عبیداللہ بن عبداللہ نے مجھے خبر دی کہ عبداللہ بن عباس ﷺ نے فرمایا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے روزہ رکھنا شروع کیا یہاں تک کہ آپ مقام کدید تک پہنچ گئے۔ یہ پانی کا وہ مقام ہے جو کدید اور عسفان کے درمیان ہے وہاں پہنچ کر آپ نے روزہ افطار کیا (یعنی روزہ ترک کر دیا حالت سفر کی وجہ سے)۔ پھر ہمیشہ مفطر رہے یعنی بغیر حالت روزہ کے رہے۔ یہاں تک کہ یہ مہینہ پورا گزر گیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن یوسف سے اس نے لیث سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۷۵۔ فتح الباری ۸/۳)۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو اسحاق بن ابراہیم نے اور محمد بن رافع نے اور محمد بن یحییٰ نے، اسحاق نے کہا کہ ہمیں خبر دی اور دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نکلے تھے مدینے سے رمضان میں جبکہ اس وقت ان کے ساتھ دس ہزار مسلمانوں کا لشکر تھا۔ یہ ۸ھ یعنی آٹھویں سال کے سرے پر اور نصف سال پر یعنی حضور کی مدینہ آمد سے (ہوا تھا)۔ حضور ﷺ روانہ ہوئے تھے ان لوگوں کے ساتھ جو آپ کے ساتھ تھے مسلمانوں میں سے مدینے سے تو آپ ﷺ روزے رکھ رہے تھے اور لوگ بھی روزے رکھ رہے تھے۔ حتیٰ کہ آپ مقام کدید پر پہنچ گئے۔ وہ عسفان اور قدید کے درمیان ہے، پھر آپ نے روزہ ترک کر دیا اور مسلمانوں نے بھی آپ کے ساتھ ترک کر دیا پھر انہوں نے روزہ نہیں رکھا بقیہ رمضان کچھ بھی۔

زہری نے کہا ہے فطر (ترک روزہ) دو امور میں سے آخری تھا (یعنی رکھنے اور نہ رکھنے میں) سوائے اس کے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری سے آخری امر (عمل) لیا جاتا ہے (اس پر عمل کیا جاتا ہے)۔ زہری نے کہا رسول اللہ ﷺ صبح صبح مکہ میں داخل ہوئے تھے جب ماہ رمضان کی تیرہ راتیں گزر چکی تھیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمود سے عبدالرزاق سے۔(کتاب المغازی۔حدیث ۴۲۷۶۔فتح الباری ۳/۸)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن رافع سے مگر انہوں نے زہری کے مذکورہ دخول مکہ کے بارے میں اس کو ذکر نہیں کیا ہے۔
(کتاب الصیام۔حدیث ۸۸ ص ۷۸۴)

اسحاق بن ابراہیم نے کہا ہے دوسری روایت میں کہ حضور اس وقت مکہ میں داخل ہوئے تھے جب دس سے کچھ زیادہ راتیں رمضان کی گزر چکی تھیں۔

(۵) ہمیں اس کی خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابونضر فقیہ نے، ان کو محمد بن نصر نے اور ابراہیم بن اسماعیل نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی اسحاق نے، اس نے اس کو ذکر کیا اور محمد بن ابوحفصہ نے اس کو حدیث میں درج کیا ہے زہری سے۔

ہمیں اس کی حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن احمد بن بالویہ نے، ان کو محمد بن احمد بن نضر ازدی نے، ان کو معاویہ بن عمرو نے، ان کو ابواسحاق فزاری نے محمد بن ابوحفصہ سے، اس نے زہری سے، اس نے عبیداللہ بن عبداللہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ فتح مکہ تیرہ رمضان کو ہوئی تھی۔

(۶) اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسن حلوانی نے، ان کو ابوصالح فراء نے ابواسحاق فزاری سے۔ انہوں نے ان کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ ابن عباس سے، انہوں نے فرمایا کہ فتح مکہ تیرہ رمضان میں ہوئی تھی یہ ادراج وہم ہے سوائے اس کے نہیں کہ وہ قول زہری سے ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو اصبغ نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی یونس نے ابن شہاب سے کہ غزوہ کیا تھا رسول اللہ ﷺ نے غزوہ فتح مکہ۔ لہٰذا مدینے سے نکلے تھے رمضان میں اور اس کے ساتھ دس ہزار مسلمان تھے۔ یہ ساڑھے آٹھ سال پورے ہونے پر ہوا تھا مدینہ ہجرت کر کے آنے کے بعد اور مکہ فتح ہوا تھا جب رمضان کی تیرہ راتیں باقی رہ گئی تھیں۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسن بن ربیع نے، ان کو ابن ادریس نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو محمد بن مسلم بن شہاب نے اور محمد بن علی بن حسین نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور عمرو بن شعیب نے اور عبداللہ بن ابوبکر وغیرہ نے۔ انہوں نے کہا کہ فتح ہوئی تھی جب دس راتیں باقی رہ گئی تھیں سنہ آٹھ ہجری کے ماہ رمضان کی۔

(۹) ہمیں خبر دی فقیہ ابوالحسن محمد بن یعقوب بن احمد بن یعقوب طبرانی نے، وہاں پر وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالنضر محمد بن یوسف فقیہ نے، ان کو عثمان بن سعید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں ابوالیمان کے سامنے پڑھی انہوں نے مجھے خبر دی کہ انہوں نے اس کو سُنا سعید بن عبدالعزیز تنوخی سے، اس نے عطیہ بن قیس سے، اس نے قزعہ بن یحییٰ سے، اس نے ابوسعید خدری ہے، وہ فرماتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو فتح مکہ والے سال کوچ کرنے کا حکم دیا اور اعلان فرمایا تھا اس وقت جب ماہ رمضان کی دو راتیں گزر چکی تھیں۔ چنانچہ ہم لوگ روزے کی حالت میں مکہ کی طرف روانہ ہوئے تھے۔ یہاں تک کہ ہم مقام کدید پر پہنچ گئے۔ اس کے بعد ہمیں رسول اللہ ﷺ نے روزہ ترک کر دینے کا حکم دیا۔ لہٰذا لوگ دو حصوں میں تقسیم ہو گئے تھے۔ کچھ لوگ روزہ دار تھے اور کچھ بغیر روزے والے۔ یہاں تک کہ جب ہم اس منزل پر پہنچے جہاں ہمیں دشمن سے ٹکرانا تھا تو پھر آپ نے ہمیں روزہ چھوڑ دینے کا حکم دیا۔ لہٰذا پھر ہم سب بغیر روزے والے ہو گئے تھے۔(الترمذی۔کتاب الجہاد)

گرمی کی شدت کی وجہ سے افطار کرنا .... (۱۰) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن حسن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو وہب نے جعفر بن محرز سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال جب مدینے سے مکہ کے لئے روانہ ہوئے تھے تو روزہ دار حتیٰ کہ مقام کراع الغمیم تک جا پہنچے۔ رسول اللہ کے ساتھ لوگ سوار بھی تھے پیادے بھی تھے۔ یہ واقع ماہ رمضان میں ہوا تھا۔ عرض کی کی گئی یا رسول اللہ ﷺ کہ بے شک لوگوں پر روزہ انتہائی شدید گزر رہا ہے، لوگ آپ کی طرف دیکھ رہے ہیں کہ آپ کیا فرماتے ہیں۔ چنانچہ حضور ﷺ نے پانی کا ایک پیالہ منگوایا، آپ نے اسے اُٹھایا اور پی لیا (اس طرح روزہ کھول دیا) لوگ یہ منظر دیکھ رہے تھے۔ لہٰذا بعض لوگوں نے روزہ رکھے رکھا اور بعض نے افطار کرلیا۔ حضور ﷺ کو بتایا گیا کہ بعض لوگ تا حال روزے سے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اولئك العصاة وہ لوگ گنہگار یا نافرمان ہیں۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث ثقفی سے اور دراوردی سے، اس نے جعفر سے۔ (کتاب الصیام۔ حدیث ۹۰ ص ۷۸۵)

اور اس میں ہے جو ہمارے شیخ ابوعبداللہ نے ذکر کیا ہے ابوعبداللہ اصفہانی سے، اس نے حسن بن جہم سے، اس نے حسین بن فرج سے، اس نے واقدی سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بدھ کے دن روانہ ہوئے تھے جب رمضان کی دس راتیں گزر چکی تھیں عصر کے بعد۔ آپ نے گرہ نہ کھولی یہاں تک کہ آپ مقام صُلصُل تک پہنچ گئے (مدینے سے سات میل پر)۔ اور مسلمان روانہ ہوئے، انہوں نے گھوڑوں کو کھینچا اور اُونٹوں پر سوار ہوگئے۔ وہ لوگ دس ہزار تھے۔ اور ابوالاسود کی حدیث میں ہے کہ عروہ سے مروی اور حدیث موسیٰ بن عقبہ میں ہے کہ نبی کریم ﷺ روانہ ہوئے تو بارہ ہزار کی نفری میں تھے جو کہ مہاجرین وانصار پر مشتمل تھے اور عرب کے قبائل میں سے من اسلم، بنوغفار، بنومزینہ، بنوجُہینہ، اور بنوسُلیم کے لوگ بھی تھے۔ (المغازی للواقدی ۸۰۱/۲)

باب ۱۵۹

ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب کا مسلمان ہونا

رسول اللہ ﷺ کے سفر مکہ کے دوران

(۱) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسین الحیری نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی زہری نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال روانہ ہوئے یہاں تک کہ مقام الظہر ان میں اُترے دس ہزار مسلمانوں کے ساتھ۔ سات سو افراد بنوسُلیم کے تھے اور ایک ہزار قبیلہ مزینہ کے تھے اور تمام قبائل میں کافی تعداد میں مسلمان تھے۔ مہاجرین وانصار کو تیار کیا۔ کوئی ایک بھی ان میں سے پیچھے نہیں رہا۔ اور ادھر قریش سے ساری خبریں پوشیدہ رہیں۔ رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے کوئی خبر نہ پہنچی، انہیں کوئی پتہ نہیں تھا کہ رسول اللہ کیا کر رہے ہیں۔

ابوسفیان بن حارث اور عبداللہ بن ابوامیہ بن مغیرہ رسول اللہ ﷺ کو عقاب کی گھاٹی میں ملے تھے جو کہ مکہ اور مدینہ کے درمیان ہے۔ ان دونوں نے حضور کے پاس جانے یعنی ملنے کی التجا کی تھی۔ سیدہ اُم سلمہ نے حضور ﷺ سے بات کی تھی ان دونوں کے بارے میں۔ سیدہ اُم سلمہ نے

کہا یا رسول اللہ وہ آپ کے چچا کا بیٹا ہے اور آپ کی پھوپھی کا بیٹا ہے اور آپ کا سسر بھی ہے۔ حضور نے فرمایا کہ میرے لئے ان دونوں میں کوئی حاجت نہیں ہے بہر حال جہاں تک میرے چچا زاد کا تعلق ہے تو اس نے میری ہتک عزت کی ہے، جہاں تک میرے پھوپھی زاد کا تعلق ہے اور میرے سسر کا، وہ وہی ہے جس نے میرے لئے مکہ میں کیا تھا جو کچھ کہا تھا۔ یہ خبر ان دونوں تک پہنچ گئی اور ابوسفیان بن حارث کے ساتھ اس کا بیٹا تھا اس نے کہا اللہ کی قسم البتہ ضرور اجازت دیں میرے لئے رسول اللہ ورنہ میں ان دونوں کا ہاتھ پکڑ کر ضرور ایسی سرزمین پر نکل جاؤں گا اور جا کر بھوک پیاس سے مر جائیں گے۔ جب رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر پہنچی تو آپ کو ان دونوں پر شفقت آ گئی۔ وہ دونوں حضور ﷺ کے پاس آئے اور ابوسفیان بن حارث نے شعر کہے۔ ابوسفیان بن حارث کا قول اس کے اسلام کے بارے میں اور اس کا عذر کرنا ان حالات کے بارے میں جو اس سے واقع ہوئے تھے۔ اس نے کہا :

لعمرك انی یوم احمل رایة — لتغلب خیل اللات خیل محمد

لکالمدلج الحیران اظلم لیله — فهذا اوانی حین اهدی و اهتدی

هدانی هاد غیر نفسی و نالنی — مع اللہ من طردت کل مطرد

اصد وانای جاهدًا عن محمد — وادعی وان لم انتسب من محمد

هم ما هم من لم یقل بهواهم — وان کان ذا رأی یلم ویفند

ارید لارضیهم ولست بلائط — مع القوم ما لم اهد فی کل مقعد

فقل لثقیف تلك لا ارید قتالکم — وقل لثقیف تلك : غیری واوعدی

فما کنت فی الجیش الذی نال عامرًا — ولا کان عن جری لسانی ولا یدی

قبائل جاءت من بلاد بعیدة — نزائع جاءت من سهام و سردد

تری بقاء کی قسم ہے جس دن میں جھنڈا اٹھاؤں گا، البتہ لات (بت) کے گھڑ سوار محمد ﷺ کے گھڑ سواروں پر غالب آ جائیں گے یعنی کفر و شرک کا لشکر اسلام کے لشکر پر غالب ہو جائے گا۔ رات کے سفر کرنے والے کی مثل کہ اس کی رات اس کو تاریکی میں چھپا لیتی ہے۔ یہی وقت ہوگا جب میں راستہ دیکھا جاؤں گا اور میں راستہ پالوں گا۔ راستہ دکھایا مجھے راستہ دکھانے والے نے، وہ میرے دل کے ماسوا ہے اور مجھے اللہ کے ساتھ ملوا دیا ہے جس کو میں گھیروں گا پورا ہی گھیروں گا۔ میں روکوں گا یعنی لوگوں کو ایمان میں داخل ہونے سے منع کروں گا اور اپنے آپ کو بھی اس سے دور رکھوں گا اور اس کام کے لئے میں سخت جدوجہد کروں گا۔ مجھ سے لوگوں کو دور رکھنے میں اور لوگوں کو ایسی بات کی دعوت دوں گا اگر چہ صاحب زر ہے ملامت کیا جاتا ہے اور جھوٹ کی نیت و تہمت لگایا جاتا ہے۔

میں اب ان لوگوں کو راضی اور خوش کرنا چاہتا ہوں اور میں چپکنے والا نہیں ہوں قوم کے ساتھ جب تک نہ رہنمائی کیا جاؤں ہر ہر مقام پر اور ہر ہر ٹھکانے پر۔ لہٰذا بنو ثقیف سے کہہ دو کہ میں تمہارے ساتھ قتال کرنے اور لڑنے کا ارادہ نہیں رکھتا۔ اور بنو ثقیف سے کہئے کہ وہ میرے جاسوس ہیں اور میرے وعدہ دیئے ہوئے ہیں۔ پس میں نہیں ہوں اس لشکر میں۔ جو عامر سے ٹکرایا، نہ ہی میرے ہاتھ کی زیادتی، نہ ہی زبانی زیادتی ہے۔ وہ قبائل جو دور دور کے شہروں سے آئے ہیں کھنچے آئے ہیں تیروں سے اور تلواروں سے لیس ہو کر۔

کہتے ہیں کہ لوگوں نے اس کو ذکر کیا ہے جب اس نے رسول اللہ ﷺ کو یہ شعر سنایا : من طردت کل مطرد

تو حضور ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ مارا۔ اور فرمایا : انت طرد تنی کل مطرد

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۵۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۲۸۷)

صحابہ کا پیلو چننا .... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے سنان بن اسماعیل حنفی سے، اس نے ابو الولید سعید بن مینا سے، وہ کہتے ہیں کہ جب اہل مؤتہ فارغ ہو گئے اور واپس لوٹ آئے تو اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ان کو مکہ روانگی کا حکم فرمایا۔ جب روانہ ہو کر مقام مرالظہر ان میں پہنچے تو گھاٹی میں اُتر گئے اور پیلو چننے والوں کو آپ نے بھیجا۔ وہ پیلو کے درختوں سے پکی پکی پیلو چننے لگے۔ چنانچہ میں نے سعید سے کہا کہ یہ کیا چیز ہے، اس نے بتایا کہ پیلو کے درخت (جال کے پیلو) ابن مسعود بھی ان میں گئے تھے جو پیلو چن رہے تھے کسی آدمی کو جب کوئی پکا ہوا دانہ (پیلو کا) ملتا تو اس کو اپنے منہ میں ڈال لیتا۔ اور صحابہ کرام ابن مسعود پنڈلیوں کی مشقت کو دیکھ کر حیران ہو رہے تھے وہ درخت کے اُوپر چڑھے جا رہا تھا اور لوگ ہنس رہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم لوگ اس کی پنڈلیوں کی محنت پر ہنس رہے ہو قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ ان دونوں کے لئے ترازوئے اعمال میں اُحد پہاڑ سے زیادہ وزن ہے۔ (المستدرک للحاکم ۳/۳۱۷)

کیونکہ ابن مسعود جو کچھ چنتا اس کو حضور ﷺ کے پاس لے آتا اور اس نے شعر کہا:

هذا جناي وخياره فيه اذ كل جان يده الى فيه

(البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۸۸)

یہ میرے چنے ہوئے پیلو کے پھل ہیں اور اس میں اچھی اور عمدہ پیلو بھی ہیں جبکہ ہر چننے والے کا ہاتھ اپنے منہ کی طرف ہے۔

عليكم بالاسود منه فانه اطيب (حدیث)

نعم وهل من نبي الا قد رعاها (حدیث)

ہر نبی نے بکریاں چرائی ہیں .... (۳) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو عبید بن شریک نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے یونس سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے ابو سلمہ سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے مقام مرالظہر ان میں۔ ہم لوگ پیلو چننے لگے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان میں سے کالی کالی پیلو چنو کیونکہ وہ زیادہ اچھی ہیں (زیادہ کالی اور پیلے پکی ہوئی ہوتی ہیں)۔ صحابہ کرام نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ بکریاں چراتے تھے (کیونکہ بکریاں چرانے والوں کو جنگل کے پھلوں کا زیادہ تجربہ ہوتا ہے)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جی ہاں۔ میں نے بکریاں چرائی ہیں بلکہ ہر نبی نے چرائی ہیں۔ جابر کہتے ہیں کہ بے شک یہ واقعہ پیلو والا یوم بدر میں پیش آیا تھا، جمعہ کا دن تھا رمضان کی تیرہ راتیں باقی رہ گئی تھیں یعنی سترہ رمضان تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے مختصراً، اس میں تاریخ کا ذکر نہیں کیا اس میں۔

فائدہ: علامہ ابن القیم فرماتے ہیں، الکباث پیلو کے درخت (جال) کے پھل کو کہتے ہیں یہ ارض حجاز میں ہوتی ہے۔ جبکہ مترجم کہتا ہے ہندو پاک کے تمام جنگلوں میں پیلو کے درخت عام ہے لوگ پیلو کھاتے ہیں۔ مزاج اس کا گرم خشک ہوتا ہے۔ اس کے خواص اس کے درخت والے ہیں، معدہ کو قوت دیتا ہے، ہضم کو عمدہ کرتا ہے، بلغم کو صاف کرتا ہے، پشت کے درد کے لئے مفید ہے، کئی بیماریوں کے لئے مفید ہے، کاسر ریاح ہے وغیرہ وغیرہ۔

☆☆☆

باب ۱۶۰

۱۔ رسول اللہ ﷺ کا مقام مرّ الظہران میں اُترنا۔
۲۔ ابوسفیان بن حرب، حکیم بن حزام، بدیل بن ورقاء کو لے کر آنے میں جو بات آئی ہے۔
۳۔ ان سب کا مسلمان ہونا۔
۴۔ اہل مکہ کے لئے عقد امان ان شرائط پر جو آپ نے مقرر کیں۔
۵۔ آپ ﷺ کا مسلمانوں کے ساتھ مکہ میں داخلہ۔
۶۔ اللہ تعالیٰ کی تصدیق کرنا یعنی اس وعدہ کو سچا کرنا جو اس نے رسول کے ساتھ کیا تھا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی الحسین بن محمد روذباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داستہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو یحییٰ بن آدم نے، ان کو ابن ادریس نے محمد بن اسحاق سے، اس نے زہری سے، اس نے عبیداللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے، اس نے ابن عباس ﷺ سے یہ کہ فتح مکہ والے سال رسول اللہ ﷺ کے پاس عباس بن عبدالمطلب ابوسفیان بن حرب کو ساتھ لے کر آئے تھے اور وہ مقام الظہران میں مسلمان ہوگئے تھے۔ حضرت عباس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے شک ابوسفیان ایسا آدمی ہے جو اس فخر کو پسند کرتا ہے (اپنے سرداری فطرت کی وجہ سے)۔ اگر آپ اس کے لئے کوئی اعزازی شئی مقرر کردیں تو بہتر ہوگا۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے میں کرتا ہوں۔

لہٰذا آپ نے فرمایا:

مَنْ دَخَلَ دَارًا اَبِیْ سُفْیَانَ فَھُوَ اٰمِنٌ وَمَنْ اَغْلَقَ بَابَہٗ فَھُوَاٰ مِنٌ

(ابوداؤد۔ کتاب الخرج والامارۃ۔ حدیث ۲۱۔۳۰ جلد ۳ ص ۱۶۲)

جو شخص پناہ لینے کے لئے ابوسفیان کے گھر کے اندر داخل ہوجائے اس کے لئے امان ہے۔ جو شخص اندر جا کر اپنا دروازہ بند کرلے اس کو امان ہے۔

ابوسفیان کا قبول اسلام .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعلی الحسین بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر رزاز نے، ان کو احمد بن ولید فحام نے، ان کو ابوبلال اشعری نے، ان کو زیاد بن عبداللہ نے محمد بن اسحاق سے زہری سے، اس نے عبیداللہ بن عبداللہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ عباس بن عبدالمطلب ابوسفیان بن حرب کو ساتھ لے کر رسول اللہ کے پاس آئے اور عرض کی یارسول اللہ ﷺ یہ ابوسفیان ہے شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ کیا شہادت دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ بھی کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ اس نے کہا جی ہاں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے ابوفضل اپنے مہمان کو آج رات اپنے گھر والوں کے پاس لے جائیے اور صبح ناشتہ بھی اس کو کرائیے۔ جب صبح ہوئی تو

عباس اس کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے، عباس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ کے اُوپر قربان بے شک ابوسفیان ایسا آدمی ہے جو عزت وشرف کو شہرت کو پسند کرتا ہے آپ اس کو کوئی ایسی چیز عطا کریں جس کے ساتھ یہ فخر کرے شرف وعزت محسوس کرے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، جو شخص ابوسفیان کے گھر میں داخل ہوجائے وہ امان میں ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ میرا گھر تو زیادہ گنجائش نہیں رکھتا؟ آپ ﷺ نے فرمایا، جو شخص کعبہ میں داخل ہوجائے اس کو امان ہے، ابوسفیان نے کہا کہ کعبے میں کتنی گنجائش ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا، جو شخص مسجد الحرام میں داخل ہوجائے وہ امان میں ہے۔ ابوسفیان نے کہا مسجد کتنی گنجائش رکھتی ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا، جو شخص اپنا دروازہ بند کرلے وہ امان میں ہے۔ ابوسفیان نے کہا کہ یہ حکم پوری گنجائش رکھتا ہے۔ (الدرر لابن عبدالبر ۲۱۷۔ سیرۃ الشامیہ ۵/۳۳۰)

(۲)　ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے سفیان بن حرب سے ان کو حماد بن زید نے، ان کو ایوب نے عکرمہ سے فتح مکہ کے بارے میں (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو حسن بن عبداللہ بن عبیداللہ بن عباس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ مقام مرّ الظہر ان میں اُترے تھے تو عباس بن عبدالمطلب نے کہا تھا حالانکہ وہ مدینے سے ہی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوئے تھے۔

واصباح قریش : خطرناک صبح قریش کے لئے۔ اللہ کی قسم اگر رسول اللہ ﷺ قریش سے بغاوت کرتے، ان کے شہروں میں تو آپ مکہ میں قہر وجبر کے ذریعہ داخل ہوجاتے۔　پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے سفید خچر پر سوار ہوئے اور کہنے لگے کہ میں پیلو کے درختوں کی طرف نکلتا ہوں شاید کہ میں کسی لکڑیاں چننے والے کو یا کسی دودھ والے کو دیکھوں یا کسی جاننے والے کو دیکھوں جو کے میں داخل ہورہا ہو (میں اس کو بتادوں) تاکہ وہ ان کو خبر دے کہ رسول اللہ ﷺ اس مقام تک پہنچ گئے ہیں تاکہ مکہ والے حضور ﷺ کے پاس آئیں اور ان سے امان مانگ لیں۔

وہ کہتے ہیں کہ میں روانہ ہوا۔ اللہ کی قسم میں پیلو کے درختوں میں گھومتا چکر لگاتا رہا اور تلاش کرتا رہا۔ اچانک میں نے ابوسفیان اور حکیم بن حزام اور بُدیل بن ورقاء کی آواز سُنی۔ وہ بھی نکل چکے تھے اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں خبر تلاش کررہے تھے۔ میں نے ابوسفیان کی آواز سُنی وہ کہہ رہا تھا یار میں نے آج کے دن جیسی آگ پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ بدیل بن ورقاء نے کہا، اللہ کی قسم یہ بنوخزاعہ کی آگ ہے جس کو جنگ نے جلایا ہے۔ ابوسفیان نے کہا خزاعہ تو زیادہ ملوث ہے اس میں، زیادہ کمزور بھی ہے۔ (عباس) کہتے ہیں کہ میں نے اس کی آواز پہچان لی۔ اور میں نے کہا اے ابوحنظلہ وہ ابوسفیان ہی تھے۔ اس نے بھی آواز پہچان لی اور کہنے لگا تم ابوالفضل ہو۔ میں نے کہا جی ہاں۔ ابوسفیان نے کہا حاضر ہوں میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔ تیرے رسول کی کیا خبر ہے؟ میں نے کہا کہ یہ ہیں رسول اللہ ﷺ لوگوں کے ساتھ۔ تحقیق وہ آچکے ہیں تمہاری طرف ایسے لشکر کے ساتھ جس کا مقابلہ کرنے کی تمہیں سکت نہیں ہے۔ دس ہزار مسلمان ان کے ساتھ ہیں۔ اس نے پوچھا کہ پھر بچاؤ کی کیا صورت ہے اور کیا ہے؟ میرے ماں باپ تجھ پر قربان۔ میں نے کہا کہ بس یہی بچنے کی صورت ہے کہ میرے ساتھ اس خچر پر میرے پیچھے بیٹھ اور چل کر میں حضور ﷺ سے تیرے لئے امان مانگ لیتا ہوں۔ اللہ کی قسم وہ اگر تیرے اوپر کامیاب ہوئے تو تیری گردن ماردیں گے لازمی طور پر۔ چنانچہ ابوسفیان میرے پیچھے بیٹھ گئے۔ میں نے رسول اللہ ﷺ کے خچر کو ایڑھ لگائی اور رسول اللہ ﷺ کی طرف روانہ ہوگیا۔ میں جیسے ہی آگ کے پاس سے گزرتا جو مسلمانوں نے جگہ جگہ جلا رکھی تھی وہ لوگ مجھے دیکھ کر کہتے کہ رسول اللہ ﷺ کے چچا جارہے ہیں رسول اللہ ﷺ کے خچر پر سوار ہوکر۔ یہاں تک کہ میں عمر بن خطاب کی آگ کے پاس سے گذرا۔ انہوں نے مجھے دیکھا اور ابوسفیان کو میرے پیچھے دیکھا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے کہا یہ ابوسفیان ہیں۔ اللہ کا شکر جس نے تجھے قدرت دی ہے بغیر کسی عہد کے اور بغیر کسی عقد کے۔ اس کے بعد میں نے شدت پکڑلی رسول اللہ ﷺ کی طرف جانے کی اور میں نے خچر کو پھر ایڑھ لگائی اور خیمے کے دروازے میں جا گھسا۔ میں نے سبقت کی عمر سے۔ جیسے سُست رفتار سواری سُست آدمی سے سبقت کرتی ہے۔

اتنے میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ بھی رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہو گئے اور بولے یارسول اللہ ﷺ یہ ہے ابوسفیان، اللہ کا دشمن۔ اللہ نے اس پر قدرت دی ہے بغیر کسی عقد وعہد کے (یعنی اچھا ہے نہ اس کے ساتھ ہمارا کوئی عہد ومیثاق ہے نہ کوئی بات طے ہے)۔ مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن مار دیتا ہوں۔ عباس کہتے ہیں کہ میں نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں نے اس کو امان دی ہے اس کے بعد میں رسول اللہ ﷺ کے پاس بیٹھ گیا۔ لہٰذا میں نے اس کا سر پکڑ کر کہا اللہ کی قسم آج رات میرے سوا اس کو کوئی نجات نہ دیتا۔ جب حضرت عمر نے اس کے بارے میں زیادہ بات کی تو میں نے کہا ٹھہر جاتو اے عمر۔ اللہ کی قسم تم ایسا نہیں کر رہے ہو مگر صرف اسی لئے کہ یہ بنو عبد مناف کا ایک آدمی ہے۔ اگر یہ بنو عدی بن کعب کا آدمی ہوتا (یعنی اگر تمہارا قریبی ہوتا) تم یہ نہ کہتے۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ فرمایا ٹھہرا اے عباس پس اللہ کی قسم البتہ تیرا اسلام لانا جس دن تو مسلمان ہوا میرے نزدیک زیادہ محبوب تھا (اپنے باپ) خطاب کے اسلام لانے سے اگر وہ اسلام لے آتا۔ یہ نہیں تھا مگر اس لئے کہ تحقیق میں جانتا تھا کہ تیرا اسلام لانا رسول اللہ ﷺ کے نزدیک زیادہ محبوب تھا خطاب کے اسلام لانے سے اگر وہ اسلام لے آتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ لے جائیں اس کو، ہم نے بھی اس کو امان دی ہے یہاں تک کہ آپ اس کو صبح کل میرے پاس لے آنا۔ لہٰذا وہ اس کو اپنے گھر واپس لے گئے۔ جب صبح ہوئی تو حضرت عباس اس کو ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے۔ حضور ﷺ نے فرمایا افسوس ہے اے ابوسفیان کیا ابھی وقت نہیں آیا کہ تم یہ جان لو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ کس قدر وصل کرنے والے ہیں، کس قدر محترم ہیں۔ اللہ کی قسم تحقیق میرا یقین ہے کہ اگر اللہ کے ساتھ اس کا ماسوا بھی (کہ معبود ہوتا) تو وہ اللہ کے بعد کچھ تو فائدہ دیتا۔ حضور ﷺ نے فرمایا افسوس ہے اے ابوسفیان کیا تیرے لئے ابھی وقت نہیں آیا کہ تو یہ جان سکے تو میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے کہا میرے ماں باپ آپ پر قربان۔ آپ کس قدر وصل کرنے والے ہیں، کس قدر حوصلے والے ہیں، کس قدر عزت دار ہیں۔ خبردار اللہ کی قسم حقیقت تو یہی ہے مگر صرف دل میں اس بارے میں ایک چیز تھی۔

حضرت عباس نے کہا میں نے کہا تیری ہلاکت ہو شہادت دے دے حق کی شہادت پہلے۔ اللہ کی قسم تیری گردن ماردی جائے گی۔ لہٰذا اس نے شہادت دے دی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس سے فرمایا جس وقت ابوسفیان نے شہادت دی اس کو آپ لے جایئے اے عباس اور اس کو روک کر رکھنا پہاڑ کے تنگ راستے پر، وادی کے تنگ مقام پر جس وقت اس کے سامنے اللہ کے لشکر گزریں گے۔

میں نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ بیشک ابوسفیان ایسا آدمی ہے جو فخر کو پسند کرتا ہے آپ اس کے لئے کوئی چیز مقرر کردیں جو اس کے لئے اس کی قوم میں عزت کا باعث بنے۔ حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص ابوسفیان کی حویلی میں داخل ہو جائے اس کو امان ہے اور جو شخص مسجد الحرام میں داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے، جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے اس کو امان ہے۔ لہٰذا میں روانہ ہوا حتیٰ کہ میں نے اس کو پہاڑ کے تنگ دامن میں، وادی کے تنگ راستے پر روک رکھا۔ چنانچہ اس کے سامنے تمام قبائل گذرے وہ دیکھ کر کہنے لگے اے عباس یہ کون لوگ ہیں؟ میں نے کہا یہ بنو سلیم ہیں۔ بولے بنو سُلیم کو مجھ سے کیا پرخاش ہے۔ پھر کوئی اور قبیلہ گذرا تو وہ پوچھتے ہیں یہ کون لوگ ہیں؟ میں نے بتایا کہ یہ بنو اسلم ہیں۔ اس نے کہا بنو اسلم سے مجھے کیا واسطہ۔ پھر قبیلہ جھینہ والے گذرے تو اس نے پوچھا کہ یہ کون لوگ ہیں؟ میں نے بتایا کہ یہ جھینہ کے لوگ ہیں۔ بولے مجھے جھینہ سے کیا واسطہ۔ یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ سبز پوشاک میں گذرے۔ رسول اللہ ﷺ کا حفاظتی دستہ مہاجرین و انصار پر مشتمل تھا۔ سب لوہے سے لیس تھے ان کا تو بس گھیرا اور حلقہ ہی دکھائی دیتا تھا۔ ابوسفیان نے پھر پوچھا یہ کون لوگ ہیں اے ابوالفضل؟ میں نے بتایا کہ یہ رسول اللہ ﷺ گذر رہے ہیں مہاجرین وانصار ہیں۔ اس نے کہا اے ابوالفضل تیرے بھتیجے کا ملک عظیم ہو چکا ہے۔ میں نے کہا افسوس ہے تجھ پر بیشک یہ بادشاہت نہیں نبوۃ ہے۔ اس نے کہا ہاں پھر یہ صحیح ہے۔

میں نے کہا کہ اب تم جاؤ اپنی قوم کے پاس اور ان کو ڈراؤ۔ لہٰذا وہ جلدی جلدی نکلا حتیٰ کہ مکے میں پہنچا اور مسجد میں کھڑے ہو کر اس نے اعلان کیا اے قریش کی جماعت یہ رہے محمد ﷺ تمہارے اُوپر آچکے ہیں ایسے لشکر سمیت جس کا مقابلہ کرنا تمہارے بس کا روگ نہیں ہے۔ قریش نے کہا کہ اب کیا کریں؟ اس نے بتایا کہ جو شخص میرے گھر میں داخل ہو جائے اس کے لئے امان ہے۔ انہوں نے کہا افسوس کی بات ہے

آپ کے گھر ہم لوگ پناہ حاصل کریں گے۔ اس نے بتایا کہ جو شخص مسجد الحرام میں داخل ہو جائے اس کو امان ہے اور جو شخص اپنے اُوپر اپنے گھر کا دروازہ بند کرلے اس کو بھی امان ہے۔

یہ الفاظ ہیں حدیث حسین بن عبداللہ کے اور بہر حال رہے ایوب بیشک وہ اس کے ساتھ عکرمہ سے آگے نہیں بڑھے۔ اور ہمارے شیخ نے حدیث کو پورا نہیں بیان کیا۔

تحقیق روایت کیا ہے اس کو عبداللہ بن ادریس نے ابو اسحٰق سے، اس نے زہری سے اس نے عبید اللہ بن عبداللہ بن عتبہ سے، اس نے ابن عباس سے اسی کے مفہوم کے ساتھ۔ اور اس حدیث کے کئی شواہد بھی ہیں عقد امان کے بارے میں اہلِ مکہ کے لئے جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا اہلِ مغازی کی جانب سے اس بارے میں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۶۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۲۹۰۔ سیرۃ الشامیہ ۵/۳۲۶)

آج کا دن سخت جنگ کا دن ہے .... (۴) ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو جعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو علاثہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے میرے والد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابو الاسود سے، اس نے عروہ سے۔

وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نکلے بارہ ہزار مہاجرین وانصار کے ساتھ اور بنو غفار اور بنو اسلم، بنو مزینہ، بنو جہینہ، بنو سُلیم کے لوگ ساتھ تھے۔ وہ سب اپنے گھوڑوں کی باگ پکڑے ہوئے تھے۔ حتیٰ کہ وہ مقام مرالظہر ان میں اُترے، تاحال اُن کے بارے میں قریش کو کچھ بھی معلوم نہیں تھا۔ قریش نے ابوسفیان کو ابوحکیم بن حزام کو بھیجا وہ بُدیل بن ورقاء کو ملے وہ دونوں اس کے ساتھ ہولئے۔ جب مکہ سے باہر مقام اراک تک پہنچے، یہ عشاء کا وقت تھا۔ یکایک ان کی نظر خیموں پر اور لشکر پر پڑی اور انہوں نے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آوازیں سُنیں۔ چنانچہ اس منظر کو دیکھ کر وہ انتہائی خوفزدہ ہوگئے اور ڈر گئے اور بولے کہ غالباً یہ لوگ بنو کعب ہیں، جنگ نے اس کو مجبور کیا ہے۔ بدیل بن ورقہ نے کہا کہ نہیں بنو کعب اتنے زیادہ نہیں ہو سکتے یہ ان سے بہت زیادہ ہیں۔ یہ تو اس سے بہت کم ہیں کیا۔ بھلا ہوازن والوں نے ہماری سرزمین کا رخ کرلیا ہے اللہ کی قسم ہم اس کو سمجھ نہیں سکے کہ یہ کیا کہانی ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے قبل اپنے آگے گھڑ سوار بھیجے تھے تا کہ وہ چشموں پر قبضہ کر کے رکھیں قبیلہ خزاعہ راستے پر تھے جو کہ کسی کو نہیں چھوڑتے تھے کہ وہ وہاں سے گزریں۔ جب ابوسفیان اور اس کے ساتھی مسلمانوں کے لشکر میں داخل ہوئے تو ان کے گھڑ سواروں نے پکڑ لیا رات کے وقت اور ان کو لے آئے۔ وہ ڈر رہے تھے قتل سے۔ چنانچہ ابوسفیان کی طرف حضرت عمر بن خطاب ؓ اُٹھ کر گئے اور ان کو گردن سے پکڑ لیا اور اس کو اچھی طرح دبوچ کر نبی کریم ﷺ کے پاس لے جانے لگے مگر محافظ نے نبی کریم ﷺ کی طرف نہ جانے دیا اس کو قتل ہونے کا ڈر لگا۔ ادھر حضرت عباس بن عبدالمطلب ؓ جاہلیت میں ان کے خاص دوست تھے ابوسفیان نے بلند آواز سے پکارا کیا تم مجھے عباس کے پاس نہیں لے جاتے؟ لہٰذا حضرت عباس ان کے پاس پہنچ گئے۔ اس نے اس کو بچایا اور حضور ﷺ سے درخواست کی اس کو میرے حوالے کر دیں۔

لوگوں میں یہ بات پھیل گئی کہ وہ عباس کے پاس ہے۔ حضرت عباس ؓ سواری پر بٹھا کر لے گئے رات کے وقت۔ اور اس کو تمام لشکر میں گھمایا یہاں تک کہ سب لشکر والوں نے اس کو دیکھ لیا۔ اور حضرت عمر بن خطاب ؓ ابوسفیان سے کہہ چکے تھے جب انہوں نے اس کی گردن سے پکڑ رکھا تھا، اللہ کی قسم تو رسول اللہ ﷺ کے قریب نہیں جا سکتا یہاں تک کہ تو مر جائے۔ لہٰذا اس نے حضرت عباس سے فریاد کی تھی اور کہا تھا کہ میں قتل ہو جاؤں گا۔ حضرت عباس ؓ نے اس کو بچایا کہ کہیں اس پر وہ جھپٹ نہ پڑیں ابوسفیان نے جب لشکر کی کثرت دیکھی اور ان کی اطاعت وفرمانبرداری دیکھی رسول اللہ ﷺ کے لئے تو اس نے کہا میں نے اس قوم سے زیادہ اتفاق کبھی نہیں دیکھا جو میں نے آج رات دیکھا ہے۔

بہر حال حضرت عباس ﷺ نے اس کو ان کے ہاتھوں سے چھٹکارا دلوایا اور حضرت عباس نے اس سے کہا کہ تم مارے جاؤ گے اگر تم اسلام نہ لائے اور محمد رسول اللہ ﷺ کی شہادت نہ دی۔ وہ بھی ارادہ تو کر رہا تھا کہ وہ کچھ کہہ دے جو حضرت عباس ﷺ اس کو حکم دے رہے تھے مگر اس کے لئے اس کی زبان نہیں چلتی تھی۔ چنانچہ اس نے وہ رات حضرت عباس ﷺ کے ساتھ گزار دی۔

باقی رہے حکیم بن حزام اور بُدیل بن ورقا، وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہو گئے تھے اور جا کر دونوں مسلمان ہو گئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے اہلِ مکہ کی خبر معلوم کرنے لگے۔ جب صبح کی نماز کے لئے اذان دی گئی تو لوگ بیدار اور مستعد ہو گئے اور ابوسفیان خوفزدہ ہو گئے۔ اس نے پوچھا کہ اے عباس یہ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ حضرت عباس ﷺ نے بتایا کہ یہ مسلمان ہیں انہوں نے نماز کا اعلان سنا ہے لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو رہے ہیں۔ حضرت عباس اس کو ساتھ لے کر نکلے جب ابوسفیان نے لوگوں کو نماز کے لئے گذرتے دیکھا اور ان کو نماز میں دیکھا، رکوع کر رہے تھے اور سجدے کر رہے تھے جب حضور ﷺ رکوع و سجود کر رہے تھے تو اس نے کہا اے عباس جو بھی وہ ان کو امر کرتا ہے یہ وہ ہی کرنے لگ جاتے ہیں۔ حضرت عباس ﷺ نے اس سے فرمایا کہ اگر وہ ان کو کھانے پینے سے منع کر دے تو یہ اس سے بھی رُک جائیں گے۔ اس نے پوچھا اے عباس آپ اس سے اپنی قوم کے لئے بات کریں۔ کیا اس کے پاس ان کی معافی کی گنجائش ہے؟ حضرت عباس ﷺ ابوسفیان کو لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے اور حضرت عباس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ یہ ابوسفیان ہے۔ ابوسفیان نے کہا اے محمد تحقیق میں نے مدد مانگی ہے اپنے معبود سے اور تم نے مدد مانگی ہے اپنے معبود سے۔ اللہ کی قسم میں جب بھی تجھ سے ٹکرایا ہوں تم ہی مجھ سے غالب آ گئے ہو۔ اگر میرا معبود سچا ہوتا اور تیرا معبود باطل ہوتا تو میں تیرے اُوپر غالب آ جاتا۔ چنانچہ اس نے شہادت دے دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

حضرت عباس ﷺ نے کہا کہ میں پسند کرتا ہوں کہ تم مجھے اجازت دو اپنی قوم کے پاس جا کر ان کو ڈراؤں اور میں ان کو اللہ اور رسول کی طرف دعوت دوں۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عباس کو اجازت دے دی۔ عباس نے پوچھا کہ میں ان کو کیسے کہوں؟ آپ میرے لئے اس بارے میں امان کی بات بتاؤ جس پر وہ لوگ مطمئن ہو جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم ان سے کہو کہ جو شخص تم میں سے یہ کہہ دے لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک له، اور یہ شہادت دے کہ محمد ﷺ رسول ہیں۔ اور اپنے ہاتھ کو روک لے وہ امان میں ہے، جو کعبے کے پاس جا کر بیٹھے اور اپنے ہتھیار رکھ دے اس کو امان ہے، جو اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے اس کو امان ہے۔ حضرت عباس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ابوسفیان ہمارے چچا کا بیٹا ہے میں یہ پسند کرتا ہوں کہ یہ میرے ساتھ واپس جائے اور آپ اس کو خاص طور پر معروف یعنی خصوصیت کے ساتھ نوازیں تو حضور ﷺ نے فرمایا جو شخص ابوسفیان کے گھر میں پناہ لے اس کو امان ہے، ابوسفیان کی حویلی بالائی مکہ میں تھی۔ اور فرمایا کہ جو شخص دار حکیم بن حزام میں داخل ہو کر اپنے ہاتھوں کو روک دے اس کو امان ہے اور دار حکیم بن حزام نشیبی مکہ میں تھا۔

اس کے بعد نبی کریم ﷺ نے حضرت عباس کو اپنے سفید خچر کے اُوپر سوار کیا جو حضور ﷺ کو دحیہ بن خلیفہ کلبی نے ہدیہ کیا تھا۔ اور حضرت عباس ابوسفیان کے ساتھ روانہ ہوئے انہوں نے اس کو سواری پر اپنے پیچھے بٹھایا۔ جب وہ چلے تو نبی کریم ﷺ نے ان کے پیچھے کسی کو بھیجا۔

اس کے بعد راوی نے حدیث ذکر کی ہے ابوسفیان کے مقام اراک سے ہٹ کر تنگ مقام پر رُک جانے کے بارے میں حتی کہ اس کے پاس سے گھڑ سوار گذرے۔ اور ابوسفیان نے بہت سے ایسے چہرے دیکھے جن کو نہیں پہچانتے تھے تو وہ کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے زیادہ کر کے دکھائے ہیں یا واقعتاً یہ لوگ زیادہ ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ابوسفیان سے فرمایا یہ سب کچھ آپ نے کیا ہے اور آپ کی قوم نے۔ بیشک یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے مجھے سچا مانا ہے اُس وقت جب تم لوگوں نے مجھے جھوٹا قرار دیا تھا۔ جب تم نے مجھے نکال دیا تھا ان لوگوں نے میری مدد و نصرت کی۔ راوی نے پورا قصہ ذکر کیا ہے اور اس میں سعد بن عبادہ کا قول بھی ذکر کیا ہے جو کہ ایک شعر کی صورت میں ہے :

اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَلْحَمَۃِ اَلْیَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْحُرْمَۃُ

آج کا دن سخت جنگ کا دن ہے ۔ آج حرمتیں پامال ہونے کا دن ہے

مگر اس روایت میں راوی نے اس بارے میں رسول اللہ کا جواب ذکر نہیں کیا۔

تحقیق ابواسامہ نے ہشام بن عروہ سے روایت کیا ہے اس نے اپنے والد سے بعض اس قصے کا، اس نے اس میں سعد بن عبادہ کا مذکورہ قول ذکر کیا ہے کہ اے ابوسفیان :

اَلْیَوْمَ یَوْمُ الْمَلْحَمَۃِ اَلْیَوْمَ تُسْتَحَلُّ الْکَعْبَۃ

آج سخت جنگ کا دن ہے ۔ آج کعبے کی حرمت پامال کی جائے گی۔

جب رسول اللہ ﷺ ابوسفیان کے پاس سے گذرے تو ابوسفیان نے کہا کہ آپ نے نہیں سنا کہ سعد بن عبادہ نے کیا کہا ہے؟ آپ نے پوچھا کہ کیا کہا ہے؟ اس نے بتایا کہ ایسے ایسے کہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جھوٹ کہتا ہے سعد، بلکہ یہ وہ تاریخی دن ہے جس میں اللہ تعالیٰ کعبے کو عظمت عطا کرے گا اور وہ دن ہے جس میں آج کعبے پر غلاف چڑھایا جائے گا۔

(الدرر لابن عبدالبر ۲۱۶۔۲۱۷۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۲۹۰۔۲۹۱۔ سیرۃ الشامیہ ۵/ ۳۲۸۔۳۲۹)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن محمد نسوی نے، ان کو حماد بن شاکر نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، ان کو عبید بن اسماعیل نے، ان کو ابواسامہ نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، انہوں نے اس کو ذکر کیا ہے۔ کہا کہ مجھے عروہ نے بتایا ہے کہ مجھے خبر دی نافع ابن جبیر ابن مطعم نے۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ہے عباس سے انہوں نے کہا زبیر بن عوام سے، اے عبداللہ اسی جگہ پر رسول اللہ ﷺ نے آپ کو حکم دیا تھا کہ یہاں پر آپ جھنڈا گاڑیں؟ انہوں نے کہا کہ اور رسول اللہ ﷺ نے اس دن خالد بن ولید کو حکم دیا تھا کہ وہ مکہ میں فلاں راستے سے داخل ہو۔ یا یوں کہا کہ نبی کریم ﷺ فلاں راستے سے داخل ہوئے تھے۔ پس خالد بن ولید کے دستے کے گھڑ سوار سے اس دن دو آدمی مارے گئے تھے۔ ایک حبیش بن اشعر دوسرا کرز بن جابر فہری۔

رسول اللہ ﷺ کی مکہ آمد کو مخفی رکھنا .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے، ان کو ان کے دادا نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں یہ الفاظ اسی کے ہیں۔ کہا کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ بن احمد بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تھے جیسے کہا جاتا ہے بارہ ہزار مہاجرین وانصار کے لشکر کے ساتھ۔ ان میں عرب کے دیگر طوائف وگروپ بھی تھے، بنواسلم، بنوغفار، مزینہ، جہینہ، بنوسلیم وغیرہ۔ سب کے سب اپنے اپنے گھوڑوں کو کھینچے چلے آئے تھے۔ یا یہ کہ سب کے سب اپنے اپنے قبیلے کے گھڑ سواروں کی قیادت کر رہے تھے۔

اللہ نے اہل مکہ پر رسول اللہ ﷺ کی مکہ کی طرف روانگی مخفی رکھی تھی۔ یہاں تک کہ حضور مقام مرّ الظہر ان میں جا کر اُترے (مکہ کے باہر)۔ ادھر قریش نے ابوسفیان کو حکیم بن حزام کو ان کے ساتھ بدیل بن ورقاء بھی تھے بھیجا جب انہوں نے مقام مرّ الظہر ان پر نظر ڈالی اور مقام اراک تک پہنچے یہ عشاء کا وقت تھا۔ انہوں نے آگ جلتی دیکھی، خیمے دیکھے، لشکر دیکھا اور گھوڑوں کی ہنہناہٹ سُنی تو اس ساری کیفیت نے

ان کو دہلا کر رکھ دیا۔ وہ آپس میں کہنے لگے یہ پڑاؤ ڈالنے والے بنوکعب کے لوگ ہیں ان کو جنگ پر مجبور کیا ہوگا۔ اس کے بعد اپنے دل میں کچھ سوچا اور کہنے لگے یہ لوگ بنوکعب سے بہت زیادہ ہیں، پھر کہنے لگے شاید کہ قبیلہ ہوازن کے لوگ ہوں۔ یہ بارش کی تلاش میں ہماری زمین پر آئے ہوں۔ نہیں اللہ کی قسم اس کو بھی نہیں سمجھ رہے وہ ابھی اسی کیفیت میں تھے سمجھ نہیں پائے تھے کہ ان کو اس جماعت نے گرفتار کرلیا جس کو رسول اللہ ﷺ نے نگرانی کرنے اور جاسوسی کرنے پر مقرر کیا تھا۔ ابوسفیان وغیرہ نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ انہوں نے کہا ہم مسلمان ہیں اور وہ رہے رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب۔ ابوسفیان کے تو پیروں تلے زمین نکل گئی۔ ابوسفیان نے کہا کہ تم لوگوں نے اس کی مثال سنی اور دیکھی ہے کہ وہ یوں کسی قوم کے کلیجے پر آکر اُتر پڑے ہوں اور ان کو اطلاع بھی نہ دی ہو۔

جب ان کو لشکر میں لایا گیا تو عباس بن عبدالمطلب نے ان کو پناہ دے دی اور کہا کہ اے ابوحنظلہ تیری ماں تجھے گم پائے اور تیرا خاندان۔ یہ رہے محمد ﷺ مسلمانوں کے لشکر کے ساتھ۔ تم چلو ان کے پاس اور چل کر مسلمان ہو جاؤ۔ لہٰذا وہ رسول اللہ کے پاس داخل ہوئے اور رات کا زیادہ تر حصہ حضور کے پاس رہے، حضور ان سے بات چیت کرتے رہے اور ان سے پوچھتے رہے۔ اس کے بعد حضور نے ان کو اسلام کی طرف دعوت دی اور ان سے کہا کہ تم گواہی دو کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔

چنانچہ انہوں نے شہادت دی۔ پھر فرمایا کہ تم شہادت دو کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ چنانچہ حکیم بن حزام نے اور بدیل بن ورقاء نے شہادت دی اور ابوسفیان نے کہا میں یہ بات نہیں جانتا۔ ابوسفیان حضرت عباس کے ساتھ نکلا۔ جب نماز کا اعلان ہوا (اذان ہوئی) تو لوگ اُچھل کر کھڑے ہو گئے ابوسفیان گھبرا اُٹھا اور حضرت عباس سے کہنے لگا یہ لوگ کیا کرنا چاہتے ہیں؟ انہوں نے بتایا کہ نماز پڑھنا چاہتے ہیں۔

ابوسفیان نے مسلمانوں کو دیکھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے وضو کا پانی ہاتھوں میں لے رہے ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر کہنے لگا کہ میں نے کوئی بادشاہ نہیں دیکھا آج کی رات جیسا نہ ہی قیصر و کسریٰ کی حکومت ایسی دیکھی، نہ ہی بنوالاصغر رومیوں کی بادشاہت ایسی دیکھی۔ ابوسفیان نے حضرت عباس رضی اللہ عنہ سے درخواست کی کہ وہ اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے کر چلیں۔

ابوسفیان نے کہا، اے محمد! میں نے بہت سارے الٰہوں (معبودوں و مشکل کشاؤں) سے مدد طلب کی اور آپ نے صرف ایک الٰہ سے مدد مانگی (نتیجہ یہ ہوا کہ) اللہ کی قسم ہر مرتبہ جب بھی آپ کے ساتھ ٹکرایا آپ مجھ پر غالب آ گئے اگر میرا اللہ (مشکل کشا) سچا ہوتا اور تیرا الٰہ باطل ہوتا تو میں تیرے اُوپر غالب آ جاتا۔

چنانچہ اس نے شہادت دی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اللہ ﷺ کے رسول ہیں۔ اور ابوسفیان نے کہا اور حکیم نے یارسول اللہ! کیا آپ اوباش ترین لوگوں کے پاس آئے ہیں؟ (یعنی اخلاط اور ملے جلے) جو جانتے ہیں وہ بھی اور جو نہیں جانتے وہ بھی، نہ آپ کے اصل کو نہ آپ کے خاندان کو، کنبے قبیلے کو۔ حضور نے فرمایا بلکہ وہ سب سے بڑے ظالم اور سب سے بڑے فاجر ہیں۔ تم لوگوں نے حدیبیہ کے معاہدے کی خلاف ورزی کی ہے اور غداری کی ہے۔ اور تم لوگوں نے بنوکعب پر گناہ اور سرکشی کے ساتھ زبردستی تسلط کیا ہے۔ اللہ کے حرم میں اور امان میں۔ بدیل نے کہا آپ نے یارسول اللہ ﷺ سچ فرمایا ہے، ان لوگوں نے واقعی ہمارے ساتھ دھوکہ کیا ہے غداری کی ہے۔ اللہ کی قسم اگر قریش ہمارے دشمن کے درمیان علیحدگی کر دیتے تو وہ ہمارا اتنا نقصان نہ کر سکتے جتنا انہوں نے کیا ہے۔

چنانچہ ابوسفیان نے اور حکیم بن حزام نے کہا یارسول اللہ ﷺ آپ اس لائق تھے (حقدار تھے) اس کو یہ چاہئے تھا اس بات کے کہ آپ اپنی تیاری اور ساری تدبیر ہوازن کے لئے کرتے کیونکہ وہ لوگ رشتہ اور قربت کے لحاظ سے بھی بعید ترین ہیں اور عداوت کے اعتبار سے شدید ترین ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک میں امید کرتا ہوں کہ میرا رب دونوں چیزوں کو میرے لئے جمع کر دے گا۔ ایک فتح مکہ کو یعنی مسلمانوں کے اس کے ساتھ اعزاز کو اور دوسرے ہوازن والوں کی شکست کو اور ان کے مالوں کے غنیمت بننے کو اور ان کی اولادوں کے غنیمت بننے کو۔

ابوسفیان نے اور حکیم بن حزام نے کہا، یارسول اللہ ﷺ! آپ ہمارے لئے لوگوں میں امان کا اعلان کریں۔ کیا آپ سمجھتے ہیں کہ اگر قریش علیحدگی اور غیر جانب داری اختیار کریں اور اپنے ہاتھ وہ روک لیں تو ان کو امان ہوگی؟ رسول اللہ نے فرمایا، جی ہاں۔ جو شخص اپنے ہاتھ کو روک لے اور اپنے گھر کا دروازہ بند کر کے بیٹھ جائے وہ امن میں ہے (یعنی اس کے لئے ہماری طرف سے امان ہے)۔ انہوں نے کہ آپ ہمیں بھیج دیجئے ہم اس بات کا اعلان کردیں ان میں۔ حضور ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے آپ لوگ چلے جاؤ جو شخص تیری حویلی میں پناہ پکڑے اے ابوسفیان اور جو شخص اے حکیم تیری حویلی میں پناہ لے لے اور اپنے ہاتھ کو بھی روک لے وہ امان میں ہے۔

دارابوسفیان بالائی جگہ میں تھا اور دار حکیم زیریں جگہ میں تھا جب وہ واپس جانے لگے تو حضرت عباس نے کہا یارسول اللہ ﷺ میں مطمئن نہیں ہوں اس بات سے کہ ابوسفیان اپنے اسلام سے پھر جائے اور کفر کر لے۔ آپ اس کو واپس مکہ کے راستے سے بھیجیں تا کہ یہ آپ کے ساتھ اللہ کے لشکروں کو دیکھے۔ چنانچہ حضرت عباس نے اس کو پکڑ کر روک کر رکھا۔ ابوسفیان نے پوچھا کہ اے بنی ہاشم کیا میرے ساتھ عذر و دھوکہ کرنا چاہتے ہو حضرت عباس نے کہا نہیں بلکہ مجھے آپ سے ایک کام ہے ہم لوگ غداری نہیں کرتے عنقریب آپ کو پتہ چل جائے گا۔

''کفر کے سرغنہ نے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلام کے سربراہ کا جاہ جلال پہلی بار دیکھا تو اس پر ہیبت طاری ہوگئی۔ رسول عربی کا مکہ سے نکالے جانے کے صرف آٹھ سال بعد دوبارہ مکہ میں فاتحانہ شان و شوکت کے ساتھ داخلہ دیکھ کر دنیائے کفر پر لرزہ طاری ہوگیا''۔ (مترجم)

ہجرت کے وقت آمنہ کا در یتیم انتہائی مظلومیت کے ساتھ مکے سے نکلتے وقت واپس مڑ کر مکہ کے در و دیوار کو دیکھ کر روتے ہوئے کہہ رہا تھا، اے مکہ تو ہمیں بہت پیارا ہے تیرے رہنے والے اگر ہمیں نہ نکالتے تو ہم تجھے چھوڑ کر کبھی نہ جاتے دوبارہ مکہ میں داخلے کا شاہانہ وفاتحانہ انداز ملاحظہ فرمایئے۔ (مترجم)

''صبح ہوئی تو ابوسفیان کفر کے سابق سردار نے جواب مسلمان ہو چکا تھا اللہ کے لشکروں پر نظر ماری اور ان کی اس نے وہ تیاری دیکھی جو انہوں نے مشرکین کے خلاف کر رکھی تھی۔ ان لشکروں کو تیار کر کے پہاڑی کے تنگ راستے کے قریب روک کر رکھا گیا تھا مقام اراک کے پیچھے مکہ کی راہ پر۔ حتیٰ کہ صبح ہوگئی''۔

رسول اللہ ﷺ نے منادی کو حکم دیا اس نے اعلان کیا کہ ہر قبیلہ صبح ہی صبح کوچ کرے اپنے اس قبیلے کے لوگوں پاس اپنے جھنڈے کے پاس جا کر رک جائے اور اپنے پورے اسلحہ اور تیاری کو ظاہر کرنے کے لئے مظاہرہ کرے۔ چنانچہ لوگ بیک آواز سوار ہو گئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنی روانگی سے قبل اپنے فوجی دستے روانہ کئے۔ ہر فوجی دستہ ابوسفیان کے پاس سے گزرتا تو ابوسفیان حضرت عباس ؓ سے پوچھتے کیا اس دستے میں رسول اللہ ﷺ جا رہے ہیں؟ وہ بتاتے کہ ابھی نہیں۔ پھر وہ پوچھتے کہ یہ کون لوگ ہیں؟ وہ بتاتے بنو قضاعہ ہیں۔ اس کے بعد تمام قبائل اپنے اپنے جھنڈے اٹھائے ہوئے گزرے تو ابوسفیان نے جب یہ عظیم خوفناک منظر دیکھا تو ان کے خوف اور ڈر کی انتہا نہ رہی۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت زبیر بن العوام کو مہاجرین اور ان کے گھوڑوں کے پاس بھیجا اور انہیں حکم دیا کہ وہ مکے میں کداء پہاڑی کے راستہ سے بالائی مکے سے داخل ہوں اور ان کو حضور ﷺ نے اپنا جھنڈا دیا اور اس کو حکم دیا کہ اس کو مقام حجون پر گاڑ دیں اور جہاں گاڑنے کا حکم دیا ہے اسی جگہ رہ جائیں وہاں سے نہ ہٹیں حضور ﷺ کے آنے تک۔ اور رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کو ان لوگوں کے ساتھ بھیجا جو بنو قضاعہ میں سے مسلمان ہو گئے تھے اور بنو سُلیم میں سے اور کچھ دیگر لوگ جو اس سے قبل مسلمان ہو گئے تھے۔ آپ نے خالد کو حکم دیا کہ مکہ میں زیریں جانب داخل ہوں اور اس کو حکم دیا کہ وہ شہر کے گھروں یعنی شہری آبادی کے قریب اپنا جھنڈا گاڑیں۔ زیریں مکہ کی جانب قبیلہ بنو بکر اور بنو حارث بن عبد مناۃ اور قبیلہ ہذیل اور ان کے ساتھ دیگر قبائل سے قریش نے مدد مانگی تھی اور ان سے کہا تھا کہ وہ مکے کی زیریں جانب سے جائیں۔

اور رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہ کو انصار کے فوجی دستے کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے مقدمۃ الجیش کے طور پر بھیجا تھا۔ سعد نے اپنا جھنڈا قیس بن سعد کے حوالے کیا اور رسول اللہ نے انہیں حکم دیا کہ وہ اپنے ہاتھ کو روک کر رکھیں کسی سے قتال ولڑائی نہ کریں۔ ہاں مگر اس کے ساتھ کر سکتے ہیں جو ان سے قتال کرے اور انہیں چار آدمیوں کے قتل کا حکم دیا :

۱۔ عبداللہ بن سعد بن ابوسرح۔ ۲۔ حویرث بن نقیذ۔

۳۔ ابن خطل۔ ۴۔ مقیس بن صبابہ بنولیث میں سے تھے اور وہ کلب بن عوف میں سے تھے۔

اور حکم دیا تھا قینتین ابن خطل کے قتل کا (یہ دونوں گانے والی لڑکیاں) رسول اللہ ﷺ کی ہجاء اور بُرائی کو نظم میں گاتی تھیں۔

چنانچہ فوجی دستے ایک کے پیچھے ایک ابوسفیان کے سامنے گزرتے رہے۔ حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقاء بھی ساتھ کھڑے تھے۔ جو بھی دستہ ان کے سامنے سے گزرتا وہ اس کے بارے میں پوچھتے تھے یہاں تک کہ ان کے سامنے ان پر انصار کا دستہ گزرا۔ اس دستے میں سعد بن عبادہ انصاری بھی تھے۔ چنانچہ سعد نے ابوسفیان کو پکار کر کہا :

الیوم یوم الملحمۃ الیوم تستحل الحرمۃ

آج انتہائی شدید جنگ کا دن ہے۔ آج کے دن حرمتیں پامال کی جائیں گی۔

جب رسول اللہ ﷺ ابوسفیان کے پاس سے گزرے مہاجرین کے دستے میں تو اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ نے اپنی قوم کے بارے میں یہ حکم دیا ہے کہ وہ قتل کئے جائیں؟ اس لئے کہ سعد بن عبادہ اور اس کے دستے والے جب میرے پاس سے گزرے ہیں تو انہوں نے مجھ پکار کر کہا ہے :

الیوم یوم الملحمۃ الیوم تستحل الحرمۃ

میں آپ کو اللہ کی قسم دیتا ہوں اپنی قوم کے بارے میں کہ ان کو قتل نہ کرنا۔

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے سعد بن عبادہ کے پاس نمائندہ بھیج کر اس کو اس کے دستے کی امارت سے معزول کر دیا۔ اور حضرت زبیر بن عوام کو اس کی جگہ مقرر کر دیا انصار پر مہاجرین کے ساتھ ساتھ۔ لہٰذا زبیر لوگوں کو چلاتے رہے۔ یہاں تک کہ وہ مقام حجون تک پہنچ گئے، وہاں پر انہوں نے رسول اللہ کا جھنڈا گاڑ دیا اور خالد بن ولید روانہ ہو کر زیریں مکہ میں پہنچے تو بنوبکر اس کو ملے۔ انہوں نے اس سے قتال کیا مگر وہ شکست کھا گئے اور بنوبکر کے تقریباً بیس آدمی مارے گئے اور بنوہذیل کے تین چار آدمی اور پھر وہ لوگ شکست خوردہ ہو گئے اور وہ مقام حزورہ میں قتل کئے گئے۔ حتیٰ کہ ان کا قتل مسجد کے دروازے تک پہنچ گیا۔ اور ان میں سے بعض لوگ بھاگ کر گھروں میں داخل ہو گئے اور ان میں سے ایک گروہ پہاڑ پر چڑھ گیا اور مسلمانوں نے تلواریں لے کر ان کا تعاقب کیا۔ حضور ﷺ مہاجرین اولین میں داخل ہو گئے اور لوگوں کے آخری دستوں میں ابوسفیان نے چیخ کر اعلان کیا جب وہ مکہ میں داخل ہوا تھا۔

''جو شخص اپنا دروازہ بند کر لے اور اپنے ہاتھ روک لے وہ امان میں ہے''۔

ایک عورت ہند بن عتبہ نے کہا حالانکہ وہ اس کی عورت تھی، اللہ نے تجھے رسوا کر دیا ہے مسلمان قوم کی آنے کی اطلاع لانے والے اور تیرے ساتھ تیرے خاندان کو بھی۔ اس عورت نے ابوسفیان کو داڑھی سے پکڑ لیا۔ پکارنے لگی اُقْتُلُوا الشیخ الْاَحْمَق، اس بڈھے بے وقوف کو قتل کر دو۔ تم لوگوں نے قتال کر کے اپنا دفاع، اپنے شہروں کا دفاع کیوں نہ کیا۔

ابوسفیان نے اس عورت سے کہا تمہارے اُوپر افسوس ہے۔ تم چپ چاپ اپنے گھر کے اندر چلی جاؤ۔ وہ (محمد ﷺ) ہم لوگوں کے پاس پوری خلقِ خدا کو لے کر آ گئے ہیں۔ اُدھر حضور ﷺ جب کداء کی گھاٹی پر چڑھے تو انہوں نے پہاڑوں کے اُوپر تلواروں کی چمک دیکھی تو

آپ ﷺ نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ حالانکہ میں نے تو قتال ولڑائی سے روکا تھا۔ مہاجرین نے کہا ہم گمان کرتے ہیں کہ شاید خالد بن ولید کے ساتھ قتال شروع ہوگیا ہے اور قتال کا آغاز ہوگیا ہے۔ اس کے پاس کوئی چارہ نہیں تھا اس کے سوائے قتال کرنے کے کہ وہ بھی قتال کرے ان سے جو اُس سے قتال کریں۔

یارسول اللہ ﷺ خالد آپ کی نافرمانی کرنے والا نہیں تھا اور آپ کے حکم کے خلاف بھی نہیں کرسکتا۔ لہٰذا حضور ﷺ گھاٹی سے اُترے اور جو ان سے گزرے۔ زبیر بن عوام روانہ ہو کر مسجد کے دروازے پر کھڑے ہوگئے اور اصحاب رسول ﷺ میں سے دو آدمی زخمی ہوگئے تھے کُرز بن جابر جو بنومحارب بن فہر کا بھائی اور حبیش بن خالد اور خالد الاشعر کہہ کر پکارا جاتا تھا حالانکہ وہ بنوکعب میں سے ایک تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس دن حکم دیا تھا قتل نفیر کا یہ کہ قتل کیا جائے عبداللہ بن سعد بن ابوسرح کو۔ کیونکہ وہ ہجرت کے بعد مرتد ہوگیا تھا اور کفر کرلیا تھا۔ اور وہ چھپ گیا تھا یہاں تک کہ لوگ مطمئن ہوگئے تھے۔ پھر آیا تھا وہ ارادہ کررہا تھا کہ وہ رسول اللہ ﷺ سے بیعت کرلے۔

حضور ﷺ نے اُس سے منہ پھیرلیا تھا تاکہ آپ کے اصحاب میں سے کوئی اُٹھ کر اسے قتل کردے مگر اسے قتل کرنے کیلئے کوئی نہیں اُٹھا تھا۔ اس لئے کہ وہ یہ نہیں سمجھ سکے تھے کہ اس کے بارے میں حضور ﷺ کے دل میں یہ بات ہے۔ صحابہ میں سے ایک نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ اگر آپ مجھے اشارہ کردیتے تو میں اس کی گردن مار دیتا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم یہ کام نہیں کرتے۔ اور کہا گیا ہے اس کو عثمان بن عفان نے پناہ دی تھی اس لئے کہ وہ ان کا دودھ شریک بھائی تھا۔

اور دو گانے والی (حضور ﷺ کی برائی میں) عورتوں میں سے ایک قتل کی گئی تھی۔ اور دوسری چھپادی گئی تھی یہاں تک کہ اس کے لئے امان مانگ لی گئی تھی۔

اس کے بعد حضور ﷺ حرم میں داخل ہوئے تھے سب سے پہلے آپ نے بیت اللہ کا سات بار طواف کیا تھا مگر اپنی سواری پر رہتے ہوئے کیا تھا۔ تمام ارکان کا استلام کرتے رہے۔ (اہلِ مغازی نے) گمان کیا ہے کہ اپنی کھونٹی یا بید کے ساتھ۔ لوگ کثیر ہوگئے تھے یہاں تک کہ مسجد بھرگئی تھی۔ مشرکین رسول اللہ ﷺ کو دیکھنے کے لئے جمع ہوگئے تھے اور آپ کے اصحاب کو۔ یا یہ مطلب ہے کہ مشرکین رسول اللہ ﷺ اور صحابہ کو آنکھوں کے اُوپر سے ہاتھ کا سایہ کر کے دیکھتے رہے (دور سے یا سامنے سورج ہونے کی وجہ سے)۔ جب آپ ﷺ نے طواف پورا کرلیا تو سواری سے نیچے اُتر آئے (یہ عمل آپ نے اس لئے کیا تھا تاکہ مسلمان آپ ﷺ کو طواف کی حالت میں دیکھ سکیں)۔ پھر سواری باہر نکال دی گئی تھی۔ اس کے بعد آپ ﷺ نے دو سجدے کئے (یعنی دو رکعت نفل طواف پڑھے)۔ اس کے بعد زم زم کی طرف لوٹ گئے۔ آپ نے اس میں جھانکا اور فرمایا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ بنوعبدالمطلب اپنے سقایہ پر (پانی اور زم زم پلانے کے منصب پر) مغلوب ہوجائیں گے تو میں اپنے ہاتھ سے ایک ڈول کھینچتا (مطلب ہے کہ اگر میں ڈول کھینچ لوں تو لوگ زم زم سے پانی کھینچنے میں بنوعبدالمطلب پر غالب آجائیں گے)۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ مسجد کے ایک کونہ میں پھر گئے مقام ابراہیم کے قریب۔ مقام کے بارے میں (اہل مغازی واہل سیر) کا گمان ہے کہ وہ کعبے کے ساتھ ملا ہوا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو پیچھے ہٹادیا تھا موجودہ جگہ پر۔ اس کے بعد رسول اللہ نے آب زم زم کا ڈول یا بڑا پیالہ پانی کا برتن منگوا کر پیا اور حضور نے وضو کیا اور مسلمان (حسب عادت) رسول اللہ ﷺ کے وضو کے پانی کو جلدی جلدی جھپٹنے لگے وہ اس کو اپنے چہروں پر اُنڈیل رہے تھے اور مشرکین ان کو دیکھے جارہے تھے اور حیران ہوئے جارہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم نے کبھی بھی ایسا بادشاہ دیکھا اور نہ سُنا ہے جو اس مقام پر پہنچا ہو (یعنی جس کے ساتھ اس طرح ٹوٹ ٹوٹ کر لوگ محبت کرتے ہوں)۔

صفوان بن اُمیہ کا فرار ہونا حضور ﷺ کا اس کے لئے اپنا بردہ مبارک بھیجنا عمیر بن وہب کا اس کے لئے امان طلب کرنا، حضور ﷺ کا امان دینا اور اس کا مسلمان ہو جانا

صفوان بن اُمیہ نے سمندر کی راہ لی عمیر بن وہب بن خلف رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، اور ان سے صفوان بن اُمیہ کے لئے امان طلب کی اور کہا کہ وہ بھاگ کر سمندر کی طرف چلا گیا ہے۔ میں ڈر رہا ہوں کہ وہ اپنے آپ کو ہلاک کر دے گا۔ آپ مجھے اس کے پاس امان کا حکم دے کر بھیج دیجئے بے شک آپ تو اسود و احمر کو امان دے چکے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آپ اپنے چچازاد کے پاس پہنچ جائیں اس کو امان ہے۔ عمیر نے اس کو تلاش کیا اور پالیا اور اس کو جا کر بتایا کہ رسول اللہ ﷺ نے تجھے امان دی ہے۔ مگر صفوان نہیں مانا۔ اس نے کہا اللہ کی قسم میں یقین نہیں کروں گا، یہاں تک کہ میں کوئی علامت اور نشانی دیکھ لوں جس کو میں پہچانتا ہوں۔ عمیر نے کہا کہ اچھا تم یہیں رہو میں تیرے پاس کوئی نشانی لے کر آتا ہوں۔ لہٰذا عمیر پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا اور کہا، یا رسول اللہ ﷺ صفوان میری بات پر یقین کرنے کو تیار نہیں ہے۔ بلکہ وہ آپ کی کوئی ایسی نشانی آپ کی طرف سے چاہتا ہے جس کو وہ پہچان سکے۔ نبی کریم ﷺ نے اپنے اُوپر سے وہ چادر اُتار لی جس کو آپ اپنے اُوپر اوڑھے ہوئے تھے جب آپ مکے میں داخل ہوئے تھے۔ حضور نے وہ عمیر بن وہب کو دیدی (بطور نشان صفوان کو دینے کے لئے)۔

صفوان نے جب رسول اللہ کا بردہ مبارک دیکھا تو اس نے یقین کر لیا اور اس کے دل کو اطمینان ہو گیا اور وہ عمیر کے ساتھ چلا آیا۔ مسجد میں داخل ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوا اور عرض کیا کہ کیا آپ نے مجھے امان دی ہے جیسے یہ عمیر کہتا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں، میں نے آپ کو امان دی ہے۔ صفوان نے کہا آپ مجھے ایک مہینہ کی مہلت دیں سوچنے کے لئے۔ حضور نے فرمایا، بلکہ میں تجھے دو ماہ کی مہلت ہے۔ شاید کہ اللہ تعالیٰ تجھے ہدایت دے دے۔

ابن شہاب کے بقول حضور ﷺ نے صفوان کو چار ماہ سوچنے سمجھنے کی مہلت دی تھی

ابن شہاب نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے صفوان کو آواز دے کر کہا حالانکہ وہ اپنے گھوڑے پر سوار تھا۔ اس نے پوچھا کہ اے محمد (ﷺ) کیا آپ نے مجھے امان دی ہے جیسے یہ عمیر کہتا ہے کہ اگر میں راضی ہوں ورنہ مجھے دو ماہ کی چھوٹ ہے آپ کی طرف سے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ گھوڑے سے تو اُتریں اے ابو وہب۔ اس نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم میں نہیں اُتروں گا بلکہ پہلے آپ میرے لئے وضاحت کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تیرے لئے چار ماہ کی آسانی اور چھوٹ ہے۔

اُم حکیم بنت حارث بن ہشام حضور ﷺ کی خدمت میں آئی، وہ اس وقت مسلمان ہو چکی تھی اور وہ عکرمہ بن ابوجہل کی زوجیت میں تھی اس نے حضور سے اجازت مانگی اپنے شوہر کو تلاش کرنے کے لئے۔ حضور ﷺ نے اس کو اجازت دے دی۔ اور عکرمہ کے لئے امان بھی دی۔ چنانچہ اُم حکیم شوہر کی تلاش کے لئے اپنے ایک رومی غلام کے ساتھ روانہ ہو گئی۔ اس رومی نے اُم حکیم پر بُری نیت کر لی مگر وہ ہمیشہ اپنے شوہر کی تمنا کرتی رہی اور اس کے قریب ہوتی رہی۔ یہاں تک کہ وہ عورت قبیلہ عک کے کچھ لوگوں کے پاس آئی اور اس نے ان لوگوں سے اپنے غلام کے خلاف مدد چاہی۔ انہوں نے اس غلام کو جکڑ کر اس کے حوالے کر دیا۔ اس کے بعد اس نے اپنے شوہر عکرمہ کو بھی پالیا (اور وہ اس کو حضور کی خدمت میں لے آئی)۔ رسول اللہ ﷺ نے جب عکرمہ کو دیکھا تو خوشی سے اُچھل کر کھڑے ہو گئے اس کو کوئی طعنہ بھی نہ دیا۔ اس کی بیوی نے اس کو تہامہ (جنوبی حجاز کے علاقے) میں پالیا تھا۔ وہ اپنی بیوی کے ساتھ چلے آئے تھے اور مسلمان ہو گئے تھے۔

ایک آدمی آیا بنو ہذیل سے جس وقت بنوبکر شکست کھا گئے تھے۔ عکرمہ کی عورت کے پاس فرار ہوکر۔ اُم حکیم نے اس شخص کو ملامت کی اور عاجز قرار دیا اور فرار پر شرم دلائی۔ اس نے کہا :

وانت لو رایتنا بالخندمه اذ فر صفوان وفر عکرمه

ولحقتنا بالسیوف المسلمة یقطعن کل ساعد وجمجمه

لم تنطقی فی اللوم ادنی کلمه

کاش کہ تم ہم لوگوں کو خندمہ میں دیکھتی جب صفوان فرار ہوئے تھے اور عکرمہ فرار ہوئے تھے اور تم ہمارے ساتھ قاطع تلواروں کے ساتھ لاحق ہوتی جو تلواریں ہر بازو کو کاٹ ڈالتی ہیں اور ہر کھوپڑی کو بھی کاٹ ڈالتی ہیں تو تم ملامت کرنے میں ایک کلمہ بھی نہ کہتی۔

ابن شہاب کہتے ہیں کہ یہ شعر حماس نے اُم حکیم سے کہا تھا جو کہ بنوسعد بن لیث کے بھائی ہوتے تھے۔

حضور ﷺ کا خالد بن ولید سے باز پرس کرنا ان کا جواب سُن کر حضور کا مطمئن ہو جانا

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید سے فرمایا تھا کہ تم نے قتال کیوں کیا فتح مکہ کے دن حالانکہ میں نے قتال کرنے سے منع کیا تھا؟ اس نے جواب دیا کہ ہم نے نہیں ان لوگوں نے ہم سے لڑنے میں پہل کی تھی اور ہم لوگوں کے اندر اسلحہ استعمال کیا اور ہم لوگوں کو انہوں نے تیروں سے چھلنی کیا، میں نے اپنا ہاتھ روک رکھا تھا جہاں تک میری استطاعت تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قضاء بہتر تھی (یعنی یہی اللہ کا فیصلہ تھا)۔

رسول اللہ ﷺ کا مکے میں داخلہ اور فتح ماہ رمضان ۸ھ میں ہوئی صدیق اکبر کا اس موقع پر خواب دیکھنا

کہا جاتا ہے کہ اس دن ابوبکر رضی اللہ عنہ نے خواب دیکھا تھا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نیند کی حالت میں اپنے آپ کو دیکھا ہے اور حضور آپ کو بھی کہ ہم لوگ مکہ کے قریب ہوئے ہیں اور ایک کتیا نکل کر ہماری طرف آئی ہے اور وہ بھونک رہی ہے جونہی ہم اس کے قریب ہوئے ہیں تو وہ کتیا اپنی پشت کے بل لیٹ گئی اور وہ دودھ کی دھاریں بہا رہی ہے۔

حضور ﷺ کا صدیق اکبر کے خواب کی تعبیر دینا

فقال : ذهب کلبهم ، واقبل درهم ، وهم سائلوکم بارحامکم

فرمایا کہ : ان کا کتا چلا گیا ہے (یعنی ان کے بھونکنے اور زبان درازی کا دور ختم ہو چکا ہے) اور ان کا دودھ بہنا متوجہ ہے اور آ گیا ہے (یعنی ان کی خیر کی صفات سامنے آنے لگی ہیں اور وہ تم سے اپنے رشتوں اور قرابتوں کے واسطے دے کر بات کرنے پر مجبور ہیں۔

ابوسفیان کو اور حکیم بن حزام کو قتل کرنے سے حضور ﷺ نے منع فرمایا تھا

فرمایا کہ تم ان میں سے بعض لوگوں سے ملنے والے ہو۔ اگر تم ابوسفیان سے ملو تو اس کو قتل نہ کرنا اور حکیم بن حزام کو بھی۔

حضرت حسان بن ثابت کا رسول اللہ ﷺ کی مکہ روانگی پر اشعار کہنا

حضرت حسان بن ثابت نے اس بارے میں یعنی مکہ کی طرف روانگی کے بارے میں شعر کہے اور فرمایا :

عدمت بنيتي ان لم تروها   تثير النقع من كتفي كداء

ينازعن الأعنة مصغيات   يلطمهن بالخمر النساء

فان اعرضتموا عنا اعتمرنا   وكان الفتح وانكشف الغطاء

والا فاصبروا لجلاد يوم   يعين الله فيه من يشاء

وجبرائيل رسول الله فينا   وروح القدس ليس له كفاء

هجوت محمدًا فاجبت عنه   وعند الله في ذاك الجزاء

فمن يهجو رسول الله منكم   ويمدحه وينصره سواء

لساني صارم لا عيب فيه   وبحري لا تكيده الدلاء

مجھے اپنی پیاری بیٹی کو دیکھنا نصیب نہ ہو اگر تم مکہ پر حملہ کرنے والوں اور مکہ والوں کو کدا پہاڑ کے دونوں طرف اصحاب رسول کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے غبار اُڑتا نہ دیکھو، نیز لہراتے ہوئے چمکتی تلوار عیاں کیے ہوئے ہونگے اور مجاہدین کے گھوڑوں کو شاباش دینے کے لئے عورتیں اپنے دوپٹے اُتار کر ان کے جسم سے غبار صاف کر رہی ہوں گی۔ اگر تم لوگ اعتراض کرو تو سنو ہم لوگ تو عمرہ کرنے آئے تھے مگر وہ فتح مکہ کا پیغام بن گیا۔ گویا ایک مختص حقیقت سامنے آگئی ورنہ شمشیر زنی پر صبر کرو اس دن جس دن اللہ جس کو چاہتا ہے نصرت کرتا ہے۔ سنو اللہ کا رسول و نمائندہ جبرائیل ہمارے اندر ہے اور روح القدس جبرائیل کی تو مثال اور کوئی نظیر ہی نہیں ہے۔ تم نے محمد ﷺ کی ہجو کی تھی میں نے ان کی طرف سے دفاع کا فریضہ بھی انجام دیا ہے اللہ کے نزدیک اسی طرح اس کی مکافات ہے اور اس کا بدلہ ہے۔ تم لوگوں میں سے جو شخص بھی رسول اللہ ﷺ کی ہجو و بُرائی کرلے یا اس کی مدح کرے اور اس کی مدد کرے سب برابر ہے (یعنی ہمارے نزدیک اس سے کوئی فرق نہیں پڑے گا)۔ میری زبان تلوار قاطع ہے اس میں کوئی عیب نہیں ہے اور میرا سمندر اس قدر صاف ہے کہ یا مراد گہرے پانی والا ہے کہ اس کو پانی کھینچنے والوں کے ڈول میلا اور مکدر نہیں کر سکتے۔

کہتے ہیں کہ اہل روایت نے ذکر کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا کہ عورتیں واقعی اپنے دوپٹوں کے ساتھ مجاہدین کے گھوڑوں کے جسموں کو صاف کر رہی ہیں (جو حضرت حسان نے اپنے اشعار میں کہا تھا) تو رسول اللہ حضرت ابوبکر صدیق کی طرف دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔

مصنف فرماتے ہیں : میں کہتا ہوں کہ ابوالاسود کی ایک روایت میں عروہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ وادی ذی طویٰ میں اُترنے ہی والے تھے کہ فرمایا کہ کیسے کہا تھا حسان نے؟ آپ کے اصحاب میں سے ایک نے کہا کہ یوں کہا تھا :

عدمت بنيتي ان لم تروها   تثير النقع من كتفي كداء

میں اپنی بیٹی کو گم پاؤں، یا یہ کہ میں اپنی بقا کو گم پاؤں یعنی ہلاک ہو جاؤں اگر تم نہ دیکھو کہ کداء پہاڑی کے دونوں کناروں سے لشکر رسول کے گھوڑے غبار نہ اُڑا رہے ہوں (یعنی ضرور اُڑائیں گے)۔

لہٰذا رسول اللہ نے (اپنے رضا کار کا قول سچا کرنے کے لئے) حکم دیا کہ وہیں سے داخل ہو جہاں سے حسان نے کہا تھا (یہ حضور ﷺ کی اپنے اصحاب کے ساتھ بے پناہ محبت کی دلیل ہے)۔ (الدرر بن عبدالبر باختصار ۲۱۵۔۲۱۷)

لات وعزّیٰ کے بجائے خالص اللہ کو پکارنا .... (۷)ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو علاثہ نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے ، اس نے عروہ سے ،اس نے یہی قصہ ذکر کیا ہے اس اضافہ کے ساتھ ،ابوبکر کے قصے تک اس کے خواب کے بارے میں ۔ان لوگوں نے اس کے مابعد کوئی ذکر نہیں کیا۔راوی نے عکرمہ بن ابوجہل کے فرار میں یہ اضافہ کیا ہے کہ ان کی بیوی نے اپنے شوہر کو بعض راستے میں پالیا تھا ارض تہامہ میں۔ عکرمہ جب کشتی میں سوار ہوا تھا کشتی میں بیٹھنے لگا تو اس نے لات اور عزّیٰ کو پکارا مگر کشتی والوں نے کہا کہ یہاں پر کوئی ایک بھی ایسا نہیں گزرتا جو کسی شئی کو پکارے سوائے اللہ وحدہٗ لاشریک کے ،خالص پکار کرے اسی کی ۔عکرمہ نے کہا اللہ کی قسم اگر وہ اللہ دریا میں اکیلا ہے تو پھر بے شک وہ خشکی اور ہر جگہ میں اکیلا ہے۔ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ضرور محمد ﷺ کے پاس جاؤں گا۔ چنانچہ عکرمہ اپنی عورت کے ساتھ واپس لوٹ گیا ،وہ رسول اللہ پر داخل ہوا اور ان سے بیعت ہوا۔حضور ﷺ نے اس کی بیعت قبول کی۔

اس روایت میں راوی نے عکرمہ کے لئے حضور ﷺ کے اُٹھ کھڑا ہونے کا ذکر نہیں کیا۔

حسان بن ثابت کا قریش کی ہجو کرنا .... (۸)اور تمام اشعار جنہیں روای نے حسان بن ثابت کی طرف سے ذکر کیا ہے وہ اس روایت میں مذکور ہیں جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو خبر دی ہے ابوبکر بن اسحاق نے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے احمد بن ابراہیم نے ،ان کو ابن بکیر نے ،ان کو لیث نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین احمد بن محمد بن عبدوس طرائفی نے ،ان کو عثمان بن سعید دارمی نے ،ان کو عبداللہ بن صالح نے ،ان کو حدیث بیان کی ہے لیث نے ،ان کو خالد بن یزید نے سعید بن ابوہلال سے ،اس نے عمارہ بن غزیہ سے ،اس نے محمد بن ابراہیم سے ،اس نے ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے ،اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ،قریش کی ہجو کرو یہ بات ان پر تیر مارنے سے زیادہ سخت ہوگی اور آپ نے عبداللہ بن رواحہ کے پاس پیغام بھیجا اور فرمایا کہ قریش کی ہجو کیجئے ۔اس نے ان کی ہجو کی مگر اس کا انداز پسند نہیں کیا گیا۔اس کے بعد آپ ﷺ نے کعب بن مالک کے پاس پیغام بھیجا۔ اس کے بعد حسان بن ثابت کے پاس بھیجا۔وہ جب آپ کے پاس پہنچا تو آپ نے فرمایا تحقیق تمہارے لئے وقت آن پہنچا ہے کہ تم لوگ چھوڑ دو اس معاملے کو اس شیر کے لئے جو اپنی دُم سے مارنے والا ہے۔پھر اپنی زبان کو ہونٹوں سے باہر کر لیتا ہے ،پھر کو اس حرکت دینے لگتا ہے (اس سے حضور کی مراد حسان بن ثابت تھے)۔

(حضور ﷺ نے اس کو دُم سے مارنے والے شیر سے تشبیہ دی کیونکہ شیر جب غصے میں آتا ہے تو اپنی دُم اپنے پہلو پر مارتا ہے اس سے مراد اس کی زبان ہے)۔حسان نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں تو قریش کے نسب اُدھیڑ دوں گا جیسے کچے چمڑے کو پھاڑ دیا جاتا ہے مگر رسول اللہ نے فرمایا کہ حسان جلدی نہ کر بے شک ابوبکر قریش کے بارے میں زیادہ علم رکھتے ہیں اور میرا نسب بھی انہیں میں ہے۔جلدی نہ کر جب تک کہ تیرے سامنے میرے نسب کو خالص اور الگ نہ کر دیا جائے۔حسان آیا آپ کے پاس پھر واپس لوٹ گیا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں آپ کے نسب کو آپ کے لئے خالص اور محفوظ کر لوں گا۔قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے۔ میں آپ کو ان میں سے ایسے کھینچ لوں گا جیسے گوندھے ہوئے آٹے میں سے بال کو کھینچ لیا جاتا ہے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا ،آپ فرماتے تھے حسان کے بارے میں کہ رُوح القدس ہمیشہ تیری تائید کرتا رہے گا جب تک اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے دفاع کرتے رہیں گے۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے حسان نے قریش کی ہجو کر کے مؤمنوں کو سکون دیا ہے اور اس نے خود بھی سکون پایا ہے۔

حضرت حسان فرماتے ہیں :

هجوت محمدًا فاجبت عنه وعند الله فى ذاك الجزاء
هجوت محمدًا برا حنيفا رسول الله شيمته الوفاء
فان ابى ووالده وعرضى لعرض محمدٍ منكم وقاء
ثكلت بنيتى ان لم تروها تثير النقع من كتفى كداء
والظن فى رواية ابن بكير موعدها كداء يبارين الاسنة مشرعات

تم نے محمد ﷺ کی ہجواور بُرائی کی تھی میں نے ان کی طرف سے جواب دیا ہے اللہ کے نزدیک اسی میں اس کا بدلہ ہے اور جزاء ہے۔ تم نے محمد ﷺ کی ہجواور بُرائی کی ہے حالانکہ وہ سچے متقی ہیں تمام ادیان سے یکسو، دین توحید کے داعی ہیں، وفا کرنا ایفاء کرنا ان کی فطرت میں شامل ہے۔ بے شک میرا باپ میری ماں اور میری اپنی عزت تم لوگوں کی زبان درازی وہرزہ سرائی سے محمد ﷺ کی عزت کے دفاع اور بچاؤ کے لئے قربان ہے۔ میں گم پاؤں اپنی بیٹی کو (دوسری تعبیر سے) میں گم پاؤں اپنے نفس کو اگر تم لوگ کدا گھاٹی کے دونوں اطراف میں مجاہدین فتح مکہ کے گھوڑوں کی ٹاپوں سے اُڑتا غبار نہ دیکھو (یعنی یہ کام ضرور ہو کر رہے گا)۔
نیز ابن بکیر کی روایت میں یوں ہے کہ اس کی وعدہ گاہ کداء گھاٹی ہے (وہ مجاہدین فتح مکہ) نیزوں کو لہرانے والے تلواروں کو چمکاتے آئیں گے۔

اشعار : ابن صالح کی روایت میں اس طرح سے ہیں :

يبارين الاعنة مصعدات على اكتافها الاسل الظماء
تظل جيادنا متمطرات تلطمهن بالخمر النساء
فان اعرضتموا عنا اعتمرنا وكان الفتح وانكشف الغطاء
والا فاصبروا لضراب يوم يعز فيه من يشاء
وقال الله قد ارسلت عبدا يقول الحق ليس به خفاء
وقال الله : قد يسرت جندًا هم الانصار عرضتها اللقاء
تلاقى من معد كل يوم سباب او قتال او هجاء

ابن بکیر کی ایک روایت میں یوں ہے :

لنا فى كل يوم من معد سباب او قتال او هجاء
فمن يهجو رسول الله منكم ويمدحه وينصره سواء
وجبرائيل رسول الله فينا وروح القدس ليس له كفاء

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حدیث لیث بن سعد سے۔

وہ مجاہدین فتح مکہ کے گھوڑے اپنی لگاموں کو چباتے اور کھڑکھڑاتے ہوئے تمہاری طرف چڑھ دوڑیں گے اس حال میں کہ ان مجاہدین کے کندھوں پر نیزے لہرا رہے ہوں گے اور وہ دشمن کے خون کے پیاسے ہوں گے۔ ہمارے خالص گھوڑے تیز رفتار ایک دوسرے سے سبقت کرنے والے ہوں گے ان گھوڑوں کی عزت واکرام کا یہ عالم ہوگا کہ مکہ کی عورتیں اپنے دوپٹے اُتار کر ان کے منہ اور جسم سے غبار صاف کریں گی۔

حضرت حسان کے یہ اشعار بلاشبہ الہامی تھے، کیونکہ فتح مکہ والے دن دنیا نے دیکھا کہ ان تمام باتوں میں سے ہر ہر بات سچی ثابت ہوئی اور دنیا نے دیکھا کہ واقعی عورتیں اپنے دوپٹوں سے گھوڑوں کے جسم سے غبار صاف کر رہی ہیں اور تم لوگ اس غزوے اور مکہ کے سفر سے تعرض نہیں کرو گے تو ہم تو عمرہ کرنے آئیں گے، بیت اللہ کی زیارت کرنے آئیں گے۔ اگر تم ہمارا راستہ چھوڑ دو گے تم ہم بھی اسی کا قصد کریں گے یوں بھی فتح پوری ہو جائے گی اور پردہ اُٹھ جائے گا اس وعدہ فتح سے جو اللہ نے اپنے نبی سے کیا ہے ورگرنہ تم صبر کرنا اس دن کی مار کے لئے جس دن اللہ عزت دیتا ہے جس کو چاہتا ہے۔

اللہ تعالیٰ اپنے نبی کے حق میں فرما چکے ہیں کہ میں نے ایک عظیم بندے کو بھیجا ہے رسول بنا کر، وہ ایسا حق کہتا ہے جس میں کوئی خفا اور پوشیدگی نہیں ہے۔ اللہ تعالیٰ فرما چکے ہیں کہ میں ایک لشکر تیار کر چکا ہوں وہ انصار ہیں جن کا مقصود و مطلوب دشمن سے ٹکرانا ہے۔ دوسری تعبیر ہے کہ وہ قوی ترین ہیں قتال پر۔

ابن بکیر کی ایک روایت میں اس طرح ہے :

''ہر روز ہمارے لئے قریش (معد بن عدنان) کی طرف سے گالیاں، قتال اور ہجو و بُرائی ہوتی رہتی ہے۔ بس آپ لوگوں میں سے جو شخص بھی رسول اللہ ﷺ کی ہجو اور بُرائی کرے یا ان کی مدح کرے اور نصرت کرے سب برابر ہے اس لئے کہ تمہارے بُرائی کرنے سے ان میں بُرائی نہیں آجائے گی اور مدح کرنے سے وہ ممدوح نہیں ہوں گے اور تمہاری نصرت کے نہ ہی وہ محتاج ہیں۔ اس لئے کہ ہمارے اندر تو جبرائیل علیہ السلام ہوتے ہیں جو اللہ کے رسول اور نمائندہ ہیں وہ تو روح القدس ہیں ان کی تو کوئی برابری نہیں، نہ ہی کوئی مثل ہے''۔

اس کو بخاری مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث لیث بن سعد سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۵۷ ص ۱۹۳۵)

باب ۱۶۱

انصار نے جو کچھ قول کیا جس وقت رسول اللہ ﷺ نے اہل مکہ کو امان دی تھی بعض شرائط کے ساتھ

نیز اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اطلاع کر دی تھی اس پر جو کچھ انہوں نے کہا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے، ان کو ثابت بنانی نے عبداللہ بن رباح سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ حضرت معاویہ ﷺ کے پاس گئے اور ہمارے ساتھ ابو ہریرہ ﷺ تھے اور ہم ایک دوسرے کے لئے کھانا تیار کرتے تھے اور حضرت ابو ہریرہ ﷺ ان میں سے تھے جو ہمارے لئے تیار کرتے تھے۔ وہ کثرت سے ہمیں اپنے ڈیرے کی طرف بلاتے تھے۔ میں نے سوچا کہ اگر میں کھانے کے لئے کہوں کہ وہ تیار کیا جائے اور میں بھی ان لوگوں کو بلاؤں اپنے ڈیرے پر اپنے سامان پر تو بہت اچھا ہوگا۔ لہٰذا اس بات کے لئے میں شام کے وقت حضرت ابو ہریرہ سے ملا، میں نے کہا اے ابو ہریرہ آج رات میرے ہاں دعوت ہے۔ انہوں نے فرمایا، اے انصار کے بھائی آپ نے آج مجھ سے سبقت کر لی ہے۔ چنانچہ میں نے ان کو بلایا وہ لوگ میرے پاس ہی تھے۔

اچانک حضرت ابو ہریرہ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایک حدیث کی تعلیم نہ دوں تمہاری حدیث میں سے؟

اے انصار کی جماعت اور (عبداللہ بن رباح انصاری تھے)! (انہوں نے کہا) اور فتح مکہ کا ذکر کیا اور کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید کو بھیجا دو میں سے ایک جانب والوں پر مقرر فرما کر (یعنی میمنہ اور میسرہ پر) اور حضرت زبیر کو بھیجا تھا ایک اور جانب اور ابو عبیدہ کو بھیجا تھا حسر پر یعنی ان لوگوں پر مقرر فرمایا جن کے پاس زرہ نہیں تھی پھر مجھے دیکھا اور فرمایا اے ابو ہریرہ! میں نے عرض کی میں حاضر ہوں یا رسول اللہ، میں نے کہا میں حاضر ہوں اور سعادت حاصل کر رہا ہوں اے اللہ کے رسول۔ حضور ﷺ نے فرمایا، میرے لئے انصار کو بلا لائیے، میرے پاس صرف انصار کو ہی لانا۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی کیا۔ اس کے بعد آپ نے فرمایا کہ قریش کو دیکھو اور ان کے اوباشوں کو، ان کو کاٹو۔ وہ کہتے ہیں ہم چل پڑے۔ پس کوئی ایک بھی ان میں سے ایسا نہیں تھا جو ہماری طرف متوجہ ہوتا اور نہ ہی ہم میں سے کسی نے ان میں سے کسی کا ارادہ کیا مگر اسے پکڑ لیا۔ کہتے ہیں ابوسفیان آیا اور عرض کرنے لگا یا رسول اللہ ﷺ قریش کی ہریالی ختم کر دی گئی ہے آج کے بعد قریش نہیں ہوں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص دار ابوسفیان میں داخل ہو جائے اس کو امان ہے، جو ہتھیار پھینک دے اس کو امان ہے۔ لہٰذا لوگوں نے اپنے اپنے ہتھیار پھینک دیئے۔ رسول اللہ ﷺ حرم میں داخل ہوئے تو پہلے پہلے آپ نے حجر اسود سے ابتداء کی آپ نے اس کا استلام کیا پھر سات بار طواف کیا اور مقام ابراہیم کے پیچھے دو رکعت نماز پڑھی۔ اس کے بعد آگے آئے آپ کے ہاتھ میں کمان تھی آپ اس کے مڑے ہوئے کنارے پر اسے پکڑے ہوئے تھے۔ آپ اس کے ساتھ بتوں کی آنکھوں میں کچوکہ مارتے جاتے تھے اور فرماتے تھے :

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

اس کے بعد حضور ﷺ کوہ صفا پر چلے گئے اس کے اوپر چڑھ کر بیت اللہ کی طرف دیکھا اور آپ نے اللہ کی حمد کرنا شروع کی اور اللہ سے دعا کی (کوہ صفا پر کھڑے ہو کر)۔ انصار آپ کے پاس کھڑے تھے کہہ رہے تھے بہر حال اس شخص (رسول اللہ) کو اس کی بستی (مکہ) کی رغبت نے پا لیا ہے اور اپنے کنبے کی محبت نے اور اتنے میں وحی آ گئی اور جب وحی آتی تھی تو ہم سے پوشیدہ نہیں رہتی تھی، سو جب وحی کی کیفیت ختم ہو گئی تو آپ نے فرمایا: اے انصار کی جماعت! تم نے یہ کہا کہ اس آدمی (رسول اللہ) کو اس کے علاقے کی رغبت اور خاندان نے جکڑ لیا ہے۔ حضور نے فرمایا، ہرگز نہیں، یہ بات نہیں ہے۔ تین بار یہی فرمایا ہرگز نہیں۔ میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ میرا جینا میرا مرنا تمہارے ساتھ ہے۔ یہ سن کر انصار صحابہ رونے لگے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم نے جو کچھ کہا ہے وہ محض اللہ و رسول کے ساتھ گمان کی بنا پر کہا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا بے شک اللہ اور اس کا رسول تمہیں سچا قرار دیتے ہیں اور تمہارا عذر قبول کرتے ہیں۔

(مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۸۶ ص ۳/۱۴۰۷)

مکہ کی محبت کا غالب آنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن جعفر مزکی نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم العبدی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے شیبان بن فروخ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن مغیرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ثابت بنانی نے عبداللہ بن رباح سے، اس نے ابو ہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاویہ کے پاس کئی وفد گئے یہ ماہ رمضان کا واقعہ ہے۔ اس کے بعد راوی نے مذکورہ حدیث کا مفہوم ذکر کیا ہے، کسی لفظ کو زیادہ کیا کسی کو کم کیا۔ جو لفظ اضافہ کئے وہ یہ تھے۔ قریش نے اپنے اوباش و اتباع بھیجے اور بولے ہم ان کو آگے بھیجتے ہیں کہ اگر ان کے لئے کوئی فائدے کی بات ہوئی تو ہم ان کے ساتھ ہوں گے اور اگر ان کو نقصان پہنچا تو ہم وہ بھر دیں گے جو ہم سے مطالبہ ہوگا۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ وہ دیکھتے ہیں قریش کے اوباش و اتباع کی طرف۔ اس کے بعد آپ نے ایک ہاتھ کو دوسرے پر مارا یا اشارہ کیا کہ وہ اس وقت وحی کی حالت میں ہیں۔ جب وحی آجاتی تھی تو کوئی بھی نظر اٹھا کر حضور ﷺ کی طرف نہیں دیکھتا تھا حتیٰ کہ وحی پوری ہو جاتی۔ چنانچہ جب وحی پوری ہو گئی تو رسول اللہ نے فرمایا، اے انصار کی جماعت۔ انہوں نے کہا لبیک یا رسول اللہ۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگوں نے یہ بات کہی ہے میرے بارے میں کہ اس آدمی پر اپنی بستی (مکہ) کی محبت غالب آ گئی ہے۔ انصار نے کہا کہ واقعی یہی بات ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا،

ہرگز ایسی بات نہیں ہے میں اللہ کا بندہ ہوں اور رسول ہوں میں نے اللہ کی طرف ہجرت کی ہے اور تمہاری طرف ہجرت کی ہے۔ راوی نے باقی حدیث ذکر کی ہے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں شیبان بن فروخ سے۔ (باب فتح مکہ۔ حدیث ۸۴ ص ۱۴۰۵۔۱۴۰۷)

اور اس کو نقل کیا ہے اس نے حدیث بہز بن اسد سے، اس نے سلیمان سے اور اس میں اضافہ ہے کہ جس نے اپنا دروازہ بند کر لیا اس کو امان ہے۔ (باب فتح مکہ۔ حدیث ۸۵ ص ۳/۱۴۰۷)

اور اس کو نقل کیا ہے حدیث حماد بن سلمہ میں ثابت سے، اس میں یہ اضافہ ہے کہ گویا کہ آپ نے حکم دیا تھا قتل کا ان کے لئے شرائط کے ساتھ امان کا عقد کرنے سے پہلے۔ اور حدیث کا سیاق اس پر دلالت کرتا ہے۔ نیز وہ روایت جسے ہم نے پہلے روایت کیا ہے اہل مغازی سے، وہ بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے۔

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی وسعت ظرفی .... (۳) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن علی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید عبداللہ بن محمد بن عبدالوہاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن ایوب نے، ان کو خبر دی قاسم بن سلام بن مسکین نے، ان کو ان کے والد نے ثابت بنانی سے، اس نے عبداللہ بن رباح سے، اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ کی طرف چلے وہ اس کو فتح کرنا چاہتے تھے۔ اور اللہ نے اس کو تم لوگوں پر فتح کر دیا۔ کہتے ہیں کہ اس دن صرف چار آدمی قتل کئے گئے تھے۔

کہتے ہیں کہ پھر قریش کے سردار جو مشرکین میں سے تھے وہ کعبے میں داخل ہوئے۔ وہ گمان کر رہے تھے کہ تلوار ان سے نہیں ہٹائی جائے گی (یعنی انہیں قتل کر دیا جائے گا)۔ پھر حضور ﷺ نے بیت اللہ کا طواف کیا اور دو رکعت پڑھی، پھر کعبے میں آئے اور آپ نے باب کعبہ کے دونوں طرف کی چوکھٹ کو پکڑ کر کھڑے ہوئے فرمایا کہ تم لوگ کیا کہتے ہو؟ اور کیا گمان کرتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم کہتے ہیں کہ آپ ہمارے بھائی کے بیٹے ہیں، آپ ہمارے چچا کے بیٹے ہیں، آپ حلیم ہیں آپ رحیم ہیں۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا، اور تم کیا کہتے ہو اور کیا گمان کرتے ہو؟ وہ کہنے لگے ہم بھی یہی کہتے ہیں کہ آپ ہمارے بھائی کے بیٹے ہو، ہمارے چچا کے بیٹے ہو۔ حوصلہ مند ہو مہربان ہو (تین بار کہا)۔

رسول اللہ نے فرمایا، میں آج وہی بات کہتا ہوں جو حضرت یوسف علیہ السلام نے کہی تھی :

لا تثریب علیکم الیوم یغفر اللہ لکم وھو ارحم الراحمین

(سورۃ یوسف :

آج تمہارے اُوپر کوئی الزام و اعتراض نہیں ہے اللہ تعالیٰ تمہیں معاف فرمائے اور وہ سب سے بڑا رحم کرنے والا ہے۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ لوگ کعبے سے نکل گئے ایسے جیسے کہ وہ اپنی قبروں سے اُٹھ کر بھاگے ہیں۔

لہٰذا وہ دھڑا دھڑ اسلام میں داخل ہو گئے۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۱۶۲

وہ لوگ جن کے قتل کا حکم دیا تھا رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن

اور وہ بدنصیب اس امان میں داخل نہ ہو سکے جو حضور ﷺ نے منعقد کی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابو طاہر محمد بن محمش فقیہ نے، ان کو خبر دی ابو بکر محمد حسین قطان نے، ان کو خبر دی احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو احمد بن مفضل نے، ان کو اسباط بن نصر ہمدانی نے، وہ کہتے ہیں کہ سدی نے گمان کیا مصعب بن سعد سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ جب فتح مکہ کا دن تھا اس دن رسول اللہ ﷺ نے سب لوگوں کو امان دی تھی مگر صرف چار افراد کو پناہ نہیں دی تھی اور دو عورتیں بھی تھیں۔ آپ نے فرمایا: کہ

اقتلوهم وان وجدتموهم متعلقين باستار الكعبة

ان کو قتل کر دو اگرچہ وہ کعبہ کے غلاف کے ساتھ لٹکے ہوئے بھی ہوں۔

۱۔ عکرمہ بن ابوجہل۔ ۲۔ عبداللہ بن خطل۔ ۳۔ مقیس بن صبابہ۔ ۴۔ عبداللہ بن سعد بن ابوسرح۔

بہر حال عبداللہ بن خطل پایا گیا اس حال میں کہ وہ کعبے کے غلاف کو پکڑ کر لٹکا ہوا تھا۔ لہٰذا سعید بن حریث اور عمار بن یاسر نے اس کو قتل کرنے کے لئے مقابلے میں بھاگے لیکن سعید نے عمار سے پہل کر لی اور اسے قتل کر دیا کہ وہ جوان آدمی تھے عمار کے مقابلے میں۔ اور مقیس بن صبابہ کو لوگوں نے بازار میں پالیا تھا انہوں نے اس کو وہیں قتل کر دیا اور عکرمہ بن ابوجہل مکے سے فرار ہو کر سمندری راستے سے کہیں نکلنا چاہتا تھا انہیں تیز و تند ہوا نے گھیر لیا تھا لہٰذا کشتی والوں نے کشتی میں سوار ہونے والوں سے کہا کہ خالص اللہ کی پکار کرو، اس لئے تمہارا اللہ اور مشکل کشا یہاں پر تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے سکتا۔ عکرمہ نے کہا اللہ کی قسم اگر مجھے سمندر میں نجات نہیں دے سکتا مگر صرف اللہ کو خالص کرنا ہی تو پھر خشکی پر بھی اس کے سوا کوئی نجات نہیں دے سکتا۔

اللهم ان لك علي عهدا ان انت عافيتني مما انا فيه أن آتي محمدًا حتى اضع يدي في يديه فلاجدنه عفوا كريما

اے اللہ! میرا عہد ہے تجھ سے کہ اگر آپ نے مجھے اس مصیبت سے نجات دے دی تو میں محمد ﷺ کے پاس جا کر اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دے دوں گا اور میں ضرور اس کو معاف کرنے والا پاؤں گا۔

چنانچہ وہ حضور کے ﷺ پاس آ کر مسلمان ہو گیا تھا۔

حضرت عثمان غنی کی سفارش پر حضور ﷺ نے اپنے گستاخ کو معاف کر کے اس کی بیعت کر لی

باقی رہ گیا عبداللہ بن سعد بن ابی سرح۔ وہ چھپ گیا تھا عثمان بن عفان کے پاس۔ جب رسول اللہ نے لوگوں کو بیعت کے لئے بلایا عثمان غنی نے اسے لا کر حضور ﷺ کے سامنے کھڑا کر دیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ آپ عبداللہ کی بیعت کر لیجئے۔ حضور نے نظر اٹھا کر اس کی طرف دیکھا تین مرتبہ، ہر بار انکار کرتے رہے۔ تین دفعہ کے بعد آپ نے اس کی بیعت منظور کر لی۔ اس کے بعد آپ نے صحابہ کی طرف

توجہ فرمائی اور فرمایا کہ کیا تمہارے اندر کوئی بھلا مانس آدمی نہیں تھا کہ وہ اُٹھتا اور اسے قتل کر دیتا جسے میں اس کی بیعت سے توقف کر رہا تھا؟ تاکہ اس کو کوئی قتل کر دے کہا کہ ہم نہیں جان سکے کہ آپ کے دل میں کیا ہے۔ آپ نے ہمیں اشارہ کیوں نہ کر دیا آنکھ کے ساتھ۔ آپ نے فرمایا کہ مناسب نہیں ہے کہ کسی نبی کی آنکھیں خیانت کرنے والی ہوں۔ نبی کسی کے قتل کے اشارے نہیں کرتے۔

چار کے سوا باقی کو امان دینا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوزرعہ عبدالرحمن بن عمرو دمشقی نے، ان کو حسن بن بشر کوفی نے، ان کو حکم بن عبدالملک نے قتادہ سے، اس نے انس بن مالک سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ امن دیا رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو فتح مکہ والے دن مگر چار آدمیوں کو امان نہیں دی تھی۔

(۱) عبدالعزی بن خطل (۲) مقیس بن صبابہ کنانی (۳) عبداللہ بن سعد بن ابوسرح (۴) اُم سارہ

عبدالعزی بن خطل کو قتل کیا گیا حالانکہ وہ کعبے کے غلاف سے لپٹا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ انصاری میں سے ایک آدمی نے نذر مان رکھی تھی کہ وہ عبداللہ بن سعد کو قتل کرے گا جب بھی اس کو دیکھ لے گا۔ جبکہ یہ عبداللہ حضرت عثمان بن عفان کا دودھ شریک بھائی تھا۔ حضور کے پاس عثمان اس کو لے کر آئے تھے اس کی سفارش کرنے کے لئے۔ جب اس کو اس انصاری نے دیکھ لیا (جس نے منت مان رکھی تھی) اس نے جلدی سے تلوار لٹکائی اور پہنچ گیا مگر دیکھا کہ وہ حلقہ رسول میں بیٹھا ہے۔ اب انصاری کو تردد ہوا کہ کیا کرے (اس کے قتل کا اقدام کرے یا نہ کرے) اس لئے کہ وہ حلقہ رسول میں بیٹھا ہے۔

اتنے میں اس نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کی بیعت کرنے کے لئے اپنا دست مبارک دراز فرمایا ہے اور اس کی بیعت کر لی۔ اس کے بعد آپ نے اس انصاری سے فرمایا کہ میں نے تو تجھے مہلت دی تھی کہ تو اپنی نذر پوری کر لے۔ اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میں آپ سے ڈر گیا تھا آپ نے مجھے اشارہ کیوں نہ کر دیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا نہیں کسی نبی کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہوتی کہ وہ کسی ایسے کام کے لئے اشارہ کرے۔

باقی رہا مقیس بن صبابہ۔ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ اس کا بھائی رہتا تھا اس نے خطا یعنی غلطی سے مقیس کے بھائی کو قتل کر دیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقیس کے ساتھ بنی فہر کے ایک آدمی کو بھیجا تاکہ وہ اس کی دیت لے لے انصار سے، جب اس کے لئے خون بہا (دیت) جمع کر لی گئی تو وہ واپس لوٹا اور جب فہری آدمی سو گیا تو مقیس نے کود کر ایک پتھر اُٹھایا اور اس کے ساتھ سوئے ہوئے فہری کا سر کچل کر اس کو قتل کر دیا اور یہ شعر کہتا ہوا فرار ہو گیا جس کا مفہوم کچھ اس طرح تھا، دل کو سکون آ گیا ہے بایں صورت۔ کہ مقیس نے کھلے میدانوں میں اس طرح رات گزاری کہ اس کے کپڑے دھوکہ سے قتل ہونے والے کے خون سے آلودہ ہیں۔ اس کے قتل سے قبل دل کے اندیشے بہت ہوتے تھے اور مجھ سے بستر کی راحت بھلا دیتے تھے میں نے اسی وجہ سے بنو فہر کے آدمی کو قتل کر دیا ہے اور میں نے مذکورہ دیت کو ضائع کر دیا ہے جو بنو نجار کے سرداروں پر لازم تھی۔ میں نے قتل کر کے اپنی نذر پوری کی ہے اپنے مال کا بدلہ پا لیا ہے اور میں پہلے والے بتوں کی طرف لوٹنے والا ہوں (یعنی میں نے دوبارہ کفر اختیار کر لیا ہے)۔

باقی رہی عورت اُم سارہ، تو وہ قریش کی لونڈی تھی۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی تھی اور اس نے اپنی مجبوری پیش کی تھی، حضور ﷺ نے اس کو از راہ ہمدردی کچھ عطا فرمایا تھا۔ اس کے بعد ایک آدمی آیا تھا اس نے اس کے ہاتھ اہل مکہ کی طرف ایک خط بھیجا تھا۔ یہاں سے راوی نے حاطب کا قصہ ذکر کیا ہے۔

مقیس بن صبابہ کا قتل .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابواسحاق نے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم نے، وہ کہتے ہیں کہ مقیس بن صبابہ ہشام بن صبابہ کا بھائی تھا۔ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا مدینہ میں اپنے بھائی ہشام کے خون کا بدلہ طلب کر رہا تھا اور اس نے اسلام ظاہر کیا اس کے بھائی ہشام کو۔ مسلمانوں میں سے ایک آدمی نے غزوہ بنو مصطلق والے دن قتل کر دیا تھا کیونکہ اس نے اسے مشرک ہی گمان کیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے مقیس بن صبابہ سے فرمایا تیرا بھائی عمداً نہیں بلکہ خطأً قتل ہوا تھا (غلطی سے)۔ حضور ﷺ نے اس کی دیت اور خون بہا ادا کرنے کا حکم دیا۔ لہٰذا مقیس نے

وہ دیت وصول کر لی اور کچھ عرصہ تک مسلمانوں کے ساتھ ٹھہرا رہا۔ اس کے بعد اس نے اپنے بھائی کے قاتل پر زیادتی کرتے ہوئے اس کو قصداً وعمداً قتل کر دیا پھر کافر و مرتد ہو کر مکے جا کر کافروں کے ساتھ لاحق ہو گیا تھا۔

حضور ﷺ نے مکہ والے سال اس کے قتل کا حکم دیا تھا اگر چہ وہ کعبہ کے غلاف کے نیچے بھی پایا جائے۔ چنانچہ اس کو اس کی قوم کے ہی ایک آدمی نے قتل کر دیا تھا اس کا نام ثمیلہ بن عبداللہ تھا صفا مروہ کے درمیان۔

ابن اسحاق نے اس کے اشعار ذکر کئے ہیں کہیں کم کہیں زیادہ ہیں۔ (سیرۃ ہشام ۳/۲۵۰۔۲۵۱ ۔ ۴/۲۴۔۲۵)

ابن خطل کے قتل کا حکم .... (۴) اور اسی اسناد کے ساتھ مروی ہے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوعبیدۃ بن محمد بن عمار بن یاسر نے اور عبداللہ بن ابی بکر بن حزم نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے اور آپ کے لشکر پھیلنے لگے تو آپ نے ان سب کو حکم دیا کہ کسی ایک شخص کو بھی قتل نہیں کرنا، ہاں مگر وہ جوان سے قتال کرے مگر ایک گروہ جس کا رسول اللہ ﷺ نے نام لے کر فرمایا تھا کہ ان کو قتل کر دینا اگر چہ ان میں سے کسی کو غلاف کعبہ کے نیچے بھی پالو۔

(۱) عبداللہ بن خطل (۲) عبداللہ بن سعد بن ابوسرح

ابن ابوسرح کے قتل کا حکم اس لئے دیا تھا کہ وہ پہلے مسلمان ہو گیا تھا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے لئے وحی لکھتا تھا مگر پھر وہ پلٹ کر مشرک ہو گیا تھا اور مکے والوں سے جا ملا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۳)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے عبداللہ بن خطل کے قتل کا حکم دیا تھا یہ بنو تیم بن غالب میں سے تھا۔ اس لئے کہ یہ مسلمان تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کو صدقہ اور زکوۃ کا مال وصول کرنے پر مقرر کیا تھا اور اس کے ساتھ ایک آدمی کو انصار میں سے مقرر کیا تھا۔ یہ خادم تھا جو اس کی خدمت کیا کرتا تھا وہ بھی مسلمان تھا۔ ایک مقام پر اُترا اس نے غلام کو حکم دیا کہ اس کے لئے بکرا ذبح کرے اور کھانا تیار کرے وہ سو گیا جب وہ جاگا تو اس نے اس کے لئے کچھ تیار نہیں کیا تھا۔ اس نے اس پر حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا اس کے بعد مرتد ہو گیا۔ ترک اسلام کر کے دوبارہ مشرک ہو گیا۔ اس نے ایک گانے والی عورت رکھی ہوئی تھی اور اس کی بیوی بھی تھی وہ دونوں رسول اللہ ﷺ کی ہجو اور بُرائی میں گانے گاتی تھیں حضور ﷺ نے ابن خطل کے ساتھ ان دونوں عورتوں کے قتل کا بھی حکم دیا تھا۔

اور حویرث کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا وہ بھی ان لوگوں میں سے تھا جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتے تھے اور مقیس بن صبابہ کے قتل کا حکم دیا تھا کیونکہ اس نے ایک انصاری کو قتل کیا تھا جس نے مقیس کے بھائی کو خطأً قتل کیا تھا اور اس نے اس کی دیت بھی ادا کر دی تھی۔ اور سارہ نام کی عورت کو قتل کرنے کا حکم دیا تھا جو بنو عبدالمطلب میں سے کسی کی لونڈی تھی اور وہ بھی ان ہی میں سے تھے جو رسول اللہ ﷺ کو ایذا پہنچاتے تھے۔ اور عکرمہ بن ابوجہل کے قتل کا حکم دیا تھا وہ فرار ہو گیا تھا اور اس کی بیوی مسلمان ہو گئی تھی (بعد میں اسی کی کوشش اور امان مانگنے سے عکرمہ مسلمان ہو گیا تھا۔

مندرجہ ذیل چھ افراد میں سے تین فرد اور ایک عورت قتل ہوئے۔ ایک مرد اور ایک عورت مسلمان ہوئے۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوداؤد نے، ان کو محمد بن علاء نے یعنی ابوکریب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی عمر بن عبدالعزیز بن عمر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن احمد بن زکریا ادیب نے، ان کو حسین بن محمد بن زیاد عنانی نے، ان کو ابوکریب نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو عمر بن عثمان بن عبدالرحمن بن سعید مخزومی نے، ان کو ان کے دادا نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن لوگوں کو امان دی تھی سوائے ان چار افراد کے۔ ان کے لئے نہ حدود حرم میں امان تھی نہ حدود حرم سے باہر امان تھی۔

(۱) ابن خطل (۲) مقیس بن صبابہ (۳) عبداللہ بن ابوسرح (۴) ابن نقید یعنی حارث

بہر حال ابن خطل کو تو زبیر بن عوام نے قتل کر دیا تھا۔ اور ابن سرح کے لئے حضرت عثمان نے امان طلب کر لی تھی لہٰذا اس کے لئے امان دے دی گئی تھی اس لئے کہ وہ حضرت عثمان کے رضاعی بھائی تھے۔ لہٰذا اس طرح وہ قتل نہیں کئے گئے تھے۔ اور مقیس بن صبابہ کو اس کے چچا کے بیٹے نے قتل کر دیا تھا۔ اور حضرت علی نے ابن نقید رکو قتل کر دیا تھا اور مقیس کی دو گانے والی عورتیں بھی تھیں جن کو امان نہیں ملی تھی اور ان کے قتل کا حکم تھا ان میں سے ایک قتل کی گئی تھی اور دوسری چھپ گئی تھی پھر وہ مسلمان ہو گئی تھی۔

قتبانی نے کہا ان کے دادا کے والد سعید بن یربوع مخزومی تھے۔ یہ الفاظ حدیث ابن قتادہ کے ہیں۔

(۶)　ہمیں خبر دی ابونصر بن عمر بن عبدالعزیز بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابومحمد عبداللہ بن محمد بن عبداللہ رازی نے، ان کو موسیٰ امین نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، وہ کہتے ہیں میں نے یہ روایت پڑھی مالک کے سامنے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابونصر فقیہ نے اور ابوالحسن بن عبدوس نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو حدیث بیان کی قعنبی نے۔ اس میں جو انہوں نے پڑھی تھی مالک کے سامنے انہوں نے نقل کی ابن شہاب سے، اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تھے فتح مکہ والے دن۔ حضور ﷺ کے سر پر خود تھا جب آپ نے اس کو اُتارا تو آپ کے پاس ایک آدمی آیا تھا اس نے بتایا کہ ابن خطل کعبہ کے غلاف کے ساتھ لٹکا ہوا ہے آپ نے فرمایا کہ اس کو قتل کر دو۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں جماعت سے، اس نے مالک سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قعنبی سے اور دیگر سے۔

(بخاری۔ کتاب جزاء الصید۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۴۵۰۔ موطا امام مالک۔ کتاب الحج۔ ں حدیث ۲۴۷ ص ۱/۴۲۳)

(۷)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مصری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی مقدام بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی خالد بن نزار نے، ان کو سفیان نے، ان کو مالک بن انس صدوق نے زہری سے، اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے فتح مکہ والے دن۔ ان کے سر پر خود تھا ان سے کہا گیا یا رسول اللہ ﷺ ابن خطل کعبہ کے غلافوں کے ساتھ لٹکا ہوا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کو قتل کر دو۔

باب ۱۶۳

نبی کریم ﷺ کا فتح مکہ والے دن مکہ میں داخلہ

اور اس دن آپ کی ہیئت داخلہ۔ حضور کا بیت اللہ کا طواف کرنا حضور ﷺ کا کعبہ میں داخل ہونا اور آپ نے بتوں کا جو حشر کیا وغیرہ

(۱)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے۔ وہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال مکہ میں ثنیہ عُلیا سے یعنی اُوپر والی گھاٹی سے داخل ہوئے تھے بالائی مکہ سے۔

فتح مکہ والے دن حضور ﷺ مکہ میں کُداء پہاڑی کی گھاٹی سے داخل ہوئے تھے

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو حسین بن محمد دارمی نے، ان کو ابوبکر محمد بن اسحاق نے، ان کو ابوکریب نے، ان کو ابواسامہ نے ہشام سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال کُداء کی پہاڑی اور گھاٹی سے داخل ہوئے بالائی مکہ سے۔

ہشام نے کہا کہ میرے والد انہیں دونوں گھاٹیوں سے داخل ہوا کرتے تھے اور اکثر وہ کداء کے راستے سے داخل ہوتے تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے محمود سے، اس نے اسامہ سے۔

(بخاری۔کتاب الحج۔حدیث ۱۵۷۹۔فتح الباری ۳/۴۳۷۔مسلم۔کتاب الحج۔حدیث ۲۲۵ ص ۲/۹۱۹)

کُداء پہاڑی سے داخل ہونے کی حضرت حسان کی الہامی پیش گوئی اور حضور ﷺ کی تائید

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن صقر نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو حدیث بیان کی معن نے، ان کو عبداللہ بن عمر بن جعفر بن حفص نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے سال مکہ میں داخل ہوئے تھے تو انہوں نے دیکھا کہ مکہ میں عورتیں گھوڑوں کے منہ کو دوپٹوں کے ساتھ جھاڑ رہی ہیں۔ یہ منظر دیکھ کر حضور ﷺ نے ابوبکر صدیق کی طرف خاص انداز سے دیکھا اور مسکرادیئے اور فرمایا کہ اے ابوبکر کیسے کہا تھا حسان نے؟ لہٰذا ابوبکر نے حسان کا وہ شعر پڑھ کر سُنا دیا:

عدمت بنیتی ان لم تروھا تثیر النقع من کتفی کداء

ینازعن الاعنہ مسرجات یلطمھن بالخمر النسآء

لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا مکہ میں وہیں سے داخل ہو جہاں سے حسان نے کہا تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن بن محمد بن سختویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوخلیفہ جمحی نے یہ کہ ابوالولید نے ان کو حدیث بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مالک بن انس نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعلی روذ باری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی قعنبی نے مالک سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے انس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ مکے میں داخل ہوئے فتح مکہ والے دن۔ آپ کے سر پر خود موجود تھا، آپ نے جونہی اس کو سر پر سے اُتار کر رکھا تو آپ کو بتایا گیا کہ وہ رہا ابن خطل کعبے کے غلاف کے ساتھ لپٹا ہوا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا، اس کو قتل کر دو۔ یہ الفاظ ہیں حدیث ابوالولید کے۔

سیاہ عمامے کے ساتھ بغیر احرام حرم میں داخلہ

اور قعنبی کی روایت میں ہے فتح مکہ کے دن اور آپ ﷺ کے سر پر خود تھا۔ آپ نے جب اس کو کھینچ لیا تو اس وقت آپ کے پاس ایک آدمی آیا تھا اس نے بتایا تھا کہا ابن خطل ....

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالولید سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قعنبی سے۔

(مسلم۔کتاب الحج۔حدیث ۴۵۱ ص ۲/۹۹۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے، ان کو اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو معاویہ بن عمار دھنی نے (ح)۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن ابودارم حافظ نے کوفے میں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن ہارون نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو معاویہ بن عمار دھنی نے ابوزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ انصاری سے یہ کہ رسول اللہ فتح مکہ والے دن داخل ہوئے تو ان کے سر پر سیاہ پگڑی تھی، آپ بغیر احرام کے تھے۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن یحییٰ سے اور قتیبہ بن سعید سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۴۵۱ ص ۹۹۰/۲)

سیاہ عمامہ سر پر باندھنا سنت رسول ہے

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابونصر فقیہ نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو علی بن حکیم اودی نے اور محمد بن صباح نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی شریک نے عمار دھنی سے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ مکہ میں داخل ہوئے تھے فتح مکہ والے دن اس حال میں کہ ان کے سر پر سیاہ عمامہ باندھا ہوا تھا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن حکیم سے۔

پگڑی باندھنا اور نیچے کا طُرّہ لٹکانا

(۷) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو حماد بن سلمہ نے ابوزبیر سے، اس نے جابر سے کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے فتح مکہ والے دن اور ان کے سر پر سیاہ عمامہ تھا۔ (نسائی ۲۱۱/۸)

شملہ کو دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑنا

(۸) ہمیں خبر دی فقیہ ابوبکر محمد بن بکر طوسیؒ نے، ان کو خبر دی ابوبشر محمد بن احمد بن حاضر نے، ان کو ابوالعباس سراج نے، ان کو ابومعمر نے، ان کو ابواسامہ نے مساور وراق سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا جعفر بن عمر بن حریث سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے اپنے والد سے، انہوں نے فرمایا (ایسے محسوس ہوتا ہے) کہ گویا فتح مکہ والے دن رسول اللہ کو دیکھ رہا ہوں ان کے سر پر سیاہ عمامہ ہے۔ خرقانیہ اس کا کنارا (طُرّہ) دونوں کندھوں کے درمیان چھوڑا ہوا ہے۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں ابواسامہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۴۵۳ ص ۹۹۰/۲)

پرچم رسول سفید اور سیاہ دھاریوں پر مشتمل تھا جس کا نام ''عقاب'' تھا

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابوبکر نے کہا مروی ہے سیدہ عائشہ سے، وہ فرماتی ہیں کہ فتح مکہ والے دن رسول اللہ کا جھنڈا سفید تھا اور میں نے اس کو سیاہ دیکھا۔ اس کے ٹکڑے (یا دھاریاں) بغیر پر کے سیدھے تیر ہیں یا اس کے ٹکڑے یمنی دھاری دار چادر سے بنے ہوئے ہیں۔ اور حضور ﷺ کے جھنڈے کا نام ''عقاب'' رکھا گیا تھا۔ ''اظہار محمد رسول''

اسی اسناد کے ساتھ کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ وادی ذی طویٰ میں اُترے اور انہوں نے دیکھا (وہ منظر) اللہ نے ان کو جو فتح عطا فرمائی تھی تو رسول اللہ ﷺ نے اللہ کی بارگاہ میں اظہار عجز کرنا شروع کیا یہاں تک کہ وہ کہتے ہیں کہ قریب تھا کہ آپ کی داڑھی مبارک پالان کے اگلے حصے سے لگ رہی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۹/۴)

فتح مکہ کے موقع پر رسول اللہ ﷺ کا اظہار عجز

(۱۰) ہمیں خبر دی محمد عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی دعلج بن احمد سجزی نے بغداد میں، ان کو احمد بن علی آبار نے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر مقدمی نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے ثابت سے، اس نے انس ؓ سے۔ وہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں داخل ہوئے فتح مکہ والے دن تو سواری پر بیٹھے ہوئے عاجزی کرنے کی وجہ سے آپ کی تھوڑی مبارک پالان کے بیچ لگ رہی تھی۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بالویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس احمد بن محمد بن صاعد نے، ان کو اسماعیل بن ابوالحارث نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو اسماعیل بن ابو خالد نے قیس سے، اس نے ابومسعود سے یہ کہ ایک آدمی نے فتح مکہ والے دن رسول اللہ ﷺ سے کلام کیا، اس کو کپکپی طاری ہوگئی تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، اپنے آپ کو سنبھالیں حوصلہ رکھیں۔ یہ حقیقت ہے کہ میں قریش کی ہی ایک عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھایا کرتی تھیں۔

اسی طرح روایت کیا ہے اس کو صاعد نے بطور موصول روایت کے۔ اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے محمد بن سلیمان بن فارس نے اور احمد بن یحییٰ بن زہیر نے اسماعیل بن ابوالحارث سے بطور موصول روایت کے۔

(۱۲) اور تحقیق ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے جعفر بن عون نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے اسماعیل نے قیس سے، وہ کہتے ہیں ایک آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ وہ آپ سے بات کر رہا تھا، وہ ڈر گیا کانپنے لگا۔ حضور نے فرمایا حوصلہ رکھو میں کوئی ظالم یا خونخوار بادشاہ نہیں ہوں۔ میں قریش کی ایک عورت کا بیٹا ہوں جو سوکھا گوشت کھاتی تھیں۔

یہ حدیث مرسل ہے اور وہ محفوظ ہے۔

(۱۳) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر محمد بن حسن فورک نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے معاویہ بن قرہ سے، اس نے عبداللہ بن مغفل سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ والے دن سورہ فتح تلاوت کی تھی جس سے آپ کی آواز گلوگیر ہوگئی تھی (یعنی رو گئے تھے)۔ اگر مجھے یہ ڈر نہ ہوتا کہ لوگ سن کر جمع ہو جائیں گے تو میں اسی آواز میں پڑھ کر سناتا۔

فتح مکہ والے دن سورۃ فتح کی تلاوت .... (۱۴) اور ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن محمد بن صباح زعفرانی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے شبابہ بن سوار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معاویہ بن قُرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ بن مغفل سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا فتح مکہ والے دن اور وہ اپنے اونٹ پر سوار تھے سورۃ الفتح پڑھ رہے تھے، یا کہا تھا کہ سورۃ الفتح میں سے کچھ حصہ پڑھا تھا، آپ اس تلاوت میں گلوگیر ہو گئے تھے (یعنی رو گئے تھے)۔ پھر پڑھا معاویہ ابن مغفل کی قراءت کی نقل کرتے ہوئے اور معاویہ نے کہا کہ اگر اس بات کا اندیشہ نہ ہوتا کہ لوگ جمع ہو جائیں گے تو میں بھی اسی طرز پر گلوگیر ہو کر پڑھ کر دکھاتا جیسے ابن مغفل نے نبی کریم ﷺ سے نقل کرتے ہوئے گلوگیر ہو کر دکھایا تھا۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں احمد بن ابوسریج سے، اس نے شبابہ سے اور بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں کئی طرق سے شعبہ بن حجاج سے۔ (بخاری۔ کتاب التوحید۔ باب النبی وروایۃ عن ربہ۔ مسلم۔ کتاب الصلوۃ۔ باب ذکر النبی سورۃ الفتح یوم فتح مکہ)

رسول اللہ ﷺ کا باطل کو پاش پاش کرنا .... (۱۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابراہیم نے اور عمران بن موسیٰ نے، ان کو شیبان بن فروخ نے، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے، ان کو ثابت بنانی نے عبداللہ بن رباح سے، اس نے ابوہریرہ سے حدیث فتح مکہ میں فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ آئے یہاں تک کہ حجر اسود کے پاس آ گئے۔ آپ نے اس کا استلام کیا اور بیت اللہ کا طواف کیا پھر آپ ایک بت کے پاس آئے جو بیت اللہ کے پہلو میں نصب تھا مشرکین اس کی عبادت کرتے تھے۔ حضور ﷺ آئے تو ان کے ہاتھ میں کمان تھی آپ نے کمان کے جھکے ہوئے حصے سے اسے پکڑ رکھا تھا، جب آپ صنم کے پاس آئے تو آپ نے اس کی گردن میں کچوکے مارے اور فرمایا :

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا ۔ (سورۂ بنی اسرائیل : آیت ۸۱)

حق آ گیا ہے اور باطل بھاگ گیا ہے۔ بے شک باطل بھاگنے والا ہے۔

جب آپ طواف سے فارغ ہوئے تو آپ کوہ صفا پر آئے اس کے اُوپر چڑھ گئے حتیٰ کہ آپ نے بیت اللہ کی طرف دیکھا اور اپنے دونوں ہاتھ اُوپر کو اُٹھائے اور اللہ کی حمد کی اور دعا کرتے رہے جس قدر دعا کرنا چاہتے تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے شیبان بن فروخ سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۸۴ ص ۱۴۰۶)

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بشر بن موسیٰ نے، ان کو حمیدی نے، ان کو سفیان نے، ان کو ابن نجیح نے مجاہد سے، اس نے ابومعمر سے، اس نے عبداللہ بن مسعود سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ فتح مکہ والے دن مکے میں داخل ہوئے تو اس وقت حالت یہ تھی کہ بیت اللہ کے گرد تین سو ساٹھ بت نصب تھے۔ حضور ﷺ نے ایک لکڑی کے ساتھ جو آپ کے ہاتھ میں تھی ان کو کچوکے مارنا اور چھبانا شروع کیا اور ساتھ یہ پڑھتے جاتے تھے : [جاء الحق و مايبدئ الباطل و ما يعيد]

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا ۔ (سورۂ بنی اسرائیل : آیت ۸۱)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صدقہ بن فضل سے۔ (کتاب المظالم۔ باب هل تكسر الدنان التی فیها الخمر)

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر بن شیبہ سے، اور بقیہ سب کے سب نے سفیان سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۷۶/۶)

(۱۷) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو محمد بن یونس نے، ان کو وہب بن جریر نے بن حازم نے، ان کو ان کے والد نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر نے علی بن عبداللہ عباس سے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ والے دن داخل ہوئے تو کعبے پر تین سو بت دھرے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے اپنی چھڑی لی اور ایک ایک کر کے تمام بتوں کو مارتے چلے گئے۔ (مجمع الزوائد ۱۷۶/۶)

(۱۸) اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو عباس بن فضل اسفاطی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی سوید نے، ان کو قاسم بن عبداللہ نے، عبداللہ بن دینار سے اس نے ابن عمر رضی اللہ عنہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ میں داخل ہوئے وہاں پر آپ نے تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے پائے۔ حضور ﷺ نے ہر بت کی طرف اپنے عصا کا اشارہ کیا اور فرمایا :

جاء الحق و زهق الباطل ان الباطل كان زهوقا

حق آ گیا ہے اور باطل بھاگ گیا ہے۔ بے شک باطل تو ہے ہی بھگوڑا۔

چنانچہ جس بت کی طرف لاٹھی کا اشارہ کرتے تھے وہی گر جاتا تھا لاٹھی لگنے کے بغیر ہی۔

مصنف فرماتے ہیں کہ یہ اسناد اگرچہ ضعیف ہے لیکن اس سے پہلے والی روایت اس کی تاکید کرتی ہے۔ (مجمع الزوائد ۱۷۶/۶)

بیت اللہ میں ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کی مورتیاں .... (۱۹) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو قاسم بن زکریا نے، ان کو ہارون بن عبداللہ نے، ان کو عبدالصمد بن عبدالوارث نے، ان کو ان کے والد نے ایوب سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ جب مکہ میں آئے آپ نے بیت اللہ میں داخل ہونے سے انکار کیا کیونکہ اس میں بت رکھے ہوئے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کے بارے میں حکم دیا وہ باہر نکال دیئے گئے۔ چنانچہ حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام کی مورتی باہر نکالی گئی تو ان کے ہاتھ میں قسمت جاننے کے تیر دیئے ہوئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ ان مشرکین کو مارے۔ بہرحال اللہ کی قسم البتہ تحقیق وہ خوب جانتے ہیں کہ ان دونوں نے (حضرت ابراہیم واسماعیل علیہما السلام) نے کبھی بھی ان تیروں کے ساتھ قسمت کا حال معلوم نہیں کیا تھا۔

اور ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ بیت اللہ میں داخل ہوئے اور آپ نے اس کے کونے میں تکبیر کہی اور باہر آ گئے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق سے، اس نے عبدالصمد سے۔ بخاری کہتے ہیں کہ معمر ایوب سے اس کا متابع لائے ہیں۔

(۲۰) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو محمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی معمر نے ایوب سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے جب بیت اللہ میں مورتیاں دیکھیں یعنی کعبے میں تو آپ اس میں داخل نہ ہوئے بلکہ حکم دیا وہ وہاں سے ہٹا دی گئیں اور آپ نے ابراہیم واسماعیل علیہ السلام کے بت دیکھے، ان کے ہاتھ میں قسمت جاننے کے تیر تھے۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ ان (مشرکین) کو ہلاک کرے۔ اللہ کی قسم ان دونوں نے کبھی ان کے ساتھ قسمت معلوم نہیں کی تھی۔ (فتح الباری ۶ /۳۸۷۔ حدیث ۳۳۵۲)

(۲۱) ہمیں خبر دی ابوبکر قاضی نے آخرین میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس اصم نے، ان کو ابوالعباس بن محمد نے، ان کو حجاج اعور نے، ان کو ابن جریج نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابوالزبیر نے کہ اس نے سُنا جابر بن عبداللہ سے کہ نبی کریم ﷺ نے حکم دیا تھا عمر بن خطاب کو فتح مکہ کے زمانے میں مقام بطحا، میں کہ کعبے میں جا کر ہر صورت مٹا دے جو اس میں موجود ہو۔ حضور ﷺ داخل نہ ہوئے حتیٰ کہ اس میں سے ہر صورت مٹا دی گئی۔ (سیرۃ الشامیہ ۵/ ۳۵۹)

(۲۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابن ملحان نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے، وہ کہتے ہیں کہ یونس نے کہا مجھے خبر دی نافع نے عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سے کہ رسول اللہ ﷺ فتح مکہ کے دن مکہ مکرمہ کے اُوپر کی جانب سے اسامہ بن زید رضی اللہ عنہ کو اپنی سواری پر پیچھے بیٹھا کر تشریف لائے، آپ علیہ السلام کے ساتھ بلال رضی اللہ عنہ عثمان بن طلحہ حجبی بھی تھے یہاں تک کہ اُونٹ کو مسجد حرام کے صحن میں بٹھایا اور عثمان کو حکم دیا کہ بیت اللہ کی چابی لائے۔ چنانچہ چابی لائی گئی اور بیت اللہ کا دروازہ کھول کر داخل ہوئے۔ آپ کے ساتھ اسامہ رضی اللہ عنہ بلال رضی اللہ عنہ اور عثمان رضی اللہ عنہ تھے۔ آپ علیہ السلام نے دن کا کچھ حصہ اس میں گزارا پھر باہر تشریف لائے تو لوگ داخل ہونے کے لئے ایک دوسرے سے آگے بڑھ گئے اور حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ سب سے پہلے داخل ہوئے تو بلال رضی اللہ عنہ کو دروازہ کے پیچھے کھڑا ہوا پایا ان سے پوچھا رسول اللہ ﷺ نے نماز کہاں پڑھی؟ ہاتھ سے اس مکان کی طرف اشارہ کیا جس میں آپ علیہ السلام نے نماز پڑھی، ابن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ رکعت کی تعداد پوچھنا میں بھول گیا۔ (اخرجہ البخاری فی الصحیح۔ فتح الباری ۴۴)

(۲۳) مجھے خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر قاضی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی محمد بن جعفر بن الزبیر نے عبید اللہ بن عبداللہ بن ثور سے صفیہ بنت شیبہ سے، انہوں نے کہا جب رسول اللہ ﷺ فتح کے دن مطمئن ہو گئے تو اپنے اُونٹ پر طواف کیا اور حجر اسود کا استیلام کیا اپنے ہاتھ کی چھڑی سے۔ پھر کعبہ میں داخل ہوئے اس میں لکڑی کا بنا ہوا ایک کبوتر پایا اس کو توڑ دیا پھر کعبہ کے دروازے پر کھڑے ہو گئے میں دیکھ رہی تھی کہ آپ علیہ السلام نے اس کو باہر پھینک دیا۔

باب ۱۶۴

نائلہ بت کی ہلاکت کی دعا

جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح فرمایا اور آپ ﷺ کا فرمان :

لا تغفروا بعد هوا اليوم فكان كما قال ۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، انہوں نے بتایا کہ ہمیں خبر دی ابوعمرو بن اسماک نے، انہوں نے بتایا ہمیں حدیث بیان کی حنبل بن اسحاق نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالربیع نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی یعقوب قمی نے، انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن ابی المغیرہ نے ابن رمزی سے اور کہا جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو ایک بوڑھی حبشیہ آئی جو اپنے چہرے پر مار رہی تھی اور ویل کہہ کر پکار رہی تھی تو آپ علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ نائلہ ہے جو تمہارے اس شہر مکہ میں اپنی عبادت سے مایوس ہو چکی ہے۔

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ اور ابوبکر قاضی نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے زکریا بن ابی زائدہ سے، انہوں نے عامر سے، انہوں نے حارث بن مالک سے، انہوں نے کہا کہ میں نے رسول ﷺ سے سُنا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آج کے بعد سے قیامت تک مکہ میں جہاد نہ ہوگا یعنی آپ علیہ السلام کا مقصد یہ ہے کہ اہل مکہ کے کفر کی طرف لوٹنے کی وجہ سے ان کے خلاف جہاد نہ ہوگا۔

(۳) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، بطور املاء۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی علی بن حسن بن ابوعیسیٰ نے، ان کو حدیث بیان کی محمد حسین قطان نے، ان کو علی بن حسن بن ابوعیسیٰ نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی زکریا بن ابوزائدہ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر رازار نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن ابویزید نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی اسحاق ازرق نے، وہ کہتے ہیں ان کو زکریا بن ابوزائدہ نے شعبی سے، اس نے عبداللہ بن مطیع سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اور اصفہانی کی ایک روایت میں یوں ہے کہ میں نے سُنا مطیع سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا نبی کریم ﷺ فتح مکہ والے دن آپ فرما رہے تھے۔ کوئی قریشی آج کے دن کے بعد قیامت تک باندھ کر مجبور کر کے قتل نہیں کیا جائے گا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۸۸ ص ۱۴۰۹)

اور یہ اگرچہ خبر کے طریق پر ہے پس اس کے ساتھ مراد کیا ہے۔ واللہ اعلم نہی مراد ہوگی۔

نیز اس میں اشارہ ہے اہل مکہ کے مسلمان ہونے کی طرف۔ نیز یہ کہ اس کے بعد ہمیشہ کے لئے قتال نہیں ہوگا۔ جیسے ہم نے روایت کیا ہے حدیث حارث بن برصاء میں۔

☆☆☆

باب ۱۶۵

خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کی بعثت وادی نخلہ کی طرف، وہاں پر مشہور بُت عُزّیٰ تھا اور اس بارے میں جو آثار نبوت ظاہر ہوئے

حضرت خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کے ہاتھوں شرک کے بڑے آستانے کی تباہی

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن ابوبکر فقیہ نے، ان کو خبر دی محمد بن ابوجعفر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن علی بن مثنیٰ نے، ان کو حدیث بیان کی ابوکریب نے، ان کو محمد بن فضیل نے، ان کو ولید بن جمیع نے ابوالطفیل سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تھا اس کے بعد آپ ﷺ نے خالد بن ولید کو وادی نخلہ کی طرف بھیجا تھا اسلئے کہ وہاں پر عرب کا مشہور بت العُزّیٰ نصب تھا (گویا کہ یہ مشرکین کا بڑا صنم اور شرک کا بڑا آستانہ تھا)۔ حضرت خالد وہاں پہنچے۔

یہ آستانہ تین درختوں یا تین کیکر کے درختوں میں واقع تھا۔ خالد بن ولید نے اس عمارت اور گھر کو منہدم کر دیا جس کے اندر وہ آستانہ یا بت نصب تھا اور وہ درخت کاٹ دیئے اس کے بعد خالد بن ولید نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور آپ کو خبر دی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا واپس جایئے بے شک آپ نے ابھی تک کچھ بھی نہیں کیا۔ چنانچہ خالد بن ولید دوبارہ گئے اس شرک کے آستانے کے سدنہ اور مجاوروں نے جب خالد بن ولید کو دیکھا وہ باوجود یکہ وہ اس کے دربان اور محافظ تھے وہ پہاڑ کے اندر گھس گئے اور وہ یہ کہہ رہے تھے :

یَا عُزّٰی خَبِّلِیْهِ ، یَا عُزّٰی عَوِّرِیْهِ وَاِلَّا فَمُوْتِیْ بِرَغْمٍ

(گویا ان مشرک مجاوروں اور محافظوں نے اپنے آستانے کے شیطان اور بت کی پکار کی اور کہا) اے عزیٰ خطرہ ہوگیا ہے نقصان اور ہلاکت ہے (اس دشمن کو اور اس کے خطرے کو) روک دے۔ اے عزیٰ کو بچا ورنہ ہم مارے جائیں گے خاک آلودگی کے ساتھ یعنی انتہائی ذلت و رسوائی کے ساتھ۔

چنانچہ حضرت خالد حکم رسول پا کر اس آستانے پر پہنچے وہاں یہ منظر دیکھا کہ ایک خوفناک شکل کی ننگی ملنگی عورت ہے جس کے بال بکھرے ہوئے ہیں وہ مارے صدمے اور افسوس کے اپنے سر میں مٹی ڈال رہی ہے۔ خالد نے تلوار سے شدید حملہ کر کے اس کو قتل کر دیا۔ پھر نبی کریم ﷺ کے پاس واپس لوٹ آئے آ کر حضور ﷺ کو خبر دی۔ حضور ﷺ نے فرمایا : تِلْكَ الْعُزّٰی ۔ وہی عزیٰ تھی۔

(ابن سعد ۲/۔ سیرۃ شامیہ ۶/۳۰۰)

مطلب یہ تھا کہ اس آستانے پر یا اس بت میں یہی مادہ جن اور شیطان چھپی ہوئی تھی جو لاکھوں انسانوں کی گمراہی اور ان کو مشرک کر کے جہنم کا ایندھن بنانے کی ذمہ دار تھی جو دیگر بے شمار خبیث جنات کے ساتھ مل کر لوگوں کو گمراہ کرتی تھی۔ رسول اللہ کے عظیم مجاہد شاگرد اور موحد کی للکار نے جس کے اعصاب شل کر دیئے بھاگ نکلنے کی سکت نہ پا کر حضرت خالد کی تلوار سے ماری گئی۔ یوں ہمیشہ کے لئے اس شرک کے اڈے کا خاتمہ ہوگیا۔

☆☆☆

باب ۱۶۶

فتح مکہ والے دن کعبے کی چھت پر کھڑے ہوکر حضرت بلال بن رباح رضی اللہ عنہ کا اذان دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد اسحاق بن یسار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی بعض آل جبیر بن مطعم نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب مکے میں داخل ہوئے تو انہوں نے حضرت بلال کو حکم دیا، وہ کعبے کی چھت پر چڑھ گئے۔ انہوں نے چھت پر کھڑے ہوکر نماز کے لئے اذان پڑھی۔

چنانچہ بعض بنوسعید بن العاص نے کہا البتہ تحقیق اللہ نے عزت دی ہے سعید بن العاص کو جب اس کو قبض کرلیا ہے اس وقت سے قبل کہ وہ اس کالے کو کعبے کی چھت پر دیکھتا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ہشام بن عروہ نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال بن رباح کو فتح مکہ والے دن حکم دیا تھا۔ اس نے کعبے کی چھت کے اُوپر اذان پڑھی (مشرکین دیکھ کر غصے سے جل رہے تھے)۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد احمد بن عبدالوہاب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی جعفر بن عون نے، ان کو ہشام نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بلال کو حکم دیا تھا فتح مکہ والے دن۔ اس نے کعبے کے اُوپر اذان پڑھی تھی۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابواحمد بن منصور رمادی نے، ان کو حدیث بیان کی عبدالرزاق نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی معمر نے ایوب سے، وہ کہتے ہیں کہ ابن ابوملیکہ نے کہا ہے کہ رسول اللہ نے فتح مکہ والے دن بلال بن رباح کو حکم دیا تھا، اس نے کعبے کے اُوپر اذان دی تھی۔ چنانچہ قریش میں سے ایک آدمی نے حارث بن ہشام سے کہا تم دیکھتے ہو اس غلام کی طرف کہاں چڑھ گیا ہے۔ اس نے کہا چھوڑیئے اس کو اگر اللہ اس کو ناپسند کرے گا تو اس کو بدل ڈالے گا۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۱۶۷

نبی کریم ﷺ کا فتح مکہ کے وقت غسل کرنا اور چاشت کے وقت

وقت نماز ادا کرنا اللہ تعالیٰ نے ان کو جو (فتح مکہ) کی نعمت عطا کی تھی اس پر اللہ کا شکر ادا کرنا

(۱) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابن ملحان نے، ان کو یحییٰ نے یعنی ابن بکیر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی لیث نے یزید بن ابو حبیب سے، اس نے سعید بن ابو ہند سے، اس نے ابو مُرّہ مولیٰ عقیل بن ابو طالب سے، اس سے حدیث بیان کی اُم ہانی بنت ابو طالب نے، اس کو حدیث بیان کی تھی کہ جب فتح مکہ کا سال تھا۔ اُم ہانی کے پاس دو آدمی بنی مخزوم کے بھاگ کر آئے تھے (انہوں نے اُم ہانی سے جوار و پناہ مانگی تھی)۔ چنانچہ اس نے ان پناہ دے دی تھی۔ کہتی ہیں کہ حضرت (میرے بھائی) میرے پاس آئے وہ کہنے لگے کہ کیا میں ان دونوں کو قتل کر دوں؟ وہ کہتی ہیں کہ میں نے جب ان کی یہ بات سُنی تو میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی وہ اس وقت بالائی مکہ میں ہوتے تھے۔ مجھے جب رسول اللہ ﷺ نے دیکھا تو آپ نے مرحبا اور خوش آمدید کہی اور پوچھا کہ کیسے آنا ہوا اے اُم ہانی؟ میں نے کہا اے اللہ کے نبی میں نے اپنے سسرال میں سے دو آدمیوں کو امان دی ہے مگر علی نے ان کے قتل کرنے کا ارادہ کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تحقیق ہم نے پناہ دی ہے ان کو جن کو تم نے امان دی ہے۔ اس کے بعد نبی کریم ﷺ کھڑے ہو گئے غسل کرنے کے لئے۔ سیدہ فاطمہ نے ان کے لئے پردہ تان دیا۔ غسل کے بعد آپ ﷺ نے کپڑا لیا اور اس کو اپنے اُوپر ڈال لیا۔ اس کے بعد آپ نے آٹھ رکعت نماز ادا کی چاشت کے وقت (شکرانے کے لئے)۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ہے علی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے احمد نے، ان کو حدیث بیان کی ہے عبید بن شریک نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، پھر اس نے اس روایت کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ اسی کی مثل۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۵/۴)

اس کو روایت کیا ہے مسلم نے صحیح میں مختصر احمد بن اصرم سے، اس نے لیث سے اور سعید بن ابو ہند نے۔ (مسلم۔ کتاب صلوٰۃ المسافرین۔ حدیث ۸۲۔۸۳)

تعداد رکعت صلوٰۃ چاشت .... (۳) کہا ہے کہ ہمیں خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں ان کو احمد بن عبید نے، ان کو خبر دی ابراہیم بن عبد اللہ ابو مسلم نے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی ابو الولید اور سلیمان بن حرب نے، اور یہ الفاظ ابو الولید کے ہیں دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے شعبہ نے، ان کو عمرو بن مرّہ نے، اس نے سُنا ابن ابو لیلیٰ سے، انہوں نے کہا ہمیں کسی نے خبر نہیں دی کہ اس نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا کہ انہوں نے چاشت کی نماز پڑھی سوائے اُم ہانی کے، بے شک وہی ذکر کرتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فتح مکہ والے دن غسل کیا تھا اُم ہانی کے گھر میں اور انہوں نے آٹھ رکعت نماز پڑھی تھی۔

وہ کہتی ہیں میں نے نہیں دیکھا کہ حضور ﷺ نے اس نماز سے زیادہ کوئی اور ہلکی پھلکی نماز پڑھی ہو۔ پس انہوں نے اس کا رکوع اور سجود مکمل کیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو الولید سے۔ (کتاب الصلوٰۃ۔ باب الصلوٰۃ فی الثوب الواحد ملتحفا بہ)

(۵) ہمیں خبر دی ابو الحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یوسف بن یعقوب القاضی نے، ان کو حدیث بیان کی سلمہ بن رجاء نے ان کو حدیث بیان کی شعثاء نے۔ وہ کہتی ہیں کہ میں نے ابن ابو اوفی کو دیکھا کہ انہوں نے چاشت کے وقت دو رکعتیں پڑھی تھیں اور کہا تھا بے شک رسول اللہ ﷺ نے چاشت کے وقت نماز پڑھی تھی دو رکعتیں جس دن ابو جہل کے سر کاٹ کر لانے کی خوش خبری دیئے گئے تھے اور فتح مکہ والے دن بھی۔

☆☆☆

باب ۱۶۸

خطبۂ رسول ﷺ فتح مکہ والے سال

اور آپ ﷺ کے فتوے و احکام مکہ مکرمہ میں مختصر طریقے پر

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو احمد بن ابراہیم بن ملحان نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی یحییٰ بن بکیر نے، ان کو حدیث بیان کی لیث نے سعید بن ابوسعید مقبری سے، اس نے ابوشریح عدوی سے، بے شک انہوں نے کہا تھا عمرو بن سعید سے۔ وہ مکے کی طرف وفود بھیج رہے تھے۔

اے امیر محترم آپ مجھے اجازت دیجئے میں حدیث بیان کروں اس قول کی جس کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے تھے علی الصبح فتح مکہ والے دن میرے کانوں نے اس قول کو سنا تھا اور میرے دل نے اس کو محفوظ کیا تھا اور میری آنکھوں نے حضور ﷺ کو اس وقت دیکھا تھا جب وہ فرمارہے تھے بیشک انہوں نے اللہ تعالیٰ کی حمد وثناء کی تھی۔ اس کے بعد فرمایا تھا بے شک مکہ کو اللہ نے حرمت عطا کی ہے مگر لوگوں نے اس کی حرمت بجانہیں لائی۔ کسی آدمی کے لئے یہ حلال نہیں ہے جو اللہ کے ساتھ ایمان رکھتا ہے اور یوم آخرت کے ساتھ بھی یہ کہ وہ مکہ میں خون بہائے اور نہ ہی مکہ میں کسی درخت کو کاٹے۔ اگر کوئی ایک بھی رخصت پکڑے رسول اللہ ﷺ کے قتال کرنے سے مکہ میں تو اس سے کہو بے شک اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے اجازت دی تھی اور تمہارے لئے اجازت نہیں دی ہے۔ سوائے اس کے نہیں کہ اللہ نے میرے لئے دن کی صرف ایک ساعت تک اجازت دی تھی اس کے بعد اس کی حرمت پھر لوٹ آئی ہے۔ آج کے دن جیسے کل گذشتہ اس کی حرمت تھی۔ چاہئے کہ ہر موجود شخص ہر غیر موجود شخص تک یہ پیغام پہنچادے۔

ابوشریح سے پوچھا گیا کہ آپ کو عمرو نے کیا کہا تھا۔ اس نے بتایا کہ میں اس بارے میں تجھ سے زیادہ جانتا ہوں اے ابوشریح۔ بیشک حرم نہیں پناہ دیتا کسی نافرمان اور گنہگار کو۔ اور حرم نہیں پناہ دیتا اس کو جو قتل کرکے بھاگ کر حرم میں پناہ حاصل کرے اور نہ ہی اس کو پناہ دیتا ہے جو فساد فی الدین یا فساد فی الارض کرکے آئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سعید بن شرحبیل سے، اس نے لیث سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۹۵۔ فتح الباری ۸/۲۰)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے قتیبہ سے، اس نے لیث سے۔ (کتاب الحج۔ حدیث ۴۴۶ ص ۲/۹۸۷)

حُرمت بلدِ مکہ .... (۲) اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے۔ ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحٰق نے، ان کو سعید بن ابوسعید مقبری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوشریح خزاعی سے وہ کہہ رہے تھے جب عمرو بن سعید نے وفد بھیجا تھا۔ ابن زبیر کی طرف میں ان کے پاس داخل ہوا اور میں نے کہا اے محترم میں آپ کو ایک حدیث بیان کرتا ہوں جس کو میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا تھا اور انہوں نے حکم دیا تھا کہ جو شخص یہاں موجود ہے وہ ان لوگوں تک اس حکم کو پہنچادے جو یہاں موجود نہیں ہیں۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے جب مکہ فتح کیا تھا تو خزاعہ والوں نے ھذیل والوں کے ایک آدمی کو قتل کر دیا تھا چنانچہ رسول اللہ ﷺ خطبہ ارشاد فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے تھے۔ اور ارشاد فرمایا تھا۔

اے لوگو! بے شک اللہ تعالیٰ مکہ کو محترم بنا دیا تھا اس دن سے جس دن آسمان اور زمین تخلیق فرمائے تھے۔ چنانچہ یہ محترم ہے اللہ تعالیٰ اس کو قیامت تک محترم ہی رکھے گا۔ کسی آدمی کے لئے حلال نہیں ہے جو اللہ پر اور روزِ آخرت پر ایمان رکھتا ہے کہ وہ حرم مکہ میں خون ریزی کرے (نہ ہی یہ حلال ہے کہ وہ) حرم مکہ میں کوئی درخت کاٹے۔ بے شک کسی کے لئے میرے بعد بھی حلال نہیں ہوگا کہ میرے لئے بھی ہرگز حلال نہیں تھا ہاں مگر صرف یہی ایک ساعت حلال ہوا تھا صرف اہلِ مکہ پر اپنا غصہ اور ناراضگی دکھانے کے لئے۔ خبردار پھر تحقیق وہ حرمت والا حکم واپس لوٹ آیا ہے اور اس کی گذشتہ حرمت کل والی حالت پر لوٹ آئی ہے۔

خبردار! تم میں ہر موجود شخص کو چاہئے کہ وہ غیر موجود تک یہ پیغام پہنچا دے۔ جو شخص تمہیں کہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حرم مکہ میں قتال کیا تھا اس سے کہو بے شک اللہ تعالیٰ نے حرم کو اپنے رسول کے لئے حلال کیا تھا تمہارے لئے حلال نہیں کیا (یعنی اس کی حرمت اُٹھالی تھی، دوبارہ بحال کردی ہے)۔ اے قبیلہ خزاعہ کی جماعت تم لوگ قتل کرنے سے ہاتھ اُٹھالو۔ تحقیق بہتر ہے یہ کہ واقع ہو۔ البتہ تحقیق تم لوگوں نے کسی مقتول کو قتل کیا تو اس کی دیت ضرور دینا ہوگی۔ جو شخص آج کے دن کے بعد قتل ہوا تو اس کو دو میں سے ایک اختیار ہوگا اگر وہ پسند کرے تو وہ اپنے قاتل کا خون بہائے اگر پسند کرے تو دیت لے لے۔ (ترمذی۔ کتاب الدیات۔ حدیث ۱۴۰۶ ص ۲۱/۴۔ ابوداؤد ۱۷۲/۴)

(تو عمرو بن سعید نے کہا) آپ واپس چلے جائیے اے شیخ، ہم اس کی حرمت کو تم سے بہتر جانتے ہیں۔ بے شک وہ مکہ ہمیں نہیں روکتا خون بہانے والے سے اور نہ ہی طاعت سے نکل جانے والے سے، نہ ہی تخریب وفساد کرنے والے سے۔ میں نے کہا کہ میں وہاں موجود تھا آپ غائب تھے۔ تحقیق ہمیں رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ شاہد غائب تک پہنچا دے ہم میں سے۔ میں نے آپ تک بات پہنچا دی ہے ہمیں جس کے پہنچانے کا حکم ملا تھا۔ اس کے بعد میں لوٹ آیا۔

تحقیق روایت کیا ہے ابو ہریرہ ﷺ نے یہ اضافہ قتل کے بارے میں اس کے بعض مفہوم کے ساتھ۔

(۳) ہمیں اس کی خبر دی ہے علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی ہے احمد بن عبید نے، ان کو ہشام بن علی نے، ان کو ابن رجاء نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ہے حرب نے، ان کو یحییٰ بن ابوکثیر نے، ان کو ابوسلمہ نے، ان کو ابو ہریرہ ﷺ نے۔ بے شک شان یہ ہے کہ فتح مکہ والے سال کہ بنوخزاعہ نے بنولیث کا ایک آدمی قتل کر دیا تھا اپنے ایک مقتول کے بدلے میں جو جاہلیت میں قتل ہوا تھا۔ لہٰذا اس واقعہ پر رسول اللہ ﷺ خطاب فرمانے کے لئے کھڑے ہوئے اور ارشاد فرمایا۔ بے شک اللہ نے مکہ سے قتل روک دیا ہے اور اللہ نے مکہ پر اپنے رسول کو تسلط اور غلبہ عطا کیا ہے اور اہلِ ایمان کا غلبہ دیا ہے۔ خبردار ہوشیار رہو مجھ سے قبل کسی کے لئے اس کی حرمت نہیں اُٹھائی گئی نہ ہی میرے بعد کسی کے لئے اس کی حرمت اُٹھائی جائے گی۔

خبردار رہو بے شک میرے لئے ہی صرف دن کی ایک ساعت اس کو حلال کیا گیا تھا (یعنی اس کی حرمت ختم کردی گئی تھی) اور ایک اس ساعت میں بھی یہ شہر محترم ہے۔ نہ اس کی خاردار جھاڑی کاٹی جائے، نہ اس کا درخت کاٹا جائے، نہ ہی اس میں گری ہوئی چیز اُٹھائی جائے ہاں مگر اعلان کرنے لئے۔ اور جس کا کوئی مقتول مارا گیا ہو وہ دو میں سے ایک بہتر اختیار کے ساتھ ہے۔ یا تو اس کا فدیہ دیا جائے (یعنی فدیہ قبول کیا جائے یا قصاص لیا جائے) چنانچہ اہلِ یمن میں سے ایک آدمی اٹھ کھڑا ہوا، اسے ابوشاۃ کہتے تھے۔ اس نے کہا میرے لئے آپ لکھ دیجئے یا رسول اللہ ﷺ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوشاۃ کے لئے لکھ دو۔ اس کے بعد ایک اور آدمی کھڑا ہوا قریش میں سے، اس نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ اِذخر (گھانس) کو مستثنیٰ فرما دیجئے۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے اور کہا ہے کہ عبداللہ بن رجا نے کہا ہے۔ اور بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث شیبان وغیرہ سے، انہوں نے یحییٰ سے۔ (بخاری۔ کتاب اللقطہ۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۴۴۸ ص ۹۸۹/۲)

(۴) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے،ان سے حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے۔وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن شیبان نے،وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے علی بن زید بن جدعان سے،اُس شخص سے جس نے ان کو حدیث بیان کی تھی ابن عمرؓ سے۔انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا فتح مکہ والے دن،وہ اُس وقت کعبے کی سیڑھی پر کھڑے تھے اور فرمارہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ کے خطبۂ فتح مکہ کے اہم نکات

الحمد للّٰہ الذی صدق وعدہٗ ۔ ونصر عبدہ ۔ وھزم الاحزاب وحدہ ۔ الخ

سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں جس نے فتح مکہ والا اپنا وعدہ سچا کردکھایا اور اپنے بندے محمد ﷺ کی نصرت فرمائی۔اور تمام لشکروں کو اس کے لئے شکست دی۔
خبردار ہوشیار رہو۔بے شک مقتول عمداً خطاء چابک سے ہو یا ڈنڈے سے اس میں ایک سو اونٹ (بطور دیت دینا ہے)۔ان میں سے چالیس (خلفہ ہوں گے یعنی ایسی اُونٹنیاں جس کے پیٹ میں ان کے بچے بھی ہوں (یعنی گابھن ہوں)۔

خبردار آگاہ رہو کہ دورِ جاہلیت (یعنی اسلام کی فتح سے قبل کے دور) کی ہر ترجیح کا فیصلہ یعنی ہر رعایت اور خون کا ہر دعویٰ اور مال ومتاع (یا قصاص جاہلیت) میرے ان قدموں تلے دفن ہے (یعنی آج کے بعد) ان چیزوں کا کوئی حق اور کوئی دعویٰ اور کلیم نہیں سنا جائے گا سوائے کعبہ کی سیادت (سرپرستی چابی،اور خدمت کا حق واختیار) اور سقایۃ الحاج (یعنی حجاج کی خدمت کا فریضہ انہیں زم زم پانی پلانے کی ذمہ داری) خدمت حجاج کو میں نے انہیں لوگوں،خاندانوں کے لئے جاری رکھا ہے جو ان کو انجام دیتے آرہے تھے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۲۶۔تاریخ ابن کثیر ۴/ ۳۰۱)

شراب وسود کی حرمت .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے،ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے،وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے،ان کو قتیبہ نے،ان کو لیث نے یزید بن ابوحبیب سے ان کو عطاء بن ابی رباح نے،اس نے جابر سے۔انہوں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے وہ فتح مکہ والے سال فرماتے تھے۔بے شک اللہ اور اس کے رسول نے شراب کی بیع اور تجارت کو حرام قرار دیا اور مردار اور خنزیر اور بتوں کی بیع اور تجارت کو حرام قرار دیا۔

عرض کی گئی یا رسول اللہ ﷺ آپ مردار چیز کی چربیوں کے بارے میں کیا کہتے ہیں بے شک ان کے ساتھ کشتیوں کو تر کیا جاتا ہے (یعنی اس کے ساتھ پالش کیا جاتا ہے) اور چمڑوں کو تیل لگایا جاتا ہے۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اجازت نہیں ہے بلکہ وہ حرام ہے۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت اللہ یہودیوں کو ہلاک کرے۔بے شک اللہ تعالیٰ نے ان پر جب چربیوں کو حرام قرار دیا تھا تو انہوں نے اس کو پگھلایا پھر اس کی بیع اور خرید وفروخت شروع کردی پھر اس کی قیمت کو کھایا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے اور مسلم نے صحیح میں قتیبہ سے۔

(بخاری۔کتاب البیوع۔حدیث ۲۲۳۶۔فتح الباری ۴/ ۴۲۴۔مسلم۔کتاب المساقاۃ ص ۳/ ۱۲۰۷)

زکوٰۃ عبادت ہے ٹیکس نہیں .... (۶) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے،ان کو خبر دی ابوحامد بن بلال بزاز نے،ابوالازہر نے،یعقوب بن ابراہیم بن سعد نے،ہمارے والد نے ابن اسحٰق سے،عمرو بن شعیب نے اپنے والد سے،اس نے اپنے دادا سے۔وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے سال خطبہ دیا۔

اسی دوران فرمایا اے لوگو! بے شک شان یہ ہے کہ اسلام میں حلف نہیں ہے (عہدو پیمان)۔اور عہدو پیمان جو حلف جاہلیت میں تھا اسلام نے اس کو مزید شدید کردیا ہے۔مؤمنین بزرگ ہیں،برتر ہیں اپنے ماسوا پر۔ان میں سے ادنیٰ بھی ان کے مخالفین کے خلاف پناہ دے سکتا ہے اور ان کے اقصیٰ کو بھی ان پر رد کرسکتا ہے،ان کے سرداران کے کمزوروں پر خرچ کریں یا ان کے عمدہ مال ان کے اہل پر خرچ کئے جائیں۔کوئی مؤمن

کسی کافر کے بدلے میں قتل نہ کیا جائے۔ کافر کی دیت وخون بہا مسلم کی دیت کے مقابلے میں آدھی ہوگی۔ اسلام میں جَلَبْ نہیں ہے، (جلب کہتے ہیں مویشی کو فروخت کرنے کے لئے ایک جگہ سے دوسری جگہ کھینچ کرلے جانا۔ یا بلا وجہ کا حق شور مچانا یا دھمکی دینا۔ یہ باتیں اسلام میں نہیں ہیں) اور اسلام میں جنب نہیں ہے (جنب کہتے ہیں کہ زکوٰۃ کا مال وصول کرنے والا کہیں اُتر پڑے اور لوگوں کو تکلیف دے کہ مال مویشی ہانک کر اس کے پاس لائے جائیں تاکہ وہ ان میں سے مال زکوٰۃ وصول کرے۔ یا مطلب ہے کہ اسلام میں اضطراب نہیں ہے۔ ایک مطلب یہ ہوسکتا ہے کہ اسلام میں ناانصافی اور ایک طرف میلان وجھکاؤ نہیں بلکہ اعتدال ہے)۔ واللہ اعلم

نیز لوگوں سے ان کے صدقات نہ لئے جائیں مگر انہیں کے گھروں پر ہی (یعنی انہیں ادائیگی کے لئے طلب نہ کیا جائے)۔

آج تم پر کوئی اعتراض نہیں .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، وہ دونوں کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے سوار بن معصب سے، اس نے عمرو بن شعیب سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو آپ نے اعلان کیا تھا کہ جو شخص ہتھیار اُتار کر رکھ دے اس کو امان ہے۔

راوی نے اس امان کے بارے میں حدیث ذکر کی ہے اور ان لوگوں کے بارے میں بھی ذکر کی ہے جن کو حضور ﷺ نے امان نہیں دی تھی۔ اور حضور ﷺ کے غسل کرنے اور صلوٰۃ الضحیٰ پڑھنے کے بارے میں۔ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ لوگوں کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا کہ وہ کہہ رہے ہیں یا کہا تھا کہ لوگ کیا گمان کر رہے ہیں؟ صحابہ نے بتایا کہ لوگ کہہ رہے ہیں یہ نبی ہے چچازاد بھائی ہے کرم کرنے والا ہے (یعنی شریف ہے)۔ حضور ﷺ نے جواب میں فرمایا، تمہارے اُوپر آج کوئی اعتراض والزام نہیں ہے اللہ تمہیں معاف فرمائے، وہ سب سے زیادہ رحم کرنے والا ہے۔ خبردار بے شک ہر ترجیح وسیادت جو دورِ جاہلیت میں تھی وہ میرے ان دونوں پیروں تلے دفن ہے ہاں مگر بیت اللہ کی خدمت والا منصب اور حجاج کو زمزم پلانے والی سیادت اور منصب باقی ہے۔

اس کے بعد راوی نے ذکر کیا خون معاف کرنا اور سود کالعدم کرنے کے بارے میں اور حرمت مکہ کے بارے میں۔ اس کے بعد فرمایا کہ مؤمنوں! مسلمانوں کو ان کے ماسوا پر برتری حاصل ہے ان سب کے خون کی قدر وقیمت برابر ہے۔ کوئی مؤمن کسی کافر کے بدلے قتل نہ کیا جائے اور نہ ہی کوئی صاحب عہد اپنے عہد پر رہتے ہوئے قتل کیا جائے گا۔ کوئی عورت اپنی خالہ پر سوکن نہیں بنائی جائے گی، نہ ہی اپنی پھوپھی پر اور ایک یہ کہ کوئی ایک نماز دو ساعتوں میں ہوگی نہ کوئی روزہ دو دونوں میں ہوگا، نہ ہی دو ملتوں والے ایک دوسرے کے وارث بنیں گے (یعنی مسلم اور کافر)۔ اور مُدَّعا علیہ قسم کھانے کے لئے موزوں ہوگا ہاں مگر یہ کہ اگر گواہ پیش کردیئے جائیں۔

اتنے میں ایک آدمی آپ کی طرف کھڑا ہوا کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ ایک آدمی مزدلفہ میں قتل کردیا گیا ہے۔ آپ نے فرمایا بے شک اللہ کے نزدیک بدترین شخص تین ہیں جو شخص اللہ کے حرم میں قتل کرے یا ناحق قتل کرے یا جاہلیت کے کینہ وبغض دشمنی کی وجہ سے قتل کرے۔ اس شخص نے کہا یارسول اللہ میں نے جاہلیت میں زنا کیا تھا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص کسی عورت کے ساتھ زنا کرتا ہے وہ اس کا مالک نہیں بنے گا یا کسی قوم کی لونڈی کے ساتھ وہ اس کا مالک نہیں ٹھہرے گا۔ پھر اس کے بعد اگر وہ اس کے نتیجے میں پیدا ہونے والے بیٹے کا دعویدار بنے یہ دعویٰ اس کے لئے ناجائز ہوگا۔ نہ یہ آدمی اس کا وارث ٹھہرے گا نہ ہی وہ لڑکا اس آدمی کا وارث بنے گا۔ تم لوگ لِبْسَتَیْن سے بچو اور طِعْمَتَیْن سے بچو۔

چنانچہ میں نے اپنے والد سے پوچھا کہ لِبْسَتَیْن سے کیا مراد ہے؟ انہوں نے بتایا کہ تم میں سے کوئی آدمی اگر اس طرح بڑی چادر یا کوئی کپڑا اس انداز سے لپیٹ کر بیٹھے کہ اس کے اور آسمان کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو (یعنی اُوپر سے ننگا نظر آرہا ہو ایسا نہ کرے

یا اشتمال صما کر رہا ہو یعنی ایک طرف نکال دے۔ میں نے پوچھا کہ طُعْمَتَیْن کیا ہوتا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ اگر کوئی بندہ اپنے بائیں ہاتھ کے ساتھ کھائے یا پیٹ کے بل لیٹ کر کھائے (یعنی ایسا بھی نہ کرے)۔ (مسند احمد ۲/۱۸۷)

(۷) ہمیں خبر دی ابو عمر ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی حسن نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عبداللہ نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو حرملہ بن یحییٰ نے، ان کو عبداللہ بن وہب نے، ان کو یونس نے ابن شہاب سے، ان کو خبر دی عروہ بن زبیر نے سیدہ عائشہ زوجہ رسول سے۔

حدود الٰہی میں سفارش کرنے پر اسامہ کو رسول اللہ ﷺ کی سرزنش
پہلی اُمتوں میں حدود الٰہی میں کوتاہی ہلاکت کا سبب بنی
فاطمہ بنت محمد بھی چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا

سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ قریش کو اس عورت کی اس حالت نے انتہائی پریشان کر دیا تھا جس نے عہد رسول میں غزوۃ الفتح میں کوئی چوری کی تھی۔ لوگوں نے (ڈرتے ڈرتے) کہا کہ اس بارے میں کون رسول اللہ ﷺ کے آگے سفارش کرے گا؟ (پھر سوچ کر بولے) حضور ﷺ کے آگے اس بارے میں کون جرأت کر سکے گا سوائے اسامہ بن زید کے جو رسول اللہ ﷺ کا بہت ہی پیارا ہے۔ چنانچہ ان لوگوں کے کہنے پر اسامہ نے رسول اللہ ﷺ سے سفارش کی۔ مگر غصے سے رسول اللہ ﷺ کا چہرہ مبارک رنگین ہو گیا۔ فرمانے لگے۔

کیا تم اللہ کی حدود میں سے ایک حد کے معاملے میں سفارش کرتے ہو؟ اسامہ نے گھبرا کر عرض کی یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے استغفار اور معافی کیجئے۔ جب شام ہوئی تو رسول اللہ ﷺ نے کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا۔ انہوں نے اللہ کی حمد و ثنا کی جس قدر وہ حمد و ثنا کا مستحق ہے اس کے بعد فرمایا۔

امابعد! پکی بات ہے کہ وہ لوگ جو تم سے پہلے گزرے ہیں ان کو اسی بات نے ہلاک و برباد کر دیا تھا کہ جب کوئی ان میں سے معزز آدمی چوری کرتا اس کو تو وہ چھوڑ دیتے تھے اور ان میں جب کوئی ضعیف و کمزور آدمی چوری کرتا اس پر حد قائم کر دیتے تھے۔ اور بے شک میں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر فاطمہ بنت محمد چوری کرتی تو میں اس کا ہاتھ کاٹ دیتا۔ اس کے بعد حکم دیا گیا اور اس کا ہاتھ کاٹ دیا گیا۔

یونس کہتے ہیں کہ ابن شہاب نے کہا کہ عروہ کہتے ہیں کہ سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ اس عورت کی توبہ اس کے بعد انتہائی خوبصورت قرار پائی۔ اس نے شادی بھی کی تھی۔ اس واقع کے بعد وہ آتی تھی اس کی حاجت میں رسول اللہ کے آگے پیش کرتی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابن ابواویس سے، اس نے ابن وہب سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حرملہ سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۰۴۔ فتح الباری مسلم۔ کتاب الحدود ص ۳/۱۳۱۵)

بیٹا اس کا بیوی جس کی، اور زانی کے نصیب میں پتھر

(۸) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابو مسلم نے، ان کو ابو عاصم نے، اس نے مالک سے اس نے ابن شہاب سے، اس نے عروہ سے، اس نے سیدہ عائشہ سے یہ کہ عتبہ ابن ابی وقاص نے عہد کیا تھا اپنے بھائی سعد کے ساتھ کہ ابن ولیدہ زمعہ مجھ سے ہے، اس کو میری طرف سے حاصل کر کے لے آنا (اپنے قبضے میں لے کر)۔

جب مسلمانوں نے مکہ فتح کر لیا تو سعد نے اس کو پکڑ لیا۔ لہٰذا عبد بن زمعہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ لڑکا میرا بھائی ہے اور میرے باپ کی باندی کا بیٹا ہے۔ عروہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کا فیصلہ فرمادیا عبد بن زمعہ کے حق میں اور ارشاد فرمایا: کہ

الولد للفراش وللعاهر الحجر۔ (ترجمہ) بیٹا اس کا جس کی بیوی۔ اور زانی کے لئے پتھر۔

اور اپنی زوجہ سودہ رضی اللہ عنہا سے فرمایا کہ وہ اس لڑکے سے پردہ کرے۔ اس کے بعد بی بی سودہ نے اس کو نہ دیکھا۔ یہاں تک کہ وہ انتقال کر گیا یا سودہ انتقال کر گئیں۔

چنانچہ بیٹا ثابت ہو گیا صاحب الفراش کے لئے، وہ شوہر ہی ہوتا ہے اور زانی کے لئے ناجائز ہے کیونکہ بعض عرب نسب زانی کی طرف سے ثابت کیا کرتے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قعنبی وغیرہ سے، اس نے مالک سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۰۳۔ فتح الباری ۲۴/۸)

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ علی بن عبداللہ العطار نے بغداد میں بطور املاء کے اپنی اصل کتاب میں سے، ان کو حدیث بیان کی عباس بن محمد دوری نے، ان کو یونس بن محمد نے، ان کو عبدالواحد بن زیاد نے ابوعمیس سے، اس نے ایاس بن سلمہ بن اکوع سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمارے لئے رسول اللہ ﷺ نے رخصت دی تھی اوطاس والے سال عورتوں کے ساتھ متعہ کرنے کی تین دن تک اس کے بعد اس عمل سے منع فرمادیا تھا۔

نوٹ: ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی لکھتے ہیں کہ یہ تصریح اور توضیح ہے کہ فتح مکہ والے دن متعہ حلال اور جائز قرار دیا گیا اور وہی یوم اوطاس ہے، فتح مکہ اور یوم اوطاس ایک ہی چیز ہے۔ اوطاس طائف میں ایک وادی ہے۔

اس روایت کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (مسلم۔ کتاب النکاح۔ حدیث ۱۰۲۳/۱۸)

اس نے یونس بن محمد سے۔ اور اوطاس والا سال اور فتح مکہ والا سال ایک ہی ہے۔ یہ حدیث اور ربیعہ بن سبرۃ والی حدیث برابر ہے۔

فائدہ: متعہ النساء کے بارے میں ڈاکٹر عبدالمعطی نے اسی روایت کے تحت طویل حاشیہ میں تحقیق لکھی ہے مختلف کتب کے حوالہ جات کے ساتھ، جو حضرات تفصیلی مطالعہ کرنا چاہیں وہ اصل کتاب دلائل النبوۃ جلد پنجم صفحہ ۸۹۔۹۰۔۹۱ ملاحظہ کریں۔ ہم نے طوالت کے خوف سے اس کو درج نہیں کیا۔ (مترجم)

مسلم و کافر کی وراثت .... (۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو علی بن عمر حافظ نے، ان کو ابوبکر عبداللہ بن محمد بن زیاد نیشاپوری نے اور اسماعیل بن محمد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس بن محمد نے، ان کو روح نے، ان کو محمد بن ابوحفصہ نے اور زمعہ بن صالح نے، ان دونوں کو ابن شہاب نے علی بن حسین سے، اس نے عمرو بن عثمان سے، اس نے اسامہ بن زید سے، انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ صبح کہاں اتریں گے ان شاء اللہ؟ یا یوں کہا گیا تھا آپ صبح کہاں اتریں گے؟ کہا کہ یہ فتح مکہ کا وقت تھا۔ آپ نے فرمایا، کیا عقیل نے کوئی منزل چھوڑی ہے؟ اور فرمایا بے شک شان یہ ہے کہ کوئی کافر کسی مؤمن کا وارث نہیں بنے گا۔ اور زمعہ نے کہا مسلم (کافر کے بجائے) اور نہ ہی کوئی مؤمن کافر کا وارث نہیں بنے گا۔ اور زمعہ نے کہا مسلم (مؤمن کی جگہ) ابن ابوحفصہ نے کہا کہ زہری سے کہا گیا تھا ابوطالب کا وارث کون بنے گا؟ فرمایا کہ عقیل اور طالب بنیں گے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن حاتم سے، اس نے روح سے دونوں سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۴۴۰ ص ۹۸۵/۲)

اور اس کو بخاری نے نقل کیا ہے دوسرے طریق سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۸۲۔ فتح الباری ۱۱۳/۸ دیکھئے تحفۃ الاشراف ۵۷/۱۔۵۵/۱)

محمد بن ابوحفصہ سے اس نے معمر سے اور معمر نے کہا ہے کہ زہری سے اور یہ بات نبی ﷺ کے حج میں ہوئی۔

(مسند احمد ۲۰۱/۵۔ مصنف عبدالرزاق ۲۰۲/۵)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے۔ان کو احمد بن محمد نے، ان کو حماد بن شاکر نے، ان کو محمد بن اسماعیل نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو خبر دی شعیب نے، ان کو ابوالزناد نے عبدالرحمن نے، اس نے ابوہریرہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔آپ نے فرمایا کہ ہماری منزل انشاء اللہ تعالیٰ جس وقت اللہ نے فتح کی خیف ہے جہاں لوگوں نے کفر پر ایک دوسرے کو قسمیں دی تھیں۔

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے اسی طرح۔(فتح الباری ۱۴/۸۔حدیث ۴۲۸۴)

باب ۱۶۹

رسول اللہ ﷺ کے ساتھ یوم الفتح میں لوگوں کا بیعت کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو ابوالازہر نے، ان کو محمد بن شرحبیل نے ابوعبداللہ انباری نے، ان کو خبر دی ابن جریج نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن عثمان نے یہ کہ محمد بن اسود بن خلف نے ان کو خبر دی کہ ان کے والد اسود نبی کریم ﷺ کے پاس حاضر ہوئے۔حضور ﷺ لوگوں سے بیعت لے رہے تھے فتح مکہ والے دن۔

کہتے ہیں کہ آپ بیٹھے ہوئے تھے مقام قرن مسفلہ کے پاس۔کہتے ہیں قرن مسفلہ وہی ہے جہاں ابن ابوثمامہ کے گھر ہیں۔وہ دار ابن سمرہ اور اس کے اردگرد کا مقام ہے۔اسود کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا، آپ اس جگہ بیٹھے تو لوگ دھڑادھڑ آپ کے پاس آگئے چھوٹے بھی بڑے بھی۔مرد بھی عورتیں بھی۔انہوں نے حضور کے ساتھ بیعت کی اسلام پر اور شہادت (گواہی) پر۔

میں نے پوچھا کہ گواہی کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ مجھے خبر دی ہے محمد نے اسود سے کہ ان لوگوں نے حضور ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی ایمان پر اور شہادت لَا اِلٰہ اِلَّا اللّٰہُ پر (یعنی شہادت ہی گواہی ہے کہ اللہ کی سوا اللہ اور معبود و مشکل کشا کوئی نہیں۔(مسند احمد ۴۱۵/۳)

باب ۱۷۰

اسلام ابوقحافہ عثمان بن عامر والد ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہما فتح مکہ کے وقت

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن عباد نے اپنے والد عباد بن عبداللہ بن زبیر نے اسماء بنت ابوبکر صدیق سے، وہ کہتی ہیں جب فتح مکہ والا سال ہوا رسول اللہ ﷺ وادی طویٰ میں اُترے تھے۔ابوقحافہ نے اپنی بیٹی سے کہا تھا جو ان کی چھوٹی اولاد تھی۔

اے میری چھوٹی بیٹی مجھے جبل ابو قبلیس پر چڑھا یئے اس لئے کہ ان کی بینائی رک گئی تھی (وہ نابینا ہو گئے تھے)۔ وہ لڑکی ان کو اُوپر چڑھا کر لے گئی۔ انہوں نے پوچھا کہ اے بیٹی! تمہیں کیا نظر آ رہا ہے؟ اس نے بتایا کہ ایک بہت بڑا مجمع اکٹھا ہوا ہے اور میں دیکھ رہی ہوں کہ اس بڑے مجمع کے اندر ایک آدمی آگے آتا ہوا پیچھے جاتا ہوا نظر آ رہا ہے۔ ابوقحافہ نے کہا کہ اے بیٹی یہ لشکر ہے اور وہ آدمی اس لشکر کا قائد اور کمانڈر ہے۔

اس کے بعد اس نے پوچھا کہ اور کیا دیکھ رہی ہو؟ اس نے بتایا کہ میں دیکھ رہی ہوں کہ وہ مجمع پھیل رہا ہے بڑھتا جا رہا ہے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم اس وقت لشکر ہٹ رہا ہے لہٰذا مجھے جلدی میرے گھر لے چل، وہ جلدی سے لے چلی۔ جب وہ وادی ابطح میں اُتری تو اس کو سامنے ایک گھڑ سوار ملا اس لڑکی کے گلے میں چاندی کا ہار تھا وہ اس شخص نے اس کی گردن سے توڑ لیا۔

حضور جب مسجد میں داخل ہوئے تو ابوبکر صدیق گئے اور اپنے والد کو لے آئے۔ ہاتھ سے پکڑ کر لا رہے تھے رسول اللہ نے جب دیکھا کہ نابینا وہ بھی بزرگ کو ہاتھ سے پکڑ کر لا رہے ہیں تو آپ نے فرمایا کہ تم نے اس بزرگ آدمی کو اس کے گھر میں کیوں نہ چھوڑ دیا میں خود اس کے پاس آتا۔ ابوبکر نے کہا یہ چل کر آپ کے پاس آئے یہ زیادہ مناسب ہے اس بات سے کہ آپ چل کر اس کے پاس جائیں۔ ابوبکر صدیق نے ان کو حضور ﷺ کے سامنے بٹھا دیا پھر حضور ﷺ نے اس کے سینے پر ہاتھ پھیرا اور فرمایا، اسلام لے آ ؤ بچ جاؤ گے یا محفوظ رہو گے۔

اس کے بعد ابوبکر صدیق کھڑے ہوئے انہوں نے اپنی بہن کو ہاتھ سے پکڑ کر کہا میں اللہ کی اور اسلام کی قسم دے کر کہتا ہوں میری بہن کا گلوبند کس کے پاس ہے؟ اللہ کی قسم اس کو کسی نے جواب نہ دیا۔ اس نے دوبارہ کہا پھر بھی کسی نے جواب نہ دیا۔ اس کے بعد انہوں نے خود ہی کہا میری چھوٹی بہن اب پہلے اپنے گلوبند پر اللہ سے ثواب کی طالب ہو جائیں۔ اللہ کی قسم آج کے دور میں لوگوں میں امانت داری بہت کم رہ گئی ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۹/۴-۲۰)

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو بحر بن نصر نے، ان کو عبداللہ بن وہب نے، ان کو خبر دی ابن جریج نے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے جابر سے یہ کہ عمر بن خطاب نے ابوقحافہ کا ہاتھ پکڑا اور انہیں نبی کریم ﷺ کے پاس لے آئے۔ جب انہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس لائے تو آپ نے فرمایا، ان کو بدل دو (یعنی بالوں کی سفیدی کو) اور سیاہی کو ان کے قریب نہ لاؤ۔ یا ان کو سیاہی کے قریب نہ کرو۔ (سیرۃ شامیہ ۳۵۲/۵)

ابن وہب کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی عمر بن محمد نے زید بن اسلم سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق کو مبارک باد دی تھی ان کے والد کے مسلمان ہونے کی۔ (المغازی للواقدی ۸۲۴/۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۲۹۴/۴)

باب ۱۷۱

قصہ صفوان بن اُمیہ اور عکرمہ بن ابوجہل

اور ان دونوں کی عورتوں کا قصہ

دونوں آگے پیچھے مسلمان ہوئے مگر سابقہ نکاح پر قائم رہے

(۱) ہمیں خبر دی ابواحمد عبداللہ بن محمد بن حسن مہرجانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر مزکی نے، ان کو محمد بن ابراہیم بوشنجی نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو مالک نے ابن شہاب سے، ان کو خبر پہنچی ہے کہ کچھ عورتیں تھیں عہد رسول میں جو اپنی سرزمین پر (مکے) میں رہتے ہوئے مسلمان ہو گئی تھیں اور انہوں نے ہجرت نہیں کی تھی۔ جب وہ مسلمان ہوئیں اس وقت تک ان کے شوہر کافر تھے۔ ایک تو ولید بن مغیرہ کی بیٹی تھی جو صفوان بن اُمیہ کی بیوی تھی۔ وہ فتح مکہ والے دن مسلمان ہو گئی تھی اور اس کا شوہر صفوان بن اُمیہ اسلام سے فرار ہو گیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کے چچازاد بھائی وہب بن عمیر کو اپنی چادر دے کر اس کے پیچھے بھیجا، یہ دراصل صفوان کے لئے امان تھی اور اس کو اسلام کی دعوت دی تھی اور اس کو اپنے پاس بلایا تھا اگر کسی امر پر راضی ہو جائے تو حضور قبول کر لیں گے ورنہ دو ماہ تک اس کو مہلت دے دیں گے۔
جب صفوان رسول اللہ کی چادر مبارک ساتھ لے کر حضور ﷺ کے پاس آیا تو اس نے سب لوگوں کے سامنے رسول اللہ ﷺ کو آواز لگائی، اے محمد! یہ وہب بن عمیر ہے یہ میرے پاس آپ کی چادر لے کر پہنچا ہے اس نے یہ دعویٰ کیا ہے کہ آپ نے مجھے اپنے پاس آنے کی دعوت دی ہے اس شرط پر کہ اگر میں کسی امر پر راضی ہو جاؤں تو آپ قبول کر لیں گے ورنہ آپ مجھے دو ماہ کی مہلت دے دیں گے سوچنے کی۔

کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے ابو وہب آپ نیچے اُتریں۔ اس نے کہا کہ نہیں اللہ کی قسم میں نہیں اُتروں گا جب تک میرے لئے وضاحت نہیں کریں گے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تیرے لئے چار ماہ کی مہلت ہے۔

سیرت رسول سے مروّت اعلیٰ ظرفی ...... مذہبی وسیاسی رواداری کی مثال

(اس کے بعد رسول اللہ ہوازن سے قبل حنین کی طرف)

حضور ﷺ نے صفوان کے پاس پیغام بھیج کر اس سے ہتھیار وغیرہ سامان جنگ اُدھار طلب کیا جو اس کے پاس تھا۔ صفوان نے پوچھا کہ کیا مرضی سے دوں یا جبراً (یعنی جبراً مانگ رہے ہیں) آپ نے فرمایا مرضی سے دیجئے۔ چنانچہ اس نے ہتھیار اور دیگر سامان حرب حضور ﷺ کو اُدھار دے دیا۔ اور صفوان خود بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہوا حالانکہ وہ کافر تھا۔ مگر حنین میں آموجود ہوا اور طائف کے معرکہ میں۔ حالانکہ وہ کافر تھا اور اس کی بیوی مسلمان تھی۔ حضور ﷺ نے دونوں کی تفریق وعلیحدگی نہیں کی تھی یعنی اس کے اور اس کی بیوی کے مابین۔ حتیٰ کہ صفوان مسلمان ہو گیا اور اس کی بیوی اس کے ساتھ ٹھہری رہ گئی تھی اسی نکاح کے ساتھ۔

ابن شہاب سے مروی ہے کہ صفوان کے مسلمان ہونے اور اس کی بیوی کے مسلمان ہونے کے درمیان ایک مہینے کے قریب قریب مدت تھی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۳۱/۴-۳۲۔ مغازی للواقدی ۸۵۲/۲)

ابن شہاب سے مروی ہے کہ اُم حکیم بنت حارث بن ہشام عکرمہ بن ابوجہل کی بیوی تھی۔ وہ فتح مکہ والے دن مسلمان ہو گئی تھی اور اس کا شوہر عکرمہ بن ابوجہل اسلام لانے سے فرار ہو گیا تھا حتیٰ کہ یمن میں گیا۔ لہٰذا اُم حکیم نے بھی پیچھے پیچھے سفر کیا اور وہ بھی یمن پہنچ گئی اور بیوی نے جا کر اس کو اسلام کی دعوت دی اور وہ مسلمان ہو گیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا۔ یہ فتح مکہ والے سال ہوا جب رسول اللہ ﷺ نے اسے آتے دیکھا تو آپ خوشی سے اس کی طرف اُچھل کر لپکے۔ حضور ﷺ نے اس کی بیعت کی اور وہ دونوں اپنے مذکورہ نکاح پر ہی قائم اور ثابت رہے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابو علاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب نے، ان کو قاسم جوہری نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔

اس نے ذکر کیا ہے قصۂ صفوان اور قصۂ عکرمہ بالکل اسی طرح جیسے ان کی مذکورہ دونوں حدیثوں میں گزر چکا ہے۔ اور عروہ کی روایت کے قصہ میں ہے کہ وہ کشتی میں سوار ہوئے تھے جب بیٹھ گئے تو انہوں نے لات وعزیٰ بتوں کی پکار کی۔ مگر کشتی والوں نے کہا یہاں پر کوئی ایک شخص بھی دریا پار نہیں کر سکتا، ہاں صرف اور صرف وہی جو مخلص ہو کر خالص اللہ کو پکارتا ہے۔ یہ سُن کر عکرمہ نے کہا اگر وہ (اللہ) دریا میں اکیلا کافی ہے نجات دینے کے لئے تو پھر خشکی پر (زمین پر بھی) وہی اکیلا کافی ہے۔ میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ میں محمد ﷺ کی طرف ضرور واپس لوٹ کر جاؤں گا۔ چنانچہ وہ لوٹ آئے اور حضور ﷺ سے بیعت اسلام کر لی۔

دونوں راویوں نے کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صفوان بن اُمیہ کی طرف نمائندہ بھیجا تھا ہتھیاروں کے بارے میں جو اس کے پاس تھے۔ حضور ﷺ نے اس سے وہ مانگے تھے۔ لہٰذا صفوان نے پوچھا تھا کہ پھر امان کہاں گئی، کیا وہ اسلحہ ہم سے چھین رہے ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم اپنے ہتھیار اپنے پاس رکھنا چاہو تو رکھ لو اور اگر چاہو تو تم مجھے وہ اُدھار دے دو۔ یہ مجھ پر ضمانت ہوگی کہ وہ تجھے واپس کر دیئے جائیں گے۔ صفوان نے کہا کہ اس میں تو کوئی حرج نہیں ہے میں آپ کو وہ اُدھار دے دیتا ہوں۔ چنانچہ اس نے وہ حضور ﷺ کو دے دیئے تھے اسی دن۔ لوگوں نے کہا کہ وہ ایک سو زرہ تھیں اور ان کا سامان تھا۔ اور صفوان کثیر ہتھیاروں کے مالک تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ یہ مکمل سامان کے ساتھ ہمیں دے دے، اس نے دے دیا۔

یہ الفاظ موسیٰ کی روایت کے ہیں۔ واقدی کا خیال ہے کہ عبداللہ بن یزید ہزلی نے اس کو حدیث بیان کی ہے کہ ابو حصین ہزلی نے کہا ہے کہ رسول اللہ نے تین اشخاص سے قرض مانگا تھا قریش میں سے۔ ایک صفوان بن اُمیہ سے پچاس ہزار درہم، چنانچہ اس نے حضور ﷺ کو قرض دے دیا تھا۔ دوسرے عبداللہ بن ابو ربیعہ سے چالیس ہزار درہم اور تیسرے حویطب بن عبدالعزیٰ سے چالیس ہزار درہم۔ آپ نے وہ اپنے اصحاب میں سے اہل ضعف میں تقسیم کر دیا تھا اور اس مال میں سے جذیمہ کی طرف بھیجا تھا۔

یہ تفصیل اس میں ہے جس کو ذکر کیا ہے یہاں شیخ ابوعبداللہ حافظ نے ابوعبداللہ اصفہانی سے، اس نے حسن بن جہم سے، اس نے حسین بن فرج سے، اس نے واقدی سے۔ (مغازی للواقدی ۲/۸۵۱)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ میں داخل ہوئے تھے تو ہبیرہ بن ابو وہب اور عبداللہ بن زبعری نجران کی طرف بھاگ گئے تھے۔ بہر حال ہبیرہ بن ابو وہب نے تو وہیں نجران میں ہی اقامت اختیار کر لی تھی مرنے تک وہ تو مشرک ہی رہ کر مر گئے تھے۔

باقی رہ گئے ابن زبعری وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف واپس لوٹ آئے تھے اور راویوں نے ان کے اسلام کے بارے میں ان کی معذرت کرنے کے بارے میں شعر ذکر کئے ہیں، جن کا مفہوم ہے میں شہادت دیتا ہوں کہ آپ کا دین سچا دین ہے اور آپ بندوں میں عظیم ہیں۔ مجھے معاف کر دیجئے، آپ کے لئے میرے ماں باپ قربان جائیں۔ غلطی میری تھی آپ تو رحم کرنے والے ہیں اور ایسے ہیں جن پر رحم کیا گیا ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۳۲-۳۳)

باب ۱۷۲

ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ کا اسلام

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابوبکر بن اسحاق فقیہ نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن ابراہیم نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو خبر دی احمد بن ابراہیم بن ملحان نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے، ان کو یونس نے ابن شہاب سے، ان کو عروہ بن زبیر نے کہ سیدہ عائشہ فرماتی ہیں کہ ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ نے کہا تھا یا رسول اللہ ﷺ روئے زمین پر جتنے اخباء ہیں یا کہا تھا اہل اخبآء ہیں ابن بکیر کا شک ہے یعنی مراد ہے کہ آپ کے اہل سے زیادہ دھرتی پر کوئی میرے نزدیک مبغوض نہیں تھا (مگر آپ کے اسلام لانے کے بعد) روئے زمین پر آپ کے اہل خانہ سے زیادہ محبوب کوئی نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہماری بات یا کیفیت بھی کچھ ایسی ہی ہے۔ قسم اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے۔ ہندہ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ

بے شک ابوسفیان انتہائی ہاتھ روک کر رکھنے والا (کنجوس) آدمی ہے۔ کیا میرے اُوپر کوئی گناہ ہے کہ میں اس کی ملکیت میں سے کسی کو کھانا کھلاؤں (یاغلہ وغیرہ دوں)۔ حضور نے فرمایا نہیں اجازت نہیں ہے مگر معروف طریق سے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے اور اس کو روایت کیا ہے۔

(کتاب الایمان والنذور۔حدیث ۶۶۴۱۔فتح الباری ۱۱/۵۳۵)

اور ابن مبارک نے یونس بن یزید سے۔اس نے کہا ہے حدیث میں، اللہ کی قسم نہیں تھا زمین پر کوئی اہل خباء اس روایت میں شک مذکور نہیں ہے۔اور اس کے آخر میں کہا ہے کہ کھلاؤ اس کو جس کا عیال ہے یعنی عیال دار کو۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابومحمد بن حلیم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالموجہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عبداللہ نے اس نے ذکر کیا ہے اس کو۔

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبدان سے۔

خاوند کی اجازت کے بغیر مال خرچ کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابومحمد احمد بن عبداللہ مزنی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی شعیب نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے عروہ بن زبیر نے یہ کہ سیدہ عائشہ نے فرمایا کہ ہندہ بنت عتبہ بن ربیعہ (زوجہ ابوسفیان) رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کیا یارسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم روئے زمین پر کوئی گھرانہ ایسا نہ تھا جس کی ذلت و بے عزتی مجھے محبوب ہو۔ اگر تھا تو وہ صرف اور صرف آپ کا گھرانہ تھا مگر اسلام لانے کے بعد تیرے سوا کوئی گھرانہ نہیں جو مجھے سب سے زیادہ اس کی عزت عزیز ہو۔

اس کے بعد وہ کہنے لگی کہ ابوسفیان انتہائی کنجوس وبخیل آدمی ہے کیا مجھ پر کوئی گناہ ہے اگر میں اس کی اجازت کے بغیر اس کے عیال پر خرچ کروں۔حضور ﷺ نے اس سے فرمایا، نہیں تیرے اُوپر کوئی گناہ نہیں ہے کہ تم ان کو معروف طریقے پر کھلاؤ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حدیث معمر سے اور ابن اخی زہری سے، اس نے زہری سے۔

اور رہے بہر حال ابوسفیان تو ان کے اسلام کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

(۴) اور میں نے پڑھا ہے محمد بن سعدی کی کتاب میں محمد بن عبید سے، اس نے اسماعیل بن ابوخالد سے، اس نے ابواسحاق سبیعی سے یہ کہ ابوسفیان بن حرب فتح مکہ کے بعد بیٹھے ہوئے اپنے دل میں سوچ رہے تھے کہ کاش کہ میں محمد کے مقابلہ پر جماعت اور لشکر جمع کرتا۔ وہ یہ بات دل ہی دل میں کہہ رہے تھے۔ اچانک کہیں سے نبی کریم ﷺ تشریف لائے۔ انہوں نے اس کے کندھوں کے درمیان ہاتھ مارا اور فرمانے لگے اس وقت تمہیں اللہ تعالیٰ رسوا کرے۔ کہتے ہیں ابوسفیان نے سر اُٹھا کر دیکھا تو نبی کریم ﷺ اس کے سامنے کھڑے تھے۔ ابوسفیان بولے میں نے اس وقت تک یقین نہیں کیا تھا کہ آپ نبی ہیں میں تو یہ باتیں دل میں کہہ رہا تھا۔

اور اس کو ابوالسفر اور عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے مرسلاً ذکر کیا ہے اسی مفہوم میں۔

فائدہ : الاصول میں مذکور ہے کہ یہ محمد بن سعد الواقدی ہے اور یہ بات کاتبین کی غلطی ہے جبکہ یہ خبر اس طرح ہے جس طرح اس کو ابن سعد نے ابواسحاق سبیعی نقل کیا ہے اور حاکم نے الاکلیل میں ابن عباس سے۔

(۵) تحقیق مجھے خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے بطور اجازت کے۔ انہوں نے کہا مجھے خبر دی ابوحامد احمد بن علی بن حسن مقری نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو حدیث بیان کی ہے محمد بن یوسف فریابی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن ابواسحاق نے

ابوالسفر سے، اس نے ابن عباس سے، وہ فرماتے ہیں کہ ابوسفیان نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ پیدل چلے آ رہے تھے اور لوگ مل کر پیچھے آ رہے تھے آپ کی ایڑیوں کے ساتھ۔ اس نے دل میں سوچا کاش کہ میں اس شخص کے ساتھ لشکر کشی کرتا قتال کے لئے۔ رسول اللہ جیسے ہی تشریف لائے انہوں نے اس کے سینے پر ہاتھ مار کر فرمایا اُس وقت اللہ تعالیٰ تجھے ناکام ونامراد کرے۔ اس نے فوراً کہا میں اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہوں اور استغفار کرتا ہوں اس سے جو کچھ میں نے دل میں بکا ہے۔

میں نے اسی طرح پایا ہے اپنی کتاب میں موصول کے ساتھ ابواب فتح مکہ میں کتاب الاکلیل سے۔ (سیرۃ الشامیہ ۵/۲۷۰)

ابوسفیان کے قول پر رسول اللہ ﷺ کا مطلع ہونا .... (۶) اس میں ہے جس کی مجھے خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے بطور اجازت کے۔ وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے ابوعمرو محمد بن محمد بن احمد الفاحی نے بطور اجازت، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی ہے ابوعمرو نے، ان کو محمد بن اسحاق بن خزیمہ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے شیخ ابومحمد حسن بن ابوعبداللہ فارسی نے، اس طرح کہ انہوں نے خود پڑھ کر سُنائی، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوسعید محمد بن عبداللہ بن حمدون نے، ان کو حدیث بیان کی ہے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوحامد بن شرقی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن یحییٰ ذہلی نے، ان کو محمد بن موسیٰ بن اعین نے یعنی جزری نے، ان کو ان کے والد نے اسحاق بن راشد سے، اس نے زہری سے، اس نے سعید بن مسیب سے کہ جب وہ رات واقع ہوئی جس رات لوگ مکے میں داخل ہوئے تھے فتح مکہ کی رات تو لوگ مستقل تکبیر وتہلیل میں اور بیت اللہ کا طواف کرنے میں لگے رہے تا آنکہ صبح ہوگئی۔ ابوسفیان نے ہندہ سے کہا (اپنی بیوی سے) کیا تم دیکھ رہی ہو یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے؟

صبح ہوئی تو ابوسفیان حضور ﷺ کے پاس گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم نے ہندہ سے کیا کہا ہے؟ کہ تم کیا سمجھ رہی ہو کہ یہ سب کچھ اللہ کی طرف سے ہے .... سنو! جی ہاں یہ اللہ کی طرف سے ہے۔ ابوسفیان نے کہا میں شہادت دیتا ہوں کہ بے شک آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ قسم ہے اس ذات کی ابوسفیان جس کی قسم کھاتا ہے میرے اس قول کو لوگوں میں سے کسی ایک نے بھی نہیں سُنا تھا سوائے اللہ عزوجل کے اور ہندہ کے۔ (سیرۃ شامیہ ۵/۲۷۰)

باب ۱۷۳

فتح مکہ والے سال نبی کریم ﷺ کا قیام

(۱) ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسن بن سفیان نے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حبان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عاصم نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس ﷛ سے، وہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے مکہ میں اُنیس دن قیام فرمایا تھا دو رکعتیں پڑھتے رہے تھے (یعنی چار رکعت والی دو رکعت پڑھتے رہے)۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عبداللہ بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی عبداللہ نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اس کی مثل میں۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن عثمان سے۔ (فتح الباری ۸/۲۱۔حدیث ۴۲۹۹)

اس میں اختلاف کیا گیا ہے عاصم احول پر اسی طرح کہا گیا ہے اور کہا گیا ہے کہ سترہ دن۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو محمد بن علاء نے اور عثمان بن ابوشیبہ نے یہی مفہوم (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل بن ابراہیم ہاشمی نے، ان کو حسین بن محمد زیاد نے، ان کو ابوکریب نے، ان کو حفص بن غیاث نے عاصم سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے سترہ دن قیام فرمایا تھا، نماز میں قصر کرتے رہے تھے۔

یہ الفاظ حدیث ابن زیاد کے ہیں اور ابوداؤد کی ایک روایت میں ہیں کہ رسول اللہ ﷺ مکہ میں سترہ دن ٹھہرے رہے تھے، آپ نماز میں قصر کرتے رہے۔ (ابوداؤد ۲/۱۰۔ حدیث ۱۲۳۰)

ابن عباس نے فرمایا کہ جو شخص سترہ دن قیام کرے وہ نماز میں قصر کرے اور جو اس سے زیادہ سفر میں قیام کرے وہ پوری نماز پڑھے۔

حضور ﷺ کا فتح مکہ کے موقع پر نماز میں قصر کرنا

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو ابراہیم بن موسیٰ نے، ان کو خبر دی ابن علیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی علی بن زید نے، اس نے ابونضرہ سے، اس نے عمران بن حصین سے، وہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ جہاد میں شرکت کی اور میں ان کے ساتھ فتح مکہ میں بھی شامل تھا۔ آپ نے اٹھارہ راتیں قیام فرمایا تھا، آپ صرف دو رکعت ہی پڑھتے رہے یعنی قصر کرتے رہے۔ فرماتے تھے، اے اہل شہر تم لوگ چار رکعت پڑھو ہم لوگ مسافر ہیں۔ (ابوداؤد ۲/۱۰۔ حدیث ۱۲۲۹)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو نفیلی سے، ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحاق سے، اس نے زہری سے، اس نے عبداللہ بن عبداللہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فتح مکہ والے دن مکہ میں پندرہ دن قیام کیا تھا، آپ قصر کرتے رہے۔ ابوداؤد کہتے ہیں روایت کیا اس حدیث کو عبدہ بن سلیمان اور احمد بن خالد الوہبی اور سلمہ بن الفضل نے ابن اسحاق سے، ان لوگوں نے اس میں ابن عباس کا ذکر نہیں کیا ہے۔ (ابوداؤد ۲/۱۰۔ حدیث ۱۲۳۱)

(۶) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو حسن بن ربیع نے، ان کو ابن ادریس نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو محمد بن مسلم بن شہاب نے اور محمد بن علی بن حسین نے اور عاصم بن عمر بن قتادہ نے اور عمرو بن شعیب نے اور عبداللہ بن ابورھم نے، انہوں نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا آپ وہاں پندرہ دن ٹھہرے رہے تھے۔

یہ روایت منقطع ہے اور سب سے زیادہ صحیح ابن مبارک کی روایت ہے عاصم احول سے جس پر بخاری رحمہ اللہ نے اعتماد کیا ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس طرائفی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے ابوالیمان سے کہا، کیا آپ کو خبر دی ہے شعیب بن ابوحمزۃ نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے یہ کہ عبداللہ بن عدی بن حمراء زہری نے اس کو خبر دی ہے کہ انہوں نے سُنا رسول اللہ ﷺ سے، وہ مقام حزورۃ (چھوٹے ٹیلے) پر ٹھہرے ہوئے تھے سوق مکہ میں، فرما رہے تھے بے شک یہ سرزمین (مکہ) البتہ اللہ کی بہترین زمین ہے اور اللہ کو سب سے زیادہ محبوب سرزمین ہے۔ اگر میں اس سرزمین سے نہ نکالا جاتا تو میں از خود یہاں سے نہ نکلتا۔ (ترمذی۔ حدیث ۳۹۲۵۔ ص ۵/۷۲۲)

☆☆☆

باب ۱۷۴

نبی کریم ﷺ کا یہ فرمان کہ فتح مکہ کے بعد کوئی ہجرت نہیں ہے

یہ اس لئے فرمایا تھا کہ جب مکہ فتح ہو گیا تو اب پورا ملک دارالاسلام بن گیا اس لئے مکہ سے ہجرت کرنا ختم ہو گیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے ان کو ابوبکر محمد بن بکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عثمان بن ابوشیبہ نے، ان کو جریر نے منصور سے، اس نے مجاہد سے، اس نے طاؤس سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ فتح تو دراصل فتح مکہ ہی ہے ہجرت نہیں ہے۔ لیکن جہاد ہے اور نیت و ارادہ۔ اور اگر تم جہاد کے لئے نکالے جاؤ تو ضرور نکلو۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں عثمان بن ابوشیبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ باب لاہجرۃ بعد الفتح)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن یحییٰ سے، اس نے جریر سے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ۔ حدیث ۸۵ ص ۱۴۸۷)

تحقیق نمبر۱ : ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی اس کی تحقیق کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ ہجرت نہیں ہے۔ دوسری روایت میں ہے کہ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے۔ ہمارے اصحاب اور دیگر علماء کہتے ہیں کہ ہجرت یعنی دارالحرب سے دارالاسلام کی طرف خروج کرنا قیامت تک جاری ہے۔ اور انہوں نے اس حدیث کی دو تاویلیں اور توجیہیں کی ہیں۔

ایک تو یہ ہے کہ فتح مکہ کے بعد مکہ سے ہجرت نہیں ہے۔ اس لئے کہ وہ اب دارالاسلام بن چکا ہے۔ لہٰذا اس سے ہجرت کا تصور ختم ہو گیا ہے۔ دوسری توجیہ یہ ہے جو کہ زیادہ صحیح ہے کہ ایسی ہجرت جو فاضلہ ہوتی ہے مہمہ اور مقصود و مطلوب ہوتی ہے جس کے ساتھ اہل ہجرت دوسروں سے ظاہری طور پر بھی ممتاز ہوتے ہیں، وہ مکہ فتح ہونے کے ساتھ ساتھ ختم ہو گئی اور ان اہل ہجرت کے لئے گزر چکی ہے جنہوں نے فتح مکہ سے قبل ہجرت کر لی تھی (دراصل جوان ہی خوش قسمت لوگوں کا مقدر تھا)۔ اب چونکہ اسلام قوی ہو چکا ہے، غالب آ چکا ہے فتح مکہ کے بعد نمایاں غلبہ کے ساتھ پہلے کے برعکس، اس لئے وہ اب نہیں رہی۔

تحقیق نمبر۲ : لیکن جہاد ہے اور نیت۔ اس کا مطلب ہے کہ ہجرت کے ذریعے تحصیل خیر تو فتح مکہ کے ساتھ ختم ہو گیا ہے لیکن اب تم لوگ اس چیز کو جہاد کے اور نیت صالحہ کے ذریعہ حاصل کرو۔ اس ارشاد میں مطلق نیت صالحہ پر ابھارا گیا ہے۔ کیونکہ ثواب نیت پر ہی دیا جاتا ہے۔

تحقیق نمبر۳ : جب تم نکالے جاؤ تو نکلو۔ اس کا مطلب ہے کہ جب امام اور حکمران تمہیں جہاد کے لئے نکلنے کا تقاضا کرے تو تم ضرور نکلو یہ دلیل اس پر ہے کہ جہاد فرض عین نہیں ہے بلکہ فرض کفایہ ہے۔ جس وقت اس کو وہ لوگ کریں جن کے ساتھ کفایت حاصل ہو سکے تو باقیوں سے حرج ساقط ہو جاتی ہے اور اگر سارے لوگ اس کو چھوڑ دیں تو سارے گنہگار ہو جائیں گے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی اسماعیل بن قتیبہ نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو ابوخیثمہ نے عاصم سے، اس نے ابوعثمان سے، ان کو مجاشع نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے فتح مکہ کے بعد اپنے بھائی معبد کو ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے کہا میں بھائی کو اس لئے لایا ہوں کہ آپ اس سے ہجرت کے لئے بیعت لیں۔ آپ نے فرمایا کہ ہجرت اپنے مقتضی سمیت ختم ہو چکی ہے۔ میں نے پوچھا کہ پھر آپ اس سے کس چیز پر بیعت لیں گے یا رسول اللہ ﷺ؟ فرمایا کہ میں اس سے بیعت اسلام لوں گا یا ایمان و جہاد کی بیعت۔

کہتے ہیں کہ بعد میں میں معبد سے ملا اور وہ دونوں میں سے بڑا تھا ابوعثمان کہتے ہیں میں نے اس سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ مجاشع نے سچ کہا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد بن ابوخیثمہ سے۔ (کتاب المغازی)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے کئی طرق سے عاصم سے۔ (مسلم۔ کتاب الامارۃ ۳/۱۴۸۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی حمزہ بن عباس نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابوطالب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی شعبہ نے عمرو بن مرہ سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا تھا ابوالبختری سے، وہ حدیث بیان کرتے تھے ابوسعید خدری سے، وہ کہتے ہیں کہ جب یہ آیت اُتری :

اذا جآء نصر اللّٰہ و الفتح

تو حضور ﷺ نے اس کو پڑھا اور پوری ختم کر لی اس کے بعد فرمایا، میں اور میرے اصحاب بہتر ہیں اور لوگ بہتر ہیں۔ فتح مکہ کے بعد ہجرت نہیں ہے۔ میں نے یہ حدیث مروان بن حکم کو بیان کی، وہ اس وقت مدینہ پر حاکم لگا ہوا تھا، اس نے کہا کہ تم جھوٹ کہتے ہو۔ جبکہ اس کے پاس رافع بن خدیج اور زید بن ثابت موجود تھے وہ دونوں اس کے ساتھ چارپائی یا تخت پر بیٹھے ہوئے تھے۔ میں نے کہا یہ دونوں شخص اگر چاہیں تو تمہیں حدیث بیان کر سکتے ہیں لیکن یہ شخص یعنی زید ڈرتا ہے کہ آپ صدقہ کی ذمہ داری سے الگ کر دیں گے اور وہ ڈرتا ہے کہ آپ اس کو اس کی قوم کی سرداری سے الگ کر دیں گے یعنی رافع بن خدیج کو وہ کہتے ہیں کہ اس نے اس پر چابک کے ساتھ سختی کی جب زید اور رافع نے یہ کیفیت دیکھی تو انہوں نے کہا کہ تم نے سچ کہا ہے۔

باب ۱۷۵

فتح مکہ کے بعد سلمہ بن ابوسلمہ جرمی کا اسلام لانا

اور لوگوں کا اللہ کے دین میں فوج درفوج داخل ہونا

جیسے اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ حسین بن حسن بن ایوب طوسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوحاتم محمد بن ادریس حنظلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سلیمان بن حرب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن زید نے ایوب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوقلابہ نے عمرو بن سلمہ سے۔ پھر کہا کہ وہ زندہ ہے کیا آپ ان کو مل نہیں لیتے؟ آپ خود اُن سے سن لیں گے۔ چنانچہ میں عمرو سے ملا اس نے مجھے حدیث بیان کی۔ وہ کہتے ہیں ہم راستہ پر بیٹھے تھے ہمارے پاس سے سوار گذر رہے تھے۔ ہم ان سے پوچھتے تھے یہ کیا ماجرا ہے؟ اور لوگوں کو کیا ہوا ہے؟ تو لوگ ہمیں بتاتے تھے کہ یہاں پر نبی موجود ہے جو یہ دعویٰ رکھتا ہے کہ بے شک اللہ نے ان کو بھیجا ہے اور یہ کہ اللہ نے اس کی طرف یہ یہ وحی کی ہے۔ اور عرب ملامت کئے جا رہے تھے بسبب ان کے اسلام کے فتح کے وقت۔ اور کہہ رہے تھے اس کو دیکھو اگر وہ غالب آ گیا وہ نبی ہے۔ اس کی تصدیق کرو یعنی اس کو سچا مان لو۔

جب فتح مکہ واقع ہوگیا تو ہر قوم نے اپنے اسلام کے ساتھ آواز لگائی میرا والد بھی گیا۔ چنانچہ میری قوم نے بھی اسلام لانے میں جلدی کی میرا والد گیا اور حضور ﷺ کے پاس اتنے اتنے دن ٹھہرا پھر وہاں سے آیا۔ ہم ان سے ملے انہوں نے بتایا کہ میں تمہارے پاس آ رہا ہوں اللہ کے رسول کی طرف سے جو سچا رسول ہے۔ اور بے شک وہ تم لوگوں کو ایسے ایسے حکم دے رہے ہیں اور اس طرح نماز کا حکم دے رہے ہیں۔ اور جس وقت نماز کا وقت ہو جائے تو تم میں سے ایک آدمی اذان پڑھے اور تم میں سے جس کو قرآن زیادہ یاد ہو وہ تم لوگوں کی امامت کرے۔

چنانچہ ان لوگوں نے ہمارے اردگرد نظر دوڑائی مگر انہوں نے مجھ سے زیادہ قرآن پڑھا ہوا نہ پایا لہٰذا انہوں نے امامت کے لئے مجھے آگے کر دیا حالانکہ میں سات سال کا تھا۔ اب میں ان کو نماز پڑھانے لگا۔ جب میں سجدہ کرتا تو میرے اوپر کی چادر میرے اُوپر سے ہٹ گئی (اور میں ننگا ہو گیا)۔ ایک عورت نے جب یہ دیکھا تو (از راہِ خوش طبعی) کہنے لگی ہم لوگوں کے سامنے سے اپنے اس قاری کی سُرین تو ڈھانک دو۔ کہتے ہیں کہ پھر میں کپڑا پہنا دیا گیا جو بندھا ہوا ہوتا تھا۔ جو بحرین سے چادر آئی تھی چھ درہم یا سات درہم کی، جس سے میری خوشی کی انتہا نہ رہی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سلیمان بن حرب سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۰۲۔ فتح الباری ۲۲/۸۔۲۳)

باب ۱۷۶

نبی کریم ﷺ کا خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو بنو جذیمہ کی طرف بھیجنا

(۱)　اور ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وفود بھیجے مکہ کے اِردگرد جو اللہ کے دین کی طرف دعوت دیتے تھے اور انہیں قتال کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ جن جن کو بھیجا تھا ان میں سے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ بھی تھے اور ان کو حکم دیا تھا کہ وہ تہامہ کے اسفل میں یعنی زمین کی جانب روانہ ہوں داعی کی حیثیت سے۔ اور انہیں قتال کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا تھا۔ انہوں نے بنو جذیمہ بن عامر بن عبد مناۃ بن کنانہ کو روند ڈالا اور ان میں سے بعض کو قتل کیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴۳/۴)

حضور ﷺ کا اللہ کی بارگاہ میں خالد کے فعل سے اظہارِ لاتعلقی کرنا

(۱)　ہمیں خبر دی ابو عمر بسطامی نے، ان کو ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو ابن ناجیہ نے، ان کو اسحٰق بن ابو اسرائیل اور محمد بن ابان اور ابن زنجویہ نے۔ (ح)۔ ہمیں خبر دی محمد بن عبد اللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن جعفر نے، ان کو عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو خبر دی عبد الرزاق نے، ان کو معمر نے زہری سے، اس نے سالم بن عبد اللہ سے، اس نے ابن عمر سے۔ وہ فرماتے ہیں نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید کو بنو فلاں کی طرف، میرا خیال ہے کہ جذیمہ کی طرف بھیجا تھا۔ انہوں نے جا کر ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے اچھا نہ کیا کہ وہ کہتے کہ ہم اسلام لائے یا مسلمان ہو گئے ہیں (یعنی واضح اسلام کے اقرار کے بجائے کہنے لگے) ہم اپنے دین سے پھر گئے ہیں ہم اپنے دین سے پھر گئے ہیں۔ جس پر خالد بن ولید نے انہیں قید کرنا اور قتل کرنا شروع کر دیا۔ اور ہم میں سے ہر ایک شخص کے حوالے ایک ایک قیدی کو کر دیا۔ یہاں تک کہ جب صبح ہوئی تو خالد بن ولید نے حکم دیا کہ ہم لوگوں میں سے ہر شخص اپنے اپنے

قیدی کو قتل کر دے۔ حضرت ابن عمر فرماتے ہیں کہ میں نے کہا اللہ کی قسم میں اپنے قیدی کو قتل نہیں کروں گا اور میرے ساتھیوں میں سے بھی کوئی اپنے اپنے حصے کے قیدی کو قتل نہیں کرے گا۔ لہٰذا وہ لوگ نبی کریم ﷺ کی خدمت میں آئے اور خالد بن ولید کا یہ فعل ذکر ہوا۔ نبی کریم ﷺ نے دونوں ہاتھ اُٹھائے اور فرمایا :

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَبرَءُ اِلَیکَ مِمَّا صَنَعَ خَالِدُ (مَرَّتَینِ)۔

اے اللہ میں بری ہوں (لاتعلق ہوں) اس فعل سے جو کچھ خالد نے کیا ہے

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمود سے، اس نے عبدالرزاق سے۔ (کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۳۹۔ فتح الباری ۸/۵۶)

حضور ﷺ کا اُن لوگوں کے خون اور مالوں کا معاوضہ ادا کرنا

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو حکیم بن حکیم نے، ان کو عباد بن حنیف نے ابوجعفر محمد بن علی سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا تو خالد بن ولید کو داعی بنا کر بھیجا تھا، انہیں قتال کرنے والا بنا کر نہیں بھیجا تھا۔ خالد روانہ ہو کر بنو جذیمہ بن عامر بن عبدمناۃ بن کنانہ میں پہنچے۔ وہ اپنے پانی کے گھاٹ پر آباد تھے۔ انہوں نے عہدِ جاہلیت میں ان کے چچا الفاکہ بن مغیرہ اور عوف بن عبدعوف ابوعبدالرحمٰن بن عوف کو قتل کیا تھا۔

راوی نے حدیث آگے ذکر کی ہے ان لوگوں کے ہتھیار اُٹھانے پھر رکھ دینے کے بارے میں، کہ خالد نے حکم دیا تھا ان کے بعض مردوں کو قتل کرنے کا۔ چنانچہ وہ قید کر لئے گئے تھے پھر ان کے گردنیں ماری گئیں۔ یہ خبر رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو فرمایا :

اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَبرَاءُ اِلَیکَ مِمَّا عمل خَالِد بن ولید

(سیرۃ ابن ہشام ۴.....۴۳۔۴۴)

اے اللہ جو کچھ خالد بن ولید نے کیا ہے میں اس سے بری ہوں (یعنی اظہار برأت کرتا ہوں)

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابوطالب ؓ کو بلایا اور فرمایا کہ تم ان لوگوں کے پاس جاؤ ان کے خون بہا بھی اور ان کے مال بھی ادا کر کے آؤ۔ جاہلیت کے معاملے کو میں نے اپنے قدموں تلے دفن کر دیا ہے۔ چنانچہ حضرت علی ؓ جانے لگے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو مال عطا کیا۔ چنانچہ انہوں نے ان کے خون اور مال ان کو ادا کئے یہاں تک کہ ان کے کتے کے پینے کا برتن تھا اس کی بھی قیمت ادا کر دی۔ اور حضرت علی ؓ کے پاس کچھ مال بچ گیا تھا وہ بھی انہوں نے ان کو دے دیا یہ کہہ کر کہ یہ میں احتیاطاً دے رہا ہوں ممکن ہے کوئی چیز تمہاری ایسی رہ گئی ہو جو نہ رسول اللہ ﷺ کو معلوم ہو اور نہ ہی تم لوگوں کو یاد ہو۔ چنانچہ وہ بھی انہی کو دے دیا۔ پھر حضرت علی ؓ نے آ کر پوری خبر رسول اللہ ﷺ کو بتائی۔ حضور ﷺ نے ان کی تحسین وتصویب فرمائی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴.....۴۴۔۴۵)

موت سے لاپرواہ ہو کر گناہ کرنا .... (۳) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن ابن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق نے، ان کو یعقوب بن عقبہ بن مغیرہ بن اخنس نے زہری سے، اس نے ابوحدرد سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں خالد بن ولید کے اس لشکری گروہ میں تھا جس نے بنوجذیمہ کے کچھ لوگوں کو قتل کیا تھا۔ میں نے دیکھا ایک جوان آدمی کے ہاتھ اس کی گردن سے بندھے ہوئے تھے پرانی رسی رُمّہ کے ساتھ۔ اس نے مجھ سے کہا اے نوجوان کیا تم اس کو پکڑ کر کھولو گے؟ میں ان عورتوں کے پاس جا کر اپنی حاجت پوری کرلوں اس کے بعد تم لوگ وہی کرنا جو کچھ تمہاری مرضی ہو۔ میں نے کہا کہ یہ آسان ہے جو کچھ تم نے سوال کیا ہے۔ اس کے بعد میں نے اس کی رسی پکڑی اور میں اس کو ان عورتوں کے پاس لے آیا تو اس نے کہا نجات ختم ہونے پر۔ پھر اس نے شعر کہے جن کا مفہوم اس طرح ہے :

''کیا بات ہے جب میں تم لوگوں کو تلاش کرتا ہوں تو تمہیں مقام حلیبہ میں پاتا ہوں یا مقام خوانق میں۔ کیا عاشق ذرا اس بات کے لائق نہیں ہے کہ اس کو اس کی خواہش پوری کرنے کا عطیہ دیا جائے جس نے رات کے اول حصے سے سفر کرنا شروع کیا ہے وہ بھی سخت گرمی میں۔ میرا کوئی گناہ نہیں ہے جب میں نے کہا ہے ہمارے گھر والے ہمارے ساتھ ہیں مجھے اپنی محبت کے معاوضے سے نوازیئے کسی ایک پریشانی سے پہلے مجھے دوستی کی جزاء دیجئے۔ اس سے قبل کہ دور ہوا اور وقت کا حکمران جدائی کے مارے عاشق کو دور کردے۔ بیشک میں نے نہیں ضائع کیا راز امانت والا اور نہ ہی میری آنکھ نے تم سے زیادہ خوبصورت دیکھا۔''

اس عورت نے کہا تم تو زندہ ہو سات دن یا دس دن یا سترہ اٹھارہ دن۔ اس کے بعد ہم اس کو لے آئے اور اس کی گردن ماردی۔

ابن اسحق کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوفراس نے بنو ابوسنبلہ اسلمی سے، اس نے اپنی قوم کے کئی شیوخ سے، تحقیق وہ لوگ خالد بن ولید کے ساتھ موجود رہ چکے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب وہ شخص قتل کیا گیا وہ خاتون اس کی طرف اٹھ کر گئی مستقل اس پر روتی حتی کہ اس پر مرگئی۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ابوعبداللہ کے، قاضی نے نہیں ذکر کیا اس کو جو کچھ اس کے آخر میں ہے ابوفراس سے مروی ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی حسین بن حسن بن ایوب طوسی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابویحییٰ بن ابومَسَرّہ نے، ان کو حدیث بیان کی حمیدی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو عبدالملک بن نوفل بن مساحق نے کہ اس نے سنا ایک آدمی سے جو قبیلہ مزینہ سے تھا اس کو ابن عصام کہتے تھے۔ اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب کہیں کوئی لشکر بھیجتے تھے تو فرماتے تھے کہ جب تم کہیں کوئی مسجد دیکھو یا تم اذان سنو تو کسی کو قتل نہ کیا کرو۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں کو رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر میں بھیجا اور ہمیں یہی حکم فرمایا۔ ہم لوگ مقام تہامہ کی طرف نکلے وہاں ہم نے ایک آدمی پایا وہ ہودج نشین عورتوں کو (یعنی ان کی سواری کو) آگے کھینچ رہا تھا۔ ہم نے اس سے کہا تم مسلمان ہو جاؤ۔ اس نے پوچھا کہ اسلام کیا شئی ہے؟ ہم نے اس کو اسلام کے بارے میں آگاہ کیا۔ وہ اس کو نہیں سمجھ رہا تھا اس نے پوچھا کہ تم کیا کہتے ہو اگر میں ایسا نہ کروں۔ یعنی اگر میں مسلمان نہ ہوں تو پھر تم میرے بارے میں کیا کرو گے؟ ہم نے اس کو بتایا کہ پھر ہم تمہیں قتل کر دیں گے۔ اس نے پوچھا کہ کیا تم مجھے مہلت دو گے یہاں تک کہ میں عورتوں کو پہنچا دوں؟ ہم نے کہا ٹھیک ہے ہم تجھے پہنچا دیتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ اس نے کہا عورتوں تک پہنچ جاؤں۔ اس نے کہا نجات پا جائے جیش زندگی کے ختم ہونے سے قبل۔ دوسری نے کہا بچ جا۔ دس اور نو بار طاق عدد اور آٹھ بار مسلسل کہا۔ پھر اس شخص نے مذکورہ اشعار کہے (جن کا مفہوم گذر چکا ہے)۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ ہماری طرف واپس لوٹ آیا۔ اس نے کہا (میں آ گیا ہوں) تم لوگ اسی حال پر ہو۔ ہم اس کو آگے لائے اور اس کی گردن ماردی۔ دوسری عورت اپنی ہودج (کجاوہ) سے نیچے لڑھک آئی اور اس مقتول پر خوب روئی یہاں تک کہ روتے روتے مرگئی۔

(۵) اور ہمیں خبر دی۔ ہے ابوسعید خلیل بن احمد بن محمد بن یوسف قاضی بُستی نے، جو کہ ہمارے پاس آئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس احمد بن مظفر بکری نے، ان کو خبر دی ابن ابوخیثمہ نے، ان کو ابراہیم بن بشار نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے، ان کو عبدالملک بن نوفل بن مساحق نے ابن عصام مزنی سے، اس نے اپنے والد سے، وہ اصحاب رسول ﷺ میں سے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکری مہم پر روانہ کیا تھا نجد کی جانب سے۔

آگے راوی نے حدیث ذکر کی ہے (مذکورہ روایت کے مفہوم میں)۔ یہاں تک کہ اس نے کہا وہ شخص ان عورتوں کے پاس آیا اور وہ ان عورتوں میں سے ایک عورت کے کجاوے کے قریب ہوا اور اس نے اس کے حسن و جمال کی تعریف کی اور شعر کہے۔ اور یوں گویا ہوا، کیا دیکھا ہے تم نے ان میں۔ میں نے تمہیں تلاش کیا ہے تو میں تمہارے پاس پہنچ بھی گیا ہوں۔ راوی نے دو شعر ذکر کئے ہیں اس کے بعد کہا ہے کہ عورت نے

کہا جی ہاں۔ راوی کہتے ہیں کہ اس شخص نے کہا تھا میرا کوئی جرم نہیں ہے۔ اس کے بعد اس نے دو شعر اور ذکر کئے ہیں اور دونوں جگہ کہا ہے مجھے دوستی کی جزاء دیجئے۔ پھر اس نے (خود ہی کہا) نجات پا جا حبیش زندگی کے ختم ہونے سے پہلے۔ راوی کہتے ہیں کہ اس عورت نے کہا مسلمان ہو جا، نو دس بار علیحدہ اور آٹھ بار مسلسل۔

اس کے بعد وہ آیا اور اس نے اپنی گردن (قتل ہونے کے لئے) دراز کر لی اور اس نے کہا کرو جو کچھ تم کرنا چاہتے ہو۔ ہم اُترے اور ہم نے اس کو قتل کر دیا۔ کہتے ہیں کہ میں نے اس عورت کو دیکھا وہ اپنی ھودج اور کجاوے سے اتری اور اس مقتول پر روئی وہ مسلسل اس پر روتی رہی، روتے روتے مرگئی۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوعلی حسین بن علی بن یزید حافظ نے اور ابومحمد جعفر بن محمد بن حارث مراغی نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبدالرحمٰن احمد بن شعیب بن علی نسائی نے، ان کو محمد بن علی بن حرب مروزی نے، ان کو علی بن حسین بن واقد نے اپنے والد سے، اس نے یزید نحوی سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے ایک لشکر بھیجا۔ کہتے ہیں کہ وہ غنیمت لائے۔ ان میں ایک آدمی تھا اس نے ان لوگوں سے کہا میں ان میں سے نہیں ہوں میں تو ایک عورت سے عشق کرتا ہوں۔ میں اس تک پہنچ گیا ہوں تم لوگ مجھے چھوڑ دو میں اس کو ایک نظر دیکھ لوں اس کے بعد جو تمہاری سمجھ میں آئے میرے ساتھ کرنا۔ یکا یک ہم نے دیکھا کہ وہ ایک لمبے قد کی خوبصورت عورت تھی۔ اس شخص نے اس عورت سے کہا بچ جا نجات پا جا حُبیش، زندگی ختم ہونے سے پہلے۔

اور (راوی نے) پہلے دو شعر بھی ذکر کئے ہیں۔ پھر کہا ہے کہ میں تمہارے اُوپر قربان جاؤں۔ کہتے ہیں کہ مسلمان اس کو پکڑ لائے اور اس کی گردن اتار دی۔ اور وہ عورت آ کر اس مقتول کے اُوپر گر گئی اس نے ایک یا دو بار چیخ ماری اور وہیں مرگئی۔ جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس پہنچے تو انہوں نے حضور ﷺ کو اس بات کی خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تمہارے اندر کوئی رحم کرنے والا آدمی نہیں تھا؟

باب ۱۷۷

غزوۂ حُنین [1]

اور اس میں رسول اللہ ﷺ پر آثارِ نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق نے، ان کو حدیث بیان کی عاصم بن عمر بن قتادہ نے عبدالرحمٰن بن جابر سے، اس نے اپنے والد جابر بن عبداللہ سے اور عمرو بن شعیب سے اور زہری سے اور عبداللہ بن ابوبکر بن حزم سے اور عبداللہ بن مکدم بن الرحمٰن ثقفی سے حدیث حنین کے بارے میں، جب رسول اللہ ﷺ اس کی طرف چلے تھے اور وہ لوگ بھی آپ کی طرف بڑھے تھے۔ پس بعض ان میں سے وہ بات بیان کرتے ہیں جو بعض نہیں کرتے مگر سب کی بات متفق ہو چکی ہے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب فتح مکہ سے فارغ ہوئے تو

---

[1] دیکھئے طبقات ابن سعد ۲/۱۴۹۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/۵۱۔ بخاری ۵/۱۵۳۔ شرح مسلم نووی ۱۲/۱۱۳۔ مغازی الواقدی ۳/۸۸۵۔ ابن حزم ۲۳۶۔ عیون الاثر ۲/۲۴۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۲۲۔ شرح المواہب ۳/۵۔ سیرۃ حلبیہ ۳/۱۲۱۔ سیرۃ شامیہ ۵/۴۵۹)

مالک بن عوف نصری نے بنونصر کو بنی جُشم کو اور بنوسعد بن بکر کو جمع کیا اور بنو ہلال کے بعض قبائل بھی جب کہ وہ قلیل تھے۔اور کچھ لوگوں کو بنوعمرو بن عامر میں سے اور عوف بن عامر کو اور اس نے ان کے ساتھ بنوثقیف میں سے حلیفوں کو بھی ملا لیا اور بنو مالک۔ پھر ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گئے اور اپنے ساتھ مالوں کو اور عورتوں کو اور بچوں کو بھی ملا کر لے گئے تھے۔جب رسول اللہ ﷺ نے ان کے بارے میں سنا تو آپ نے عبداللہ بن ابوحدرد اسلمی کو بھیجا اور فرمایا کہ آپ جائیں اور ان لوگوں میں داخل ہو جائیں اور ان کی خبریں معلوم کر کے لے آئیں۔وہ گیا اور جا کر ان لوگوں میں ایک یا دو دن رہا۔واپس آ کر رسول اللہ ﷺ کو خبر دی۔لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب ﷺ کو فرمایا کیا آپ سن نہیں رہے ابوحدرد جو کچھ کہہ رہا ہے؟ حضرت عمر ﷺ نے جواب دیا کہ یہ جھوٹ بولتا ہے۔ابن حدرد نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر آپ نے مجھے جھوٹا قرار دیا ہے اے عمر تو (یہ کوئی حیرت کی بات نہیں ہے) آپ تو بسا اوقات حق کو بھی جھٹلا چکے ہیں۔حضرت عمر ﷺ نے کہا آپ سن رہے ہیں یا رسول اللہ ﷺ ابن ابوحدرد کیا کہہ رہا ہے،تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عمر آپ گمراہ تھے پھر اللہ نے آپ کو ہدایت دی ہے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے صفوان بن امیہ کے پاس آدمی بھیجا اس سے زرہیں مانگیں اس لئے کہ اس کے پاس ایک سو زرہیں تھیں اور ان کو ٹھیک کرنے کا سامان بھی۔صفوان نے پوچھا اے محمد ﷺ کیا آپ غصب کرنا چاہتے ہیں؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں، بلکہ عاریۃً اور اُدھار مانگ رہے ہیں۔اس کی ہم ضمانت دیتے ہیں کہ ہم آپ کو یہ واپس لوٹا دیں گے۔اس کے بعد رسول اللہ ﷺ روانہ ہو گئے۔

ابوعبداللہ نے اپنی روایات میں اضافہ کیا ہے کہ ابن اسحاق نے ہمیں حدیث بیان کی ہے زہری سے۔وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ مقامِ حُنین کی طرف روانہ ہوئے تھے مکے سے دو ہزار افراد کے ساتھ۔اور دس ہزار تھے جو آپ کے ساتھ تھے آپ ان کے ساتھ چلے تھے۔ابن اسحاق نے کہا اور رسول اللہ ﷺ نے عتاب بن اسید بن ابی العیص بن اُمیہ بن عبدشمس کو مکہ پر امیر مقرر فرمایا۔(سیرۃ ابن ہشام ۴/۵۵)

اور یہ بھی اضافہ کیا ہے کہ اس نے ابن اسحٰق سے اپنی پہلی اسناد کے ساتھ، یہ کہ مالک بن عوف آیا ان لوگوں میں جو اس کے ساتھ تھے ان میں سے جن کو انہوں نے جمع کیا تھا قبائل قیس میں سے اور ثقیف میں سے اور ان کے ساتھ درید بن صمہ تھا جو کہ شیخ کبیر تھا وہ کجاوے میں آیا تھا یا کھٹولی میں لایا گیا تھا۔یہاں تک کہ لوگ مقام اوطاس میں اُترے (اوطاس دیار ہوازن میں وادی ہے یہاں پر حنین کا معرکہ پیش آیا تھا اس لئے اس کو غزوۂ اوطاس بھی کہتے ہیں)۔جب لوگ اوطاس میں اتر گئے تو دُرید نے کہا اس نے اُونٹوں کی بڑبڑاہٹ سنی اور گدھوں کی ڈھینچوں ڈھینچوں اور بکریوں کی منمناہٹ اور چھوٹے بچوں کے رونے کی آوازیں سنیں تو پوچھا کہ تم لوگ یہاں پر کون سی وادی میں ہو؟ لوگوں نے بتایا کہ وادی اوطاس میں ہیں تو بولے بہترین میدان ہے شاہسواروں کے لئے۔سخت زمین نہیں ہے کم پتھریلی ہے۔نہ ہی زیادہ نرم ہے (جس میں پیر نہ جمیں) معتدل زمین ہے (نہ ریت ہے نہ پتھریلی)۔کیا بات ہے میں اونٹوں کی آوازیں سن رہا ہوں اور بچوں کے رونے کی آوازیں اور گدھوں کی آوازیں اور بکریوں کی آوازیں۔لوگوں نے بتایا کہ کہ مالک بن حارث بن عوف ہیں جنہوں نے لوگوں کے ساتھ ان کے مالوں کو اور ان کی عورتوں اور بچوں کو بھی ساتھ ہانکا ہے۔

ابن دُرید نے پوچھا کہ مالک بن عوف کہاں ہے؟ چنانچہ اس کو بلایا گیا۔اس نے کہا اے مالک بے شک تم اپنی قوم کے سردار بن چکے ہو اور یہ دن ایسا ہے کہ اس کے بعد بھی ایسے دن آتے رہیں گے اس بات کا داعی اور اسباب کیا تھے؟ آپ ان لوگوں کے ساتھ ان کے مالوں کو اور عورتوں بچوں کو بھی ہانک کر لے آئے ہیں؟ اس نے بتایا کہ میں نے سوچا تھا کہ میں ہر آدمی کے پیچھے اس کے اہل کو اور مال کو کھڑا کر دوں گا تا کہ وہ ان کے دفاع کے لئے لڑے۔

کہتے ہیں کہ درید نے اس کو خوب ڈانٹا (جیسے جانور کو ڈانٹتے ہیں)۔اور کہا کہ اے بھیڑ بکریوں کے چرواہے اللہ کی قسم شکست کھا جانے والے کے رُخ کو کوئی چیز واپس کر سکتی ہے؟ (یعنی شکست کھا جانے والا جدھر منہ آتا ہے بھاگ جاتا ہے) لہٰذا ان کو لانے کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر جنگ کا انجام تیرے حق میں رہا تو تجھے جوان اپنی تلوار اور نیزے کے ساتھ کافی ہے اور اگر تم شکست سے دوچار ہو گئے تو تم اپنے مالوں اور

عورتوں بچوں کو قید کرا کر رسوا ہو جاؤ گے۔ لہٰذا میری بات مانوں اور مالوں کو اور عورتوں اور بچوں کو ان کی قوم کے بڑوں کے پاس پہنچا دو اور ان کو محفوظ مقامات پر پہنچا دو۔

اس کے بعد دُرید نے کہا کہ بنوکعب نے اور بنوکلاب نے کیا کیا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ ان میں سے کوئی بھی یہاں پر نہیں آیا۔ اس نے کہا کہ شجاعت اور تیزی غائب ہوگئی ہے۔ اگر برتری اور رفعت کا دن ہوتا تو بنوکعب اور بنوکلاب غائب نہ ہوتے۔ میں سوچ رہا ہوں کہ اگر تم بھی وہی کچھ کرتے ہو جو کردار کعب اور کلاب نے کیا ہے تو پھر یہاں میدان کارزار میں کون حاضر ہوتا؟ لوگوں نے بتایا کہ عمرو بن عامر اور عوف بن مالک ہی آتے۔ اس نے کہا کہ یہ دونوں نوعمر نہ کوئی نقصان پہنچا سکتے نہ نفع پہنچا سکتے ہیں مگر مالک نے اس بات کو ناپسند کیا اس معاملے میں دُرید کی رائے کو بھی دخل ہو۔ چنانچہ اس نے کہا آپ بڑے ہیں اور آپ کا علم بھی بڑا ہے۔ اللہ کی قسم اے جماعت ہوزان البتہ تم ضرور بات مانو گے یا میں اس تلوار کا سہارا لوں گا یہاں تک کہ نکل جائے میرے پیچھے سے۔ سب لوگوں نے کہا کہ ہم تیری ہی اطاعت کریں گے۔ اس کے بعد مالک نے کہا لوگوں سے جب تم ان کو دیکھو تو تم اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالنا اور یکبارگی حملہ کر دینا۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۵۲-۵۳۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۲۳)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے بات بیان کی ہے اُمیہ بن عبداللہ بن عمرو بن عثمان بن عفان نے کہ ان کو حدیث بیان کی گئی ہے کہ مالک بن عوف نے جاسوس بھیجے تھے ان لوگوں میں سے جو اس کے ساتھ تھے۔ وہ لوگ واپس جب ان کے پاس آئے تو وہ شدید زخمی تھے۔ مالک نے پوچھا کہ افسوس تمہارے اُوپر، یہ حالت ہو رہی ہے تمہاری؟ انہوں نے بتایا کہ ہمارے پس سفید رنگ کے کچھ مرد آئے جو کہ سیاہ گھوڑوں پر سوار تھے۔ اللہ کی قسم ہم اپنا تحفظ نہیں کر سکے حتیٰ کہ ہمیں یہ پہنچ گئی مگر مالک کو اس کیفیت نے اپنے مقصد وارادہ سے نہ روکا۔ وہ اپنے مقصد کی تکمیل کے لئے کوشاں رہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۵۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابوجعفر عیسیٰ رازی سے، اس نے ربیع سے کہ ایک آدمی نے کہا تھا جنگ حنین والے دن، ہرگز نہیں مغلوب ہو جائے گا قلت سے یعنی آج ہم ضرور جیتیں گے۔ رسول اللہ ﷺ پر یہ بات شاق گزری۔ لہٰذا اللہ نے آیت اُتاری :

وَيَوْمَ حُنَيْنٍ اِذْ اَعْجَبَتْكُمْ كَثْرَتُكُمْ ۔ (سورۃ توبہ : آیت ۲۵)

یاد کرو اس وقت جب تمہاری کثرت نے تمہیں عجب میں واقع کر دیا تھا۔

ربیع کہتے ہیں کہ مسلمان اس وقت بارہ ہزار کا لشکر تھے۔ ان میں سے دو ہزار تو صرف مکہ سے تھے۔

صحابہ کا مطالبہ اور رسول اللہ ﷺ کی تنبیہ .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے، ان کو ابن اسحاق نے زہری سے، اس نے سنان بن ابوسنان نے، ان کو ابوواقد لیثی نے۔ وہ حارث بن مالک ہیں۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ حنین کی طرف روانہ ہوئے، قریش کے لئے ایک درخت تھا خوب ہرا بھرا تھا اور بہت بڑا درخت تھا، وہ ہر سال اس کے پاس آتے تھے اور وہ اس پر اپنے ہتھیار لٹکا دیتے تھے اور اس کے پاس اعتکاف میں بیٹھتے تھے اور اس کے پاس چڑھاوے کے جانور ذبح کرتے تھے۔ اس کا نام رکھا گیا تھا ذات انواط۔ چنانچہ ہم لوگ بھی ایک بڑے اور ہرے درخت کے پاس سے گزرے اور ہم نے ایک دوسرے کو آواز دی راستے کے دونوں طرف سے جبکہ ہم مقام حنین کی طرف جا رہے تھے۔ یا رسول اللہ ﷺ آپ بھی ہمارے لئے ذات انواط مقرر کر دیں جیسے مشرکین کا ذات انواط ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ اکبر ! یہ تو ایسی بات ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے ان سے کہا تھا :

اِجۡعَلۡ لَّنَاۤ اِلٰهًا كَمَا لَهُمۡ اٰلِهَةٌ

ہمارے لئے بھی ایک اللہ اور مشکل کشا بنادیں جیسے ان لوگوں کے اللہ ہیں۔

یہی تو سُنتیں ہوتی ہیں۔البتہ ضرور تم لوگ بھی پہلے لوگوں کے طریقوں اور سُنتوں کو اختیار کرو گے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۵۶۔البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۲۵)

(۴) ہمیں حدیث بیان کی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ مکرمہ میں، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے زہری سے، اس نے سنان بن ابو سنان سے، اس نے ابو واقد لیثی سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے جب حنین کا سفر کیا آپ ایک درخت کے پاس سے گزرے۔مشرکین نے اس پر اپنا اسلحہ لٹکایا ہوا تھا۔اس کو ذات انواط کہا جاتا تھا۔صحابہ کرام نے بھی (از راہ خوش طبعی یا حقیقت میں) کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمارے لئے بھی ذات انواط مقرر کر دیں جیسے ان لوگوں کا ذات انواط ہے۔حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ اکبر! یہ تو ایسی بات ہے جیسے موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے کہا تھا موسیٰ علیہ السلام سے :

اِجۡعَلۡ لَّنَاۤ اِلٰهًا كَمَا لَهُمۡ اٰلِهَةٌ ۔ (سورۃ الاعراف : آیت ۱۳۸)

ہمارے لئے بھی آپ اسی طرح کوئی الٰہ (پوجا کے لئے) مقرر کر دیں۔جیسے ان کے الٰہ ہیں۔

تم لوگ ضرور پہلے لوگوں کی سنتوں اور طریقوں پر چلو گے۔(ترمذی۔کتاب الفتن۔حدیث ۲۱۸۰ ص ۴/۴۷۵)

(۵) ہمیں خبر دی ابو علی روذباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو بکر بن داسہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو داؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو توبہ نے، ان کو معاویہ بن سلام نے زید سے یعنی ابن سلام سے کہ اس نے سُنا ابو سلام سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے سلولی نے کہ اس نے ان کو حدیث بیان کی ہے سہل بن حنظلیہ نے کہ وہ لوگ رسول اللہ کے ساتھ چل رہے تھے غزوہ حنین والے دن لمبی دیر چلتے رہے حتیٰ کہ سورج ڈھل گیا اور ظہر کا وقت ہو گیا رسول اللہ ﷺ کے سامنے۔

ایک گھوڑے پر سوار آدمی آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ لوگوں کے آگے گیا تھا حتیٰ کہ میں فلاں فلاں پہاڑ کے اُوپر چڑھا تھا۔میں نے دیکھا ہے کہ ہوازن کے لوگ اپنے آباء کے طریقوں پر اپنی عورتوں سمیت اور مال مویشی سمیت بکریوں سمیت مقابلے کے لئے نکل آئے ہیں اور مقام حنین کی طرف جمع ہو گئے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ یہ خبر سُن کر مسکرا دیئے اور فرمایا کہ انشاء اللہ یہ سارا مال ومتاع کل صبح مسلمانوں کا مال غنیمت ہوگا۔اس کے بعد حضور ﷺ نے فرمایا آج رات ہمارے لئے چوکیداری کون کرے گا؟ حضرت انس بن ابو مرثد غنوی نے فرمایا: یا رسول اللہ ﷺ میں کروں گا۔آپ نے فرمایا بس تو پھر سوار ہو جایئے۔وہ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے پھر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا، اس وادی حنین کا رُخ کیجئے حتیٰ کہ تم اس کی بالائی جانب پہنچ جاؤ۔تجھے دھوکہ میں نہ ڈال دے تیری طرف کوئی رات کی وجہ سے۔

جب صبح ہوئی تو رسول اللہ ﷺ اپنی نماز کی جگہ کی طرف نکلے۔آپ نے دو رکعتیں پڑھیں پھر پوچھا کہ کیا تم لوگوں نے اپنے گھڑ سوار کو دیکھا ہے؟ لوگوں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ ہم نے اس کو نہیں دیکھا ہے۔اس کے بعد نماز کے لئے تثویب یعنی اقامت کہی گئی۔رسول اللہ ﷺ نماز پڑھانے لگے تو آپ وادی یا گھاٹی کی طرف توجہ فرما رہے تھے۔آپ نے جب نماز پوری کر لی اور سلام پھیر لیا تو آپ نے فرمایا خوش ہو جاؤ تمہارے پاس تمہارا سوار آ گیا ہے۔ہم درخت کی طرف گھاٹی میں دیکھنے لگے۔

یکا یک کیا دیکھا کہ وہ آ گیا ہے حتیٰ کہ وہ آ کر رسول اللہ ﷺ کے سامنے رُکا اور سلام کیا۔اور بتانے لگا کہ میں اس گھاٹی کی بالائی جانب چلا گیا تھا جہاں پر مجھے رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا۔جب صبح ہوئی تو میں نے اس کی دونوں گھاٹیوں کو اچھی طرح دیکھا مجھے کوئی نظر نہیں آیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کو بتایا تم آج رات گھوڑے سے اُترے بھی تھے یا رات بھر گھوڑے کے اُوپر رہے؟ انہوں نے بتایا کہ میں صرف قضاء حاجت کے لئے یا نماز کے لئے اُترا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ تیرے لئے جنت واجب ہوگئی ہے۔ تیرے اُوپر کوئی گناہ نہیں ہے اگر آپ اس کے بعد کوئی عمل نہ بھی کریں۔

قد او جبت فلا عليك الا تعمل بعدها

(ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۵۰۱ ص ۹/۳۔۱۰۔ تاریخ ابن کثیر ۲۲۵/۴۔۲۲۶)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، وہ دونوں کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو عاصم بن عمر بن قتادہ نے عبدالرحمن بن جابر سے، اس نے اپنے والد سے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں مالک بن عوف لوگوں سمیت حنین کی طرف روانہ ہو رہے تھے جوان کے ساتھ تھے۔ وہ رسول اللہ ﷺ سے پہلے پہنچ گئے تھے، انہوں نے تیاری کر لی تھی اسلحہ تیار کر لیا تھا۔ اور وادی حنین کے کناروں اور تنگ راستوں کی ناکہ بندی کر لی تھی۔

رسول اللہ ﷺ اور آپ کے اصحاب آئے تو صبح کے اندھیرے میں وادی ان لوگوں سے بھر چکی تھی۔ جونہی یہ لوگ اترے تو گھڑسوار ان کے سامنے مقابل آ گئے۔ اور انہوں نے سخت حملہ کیا جس سے لوگ شکست خوردہ ہو کر واپس لوٹنے لگے، کوئی کسی کو نہیں دیکھ رہا تھا۔ رسول اللہ دائیں جانب ایک طرف سمٹ گئے اور فرمایا کہ اے لوگو! میری طرف آؤ میں رسول اللہ ہوں، میں یہاں پر ہوں، میں محمد بن عبداللہ ہوں، کچھ بھی نہیں ہے اور پھر اُونٹوں کو ایک دوسرے کے ساتھ ترتیب دیا گیا۔

رسول اللہ ﷺ نے جب دیکھا تو آپ نے لوگوں کو حکم دیا اور آپ کے ساتھ آپ کے اہل بیت کی ایک جماعت تھی اور دوسری جماعت مہاجرین کی تھی اور عباس ؓ آپ کے سفید خچر کی لگام تھامے ہوئے تھے حضور اس پر سوار تھے۔ آپ نے اس کو لگام چڑھائی ہوئی تھی۔ کہتے ہیں کہ آپ کے اہل بیت میں سے مندرجہ ذیل لوگ ڈٹے رہے تھے :

''علی بن طالب، ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب فضل بن عباس اور ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب اور ایمن بن اُم ایمن وہ ابن عبید ہے اور اسامہ بن زید۔ اور آپ کے ساتھ مہاجرین میں سے جو لوگ ڈٹے رہے ان میں سے ابوبکر صدیق اور عمر فاروق تھے''۔

ایک آدمی تھا بنو ہوازن میں سے اپنے سرخ اُونٹ پر سوار تھا اس کے ہاتھ میں سیاہ جھنڈا تھا جو کہ اس نے انتہائی طویل نیزے پر باندھا ہوا تھا۔ وہ اہل ہوازن کے آگے آگے تھا۔ قبیلہ ہوازن کے لوگ اس کے پیچھے تھے وہ جب لوگوں کو پا لیتا تو ان کو اپنے نیزے کے ساتھ زخمی کر دیتا۔ اور جب لوگ اس کے مقابل نہ ہوتے تو وہ نیزے کو اُوپر اُٹھا لیتا۔ پیچھے والوں کی راہنمائی کرنے کے لئے۔ لہٰذا وہ لوگ اس کو دیکھ کر اس کے پیچھے چلتے رہتے۔ وہ اسی نہج پر چل ہی رہا تھا کہ یکایک حضرت علی ؓ اور ایک انصاری صحابی اس کی طرف پلٹے حملہ کرنے کے لئے۔ حضرت علی ؓ اس کے پیچھے پہنچے انہوں نے اس کے اُونٹ کی کونچیں کاٹ ڈالیں جس سے وہ اپنے چوتڑوں کے بل آ گرا ادھر سے انصاری نے اس پر تلوار سے ایسا وار کیا کہ اس کو دو حصوں میں چیر کر رکھ دیا جس سے جنگ کا پانسہ پلٹ گیا اور لوگ مضبوط ہو گئے۔

اللہ کی قسم اس کے بعد کیفیت یہ ہوگئی تھی کہ جو بھی گروہ لوگوں میں سے رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنی شکست کے بعد لوٹتا تو دیکھتے کہ رسول اللہ ﷺ کے سامنے کئی کئی مشرکین کی مشکیں کسی ہوئی پہلے قیدی موجود پاتے۔ جب وہ لوگ شکست سے دوچار ہو گئے جو رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے اہل مکہ کے تنگ پاؤں لوگوں میں سے تو ان میں سے کچھ مردوں نے وہ کلام کیا جو ان کے دلوں میں کھوٹ تھا۔ چنانچہ ابوسفیان بن حرب نے کہا کہ ان لوگوں کی شکست پوری نہیں ہوگی سوائے سمندروں کے بے شک قسمت میں نکالے جانے والے تیر اس کی ترکش میں چمک رہے تھے۔

اور ابوعبداللہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ ابن اسحاق سے روایت کرتے ہوئے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے، وہ کہتے ہیں کہ ابوسفیان بن حرب رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حنین کی طرف روانہ ہوئے۔ بے شک وہ اسلام ظاہر کر رہے تھے اور بے شک وہ تیر جن کے ساتھ وہ قسمت کے تیر نکالتے تھے تا حال اس کی ترکش میں تھے۔

مترجم کہتا ہے واللہ اعلم ابن اسحاق کی یہ روایت صحیح ہے یا کسی اصحاب دشمن کی گھڑی ہوئی ہے واللہ اعلم بالصواب

ابن اسحاق کہتے ہیں کلاہ بن حنبل نے چیخ ماری تھی حالانکہ وہ اپنے بھائی صفوان بن اُمیہ کے ساتھ تھا۔ وہ اس کی ماں کی طرف سے بھائی تھا۔ اس وقت مشرک تھا (انہوں نے چیخ کر یہ کہا تھا) خبردار آج سحر باطل ہو گیا ہے۔ صفوان نے کہا تھا چپ ہو جا اللہ تیرا منہ توڑ دے۔ بس اللہ کی قسم ہے البتہ اگر کوئی آدمی میری پرورش کرتا قریش میں سے تو یہ بات میرے نزدیک زیادہ محبوب ہوتی اس سے کہ کوئی آدمی میری پرورش کرتا ہوازن میں سے۔

حضرت حسان نے کہا تھا :

رأيت سوادًا من بعيد فراعني
اذا حنبلٌ ينزو على أم حنبل

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۵۸)

میں نے دور سے سیاہ ہیولا دیکھا، اس نے مجھے خوف زدہ کر دیا۔ یکا یک دیکھا تو وہ پرانا یوشین تھا اُم حنبل پر یا حنبل کو در ہاتھا حنبل پر۔

ابن اسحاق نے کہا کہ شیبہ بن عثمان بن ابوطلحہ بنوعبدالدار کے بھائی نے کہا میں آج کے دن اپنا قصاص و بدلہ پالوں گا کیونکہ اس کا باپ یوم اُحد میں قتل ہو گیا تھا۔ (اس نے کہا کہ) آج کے دن میں محمد (ﷺ) کو قتل کر دوں گا۔ چنانچہ (جب سامنے ہوا تو) میں نے ان کو قتل کرنے کا ارادہ کیا یعنی قتل کرنا چاہا تو دیکھا کہ کوئی چیز میرے سامنے آ گئی ہے حتیٰ کہ اس نے میرا دل چھپا اور ڈوبا دیا۔ لہٰذا میں ایسا نہ کر سکا اور میں سمجھ گیا کہ حضور ﷺ محفوظ کر دیئے گئے ہیں اور وہ قتل نہیں ہو سکتے۔ (مغازی للواقدی ۳/۹۱۰)

رسول اللہ ﷺ کی پکار پر جماعت کا تیار ہونا .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس نے وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی احمد نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عاصم بن عمر بن قتادہ نے عبدالرحمن بن جابر سے، اس نے اس کے والد جابر بن عبداللہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم حنین میں کہا تھا جب اس نے لوگوں کو دیکھا، جو کچھ دیکھا تھا اس نے کہا، اے عباس تم آواز لگاؤ، اے انصار کی جماعت، اے اصحاب سمرہ۔ انہوں نے جواب دیا، لبیک لبیک۔ چنانچہ ایک آدمی ان میں سے جاتا تا کہ اپنے اُونٹ کو تیار کرے مگر وہ اس پر قدرت نہ رکھتا۔ لہٰذا وہ اپنے اُونٹ اور زرہ اپنی گردن سے اُتار کر پھینک دیتا اور اپنی تلوار اور کمان اُٹھاتا اور آواز کی جانب رخ کرتا حتیٰ کہ ان میں سے ایک سو افراد رسول اللہ ﷺ کے پاس جمع ہو گئے وہ لوگوں کے مقابلے پر آئے اور انہوں نے قتال کیا۔ پہلے پہل آواز انصار کو لگائی گئی تھی اس کے بعد بنوخزرج کو وہ لوگ جنگ کے وقت ثابت قدم رہنے والے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے مجاہدین میں نظر دوڑائی اور مضبوط لوگوں کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا اب جنگ گرمی پکڑے گی۔ کہتے ہیں اللہ کی قسم لوگوں میں سے جو بھی گروہ لوٹتا رسول اللہ کے پاس مشکیں کسے قیدی رسول اللہ ﷺ کے پاس ہوتے اللہ نے ان کفار میں سے قتل کیا جن کو قتل کرنا تھا اور شکست دی جن کو دینا تھی پھر اللہ نے رسول اللہ ﷺ کو اس جنگ میں مال غنیمت مال فے عطا کیا۔ ان کے مال میں بھی تو عورتیں بھی اور ان کی اولادیں بھی۔

فتح مکہ سے آپ ﷺ کی آنکھوں کو ٹھنڈک ملنا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے (ح)۔ اور ہمیں

خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں اور یہ انہی کے الفاظ ہیں، ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرۃ نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے حنین کا قصد کرنے والے روانہ ہوئے اور تھے اہل حنین۔

اور روایت عروہ میں ہے کہ اہل مکہ گمان کر رہے تھے جب رسول اللہ ﷺ اس کے قریب پہنچے تھے کہ حضور انہیں سے ابتداء کرنے والے ہیں اور عروہ کی ایک روایت میں ہے کہ وہ ہوازن سے ابتداء کرنے والے ہیں مگر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے لئے اس سے بھی بہتر کیا کہ ان کے لئے مکہ فتح کر دیا اور اس کے ساتھ ان کی آنکھیں ٹھنڈی کر دی تھیں اور آپ کے دشمن کو سرنگوں کر دیا تھا۔ لہٰذا جب حضور حنین کی طرف نکلے تو اہل مکہ بھی حضور کے ساتھ تھے۔ ان میں سے کسی نے عذر و دھوکہ نہیں کیا تھا۔ لوگ پیدل بھی تو سواریوں پر بھی گئے، یہاں تک کہ ان کے ساتھ عورتیں بھی گئیں حالانکہ غیر دین پر تھیں محض نظارہ کرنے کے لئے اور وہ غنائم کی امید کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ کے لئے، اصحاب رسول کے لئے ٹکراؤ کو ناپسند نہیں کر رہے تھے۔

اور عروہ کی ایک روایت میں ہے کہ وہ اس کے باوجود اس بات کو ناپسند نہیں کر رہے تھے کہ صدمہ اور ٹکراؤ رسول اللہ ﷺ اور ان کے اصحاب کے ساتھ ہوگا۔

موسیٰ نے کہا کہ ابوسفیان بن حرب نے یہ کہنا شروع کیا تھا کہ جب بھی کسی کی ڈھال گر جاتی یا تلوار گر جاتی اصحاب رسول کے سامان میں سے وہ رسول اللہ ﷺ کو آواز دے دیتے کہ یہ مجھ دے دیں میں اس کو اٹھا لوں گا حتیٰ کہ اس نے ایسے سامان سے اپنا اُونٹ لاد لیا تھا۔

موسیٰ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ صفوان بن اُمیہ بھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چلے تھے۔ حالانکہ وہ کافر تھے اور ان کی بیوی مسلمان تھی حضور نے صفوان کے اور ان کی بیوی کے مابین تفریق نہیں کی تھی پھر وہ دونوں مقصد میں متفق ہو گئے تھے۔

موسیٰ کہتے ہیں کہ ان دنوں مشرکین کے سردار اہل حنین میں سے مالک بن عوف نصری تھے اور ان کے ساتھ درید بن صمہ تھا جو غرور سے اترا رہا تھا عروہ کی ایک روایت میں ہے :

یرعش او ینعش من الکبیر ۔ (ترجمہ) غرور سے اترا رہا تھا یا کانپ رہا تھا۔

غزوۂ حنین میں حضور ﷺ کا اہل حنین کی خبر معلوم کرنے کے لئے ابن ابوحدرد کو جاسوس بنا کر بھیجنا

موسیٰ کہتے ہیں کہ (اہل حنین) کے ساتھ عورتیں تھیں اولادیں تھیں مال مویشی تھے۔ حضور ﷺ نے ابن ابوحدرد اسلمی کو بلایا اور اس کو ان لوگوں کے لشکروں کی طرف بطور جاسوس روانہ کیا۔ وہ گیا حتیٰ کہ رات کے وقت مالک بن عوف (یعنی لشکر کفر کے سردار) کے قریب جا بیٹھا۔ اس نے سنا کہ مالک بن عوف اپنے اصحاب کو وصیت کر رہا تھا کہ صبح کو تم لوگ جب مسلمانوں پر حملہ کرو تو یکبارگی اور ایک ہی آدمی کی طرح حملہ کرنا۔ اپنی تلواروں کے نیام توڑ ڈالنا اور اپنے مویشیوں کو ایک صف میں کھڑا کرنا اور عورتوں کو ایک صف میں، اس کے بعد اس قوم پر حملہ کرنا۔

ابن ابوحدرد رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے ان کو اس نے خبر دی۔ رسول اللہ ﷺ نے حضرت عمر بن خطاب ؓ کو فرمایا سنئے یہ کیا کہہ رہے ہیں۔ ابن ابوحدرد نے وہ سب ذکر کیا جو ان کے مابین بات ہوئی تھی جیسی ابھی گزری ہے۔ وہ کہتے ہیں جب لوگوں نے صبح کی اور بعض نے بعض کو دیکھا۔ ابوسفیان اور صفوان اور معاویہ ابوسفیان الگ ہو گئے اور حکیم بن حزام ٹیلے کے پیچھے سے دیکھ رہے تھے کہ کون پیٹھ دے کر بھاگتا ہے اور لوگوں نے ایک دوسرے کے مقابلے پر صف بندی کی۔ حضور ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار ہوئے اور صفوں کے سامنے آئے اور انہیں حکم دیا اور قتال پر اُبھارا۔ اور انہیں فتح کی بشارت دی اگر صبر کر کے جمے رہے۔ اور ان کو ان کے دین پر سچا قرار دیا۔

مشرکین نے مسلمانوں پر یکبارگی حملہ کر دیا ایک ہی آدمی کی طرح مسلمانوں نے ایک راؤنڈ لگایا مگر پیٹھ پھیر کر بھاگنے لگے۔ حارثہ بن نعمان نے کہا البتہ تحقیق میں نے ڈرایا ان کو جو باقی رہ گئے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جب لوگ پیٹھ پھیر کر چلے گئے تھے۔ میں کہتا ہوں کہ وہ ایک سو آدمی ہوں گے۔ چنانچہ ایک آدمی قریش میں سے صفوان بن امیہ کے پاس گذرا اور کہنے لگا کہ تم خوش ہو جاؤ محمد اور اس کے اصحاب کی ہزیمت وشکست کے ساتھ۔ اللہ کی قسم وہ اس کی کبھی تلافی نہیں کر سکیں گے کبھی بھی صفوان نے اس سے کہا کیا تم مجھے بشارت دے رہے ہو دیہاتیوں کے غلبے کی۔ اللہ کی قسم قریش کا ایک سردار مجھے اعراب کے مالک سے بہتر اور مجھے زیادہ پسند ہے۔

عروہ نے یہ اضافہ کیا ہے کہ صفوان اس کے حسب کی وجہ سے ناراض ہو گیا تھا۔ موسیٰ نے کہا کہ صفوان بن امیہ نے اپنا غلام بھیجا۔ اسی کے ذمہ لگایا (کہ ہوازن والوں) کا اشعار کیا ہے؟ یہ معلوم کرے۔ غلام اس کے پاس آیا اس نے بتایا کہ میں نے سنا ہے کہ وہ کہہ رہے ہیں یا بنی عبدالرحمن، یا بنی عبداللہ، یا بنی عبید اللہ۔ صفوان نے کہا کہ محمد غالب آ جائیں گے یہی ان کا شعار تھا جنگ میں۔ اور یہ کہ رسول اللہ ﷺ کو جب لڑائی نے ڈھانپ لیا تو آپ رکابوں کے اوپر کھڑے ہو گئے تھے۔ آپ ﷺ خچر پر سوار تھے۔ لوگوں نے یہ بھی کہا کہ آپ ﷺ نے اللہ کی طرف دونوں ہاتھ اُٹھا کر دعا کی تھی۔

اللہ میں تجھے قسم دیتا ہوں اس کی جو کچھ تو نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ اے اللہ ان لوگوں کو آج ہمارے اوپر غالب نہیں آنا چاہئے۔ پھر آپ ﷺ نے اپنے اصحاب کو آواز دی اور انہیں اُبھارا، اے اصحاب بیعت یوم الحدیبیہ اللہ سے ڈرو، اللہ سے ڈرو اپنے نبی پر حملہ کرنے سے۔ اور کہا جاتا ہے کہ یوں کہا تھا کہ اے اللہ کے مددگارو، اے اس کے رسول کے مددگارو، اے بنی خزرج۔ اور اپنے اصحاب کو آپ ﷺ نے حکم دیا جن جن کو انہیں الفاظ کے ساتھ آواز دی تھی۔ اور آپ ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی بھری اور مشرکین کے چہروں پر ماری اور ان کے اتمام اطراف پھینکی اور فرمایا شَاهَتِ الْوُجُوهُ، یہ چہرے رسوا ہو جائیں۔ اور آپ ﷺ کے اصحاب جلدی جلدی آپ کے پاس آئے۔

کہا جاتا ہے کہ وہ ایک دوسرے سے جلدی کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے اصحاب سورۃ البقرۃ اور لوگوں نے یہ بھی گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اب جنگ گرم ہوگی۔ پس اللہ نے ان کے دشمنوں کو ہر اس جانب سے شکست دی جس جانب آپ نے کنکریاں پھینکی تھیں اور مسلمانوں نے ان لوگوں کا پیچھا کیا تھا وہ ان سے اسی رُخ پر قتال کرتے رہے۔ اللہ نے ان کو غنیمتیں دیں، مشرکین کی عورتیں بھی تو ان کی اولادیں بھی تو ان کی بکریاں بھی۔

اور مالک بن عوف فرار ہو گیا اور وہ طائف کے قلعے میں جا چھپا کچھ لوگوں کے ساتھ اپنی قوم کے اشراف میں سے۔ اس وقت یہ (منظر دیکھ سن کر) کثیر تعداد میں لوگ مسلمان ہو گئے تھے اہلِ مکہ میں سے۔ جب انہوں نے اللہ کی نصرت دیکھی اللہ کے رسول کے ساتھ اور اللہ کو اپنے دین کی عزت کرتے دیکھا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے لیکن عروہ کی روایت میں رسول اللہ ﷺ کا رکابین پر کھڑے ہونے کا ذکر نہیں ہے اور نہ ہی یہ قول ہے یا انصار اللہ۔ اور حصباء و کنکریوں کے بارے میں کہا ہے کہ حضور ﷺ نے اپنے آگے پیچھے دائیں بائیں پھینکی تھیں جس طرف آپ نے کنکریاں پھینکی تھیں وہ لوگ شکست کھا گئے اور مشرکین شکست خوردہ ہو گئے۔ اور اصحاب رسول مائل ہوئے جب مشرکین کو اللہ نے شکست دی۔ لہٰذا دیگر مسلمان بھی اصحاب رسول ﷺ کے پیچھے آ گئے۔

یہ ہے وہ تفصیل جس کو اہلِ مغازی نے رسول اللہ ﷺ کے مشرکین کے منہ پر کنکریاں مارنے کے بارے میں ذکر کیا ہے۔ اس سب کچھ میں جن آثارِ نبوت کا ظہور ہوا ہے وہ آثار حدیث موصولہ میں موجود ہیں۔

☆☆☆

باب ۱۷۸

نبی کریم ﷺ کا استقلال اور ثابت قدمی

☆ حضور ﷺ کا اپنے رب سے مدد طلب کرنا

☆ حضور ﷺ کا مشرکین کے خلاف بددعا کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے، اور عمر بن ابوزائدہ نے ابواسحٰق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا براء سے ان سے ایک آدمی نے کہا تھا اے ابوعمارہ کیا تم فرار ہو گئے تھے رسول اللہ ﷺ کے ہاں سے حنین والے دن؟ حضرت براء ؓ نے فرمایا لیکن رسول اللہ ﷺ فرار نہیں ہوئے تھے بے شک قوم ہوازن انتہائی تیرانداز قوم تھے جب ہم لوگ ان سے ٹکرائے۔ اور ہم لوگوں نے ان پر حملہ کیا تھا تو وہ شکست کھا گئے تھے جس پر ہمارے لوگ غنیمتوں کی طرف متوجہ ہو گئے تھے۔ اور ان لوگوں نے تیروں سے ہمارے اوپر بوچھاڑ کر دی تھی لہٰذا مسلمان شکست سے دوچار ہو گئے تھے۔ البتہ تحقیق میں نے اس وقت رسول اللہ ﷺ کو دیکھا تھا کہ ابوسفیان بن حارث حضور ﷺ کے خچر کی لگام پکڑے ہوئے تھا اور حضور ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔ نبی کریم ﷺ یہ فرما رہے تھے :

انا البنی لا کذب ۔ انا ابن عبد المطلب

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث شعبہ بن حجاج سے۔

(بخاری۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۸۶۴۔ فتح الباری ۲۹/۶۔ ۷۵/۶۔ ۲۷/۸۔ مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر، حدیث ۷۸ ص ۱۴۰۰/۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے بطور املاء کے ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے اور اسماعیل بن قتیبہ نے، اور محمد بن عبدالسلام نے۔ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن یحییٰ نے۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علاء بن محمد بن ابوسعید اسفرائینی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی بشر بن احمد بن بشر اسفرائینی نے، ان کو ابراہیم بن علی ذہلی نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو خبر دی ابوخیثمہ نے ابواسحٰق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے کہا تھا حضرت براء ؓ سے اے ابوعمارہ کیا تم لوگ یوم حنین میں فرار نہیں ہو گئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ نہیں رسول اللہ ﷺ پیچھے نہیں مڑے تھے بلکہ آپ کے اصحاب کے کچھ نوجوان اور ہلکے پھلکے لوگ خالی ہاتھ ہونے کی وجہ سے نکل گئے تھے۔ ان پر ہتھیار نہ تھے یا بڑے ہتھیار نہیں تھے۔ کیونکہ وہ لوگ ماہر تیرانداز قوم سے مقابلے پر آئے تھے جن کے تیر کا کوئی نشانہ خطا نہیں ہوا کرتا تھا۔ ہوازن کی جماعت تھی، صاحب مدد تھے۔ انہوں نے ان کو تیروں سے چھلنی کر ڈالا تھا ان کا تیر خطا نہیں ہوتا تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کی طرف آ گئے تھے جبکہ حضور ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب سواری کو چلا رہے تھے۔ حضور ﷺ سواری سے اُترے اور اللہ سے مدد مانگی اور فرمایا: انا البنی لا کذب۔ انا ابن عبدا لمطلب۔ اور حضور ﷺ نے ان کی صف بندی کی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عمرو بن خالد سے، اس نے زہیر بن خیثمہ سے، مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن یحییٰ سے۔

(مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۷۸ ص ۱۴۰۰/۳۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۹۳۰، فتح الباری ۱۰۵/۶)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ،ان کو حسن بن سفیان نے ،ان کو ابوبکر بن شیبہ نے ،ان کو ابو اسامہ نے زکریا بن ابوزائدہ سے ،اس نے ابواسحق سے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے حضرت براء سے کہا تھا کیا تم لوگ پیٹھ پھیر گئے تھے حنین والے دن اے ابوعمارہ؟

اس راوی نے مذکورہ حدیث کا مفہوم ذکر کیا ہے جو کچھ کم زیادہ ہوا ہے۔

اس کے آخر میں کہا ہے کہ رسول اللہ ﷺ سواری سے اُترے تھے اور اللہ سے دعا کی تھی اور مدد طلب کی تھی :

انا النبی لا کذب ۔ انا ابن عبد المطلب ۔ اے اللہ اپنی نصرت نازل فرما۔ (سیرۃ الشامیہ ۶۱۰/۵)

کہتے ہیں کہ ہم لوگ تھے اللہ کی قسم جب جنگ گھمسان سے لڑی جارہی تھی ہم حضور ﷺ کے ساتھ اپنا بچاؤ کرتے تھے ۔ بے شک حضور ﷺ وہ شجاع تھے جن کے ساتھ بچاؤ کیا جاتا تھا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث عیسیٰ بن یونس سے ،اس نے زکریا سے ۔ (مسلم ۔ کتاب الجہاد والسیر ۔ حدیث ۷۹ ص ۱۴۰۱/۳)

اور ہم نے اس کو روایت کیا ہے حدیث شبابہ بن عاصم سلمی میں یہ کہ نبی کریم ﷺ نے یوم حنین میں فرمایا تھا انا ابن العواتك ۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ،ان کو ابراہیم بن سلیمان برلسی نے ،ان کو محمد بن صباح نے ، ان کو ہشیم نے یحییٰ بن سعید سے ،اس نے عمرو بن سعید بن عاص سے ،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے شبابہ نے کہ رسول اللہ ﷺ نے یوم حنین میں فرمایا تھا میں ابن عواتک ہوں ۔ تحقیق کہا گیا ہے کہ مروی ہے ہشیم سے ،اس نے یحییٰ بن سعید عمرو بن سعید بن عاص سے ۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوعبداللہ محمد بن عبیداللہ جرجانی نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی محمد بن اسحق بن ابراہیم نے ، ان کو قتیبہ بن سعید نے ،ان کو ابوعوانہ نے قتادہ سے ۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بعض مغازی میں فرمایا تھا میں ابن عواتک ہوں ۔

قتیبہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کی تین دادیاں بنوسُلیم سے تھیں ،ان کا نام عاتکہ تھا۔ لہٰذا جب آپ ﷺ فخر کرتے تو فرماتے تھے کہ میں ابن العواتک ہوں ۔

میں کہتا ہوں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ ان تین میں سے (۱) ام عبد مناف تھی (۲) ام ھاشم اور (۳) آپ ﷺ کی دادی تھیں بنوزہرہ کی طرف سے۔

باب ۱۷۹

رسول اللہ ﷺ کا کفار کے چہروں پر پتھر پھینکنا

اور وہ رُعب جو اُن لوگوں کے دلوں میں ڈال دیا گیا اور فرشتوں کا نزول اور اِن تمام انواع میں آثارِ نبوّت کا ظہور

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ حافظ نے املاءً ،انہوں نے حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ،انہوں نے بتایا کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکیم نے ،انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابن وہب نے ،ان کو حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے ،ان کو محمد بن اسماعیل نے ۔ ابوطاہر نے ،ابن وہب نے ،یونس نے زہری سے ،ان کو حدیث بیان کی ہے کثیر بن

عباس بن عبدالمطلب نے ، وہ کہتے ہیں کہ عباس نے کہا کہ میں غزوۂ حنین میں حضور کے ساتھ موجود تھا میں عباس اور ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب رسول اللہ کے ساتھ لازم وملزوم رہے ، چپکے رہے ۔ ان سے جدا نہیں ہوئے تھے ۔ حضور اپنے سفید خچر پر سوار تھے جو حضور کو فروہ بن نفاثہ جذامی نے ہدیہ دیا تھا ۔ جب مسلمان اور کفار ٹکرائے تو مسلمان پیٹھ پھیر گئے تھے ۔ رسول اللہ نے ایڑ لگائی کفار کی طرف ۔ عباس کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے خچر کی لگام تھامے ہوئے تھا اسے روکے ہوئے تھا کہ جانور جلدی نہ کرے اور ابوسفیان رسول اللہ کے رکاب تھامے ہوئے تھا ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے عباس اصحاب سمرہ کو (یعنی اصحاب بیعت حدیبیہ) کو آواز لگایئے ۔

عباس بلند اور قوی آواز والے تھے ۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے بلند آواز کے ساتھ پکارا اے اصحاب سمرہ ۔ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم میں نے آواز لگا کر ان اصحاب سمرہ کو ایسے متوجہ کر دیا جیسے گائے اپنے بچے کے پاس بھاگ کر آتی ہے وہ کہتے ہوئے بھاگے یا لبیکاہ یا لبیکاہ ۔ چنانچہ اصحاب سمرہ اور کفار خوب لڑے اور قتال کیا ۔ اور انصار میں پکار لگائی ، کہتے ہیں کہ اے انصار کی جماعت ، اس کے بعد دعوت بند کر دی گئی بنو حارث بن خزرج پر انہوں نے کہا اے بنو الحارث بن خزرج رسول اللہ ﷺ نے دیکھا وہ اپنے خچر پر تھے اُونچے ہو کر ان کے قتال کی طرف رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس وقت گھمسان کی جنگ ہو رہی ہے ۔

کہتے ہیں اس وقت رسول اللہ ﷺ نے کنکریاں اُٹھائی اور ان کو کفار کے چہروں پر پھینکا اور فرمایا شکست کھا گئے محمد کے رب کی قسم ہے ۔ کہتے ہیں کہ میں بھی جا کر قتال کو دیکھنے لگا ۔ میں نے دیکھا تو قتال خوف ناک صورت اختیار کر چکا تھا میری نظر میں ۔ اللہ کی قسم اس کی وجہ اس کے سوا کوئی نہیں تھی کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو کنکریاں ماری تھیں ۔ میں ان کی تیزی مستقل دیکھتا رہا کمزوری تک اور ان کے بالتدبیر کام کو ۔

یہ الفاظ حدیث ابن عبدالحکم کے ہیں اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوطاہر سے ۔

(مسلم ۔ کتاب الجہاد والسیر ۔ حدیث ۷۶ ص ۱۳۹۸/۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے ، ان کو احمد بن سلمہ نے ، ان کو اسحاق اور محمد بن رافع نے عبد الرزاق سے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی معمر نے زہری سے ، اس اسناد ساتھ اس کی مثل سوائے اس کے کہ انہوں نے کہا ہے فروہ بن نعامہ جذامی اور کہا کہ یہ شکست کھا جائیں گے رب کعبہ کی قسم ، اس نے یہ اضافہ کیا ہے حدیث میں ، حتیٰ کہ اللہ نے ان کو شکست دی ۔ کہتے ہیں کہ گویا میں آج بھی نبی کریم ﷺ کی طرف دیکھ رہا ہوں کہ وہ ان لوگوں کے پیچھے اپنی سواری کو ایڑ لگا رہے ہیں ۔

زہری نے کہا کہ عبدالرحمن بن ازھر حدیث بیان کرتے تھے کہ خالد بن ولید بن مغیرہ اس دن نکلے اور وہ گھڑ سوار دستے پر مقرر تھے رسول اللہ ﷺ کے گھوڑے پر ۔ ابراہیم بن ازہر نے کہا ہے کہ پھر میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا اس کے بعد کہ اللہ نے کفار کو شکست دے دی ۔ اور مسلمان واپس ہو گئے ان کی طرف چل رہے تھے مسلمانوں میں اور کہہ رہے تھے کون بتائے گا خالد بن ولید کے پیدل دستے کے بارے میں ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے اسحاق سے اور محمد بن رافع سے سوائے روایت ابن ازہر کے ۔ (مسلم ۱۳۹۹/۳)

سلمہ بن اکوع کا دشمن سے مقابلہ .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو خبر دی ابوعلی حسین بن علی بن یزید حافظ نے ، ان کو خبر دی ابویعلیٰ موصلی نے ، ان کو زھیر نے بن حرب نے ، ان کو عمرو بن یونس نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عکرمہ بن عمار نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ایاس بن سلمہ نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ہمارے والد نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جہاد کر رہے تھے حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ۔ جب ہم لوگ دشمن کے باہم مقابل ہوئے تھے میں آگے بڑھا اور گھاٹی کے اُوپر چڑھ گیا میں دشمن کے ایک آدمی کے سامنے آیا اور میں نے ایک تیر مارا ، وہ مجھ سے چھپ گیا مجھ کو معلوم نہ ہوا کہ وہ کہاں ہے ؟ اس کے بعد میں نے

لوگوں کی طرف دیکھا بس اچانک وہ تحقیق دوسری گھاٹی پر چڑھ آئے تھے۔ چنانچہ وہ لوگ اور رسول اللہ ﷺ کے صحابہ باہم ٹکرائے۔ لہٰذا اصحاب رسول اللہ واپس لوٹے میں بھی شکست خوردہ واپس لوٹا، میرے اُوپر دو چادریں تھیں میں نے ایک کا تہہ بند باندھا ہوا تھا اور دوسری کو اُوپر اوڑھا ہوا تھا۔

وہ کہتے ہیں اچانک میری تہہ بند کی چادر کھل گئی۔ لہٰذا میں نے دونوں چادروں کو اکٹھا کرلیا اور شکست خوردہ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے گزرا وہ اپنے سفید خچر پر تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا البتہ تحقیق ابن اکوع نے بڑی گھبراہٹ دیکھی ہے جب دشمنوں نے رسول اللہ پر حملہ کردیا تو آپ اپنے خچر سے اُترے اور آپ نے زمین کے اُوپر سے مٹی کی مٹھی اُٹھائی پھر دشمنوں کی طرف منہ کرکے فرمایا شاھت الوجوہ ۔ (رسوا ہوجائیں ذلیل ہوجائیں یہ چہرے)۔ اللہ نے جس جس کو بھی پیدا کیا تھا اس کی آنکھیں مٹی سے بھر دی تھیں اس مٹی کی وجہ سے۔ چنانچہ دشمن پیٹھ پھیر کر بھاگے۔ یوں اللہ نے ان کو شکست دی اور رسول اللہ ﷺ نے ان کے مالوں کی غنیمتیں مسلمانوں میں تقسیم کیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں زہیر بن حرب سے۔ (مسلم۔ باب غزوہ حنین، حدیث ۸۱ ص ۱۴۰۲)

حضرت بلال ﷺ کا رسول اللہ ﷺ پر سایہ .... (۴) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابن جعفر اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو حماد بن سلمہ نے یعلیٰ بن عطاء سے، اس نے عبداللہ بن بسار سے ان کی کنیت ابو ہمام بیان کی جاتی ہے انہوں نے روایت کی ابوعبدالرحمٰن فہری سے، وہ کہتے ہیں ہم لوگ حنین میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے۔ گرمی کے دن میں شدید گرمی تھی ہم لوگ درخت کے سائے تلے اُترے جب سورج ڈھل گیا تھا تو میں نے اپنی تلوار حمائل کی اور اپنے گھوڑے پر سوار ہوا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا وہ اس وقت اپنے خیمے میں تھے۔ میں نے کہا السلام علیک یارسول اللہ ورحمۃ اللہ یارسول اللہ کیا جنگ میں جانے کا وقت ہوگیا؟ آپ نے فرمایا، جی ہاں ہوگیا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے بلال! لہٰذا وہ درخت کے نیچے سے کود کر اُٹھا گویا کہ وہ حضور پر پرندے کی طرح سایہ کرکے کھڑا ہوگیا اور عرض کیا میں حاضر ہوگیا ہوں اور حاضری کی سعادت حاصل کرچکا ہوں اور میں آپ کے اُوپر قربان جاؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میرے لئے میرے گھوڑے پر زین کس دو۔ چنانچہ وہ دو دو فتے (گدے) کھجور کی چھال کے بھرے ہوئے لایا ان دونوں میں بال یا کپڑے نہیں تھے۔

کہتے ہیں پھر حضور اپنے گھوڑے پر سوار ہوگئے پھر ہم پورے دن سفر کرتے رہے، پھر ہم لوگ دشمن سے جا ٹکرائے۔ دونوں طرف کے گھڑسواروں نے ایک دوسرے سے بدشگونی لی۔ ہم لوگوں نے ان دشمنوں کے ساتھ قتال کیا۔ چنانچہ مسلمان پیٹھ پھیر کر واپس لوٹ آئے جیسے اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے۔ چنانچہ رسول اللہ نے یہ فرمانا شروع کیا، اے اللہ کے بندو! میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ اے لوگو! میری طرف آؤ، میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ پھر حضور اپنے گھوڑے سے اُتر پڑے۔

مجھے اس شخص نے حدیث بیان کی جو میری نسبت حضور کے قریب تھا کہ انہوں نے مٹی کا ایک تھال یا بڑی پلیٹ اُٹھائی اور اس سے کفار کے مونہوں پر مٹی ڈال دی اور فرمایا شاھت الوجوہ ذلیل ہوجائیں یہ چہرے۔ یعلیٰ بن عطاء نے کہا پس ہم نے ان کے بیٹوں کو خبر دی ان کے والدین کی طرف سے کہ انہوں نے کہا تھا ہم میں سے کوئی باقی نہیں بچا تھا مگر ہر ایک کا منہ اور آنکھیں مٹی سے بھر گئیں تھیں اور ہم نے آسمان سے ایک گھنٹی بجنے کی آواز سُنی تھی جیسے کوئی زنجیر وغیرہ لوہا لوہے کے تھال وغیرہ پر گزرتا ہے۔ لہٰذا اللہ نے ان دشمنوں کو شکست دی۔

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو محمد بن احمد بن بالویہ نے، ان کو اسحاق بن حسن حربی نے، ان کو عفان بن مسلم نے، ان کو عبدالواحد بن زیاد نے، ان کو حارث بن حصیرہ نے، ان کو قاسم بن عبدالرحمٰن نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ ابن مسعود نے فرمایا میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھا حنین والے دن، لوگ ان سے پیٹھ پھیر گئے تھے۔ میں حضور کے ساتھ رہ گیا تھا ان اسی آدمیوں میں جو مہاجرین وانصار میں سے حضور کے ساتھ رہ گئے تھے۔ ہم لوگ اپنے قدموں پر کوئی اسی قدم دھکیلے تھے ہم پیٹھ پھیرنے والوں کے پیچھے نہیں گئے تھے۔ وہ تو وہ لوگ تھے جن پر اللہ نے سکینہ اُتارا تھا۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے خچر پر سوار تھے اور آگے آگے بڑھتے جارہے تھے، ان کے خچر نے تیزی کی جس کی وجہ سے آپ زین کے اُوپر سے ذرا سے ہٹ گئے تھے۔ آپ نے اسی طرف زور بھرا تو میں نے کہا اُونچے ہوجائیں آپ، اللہ تعالیٰ آپ کو اُونچا رکھے۔ حضور نے فرمایا مجھے مٹی کی ایک مٹھی اُٹھا کر دو، میں نے اُٹھا کر دی۔ حضور نے وہ مٹی کفار کے منہ پر ماری اور آپ نے ان کی آنکھوں کو مٹی سے بھر دیا اور فرمایا، مہاجرین و انصار کہاں ہیں؟ میں نے بتایا کہ وہ بھی یہیں ہیں۔ فرمایا کہ ان کو آواز لگاؤ میں نے آواز لگائی تو وہ لوگ تلواریں اُٹھائے آ گئے جیسے کہ وہ آگ کے انگارے ہیں۔ لہٰذا مشرکین پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔ (مسند احمد ۱/۴۵۴۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۲۔ مجمع الزوائد ۶/۱۸۰/

ہوازن کے مقابلے پر حضور ﷺ کے ساتھ بارہ ہزار افراد تھے

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسین محمد بن احمد بن تمیم قنطری نے، ان کو ابو قلابہ نے، ان کو ابو عاصم نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن عبدالرحمن طائفی نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن عیاض بن حارث انصاری نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ ہوازن کے پاس آئے بارہ ہزار افراد کے ساتھ۔ چنانچہ اہل طائف میں سے قتل کیے گئے تھے حنین میں مثل ان کے جو قتل کیے گئے تھے یوم بدر میں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی اُٹھا کر ہم لوگوں کے منہ پر ماری۔ لہٰذا ہم شکست کھا گئے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے تاریخ میں ابو عاصم سے اور عیاض کی طرف نسبت نہیں کی۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۲)

(۷) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید، ان کو اسفاطی نے، ان کو مسدد نے، ان کو جعفر بن سلیمان نے، ان کو عوف نے، ان کو عبدالرحمن مولیٰ اُم برثن نے اس شخص سے جو حنین میں موجود تھا اور کافر تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم لوگ باہم ٹکرائے تھے ہم اور رسول اللہ اور مسلمان۔ وہ نہیں رُکے تھے ہمارے لئے بکری دوہنے کی دیر (یعنی ذرا بھی مہلت نہ دی) ہم لوگ آئے اپنی تلوار رسول اللہ ﷺ کے آگے پھینک دیں حتیٰ کہ جب ہم ان کے اُوپر آن پہنچے تو اچانک ہمارے اور ان کے درمیان کئی آدمی تھے خوبصورت چہروں والے۔ انہوں نے کہا تھا شاھت الوجوہ یہ چہرے رسوا ہو جائیں واپس ہو جائیں۔ چنانچہ ہم لوگ اسی کلام کی وجہ سے شکست کھا گئے تھے۔

(تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۲۔ مواہب ۳/۱۵)

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوسعید عبدالرحمن بن ابراہیم نے، ان کو ولید بن مسلم نے ان کو محمد یعنی ابن عبداللہ شعبی نے حارث بن بدل نصری نے ایک آدمی سے اس کی قوم میں سے جو کہ یوم حنین میں حاضر تھا اور عمرو بن ثقفی نے، ان دونوں نے کہا کہ مسلمان حنین والے دن شکست کھا گئے تھے نہ باقی رہے تھے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مگر عباس بن عبدالملک اور ابوسفیان بن حارث۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے کنکریوں کی مٹھی بھری تھی اور اس کو ان کے چہروں پر مارا تھا۔ وہ کہتے ہیں لہٰذا ہم شکست کھا گئے تھے لہٰذا ہمیں ایسے لگا تھا گویا کہ ہر پتھر اور ہر درخت ایک گھڑ سوار ہے جو ہمیں تلاش کر رہا ہے۔ ثقفی نے کہا میں اپنے گھوڑے پر ہوتے ہوئے عاجز آ گیا تھا حتیٰ کہ میں طائف چلا گیا تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۳۲)

(۹) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو حدیث بیان کی کدیمی نے، ان کو موسیٰ بن مسعود نے، ان کو سعید بن سائب طائفی نے سائب بن یسار سے، اس نے یزید بن عامر سوائی سے اس نے کہا تھا بٹنے کے وقت مسلمان بٹ گئے تھے یوم حنین میں۔ چنانچہ کفار ان کے پیچھے چلے آئے تھے۔ اس وقت رسول اللہ ﷺ نے زمین سے ایک مٹھی اُٹھائی پھر مشرکین کی طرف منہ کر کے اس کو ان کے چہروں پر پھینکا اور فرمایا واپس جاؤ رسوا ہو جائیں یہ چہرے۔ کہتے ہیں کہ ان میں سے ہر کوئی اپنے بھائی سے مل کر یہی شکایت کرتا کہ یار میری آنکھوں میں کچھ پڑ گیا ہے اور وہ آنکھیں مسلتا جاتا۔ (تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۳)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عمر بن حمامی مقری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی احمد بن سلمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی حسن بن سلام نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوحذیفہ نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے

اورالفاظ اسی کے ہیں۔وہ کہتے ہیں ہمیں خبردی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن صفار نے،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن محمد برتی قاضی نے، ان کو ابوحذیفہ نے،وہ کہتے ہیں ان کو سعید بن سائب بن یسار طائفی نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی میرے والد سائب بن یسار نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا یزید بن عامر سوائی نے وہ حنین حاضر تھا مشرکین کے ساتھ پھر اسلام لایا بعد میں۔وہ کہتے ہیں پس ہم سوال کریں گے اس رعب کے بارے میں جو اللہ نے مشرکین کے دلوں میں ڈالا تھا یوم حنین کے دن کیسے کیا تھا۔حضور ہمارے کنکریاں مارتے تھے وہ پہنچتا تھا۔ انہوں نے کہا ہم لوگ اس کو پاتے تھے یا محسوس کرتے تھے ہمارے پیٹوں کے اندر اسی کی مثل۔

اور حسن بن سلام کہتے ہیں کہ اپنے والد سے،اس نے یزید بن عامر سوائی سے،وہ کہتے ہیں ہم نے اس سے پوچھا رعب کیسے تھا؟اس نے اس کو ذکر کیا۔ابراہیم بن منذر اس کا متابع بیان کیا ہے معن سے،اس نے سعید بن سائب سے دونوں حدیثوں میں اکٹھے۔

(تاریخ ابن کثیر ۳۲۳/۴)

(۱۱) ہمیں خبردی ابوطاہر فقیہ نے،وہ کہتے ہیں ان کو خبردی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے (ح)۔اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسین محمد بن حسین بن داؤد علوی رحمہ اللہ نے،وہ کہتے ہیں ہمیں خبردی ابوالقاسم عبیداللہ بن ابراہیم بن بالویہ مزکی نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبردی احمد بن یوسف سلمی نے،وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبدالرزاق نے،ان کو معمر نے ہمام بن منبہ سے،انہوں نے کہا یہ ہے وہ جو ہمیں حدیث بیان کی ابوہریرہ نے،وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،میں مدد کیا گیا ہوں رعب کے ساتھ اور میں جوامع الکلم دیا گیا ہوں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رافع سے،اس نے عبدالرزاق سے۔(مسلم۔کتاب المساجد،حدیث ۸ص ۳۷۲/۱)

رسول اللہ ﷺ کی غیب سے حفاظت ہونا .... (۱۲) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد احمد بن عبداللہ مزنی نے،ان کو یوسف بن موسیٰ نے،ان کو ہشام بن خالد نے،ان کو ولید بن مسلم نے،ان کو عبداللہ بن مبارک نے ابوبکر ہذلی سے،اس نے عکرمہ مولیٰ ابن عباس سے،اس نے شیبہ بن عثمان سے،وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ کو دیکھا یوم حنین میں تو میں نے ایک مرحلہ پر دیکھا کہ وہ اکیلے ہیں کوئی بھی ان کے ساتھ نہیں ہے۔مجھے اپنا باپ اور چچا یاد آ گئے کہ ان کو علی اور حمزہ نے قتل کردیا دونوں کو۔ میں نے دل میں ٹھان لی کہ آج میں محمد (ﷺ) سے اپنے خون کا بدلہ لے لوں گا۔

کہتے ہیں کہ میں گیا تاکہ محمد (ﷺ) دائیں سے حملہ کے لئے آؤں تو دیکھتا ہوں عباس بن عبدالملک دائیں طرف سے آ گئے جو آ کر ان کی حفاظت کے لئے کھڑے ہو گئے۔ان کے اُوپر سفید زرہ تھی جیسے چاندنی میں بنی ہوئی ہے وہ ان کا دفاع کرنے لگے۔میں نے سوچا کہ یہ تو ان کا چچا ہے یہ ان کو اکیلا نہیں چھوڑے گا۔پھر میں حملہ کرنے کے لئے حضور کے بائیں طرف سے آیا دیکھتا ہوں کہ اس طرف ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب آ جاتا ہے۔میں نے سوچا کہ یہ تو ان کا چچازاد ہے یہ ان کو اکیلا نہیں چھوڑے گا۔پھر میں ان کے پیچھے سے آیا کوئی باقی نہیں تھا میں نے دیکھا کہ وہ میری تلوار کی زد میں ہیں میں یکبارگی حملہ کردوں مگر اچانک میرے لئے ایک آگ کا شعلہ اُٹھا میرے اور اس کے درمیان جیسے بجلی کوندتی ہے۔میں ڈر گیا کہ یہ مجھے کھا جائے گی۔میں نے ڈر کے مارے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا اور فوراً پچھلے قدموں واپس لوٹا۔

اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے پلٹ کر مجھے دیکھا تو فرمایا،اے شیب میرے قریب آ جا۔اور دعا کی :

اللھم اذھب عنہ الشیطان ۔ (ترجمہ: اے اللہ! تو اس سے شیطان کو دور کردے)۔

میں نے اپنی نظر اُٹھا کر دیکھا تو حضور مجھے اتنے پیارے لگے کہ میری آنکھوں سے بھی زیادہ اور کانوں سے بھی زیادہ اور فرمایا اے شیب کفار کو قتل کرو۔تحقیق اس کا شاہد گزر چکا ہے مغازی محمد بن اسحاق یسار میں۔(تاریخ ابن کثیر ۳۳۳/۴۔سیرۃ ابن ہشام ۵۸/۴)

(۱۳) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے اور محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو محمد بن بکیر نے، ان کو ایوب بن جابر نے صدقہ بن سعید سے، اس نے مصعب بن شیبہ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں حنین والے دن رسول اللہ کے ساتھ نکلا۔ اللہ کی قسم نہ ہی مجھے اسلام نے نکالا نہ اسلام کی معرفت نے، بلکہ مجھے نفرت تھی کہ ہوازن قریش پر غالب نہ آجائیں۔ میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ کھڑا ہوں گا۔

یارسول اللہ ﷺ میں ابلق گھوڑوں کے سوار دیکھ رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اے شیبہ! بے شک شان یہ ہے کہ نہیں دیکھتا اس کو مگر کافر ہی۔ لہٰذا حضور نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا، پھر فرمایا :

اللھم اھد شیبة ۔ (ترجمہ: اے اللہ! شیبہ کو ہدایت دے دے)۔

پھر دوسری بار ہاتھ مارا۔ پھر فرمایا، اے اللہ! شیبہ کو ہدایت دے دے۔ پھر تیسری بار ہاتھ مارا اور فرمایا، اے اللہ! شیبہ کو ہدایت دے دے۔ اللہ کی قسم ابھی تیسری بار انہوں نے اپنا ہاتھ میرے سینے سے اُٹھایا نہیں تھا کہ حضور میرے نزدیک خدا کی ساری مخلوق سے زیادہ محبوب ہو گئے۔

اور انہوں نے حدیث ذکر کی ہے لوگوں کے ٹکرانے کی اور مسلمانوں کی شکست کی اور عباس کے ان کو پکارنے کی اور نبی کریم ﷺ کے مدد طلب کرنے کی یہاں تک کہ اللہ نے مشرکین کو شکست دے دی۔

آسمان سے چیونٹیاں اُترنا .... (۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو ان کے والد اسحاق بن یسار نے، اس سے جس نے ان کو حدیث بیان کی تھی جبیر بن مطعم سے، وہ کہتے ہیں کہ بے شک ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے حنین والے دن اور لوگ باہم قتال کر رہے تھے اچانک میری نظر پڑی ایک سیاہ کمبل پر جو نیچے آرہی ہے آسمان سے حتیٰ کہ وہ ہمارے اور قوم کے درمیان آگری۔ قریب سے دیکھا تو وہ بکھری ہوئی چیونٹیاں ہیں جن سے وادی بھر چکی ہے۔ پس نہ ہوئی مگر ہزیمت قوم کی۔ ہم لوگ شک نہیں کرتے تھے کہ ملائکہ ہیں۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۶۳۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۳۳)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ابن عوجاء نصری نے کہا تھا :

ولما دنونا من حنین ومائه رأینا سوادًا منکر اللون اخصفا

وملمومة شهباء لو قذفوا بها شماریخ من عود اذا عاد صفصفا

ولو ان قومی طاوعتنی سراتهم اذا ما لقینا العارض المتکشفا

اذا ما لقینا جند آل محمد ثمانین الفا واستمدوا بخندفا

اور مالک بن عوف نے کہا وہ اپنے اسلام کے بعد ان کی روانگی کا ذکر کر رہے تھے۔

اذکر مسیرهم للناس اذا جمعوا ومالك فوقه الرایات تختفق

ومالك مالك ما فوقه احدٌ یومی حنین علیه التاج یاتلق

حتیٰ لقوا الناس حین الباس یقلمهم علیهم البیض والابدان والدرق

فضاربوا الناس لم یروا احدًا — حول النبی وحتی جنة الغسق
حتی قنزل جبرائیل بنصرهم — فالقوم منهزم منهم ومعتلق
منا ولو غیر جبرائیل یقاتلنا — لمنعتنا اذا اسیافنا الغلق
وقد وفی عمر الفاروق اذ هزموا — بطعنة بل منها سرجه العلق

باب ۱۸۰

قصۂ ابوقتادہ رضی اللہ عنہ اور ابوطلحہ رضی اللہ عنہ مقتول کا سامان سلب کرنے کی بابت اور قصۂ اُم سُلیم رضی اللہ عنہا یوم حنین میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے، ان کو ابوبکر محمد بن بکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو قعنبی نے مالک سے، اس نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے عمر بن کثیر بن افلح سے، اس نے ابومحمد مولیٰ ابوقتادہ سے، اس نے ابوقتادہ سے کہ انہوں نے کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تھے حنین والے سال۔ جب مشرکین سے مقابل ہوئے تو مسلمانوں کا ایک حلقہ بنا ہوا تھا۔ کہتے ہیں کہ میں نے مشرکین میں سے ایک آدمی کو دیکھا۔ وہ مسلمانوں میں سے ایک آدمی پر چڑھ آیا۔ میں اس کے گرد گھوم گیا حتیٰ کہ میں اس کے پیچھے آ گیا، میں نے اس کو تلوار کے ساتھ رگ گردن پر مارا۔ اس نے پلٹ کر مجھے اس قدر بھینچا کہ میں نے اس کی شدت سے موت کی بُو پالی۔ اس کے بعد اس کو موت نے پالیا یعنی وہ مر گیا۔ اس نے مجھے چھوڑ دیا۔

میں عمر بن خطاب سے جاملا۔ میں نے ان کو بتایا کہ کیا ہو گیا ہے لوگوں کو؟ انہوں نے بتایا کہ بس اللہ کی مرضی ہے (یعنی لوگ شکست خوردہ ہو رہے ہیں)۔ اس کے بعد لوگ واپس لوٹے اور رسول اللہ بیٹھ گئے اور فرمانے لگے جو شخص کسی کو قتل کر کے آئے گا اور اس کے پاس اس کا گواہ بھی موجود ہو گا تو اس مقتول کا سارا سامان اسی کو ملے گا۔

کہتے ہیں کہ میں کھڑا ہو گیا، میں نے کہا کون میرے لئے گواہی دیتا ہے پھر میں بیٹھ گیا۔ دوبارہ حضور نے اعلان کیا جو شخص کسی کافر کو قتل کر کے آئے اور اس کے پاس گواہ ہو امقتول کا سارا سامان اسی کا ہے۔ کہتے ہیں میں دوبارہ کھڑا ہو گیا کہ کون میرے لئے گواہی دیتا ہے؟ پھر میں بیٹھ گیا۔ پھر تیسری بار حضور ﷺ نے اعلان فرمایا، پھر میں کھڑا ہو گیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا، تمہیں کیا ہوا اے ابوقتادہ؟ میں نے حضور کے سامنے اپنے مقتول کا قصہ بیان کیا۔ لوگوں میں سے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ یہ سچ کہتا ہے اور اس کے مقتول کا چھینا ہوا سامان میرے پاس ہے۔ آپ ابوقتادہ کو میری طرف سے دے کر راضی کر لیں اور وہ سامان مجھے دے دیں۔ ابوبکر صدیق نے کہا نہیں ایسا نہیں ہو سکتا۔ حضور ﷺ متوجہ ہوتے ہیں۔

اللہ کے شیروں میں سے ایک شیر کی طرف جو لڑتا ہے اللہ اور اللہ کے رسول کی طرف سے۔ اور کیا حضور اس کا چھینا ہوا مال تجھ کو دے دیں۔ رسول اللہ نے فرمایا، ابوبکر نے سچ کہا ہے تم وہ سامان ابوقتادہ کو دے دو۔ ابوقتادہ کہتے ہیں اس شخص نے وہ چھینا ہوا مال مجھے دے دیا۔ میں نے اس کی زرہ فروخت کر کے ایک باغ خریدا، یہ پہلی جائیداد تھی جو میں نے اسلام میں بنائی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قعنبی سے۔ (بخاری۔ کتاب البیوع والسیر۔ حدیث ۱۳۴ ص ۱۴۴۲)

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم بن عین مصری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا مالک بن انس سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی یحییٰ بن سعید نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اسی مذکور کی مثل۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوطاہر سے، اس نے ابن وہب سے۔ (کتاب الجہاد والسیر۔ حدیث ۴۱ ص ۱۳۷۰/۳)

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو عبدالواحد بن غیاث نے، ان کو حماد بن سلمہ نے اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے، اس نے انس بن مالک سے یہ کہ قوم ہوازن یوم حنین میں اپنے بچوں اور عورتوں اور اُونٹوں بکریوں سمیت آئے تھے۔ انہوں نے سب چیزوں کی صفیں اور قطار بنادیں تھیں تاکہ وہ رسول اللہ ﷺ پر اپنی کثرت دکھاسکیں۔ لہٰذا جب مسلمان اور مشرکین نے باہم مقابلہ کیا تو پہلے پہل مسلمان پیٹھ دے کر بھاگ گئے، جیسے اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

تو رسول اللہ ﷺ نے اعلان کیا تھا، اے اللہ کے بندو میں اللہ کا بندہ ہوں اور اس کا رسول ہوں۔ پھر فرمایا، اے انصار کی جماعت میں اللہ کا بندہ ہوں اور رسول ہوں۔ پھر اللہ نے مشرکین کو شکست دی۔ حالانکہ نہ کسی کو تلوار کا زخم لگا نہ ہی نیزے کا چھباؤ۔ نبی کریم نے اس دن فرمایا جو شخص کسی کافر کا قتل کر کے آئے اس کا چھینا ہوا مال اس کو ملے گا۔ لہٰذا ابوطلحہ نے، اس نے بیس کافروں کو مارا تھا اور ان کا سامان بھی لیا تھا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو عبدالواحد بن غیاث نے، ان کو حماد بن سلمہ نے اسحاق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں ابوطلحہ اُم سُلیم سے ملے تھے حنین والے دن، اُم سُلیم کے پاس ایک خنجر تھا۔ اس نے کہا اے اُم سُلیم یہ آپ کے پاس کیا ہے؟ اس نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے سوچا ہے کہ اگر کوئی فرد میرے قریب آئے گا تو میں یہ اس کے پیٹ میں اُتار دوں گی۔

ابوطلحہ نے نبی کریم ﷺ کو یہ بات بتائی۔ اُم سلیم نے عرض کی یارسول اللہ کیا میں قتل کردوں؟ اس کو جو ہم سے عداوت رکھتے ہیں طلقاء ہی سے جو آپ سے شکست کھا چکے ہیں یارسول اللہ۔ آپ نے فرمایا، اے اُم سلیم بے شک اللہ عزوجل تحقیق کافی ہے اور وہ بہتر کرتا ہے۔

اس کو مسلم نے نکالا ہے صحیح میں دوسرے طریق حماد بن سلمہ سے۔

(۵) ہمیں خبر دی عبداللہ حافظ نے، ان کو عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ کعب بن مالک نے کہا جب رسول اللہ ﷺ مکہ سے فارغ ہوگئے اور حنین سے بھی اور طائف جانے کا طے کرلیا۔

وقضينا من تهامة كل ريب ... وخيبر ثم أجممنا السيوفا
نخبرها ولو نطقت لقالت ... قواطعهن دوسا او ثقيفا
فلست لحاضن ان لم تروها ... بساحة داركم منا الوفا

اس نے دو شعر دیگر بھی ذکر کیے ہیں:

نجالد ما بقينا او تنيبوا ... الى الاسلام اذعانا مضيفا
لامر الله والاسلام حتى ... يقوم الدين معتدلا حنيفا

☆☆☆

باب ۱۸۱

جیش اوطاس کے بارے میں جو کچھ وارد ہوا ہے

(۱) ہمیں خبردی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، انہوں نے کہا کہ ہمیں خبردی ابوبکر اسماعیلی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبردی ابویعلی نے، ان کو ابوکریب نے، ان کو ابوسلمہ نے (ح)۔ اور ہمیں خبردی ابوعمرو نے، ان کو خبردی ابوبکر نے، ان کو خبردی حسن بن سفیان نے، ان کو ابوعامر اشعری نے، وہ عبداللہ بن برادہی ہیں۔ ان کو ابواسامہ نے برید سے، اس نے ابوبردہ سے، اس نے ابوموسیٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ فارغ ہوئے تھے غزوہ حنین سے تو آپ نے ابوعامر کو بھیجا تھا ایک لشکر پر مقرر فرما کر مقام اوطاس کی طرف۔ انہوں نے وہاں جا کر درید بن صمہ سے مقابلہ کیا تھا۔ چنانچہ درید مارا گیا تھا اور اللہ نے اس کے ساتھیوں کو شکست دی تھی۔

ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ (حضور ﷺ نے) مجھے بھیجا تھا ابوعامر کے ساتھ۔ کہتے ہیں کہ ابوعامر کو گھٹنے پر تیر لگا تھا بنو جشم کے ایک آدمی نے ان کو تیر مارا تھا جو کہ ان کے گھٹنے میں پیوست ہو کر رہ گیا تھا تو میں پہنچا ابوعامر کے پاس، اس سے کہا آپ کو کس نے یہ تیر مارا، تو ابوعامر نے ابوموسیٰ کی طرف اشارہ کیا اور فرمایا کہ یہ شخص میرا قاتل ہے تم دیکھ لو یہی ہے جس نے مجھے تیر مارا ہے۔ ابوموسیٰ کہتے ہیں کہ میں نے اس کا پیچھا کیا۔ لہٰذا میں اس کے قریب پہنچ گیا۔ اس نے جب مجھے دیکھا تو وہ مجھ سے پیٹھ دے کر بھاگنے لگا میں بھی اس کے پیچھے لگا اور میں اس کو غیرت دلانے لگا کیا تجھے حیاء نہیں آتی؟ کیا تو عربی نہیں ہے؟ کیا تو رُکتا نہیں ہے؟ لہٰذا یہ سُن کر وہ رُک گیا۔ لہٰذا ہم دونوں بھڑ گئے۔ اس نے مجھ پر اور میں نے اس پر وار کئے۔ بہرحال میں نے اس کو قتل کر دیا۔ اس کے بعد میں ابوعامر کے پاس آیا اور میں نے اس سے کہا تحقیق اللہ نے قتل کر دیا ہے تیرے قاتل کو۔ اب عامر نے کہا کہ یہ تیر بھی کھینچ لیجئے میں نے اس کو کھینچا تو اس سے پانی بہہ نکلا۔

اس نے کہا: اے میرے بھتیجے! آپ جائیے رسول اللہ کی خدمت میں، ان کو میرا سلام کہئے پھر کہئے کہ ابوعامر آپ سے عرض کرتے ہیں کہ آپ میرے لئے استغفار کریں۔ کہتے ہیں اس کے بعد ابوعامر نے مجھے لوگوں پر اپنا خلیفہ اور نائب بنا دیا تھوڑی سی دیر کے بعد وہ فوت ہو گئے۔

جب میں واپس آیا نبی کریم ﷺ کے پاس داخل ہوا حضور اس وقت (یہ بھی روایت میں نہیں ہے) گھر میں موجود تھے تخت کے اُوپر جس پر ریت ڈالی ہوئی تھی اور اس پر بستر پڑا ہوا تھا حضور کے پہلو اور پیٹھ پر بستر کے نشان تھے۔ میں نے جا کر حضور کو اپنی خبر سُنائی اور ابوعامر کی خبر سُنائی اور میں نے ان سے کہا کہ ابوعامر نے آپ سے دعا اور استغفار کی درخواست کی تھی۔ حضور ﷺ نے پانی منگوایا وضو کیا اس کے بعد آپ ﷺ نے ہاتھ اُوپر اُٹھائے اور کہا:

اللھم اغفر لابی عامر عبدك ۔ (ترجمہ: اے اللہ! اپنے بندے ابوعامر کو معاف فرما دے)۔

ہاتھ اس قدر اُونچے اُٹھائے کہ میں نے آپ کی بغلوں کی سفیدی دیکھ لی۔

اس کے بعد فرمایا، اے اللہ! اس کو قیامت کے دن اپنی بہت سی مخلوق سے برتر کیجئے گا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے لئے بھی دعا کیجئے، آپ نے دعا کی اے اللہ! عبداللہ بن قیس کے گناہ معاف فرما اور قیامت کے دن اس کو عزت والے مقام میں داخل فرما۔ ابوبردہ کہتے ہیں کہ ایک دعا ابوعامر کے لئے دوسری ابوموسیٰ کے لئے تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابوکریب سے اور مسلم نے ابوکریب سے اور عبداللہ بن براد سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۲۳۔ فتح الباری ۸/۴۱۔۴۲۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۱۶۵ ص ۴/۱۹۴۳۔۱۹۴۴)

تذکرہ شہداء غزوۂ حنین .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ جب مشرکین شکست کھا گئے تو وہ طائف میں آئے۔ ان کے ساتھ مالک بن عوف بھی تھے اور ان میں سے کچھ وادی نخلہ کی طرف چلے گئے تھے، جو نخلہ کی طرف گئے تھے ان میں بنو ثقیف میں سے کوئی نہیں تھا سوائے بنو غیرہ کے۔

رسول اللہ ﷺ کے گھڑسوار مجاہدین نے ان مشرکین کا تعاقب کیا تھا جو نخلہ کی طرف گئے تھے اور ان کا پیچھا نہیں کیا تھا جو گھاٹیوں میں چلے گئے تھے۔ ربیعہ بن رفیع بن وہبان بن ثعلبہ بن ربیعہ بن یربوع بن عوف بن امراء القیس نے درید بن صمہ کو پالیا (ربیعہ کو ابن لذعہ کہا جاتا تھا لذعہ اس کی ماں تھی وہ اس کے نام پر غالب آ گئی تھی)۔ ربیعہ نے ابن صمہ کے اُونٹ کی نکیل پکڑ لی تھی وہ یہ سمجھا کہ اس کی بیوی نے پکڑی ہے کیونکہ وہ کجاوے تھا اس نے محسوس کیا کہ کوئی کسی آدمی نے سواری کو بٹھایا تو دیکھا کہ اس میں تو شیخ کبیر ہے (بڑا بوڑھا) دیکھا تو وہ درید تھا غلام نے اس کو نہیں پہچانا۔ درید نے پوچھا کہ تم کیا چاہتے ہو؟ اس نے بتایا کہ تجھے قتل کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے بتایا میں ربیعہ بن رفیع سلمی ہوں۔

کہتے ہیں اس نے اس کے بعد اپنی تلوار سے اس کو مارا مگر وہ کچھ بھی نہ کر سکا۔ درید نے کہا بہت بُرا ہے جو تیری ماں نے تجھے اسلحہ سکھایا ہے لیجئے میری ہودج اور چھپر کھٹ کے پیچھے میری تلوار لے لیجئے، اس کے بعد وہ تلوار ماریئے، ہڈیوں سے اُٹھایئے اور دماغ سے اُتاریئے۔ میں اسی طرح مردوں کو قتل کیا کرتا تھا۔ جب تم اپنی ماں کے پاس جاؤ تو اس کو بتانا کہ تم نے درید بن صمہ کو قتل کر دیا ہے۔

بعض دن اللہ کی قسم تحقیق میں نے روکا ہے تم میں تیری عورتوں کو چنانچہ اس نے اسے قتل کر دیا۔ بنو سلیم نے گمان کیا کہ ربیعہ نے جب اس کو تلوار ماری اور وہ گرا تو اس کا ستر کھل گیا، اس نے دیکھا تو فرجین کے درمیان کی جگہ اور اس کی رانوں کے اندر کا حصہ سفید ہو چکا تھا کاغذ کی مثل گھوڑوں پر سواری کرنے کی وجہ سے، ننگی پیٹھ گھوڑوں کی وجہ سے۔ ربیعہ جب واپس آیا تو اس نے اپنی ماں کو اس کے قتل کی خبر دی۔ تو وہ کہنے لگی البتہ تحقیق آزاد کر دیا تھا اس نے تیری کئی ماؤں کو۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۶۷۔۶۸)

ابن اسحاق نے کہا ہے اور رسول اللہ نے بھیجا تھا ابو عامر اشعری کو ان لوگوں کے تعاقب کے لئے جو اوطاس کی طرف منہ کر کے گئے تھے۔ چنانچہ اس نے بعض ان لوگوں کو پالیا جو شکست کھا گئے تھے۔ تو ان لوگوں نے اس کا قتال کیا اس کو تیر مارا گیا جس سے وہ شہید ہو گئے اور ابو موسیٰ اشعری نے جھنڈا لے لیا وہ ان کے چچا کے بیٹے تھے اس نے ان سے قتال کیا اور اس نے ان پر فتح حاصل کر لی، اللہ نے ان لوگوں کو شکست دی۔ اہل مغازی نے گمان کیا ہے کہ سلمہ بن درید ہی تھا جس نے ابو عامر کو تیر مارا تھا اور وہ اس کے گھٹنے پر لگا تھا جس نے اس کو قتل کر دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۶۹)

کہتے ہیں کہ جنگ حنین والے دن جو مسلمان شہید ہوئے تھے قریش میں سے اور بنو ہاشم میں سے وہ مندرجہ ذیل تھے:

بنو ہاشم میں سے: ایمن ابن عبید۔

اور بنو اسد عبدالعزیٰ میں سے: یزید بن زمعہ بن الاسود بن عبدالمطلب جس کے ساتھ گھوڑے نے سرکشی کی تھی اور مارا گیا تھا۔

اور انصار میں سے: سراقہ بن حارث بن عدی عجلانی اور ابو عامر اشعری۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کے پاس حنین کے قیدی جمع کئے گئے اور ان کے مال۔ حنین والے دن غنیمتوں پر جو شخص مقرر تھے وہ مسعود بن عمرو تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا قیدیوں اور مال کے بارے میں جعرانہ کی طرف، وہ وہیں روک لیا گیا اور قیدیوں پر محمیۃ بن جزء کو مقرر کیا گیا جو کہ قریش کا حلیف تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۷۳۔۷۴)

☆☆☆

باب ۱۸۲

نبی کریم ﷺ کا طائف کی طرف روانہ ہونا

یہ شوال ۸ھ کا واقعہ ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو حدیث بیان کی یعقوب بن سفیان نے، ان کو عثمان بن صالح نے ابن لہیعہ سے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے (ح)۔ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے قتال کیا تھا یوم حنین میں اور طائف کا محاصرہ کیا تھا ماہ شوال ۸ھ میں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، اس کو ابوعلاثہ نے، انہیں ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو ابوعتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرۃ نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، ان دونوں نے کہا کہ پھر رسول اللہ ﷺ طائف کی طرف روانہ ہو گئے اور قیدیوں کو مقام جعرانہ میں چھوڑ گئے تھے مکے کی جھونپڑیاں اور خیمہ ان سے بھر گئے تھے۔ وہاں جا کر رسول اللہ ایک اُونچی جگہ پر اُترے تھے طائف کے قلعے کے پاس تقریباً دس راتیں رہے۔ حضور اور صحابہ کرام ان سے لڑتے رہے اور ان سے ثقیف لڑتے رہے قلعے کے پیچھے سے پتھروں اور تیروں کے ساتھ۔ ان کی طرف کوئی ایک بھی باہر نکل کر نہیں آیا سوائے ابوبکرہ بن مسروح کے جو زیاد کا ماں کی طرف سے بھائی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو آزاد کر دیا تھا زخمی بہت ہو گئے تھے۔ مسلمانوں نے کافی مقدار میں ان کے انگور کے باغ ضائع کئے تا کہ وہ اس طرح کفار کو غصہ دلائیں (اور وہ مقابلے پر نکلیں)۔ بنو ثقیف والوں نے کہا تھا کہ تم لوگ مال و متاع خراب نہ کرو یہ تو ہمارے یا پھر تمہارے کام آئے گا۔ مسلمانوں نے حضور سے قلعے کے اُوپر چڑھنے کی اجازت مانگی تو رسول اللہ نے فرمایا، میں نہیں سمجھتا کہ ہم اس کو فتح کر لیں گے اور ہمیں ابھی تک اس کی اجازت بھی نہیں دی گئی ہے۔ یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ کے۔ اور عروہ اسی کے مفہوم میں ہے۔

موسیٰ کہتے ہیں اور اہل مغازی نے دعویٰ کیا ہے کہ جب رسول اللہ ﷺ طائف کی جانب لوٹے تھے تو آپ نے حکم دیا تھا کہ مالک بن عوف کا محل جلا دیا جائے اور وہ جلا دیا گیا تھا۔ وہاں پر ایک آدمی بیڑی ڈالا گیا تھا جس کو قتل کر دیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ بے شک وہ پہلا آدمی تھا جو قیدی بیڑی ڈالا گیا تھا اسلام میں۔

اور عروہ نے اپنی روایت میں اضافہ کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے مسلمانوں کو حکم دیا تھا جس وقت انہوں نے ثقیف کا محاصرہ کیا تھا کہ مسلمانوں میں سے ہر شخص ان لوگوں کے پانچ پانچ کھجور کے درخت کاٹ ڈالے، یا ان کے انگوروں کے پانچ پانچ چھتریاں کاٹ ڈالے۔

عمر بن خطاب حضور ﷺ کے پاس آئے اور عرض کیا یا رسول اللہ بے شک یہ تو عفاء ہیں ان کا پھل بھی نہیں کھایا جائے گا۔ حضور ﷺ نے حکم دیا ان کو کاٹ دیں جن کا پہلا پھل کاٹا جا چکا ہے پھر پہلا۔ آپ نے اعلان کرنے والا بھیجا اس نے اعلان کیا کہ جو شخص قلعہ میں سے نکل کر ہمارے پاس آ جائے وہ آزاد ہے۔ لہٰذا اس اعلان کے بعد کچھ افراد ان میں سے اُتر آئے۔ ان میں سے ایک ابوبکرہ بن مسروح زیاد بن ابو سفیان کا مادر زاد بھائی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ اور ایک ایک آدمی کو ایک ایک مسلمان کے حوالے کیا جو اس کی ذمہ داری اُٹھائے اور اس کی عیال داری کرے۔ (الدرر لابن عبدالبر ۲۲۸-۲۲۹۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۴۵-۳۴۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا تھا کہ قیدیوں کو اور اموال غنیمت کو مقام جعرانہ میں محفوظ اور بند رکھا جائے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ طائف کے قریب اترے اور آپ کے لشکر نے حملہ کیا جس سے آپ کے اصحاب میں سے کچھ لوگ تیروں کے ساتھ قتل کر دیئے گئے۔

یہ اس لئے ہوا کہ لشکر قریب ہو چکا تھا طائف کی دیوار کے پاس تیر ان کو پہنچ سکتا تھا اور مسلمان ان کے باغ میں یا چہار دیواری میں داخل نہیں ہو سکتے تھے۔ جب یہ چند آدمی کام آ گئے تو لشکر کا ٹھکانہ اُٹھا دیا گیا اس جگہ پر جہاں آج طائف کی مسجد ہے۔ حضور ﷺ نے بیس راتوں سے زیادہ ان کا محاصرہ جاری رکھا۔ حضور کی ازواج مطہرات میں سے دو عورتیں بھی ساتھ تھیں۔ ایک اُم سلمہ بنت ابو اُمیہ تھیں، جب بنو ثقیف مسلمان ہو گئے تو جس جگہ پر رسول اللہ ﷺ نے مصلیٰ بچھا کر نماز پڑھائی تھی اسی جگہ پر ابو اُمیہ بن عمرو بن وہب نے مسجد تعمیر کی تھی۔ اس مسجد میں ایک ستون تھا جس پر سورج کا گزر نہیں ہوتا تھا پورے سال بھر میں... اس کے مطابق جو ذکر کرتے ہیں مگر اس کے لئے سُنی گئی نقیض۔ (سیرۃ ابن ہشام ۹۸/۴)

(۴) مروی ہے ابو اسحاق بن عبداللہ بن مکدم ثقفی سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اہل طائف کا محاصرہ کیا تھا تو ان کے غلاموں میں سے ایک غلام ابوبکرہ ان کی طرف نکل آیا، وہ غلام تھا حارث بن کلدہ کا اور منبعث نام تھا۔ ابن اسحاق کہتے ہیں دراصل اس کا نام مضطجع تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام منبعث رکھا تھا۔

کہتے ہیں یحنس اور وردان بھی ان کے غلاموں کے ایک گروہ میں تھے اور مسلمان ہو گئے تھے۔ جب اہل طائف کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو وہ مسلمان ہو گئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ ہمارے غلام ہمیں واپس لوٹا دیں جو آپ کے پاس آ گئے تھے۔ حضور نے فرمایا کہ نہیں وہ اللہ کے آزاد کردہ ہیں (یعنی اللہ نے ان کو اسلام کے ذریعہ آزادی دی ہے)۔ اور رسول اللہ ﷺ نے ہر آدمی پر اس کے غلام اور ولاء اسی پر لوٹا دیا اور اس کو اسی کے ذمہ لگا دیا۔

تیر نشانے پر لگنا اور جنت میں درجہ ملنا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو عثمان بن احمد بن عبداللہ زاہد نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرحمٰن بن محمد بن منصور نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے معاذ بن ہشام نے، ان کو ان کے والد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، دونوں نے کہا ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ہشام بن سنبر سے، اس نے قتادہ سے، اس نے سالم بن ابو الجعد سے، اس نے سعدان بن طلحہ سے، اس نے ابونجیح سلمی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ طائف کے محل کا محاصرہ کیا تھا۔ میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ فرما رہے تھے جو شخص ایک تیر نشانے پر پہنچائے گا اس کے لئے جنت کا ایک درجہ ہے۔ میں نے اس دن سولہ تیر نشانے پر پہنچائے تھے (یعنی صحیح نشانے مارے کافروں کو)۔

نیز میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا، فرما رہے تھے جو شخص اللہ کی راہ میں ایک تیر پھینکے گا وہ عدل ہے آزاد کرنے والا۔ اور جو شخص اللہ کی راہ میں بوڑھا ہوا اس کے لئے قیامت کے دن نور ہوگا اور جو شخص کسی مسلمان آدمی کو آزاد کرے گا بے شک اللہ اس کی ہڈیوں میں سے ہر ہڈی کو آزاد کرانے والے کی ہر ہڈی کا بدلہ اور حفاظت کا ذریعہ بنا دے گا۔

اور جو مسلمان عورت کسی مسلمان عورت کو آزاد کرے گی اللہ تعالیٰ کرنے والے ہیں اس کے لئے اس کی ہر ہر ہڈی کو آزاد کرنے والی ہر ہر ہڈی کا بدلہ اور بچاؤ اور حفاظت کا ذریعہ آگ سے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳۴۹/۴)

دونوں حدیثوں کے الفاظ برابر ہیں۔

مخنث سے پردہ کا حکم .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس بن بکیر نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے زینب بنت اُم سلمہ نے اُم سلمہ سے، وہ کہتی ہیں کی میرے پاس ایک مخنث (ہیجڑا) تھا۔ اس نے عبداللہ میرے بھائی سے کہا اگر اللہ نے صبح تم لوگوں کو فتح طائف دی تو میں تجھے غیلان کی بیٹی دکھاؤں گا۔ وہ سامنے آتی ہے چار چار سلوٹ پڑ جاتے ہیں، اور اگر پیٹھ پھیر کر جاتی ہے تو پیچھے سے آٹھ آٹھ بل پڑ جاتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات سُن لی تو فرمایا، یہ لوگ یعنی ہیجڑے تم لوگوں کے پاس اندر نہ آیا کریں۔

(بخاری۔ المغازی۔ حدیث ۴۳۲۴۔ فتح الباری ۸/۴۳۔ مسلم۔ کتاب السلام۔ حدیث ۳۲ ص ۱۷۱۵)

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں کئی طرق سے، ہشام سے یہ حدیث دلیل ہے اس بات سے کہ ہیجڑوں سے پردہ لازم ہے۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو عباس نے، ان کو احمد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ ان کی خالہ فاختہ بنت عمرو بن عائذ کا ایک مخنث (ہیجڑا) غلام تھا۔ اسے ماتع کہتے تھے۔ وہ رسول اللہ کی عورتوں کے پاس آتا جاتا تھا اور آپ کے گھر میں ہوتا تھا اور رسول اللہ یہ نہیں سمجھتے تھے کہ وہ کچھ سمجھتا ہے عورتوں کے معاملات کو جیسے مردان کو سمجھتے ہیں اور یہ نہیں سمجھا جاتا تھا کہ اس بارے میں اسکی کوئی خواہش بھی ہوتی ہے۔

حضور ﷺ نے اس کو سُنا کہ وہ خالد بن ولید سے کہہ رہا تھا۔ اے خالد اگر رسول اللہ نے طائف کو فتح کرلیا تو تم سے بادیہ بنت غیلان بچ کر نا جائے (یعنی تم اس کو ضرور دیکھنا) بے شک اس کے سامنے سے چار شکن ہوتے ہیں اور پیچھے سے آٹھ سلوٹ پڑتے ہیں (جب چلتی ہے) رسول اللہ ﷺ نے اس کی یہ بات جب سُنی تو فرمایا، میں نہیں سمجھتا کہ یہ خبیث یہ باتیں سمجھتا اور محسوس کرتا ہے جو میں محسوس کر رہا ہوں۔ اس کے بعد حضور ﷺ نے اپنی عورتوں سے کہا تمہارے پاس یہ خبیث ہرگز داخل نہ ہونے پائے۔ لہٰذا اس کو رسول اللہ ﷺ کے گھر سے روک دیا گیا۔

(تاریخ ابن کثیر ۴/۳۴۹)

اسلام میں منجنیق کا استعمال .... (۸) اور اس میں جو ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ نے ذکر کیا ہے اس حصے میں جس کو میں نے اپنے سماع میں نہیں پایا۔ تحقیق اس نے مجھے اس کے بارے میں خبر دی تھی بطور اجازت کے یہ کہا ابوعبداللہ اصفہانی نے ان کو خبر دی ہے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے اپنے شیوخ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اپنے اصحاب سے مشورہ کیا تھا طائف کے قلعے کے بارے میں۔

چنانچہ سلمان فارسی نے آپ ﷺ سے کہا یا رسول اللہ میں یہ سمجھتا ہوں کہ آپ ان کے قلعہ کو نشانہ بنانے کے لئے منجنیق (توپ دستی) نصب کریں۔ ہم لوگ ارض فارس میں ہوتے تو منجنیق نصب کی جاتیں قلعوں پر اور ہمارے اُوپر بھی کی جاتیں۔ ہم اپنے دشمنوں کو مارتے اور وہ ہمیں منجنیق سے نشانہ بناتے۔ اگر منجنیق نہ ہو تو (محاصرہ) اور ٹھہرنا طویل ہو جائے گا۔ حضور ﷺ نے حکم دیا اور دستی منجنیق انہوں نے بنائی یعنی سلمان نے خود بنائی۔ اس کو طائف کے قلعے پر نشانہ بازی کے لئے نصب کیا گیا۔ اور کہا جاتا ہے کہ یزید بن زمعہ منجنیق لایا اور دبابتین (بکتر بند)۔ اور یہ بھی کہا گیا کہ طفیل بن عمرو لایا یعنی اس نے بنائی اور یہ بھی کیا جاتا ہے کہ خالد بن ولید نے بنائی اور بنو ثقیف نے ان پر لوہے کے آگ میں گرم شدہ ٹکڑے پھینکے، جس سے دبابہ جل گئی۔

اس کے بعد رسول اللہ نے ان کے انگوروں کے باغ جلانے کا حکم دیا۔ لہٰذا سفیان بن عبداللہ ثقفی نے اعلان کیا کہ تم لوگ ہمارے مال کیوں ضائع کر رہے ہو؟ اگر تم لوگ ہمارے اُوپر غالب آگئے تو تم ہی ان کو لے لوگے یا پھر آپ لوگ ان کو چھوڑ دو گے اللہ کے لئے اور رحم وقرابت کی وجہ سے۔
رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں ان اموال کو چھوڑے دیتا ہوں اللہ کے لئے اور رحم ورشتہ وقرابت کے لئے سو آپ نے چھوڑ دیے۔

بنوالاسود بن مسعود نے کہا تھا ابوسفیان بن حرب سے اور مغیرہ بن شعبہ سے کہ دونوں رسول اللہ ﷺ سے بات چیت کرو کہ وہ ہمیں چھوڑ دیں اللہ کے لئے اور قرابت داری کے لئے۔ لہٰذا ان دونوں نے رسول اللہ سے بات کی اور رسول اللہ ﷺ نے اسے چھوڑ دیا۔
(مغازی للواقدی ۳/۹۲۷-۹۲۸)

باب ۱۸۳

عُیینہ بن حصن بن بدر کا اجازت طلب کرنا بنو ثقیف کے پاس جانے کے لئے

اور اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول کو مطلع کرنا اس پر جو کچھ اس نے ان لوگوں سے کہا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عیینہ بن بدر آیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔ اس نے کہا مجھے اجازت دیجئے یہ کہ میں ان لوگوں سے بات چیت کروں شاید کہ اللہ تعالیٰ ان لوگوں کو ہدایت دے۔ حضور ﷺ نے اس کو اجازت دے دی، وہ چلا گیا۔ حتیٰ کہ ان کے قلعے میں ان کے پاس داخل ہوا اور اس نے جا کر ان سے کہا کہ میرے باپ کی قسم تم لوگ اپنی اپنی جگہ پر جیٹھے رہو۔ اللہ کی قسم البتہ ہم لوگ غلاموں سے زیادہ ذلیل اور کمزور ہیں۔ اور میں اللہ کی قسم کھا کر کہتا ہوں اگر (محمد ﷺ) کے ساتھ واقعہ پیش آ گیا تو تم لوگ لازمی طور پر عرب کے مالک بن جاؤ گے عزت کے ساتھ اور غلبہ کے ساتھ۔ لہٰذا تم لوگ اپنے قلعے کو مضبوطی سے تھامے رہو اور اپنے آپ کو سنبھال کر رکھو اس بات سے کہ تم اپنا ہاتھ دو (یعنی بیعت نہ کرنا)۔ اور یہ درخت وغیرہ بھی زیادہ تر نہ کاٹنے دینا۔ اس کے بعد عیینہ رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ آیا۔

رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ اے عیینہ تم نے کیا کہا ہے ان لوگوں سے؟ بولا کہ میں نے ان لوگوں سے یہ کہا ہے کہ آپ ﷺ نے ان لوگوں کو اسلام کی دعوت دی ہے اور ان کو اسلام لانے کا حکم دیا ہے۔ اور آپ ﷺ نے انہیں جہنم سے ڈرایا ہے اور آپ نے ان کو جنت کا راستہ دکھایا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے فرمایا کہ تم جھوٹ بولتے ہو بلکہ تم نے ان سے ایسے ایسے کہا ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو اس کی پوری بات بتا دی۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے سچ فرمایا میں اللہ کے آگے توبہ کرتا ہوں اور آپ کے آگے بھی اس بات سے۔ جب لوگوں کے اموال کاٹنا شروع کئے تو عیینہ بن بدر نے یعلیٰ بن مُرّہ سے کہا کہ مجھ پر حرام ہے کہ میں اپنے حصے کے انگور کاٹوں۔ یعلیٰ بن مرّہ نے کہا اگر تم چاہو تو تمہارے حصے کے میں کاٹ ڈالوں، تیرا کیا خیال ہے؟ عیینہ نے کہا میں یہ کہتا ہوں کہ تم جہنم میں چلے جاؤ گے۔ یہ بات عیینہ کی طرف سے شک کرنا تھی اپنے دین میں۔ رسول اللہ ﷺ نے یہ بات سنی تو اس سے ناراض ہوئے اور عیینہ کو دھمکایا اور فرمایا کہ تم صاحبِ عمل ہو تم اولیٰ ہو تیرے لئے پھر اور زیادہ بہتر ہے۔ (دلائل النبوۃ لابی نعیم ۴۶۵۔ سیرۃ الشامیہ ۵/۵۶۲)

☆☆☆

باب ۱۸۴

رسول اللہ ﷺ کا طائف سے واپسی کی اجازت دینا

اور حضور ﷺ کا بنوثقیف کی ہدایت کے لئے دعا کرنا

اور اللہ تعالیٰ کا اپنے رسول کی دعا قبول فرمانا

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے۔ (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابویحییٰ بن زکریا بن یحییٰ نے، ان کو سفیان نے عمرو بن دینار سے، اس نے ابوالعباس سے، اس نے عبداللہ بن عمر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اہلِ طائف کا محاصرہ کیا تھا مگر وہ ان سے کچھ حاصل نہ کر سکے۔ پھر آپ ﷺ نے فرمایا ہم لوگ صبح واپس جانے والے ہیں ان شاء اللہ۔ مسلمانوں نے کہا کیا ہم واپس لوٹ جائیں گے حالانکہ ہم نے اس کو فتح بھی نہیں کیا؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ان سے اچھا قتال اور لڑائی پر ہی صبح کرنا (صبح کو انہوں نے لڑائی لڑی) اور انہیں شدید زخم لگے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے شام کو فرمایا کہ ان شاء اللہ ہم صبح واپس جانے والے ہیں لہٰذا لوگوں کو یہ بات بہت پسند آئی نبی کریم ﷺ ہنس دیئے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے، اس نے سفیان سے۔ اور انہوں نے فرمایا کہ یہ عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے بعض نسخوں میں۔ اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے علی بن مدینی سے، اس نے ابن عیینہ سے، اس نے کہا مروی ہے عبداللہ بن عمر سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۲۵)

(۲) ہمیں اس کی خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن احمد بن محمد بن عبدوس بن سلمہ عنزی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو علی بن مدینی نے، اس نے سفیان سے، اس نے عمرو سے، اس نے ابوالعباس نابینا شاعر سے، اس نے عبداللہ بن عمر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اہلِ طائف کا محاصرہ کیا تھا تو آپ ان سے کچھ نہ پا سکے تھے۔ ایک دن فرمانے لگے ان شاء اللہ کل ہم واپس لوٹنے والے ہیں۔ مسلمانوں پر یہ بات بھاری گذری اور بولے کیا ہم چلے جائیں گے حالانکہ ہم نے اس کو تاحال فتح بھی نہیں کیا۔ راوی نے حدیث ذکر کی ہے۔

علی کہتے ہیں کہ سفیان نے ایک مرتبہ کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ مسکرا دیئے۔

کہتے ہیں ہمیں یہ حدیث بیان کی سفیان نے ایک مرتبہ کے علاوہ عمرو سے، اس نے ابن عباس سے، اس نے عبداللہ عمر بن خطاب سے مگر اس نے عبداللہ بن عمرو العاص نہیں کہا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے علی بن مدینی سے۔ بخاری کہتے ہیں کہ حمیدی نے کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان نے یعنی یوں کہا ہے کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابوالعباس اعمیٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عبداللہ بن عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ سے۔ اس نے کہا کہ جب رسول اللہ ﷺ نے اہلِ طائف کا محاصرہ کیا تھا تو ایک روز فرمانے لگے ان شاء اللہ ہم

کل واپس جانے والے ہیں۔لوگوں نے کہا کیا ہم واپس لوٹ جائیں گے اس کو فتح کرنے سے قبل ہی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا انشاء اللہ صبح قتال پر کریں گے۔ کہتے ہیں کہ صبح ہوئی انہوں نے قتال کیا اور شدید زخم کھائے۔ کہتے ہیں کہ اس دن پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ انشاء اللہ ہم صبح واپس جانے والے ہیں۔اب ایسے لگا کہ جیسے وہ بھی یہی چاہ رہے ہیں مگر خاموش رہے۔ کہتے ہیں کہ یہ کیفیت دیکھ کر رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن اسحٰق فقیہ نے اور ان کو خبر دی بشر بن موسیٰ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی حمیدی نے۔ پھر اس نے حدیث ذکر کی ہے۔

(۴) اور ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو منیعی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن ابی شیبہ نے، ان کو ابن عیینہ نے عمرو سے، ان کو ابوالعباس شاعر اعمیٰ نے عبداللہ بن عمرو سے، وہ کہتے ہیں کہ ابن ابوشیبہ نے کہا، اس نے ابن عیینہ سے سنا دوسری بار وہ اس کو بیان کرتے تھے ابن عمر سے۔وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محاصرہ کیا تھا اہلِ طائف کا۔ اور حدیث کو ذکر کیا ہے۔

(۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ بن یحییٰ سکری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن عبداللہ شافعی نے، ان کو حدیث بیان کی جعفر بن محمد بن ازہر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مفضل بن غسان غلابی نے۔ میں گمان کرتا ہوں یحییٰ بن معین سے کہ کہا ابوالعباس شاعر نے، وہ روایت کرتے ہیں عبداللہ بن عمرو سے اور ابن عمر سے طائف کی فتح کے بارے میں (صحیح ابن عمر ہے)۔اور ابوالعباس کا نام سائب بن فروح مولیٰ بنو کنانہ ہے۔

نبی کریم کا حلم اور حریص ہدایتِ کفار .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابوعُلاثہ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے۔وہ کہتے ہیں کہ ایک عورت آئی مہاجرات میں سے، وہ اپنے شوہر کے ساتھ تھی لشکر میں۔اس کو خولہ بنت حکیم کہتے تھے۔وہ ان عورتوں میں سے تھی جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ بیعت کی تھی اور اس سے پہلے وہ حضرت عثمان بن مظعون کے نکاح میں تھی بدر سے پہلے۔خولہ رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہوئی اور عرض کرنے لگی یا رسول اللہ ﷺ آپ کے لئے کیا چیز مانع ہے کہ آپ اہلِ طائف کے مقابلے کے لئے اُٹھیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا ابھی تک ہمیں اس کی اجازت نہیں ملی۔ میں نہیں سمجھتا کہ آج ہم اس کو فتح کر سکیں۔ پس حضرت عمر بن خطاب ؓ آئے وہ خولہ سے ملے رسول اللہ ﷺ سے باہر۔انہوں نے پوچھا کہ کیا رسول اللہ ﷺ نے کوئی شئی ذکر کی تھی۔اس کے بعد خولہ نے بتایا کہ مجھے آپ ﷺ نے خبر دی تھی کہ ان کو اس بارے میں قتال کی اجازت نہیں ملی اہلِ طائف کے ساتھ۔

جب عمر بن خطاب ؓ نے یہ بات دیکھی تو انہوں نے بھی رسول اللہ ﷺ سے بات کرنے کی ہمت کر لی۔حضرت عمر ؓ نے فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ اہلِ طائف کے مقابلے کے لئے لوگوں نہیں بلاتے۔آپ انھیں ان کی طرف شاید کے اللہ تعالیٰ طائف کو ختم کردے۔ بے شک آپ کے اصحاب کثیر ہیں ان پر بند رہنا مشکل گذر رہا ہے اور ان کو گزران میں مشکل ہو رہی ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہمیں تا حال اہلِ طائف سے قتال کی اجازت نہیں ملی۔حضرت عمر ؓ نے جب یہ بات دیکھی تو کہنے لگے کیا میں لوگوں کو کہوں کہ وہ اپنی پیٹھ کو رات بستروں پر نہ جانے دیں حتیٰ کہ صبح وہ روانہ ہو جائیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔حتی کہ حضرت عمر ؓ گئے انہوں نے لوگوں میں اعلان کر دیا نکلنے کے لئے اور ان سے کہا کہ وہ اپنی پیٹھوں کو آرام نہ دیں۔

چنانچہ صبح ہوگئی تو نبی کریم ﷺ اور صحابہ نے روانگی شروع کر دی۔اور نبی کریم ﷺ نے دعا کی جب سوار ہوئے چلتے وقت، اے اللہ ان کو ہدایت دے اور ان کی مشقت سے ہمیں کفایت فرما۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے اور عبداللہ بن مکدم نے۔ ان میں سے جنہوں نے پالیا ہے اہل علم کو۔ انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے اہلِ طائف کا محاصرہ کیئے رکھا تھا تیس (۳۰) راتیں یا اس کے قریب قریب۔ اس کے بعد ان سے واپس لوٹ آئے تھے اور ان میں اجازت نہیں دی گئی تھی۔ پھر آپ ﷺ مدینے میں آئے تو ان کا وفد آیا حضور ﷺ کے پاس رمضان میں۔ سو وہ مسلمان ہو گئے تھے۔

(۸) ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ مجھے خبر پہنچی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا حضرت ابوبکر ؓ سے اور وہ ثقیف کا محاصرہ کئے ہوئے تھے۔ اے ابوبکر میں نے خواب دیکھا ہے کہ مجھے ایک بڑا پیالہ ہدیہ دیا گیا ہے جو کہ مکھن کا بھرا ہوا ہے ایک مرغ نے اس میں چونچ مار کر وہ سب کچھ گرا دیا ہے جو اس کے اندر ہے۔ حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا میں نہیں گمان کرتا کہ آپ ان سے کچھ بھی پا سکیں گے آج کے دن جو آپ چاہتے ہیں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں بھی نہیں سمجھتا کہ ایسا ہو جائے گا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۹۹)

اس کے بعد خولہ بنت حکیم بن اُمیہ بن الاوقص سلیمۃ نے کہا یا رسول اللہ اللہ نے تیرے اوپر طائف کو فتح کر دیا ہے زیورات بادیہ بنت غیلان بن سلمہ کے یا زیورات فارعہ بنت عُقیل کے۔ یہ عورت ثقیف کی عورتوں میں سب سے زیادہ زیورات والی تھی۔ میرے لئے ذکر کیا گیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس سے کہا تھا اگر اجازت نہ دی گئی ہو ثقیف کے بارے میں۔ لہٰذا خولہ باہر نکلی اور اس نے یہ بات حضرت عمر بن خطاب ؓ سے ذکر کی۔ وہ حضور ﷺ کے پاس داخل ہوئے اور انہوں نے فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ کون سی حدیث ہے جو آپ نے خولہ کو بتائی ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے اس کو یہ کہا ہے کہ (حضور ﷺ نے پوری بات حضرت عمر ؓ کو بتا دی)۔ حضرت عمر ؓ نے کہا کیا میں لوگوں میں (طائف) کی طرف کوچ کرنے کا اعلان کر دوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا اچھا کر دو۔ چنانچہ حضرت عمر ؓ نے لوگوں کو کوچ کرنے کا حکم دے دیا۔

(البدایۃ والنہایۃ ۴/ ۳۵۰۔ مغازی للواقدی ۳/ ۹۳۶۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۱۰۰)

باب ۱۸۵

نبی کریم ﷺ کا مقامِ جعِرَّانہ کی طرف لوٹنا اور غنیمتیں تقسیم کرنا

اور مؤلفۃ القلوب کو عطا کرنا اور انصار کا اس بارے میں کچھ کہنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نکلے ارض دَحنَا کی طرف (یہ طائف اور جعرَّانہ کے درمیان جگہ تھی)۔ حتیٰ کے آپ ﷺ جعرانہ میں جا اُترے اُن لوگوں کے ساتھ جو آپ کے ہمراہ تھے۔ وہاں پر ہوازن چھ ہزار افراد قید تھے بچے، عورتیں وغیرہ اور اُونٹ بکریاں اس قدر جن کا علم نہیں تھا تعداد کے بارے میں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن محمد نے، ان کو عبداللہ بن معاذ عنبری نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معتمر بن سلیمان نے۔ (ح)۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو ابوسلمہ یحییٰ بن خلف باہلی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی معتمر بن سلیمان نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی

سُمیطؒ نے انس بن مالک ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے مکہ فتح کیا اس کے بعد ہم لوگوں نے حنین کا جہاد کیا۔ چنانچہ مشرکین آئے بہترین قطاروں کے ساتھ جو میں نے دیکھیں۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے ایک صف گھوڑوں کی بنائی، اس کے بعد لڑنے والوں کی بنائی۔ اس کے بعد عورتوں کی صف بنائی اس کے پیچھے بکریوں کی صف بنائی، اس کے بعد مویشیوں کی۔ کہا کہ ہم لوگ بھی کثیر تعداد میں تھے۔ ہم چھ ہزار کی تعداد تک پہنچ گئے تھے۔ میرا گمان ہے کہ وہ انصار مراد لے رہے تھے۔

وہ کہتے ہیں کہ ہمارے مُجَنِّبَہ پر یعنی میمنہ میسرہ پر ہمارے شہسوار خالد بن ولید تھے اور ہمارے گھڑسوار ہماری پیٹھ کے پیچھے بھی مڑ کر حفاظت کرنے لگے تھے۔ ہم زیادہ دیر نہیں ٹھہرے تھے کہ ہمارے گھڑسوار ہار گئے اور اعراب و دیہاتی فرار ہو گئے۔ اور کچھ دیگر لوگ بھی جن کو ہم جانتے تھے۔ اتنے میں رسول اللہ ﷺ نے (کمال ہمت و شجاعت کا مظاہرہ کیا اور ہارنے والے مجاہدین کو اپنے پاس بلایا)۔ اے مہاجرین اے انصار (میرے پاس آؤ، میرے پاس آؤ)۔ حضرت انس ﷺ کہتے ہیں کہ یہ حدیث ہے عمیہ کی۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا لبیک یارسول اللہ ﷺ۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ آئے۔ کہتے ہیں کہ اللہ کی قسم ہم ان لوگوں کے پاس اس وقت پہنچے تھے کہ اللہ نے ان کو شکست دے دی تھی (یعنی کفار کو)۔ کہتے ہیں کہ ہم نے وہ مال آ کر قبضے میں لیا پھر ہم لوگ طائف کی طرف چلے گئے تھے۔ ہم نے چالیس راتیں ان کا محاصرہ کئے رکھا پھر ہم مکے واپس لوٹ آئے اور ہم وہاں آ کر ہی اُترے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے وہاں پر لوگوں کو سوسو اونٹ دینا شروع کئے۔ آپ ﷺ نے سو دیئے تو انصار نے آپس میں کوئی بات کی کہ جس نے قتال کیا تھا اس کو دے رہے ہیں جس نے قتال نہیں کیا اس کو نہیں دے رہے ہیں۔ اور یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچائی گئی۔ پھر آپ ﷺ نے مہاجرین انصار کو اپنے پاس بلایا اور فرمایا کہ نہ داخل ہوں میرے پاس سوائے انصار کے۔

کہتے ہیں کہ پھر ہم خیمے میں داخل ہوئے یہاں تک کہ ہم نے خیمہ بھر دیا۔ حضور ﷺ نے تین بار فرمایا اے انصار کی جماعت کیا بات ہے جو میرے پاس آئی؟ انہوں نے پوچھا آپ کے پاس کیا پہنچی ہے؟ فرمایا کہ تم لوگ راضی نہیں ہو کہ لوگ مال لے کر جائیں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو اپنے ساتھ لے جاؤ حتیٰ کہ تم ان کو اپنے گھروں میں داخل کرو۔ لوگوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہم راضی ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اگر لوگ ایک گھاٹی میں چلے جائیں اور انصار دوسری گھاٹی میں، تو میں انصار کی گھاٹی کو اختیار کروں گا۔ انہوں نے کہا یارسول اللہ ﷺ ہم راضی ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا تو بس تم لوگ راضی ہو گیا جیسے ہی فرمایا تھا۔ یہ الفاظ ہیں باھلی کی روایت کے۔

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبید اللہ بن معاذ وغیرہ سے۔ (مسلم۔کتاب الزکوۃ۔حدیث ۱۳۶ ص ۷۳۶/۲۔۷۳۷)

انصار کے لئے رسول اللہ ﷺ اور مہاجرین کے لئے مال ومتاع .... (۳) ہمیں خبر دی القاسم زید بن ابوہاشم علوی نے کوفہ میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن حسین بن ابوالحنین نے، ان کو علی بن مدینی نے، ان کو ازہر بن سعد سمان نے، ان کو ابن عون نے، ان کو ہشام بن زید نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے۔ (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابویعلی موصلی نے، ان کو ابراہیم بن محمد بن عرعرہ نے، ان کو معاذ بن معاذ نے، ان کو بن عون نے، ان کو ہشام بن زید نے انس بن مالک ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب یوم حنین ہوا تو قبائل ہوازن اور قبائل غطفان آئے تھے اور دیگر قبائل بھی وہ اپنی اولادوں کو بھی لائے تھے اور مویشیوں کو بھی۔ نبی کریم ﷺ کے ساتھ اُس دن دس ہزار کا لشکر تھا۔ آپ ﷺ کے ساتھ طلقاء بھی تھے (یعنی وہ لوگ جن کو فتح مکہ والے دن حضور ﷺ نے احسان کر کے چھوڑ دیا تھا۔ نہ قتل کیا تھا ان کو اور نہ ہی قید کیا تھا)۔

وہ سب لوگ حضور ﷺ سے پیٹھ دے کر ہٹ گئے تھے یہاں تک کہ آپ تن تنہا رہ گئے تھے۔اس دن حضور ﷺ نے دو آوازیں لگائی تھیں۔اس میں کسی کو شامل نہیں کیا تھا اپنے دائیں جانب جھکے اور فرمایا اے انصار کی جماعت۔انہوں نے کہا لبیک یا رسول اللہ ﷺ آپ خوش ہو جائیں ہم آپ کے ساتھ ہیں۔پھر آپ ﷺ بائیں طرف متوجہ ہوئے اور آواز دی اے انصار کی جماعت۔انہوں نے کہا ہم حاضر ہیں یا رسول اللہ ﷺ آپ خوش ہو جائیں، ہم آپ کے ساتھ ہیں۔کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے سفید خچر پر سوار تھے۔کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نیچے اُترے اور فرمایا کہ میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں۔لہٰذا مشرکین شکست کھا گئے۔کہتے ہیں کہ اس دن رسول اللہ ﷺ کو کثیر غنیمتیں حاصل ہوئیں۔آپ ﷺ نے وہ مہاجرین میں تقسیم کیں اور طلقاء میں یعنی ان لوگوں میں جن پر احسان کر کے حضور ﷺ نے ان کو آزاد کر دیا تھا نہ قتل کیا ان کو نہ قید کیا۔ان میں غنیمتیں تقسیم کر دیں مگر آپ نے انصار کو کوئی چیز نہ دی۔انصار نے کہا کہ جب معاملہ سنگین ہو گیا تھا تو ہم لوگ بلائے گئے اور آپ غنیمتیں دوسروں کو دے رہے ہیں ہمارے علاوہ۔یہ بات رسول اللہ ﷺ تک پہنچی تو ان کو خیمے میں جمع کر کے فرمایا اے انصار کی جماعت یہ کیا بات ہے جو تمہاری طرف سے مجھے پہنچی ہے؟ وہ خاموش ہو گئے۔حضور ﷺ نے فرمایا اے انصار کی جماعت کیا تم اس بات پر خوش نہیں ہو کہ لوگ اپنے گھروں میں دینار لے جائیں اور آپ لوگ رسول اللہ ﷺ کو لے کر جاؤ۔

معاذ کی ایک روایت میں ہے، محمد ﷺ جس کو تم اپنے گھروں میں بحفاظت لے جاؤ گے؟ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ جی ہاں ہم راضی ہیں۔کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اگر سارے لوگ مل کر ایک وادی کی طرف چلے جائیں اور انصار دوسری وادی کی طرف تو میں انصار کی وادی کو اختیار کروں گا۔

معاذ کی ایک روایت میں ہے کہ ہشام نے کہا، میں نے کہا تھا اے ابوحمزہ کیا آپ اس بات کے شاہد ہیں؟ انہوں نے فرمایا اور کیا میں اس سے غائب ہو سکتا ہوں۔دونوں کے الفاظ برابر ہیں مگر وہ جو میں نے بیان کیا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن مدینی سے، اور محمد بن بشار نے اس کو روایت کیا ہے معاذ سے۔اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن مثنٰی سے اور ابراہیم بن محمد بن عرعرہ نے معاذ بن معاذ سے۔

(بخاری۔کتاب المغازی۔باب غزوۃ الطائف۔مسلم۔کتاب الزکوٰۃ۔حدیث ۱۳۵ ص ۲/۷۳۵)

(۴)　ہمیں خبر دی ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان کو ابو محمد احمد بن عبداللہ مزنی نے، ان کو خبر دی علی بن محمد بن عیسٰی نے، ان کو ابوالیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی شعیب نے زہری سے۔ان کو حدیث بیان کی انس رضی اللہ عنہ نے کہ انصار میں سے کچھ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ، جب اللہ نے ان کو ہوازن کے مال فئے فرمائے تھے جس قدر رفئے فرمائے تو حضور ﷺ نے لوگوں کو سو سو اونٹ دینا شروع کئے تو انصار نے کہا اللہ تعالیٰ رسول اللہ ﷺ کو معاف فرمائے قریش کو دے رہے ہیں اور ہمیں نہیں دے رہے حالانکہ ہماری تلوار ابھی تک خون کے قطرے ٹپکا رہی ہے۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ حضور ﷺ کو ان کا قول بتایا گیا۔حضور ﷺ نے انصار کے پاس پیغام بھیج دیا، آپ کو چمڑے کے ایک خیمہ میں، ان کے سوا خیمے میں کسی کو نہیں چھوڑا۔جمع فرمایا اور پوچھا کہ یہ بات تمہاری طرف سے میرے پاس پہنچی ہے، ان میں سے سمجھداروں نے حضور سے کہا ہم میں سے تو صاحب رائے لوگوں نے تو کوئی بات نہیں کی، بہر حال ہم میں سے جو نو عمر ہیں انہوں نے کہا ہے اللہ معاف فرمائے رسول اللہ ﷺ کو قریش کو دے رہے ہیں اور انصار کو چھوڑے جا رہے ہیں اور ہماری تلواریں خون ٹپکا رہی ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں کچھ لوگوں کو مال دے رہا ہوں اس لئے کہ وہ کفر کے عہد سے نئے نئے اسلام کے عہد میں آئے ہیں، میں ان کی تالیف قلبی کر رہا ہوں کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ لوگ مال لے جائیں اور تم اپنے گھروں کی طرف رسول اللہ کو لے جاؤ؟ اللہ کی قسم جس چیز کو تم لے کر لوٹو گے وہ کہیں بہتر ہے اس خیر سے جو لوگ لے کر جائیں گے۔

انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم راضی ہیں۔ رسول اللہ نے ان سے فرمایا تم لوگ میرے شدید ترجیحی سلوک کو پاؤ گے۔ تم لوگ صبر کرنا حتیٰ کہ تم اللہ کو مل جانا اور اس کے رسول کو حوض کوثر پر۔ حضرت انس ؓ کہتے ہیں کہ ہم صبر نہ کر سکے۔

بخاری نے روایت کیا ہے اس کو صحیح میں ابوالیمان سے، اور بخاری مسلم نے اس کو دوسرے طرق سے نکالا ہے زہری سے۔
(بخاری۔ کتاب فرض الخمس۔ مسلم۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۳۲ ص ۷۳۳/۲۔ ۷۳۴)

رسول اللہ ﷺ کا انصار کے لئے فضیلت بیان کرنا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو عاصم بن عمر نے بن قتادہ نے محمود بن لبید سے، اس نے ابوسعید خدری سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو کثیر غنیمتیں حاصل ہوگئیں حنین والے دن اور آپ نے قریش مؤلفتہ القلوب لوگوں میں تقسیم کیں اور تمام عرب میں جس قدر تقسیم کرنا تھا اور ان میں سے انصار کو کچھ بھی نہ ملا، نہ کم نہ زیادہ۔ تو انصار کا یہ قبیلہ اپنے دل میں ناراض ہوگیا۔ حتیٰ کہ ان میں سے ایک کہنے والے نے کہا، اللہ کی قسم رسول اللہ ﷺ اپنی قوم قریش کو دے رہے ہیں۔

سعد بن عبادہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گئے اور فرمایا، یا رسول اللہ ﷺ انصار کا فلاں قبیلہ دل میں ناراض ہے آپ سے۔ آپ نے پوچھا کس بارے میں؟ اس نے بتایا کہ آپ نے جو غنیمتیں اپنی قوم میں تقسیم کی ہیں اور پورے عرب میں اور ان کا اس میں کوئی حصہ بھی نہیں نکالا۔ رسول اللہ نے فرمایا، تم اپنی قوم میں کس مقام پر ہو اے سعد؟ اس نے کہا میں کچھ نہیں بس اپنی قوم کا ایک فرد ہوں میں کچھ بھی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، آپ اپنی قوم کو میرے پاس اس احاطے میں جمع کریں، جب وہ سارے اس میں جمع ہو جائیں تو مجھے آکر بتایئے۔ چنانچہ سعد باہر نکلے انہوں نے ان سب کو آواز لگائی، اس طرح اس نے ان کو اس چہار دیواری کے اندر جمع کرلیا۔ چنانچہ کچھ لوگ مہاجرین میں سے بھی آئے آپ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی، کچھ دوسرے لوگ بھی آگئے ان کو واپس کر دیا حتیٰ کہ انصار میں سے باقی کوئی بھی نہیں رہ گیا تھا سب کے سب جمع ہوگئے۔ سعد آئے اور عرض کی یا رسول اللہ ﷺ انصار کے اس قبیلے والے سارے جمع ہوگئے ہیں جہاں آپ نے حکم دیا تھا جمع ہونے کے لئے۔

حضور ﷺ تشریف لائے اور کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرمایا، انہوں نے اللہ کی حمد وثناء کی جس کا وہ اہل ہے۔ پھر فرمایا، اے انصار کی جماعت کیا میں تمہارے پاس اس وقت نہیں آیا تھا اُس وقت جب تم گمراہ تھے۔ پس اللہ نے لوگوں کو ہدایت عطا کردی اور تنگ دست تھے اللہ نے تمہیں غنی کر دیا ہے اور تم باہم دشمن تھے اللہ نے تمہارے دلوں میں اُلفت ڈال دی۔ انہوں نے کہا جی ہاں یہی بات ہے۔ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا تم مجھے جواب نہیں دو گے یا میری اجابت نہیں کرو گے اے انصار کی جماعت؟ انہوں نے کہا اے اللہ کے رسول ہم آپ کو کون سا جواب دیں؟ اللہ کا اور اس کے رسول کا احسان ہے۔

حضور ﷺ نے فرمایا، خبردار! اگر تم چاہو تو تم کہہ سکتے ہو بلکہ تم سچ کہو گے اور تمہیں سچا بھی قرار دیا جائے گا کہ تم اے محمد ہمارے پاس نکل کر اور بھاگ کر بے سہارا ہو کر آئے تھے۔ ہم نے تمہیں پناہ دی تھی۔ اور تنگ دست تھے ہم نے تیری غمخواری کی تھی اور تم اے محمد! خوف زدہ آئے تھے ہم نے تجھے امان دی تھی، بے یار و مددگار آئے تھے ہم نے تیری نصرت کی تھی۔ انصار نے جواب دیا بلکہ احسان تو اللہ کا ہے اور اس کے رسول کا ہے جنہوں نے ہمیں اپنی میزبانی کی سعادت بخشی۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو کچھ تم لوگوں نے دل میں ناراضگی رکھی ہے دنیوی مال ومتاع کے بارے میں تو اس کی حقیقت صرف اس قدر ہے کہ اس کے ذریعہ ایک قوم کی دلجوئی کی ہے تاکہ وہ مسلمان ہو جائیں۔ اور میں نے تمہیں اس کے حوالے کیا ہے اللہ نے جو تمہارے لئے تقسیم فرمائی ہے اسلام کی۔ کیا تم راضی نہیں ہوا اے انصار کی جماعت کہ لوگ اپنے اپنے گھروں کو اُونٹ اور بکریاں لے کر جائیں

اور تم لوگ اپنے گھروں کی طرف رسول اللہ کو لے کر جاؤ؟ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے اگر سارے لوگ ایک گھاٹی کی طرف چلے جائیں اور انصار دوسری گھاٹی کی طرف تو میں انصاری کی گھاٹی کی طرف جاؤں گا۔ اگر ہجرت ایک حقیقت نہ ہوتی تو میں بھی انصار ہی میں سے ایک فرد ہوتا۔ اے اللہ انصار پر رحم فرما اور انصار کی اولاد پر رحم فرما۔ اس پر لوگ رو پڑے حتیٰ کہ ان کی داڑھیاں تر ہوگئیں۔ اور وہ کہہ رہے تھے ہم اللہ کے ہونے پر راضی ہیں اور محمد کے رسول ہونے پر راضی ہیں۔ اس کے بعد حضور ﷺ ہٹ گئے اور لوگ متفرق ہوگئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۱۴/۴)

(۶)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن ابوعمر نے، ان کو سفیان نے۔

(ح)　اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صنعار نے، ان کو معاذ بن مثنیٰ نے، ان کو ابراہیم بن بشار نے، ان کو سفیان بن عینیہ نے، ان کو عمر بن سعید نے یعنی ابن مسروق نے اپنے والد سے، اس نے عبایہ بن رفاعہ بن رافع بن خدیج سے، اس نے رافع بن خدیج سے۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے مؤلفۃ القلوب کو حنین کے قیدیوں میں سے ہر آدمی کو سو سو اونٹ دیئے۔ ابوسفیان بن حرب کو بھی سو اونٹ دیئے۔ صفوان بن امیہ کو سو اونٹ دیئے، یہ دونوں قریشی تھے اور عینیہ بن حصن کو آپ ﷺ نے سو اونٹ دیئے اور اقرع بن حابس کو سو اونٹ دیئے اور علقمہ بن علاثہ کو سو اونٹ دیئے اور مالک بن عوف نصری کو سو اونٹ دیئے اور عباس بن مرداس کو سو سے کم دیئے اس کو دوسروں کے برابر نہیں دیئے۔ جس پر عباس بن مرداس نے شعر کہے:

نهبي و نهب العبيد	بين عيينة والا قرع
فما كان حصن ولا حابس	يفوقان مرداس في المجمع
وقد كنت في الحرب ذاتدرا	فلم اُعطَ شيأً ولم اُمنع
وما كنت دون امرئ منهم	ومن تضع اليوم لا يُرفع

یہ الفاظ ہیں حدیث ابراہیم کے اور ابن عمر نے تیسرا شعر ذکر نہیں کیا اور نہ ہی مالک بن عوف، نہ علقمہ بن علاثہ کا۔ اور اس نے اس کے آخر میں اضافہ کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کے لئے سو اونٹ پورے کر دیئے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوعمر سے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۳۷ ص ۲/۷۳۷۔۷۳۸)

انصار کی حیثیت جسم سے لگے ہوئے کپڑے کی مانند ہے .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو جعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے۔ (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ ان دونوں نے کہا کہ یہ الفاظ ہیں حدیث موسیٰ بن عقبہ کے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے غنیمتیں تقسیم کیں یا ان میں سے جس قدر اللہ نے چاہا۔ اکثر تقسیم اہلِ مکہ کے لئے تھی اور قریش کے لئے اور ان کو بڑے بڑے عطیے دیئے۔ اور ان کے سوا دیگر لوگوں کے لئے تقسیم کی تھیں جو حنین کی طرف نکلے تھے۔ ان کی تالیف قلبی کے لئے یہاں تک کہ ایک ایک آدمی کو سو سو اونٹ بھی دیئے گئے اور دوسرے کو ایک ایک ہزار بکری۔ اور آپ نے اپنے اپنے اصحاب سے تقسیم کو سمیٹا (یعنی کم دیا یا بالکل نہیں دیا) جس پر انصار دل میں ناراض ہوگئے اس بات سے۔ اور کہنے لگے کہ ہم ہر مشکل وقت کے ساتھی ہیں مگر حضور ﷺ نے اپنی قوم کو

ہمارے اوپر ترجیح دی ہے اور ان میں تقسیم کی ہے اور ہمارے لئے تقسیم نہیں کی۔ ہم نہیں دیکھتے اس کو مگر ایسا لگتا ہے کہ جیسے آپ ﷺ انہی کے درمیان رہنا چاہتے ہیں۔ یہ بات جب حضور ﷺ کو پہنچی تو آپ ان کی منزل پر ان کے پاس آئے ان کو جمع کیا اور فرمایا یہاں پر جو شخص انصار کے علاوہ ہے وہ اپنے اپنے مقام پر چلا جائے۔

اس کے بعد آپ ﷺ نے کلمۂ شہادت پڑھا پھر فرمایا: مجھے یہ بات بتائی گئی ہے کہ تم لوگوں نے غنیمتوں کے معاملے پر اعتراض کیا ہے کہ میں نے اس کی تقسیم کے اندر کچھ لوگوں کے ساتھ ترجیحی سلوک کیا ہے تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ میں نے ایسے لوگوں کی تالیف قلبی کی ہے اسلام کے ساتھ تا کہ وہ اسلام کو سمجھنے کی کوشش کریں۔ جہاں تک آپ کا تعلق ہے اللہ نے تمہارے دلوں کے اندر ایمان داخل کر دیا ہے اور تمہیں خصوصی اکرام دیا اور تمہارے لئے بہترین نام سے موسوم کیا ہے۔ کیا تم اس پر راضی نہیں ہو لوگ غنیمتیں لے کر اپنے اپنے گھر جائیں اور تم لوگ رسول اللہ ﷺ کو لے کر جاؤ گے۔ اللہ کی قسم اگر ہجرت نہ ہوتی تو میں بھی انصار میں سے ایک آدمی ہوتا۔ اگر سارے لوگ ایک وادی میں چلے جائیں اور تم لوگ دوسری وادی میں چلے جاؤ تو میں تمہارے ساتھ چلوں گا۔ پس راضی ہو جاؤ تم لوگ شعار ہو اور باقی دثار ہیں (یعنی اسلام میں تمہاری حیثیت جسم سے لگے ہوئے اندر والے کپڑے کی ہے اور باقی لوگوں کی حیثیت اُوپر سے ڈھکے ہوئے کپڑے کی ہے)۔

انصار نے رسول اللہ ﷺ کا قول سنا تو وہ رو پڑے ان کا رونا کثیر ہو گیا۔ وہ کہنے لگے اللہ اور اس کا رسول سب سے زیادہ احسان کرنے والے ہیں اور افضل ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا میری طرف لوٹ آؤ ان باتوں میں جن میں میں نے تم سے کلام کیا ہے۔ وہ بولے یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ہمیں اندھیروں میں پایا تھا لہٰذا اللہ نے ہمیں ان اندھیروں سے آپ کے ذریعے جنت کی طرف نکالا ہے۔ اور آپ نے ہمیں جہنم کے گڑھے کے کنارے پر کھڑا ہوا پایا تھا اور اللہ نے ہمیں اس سے آپ کے سبب سے بچالیا ہے۔ آپ نے ہمیں گمراہ پایا تھا اللہ نے ہمیں آپ کے ذریعہ ہدایت بخشی ہے۔ آپ نے ہمیں قلیل اور بے عزت پایا تھا سو اللہ نے ہمیں آپ کے ذریعے عزت دی ہے اور ہمیں کثرت عطا کی۔ لہٰذا ہم اللہ کے رب ہونے پر راضی ہیں اور اسلام کے دین ہونے پر رضی ہیں اور محمد ﷺ کے رسول ہونے پر راضی ہیں۔ آپ جو چاہیں سو کریں یا رسول اللہ ﷺ آپ آزاد ہیں، خود مختار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا خبردار اللہ کی قسم تم لوگوں نے میری بات مان لی ہے بغیر یہ کہے (تو میں ممنون ہوں) (اور اگر تم یہ کہہ دیتے) تو تم سچے ہوتے میں کہتا کہ تم نے سچ کہا ہے۔

(وہ باتیں یہ ہیں) اگر تم یہ کہتے کہ کیا آپ اپنے شہر سے جلا وطن کئے ہوئے، بھگائے ہوئے ہمارے پاس نہیں آئے تھے۔ ہم نے آپ کو جگہ دی تھی۔ آپ کی تکذیب کر دی گئی تھی سو ہم نے آپ کی تصدیق کی، آپ بے یار و مددگار آئے تھے ہم نے آپ کی نصرت کی۔ آپ ہمارے پاس اس طرح آئے تھے کہ لوگ آپ کے اوپر سرکشی کر رہے تھے (اگر تم مجھے یہ طعنے دیتے اے انصار تو میں یہ کہتا کہ) تم لوگ سچے ہو (مگر قربان جائیں انصار صحابہ کے اسلام کی سچائیوں کے انہوں نے جواب دیا) بلکہ اللہ کی طرف سے اور اس کے رسول کی طرف سے ہمارے اور دیگر لوگوں پر احسان ہے اور فضل ہے۔ پھر انصار دوبارہ رو پڑے یہاں تک کہ ان کا رونا کثیر ہو گیا اس پر رسول اللہ ﷺ بھی اپنے ان رضا کاروں وفاداروں کے ساتھ ہی رو پڑے۔ انصاری صحابہ نے رسول اللہ ﷺ کے الفاظ سنے تھے وہ ان کے لئے سب سے زیادہ آنکھوں کی ٹھنڈک ثابت ہوئے اور مالِ غنیمت سے زیادہ قابل رشک ثابت ہوئے۔

اور عباس بن مرداس سُلمی نے کہا تھا اس نے رسول اللہ ﷺ کو غنیمتیں تقسیم کرتے دیکھا وہ رسول اللہ ﷺ سے مال کی زیادتی طلب کر رہے تھے۔ وہ اشعار جو اس سے قبل روایت میں گذر چکے ہیں۔ رسول اللہ ﷺ تک اس کا قول پہنچا تو حضور ﷺ نے اس کو بلایا اور پوچھا کہ تم نے یہ الفاظ کہے ہیں۔ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے سنا تو فرمایا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان، مرداس نہ تو تم شاعر ہو اور تیرے لئے یہ کہنا مناسب تھا نہ ہی تو شعر کا راوی ہے پھر تم نے کیسے یہ شعر کہے۔ پھر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اس کے

جواب میں شعر کہے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ دونوں برابر ہیں ۔ یہ بات کوئی نقصان نہیں دیتی کہ تم نے دو میں سے کس کے نام سے ابتداء کی اقرع کے یا عیینہ کے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دو۔ اس بات سے وہ ڈر گیا اور گھبرا گیا۔ اور لوگوں نے بھی کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے عباس بن مرداس کا مثلہ کرنے کا حکم دے دیا ہے (یعنی واقعی زبان کاٹ دینے کا حکم دیا ہے)۔ جب کہ رسول اللہ ﷺ کی مراد اس قول کہ میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دو سے (واقعی زبان کاٹنا نہیں تھی بلکہ) یہ تھی کہ زبان کاٹ دو عطیہ کے ساتھ (یعنی اس کی زبان بند کردو) بھیڑ بکریاں مال مویشی دے کر۔

ابوعلاشہ نے کہا ہے شعر میں ابوالعبد سے مراد اس کا گھوڑا مراد تھا۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۵۹۔۳۶۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے۔ انہوں نے کہا جن لوگوں کو مؤلفۃ القلوب میں سے رسول اللہ ﷺ نے قریش میں سے سوسو اُونٹ دیئے تھے وہ مندرجہ ذیل افراد تھے : (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۱۰)

بنوعبدشمس میں سے ابوسفیان بن حرب کو سو اُونٹ، ان کے بیٹے معاویہ کو سو اُونٹ، اور بنو اسد بن عبدالعزیٰ بن قصی میں سے حکیم بن حزام کو سو اُونٹ اور بنوعبدالدار میں سے نضر بن حارث بن کلدہ بن علقمہ کو سو اُونٹ اور بنوزہرہ میں سے العلاء بن حارثہ ثقفی حلیف بنوزہرہ کو سو اُونٹ اور بنومخزوم میں سے حارث بن ہشام کو سو اُونٹ اور بنونوفل بن عبدمناف سے جبیر بن مطعم کو سو اُونٹ اور مالک بن عوف نصری کو سو اُونٹ۔

یہ تمام لوگ اصحاب المائۃ یا اصحاب المئین سوسو اونٹ والے کہلاتے ہیں۔ جن لوگوں کو سو سے کم دیئے تھے :

قریش میں سے مخرمہ بن نوفل بن اہیب زہری، عمیر بن وہب جمحی اور ہشام بن عمرو بنی عمر بن لوئ کے بھائی۔ ان کو سو سے کم دیئے تھے۔ ان کی تعداد میں محفوظ نہیں کر سکا جو ان کو دیئے تھے۔

جن کو پچاس پچاس اونٹ دیئے وہ درج ذیل ہیں :

سعید بن یربوع بن عامر بن مخزوم کو پچاس اُونٹ، قیس بن عدی سہمی کو پچاس اُونٹ۔

عباس بن مرداس کو کچھ اونٹ دیئے مگر وہ ناراض ہو گیا تھا رسول اللہ ﷺ نے اس کو سرزنش فرمائی تھی اور اس کے اشعار کا ذکر فرمایا۔ اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جاؤ میری طرف سے اس کی زبان کاٹ دو۔ لہٰذا صحابہ نے جتنے دیئے تھے اس پر اس قدر اضافہ کر دیا کہ وہ راضی ہو گیا۔ یہی بات اس کی زبان کاٹ دینا تھی۔

ابن اسحٰق نے کہا ہے، کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابراہیم بن حارث تیمی نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ سے کہا گیا کہ آپ نے عیینہ بن حصن کو اور اقرع بن حابس کو تو سوسو اونٹ دیئے اور آپ نے جعیل بن سراقہ کو چھوڑ دیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ جعیل بن سراقہ اہل زمین کے لوگوں میں سے بہترین شخص ہے عیینہ اور اقرع کی طرح، لیکن میں نے ان کو تالیف قلب کرنے کے لئے دیا ہے تاکہ وہ مسلمان ہو جائیں اور میں نے جعیل کو اس کے اسلام کے سپرد کیا ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۱۱۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۶۰)

☆☆☆

باب ۱۸۶

اہلِ نفاق کا نبی کریم ﷺ کی تقسیمِ غنیمت پر اعتراض حُنین کے وقت

اور نبی کریم ﷺ کا ان کے بارے میں بتا دینا کہ وہ دین سے اس طرح نکل گئے ہیں جیسے تیر نشانے سے پار نکل جاتا ہے۔ اور حضور کا ان کی نشانی بتانا اور اس بارے میں جن علاماتِ نبوّت کا ظہور ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوزکریا بن ابواسحٰق مزکی نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو جریر نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعمرو ادیب نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی احمد بن علی یعنی ابویعلیٰ نے، ان کو ابوخیثمہ نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے حسن بن سفیان نے، ان کو اسحٰق بن ابراہیم حنظلی نے، ان کو عمران نے، ان کو عثمان یعنی ابن ابوشیبہ نے، جریر نے منصور سے ابووائل سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب یوم حنین ہوا تو رسول اللہ نے تقسیم غنیمت میں کچھ لوگوں کو ترجیح دی تھی۔ چنانچہ آپ نے اقرع بن حابس کو ایک سو اونٹ دیئے تھے اور عیینہ کو بھی اسی کی مثل دیئے تھے اور اشراف عرب میں سے بھی کچھ لوگوں کو دیئے تھے ان کو بھی اس دن انہوں نے تقسیم میں ترجیح دی تھی۔ ایک آدمی نے کہا اللہ کی قسم یہ ایک ایسی تقسیم ہے جس کے اندر انصاف نہیں کیا گیا اور اس میں اللہ کی رضا کو بھی ملحوظ نہیں رکھا گیا (ظاہر ہے یہ سوچ سراسر رسول اللہ پر الزام تھا، بداعتمادی تھی، بدگمانی تھی۔ اسلام سے اور رسول سے برگشتہ کرنے کی سازش تھی)۔ نعوذ باللہ من ذٰلک

عبداللہ کہتے ہیں کہ میں نے سوچا رسول اللہ کو ضرور اس بات کی جا کر خبر کروں گا۔ چنانچہ میں حضور کے پاس آیا اور میں نے ان کو خبر دی جو کچھ اس آدمی نے کہا تھا۔ لہٰذا یہ سنتے ہی رسول اللہ کا چہرۂ مبارک غصے سے بدل گیا حتیٰ کہ سرخ ہو گیا۔ حضور نے فرمایا کہ جب اللہ اور اس کا رسول انصاف نہ کرے تو پھر کون انصاف کرے گا۔ اس کے بعد فرمایا اللہ تعالیٰ موسیٰ علیہ السلام پر رحم کرے وہ اس سے زیادہ ایذاء پہنچائے گئے تھے مگر انہوں نے صبر کیا تھا۔ عبداللہ کہتے ہیں کہ (میں نے خبر پہنچا کر آپ کو تکلیف دی ہے) میں لازمی طور پر آج کے بعد کوئی بات نہیں پہنچاؤں گا (کیونکہ اس سے حضور کو تکلیف ہوتی ہے)۔ یہ الفاظ ہیں ابوخیثمہ کی روایت کے اور انہوں نے کہا ہے اسحٰق نے اس کی مثل مگر اس نے یہاں کہا ہے کہ انہوں نے اشراف عرب میں سے کچھ لوگوں کو ترجیح دی تھی اور کہا کہ کیا اس کے ساتھ اللہ کی رضا کا ارادہ نہیں کیا گیا اور حدیث قتیبہ اور عثمان ابوخیثمہ کے الفاظ کے مطابق۔ مگر ان دونوں نے کہا ہے کیا اس سے اللہ کی رضا کا ارادہ کیا گیا ہے۔

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوخیثمہ سے اور اسحٰق بن ابراہیم اور عثمان بن ابوشیبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب فرض الخمس۔ مسلم۔ کتاب الزکوٰۃ۔ حدیث ۱۴۰ ص ۷۳۹)

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، احمد بن عبید صنعار نے، ابن ملحان نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے (ح)۔ ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابونصر فقیہ نے، ان کو تمیم بن محمد نے، ان کو محمد بن رمح نے ان کو لیث نے یحییٰ بن سعید سے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے کہ ایک آدمی آیا مقام جعرانہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس حضور کے غزوہ حنین سے واپسی کے وقت۔ بلال کے کپڑے میں کچھ چاندی رکھی تھی اور حضور ﷺ اس میں سے مٹھی بھر بھر کر لوگوں کو دے رہے تھے۔ اس شخص نے کہا، اے محمد ﷺ انصاف کریں۔ حضور نے فرمایا افسوس ہے تجھ پر،

جب میں انصاف نہیں کروں گا تو اور کون انصاف کرے گا ؟ اگر میں انصاف نہیں کروں گا تو میں خائب و خاسر ہو جاؤں گا۔ حضرت عمر نے عرض کی مجھے اجازت دیجئے یا رسول اللہ میں اس منافق کو قتل کر دوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا، اللہ کی پناہ لوگ باتیں بنائیں گے کہ میں اپنے اصحاب کو قتل کرتا ہوں۔ بے شک یہ شخص خود بھی قرآن پڑھتا ہے اس کے اصحاب اور ساتھی بھی پڑھتے ہیں مگر قرآن ان کی ہنسلیوں سے آگے نہیں جاتا، یہ لوگ قرآن مجید سے ایسے نکل جاتے ہیں جیسے تیر نشانے سے نکل جاتا ہے۔

یہ الفاظ حدیث ابن رمح کے ہیں۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن رمح سے۔

(مسلم۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۴۲ ص ۲/۷۴۰)

اگر میں انصاف نہ کروں تو شقی ہو جاؤں .... (۳) اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد بن عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابو سعید بن الاعرابی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ہے عثمان بن عمر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے قرہ بن خالد نے عمرو بن دینار سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ کے حنین کی غنیمتیں تقسیم کرنے کا وقت آیا تو ایک آدمی ان کے سامنے اُٹھ کھڑا ہوا اور کہنے لگا کہ آپ انصاف کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر میں انصاف نہ کروں تو شقی ہو جاؤں گا۔

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو ابو عبیدہ بن محمد بن عمار بن یاسر نے مقسم سے یعنی ابو القاسم مولیٰ عبداللہ بن حارث بن نوفل سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نکلا اور تلید بن کلاب لیثی ہم لوگ عبداللہ بن عمرو بن العاص سے ملے۔ وہ کعبے کا طواف کر رہے تھے اس کی دونوں جوتیاں اس کے ہاتھوں میں تھیں۔ ہم نے اس سے کہا کیا آپ رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضر ہوئے تھے جس وقت ذو الخویصرہ تمیمی ان سے بات کر رہا تھا۔ اس نے بتایا کہ جی ہاں۔ پھر اس نے ہمیں حدیث بیان کی کہ ذو الخویصرہ تمیمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تھا۔ حضور حنین میں غنائم تقسیم کر رہے تھے۔ وہ کہنے لگا اے محمد آپ کو میں دیکھ رہا ہوں جو کچھ آپ کر رہے ہیں؟ آپ نے پوچھا کہ کیسے تم نے دیکھا ہے؟ وہ کہنے لگا کہ میں نے آپ کو انصاف کرتے نہیں دیکھا۔

چنانچہ رسول اللہ ناراض ہو گئے اور فرمایا کہ جب میرے ہاں انصاف نہیں ہوگا تو پھر کس کے پاس ہوگا؟ حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ میں اس کی طرف اُٹھ کر اس کی گردن نہ مار دوں؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم چھوڑ دو اس کو اپنے آپ سے۔ بے شک شان یہ ہے کہ عنقریب اس جیسے لوگ ہوں گے جو دین میں گہرائی میں جائیں گے حتیٰ کہ وہ دین سے اس طرح نکل جائیں گے جیسے تیر نکل جاتا ہے نشانے سے۔ آپ اس کے بھالے میں دیکھتے ہیں تو کچھ بھی نہیں پاتے، پھر اس کے پیالے میں دیکھتے ہیں تو بھی کچھ نہیں پاتے، اس کے بعد فوق میں دیکھتے ہیں تو کچھ نہیں پاتے۔ وہ خون اور گوبر سے آگے سبقت کر جاتا ہے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۱۱۔۱۱۲)

حضور ﷺ کی پیشگوئیاں جو صحیح ہوئیں اور صاحبِ رسالت کی وفات کے بعد نبوت و رسالت کی علامات بن گئیں

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ نے، ان کو ابو العباس نے، ان کو احمد نے، وہ کہتے ہیں ان کو یونس نے ابو اسحاق سے ان کو ابو جعفر محمد بن علی بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ ذو الخویصرہ تمیمی رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، حضور غنیمتیں تقسیم فرما رہے تھے مقام حنین میں .... اس کے بعد راوی نے مذکورہ حدیث ذکر کی ہے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب اموی نے، ان کو محمد بن خالد بن خلی حمس نے، ان کو بشر بن شعیب بن ابوحمزہ نے اپنے والد سے، اس نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوسلمہ بن عبدالرحمن نے، ان کو ابوسعید خدری نے، ہمارے درمیان نبی کریم ﷺ بیٹھے غنیمتیں تقسیم کررہے تھے اچانک آپ کے پاس ذوالخویصرہ آ گیا وہ بنوتمیم میں سے ایک آدمی تھا۔ اس نے کہا یارسول اللہ آپ انصاف کریں؟ رسول اللہ نے فرمایا، ہلاک ہو جائے کون انصاف کرے گا اگر میں انصاف نہ کروں، میں ناکام اور نامراد ہو جاؤں گا اگر میں انصاف نہ کروں۔

عمر بن خطاب نے کہا یارسول اللہ آپ مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن ماردوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا چھوڑ یئے اس کو۔ اس کے دیگر احباب بھی ہیں، تم میں سے ہر آدمی اپنی نماز کو اس کی نماز کے آگے حقیر گردانے گا اور اپنے روزے ان کے روزے کے آگے حقیر گردانے گا۔ وہ قرآن پڑھتے ہیں جبکہ وہ ان کی ہنسلیوں سے نیچے نہیں اُترتا۔ وہ اسلام سے ایسے نکل جاتے ہیں جیسے تیر نشانے میں سے نکل جاتا ہے۔ اس کے بھالے کو دیکھا جاتا ہے اس پر کوئی چیز نہیں پائی جاتی، وہ اس کا قدح ہوتا اس میں کوئی چیز نہیں پائی جاتی پھر اس کے پروں کو دیکھا جاتا ہے اس پر کوئی چیز نہیں ہوتی، حالانکہ وہ گوبر اور خون سے گزر چکا ہوتا ہے مگر اس پر کوئی چیز نہیں لگی ہوتی۔ کونسا آدمی ہے ان میں سے سیاہ کالا اس کا ایک بازو عورت کے پستان کی مثل ہے یا مثل بضعہ کے حرکت کرتا ہے۔ وہ لوگ نکلیں گے لوگوں کے تفرقہ کے وقت۔

ابوسعید نے کہا، میں شہادت دیتا ہوں کہ میں نے یہ بات سُنی تھی رسول اللہ ﷺ سے اور میں شہادت دیتا ہوں کہ علی بن ابوطالب نے قتال کیا تھا ان لوگوں سے اور میں بھی ان کے ساتھ تھا اور اس آدمی کے بارے میں انہوں نے حکم دیا، اس کو تلاش کیا گیا اور اس کو پالیا گیا اور اس کو لایا گیا، حتیٰ کہ میں نے اس کو غور سے دیکھا وہ بالکل اسی صفت پر تھا جو رسول اللہ ﷺ نے اس کی صفت بیان کی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے، اس نے شعیب سے اور امام بخاری مسلم دونوں نے اس کو نقل کیا ہے کئی دوسرے طرق سے زہری سے۔ (بخاری۔ کتاب المناقب۔ باب علامات النبوۃ فی الاسلام۔ مسلم۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۴۸۔ ۲/۷۴۴۔ ۷۴۵)

علامات نبوت کا ظہور

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابونصر فقیہ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن رجاء نے، ان کو شیبان بن فروخ نے اور ہدبہ بن خالد نے، دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی قاسم بن فضل نے ابونضرہ سے، اس نے ابوسعید سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں دین سے نکل جائے گا نکل جانے والا (فرقہ)۔ مسلمانوں کی تفریق کے وقت، اس کو قتل کرے گا دو طائفوں میں سے حق کے ساتھ زیادہ مطابقت رکھنے والا طائفہ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں شیبان بن فروخ سے۔ (مسلم۔ کتاب الزکوۃ۔ حدیث ۱۵۰ ص ۲/۷۴۵)

تبصرہ ۔ امام بیہقی رحمۃ اللہ

مصنف اس روایت سے قبل والی روایت پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ اس روایت میں اور اس سے قبل جو روایت ہے اس میں نبی کریم ﷺ کی طرف سے اطلاع ہے ایک قوم کے آنے کی جن میں ایک ایسا شخص ہوگا جس کا ایک ہاتھ ناقص اور خراب ہوگا۔ یہ لوگ مسلمانوں کے اختلاف کے وقت سامنے آئیں گے۔ اور دوسری یہ اطلاع ہے کہ ایسے لوگوں کو مسلمانوں میں سے وہ طائفہ قتل کرے گا جو دو طائفوں میں سے حق سے زیادہ قریب اور احق ہوگا۔ چنانچہ فی الواقع اور فی الحقیقت ایسے ہی ہوا تھا جیسے نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا۔ یہ لوگ اس وقت نکلے تھے جب مسلمانوں میں اختلاف پڑا تھا اہل عراق میں اور اہل شام میں اور ان لوگوں کو دو طائفوں میں اولیٰ بالحق طائفہ نے قتل کیا تھا یعنی امیرالمؤمنین علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ نے۔ اور اس وقت لوگوں نے اس ناقص ہاتھ والے شخص کو بھی پالیا تھا بالکل اسی طرح جس طرح

نبی کریم ﷺ نے اس کی صفت بیان کی تھی۔ چنانچہ یہ واقعہ ایک علامت بن گیا تھا علامات نبوت میں سے۔ ایسی علامات ونشانی جو صاحب رسالت کی وفات حسرت آیات کے بعد ظاہر ہوا تھا۔

(۸) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابو سعید اعرابی نے، ان کو حسن بن زعفرانی نے، ان کو ہوزہ بن خلیفہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عوف نے محمد سے، وہ ابن سیرین ہیں عبیدہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب حضرت علی ﷺ نہر والوں سے فارغ ہوئے تو فرمایا کہ ان میں تلاش کرو اگر ان لوگوں کے اندر وہ لوگ موجود ہوں، رسول اللہ ﷺ نے جن کا ذکر کیا تھا کہ بے شک ان میں ایک شخص ناقص الید ہوگا یا مودن الید یا مثدون الید کہا تھا (سب کا مقصد وہی ناقص ہے)۔

عبیدہ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو تلاش کیا تو ہم نے اس کو پالیا تھا۔ ہم اس کو حضرت علی ﷺ کے پاس بلالائے۔ وہ آیا اور آکر ان کے سامنے کھڑا ہو گیا اور حضرت علی ﷺ نے تین بار اللہ اکبر کہا۔ اللہ کی قسم اگر تم لوگ اپنی اپنی آنکھوں سے نہ دیکھ لیتے تو میں تمہیں حدیث بیان کرتا وہ جو اللہ نے فیصلہ کر دیا تھا اپنے رسول کی زبان پر اس شخص کے بارے میں جو ان کو قتل کرے گا۔

(عبیدہ کہتے ہیں) میں نے پوچھا کہ کیا آپ نے خود یہ بات سنی تھی رسول اللہ ﷺ سے، انہوں نے کہا جی ہاں، رب کعبہ کی قسم تین بار یہ فرمایا۔ مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دیگر دو وجوہ سے محمد بن سیرین سے اور اس حدیث کے کئی اور طرق بھی ہیں۔ (مسلم ۲/۷۴۷)

ہم اس طرف ذکر کریں گے ان شاء اللہ جس وقت ہم حضور ﷺ کے بعد ہونے والے واقعات کا ذکر کریں گے۔ وباللہ التوفیق

باب ۱۸۷

مقام جعرّانہ میں ہوتے ہوئے نبی کریم ﷺ کے پاس مسلمان ہو کر وفد ہوازن کی آمد

اور رسول اللہ ﷺ کا ان کو ان کے قیدی واپس کر دینا

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ بن محمد عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابو الحسن احمد بن محمد بن عبدوس نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن سعید داری نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے اور عبداللہ بن صالح نے (یہ دونوں مصری ہیں)۔ یہ کہ لیث بن سعد نے دونوں کو حدیث بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عقیل نے ابن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ عروہ نے گمان کیا ہے کہ مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ دونوں نے اس کو خبر دی ہے یہ کہ رسول اللہ ﷺ کھڑے ہو گئے جب ان کے پاس ہوازن والوں کا وفد مسلمان ہو کر آ گیا تھا۔ انہوں نے حضور ﷺ سے التجا کی کہ آپ ان کے مال اور ان کی عورتیں ان کو واپس کر دیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا، میرے پاس یہ ہیں جن جن کو تم مناسب سمجھو۔ اور محبوب ترین بات میرے نزدیک وہ ہوتی ہے جو سب سے زیادہ سچی ہو۔ تم لوگ چن لو دو چیزوں میں سے ایک چیز ملے گی یا قیدی ملیں گے یا مال ملے گا۔

تحقیق میں ان کے پاس تھا۔ رسول اللہ نے ان کو دس سے کچھ اوپر راتوں کی مہلت دی تھی جب آپ طائف سے واپس آ گئے تھے۔ جب ان لوگوں کے ساتھ یہ بات واضح ہو گئی کہ رسول ان کے مال واپس نہیں کریں گے دو میں سے ایک چیز (یا مال یا قیدی) تو ان لوگوں نے اپنے قیدیوں کو چنا۔ لہٰذا نبی کریم ﷺ مسلمانوں میں اٹھ کھڑے ہوئے۔ اللہ کی حمد وثناء کی جس کا وہ حق دار ہے۔

پھر فرمایا، امابعد بے شک تمہارے یہ بھائی ہمارے پاس تائب ہو کر آئے ہیں۔ میں نے یہ مناسب سمجھا ہے کہ میں ان کے قیدی واپس کر دوں۔ جو شخص تم میں سے پسند کرے کہ وہ خوشی سے ایسا کرے تو ضرور کرے (یعنی اپنے حصے کا قیدی واپس دے دے) جو تم میں سے پسند کرے کہ اپنے حصے پر قائم رہے (وہ ہمیں اپنے حصے کا قیدی ہمیں واپس دے دے ہم واپس کر دیتے ہیں)۔ اس شرط پر کہ آج کے بعد جیسے ہی اللہ تعالیٰ ہماری طرف مال فئے اور عطا کرے گا ہم اس کے بدلے اس کو دے دیں تو ایسا کر لے۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم یہ فیصلہ خوشی سے قبول کرتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا کہ بے شک نہیں جانتے تم میں سے کس نے خوشی سے اجازت دی ہے اور کس نے خوشی سے نہیں دی۔ تم سب لوگ واپس جاؤ اور اپنے اپنے سمجھ دار و معروف لوگوں کو بھیجو جو تمہارے معاملے کو جانتے ہوں، وہ ہمارے پاس آکر بتائیں۔ لوگ واپس چلے گئے۔ ان کے عرفاء نے ان سے بات کی پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس آئے انہوں نے آکر حضور کو خبر دی کہ وہ لوگ خوشی سے قیدی واپس کر رہے ہیں اور انہوں نے اجازت دے دی ہے۔ یہ ہے وہ تفصیل جو ہمیں ہوازن کے قیدیوں کے بارے میں پہنچی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سعید بن عفیر سے اور عبداللہ بن یوسف سے، اس نے لیث سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۸/۲۶۔۲۷)

قیدی یا اموال میں اختیار دینا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ طائف سے واپس لوٹے ماہ شوال میں مقام جعرانہ کی طرف، اس مقام میں قیدی تھے۔ لہٰذا حضور ﷺ کے پاس ہوازن قبائل کے وفد مسلمان ہو کر آنے لگے۔ ان میں نو افراد ان کے اشراف اور معززین تھے۔ وہ مسلمان ہو گئے تھے اور رسول اللہ سے بیعت ہوئے اسلام کی بیعت۔ اس کے بعد انہوں نے حضور سے بات کی ان لوگوں کے بارے میں جو پکڑے گئے تھے۔

انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ بے شک وہ لوگ جو آپ لوگوں نے پکڑے ہیں مائیں ہیں، بہنیں ہیں، پھوپھیاں ہیں، خالائیں ہیں اور وہ پوری قوم کی عزت ہیں۔ ہم لوگ اللہ کی طرف رجوع ہو گئے ہیں اور آپ کی طرف اے اللہ کے رسول نبی کریم ﷺ، رحیم و کریم تھے، سخی تھے۔ انہوں نے جواب دیا میں اس بات کو طلب کروں گا تمہارے لئے اور تحقیق حصے ہو چکے ہیں اور اپنے اپنے موقع پر اور جگہ پر پہنچ چکے ہیں۔ دو امروں میں جو امر تمہیں پسند ہو وہ میں تم سے طلب کرتا ہوں اور مانگتا ہوں تم لوگوں سے، قیدی یا اموال؟ ان لوگوں نے کہا آپ ہمیں اختیار دیں حسب کے اور مال کے بارے میں، حسب ہماری طرف زیادہ محبوب ہے۔ ہم لوگ بکریوں اور اونٹوں کی بات نہیں کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہر حال وہ قیدی خواتین جو بنو ہاشم میں سے کسی کے پاس ہیں وہ تمہاری ہیں (یعنی وہ واپس ہو جائیں گی)۔ اور جو دیگر مسلمانوں کے پاس ہیں ان کے بارے میں میں ان سے بات کروں گا اور تمہاری سفارش کروں گا تم لوگ بھی ان سے بات کرو اور اپنے اسلام کو ظاہر کرو اور کہو ہم تمہارے بھائی ہیں دین میں۔ اور حضور نے ان کو کلمہ شہادت تعلیم فرمایا اور یہ بھی سکھایا کہ وہ کیسے بات کریں اور ان کو فرمایا کہ میں نے تمہیں دس راتوں کی مہلت دی تھی۔

حضور ﷺ نے جب ظہر کی نماز پڑھائی تو وہ لوگ کھڑے ہو گئے انہوں نے حضور ﷺ سے اجازت طلب کی بات کرنے کی، حضور نے اجازت دے دی۔ خطیبوں نے بات کی اور پوری پوری بات کی اور اس بلاغت سے کام لیا اور انہوں نے رغبت دلائی قیدیوں کو واپس کرنے کے بارے میں۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے جب وہ لوگ فارغ ہو گئے۔

حضور ﷺ نے ان کے لئے سفارش کی اور مسلمانوں کو اس پر ابھارا اور فرمایا کہ تحقیق میں نے وہ قیدی ان کو واپس کر دیئے ہیں جو بنو ہاشم کے افراد کے حصے میں تھے اور وہ بھی جو میرے ہاتھ میں تھے۔ تم لوگوں میں سے جو شخص پسند کرے کہ وہ بغیر کسی جبر کے واپس کر لے وہ ضرور ایسا کرے

(یعنی واپس کردے) اور جو ایسے واپس کرنا پسند نہ کرے اور اس کا بدلہ یا معاوضہ لینا چاہے تو ان کا بدلہ اور معاوضہ میرے ذمہ ہے۔ لہٰذا وہ افراد واپس کر دیئے جو ان کے قبضے میں تھے۔ مگر تھوڑے سے ان میں سے ایسے تھے جنہوں نے معاوضہ یا بدلہ مانگا تھا۔

اس کی اسناد کے ساتھ انہوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے موسیٰ بن عقبہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہا ہے ابن شہاب نے کہ مجھے حدیث بیان کی عروہ بن زبیر نے یہ کہ مروان بن حکم اور مسور بن مخرمہ نے اس کو خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اعلان کیا تھا جب ہوازن کے قیدیوں کو واپس کرنے کے بارے میں کہ میں نہیں جانتا کہ کس نے تم میں سے اجازت دی ہے واپس کرنے اور کس نے نہیں دی، واپس چلے جاؤ یہاں تک کہ تمہارا معاملہ تمہارے لیڈر ہمارے پاس لے آئیں۔ لوگ واپس چلے گئے۔ لہٰذا ان کے لیڈروں نے ان سے بات کی پھر وہ رسول اللہ کے پاس آئے، انہوں نے حضور ﷺ کو اطلاع دی کہ فلاں فلاں راضی ہے اور خوشی سے قیدی واپس کرنے کی اجازت دیتے ہیں۔

(۳) ابن شہاب کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ہے سعید بن مسیّب بن عروہ بن زبیر نے کہ ہوازن کے قیدی جنہیں رسول اللہ ﷺ نے واپس کر دیا تھا وہ چھ ہزار تھے مرد عورتیں بچے۔ بے شک تمام عورتوں (ستر عورتیں) جو رجال کے پاس تھیں ان میں سے عبدالرحمن بن عوف تھے صفوان بن اُمیہ تھے۔ انہوں نے دو عورتوں کو قیدی کیا تھا جو ان کے پاس تھیں۔ ان دونوں عورتوں نے اپنی قوم کو پسند کیا تھا یعنی واپس چلی گئی تھیں۔

☆ ''اہل سیر نے گمان کیا ہے کہ عیینہ بن بدر نے ان پر انکار کر دیا تھا یعنی قیدی واپس کرنے سے، صرف یہی نہیں بلکہ اس نے ان کو منع کرنے پر بھی اُبھارا تھا۔ چنانچہ ایک آدمی نے کہا ہوازن میں سے، تم کوئی کمی نہ کرو اس بات سے کہ تم ہمارے خلاف اُبھار رہے ہو ان کے بارے میں جو ہم میں سے رہ گئے ہیں۔ ہم نے بھی قتل کر دیا ہے تیری کنواری بچی کو اور تیرے دو بیٹوں کو اور تیری ماں نُسیکہ کو طاق سے جفت کر دیا تھا۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ کیا واقعی یہ معاملہ ایسے ہی تھا؟ انہوں نے کہا کہ اس میں کچھ تو تھا یا رسول اللہ کچھ لوگوں نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ نے ایک آدمی کو حکم دیا کہ مکہ میں جائے اور جا کر قیدیوں کے لئے مقعد کپڑے خریدے اس لئے کہ کوئی آزاد ان میں سے نہ نکلے مگر نئے کپڑے پہنا ہوا، اور فرمایا مالک بن عوف کے اہل خانہ کو مکے میں روک لو ان کی پھوپھی اُم عبداللہ بن اُمیہ کے پاس۔ مگر وفد والوں نے کہا کہ یا رسول اللہ وہ لوگ ہمارے سردار ہیں اور ہمیں بہت پیارے ہیں۔ رسول اللہ نے جواب دیا کہ میں ان کے ساتھ مزید خیر اور بھلائی کا سلوک کرنے کا ارادہ کر رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے مالک بن عوف کے پاس نمائندہ بھیجا حالانکہ وہ فرار ہو چکا تھا طائف کے قلعے میں پناہ لینے کے لئے۔ حضور نے پیغام بھیجا کہ اگر تم مسلمان ہو کر میرے پاس آ جاؤ تو میں تیرے گھر والے تجھے واپس کر دوں گا اور میری طرف سے تیرے لئے ایک سو اُونٹنی بھی ہیں''۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ربیع نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی شافعی نے انہوں نے کہا ہے اس قصے میں کہ عیینہ راضی نہ ہوا اس نے ایک بڑھیا کو پکڑ لیا اور کہنے لگا کہ میں اس کے ذریعہ ہوازن والوں کو شرم اور غیرت دلاؤں گا۔ نہ نکالا اس بڑھیا کو اس کے ہاتھ سے، یہاں تک کہ اس سے کہا بعض اس شخص نے اس کو دھوکہ دیا تھا اس عورت کے بارے میں۔ اللہ تیری ناک کو خاک آلود کرے، اللہ کی قسم تم نے اس کو پکڑ لیا ہے۔ نہ تو اس کے پستان کھڑے ہوئے ہیں نہ اس کا پیٹ بچے کو جنم دینے والا ہے، نہ اس کے رخسار چمکتے ہیں پھر فائدہ کیا ہوا اس کو رکھنے کا۔ اس نے کہا تم جو کچھ کہہ رہے ہو وہ سچ ہے۔ اس نے کہا جی ہاں اللہ کی قسم ہے۔ اس نے کہا کہ اللہ تجھے اس بڑھیا سے دُور کر دے۔ اور اس نے اس عورت کے بدلے کچھ معاوضہ بھی نہیں لیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۰۵۔ مغازی للواقدی ۳/۹۵۱)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، اس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن بکیر نے ابواسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو

بن شعیب نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، وہ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے حنین میں۔ جب حضور نے پا لئے ہوازن کے مال جس قدر پالئے تھے۔ اور ہوازن کے قیدی بھی۔ ہوازن کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس مقام جعرانہ میں آیا اور آکر ملا، وہ وفد مسلمان ہو چکا تھا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ہمارے ماں باپ اور ہمارا خاندان ہے، تحقیق ہمارے اُوپر مصیبت آن پڑی ہے جو آپ سے مخفی نہیں ہے۔ آپ ہمارے اُوپر احسان کریں اللہ آپ کے اُوپر احسان کرے

ان کا خطیب زہیر بن صرد کھڑا ہوا اور کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ سوائے اس کے نہیں مستورات قید میں، وہ قید ہونے والیاں آپ کی خالائیں ہیں، آپ کی پھوپھیاں ہیں، آپ کو دودھ پلانے والیاں ہیں، وہ عورتیں بھی ہیں جنہوں نے آپ کی کفالت کی تھی۔ اگر ہم لوگ ابن ابوشمر کے ہاں سے یا نعمان بن منذر کے پاس سے دودھ پیتے پھر ہمیں یہی کیفیت پہنچتی ان دونوں سے جو ہمیں آپ سے پہنچی ہے تو ہم امید کرتے ہیں ان کے احسان کرنے کی اور ان کی شفقت کرنے کی جبکہ آپ تو تمام کفالت لئے ہوؤں میں سے بہترین شخص ہیں۔ اس کے بعد اس نے شعر کہے :

امنن علینا رسول اللہ فی کرم — فانک المرء نرجوہ وندخر
امنن علی بیضۃ قد عاقھا قدر — ممزق شملھا فی دھرھا غیر
ابقت لھا الحرب ھتافا علی حزن — علی قلوبھم الغماء والغمر
ان لم تدار کھم نعماء تنشرھا — یا ارجح الناس حلما حین یختبر
امنن علی نسوۃ قد کنت ترضعھا — اذ فوك یملوہ من مخضھا الدرر
لا تجعلنا کمن شالت نعامتہ — واستبق منا فانا معشر زھر
انا لنشکر الاء وان کفرت — وعندنا بعد ھذا الیوم مدخر

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تمہاری عورتیں اور تمہارے بیٹے تمہیں زیادہ محبوب ہیں یا تمہارے مال؟ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے ہمیں اختیار دیا تھا ہمارے حسب اور مالوں کے بارے میں، ہمارے بیٹے اور ہماری عورتیں ہمیں زیادہ محبوب ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہر حال جو کچھ ان میں سے میرا حصہ تھا اور بنو عبدالمطلب کے لئے وہ تمہارے لئے ہے (یعنی وہ میں واپس کر دیتا ہوں)۔ اور جس وقت لوگوں کو نماز پڑھا لوں اس وقت تم لوگ کھڑے ہو جانا اور کہنا کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ سے سفارش کرواتے ہیں اور رسول اللہ کو سفارش پیش کرتے ہیں مسلمانوں کی طرف اور مسلمانوں سے سفارش کرواتے ہیں رسول اللہ کے پاس۔ ہمارے بیٹو اور ہماری عورتوں کے بارے میں میں اس وقت تمہیں دے دوں گا (یعنی تمہارا سوال پورا کر دوں گا)۔ میں خود تمہارے لئے مسلمانوں سے مانگوں گا۔ حضور جب لوگوں کو ظہر کی نماز پڑھا چکے تو وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور کہنے لگے اور وہی بات کہی جو رسول اللہ نے فرمائی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہر حال جو قیدی میرے اور بنو عبدالمطلب کے حصے میں ہیں وہ میں تمہیں واپس کئے دیتا ہوں۔ چنانچہ یہ سنتے ہی مہاجرین نے کہا کہ جو ہمارے حصے کے قیدی ہیں وہ رسول اللہ کے لئے ہیں (یعنی ہم ان کو دیتے ہیں)۔ انصار نے سُنا تو یہی کہا جو ہمارے حصے کے ہیں وہ بھی رسول اللہ کے ہیں۔

اقرع بن حابس نے کہا کہ میرے حصے کے اور بنو تمیم کے ہم واپس نہیں کرنا چاہتے۔ ادھر سے عباس بن مرداس سُلیمی نے کہا کہ بہر حال میں اور بنو سلیم والے بھی واپس نہیں کرنا چاہتے۔ بنو سُلیم نے کہا نہیں بلکہ جو ہمارے حصے کے ہیں وہ ہم رسول اللہ ﷺ کو دیتے ہیں۔ ادھر سے عیینہ بن بدر نے کہا بہر حال میں اور بنو فزارہ واپس نہیں کریں گے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تم میں سے جو شخص اپنا حق روک کر رکھے گا اس کے لئے ہر انسان کے بدلے چھ فرائض ہیں (یعنی چھ اُونٹ ہیں)۔ پہلی فئے اور پہلے مال غنیمت سے جو ہمیں حاصل ہوگا۔ لہٰذا آپ لوگ ان لوگوں کی طرف ان کی عورتوں اور بیٹوں کو واپس کر دو

(یہ اعلان فرما کر) رسول اللہ ﷺ سوار ہوگئے اور لوگ آپ کے پیچھے پیچھے ہولئے۔ وہ کہہ رہے تھے یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمارے لئے تقسیم کردیجئے ہماری فئے۔ یہاں تک کہ ان لوگوں نے آپ کو ایک درخت کے پاس مجبور کردیا۔ اس افراتفری میں حضور ﷺ کی چادر جو اُوپر اوڑھے ہوئے تھے لوگوں کے ہاتھوں میں آگئی۔

رسول اللہ ﷺ فرمارہے تھے، اے لوگو! چادر واپس کردو، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے اگر تمہارے واسطے وادی تہامہ کے درختوں کے برابر مویشی ہوں گے تو وہ سب میں تمہارے اُوپر تقسیم کردوں گا۔ پھر اس وقت تم لوگ مجھے نہ بخیل و کنجوس پاؤ گے، نہ بزدل پاؤ گے، نہ جھوٹا پاؤ گے۔

اس کے بعد رسول اللہ اُٹھے اور اُونٹ کے پہلو میں کھڑے ہوئے اور آپ نے اس کی کوہان کی پشم کو پکڑ کر اپنی اُنگلیوں کے درمیان کیا اور فرمایا، اے لوگو! اللہ کی قسم نہیں ہے میرے لئے تمہاری فئے اور غنیمت میں سے مگر یہ پشم بھی نہیں مگر خمس (پانچواں حصہ) اور خمس بھی تمہارے اُوپر لوٹا دیا گیا ہے۔ لہٰذا تم لوگ سوئی دھاگہ واپس کردو، بے شک مال غنیمت چوری کرنا عار ہے اور آگ ہے۔ اور قیامت کے دن ایسا کرنے والوں پر ہلاکت ہے۔ یہ سُن کر انصار میں سے ایک آدمی بالوں کی رسیوں کا ایک گچھا لے کر آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں نے یہ دھاگے کے لئے لئے تھے تاکہ میں اس کے ساتھ اُونٹ کے اُوپر کا میخ سی سکوں۔ رسول اللہ نے فرمایا بہرحال مال غنیمت میں جو میرا حق ہے اسی طرح یہ تیرے لئے ہے مگر اس آدمی نے کہا بہرحال جب معاملہ یہاں تک آپہنچا ہے تو مجھے اس کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ اُس نے اپنے ہاتھ سے اس کو پھینک دیا۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے ابووجزہ سعدی نے یزید بن عبید سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ہوازن کے قیدیوں میں سے حضرت علی بن ابوطالب کو ایک لڑکی دی تھی اُسے ریطہ بنت ہلال بن حیان بن عمیرۃ کہتے تھے۔ اور عثمان غنی کو زینب بنت حیان دی تھی اور عمر بن خطاب کو فلانۃ۔ انہوں نے وہ عبداللہ بن عمر کو ہبہ کردی تھیں۔

(البدایۃ والنہایۃ ۴/۳۵۳-۳۵۴)

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی نافع نے ابن عمر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابن عمر نے دو لڑکیاں بھیجی تھیں میری ننھیال میں بنو جمع میں تاکہ وہ ان کی اصلاح کردیں میرے لئے حتیٰ کہ میں بیت اللہ کا طواف کرتا پھر میں ان کے پاس آتا جب میں فارغ ہوجاتا۔ چنانچہ میں مسجد سے نکلا اچانک دیکھا کہ لوگ سخت باتیں کررہے ہیں۔ میں نے پوچھا تم کیوں لڑ رہے ہو؟ انہوں نے بتایا، رسول اللہ ﷺ نے ہماری عورتیں ہمیں واپس کردیں ہیں اور ہمارے بیٹے بھی۔ میں نے کہا تم ان لڑکیوں کا کیا کروگے جو میرے پاس ہیں وہ تو بنوجمع میں ہیں وہ لوگ وہاں سے چلے گئے اور جاکر انہوں نے وہ لے لیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۰۵۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۵۴)

جاہلیت کی نذر کا اسلام کے بعد پورا کرنا .... (۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے یونس بن عبدالاعلیٰ نے (ح)۔ اس نے کہا اور ہمیں خبر دی ہے ابوالولید نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو ابوطاہر نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن وہب نے، ان کو جریر بن حازم نے یہ کہ ایوب نے اس کو حدیث بیان کی ہے کہ اس کو نافع نے حدیث بیان کی ہے یہ کہ عبداللہ بن عمر نے ان کو بیان کی ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا جس وقت مقام جعرانہ میں تھے طائف سے واپسی کے بعد، عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میں نے جاہلیت میں نذر مانی تھی کہ میں ایک دن مسجد الحرام میں اعتکاف بیٹھوں گا آپ کیا فرماتے ہیں؟ آپ نے فرمایا جائیے اور جاکر ایک دن کا اعتکاف کیجئے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے حضرت عمر کو خمس کے مال میں سے ایک لونڈی دی تھی جب رسول اللہ نے تمام قید ہونے والوں کو آزاد کیا تو عمر نے بیٹے سے کہا، اے عبداللہ! جایئے اس لڑکی کے پاس، جا کر اس کا راستہ چھوڑ دیجئے یعنی اس کو اپنے اہل کے پاس جانے دیجئے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوطاہر سے۔

مالک بن عوض کا سلام اور رسول اللہ کی مدح میں قصیدہ کہنا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی ابو وجزہ نے کہ عثمان گئے اپنی لونڈی کے پاس، اس نے ان کو اپنے چچازاد کے لئے نکاح کا پیغام دیا۔ اس کا شوہر تو تھا مگر وہ ساقط تھا۔ گویا وہ نامرد تھا اس میں کوئی خیر نہیں تھی۔ جب قیدی واپس گئے تو وہ اس کو چلا کر لے آئے، اس کو مدینے میں لے آئے عمر کے زمانے میں یا عثمان کے اس سے ملے اور اسے کوئی چیز عطا کی بسبب اس کے جو اس نے فائدہ اُٹھایا تھا۔ جب عثمان نے اس کے شوہر کو دیکھا تو اس لونڈی سے کہا ہلاک ہو جائے یہ تھا مجھ سے زیادہ پسندیدہ تیرے نزدیک۔ وہ بولی جی ہاں یہ میرا شوہر ہے اور میرا چچازاد بھی۔

بہر حال رہے حضرت علی انہوں نے اپنی لونڈی کی عفت کا خیال کیا اور اس کو قرآن بھی سکھلایا۔ رسول اللہ نے وفد ہوازن سے کہا تھا اور ان سے مالک بن عوف کے بارے میں پوچھا تھا کہ اس نے کیا کیا (یعنی وہ کہاں ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ وہ طائف میں ہے۔ آپ نے فرمایا اس کو یعنی مالک کو بتادو کہ اگر وہ مسلمان ہو کر میرے پاس آجائے تو میں اس کے اہل خانہ اس کی طرف واپس کردوں گا اور اس کا مال بھی اور مزید ایک سو اُونٹ بھی دوں گا۔ چنانچہ مالک اسی شرط پر طائف سے نکل کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آگیا تھا۔ دراصل مالک ڈر رہا تھا بنو ثقیف سے اپنی جان پر کہ ان کو پتہ چل جائے گا جو کچھ رسول اللہ نے اس کے لئے رعایت دی ہے تو وہ اس کو روک لیں گے جانے نہیں دیں گے۔ چنانچہ کہا کہ اس کے لئے اُونٹنی تیار کر کے فلاں مقام پر کھڑی کردی جائے اور گھوڑا ابھی۔ طائف میں لیا جائے، چنانچہ وہ رات کے وقت طائف سے نکلا اپنے گھوڑے پر بیٹھ کر اس کو ایڑھ لگائی اور اپنی اُونٹنی تک پہنچ گیا جہاں پر اس نے کہا تھا۔ وہ اس پر بیٹھ کر رسول اللہ ﷺ سے جاملا مالک بن عوف مسلمان ہونے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو اس نے شعر کہے:

ما ان رایت ولا سمعت بمثله ... فی الناس کلھم بمثل محمد

اوفی واعطی للجزیل اذا اجتدی ... واذا تشا یخبرك عما فی غد

واذا الکتیبة عردت انیابها ... أم العدی فیها بکل مهند

فکانه لیث لدی اشباله ... وسط الهباءة وخادر فی مرصد

میں نے نہ ہی دیکھا اور نہ ہی سُنا ہے تمام لوگوں میں محمد جیسا ایفاء عہد کرنے والا، بڑے بڑے عطیے دینے والا، جب تم چاہو تمہیں کل کے بارے میں بھی بتادے۔ جب لشکر اپنے سامنے کرتا ہے، لڑنے آتا ہے تو وہ تلوار ہندی سے حملہ کرتا ہے گویا کہ محمد ﷺ گھاٹی کا شیر ہے جو اپنے بچوں میں مگن رہے مگر اپنی گھاٹی کے اندر باہر گھات میں مستعد رہتا ہے۔

چنانچہ حضور ﷺ نے عوف بن مالک کو ان کی قوم کے ان لوگوں پر ذمہ دار مقرر کردیا جو مسلمان ہو چکے تھے اور یہ لوگ ثمالہ کے قبائل اور سلمہ کے قبائل تھے۔ اور ان میں وہ قتال کیا کرتا تھا۔ ان کے ساتھ مل کر ثقیف والوں کے ساتھ ان کے لئے جو بھی دستہ بھیجا جاتا وہ اس پر غارت ڈالتے حتیٰ کہ اس کو نقصان پہنچاتے تھے۔ (سیرة ابن ہشام ۴/۱۰۶۔ تاریخ ابن کثیر ۴/۳۶۱)

رضاعی ماں کا احترام .... (۹) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابوعمرو اسماعیل بن نجید سلمی نے، ان کو خبر دی ابومسلم نے ان کو ابوعاصم نے، ان کو جعفر بن یحییٰ یعنی ابن ثوبان نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ان کے چچا عمارہ بن ثوبان نے، ان کو ابوطفیل نے

خبر دی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں غلام تھا، تعریف کرتا تھا بڑے عطیے کی۔ میں نے دیکھا رسول اللہ گوشت تقسیم کر رہے تھے مقام جعرانہ میں۔ چنانچہ ان کے پاس ایک عورت آئی حضور ﷺ نے اس کے لئے چادر بچھادی۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ حضور ﷺ کی ماں ہے جس نے ان کو دودھ پلایا تھا۔ (ابوداؤد۔ کتاب الادب)

رضاعی بہن کی سفارش .... (۱۰) ہمیں خبر دی ابوالقاسم عبدالواحد بن محمد بن اسحاق بن نجار مقری نے کوفے میں، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوجعفر بن رحیم نے، ان کو احمد بن حازم نے، ان کو عمرو بن حماد نے حکم بن عبدالمالک سے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب ہوازن کی فتح ہوئی تھی ایک لڑکی نبی کریم ﷺ کے پاس آئی اور بولی یا رسول اللہ میں آپ کی بہن ہوں، میں شیما بنت حارث ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا اگر تم سچی ہو تو بتاؤ میری طرف سے کوئی نشانی ہے جو ختم نہیں ہوئی تو دکھاؤ؟ کہتے ہیں کہ اس نے اپنا بازو کھول کر دکھایا، پھر بولی جی ہاں یا رسول اللہ میں نے تمہیں اُٹھایا تھا آپ چھوٹے تھے مجھے یہ چک کاٹ لیا تھا یعنی منہ سے کاٹ لیا تھا۔ چنانچہ اس کے لئے رسول اللہ نے اپنی چادر بچھادی تھی پھر فرمایا آپ مجھ سے پتہ مانگئے ملے گا اور کوئی سفارش کیجئے سفارش مانی جائے گی۔ (البدایہ والنہایہ ۳۶۴/۴)

رسول اللہ ﷺ کا رضاعی رشتوں کا احترام .... (۱۱) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوبکر داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو احمد بن سعید ہمدانی نے، ابن وہب نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عمرو بن حارث نے یہ کہ عمرو بن سائب نے، ان کو حدیث بیان کی ہے اس نے خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے تھے ایک دن، تو حضور ﷺ کے رضاعی والد آ گئے آپ نے ان کے لئے اپنا کپڑا بچھادیا وہ اس پر بیٹھ گئے، اس کے بعد رضاعی ماں آ گئی اس کے لئے آپ نے کپڑے کا دوسرا حصہ دوسری جانب سے بچھادیا وہ اس پر بیٹھ گئی۔ اس کے بعد آپ کا رضاعی بھائی آ گیا لہٰذا حضور خود اُٹھ کھڑے ہوئے اور اس کو اپنی جگہ پر بٹھادیا سامنے۔ (تاریخ ابن کثیر ۳۶۴/۴)

باب ۱۸۸

عمرۃ النبی ﷺ جعرّانہ سے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی جعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ نے ان کو ابن لہیعہ ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ہے ابوبکر بن عتاب نے، ان کو قاسم جوہری نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے۔ وہ دونوں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے جعرانہ میں عمرے کا احرام باندھا تھا ذیقعدہ میں پھر آپ مکے میں آئے اور اپنا عمرہ ادا کیا۔ اور نبی کریم ﷺ جب حنین کی طرف نکلے تھے تو پیچھے معاذ بن جبل انصاری کو پھر سلمی کو اہل مکہ پر خلیفہ بنایا اور اس کو حکم دیا تھا کہ وہ لوگوں کو قرآن سکھائیں اور ان کو دین کی فہم دیں اور عمرۂ جعرانہ تین عمروں میں سے ایک تھا جو رسول اللہ ﷺ نے عمرے کئے تھے۔ اس کے بعد نبی کریم مدینہ کی طرف لوٹ گئے تھے اور معاذ بن جبل کو مکے میں اہل مکہ پر خلیفہ بنا گئے تھے۔

آپ مدینے میں آئے اور اللہ نے قرآن نازل کیا۔ ارشاد ہوا :

لقد نصركم الله فى مواطن كثيرة ويوم حنين اذ اعجبتكم كثرتكم فلم تغن عنكم شيئا ۔ وضاقت عليكم الارض بما رحبت ۔ ثم وليتم مدبرين ۔ (سورۂ اعراف: آیت ۲۵)

(اس کے بعد والی دو آیات بھی اسی سلسلے میں ہیں)

ارشاد ہوا البتہ تحقیق اللہ نے تمہاری مدد کی ہے بہت سارے مقامات پر۔ خصوصاً حنین والے دن جب تمہاری کثرت تمہیں اچھی لگ گئی تھی مگر تمہیں کوئی فائدہ نہ دیا اور تمہارے اُوپر زبردستی تنگی آ گئی تھی اپنی فراخی کے باوجود پھر تم پیٹھ پھیر کر لوٹنے تھے۔

موسیٰ نے کہا ہے فتح حنین کی خبر لے کر سب سے پہلے جو مدینے میں پہنچے تھے وہ دو آدمی تھے، نبی عبدالاشہل سے حارث بن اوس اور معاذ بن اویس۔ مکہ میں حضور ﷺ نے عتاب بن اُسید کو اور معاذ بن جبل کو خلیفہ اور نائب مقرر کیا تھا تعلیم قرآن کے لئے اور تفہیم دین کے لئے ۸ ھ میں لوگوں نے حج پرانے طرز پر کیا تھا۔ (الدرر لابن عبدالبر ۲۳۶۔۲۳۷)

عتاب بن اسید کو مکہ میں نائب بنانا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ جعرانہ سے عمرہ کرنے کے لئے نکلے اور آپ نے بقایا غنیمتوں کے بارے میں حکم دیا۔ وہ مقام مجنہ میں روک لی گئیں، وہ اسی علاقے کے کونے کنارے پر واقع تھا۔ پھر جب رسول اللہ ﷺ نے اپنے عمرے سے فارغ ہوئے تو مدینے واپسی کے لئے لوٹے۔ اور اس وقت مکہ میں عتاب بن اُسید کو نائب مقرر کیا اور حضرت معاذ کو ان کا نائب مقرر کیا اس لئے کہ وہ لوگوں کو دین میں سمجھ اور فہم دیں اور ان کو قرآن مجید کی تعلیم دیں۔

رسول اللہ ﷺ کا یہ عمرہ ماہ ذیقعدہ میں ہوا تھا اس کے بعد آپ مدینے میں تشریف لائے بقیہ ذیقعدہ مدینے میں ذی الحجہ میں آئے تھے۔ اور اسی سال لوگوں نے حج اسی کیفیت پر کیا تھا جس پر عرب حج کرتے تھے۔ اسی سال عتاب بن اسید نے حج کیا تھا ۸ ہجری میں۔ حضور ﷺ نے چار عمرے کئے تھے وہ سارے ذیقعدہ میں تھے سوائے اس کے جو حج کے ساتھ کیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۱۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد روذباری نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو ہدبہ بن خالد نے، ان کو ھمام نے قتادہ سے، اس نے حضرت انس ؓ سے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے تھے اور وہ سارے ماہ ذیقعدہ میں کئے تھے مگر وہ عمرہ جو آپ ﷺ کے حج کے ساتھ تھا حدیبیہ کے زمانے میں یا حدیبیہ سے ذیقعدہ میں۔ اور ایک عمرہ میں گمان کرتا ہوں کہ کہا تھا اگلے سال ذیقعدہ تھا اور ایک عمرہ جعرانہ سے تھا جہاں آپ ﷺ نے حُنین کی غنیمتیں تقسیم کیں تھیں ذیقعدہ میں تھا، اور ایک عمرہ وہ جو آپ ﷺ کے حج کے ساتھ تھا۔

بخاری اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ہدبہ بن خالد سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۱۴۸۔ فتح الباری ۷/۴۳۹۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۲۱۷ ص ۲/۹۱۶)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو موسیٰ نے، ان کو ابوسلمہ نے، ان کو حماد نے عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس سے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ اور اس کے اصحاب نے عمرہ کیا تھا جعرانہ سے۔ اُس وقت انہوں نے بیت اللہ کے طواف میں رمل کیا تھا تین بار اور چار بار معمول کے مطابق چلے تھے۔ اور انہوں نے اپنی احرام کی چادروں کو اپنی بغل کے نیچے کر لیا تھا پھر ان کو اپنے بائیں کندھوں پر ڈال لیا تھا۔ (ابوداؤد۔ کتاب المناسک۔ حدیث ۱۸۸۴ ص ۲/۱۷۷)

حالتِ احرام میں خوشبو کے استعمال سے ممانعت .... (۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابونصر فقیہ نے، ان کو محمد بن نصر امام نے، ان کو شیبان بن فروخ نے، ان کو ہمام نے، ان کو عطا بن ابورباح نے صفوان بن یُعلی بن منبہ سے، اس نے اپنے والد سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا آپ جعرانہ میں تھے، آپ نے جُبّہ زیب تن کیا ہوا تھا اس پر خوشبو لگی ہوئی تھی۔ یا کہا تھا پیلے پن کا نشان تھا۔ اس نے پوچھا کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں کہ میں اپنے عمرے میں کیا کروں؟ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ پر وحی اُترنے لگی۔ آپ نے کپڑے سے چہرہ چھپا لیا یُعلی کہتے تھے میں چاہ رہا تھا کہ میں نبی کریم ﷺ کو دیکھوں جس وقت ان پر وحی اُتر رہی ہو۔

کہتے ہیں کہ اتنے میں حضرت عمر نے آپ کے چہرے سے کپڑا کا کنارہ اُٹھایا اور میں نے دیکھ لیا۔ یکا یک آپ کی آواز تھی جیسے آواز غطیط ہوتی ہے۔ کہتے ہیں کہ میں گمان کرتا ہوں کہ غطیط البکر کی طرح یعنی جیسے جوان اُونٹ کی آواز ہوتی ہے۔ جب وہ کیفیت

حضور ﷺ سے کھل گئی تو فرمایا کہ سائل کہاں ہے عمرے کے بارے میں؟ آپ اپنے سے پہلے کا نشان دھوڈالیں۔ یا کہا تھا خلوق یعنی خوشبو کا نشان دھوڈالیں اور آپ اپنا جبہ اُتار دیں اور اپنے عمرے میں وہی کچھ کریں جو آپ اپنے حج میں کیا کرتے ہیں۔

کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ کے پاس ایک آدمی آیا اس نے ایک آدمی کو منہ سے کاٹا تھا اس نے جب اپنا ہاتھ زور سے کھینچا تو کاٹنے والے کے سامنے والے دونوں دانت گر گئے جن سے کاٹا تھا۔ کہتے ہیں حضور ﷺ نے اس کو باطل کر دیا اور فرمایا کہ تم نے یہ چاہا تھا آپ ایسے کاٹ دیں جیسے نر اُونٹ کاٹ دیتا ہے۔

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے ابونعیم وغیرہ نے اس نے ہشام سے۔ (بخاری۔ کتاب فضائل القرآن۔ حدیث ۴۹۸۵۔ فتح الباری ۹۰۹)

اور مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں شیبان بن فروخ سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۶ ص ۸۳۶/۲)

اور بخاری اور مسلم سے نقل کیا ہے منہ سے کاٹنے والی حدیث کئی وجوہ سے عطاء سے اور یہ منہ سے کاٹنے والا قصہ غزوۂ تبوک کا ہے۔

(بخاری۔ کتاب الاجارہ کتاب المغازی۔ مسلم۔ کتاب القسامہ ۳/۱۳۰۰۔۱۳۰۱)

نضیر بن حارث کے لئے رسول اللہ ﷺ کی دعا .... (۶) اور میں نے واقدی کی کتاب میں پڑھا ہے کہ ابراہیم بن محمد بن شرجیل سے مروی ہے وہ اپنے والد سے۔ انہوں نے کہا کہ نضیر بن حارث عقل مند لوگوں میں سے تھا، وہ کہتا تھا اللہ کا شکر ہے جس نے ہمیں اسلام کے ساتھ عزت بخشی اور محمد علیہ السلام کے ساتھ ہمارے اُوپر احسان کیا کہ ہم اس حالت پر نہیں مریں گے جس پر ہمارے باپ دادا مر گئے تھے۔ اور جس کیفیت پر ہمارے بھائی، چچازاد قتل ہو گئے تھے اس کے بعد اس نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ اس کی عداوت کا ذکر کیا ہے۔ اور وہ اپنی قوم کے ساتھ نکلا تھا حنین کی طرف اس وقت وہ انہی کے دین پر تھا۔

کہتے ہیں کہ ہم لوگ یہ ارادہ کر رہے تھے کہ اگر محمد پر شکست ہوئی تو ہم اس پر غارت اور لوٹ ڈال دیں گے مگر ہمیں اس بات پر قدرت حاصل نہیں ہو سکی جب جعرانہ کا واقعہ ہوا تو اللہ کی قسم بیشک میں اس وقت تک اسی دین پر تھا جس پر تھا۔ میں نہیں سمجھتا تھا مگر رسول اللہ کے ساتھ کہ آپ، مجھے ملے فرمایا: اے نضیر کہتے ہیں کہ میں نے کہا میں حاضر ہوں۔ کہا کہ یہ بہتر ہے اس سے جو تو نے ارادہ کیا تھا حنین والے دن اس میں سے جو اللہ تیرے اور اس کے درمیان حائل ہو گیا تھا۔

کہتے ہیں کہ میں جلدی ان کے پاس آیا۔ پس انہوں نے کہا کہ تحقیق وقت آ گیا ہے تیرے لئے یہ دیکھا جائے اس حالت کو جس میں تو واقع ہے۔ میں نے کہا تحقیق میں یہ جانتا ہوں کہ اگر اللہ کے ساتھ اس کے سوا کوئی اور بھی ہوتا تو کچھ تو فائدہ دیتا۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی الٰہ نہیں ہے وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے دعا دی اے اللہ اس کے ثبات و استقامت میں اضافہ فرما۔ نضیر کہتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے ان کو حق کے ساتھ بھیجا ہے گویا میرا دل ثبات و استقامت میں پتھر ہو چکا ہے دین کے معاملے میں۔ اور حق کی بصیرت میں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اللہ کا شکر ہے جس نے تجھے ہدایت عطا کی۔

☆☆☆

باب ۱۸۹

کعب*بن زہیر کی نبی کریم ﷺ کے پاس آمد
حضور ﷺ کی مدینہ واپسی کے بعد فتح کے زمانہ میں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالقاسم عبدالرحمن بن حسن بن احمد اسدی نے ہمدان میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابراہیم بن حسین نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن منذر حزامی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حجاج بن ذی الرقیبہ بن عبدالرحمن بن کعب بن زہیر بن ابی سُلمٰی والمزنی نے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ان کے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ کعب اور بجیر زہیر کے بیٹے روانہ ہوئے اور اُبرق عزّاف سیانے کے پاس پہنچے۔ بجیر نے کعب سے کہا تھا کہ تم کہیں جلدی سے ٹھہر جاؤ اس جگہ پر اور میں اس آدمی (محمد ﷺ) کے پاس جاتا ہوں اور سُن کر آتا ہوں کہ وہ کیا کہتا ہے۔ چنانچہ کعب ٹھہر گیا اور بجیر چلا گیا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آ گیا۔ حضور ﷺ نے اس پر اسلام پیش کیا وہ مسلمان ہو گیا۔ کعب کو اس بات کی اطلاع مل گئی، اس نے جواب میں شعر کہے :

الا ابلغا عني بجيرًا رسالة   على اى شيء غير ذلك دلكا
على خلق لم الف اما و لا ابا   عليه ولم تدرك عليه اخا لكا
سقاك ابو بكر بكاس روية   وانهلك المامون منها وعلكا

بجیر کو میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ آخر کس لئے تم نے غیروں کی تباہی وہلاکت اپنے سر لی ہے۔ تم نے وہ بات اختیار کر لی ہے کہ نہ تو تمہارے والدین نے نہ ہی تمہارے بھائی نے اختیار کی ہے۔ اس نئی بات کو مامون (محمد) نے بار بار سکھایا گویا وہ جام سے تھی جسے تمہیں دوبارہ پلایا گیا ہے۔

جب حضور ﷺ کے پاس اس کے اشعار پہنچے تو آپ نے اس کا خون ضائع اور رائیگاں قرار دے دیا اور فرمایا کہ جو شخص کعب کو ملے وہ اس کو قتل کر دے۔ لہٰذا بجیر اس کے بھائی نے یہ بات لکھ کر اپنے بھائی کو بھیج دی۔ اس میں اس کو نصیحت کی کہ رسول اللہ ﷺ نے تیرا خون رائیگاں قرار دے دیا ہے۔ اور اس نے کہا کہ تم بچ جاؤ میں نہیں سمجھتا تم خیر سے لوٹ جاؤ گے۔

اس کے بعد بجیر نے اس کو لکھا کہ اب یقین جانیے کہ رسول اللہ کے پاس جو بھی آدمی یہ شہادت لے کر آتا ہے لا الٰہ الا اللہ وان محمدًا رسول اللہ وہ محمد رسول اللہ ﷺ اس کی یہ شہادت قبول کر لیتے ہیں اور اس کے جتنے گناہ ہوں سب ساقط کر دیتے ہیں جب تیرے پاس میرا خط پہنچے تو تو فوراً اسلام قبول کر لے اور فوراً آ جا۔ چنانچہ کعب مسلمان ہو گیا اور رسول اللہ کی مدح میں قصیدہ کہا۔ اس کے بعد وہ آ گیا۔ جونہی اس نے رسول اللہ کی مسجد کے دروازے پر سواری کو بٹھایا اور اندر داخل ہوا رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے تھے۔ اردگرد صحابہ حلقہ بنائے ہوئے تھے، ایک کے پیچھے ایک حلقہ تھے۔ وہ ایک دوسرے سے باتیں کرنے لگے۔

---

*فائدہ : کعب بن زہیر بن ابوسُلمٰی مازنی اُونچے طبقے کے شعراء میں سے تھے۔ اہل نجد میں سے تھے، ان لوگوں میں سے ایک تھے جو جاہلیت میں بھی مشہور ہو گئے تھے۔ نبی کریم ﷺ کی اس قدر ہجو کی تھی اور مسلمان عورتوں کے حسن پر اشعار کہے تھے کہ نبی کریم ﷺ نے اس کا خون ضائع قرار دے دیا تھا۔ اس کے بعد اس نے اسلام ظاہر کیا اور حضور ﷺ سے امان مانگی تھی۔ حضور نے امان دے دی۔ اور اسی پر قصید ہبانت سعاد کہا تھا۔ حضور ﷺ نے ان کو معاف کر دیا اور اپنی چادر اُتار کر اس کو دی۔ کعب خود اور اس کا والد زہیر اور بھائی بجیر، بیٹا عقبہ، داماد عوام سب شاعر تھے۔

کعب کہتے ہیں کہ میں نے سواری بٹھائی مسجد کے دروازے پر پھر میں مسجد میں داخل ہوا۔ میں نے رسول اللہ کو ان کی صفت سے پہچان لیا۔ میں لوگوں کی گردنوں کو پھلانگتا ہوا جا کر حضور ﷺ کے پاس بیٹھ گیا۔ میں اسلام لے آیا، میں نے جا کر کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ و انک رسول اللہ .... الامان یا رسول اللہ .... حضور نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ میں نے بتایا کہ میں کعب ہوں بن زہیر ہوں۔ فرمایا وہی جو کہتا ہے؟ اس کے بعد ابو بکر کی طرف متوجہ ہوئے اور پوچھا کیسے کہتے ہوا ے ابو بکر؟ چنانچہ ابو بکر نے میرے شعر کہہ دیئے :

سقاك ابو بكر بكاس روية وانهلك المامون منها وعلكا

ابو بکر نے تمہیں سیراب کرنے والا پیالہ پلایا۔ پھر مامون (محمد ﷺ) تمہیں بار بار یہ جام پلائے۔

کعب نے کہا یا رسول اللہ ! میں نے ایسا نہیں کہا تھا، آپ ﷺ نے پوچھا: پھر تم نے کیا کہا تھا؟ تو کعب نے کہا میں نے یوں کہا تھا :

سقاك ابو بكر بكاس روية وانهلك المامور منها وعلكا

تجھے ابو بکر نے سراب کر دینے والا پیالہ پلایا ہے۔ مأمور یہ جام بار بار پلائے۔

رسول اللہ نے فرمایا کہ واقعی وہ مأمور ہے اللہ کی قسم۔ اس کے بعد کعب نے پورا قصیدہ کہہ سنایا، یہاں تک کہ اس کے آخر تک پہنچا۔ اور مجھے اس کا املا کروایا تھا حجاج ذوالرقیبہ نے یہاں تک کہ وہ بھی اس کے آخر میں پہنچا اور وہ قصیدہ یہ تھا :

بانت سعاد فقلبي اليوم متبول متيم عندها لم يغد معلول

سُعاد مجھ سے دور چلی گئی اس لئے اب میرا دل مریض ہے۔ اور وہ ایسا غلام و اسیر ہے جس کے قید عشق سے کوئی فدیہ دیکر بھی رہائی دلانے والا نہیں ہے۔

اس نے کئی شعر ذکر کیے پھر کہا :

تسعى الغواة بدفيها وقيلهم بانك يا ابن ابي سُلمى لمقتول

مفسدین سعاد کے صحن خانہ میں دونوں طرف چغل خوری کی نسبت سے دوڑ رہے ہیں اور یہ کہہ رہے ہیں کہ کعب تجھے قتل کی دھمکی دی گئی ہے کہ تمہیں قتل کر دیا جائے گا۔

اور ابن اسحاق کی روایت میں ہے :

يسعى الوشاة بجنبيها وقولهم خلوا طريق يديها لا ابا لكم

چغل خور اس کے دونوں طرف ہیں اور ان کی بات

فكل ما قدر الرحمٰن مفعول

میں نے دوستوں سے کہہ دیا کہ تم لوگ مجھے میری راہ پر چھوڑ دو کیونکہ ہر وہ بات جسے اللہ مقدر کر دے ہو کر رہے گی۔

ایک روایت میں ہے کہ میں نے کہا :

خلوا طريقي لا ابا لكم

كل ابن انثى وان طالت سلامته يوماً على ألة حدباء محمول

نبئت ان رسول الله اوعدني والعفو عند رسول الله مأمول

مهلا رسول الذى اعطاك نافلة الفرقان فيه مواعيظ وتفضيل

کہ چھوڑ و میرا راستہ تمہارا باپ نہ رہے کہ ہر شخص خواہ اس کی زندگی کتنی طویل ہو جائے ایک نہ ایک دن تنگ اور بلند تابوت پر اٹھایا جائے گا یعنی آدمی موت سے کیا ڈرے کیونکہ ہر شخص خواہ اس کی عمر کتنی ہی زیادہ کیوں نہ ہو ایک نہ ایک دن ضرور مرے گا اور اسے تابوت میں رکھ کر سپرد خاک کیا جائے گا .... مجھے خبر دی گئی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے قتل کی دھمکی دی ہے حالانکہ ہمیں رسول اللہ ﷺ سے عفو و درگزر کی امید ہے۔

اور ایک روایت میں ہے :

مہلا ھداك الذی اعطاك نافلة　　قرآن فیھا مواعیظ و تفصیل

لا تاخذنی باقوال الوشاة ولم　　اجرم ولو کثرت عنی الاقاویل

اے رسول اللہ ﷺ! آپ مجھے مہلت دیں، مجھ پر رحم فرمائیں، آپ کو وہ اللہ منور ورگزر کی راہ دکھائے جس نے آپ کو قرآن عطا کیا جس میں وعظ اور تفصیلات ہیں۔ آپ چغل خوروں کی بات پر میرا مواخذہ نہ کریں۔

ابن اسحاق کی ایک روایت میں یوں ہے :

فلم اذنب، ولو کثرت فی الأقاویل

میں نے کوئی گناہ نہیں کیا اگر چہ میرے بارے میں بہت ساری باتیں کہی گئی ہیں۔ میں نے کوئی گناہ نہیں کیا اگر چہ میرے بارے میں باتیں بہت مشہور ہیں۔

اس کے بعد کئی بیت ذکر کئے ہیں اور کہا ہے :

ان الرسول لنور یستضاء به　　وصارم من سیوف اللہ مسلول

بے شک رسول اللہ ﷺ ایک ایسا نور ہیں جن سے روشنی حاصل کی جاسکتی ہے اور آپ قاطع تلوار ہیں اللہ کی برہنہ تلواروں میں سے۔

اور ایک روایت میں یوں ہے :

مھند من سیوف اللہ

ہندی تلوار اللہ کی تلواروں میں سے ہے۔

فی فتیة من قریش قال قائلھم　　ببطن مکة لما اسلموا زولوا

آپ ان قریش جوانوں میں سے ہیں کہ جب وہ جماعت وادی مکہ میں اسلام لائی تو ان میں سے ایک شخص نے کہا کہ یہاں سے نقل مکانی یعنی ہجرت کر جاؤ یعنی جب قریش کی ایک جماعت کو جس نے وادی مکہ میں اسلام قبول کیا تکلیف بھی پہنچائی گئیں تو انہوں نے مکہ سے مدینہ ہجرت کر جانے کا فیصلہ کیا۔

اور قریش کی عصبیت کے بارے میں کہا :

زالوا فما زال انکاس ولا کشف　　عند اللقاء ولا میل معازیل

ان مسلمان جوان قریش نے مکہ سے مدینہ ہجرت کی وہ کمزور بوقت جنگ، بے سپر، بے شمشیر یا فن شہ سواری میں سے ناواقف اور نہتے نہیں تھے۔

اور ایک روایت میں ہے :

ولا میل معازیل

بغیر شمشیر بغیر ہتھیار نہتے نہ تھے۔

اس کے بعد کئی اشعار ذکر کئے ہیں۔

کہتے ہیں کہ اور مجھے حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے معن بن عیسیٰ نے، ان کو محمد بن عبدالرحمن اوقص نے ابن جدعان سے، وہ کہتے ہیں کعب بن زہیر بن ابوسلمیٰ نے رسول اللہ ﷺ کو مسجد میں شعر سنائے۔ وہ کہتے ہیں اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن منذر نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ کو کعب بن زہیر نے شعر سنائے۔ بانت سعاد۔ مسجد مدینہ میں جب کعب اس شعر تک پہنچا :

ان الرسول لسیف یستضاء بہ مھند من سیوف اللہ مسلول

فی فتیۃ من قریش قال قائلھم ببطن مکۃ لما اسلموا زولوا

رسول اللہ ﷺ البتہ ایسی تلوار ہیں جس سے روشنی حاصل کی جاتی ہے۔ وہ ہندی تلوار ہیں اللہ کی برہنہ تلوار ہیں۔ وہ قریش جوان ہیں۔ جب ان میں سے کہنے والے نے کہا تھا وادی مکہ میں جب مسلمان ہو گئے تھے کہ ہجرت کو چلو تو بہت سوں نے ہجرت کر لی۔

تو رسول اللہ ﷺ نے اشارہ کیا ہاتھ سے لوگوں کی طرف تا کہ آئیں اور اس سے سُنیں۔

اور تحقیق ہمارے شیخ نے ہمارے لئے اشعار پورے پورے ذکر کئے تھے۔ اڑسٹھویں امالی میں۔ اس میں کچھ کچھ نقص ہے جسے میں نے نقل نہیں کیا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے مغازی میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ مدینے میں آئے طائف سے واپسی کے بعد تو بجیر بن زہیر نے اپنے بھائی کعب کی طرف خط لکھا، لہٰذا اس راوی نے وہ حدیث ذکر کی ہے اور اشعار ذکر کئے ہیں کافی اضافوں کے ساتھ۔ کہتے ہیں کہ سوائے اس کے نہیں کہ کعب نے کہا تھا۔ المأمون۔ قول قریش کی وجہ سے رسول اللہ ﷺ کے لئے۔ جو وہ نہیں کہہ سکتے تھے۔

ابن اسحاق نے انصار کے اشعار بھی ذکر کئے ہیں جس وقت وہ ناراض ہو گئے تھے کعب کی طرف سے قریش کی مدح کرنے پر۔ اور یہ سب کچھ آخر میں آئے گا مغازی کی جز ثالث عشر میں میرے اجزاء کی۔ وبا اللہ التوفیق

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۱۶۔۱۱۷)

باب ۱۹۰

مجموعہ ابواب غزوۂ تبوک

غزوۂ تبوک کی تاریخ کا ذکر۔ اور خوب تیاری کرنا رسول اللہ ﷺ کا اور آپ کے اصحاب رضی اللہ عنہم کا اس کی طرف نکلنے کے لئے۔ اس لشکر کی تیاری میں حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کا کردار۔ اور حضور ﷺ کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کو مدینہ میں خلیفہ مقرر کرنا۔ اور اس جنگ سے پیچھے رہ جانا ان کا جو پیچھے رہ گئے تھے کسی عذر کی بنا پر یا منفعت کی بنا پر۔ اور رسول اللہ ﷺ کے صدقہ کرنے والے کے راز سے متعلق خبر دینا۔۔۔۔۔۔۔ یہ سب آثارِ نبوت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں پھر اقامت کی رسول اللہ ﷺ نے ذی الحجہ سے رجب تک۔ اس کے بعد آپ نے غزوہ روم کے لئے رومیوں سے جہاد کے لئے تیاری کرنے کا حکم دے دیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۲۸)

۱؎ دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۲۸۔ طبقات ابن سعد ۲/۱۶۵۔ المغازی للواقدی ۳/۹۸۹۔ بخاری ۶/۲۔ تاریخ طبری ۲/۱۰۰۔ عیون الاثر ۲/۲۷۵۔ البدایہ والنہایہ ۵/۲۔ شرح المواہب ۳/۶۳۔ نویری ۱۷/۳۵۲۔ تاریخ الخمیس ۲/۱۲۲۔ سیرۃ شامیہ ۵/۶۲۶۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد نے، ان کو یونس نے ابن اسحٰق سے۔ اس نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے اور عبداللہ بن ابوبکر بن حزم سے۔ یہ کہ رسول اللہ ﷺ بہت کم ایسا ہوتا تھا کہ صحیح رُخ پر نکلتے تھے جنگوں کے سفر میں، مگر یہ ظاہر کرتے تھے کہ ان کا ارادہ کسی دوسری طرف کا ہے سوائے غزوۂ تبوک کے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تھا اے لوگو میں روم جانے کا ارادہ رکھتا ہوں۔ آپ ﷺ نے ان کو بتا دیا تھا۔ یہ غزوہ سختی اور گرمی کی شدت میں ہوا تھا اور شہروں میں سخت قحط سالی کے وقت میں۔ اور اُس وقت جبکہ مدینے میں پھل پکے ہوئے تھے اور جب لوگ اپنے پھلوں میں اور سایوں میں رہنا پسند کرتے تھے اور ان سے الگ ہونے کو ناپسند کر رہے تھے۔ یکا یک ایک دن رسول اللہ ﷺ اس جہاد کی تیاری میں مصروف تھے کہ اچانک آپ نے جد بن قیس سے فرمایا اے جد کیا تمہیں بنوالاصفر کی بیٹیوں میں دلچسپی ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ البتہ تحقیق میری قوم جانتی ہے۔ بے شک شان یہ ہے کہ کوئی ایک بھی زیادہ سخت نہیں ہے عورتوں کو پسند کرنے میں مجھ سے۔ باقی میں ڈرتا ہوں کہ اگر میں بنوالاصفر کی عورتوں (رومیوں کی عورتوں کو) دیکھوں اور وہ مجھے فتنہ میں نہ ڈال دیں۔ یا رسول اللہ ﷺ مجھے اجازت دیجئے اپنے مقصد کے خلاف (یعنی نہ جانے کی) مگر رسول اللہ ﷺ نے اس سے اعراض فرمایا اور فرمایا تحقیق میں نے اجازت دے دی ہے۔ اللہ نے آیت اُتاری:

ومنهم من يقول ائذن لي ولا تفتني الا في الفتنة سقطوا

(سورۃ توبہ: آیت ۴۹)

ان لوگوں میں سے کچھ تو وہ ہیں جو کہتے ہیں کہ ہمیں نہ جانے کی اجازت دے دیجئے اور ہمیں فتنے میں نہ پڑنے دیجئے۔ خبردار وہ لوگ فتنے میں پڑ چکے ہیں۔

(اللہ تعالیٰ) بتا رہے ہیں کہ یہ لوگ رسول اللہ ﷺ سے اختلاف کر کے جس قدر فتنے میں پڑ گئے ہیں اور ان کا ذاتی طور پر جہاد سے نفرت کرنا یہ بہت بڑا فتنہ ہے اس فتنہ سے جس سے وہ ڈر رہے ہیں۔ یعنی رومیوں کی عورتوں کو دیکھ کر فتنے میں پڑنے سے۔ اور بے شک جہنم کافروں کا احاطہ کرنے والی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کہنے والوں کے ماسواء کے لئے فرما رہے ہیں۔ اور منافقوں میں سے ایک آدمی نے یہ کہا تھا: لا تنفروا في الحرّ، کہ گرمی میں جہاد کے لئے مت نکلو۔ اللہ نے فرمایا:

قل نار جهنم اشد حرا لو كانوا يفقهون ۔ (سورۃ توبہ: آیت ۸۱)

اے پیغمبر فرما دیجئے کہ جہنم کی آگ اس گرمی سے کہیں زیادہ سخت گرم ہے۔ کاش کہ یہ سمجھ سکیں۔

کہتے ہیں کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے اپنے سفر کے لئے سخت محنت اور کوشش کی اور لوگوں کو بھرپور تیاری کا حکم دیا۔ اور اہلِ غنیٰ کو خرچ کرنے پر اُبھارا اور اللہ کی راہ میں سامان اور سواری دینے کے لئے۔ دولت مندوں میں سے کئی لوگوں نے سامان بنا کر دیا اور سواریوں کا انتظام کیا اور ثواب کی نیت سے کیا۔ اور حضرت عثمان غنی ؓ نے اس جہاد میں عظیم خرچ کیا کسی نے ان سے زیادہ خرچ نہیں کیا تھا۔ اور انہوں نے دو سو اُونٹ بمعہ سامان کے دیئے۔

حضرت عثمان غنی کا ایثار اور رسول اللہ ﷺ کی ان کے لئے بشارت .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری اسفرائینی نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو عمرو بن مرزوق نے، ان کو سکن بن ابوکریمہ نے ولید بن ابوہشام سے، اس نے فرقد بن ابوطلحہ سے، اس نے عبدالرحمٰن خباب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں حاضر ہوا رسول اللہ ﷺ کے پاس انہوں نے جیش العسرہ پر اُبھارا۔ پس حضرت عثمان بن عفان ؓ کھڑے ہوئے اور کہا کہ یا رسول اللہ ﷺ میرے ذمے ایک سو اونٹ ہیں اللہ کی راہ میں بمعہ ساز و سامان کے۔ کہتے ہیں پھر رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو (انفاق فی سبیل اللہ کے لئے) ابھارا اور جیش پر دوسری بار۔ چنانچہ پھر حضرت عثمان ؓ کھڑے ہو گئے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ذمے دو سو اُونٹ ہیں بمعہ ساز و سامان کے اللہ کی راہ میں۔

کہتے ہیں کہ پھر تیسری بار رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو اُبھارا جیش کے لیے۔ پھر حضرت عثمان ؓ کھڑے ہوئے اور کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ذمے تین سو اونٹ ہیں بمعہ ساز و سامان کے اللہ کی راہ میں۔ کہتے ہیں کہ عبدالرحمن نے کہا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا آپ منبر پر تشریف فرما تھے اور فرما رہے تھے کہ عثمان کے ذمہ کوئی عمل باقی نہیں اس عمل کے بعد۔ یا یوں فرمایا تھا کہ آج کے دن کے بعد۔

(ترمذی۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۷۰۰ ص ۶۲۵/۵)

ابوداؤد طیالسی وغیرہ نے اس کا تابع ذکر کیا ہے سکن بن مغیرہ سے۔

(۴) اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان نے، ان کو اسد بن موسیٰ نے، ان کو ضمرہ بن ربیعہ نے ابن شوذب سے، اس نے عبداللہ بن قاسم سے، اس نے کثیر مولیٰ عبدالرحمن بن سمرہ سے، اس نے عبدالرحمن بن سمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عثمان بن عفان ؓ رسول اللہ ﷺ کے پاس ہزار دینار لے آئے تھے جب آپ نے جیش العسرہ کی تیاری کی تھی عثمان نے وہ رسول اللہ ﷺ کی گود میں انڈیل دیئے تھے۔ نبی کریم ﷺ ان کو اُلٹ پلٹ رہے تھے اور فرما رہے تھے عثمان پر کوئی نقصان نہیں جو کچھ وہ عمل کرے آج کے دن کے بعد۔ بار بار آپ ﷺ نے یہ جملہ فرمایا تھا۔ (ترمذی۔ کتاب المناقب ۶۲۶/۵)

(۵) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ان کو یونس بن حبیب نے ان کو ابوداؤد نے، ان کو ابوعوانہ نے حصین بن عبدالرحمن سے، اس نے عمرو بن جاوان سے، اس نے احنف بن قیس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا حضرت عثمان سے، وہ کہہ رہے تھے سعد بن وقاص سے اور علی اور زبیر اور طلحہ سے میں تمہیں اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم جانتے ہو کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا تھا جو شخص جیش العسرہ کی تیاری کرا دے اللہ تعالیٰ اس کی مغفرت فرما دے گا۔ لہٰذا میں نے ان کی تیاری کرا دی تھی اس طرح پر نہ ان کے پاس لگام کی کمی چھوڑی نہ ہی پیر کی رسی کی۔ وہ بولے اے اللہ واقعی یہ صحیح ہے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالحمید حارثی نے، ان کو ابواسامہ نے برید سے، اس نے ابو بردہ ؓ سے، ان کو ابوموسیٰ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے ساتھیوں نے محمد رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیجا کہ میں ان کے لئے حضور ﷺ سے سواری طلب کروں کیونکہ وہ ان کے ساتھ تھے جیش العسرہ میں، یہی غزوۂ تبوک تھا۔ میں نے کہا اے اللہ کے نبی میرے ساتھیوں نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے تاکہ آپ ان کو سواری دیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میں ان کو کسی شے پر سوار نہیں کر سکتا۔ میں جب ملا تو وہ ناراض بیٹھے تھے مگر میں نہیں سمجھ پایا تھا۔ چنانچہ میں غمگین ہو کر واپس لوٹا رسول اللہ ﷺ کے منع کرنے کی وجہ سے اور اس بات کے ڈر کی وجہ سے کہ شاید رسول اللہ ﷺ اپنے دل میں مجھ پر ناراض ہوں گے۔

لہٰذا میں اپنے احباب کے پاس آیا اور ان کو وہ بات بتائی جو رسول اللہ ﷺ نے مجھے کہی تھی۔ میں نہیں ٹھہرا تھا مگر ایک لحہ میں میں نے دیکھا یکا یک آپ نے بلال کو بھیجا وہ اعلان کرنے لگے کہ عبداللہ بن قیس کہاں ہے۔ میں نے ان کو جواب دیا۔ اس نے بتایا تم پہنچو تمہیں رسول اللہ بلا رہے ہیں۔ جب میں رسول اللہ کے پاس آیا تو آپ نے فرمایا یہ لیجئے دو اُونٹ جو دونوں آپس میں بندھے ہوئے ہیں۔ اور یہ دونوں ساتھ بندھے ہوئے ہیں یہ چھ اُونٹ میں نے ابھی ان کو سعد سے خریدا ہے۔ رسول اللہ نے اسی وقت وہ سعد سے خریدے تھے) فرمایا لے جائیے ان کو اپنے احباب کے پاس اور کہیے کہ بے شک اللہ (یا کہا تھا بے شک رسول اللہ) سوار کر رہے ہیں تمہیں ان پر۔ پس سوار ہو جاؤ ان پر۔

ابوموسیٰ نے کہا کہ میں اپنے احباب کے پاس گیا اور میں نے کہا بے شک رسول اللہ ﷺ تمہیں سوار کر رہے ہیں ان پر لیکن اللہ کی قسم میں تمہیں ایسے نہیں چھوڑوں گا بلکہ تم میں سے کوئی آدمی میرے ساتھ چلے ایسے شخص کی طرف جس نے رسول اللہ ﷺ کی بات سنی ہے جس وقت میں نے تمہارے لئے سواری مانگی تھی۔ اور انہوں نے پہلی باری میں منع کر دیا تھا۔ پھر اس کے بعد یہ مجھے انہوں نے دی ہیں۔ تم لوگ

یہ گمان نہ کرنا کہ میں تمہیں کوئی ایسی بات بتا رہا ہوں جو انہوں نے نہیں کہی۔ ان لوگوں نے مجھ سے کہا اللہ کی قسم بے شک آپ ہمارے نزدیک سچ کہنے والے ہیں اور البتہ ہم ضرور وہ کام کریں گے جو آپ پسند کریں گے۔ چنانچہ ابوموسیٰ ان میں سے ایک فریق کو لے کر گئے حتیٰ کہ وہ ایسے بندے کے پاس گئے جس نے رسول اللہ ﷺ کی بات سنی تھی ان کو منع کرنے والی ان لوگوں کے بارے میں۔ پھر اسے سواریاں دی تھیں بعد میں ان لوگوں نے بھی ان کو وہ بات بتائی جو ان کو ابوموسیٰ نے بتائی تھی برابر برابر۔

بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے، اس نے ابواسامہ سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۱۵۔ فتح الباری ۸/۱۱۰۔ مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۸ ص ۱۲۶۹/۳)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس ابن اسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ پھر کچھ مرد مسلمانوں میں سے رسول اللہ کے پاس آئے اور وہ رو رہے تھے، وہ سات آدمی تھے انصار میں سے اور دیگر میں سے۔ ان میں سے جو انصاری تھے وہ سالم بن عمیر اور علبہ بن زید، ابولیلیٰ، عبدالرحمن بن کعب، عمر بن حمام بن جموح، عبداللہ بن مغفل مزنی اور ان میں سے بعض کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمرو مزنی تھے۔ ہرمی بن عبداللہ اور عرباض بن ساریہ فزاری۔ ان سب نے رسول اللہ ﷺ سے سواری مانگی تھی اور اہل حاجت تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میں نہیں موجود پاتا جس چیز پر تمہیں سوار کروں۔ لہٰذا وہ اس طرح واپس لوٹے کہ غم ناکامی سے ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اور اس پر کہ ان کے پاس اس قدر سرمایہ نہیں ہے جو وہ خرچ کریں۔

مجھے خبر پہنچی کہ یامین بن عمرو بن کعب ملا ابولیلیٰ عبدالرحمن بن کعب اور عبداللہ بن مغفل کو اور وہ دونوں رو رہے تھے۔ اس نے پوچھا کہ تم کیوں رو رہے ہو؟ وہ بولے کہ ہم رسول اللہ کے پاس گئے تھے تاکہ ہمیں سواری دیں، ہم نے ان کے پاس سواری نہیں پائی جس پر وہ ہمیں سوار کریں اور ہمارے پاس بھی اس قدر سرمایہ نہیں ہے جس کے ساتھ ہم روانگی پر قادر ہوسکیں۔ پھر حضور ﷺ نے ان کو پانی برداری کرنے والی اُونٹنی ان کو دے دی۔ وہ اس کو لے گئے اور حضور نے ان کو تھوڑا سا سامان سفر بھی دیا دودھ وغیرہ۔ چنانچہ وہ دونوں مجاہد رسول اللہ ﷺ کے ساتھ روانہ ہو گئے۔

بہرحال علبہ بن زید رات کو نکلا، اس نے رات کو نماز پڑھی جس قدر اللہ نے چاہا پھر وہ اللہ کی بارگاہ میں رونے کہ اے اللہ! آپ نے ہی جہاد کا حکم دیا ہے اور اس میں ترغیب دلائی ہے، پھر آپ نے میرے پاس اتنا سرمایہ نہیں دیا جس کے ذریعہ میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے پر قادر ہوسکوں اور آپ نے رسول اللہ کے ہاتھ میں بھی اس قدر نہیں دیا کہ وہ جس سے مجھے سواری دیں اور بے شک میں صدقہ کرتا ہوں ہر مسلم پر ہر زیادتی کے بدلے جو مجھے پہنچی ہے مال میں یا بدن میں یا عزت میں۔ پھر انہوں نے صبح کی لوگوں کے ساتھ اس وقت۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہاں ہیں آج رات صدقہ کرنے والے؟ کوئی بھی نہ اُٹھا۔ دوبارہ فرمایا کہ کہاں ہیں صدقہ کرنے والا؟ پھر بھی کوئی نہ اُٹھا۔ آپ نے فرمایا کہ وہ کھڑا ہوجائے۔ چنانچہ وہ کھڑے ہوگئے اور ان کو خبر دی رسول اللہ نے۔ فرمایا خوش ہوجائیے، قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے البتہ تحقیق لکھ دیا گیا ہے قبول شدہ صدقہ میں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۳۱۔ البدایۃ والنہایۃ ۵/۵)

اور آئے عذر کرنے والے دیہاتیوں میں سے حضور ﷺ کے پاس اللہ نے ان کا عذر قبول نہ کیا۔

(ذکر کیا ہے) کہ وہ بنوغفار کا ایک گروہ تھا۔ کہا یہ کہ مسلمانوں میں سے ایک گروہ تھا ان کی نیت ڈھیلی ہوگئی تھی رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جانے سے۔ یہاں تک کہ پیچھے رہ گئے تھے بغیر شک اور فریب کے۔ ان میں سے ایک کعب بن مالک تھے جو کہ بنوسلمہ کے بھائی تھے۔ اور مرارۃ بن ربیع تھے بنوعمر بن عوف کے بھائی اور ہلال بن اُمیہ بنوواقف کے بھائی اور ابوخیثمہ بنوسالم بن عوف کے بھائی۔ یہ سچا گروہ تھا ان کے اسلام میں کوئی تہمت نہیں لگائی جاسکتی۔ کہتے ہیں اس کے بعد رسول اللہ ﷺ جمعرات کے دن نکلے اور حضور نے اس موقع پر مدینے میں اپنا نائب وخلیفہ مقرر کیا تھا محمد بن مسلمہ انصاری کو۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۳۲۔ تاریخ ابن کثیر ۶۵)

جب رسول اللہ ﷺ نکلے تو اپنے لشکر کو ثنیۃ الوداع پر جمع کیا تھا۔اس کے ساتھ تیس ہزار لوگ تھے اور عبداللہ بن اُبی نے الگ لوگوں کو جمع کیا اللہ کے دشمن نے مقام ذی حدہ پر اپنے لشکر کو ان کے نیچے کی جانب۔لوگوں کے گمان کے مطابق کم لوگ تھے۔جب رسول اللہ ﷺ روانہ ہوگئے تو عبداللہ بن اُبی مسلمانوں سے پیچھے لوٹ آیا ان دیگر لوگوں کے ساتھ جو منافقین میں سے اور اہل شک میں سے پیچھے رہ گئے تھے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱۳۲/۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۷/۵)

رسول اللہ ﷺ نے علی المرتضیٰ کو پیچھے چھوڑ دیا تھا اپنے اہل خانہ پر اور ان کو ان میں ٹھہرا رہنے کا حکم دیا تھا جس سے منافقین کاپنے لگے اور کہنے لگے اس کو پیچھے رسول اللہ اس لئے چھوڑ رہے ہیں کہ یہ جانا نہیں چاہتے تھے اور ان کو جانے کی ہمت بھی نہیں تھی۔جب منافقوں نے یہ باتیں کیں تو حضرت علی نے ہتھیار اُٹھائے اور سیدھے رسول اللہ کے پاس پہنچ گئے، اس وقت حضور مقام جُرف میں اُترے ہوئے تھے۔ عرض کیا یا رسول اللہ منافق لوگ اس طرح باتیں کر رہے ہیں؟

رسول اللہ نے فرمایا کہ وہ جھوٹ بولتے ہیں بلکہ میں نے تجھے چھوڑا ہے ان لوگوں کی حفاظت کے لئے جن کو پیچھے چھوڑ کر جا رہا ہوں، تم واپس لوٹ جاؤ۔تم میرے گھر میں میری نیابت کرو میرے اور اپنے اہل خانہ میں۔کیا تم راضی نہیں ہوا ے علی کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو جاؤ موسیٰ سے مگر فرق یہ ہوگا کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔لہٰذا وہ مدینہ واپس چلے گئے اور حضور اپنے سفر پر روانہ ہوگئے۔

بمنزلہ ہارون کے ہو جاؤ موسیٰ سے .... (۸) ہمیں حدیث بیان کی استاذ ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو شعبہ نے حکم سے، اس نے مصعب بن سعد سے، اس نے سعد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو اپنے پیچھے چھوڑا تھا غزوہ تبوک کے موقع پر۔انہوں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ مجھے عورتوں اور بچوں میں چھوڑے جا رہے ہیں۔حضور ﷺ نے فرمایا کیا تم اس پر راضی نہیں ہو کہ تم مجھ سے بمنزلہ ہارون کے ہو جاؤ موسیٰ سے سوائے اس کے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہے۔

اس کو بخاری اور مسلم نے نقل کیا ہے حدیث شعبہ سے اور استشہاد لائے ہیں بخاری ابوداؤد کی روایت کے ساتھ اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے عامر بن سعد بن ابووقاص اور ابراہیم بن سعد بن ابووقاص نے اپنے والد سے۔

(بخاری۔ کتاب فضائل اصحاب النبی ﷺ۔ مسلم۔ کتاب فضائل الصحابہ۔ حدیث ۳۰۔۳۱)

باب ۱۹۱

حضرت ابوذر اور ابوخیثمہ رضی اللہ عنہما کا پیچھے سے جاکر

رسول اللہ سے ملنا حضور ﷺ کے نکلنے کے بعد اور ان دونوں کی آمد پر جو کچھ فرمایا اس میں جو کچھ ظاہر ہوا اور حضور ﷺ کا ابوذر کی وفات، ان کا حال ذکر کرنا۔ آثار نبوّت میں سے ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی بریدہ بن سفیان نے محمد بن کعب قرظی سے اس نے حضرت عبداللہ بن مسعود سے وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ غزوہ تبوک کی طرف روانہ ہوگئے تو بار بار آدمی پیچھے ہو رہے تھے اور کہہ رہے تھے یا رسول اللہ ﷺ فلاں شخص بھی نہیں جا رہا۔ حضور ﷺ فرماتے چھوڑو اس کو اگر اس جہاد میں اس کا تعاون بہتر ہوا تو عنقریب اللہ تعالیٰ اس کو تمہارے ساتھ ملا دے گا۔اور اگر اس کے علاوہ کوئی بہتری ہے تو یہ سمجھو کہ اللہ نے تمہیں اس سے چھٹکارا دیا ہے۔ التاریخ الکبیر ۲:۲:۱)

یہاں تک کہ کہا گیا: اے اللہ کے رسول! ابوذر پیچھے رہ گئے ہیں اور ان کے اُونٹ نے ان کو تاخیر کرا دی، تو آپ نے فرمایا: چھوڑ دو اس کو، اگر اس کے آنے میں تاخیر ہوئی تو عنقریب اللہ تعالیٰ اس کو تم سے ملا دیں گے، اور اگر خیر نہ ہوئی تو تم اللہ کا فیصلہ دیکھ لو گے۔ ابوذر تو اپنے اُونٹ کے ساتھ چپک کر رہ گئے جب تاخیر ہو گئی۔ اس نے اپنا سامان اُٹھایا اپنی پیٹھ پر ڈالا پھر حضور کے پیچھے پیچھے پیدل نکل گئے۔ حضور اپنی بعض منازل پر اُترے تو مسلمانوں میں سے کسی نے دیکھا تو کہا یا رسول اللہ! کوئی آدمی راستے پر پیدل چلا آ رہا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ اللہ کرے ابوذر ہو۔ جب لوگوں نے غور سے دیکھا تو کہنے لگے یا رسول اللہ واقعی وہ تو ابوذر ہی ہے اللہ کی قسم۔ رسول اللہ نے دعا دیتے ہوئے فرمایا، اللہ ابوذر پر رحم کرے اکیلا اور پیدل چلا آ رہا ہے، وہ مرے گا بھی اکیلا ہو گا۔ اور اُٹھایا جائے گا جب قبر سے تو اکیلا ہی ہو گا۔

تو انقلاب زمانہ سے ابوذر ربذہ کے مقام پر پہنچ گئے تو جب موت کا وقت قریب ہوا تو اپنی بیوی اور غلام کو وصیت کی کہ میری موت واقع ہو جائے تو غسل و کفن کے بعد اُٹھا کر راستہ کے کنارے کھڑے ہو جانا اور تمہارے پاس سے جو پہلا قافلہ گزرے اس کو بتانا یہ ابوذر ہے۔ چنانچہ ان کے انتقال کے بعد انہوں نے ایسا ہی کیا تو دیکھا کہ دُور سے ایک قافلہ آ رہا ہے، جب وہ قافلہ قریب آیا تو اس میں ابن مسعود ﷺ بھی تھے۔ پوچھا یہ کون ہے؟ تو بیوی اور خادم نے بتایا کہ یہ ابوذر ﷺ کا جنازہ ہے تو ابن مسعود ﷺ زور سے روئے اور فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ کی پیشن گوئی سچی ثابت ہوئی۔ پس وہ اُتر ابذات خود ان کو دفن کر دیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۱۳۶۔۱۳۷۔ تاریخ ابن کثیر ۶/ ۸)

اسی اسناد کے ساتھ ابن اسحاق سے مروی ہے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے یہ کہ ابوخیثمہ بنو سالم کا بھائی واپس آیا تھا رسول اللہ ﷺ کی روانگی کے کئی دن بعد اپنے گھر والوں کی طرف سخت گرمی کے دن۔ اس نے اپنی دو عورتوں کو پایا کہ اس کے لئے دونوں خیموں میں جوان دونوں کے لئے تھے باغ کے اندر پانی کا چھڑکاؤ کیا ہوا تھا دونوں نے اپنے اپنے خیمے میں، اور ہر عورت نے ابوخیثمہ کے لئے پانی ٹھنڈا بنایا ہوا تھا اور اس میں اس نے اس کے لئے کھانا تیار کیا ہوا تھا۔ جب داخل ہوا وہ دونوں خیموں کے دروازے پر کھڑا ہو گیا۔ رک کر اس نے ان دونوں عورتوں کی طرف دیکھا اور ان کی محنت کو دیکھا جو اس کے لئے کی تھی۔ اس نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ دھوپ میں ہوں، گرم ہوا میں ہوں، شدید گرمی میں ہوں اور ابوخیثمہ ٹھنڈے سائے تلے ٹھنڈے پانی میں اور تیار کھانوں میں اور خوبصورت عورتوں میں اپنے مال میں مقیم ہو؟ یہ انصاف نہیں ہے۔ پھر کہنے لگا کہ نہیں اللہ کی قسم میں تم دونوں میں سے کسی کے خیمے میں داخل نہیں ہوں گا بلکہ پہلے رسول اللہ کے پاس جاؤں گا۔ تم دونوں میرے لئے سامان سفر تیار کر دو، ان دونوں نے کر دیا۔

اس کے بعد اس نے اپنی پانی بردار اُونٹنی کو تیار کیا اور رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں جا نکلا۔ بھاگتے بھاگتے اس نے ان کو مقام تبوک جا پایا جب وہ وہاں اُتر چکے تھے۔ راستے میں ابوخیثمہ کو عمیر بن وہب جمحی نے پالیا وہ بھی رسول اللہ ﷺ کی تلاش میں نکلا تھا یوں دونوں ایک دوسرے کے ساتھ ہو گئے یہاں تک کہ تبوک کے قریب جا پہنچے۔ ابوخیثمہ نے عمیر بن وہب سے کہا میرا ایک گناہ ہے تیرے اُوپر کوئی اعتراض نہیں ہے کہ تو پیچھے ہو جا، میں پہلے رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا ہوں، اس نے مان لیا۔ یہ خاموشی سے گیا یہاں تک کہ رسول اللہ ﷺ کے قریب ہو گیا وہ تبوک میں اُترے ہوئے تھے۔

لوگوں نے کہا کہ یہ کوئی سوار ہے جو راستے پر چلا آ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ابوخیثمہ ہونا چاہئے یا یہ کہ ابوخیثمہ ہی ہو گا۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم وہ وہی ہے ابوخیثمہ۔ جب اس نے سواری بٹھائی آیا اور رسول اللہ ﷺ پر سلام کیا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تیرے لئے زیادہ بہتر تھا ابوخیثمہ (یعنی تو ہلاک کے قریب ہو چکا تھا)۔ پھر رسول اللہ ﷺ کو خبر سُنائی پھر رسول اللہ ﷺ نے اس کو فرمایا خیـــراً بہت اچھا ہے اور اس کے بعد خیر کی دعا فرمائی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۱۳۳۔۱۳۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعلاثہ نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر بن عتاب عبدی نے، ان کو قاسم جوہری نے، ان کو ابن ابواویس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے،

اپنے چچا موسیٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ پھر بے شک رسول اللہ ﷺ نے جہاد کرنے کی تیاری کی، آپ ملک شام کا ارادہ رکھتے تھے۔ لہٰذا آپ ﷺ نے لوگوں میں نکلنے کا اعلان کر دیا، اسی غزوہ کا ان کو حکم دے دیا۔ وہ واقعہ شدید گرمی میں ہوا تھا اور موسم خریف کی راتوں میں جبکہ لوگ اپنے کھجوروں سے سال بھر کی روزی بنانے میں مصروف تھے۔ لہٰذا اس جہاد سے یا رسول اللہ ﷺ سے کئی لوگ مؤخر ہو گئے اور کہنے لگے کہ رومیوں سے لڑنے کی ہمیں طاقت نہیں۔ لہٰذا منافق پیچھے ہو گئے اور دل میں باتیں بنانے لگے کہ رسول اللہ ﷺ واپس لوٹ کر کبھی بھی ان کے پاس نہیں آئیں گے۔ لہٰذا وہ لوگ بہانے کرنے لگے اور آپ کی اطاعت سے گریز کرنے لگے، اور مسلمانوں میں سے بھی کچھ لوگ پیچھے رہ گئے تھے۔ ان کے لئے اس بارے میں عذر اور مجبوری تھی۔ کچھ ان میں سے بیمار تھے کچھ تنگ دست تھے۔ ان میں سے چھ آدمی حضور ﷺ کے پاس آئے سارے تنگ دست تھے۔ وہ سواری مانگ رہے تھے حضور ﷺ سے، پیچھے رہنے کو پسند نہیں کر رہے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان سے کہا تھا میرے پاس سواری کا انتظام نہیں ہے جس پر میں تمہیں سوار کروں۔

یہ لوگ مایوس ہو کر لوٹے تو ان کی آنکھوں سے آنسو بہہ رہے تھے اس حزن وغم کی وجہ سے کہ ان کے پاس خرچ کرنے کے لئے نہیں ہے ان میں سے بعض بنو مسلمہ سے تھے، عمرو بن عثمہ اور بنو مازن بن نجار میں سے ابولیلیٰ عبدالرحمن بن کعب۔ اور بنو حارثہ میں سے علبہ بن زید۔ اور بنو عمرو بن عوف میں سے سالم عمیر اور ہرمی بن عبداللہ۔ وہ بنو بکاء کہہ کر پکارے جاتے تھے اور عبداللہ بن عمر مزینہ میں سے۔ یہ وہ لوگ تھے جو رو پڑے تھے۔ اللہ نے جھانک لیا تھا ان کے دلوں کے اندر کہ وہ جہاد سے محبت کرتے ہیں۔ اور وہ اس کے لئے دل وجان سے کوشش بھی کر رہے ہیں۔ قرآن مجید کے اندر ان کا عذر بھی اللہ نے بیان فرمایا ہے۔ ارشاد ہوا :

لیس علی الضعفاء ولا علی المرضی ولا علی الذین لا یجدون ما ینفقون حرج اذا نصحوا للّٰہ ورسولہ

(سورہ توبہ : آیت ۹۲)

کمزوروں اور بیماروں پر کوئی گناہ نہیں اور ان لوگوں پر بھی جن کے پاس خرچ کرنے کے لئے نہیں ہے جبکہ وہ دل سے اللہ اور اللہ کے رسول کے لئے مخلص ہیں۔

(یہ آیت اس کے بعد کی دو آیات)

جد بن قیس سلمی حضور ﷺ کے پاس آیا۔ حضور ﷺ مسجد میں بیٹھے تھے ان کے ساتھ کچھ افراد تھے اس نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ مجھے بیٹھنے کی اجازت دیجئے میں شدید شہوت مردانہ کا مریض ہوں میری بیماری میرے لئے عذر ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا آپ تیاری کریں آپ صاحب حیثیت ہیں۔ شاید کہ تو کسی رومی عورت کو سواری پر پیچھے بٹھا کر لے آئے (یعنی جہاد کے نتیجے میں لونڈی قیدی عورت غنیمت میں مل جائے)۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ مجھے رخصت دے دیں اور مجھے فتنے میں نہ ڈالیں۔ لہٰذا یہ آیت اتری :

ومنهم من يقول ائذن لی ولا تفتنی ۔ (سورہ توبہ : آیت ۴۹)

کچھ ان میں سے وہ ہیں جو کہتے ہیں ہمیں رخصت دے دیجئے اور ہمیں فتنے میں نہ ڈالیے۔

(اور اس کے ساتھ پانچ آیات اور)

چنانچہ رسول اللہ ﷺ جنگ کے لئے روانہ ہوئے اور مؤمن آپ کے ساتھ تھے۔ جو لوگ پیچھے رہ گئے تھے ان میں سے عثمہ بن ودیعہ بھی تھا بنو عمرو بن عوف میں سے۔ اس سے کہا گیا تمہیں کس چیز نے رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رکھا حالانکہ تُو تو صاحب حیثیت اور آسودہ حال ہے؟ اس نے کہا کہ ہم ضروری باتوں میں مصروف ہیں اور کھیل میں لگے ہوئے ہیں۔ اللہ نے اس بارے میں آیت اتاری اور ان لوگوں کے بارے میں جو منافقین میں سے پیچھے رہ گئے تھے۔

وَلَئِنْ سَأَلْتَهُمْ لَيَقُولُنَّ اِنَّمَا كُنَّا نَخُوضُ وَ نَلْعَبُ ۔ (مسلسل تین آیات)

(سورہ توبہ : آیت ۶۵)

اگر آپ ان سے پوچھیں تو وہ کہیں گے ہم تو باتوں میں مصروف ہیں کھیل میں مشغول ہیں۔

اور ابوخشیمہ پیچھے رہ گئے تھے وہ انصار میں سے ایک آدمی تھے بنوسالم بن عوف میں سے۔ وہ اپنے باغ میں داخل ہوئے اور کھجوریں اپنے پھلوں سے لدی ہوئی تھیں اور عریش وسائبان پانی کا چھڑکاؤ کیے ہوئے تھے اور اس کی بیوی مہندی لگائے تیار ہوئے بیٹھی تھی۔ کہتے ہیں کہ ابوخشیمہ نے اپنی بیوی کو دیکھا تو اس کو بہت ہی اچھی لگی۔

وہ کہنے لگا میں ہلاک ہوگیا رب کعبہ کی قسم، اگر میں اللہ پاک میری توبہ قبول نہ کرلے۔ میں تو گھنی کھجوروں کے سائے میں رہوں گا اور رسول اللہ ﷺ شدید گرمی میں اور شدید گرم ہوا میں ہوں گے۔ ان کی گردن میں تلوار لٹکی ہوگی اور حالانکہ اللہ نے ان کے اگلے پچھلے گناہ معاف کررکھے ہیں پھر بھی وہ اللہ کی رضا کی تلاش میں نکل گئے ہیں اور دار آخرت کی تلاش میں۔ چنانچہ ابوخشیمہ نے اپنی اونٹنی کی ناک میں نکیل ڈالی اور کھجوروں کا توشہ باندھا تھیلی میں اور پانی کا لوٹا باندھا۔ اس کی بیوی بلاتی رہ گئی جب وہ کوچ کررہے تھے اے ابوخشیمہ میرے پاس تو آ مجھے تم سے ضروری بات کرنی ہے۔ اس نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے میں اپنے گھر والوں کی طرف توجہ نہیں کروں گا حتی کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آؤں گا تاکہ وہ میرے لئے معافی مانگیں۔

اور کہا ہے عبید اللہ بن عمر بن حفص نے، اس کو جو کچھ کہا گیا اس میں تھا کہ کھجوریں تباہ ہو جائیں گی جو اس نے کاشت کی تھیں۔ وہ بولے کہ جہاد کرنا کھجوروں سے زیادہ بہتر ہے۔ لہٰذا وہ اپنی اونٹنی پر بیٹھا اور چلا گیا راستہ میں عمیر بن وھب جمحی سے ملاقات ہوئی۔ وہ مکے سے آ رہا تھا اور جہاد کے لئے جا رہا تھا لہٰذا دونوں ساتھ ہو لئے۔

جب تبوک نظر آ گیا تو ابوخشیمہ نے عمیر سے کہا میرا ایک گناہ ہے وہ یہ کہ میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گیا تھا جب حضور ﷺ روانہ ہوئے تھے۔ آپ مجھ سے پیچھے ہو جائیں، آپ کے اُوپر میرے ماں باپ قربان جائیں۔ لہٰذا عمیر پیچھے ہو گیا اور ابوخشیمہ چلا گیا۔ جب ابوخشیمہ نے تبوک کا نظارہ کیا تو مسلمانوں نے بھی اس کی طرف دیکھنا شروع کیا اور کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ یہ سوار مدینے سے آ رہا ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوخشیمہ ہوگا چنانچہ ان کے پاس ابوخشیمہ بھی آ گیا اور وہ رو رہا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ابوخشیمہ جو کچھ تم پیچھے چھوڑ آئے ہو وہ تو تیرے لئے اولیٰ اور بہتر تھا۔ ابوخشیمہ نے کہا اے اللہ کے نبی میں قریب تھا کہ میں ہلاک ہو جاتا آپ سے اپنے تخلف کی بنا پر، کیونکہ دنیا میرے لئے سنور کر آراستہ ہو چکی تھی اور میرا مال میری نظر میں خوبصورت لگ رہا تھا۔ قریب تھا کہ میں اس کو جہاد پر پسند کر لیتا مگر اللہ نے مجھ پر نکلنے کا عزم پکا کر دیا۔ حضور ﷺ نے اس کے لئے استغفار کیا اور اس کے لئے برکت کی دعا کی۔ حضور ﷺ جب نکلے تھے وہ ملک شام کا ارادہ رکھتے تھے اور کفار عرب کا آپ کے قدموں کی انتہا آپ کا تبوک میں اُترنا تھا۔

لفظ حدیث موسیٰ بن عقبہ اور حدیث عروہ اسی مفہوم میں ہے مگر شان یہ ہے کہ اس میں قول عبید اللہ بن عمر نہیں ہے۔ اور عروہ میں یہ اضافہ ہے اس کے آخر میں کہ یہ واقعہ اس وقت میں ہوا جب پانی اس میں کم تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اپنے ہاتھ سے پانی کا چلو بھرا اور اس سے کلی کی۔ اپنے منہ سے پھر اس میں لعاب دہن ڈالا لہٰذا وہ پانی اس سے جوش مارنے لگا یہاں تک کہ برتن بھر گئے۔ یہ اسی طرح ہے اس وقت تک۔

☆☆☆

باب ۱۹۲

غزوۂ تبوک کو العُسرہ نام رکھنے کا سبب اور وجہ تسمیہ

اور بقیہ سامانِ سفر میں اور پانی میں نبی کریم ﷺ کی دعا کی برکت کا ظہور نیز منافقین کے قول کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا خبر دینا آپ کی غیر موجودگی میں پھر آپ ﷺ کی اُونٹنی کے مقام کے بارے میں آثارِ نبوت کا ظاہر ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حنبل بن اسحٰق نے، ان کو ابوعبداللہ نے۔ وہ احمد بن حنبل ہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے عبدالرزاق نے، ان کو خبر دی معمر نے عبداللہ بن محمد بن عقیل بن ابوطالب سے اللہ تعالیٰ کے اس فرمان کے بارے میں :

والذین اتبعوه فی ساعة العسرة ۔ (ترجمہ) وہ لوگ جو (پیغمبر) کے پیچھے گئے عسرۃ مشکل وقت میں۔

کہتے ہیں وہ نکلے تھے غزوۂ تبوک میں دو دو تین تین آدمی ایک ایک اُونٹ پر۔ اور شدید گرمی میں نکلے تھے ایک دن ان لوگوں کو شدید پیاس لگی تھی۔ حتی کہ وہ اپنے اُونٹ ذبح کرنے لگے تا کہ وہ ان کے کوہان اور معدے کو نچوڑ کر پانی پی سکیں۔ یہ تنگی اور سختی پانی کی تھی خرچ کی تھی دھوپ گرمی کی تھی۔

قلیل طعام میں برکت کا ظہور .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعلی حافظ نے، ان کو خبر دی ابویعلی موصلی نے، اور ابراہیم بن اسحٰق انماطی نے، ان دونوں نے کہا کہ وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن ابوالنضر نے، ان کو حدیث کی ابوالنضر ہاشم بن قاسم نے، ان کو حدیث بیان کی عبیداللہ اشجعی نے مالک بن مغول سے، اس نے طلحہ بن مصرف سے اس نے ابوصالح سے اس نے ابوہریرہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے سفر میں لہٰذا قوم کا سامان ختم ہو گیا تھا حتی کہ کسی کسی نے یہ ارادہ کر لیا کہ وہ اپنے اُونٹ ذبح کر ڈالیں۔ حضرت عمر ؓ نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر آپ جمع کر لیں لوگوں کے پاس جو سامان باقی رہ گیا ہے اور آپ پھر دعا فرما دیں (تو شاید بہتر ہوگا)۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے ایسے ہی کیا۔ کہتے ہیں جس کے پاس گیہوں کے دانے تھے وہ گیہوں لے آیا کھجوروں والا کھجوریں لایا۔

مجاہد کہتے ہیں جس کے پاس گٹھلیاں تھیں وہ گٹھلیاں لایا۔ انہوں نے پوچھا کہ گٹھلیوں کیا کرتے تھے؟ فرمایا کہ ان کو چوستے تھے (مجبوری کے وقت) اور اس پر پانی پی لیتے تھے۔ کہتے ہیں حضور ﷺ نے اس پر دعا فرمائی حتی کہ لوگوں نے اپنے اپنے تھیلے بھر لئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ اس وقت حضور ﷺ نے فرمایا :

اشهد ان لا اله الا الله وانی رسول الله

میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ میں اللہ کا رسول ہوں، ان دو شہادتوں کے ساتھ جو بھی اللہ کو ملے گا اس حال میں کہ وہ ان میں شک نہ کرتا ہو وہ جنت میں داخل ہوگا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر بن نضر سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۴۴ ص ۱/۵۵۔۵۶)

(۳) ہمیں خبر دی ہے ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابوعلی حافظ نے ، ان کو عبداللہ بن زیدان نے ، ان کو ابو کریب نے ، ان کو ابومعاویہ نے اعمش سے ، اس نے ابو صالح سے ، اس نے ابو ہریرہ سے یا ابو سعید خدری سے ۔ اعمش کو شک ہے ۔ وہ کہتے ہیں جب غزوۂ تبوک کا دن تھا لوگوں کو شدید بھوک لگی (کھانے کو کچھ نہیں تھا) ۔ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم اپنے پانی بردار جانور ذبح کر لیں ہم کھائیں گے بھی اور ہم چربی کو تیل کے طور پر استعمال کریں گے رسول اللہ نے فرمایا کرلو ۔ حضرت عمر آئے عرض کیا یا رسول اللہ اگر آپ ایسا کریں گے تو سواریاں کم ہو جائیں گے بلکہ آپ ان کا بچا ہوا سامان سفر منگوالیں اور اس پر ان کے لئے اللہ سے برکت کی دعا مانگ لیں شاید کہ اللہ تعالیٰ اس میں برکت ڈال دے ۔ رسول اللہ نے فرمایا جی ہاں ٹھیک ہے ۔ حضور نے دستر خوان منگوا کر بچھایا اس کے بعد آپ نے لوگوں کے بقایا زادِ سفر منگوائے ۔ لوگوں نے مکئی کی مٹھی لانا شروع کی کوئی کھجور کی مٹھی لایا کوئی روٹی کا سوکھا ٹکڑا لایا حتیٰ کہ دستر خوان پر تھوڑا سا سامان جمع ہو گیا ۔ رسول اللہ نے برکت کی دعا کی پھر کہا ان سے کہ اپنے اپنے برتن لے آؤ اور اپنے برتن ، کھانے کا سامان لے جاؤ حتیٰ کہ پورے لشکر میں کوئی برتن خالی نہ رہا مگر اس کو بھر دیا ۔ لوگوں نے اس کو کھایا یہاں تک کہ شکم سیر ہو گئے اور مزید بچ بھی گیا رسول اللہ نے فرمایا میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں ۔ جو شخص ان دو کلموں کے ساتھ اللہ سے ملے گا بغیر کسی شک کے وہ جنت سے محروم نہ ہو گا ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابو کریب سے ۔ (مسلم ۔ کتاب الایمان ۔ حدیث ۴۵ ص ۱/۵۶ ۔ ۵۷)

اور روایت کیا گیا ہے سہیل بن صالح سے اس نے اعمش سے ، اس نے ابو صالح سے اس نے ابو ہریرہ ۔ سے بغیر شک کے یہ کہ نبی کریم غزوات میں سے ایک غزوہ میں تھے جن میں غزوہ کیا تھا ۔ اور اس کو روایت کیا ہے عاصم بن عبید اللہ نے اپنے والد سے ، اس نے اس کے دادا عمر بن خطاب سے اور کہا غزوۂ تبوک میں اور روایت کیا ہے عبدالرحمن بن ابوعمرہ انصاری سے ، اس نے اپنے والد سے ، وہ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ کے ساتھ تھے کسی غزوے میں ۔

اور روایت کیا گیا ہے ابو حنیش غفاری سے وہ کہتے ہیں میں نکلا رسول کے ساتھ غزوہ تہامہ میں ۔ حتیٰ کہ جب ہم لوگ عسفان میں تھے ۔ پس انہوں نے اس قصہ کو ذکر کیا ہے اور اضافہ کیا ہے ۔ پھر اجازت دی کوچ کرنے کی جب انہوں نے کوچ کیا بارش ہو گئی جس قدر لوگوں نے چاہا حضور ﷺ اُتر پڑے اور لوگ بھی اُترے اور بارش کا پانی پیا ۔

اور احادیث سب کی سب متفق ہیں حضور کی دعا کے بارے میں بقیہ زادِ سفر میں ۔ اور اللہ کی طرف سے رسول اللہ کی دعا کی قبولیت بصورت برکت کے اس میں ، حتیٰ کہ انہوں نے اپنے اپنے برتن بھر لئے اور مزید بچ گیا ۔

حضور ﷺ کی دعا اور بارش کا برسنا .... (۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں ، ان کو خبر دی ابو محمد دعلج نے احمد بن دعلج نے ، ان کو ابن خزیمہ نے ، ان کو یونس بن عبدالاعلیٰ نے ، ان کو خبر دی ابن وہب نے ، ان کو خبر دی عمرو بن حارث نے سعد بن ابو ہلال نے عتبہ بن ابو عتبہ سے ، اس نے نافع بن جبیر سے ، اس نے عبداللہ بن عباس سے ۔ بے شک کہا گیا عمر بن خطاب سے ہمیں حدیث بیان کیجئے ساعۃ العسرۃ کی حالت کے بارے میں ۔ تو حضرت عمر نے فرمایا ہم لوگ تبوک کی طرف نکلے شدید گرمی میں اور ہم لوگ ایک ایسی منزل پر اُترے جس میں ہمیں شدید پیاس لگی حتیٰ کہ ہم یہ گمان کرنے لگے کہ ہماری گردنیں ابھی ٹوٹ جائیں گی ۔ یہاں آدمی دوسرے آدمی کو تلاش کرنے جاتے تو واپسی سے پہلے یہ خیال ہوتا کہ ابھی گردن ٹوٹ جائے گی ۔ لوگوں نے اپنے اُونٹ ذبح کرنے کا ارادہ کر لیا کہ وہ ان کے پیٹ سے گوبر کو نچوڑ کر پئیں گے اور جو باقی رہے گا اس کو اپنے جگر پر لگائیں گے ۔

ابو بکر صدیق نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اللہ نے آپ کو معاوضہ دیا ہے دعا میں خیر کا ، پس آپ اللہ سے ہمارے لئے دعا کیجئے ۔ فرمایا کیا آپ اس بات کو پسند کرتے ہیں ؟ فرمایا جی ہاں ۔ لہٰذا حضور نے ہاتھ اُٹھا دیئے ۔ ابھی واپس نہیں کئے تھے کہ آسمان پر بادل آ گیا سایہ کر کے ،

پھر اُچھل پڑا۔ لہذا انہوں نے سارے برتن بھر لئے جوان کے پاس تھے۔ اس کے بعد ہم نے جا کر دیکھا تو وہ بادل صرف لشکر کے اوپر تھا آگے نہیں تھا۔ (الزوائد للہیثمی ۲/۱۹۴۔۱۹۵)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، اس نے عاصم بن عمر بن قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ لوگ اس حالت میں ہو گئے کہ ان کے پاس پانی نہیں تھا۔ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف بتائی پس اللہ سے آپ نے دعا کی، اللہ نے بادل بھیجا اس نے بارش برسائی، حتیٰ کہ لوگ سیر ہو گئے اور انہوں نے پانی سے اپنی اپنی ضرورتیں پوری کیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۳۵۔ تاریخ ابن کثیر ۵/۹)

عاصم کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی میری قوم کے کچھ مردوں نے کہ منافقوں میں سے ایک معروف آدمی تھا اس کا نفاق معروف تھا۔ وہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ چل رہا تھا جہاں بھی حضور جاتے تھے جب لوگوں کا معاملہ پیاس کے معاملے میں ہوا جو معروف ہے۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے دعا فرمائی، اللہ نے بادل بھیجا، بارش برسائی حتیٰ کہ خوب سیر ہو گئے۔ ہم اس منافق کے پاس آئے، ہم نے کہا ہلاک ہو جائے کیا اس دعا کی قبولیت کے بعد کسی شک کی گنجائش رہ گئی ہے؟ کہنے لگا کہ ہاں پس وہ ایک بادل گزر رہا تھا (یعنی اس کم بخت نے دعاء رسول کی برکت کو نہ جانا بلکہ بادل کی اتفاقی آمد کو جانا)۔

بہر حال بے شک رسول اللہ ﷺ چلے حتیٰ کہ ہم لوگ بعض راستے میں تھے کہ حضور کی اُونٹنی گم ہو گئی۔ آپ کے بعض اصحاب اس کی تلاش میں نکل گئے۔ رسول اللہ کے پاس عمارہ بن حزم انصاری بیٹھا ہوا تھا اس کے پاس زید بیٹھا تھا۔ زید نے کہا کیا محمد یہ دعویٰ نہ رکھتا کہ وہ نبی ہے؟ اور تمہیں آسمان کی خبریں بھی دیتا ہے؟ مگر وہ اپنی اُونٹنی کا معاملہ نہیں جانتا؟

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبکہ عمارہ بن حزم ان کے پاس بیٹھا ہوا تھا کہ ایک آدمی نے کہا کہ محمد تمہیں خبر دیتا ہے کہ وہ نبی ہے اور تمہیں آسمان کی خبر دیتا ہے مگر اس کو یہ نہیں پتا کہ اس کی اُونٹنی کہاں ہے؟ اور بے شک میں نہیں جانتا، اللہ کی قسم مگر صرف وہی جو مجھے اللہ تعالیٰ بتاتا ہے۔ اللہ نے مجھے اس کے بارے میں بتا دیا ہے، یہ اُونٹنی وادی میں ہے درخت نے اس کو روک رکھا ہے اس کے ساتھ اس کی مہار اُلجھ گئی ہے۔ جاؤ جا کر اس کو لے آؤ۔ عمارہ اپنے سامان پر گیا ان کو جا کر اس نے یہ بات بتائی جو رسول اللہ نے بتائی تھی آدمی کی خبر۔ اس آدمی نے کہا جو عمارہ کے سامان پر تھا کہ یہ بات تو زید نے کہی تھی اللہ کی قسم تیرے آدمی سے پہلے۔

پھر عمارہ زید کے پاس آئے اس کی گردن میں کپڑا ڈال کر کہا کہ میرے سامان میں خوفناک چیز ہے، میں نہیں جانتا تم نکل جاؤ ہم سے، اے اللہ کے دشمن ہمارے ساتھ نہ رہ۔ بعض لوگوں کا کہنا ہے کہ پھر زید نے توبہ کر لی اور بعض لوگوں نے کہا ہے کہ نہیں بلکہ وہ اسی نفاق پر مصر رہا حتیٰ کہ ہلاک ہو گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۳۵۔۱۳۶)

اور ہم نے سواری کے قصے میں اس کے مشابہ روایت کی ہے حدیث ابن مسعود سے بطور موصول روایت کے۔

☆☆☆

باب ۱۹۳

حضور ﷺ کی اپنے سفر کے دوران حجر ثمود پر آمد

اور آپ ﷺ کا منع کرنا اہلِ حجر پر داخل ہونے سے اور حضور ﷺ کا خبر دینا ایک قوم کے بارے میں کہ اللہ تعالیٰ ان کو لے آئے گا جو اپنے آپ کچھ بھی دفاع نہیں کر سکیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا جیسے آپ نے فرمایا تھا

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابو سعید احمد بن محمد بن زیاد بصری نے مکہ میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حسن بن محمد زعفرانی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سفیان بن عیینہ نے عبداللہ بن دینار سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو علی بن حسن ہلالی نے، ان کو اسحاق بن عیسیٰ نے، ان کو مالک بن انس نے عبداللہ بن دینار سے، اس نے ابن عمر سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے کہا تھا تم لوگ اس عذاب دی ہوئی قوم پر داخل نہ ہونا، ہاں مگر یہ کہ اگر تم جاؤ روتے ہوئے اور اگر تم روتے ہوئے داخل نہ ہوسکو تو مت جاؤ ان پر، کہیں تمہیں بھی وہی عذاب نہ پہنچ جائے جو ان کو پہنچا تھا۔

اور ابن عیینہ کی ایک روایت میں یوں ہے، یہ قوم یعنی اصحاب ثمود۔ اور فرمایا کہ میں ڈرتا ہوں کہ کہیں تمہیں انہیں کی مثل عذاب نہ پہنچ جائے جو ان کو پہنچا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن ابواویس سے، اس نے مالک سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے عبداللہ سے۔ (فتح الباری ۶: ۳۸۰ ۔ ۸ : ۱۲۶ ۔ مسلم ۴: ۲۲۸۵)

(۲) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبداللہ حافظ نے ان کو حدیث بیان کی ابوحسین محمد بن محمد بن یعقوب نے ان کو ابو عروبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن مسکین نے، ان کو یحییٰ بن حسان نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو عبداللہ بن دینار نے ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ غزوہ تبوک کے موقع پر مقام الحجر میں اُترے تھے تو صحابہ کو حکم دیا تھا کہ وہ ان کے کنویں سے پانی نہ پئیں اور نہ وہاں پانی بھریں۔ صحابہ کہتے ہیں کہ تحقیق ہم نے وہاں کے پانی سے آٹا گوندھا لیا تھا اور وہاں سے پانی بھر لیا تھا۔ حضور ﷺ نے صحابہ کو حکم دیا تھا کہ وہ گوندھا ہوا آٹا پھینک دیں اور وہ بھرا ہوا پانی گرا دیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مسکین سے، اسی طرح ہے اس روایت میں حکم دیا گوندھے ہوئے آٹے کو پھینکنے کا اور اسی طرح مروی ہے سبرہ بن معبد سے اور ابوالشموس سے، یہ کہ نبی کریم نے حکم دیا تھا طعام پھینک دینے کا۔

(بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ باب قول اللہ تعالیٰ والی ثمود اخاہم صالحا)

ارض ثمود کے کنویں کے استعمال سے ممانعت .... (۳) تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو حکم بن موسیٰ نے، ان کو شعیب بن اسحاق نے، ان کو عبیداللہ نے نافع سے، اس نے عبداللہ سے، اس نے اس کو خبر دی ہے کہ لوگ اُترے تھے رسول اللہ کے ساتھ مقام الحجر میں ارض ثمود میں سے، انہوں نے ان کے کنویں سے پانی بھر لیا تھا اور آٹا گوندھ لیا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو حکم دیا کہ اس کنویں سے پانی بھر لو جس پر صالح علیہ السلام کی اُونٹنی آیا کرتی تھی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے حکم بن موسیٰ سے۔ (مسلم۔ کتاب الزہد والرقائق۔ حدیث ۴۰ ص ۴/۲۲۸۶)

اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث انس بن عیاض سے، اس نے عبداللہ بن عمر سے، اسی طرح کہا ہے بخاری نے اور اس کے متابع لایا ہے اسامہ سے وہ نافع سے۔ (بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ مسلم ۱۹۴/۴)

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حسین بن حسن بن محمد قاسم نے غضائری نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی ہے ابو جعفر محمد بن عمرو بن بختری رزاز نے، ان کو احمد بن خلیل بن ثابت نے، ان کو ابوالنصر ہاشم بن قاسم نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے مسعودی نے اسماعیل بن واسط سے، ان سے محمد بن ابو کبشہ نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ جب غزوہ تبوک میں تھے تو لوگوں نے مقام حجر کی طرف دوڑنا شروع کیا کہ ان پر داخل ہوں۔ چنانچہ لوگوں میں اعلان کر دیا گیا کہ الصلوٰۃ جامعۃ، جماعت ہو رہی ہے۔ میں حضور ﷺ کے پاس آیا تو آپ اپنے اُونٹ کو روکے ہوئے تھے اور وہ فرما رہے تھے کس لئے تم داخل ہوتے ہو اس قوم پر جن پر اللہ کا غضب نازل ہوا؟

ایک آدمی نے آواز لگائی اور کہا کہ ان سے تعجب اور عبرت حاصل کریں یا رسول اللہ؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کیا میں تمہیں ایسی بات کی خبر دوں جو اس سے زیادہ تعجب اور حیرت کی بات ہے؟ ایک آدمی ہے تمہارے اپنے نفسوں میں سے وہ تمہیں خبر دیتا ہے اس واقعہ کی جو تم لوگوں سے پہلے گزر چکا ہے اور یہ بھی خبر دیتا ہے جو کچھ تمہارے بعد ہونے والا ہے۔

سیدھے چلو اور درست چال چلو بے شک اللہ عزوجل کوئی پرواہ نہیں کرتا تمہیں عذاب دینے کے بارے میں کچھ بھی۔ اور عنقریب ایک ایسی قوم کو لے آئے گا جو اپنے آپ سے کسی چیز کو نہیں روک سکیں گے۔

باب ۱۹۴

نبی کریم ﷺ کا تبوک کے چشمے پر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے پہنچنے کا وقت بتانا

اور اس میں جو کچھ ظاہر ہوا۔ اور حضور ﷺ کا اس چشمے سے وضو کرنا اور اس کا پانی زیادہ ہو جانا۔ اور حضور ﷺ کا حضرت معاذ رضی اللہ عنہ سے کچھ کہنا اور ویسے ہو جانا جیسے آپ نے فرمایا تھا۔ یہ سب امور آثار نبوت ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ محمد بن حسن مہرجانی عدل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن جعفر مزکی نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن ابراہیم بوشنجی نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو مالک نے ابو زبیر مکی سے، اس نے ابو طفیل عامر بن واثلہ سے، کہ معاذ بن جبل نے اس کو خبر دی ہے کہ وہ لوگ رسول اللہ کے ساتھ نکلے تھے تبوک والے سال۔ نبی کریم ﷺ ظہر اور عصر میں جمع کرتے رہے اور مغرب وعشاء میں۔

کہتے ہیں کہ ایک دن آپ نے نماز میں دیر کی دیر سے آئے اور ظہر و عصر اکٹھے پڑھائی، پھر اندر چلے گئے پھر باہر آئے تو مغرب اور عشاء اکٹھے پڑھائی۔ اس کے بعد فرمایا کہ تم لوگ عنقریب صبح کل انشاء اللہ تبوک کے چشمے پر پہنچ جاؤ گے۔ اور تم لوگ ہرگز نہیں پہنچو گے اس پر مگر اس وقت جب دن چڑھ کر چاشت کا وقت ہو چکا ہوگا۔ جو شخص پہلے تم میں سے پہنچ جائے وہ اس چشمے کے پانی کو ہاتھ نہ لگائے یہاں تک کہ میں پہنچ جاؤں۔

صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہم لوگ پہنچے تو دو آدمی ہم سے پہلے پہنچے ہوئے تھے اور چشمہ جوتے کے تسمے کی مثل ہلکے سے پانی میں بہہ رہا تھا۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ تم دونوں نے پانی کو ہاتھ لگایا تھا کچھ؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ آپ نے ان کو بُرا بھلا کہا اور کہا جو کچھ اللہ نے چاہا۔ اس کے بعد سب نے چشمے سے ایک ایک چلو پانی لیا تھوڑا تھوڑا سا حتیٰ کہ کسی برتن میں کچھ جمع ہو گیا۔ پھر حضور ﷺ نے اس میں اپنا منہ دھویا پھر اس کو واپس چشمے میں ڈال دیا۔ لہٰذا چشمہ اب کثیر کے ساتھ بہنے لگا۔ پس لوگوں نے اس میں سے پانی بھرا۔

اس کے بعد فرمایا کہ قریب ہے یا ممکن ہے اے معاذ کہ اگر تیری زندگی لمبی ہو جائے تو تم اس کے پانی کو دیکھو گے یہاں پر کہ وہ کئی باغات کو اور آبادی کو سیراب کرے گا۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں دوسرے طریق سے مالک بن انس سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل النبی ﷺ۔ حدیث ۱۰ ص ۱۷)

اور ہم نے روایت کی ہے پانی کی زیادتی اس چشمے سے حضور ﷺ کے اس میں کلی کرنے سے عروہ بن زبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ وہ چشمہ موجودہ وقت تک اسی طرح ہے۔

باب ۱۹۵

اپنے سفر کے دوران رسول اللہ ﷺ کا کھجور کے پھلوں کا اندازہ لگانا

اور حضور ﷺ کا اُس ہوا کے بارے میں خبر دینا جو اس وقت چلنے والی تھی
اور حضور ﷺ کا دعا کرنا اس کے لئے جس کی گردن گھٹ گئی تھی
اور ہر چیز میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو عبد اللہ شیبانی محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن حرشی نے، ان کو قعنبی نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو عمرو بن یحییٰ نے عباس بن سہل سے، اس نے ابو حمید سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تھے غزوہ تبوک میں۔ لہٰذا ہم لوگ وادی قریٰ میں پہنچے، وہاں ایک عورت کا باغ تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس کے پھلوں کا اندازہ لگاؤ، ہم نے اس کا اندازہ لگایا اور رسول اللہ ﷺ نے بھی اس کا اندازہ لگایا دس وسق کا (ایک وسق ساٹھ صاع کا ہوتا ہے)۔ آپ ﷺ نے اس عورت سے کہا تم اس کو شمار کرنا یہاں تک کہ ہم واپس آجائیں انشاء اللہ۔ ہم لوگ چلے گئے۔

تبوک میں پہنچے تو رسول اللہ نے فرمایا عنقریب تمہارے اُوپر ایک شدید ہوا چلے گی آج رات، اس میں تم میں سے کوئی بھی نہ اُٹھے، جس جس کا اُونٹ ہے وہ اس کے پیر میں رسی باندھ کر رکھے۔ لہٰذا سخت ہوا چلی۔ ایک آدمی اُٹھ کھڑا ہوا اس کو ہوا اُٹھا کر لے گئی یہاں تک کہ طئی کے دو پہاڑوں میں جا کر پھینکا۔

اور ایلیا (بیت المقدس) کے سربراہ کا نمائندہ رسول اللہ کے پاس خط لے کر آیا اس کا نام ابن علماء تھا۔ اس نے حضور ﷺ کے لئے سفید خچر ہدیہ کے طور پر دیا۔ حضور ﷺ نے اس کی طرف خط لکھا اور اس کو چادر کا ہدیہ دیا۔ اس کے بعد ہم لوگ واپس آئے یہاں تک کہ وادی القریٰ میں پہنچے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس عورت سے اس کے باغ کے پھل کے بارے میں پوچھا کہ کہاں تک اس کا پھل پہنچا ہے؟ وہ بولی دس وسق تک پہنچ گیا ہے (یہی رسول اللہ نے بتایا تھا)۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں جلدی کرنے والا ہوں جانے کے لئے، تم میں سے

جو جلدی کرنا چاہے وہ کرلے اور جو ٹھہرنا چاہے ٹھہرے۔ لہٰذا ہم روانہ ہوئے یہاں تک کہ جب مدینہ کے درودیوار نظر آنے لگے آپ نے فرمایا کہ یہ طابہ ہے اور یہ اُحد ہے۔ وہ ایسا پہاڑ ہے جو ہم سے محبت کرتا ہے اور ہم اس سے محبت کرتے ہیں۔

اس کے بعد فرمایا کہ انصار کے گھروں میں سے بہتر گھر بنونجار کا گھر ہے، اس کے بعد بنوعبدالاشہل کا، اس کے بعد دار بنوحارث بن خزرج، پھر دار بنوساعدہ اور انصار کے سارے دار خیر ہیں۔ اس کے بعد سعد بن عبادہ ہم سے لاحق ہوئے تو ابواُسید نے کہا کیا تم دیکھتے نہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے انصار کے گھروں کو خیر بتایا تو ہماری دار کو آخر میں کیا۔

سعد نے رسول اللہ کو پالیا تو کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ نے انصار کو ترجیح دی، آپ نے ہمیں آخر میں کردیا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کیا تمہیں یہ بات کافی نہیں ہے کہ تم خیار میں سے ہو جاؤ۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قعنبی سے۔ (مسلم۔ کتاب فضائل۔ حدیث ۱۱ ص ۱۷۸۵)

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ شیبانی نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے، ان کو سہل بن بکار نے، ان کو وہیب نے، ان کو عمرو بن یحییٰ نے عباس ساعدی سے، اس نے ابوحمید ساعدی سے، اس نے ذکر کی یہ حدیث اسی کے مفہوم میں مگر یہ انہوں نے کہا اور ہدیہ کیا ایلہ کے بادشاہ نے رسول اللہ کے لئے سفید خچر۔ حضور ﷺ نے اس کو اپنی چادر پہنائی اور اس کے لئے لکھا ان کی بحر میں اور فرمایا کہ پھر بنوساعدہ کے گھر ہیں پھر بنوحارث بن خزرج کے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سہل بن بکار سے، وہ کہتے ہیں کہ سلیمان بن بلال نے کہا۔ وہ ارادہ کرتے ہیں حدیث اول کا۔

(بخاری۔ کتاب الزکوٰۃ۔ حدیث ۱۴۸۱۔ فتح الباری ۳/۳۴۳۔۳۴۴)

رسول اللہ ﷺ کی بات نہ ماننے والوں کو تنبیہ .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو عبداللہ بن ابوبکر بن حزم نے عباس بن سہل بن سعد ساعدی سے یا عباس سے، اس نے سہل بن سعد سے (مجھے شک ہے) یہ کہ رسول اللہ ﷺ جب مقام حجر پر گزرے، آپ وہاں اُترے لوگوں نے اس کے کنویں سے پانی بھر لیا تھا جب وہاں سے روانہ ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے لوگوں سے کہا اس کے پانی میں سے کچھ بھی نہ پینا اور اس سے نماز کا وضو بھی نہیں کرنا اور جو تم نے اس سے آٹا گوندھا ہے وہ اُونٹوں کو کھلا دو تم اس میں سے کچھ نہیں کھانا۔ اور آج رات تم میں سے باہر کوئی نہ نکلے، نکلے تو اس کے ساتھ اس کا ساتھی ہونا چاہئے۔

لوگوں نے وہی کیا جو انہیں رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ مگر بنوساعدہ کے دو آدمی ان میں سے ایک اپنی حاجت کے لئے نکلا تھا اور دوسرا اپنے اُونٹ کی تلاش میں نکلا تھا۔ بہرحال جو اپنی حاجت کے لئے گیا تھا اس کا اس کے راستے پر گلا گھونٹ دیا گیا تھا اور جو اپنے اُونٹ کی تلاش میں گیا تھا اس کو ہوا اُٹھا کر لے گئی تھی حتیٰ کہ اس کو طئی کے دو پہاڑوں کے بیچ جا کر پھینکا تھا۔ رسول اللہ ﷺ کو یہ خبر بتائی گئی تو آپ نے فرمایا کہ کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا کہ اکیلے کوئی نہ نکلے بلکہ اس کا ساتھی ساتھ ضرور ہو؟ چنانچہ آپ نے اس کے لئے دعا مانگی جو اپنے راستے پر گلا گھونٹ دیا گیا تھا، اس کو شفا مل گئی اور دوسرا خود رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ گیا تھا جب آپ تبوک سے واپس آرہے تھے۔

عبداللہ بن ابوبکر نے کہا میرے لئے عباس نے ان دونوں مردوں کے نام بھی ذکر کئے تھے۔ مگر انہوں نے ان دونوں کو امانت قرار دیا تھا۔ لہٰذا ان کا نام بتانے سے انکار کردیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۳۴۔۱۳۵)

☆☆☆

باب ١٩٦

حضور ﷺ کے خطبۂ تبوک کے بارے میں

سرزمین روم میں دیئے گئے ''خطبۂ رسول'' میں جو کچھ مروی ہے

(١) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے اور ابو عبدالرحمن سلمی نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابو اُمیہ محمد بن ابراہیم طرطوسی نے، ان کو یعقوب بن محمد بن عیسیٰ زہری نے، ان کو عبدالعزیز بن عمران نے، ان کو عبداللہ بن مصعب بن منظور بن جمیل بن سنان نے، ان کو خبر دی ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا عقبہ بن عامر جہنی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے غزوہ تبوک میں۔ رسول اللہ ﷺ نے آرام کیا جب رات ہوئی تو آپ بیدار نہیں ہوئے یہاں تک کہ سورج نیزے برابر اُونچا ہو گیا۔ جب بیدار ہوئے تو فرمایا، میں نے کہا نہیں تھا اے بلال ہمارے لئے فجر کا خیال رکھنا؟ اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے بھی نیند نے لے لیا تھا اور مجھے بھی وہی ذات لے گئی جو آپ کو لے گئی۔ حضور ﷺ اس منزل سے منتقل ہو گئے۔ تھوڑا سا جا کر نماز پڑھی پھر بقیہ دن بھی اور اگلی رات بھی چلتے رہے پھر تبوک میں جا کر صبح کی۔ پس آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا :

یہ خطبہ جوامع الکلم کا شاہکار ہے اور دنیا اور آخرت کی کامیابی کا دستور العمل ہے

اللہ کی حمد اور اس کی ثناء کی جس کا وہ اہل ہے۔ اس کے بعد فرمایا، اے لوگو! اما بعد

فان أصدق الحديث كتاب الله ، واوثق العرى كلمة التقوىٰ ، وخير الملل ملة ابراهيم ، وخير السنن سنة محمد ، واشرف الحديث ذكر الله ، واحسن القصص هذا القرآن ، وخير الأمور عوازمها ، وشر الأمور محدثاتها ، واحسن الهدى هدى الأنبياء ، واشرف الموت قتل الشهداء ، واعمى العمى الضلالة بعد الهدى ، وخير الأعمال مانفع ، وخير الهدى ما اتبع ، وشر العمى عمى القلب ، واليد العليا خير من اليد السفلى ، وما قل وكفى خير مما كثر والهى ، وشر المعذرة حين يحضر الموت ، وشر الندامة يوم القيامة ، ومن الناس من لا ياتي الجمعة الا دبرا ، ومنهم لا يذكر الله الا هجرًا ، ومن اعظم الخطايا اللسان الكذاب ، وخير الغنى غنى النفس ، وخير الزاد التقوىٰ ، وراس الحكم مخافة الله عزوجل ، وخير ماوقر في القلوب اليقين ، والا رتياب من الكفر والنياحة من عمل الجاهلية ، والغلول من حثاء جهنم ، والسكر كي من النار ، والشعر من ابليس ، والخمر جماع الاثم ، والنساء حبائل الشيطان ، والشباب شعبة من الجنون ، وشر المكاسب كسب الربا ، وشر الماكل مال اليتيم ، والسعيد من وعظ بغيره ، والشقي من شقي في بطن امه ، وانما يصير احدكم الى موضع اربع اذرع ، والأمر الى الآخرة وملاك العمل خواتمه ، وشر الروايا روايا الكذب ، وكل ماهو آت قريب ، وسباب المؤمن فسق ، وقتال المؤمن كفر ، واكل لحمه من معصية الله ، وحرمة ماله كحرمة دمه ، ومن يتالى على الله يكذبه ، ومن يغفر يُغفر له ، ومن يعف يعف الله عنه ، ومن يكظم الغيظ ياجره الله ، ومن يصبر على الرزية يعوضه الله ومن يتبع السمعة يسمع الله به ومن يصبر يضعف الله له ومن يعص الله يعذبه الله ، اللهم اغفر لي ولا متي اللهم اغفرلي ولأمتي ، قالها ثلاثا ثم قال : استغفر الله لي ولكم۔

اے لوگو! امابعد (۱) بے شک سب سے زیادہ سچی بات (حدیث) اللہ کی کتاب ہے۔ (۲) اور سب سے زیادہ مضبوط کڑا التقویٰ کلمہ (لا الٰہ الا اللہ) ہے۔ (۳) اور تمام مذاہب میں سے بہترین ملت ملت ابراہیم ہے۔ (۴) تمام طریقوں میں بہتر طریقہ (سنت) محمد ﷺ کی سنت وطریقہ ہے۔ (۵) اشرف حدیث (سب سے زیادہ شرف وعزت والی بات) اللہ کا ذکر ہے۔ (۶) اور سب سے زیادہ خوبصورت بیان وقصہ یہ قرآن ہے۔ (۷) تمام امور میں سے بہترین امور ہمت اور سعی پیہم ہیں۔ (۸) اور سب سے بدترین بدعات ہیں۔ (۹) بہترین اور خوبصورت ترین سیرتیں انبیاء کرام کی سیرت ہیں۔ (۱۰) سب سے زیادہ شرف وعزت والی موت شہداء کی موت ہے۔ (۱۱) سب سے بڑا اندھا پن ہدایت کے بعد گمراہ ہونا ہے۔ (۱۲) تمام اعمال سے بہتر عمل وہ ہے جو نفع مند ہو۔ (۱۳) اور بہترین ہدایت وہ ہے جس کی پیروی کی جائے۔ (۱۴) اور بدترین اندھا پن دل کا اندھا پن ہونا ہے۔ (۱۵) اوپر والا ہاتھ دینے والا، نیچے والے لینے والے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ (۱۶) وہ مال جو قلیل ہو مگر ضرورت پوری کردے وہ اس کثیر مال سے بہتر ہے جو غافل کردے۔ (۱۷) بدترین معذرت یا مجبوری وہ ہوگی جب موت آن پہنچے گی۔ (۱۸) بدترین شرمندگی اور ندامت قیامت کے دن ہوگی۔ (۱۹) بعض لوگ وہ ہیں جو جمعہ میں سب سے پیچھے آتے ہیں۔ (۲۰) بعض ان میں سے ایسے ہیں جو اللہ کا ذکر نہیں کرتے مگر بیہودہ بات کرتے ہیں۔ (۲۱) بہت بڑے گناہوں میں سے ہے جھوٹی زبان (زیادہ جھوٹ بولنے والی زبان)۔ (۲۲) بہترین غنی ہونا یہ ہے کہ دل غنی ہو۔ (۲۳) بہترین توشۂ سفر آخرت تقویٰ ہے۔ (۲۴) تمام دانائیوں کی سردار حکمت ودانائی اللہ سے ڈرنا ہے۔ (۲۵) سب سے بہترین چیز جو دل میں قرار پاتی ہے وہ یقین ہے۔ (۲۶) شک کرنا کفر میں سے ہے۔ (۲۷) نوحہ اور بین کرنا جاہلیت کا کام ہے۔ (۲۸) مال غنیمت کی چوری جہنم کا کوڑا کرکٹ ہے۔ (۲۹) اور نشہ جہنم سے داغ دینا ہے۔ (۳۰) اور شعر گوئی ابلیس کی چالوں میں سے ہے۔ (۳۱) اور شراب نوشی کئی گناہوں کا مجموعہ ہے۔ (۳۲) عورتیں شیطانی جال ہیں۔ (۳۳) اور جوانی جنون کا ایک شعبہ ہے۔ (۳۴) بدترین کمائی سود کی کمائی ہے۔ (۳۵) بدترین کھائی ہوئی چیز یتیم کا مال ہے۔ (۳۶) نیک بخت وہ ہے جو دوسرے سے نصیحت پکڑے۔ (۳۷) اور بدبخت وہ ہے جو اپنی ماں کے پیٹ میں ہی بدبخت تھا۔ (۳۸) یہ حقیقت ہے کہ ہر ایک تم سے چار ہاتھ جگہ کی طرف لوٹ جائے گا۔ (۳۹) اور یہ امر انجام کے لحاظ سے آخرت کی طرف لوٹتا ہے۔ (۴۰) اصل اور انجام خلاصہ اس کے اختتام سے اور آخرت سے وابستہ ہوتا ہے۔ (۴۱) بدترین نظریات جھوٹ پر مبنی نظریات ہیں۔ (۴۲) ہر وہ چیز جو آنے والی ہے وہ قریب ہے۔ (۴۳) مؤمن کو گالی دینا فسق واللہ کی نافرمانی ہے۔ (۴۴) مؤمن سے قتال کرنا کفر ہے۔ (۴۵) مؤمن کی غیبت کرنا اللہ کی نافرمانی ہے۔ (۴۶) مؤمن کے مال کی عزت وحرمت اس کے خون کی حرمت جیسی ہے۔ (۴۷) جو شخص اللہ کو قسم دے وہ اس کی تکذیب کرتا ہے۔ (۴۸) جو شخص معاف کرتا ہے اس کو بھی معاف کیا جاتا ہے۔ (۴۹) جو شخص درگزر کرتا ہے اللہ اس سے درگزر کرتا ہے۔ (۵۰) جو شخص اپنے غصے کو دبا لیتا ہے اللہ اس کو اجر دیتا ہے۔ (۵۱) جو شخص مصیبت پر صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو اس کا بدلہ اور عوض عطا کرتا ہے۔ (۵۲) جو شخص ریاکاری اور شہرت پسندی کے پیچھے جاتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ساتھ شہرت لگا دیتا ہے۔ (۵۳) جو شخص صبر کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو دہرا اجر دیتا ہے۔ (۵۴) جو شخص اللہ کی نافرمانی کرتا ہے اللہ اس کو عذاب دے گا۔ (۵۵) اے اللہ مجھے معاف کردے۔ (۵۶) اے اللہ مجھے معاف کردے۔ (۵۷) اے اللہ مجھے معاف کردے اور میری امت کو بھی (پھر فرمایا)۔ (۵۸) میں اللہ سے بخشش مانگتا ہوں اپنے لئے اور تم سب کے لئے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۳/۵۔۱۴)

باب ۱۹۷

نبی کریم ﷺ کا سرزمین روم میں مقام تبوک میں نماز پڑھانا

حضور ﷺ کا بددعا کرنا اس پر جو ان کے آگے سے گزر گیا تھا اور اس میں آثار نبوت ودلائل کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعلی حسن بن محمد روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو محمد بن سلیمان انباری نے، ان کو وکیع نے، ان کو سعید بن عبدالعزیز نے مولیٰ یزید بن نمران سے، انہوں نے یزید بن نمران سے، وہ کہتے ہیں میں نے ایک آدمی تبوک میں دیکھا، معذور تھا۔ اس نے کہا میں نبی کریم ﷺ کے آگے سے گزرا تھا حضور نماز پڑھا رہے تھے اور میں گدھے پر سوار تھا۔ انہوں نے فرمایا تھا اللہ اس کے پیر کاٹ دے۔ اس کے بعد میں اپنے پیروں پر نہیں چل سکا۔ (ابوداؤد۔ باب یقطع الصلوٰۃ۔ حدیث ۷۰۵ ص ۱/۱۸۸)

ابوداؤد نے کہا اور ہمیں حدیث بیان کی ہے کثیر بن عبید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن حیوۃ نے سعید سے اس کی اسناد کے ساتھ اور اس کے مفہوم کے ساتھ۔ اس نے اضافہ کیا ہے۔ اس نے ہماری نماز کاٹ دی ہے اللہ اس کے قدم کاٹ دے۔

(ابوداؤد۔ باب یقطع الصلوۃ۔ حدیث ۷۰۶ ص ۱۸۸/۱)

نمازی کے آگے سے گزرنے پر وعید .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو احمد بن سعید ہمدانی نے اور سلیمان بن داؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن وہب نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو خبر دی معاویہ نے سعید بن غزوان سے، اس نے اپنے والد سے کہ وہ تبوک میں اُترے اور حج کا ارادہ کرنے والے تھے ا ایک معذور آدمی کو دیکھا تو میں نے اس سے اس کے معاملے کا پوچھا۔ اس نے کہا کہ میں عنقریب آپ لوگوں کو بات بتاؤں گا اور یہ بات جو آپ سُنیں گے آپ کسی اور کو نہیں بتائیں گے، جب آپ کو معلوم ہو کہ میں زندہ ہوں۔ ہوا یہ کہ تھا کہ رسول اللہ تبوک میں اُترے تھے کھجور کے پاس اور فرمایا کہ یہ ہمارا قبلہ رخ ہے اس کے بعد آپ نے اس طرف نماز پڑھی میں اور ایک لڑکا ہم دوڑتے ہوئے ان کے آگے آ گئے اور آگے سے گزرے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اس نے ہماری نماز کاٹ دی ہے اللہ ان کے پیروں کو کاٹ دے۔ کہتے ہیں اس کے بعد سے آج تک میں ان پیروں پر کھڑا نہیں ہو سکا۔

(ابوداؤد۔ باب یقطع الصلوۃ۔ حدیث ۷۰۷ ص ۱۸۸/۱)

باب ۱۹۸

حضور کا غزوہ تبوک میں حضرت معاویہ بن معاویہ لیثی رضی اللہ عنہ پر نماز جنازہ پڑھانا

اس دن وہ مدینہ میں فوت ہو گئے تھے

(۱) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو حسن بن محمد زعفرانی نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو العلاء ابو محمد ثقفی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں ہم لوگ تبوک میں رسول اللہ کے ساتھ تھے اور سورج طلوع ہوا، خوب روشنی اور شعاع اور نور کے ساتھ جبکہ میں نے اس سے قبل اس طرح سورج کو نہیں دیکھا تھا۔ جبرائیل علیہ السلام آئے رسول اللہ کے پاس، آپ نے فرمایا کہ اے جبرائیل کیا بات ہے آج میں دیکھ رہا ہوں سورج طلوع ہوا ہے خاص ضیاء اور شعاع کے ساتھ جبکہ میں نے پہلے ایسا کبھی نہیں دیکھا۔

اس نے بتایا کہ معاویہ بن معاویہ لیثی مدینے میں آج انتقال کر گیا ہے۔ اللہ نے ستر ہزار فرشتے بھیجے ہیں جو اس پر نماز جنازہ پڑھیں گے۔ آپ نے پوچھا کہ یہ کس وجہ سے ہوا؟ جبرائیل نے بتایا کہ وہ کثرت کے ساتھ قل ھو اللہ احد پڑھا کرتے تھے دن میں بھی اور رات میں بھی اور چلتے پھرتے، بیٹھے لیٹے ہر حال میں۔ کیا آپ کو دلچسپی ہے یا رسول اللہ کہ میں آپ کے لئے زمین کو سکیڑ دوں اور آپ اس کا جنازہ پڑھ سکیں؟ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں۔ کہتے ہیں کہ حضور نے اس کی نماز جنازہ پڑھائی اور پھر لوٹ آئے۔

اس کا متابع بیان کیا اس کے کچھ متن میں محبوب بن ہلال نے عطا بن ابومیمونہ سے، اس نے انس رضی اللہ عنہ سے۔

نمازِ جنازہ میں ملائکہ کی شرکت .... (۲) ہمیں اس کی خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو ہشام بن علی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عثمان بن ہیثم نے، ان کو محبوب بن ہلال نے ابن ابومیمونہ سے یعنی عطاء نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ جبرائیل علیہ السلام آئے اور فرمایا اے محمد معاویہ بن معاویہ مزنی فوت ہو گیا ہے کیا آپ پسند کریں گے کہ آپ اس پر نماز جنازہ پڑھیں۔ آپ نے فرمایا کہ جی ہاں۔

جبرائیل نے اپنا ہاتھ مارا، لہٰذا نہ کوئی درخت باقی رہا نہ کوئی ٹیلہ مگر برابر ہو گیا۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے اس پر نماز جنازہ پڑھائی اور حضور کے پیچھے فرشتوں کی دو صفیں تھیں ہر صف میں ستر ہزار فرشتے تھے۔

کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی اے جبرائیل معاویہ نے یہ مرتبہ اللہ کے ہاں کس وجہ سے پایا؟ انہوں نے بتایا کہ قل ھو اللہ کی محبت سے وہ اس سورۃ کو کھڑے اور بیٹھے، چلتے پھرتے ہر حال میں پڑھتے تھے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۴/۵۔۱۵)

عثمان نے کہا کہ میں نے اپنے والد سے پوچھا تھا کہ نبی کریم ﷺ اس وقت کہاں تھے انہوں نے بتایا کہ غزوہ تبوک میں تھے شام کے ملک میں اور معاویہ بن معاویہ مدینے میں فوت ہو گئے تھے اور حضور ﷺ کے لئے ان کی چارپائی اُٹھا کر اونچی کی گئی اس قدر کہ حضور اس کو دیکھ رہے تھے اور اس پر نماز جنازہ پڑھائی تھی۔

باب ۱۹۹

مقام تبوک میں رہتے ہوئے حضور ﷺ کا تحریر لکھ دینا

یُحَنَّہ بن رَؤبَہ کے لئے اور اہل جَرْبَآء اور اَذْرُحْ کے لئے

(۱) ہمیں ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ تبوک میں پہنچے تو ان کے پاس یُحَنَّہ بن رَؤبَہ ایلہ کا گورنر آیا (ایلہ شام میں ایک شہر تھا مصر اور مکہ کے درمیان مسافت پر ساحل سمندر پر) رسول اللہ ﷺ سے اس نے صلح کی اور حضور کو اس نے جزیہ دیا۔ اور حضور ﷺ کے پاس اہل جرباء آئے تھے (یہ ملک شام میں شہر تھا سراۃ کے مقابل)۔ اور اہل اَذْرُحْ آئے تھے (یہ بھی ایک شہر تھا بعض کہتے ہیں کہ اس سے مراد فلسطین ہے)۔ انہوں نے بھی حضور ﷺ کو جزیہ دیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ایک تحریر ان کو لکھ کر دی تھی وہ ان کے پاس تھی۔ آپ نے یُحَنَّہ بن رَؤبَہ کو جو تحریر لکھ کر دی تھی وہ اس طرح تھی :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ امان نامہ ہے اللہ کی طرف سے اور محمد رسول اللہ کی طرف سے یُحَنَّہ بن رَؤبَہ کے لئے اور اہل ایلہ کے لئے۔ ان کے اسقف کے لئے اور ان کے تمام لوگوں کے لئے جو خشکی پر ہیں یا پانی میں (بحر و بر میں) ان سب کے لئے اللہ کی پناہ ہے اور نبی کی پناہ ہے۔ اور یہ تحریر ہے ان کے لئے جو اس کے ساتھ اہل شام میں سے اور اہل یمن میں سے اور اہل بحر میں سے جو شخص ان میں سے معاہدہ توڑے یعنی نئی بات پیدا کرے تو یہ تحریر نامہ اس کے مال کو محفوظ نہیں کرے گا سوائے اس کے نفس کے۔ بے شک شان یہ ہے کہ خوشی ہے اس کے لئے جو اس کو لے یعنی اس پر عمل کرے لوگوں میں سے۔ بے شک شان یہ ہے کہ یہ حلال اور درست نہیں ہوگا کہ ان کو روکا جائے اس سے جو وہ ارادہ کریں جو چاہیں۔ اور نہ ہی کوئی راستہ ان کے لئے ممنوع ہوگا جو چاہیں خشکی پر ہو یا سمندر میں''۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۳۸/۴)

''یہ تحریر نامہ ہے جہیم بن الصلت اور شرحبیل بن حسنہ کا رسول اللہ ﷺ کی اجازت کے ساتھ''۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ اہل حرباء واذرح کے لئے یہ لکھا تھا :

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

''یہ تحریر نامہ ہے محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے اہل اذرح کے لئے کہ وہ امان میں آگئے ہیں اللہ کی امان میں اور محمد ﷺ کی امان کے ساتھ۔ اور یہ کہ ان کے ذمہ ہے ایک سو دینار ہر ماہ رجب میں جو پورے پورے دینے ہوں گے اور خوشی کے ساتھ دینے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کفیل اور ذمہ دار ہے ان پر خیر خواہی کے ساتھ اور مسلمانوں کی طرف نیکی اور احسان کے ساتھ (یعنی مسلمانوں کے ساتھ خیر خواہ رہیں گے اور ان کے ساتھ نیکی کریں گے (برائی نہیں کریں گے)۔ خصوصاً اس مسلمان کے ساتھ جو کسی خوف میں ان کے پاس مجبور ہو کر رہ جائے''۔

اور ابن اسحاق نے باقی تحریر کا بھی ذکر کیا ہے۔

کہتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اہل ایلہ کو اپنا بردہ مبارک دیا تھا اس تحریر کے ساتھ جو آپ نے ان کے لئے امان نامہ کے لکھی تھی۔

(بعد میں) اس کو ابو العباس عبداللہ بن محمد نے تین سو دینار کے بدلے میں خرید کر لیا تھا۔

باب ٢٠٠

جناب رسول اللہ ﷺ کا حضرت خالد بن ولید کو اُکَیْدِر دُوْمَة (ابن عبدالملک) کے پاس بھیجنا اس کے موجود ہونے کے بارے میں حضور ﷺ کا خبر دینا جبکہ وہ گائے کا شکار کر رہا تھا اس بارے میں جن باتوں کا ظہور ہوا یہ سب دلائل و آثار نبوت ہیں

(١) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، ان کو یزید بن رومان نے اور عبداللہ بن ابو بکر نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا اکیدر بن عبدالملک کی طرف وہ کندہ میں سے آدمی تھا وہ دومۃ پر بادشاہ تھا وہ عیسائی تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید سے کہا تھا تم اس کو اس وقت پاؤ گے وہ گائے کا شکار کر رہا ہوگا۔ چنانچہ خالد روانہ ہوئے حتیٰ کہ جب اس کے قلعے کے اتنے قریب پہنچے جتنی دور آنکھ دیکھ سکتی ہے۔

رات کا وقت تھا اور چاند کھلا ہوا تھا اور اس وقت اکیدر اوپر چھت پر تھا اس کی بیوی بھی ساتھ تھی۔ اتنے میں کہیں سے گائے آگئی اور وہ اس کے محل کے دروازے کو اپنے سینگوں سے رگڑنے لگی۔ اس کی بیوی نے کہا، کیا آپ نے ایسی مثال دیکھی ہے؟ اس نے کہا کہ نہیں، اللہ کی قسم کبھی نہ دیکھی۔ وہ بولی کہ اس کو ایسی حالت میں کون چھوڑے گا۔ اس نے کہا کہ واقعی کوئی نہیں چھوڑے گا۔ لہٰذا وہ نیچے اُترا اس نے حکم دیا اس کے گھوڑے پر زین رکھا گیا۔

وہ گھوڑے پر سوار ہو گیا اس کے ساتھ اس کے گھر والوں میں سے بھی کچھ ساتھ بیٹھ گئے۔ ان میں اس کا بھائی حسان بھی ساتھ تھا۔ وہ لوگ نکلے ان کے ساتھ ان کے چھوٹے نیزے بھی تھے۔ جونہی وہ نکلے تو رسول اللہ کے گھڑ سواروں نے ان کو پا لیا۔ انہوں نے اکیدر کو پکڑ لیا اور اس کے بھائی حسان کو قتل کر دیا (یعنی مقابلہ میں مارا گیا)۔

اس پر دیباج ریشم کی قبا تھی جو سونے سے تیار کی گئی تھی (یعنی اس پر سونے کا کام ہوا ہوا تھا۔ وہ خالد بن ولید نے اس کی اُتار لی تھی (مقتول کی)۔ اور وہ اس نے رسول اللہ کے پاس بھیج دی اپنی آمد سے پہلے۔ اس کے بعد خالد اکیدر کو رسول اللہ کے پاس گرفتار کر کے لے آئے۔ حضور ﷺ نے اکیدر کا خون محفوظ قرار دیا اور اس سے صلح کر لی جزیہ دینے کی شرط پر اور اس کا راستہ چھوڑ دیا تھا۔ لہٰذا وہ واپس اپنی بستی میں پہنچ گیا۔

ایک آدمی نے کہا بنوطئی، میں سے اس کو بجیر بن بجرہ کہا جاتا تھا وہ رسول اللہ کی بات یاد دلا رہا تھا جو انہوں نے خالد سے کہی تھی کہ تم اس کو عنقریب پالو گے جب وہ نیل گائے کا شکار کر رہا ہو گا۔ حالانکہ اس وقت رات کو گائے کو کوئی کام نہیں تھا وہاں پر مگر اللہ تعالیٰ ہی اس کو نکال لائے تھے رسول اللہ کا قول سچا کرنے کے لئے۔

تبارك سائق البقرات انی	رأیت اللہ یھدی کل ھاد
فمن یك حائدًا عن ذی تبوك	فانا قد امرنا بالجھاد

برکت والی ہے (وہ ذات) جو گائے کو چلا کر لانے والی ہے۔ میں سمجھتا ہوں کہ اللہ ہی راستہ دکھاتا ہے۔ ہر راستہ ڈھونڈنے والے کو۔ پس جو شخص تبوک والوں سے ناخوش ہے (ہمیں پرواہ نہیں ہے) ہمیں تو جہاد کرنے کا حکم ہے۔

اس میں کچھ لوگوں نے اضافہ کیا ہے جو کہ ہماری روایت میں نہیں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے اس سے کہا تھا کہ اللہ نے تیرا منہ نہیں توڑا؟ کیونکہ وہ جب حضور ﷺ کے پاس آیا تھا تو اس کی عمر نوے سال تھی مگر نہ ابھی تک اس کا کوئی دانت ہلا تھا نہ ہی کوئی داڑھ ہلی تھی۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۳۹۔ تاریخ ابن کثیر ۵/۱۷)

(۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ جب تبوک سے مدینہ واپس لوٹنے لگے تو خالد بن ولید کو بھیجا چار سو بیس گھڑ سواروں کے ساتھ۔ اکیدر دومۃ الجندل کے پاس جب اس کا عہد اس سے کیا تو خالد نے پوچھا یا رسول اللہ دومۃ الجندل کو ہم کیسے فتح کریں گے اس میں تو اس کا اکیدر ہے (یعنی مضبوط حکمران ہے) اور ہم لوگ مختصر جماعت کے ساتھ جا رہے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ شاید اللہ تعالیٰ تجھے براہ راست اکیدر سے ٹکرا دے۔ میں خیال کرتا ہوں کہ وہ شکار کر رہا ہو گا اور تم چابیاں قبضے میں لے لو گے اور چابیوں سے شکار کر لو گے یوں اللہ تعالیٰ تیرے لئے دومۃ فتح کر لے گا۔ لہٰذا خالد بن ولید روانہ ہو گئے۔ جب دومۃ کے قریب پہنچے تو اس کے پیچھے اُتر کر پڑاؤ کیا رسول اللہ ﷺ کی بات کو آزمانے کے لئے کہ شاید تم اس کو شکار کرتا ہوا پالو گے۔ اس دوران خالد بن ولید اور اس کے اصحاب اپنی منزل میں بیٹھے تھے رات کے وقت۔ اچانک ایک نیل گائے آئی اور قلعے کے دروازے سے ٹکرانے لگی۔ اکیدر شراب پی رہا تھا اور گانے کی محفل سجائے بیٹھا تھا اپنی عورتوں میں۔

ایک عورت نے جھانک کر دیکھا تو اس کو نیل گائے نظر آ گئی جو دروازے اور حویلی سے کھجا رہی تھی۔ اس عورت نے کہا میں نے آج رات کی طرح کبھی گوشت آیا ہوا نہیں دیکھا دروازہ پر۔ اکیدر نے پوچھا کہ کیا ہوا؟ وہ بولی کہ یہ گائے آئی ہوئی تیرے دروازے پر اور دیوار کے پاس۔

اکیدر نے دیکھا تو اُچھل کر اپنے گھوڑے پر سوار ہو گیا جو پہلے سے اس کے لئے تیار کھڑا تھا۔ اس کے نوکر چاکر اور گھڑ سوار اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے، حتیٰ کہ اکیدر کا گزر ہوا خالد بن ولید اور اس کے سپاہیوں کے پاس سے۔ انہوں نے اس کو گرفتار کر لیا اور بیڑیوں میں جکڑ دیا۔ خالد کو رسول اللہ کا قول یاد آیا اور خالد نے اکیدر سے کہا آپ بتائیں کہ اگر میں آپ کو چھوڑ دوں تو تم میرے لئے دومۃ کو فتح کر دو گے۔ اس نے کہا ٹھیک ہے۔

لہٰذا چلے گئے، جب اس کے قریب ہوئے تو خالد کے ساتھی کود کر آگے بڑھے کہ فوراً دومۃ فتح کر لیں مگر اکیدر کا بھائی رکاوٹ بن گیا۔ اکیدر نے جب یہ کیفیت دیکھی تو اس نے کہا اے جوان مجھے چھوڑ دے، اللہ گواہ ہے میں اس کو کھول دیتا ہوں۔ تیرے لئے میرا بھائی نہیں کھولے گا، اس کو نہیں معلوم کہ میں تیری قید میں ہوں۔ خالد نے اسے چھوڑ دیا تو اس نے دومۃ اس کے لئے کھول دیا۔ جب وہ داخل ہوا تو اس نے اپنے بھائی کو قید کر لیا اور اس کو کھولا خالد کے لئے۔ پھر کہا کہ آپ جو چاہیں کر لیں۔ لہٰذا حضرت خالد اور ان کے ساتھی داخل ہو گئے۔

خالد نے رسول اللہ ﷺ کے قول کو بھی یاد کیا اور وہ بھی جو آپ نے اس کو حکم دیا تھا۔ اور اکیدر نے ان سے کہا اللہ کی قسم میں نے ایسا واقعہ کبھی نہیں دیکھا جو ہمیں پیش آیا ہو مگر آج کی رات گائے کے شکار کے ارادے سے نکلے تھے (اور یہ کچھ ہو گیا یعنی خود شکار ہو گئے)۔
البتہ تحقیق اس کو شکار کرنے کے لئے میں اضمر گھوڑے کو استعمال کرتا تھا جب بھی اس کو پکڑنے کا ارادہ کرتا۔ اس کے لئے میں ایک دن دو دن سواری کرتا تھا لیکن اتنی دیر کے لئے (نہیں)۔ پھر کہنے لگا اے خالد اگر تم چاہو تو میں تمہیں یہاں کا حکمران مقرر کر دوں اور اگر تم چاہو تو مجھے مقرر کر دو۔

خالد بن ولید نے فرمایا بلکہ ہم آپ سے وہ مال متاع قبول کر لیں گے جو آپ ہمیں دیں گے۔ لہٰذا اکیدر نے ان کو آٹھ سو قیدی دیئے اور ایک ہزار اونٹ، چار سو زرہ، چار سو نیزے اور خالد اکیدر کو حضور کی خدمت میں لے گیا اور اس کے ساتھ یحنّہ بن دومۃ ایلہ کا بادشاہ بھی آیا اور وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے۔ یہ اتفاق ہے کہ اس کی طرف بھی خالد کو آپ ﷺ نے بھیجا تھا جیسے اکیدر کے پاس بھیجا تھا۔ لہٰذا وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس اکٹھے ہو گئے تھے۔ (تاریخ ابن کثیر ۵/۱۷)

حضور ﷺ نے ان دونوں کے ساتھ فیصلہ فرمایا، دومۃ الجندل کے فیصلہ جیسا اور تبوک اور ایلہ اور تیما کے مطابق اور ان دونوں کو حضور ﷺ نے تحریر نامہ لکھ کر دیا۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو سعد بن اوس قیسی نے بلال بن یحییٰ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت ابوبکر ﷺ کو بھیجا تھا مہاجرین پر امیر بنا کر دومۃ الجندل کی طرف اور خالد بن ولید کو بھیجا تھا اعراب پر امیر بنا کر اس کے ساتھ۔ اور فرمایا تھا کہ چلے جاؤ بے شک تم لوگ عنقریب اکیدر دومۃ کو پالو گے۔ وہ جنگلی جانوروں کا شکار کر رہا ہوگا۔ تم لوگ اس کو پکڑ لینا۔ سو اس کو میرے پاس بھیج دینا اور اس کو قتل مت کرنا اور اس کے علاقے کا محاصرہ کر لینا۔

وہ لوگ گئے انہوں نے دومۃ الجندل کے سربراہ اکیدر کو اسی حالت میں پالیا جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ اس کو گرفتار کر لیا اور اس کو رسول اللہ ﷺ کے پاس بھیج دیا اور اہل دومۃ کا محاصرہ کر لیا۔ ابوبکر صدیق نے ان سے کہا یہ بتاؤ کیا تم محمد ﷺ کا ذکر انجیل میں پاتے ہو؟ انہوں نے کہا کہ ہم اس کا ذکر انجیل میں نہیں پاتے۔ اس نے کہا کیوں نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے بے شک ان کا ذکر تمہاری انجیل میں لکھا ہوا ہے مثل صورت فرشتے کے اور فرشتہ نہیں ہے۔ دیکھو پس انہوں نے دیکھا اور بولے کہ بے شک شیطان نے قلم کے ساتھ شرک بنایا ہے، ہم نہیں جانتے کہ وہ کیا ہے؟

ابوبکر صدیق سے ایک آدمی نے کہا مہاجرین میں سے کیا یہ لوگ کافر ہو گئے ہیں اے ابوبکر؟ انہوں نے بتایا کہ جی ہاں۔ اور تم بھی عنقریب کافر ہو جاؤ گے۔ جب مسیلمہ کذاب سے لڑائی ہوگی جب وقت آیا۔ تو اسی آدمی نے پوچھا ابوبکر سے کیا یہی وقت جو آپ نے کہا تھا ہم سے دومۃ الجندل والے دن کہ ہم لوگ عنقریب کافر ہو جائیں گے۔ ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ نہیں بلکہ تمہارے بعد والے لوگ (ایسے) ہوں گے۔

باب ۲۰۱

نبی کریم ﷺ کے تبوک کی طرف جانے اور واپس آنے کا سبب

جو مروی ہے اگر اس بارے میں روایت صحیح ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو عبدالحمید بن بہرام نے شہر بن حوشب سے، اس نے عبدالرحمن بن غنم سے یہ کہ یہودی آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک دن اور بولے، اے ابوالقاسم! اگر آپ سچے نبی ہیں تو آپ شام کے ملک چلے جائیں اس لئے کہ شام ارض محشر ہے اور انبیاء کی سرزمین ہے۔

حضور ﷺ نے ان کی بات کو سچا مان لیا۔ لہٰذا آپ نے غزوہ کیا غزوہ تبوک نہیں، ارادہ کر رہے تھے مگر شام کا۔ جب آپ تبوک میں پہنچے تو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کی آیات نازل فرمائیں سورۃ کے ختم ہونے کے بعد۔ آیات یہ تھیں :

وان كادوا ليستفزونك من الارض ليخرجوك منها واذا لا يلبثون خلافك الا قليلا سنة من قد ارسلنا قبلك من رسلنا ولا تجد لسنتنا تحويلا ۔ (سورۂ اسراء : آیت ۷۶۔۷۷)

قریب تھا کہ وہ لوگ آپ کو خوف زدہ کر دیں اس جگہ سے تاکہ وہ آپ کو اس میں سے نکال دیں اور اس وقت نہ ٹھہریں گے آپ کے پیچھے مگر تھوڑا سا۔ یہی دستور اور طریقہ بنا ہوا ہے ان رسولوں کا جو تم سے پہلے تھے جو ہم نے تم سے پہلے بھیجے تھے۔ آپ ہمارے دستور میں تبدیلی نہیں پائیں گے۔

پس اللہ نے ان کو حکم دیا مدینہ کی طرف واپسی کا اور اس میں فرمایا کہ اسی میں ہے تیرا جینا بھی اور مرنا بھی اور اسی سے آپ اُٹھائے جائیں گے قیامت کے دن۔ پھر ارشاد فرمایا :

اقم الصلوٰة لدلوك الشمس الى غسق الليل وقرآن الفجر ان قرآن الفجر كان مشهودا ومن الليل فتهجد به نافلة لك عسى ان يبعثك ربك مقاما محمودا ۔ (سورۂ اسراء : آیت ۷۸۔۷۹)

آپ نماز قائم کیجئے سورج ڈھلنے کے وقت یا رات کے چھا جانے تک اور فجر کے وقت کا قرآن پڑھنا، بے شک فجر کے وقت قرآن پڑھنا فرشتوں کا حاضری کا وقت ہے اور رات کے وقت آپ تہجد پڑھا کریں، آپ کے لئے اضافی عبادت ہے قریب ہے کہ تیرا رب تجھے مقام محمود پر پہنچا دے گا۔

لہٰذا نبی کریم ﷺ واپس آ گئے اور ان کو جبرائیل علیہ السلام نے کہا کہ آپ اپنے رب سے سوال کریں اس لئے کہ ہر نبی کا ایک خاص سوال ہوا کرتا تھا جو قبول ہوتا تھا۔ جبرائیل علیہ السلام خیر خواہ تھے۔ نبی کریم ان کی اطاعت کرتے تھے، پوچھا کہ آپ مجھے کیا حکم دیتے ہیں کہ میں کیا سوال کروں؟ انہوں نے بتایا کہ آپ یوں دعا کیجئے :

ربّ ادخلني مدخل صدق واخرجني مخرج صدق، واجعل لي من لدنك سلطانا نصيرا

(یہ آیات حضور پر تبوک سے واپسی پر نازل ہوئی تھیں) اے میرے رب! مجھے داخل کیجئے سچا داخل کرنا اور مجھے نکالئے سچا نکلنا اور میرے لئے اپنی بارگاہ سے مددکرنے والا برہان وغلبہ مقدر کر دیجئے۔

☆☆☆

باب ۲۰۲

نبی کریم ﷺ کی غزوۂ تبوک سے واپسی اوران کا مسجد ضرار کے انہدام کا حکم دینا

اوراس کے ساتھ منافقین کا بُری تدبیر کرنا راستے میں، اوراللہ تعالیٰ کا نبی کریم ﷺ کی حفاظت کرنا اوران کے مکر سے آگاہ کرنا، اوراس میں جو نبوت کے آثارودلائل ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کوخبردی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ تبوک سے لوٹ کر مدینہ واپس آئے تو راستے میں کچھ لوگوں نے منافقین میں سے جو بظاہر آپ کے ساتھی بنے ہوئے تھے آپس میں یہ بُری تدبیر کی اور ان کے خلاف باہم مشورہ کیا کہ وہ نعوذ باللہ حضور ﷺ کو کسی گھاٹی میں پھینک دیں۔ جب گھاٹی کے پاس پہنچے تو انہوں نے یہ ارادہ کیا وہ حضور کو اپنے ساتھ چلا کر لے جائیں۔

جب وہ رسول اللہ کے اُوپر حاوی ہوگئے تو اللہ نے حضور ﷺ کو ان کی وہ خبر بتادی اور فرمایا جو شخص تم میں سے بطن وادی میں جانا چاہے وہ چلا جائے اور نبی کریم ﷺ نے گھاٹی کا راستہ لے لیا اور دیگر لوگوں نے بطن وادی کا راستہ لے لیا سوائے ان لوگوں کے جنہوں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مکر کیا تھا۔ انہوں نے جب یہ معاملہ سُن لیا تو وہ مستعد ہوگئے ڈھاٹا باندھ لیا اور بہت بُرے خطرناک امر کا ارادہ کرلیا۔

ادھر رسول اللہ ﷺ نے حضرت حذیفہ بن یمان کو حکم دیا اور عمار بن یاسر کو کہ وہ حضور کے ساتھ پیدل چلتے رہیں اور عمار کو حکم دیا کہ وہ حضور ﷺ کی اُونٹنی کی مہار تھامے ہوئے چلے، حذیفہ کو حکم دیا کہ وہ اس کو ہانکتا جائے۔ وہ اسی کیفیت میں چل رہے تھے کہ اچانک انہوں نے اپنے پیچھے سے کچھ لوگوں کا شور سُنا جو ان کے پیچھے چلے آرہے تھے۔

رسول اللہ ﷺ ناراض ہوئے اور حذیفہ سے کہا کہ وہ ان کو واپس لوٹادے۔ حذیفہ نے رسول اللہ کا غصہ دیکھا تو واپس گیا اس کے ہاتھ میں ڈنڈی اور بید تھا اس نے ان لوگوں کی سواریوں کے منہ پر مارنا شروع کیا۔ ان لوگوں نے ڈھاٹے باندھے ہوئے تھے، حضرت اس کو سمجھ نہ سکے بلکہ وہ یہ سمجھے کہ یہ مسافر ایسا کرتے رہتے ہیں۔ پھر اللہ نے ان کے دل میں رعب ڈال دیا جب انہوں نے حذیفہ کو ایسا کرتے ہوئے دیکھا تو وہ سمجھ گئے کہ ان کا مکر اس کے سامنے ظاہر ہوگیا ہے۔ انہوں نے جلدی کی حتیٰ کہ لوگوں میں مل جل گئے اور حذیفہ واپس آکر رسول اللہ سے مل گیا۔ جب مل گیا تو آپ نے فرمایا کہ سواری کو ماریئے اے حذیفہ اور تم چلو پیدل اے عمار اور وہ جلدی چلے، حتیٰ کہ اس کے بالائی حصے میں اُوپر چڑھ گئے اور گھاٹی سے نکل گئے اور لوگوں کا انتظار کرنے لگے۔

نبی کریم ﷺ نے حذیفہ سے کہا کیا تم پہچانتے ہو اے حذیفہ یہ گروہ کون لوگ تھے یا کہا تھا کون سوار تھے یا کسی ایک کو ان میں سے جانتے ہو؟ حذیفہ نے کہا کہ میں فلاں اور فلاں کی سواری کو پہچانتا ہوں اور اس نے کہا کہ اندھیری رات تھی انہوں نے ڈھاٹے باندھ رکھے تھے۔ پھر حضور نے پوچھا کہ سواریوں کی کیا کیفیت تھی اور وہ کیا چاہتے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ نہیں اللہ کی قسم یارسول اللہ۔ فرمایا انہوں نے مکر کیا تھا تاکہ وہ میرے ساتھ چلیں جب گھاٹی میں خوب اندھیرا ہوجائے تو وہ مجھے اس سے نیچے پھینک دیں۔ لوگوں نے کہا کیا آپ ان کے بارے میں حکم نہیں دے سکتے تھے یارسول اللہ جب وہ لوگ آپ کے پاس آجاتے تو ان کو قتل کردیا جاتا؟ فرمایا کہ میں اس بات کو ناپسند کررہا تھا کہ لوگ

باتیں بنائیں گے اور کہیں گے کہ محمد ﷺ نے اپنے اصحاب کو قتل کرنا شروع کر دیا ہے (یوں بدنامی ہوگی)۔ پھر حضور ﷺ نے ان دونوں کو ان کے نام بتائے اور فرمایا کہ تم ان دونوں کو چھپا لینا (ذکر نہ کرنا)۔ (البدایۃ والنہایۃ ۱۹/۵)

(۲) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں جب رسول اللہ ﷺ گھاٹی میں پہنچے تو رسول اللہ کے منادی نے اعلان کیا کہ تم لوگ بطن وادی کو پکڑ لو وہ تمہارے لئے زیادہ کشادہ ہے بے شک رسول اللہ نے ثنیہ کو پکڑا ہوا ہے۔ پھر اس نے منافقین کے مکر کے بارے میں حدیث ذکر کی اس کی مثل جو ہم نے ذکر کی ہے عروہ کی روایت میں آپ کے اس قول تک جب حذیفہ سے کہا تھا کیا تم نے پہچانا تھا کون لوگ تھے؟ اس نے بتایا کہ نہیں نہیں میں ان کی سواریاں پہچانتا ہوں۔ رسول اللہ نے فرمایا تھا بے شک اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے ناموں کی خبر دی ہے اور ان کے باپ کے ناموں کی بھی۔ عنقریب میں تمہیں ان کے بارے میں بتا دوں گا انشاء اللہ صبح کے وقت۔

جب صبح ہوئی تو ان کو جمع کیا اور فرمایا عبداللہ کو بلاؤ، میں گمان کرتا ہوں کہ ابن سعد بن ابوسرح اور اصل میں عبداللہ بن اُبی کو اور سعد بن ابوسرح کو۔ مگر ابن اسحاق نے اس سے قبل ذکر کیا ہے کہ ابن اُبی پیچھے ہٹ گیا تھا غزوہ تبوک میں۔ میں نہیں جانتا کہ یہ کیسے ہے؟

فائدہ : ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ ابن قیم جوزی زادالمعاد میں کہتے ہیں کہ عبداللہ بن ابوسعد بن ابوسرح کا مسلمان ہونا معلوم نہیں ہو سکا ہے۔

ابن اسحاق کی بیان کردہ تفصیل

• کہ حضور نے فرمایا تھا کہ اور بلاؤ ابوحاضر اعرابی کو اور عامر کو اور ابوعامر کو اور جلاس بن سوید بن صامت کو۔ یہ وہی شخص تھا جس نے کہا تھا ہم نہیں پہنچیں گے، حتیٰ کہ ہم آج رات محمد کو پھینک دیں گے گھاٹی میں۔ اور اگر محمد اور اس کے اصحاب ہم سے اچھے ہوتے تو ہم اس وقت بکریاں ہوتے اور وہ ہمیں چرا رہے ہوتے۔ اور ہمیں کوئی عقل نہ ہوتی اور وہ عقل مند ہوتے۔

اور حضور ﷺ نے عبداللہ سے کہا کہ وہ مجمع بن جاریہ کو بلائے اور فلیح تیمی کو، یہ وہ شخص تھا جس نے کعبہ کی خوشبو چرائی تھی اور اسلام سے مرتد ہو گیا تھا۔ پھر اپنی سرزمین پر بھاگ گیا تھا، پھر معلوم نہ ہو سکا کہ وہ کہاں چلا گیا تھا۔ اور حضور ﷺ نے عبداللہ کو حکم دیا کہ حصین بن نمیر کو بلاؤ جس نے صدقہ کی کھجوروں پر ڈاکہ ڈالا تھا اور انہیں چرا لیا تھا حضور ﷺ نے اس سے پوچھا تھا کہ ہلاک ہو جائے تمہیں اس بات پر کس چیز نے ابھارا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ مجھے اس بات نے اُبھارا تھا کہ مجھے یہ گمان تھا کہ اللہ تعالیٰ آپ کو اس پر مطلع نہیں کرے گا۔ بہرحال جب اللہ نے آپ کو اس پر مطلع کر دیا ہے اور آپ اس کو جان گئے ہیں تو میں آج سے شہادت دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں اور میں اس وقت سے قبل ہرگز آپ کے ساتھ ایمان نہیں رکھتا تھا۔ رسول اللہ نے اس کی غلطی کو معاف کیا اور اس سے درگزر کر لیا۔ اس کے اس قول کی وجہ سے جو اس نے شہادت دی تھی۔

اور حضور ﷺ نے حکم دیا تھا کہ طعمہ بن اُبیرق کو بلاؤ اور عبداللہ بن عیینہ کو۔ یہ وہی تھا جس نے اپنے احباب سے کہا تھا کہ آج رات جاؤ سارا سال یا سارا زمانہ سلامتی میں رہو گے۔ اللہ کی قسم تمہارے پاس اس کے سوا کوئی چارہ نہیں کہ اس آدمی (محمد ﷺ کو) قتل کر دو (العیاذ باللہ) حضور ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا کہ ہلاک ہو جائے اگر میں قتل ہو جاتا تو تجھے میرے قتل کا کیا فائدہ ہوتا؟ اس اللہ کے دشمن نے کہا، اے اللہ کے نبی! اللہ کی قسم آپ ہمیشہ خیر میں رہنے والے ہیں جو اللہ نے آپ کو نصرت عطا کی ہوئی ہے آپ کے دشمن پر۔ اور ہم لوگ اللہ کے بھی مجرم رہتے اور آپ کے بھی۔ رسول اللہ نے اس کو چھوڑ دیا۔

اور ابو حذیفہ سے فرمایا کہ مرۃ ابن ربیع کو بلاؤ۔ یہ وہی شخص تھا جس نے عبداللہ بن اُبی کے کندھے پر اپنا ہاتھ مارا تھا اور کہا تھا کہ خوب اتراؤ، ساری نعمتیں ہمارے لئے ہوں گی۔ اس کے بعد ہم صرف ایک اکیلے کو قتل کر دیں گے۔ اس کے قتل سے سارے لوگ مطمئن ہو جائیں گے، پس رسول اللہ ﷺ نے اس کو بلایا اور فرمایا ہلاک ہو جائے، تمہیں کس چیز نے اس بات پر اُکسایا ہے جو تم نے کہی ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ اگر میں نے اس میں سے کوئی بات کہی ہوتی تو آپ جانتے ہوتے اس کو۔ میں نے تو اس میں سے کوئی بات بھی نہیں کہی۔

رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو جمع کیا، یہ بارہ افراد تھے جنہوں نے اللہ سے اور اللہ کے رسول سے جنگ کر رکھی تھی اور حضور ﷺ کے قتل کا ارادہ کر چکے تھے۔ رسول اللہ نے ان کو جمع کر کے ان کے قول کی خبر دی اور ان کی گفتگو کی خبر دی، ان کے ظاہر و باطن کی خبر دی۔ اللہ نے اپنے نبی کو اس بارے میں آگاہی دی تھی۔ بارہ آدمی منافق ہو گئے تھے اللہ سے دشمنی کرتے اور اس کے رسول سے دشمنی کرتے ہوئے مر گئے تھے۔

یہ بات اللہ کے اس فرمان میں موجود ہے :

وَهَمُّوا بِمَا لَمْ يَنَالُوا ۔ (سورۃ توبہ ۔ آیت ۷۴)

کہ انہوں نے اس بات کا قصد کیا تھا جو وہ نہ کر سکے تھے (یعنی اپنا ناجائز اور بھیانک ارادہ پورا نہ کر سکے)۔

(البدایۃ والنہایۃ ۵/۲۰۔ سیرۃ شامیہ ۵/۶۷۰۔۶۷۲)

اور ابو عامر ان کا سردار تھا۔ منافقوں نے اس کے لئے مسجد ضرار بنائی تھی۔ یہ وہ تھا جس کو راہب کہا جاتا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام فاسق رکھا تھا۔ وہ ابو حنظلہ غسیل الملائکہ تھا (یعنی ان کا والد تھا)۔ انہوں نے اس کی طرف نمائندہ بھیجا وہ ان لوگوں کے پاس آیا۔ الغرض اللہ نے اس کو بھی اور سب کو ذلیل و رسوا کیا اور وہ نکڑا جہنم کی آگ میں جا گرا۔

اور مُجَمِّع منافق نے کہا تھا جس وقت انہوں نے مسجد بنائی تھی اس مسجد کو جب ہم بنالیں گے تو ہم اس کو اپنی خفیہ باتوں اور اپنی سرگوشیوں اور خفیہ معاملات کا مرکز بنائیں گے، ہمارے ساتھ اس میں کوئی بھی مزاحمت نہیں کرے گا۔ لہٰذا اس میں جو چاہیں گے تذکرہ کریں گے اور اصحاب محمد ﷺ کے لئے یہ خیال پیدا کریں گے کہ ہم احسان کرنا چاہتے ہیں۔

اور محمد بن اسحاق نے ذکر کیا ہے ان اوراق میں جن کو میں نے کتاب المغازی میں بطور سماع کے نہیں پایا۔ اس نے ذکر کیا ہے ثقہ راویوں سے بنو عمرو بن عوف سے یہ کہ نبی کریم ﷺ تبوک سے آئے تھے حتیٰ کہ ذی اوان میں اُترے تھے اس کے اور مدینہ کے درمیان ایک ساعت کا فاصلہ تھا اور اصحاب مسجد ضرار حضور ﷺ کے پاس آئے تھے اس وقت جب آپ تبوک جانے کی تیاری کر رہے تھے۔ وہ لوگ کہنے لگے ہم لوگوں نے مسجد بنائی ہے بیماروں کے لئے اور ضرورت مندوں کے لئے، بارش کی راتوں کے لئے، گرمی کے لئے۔ ہم چاہتے ہیں کہ آپ تشریف لائیں اور آپ ہمارے لئے اس میں نماز پڑھائیں۔ رسول اللہ نے فرمایا، میں تو اس وقت سفر کے دوش پر سوار ہوں اگر ہم واپس لوٹ آئے تو انشاء اللہ ہم تمہارے پاس آئیں گے۔ تمہارے لئے اس میں نمازیں پڑھائیں گے واپسی پر۔

جب حضور مقام ذی اوان میں پہنچے تو آپ کے پاس آسمان سے خبر آگئی۔ لہٰذا حضور ﷺ نے مالک بن دُخشم کو اور معن بن عدی کو بلایا، وہ عاصم بن عدی کا بھائی تھا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم اس مسجد کی طرف جاؤ جس کے رہنے والے ظالم ہیں اس کو آگ لگا دو اور اس کو گرا دو۔ لہٰذا وہ دونوں جلدی جلدی گئے حتیٰ کہ اس میں داخل ہوئے۔ اس میں وہ لوگ موجود تھے انہوں نے اس کو جلا دیا اور گرا دیا اور وہ لوگ وہاں سے تتر بتر ہو گئے۔ اور اس بارے میں قرآن اُترا جو کچھ اُترنا تھا۔ (سورۃ توبہ : آیت ۱۰۷)

اور ابن اسحاق نے نام ذکر کئے ہیں جنہوں نے اس کو بنایا تھا۔ ابن اسحاق نے ان میں ثعلبہ بن حاطب کا ذکر بھی کیا ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۴۳)

رسول اللہ ﷺ پر منافقین کا حملہ کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو ابوعمرو حرانی نے، ان کو ابوالاصبغ عبدالعزیز بن یحییٰ حرانی نے، ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحاق سے، اس نے اعمش سے، اس نے عمرو بن مُرّہ سے، اس نے ابوالبختری سے، اس نے حذیفہ بن یمان سے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کو اُونٹنی کی مہار تھامے اس کو آگے کھینچ رہا تھا اور عمار پیچھے سے ہانک رہے تھے یا کہا تھا کہ میں ہانک رہا تھا اور عمار آگے چل رہے تھے، حتیٰ کہ جب ہم عقبہ میں پہنچے اچانک ہماری طرف بارہ اُونٹ سوار بڑھ رہے تھے سامنے عقبہ کے اندر۔ رسول اللہ ﷺ ان کے بارے میں آگاہ ہوگئے تھے۔ آپ نے ان کے بارے میں زور سے کلام کیا۔ چنانچہ وہ پیٹھ پھیر کر چلے گئے۔

رسول اللہ ﷺ نے ہم سے فرمایا کیا تم ان لوگوں کو پہچانتے ہو؟ ہم نے عرض کی نہیں یارسول اللہ، یہ لوگ ڈھاٹا باندھے ہوئے تھے لیکن ہم نے سواریوں کو پہچان لیا ہے۔ فرمایا کہ یہ لوگ منافقین ہیں قیامت تک اور کیا جانتے ہو کہ وہ کیا چاہتے ہیں؟ ہم نے کہا کہ نہیں؟ فرمایا کہ وہ چاہتے ہیں کہ رسول اللہ کے ساتھ مزاحمت کریں گھاٹی کے اندر اور اس کو نقصان پہنچائیں۔ ہم نے کہا یارسول اللہ کیا آپ ان کے خاندان کی طرف نمائندہ نہیں بھیجتے، یہاں تک کہ ہر طبقہ اپنے منافق کا سر کاٹ کر آپ کے پاس بھیجے؟ انہوں نے کہا نہیں۔ میں یہ بات ناپسند کرتا ہوں کہ عرب باتیں بنائیں اس بارے میں یہ کہ محمد نے اپنے ہی لوگوں کے ساتھ لڑنا شروع کر دیا ہے۔ جب اللہ ان کے ذریعے اس کو غلبہ دے دیا تو اس نے انہیں قتل کرنا شروع کر دیا۔ پھر فرمایا، اے اللہ! ان کو ہلاک کر دے دُبَیْلَہ پیٹ کے پھوڑے کے ساتھ۔ ہم نے کہا یارسول اللہ دُبَیْلَہ کیا ہوتا ہے؟ آپ نے کہا ایک آگ ہے جو واقع ہوتی ہے کسی کے دل کی رگ پر جس سے وہ ہلاک ہو جاتا ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوجعفر رزاز نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن محمد رودباری نے، ان کو خبر دی ابوالعباس عبداللہ بن عبدالرحمٰن بن حماد عسکری نے بغداد میں، ان دونوں نے کہا کہ ان کو احمد بن ولید فحام نے، ان کو خبر دی شاذان نے شعبہ سے، اس نے قتادہ سے، اس نے ابونضرہ سے، اس نے قیس بن عبادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عمار سے کہا کیا تم دیکھ رہے ہو اپنے اس عمل کو اس میں جو معاملہ ہے علی کا۔ کیا یہ کوئی رائے ہے محض جو تم لوگوں نے رائے قائم کر لی ہے یا کوئی بات ہے جس کا عہد کیا تھا تمہاری طرف رسول اللہ ﷺ نے۔ اس نے کہا کہ ہماری طرف رسول اللہ نے کوئی عہد نہیں کیا تھا کسی چیز کا جو سب لوگوں سے عہد نہ کیا ہو بلکہ حذیفہ بن یمان نے مجھے خبر دی تھی نبی کریم ﷺ سے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ میرے اصحاب میں بارہ آدمی منافق ہیں۔ ان میں سے آٹھ جنت میں داخل نہیں ہوں گے، یہاں تک کہ اُونٹ سوئی کے ناکہ میں چلا جائے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے، اس نے اسود بن عامر سے، اس نے شاذان سے۔

(مسلم۔ کتاب صفات المنافقین واحکامہم۔ حدیث ۹ ص ۲۱۴۳/۴)

منافق کی جنت سے محرومی .... (۵) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن بشار نے، ان کو محمد بن جعفر نے، ان کو شعبہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا تھا قتادہ سے وہ حدیث بیان کر رہے تھے ابونضرۃ سے وہ قیس بن عباد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم نے کہا تھا عمار بن یاسر سے کیا خیال کرتے ہو تم لوگ تمہارے اس قتال کے بارے میں کہ یہ کوئی رائے ہے جو تم لوگوں نے رائے بنالی ہے اپنی۔ تو بے شک رائے تو ایسی چیز ہوتی ہے جو کبھی غلط ہوتی ہے اور کبھی صحیح ہوتی ہے، یا پھر عہد وعدہ ہے جو رسول اللہ ﷺ نے تم سے عہد لے رکھا ہے کسی چیز کا جو دیگر لوگوں سے نہیں لیا تھا۔ شعبہ کہتے ہیں میں خیال کرتا ہوں کہ مجھے حدیث بیان کی حذیفہ نے یہ کہ بے شک میری اُمت میں بارہ منافق ہیں وہ جنت میں داخل نہیں ہوں گے اور نہ ہی وہ جنت کی خوشبو پائیں گے، حتیٰ کہ اُونٹ سوئی کے سوراخ میں داخل ہو جائے۔ آٹھ ان میں سے وہ ہیں جن کو دبیلہ کافی ہے جو آگ کا شعلہ ہے جو ان کے کندھوں کے درمیان ظاہر ہوگا حتیٰ کہ ان کے سینوں میں سے پہنچے گا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن بشار سے۔ اور ہم نے حذیفہ سے روایت کی ہے کہ وہ چودہ یا پندرہ آدمی ہوں گے اور میں اللہ کے ساتھ شہادت دیتا ہوں کہ ان میں سے بارہ افراد جنگ ہیں اللہ کے لئے اور اس کے رسول کے لئے حیات دنیا میں اور اس دن جس دن گواہ قائم ہوں گے۔ اور تین کا عذر قبول کر لیا تھا۔ انہوں نے کہا تھا کہ ہم نے اعلان نہیں سُنا تھا اور نہ ہی ہم جان سکے تھے کہ لوگ کیا کرنا چاہ رہے ہیں۔

مسجدِ ضرار کے متعلق حضور ﷺ کو اطلاع .... (۶) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق نے، ان کو ابوالحسن طرائفی نے، ان کو عثمان بن سعید نے عبداللہ بن صالح سے، اس نے معاویہ بن صالح سے، اس نے علی بن ابوطلحہ سے، اس نے ابن عباس سے، اس قول کے بارے میں :

والذین اتخذو مسجدًا ضرارًا

وہ لوگ جنہوں نے مسجد ضرار بنائی تھی (وہ لوگ انصار میں سے کچھ لوگ تھے انہوں نے مسجد بنائی تھی)

ابو عامر نے ان سے کہا تھا کہ تم اپنی مسجد بناؤ اور تم سے جس قدر ہو سکے قوت اور طاقت اور اسلحہ تیار کرو۔ میں جا رہا ہوں قیصر شاہ روم کے پاس۔ میں روم سے لشکر لے کر آؤں گا اور محمد کو اس کے اصحاب کو یہاں سے نکلوا دوں گا۔ لہٰذا جب وہ مسجد بنا کر فارغ ہوئے تو وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آئے اور کہا کہ ہم تعمیر مسجد سے فارغ ہو گئے ہیں اور ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس میں نماز پڑھائیں اور برکت کی دعا کریں۔

اللہ نے یہ حکم نازل کر دیا :

لا تقم فیه ابدا لمسجد اسس علی التقویٰ من اول یوم ـ احق ان تقوم فیه ، فیه رجال یحبون ان یتطهروا
سے اس قول تک شفا جرف هار فانهار به فی نار جهنم ـ واللّٰه لا یهدی القوم الظالمین ـ لا یزال بنیانهم
الذی بنوا ریبة فی قلوبهم ـ الا ان تقطع قلوبهم ـ (سورہ توبہ : آیت ۱۰۷-۱۱۰)

کہ آپ اس مسجد ضرار میں کبھی نماز کے لئے کھڑے نہیں ہونا۔ ہاں البتہ وہی مسجد پہلے دن سے جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی ہے یعنی مسجد قبا، وہ زیادہ حق دار ہے کہ آپ اس میں عبادت کے لئے کھڑے ہوں۔ اس میں ایسے لوگ ہیں جو خوب طہارت وصفائی چاہتے ہیں (یہ سلسلہ کلام چلا گیا یہاں تک)۔ اور وہ جو جہنم کے کنارے پر تھی گرنے والی وہ تو گر گئی جہنم میں یعنی اس کی بنیادیں۔ اللہ تعالیٰ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔ ان کی بنیاد جو انہوں نے بنیاد رکھی تھی شک پر ان کے دلوں میں۔ مگر یہ کہ کاٹ دیئے جائیں ان کے دل (مراد موت ہے)۔

اسی طرح فرمایا کہ بے شک وہ مسجد جو تقویٰ کی بنیاد پر بنائی گئی وہ مسجد قبا ہے اور اس پر دلالت کرنا جو روایت کی گئی ہے اس قول کے بارے میں :

فیه رجال یریدون ان یتطهروا واللّٰه یحب المتطهرین ـ

اساسِ مسجد تقویٰ پر ہونی چاہئے .... (۷) تحقیق ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالفضل بن ابراہیم نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن بشار نے، ان کو یحییٰ بن سعید نے، ان کو حمید بن حراط نے، ان کو ابوسلمہ بن عبدالرحمٰن نے، وہ کہتے ہیں میرے پاس سے عبدالرحمٰن بن ابوسعید خدری گزرے۔ میں نے کہا آپ نے اپنے والد سے کیسے سُنا تھا؟ وہ کیا کہتے تھے اس مسجد کے بارے میں تقویٰ پر جس کی بنیاد رکھی گئی تھی؟ انہوں نے کہا کہ میرے والد نے کہا تھا کہ میں رسول اللہ کے پاس آیا اور ان کے پاس داخل ہوا ان کی بعض عورتوں کے گھر۔ میں نے کہا یا رسول اللہ دونوں مسجدوں میں سے کونسی مسجد ہے وہ جس کی تقویٰ پر بنیاد رکھی گئی تھی؟

کہتے ہیں کہ انہوں نے کنکریوں کی مٹھی بھری اور اس کو زمین پر مارا اور فرمایا کہ وہ تمہاری یہی مسجد ہے (مسجد نبوی)۔ کہتے ہیں کہ میں نے کہا میں نے تمہارے والد سے سنا تھا وہ اسی کو ذکر کرتے تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن حاتم سے، اس نے یحییٰ سے اور اس نے نقل کیا ہے اس کو حدیث حاتم بن اسماعیل سے، اس نے حمید سے، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوسعید سے۔ (مسلم۔ کتاب مناسک الحج۔ حدیث ۵۱۴ ص ۱۰۱۵/۲۔ ترمذی۔ کتاب التفسیر)

انہوں نے کہا کہ یہی یعنی مدینے کی مسجد اور تحقیق اس کے بارے میں روایت گزری ہے۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابواحمد حمزہ بن محمد بن عباس نے، ان کو ابراہیم بن عبدالرحیم بن دنوقاء نے، ان کو زکریا بن عدی نے، ان کو حاتم نے حمید بن صخر سے، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوسعید خدری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا تھا اس مسجد کے بارے میں جو تقویٰ پر بنائی گئی۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ یہی میری مسجد ہے۔

اس کو روایت کیا ہے اسامہ بن زید نے۔ عبدالرحمن بن ابوسعید خدری سے، اس نے اپنے والد سے، انہوں نے کہا ہے وہ مسجد جس کی بنیاد تقویٰ پر رکھی گئی وہ رسول اللہ ﷺ کی مسجد ہے۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے، ان کو موسیٰ بن اسحاق انصاری نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو وکیع نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ہے اسامہ بن زید نے اس نے اسی مذکورہ حدیث کو ذکر کیا ہے۔

(مسلم۔ کتاب الحج ص ۱۰۱۵/۲)

باب ۲۰۳

رسول اللہ ﷺ کا لوگوں سے ملاقات کرنا جب آپ غزوہ تبوک سے آئے تھے

آپ نے عذر کے ساتھ پیچھے رہ جانے والے اعراب کے بارے میں جو کچھ فرمایا اور بغیر عذر پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں جو کچھ فرمایا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن شیبان رملی نے، ان کو سفیان نے زہری سے، اس نے سائب بن یزید سے، اس نے کہا مجھے یاد ہے کہ جب نبی کریم ﷺ نے غزوہ تبوک کیا تھا ہم لوگ ان کو ملنے کے لئے بچوں کے ساتھ ثنیۃ الوداع کی طرف نکلے تھے۔ (ابوداؤد۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۲۷۷۹ ص ۹۰/۳)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعلی حسین بن روزباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داستہ نے، ان کو ابوداؤد نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابن السرح نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سفیان نے زہری سے، اس نے سائب بن یزید سے، وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ مدینے میں آئے تھے غزوہ تبوک سے تو لوگ ان سے جا کر ملے تھے۔ میں بھی اپنے بچوں سمیت ان کو جا کر ثنیۃ الوداع پر ملا تھا۔

بخاری نے اس کو نقل کیا صحیح میں حدیث سفیان سے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۳۰۸۳۔ فتح الباری ۱۹۱/۶)

(۳) ہمیں خبر دی ابونصر بن قتادہ نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن مطر نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابوخلیفہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابن عائشہ سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ جب مدینے میں آئے تھے تو عورتوں اور بچوں اور لڑکیوں نے یوں کہا تھا :

طلع البدر علینا		من ثنیات الوداع
وجب الشکر علینا		ما دعا للہ داع

میں نے کہا کہ یہ بات تو ہمارے علماء ذکر کرتے ہیں حضور ﷺ کے مکہ سے مدینہ ہجرت کے وقت۔ اور ہم نے بھی اسی کو ذکر کیا ہے اسی مقام پر۔ اس موقع پر نہیں جب وہ ثنیۃ الوداع پر تبوک سے آئے تھے۔ واللہ اعلم

اور ہم نے اس کو یہاں پر بھی ذکر کیا ہے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۳۳/۵۔ سیرۃ شامیہ ۶۷۳/۵)

جبل اُحد سے حضور ﷺ کی محبت .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو خالد بن مخلد نے، ان کو سلیمان بن بلال نے، ان کو عمرو بن یحیٰی مازنی نے عباس بن سہل ساعدی سے، انہوں نے ابوحمید ساعدی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ کے ساتھ آئے تھے تبوک سے حتیٰ کہ جب مدینے پر ہماری نظر پڑی تو حضور ﷺ نے فرمایا یہ طابہ ہے اور یہ اُحد ہے، یہ ایسا پہاڑ ہے جو ہمیں پیارا ہے اور ہم اس کو پیارے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں خالد بن مخلد سے۔ (فتح الباری ۱۲۵/۸۔ حدیث ۴۴۲۲)

(۵) ہمیں خبر دی ابومحمد بن یوسف اصفہانی نے، وہ کہتے ہیں ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو محمد بن عبدالملک دقیقی نے، ان کو یزید بن ہارون نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوطاہر محمد بن حسن محمد آبادی نے، ان کو خبر دی ابراہیم بن عبداللہ سعدی نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو خبر دی حمید طویل نے انس بن مالک سے یہ کہ جب رسول اللہ ﷺ غزوہ تبوک سے واپس لوٹے تھے، جب آپ مدینہ کے قریب پہنچے تو فرمایا کہ مدینے میں کچھ لوگ ہیں تم لوگ جو بھی سفر کرتے ہو اور جو بھی وادی طے کرتے ہو مگر وہ (اجر کے لحاظ سے) تمہارے ساتھ ساتھ ہوتے ہیں۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ حالانکہ وہ تو مدینے میں ہیں؟ فرمایا ہاں، وہ مدینے میں ہیں مگر ان کو مجبوری اور عذر نے روک رکھا ہے۔

یہ الفاظ ہیں حدیث سعدی کے۔ اس کو بخاری نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابن مبارک سے اور ان کے ماسوا نے حمید سے۔

(بخاری۔ کتاب الجہاد۔ فتح الباری ۴۶/۶۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۲۳۔ فتح الباری ۱۲۶/۸۔ ابوداؤد۔ حدیث ۲۵۰۸۔ مسند احمد ۱۰۳/۳۔ ۱۰۶۔ ۱۸۲۔ ۳۰۰۔ ابن ماجہ۔ حدیث ۲۷۶۴ ص ۹۲۳/۲)

حضرت عباس ؓ کا حضور ﷺ کی مدح میں اشعار گوئی .... (۶) ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے، بطور املاء کے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالبختری نے عبداللہ بن محمد شاکر نے، ان کو زکریا بن یحیٰی خزاز نے، ان کو میرے والد کے چچا ابوذخر بن حصن نے اپنے دادا حمید بن منیب سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا اپنے دادا خریم بن اوس بن حارثہ بن لام سے، وہ کہتے ہیں کہ میں گرمی میں دوپہر کے وقت رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا تھا تبوک سے ان کی واپسی پر، میں اسلام لے آیا تھا۔ میں نے سُنا تھا عباس بن مطلب رضوان اللہ علیہ سے، کہہ رہے تھے یا رسول اللہ ﷺ میں چاہتا ہوں کہ میں آپ کی مدح کروں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہیے، اللہ تعالیٰ آپ کے منہ کی حفاظت کرے۔ چنانچہ عباس نے شعر کہے :

من قبلہا طبت فی الظلال وفی		مستودع حیث یخصف الورق
ثم ھبطت البلاد لا بشر		انت ولا مضغۃ ولا علق

بـل نـطـفـه تـركـب الـسـفـين وقـد الـجـم نسـرا واهـلـه الـغـرق
تـنـقـل مـن صـالـب الـى رحـم اذا مـضـى عـالـم بـدا طبـق
حتـى احتـوى بيتك الـمهيمـن مـن خـنـدف عـلـيـاء تـحتهـا الـنـطـق
وانـت لـمـا ملـدن اشـرقـت الار ض وضـاءت بـنـورك الافـق

فنحن من ذلك النور فى الضياء وسبل الرشاد نخترق
(البدایۃ والنہایۃ ۵/۲۷۔۲۸۔شرح المواہب ۳/۸۴)

حضور ﷺ کا ایک عورت کے متعلق خبر دینا .... (۷)اس روایت میں ہے جس کی ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اس کو اجازت دی تھی ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن موصل نے، ان کو جعفر بن محمد سوار نے، ان کو حسن بن محمد بن صباح نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالسکین زکریا بن یحییٰ نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اپنی اسناد کے ساتھ مگر یہ کہا ہے مجھے حدیث بیان کی ہے ابن اوس نے، وہ کہتے ہیں میں نے ہجرت کی پھر اس نے اس کو ذکر کیا اسی کی مثل اور یہ اضافہ کیا کہ پھر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا یہ ہے مقام حیرۃ بیضاء تحقیق میرے لئے اُٹھا کر لایا گیا ہے (اور اس میں) یہ ہے شیما بنت نفیلہ ازدیہ (سفید خچر پر سوار ہے) کالا دوپٹہ اپنی کمر میں باندھے ہوئے ہے۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اگر ہم حیرہ میں داخل ہوئے اور میں نے اس کو پالیا جیسے آپ بیان فرما رہے ہیں تو کیا وہ میرے لئے ہوگی؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ تیرے لئے ہے۔

اہل رِدّت کا معاملہ

کہتے ہیں پھر ردت (مرتد ہونا) سامنے آئی، کوئی مرتد نہ ہو بنوطی میں سے اور ہم لوگ قتال کرتے تھے ان سے جو ہمارے متصل تھے اسلام پر عرب سے۔ ہم لوگ بنوقیس سے قتال کرتے تھے، اس میں عیینہ بن حصن تھا، اور ہم بنواسد سے قتال کرتے تھے ان میں طلیحہ بن خویلد تھا اور حضرت خالد بن ولید ہماری مدح کرتا تھا۔ بعض وہ قول جو ہمارے بارے میں کہا گیا یہ تھا :

جـزا الله عـنـا طيـئـا فـى ديـارهـا بـمـعـتـرك الابـطـال خيـر جـزاء
هـم اهـل رآيـات الـسمـاحة والندى اذا مـا الـصبـا الـوت بـكـل خبـاء
هـم ضـربـوا قيـسـا عـلى الدين بعدما اجـابـوا مـنـادى ظـلـمة وعـمـاء

اللہ تعالیٰ بنوطی والوں کو بہترین جزا دے اپنے دیار میں، انہوں نے میدان کارزار میں بہادری کے جوہر دکھائے ہیں۔ وہ سخاوت سماحت کے پرچم رکھنے والے ہیں۔ جب باد صبا رخ کرے ہر مخفی انداز سے۔ انہوں نے بنوقیس کو مارا دین کی بنا پر، اس کے بعد کہ انہوں نے اجابت کی منادی تاریکی اور ضلالت کی۔

اس کے بعد خالد بن ولید مسیلمہ کذاب کی طرف بڑھے، ہم لوگ بھی ان کے ساتھ تھے۔ جب ہم مسیلمہ کے معاملے سے فارغ ہوئے تو ہم بصرہ کے ایک زاویہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ ہم لوگ ان سے جا ٹکرائے مقام کاظمہ پر بڑی جماعت میں جو ہماری جمعیت سے بہت بڑی تھی۔ جبکہ ہرمز سے بڑھ کر اسلام کا اور عربوں کا کوئی ایک دشمن نہیں تھا۔ خالد بن ولید اس کی طرف نکلا اور اس کو مقابلے کے لئے للکارا اور وہ مقابلہ پر آ گیا اور خالد بن ولید نے اس کو قتل کر دیا اور اس کی خبر صدیق کے پاس بھیجی اور ساتھ اس کے جسم سے چھینا ہوا سامان بھی۔ ہرمز کی صرف ٹوپی ایک لاکھ درہم کی تھی اور گھوڑا جب ایک آدمی نے دیکھا تو ایک لاکھ درہم قیمت لگی۔

اس کے بعد ہم لوگ الطف کے راستے پر حیرہ کی طرف متوجہ ہوئے۔ بس پہلا انسان جو ہمیں ملا وہ شیما بنت نفیلہ تھی، جیسے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا، سیاہ خچر پر سوار، کالا دوپٹہ کمر میں باندھے ہوئے۔ میں اس سے وابستہ ہو گیا اور میں نے کہا یہ تو رسول اللہ ﷺ نے مجھے ہبہ کر دی تھی۔ خالد بن ولید نے اس پر مجھ سے گواہ طلب کئے، میں نے پیش کر دیئے وہ گواہ محمد بن مسلمہ اور محمد بن بشیر انصاری تھے تو حضرت خالد نے اسے میرے حوالے کر دیا پھر ہمارے اس شیما کا بھائی عبدالمسیح، وہ صلح چاہتا تھا۔ اس نے کہا کہ تم اس کو میرے ہاتھ فروخت کر دو۔ میں نے کہا کہ میں اللہ کی قسم اس کو ہزار درہم سے کم نہیں کروں گا۔ اس نے مجھے ہزار درہم دیئے اور میں نے وہ اس کے حوالے کر دی۔ کہا گیا کہ اگر تم کہتے ایک لاکھ درہم تو میں تمہیں دے دیتا۔ میں نے کہا میں تو ہزار سے زیادہ عدد اور گنتی جانتا نہیں تھا۔ (تاریخ ابن کثیر ۵/ ۲۸)

ابولبابہ اور اس کے احباب کی بات یعنی ان کا واقعہ

(۱) ہمیں خبر دی ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان کو ابومحمد احمد بن عبداللہ مزنی نے، ان کو خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابوالیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی شعیب نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی سعید بن مسیب نے، یہ کہ بنوقریظہ حلیف تھے ابولبابہ کے۔ وہ اس کے پاس گئے وہ ان کو رسول اللہ ﷺ کے حکم کی طرف بلا رہا تھا۔ انہوں نے کہا اے ابولبابہ آپ ہمیں کیا کہتے ہیں کہ ہم (قلعہ سے) نیچے اتر آئیں؟ اس نے اشارہ ہاتھ کے ساتھ اپنے حلق کی طرف کیا کہ (اُترنے کا انجام) ذبح ہوگا۔ حضور ﷺ کو اس بات کی خبر دے دی گئی۔ اس نے کہا کہ میری آنکھوں نے نہیں دیکھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم کیا سمجھتے ہو کہ اللہ تعالیٰ تیرے ہاتھ سے غافل ہے جب تو ہاتھ سے اپنے حلق کی طرف ان کو اشارہ کر رہا تھا۔ وہ ایک وقت تک ٹھہرا رہا اس طرح کہ رسول اللہ ﷺ اس پر ناراض تھے۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے غزوۂ تبوک لڑا تو یہ غزوہ انتہائی سخت مشکل تھا۔ اس سے بھی ابولبابہ پیچھے رہ گیا تھا جب رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس لوٹے تو ابولبابہ حضور ﷺ کے پاس آیا، اس نے سلام کیا حضور ﷺ کو۔ حضور ﷺ نے اس سے منہ پھیر لیا جس سے ابولبابہ گھبرا گیا۔ لہٰذا اس نے اپنے آپ کو مسجد کے ستون توبہ کے ساتھ باندھ دیا جو سیدہ اُم سلمہ (زوجۂ رسول اللہ ﷺ) کے دروازے کے قریب تھا۔ سات دن رات سخت گرمی کے اندر اس نے کچھ کھایا نہ پیا ایک قطرہ بھی۔ اور کہا کہ ہمیشہ میرا یہی ٹھکانہ رہے حتیٰ کہ میں دنیا چھوڑ جاؤں گا یا اللہ میری توبہ قبول کر لے۔

وہ ہمیشہ اسی طرح رہا حتیٰ کہ آواز بھی نہیں سن سکتا تھا سختی کی وجہ سے اور رسول اللہ ﷺ صبح و شام اس کی طرف دیکھتے تھے پھر اللہ نے اس کی توبہ قبول کر لی۔ لہٰذا اعلان کیا گیا کہ اللہ نے تیری توبہ قبول کر لی۔ حضور ﷺ نے بندہ بھیجا کہ وہ اس کی رسیاں کھول دے مگر ابولبابہ اس بات سے انکار کر دیا کہ کوئی اس کو کھولے سوائے رسول اللہ ﷺ کے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ خود تشریف لائے اور خود اس کے ہاتھ کھول دیئے۔

ابولبابہ جب ہوش میں آیا تو بولا میں نے اپنی قوم کی جگہ چھوڑ دی ہے جس سرزمین پر میں نے گناہ کا ارتکاب کیا تھا اور میں آپ کی طرف منتقل ہو گیا ہوں۔ اب میں آپ کے پاس رہوں گا اور میں نے اپنے مال کو اللہ کی راہ میں صدقہ کر دیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ تہائی مال تیری طرف سے کافی رہے گا۔ چنانچہ ابولبابہ نے اپنی سرزمین اور وطن چھوڑ دیا اور رسول اللہ ﷺ کے پاس سکونت کر لی۔ اور ایک تہائی مال صدقہ کر دیا۔ اس کے بعد ایسی توبہ کر لی کہ اس کے بعد اسلام کے اندر نہ دیکھی اس سے بس خیر ہی خیر۔ حتیٰ کہ دنیا سے چلا گیا۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین نے، کہا آدم نے ان کو ورقاء نے ابن ابونجیح سے، اس نے مجاہد سے اس قول کے بارے میں اعترفوا بذنوبھم۔ فرمایا کہ اس سے مراد ابولبابہ ہے جب اس نے کہا تھا بنو قریظہ سے جو کچھ کہا تھا اور ان کو حلق کی طرف اشارہ کیا تھا کہ محمد تمہیں ذبح کر دیں گے اگر تم اس کے حکم پر اُتر گئے تو۔

محمد بن اسحاق بن یسار نے گمان کیا ہے اس کا باندھ دینا اسی وقت ہوا تھا۔ جب کہ ہم نے ابن عباس سے روایت کیا ہے جو دلالت کرتی ہے اس کے بعد مسجد کے ستون کے ساتھ باندھنے پر بوجہ اس کے تخلف کے غزوۂ تبوک سے جیسے کہا ہے ابن مسیب نے۔ وہ کہتے ہیں کہ اسی بارے میں آیت بھی نازل ہوئی تھی۔

جہاد سے پیچھے رہ جانے والوں کی توبہ .... (۳) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحٰق مزکی نے، ان کو خبر دی ابوالحسن طرائفی نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو عبداللہ بن صالح نے، ان کو معاویہ بن صالح نے علی بن ابوطلحہ سے، اس نے ابن عباس سے اللہ کے اس قول کے بارے میں:

واخرون اعترفوا بذنوبھم خلطوا عملا صالحا۔ (سورۃ توبہ: آیت ۱۰۲)

دوسرے وہ بھی ہیں جنہوں نے اپنے گناہ کا اقرار کرلیا ہے جنہوں نے اچھے اور برے دونوں طرح کے اعمال کئے ہیں۔

(ابن عباس ﷺ نے) فرمایا کہ وہ دس افراد تھے جو غزوۂ تبوک میں نبی کریم ﷺ کے ساتھ نہیں گئے تھے بلکہ پیچھے رہ گئے تھے۔ جب نبی کریم ﷺ واپس تشریف لائے تو ان دس میں سے سات افراد نے اپنے کو مسجد کے ستونوں سے باندھ لیا ایسی جگہ پر کہ نبی کریم ﷺ کا راستہ وہی تھا جب آپ مسجد سے واپس جاتے تھے۔ جب حضور ﷺ نے ان کو دیکھا تو پوچھا کہ یہ کون ہیں جنہوں نے خود کو مسجد کے ستونوں کے ساتھ باندھ رکھا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہ ابولبابہ ہے اور اس کے ساتھی ہیں، یہ آپ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ یہاں تک کہ حضور ﷺ ان کو چھوڑ دیں اور ان کا عذر مان لیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں کہ میں ان کو نہیں چھوڑوں گا اور نہ ہی ان کا عذر مانوں گا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ ہی ان کو کھولے گا۔ انہوں نے مجھ سے نفرت کی تھی اور مسلمانوں کے ساتھ مل کر جہاد کرنے سے تخلف کیا تھا۔ ان کو جب یہ بات پہنچی تو انہوں نے کہا ہم بھی اپنے آپ کو نہیں کھولیں گے بلکہ اللہ تعالیٰ ہی ہمیں کھولے گا۔ پھر اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی:

واٰخرون اعترفوا بذنوبھم خلطوا عملا صالحاً واٰخر سیئًا عسی اللّٰہ ان یتوب علیھم

دوسرے وہ لوگ بھی ہیں جنہوں نے اپنی غلطیوں کا اقرار کرلیا ہے جنہوں نے ملے جلے اعمال کئے ہیں نیک بھی تو برے بھی۔ قریب ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کی توبہ قبول کرلے۔

(لفظ عَسٰی استعمال کیا) اور عَسٰی اللہ کی طرف سے واجب ہوتا ہے۔ بے شک توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔ جب یہ آیت نازل ہوئی تو نبی کریم ﷺ نے ان کے پاس نمائندہ بھیجا اور ان کو چھوڑ دیا اور ان کا عذر مان لیا۔ لہٰذا وہ اپنے مال لے کر حضور ﷺ کے پاس آ گئے۔ بولے یا رسول اللہ ﷺ یہ ہمارے مال ہیں ان کو ہماری طرف سے صدقہ کر دیں اور ہمارے لئے استغفار کریں۔ حضور ﷺ نے فرمایا مجھے حکم نہیں ملا ہے تمہارا مال لینے کا۔ لہٰذا اللہ نے آیت نازل کی:

خذ من اموالھم صدقۃً تطھرھم و تزکیھم بھا و صل علیھم

آپ ان کے مال لے لیجئے بطور صدقہ کے۔ ان کو پاک کیجئے اور ان کا تزکیہ کیجئے۔ اس کے ساتھ ان کے لئے استغفار کیجئے۔

ان صلوٰتک سَکَنٌ لھُم۔ (سورۃ توبہ: آیت ۱۰۳)

بے شک آپ کا ان کے لئے استغفار کرنا ان کے لئے تسکین کا باعث ہوگا۔

مراد ہے کہ ان سے صدقہ لے لیجئے اور ان کے لئے استغفار بھی کیجئے۔ اور دس میں سے باقی تین وہ تھے جنہوں نے اپنے آپ کو ستونوں سے باندھ لیا تھا اور وہ پیچھے ہو گئے تھے۔ نہیں جانتے تھے کہ آیا ان کو عذاب دیا جائے گا یا ان کی توبہ قبول کی جائے گی۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی :

لقد تاب اللّٰہ علی النبی والمھاجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعة العسرة

البتہ تحقیق اللہ نے رجوع فرمالیا ہے نبی پر اور مہاجرین و انصار پر جنہوں نے نبی کی اتباع کی ہے۔ جو انتہائی تنگی کی ساعت میں حضور ﷺ کے پیچھے پیچھے چلے ہیں۔ (تا آخر آیت)

وعلی الثلاثة الذین خُلّفوا

(اور اللہ نے توبہ قبول کر لی ہے) ان تینوں کی جو پیچھے کر دیئے گئے تھے۔

یہاں تک کہ آیت اُتری :

ثم تاب علیھم لیتوبوا ان اللّٰہ ھو التواب الرحیم ۔ (سورۃ توبہ : آیت ۱۱۷۔۱۱۸)

پھر ان پر اللہ نے رجوع فرمایا ہے تاکہ وہ توبہ کریں بے شک اللہ توبہ قبول کرنے والا مہربان ہے۔

(مراد ہے کہ وہ پکے ہو گئے ہیں)۔

اور اسی روایت کے مفہوم میں اس کو روایت کیا ہے عطیہ بن سعد نے ابن عباس رضی اللہ عنہ سے۔

حضرت کعب بن مالک رضی اللہ عنہ اور اس کے ساتھیوں کا واقعہ

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو عبید بن شریک نے (ح)۔ اور ہمیں حدیث بیان کی ابوعبداللہ محمد بن عبداللہ حافظ نے لفظاً اور سیاق حدیث اس کا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوبکر بن اسحٰق نے، ان کو خبر دی عبید بن عبدالواحد یعنی ابن شریک نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے ان کو لیث نے عقیل سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک رضی اللہ عنہ سے۔ یہ کہ عبداللہ بن کعب جو کعب کو لئے لئے پھرتے تھے ان کے بیٹوں میں سے، جب وہ نابینا ہو گئے تھے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے کعب بن مالک سے سنا تھا وہ اپنی بات بیان کرتے تھے جب وہ رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے غزوۂ تبوک میں۔ کعب بن مالک رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں :

کہ میں کسی غزوے میں جو حضور ﷺ نے لڑا ہو، پیچھے نہیں رہا تھا سوائے غزوۂ تبوک کے۔ ہاں غزوۂ بدر میں بھی میں پیچھے رہ گیا تھا لیکن اس میں اللہ تعالیٰ نے کسی پیچھے رہنے والے کو سرزنش نہیں فرمائی تھی جو اس سے پیچھے رہ گیا تھا۔ بدر میں حضور ﷺ نکلے تھے قریش کے قافلہ پر اٹیک کرنے کا ارادہ کر کے۔ حتیٰ کہ اللہ نے ان کے اور ان کے دشمن کے درمیان جمع کر دیا تھا بغیر چیلنج کے اور بغیر وقت مقرر کے۔ اور البتہ تحقیق میں رسول اللہ ﷺ کے ساتھ حاضر ہوا تھا عقبہ والی رات۔ (ہمیں اس کی اتنی خوشی تھی کہ) میں اس کے بدلے میں بدر کی حاضری کو ترجیح نہیں دیتا اگرچہ بدر لوگوں میں اس سے زیادہ مشہور تھی۔ میری خبر یہ تھی جب میں رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گیا تھا غزوۂ تبوک میں۔ حقیقت یہ تھی میں واقعتاً اس وقت آسودہ حال بھی تھا اور قوی صحت مند تھا جب میں پیچھے رہ گیا تھا۔ اس سے پہلے میرے پاس اللہ کی قسم کبھی دو سواریاں جمع نہیں ہوئی تھیں مگر اسی غزوے میں میں نے دو دو سواریاں جمع کی ہوئی تھیں۔

حضور ﷺ جس غزوے میں بھی جاتے تھے صاف صاف نہیں بتاتے تھے بلکہ توریہ کرتے تھے اپنے دشمن کو شک میں ڈالتے کہیں اور جانے کا اظہار کرتے تھے۔ مگر اس غزوے میں آپ ﷺ نے ایسا نہیں کیا تھا بلکہ صاف صاف بتا دیا تھا کہ لوگ خوب تیاری کر لیں کیونکہ سخت گرمی کا

موسم تھا۔ آپ دور دراز کے سفر پر متوجہ تھے۔ دور دراز کی لڑائی پر جا رہے تھے دشمن کثیر تعداد میں تھا۔ لہٰذا مسلمانوں کے لئے ان کا معاملہ واضح کر دیا تھا تا کہ وہ اپنے جہاد کے لئے خوب تیاری کر لیں۔ اور اپنے رخ کے بارے میں بھی واضح بتا دیا تھا جس کی طرف جانا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مسلمان بھی کثیر تعداد میں تھے کوئی محفوظ کرنے والا رجسٹر انہیں محفوظ نہیں کرتا۔ ریکارڈ مراد ہے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ فرماتے کوئی ایسا آدمی نہیں تھا جو یہ ارادہ کرتا کہ وہ غائب ہو جائے مگر پھر فوراً یہ گمان کرتا تھا کہ عنقریب اس کو طوق ڈال دیا جائے گا جب تک اس کے بارے میں اللہ کی طرف سے وحی نازل نہ ہو جاتی۔

مسلمانوں نے جب یہ غزوہ کیا تھا اس وقت پھل پکے ہوئے تھے اور چھائیں خوب تھی۔ چنانچہ رسول اللہ ﷺ نے جہاد کرنے کی تیاری کی اور مسلمان ان کے ساتھ تھے۔ میں نے سوچا کہ اچھا صبح میں بھی ان کے ساتھ تیاری کروں گا اور میں نے دل میں کسی چیز کا فیصلہ نہیں کیا تھا۔ میں دل میں یہ سوچتا تھا کہ میں تیاری کرنے پر قادر ہوں جب چاہوں گا چلا جاؤں گا۔ مجھ پر مسلسل سستی سوار رہی حتیٰ کہ لوگوں نے کوشش سخت کر دی۔ حتیٰ کہ روانگی کی صبح آن پہنچی رسول اللہ ﷺ اور مسلمان تیار ہو گئے مگر میں ابھی تک تیاری کا فیصلہ نہیں کر سکا تھا۔ میں اسی کیفیت میں رہا حتیٰ کہ انہوں نے جلدی جلدی روانگی شروع کر دی میں جانے سے پیچھے رہ گیا۔ اور میں نے سوچ لیا کہ میں کوچ کروں اور میں ان کو پالوں گا۔ اے کاش کہ میں ایسا کر لیتا چلا جاتا۔ مگر شاید میرے مقدر میں نہیں تھا یہ جانا، شریک ہونا۔ پھر یہ کیفیت ہوگئی کہ میں جب لوگوں میں نکلتا تھا رسول اللہ ﷺ کی روانگی کے بعد اور ان میں گھومتا پھرتا مجھے یہ بات مغموم کر دیتی کہ میں لوگوں میں سے نہیں دیکھتا مگر ایسے آدمی جو نفاق کے ساتھ متہم تھا اور میں نہیں دیکھتا تھا مگر ایسے شخص کو جس کو اللہ نے معذور بنا رکھا ہے ضعفاء میں سے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی میرا کوئی ذکر نہ کیا حتیٰ کہ تبوک میں پہنچ گئے۔ وہ ایک دن تبوک میں بیٹھے ہوئے تھے تو فرمانے لگے کہ کعب نے کیا کیا ہے۔ بنوسلمہ میں سے ایک آدمی نے کہا یا رسول اللہ ﷺ اس کو اس کی وہ چادر (لباس) کافی ہے جس کو اپنے پہلو پر دیکھتا ہے یعنی وہ اپنی عیش و عشرت میں مگن ہے، وہ کہاں آتا۔ مگر معاذ بن جبل نے اس سے کہا کہ تم نے بہت برا کیا جو کچھ کہا۔ اللہ کی قسم یا رسول اللہ ﷺ ہم نہیں جانتے اس کے بارے میں مگر خیر ہی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ خاموش ہو گئے۔

حضرت کعب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں جب مجھے یہ خبر پہنچی کہ رسول اللہ ﷺ تبوک سے واپس آ رہے ہیں مجھے اس وقت فکر دامن گیر ہوگئی پھر میں بہانے ڈھونڈنے لگا۔ اور سوچنے لگا اب میں حضور ﷺ کی ناراضگی سے کیسے آزاد ہوں اور اپنے گھرانے کے ہر سمجھدار سے مدد چاہنے لگا۔ جب کہا گیا کہ رسول اللہ ﷺ روانہ ہو چکے ہیں میری ساری بہادری جواب دے گئی۔ اور میں نے جان لیا کہ میں کسی جھوٹ کے ذریعے حضور ﷺ کے غصے سے نہیں نکل سکوں گا۔ لہٰذا میں نے سچ سچ بتانے کا فیصلہ کر لیا۔ حضور ﷺ صبح مدینے پہنچ گئے۔ آپ کی عادت تھی جب سفر سے آتے تو پہلے مسجد میں جاتے تھے اور اس میں دو رکعتیں پڑھتے تھے اس کے بعد لوگوں کے لئے بیٹھ جاتے تھے۔ حضور ﷺ نے جب حسب عادت ایسا ہی کیا تو پیچھے رہ جانے والے پہنچ گئے اور حضور ﷺ کے آگے اپنے اپنے عذر پیش کرنا شروع کئے اور ان کے سامنے قسمیں کھانے لگے۔ یہ اسی کے لگ بھگ افراد تھے۔ حضور ﷺ نے ظاہری عذر سب کے تقریباً قبول کر لئے اور ان کی بیعت کر لی اور ان کے لئے استغفار بھی کی اور ان کے اندرونی راز اللہ کے حوالے کر دیئے۔ میں بھی حاضر ہوا۔ میں نے جب سلام کیا تو آپ ﷺ نے تبسم فرمایا مگر کڑوی مسکراہٹ کے ساتھ جیسے کہ ناراض ہیں۔ پھر فرمایا آیئے میں آ کر آپ ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا۔ فرمایا کہ کس چیز نے آپ کو پیچھے رکھا؟ کیا تم نے سواری خرید نہیں لی تھی؟ میں نے بتایا کہ جی یا رسول اللہ ﷺ۔ اللہ کی قسم اگر میں آپ کے سوا کسی اور کے پاس بیٹھتا اہل دنیا میں سے تو میں یہ سوچتا کہ میں اس کے غصے سے نکل جاؤں گا کوئی نہ کوئی عذر کر کے میں خوب حجت بازی کر سکتا ہوں، بحث کر سکتا ہوں لیکن اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ اگر میں کوئی جھوٹی بات کہہ کر آپ کو راضی کر بھی لوں تو ممکن ہے کہ اللہ مجھ سے ناراض ہو جائے اور اگر میں سچی بات کہتا ہوں تو آپ مجھ سے ناراض ہو جائیں گے۔ مگر میں امید کرتا ہوں اللہ تعالیٰ سے معافی کی۔ اللہ کی قسم میرا کوئی عذر نہیں تھا اللہ کی قسم نہ اس سے پہلے میں اس قدر قوی تھا نہ اس سے پہلے اس قدر آسودہ حال تھا جب میں آپ سے پیچھے ہوا ہوں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بہر حال تم نے سچ کہا ہے۔ اُٹھو حتیٰ کہ اللہ تیرے بارے میں فیصلہ کرے گا۔ میں اُٹھ گیا بنو سلمہ کے کچھ آدمی اُچھل پڑے۔ کہنے لگے اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے کہ آپ نے کوئی گناہ کیا ہے اس سے قبل، کیا تم رسول اللہ کے سامنے عذر نہیں کر سکتے تھے جیسے پیچھے رہ جانے والے دیگر لوگوں نے عذر پیش کئے ہیں۔ اور اگر تیرے اندر کوئی گناہ تھا بھی تو حضور ﷺ تیرے لئے استغفار کر دیتے وہ استغفار تیرے گناہ کے لئے کافی ہوتا۔ اللہ کی قسم وہ بار بار مجھے سرزنش کرتے رہے حتیٰ کہ میں نے ارادہ کر لیا کہ میں جا کر اپنی تکذیب کر دوں۔ میں نے پوچھا کیا کسی اور نے بھی ایسا کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ ہاں دو آدمیوں نے ایسے کیا ہے۔ ان کو بھی ایسے ہی کہا گیا ہے جو کچھ آپ سے کہا گیا ہے۔ میں نے پوچھا کہ وہ کون ہیں؟ بتایا کہ مرارہ بن ربیع عمری اور ہلال بن امیہ واقفی۔ لوگوں نے میرے سامنے دو نیک آدمیوں کا ذکر کیا تھا جو بدر میں حاضر ہوئے تھے۔ ان کے معاملہ میں میرے لئے اسوہ تھا یعنی اچھا نمونہ تھا۔ میں چلا گیا۔ جب لوگوں نے ان دونوں کا میرے سامنے ذکر کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ہم تین آدمیوں سے کلام کرنے سے منع کر دیا تھا جو ہم حضور ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ للہذا لوگوں نے ہم سے اجتناب کرنا شروع کیا اور ہمارے لئے بدل گئے۔ میرے دل میں زمین اجنبی لگنے لگی۔ یہ وہ نہیں تھی جس کو میں پہچانتا تھا ہم لوگ اسی کیفیت پر پچاس راتیں رہے۔

بہر حال میرے دوساتھی تو تھک کر مایوس ہو گئے اور جا کر گھر میں بیٹھ گئے اور دونوں نے رونا شروع کر دیا۔ باقی رہا میں، میں ان لوگوں میں سے زیادہ جوان بھی تھا اور ان سب میں سے مضبوط بھی۔ میں باہر آتا جاتا تھا مسلمانوں کے ساتھ نماز میں شامل ہوتا تھا اور بازاروں میں گھومتا تھا۔ مگر میرے ساتھ کلام کوئی نہیں کرتا تھا۔ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا وہ اپنی مجلس میں بیٹھے ہوتے تھے نماز کے بعد۔ میں سلام کرتا تھا اور دل میں سوچتا تھا کہ کیا حضور ﷺ ہونٹوں کو حرکت دیتے ہیں سلام کے جواب کے ساتھ میرے اوپر یا نہیں؟ پھر میں نماز پڑھتا اور ان کو نظر چرا کر دیکھتا۔ میں جب نماز کے لئے آتا تو میری طرف دیکھتے۔ جب میں ان کی طرف توجہ کرتا تو وہ مجھ سے اعراض کر لیتے۔ جب یہ کیفیت مجھ پر طویل ہوئی مسلمانوں کی لاپرواہی کی تو میں ابوقتادہ کے باغ کی دیوار پھلانگ کر اندر چلا گیا، وہ میرے چچا کے بیٹے تھے اور سب لوگوں سے زیادہ مجھے محبوب تھے۔ میں نے ان کو سلام کیا اللہ کی قسم اس نے میرے سلام کا جواب نہ دیا۔ میں نے کہا ابوقتادہ میں تجھے اللہ کی قسم دیتا ہوں کیا تم مجھے جانتے ہو کہ میں اللہ اور اس کے رسول سے محبت کرتا ہوں؟ کہتے ہیں کہ وہ چپ رہا۔ میں نے دوبارہ اس کو قسم دی مگر وہ چپ رہا۔ کہتے ہیں کہ میں اس کے پاس بیٹھ گیا اور میں نے اس کو تیسری بار قسم دے کر پوچھا تو اس نے یہ کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ لہٰذا میری آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے اور میں واپس لوٹا اور دیوار پھلانگ لی۔

کہتے ہیں کہ بس میں چل رہا تھا مدینے کے بازاروں میں اچانک ایک نبطی شام کے نبطیوں میں سے جو غلہ لایا تھا اور وہ اس کو مدینے میں فروخت کر رہا تھا اور کہہ رہا تھا مجھے کون بتائے گا کعب بن مالک کون ہے۔ لوگوں نے اس کو میری طرف اشارے کرنا شروع کئے وہ میرے پاس آیا اور اس نے مجھے غسان کے بادشاہ کا خط دیا۔ میں چونکہ خود کاتب تھا اس میں لکھا ہوا تھا

''امابعد مجھے خبر پہنچی ہے تیرے صاحب (نبی نے) تیرے اوپر زیادتی کی ہے۔ اللہ نے تجھے دار ذلت میں نہیں رکھا نہ ہی دار نقصان میں۔ تم ہمارے پاس آ جاؤ ہم تیری غمخواری کریں گے۔''

میں نے خط پڑھا تو میں نے کہا یہ بھی ایک مصیبت ہے۔ میں نے قصد کیا اس کو تنور میں ڈالنے کا میں نے اس کو تنور میں پھینک دیا۔ حتیٰ کہ جب چالیس راتیں گذر گئیں پچاس میں سے۔ ایک نمائندہ یکا یک رسول اللہ ﷺ کا میرے پاس آیا اس نے بتایا کہ بے شک رسول اللہ ﷺ آپ کو حکم دیتے ہیں کہ آپ اپنی بیوی سے علیحدہ ہو جائیں۔ میں نے پوچھا کہ میں اس کو طلاق دے دوں یا اس کا کیا کروں؟ اس نے کہا نہیں بلکہ اس سے علیحدہ ہو جا اور اس کے قریب بالکل نہ جا۔ اور میرے دیگر دو ساتھیوں کی طرف بھی یہی پیغام بھیجا۔ میں نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم اپنے گھر والوں کے پاس چلی جاؤ۔ اور وہاں جا کر رہ جاؤ حتیٰ کہ اللہ اس امر کا فیصلہ کرے۔

حضرت کعب فرماتے ہیں ہلال بن امیہ کی عورت رسول اللہ ﷺ کے پاس آئی اور عرض کرنے لگی یا رسول اللہ ﷺ بے شک ہلال بن اُمیہ انتہائی بوڑھے اور ضعیف ہیں ان کے لئے کوئی خادم بھی نہیں ہے۔ کیا آپ ناپسند کریں گے اگر میں ان کی خدمت کرتی رہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں اجازت تو ہے لیکن وہ تمہارے قریب نہ آئے۔ وہ کہنے لگی اللہ کی قسم بے شک وہ تو ایسے ہیں کہ ان میں کسی چیز کی طرف کو حرکت بھی نہیں ہے۔ اللہ کی قسم وہ مسلسل روتے رہتے ہیں جب سے یہ واقعہ ہوا ہے آج کے دن تک۔ لہٰذا میرے بعض گھر والوں نے کہا اگر آپ بھی رسول اللہ ﷺ سے اجازت مانگ لیتے اپنی بیوی کے بارے میں جیسے حضور ﷺ نے ہلال بن اُمیہ کو اجازت دے دی ہے اور وہ اس کی خدمت کررہی ہے۔ میں نے کہا اللہ کی قسم میں اس کے بارے میں رسول اللہ ﷺ سے اجازت نہیں مانگوں گا۔ مجھے نہیں معلوم کہ میرے لئے رسول اللہ ﷺ کیا فرمائیں گے اگر میں ان سے اس میں اجازت مانگوں۔ ویسے بھی میں جوان آدمی ہوں۔

اس کے بعد میں مزید دس راتیں ٹھہرا۔ حتیٰ کہ ہمارے لئے پوری پچاس راتیں ہوگئیں رسول اللہ ﷺ کے ہم سے کلام کرنے سے منع کئے ہوئے۔ جب میں نے نمازِ فجر پڑھی پچاسویں رات کی صبح کو تو میں اپنے گھر کی چھت پر تھا۔ میں اسی حالت پر بیٹھا ہوا تھا جو اللہ نے ہماری ذکر فرمائی ہے کہ میرا نفس مجھ سے تنگ آیا ہوا تھا اور مجھ پر زمین اپنی فراخی کے باوجود تنگ آ گئی تھی۔ اچانک میں نے ایک چیخنے والے کی آواز سنی جو جبل سلع پر چڑھا ہوا تھا۔ اے کعب بن مالک خوش ہو جا۔

کعب کہتے ہیں کہ میں جیسے بیٹھا تھا فوراً سجدے میں گر گیا اور میں سمجھ گیا کہ چھٹکارے کا وقت آ گیا ہے اور رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے اللہ کے توبہ قبول کرنے کا اعلان کر دیا ہے، جب انہوں نے نمازِ فجر پڑھ لی ہے۔ لہٰذا لوگ ہمیں خوشخبری دینے بھاگے چلے آئے اور میرے دیگر دو ساتھیوں کے پاس بھی بشارت دینے والے چلے گئے ایک آدمی نے تو گھوڑا دوڑایا تھا میرے پاس بشارت دینے کے لئے۔ اور بنو سلمہ سے بھی ایک دوڑنے والا دوڑتا ہوا آیا۔ وہ پہاڑ پر چڑھ گیا تھا اور آواز میرے پاس گھوڑے سے بھی زیادہ تیزی سے پہنچ گئی تھی۔

جب میرے پاس وہ آدمی پہنچا بشارت دینے جس کی آواز میں نے سُنی تھی تو میں نے اپنی دونوں چادریں اُتار کر اس کو پہنا دیں اس کی بشارت کے صلہ کے طور پر۔ اللہ کی قسم میں ان چادروں کے سوا کسی چیز کا مالک نہیں تھا (کپڑوں میں سے) اس دن۔ لہٰذا میں نے اُدھار دو کپڑے مانگے وہ پہنے اور میں رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ لہٰذا لوگوں نے مجھے فوج درفوج پالیا۔ وہ مجھے مبارک باد دے رہے تھے توبہ قبول ہونے کی اور وہ کہہ رہے تھے، تجھے مبارک ہو اللہ کا تیرے اُوپر توبہ قبول کرنا حتیٰ کہ میں مسجد میں داخل ہوا۔ لہٰذا طلحہ بن عبید اللہ سب سے پہلے کھڑے ہوگئے وہ دوڑ کر آ کر مجھے ملے حتیٰ کہ انہوں نے مجھ سے مصافحہ کیا اور مجھے مبارک باد دی۔ مہاجرین میں سے ان کے سوا میرے لئے کوئی نہ اُٹھا اور میں اس کو نہیں بھولوں گا طلحہ کے لئے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جبکہ ان کا چہرہ چمک رہا تھا، خوش ہو جا بہترین دن کے ساتھ جو تیرے اُوپر گزر رہا ہے جب تیری ماں نے تجھے جنا ہے۔ میں نے پوچھا کہ یہ مہربانی آپ کی طرف سے ہے یا رسول اللہ یا اللہ کی طرف سے؟ آپ نے فرمایا کہ نہیں بلکہ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کی طرف سے ہے۔ اور حضور ایسے تھے انہیں بشارت دی جاتی تو ان کا چہرہ دمک اُٹھتا تھا، حتیٰ کہ جیسے چاند کا ٹکڑا ہے اور ہم اس کو پہچان لیتے تھے ان سے۔ جب میں حضور ﷺ کے سامنے بیٹھ گیا تو میں نے کہا یا رسول اللہ میں اپنی توبہ کی خوشی میں صدقہ کرنا چاہتا ہوں اپنے مال میں سے اللہ کی اور رسول کی طرف۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ رکھ اپنا بعض مال اپنے پاس یہ تیرے لئے بہتر ہے۔ میں نے کہا میں وہ حصہ روک رکھتا ہوں جو خیر میں ہے اور میں نے کہا یا رسول اللہ بے شک اللہ عزوجل نے مجھے نجات دی ہے سچ کے بدلے میں۔ بے شک میری توبہ یہ ہے کہ میں ہمیشہ سچی بات کروں گا جب تک میں زندہ رہوں گا۔

اللہ کی قسم میں مسلمانوں میں سے کسی ایک کو نہیں جانتا جس کو اللہ نے سچی بات کہنے پر اس قدر آزمائش میں ڈالا ہو، جب سے میں نے یہ بات رسول اللہ سے ذکر کی تھی اس سے زیادہ خوبصورت آزمائش کے ساتھ جس خوبصورت آزمائش کے ساتھ اللہ نے مجھے آزمایا ہے۔

میں نے جب سے یہ بات رسول اللہ سے ذکر کی تھی اس وقت سے آج کے دن تک میں نے جھوٹ کا ارادہ ہی نہیں کیا۔ اور میں امید کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ بقیہ زندگی میں بھی میری حفاظت کرے گا۔ اللہ نے اپنے رسول پر یہ آیت اُتاری ہے :

لقد تاب اللّٰہ علی النبی والمھاجرین والانصار الذین اتبعوہ فی ساعۃ العسرۃ من بعد ما کاد یزیغ قلوب فریق منھم ، ثم تاب علیھم انہ بھم رؤف رحیم ، وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا حتی اذا ضاقت علیھم الارض بما رحبت وضاقت علیھم انفسھم وظنوا ان لا ملجا من اللّٰہ الا الیہ ، ثم تاب علیھم لیتوبوا ان اللّٰہ ھو التواب الرحیم ، یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ وکونوا مع الصادقین ۔

(سورۂ توبہ ۔ آیت ۱۱۷۔۱۱۹)

(مفہوم ومطلب) اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی پر مہاجرین والنصار پر رجوع فرمایا ہے (وہ مہاجرین والنصار) جنہوں نے عسرت اور تنگی کے لمحات میں حضور کی اتباع کی ہے۔ اس کے بعد کہ قریب تھا ان میں سے کچھ لوگوں کے دل کجی میں مبتلا ہو جاتے۔ پھر اللہ نے ان پر رجوع فرمایا تھا کہ وہ لوگ توبہ کریں، بے شک وہ اس کے ساتھ مہربان ہے اور اللہ نے رجوع فرمایا ہے ان تین افراد پر پیچھے کر دیئے گئے تھے حتیٰ کہ جس وقت ان پر زمین تنگ آ گئی تھی اپنی کشادگی کے باوجود اور ان کے اپنے نفس ان پر تنگ آ گئے تھے اور انہیں یقین ہو چلا تھا کہ اب اللہ کی طرف سے کوئی جائے پناہ نہیں ہے۔ تو بس اسی کے پاس ہی ہے۔ پھر اللہ نے ان پر رجوع فرمایا تا کہ وہ توبہ کریں۔ بے شک اللہ تعالیٰ ہی تو رب ہے رحیم ہے۔ اے اہل ایمان اللہ سے ڈرو اور ہو جاؤ سچوں کے ساتھ۔

اللہ کی قسم نہیں انعام فرمایا اللہ نے مجھ پر کسی بھی نعمت کا جب سے مجھے اس نے اسلام کی ہدایت دی ہے۔ ایسا انعام جو میری ذات پر اس انعام سے بڑا ہو (بلکہ سب سے بڑا انعام مجھ پر یہی تھا) کہ میں نے اس دن رسول اللہ ﷺ سے سچ بولا تھا اور اگر میں اس وقت حضور ﷺ سے جھوٹ بولتا تو میں ہلاک ہو جاتا، جیسے وہ لوگ ہلاک ہو گئے جنہوں نے حضور ﷺ سے جھوٹ بولا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جھوٹ بولنے والوں کے بارے میں فرمایا جب وحی نازل ہوئی، ایسی بدترین بات ان کے بارے میں کہی جو کسی کے بارے میں نہیں کہی۔ فرمایا : کہ

سیحلفون باللّٰہ لکم اذا انقلبتم الیھم لتعرضوا عنھم فاعرضوا عنھم انھم رجس وماواھم جھنم جزاء بما کانوا یکسبون ، یحلفون لکم لترضوا عنھم فان ترضوا عنھم فان اللّٰہ لا یرضی عن القوم الفاسقین ۔ (سورہ توبہ : آیت ۹۵۔۹۶)

(مفہوم ومطلب) کہ عنقریب یہ لوگ تمہارے سامنے اللہ کی قسمیں کھائیں گے جب تم لوٹ کر جاؤ گے۔ یہ اس لئے کریں گے کہ آپ ان سے اعراض کریں۔ آپ اُن سے منہ پھیر لیجئے، وہ لوگ نجس وناپاک ہیں۔ ان کا ٹھکانہ جہنم ہے، یہ ان کے عملوں کی جزاء ہے۔ تمہارے سامنے قسمیں کھائیں گے تا کہ آپ ان سے راضی ہو جائیں۔ اگر آپ ان سے راضی ہو بھی گئے تو اللہ تعالیٰ فاسق ونافرمان لوگوں سے راضی نہیں ہوں گے۔

حضرت کعب فرماتے ہیں کہ ہم لوگ پیچھے رہ گئے تھے ایسے تین افراد سے، ان لوگوں کے معاملے سے جن سے رسول اللہ ﷺ نے عذر قبول کر لیا تھا جب انہوں نے قسمیں کھائی تھیں۔ ان کو بیعت بھی کیا تھا اور ان کے لئے استغفار بھی کیا تھا۔ اور رسول اللہ نے ہمارا معاملہ مؤخر کر دیا تھا یہ کہہ کر کہ اللہ اس بارے میں فیصلہ کرے گا۔ یہی بات اللہ تعالیٰ نے ان الفاظ میں فرمائی ہے :

وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا

کہ ان تین افراد پر بھی اللہ نے رجوع فرمایا ہے اور توبہ قبول کی ہے جن تین کا معاملہ ملتوی کر دیا گیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جس چیز کا ذکر آیت میں کیا ہے۔ وہ ہمارا جہاد وغزوہ کے ساتھ تخلف اور پیچھے ہونا نہیں بلکہ ہماری تخلف ہے (یعنی ان کا ہمیں مؤخر کرنا اور پیچھے کرنا ہمارے معاملے کو اُن سے جنہوں نے قسم کھائی اور عذر کیا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے ان کا عذر قبول کیا تھا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں یحییٰ بن بکیر سے۔ اور مسلم نے دوسرے طرق سے لیث سے۔
(بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۴۱۸۔ فتح الباری ۸/۱۱۳۔۱۱۶۔ مسلم۔ کتاب التوبہ۔ حدیث ۵۳ ص ۴ ۲۱۲۰۔۲۱۲۸)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن عتاب عبدی نے ان کو قاسم بن عبداللہ بن مغیرہ نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے موسیٰ بن عقبہ سے، ان دونوں نے کہا پھر رسول اللہ ﷺ واپس تشریف لائے جب وہ مدینے کے قریب پہنچے تو ان کو وہ عام لوگ ملے جو ان سے پیچھے رہ گئے تھے۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ ان میں سے کسی آدمی کے ساتھ کلام نہ کرو اور نہ ہی ان کے ساتھ مجالست کرو۔ یہاں تک کہ میں خود تمہیں اجازت دوں۔ چنانچہ ان سے منہ پھیر لیا رسول اللہ ﷺ نے۔ اور مسلمانوں نے بھی، یہاں تک کہ ایک آدمی اعراض کرتا تھا (ان میں سے) اپنے والد سے اور بھائی سے بھی۔ اور بیوی اعراض کرتی اپنے شوہر سے۔ کئی دن وہ اسی حالت پر رہے حتیٰ کہ سخت کرب واذیت میں پڑ گئے جو پیچھے رہ گئے تھے۔ لہٰذا وہ رسول اللہ سے عذر و معذرت کرنے لگے مشقت اور بیماریوں کی اور ان کے سامنے قسمیں کھانے لگے۔ حضور ﷺ کو ان پر ترس آ گیا اور حضور نے ان کی بیعت مان لی اور ان کے لئے استغفار بھی کیا۔

موسیٰ بن عقبہ کی روایت میں اضافے

موسیٰ بن عقبہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے۔ ابن شہاب کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ اپنے اس غزوہ میں تبوک پہنچے ابھی وہاں سے نہیں ہٹے تھے اور آپ دس بارہ راتیں گزار چکے تھے، آپ نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ منافقین جو حضور ﷺ کے ساتھ آنے سے پیچھے رہ گئے تھے وہ اسی آدمیوں میں سے کچھ اوپر تھے۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ اذرح تھا اس میں جو صلح کی اس دن پھر دونوں فریق متفق ہو گئے۔ جو لوگ رسول اللہ سے پیچھے رہ گئے تھے۔ ان میں وہ تین افراد بھی تھے۔ اللہ نے جن کا ذکر کیا ہے اپنی کتاب میں توبہ کے ساتھ۔

ان میں سے ایک کعب بن مالک سلمی تھے، دوسرے ہلال بن امیہ واقفی، تیسرے مرارہ بن ربیع عمری تھے۔ اور ایک روایت میں عروہ عامری مذکور ہے۔ اس کے بعد دونوں نے کعب بن مالک کا ذکر کیا ہے مگر دونوں کم وزیادہ کرتے ہیں۔ دونوں نے جو اضافہ کیا ہے اس میں ملک غسان کا نام بھی ہے جبلہ بن ایہم۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ وہ نکل گئے تھے اپنے گھروں سے میدانوں کی طرف۔ انہوں نے خیمے ڈال لئے راتوں کو ان میں پناہ لیتے اور دن کو دھوپ میں اللہ کی عبادت کرتے، حتیٰ کہ راہبوں کی مثل ہو گئے۔

اس کے بعد دونوں نے ذکر کیا ہے کعب کا جبل سلع کی طرف رجوع کرنا، دن میں عبادت کرتے تھے، روزہ کی حالت میں اور رات کو اپنے گھر میں جگہ پکڑتے۔ اور ان دونوں نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ دو آدمی دوڑتے ہوئے آئے ایک دوسرے سے پیش قدمی کرتے ہوئے، وہ حضرت کعب کو خوشخبری دے رہے تھے ایک نے دوسرے سے سبقت کی جو پیچھے ہو گیا تھا وہ جبل سلع پر چڑھ گیا اور چیخ کر کہنے لگا۔ اے کعب بن مالک خوش ہو جا، اللہ کی طرف سے توبہ قبول کرنے پر، اور تحقیق اللہ نے تم لوگوں کے بارے میں قرآن اُتارا ہے اور اہل سیر نے گمان کیا ہے کہ جو لوگ آگے آگے آئے تھے وہ ابوبکر اور عمر تھے۔ اس کے بعد دونوں نے قصۂ کعب ذکر کیا ہے۔

ابن شہاب کہتے ہیں پھر موسیٰ بن عقبہ نے ان لوگوں کا ذکر کیا ہے جو پیچھے رہ گئے تھے رسول اللہ سے اور انہوں نے جھوٹے عذر کئے تھے اور جھوٹی علل اور وجوہات بیان کیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا:

یا ایھا الذین اٰمنوا اتقوا اللّٰہ و کونوا مع الصدقین .... لیجزیھما اللّٰہ احسن ما کانوا یعملون

(سورۃ توبہ آیت ۱۱۹۔۱۲۱)

اے اہل ایمان! اللہ سے ڈرو اور سچوں کے ساتھ ہو جاؤ۔ (یہاں تک کہ) تاکہ اللہ ان کو ان کے عملوں کی احسن جزا دے۔

اور اس آیت سے قبل ان کا ذکر ہے جو رسول اللہ ﷺ سے نفاق کے سبب پیچھے رہ گئے تھے۔ فرمایا :

فرح المخلفون بمقعد هم خلاف رسول الله

کہ پیچھے رہنے والوں نے رسول اللہ ﷺ کے برخلاف پیچھے بیٹھے رہنے پر خوشی کا اظہار کیا۔ یہ سلسلہ کلام جزاء بما کانوا یکسبون (سورۃ توبہ آیت ۸۱۔۸۲) تک کئی آیات میں جو ایک دوسری کے بعد مسلسل ہیں۔ اس کے بعد اہل عذر کا ذکر فرمایا ہے ان لوگوں میں سے جو پیچھے رہ گئے تھے۔ فرمایا لیس علی الضعفآء و لا علی المرضی (سورۃ توبہ : آیت ۹۱) یہ سلسلہ کلام واللہ غفور رحیم تک ہے اور اس کے بعد ایک آیت، اور ان کا ذکر بھی کیا ہے جن کا کوئی عذر نہیں تھا۔ تخلف کرنے والوں میں سے فرمایا :

انما السبيل على الذين يستأذنوك وهم اغنياء رضوابان يكونوا مع الخوالف وطبع الله على قلوبهم فهم لا يعلمون ۔ (سورۃ توبہ آیت ۹۳)

قابل اعتراض بات تو ان کی جو آپ سے اجازت مانگتے پھرتے ہیں حالانکہ وہ صاحب حیثیت ہیں وہ اس پر خوش ہیں کہ وہ رہ جانے والوں میں ہوں۔ اللہ نے ان کے دلوں پر مہر لگا دی ہے وہ جانتے ہیں۔ (یہ مسلسل چار آیات ہیں)

جُلاس بن سوید کا قول اور عامر بن قیس کا جواب

جُلاس بن سوید نے جب وہ فرمان سُنا جو اللہ نے اُتارا ہے جہاد تبوک سے پیچھے رہ جانے والوں کے بارے میں۔ فرمایا اللہ کی قسم اگر محمد ﷺ سچے ہیں تو پھر ہم لوگ بدتر ہیں گدھے سے بھی۔ لہٰذا عامر بن قیس نے کہا وہ اس کے چچا کا بیٹا تھا کہا اللہ کی قسم بے شک محمد ﷺ البتہ سچے ہیں اور تم لوگ البتہ گدھے سے بھی بدتر ہو۔ ہلاک ہو جاؤ تم رسول اللہ ﷺ سے پیچھے رہ گئے تھے جس سے تم منافق ہو گئے۔ اللہ کی قسم میں نے یہ بات سُننے کے بعد خاموش رہنا مناسب نہ سمجھا اور رسول اللہ ﷺ نے تحقیق سوید بن صامت کو اُونٹ کے پیر کی رتی اور صدقہ میں سے دیا تھا۔ پھر عامر بن قیس رسول اللہ کے پاس چلے گئے، اس نے جا کر رسول اللہ ﷺ کو بتا دیا جو کچھ جُلاس نے کہا تھا۔ رسول اللہ نے اس کے پاس نمائندہ بھیجا۔ اس نے اللہ کی قسم کھالی کہ اس نے ہرگز یہ بات نہیں کہی، البتہ عامر بن قیس نے مجھ پر جھوٹ بولا ہے۔ عامر نے کہا، اے اللہ تو اپنے رسول پر بیان شافی نازل فرما۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی :

يحلفون بالله ما قالوا ولقد قالوا كلمة الكفر الى قوله في الارض من ولي ولا نصير

(سورۃ توبہ : آیت ۷۴)

یہ لوگ قسم کھا لیتے ہیں کہ انہوں نے یہ بات نہیں کہی حالانکہ وہ کلمہ کفر کہہ چکے ہوتے ہیں۔ (یہ سلسلہ کلام و لا نصیر تک چلتا ہے)

چنانچہ ان کو توبہ کرنے کے لئے کہا گیا اس کے قول سے۔ لہٰذا اس نے توبہ کی تھی اور اس نے اپنے گناہ کا اعتراف کیا۔ یہ سب غزوہ تبوک کے بارے میں ہے۔ یہ رسول اللہ ﷺ کا آخری غزوہ تھا۔

یہ الفاظ موسیٰ بن عقبہ کی روایت کے ہیں اور روایت عروہ اسی کے مفہوم میں ہے۔

حضور ﷺ کا ایک آدمی سے کلام نہ کرنے کا حکم دینا .... (۳) ہمیں خبر دی علی احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن سلمان نے، وہ کہتے ہیں ان کو حدیث بیان کی عمرو بن خالد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی زہیر نے، ان کو سماک بن حرب نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی سعید بن جبیر نے ابن عباس نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے اپنے حجروں میں سے ایک حجرے کے سائے تلے اور آپ کے پاس مسلمانوں کا ایک گروہ بھی تھا، وہ سایہ آپ سے ختم ہونے والا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب تمہارے پاس ایک آدمی آئے گا تمہاری طرف دیکھے گا شیطان کی آنکھ کے ساتھ، تم لوگ اس سے کلام نہ کرنا۔

چنانچہ ایک نیل گوں آنکھوں والا شخص داخل ہوا۔ رسول اللہ نے فرمایا، تم کس بنیاد پر مجھے گالیاں دیتے ہو اور فلاں فلاں شخص بھی (کچھ لوگوں کے حضور ﷺ نے نام لے کر فرمایا)۔ وہ شخص چلا گیا جا کر ان لوگوں کو بلا کر لے آیا۔ ان لوگوں نے قسم کھائی اور عذر پیش کیا۔

اللہ نے آیت اُتاردی :

یوم یبعثهم اللّٰه جمیعا فیحلفون له کما یحلفون لکم ، و یحسبون انهم علی شیء الا انهم هم الکاذبون

(سورۂ مجادلہ : آیت ۱۸)

جس دن اللہ تعالیٰ ان سب کو اُٹھائے گا پھر وہ اس کے آگے بھی ایسے ہی قسمیں کھائیں گے جیسے تمہارے سامنے کھاتے ہیں اور وہ سمجھیں گے کہ شاید یہ قسمیں ان کو بچالیں گی۔ خبردار وہ جھوٹے ہیں۔

اسرائیل نے اس کو روایت کیا ہے سماک سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے۔ (مستدرک للحاکم ۴۸۲/۲۔ الدرالمنثور ۱۸۶/۶)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو اُمیہ نے ان کو یحیٰ بن بکیر کرمانی نے اسرائیل سے، اس نے سماک سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ سائے میں بیٹھے ہوئے تھے، سایہ آپ سے ہٹ رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا (ابن عباس نے) وہی مفہوم ذکر کیا ہے۔

خطبہ رسول میں منافقین پر اطلاع دینا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن اسحاق فقیہ نے، ان کو خبر دی محمد بن غالب نے، ان کو ابوحذیفہ نے سفیان سے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد بن علی مقری نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن بکر اور نصر بن علی نے اور یہ الفاظ نصر کے ہیں۔ دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابواحمد نے، ان کو سفیان نے سلمہ بن کھیل سے، اس نے عیاض بن عیاض سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابومسعود سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے ہم لوگوں کو خطبہ ارشاد فرمایا،

آپ نے اپنے خطبے میں بہت کچھ ذکر کیا جو کچھ اللہ نے چاہا۔

پھر فرمایا، اے لوگو! بے شک بعض لوگ تم میں سے منافق ہیں میں جن جن کا نام لوں وہ کھڑے ہو جائیں۔ فرمایا اے فلانے کھڑے ہو جاؤ، فلانے تم کھڑے ہو جاؤ، یہاں تک کہ حضور ﷺ نے چھتیس آدمی شمار کیے، پھر فرمایا بے شک تمہارے اندر یا کہا تھا کہ بے شک بعض تم میں سے (ایسے ایسے ہیں)۔ لہٰذا تم لوگ اللہ سے عافیت مانگو۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر ایک آدمی کے پاس سے گزرے جس نے گھونگھٹ نکالا ہوا تھا۔ دونوں کے درمیان جان پہچان تھی انہوں نے فرمایا کیا حال ہے تیرا؟ انہوں نے خبر دی وہ جو کچھ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا۔ انہوں نے فرمایا دوری ہے تیرے لئے ہمیشہ (یعنی ہلاکت ہو تیرے لئے)۔ (تاریخ ابن کثیر ۲۷/۵)

☆☆☆

باب ۲۰۴

غزوۂ تبوک سے واپسی کے بعد عبداللہ بن اُبی بن سلول کی بیماری اور وفات کے بارے میں جو روایات آئی ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے زہری نے عروہ بن زبیر سے، اس نے اسامہ بن زید سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ عبداللہ بن اُبی کے پاس داخل ہوئے۔ آپ اس کی مزاج پرسی کرنے گئے تھے اس کے مرض الموت میں۔ حضور ﷺ نے جب اس کی موت کی کیفیت محسوس کی تو فرمایا، خبردار اللہ کی قسم! کیا میں نے تمہیں منع نہیں کیا تھا یہودیوں کے ساتھ محبت کرنے سے۔ اس نے کہا تحقیق اسعد بن زرارہ نے ان سے بغض رکھا تھا پھر کیا ہوا؟ (البدایۃ والنہایۃ ۵/۳۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ اصبہانی نے، ان کو حسن بن جہم نے، ان کو حسین بن فرج نے، ان کو واقدی نے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن اُبی بن سلول بیمار ہو گئے تھے شوال کے آخری ایام میں اور ذیقعدہ میں مر گئے تھے۔ ان کی بیماری بیس روز تک رہی تھی حضور اس بیماری میں اس کی عیادت کرنے جاتے رہتے تھے۔ جب وہ دن آیا جس دن اس کا انتقال ہوا۔ رسول اللہ ﷺ پہنچے تو وہ اس وقت جان دے رہا تھا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں نے تجھے یہودیوں سے محبت کرنے سے روکا تھا۔ اس نے جواب دیا کہ اسعد بن زرارہ نے بھی تو یہودیوں سے بغض رکھا تھا۔ پس کیا فائدہ ہوا اس کو۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ یہ وقت ڈانٹنے کا نہیں ہے یہ موت کا وقت ہے، اگر میں مر جاؤں تو آپ میرے غسل میں آنا اور مجھے اپنی قمیض بھی دیجئے اس میں مجھے کفن دیا جائے۔ حضور نے اس کو اپنی اُوپر والی قمیض دے دی، اس وقت آپ کے جسم پر دو قمیصیں تھیں۔ اُبی نے کہا نہیں آپ مجھے وہ قمیض دیجئے جو آپ کی جلد سے لگی ہوئی ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو وہ دے دی اُتار کر۔ پھر اس نے کہا مجھے نماز جنازہ آپ پڑھایئے گا اور میرے لئے استغفار کیجئے گا۔ (واقدی ۳/۱۰۵۷)

(۳) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصبہانی نے، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو سفیان بن عیینہ نے عمرو سے، اس نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہہ رہے تھے کہ حضور ﷺ عبداللہ بن اُبی کی قبر پر آئے جب اس کو گڑھے میں داخل کر دیا تھا۔ آپ نے حکم دیا اس کو باہر نکالا گیا۔ حضور نے اس کو اپنے گھٹنوں پر یا رانوں پر رکھا اور اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا اور اس کو اپنا کپڑا پہنایا۔ واللہ اعلم

اس کو بخاری نے نقل کیا ہے۔ اور مسلم نے صحیح میں حدیث سفیان سے۔

(بخاری۔ کتاب الجنائز۔ حدیث ۱۲۷۰۔ فتح الباری ۳/۱۳۸۔ مسلم۔ کتاب صفات المنافقین۔ حدیث ۲ ص ۴/۲۱۴۰)

اور سفیان بن عیینہ اور اہل علم کی ایک جماعت اس طرف گئی ہے کہ حضور ﷺ نے یہ سب کچھ اس کا بدلہ دینے کے لئے کیا تھا اس عمل کا جو اس نے حضرت عباس کے ساتھ کیا تھا جب وہ قیدی ہو گئے تھے۔ اور یہ بات سب میں ہے جو ہمیں خبر دی ہے ابومحمد بن یوسف اصبہانی نے، ان کو ابوسعید بن ابواعرابی نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو سفیان نے عمرو سے کہ اس نے سُنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ جب عباس بن عبدالمطلب مدینے میں تھا تو انصار نے کپڑا طلب کیا اس کو پہنانے کے لئے مگر کوئی ایسی قمیض نہ مل سکی جو ان کے لئے درست ہوتی سوائے عبداللہ بن اُبی کی قمیض کے، لہٰذا اس نے وہ ان کو پہنا دی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن محمد سے، اس نے سفیان سے۔ (بخاری۔ کتاب الجہاد۔ حدیث ۳۰۰۸۔ فتح الباری ۶/۱۴۴)

حضور ﷺ کو منافقین کی نمازِ جنازہ پڑھانے سے روکنا .... (۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، اس نے خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو سفیان نے موسیٰ بن ابو عیسیٰ سے، یہ کہ نبی کریم ﷺ کے جسم پر دو قمیصیں تھیں، عبداللہ بن اُبی کے بیٹے نے کہا، اس کو حباب کہتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کا نام عبداللہ رکھا تھا (اس نے کہا) یا رسول اللہ ﷺ آپ اس کے لئے یعنی میرے باپ کے لئے وہ قمیص دے دیں جو آپ کی جلد سے لگی ہوئی ہے۔

یہ روایت مرسل ہے اور تحقیق ثابت ہوئی بطور موصول روایت کے وہ جس کی ہمیں خبر دی ہے عبداللہ حافظ نے۔ وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ہے ابوجعفر محمد بن صالح بن ہانی نے۔

ان کو حدیث بیان کی ہے ابراہیم بن طالب نے، ان کو حدیث بیان کی ہے اسحاق بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے کہا تھا ابواسامہ سے۔ میں تمہیں حدیث بیان کرتا ہوں عبیداللہ بن عمر سے، وہ نافع سے، وہ بیان کرتے ہیں ابن عمر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب عبداللہ بن اُبی فوت ہو گیا اس کا بیٹا عبداللہ بن عبداللہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، اس نے حضور سے سوال کیا کہ آپ اس کے باپ کے لئے اپنی قمیص دے دیں تاکہ وہ اس کو اس میں کفن دے اس میں۔ حضور ﷺ نے اس کو دے دی، پھر اس نے التجا کی کہ اس پر نماز جنازہ پڑھائیں۔ رسول اللہ اس کی نماز جنازہ پڑھانے کے لئے کھڑے ہو گئے تو عمر بن خطاب کھڑے ہو گئے اس نے حضور کا کپڑا پکڑ لیا اور کہنے لگے یا رسول اللہ کیا اس پر آپ جنازہ پڑھائیں گے حالانکہ اللہ نے آپ کو اس سے منع فرمایا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے اختیار دیا ہے :

استغفر لهم او لا تستغفر لهم، ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم

آپ ان کے لئے استغفار کریں یا نہ کریں۔ اگرچہ آپ ان کے لئے ستر بار استغفار کریں اللہ ان کو ہرگز معاف نہیں کرے گا۔ (فرمایا کہ وہ منافق ہے)

حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں ستر سے زیادہ بار استغفار کر لوں گا۔ لہٰذا رسول اللہ نے اس پر نماز جنازہ پڑھا دی۔ پھر اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ولا تصل على احد منهم مات ابدا ولا تقم على قبره انهم كفروا بالله ورسوله

(سورۃ توبہ آیت ۸۴)

آپ ان میں سے کسی ایک پر بھی نماز جنازہ نہ پڑھائیں کبھی بھی جو ان میں سے مر جائے اور اس کی قبر پر بھی دعا کے لئے نہ کھڑے ہوں۔ ان لوگوں نے اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کفر کیا ہے۔

وما توا وهم فاسقون ۔ (ترجمہ) اور وہ فاسق و نافرمان مر گئے۔

ابواسامہ نے اس کا اقرار کیا ہے اور کہا ہے کہ جی ہاں۔ اس کو بخاری مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے حدیث ابواسامہ سے۔

(۵) ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن سری نے، ان کو رباح بن ابو معروف مکی نے، ان کو سالم بن عجلان نے، ان کو سعید بن جبیر نے ابن عباس سے یہ کہ عبداللہ بن عبداللہ بن اُبی کو اس کے باپ نے کہا تھا، اے بیٹے! کوئی کپڑا مانگ کر لے آنا رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں میں سے، مجھے اس میں کفن دینا۔ اور ان سے کہنا کہ وہ میرا جنازہ خود پڑھائیں۔ کہتے ہیں کہ وہ حضور کے پاس آیا اور کہنے لگا کہ آپ میرے باپ کا شرف و عزت جانتے ہیں عبداللہ کا، وہ آپ کے کپڑوں میں سے کوئی کپڑا مانگ رہے ہیں کہ آپ اس کو اس کا کفن دیں اور نماز جنازہ بھی خود پڑھائیں۔ حضرت عمر نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ اس پر جنازہ پڑھائیں گے حالانکہ اللہ نے آپ کو اس پر جنازہ پڑھانے سے منع کر دیا ہے۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کہاں منع کیا ہے؟ عمر نے جواب دیا :

استغفر لهم او لا تستغفر لهم ان تستغفر لهم سبعين مرة فلن يغفر الله لهم

حضور ﷺ نے فرمایا عنقریب اس سے زیادہ استغفار مانگ لوں گا۔

پھر اللہ نے یہ آیت اُتاری :

ولا تصل على احد منهم مات ابدًا ، ولا تقم على قبره

ان میں سے جو بھی مرجائے ان پر نماز جنازہ نہ پڑھانا کبھی بھی اور اس کی قبر پر بھی دعا کے لئے نہ کھڑا ہونا۔

کہتے ہیں کہ انہوں نے عمر کی طرف بھیجا اور ان کو اس بات کی خبر دی۔ (تاریخ ابن کثیر ۵/۳۵)

باب ۲۰۵

قصہ ثعلبہ بن حاطب اور اس میں جو آثار ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو احمد بن کامل قاضی نے، ان کو محمد بن سعد عوفی نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ان کے چچا حسین بن حسن بن عطیہ نے، ان کو ان کے والد نے اپنے والد عطیہ بن سعد سے، اس نے ابن عباس سے کہ اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے :

و منهم من عاهد الله لئن آتانا من فضله لنصدقن و لنكونن من الصالحين

(سورۃ توبہ : آیت ۷۵)

بعض ان میں سے وہ ہیں جو اللہ کے ساتھ عہد کئے بیٹھے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ اپنا فضل ہمیں عطا کر دے تو ہم ضرور صدقہ کریں گے اور نیکوکار بن جائیں گے۔

کہتے ہیں کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی کہ ایک آدمی تھا اس کو ثعلبہ کہتے تھے انصار میں سے تھا۔ وہ مجلس میں آیا اور ان میں موجود رہا تو وہ کہنے لگا کہ اگر اللہ تعالیٰ مجھے اپنا فضل عطا کر دے تو میں ہر صاحب حق کو اس کا حق دوں گا اور اس میں سے اللہ کی راہ میں خرچ کروں گا اور اس میں قرابت کے ساتھ صلہ رحمی کروں گا۔ پس اللہ نے اس کو آزمائش میں ڈال دیا اور اس کو اپنا فضل عطا کیا مگر اس نے اس وعدہ کی خلاف ورزی کی۔ پس اللہ تعالیٰ اس سے ناراض ہوگیا اس کے خلاف وعدہ کرنے کی وجہ سے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے اس کی حالت بیان فرمائی قرآن میں۔

مال کی بہتات اور یادِ الٰہی سے غفلت .... (۲) اور ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبدالرحمٰن محمد بن حسین بن محمد بن موسیٰ سلمی نے، ان کو ابوالحسن محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبدہ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن ابراہیم بن سعید عبدی نے، ان کو حسن بن احمد بن ابوشعیب نے، ان کو مسکین بن بکیر نے، ان کو معاذ بن رفاعہ سلامی نے علی بن یزید سے، اس نے قاسم ابوعبدالرحمٰن سے وہ قاسم مولیٰ عبدالرحمٰن ابویزید بن معاویہ ہے۔ اس نے ابوامامہ باہلی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ثعلبہ بن حاطب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے مال دے دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا افسوس ہے اے ثعلبہ وہ قلیل جس کے شکر کی تجھے طاقت مل جائے وہ بہتر ہے اس کثیر مال سے جس کے شکر کی طاقت نہ رکھ سکے۔ اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے مال دے دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا افسوس ہے تم پر اے ثعلبہ قلیل مال جس کا کہ تو شکر ادا کرے اس کثیر سے بہتر ہے جس کا تو شکر نہ کر سکے۔ اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے مال دے دے۔ آپ ﷺ نے فرمایا افسوس ہے تم پر اے ثعلبہ کیا تو یہ پسند نہیں کرتا کہ تو میری مثل ہو جائے۔ اگر میں چاہوں تو میرا رب میرے ساتھ

پہاڑ سونے کے بنا کر چلا دے تو چلیں گے۔ پھر اس نے کہا یارسول اللہ ﷺ میرے لئے اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے مالدار کردے۔ قسم ہے اس کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر اس نے مجھے مال دے دیا تو میں ضرور ہر صاحب حق کو اس کا حق دوں گا۔ فرمایا افسوس ہے اے ثعلبہ تھوڑا مال تو جس کا شکر ادا کر سکے اس کثیر سے بہتر ہے جس کا شکر تو نہ کر سکے۔ کہا یارسول اللہ ﷺ اللہ سے دعا کریں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا :

اللّٰھم ارزقہ مال ۔ (ترجمہ) اے اللہ تو اس کو مال عطا کر دے۔

کہتے ہیں کہ اس نے بکریاں خرید لیں لہٰذا اس کے لئے ان میں برکت دے دی گئی وہ بڑھتی گئیں جیسے کیڑے بڑھتے ہیں۔ حتیٰ کہ اس کے ساتھ مدینہ تنگ پڑ گیا وہ ان کو لے کر ایک طرف ہو گیا۔ پھر وہ نماز پڑھنے دن میں آتا تھا رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مگر رات میں نہیں پڑھنے آ سکتا تھا۔ پھر مال اور بڑھ گیا جیسے کیڑے بڑھتے ہیں وہ ان کو لے کر ایک طرف ہو گیا۔ پھر وہ نماز کے لئے نہ دن میں آ سکتا تھا نہ رات میں بلکہ جمعہ سے جمعہ تک وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آتا تھا۔ پھر مال اور بڑھ گیا جیسے کیڑے بڑھتے ہیں چنانچہ اس کی وہ جگہ بھی تنگ ہو گئی پھر وہ دور چلا گیا۔ پھر وہ نہ جمعہ میں آتا نہ جنازے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ پھر وہ اونٹ کے سواروں سے ملتا اور مسلمانوں کی خبریں پوچھ لیتا۔ حضور ﷺ نے اس کو موجود نہ پایا تو اس کے بارے میں پوچھا۔ لوگوں نے بتایا کہ اس نے بکریاں خریدی تھیں ان سے مدینہ بھر گیا تھا انہوں نے پوری خبر حضور ﷺ کو بتائی۔ حضور ﷺ نے فرمایا افسوس ہے ثعلبہ پر افسوس ہے ثعلبہ پر۔

پھر اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو حکم دیا کہ وہ صدقہ وصول کریں۔ اللہ نے آیت اُتاری :

خذْ من اموالھم صدقةً تطھرھم و تزکیھم بھا ۔ (سورۃ توبہ : آیت ۱۰)

پس رسول اللہ ﷺ نے دو یا ایک آدمی بھیجے قبیلہ جہینہ سے اور ایک بنوسلمہ میں سے کہ وہ صدقہ حاصل کریں اور ان کے لئے اونٹوں اور بکریوں کی عمریں لکھ دیں کہ وہ کیسے وصول کریں۔ ان کے سامنے اور ان کو حکم دیا کہ وہ ثعلبہ بن حاطب کے پاس بھی جائیں اور بنوسلمہ کے ایک آدمی کے پاس بھی۔

وہ دونوں روانہ ہوئے اور وہ ثعلبہ کے پاس پہنچے، انہوں نے اس سے صدقہ طلب کیا۔ اس نے کہا مجھے اپنی تحریر دکھاؤ۔ اس نے اس میں دیکھا اور کہا نہیں یہ مگر ٹیکس ہی ہے دونوں چلے جاؤ جب فارغ ہو جاؤ تو میرے پاس آنا۔ کہتے ہیں کہ وہ دونوں چلے گئے ادھر سلمی آدمی نے ان کے بارے میں سنا تو اس نے ان کا استقبال کیا اور بہترین اونٹ لایا اور کہا کہ اس کے علاوہ جو چاہو لے جاؤ میں اپنے بہترین مال کے ذریعے اللہ کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہوں۔ جب وہ فارغ ہو گئے تو پھر ثعلبہ کے پاس گئے اور کہا مجھے تحریر دکھاؤ اس نے اس میں دیکھا تو بولا کہ یہ تو جزیہ ہے ٹیکس ہے ابھی تم لوگ چلے جاؤ میں ابھی سوچوں گا۔ وہ چلے گئے حتیٰ کہ مدینے میں آئے جب ان کو رسول اللہ ﷺ نے دیکھا آپ نے ان سے کلام کرنے سے پہلے فرمایا ہلاک ہو گیا ثعلبہ بن حاطب اور سلمی کے لئے برکت کی دعا فرمائی۔

اور اللہ نے یہ آیت اُتاری :

و منھم من عاھد اللّٰہ لئن اٰتانا من فضلہ لنصدّقن و لنکونَنَّ من الصّالِحین ۔ (تین آیات)

(سورۃ توبہ : آیات ۷۵،۷۶،۷۷)

یہ تین آیات اُتریں۔ جب ثعلبہ کے بعض اقرب نے یہ کہانی سنی تو کہا کہ ہلاکت ہے ثعلبہ کی۔ تیرے بارے میں ایسے ایسے آیت اُتری ہے۔ کہتے ہیں کہ پھر ثعلبہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور بولا یارسول اللہ ﷺ یہ میرے مال کا صدقہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے منع کر دیا ہے کہ میں تجھ سے مال قبول نہ کروں۔ کہتے ہیں کہ وہ رونے لگا اور اس نے مٹی اپنے سر میں ڈال لی۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا یہ تیرا بذاتِ خود عمل ہے۔ میں نے تجھے حکم دیا تھا تم نے میری اطاعت نہیں کی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس سے صدقہ قبول نہ کیا۔ حتیٰ کہ حضور ﷺ انتقال فرما گئے۔

اس کے بعد وہ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور بولا اے ابوبکر آپ میرا صدقہ قبول کرلیں۔ انصار کے اندر میرا کیا مقام ہے تم جانتے ہو۔ حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ نے فرمایا رسول اللہ ﷺ نے اس کو قبول نہیں کیا اور میں کیسے قبول کروں۔ لہٰذا انہوں نے اس کو قبول نہ کیا پھر حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ والی بنے تھے۔ ان کے پاس آیا بولا اے ابوحفص اے امیر المؤمنین میرا صدقہ (زکوٰۃ) قبول کرلیجئے اور اس نے مہاجرین وانصار سے اور ازواج رسول ﷺ سے کہلوایا۔

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نہ تو اس صدقہ کو رسول اللہ ﷺ نے قبول کیا اور نہ اس کو ابوبکر نے قبول کیا۔ میں کیسے اس کو قبول کروں؟ انہوں نے بھی قبول کرنے سے انکار کردیا پھر وہ واپس لوٹ گیا۔ اور پھر حضرت عثمان رضی اللہ عنہ والی بنے تو وہ پھر آیا اور ثعلبہ عثمان کی خلافت میں ہلاک ہوگیا۔ اور اسی کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی :

الذین یلمزون المطوعین من المؤمنین فی الصدقات ۔ (سورۃ توبہ : آیت ۷۹)

جولوگ صدقہ کرنے والوں پر طعن کرتے ہیں۔

فرمایا کہ یہ صدقہ کے بارے میں ہے۔ (تاریخ ابن کثیر ۳۵/۵)

ثعلبہ بن حاطب کے قصہ والی روایت پر امام بیہقی کا تبصرہ

(۱) یہ مشہور حدیث ہے اہلِ تفسیر کے درمیان۔

(۲) اور یہ حدیث موصول طریقے پر بھی مروی ہے مگر ضعیف اسنادوں کے ساتھ۔

(۳) اگر حضور ﷺ کا ثعلبہ کی توبہ کو قبول کرنے سے امتناع اور اس کے صدقہ کو قبول کرنے سے امتناع محفوظ ہے تو گویا کہ (آپ ﷺ نے) اس کا قدیم نفاق پہچان لیا۔ پھر اس کا نفاق زیادہ ہوگیا ہوگا اسی پر اس کی موت کی وجہ سے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ پر آیت نازل فرمائی۔ لہٰذا آپ ﷺ نے اس کو اہلِ صدقہ میں سے نہ شمار کیا اور نہ ہی اس سے صدقہ وصول کیا۔ واللہ اعلم۔

مترجم کہتا ہے کہ مصنف کی اس روایت پر مذکورہ تبصرہ میں اہلِ علم کے لئے کئی علمی اشارے موجود ہیں اہلِ علم خوب سمجھ لیں گے۔ نیز میں نے ایک محقق عالم کی تصنیف کا مطالعہ کیا ہے کتاب کا نام ہے " التنبیہ للطالب علی عدم نفاق ثعلبۃ ابن حاطب "۔ اس کتاب کے مصنف نے یہ ثابت کیا ہے یہ روایت اہلِ تشیع کی وضع کردہ ہے۔

سب سے پہلے اس کو ابوجعفر طبری نے اپنی کتاب کی زینت بنایا تھا اس کے بعد لوگ نقل کرتے چلے گئے حالانکہ ثعلبہ منافق نہیں تھے بلکہ بدری صحابی تھے۔ یہ کتاب میری ذاتی لائبریری میں موجود ہے اہلِ علم رجوع کرسکتے ہیں۔ بہر حال سخت احتیاط کی ضرورت ہے۔ اگر واقعی وہ بدری صحابی تھے تو اس روایت کے بل بوتے پر ان کو منافق کہنا سخت خطرے کی بات ہے ہمارے ایمان کا اور عاقبت کا کیا بنے گا؟ اللہ تعالیٰ رحم فرمائے۔

☆☆☆

باب ۲۰۶

سیّدنا حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کا حج کرنا ۹ ھ میں
رسول اللہ ﷺ کے حکم کے تحت اور سورۃ براءۃ کا نزول ان کی روانگی کے بعد
اور رسول اللہ ﷺ کا حضرت علی بن ابوطالب کو بھیجنا
تا کہ اس سورۃ کو لوگوں کے سامنے پڑھیں

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے۔ کہتے ہیں کہ ابن اسحاق نے کہا ہے کہ پھر نبی کریم ﷺ تبوک سے واپسی پر بقیہ ایام رمضان کے اور شوال اور ذیقعدہ ٹھہرے رہے تھے۔ اس کے بعد حضرت ابوبکر صدیق کو امیرِ حج بنا کر بھیجا تھا ۹ ھ میں تا کہ وہ مسلمانوں کے لئے حج قائم کروائیں اور لوگ اہلِ شرک میں سے اپنے منازل پر اپنے حج میں۔ حضرت ابوبکر روانہ ہوئے اور وہ لوگ بھی جو مسلمان ان کے ساتھ تھے۔ اُس وقت سورۃ براء نازل ہوئی اس عہد کو توڑنے کی بابت جو رسول اللہ ﷺ اور مشرکین کے مابین تھا۔ جس پر وہ لوگ قائم تھے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۵۷)

ابن اسحٰق کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابوطالب رسول اللہ کی اُونٹنی عضباء پر سوار ہو کر نکلے۔ یہاں انہوں نے حضرت ابوبکر صدیق کو راستہ میں پالیا۔ حضرت ابوبکر صدیق نے جب انہیں دیکھا تو ان سے پوچھا کہ تم امیر ہو یا مامور ہو۔ حضرت علی نے بتایا مامور ہوں۔ اس کے بعد دونوں ساتھ روانہ ہو گئے۔ حضرت ابوبکر صدیق نے لوگوں کے لئے حج قائم کیا (یعنی امیر بن کر حج کروایا اور حج کا خطبہ دیا)۔ حتیٰ کہ جب قربانی کا دن آیا تو حضرت علی بن ابوطالب نے جمرہ کے پاس لوگوں میں اعلان کیا وہ جو رسول اللہ نے ان کو حکم دیا تھا۔

انہوں نے فرمایا :

''اے لوگو! بے شک جنت میں کوئی کافر داخل نہیں ہوگا اور نہ ہی اس سال کے بعد کوئی مشرک حج کرے گا اور نہ ہی کوئی ننگا (بغیر لباس کے) بیت اللہ کا طواف کرے گا۔ جس جس کا کوئی عہد ہے رسول اللہ ﷺ کے پاس وہ اس کی مدت تک موجود رہے گا۔ اور لوگوں کی (مہلت کی) میعاد چار ماہ تک ہے۔ اس دن سے جس میں اعلان کیا گیا۔ تا کہ ہر قوم اپنے اپنے شہروں میں اپنی اپنی امن کی جگہ پر پہنچ جائے۔ اسکے بعد نہ کوئی عہد ہوگا نہ کوئی ذمہ ہاں مگر وہ شخص جس کے پاس رسول ﷺ کا کوئی عہد ہوگا تو اس کی مدت تک ہوگا''۔

یہ ہے وہ اعلان جس کو محمد بن اسحٰق نے مغازی میں ذکر کیا ہے۔ یہ متصل روایات میں موجود ہے۔

حالتِ شرک میں بیت اللہ کے طواف کی ممانعت .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے، ان کو خبر دی احمد بن ابراہیم نے، ان کو یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوصالح بن ابوطاہر عنبری نے جو یحییٰ بن منصور قاضی کے نواسے تھے یہ کہ میرے نانا نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر عمر بن حفص سدوسی نے، ان کو عاصم بن علی نے، ان کو لیث بن سعد نے عقیل بن خالد سے، اس نے محمد بن مسلم بن شہاب سے، ان کو خبر دی حمید بن عبدالرحمٰن بن عوف نے یہ کہ حضرت ابوہریرہ نے فرمایا کہ مجھے حضرت ابوبکر صدیق نے اس حج میں بھیجا تھا اعلان کرنے والوں میں قربانی کے دن جو یہ اعلان کررہے تھے منیٰ میں، ''خبردار! اس سال کے بعد کوئی مشرک بیت اللہ کا طواف نہ کرے اور کوئی بغیر لباس کے ننگا ہونے کی حالت میں طواف نہ کرے''۔

حمید بن عبدالرحمن کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے علی بن ابوطالب کوسواری پر اپنے پیچھے بٹھایا اور ان کو حکم دیا کہ وہ براء کا اعلان کرے اور حضرت علی اس کا اعلان کرتے رہے اہل بحرین میں: ''خبردار! اس سال کے بعد کوئی کافر حج نہ کرے، نہ کوئی ننگا طواف کرے''۔ یہ الفاظ حدیث عاصم کے ہیں اور ابن بکیر کی ایک روایت میں ہے۔ وہ حج کے اس گروہ میں تھا جن کو آپ ﷺ نے بھیجا تھا۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث یونس سے، اس نے زہری سے۔

(بخاری۔ کتاب الحج۔ حدیث ۱۶۲۲۔ فتح الباری ۳/۴۸۳۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۴۳۵ ص ۲/۹۸۲)

مشرکین سے اللہ اور رسول اللہ ﷺ کی بیزاری .... (۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی ہے احمد بن عبید صفار نے، ان کو باغندی نے، ان کو سعید بن سلیمان واسطی نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن احمد بن ایوب نے، ان کو خبر دی حسن بن علی معمری نے، ان کو ابراہیم بن زیاد سبلان نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے عباد بن عوام نے سفیان بن حسین نے حکم سے، اس نے مقسم سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر صدیق کو بھیجا اور ان کو حکم دیا کہ ان کلمات کے ساتھ اعلان کردے اور ان کے پیچھے حضرت علی کو بھیجا۔ یکا یک حضرت ابوبکر صدیق راستے میں تھے کہ اچانک انہوں نے رسول اللہ ﷺ کی اُونٹنی کی آواز سُنی یعنی اُونٹنی قصواء کی۔ لہٰذا ابوبکر گھبرا کر باہر نکلے۔ اس نے سوچا کہ رسول اللہ ﷺ آگئے ہیں دیکھا تو علی تھے۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کا خط ان کو دیا، حضور نے اس کو موسم حج کا امیر مقرر کیا تھا اور علی رضی اللہ عنہ کو حکم دیا تھا کہ ان کلمات کا اعلان کردیں۔ لہٰذا حضرت علی کھڑے ہوگئے ایام تشریق میں۔ انہوں نے یہ اعلان کیا:

''بے شک اللہ تعالیٰ بیزار ہیں مشرکین سے اور اللہ کا رسول بھی۔ تم لوگ اس سرزمین پر چار ماہ تک اسی کیفیت پر چل پھر لو۔ آج کے دن کے بعد کوئی مشرک حج نہ کرے (کیونکہ کافر و مشرک کے حج کی اللہ کے نزدیک کوئی حیثیت نہیں ہے)۔ اور بیت اللہ کا ننگے ہونے کی حالت میں کوئی طواف نہ کرے۔ اور جنت میں صرف مؤمن ہی جائیں گے''۔

حضرت علی اس کا اعلان کر رہے تھے جب وہ تھک جاتے تو ابوہریرہ یہی اعلان کرتے تھے۔ (مسند احمد ۲/۲۹۹)

برہنہ حالت میں طواف کی ممانعت .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر احمد بن اسحاق فقیہ نے، بشر بن موسیٰ نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے حمیدی نے، ان کو سفیان نے ابواسحاق ہمدانی سے، اس نے زید بن یثیع سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے حضرت علی سے پوچھا تھا کہ آپ حج میں کس چیز کے ساتھ بھیجے گئے تھے؟ انہوں نے کہا کہ چار باتوں کے ساتھ بھیجا گیا ہوں کہ جنت میں داخل نہیں ہوگا مگر نفس مؤمن۔ اور کوئی شخص ننگا بیت اللہ کا طواف نہیں کرے گا اس سال کے بعد، مسجد الحرام کے اندر کافر و مومن اکھٹے نہیں ہوں گے اور جس کا نبی کریم ﷺ کے اور اس کے درمیان کوئی عہد تھا وہ اپنی مدت تک رہے گا اور جس کا کوئی عہد نہیں تھا اس کی مدت چار ماہ ہے۔

(مسند احمد ۱/۷۹۔ تاریخ ابن کثیر ۵/۳۸)

(۵) ہمیں خبر دی فقیہ ابوبکر احمد بن محمد بن احمد بن حارث اصبہانی نے، ان کو ابوالشیخ اصبہانی نے، ان کو محمد بن صالح طبری نے، ان کو ابو حمہ نے ان کو ابوقرہ نے ابن جریج سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن عثمان بن خثیم نے ابوزبیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ جب تبوک سے واپس آئے تو ابوبکر کو حج کے لئے بھیجا۔ ہم اس کے ساتھ تھے جب ہم مقام عرج میں پہنچے تو صبح کی نماز کی اذان کہی۔ جب انہوں نے تکبیر کہی تو انہوں نے اپنے پیچھے سے پکار سُنی۔ لہٰذا وہ اللہ اکبر کہتے ہوئے رک گئے اور سوچنے لگے کہ یہ تو رسول اللہ ﷺ کی اُونٹنی جدعا کی آواز ہے۔ شاید رسول اللہ ﷺ کی حج کرنے کی رائے بن گئی ہے اور وہی اس پر سوار ہو کر آگئے ہیں، دیکھا تو اس پر حضرت علی آگئے تھے۔ ابوبکر نے ان سے پوچھا کہ کیا تم امیر ہو یا نمائندہ ہو؟ انہوں نے بتایا کہ میں نمائندہ ہوں مجھے رسول اللہ ﷺ نے براء کہنے کے ساتھ بھیجا ہے کہ اس کو لوگوں سامنے حج کے مواقف میں پڑھ کر سُنا دوں۔ لہٰذا ہم لوگ مکے میں آئے جب یوم ترویہ سے ایک دن

پہلے کا آیا تو ابوبکر کھڑے ہوئے، انہوں نے لوگوں کو خطبہ دیا اور ان کو ان کے احکام بتائے۔ جب فارغ ہو گئے تو علی المرتضیٰ کھڑے ہوئے انہوں نے لوگوں کے سامنے اعلان براءۃ پڑھا اور اس کو ختم کر لیا۔ پھر انہوں نے خطبہ یوم عرفہ ذکر کیا اور یوم نحر اور روانگی کا پہلا دن اور علی نے لوگوں کے سامنے سورہ براءۃ پڑھی ہر خطبے کے بعد اپنے خطبوں میں سے۔ (نسائی۔ کتاب الحج ۱۸۷)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ۹ھ میں جب لوگوں نے حج کا ارادہ کیا تو رسول اللہ ﷺ نے ابوبکر کو لوگوں پر امیر کی حیثیت سے بھیجا اور ان کو حج کی سنن و احکام لکھ کر دیئے اور ان کے ساتھ حضرت علی کو بھیجا سورۃ براءۃ کی آیات دے کر اور اس کو حکم دیا کہ مکہ میں اس براءۃ کو اعلان کر وا ور منیٰ میں اور عرفات میں۔ اور تمام مشاعر حج میں یہ باتیں کہ اللہ کا اور اللہ کے رسول کا عہد ذمہ بری ہو چکا ہے ختم ہو چکا ہے ہر مشرک سے جو حج کرے اس سال کے بعد یا بیت اللہ کا طواف کرے ننگا۔ مدت مقرر کر دی چار ماہ کی ان کے لئے جن کا عہد تھا رسول اللہ سے اور حضرت علی رسول اللہ کی سواری پر چلتے رہے سب کے سامنے قرآن پڑھتے جاتے تھے براءۃ من اللہ ورسولہ اور ان پر یہ آیت پڑھی :

یا بنی اٰدم خذوا زینتکم عند کل مسجد ۔ (سورۂ اعراف ۔ آیت ۳۱)

اے اولاد آدم! ہر نماز کے وقت لباس پہن لیا کرو۔

موسیٰ بن عقبہ نے بھی اسی مفہوم کو ذکر کیا ہے۔

باب ۲۰۷

بنو ثقیف کے وفد کی رسول اللہ ﷺ کے پاس آمد جو اہل طائف تھے اور اس کی تصدیق جو کچھ انہوں نے فرمایا تھا ابن مسعود ثقفی رضی اللہ عنہ کے غزوے کے بارے میں اور اللہ تعالیٰ کا بنو ثقیف کی ہدایت کے بارے میں حضور ﷺ کی دعا قبول کرنا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر بغدادی نے، ان کو محمد بن عمرو بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے ابوالاسود سے، اس نے عروہ بن زبیر سے، وہ کہتے ہیں جب حضرت ابوبکر اور علی رضی اللہ عنہما سامنے آئے اور انہوں نے لوگوں کے لئے حج قائم کیا تو عروہ بن مسعود ثقفی آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو ابوبکر بن عتاب عبدی نے، ان کو جوہری نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق نے لوگوں کے لئے حج قائم کر دیا۔ اور عروہ بن مسعود بن ثقفی رسول اللہ کے پاس آئے اور وہ جا کر مسلمان ہو گئے۔ اس کے بعد اس نے اپنی قوم کے پاس جانے کے لئے اجازت طلب کی تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مجھے ڈر لگ رہا ہے کہ وہ کہیں تمہیں قتل نہ کر دیں۔ اس نے کہا کہ اگر وہ مجھے سویا ہوا پائیں گے تو مجھے جگائیں گے بھی نہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اجازت دے دی۔

وہ واپس گیا اور شام کے وقت طائف میں پہنچا۔ بنوثقیف اس کے پاس گئے اور انہوں نے سلام کیا اور عروہ بن مسعود نے ان کو اسلام کی دعوت دی۔ اس نے ان کو نصیحت کی۔ ان لوگوں نے اس کو تہمت لگائی اور اس کی نافرمانی کی اور انہوں نے اس کو وہ گالیاں سنائیں جس کی توقع بھی نہیں تھی۔ وہ لوگ اس کے ہاں سے نکلے، یہاں تک کہ جب سحر ہوئی پھر فجر ہوئی تو وہ اپنے گھر کے کوٹھے پر چڑھ گیا۔ اس نے نماز کی اذان کہی اور شہادت توحید و رسالت دی۔ چنانچہ بنوثقیف کے ایک شقی نے تیر مار کر عروہ بن مسعود کو شہید کر دیا۔ اہل سیر نے گمان کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب ان کو اس کے قتل کرنے کی خبر پہنچی کہ عروہ کی مثال صاحب یٰسین کی جیسی ہے کہ اس نے اپنی قوم کو اللہ کی طرف بلایا تھا اور انہوں نے اس کو قتل کر دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد ثقیف کی آمد

عروہ بن مسعود کے قتل کے بعد ثقیف کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، وہ دس افراد تھے، وہ ثقیف کے اشراف تھے ان میں کنانہ بن عبد یالیل بھی تھا جو کہ اس وقت ان کا سردار تھا، ان میں عثمان بن ابوالعاص بن بشر تھا وہ اس وفد میں چھوٹا تھا حتیٰ کہ وہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے مدینے میں وہ صلح کے فیصلے کا ارادہ رکھتے تھے کیونکہ وہ دیکھ چکے تھے مکہ فتح ہو چکا ہے اور زیادہ تر عرب مسلمان ہو چکے ہیں۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ نے کہا یا رسول اللہ میں اپنی قوم کے پاس جاتا ہوں اور ان کا اکرام کرتا ہوں، میں ان میں نیا نیا نقصان کر چکا ہوں۔ رسول اللہ نے پوچھا کہ میں تجھے منع نہیں کروں گا تیری قوم کا اکرام کرنے سے، لیکن ان کے ٹھہرنے کی جگہ ایسی ہے جہاں وہ لوگ قرآن سنیں گے۔

مغیرہ بن شعبہ کا جرم ان کی قوم میں یہ تھا کہ وہ بنوثقیف کا اجیر تھا اور وہ لوگ مصر سے آرہے تھے جب وہ مقام بصاق میں پہنچے تو مغیرہ نے ان پر زیادتی کی۔ وہ سو رہے تھے اس نے ان کو قتل کر دیا تھا۔ اور ان کا مال لوٹ کر رسول اللہ کے پاس لے آئے اور کہنے لگے یا رسول اللہ اس مال میں سے پانچواں حصہ (خمس) لے لیجئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس سے پوچھا کہ اصل واقعہ کیا ہے؟ اس نے کہا کہ میں بنوثقیف کا اجیر تھا جب میں نے آپ کے بارے میں سنا تو میں نے ان کو قتل کر دیا اور یہ ان کے مال ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک ہم غدر نہیں کرتے۔ لہٰذا حضور ﷺ نے اس مال میں سے خمس لینے سے انکار کر دیا تھا۔

رسول اللہ ﷺ نے وفد ثقیف کو مسجد کے صحن میں ٹھہرایا اور ان کے خیمے لگوائے تاکہ وہ قرآن سن سکیں اور لوگوں کو دیکھیں جب وہ نماز پڑھیں۔ اور رسول اللہ کی عادت تھی جب خطبہ دیتے تو اپنا ذکر نہیں کرتے تھے۔ جب وفد ثقیف نے خطبہ سنا تو بولے ہمیں کہتے ہیں کہ ہم شہادت دیں کہ وہ اللہ کا رسول ہے اور خود اپنے خطبہ میں اس کی شہادت نہیں دیتے۔

جب یہ بات حضور تک پہنچی تو فرمایا کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے شہادت دی کہ اللہ کا رسول ہوں۔ وہ لوگ روزانہ رسول اللہ کے پاس آتے جاتے تھے اور عثمان بن ابوالعاص کو اپنے سامان میں چھوڑ جاتے تھے کیونکہ وہ ان میں چھوٹا تھا۔ جب وفد اس کے پاس واپس آتا اور گرمی کے وقت سو جاتے تو وہ رسول اللہ کے پاس چلا جاتا، ان سے دین کے بارے میں پوچھتا اور ان سے قرآن سیکھتا۔ عثمان بار بار آپ کے پاس آیا گیا، یہاں تک کہ اس نے دین سمجھ لیا اور مان لیا۔ جب حضور ﷺ کو سویا ہوا پاتا تو پھر وہ ابوبکر صدیق کے پاس آتا اور وہ یہ بات اپنے ساتھیوں سے چھپاتا تھا۔ حضور کو اس کی یہ بات پسند آئی اور اس کو پسند فرماتے۔

وفد ٹھہرا رہا رسول اللہ کے پاس آتے جاتے رہے اور حضور ﷺ ان کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ لہٰذا وہ لوگ مسلمان ہو گئے اور کنانہ بن عبد یالیل نے کہا حضور ﷺ سے کہا آپ ہمارے ساتھ کوئی فیصلہ کریں گے تاکہ ہم اپنی قوم کی طرف واپس چلے جائیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں، اگر تم لوگ اسلام کا اقرار کرتے ہو تو تمہارے ساتھ فیصلہ کرتا ہوں ورنہ کوئی فیصلہ ہوگا اور نہ ہی ہمارے تمہارے درمیان صلح ہوگی۔

وفد ثقیف کا زنا، سود اور شراب کی اجازت مانگنا اور حضور ﷺ کا صاف منع کرنا

وہ لوگ (وفد ثقیف) کہنے لگا آپ زنا کے بارے میں کیا کہتے ہیں ہم ایسے لوگ ہیں کہ اپنی ملکیت سے باہر بھی ہم یہ کرتے ہیں وہ تو ضروری ہے ہمارے لئے اس کے سوا چارہ نہیں ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ تمہارے اُوپر حرام ہے۔ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :

ولا تقربوا الزنا انه كان فاحشة وساء سبيلا ۔ (سورۂ اسراء : آیت ۳۲)

تم لوگ زنا (بدکاری) کے قریب نہ جاؤ بے شک وہ بُرا کام ہے اور بُرا راستہ ہے۔

وہ لوگ بولے کہ ربا (سود) کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں، بے شک ہمارا تو سارا مال سود کا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ راس المال ہے اصل مال تمہارے ہیں، تم پر ظلم نہیں کیا جائے گا۔ بے شک اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

يا ايها الذين آمنوا اتقوا الله وذروا ما بقي من الربا ان كنتم مؤمنين

(سورہ بقرہ : آیت ۲۷۸)

اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو اور چھوڑ دو ربا (سود) میں سے جو کچھ باقی رہ گیا ہے اگر تم مؤمن ہو۔

انہوں نے پوچھا کہ خمر (شراب) کے بارے میں آپ کیا کہتے ہیں؟ وہ تو ہماری ہی سرزمین کی چیزوں کا نچوڑا ہوا ہوتا ہے اس میں سے کچھ ہمارے لئے ضروری ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اللہ نے شراب کو حرام قرار دے دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

يا ايها الذين آمنوا انما الخمر والميسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشيطان فاجتنبوه لعلكم تفلحون ۔ (سورہ مائدہ : آیت ۹۰)

اے ایمان والو! بے شک شراب اور جوا اور بت پرستی کرنا اور قسمت معلوم کرنے کے تیر اور پانسے نکالنا یہ سب ناپاک کام ہیں۔ شیطانی کام ہیں ان سے اجتناب کیا کرو تا کہ تم کامیاب ہو جاؤ۔

وفد ثقیف کا زنا، سود اور شراب کی حرمت مان لینا اور بت شکنی پر پس و پیش کرنا

مذکورہ گفتگو کے بعد وفد والے اُٹھ گئے اور ایک دوسرے کے ساتھ علیحدہ مشورہ کیا اور کہنے لگے ہلاک ہو جاؤ ہمیں خطرہ ہے کہ اگر ہم اس کی مخالفت کرتے ہیں تو ایک دن ہمارے اُوپر بھی وہی آئے گا جو مکے والوں پر آیا ہے۔ لہٰذا چلو چل کر اسی پر ہم ان سے لکھت پڑھت کر لیتے ہیں۔ لہٰذا رسول اللہ کے پاس آئے اور بولے یا رسول اللہ ﷺ ٹھیک ہے ہمیں یہ باتیں منظور ہیں آپ کی، مگر بتوں کے بارے میں آپ بتائیں کہ ہم ان کا کیا کریں؟

حضور ﷺ نے وفد ثقیف کو بُت توڑ دینے کا واضح حکم دیا

حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان کو توڑ کر گرا دو۔ اور انہوں نے کہا کہ یہ بہت دور ہے یہ ممکن نہیں ہے اگر پتہ چل گیا کہ آپ توڑنا چاہتے ہیں تو جن کے بت ہیں وہ قتل کر دیں گے (یا وہ بت ہلاک کر دیں گے)۔ حضرت عمر نے ان کے سردار سے کہا افسوس ہے تم پر اے عبد یالیل تو کس قدر احمق ہو گیا ہے۔ بُت پتھر محض ہیں۔ اس نے کہا کہ ہم تیرے پاس نہیں آئے اے خطاب کے بیٹے۔

وفد کا حضور ﷺ سے بُت توڑنے کے لئے تعاون طلب کرنا

کہنے لگے یا رسول اللہ ﷺ ان کو گرانے کی ذمہ داری آپ لے لیں باقی ہم ان کو کبھی بھی نہیں توڑیں گے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہم ابھی بھیجیں گے کسی کو جو تمہاری طرف سے یہ کام انجام دے دیں گے۔ لہٰذا یہ باتیں انہوں نے حضور ﷺ سے لکھوا لیں۔ کنانہ بن عبد یالیل نے کہا ہمیں آپ پہلے اجازت دے دیں اور اپنے نمائندے کو ہمارے پیچھے پیچھے بھیجیں۔ کیونکہ میں اپنی قوم کو خوب جانتا ہوں۔

وفد کی واپسی پر حضور ﷺ کا اس کا اکرام کرنا اور انہیں میں سے ان کا امیر مقرر کرنا

رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی اور ان کا اکرام کیا اور ان کے ساتھ شفقت کی، وہ بولے یا رسول اللہ ﷺ ہمارے اُوپر کسی کو امیر بنادیں جو ہماری امامت کیا کرے۔ لہٰذا حضور ﷺ نے ان میں سے عثمان بن ابوالعاص بن بشر کو امیر مقرر کیا اس لئے کہ آپ دیکھ چکے تھے کہ وہ اسلام کو سیکھنے میں دلچسپی لیتا ہے اور وہ اسی دوران قرآن کی کچھ سورتیں بھی حفظ کر چکا تھا جانے سے قبل۔

واپس جاتے وقت وفد کے سربراہ کا منفی طرز کی حکمت عملی وضع کرنا

کنانہ بن عبد یالیل نے کہا کہ میں ثقیف والوں کو سب لوگوں سے زیادہ جانتا ہوں (وہ ہماری بات نہیں مانیں گے، لہٰذا حربہ کو سیدھی بات نہ بتاؤ)۔ فیصلہ جو ہوا ہے اس کو تو ان سے چھپالو اور ان کو خوب ڈراؤ جنگ اور قتال سے اور ان کو خبر دو کہ محمد ﷺ نے ہم سے کئی امور کا مطالبہ کیا ہے جن کا ہم نے انکار کر دیا ہے اور ہم نہیں مانے ہیں۔

اس نے ہم سے مطالبہ کیا ہے کہ ہم لات وعُزّیٰ کے آستانے ڈھادیں، ہم نے انکار کر دیا ہے۔ اس نے مطالبہ کیا ہے کہ ہم اپنے سود کے مال ضائع کر دیں، ہم نے منع کر دیا ہے۔ اس نے کہا ہے ہم شراب اور زنا کو حرام کر دیں، ہم نے منع کر دیا ہے۔ چنانچہ بنوثقیف باہر نکلے جونہی وفد قریب پہنچا ان سے ملنے کے لئے مگر قبیلہ والوں نے دیکھا کہ وفد والوں کی چال بدلی ہوئی ہے، باہم محبت اور مل جل کر چل رہے ہیں، اُونٹوں کو قطار میں لا رہے ہیں، اپنی وضع قطع بھی بدل چکے ہیں تو وہ مغموم ہو گئے اور کرب میں مبتلا ہو گئے۔ انہوں نے کوئی خبر نہیں معلوم کی اور واپس چلے گئے۔

ثقیف والوں نے جب ان کے منہ لٹکے ہوئے دیکھے تو وہ ایک دوسرے سے کہنے لگے کہ لگتا ہے وفد والے کسی خیر کے ساتھ واپس نہیں لوٹے کوئی خیر کی خبر نہیں لائے ہیں۔ وفد داخل ہوا اور یہ لوگ سیدھے لات کے آستانے پر گئے وہاں جا کر اُترے۔ (لات ایک گھر تھا آستانہ تھا طائف کے وسط میں)۔ اس پر قربانیوں کے جانور (چڑھاوے) لائے جاتے تھے جیسے بیت اللہ الحرام کے لئے لائے جاتے ہیں۔

یہ کیفیت دیکھ کر ان کا غصہ کم ہوا تو بنوثقیف میں سے کچھ لوگوں نے کہا (جب وفد آستانے پر اُتر گیا) کہ نہیں ایسی کوئی بات نہیں ہے یہ لوگ کوئی غلط معاہدہ کر کے نہیں آئے، پھر ہر شخص اپنے اپنے گھر چلا گیا۔ پھر ان کے خاص خاص لوگ آئے ثقیف میں سے، انہوں نے پوچھا کہ تم کیا معاہدہ کر لائے ہو اور کیا منوا کر لائے ہو؟

انہوں نے بتایا کہ ہم انتہائی سخت گو اور ترش رو آدمی کے پاس پہنچے تھے جو ہر بات اپنی منواتا ہے۔ وہ تلوار کے بل بوتے پر غالب آیا ہوا ہے، عرب اس سے ڈرتے ہیں۔ لوگوں نے اس کا دین قبول کر لیا ہے، اس نے ہمارے اُوپر بڑے سخت مطالبے رکھے ہیں کہ لات کا آستانہ توڑ دو، عُزّیٰ کا بت ڈھادو، سود کے مال چھوڑ دو، بس محض اصل مال تمہارے ہیں اور شراب اور زنا کو حرام کر دو تو ثقیف نے کہا: اللہ کی قسم ہم کبھی اس کو قبول نہیں کریں گے۔ یہ کہنے کے بعد وفد نے مشورہ دیا اب یہی حل ہے مسئلے کا کہ اسلحہ تیار کر دو اور قتال کے لئے تیار ہو جاؤ اور اپنے قلعے کو مسمار کر دو۔

کنانہ بن عبد یالیل کی ظاہری مخالفت رسول پر مبنی حکمت عملی کامیاب ہوئی اور بنوثقیف اور اہل طائف مرعوب ہو کر اسلام لانے پر آمادہ ہو گئے

عبد یالیل کی بات سُننے کے بعد بنوثقیف دو یا تین دن ٹھہرے رہے، وہ جنگ کی اور قتال کی باتیں سوچتے رہے مگر اللہ نے ان کے دل میں رعب ڈال دیا اور کہنے لگے اے عبد یالیل اللہ کی قسم ہمیں ایسے بندے کے ساتھ لڑنے کی طاقت نہیں ہے خصوصاً ایسے حالات میں

جب سارے عرب اس کے مقابلے میں ہتھیار ڈال چکے ہیں۔ تم لوگ (وفد والے) اس کے پاس جاؤ اور اس کو دے دو وہ جو مانگے (یعنی جو جو مطالبہ کرے وہ جا کر مان لو) ان شرائط پر اس کے ساتھ صلح کر کے آؤ۔

وفد والے جو پہلے ہی مسلمان ہو گئے تھے، انہوں نے دیکھ لیا کہ وہ لوگ ڈر گئے ہیں اور انہوں نے جنگ پر اور حرب وضرب پر امن امان کو ترجیح دے دی ہے تو اس وفد نے کہا ہم یہ کام پہلے ہی کر کے آ گئے ہیں۔ بے شک ہم نے باہم فیصلہ کر لیا ہے اور ہم نے وہ ان کو دیا ہے ہم نے جو پسند کیا ہے یعنی ان کی بات مان کر اپنی پسند کا فیصلہ باہم کرا لیا ہے اور ہم نے شرط لگائی ہے جو کچھ ہم چاہتے ہیں اور ہم نے اس شخص (محمد رسول اللہ ﷺ) کو سب لوگوں سے زیادہ متقی پرہیز گار پایا ہے، اور سب سے زیادہ سب لوگوں سے زیادہ سچا پایا ہے۔

تحقیق ہمارے اور تمہارے لئے ان کی طرف سفر کرنے میں برکت ڈال دی گئی ہے یعنی ہمارا ان کے پاس جانا مبارک ثابت ہوا ہے۔ اور اس میں بھی برکت دے دی گئی ہے جو ہم نے ان سے فیصلہ کروایا ہے۔ لہٰذا فیصلہ میں جو کچھ طے ہوا ہے اس کو آپ لوگ سمجھئے اور اللہ کی طرف سے ملنے والی عافیت اور سلامتی کو قبول کیجئے۔ یہ تفصیل سن کر بنوثقیف نے سکھ کا سانس لیا، ڈر اور خوف کی فضا ایک دم ختم ہو گئی تو انہوں نے وفد سے پوچھا کہ پھر تم لوگوں نے یہ بات ہم لوگوں سے کیوں چھپائی تھی؟ اور تم لوگوں نے ہمیں غم دیا اور وہ بھی شدید غم نہیں بلکہ شدید ترین غم دیا۔ انہوں نے بتایا کہ ہم نے یہ چاہا تھا کہ اللہ تعالیٰ تمہارے دلوں سے شیطانی غرور نکال دے، چنانچہ وہ لوگ اسی جگہ پر ہی مسلمان ہو گئے، پھر چند دن ٹھہرے رہے۔

لات وعزیٰ کے آستانوں کو منہدم کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے نمائندے خالد بن ولید (سیف اللہ) اور مغیرہ بن شعبہ و دیگر صحابہ طائف میں پہنچ گئے

اس کے بعد ان کے پاس رسول اللہ ﷺ کے نمائندے پہنچ گئے۔ ان پر حضرت خالد بن ولید سیف اللہ امیر بنائے گئے تھے اور ان میں حضرت مغیرہ بن شعبہ جیسے منجھے ہوئے لوگ بھی تھے۔ جب وہ لات کے آستانہ پر مبنی گھر اور عمارت کو منہدم کرنے کے لئے پہنچے تو سارے بنوثقیف نے رکاوٹ کرنے کی کوشش کی مرد بھی آئے اور عورتیں بھی، بچے بھی۔ یہاں تک کہ کنواری لڑکیاں حجلہ عروسی سے نکل کر آ گئیں (سب نے دفاع کرنے کی کوشش بھی کی اور اپنی آنکھوں سے یہ منظر دیکھنے کی بھی) اس لئے کہ زیادہ تر ثقیف والوں کا خیال تھا کہ یہ آستانہ منہدم نہیں کیا جا سکے گا۔ اور وہ گمان کرتے تھے کہ ممنوع اور محفوظ کر دیا گیا ہے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ کا لات کے آستانے کو گرانا اور ثقیف والوں کا تماشہ دیکھنے کے لئے خود گرنا۔ پھر اُٹھ کر ان کو بنیاد سمیت کھود ڈالنا

حضرت مغیرہ بن شعبہ کھڑے ہو گئے دونوں ہاتھوں میں کدال و ہتھوڑے لئے اور اپنے اصحاب سے کہنے لگے کہ آج میں ثقیف والوں کے ساتھ مذاق کر کے ان کو خوب پاگل بناؤں گا۔ چنانچہ دونوں کدالوں کے ساتھ لات کے آستانے پر ضرب لگائی پھر خود ہی گر گئے اور ایڑیاں رگڑنا شروع کر دیں۔ پھر کیا تھا اہل طائف خوش ہو گئے انہوں نے مشرکانہ نعرہ لگایا اس زور کے ساتھ کے پورا طائف لرز اٹھا ایک چیخ کے ساتھ۔ کہنے لگے اللہ نے حضرت مغیرۃ کو ہلاک کر دیا اور اس کو بتوں نے قتل کر دیا اور وہ بنوثقیف بہت خوش ہوئے جب انہیں پڑا ہوا دیکھا۔ مشرک کہنے لگے قریب جا کر، دیکھا تم میں سے ہے کوئی اے مسلمانو! (مغیرہ کا انجام دیکھا تم نے) جس کو شوق ہو وہ آگے آئے اور پورا کرے۔ اپنی تی کوشش دکھاؤ اس کو گرانے کے لئے۔ اللہ کی قسم مسلمانو تم ہرگز اس کو نہیں گرا سکتے۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ جو صرف ان کو ذلیل کرنے کے لئے ڈرامہ کر رہے تھے کود کر کھڑے ہوئے اور بولے قَبَّحَکُمُ اللّٰہ، اللہ تمہیں رسوا کرے۔ ثقیف والوں (تمہارے اس آستانے کی کوئی حیثیت نہیں ہے) یہ محض اینٹ پتھر وگارے کی عمارت ہے۔ اللہ نے جو تمہیں عافیت دی ہے اس کو قبول کرلو اور صرف اللہ کی عبادت کرو۔ (پھر اللہ اکبر کر کے) آستانے کے دروازے پر حملہ کیا اور اس کو توڑ ڈالا۔ اس کے بعد آستانے کی دیوار پر چڑھ گئے اور دیگر لوگ بھی (مسلمان مجاہدین) اُوپر چڑھ گئے۔ انہوں نے (دیکھتے ہی دیکھتے شرک کی اور کفر کے آستانے کی اینٹ سے اینٹ بجادی)۔ ایک ایک پتھر الگ کر دیا۔ حتیٰ کہ انہوں نے اس کو زمین کے برابر کر دیا۔ آستانے کا مجاور چابی بردار کہنے لگا بنیاد کھود کر دکھاؤ اس کو زمین میں دھنسادیا جائے گا۔

حضرت مغیرہ بن شعبہ نے مشرک کی بات سنی تو خالد بن ولید سے کہا مجھے چھوڑیئے میں اس کی بنیاد ہی کیوں نہ کھود ڈالوں۔ چنانچہ انہوں نے اس کو اس قدر کھودا کہ نیچے سے مٹی نکال دی۔

مسلمان وہاں سے سارا مال لوٹ کر لے گئے

(آستانے پر چڑھایا جانے والا چڑھاوا) زیورات اور کپڑے نوچ کر اور کھینچ کر لے گئے۔ بنو ثقیف حیران و پریشان ہو کر بڑی حسرت وافسوس کے ساتھ دیکھتے رہ گئے۔ ایک بڑھیا نے ان میں سے کہا تھا کمینوں نے اس کا دفاع ترک کر دیا ہے اور تلوار زنی ترک کر دی ہے۔ وفد والے آئے حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس داخل ہوئے وہ لوگ خود ہی وہاں سے لوٹتے ہوئے زیورات اور کپڑے وغیرہ بھی خود ہی حضور ﷺ کے پاس لے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو اُسی دن تقسیم کر دیا۔ وفد والوں نے اللہ کی حمد اور شکر ادا کیا اس پر جو اللہ نے اپنے نبی کی نصرت کی تھی اور اپنے دین کو غلبہ دیا تھا۔

یہ الفاظ حدیث موسیٰ بن عقبہ کے ہیں اور روایت عروہ اسی کے مفہوم میں ہے۔ (الدرر ۲۴۷-۲۵۰)

محمد بن اسحٰق بن یسار کا خیال ہے کہ رسول اللہ تبوک سے مدینے میں ماہِ رمضان میں آئے تھے اور اسی ماہ ان کے پاس ثقیف والوں کا وفد آگیا تھا۔ اور اس نے یہ گمان کیا ہے کہ رسول اللہ جب ان سے لوٹے تھے ان کے پیچھے ان کے قدموں پر، عروہ بن مسعود ثقفی آگیا تھا۔ اس نے حضور کو مدینہ پہنچنے سے قبل ہی پالیا تھا اور وہ مسلمان ہو گیا تھا۔ اور اس نے اسلام کے ساتھ اپنی قوم کی طرف جانے کی اجازت مانگی تھی۔ حضور نے فرمایا تھا کہ وہ لوگ تمہیں قتل کر دیں گے۔

اس کے بعد ابن اسحٰق نے اس کے واپس جانے اور اس کے قتل ہونے کا واقعہ ذکر کیا ہے اور یہ کہ کہا گیا تھا ان سے ان کے دم کے بارے میں اس کے بعد جب تیر مار کر ان کو زخمی کر دیا گیا تھا۔ (کس سے اس کا بدلہ لیا جائے)۔ عروہ بن مسعود نے کہا تھا یہ عزت ہے اللہ نے جس کے ساتھ مجھے نوازا ہے اور شہادت ہے اللہ جس کو چلا کر میرے پاس لے آئے ہیں۔ میرے بارے میں کچھ نہیں مگر وہ بھی جو دیگر شہدا میں ہے جو رسول اللہ کے ساتھ مل کر لڑتے ہوئے شہید ہوئے تھے۔ اس سے قبل کہ وہ کوچ کریں تم مجھے ان کے ساتھ دفن کر دینا، لہٰذا انہوں نے اس کو ان کے ساتھ دفن کر دیا۔ بنو ثقیف عروہ بن مسعود کی شہادت کے بعد کئی ماہ تک ٹھہرے رہے تھے۔

پھر (ابن اسحٰق نے) ذکر کیا ہے ثقیف کا نبی کریم ﷺ کے پاس آنا اور ان کا مسلمان ہونا۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے اس نے کہ رسول اللہ ﷺ نے ابو سفیان بن حرب کو بھیجا تھا اور مغیرہ بن شعبہ کو کہ وہ جا کر (لات کے) بت خانے کو منہدم کر دیں۔ اور ابو سفیان اپنے مال میں ٹھہر گئے تھے اور مغیرہ بن شعبہ چلے گئے تھے اور وہ جا کر اس آستانے کے اُوپر چڑھ گئے تھے اور کدال کے ساتھ اس کو ضرب لگاتے رہے اور اس کے پیچھے بنو معتب کھڑے رہے تھے اس ڈر کے مارے حفاظت کے لئے کہ کہیں اس کو تیر نہ مار دیا جائے اس کو شہید نہ کر دیا جائے جیسے عروہ کو مارا گیا تھا۔ چنانچہ ثقیف والوں کی عورتیں سر اور بال کھول کر نکل آئی تھیں جو کہ لات کے آستانے کی تباہی و بربادی پر بُری طرح رو رہی تھیں اور کہہ رہی تھیں :

أتبكين دفاع - أسلمها الرضاع - لم يحسنوا المصاع

البتہ ضرور رو دیا جائے گا دفاع بت اور آستانہ ۔ کمینوں نے جس کے دفاع و حفاظت کو ترک کر دیا ہے جو (شاید) لڑائی اور تلوار کا استعمال ہی نہیں جانتے ۔

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے ، ان کو عباس اسفاطی نے ، ان کو ابراہیم بن حمزہ نے ، ان کو حاتم بن اسماعیل نے ابراہیم بن اسماعیل بن مجمع نے عبدالکریم سے ، اس نے علقمہ بن سفیان بن عبداللہ ثقفی سے ، اس نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ اس وفد میں تھے جو رسول اللہ ﷺ کے پاس وفد لے کر گئے تھے ۔ وہ کہتے ہیں کہ مغیرہ بن شعبہ کے گھر کے پاس ہمیں ٹھہرایا گیا ۔ بلال آتے تھے ہمارے پاس ہمیں افطار کراتے تھے ، ہم پوچھتے تھے کیا رسول اللہ ﷺ نے افطار کرلیا ہے ؟ وہ کہتے تھے جی ہاں ۔ میں اس وقت آیا ہوں جب رسول اللہ نے افطار کرلیا ہے ۔ وہ اپنا ہاتھ رکھتے وہ کھاتے اور ہم بھی کھاتے تھے ۔ کہتے ہیں بلال ہمارے پاس ہماری سحریوں کے وقت بھی آتے تھے ۔

اس دین میں کوئی خیر نہیں جس میں جھکنا نہ ہو .... (۳) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے ، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر اصبہانی نے ، ان کو یونس بن حبیب نے ، ان کو ابوداؤد نے ، ان کو حماد بن سلمہ نے حمید سے ، اس نے حسن سے ، اس نے عثمان بن ابو العاص سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو ٹھہرایا تھا اس خیمے میں جو مسجد میں تھا تا کہ ان کے دل نرم ہوں قرآن سن کر اور نمازیوں کو دیکھ کر ۔ اور ان لوگوں نے شرط رکھی تھی حضور ﷺ پر جب وہ مسلمان ہوئے تھے کہ نہ وہ ہانکے جائیں ، نہ مال کا دسواں حصہ لیا جائے ، نہ ہی وہ مجبور کئے جائیں کسی امر پر ۔ یعنی ان سے ان کے مال میں سے کچھ نہ لیا جائے ، جہاد پر مجبور نہ کئے جائیں ، نہ ہی کسی اور امر پر ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری یہ بات منظور ہے کہ تم سے اس بارے میں نرمی کی جائے گی مگر اس دین میں کوئی خیر نہیں ہے جس میں جھکنا (رکوع کرنا) بھی نہ ہو ۔

(ابوداؤد ۔ کتاب الخراج ۔ حدیث ۳۰۲۶ ص ۱۶۳/۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے ، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوداؤد نے ، ان کو حسن بن صباح نے ، ان کو اسماعیل بن عبدالکریم نے ، ان کو ابراہیم نے اپنے والد سے ، اس نے وہب سے ، وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت جابر سے پوچھا ثقیف والوں کی حالت کے بارے میں جب انہوں نے بیعت کی تھی ۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے شرط رکھی تھی نبی کریم ﷺ پر کہ ان پر صدقہ دینا نہیں ہوگا ، اور ان پر جہاد کرنا بھی نہیں ہوگا بے شک یہ ہے کہ اس نے سنا تھا بعد اس کے نبی کریم سے فرما رہے تھے کہ عنقریب وہ صدقہ بھی کریں گے اور وہ جہاد بھی کریں گے جب وہ مسلمان ہو گئے ہیں تو ۔ (ابوداؤد ۔ کتاب الخراج ۔ حدیث ۳۰۲۵ ص ۱۶۳/۲)

امام کو مقتدیوں کی رعایت رکھنا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے ، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے ، ان کو یونس بن حبیب نے ، ان کو ابوداؤد نے ، ان کو شعبہ نے ، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی عمرو بن مرہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا سعید بن مسیب سے ، ان کو عثمان بن ابوالعاص نے ، وہ کہتے ہیں کہ آخری عہد جو رسول اللہ نے مجھ سے کیا تھا وہ یہ تھا ، فرمایا تھا کہ جب تم کسی قوم کی امامت کرو تو ان پر نماز ہلکی اور آسان کرنا ۔ (مسلم ۔ کتاب الصلوۃ ۔ حدیث ۱۸۷ ۔ ۳۴۲/۱)

(۶) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ، ان کو احمد بن عبید نے ، ان کو ہشام بن علی نے ، ان کو محمد بن مجیب نے ابو ہمام دلال سے ، ان کو سعید بن سائب نے محمد بن عبداللہ بن عیاض سے ، اس نے عثمان بن ابوالعاص سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اس کو حکم دیا تھا کہ طائف کی مسجد وہاں بنائے جہاں ان کے یعنی اہل طائف کے بت تھے ۔ (ابوداؤد ۔ کتاب الصلوۃ ۔ حدیث ۴۵۰ ۔ ۱۲۳/۱)

☆☆☆

باب ۲۰۸

نبی کریم ﷺ کا عثمان بن ابوالعاص ثقفی رضی اللہ عنہ کو وہ تعلیم دینا جو اس کی شفا کا سبب بنی اور حضور ﷺ کا اس کے لئے دعا کرنا حتیٰ کہ شیطان اس سے الگ ہوگیا اور اس سے نسیان بھی دُور ہوگیا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل بن ابراہیم نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی احمد بن سلمہ نے، ان کو محمد بن مثنیٰ نے، ان کو سالم بن نوح نے، ان کو جریری نے ابوالعلاء سے، اس نے عثمان بن ابوالعاص سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کی کہ شیطان میرے اور میری نماز کے درمیان حائل ہوجاتا ہے اور میری قراءت کے۔ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک شیطان ہوتا ہے اس کو حنزب کہا جاتا ہے۔ جب تم اس کو محسوس کرو تو اس سے اللہ کی پناہ مانگا کرو اور اپنی بائیں طرف تین بار تھوک دیا کرو۔ کہتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی کیا تو اللہ نے اس کو مجھ سے دُور کردیا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مثنیٰ سے۔ (مسلم۔ کتاب السلام۔ حدیث ۶۸ ص ۱۷۲۸/۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوسہل احمد بن محمد زیاد قطان نے، ان کو زکریا بن یحییٰ ابویحییٰ ناقد نے، ان کو عثمان بن عبدالوہاب ثقفی نے، ان کو ان کے والد نے یونس سے اور عنبسہ نے حسن سے، اس نے عثمان بن ابوالعاص سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں اپنی یادداشت خراب ہونے کی شکایت کی قرآن مجید حفظ کرنے میں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ یہ ایک شیطان ہوتا ہے اسے خنزب کیا جاتا ہے۔ میرے قریب آ اے عثمان (میں قریب ہوا تو) حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ مبارک میرے سینے پر رکھ دیا، میں نے اس کی ٹھنڈک اپنے دونوں کندھوں کے درمیان محسوس کی۔ اور حضور ﷺ نے فرمایا نکل جا تو اے شیطان عثمان کے سینے سے۔ کہتے ہیں اس کے بعد سے میں نے جو بھی بات سُنی وہی یاد ہوگئی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوبکر قاضی نے، ان کو خبر دی ابومنصور محمد بن احمد ازہری نے، ان کو حسین بن ادریس انصاری سے ان کے مولا نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے صلت بن مسعود بصری نے، ان کو معتمر بن سلیمان نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا عبداللہ بن عبدالرحمن طائفی سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں اپنے چچا عمرو بن اویس سے، اس نے عثمان بن ابوالعاص سے، وہ کہتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے عامل مقرر کیا تھا اور میں ان چھ افراد میں سے چھوٹا تھا جو وفد کی صورت میں حضور ﷺ کے پاس آئے تھے بنوثقیف میں سے تھے۔ یہ اس لئے ہوا کہ میں سورۃ بقرہ پڑھتا رہتا تھا۔

میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ بے شک قرآن مجھ سے چلا جاتا ہے۔ حضور ﷺ نے اپنا ہاتھ میرے سینے پر رکھا اور فرمایا کہ اے شیطان تو نکل جا عثمان کے سینے سے۔ کہتے ہیں کہ اس کے بعد سے میں کوئی بھی چیز نہیں بھولا ہوں جس کو میں یاد کرنا چاہتا ہوں۔

(ابن ماجہ۔ کتاب الطب، حدیث ۳۵۴۸ ص ۱۱۷۴/۲)

ہر درد کا علاج

(۴) ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد روذ باری نے، ان کو ابو بکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عبداللہ قعنبی نے مالک سے، اس نے یزید بن حصیفہ سے یہ کہ عمرو بن عبداللہ بن کعب سلمی نے، ان کو خبر دی ہے کہ نافع بن جبیر نے، ان کو خبر دی ہے عثمان بن ابوالعاص سے کہ وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے، عثمان نے کہا مجھے درد ہے اس قدر کہ لگتا ہے مجھے ہلاک کر دے گا۔ کہتے ہیں نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس جگہ پر سات بار اپنا دایاں ہاتھ پھیریں سات بار اور یہ پڑھیں :

اعوذ بعزة الله و قدرته من شر ما اجد

عثمان کہتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی کیا، اللہ نے میرا درد دُور کر دیا۔ اس کے بعد میں ہمیشہ اپنے گھر والوں کو اور عزیزوں کو یہی بتاتا ہوں۔ (مسلم۔ کتاب السلام۔ حدیث ۶۷ ص ۳/۱۷۲۸۔ ابوداؤد۔ کتاب الطب۔ حدیث ۳۸۹۱ ص ۱۱/۳)

مجموعہ ابواب ۲۰۹

رسول اللہ ﷺ کے پاس عرب کے وفود کی آمد[۱]

(۱) ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ نے مغازی میں ذکر کیا ہے اس میں جو میں نے نہیں پایا سماعی نسخہ میں۔ تحقیق مجھے خبر دی اس کے ساتھ بطور اجازت کے۔ یہ کہ ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حدیث بیان کی ہے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے محمد بن اسحاق سے۔

وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ نے مکہ فتح کیا اور غزوہ تبوک سے بھی فارغ ہو گئے اور بنو ثقیف بھی مسلمان ہو گئے، انہوں نے بیعت بھی کر لی تو اس کے بعد ہر طرف سے رسول اللہ کے پاس عرب کے وفد آنے لگے اور وہ فوج در فوج اللہ کے دین میں داخل ہوئے، جیسے اللہ تعالیٰ نے بیان فرمایا ہے اس کے ذکر کو کہ ان کے پاس ہر طرف سے وفود آنے لگے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۷۱/۴۔ تاریخ ابن کثیر ۴۰/۵)

---

[۱] وفود کی تفصیل کے لئے دیکھئے : طبقات ابن سعد ۲۹/۱۔ سیرۃ ابن ہشام ۱۷۱/۴۔ تاریخ طبری ۱۵۵/۱۔ ابن حزم ۲۵۹۔ عیون الاثر ۲۹۵/۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۴۰/۵۔ سیرۃ شامیہ ۳۸۶/۶)

باب ۲۱۰

وفد عطارد بن حاجب بنو تمیم میں

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں عرب کے وفود رسول اللہ ﷺ کے پاس آنا شروع ہو گئے تھے۔

پس ان کے پاس عطارد بن حاجب بن زرارہ تمیمی وفد لے کر آئے بنو تمیم کے شرفاء کا۔ ان میں اقرع بن حابس تھے، زبرقان بن بدر تھے، عمرو بن الاہتم تھے، حبحاب بن یزید تھے، نعیم بن زید اور قیس بن حارث اور قیس بن عاصم تھے بنو تمیم کے عظیم وفد میں۔ ان میں عیینہ بن حصن فزاری تھے اور اقرع بن حابس اور عیینہ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ جنگ حنین میں، فتح مکہ میں، غزوہ طائف میں شریک ہو چکے تھے۔ جب بنو تمیم کا وفد آیا تو اس میں یہ لوگ بھی آئے تھے۔ وفد بنو تمیم جب مسجد میں داخل ہوا تو انہوں نے حجروں کے باہر سے رسول اللہ کو آواز لگا دی کہ ہماری طرف باہر آیئے اے محمد ﷺ ہم تیرے پاس آئے ہیں تاکہ ہم تیرے ساتھ فخر کریں۔ آپ ہمارے شاعر کو اور خطیب کو اجازت دیجئے۔ حضور نے فرمایا کہ اچھا ٹھیک ہے۔

جب انہوں نے آواز دی تو اس بات نے رسول اللہ ﷺ کو ایذا اور تکلیف دی یعنی ان کے چیخنے سے آپ باہر تشریف لے آئے۔ آپ جب باہر آئے تو انہوں نے کہا ہم تمہارے ساتھ مفاخرت کرنے آئے ہیں۔ حضور ﷺ نے ان کے خطیب کو اجازت دی کہ میں نے اجازت دی ہے تمہارے خطیب کو کھڑا ہو جائے۔ لہٰذا عطارد بن حاجب کھڑا ہوا، اس نے کہا:

''سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں بادشاہ بنایا۔ اس کو جس کو ہم سب پر فضیلت حاصل ہے، وہ ذات ہے جس نے ہمیں بڑے بڑے مال عطا کئے، ہم ان کے ساتھ بھلائی کے کام کرتے ہیں اور اس نے ہمیں اہل مشرق میں زیادہ عزت وغلبہ دیا اور ان میں اکثریت عطا کی اور اسلحہ وساز وسامان کی تیاری میں زیادتی عطا کی۔ لوگوں میں کون ہے ہم جیسا؟ کیا ہم لوگوں کے سردار نہیں ہیں؟ اور ان میں سے صاحب فضل بھی جو شخص ہم سے مفاخرت کرے اس کو چاہئے کہ ہماری طرح خوبیاں شمار کرائے، اگر ہم چاہیں تو ہم بات زیادہ بھی کر سکتے ہیں، لیکن ہم شرم کرتے ہیں زیادہ عطاؤں کا ذکر کرنے سے۔ میں یہ بات کہتا ہوں تاکہ تم ہماری بات جیسی بات لے آؤ اور کوئی امر ایسا لے آؤ جو افضل ہو ہمارے امر سے، اس کے بعد وہ بیٹھ گیا''۔

رسول اللہ ﷺ کے حکم سے بنو تمیم کے خطیب کا جواب حضرت ثابت بن قیس بن شماس نے دیا

رسول اللہ ﷺ نے حضرت ثابت بن قیس بن شماس سے کہا آپ کھڑے ہو جایئے اور اس کو جواب دیجئے۔ وہ کھڑے ہوئے اور انہوں نے کہا:

''سب تعریفیں اللہ تعالیٰ کے لئے ہیں آسمان وزمین جس کی مخلوق ہیں، جس نے آسمان وزمین میں اپنا حکم نافذ کر رکھا ہے۔ کرسی اس کی فراخ ہے اور علم اس کا وسیع ہے، کوئی بھی شئی ہرگز موجود نہیں ہے مگر اس کے فضل سے، پھر یہ بات بھی اسی کے فضل سے ہے کہ اس نے ہمیں بادشاہ بنا دیا، اور اس نے اپنی بہترین مخلوق میں اپنا رسول منتخب فرمایا جو ساری مخلوق سے باعزت نسب کا حامل ہے، سب سے زیادہ بات کا سچا ہے، اور سب سے افضل ہے حسب کے اعتبار سے، اللہ نے اس پر اپنی کتاب اُتاری ہے اور امین بنایا ہے اسے اپنی مخلوق پر۔ لہٰذا وہ اللہ کا برگزیدہ ہے سارے جہانوں میں، اس رسول نے لوگوں کو اللہ پر ایمان لانے کی دعوت دی ہے۔ پس ایمان لائے اس کے سبب سے اس کی قوم میں سے مہاجرین اور اس کے قریبی رشتہ دار، وہ رسول سب لوگوں سے حسب کے اعتبار سے اکرم ہے، چہرے کے لحاظ سے احسن ہے سب

لوگوں سے عمدہ افعال والا ہے، سب لوگوں میں پہلا شخص قبولیت کے اعتبار سے، اللہ نے اجابت کرائی جب بھی اس کو رسول اللہ نے پکارا، ہم تو بس ہم اللہ کے دین کے انصار مددگار ہیں، اللہ کے رسول کے وزیر ہیں، ہم لوگوں سے جہاد وقتال کرتے رہیں گے اس وقت تک کہ وہ ایمان لے آئیں۔ لہٰذا جو شخص ایمان لاتا ہے اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ وہ اپنے جان ومال کو محفوظ کر لیتا ہے، اور جو شخص عہد شکنی کرے گا ہم اس کے ساتھ اللہ کے دین کے لئے ہمیشہ جہاد وقتال کرتے رہیں گے، اور اس کو قتل کرنا ہمارے لئے آسان ہوگا۔ میں یہی کچھ کہتا ہوں اور اللہ سے استغفار کرتا ہوں مؤمن مردوں اور مؤمنہ عورتوں کے لئے''۔ والسلام علیکم

ابن اسحاق نے اس کے بعد زبرقان بن بدر کے (خطاب) کے لئے اُٹھنے اور اس کے اشعار کہنے کا ذکر کیا ہے۔ اور حضرت حسان کے اس کے جواب دینے کا۔ زبرقان کے اشعار سیرت ابن ہشام میں موجود ہیں، اس کے جواب میں حضرت حسان کا مشہور قصیدہ رائعہ شہیرہ موجود ہے بخوف طوالت یہاں ذکر نہیں کیا ہے۔

جب حسان اپنے قول سے فارغ ہوئے تو اقرع بن حابس نے کہا یہ شخص ہمارے خطیب سے بڑا خطیب ہے اور رسول اللہ ﷺ کا شاعر ہمارے شاعر سے بڑا شاعر ہے اور ان کی آوازیں بھی ہمارے لوگوں کی آوازوں سے بلند ہیں۔

جب وہ لوگ فارغ ہو گئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اجازت دے دی، اور ان کو عمدہ عطایا دیئے، اور عمرو بن اہتم کو ان کی قوم نے اپنے پیچھے چھوڑ دیا ہے وہ ان سب میں نوعمر تھا۔ چنانچہ قیس بن عاصم نے کہا اور وہ ابن اہتم کو ناپسند کرتا تھا یا رسول اللہ ﷺ آپ کے اُوپر سلام ہو وہ تو ہم میں سے لڑکا تھا ہمارے سامان میں رہتا تھا وہ نوعمر لڑکا ہے۔ رسول اللہ نے اسی طرح دیا جس طرح دیگر افراد کو دیا تھا۔ لہٰذا عمرو بن اہتم نے کہا جب اس کو یہ بات پہنچی یعنی قیس کا قول جس میں اس نے اس کی بُرائی کی تھی۔ لہٰذا کئی اشعار ذکر کئے:

(سیرۃ ابن ہشام۔۴۴/۸/۱۷۔ تاریخ ابن کثیر ۴۲/۵۔۴۴)

اس نے کہا:

ان كنتم جئتم لحقن دماء كم — واموالكم ان تقسموفى المقاسم
فلا تجعلوا الله ندا واسلموا — ولا تلبسو زيا كذى الاعاجم

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے، ان کو محمد بن زبیر حنظلی نے کہ زبرقان بن بدر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور قیس بن عاصم اور عمرو بن اہتم۔ انہوں نے ابن اہتم سے کہا کہ مجھے زبرقان کے بارے میں بتایئے۔ بہرحال یہ بات میں تم سے قیس کے بارے میں نہیں پوچھ رہا۔ اس نے کہا میں سمجھتا ہوں کہ انہوں نے قیس کو پہچان لیا تھا۔ عمرو نے بتایا زبرقان اپنے حکم میں اطاعت کیا ہوا ہے (یعنی وہ سردار ہے اس کی بات مانی جاتی ہے)۔ سخت مقابلہ کرنے والا ہے، اپنے پیچھے اپنے والوں کی حفاظت کرنے والا ہے۔

کہتے ہیں کہ زبرقان نے کہا کہ تحقیق کہہ چکا وہ جو کچھ اس نے کہنا تھا حالانکہ وہ جانتا ہے کہ میں افضل ہوں اس سے جو کچھ اس نے کہا ہے۔ کہتے ہیں پس عمرو نے کہا اللہ کی قسم میں نہیں جانتا تجھ کو مگر تم بے مروت ہو کنجوس و بخیل ہو احمق باپ کے بیٹے ہو۔ تمہارے ماموں کمینے ہیں۔ پھر کہنے لگا یا رسول اللہ ﷺ میں نے ان دونوں کی گفتگو میں سچ کہا ہے۔ اس نے مجھے راضی کیا ہے تو میں نے اس کی وہ اچھی باتیں بیان کی ہیں جو میں جانتا ہوں اور اس نے ناراض کر دیا ہے مجھ کو تو بُری معلومات کے ساتھ جو اس بارے میں جانتا تھا بیان کی ہیں کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بے شک بیان جادو آفرین ہے۔

یہ روایت منقطع ہے تحقیق روایت کیا گیا ہے دوسرے طریق سے بطور موصول روایت کے۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوجعفر کامل بن احمد مستملی نے ان کو خبر دی محمد بن محمد بن احمد بن عثمان بغدادی نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن حسین علاف نے بغداد میں، ان کو حدیث بیان کی علی بن حرب طائی نے، ان کو ابوسعد الہیثم نے بن محفوظ نے ابوالمقوم سے ان کا نام تھا یحییٰ بن یزید، اس نے حکم بن عتیبہ سے، اس نے مقسم مولیٰ ابن عباس سے، اس نے عبداللہ بن عباس سے۔ (البدایۃ والنہایۃ ۴۵/۵)

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس قیس بن عاصم اور زبرقان بن بدر اور عمرو بن اہتم یہ سارے تمیمی آ کر بیٹھے اور زبرقان نے فخر کیا اور کہنے لگا یارسول اللہ ﷺ میں بنوتمیم کا سردار ہوں میری اطاعت کی جاتی ہے ان میں۔ اور میری ہر بات کی اجابت کی جاتی ہے۔ میں ان کو ظلم سے بچاتا ہوں اور ان کے حقوق لے کر دیتا ہوں اور یہ موصوف بھی اس بات کو جانتا ہے یعنی عمرو بن اہتم۔

اتنے میں عمرو بن اہتم نے کہا کہ واقعی یہ سخت مقابلہ کرنے والا ہے اپنی جانب کا دفاع کرنے والا ہے، اپنی قوم میں سردار ہے۔ زبرقان بن بدر نے کہا اللہ کی قسم یارسول اللہ البتہ تحقیق یہ میرے بارے میں اس کے علاوہ بھی بہت کچھ جانتا ہے جو کچھ اس نے کہا ہے، اس کے بتانے سے اور کوئی چیز اس کو مانع نہیں ہے بتانے سے مگر حسد ہی مانع ہے۔ عمرو بن اہتم نے کہا میں تم سے حسد کروں گا؟ اللہ کی قسم بے شک تو لئیم الخال ہے، حدیث المال ہے، احمق الولد ہے، کمینے قبیلے میں وضیع ہے، اللہ کی قسم یارسول اللہ ﷺ میں نے بالکل سچ کہا ہے جو کچھ کہا ہے، شروع میں اور میں نے جھوٹ اس میں بھی بولا ہے جو کچھ میں نے آخر میں کہا ہے، لیکن میں ایسا آدمی ہوں کہ جب میں راضی ہوتا ہوں تو میں احسن بات کہتا ہوں جو مجھے معلوم ہوتی ہے اور جب میں ناراض ہوتا ہوں تو میں سب سے زیادہ قبیح بات بتاتا ہوں جو میں پاتا ہوں۔ اللہ جانتا ہے میں نے پہلی مرتبہ بھی سچ کہا تھا اور دوسری مرتبہ بھی سب کچھ سچ کہا ہے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا یہ بیان جادو ہے یہ بیان جادو ہے۔

بیر کے پتے پانی میں اُبال کر غسل کرنے کی حکمت .... (۴) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو حسن بن سہل المجوز نے، ان کو ابوعاصم نے، ان کو سفیان نے اغر سے، اس نے خلیفہ بن حصین سے، اس نے قیس بن عاصم سے کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا تو نبی کریم نے اس کو حکم دیا کہ وہ پانی اور بیر کے پتوں کو اُبال کر غسل کرے۔

(۵) ہمیں خبر دی القاضی ابوالہیثم عتبہ بن خیثمہ بن محمد بن خاتم بن خیثمہ نے، ان کو ابوالعباس احمد بن ہارون فقیہ نے، ان کو محمد بن ابراہیم بوشنجی نے، ان کو یوسف بن عدی نے، ان کو عبدالرحیم بن سلیمان نے قیس بن ربیع سے، اس نے اغر سے، اس نے خلیفہ بن حصین سے، اس نے اپنے دادا قیس بن عاصم سے کہ وہ آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس اور مسلمان ہو گئے۔ رسول اللہ نے ان کو حکم دیا تھا کہ وہ غسل کرے پانی اور بیری کے ساتھ (یعنی بیری کے پتے پانی میں اُبال کر اس پانی سے غسل کرے تاکہ جسم اچھی طرح صاف ہو جائے)۔ اور یہ حکم دیا کہ وہ ابوبکر صدیق اور عمر فاروق رضی اللہ عنہما کے پاس بیٹھے، وہ اس کو سکھائیں گے اور تعلیم دیں گے دین کے بارے میں۔

(ابوداؤد۔ حدیث ۳۵۵ ص ۹۸/۱)

☆☆☆

باب ۲۱۱

وفد بنو عامر اور نبی کریم ﷺ کا عامر بن طفیل کے خلاف بد دعا کرنا اور اللہ کا اس کے شر سے کفایت کرنا۔ اور اربد بن قیس کے شر سے بھی اس کے بعد کہ اللہ نے اپنے نبی کو اس سے بچایا تھا اور اس سب کچھ میں جو آثارِ نبوت ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو مسلم بن ابراہیم نے، ان کو اسود بن شیبان نے، ان کو ابوبکر بن ثمامہ بن نعمان راسبی نے یزید بن عبداللہ ابوالعلاء سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میرے والد وفد لے کر گئے تھے نبی کریم ﷺ کے پاس بنو عامر میں۔ انہوں نے کہا کہ آپ ہمارے سردار ہیں ہمارے اُوپر صاحب قوت وطاقت ہیں۔ انہوں نے کہا بس ٹھہر ٹھہر کر اپنی بات کہو تمہیں شیطان نہ گھیرے۔ سردار درحقیقت اللہ ہے۔ السید اللہ السید اللہ السید اللہ۔

ہمارے شیخ ابوعبداللہ حافظ نے ذکر کیا ہے ابوالعباس الاصم سے ان کو خبر دی عطاردی نے یونس سے، اس نے ابن اسحٰق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس بنو عامر کا وفد آیا تھا ان میں عامر بن طفیل اور اربد بن قیس، خالد بن جعفر اور حیان بن مسلم بن مالک بھی تھے۔ یہ لوگ اپنی قوم کے سرغنہ تھے اور ان میں سے شیطان تھے۔ لہٰذا عامر بن طفیل آیا اور کہنے لگا اللہ کی قسم میں نے قسم کھائی تھی کہ میں منع نہیں کروں گا ہر اس شخص کو عرب میں سے جو میرے پیچھے پیچھے آئے گا۔ کیا بھلا میں اتباع کروں قریش میں سے اس جوان کی۔ اس کے بعد اربد سے کہا جب ہم محمد کے پاس پہنچ جائیں گے تو میں باتوں باتوں میں محمد کے چہرے کو مشغول کروں گا تم تلوار کے ساتھ ان کا کام تمام کر دینا۔ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو عامر نے کہا اے محمد ﷺ! مجھے خلوت میں ٹائم دیجئے (تا کہ میں اکیلے میں آپ سے باتیں کرسکوں)۔

دوسرا مفہوم ہے کہ آپ مجھے اپنا دوست اور ساتھی بنا لیجئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں یہ نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ آپ اللہ کے اُوپر ایمان لے آئیں۔ درانحالیکہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ جب اس پر رسول اللہ ﷺ نے انکار کر دیا تو اس نے کہا خبردار اللہ کی قسم البتہ میں ضرور بھر دوں گا سرخ گھوڑوں کو تیرے خلاف اور مردوں کو۔ جب وہ واپس لوٹا تو رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

اَللّٰھم اَکْفِنِیْ عامِرَ بْنَ الطُّفیل۔ (ترجمہ) اے اللہ تو مجھ کو عامر بن طفیل کے مقابلے پر کافی ہو جا۔

چنانچہ جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس سے نکلے تو عامر نے کہا اربد سے، ہلاک ہو جا تو اے اربد۔ تم کہاں تھے اس کام سے جو میں نے تیرے ذمہ لگایا تھا؟ اللہ کی قسم روئے زمین پر کوئی ایسا آدمی نہیں جو میرے نزدیک زیادہ خوفناک ہو میرے نفس پر تیرے مقابلے میں۔ اور اللہ کی قسم میں آج کے دن کے بعد کبھی نہیں ڈروں گا۔ اس نے کہا تیرا باپ نہ رہے مجھ پر جلدی نہ کر۔ اللہ کی قسم میں نے نہیں ارادہ کیا اس کا جو تم نے مجھے امر کیا تھا ایک بار بھی۔ میں داخل نہیں ہوا اپنے اور کسی آدمی کے درمیان حتیٰ کہ نہ دیکھوں میں تیرے ماسوا کو۔ پس ماروں گا تجھ کو تلوار۔

اس کے بعد وہ اپنے شہر کی طرف روانہ ہو گئے جب وہ بعض راستے میں پہنچے اللہ نے عامر بن طفیل پر طاعون بھیجا اس کی گردن میں۔ لہٰذا اس کو قتل کر دیا بنو سلول کی ایک عورت کے گھر پر۔ اس کے بعد اس کے اصحاب نکلے جب اس کو دفن کر چکے تھے حتیٰ کہ ارض بنو عامر میں پہنچے تو

---

[۱] دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام ۱۷۹/۴-۱۸۰۔ طبقات ابن سعد ۳۱۰/۱۔ تاریخ طبری ۱۴۴/۳۔ البدایۃ والنہایۃ ۵۶/۵-۶۰۔ عیون الاثر ۲۹۵/۲۔ نہایۃ الادب ۵۱/۱۸-۵۸۔ شرح المواہب ۱۱/۴-۱۲)

ان کے پاس ان کی قوم آئی پوچھا کہ پیچھے کیا حالت ہے، کیا کر کے آئے ہو؟ اربد نے کہا اس (محمد ﷺ) نے ہمیں ایک شے کی عبادت کی دعوت دی ہے۔ میں یہ پسند کرتا ہوں کہ وہ میرے پاس ہو میں اس کو تیر کا نشانہ ماروں حتیٰ کہ میں اس کو قتل کر دوں۔ چنانچہ وہ نکلا بعد اس کے اس مکالمہ کے ایک یا دو دن۔ اس کے ساتھ اونٹ تھا جو اس کے پیچھے آ رہا تھا۔ بس اللہ نے اس پر اور اس کے اونٹ پر بجلی گرا دی اس نے ان کو جلا دیا اور اربد لبید بن ربیعہ کا ماں کی طرف سے بھائی تھا، وہ اس کو رویا اور اس کا مرثیہ کہا تھا۔

(۲)　ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو معاویہ بن عمرو نے، ان کو ابواسحٰق نے اوزاعی سے، اس نے اسحٰق بن عبداللہ بن ابوطلحہ سے بیر معونہ کے دو قصوں میں۔ اوزاعی کہتے ہیں کہ یحییٰ نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ عامر بن طفیل پر تیس روز تک صبح صبح بددعا کرتے رہے۔

دشمن کے خلاف بددعا کرنا

اَللّٰهُمَّ اكْفِنِیْ عَامِرَ بْنَ طُفَیْلٍ بِمَا شِئْتَ ۔ (ترجمہ) اے اللہ میری طرف سے عامر بن طفیل کی کفایت کر (کافی ہو جا) جیسے تو چاہے۔

وَابْعَثْ عَلَيْهِ دَاءً يَقْتُلُهٗ ۔ (ترجمہ) اور اس پر کوئی بیماری بھیج جو اس کو ہلاک کر دے۔

لہٰذا اللہ نے اس پر طاعون بھیجا جس نے اس کو ہلاک کر دیا۔

(۳)　ہمیں خبر دی ابوزکریا بن اسحٰق مزکی نے، ان کو خبر دی ابومحمد عبداللہ بن اسحاق نے، ان کو محمد بن اسماعیل سلمی نے، ان کو عبداللہ بن رجاء نے، ان کو خبر دی ہمام نے اسحٰق بن ابوطلحہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت انس بن مالک ﷺ نے قصہ حرام بن ملحان میں، وہ کہتے ہیں کہ مشرکین کا سردار عامر بن طفیل رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور اس نے کہا میں تجھے تین باتوں کا اختیار دیتا ہوں کہ اہلِ شہر تیرے لئے ہوں گے اور اہلِ گاؤں میرے لئے ہوں گے (ان پر تیری اور ان پر میری حکومت ہوگی) اور تیرے بعد تیرا خلیفہ یعنی نائب ہوں گا۔ یا پھر میں تیرے ساتھ جنگ کروں گا بنوغطفان کے ذریعے ایک ہزار سرخ و سفید گھوڑوں اور گھوڑیوں کے ساتھ۔ کہتے ہیں کہ پھر (اس کا انجام یہ ہوا کہ) ایک عورت کے گھر میں رہتے ہوئے اس کو نیزے کا زخم لگا۔ کہتے ہیں کہ جس سے اس کی زبان ایسے لٹک گئی جیسے جوان اُونٹ باہر نکالتا ہے۔ اس عورت کے گھر میں کہنے لگا کہ میرا گھوڑا لے آؤ۔ اس پر سوار ہوا اور اسی کی پیٹھ پر ہی مر گیا۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ہمام سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۰۹۱۔ فتح الباری ۷/۳۸۵)

(۴)　ہمیں خبر دی ابوسعد عبدالملک بن ابوعثمان زاہد نے، ان کو خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یحییٰ بن طاہر حسینی نے مدینے میں، ان کو محمد بن یحییٰ بن حسین بن نصر نے، ان کو عبداللہ زبیر بن بکار نے، ان کو بیان کی فاطمہ بنت عبدالعزیز بن مؤمل نے اپنے والد سے، اس نے اس کے دادا مؤمل بن جمیل سے۔ وہ کہتے ہیں کہ عامر بن طفیل نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تھا۔ حضور ﷺ نے اس سے کہا تھا کہ اے عامر مسلمان ہو جا۔ اس نے کہا کہ میں اس شرط پر مسلمان ہوتا ہوں کہ دیہات میرے لئے ہوں گے اور شہر تیرے لئے۔ کہتے ہیں کہ جب وہ واپس لوٹا تو وہ کہہ رہا تھا اللہ کی قسم اے محمد میں بھر دوں گا تیرے اُوپر گھوڑے بغیر بالوں والے اور نوجوان چھوکروں سے یا میں ہر ہر کھجور کے درخت کے ساتھ گھوڑا باندھ دوں گا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے اللہ مجھے کفایت فرما (یعنی میری طرف سے تو کافی ہو جا اور بدلہ لے لے) عامر سے اور اس کی قوم کو ہدایت عطا فرما۔ لہٰذا وہ نکل گیا حتیٰ کہ جب وہ مدینے کی پشت پر پہنچا تو اس نے ایک عورت کی طرف رجوع کیا، جس کو سلولیہ کہا جاتا تھا۔ وہ اپنے گھوڑے سے نیچے اُترا اور اس کے گھر میں سو گیا لہٰذا اس کے حلق میں پھوڑا پیدا ہو گیا۔ وہ اپنے گھوڑے پر بیٹھا اور اس نے اپنا نیزہ ہاتھ میں لیا اور وہ اس پر ادھر اُدھر گھومنے اور گردش کرنے لگا۔ وہ کہہ رہا تھا کہ یہ اُبھارا ہو گیا ہے جیسے جوان اُونٹ دل نکالتا ہے اور موت ہے سلولیہ کے گھر میں (یعنی یہاں پر میں مر جاؤں گا)۔ ہمیشہ اس کا یہی حال رہا حتیٰ کہ وہ اپنے گھوڑے سے مر کر گر گیا۔ واللہ اعلم

☆☆☆

باب ۲۱۴

وفد عبدالقیس[1] کی آمد اور نبی کریم ﷺ کا ان کی آمد کی خبر دینا ان کی آمد سے پہلے

(۱) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک رحمۃ اللہ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو شعبہ نے ابوجمرہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب وفد عبدالقیس والے رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو حضور ﷺ نے پوچھا تھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے بتایا کہ ہم بنو ربیعہ ہیں۔ حضور ﷺ نے فرمایا خوش آمدید ہو وفد کو۔ غیر ناکام وغیر نامراد (یعنی ناکام و نامراد نہیں آئے ہو بلکہ تمہارا آنا کامیابی اور سعادت مندی ہی ہوگا)۔ ان لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ ربیعہ کا ایک قبیلہ ہیں اور ہم لوگ بہت دور دراز جگہ سے آئے ہیں۔ اور بے شک ہمارے اور تمہارے درمیان کفار مضر کے قبائل پڑتے ہیں۔ ہم آپ کے پاس ہر وقت نہیں آسکتے مگر شہر الحرام کے اندر۔ لہٰذا آپ ہمیں کوئی صاف صاف اور فیصلہ کن بات کا حکم دے دیں جس پر ہم اپنے پیچھے والوں کو بھی دعوت دیں اور اس کے ذریعے ہم جنت میں چلے جائیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں تمہیں چار چیزوں کا حکم دیتا ہوں اور چار چیزوں سے روکتا ہوں۔

۱۔ میں تمہیں حکم دیتا ہوں کہ اللہ کے ساتھ ایمان لانے کا جو اکیلا ہے۔ کیا تم جانتے ہو کہ ایمان باللہ کیا ہوتا ہے؟ یہ شہادت دینا ہوتی ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود و مشکل کشا نہیں ہے۔ صرف وہی ہے اور یہ کہ محمد ﷺ اللہ کے رسول ہیں۔

۲۔ اور نماز قائم کرنا۔ ۳۔ زکوٰۃ ادا کرنا۔ ۴۔ ماہ رمضان کے روزے رکھنا۔

اس کے علاوہ تم غنیمتوں میں سے پانچواں حصہ (ہمیں) دیا کرو گے۔ اور میں تمہیں چار چیزوں سے روکتا ہوں۔

چار (طرح کے شراب پینے کے برتنوں کو استعمال کرنے سے) دُبّاء، حنتم اور نقیر اور مُزفّت۔

(راوی نے کبھی مزفت کی جگہ مقیّر کہا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ ان باتوں کو یاد رکھو اور ان کی اپنے پیچھے والوں کو دعوت دو۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے شعبہ کی حدیث سے۔ (مسلم ۱/۱۸۴)

(۲) ہمیں خبر دی ابوالفتح ہلال بن محمد بن جعفر حفار نے بغداد میں، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوالحسین بن یحییٰ بن عیاش نے، ان کو ابوالاشعث نے، ان کو خالد بن حارث نے، ان کو سعید بن ابوعروبہ نے قتادہ سے، اس نے متعدد لوگوں سے جو وفد کو مل گئے تھے، اور ذکر کیا ہے ابونضر کو، اس نے حدیث بیان کی ابوسعید خدری سے یہ کہ جب وفد عبدالقیس رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو انہوں نے بتایا کہ یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ ربیعہ کا ایک قبیلہ ہیں ہمارے اور آپ کے درمیان کفار مضر کے قبائل واقع ہیں۔ ہم لوگ آپ کے پاس نہیں آسکتے مگر شہر الحرام میں آپ ہمیں کسی ایسی چیز کا حکم دیں جس کی طرف ہم اپنی قوم کو دعوت دیں اور اس کے ذریعے ہم جنت میں داخل ہو جائیں جب ہم اس پر عمل کریں۔ فرمایا میں آپ کو چار چیزوں کا حکم کروں گا اور چار چیزوں سے منع کروں گا۔

یہ کہ تم اللہ کی عبادت کرو، اس کے ساتھ کسی شی کو شریک نہ کرو۔ اور نماز کی پابندی کرو اور زکوٰۃ ادا کرو اور رمضان کے روزے رکھو اور تم غنیمتوں میں سے خمس (پانچواں حصہ) ادا کرو۔ اور چار چیزوں سے تمہیں روکتا ہوں۔ کدو کا پیالہ، سبز گھڑا، روغنی برتن، لکڑی کو گود کر بنایا ہوا پیالہ۔

---

[1] دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۸۶۔ طبقات ابن سعد ۱/۳۱۴۔ تاریخ طبری ۳/۱۳۶۔ ۱۳۷۔ عیون الاثر ۲/۲۹۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۵/۴۶۔ ۴۸۔ نہایۃ الارب ۱۸/۶۵۔ شرح المواہب ۴/۱۲۔ ۱۹)

لوگوں نے پوچھا یا رسول اللہ نقیر کے بارے میں آپ کا علم کیا ہے؟ فرمایا کہ کھجور کا یا لکڑی کا تنا جسے تم کرید کر بیچ سے خالی کرتے ہو پھر اس کے اندر قطیعا اور کھجور خشک ڈال کر اس پر پانی اُونڈیل دیتے ہو یہاں تک کہ وہ جوش مارتا ہے جب وہ بیٹھ جاتا ہے تم اس کو پیتے ہو جس سے اس قدر خمار چڑھتا ہے کہ ایک شخص تم میں سے اپنے چچا کے بیٹے کو بھی نہیں پہچانتا اور اس کو قتل کر دیتا ہے۔

کہتے ہیں کہ ان لوگوں میں ایک آدمی بیٹھا تھا اس کے ساتھ اسی طرح واقعہ ہو چکا تھا۔ اس نے کہا کہ میں اس واقعہ کو چھپاتا تھا رسول اللہ ﷺ سے شرم کرتے ہوئے۔ لوگوں نے پوچھا کہ پھر ہم کس چیز میں پیا کریں یا رسول اللہ ﷺ فرمایا کہ پینے کی حلال چیزیں چمڑے کے برتن میں پیا کرو جن کے اُوپر منہ پر کپڑا باندھا گیا ہو۔ لوگوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہماری سرزمین تو چوہوں والی ہے یہاں پر چمڑے کے پینے کے برتن باقی نہیں رہتے۔ آپ نے فرمایا کہ خواہ ان کو چوہے کھا جائیں آپ نے دو مرتبہ کہا یا تین مرتبہ پھر آپ ﷺ نے اشج عبدالقیس سے کہا تیرے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ بھی پسند کرتا ہے ایک حوصلہ، دوسرے رجوع کرنے ماننے کا مادہ یا وقار۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابن ابو عروبہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۲۶ ص ۱/ ۴۸۔۴۹)

حضور ﷺ کا منذر اشج کی تعریف کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابو علی حسین بن محمد روذباری نے، ان کو اسماعیل بن محمد بن اسماعیل صفار نے، ان کو حسین بن فضل بن سمح نے، ان کو قیس بن حفص دارمی نے، ان کو طالب بن حجیر عبدی نے، ان کو ہود بن عبداللہ بن سعید نے، اس نے سنا مزیدۃ العصری سے۔ (اسد الغابۃ ۱/ ۹۶۔۴/ ۳۱۷)

انہوں نے کہا کہ نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کو حدیث بیان فرما رہے تھے اچانک انہوں نے ان سے کہا عنقریب تمہارے اُوپر یہاں سے سوار نمودار ہوں گے وہ اہل مشرق کے بہتر لوگ ہوں گے۔ حضرت عمر کھڑے ہو گئے اور ان کی طرف متوجہ ہو گئے۔ لہٰذا وہ تیرہ سواروں سے ملے، ان سے پوچھا کہ تم کون لوگ ہو؟ انہوں نے کہا کہ بنو عبدالقیس سے۔ کیا چیز تمہیں ان شہروں میں لے آئی ہے کیا تجارت؟ انہوں نے کہا کہ نہیں۔ فرمایا خبردار نبی کریم ﷺ نے ابھی ابھی تمہارا ذکر خیر کیا ہے۔ اس کے بعد عمر چلتے ہوئے ان کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئے۔ حضرت عمر نے لوگوں سے کہا کہ یہ ہیں وہ صاحب جن سے تم ملنا چاہتے ہو۔ لہٰذا وہ اپنے اپنے اُونٹوں سے کود گئے۔ بعض ان میں سے چل کر بعض دوڑ کر بھاگ کر نبی کریم ﷺ کے پاس آ گئے۔ انہوں نے نبی کریم کا ہاتھ پکڑ لیا اور اس کو بوسے دیئے اور اشج پیچھے رہ گیا تھا سواریوں میں اس نے ان کو بٹھایا اور ساتھیوں کا سامان جمع کیا بعد میں چل کر آیا۔ اس نے بھی حضور ﷺ کا ہاتھ پکڑ کر بوسہ دیا۔ حضور ﷺ نے اس سے فرمایا تیرے اندر دو خصلتیں ایسی ہیں جن کو اللہ اور اللہ کا رسول پسند کرتے ہیں۔ اس نے پوچھا کہ وہ فطرت ہے جس پر میں پیدا کیا گیا ہوں یا میری طرف سے بناوٹ ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا بلکہ وہ فطرت ہیں اس نے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے ایسی فطرت پر بنایا ہے اللہ اور رسول جس کو پسند کرتے ہیں۔ (تاریخ ابن کثیر ۵/ ۴۷۔۴۸)

(۴) ہمیں خبر دی ابو علی روذباری نے، ان کو خبر دی ابو بکر بن داسہ نے، ان کو ابو داؤد محمد بن عیسیٰ نے، ان کو مطر بن عبدالرحمٰن اعنق نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی اُم ابان بنت وازع بن زارع نے اپنے دادا زارع سے اور وہ وفد عبدالقیس میں تھا۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگوں نے ایک دوسرے سے جلدی کی اپنی سواریوں سے بھاگ کر، ہم حضور ﷺ کے ہاتھ چومنے لگے اور منذر اشج نے انتظار کیا، حتیٰ کہ وہ اپنے سامان پر آیا اس نے کپڑے بدلے پھر نبی کریم ﷺ کے پاس آیا۔ حضور ﷺ نے اس سے کہا کہ تیرے اندر دو خصلتیں ہیں جنہیں اللہ پسند کرتا ہے حلم اور اناۃ و وقار۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا میں نے وہ عادتیں خود اختیار کر رکھی ہیں یا اللہ نے مجھے ان پر تخلیق کیا ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ بلکہ اللہ نے تجھے ان پر تخلیق کیا ہے۔ اس نے کہا اللہ کا شکر ہے جس نے مجھے ان خصلتوں پر بنایا ہے اللہ جن کو پسند کرتا ہے اور رسول بھی۔ (مسند احمد ۴/ ۲۰۶)

(۵) ہمیں خبردی ابوعبداللہ محمد بن احمد بن ابوطاہر دقاق نے بغداد میں، ان کو خبردی احمد بن سلمان نے، وہ کہتے ہیں پڑھی گئی تھی ابوقلابہ عبدالملک بن محمد رقاشی پہ حدیث، اور میں سُن رہا تھا۔ وہ کہتا ہے ہمیں حدیث بیان کی رجاء بن سلمہ نے، ان کو ابن مبارک نے ابراہیم بن طہمان نے ابوجمرۃ سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ پہلا جمعہ جو جمعہ قائم کیا گیا تھا مدینے کے جمعہ کے بعد وہ بحرین کا جمعہ تھا مقام جواثا میں۔ وہ ایک بستی ہے عبدالقیس کی بستیوں میں سے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حبان سے وہ مبارک سے۔ (فتح الباری ۲/۳۷۹۔۸/۸۶)

دین اسلام قبول کرنے پر جنت کی ضمانت ....(۶) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں رسول اللہ ﷺ کے پاس جارود بن معلّٰی بن عمرو بن حنش بن یعلیٰ عبدی نے، وہ نصرانی تھا وہ وفد عبدالقیس میں تھا اس نے کہا یا رسول اللہ میں اپنے دین پر ہوں اور بے شک میں اب اپنا دین تیرے دین کے لئے چھوڑ دیتا ہوں آپ میرے ضامن بن جائیں اس میں جو کچھ ہے۔ آپ نے فرمایا ٹھیک ہے میں ضامن ہوں تیرے لئے۔ بے شک وہ چیز میں جس کی طرف دعوت دیتا ہوں وہ بہتر ہے اس سے جس پر تو ہے۔ لہٰذا وہ مسلمان ہو گیا اور اس کے احباب مسلمان ہو گئے۔ پھر اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ آپ ہمیں سواری دیجئے۔ حضور نے فرمایا کہ اللہ کی قسم میرے پاس اتنا نہیں ہے کہ جس میں تمہیں اس پر سواری دوں۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ہمارے اور تمہارے درمیان خطرناک حملہ آور لوگ ہیں، ہم ان پر سے گزر کر آتے ہیں۔ آپ نے فرمایا کہ نہیں وہ تو آگ کا جلانا ہے۔

پھر ذکر کیا ابن اسحاق نے جارود کا رجوع کرنا اپنی قوم کی طرف اور بے شک اچھے اسلام کا حامل تھا اپنے دین پر پکا رہا حتیٰ کہ انتقال ہو گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۸۶۔ تاکثیر ۵/۴۸)

باب ۲۱۳

وفد بنوحنیفہ [۱]

(۱) ہمیں خبردی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد یعقوب نے، ان کو عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے پاس بنوحنیفہ کا وفد آیا ان میں مسیلمہ کذاب بھی تھا ان کے قیام کی جگہ انصار کی ایک عورت کا گھر تھا بنونجار میں سے۔ لہٰذا مسیلمہ کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے آئے۔ انہوں نے اسے کپڑوں میں چھپایا ہوا تھا۔ اور رسول اللہ ﷺ اپنے اصحاب کے ساتھ بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے ہاتھ میں کھجور کی چھڑی تھی۔ وہ جب رسول اللہ کے پاس پہنچا وہ اس کو کپڑوں میں چھپا رہے تھے۔ اس نے رسول اللہ سے بات کی اور ان سے سوال کیا (مانگا)۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اس سے کہ اگر تم مجھ سے کھجور کی یہ ڈنڈی مانگو گے تو میں تمہیں یہ بھی نہیں دوں گا۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھ سے ایک شیخ نے کہا تھا اہل یمامہ میں سے بنوحنیفہ میں سے کہ اس کی بات اس کے برخلاف تھی۔ اس نے یہ دعویٰ کیا کہ وفد حنیفہ رسول اللہ کے پاس آئے تھے اور مسیلمہ کو اپنے سامان میں پیچھے چھوڑ آئے تھے۔ جب وہ لوگ مسلمان ہو گئے تو انہوں نے حضور سے مسیلمہ کا مقام ذکر کیا اور بولے یا رسول اللہ بے شک ہم لوگ اپنے صاحب کو پیچھے اپنے سامان میں چھوڑ آئے ہیں اور اپنی سواریوں میں

[۱] دیکھئے۔ طبقات ابن سعد ۱/۳۱۶۔ سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۷۸۔ تاریخ طبری ۳/۱۳۷۔ عیون الاثر ۲/۲۹۹۔ بخاری ۶/۲۔۴۔ البدایۃ والنہایۃ ۵/۴۸۔ شرح مذہب ۴/۱۹)

وہ ہمارے لئے اس کی حفاظت کررہے ہیں۔حضور نے اس کے لئے حکم دیا اس کی مثل جو آپ نے قوم کے لئے دیا تھا اور فرمایا تھا کہ کیا وہ تم سب میں سے بدتر مرتبہ کا حامل نہیں ہے؟ (یعنی کمتر)۔اس لئے تو وہ اپنے ساتھیوں کے سامان کی حفاظت کررہا ہے۔وہ واقعی اسی طرح تھا جو رسول اللہ کی مراد تھی۔اس کے بعد وہ لوگ واپس لوٹ گئے تھے۔

جب وہ لوگ یمامہ میں آئے تو وہ اللہ کا دشمن مرتد ہو گیا (دین سے پھر گیا)۔اور اس نے نبوت کا دعویٰ کردیا اور کہا جس وقت تم لوگوں نے میرا اس سے ذکر کیا تھا تو اس نے کہا تھا: کیا وہ (مسیلمہ) تم سے بدترین آدمی نہیں ہے؟ یہ سب کچھ نہیں تھا مگر اسی لئے کہ وہ جانتا ہے کہ میں اس معاملے میں اس کے ساتھ شریک کیا گیا ہوں۔اس کے بعد اس نے سجعے ملانا شروع کئے، وہ ان سے کہتا تھا قرآن کے مشابہ کلام بنانے کے لئے (اس نے یہ عبارت بنائی تھی)۔

۱۔ لقد انعم اللّٰہ علی الحبلی، اخرج منها نسمة تسعی بین صفاق و حشیٰ۔
۲۔ اس نے لوگوں سے نماز ساقط کردی (معاف کردی)۔
۳۔ اس نے شراب حلال کردی تھی۔
۴۔ اور زنا (حرام کاری) کو جائز کردیا تھا۔
۵۔ مگر وہ کمبخت اس سب (خباثت کے باوجود) شہادت دیتا تھا کہ رسول اللہ کے بارے میں کہ وہ نبی ہیں۔
۶۔ بعض بنو حنیفہ نے بھی اس سب کچھ پر اس کے ساتھ اتفاق کرلیا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۸۹/۲۔۱۹۰)

مدعی نبوت مسیلمہ کذاب کا جناب محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف خط

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مسیلمہ بن حبیب نے رسول اللہ کی طرف خط لکھا تھا۔

یہ خط اللہ کے رسول مسیلمہ کی طرف سے محمد رسول اللہ کی طرف، آپ کے اُوپر سلام ہو

اما بعد! بے شک میں شریک کردیا گیا ہوں اس امر میں آپ کے ساتھ اور بے شک ہمارے لئے معاملہ (نبوت و رسالت وغیرہ) نصف نصف ہوگا اور نصف معاملہ قریش کے لئے۔لیکن قریش ایسے لوگ ہیں جو زیادتی کرتے ہیں (حد سے بڑھ جاتے ہیں)۔لہٰذا اس کے دو نمائندے یہ خط لے کر حضور ﷺ کے پاس پہنچے تھے۔

حضور ﷺ کا مسیلمہ کذاب کے نام جوابی خط

رسول اللہ ﷺ نے مسیلمہ کی طرف لکھا:

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

یہ محمد رسول اللہ کی طرف سے (جوابی خط ہے) مسیلمہ کذاب کی طرف۔سلام ہو اس پر جو ہدایت کا پیروکار رہو۔

اما بعد! بے شک دھرتی ساری اللہ کی ہے وہ اس کا وارث بناتا ہے اپنے بندوں میں سے جس کو وہ چاہتا ہے۔اور (آخر میں اچھا) انجام متقین اللہ سے ڈرنے والوں کے لئے ہے۔

ابن اسحاق کہتے ہیں کہ یہ واقعہ ۱۰ھ کے آخر میں ہوا تھا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۱۰/۴۔۲۱۱)

قاصدوں کو قتل کرنے کی ممانعت .... (۲) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں مجھے حدیث بیان کی ہے

سعد بن طارق نے سلمہ بن نعیم بن مسعود سے،اس نے اپنے والد سے،وہ کہتے ہیں میں نے سُنا تھا رسول اللہ ﷺ سے جب آپ کے پاس مسیلمہ کذاب کے نمائندے خط لے کر آیا تھے،ان سے فرما رہے تھے کیا تم بھی وہی بات کہتے ہو جو وہ کہتا ہے؟ ان دونوں نے کہا جی ہاں۔آپ نے فرمایا،خبردار! اللہ کی قسم اگر یہ بات نہ ہوتی کہ قاصد اور نمائندے قتل نہیں کئے جاتے تو میں تم دونوں کی گردنیں مار دیتا۔(سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۱۰)

(۳) ہمیں حدیث بیان کی ابوبکر بن فورک نے،ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے یونس بن حبیب سے،ان کو ابوداؤد نے،ان کو مسعودی نے، ان کو عاصم نے ابووائل سے،اس نے عبداللہ بن مسعود سے،وہ کہتے ہیں کہ ابن نواحہ اور ابن اثال دو نمائندے مسیلمہ کے رسول اللہ کے پاس آئے تھے۔ حضور ﷺ نے ان سے فرمایا تھا کیا تم شہادت دیتے ہو کہ میں اللہ کا رسول ہوں؟ ان دونوں نے کہا ہم شہادت دیتے ہیں کہ مسیلمہ رسول اللہ ہے۔ حضور ﷺ نے فرمایا،میں ایمان لایا اللہ پر اور اس کے رسول پر،اگر میں قاصدوں،نمائندوں کو قتل کرتا ہوتا تو میں تم دونوں کو قتل کروا دیتا۔

(نسائی سیر کبری۔تحفۃ الاشراف ۷/۴۸)

عبداللہ کہتے ہیں کہ لہٰذا سنت چلی آئی ہے کہ نمائندے قتل نہیں کئے جاتے۔

کہا عبداللہ نے بہرحال ابن اثال کو اللہ نے ہماری طرف سے کفایت کی تھی (یعنی اللہ نے اس کو خود ہی ہلاک کیا تھا)۔باقی رہا ابن نواحہ تو میرے دل میں یہ خواہش رہتی تھی کہ اگر مجھے موقع ملے تو میں اس کا کام تمام کردوں،حتیٰ کہ اللہ نے مجھے اس پر قدرت دے دی۔

مصنف فرماتے ہیں کہ بہرحال ثمامہ ابن اثال،بس بے شک وہ مسلمان ہوگیا تھا۔تحقیق اس کے اسلام کے بارے میں حدیث گزر چکی ہے۔ بہرحال ابن نواحہ بے شک ابن مسعود نے اس کو کوفے میں قتل کیا تھا جب اللہ نے اس کو قدرت دی۔

من گھڑت قرآن کی تلاوت .... (۴) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے،وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے،ان کو محمد بن عبدالوہاب نے،ان کو خبر دی جعفر بن عون نے،ان کو خبر دی اسماعیل بن ابوخالد نے قیس بن ابوحازم سے،وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی آیا عبداللہ بن مسعود کی طرف۔اس نے کہا میں بعض مساجد بنوحنیفہ کے پاس گزرا،وہ لوگ اس طرح قراءت کر رہے تھے جس طرح اس کی قرأت کی جاتی ہے جس کو اللہ نے محمد پر اُتارا ہے وہ یوں پڑھ رہے تھے :

الطاحنات طحنا و العاجنات عجنا ، والخابزات خبزا ، والثاردات ثردًا و اللاقمات لقمًا

کہتے ہیں کہ عبداللہ بن مسعود نے ان کو بُلا بھیجا۔ان لوگوں کو لایا گیا،وہ ستر آدمی تھے،ان کا سردار عبداللہ بن نواح تھا۔کہتے ہیں کہ عبداللہ نے اس کے بارے میں حکم دیا اسے قتل کر دیا گیا۔پھر انہوں نے کہا کہ ہم لوگ ان لوگوں کے شیطانی چکر سے پریشان نہیں ہیں اور نہ ہی ان کو شام کی طرف جانے دیتے ہیں شاید کہ اللہ تعالیٰ خود ہمارے لئے ان سے کفایت کر لے۔

معبودانِ باطلہ کی کوئی حقیقت نہیں .... (۵) ہمیں خبر دی ابن بشران نے،ان کو خبر دی ابوعمرو بن سماک نے،ان کو حنبل بن اسحاق نے،ان کو حسن بن ربیع نے،ان کو مہدی بن میمون نے،وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابورجاء عطاردی سے،وہ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم مبعوث ہوگئے اور ہم نے ان کے بارے میں سُن بھی لیا پھر ہم مسیلمہ کذاب کے ساتھ لاحق ہوگئے یعنی جا ملے تو گویا ہم آگ سے جا ملے۔

کہا کہ ہم لوگ جاہلیت میں پتھروں کو پوجتے تھے۔جس وقت ہمیں پہلے سے بہتر یا خوبصورت پتھر مل جاتا تو پہلے والے کو پھینک دیتے تھے اور اچھے پتھر کی پوجا شروع کر دیتے تھے اور جب ہمیں کوئی اپنے مقصد کا پتھر نہیں ملتا تو مٹی کے چلو جمع کر لیتے تھے،پھر بکری کو پکڑ کر لے آتے تھے اس کا دودھ اس پر دوہ دیتے تھے،پھر ہم اس کے گرد طواف شروع کر دیتے تھے یعنی اس کے گرد چکر لگاتے تھے۔اور جاہلیت میں ہم ایسا کرتے تھے کہ جب رجب کا مہینہ آتا تھا تو ہم کہتے تھے کہ نیزوں کے کند کرنے والا مہینہ آ گیا۔لہٰذا ہم ان میں نہ لوہا چھوڑتے تھے نہ تیر چھوڑتے تھے۔ہم سب کچھ نکال کر پھینک دیتے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں صلت بن محمد سے،اس نے مہدی بن میمون سے۔(بخاری ۶/۴)

باب ۲۱۴

مسیلمہ کذاب اور اسود عنسی کذاب دونوں کذابوں کے بارے میں رسول اللہ ﷺ کا خواب دیکھنا اور اللہ سبحانہ کا تصدیق کرنا حضور کے خوابوں کی اور اس بارے میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے امالی میں، ان کو خبر دی ابوجعفر احمد بن عبید بن ابراہیم حافظ نے ہمدان میں، ان کو ابواسحاق ابراہیم بن حسین دیزیل نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو شعیب بن ابوحمزہ نے عبداللہ بن عبدالرحمن بن ابوحسین سے، اس نے نافع بن جبیر سے، اس نے ابن عباس سے، وہ کہتے ہیں کہ مسیلمہ کذاب عہد رسول میں مدینے میں آیا تھا۔ اس نے کہنا شروع کیا کہ اگر محمد اپنے بعد یہ معاملہ میرے لئے طے کر دے تو اس کی اتباع کر لیتا ہوں اور وہ اپنی قوم کے بہت سے آدمیوں کے ساتھ آیا تھا۔

حضور تشریف لائے ان کے ساتھ ثابت بن قیس بن شماس تھا۔ نبی کریم ﷺ کے ہاتھ میں کھجور کی ڈنڈی کا ٹکڑا تھا۔ آپ مسیلمہ اور اس کے اصحاب کے پاس ٹھہر گئے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ اگر تم لکڑی کا یہ ٹکڑا مانگو گے تو میں یہ بھی نہیں دوں گا۔ اللہ کا یہ امر ہرگز تیری طرف آئے گا (یعنی تم نبی نہیں بنو گے)۔ اور البتہ اگر تم پیچھے ہٹ کر گئے تو اللہ تجھے ذلیل کر دے گا، تیری ٹانگیں کاٹ دے گا اور بے شک میں نے تجھے دیکھا ہے اس میں جو میں دیکھا گیا ہوں۔ میں نے جو (خواب) دیکھا ہے اور یہ قیس بن ثابت بن قیس بن شماس تجھے جواب دے گا میری طرف سے۔ اس کے بعد وہ واپس چلا گیا تھا۔

حضرت عباس کہتے ہیں کہ میں نے اس قول رسول کے بارے میں دریافت کیا انت الذی اریت فیہ ما اریت پس مجھے خبر دی ابوہریرہ نے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں سو رہا تھا، میں نے خواب دیکھا کہ میرے دونوں ہاتھوں میں سونے کے دو کنگن ہیں مجھے ان کی کیفیت نے پریشان کر دیا پھر اللہ نے میری طرف نیند میں وحی کی کہ ان کو پھونک مار دیجئے۔ لہٰذا میں نے پھونک ماردی اور وہ دونوں اُڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر یہ نکالی کہ میرے بعد دو کذاب آئیں گے ایک ان میں سے یہ اسود عنسی صاحب صنعاء ہے اور دوسرا مسیلمہ کذاب صاحب یمامہ ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن سہل بن عسکر نے ابوالیمان سے۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوطاہر محمد بن محمد بن محمش فقیہ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف سلمی نے، ان کو عبد الرزاق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی معمر نے ہمام بن منبہ سے، وہ کہتے ہیں یہ ہے وہ جس کی ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوہریرہ نے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا میں سویا ہوا تھا اچانک میرے سامنے زمین کے خزانے لائے گئے اور دو کنگن سونے کے میرے آگے رکھے گئے۔ مجھے وہ دونوں بہت بھاری گزرے اور انہوں نے مجھے فکرمند کر دیا۔ لہٰذا میری طرف وحی کی گئی کہ ان کو پھونک مار دے۔ لہٰذا میں نے دونوں کو پھونک ماری تو وہ دونوں اُڑ گئے۔ میں نے اس کی تعبیر دو کذاب نکالی ہے وہ جن میں جن کے مابین ہوں۔ ایک صنعاء کا والی اور دوسرا یمامہ کا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اسحاق بن نصر سے، مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن رافع سے، ان دونوں نے عبدالرزاق سے، تحقیق اللہ نے اپنے نبی کا خواب سچا کر دکھایا۔ بہرحال اسود صاحب صنعاء کو قتل کر دیا فیروز بن دیلمی نے۔

☆☆☆

مدعی نبوت اسود عنسی کو فیروز دیلمی نے قتل کیا تھا

(۳) ہمیں خبر دی اس کے بارے میں ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر بن نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو زید بن مبارک صنعانی اور عیسیٰ بن محمد مروزی نے جو کہ مکہ کا مجاور رہا تھا مرنے تک۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے محمد بن اسحاق صنعانی نے، ان کو سلیمان بن وہب نے نعمان بن بزرج نے، وہ کہتے ہیں کہ اسود کذاب نکلا، وہ قبیلہ عنسی کا آدمی تھا اس کے ساتھ دو شیطان لگے ہوئے تھے ایک کا نام سحیق تھا اور دوسرے کا نام تھا شقیق، وہ دونوں اس کو ہر شئی کی خبر دیتے تھے جو لوگوں کے معاملے میں نئی وجود میں آتی تھی۔ اسود روانہ ہوا حتیٰ کہ اس نے ذمار کو پکڑا جبکہ اس وقت باذان بیمار تھا صنعاء میں۔ وہ جب مر گیا تو اس کا شیطان اسود کے پاس آ گیا وہ قصر ذمار پر تھا اس نے باذان کی موت کی خبر دی۔ اور اسود نے اس بات کا اپنی قوم میں اعلان کر دیا۔

اے آل یحابر (اور یحابر ایک گوشت تھی مراد سے) یہ کہ سحیق نے تحقیق ذمار کو ٹھکانہ بنالیا ہے۔ اور تمہارے لئے صنعاء کو مباح کر دیا ہے۔
(اس نے، راوی نے) بات بیان کی ہے اس کے خروج کی صنعاء کی طرف اور صنعاء کو ٹھکانہ پکڑنے تک اور اس کے نکاح کرنے تک مرزبانہ کے ساتھ وہ باذان کی عورت تھی اور اس عورت کو داذویہ تک پہنچانے کی جو خلیفہ تھا باذان کا۔ اور فیروز اور خُرّ زاذ، بن بُزرّج اور جرجست شیطان تھے۔

انہوں نے اس کے ساتھ مشورہ کیا۔ اور میں تمہیں اس کی طرف سے کافی رہوں گا۔ اور انہوں نے اس کے قتل کا مشورہ کیا قیس بن عبد یغوث کے ساتھ۔ لہٰذا داذویہ اور فیروز نے اپنے ساتھیوں کو اکٹھا کیا اور اسود کے دروازے پر ہزار آدمی اس کی حفاظت کر رہے تھے اور مرزبانہ عورت اس کو خالص شراب پلاتی تھی۔ جس وقت وہ کہتا شُو بُوہ تو وہ اس کے لئے اور شراب اُنڈیل دیتی تھی۔ وہ پیتا جاتا تھا حتیٰ کہ نشہ میں آ جاتا تھا۔ لہٰذا وہ باذان کے بستر میں گھس جاتا جو کہ پروں سے بنا ہوا تھا۔ وہ بستر کو اپنے اُوپر اُلٹ لیتا تھا اور داذویہ اور اس کے ساتھی دیوار پر سرکہ کے چھینٹے دینے لگ جاتے تھے اور اس کو کھودنے لگتے تھے مثل اہل بزرج کے گھروکھ لوہے کے ساتھ، حتیٰ کہ انہوں نے اس کو کھول لیا اس کے قریب سے۔

پھر اس نے ذکر کی ہے بات داذویہ کے دخول کی اور جرجست کی، مگر اس قتل کو نہ کر سکے اور یونہی نکل گئے۔ بس فیروز داخل ہوا اور ابن بزرج۔ عورت نے دونوں کو اشارہ کیا کہ وہ بستر میں ہے (اسود)۔ لہٰذا فیروز نے اس کے سر کو اور داڑھی کو پکڑا اور اس کی گردن کو اس نے مروڑ دیا اور اس کو کاٹ دیا اور ابن بزرج نے خنجر کے وار کے ساتھ اس کو گلے کی ہنسلیوں سے زیر ناف تک چیر ڈالا۔ اس کے بعد اس نے اس کا سر کاٹ دیا اور یہ کام کر کے وہ نکل گئے اور اس عورت کو بھی نکال کر ساتھ لے گئے اور گھر کا سامان بھی جو پسند آیا اس کو لے گئے۔ اور حدیث ذکر کی۔
(المعرفۃ والتاریخ ۲۶۲/۳)

بہر حال مسیلمہ کا قتل جنگ یمامہ میں ہوا تھا ابوبکر صدیق کے عہد میں۔ وہ مشہور ہے عنقریب ہم اس پر بھی آیا چاہتے ہیں ذکر ایام ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ میں انشاء اللہ عزوجل۔

☆☆☆

باب ۲۱۴

وفد بنوطیء [۱] ان میں زید الخیل اور عدی بن حاتم تھے

اور وہ بات جو آپ نے زید سے کہی تھی اور حضور ﷺ کا عدی کو خبر دینا

بعض ان امور کی جو حضور ﷺ کے بعد ہوئے

اور اس میں جو آثار نبوت ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے پاس بنی طیٔ کا وفد آیا ان میں زید الخیل تھے۔ جب آپ کے پاس پہنچ گئے اور ان سے انہوں نے بات کی تو رسول اللہ ﷺ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ چنانچہ وہ مسلمان ہو گئے اور ان کا اسلام بھی بہت اچھا تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نہیں ذکر کیا گیا میرے لئے کسی آدمی کا عرب میں سے بطور فضیلت کے۔ اس کے بعد وہ آیا ہو میرے پاس مگر میں نے اس کو ویسا نہیں دیکھا جیسا ذکر کیا گیا تھا۔ بلکہ اس سے کمتر دیکھا سوائے زید الخیل کے۔ اس کی خوبیاں اس سے کہیں زیادہ ہیں جو ذکر کی گئی ہیں۔

اس کے بعد حضور نے اس کا نام زید الخیر رکھا۔ آپ ﷺ نے اس کو انعام اور اکرام دیا اور دو زمین کے خطے بھی۔ اور آپ نے اس بارے میں اس کے لئے ایک تحریر لکھ دی تھی۔ لہٰذا وہ رسول اللہ کے اہل سے اپنی قوم کی طرف روانہ ہوا۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اللہ کرے بچ جائے یا کہا تھا کہ شاید ہی بچ جائے زید مدینے کے بخار سے، کہا جاتا ہے کہ رسول اللہ نے اس بخار کا نام عمومی بخار کے نام سے ہٹ کر نام رکھا تھا یعنی عام نام حمی یا اُم ملدم تھا بخار کا۔ اس کا نام کوئی اور رکھا تھا وہ محفوظ نہ کر سکے لوگ۔

زید جب بلد نجد میں ایک پانی کے گھاٹ پر پہنچے اس کے پانیوں میں سے اس کو فردہ کہتے ہیں۔ وہاں پر اس کو بخار آ گیا اس سے وہ فوت ہو گئے تھے۔ جب فوت ہو گئے تو اس کی عورت آئی، اس نے وہ تحریریں لے لیں جو اس کے پاس تھیں اور ان کو آگ میں اس نے جلا دیا۔

اس کے بعد ابن اسحاق نے ذکر کیا ہے حدیث عدی بن حاتم کی اور اس کے فرار ہونے کی اور رسول اللہ کے گھڑ سواروں کا اس کی بہن کو لے لینا اور اس کو رسول اللہ کے پاس لے آنا یہ کہ نبی کریم ﷺ نے اس عورت پر احسان کیا تھا اور اس کو کپڑے پہنائے تھے اور اس کو خرچہ نفقہ دیا تھا۔ لہٰذا وہ قافلے کے ساتھ چلی گئی تھی حتیٰ کہ شام میں پہنچ گئی۔ اس نے اپنے بھائی کو رسول اللہ کے پاس جانے کا اشارہ دیا وہ حضور ﷺ کے پاس آیا اور مسلمان ہو گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۱۸۹/۴)

صدقہ کی کثرت نار جہنم سے حفاظت .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی احمد بن جعفر قطیعی نے، ان کو عبداللہ بن احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہمارے والد نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی محمد بن جعفر نے، ان کو شعبہ نے۔ (مسند احمد ۳۷۹/۴-۳۷۸ - ترمذی کتاب التفسیر۔ حدیث ۲۹۵۳ ص ۲۰۲/۵-۲۰۴)

وہ کہتے ہیں میں نے سنا سماک بن حرب سے، وہ کہتے ہیں کہ میں سنا عباد بن حبیش سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں عدی بن حاتم سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے گھڑ سوار آئے یا کہا تھا کہ ان کے نمائندے اور قاصد آئے تھے۔ میں عقرب میں تھا انہوں نے میری پھوپھی کو

---

[۱] دیکھئے ابن سعد ۳۲۱/۱۔ سیرۃ ابن ہشام ۱۸۸/۴۔ عیون الاثر ۲۰۱/۲۔ تاریخ طبری ۱۱۱/۳۔ نہایۃ الارب ۷۶/۱۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۶۳/۵۔ شرح المواہب ۱۵/۴)

اور کچھ دیگر لوگوں کو بھی جب وہ ان کو رسول اللہ کے پاس لے آئے اور حضور کے سامنے ان کی قطار بنادی تو اس عورت نے کہا یا رسول اللہ وافد غائب ہو چکا ہے اور اولاد منقطع ہو چکی ہے اور میں بڑی بوڑھی ہوں، خدمت کرنے کے قابل بھی نہیں رہی ہوں۔ لہٰذا مجھ پر احسان کریں اللہ آپ کے اُوپر احسان کرے گا۔

حضور ﷺ نے پوچھا تیرا وافد کون تھا؟ بولی کہ عدی بن حاتم تھا۔ آپ نے فرمایا کہ وہی جو اللہ اور اللہ کے رسول سے فرار ہوا تھا؟ وہ بولی کہ بس احسان کیجئے مجھ پر۔ کہتی ہے کہ جب آپ اُٹھے واپس ہٹے اور ایک آدمی ان کے پہلو میں تھا، وہ خیال کرتی ہے کہ وہ حضرت علی ؓ تھے اس نے کہا آپ ان سے سواری طلب کیجئے۔

کہتے ہیں کہ اس عورت نے آپ ﷺ سے سواری مانگی آپ نے اس کے لئے سواری دینے کا حکم دے دیا (یا بکری کا بچہ مانگا اور آپ نے دے دیا)۔ کہتے ہیں کہ پس وہ میرے پاس آئی اور کہنے لگی تم نے تو ایسا کام کیا ہے جو تیرے والد بھی نہیں کرتے تھے، لے آتو اس کو خوشی یا ناخوشی سے۔ تحقیق ان کے پاس فلاں آدمی آیا اس نے وہ اس سے پالیا۔ کہتے ہیں کہ میں آیا ان کے پاس یکا یک، ان کے پاس ایک عورت بیٹھی تھی اور بچے تھے یا بچہ تھا، اس نے ان کی قربت ذکر کی نبی کریم ﷺ کے ساتھ۔ کہتے ہیں کہ اس نے سمجھ لیا کہ یہ نہ تو کسریٰ کی حکومت ہے نہ ہی قیصر کی ہے۔

آپ ﷺ نے مجھ سے فرمایا، اے عدی بن حاتم کس قدر بھاگتے ہو اس بات سے کہ یہ کہا جائے لا الٰہ الا اللہ بھلا بتاؤ کیا اللہ کے سوا واقعی کوئی الٰہ مشکل کشا ہے؟ تم کس قدر بدکتے ہو اس بات سے کہ کہا جائے اللہ اکبر کہ اللہ سب سے بڑا ہے۔ بھلا بتاؤ اللہ سے کوئی اور بھی بڑا ہے؟ لہٰذا کہتے ہیں کہ میں مسلمان ہو گیا۔ میں نے دیکھا کہ آپ ﷺ کا چہرہ خوشی سے دمک اُٹھا۔ اور فرمایا کہ مغضوب علیھم یہود ہیں اور ضالین نصاریٰ (عیسائی) ہیں۔ پھر انہوں نے آپ سے کچھ پوچھا تو انہوں نے اللہ کی حمد و ثناء کی۔

اس کے بعد فرمایا:

امابعد! تمہیں چاہئے اے لوگو! کہ تم ایک دوسرے پر سبقت لے جاؤ فضل کے اندر، نجات حاصل کرے۔ ایک شخص ایک صاع کے ساتھ (ساڑھے چار سیر جو یا کھجور کا پیمانہ) یا بعض صاع کے ساتھ۔ یا ایک مٹھی یا بعض مٹھی کے ساتھ۔ شعبہ کہتے ہیں کہ شاید فرمایا تھا زیادہ تر میرا علم یہ ہے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ ایک کھجور کے ساتھ یا نصف دانہ کھجور کے ساتھ۔ بے شک تم میں سے ایک آدمی اللہ کو ملے گا تو اللہ تعالیٰ پوچھے گا اس سے کیا میں نے تجھے سُننے والا اور دیکھنے والا نہیں بنایا تھا؟ کیا میں نے تجھے مال اور اولاد نہیں دی تھی؟ لہٰذا تم نے آگے کے لئے کیا کچھ بھیجا تھا؟ پھر وہ انسان اپنے آگے پیچھے دیکھے گا دائیں بائیں دیکھے گا مگر کچھ بھی موجود نہیں پائے گا۔ پس نہیں بچاؤ کرے گا آگ سے مگر چہرے کے ساتھ (یعنی منہ کو ہی سب سے پہلے آگ کا سامنا کرنا پڑے گا)۔

پس بچو تم آگ سے اگر چہ نصف کھجور کے ساتھ، پس اگر نہ پائے نصف کھجور بھی تو پھر نرم کلمہ کے ساتھ، بے شک میں نہیں ڈرتا تمہارے اُوپر فاقہ اور بھوک سے، البتہ ضرور اللہ تمہاری مدد کرے گا۔ یا کہا تھا کہ البتہ ضرور تمہیں عطا کرے گا یا کہا تھا کہ ضرور تمہیں فتح دے گا، یہاں تک کہ ایک باپردہ عورت چلے گی حیرہ اور یثرب کے درمیان، یا اس سے زیادہ۔ وہ چوری کا خوف نہیں کرے گی اپنے ہودج پر اپنے سامان یا زیورات وغیرہ پر۔

حاتم طائی کی بیٹی کی سیرت وصورت کا تذکرہ .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن عبداللہ بن یوسف عمانی نے، ان کو ابوسعید عبید بن کثیر بن عبدالواحد کوفی نے، ان کو ضرار بن صرد نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی عاصم بن حمید نے ابوحمزہ سے اور وہ دونوں ثمالی ہیں عبدالرحمن بن جندب سے، اس نے کمیل بن زیاد نخعی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت علی بن ابوطالب ؓ نے کہا

سبحان اللہ اللہ نے بہت سے لوگوں کو کس قدر بے رغبت بنایا ہے مال و دولت سے، تعجب اور حیرانی ہے۔ اس آدمی پر جس کے پاس اس کا کوئی مسلمان بھائی حاجت و ضرورت لے کر آتا ہے مگر وہ اس کو مال کا حقدار واہل ہی نہ سمجھتا، کچھ بھی نہیں دیتا۔ اگر وہ ثواب کی امید بھی نہیں رکھتا اور عذاب سے بھی نہ ڈرتا تو یہ تو اس کے لئے مناسب تھا کہ وہ مکارم اخلاق (عمدہ اخلاق و اخلاق کی اعلیٰ اقدار کے لئے) ضرور مسارعت اور جلدی کرتا۔ یہ چیز نجات و کامیابی کی راہیں دکھاتی ہیں۔ (یہ سن کر) ایک آدمی آپ کی طرف اٹھ کھڑا ہوا اور بولا میرے ماں باپ آپ کے اوپر قربان جائیں اے امیر المؤمنین، کیا یہ بات آپ نے رسول اللہ ﷺ سے سنی تھی؟ انہوں نے فرمایا کہ جی ہاں ان سے بہتر کوئی نہیں تھا۔

جب بنوطی کے قیدی لائے گئے تو ایک لڑکی آکر کھڑی ہوئی۔ خوبصورت، سیاہی مائل سرخ ہونٹوں والی، سیدھی اور ہموار ناک والی، لمبی گردن والی، اونچی ناک، میانہ قد و قامت والی، میانہ خوبصورت سر والی، آنکھوں میں سرخ ڈوروں والی گوشت سے بھری ہوئی پنڈلی والی، گوشت سے پُر زانوں والی، دونوں طرف خالی کوکھ یعنی پتلی کمر والی، دُبلے اور کمزور پہلوؤں والی، صاف اور شفاف پیٹھ کے دونوں پہلو والی۔ میں اس کو دیکھ کر فریفتگی کی حد تک حیرت زدہ ہو گیا۔ اور میں نے کہا کہ میں رسول اللہ ﷺ سے ضرور طلب کروں گا کہ اس کو میرے مال فئے کے حصے میں کر دیں۔ اس نے جب کلام کیا تو میں اس کی فصاحت کو دیکھ کر اس کے حسن و جمال کو بھول گیا۔

اس نے کہا اے محمد ﷺ اگر آپ مناسب سمجھیں کہ آپ ہم لوگوں کو آزاد اور علیحدہ کر دیں اور میرے بارے میں عرب کے قبائل کو نہ بتائیں۔ اور بے شک میرا والد اہل حفاظت کی حفاظت کرتے تھے اور قیدیوں کو چھڑاتے تھے اور بھوکوں کو پیٹ بھر کر کھلاتے تھے اور بے لباسوں کو پہناتے تھے اور مہمان کو مہمانی دیتے تھے۔ لوگوں کو غلہ دیتے تھے، سلام کو عام کرتے تھے اور پھیلاتے تھے۔ کسی صاحب حاجت کو ہرگز خالی نہیں لوٹاتے تھے۔ میں حاتم طائی کی بیٹی ہوں۔

نبی کریم ﷺ نے فرمایا اے لڑکی یہ سچے مؤمنوں کی صفات ہیں اگر تیرا والد مسلمان ہوتا تو ہم اس پر ضرور رحم کرتے۔ صحابہ سے کہا کہ اس کو آزاد کر دو کیونکہ بے شک اس کا باپ مکارم اخلاق کو (یعنی عمدہ اخلاق کو) پسند کرتا تھا۔ ابو بردہ بن دینار اٹھ کھڑا ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا اللہ تعالیٰ مکارم اخلاق کو پسند کرتا ہے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں میری جان ہے کوئی ایک جنت میں داخل نہیں ہوگا مگر حسن اخلاق کے ساتھ۔ (البدایۃ والنہایۃ ۵ ۶۷۔۶۸)

اسلامی زندگی ضمانت ہے دنیاوی چین وسکون کی .... (۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن اسحٰق قاضی نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے ایوب سے، اس نے محمد یعنی ابن سیرین سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ابوعبیدہ بن حذیفہ نے کہا کہ ایک آدمی نے کہا میں لوگوں سے عدی بن حاتم کی کہانی پوچھ رہا تھا حالانکہ وہ میری پہلو میں موجود تھا۔ میں اس سے نہیں پوچھ رہا تھا لہٰذا میں اس کے پاس آیا۔ اس نے کہا کہ اللہ نے محمد ﷺ کو مبعوث فرمایا تو میں نے اس کو نا پسند کیا جس قدر میں کسی شے کو شدید نا پسند کر سکتا تھا۔ لہٰذا میں عرب کی سرزمین کی آخری حدود تک نکل گیا جو سرزمین روم کے متصل ہے۔ لہٰذا مجھے پہلے سے بھی زیادہ کراہت و نفرت ہوئی۔ لہٰذا میں مدینے میں آیا میں نے سوچا کہ میں خود جاؤں محمد ﷺ کے پاس جا کر اُن سے سنوں کہ وہ کیا کہتے ہیں۔ لہٰذا میں ان کے پاس مدینے میں آیا لوگوں نے نظریں اُٹھا اُٹھا کر مجھے دیکھا اور بولے کہ عدی بن حاتم طائی آ گیا ہے، عدی بن حاتم طائی آ گیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اے عدی بن حاتم اسلام قبول کر لے، بچ جائے گا۔ میں نے کہا کہ میں پہلے سے ایک دین پر ہوں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ میں تیرے دین کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں نے پوچھا کہ واقعی آپ میرے دین کو مجھ سے زیادہ جانتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا کہ

جی ہاں۔ تین بار یہی بات کہی پھر فرمایا کہ کیا تو رکوسی نہیں ہے؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں (یعنی وہ جس کا دین عیسائیت اور صابئیت کے درمیان بین بین ہو)۔ پھر فرمایا کیا تو اپنی قوم کا ترأس نہیں ہے؟ میں نے بتایا کہ جی ہاں میں ہوں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیا کہ کیا تو ربع نہیں لیتا؟ (جو غنیمت کا چوتھا حصہ ہے) میں نے کہا کہ جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ وہ تیرے لئے حلال نہیں ہے تیرے ہی دین کے اندر۔ عدی کہتے ہیں کہ اس بات سے مجھے اپنے اوپر شدید غصہ آیا۔

اس کے بعد فرمایا کہ شاید تیرے اسلام قبول کرنے میں یہ بات مانع ہو کہ جو لوگ ہمارے پاس ہیں وہ غربت افلاس اور بھوک سے دوچار رہتے ہیں اور دیگر لوگ ہم سے اوپر ہیں۔ یہ مجھ کہ کیا ہم لوگ متحد نہیں ہیں؟ یہ بتاؤ کیا تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟ میں نے بتایا کہ میں نے دیکھا نہیں ہے۔ فرمایا یہ تو جانتے ہو کہ وہ کہاں پر واقع ہے۔ فرمایا کہ بے شک عنقریب (امن و آشتی کا ایسا دور آئے گا) کہ ایک زیورات سے سجی ہوئی عورت حیرہ سے چل کر آئے گی جو بیت اللہ کا اکیلے آ کر طواف کرے گی (گویا اسے کوئی خوف و ڈر نہیں ہوگا)۔ اور البتہ ضرور تمہارے اوپر فتح کیے جائیں گے خزانے کسریٰ ہرمز کے۔ میں نے پوچھا کیا واقعی کسریٰ بن ہرمز کے خزانے؟ آپ نے فرمایا: ہاں کسریٰ بن ہرمز کے خزانے، اور البتہ ضرور مال انڈیلا جائے گا تمہارے اوپر۔ حتیٰ کہ ایک انسان فکر مند ہو جائے گا کہ کون اس کے صدقے کا مال لے گا۔

وہ کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا تھا ایک عورت کو جو حیرہ سے اکیلے سفر کر رہی تھی اور پھر میں اس پہلے دستے میں شامل تھا جس نے مدائن پر حملہ کیا تھا اور اللہ کی قسم البتہ ضرور پوری ہوگی (تیری پیشن گوئی)۔ بے شک رسول اللہ ﷺ کی حدیث ہے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۹۱۔ تاریخ ابن کثیر ۵/۶۳۔۶۴)

(۵) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو سعید بن عمرو نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے سعید بن عبدالرحمن سے، اس نے محمد بن سیرین سے، اس نے ابو عبیدہ بن حذیفہ بن یمان سے، اس نے ایک آدمی سے جو دو ناموں کے ساتھ پکارا جاتا تھا کہ وہ داخل ہوا عدی بن حاتم کے پاس۔ اس نے حدیث ذکر کی اسی مفہوم کے ساتھ۔

حضور کا کریمانہ برتاؤ .... (۶) اور ہمیں خبر دی ابو نصر بن قتادہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو الحسن محمد بن عبداللہ بن ابراہیم بن عبدہ نے، ان کو ابو عبداللہ بوشنجی نے، ان کو ابو صالح فراء محبوب بن موسیٰ نے، ان کو خبر دی مخلد بن حسین نے ہشام بن حسان سے، اس نے محمد بن سیرین سے، اس نے ابو عبیدہ بن حذیفہ سے، اس نے عدی بن حاتم طائی سے۔ اس نے یہ حدیث ذکر کی ہے کچھ کی زیادتی کے ساتھ، جو اضافہ کیا ہے۔ وہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا وہ چمڑے کے بچھونے پر بیٹھے تھے۔ جب انہوں نے مجھے دیکھا تو کھڑے ہو گئے اور آپ ﷺ نے تکیہ اٹھا کر میری طرف پھینک دیا۔ میں اس پر بیٹھ گیا اور آپ ﷺ خود زمین پر بیٹھ گئے۔ میں نے جب دیکھا کہ انہوں نے ایسے ایسے کیا ہے تو میرے اوپر شرمندگی طاری ہوگئی اور میں نے یقین کر لیا کہ وہ نہ تو دنیاوی برتری چاہتے ہیں اور نہ فساد چاہتے ہیں۔

عدی بن حاتم کی حضور ﷺ سے مجلس اور بعض امور پر اطلاع .... (۷) ہمیں خبر دی ابو عمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، ان کو ابو بکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو اسحق بن ابراہیم نے، ان کو نظر بن شمیل نے۔ ابو بکر کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی قاسم بن زکریا نے، ان کو احمد بن منصور زاج نے، ان کو نضر بن شمیل نے، ان کو اسرائیل نے، ان کو سعد طائی نے، ان کو محل بن خلیفہ نے عدی بن حاتم سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس بیٹھا تھا ان کے پاس ایک آدمی آیا اس نے فاقہ کی شکایت کی اور دوسرا آیا اس نے شکایت کی راستہ کٹ جانے کی یعنی ڈاکہ پڑنے کی۔ آپ ﷺ نے فرمایا اے عدی بن حاتم کیا تم نے مقام حیرہ دیکھا ہے؟ میں نے بتایا کہ میں نے نہیں دیکھا مگر مجھے اس کے بارے میں بتایا گیا ہے۔ فرمایا کہ اگر تیری زندگی لمبی ہوگئی تھی تو ضرور ایک زیور سے سجی ہوئی عورت گزرے گی۔

ابوبکر نے کہا کہ صحیح یوں ہے کہ البتہ تم ضرور دیکھو گے ایک عورت حیرہ سے چلے گی اور اکیلے آ کر بیت اللہ کا طواف کرے گی جب کہ اسے اللہ کے سوا کسی کا ڈر نہیں ہوگا۔ میں نے دل میں سوچا کہ اس وقت بنوطی کے بداخلاق (انسان نما بھیڑیئے) کہاں جائیں گے جنہوں نے شہروں میں آگ بھڑکا رکھی ہے (یعنی فساد کی آگ پھیلا رکھی ہے)۔ اور البتہ اگر تیری زندگی لمبی ہوگئی تھی تو تم دیکھو گے ضرور فتح ہوں گے خزانے کسریٰ کے۔ میں نے کہا کسریٰ بن ہرمز؟ آپ نے فرمایا واقعی کسریٰ بن ہرمز۔ اور تیری حیات لمبی ہوئی تو تم دیکھو گے کہ ایک انسان اپنی ہتھیلیاں بھر کر سونا چاندی نکلے گا وہ اس تلاش میں ہوگا کہ کوئی اس کے مال کو صدقہ کے طور پر قبول کر لے تو کسی کو نہیں پائے گا کہ وہ اس قبول کرے اور البتہ ضرور اللہ تعالیٰ کو ملے ایک انسان تم میں سے جبکہ اس کے اور اللہ کے درمیان کوئی ترجمان نہیں ہوگا (بلکہ براہ راست اپنے رب سے مخاطب ہوگا) سامنے جہنم کے سوا کچھ نہیں دیکھے گا اور بائیں طرف دیکھے گا تو جہنم نظر آئے گی۔

عدی کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سنا فرمارہے تھے کہ

اتقوا النار ولو بشق تمرة فان لم تجد تمرة فبكلمة طيبة ۔

آگ سے بچو اگرچہ کھجور کے نصف دانہ کے ساتھ۔ اگر تم کھجور نہ پاؤ تو پھر پاکیزہ جملہ کے ساتھ۔

عدی کہتے ہیں کہ میں نے دیکھا تھا کہ عورت کوفے سے چلتی تھی اور جا کر بیت اللہ کا طواف کرتی تھی۔ اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں رکھتی تھی اور میں خود ان لوگوں میں شامل تھا جنہوں نے کسریٰ بن ہرمز کے خزانے فتح کیے تھے۔ اگر تمہاری زندگی لمبی ہوئی تو عنقریب دیکھ لوگے جو کچھ ابوالقاسم نے فرمایا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن حکم سے، اس نے نضر بن شمیل سے۔

(بخاری۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۵۹۵۔ فتح الباری ۶/۶۱۰۔۶۱۱)

(۸) اور ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو ابوسہل بن زیاد نحوی نے بغداد میں، ان کو محمد بن فضیل سقطی نے، ان کو حامد بن یحییٰ نے، ان کو سفیان شعبی نے عدی بن حاتم سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تمہاری کیا کیفیت ہوگی جب ایک عورت یمن کے محلات سے چل کر مقام حیرہ تک آئے گی اور اسے اللہ کے سوا کسی کا خوف نہیں ہوگا۔ کہتے ہیں کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ اس وقت بنوطی کہاں ہوں گے اور اس کے گھڑ سوار اور پیدل اور غارت گر وغیرہ۔ فرمایا اس وقت تجھے اللہ کافی ہوگا طی والوں سے اور دیگر سب سے۔

(۹) ہمیں خبر دی ابوبکر نے، ان کو ابوسہل نے، ان کو محمد نے، ان کو حامد نے، ان کو سفیان نے بیان بن بشر سے، اس نے شعبی سے، اس نے عدی بن حاتم سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے مذکور کی مثل۔ اور اس نے یہ اضافہ کیا ہے کہ وہ عورت اللہ کے سوا کسی سے نہیں ڈرے گی یا پھر بھیڑیئے سے ڈرے گی اپنی بکریوں پر۔ عدی کہتے ہیں کہ میں شہادت دیتا ہوں کہ میں دیکھ چکا ہوں کہ عورت صنعاء سے چلی تھی اور حیرہ میں اتری تھی وہ کسی شئی سے نہیں ڈری تھی اللہ تعالیٰ کے سوا۔

☆☆☆

باب ۲۱۶

جریر بن عبداللہ کی نبی کریم ﷺ کے پاس آمد

اور حضور ﷺ کا اپنے اصحاب کو اپنے خطبے کے دوران خبر دینا اس کی آمد کے بارے میں ان کی صفت کے مطابق۔ اس کے بعد حضور ﷺ کا اس کے حق میں دعا کرنا جب اس کو آپ نے ذوالخلصہ کی طرف بھیجا تھا۔ اور ان میں سے ہر ایک کے اندر جن آثار نبوت کا ظہور ہوا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی حمزہ بن عباس عقبی نے بغداد میں، ان کو محمد بن عیسیٰ بن حیان نے ان کو شبانہ بن سوار نے، ان کو یونس بن ابواسحاق نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوحازم عمر بن احمد عبدوی حافظ نے، ان کو خبر دی ابواحمد محمد بن محمد حافظ نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن اسحاق ابن خزیمہ نے، ان کو ابوعمار حسین بن حریث نے، ان کو فضل بن موسیٰ نے یونس بن ابواسحاق سے، اس نے مغیرہ بن شبل سے، اس نے جریر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں جب مدینۃ الرسول سے قریب ہوا میں نے اپنی سواری بٹھا دی اور میں نے میلے کپڑے اتارے اور اپنا حلیہ و پوشاک پہنی اور رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا۔ آپ خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔

رسول اللہ نے مجھ پر سلام کیا، لہٰذا لوگوں نے تیز تیز نگاہوں سے مجھے دیکھنا شروع کیا۔ میں نے اپنے ساتھی سے کہا، اے عبداللہ! کیا رسول اللہ ﷺ نے میرے بارے میں کسی شئ کا ذکر کیا تھا؟ (مسند احمد ۴/۳۶۰۔۳۶۴)

اس نے کہا جی ہاں۔ آپ کا ذکر کیا تھا احسن طریقہ پر۔ وہ خطبہ دے رہے تھے اچانک ان کے خطبے کے دوران کوئی بات عارض آئی۔ لہٰذا انہوں نے فرمایا بے شک شان یہ ہے کہ عنقریب تمہارے اوپر اس دروازے سے داخل ہوگا یا کہا تھا کہ اس راستے سے یمن کا بہترین آدمی آئے گا اور بے شک اس کے چہرے پر فرشتے کا چھونے کا نشان ہے۔ لہٰذا میں نے اللہ کی حمد کی اللہ نے انعام پر۔

یہ الفاظ حدیث ابوحازم کے ہیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعمرو عثمان بن احمد سماک نے، ان کو حسن بن سلام اسواق نے، ان کو محمد بن مقاتل خراسانی نے، ان کو حسین بن عمر احمسی نے، ان کو اسماعیل بن ابوخالد نے قیس بن ابوحازم سے، اس نے جریر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے میرے پاس نمائندہ بھیجا، میں آپ کے پاس پہنچا آپ نے فرمایا، اے جریر کس لئے آئے ہو؟ میں نے بتایا کہ میں اس لئے آیا ہوں تاکہ آپ کے ہاتھ پر مسلمان ہو جاؤں یا رسول اللہ۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے میری طرف چادر پھینکی، اس کے بعد وہ اپنے اصحاب کی طرف مخاطب ہوئے اور فرمایا جب تمہارے پاس کسی قوم کا باعزت آدمی آئے تم لوگ اس کی عزت کیا کرو۔ یعنی جب کسی قوم کا شریف آدمی آئے تو اس کا اکرام کیا کرو۔ پھر مجھ سے فرمایا، اے جریر میں تجھے دعوت دیتا ہوں یہ شہادت دینے کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور میں اللہ کا رسول ہوں اور یہ کہ تم ایمان لے آؤ اللہ پر اور آخرت کے دن پر اور اچھی اور بری تقدیر پر اور تم فرض نمازیں پڑھنا اور فرض ارکان ادا کرنا۔ کہتے ہیں کہ میں نے یہ سب کچھ مان لیا، اس کے بعد جب بھی حضور مجھے دیکھتے تھے میرے سامنے مسکرا دیتے تھے۔ (تاریخ ابن کثیر ۵/۷۸)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ،ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب حافظ نے ،ان کو محمد بن عبدالوہاب فراء نے ،ان کو خبر دی یعلی بن عبید نے ،ان کو اسماعیل بن ابو خالد نے (ح)۔اور ہمیں خبر دی ابونصر فقیہ نے ،ان کو عثمان بن سعید دارمی نے ،ان کو عمرو بن عون واسطی نے ، ان کو خالد نے اسماعیل سے ،اس نے قیس سے ،اس نے جریر سے ،وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا تھا کیا تم ذوالخلصہ سے مجھے چھٹکارا نہیں دے سکتے ؟ میں نے کہا یا رسول اللہ میں یہ ذمہ داری لیتا ہوں مگر میں گھوڑے پر جم کر نہیں بیٹھ سکتا۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے میرے سینے پر ہاتھ مارا اور دعا دی :

اللّٰھم ثبتہ واجعلہ ھادیا مھدیا

اے اللہ! اس کو گھوڑے پر جمادے اور اس کو ہدایت دینے والا اور ہدایت یافتہ بنادے۔

مشرک کے آستانے کو تباہ کرنے کے لئے حضور ﷺ نے ڈیڑھ سو مجاہد بھیجے

وہ کہتے ہیں کہ میں ذوالخلصہ کو تباہ کرنے کے لئے ایک سو پچاس گھڑ سواروں کے ساتھ جو احمس سے تعلق رکھتے تھے روانہ ہوا۔ ہم اس مقام پر پہنچے اور ہم نے اس کو آگ سے جلا دیا۔ کہتے ہیں اس آستانے کو یمانیہ کعبہ کہتے تھے۔ اس کے اندر بت نصب تھے۔ قیس کہتے ہیں کہ احمس کا ایک آدمی نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور عرض کیا یا رسول اللہ قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث فرمایا ہے میں آپ کے پاس نہیں آیا حتیٰ کہ میں نے اس کو ایسا کر دیا ہے جیسے خارش والا اونٹ ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے احمس کے گھڑ سواروں اور پیادوں کے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی پانچ بار۔ قیس کہتے ہیں کہ خوشخبری دینے والا بنا کر بھیجا تھا ابوارطاۃ کو۔

یہ لفظ ہیں حدیث خالد بن عبداللہ کے اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے ،اس نے خالد سے۔

(بخاری۔کتاب الجہاد۔حدیث ۳۰۲۰۔فتح الباری ۱۵۴/۶۔کتاب المغازی۔حدیث ۴۳۵۵۔فتح الباری ۸۔۷۰)

اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے کئی طرق سے اسماعیل سے۔(بخاری۔حدیث ۴۳۵۶۔مسلم۔کتاب فضائل الصحابہ۔حدیث ۱۳۷۔۴/۱۹۲۶)

باب ۲۱۷

وائل بن حُجر کی آمد

محمد بن حجر نے ذکر کیا ہے سعید بن عبدالجبار بن وائل بن حجر سے ،اس نے اپنے والد سے ،اس نے عبدالجبار سے ،اس نے اپنی ماں اُم یحییٰ سے ،اس نے وائل بن حجر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ کے غصے کی اطلاع ملی اور میں اس وقت ایک بڑے ملک بڑی حکومت اور عظیم اطاعت میں تھا۔

میں نے اس سب کچھ کو چھوڑ دیا اور میں نے اللہ اور اللہ کے رسول کے دین میں رغبت کر لی۔ میں جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو مجھے ان کے اصحاب نے خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ نے اس کو بشارت دے دی ہے میری آمد کی میری آمد سے تین راتیں قبل۔ اور پھر طویل حدیث ذکر کی ہے۔

امام بخاری نے ان کا قصہ ذکر کیا ہے اپنی تاریخ میں۔(تاریخ کبیر ۱۷۵/۴۔۱۷۶)

☆☆☆

باب ۲۱۸

اشعریوں اور اہل یمن کی آمد

(۱) ہمیں خبر دی ابو طاہر فقیہ نے، ان کو خبر دی حاجب بن احمد نے، ان کو عبد الرحیم بن منیب نے، ان کو یزید بن ہارون نے، ان کو حمید نے انس بن مالک سے یہ کہ نبی کریم نے فرمایا ایک قوم کے لوگ آنے والے ہیں، وہ دلوں کے اعتبار سے تم لوگوں سے زیادہ نرم ہیں۔ چنانچہ اشعری لوگ آ گئے۔ ان میں ابو موسیٰ اشعری بھی تھے۔ (آنے کے بعد) وہ خوشی سے رجز پڑھنے لگے :

غدا نلقى الاحبة محمد وحزبه

آج والی صبح کو ہم دوستوں سے ملیں گے۔ محمد ﷺ سے اور ان کی جماعت سے۔

مصنف کہتے ہیں۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بات اس سے پہلے گزر چکی ہے کہ جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ حضرت ابو موسیٰ اشعری کی آمد اپنے دوستوں کے ساتھ جعفر بن ابو طالب رضی اللہ عنہم کے ساتھ تھی۔ جب وہ حبشہ سے آئے تھے خیبر کے زمانہ میں۔ اور احتمال ہے کہ پھر وہ واپس گئے ہوں اپنی قوم کے بقیہ لوگوں کے پاس اور پھر ان کو ساتھ لے کر کے آئے ہوں۔

(۲) تحقیق ہمیں خبر دی ہے طاہر فقیہ نے، ان کو ابو عبد اللہ صفار نے، ان کو عبد اللہ بن احمد بن حنبل نے، ان کو ابو معمر نے، ان کو عبد اللہ بن ادریس نے اپنے والد سے، اس نے سماک بن حرب سے، اس نے عیاض اشعری سے، اس نے ابو موسیٰ سے، وہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے سامنے یہ آیت پڑھی تھی :

فسوف یاتی اللہ بقوم یحبھم ویحبونہ ۔ (سورہ مائدہ : آیت ۵۴)

عنقریب اللہ تعالیٰ ایسی قوم کو لے آئیں گے جو اللہ سے محبت کرتے ہوں گے اور اللہ بھی ان سے محبت کرتا ہے۔

رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا، وہ تیری قوم ہے اے ابو موسیٰ، اہل یمن۔ (درمنثور ۲/۲۹۲)

اہل یمن کے اوصاف .... (۳) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو عبد الکریم بن ہیثم نے، ان کو ابو الیمان نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی شعیب نے، ان کو زہری نے، ان کو ابن مسیب نے یہ کہ ابو ہریرہ فرماتے ہیں، میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا فرماتے تھے اہل یمن آئے ہیں وہ انتہائی نرم دل ہیں۔ کمزور ترین دل کے ہیں، ایمان یمان ہے اور حکمت و دانائی یمانیہ ہے، سکینہ اور وقار اہل غنم میں ہے، برکتوں کا مال رکھنے والے، فخر اور غرور فدادین اور اہل وبر میں ہے۔ مشرق کی جانب یعنی کھیتوں اور مویشیوں کے ہانکنے والے، اور اُونٹوں والے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبد اللہ دارمی سے، اس نے ابو الیمان سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث (۸۹) ۱/۷۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابو زکریا بن ابو اسحاق مزکی نے، ان کو احمد بن سلیمان فقیہ نے، ان کو حسن بن مکرم نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو القاسم علی بن محمد بن علی بن یعقوب ایادی نے بغداد میں، ان کو احمد بن یوسف بن خلاد نصیبی نے، ان کو حارث بن محمد نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن ہارون نے، ان کو خبر دی ہے ابن ابو ذئب نے حارث بن عبد الرحمن بن محمد بن جبیر بن مطعم نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے ایک سفر میں۔ انہوں نے فرمایا کہ تمہارے پاس اہل یمن آئے ہیں گویا کہ وہ بادل ہیں

وہ اہل زمین کے بہترین لوگ ہیں۔انصار میں سے ایک آدمی نے کہا سوائے ہم لوگوں کے یارسول اللہ، حضور خاموش ہوگئے۔ پھر اس نے کہا سوائے ہم لوگوں کے یارسول اللہ۔ پھر آپ خاموش ہوگئے۔ پھر تیسری بار اس نے کہا سوائے ہم لوگوں کے یارسول اللہ۔ پھر حضور ﷺ نے فرمایا سوائے تم لوگوں کے۔ کمزور کلمہ (سیرۃ شامیہ ۲۱۶/۶)

حضور ﷺ کا اہل یمن کو بشارت دینا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو محمد بن سلیمان باغندی نے، ان کو خلاد بن یحییٰ نے، ان کو سفیان بن سعید نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابو عمر بسطامی نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی قاسم بن زکریا نے، ان کو عمرو بن علی نے، ان کو عاصم نے، ان کو سفیان نے جامع بن شداد سے، اس نے صفوان بن محرز سے، اس نے عمران بن حصین سے، وہ کہتے ہیں کہ بنوتمیم کے کچھ لوگ آئے رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ حضور نے فرمایا خوش ہو جاؤ اے بنوتمیم۔ انہوں نے کہا کہ آپ نے ہمیں بشارت دی ہے آپ ہمیں عنایت بھی کریں۔ لہٰذا رسول اللہ کا چہرہ غصے میں بدل گیا۔ اہل یمن کے کچھ لوگ آئے۔ آپ نے فرمایا کہ تم لوگ بشارت قبول کرو جب بنوتمیم نے اس کو قبول نہیں کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم نے قبول کر لی ہے۔

اس کو بخاری نے صحیح میں روایت کیا ہے عمرو بن علی سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی ۶۷۔ حدیث ۴۳۸۶۔ فتح الباری ۹۸/۸)

باب ۲۱۹

حکم بن حزن کی آمد
اور جمعہ کے دن حضور ﷺ کے خطبہ کا انداز

(۱) ہمیں خبر دی ابن قتادہ نے، ان کو ابو عمرو بن مطر نے، ان کو احمد بن حسن بن عبدالجبار صوفی نے، ان کو حکم بن موسیٰ نے، ان کو شہاب بن خراش نے ابوصلت حوشبی نے شعیب بن زریق طائفی سے، وہ کہتے ہیں کہ میں ایک آدمی کے پاس بیٹھا تھا، اس کو حکم بن حزن کلفی کہا جاتا تھا۔ اس کو رسول اللہ ﷺ کی صحبت حاصل تھی، وہ ہمیں حدیث بیان کرنے شروع ہوا۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، چھ آدمی آچکے تھے، میں ساتواں تھا یا نواں تھا۔ کہتے ہیں انہوں نے ہمیں اجازت دی ہم داخل ہوئے۔

میں نے کہا یارسول اللہ ہم آپ کے پاس اس لئے آئے ہیں تاکہ آپ ہمارے لئے خیر کی (مال) کی دعا فرمائیں۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے ہمارے لئے دعا فرمائی، اور ہمارے بارے میں حکم فرمایا اور ہم لوگ اُترے اور ہمارے لئے کچھ کھجوروں کا حکم فرمایا۔ اور حالت اس وقت اس سے کم تر تھی۔ لہٰذا ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس ٹھہر گئے کئی دن تک۔ اس میں ہم جمعہ میں بھی حاضر ہوئے۔ کہتے ہیں رسول اللہ کھڑے ہوئے، کمان پر سہارا لگائے ہوئے تھے یا کہا تھا کہ عصا پر انہوں نے اللہ کی حمد کی اور اس کی تعریف کی، پاکیزہ ہلکے ہلکے مبارک کلمات کے ساتھ۔ اس کے بعد فرمایا:

یا ایھا الناس انکم ان تفعلوا ، ولن تطیقوا کلما امرتم بہ ولکن سددوا و ابشروا

اے لوگو! بے شک تم لوگ اگر کر سکو تو (بہتر) اور تم ہرگز طاقت نہیں رکھو گے جس وقت بھی تمہیں حکم دیا جائے گا، لیکن درست رویہ اختیار کیا کرو اور بشارت و خوشخبری دیا کرو۔ (مسند احمد ۲۱۲/۴)

☆☆☆

باب ۲۲۰

نبی کریم ﷺ کے پاس زیاد بن حارث صدائی کی آمد

اور اس کے قصے میں جو مروی ہے پانی کا رواں ہونا رسول اللہ ﷺ کی اُنگلیوں کے درمیان ، اور جس کنویں کے پانی کی شکایت کی گئی تھی اس بارے میں حضور ﷺ کی دعا کی برکت سے آثار نبوت کا ظاہر ہونا

(۱) ہمیں خبر دی ابواحمد حسین بن علوش بن محمد بن نصر اسد آبادی نے وہاں پر، ان کو خبر دی ابوبکر احمد بن جعفر بن حمدان بن مالک نے، ان کو ابوعلی بشر بن موسیٰ نے، ان کو ابوعبدالرحمن عبداللہ بن یزید مقری نے عبدالرحمن بن زیاد سے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی زیاد بن نعیم حضرمی نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا زیاد بن حارث صدائی صاحب رسول اللہ ﷺ سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا اور میں نے ان سے اسلام پر بیعت کی۔ مجھے خبر دی گئی کہ آپ ﷺ نے میری قوم کی طرف لشکر بھیجا ہے۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ لشکر کو واپس بلالیں، میں آپ کے لئے ضامن ہوں اپنی قوم کے اسلام اور ان کے اطاعت کرنے کا۔ آپ نے مجھے فرمایا، تم جاؤ اور ان کو واپس کردو۔ میں نے کہا یا رسول اللہ میری سواری تھکی ہوئی ہے (کمزور ہے)۔ رسول اللہ ﷺ نے ایک آدمی بھیجا اس نے ان کو واپس بلالیا۔

صدائی کہتے ہیں کہ میں نے ان کی طرف خط لکھا۔ لہٰذا ان کا وفد آیا مسلمان ہوکر۔ لہٰذا یہ دیکھ کر رسول اللہ ﷺ نے مجھ سے فرمایا، اے بھائی صدا، واقعی تیری بات مانی جاتی ہے تیری قوم کے اندر؟ میں نے عرض کی کہ بلکہ اللہ نے ان کو ہدایت دی ہے اسلام کی طرف۔ رسول اللہ نے مجھے فرمایا کیا میں تجھے ان پر امیر نہ مقرر کردوں؟ میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ۔ کہتے ہیں پھر انہوں نے میرے لئے خط لکھ کر مجھے ان پر امیر بنادیا، پھر میں نے کہا: اے اللہ کے رسول! مجھے آپ حکم کریں کسی چیز کے ساتھ حکم کریں ان کے صدقات میں سے۔ آپ نے فرمایا جی ہاں! لہٰذا انہوں نے میرے لئے دوسرا خط لکھا۔

صدائی کہتے ہیں کہ یہ واقعہ آپ کے بعض سفروں میں پیش آیا اور رسول اللہ ایک منزل پر اُترے، اس مقام والے حضور ﷺ کے پاس آئے وہ اپنے عامل کی شکایت کررہے تھے اور کہہ رہے تھے کہ ہم سے کوئی چیز لے لی ہے جو ہمارے درمیان اور اس کی قوم کے درمیان جاہلیت میں تھی۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کیا واقعی اس نے ایسے کیا ہے؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ نبی کریم ﷺ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہوئے اور میں ان میں تھا۔ حضور نے فرمایا کہ مؤمن آدمی کے لئے امارت میں کوئی خیر نہیں ہے۔ صدائی نے کہا کہ حضور ﷺ کی بات میرے دل میں گھر کرگئی۔

اس کے بعد دوسرا آیا، اس نے کہا یا رسول اللہ مجھے بھی دیجئے۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جو شخص لوگوں سے سوال کرے غنی ہوتے ہوئے اس کے سر میں درد ہے اور پیٹ میں بیماری ہے۔ سائل نے کہا مجھے صدقہ میں سے دیجئے، رسول اللہ نے اس کو فرمایا بے شک اللہ عزوجل اس میں راضی نہیں ہے نبی کے حکم کے ساتھ نہ غیر نبی کے صدقات میں حتیٰ کہ وہ اس نے خود حکم دیا ہے اور اس کے لئے آٹھ اقسام متعین کردی ہیں اگر تو ان اقسام میں سے ہے تو تجھے میں دیتا ہوں۔ یا یوں کہا تھا کہ ہم تجھے تیرا حق دیں گے۔

صدائی نے کہا، لہٰذا یہ بات بھی میرے دل میں بیٹھ گئی کہ میں ان سے اس حال میں سوال نہ کروں صدقات کا جبکہ میں غنی ہوں۔ اس کے بعد رسول اللہ عشاء کے وقت چلے گئے رات کے اول حصے میں۔ میں ان کے ساتھ رہا اور میں قریب تھا اور آپ کے اصحاب آپ سے دُور

ہوجاتے تھے اور پیچھے بھی ہوجاتے تھے، حتیٰ کہ ان کے ساتھ کوئی نہ رہا میرے سوا۔ جب نماز صبح کا وقت ہوا، آپ نے مجھے حکم دیا میں نے اذان پڑھی۔ میں نے کہنا شروع کیا یارسول اللہ میں اقامت کہوں؟ حضور ﷺ نے مشرقی کونے کی طرف جب نظر ماری فجر کو دیکھنے کے لئے آپ نے فرمایا کہ نہیں کہو حتیٰ کہ فجر طلوع ہوگئی۔ رسول اللہ ﷺ اُترے آپ نے قضاء حاجت کی پھر واپس میرے پاس لوٹ آئے اتنے میں صحابہ کرام سے مل گئے۔

فرمایا کہ کیا پانی ہے اے بھائی صداء؟ میں نے کہا کہ نہیں ہے مگر تھوڑا سا ہے آپ کو پورا نہیں ہوگا۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا اس کو ایک برتن میں ڈال کر میرے پاس لے آیئے۔ میں اسے ڈال کر لے آیا۔ آپ نے اپنا دست مبارک اس پانی میں رکھ دیا۔ صدائی نے کہا کہ میں نے دیکھا کہ آپ کی اُنگلیوں کے درمیان چشمہ جوش مار رہا تھا۔ پھر رسول اللہ نے مجھ سے فرمایا اگر یہ بات نہ ہوتی کہ میں شرم کرتا ہوں اپنے ربّ سے تو ہم سب پیتے اور مویشیوں کو پلاتے اور برتن بھر لیتے۔ پھر آپ نے مجھ سے کہا اعلان کردو جس کو ضرورت ہو پانی کی۔ لہٰذا میں نے اعلان کردیا ان میں۔ لہٰذا جس نے چاہا اس نے اس میں سے کچھ لے لیا۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نماز کے لئے کھڑے ہوگئے اور بلال نے اقامت پڑھنی چاہی تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ بے شک بھائی صداء نے اذان پڑھی ہے وہی اقامت پڑھے گا۔

صدائی کہتے ہیں کہ میں نے اقامت پڑھی، حضور ﷺ نے جب نماز پوری کرلی تو میں دو خط یا تحریریں ان کے پاس لے آیا۔ میں نے کہا یارسول اللہ مجھے ان دو باتوں سے عافیت دیجئے۔ حضور نے پوچھا کیا خیال آ گیا تجھ کو، میں نے عرض کی اللہ کے رسول میں نے آپ سے سُنا ہے کہ آپ فرمارہے تھے مؤمن آدمی کے لئے امارت میں کوئی خیر نہیں ہے اور میں مؤمن ہوں اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ اور میں نے آپ سے سُنا، آپ فرماتے تھے سائل کے بارے میں جو شخص غنی ہوتے ہوئے بھی سوال کرے اس کے سر میں صداع ہے اور پیٹ میں بیماری ہے۔ جبکہ میں نے آپ سے سوال کیا ہے مانگا ہے اور میں غنی بھی ہوں۔ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ وہ وہی ہوتا ہے یعنی بات تو بالکل ایسی ہی ہے۔ اگر تم چاہو تو قبول کرلو اور تم چاہو تو چھوڑ دو۔ میں نے عرض کی میں چھوڑ دیتا ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے مجھے فرمایا، پھر کوئی آدمی بتایئے میں جس کو امیر مقرر کردوں تم لوگوں پر۔ میں نے حضور ﷺ کو ایک آدمی کے بارے میں بتادیا وفد میں سے جو لوگ آپ کے پاس آئے تھے۔ آپ نے اس کو ان پر امیر بنادیا تھا۔

پھر میں نے عرض کی یارسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کا ایک کنواں ہے سردیوں میں اس کا پانی زیادہ ہوجاتا ہے ہم لوگ اس کے گرد جمع ہوتے ہیں اور گرمیوں میں کم ہوجاتا ہے۔ لہٰذا ہم دوسری جگہوں پر پانی کے لئے متفرق ہوجاتے ہیں اردگرد کی طرف جبکہ ہم مسلمان ہوگئے ہیں اور اردگرد سارے ہمارے دشمن ہیں۔ آپ ہمارے لئے ہمارے کنویں کے بارے میں دعا کریں کہ اس کا پانی ہمارے لئے زیادہ ہوجائے۔ اور ہم اسی کے گرد جمع رہیں ادھر اُدھر نہ جائیں۔

لہٰذا حضور ﷺ نے سات کنکریاں منگوائیں اور ان کو اپنے ہاتھوں میں مسلتے رہے اور ان میں دعا کی۔ پھر فرمایا کہ اب کنکریوں کو لے جاؤ جب تم لوگ کنویں پر جاؤ تو ایک ایک کرکے بسم اللہ کہہ کر اس میں ڈال دینا۔ صدائی کہتے ہیں کہ ہم نے ویسے ہی کیا جیسے آپ نے فرمایا تھا۔ اس کے بعد اسقدر پانی زیادہ ہوگیا کہ ہم نے اس کی گہرائی کبھی نہیں دیکھی کہ کتنی نیچے ہے۔

(بغوی۔ ابن عساکر۔ طبقات ابن سعد ۱/ ۳۲۶۔۳۲۷۔ شامیہ ۵۳۲/۶)

☆☆☆

باب ۲۲۱

عبدالرحمٰن بن ابوعقیل کی نبی کریم ﷺ کے پاس آمد

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی نے ، ان کو ابوجعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے ، ان کو علی بن عبدالعزیز نے ، ان کو احمد بن یونس نے ، ان کو زہیر نے ، ان کو ابوخالد یزید اسدی نے ، ان کو عون بن ابوجحیفہ نے عبدالرحمٰن بن علقمہ ثقفی سے ، اس نے عبدالرحمٰن بن ابوعقیل سے ، وہ کہتے ہیں کہ میں ایک وفد کے ساتھ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا۔ ہم وہاں پہنچے اور دروازے کے پاس ہم نے سواریاں بٹھائیں۔ جب گئے تھے تو اس وقت رسول اللہ ﷺ سے زیادہ میری نظر میں کوئی مبغوض نہیں تھا مگر جب واپس لوٹے تو ہمیں ان سے زیادہ محبوب اور کوئی نہیں تھا۔

کہتے ہیں کہ ہم میں سے ایک کہنے والے نے کہا یا رسول اللہ کیا آپ اپنے رب سے یہ دعا مانگتے ہیں ایسے ملک اور ایسی حکومت کی جیسے حضرت سلیمان علیہ السلام کی حکومت تھی؟ چنانچہ رسول اللہ ﷺ ہنس دیئے پھر فرمایا کہ شاید تمہارے صاحب کا اللہ کے نزدیک افضل ملک ہے سلیمان علیہ السلام کے ملک سے۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے جتنے نبی بھیجے ہیں اللہ نے ان کو ایک خاص مقبول دعا کا اختیار دیا تھا۔

چنانچہ ان میں سے بعض نے اس کو دنیا میں لے لیا۔ لہٰذا وہ اسے عطا کردی گئی۔ بعض نے ان میں سے اس دعا کو اپنی قوم کے خلاف استعمال کرلیا تھا (بددعا کے طور پر)۔ جب انہوں نے اس کی نافرمانی کی تھی۔ لہٰذا وہ اسی کے سبب سے ہلاک کردیئے گئے اور بے شک اللہ نے مجھے بھی ایک دعائے قبولیت عطا کی ہے مگر میں نے اس قیمتی قبولیت والی دعا کو اپنے رب کے پاس چھپا کر رکھ دیا ہے قیامت کے دن اپنی اُمت کی شفاعت کے لئے۔ (تاریخ ابن کثیر ۸۵/۵)

باب ۲۲۲

قصۂ دوس اور قصۂ طفیل بن عمرو رضی اللہ عنہ

اور ان کی آنکھوں کے درمیان نور روشنی کا ظہور۔ اس کے بعد ان کے چابک میں روشنی کا ظہور۔ نیز ان کا خواب۔ اور نبی کریم ﷺ کی دعا میں براہین شریعت

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ یوسف اصفہانی نے ، ان کو خبر دی ابوسعید بن اعرابی نے ، ان کو سعدان بن نصر نے ، ان کو سفیان نے ابو زناد سے ، اس نے اعرج سے ، اس نے ابوہریرہ سے ، وہ کہتے ہیں کہ طفیل بن عمرو دوسی رسول اللہ کے پاس آئے تھے اور عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ بے شک قبیلہ دوس نے نافرمانی کرلی ہے اور انکار کردیا ہے اسلام کو ماننے سے۔ آپ ان کے خلاف بددعا فرمایئے۔ لہٰذا آپ نے قبلہ کی طرف منہ کر کے اپنے دونوں ہاتھ اُٹھا لئے اور دعا فرمائی :

اللهم اهد دوسا وائت بهم

اے اللہ! قبیلہ دوس والوں کو ہدایت عطا فرما اور انہیں یہاں لے آ۔ تین بار دعا کی۔

۱۔ دیکھئے : طبقات ابن سعد ۳۵۳/۱۔ شرح المواہب ۴۷/۴)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں علی بن عبداللہ سے، اس نے سفیان سے۔
(بخاری۔ کتاب الدعوت۔ حدیث ۶۳۹۷۔ فتح الباری ۱۱/۱۸۶۔ بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۹۲۔ فتح الباری ۸/۱۰۱)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو عمران یعنی ابن موسیٰ نے، ان کو عثمان ابن ابوشیبہ نے، ان کو ابواسامہ نے اسماعیل بن ابوخالد سے، اس نے قیس سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ فرماتے ہیں میں جب نبی کریم کے پاس آیا تھا، میں نے راستے میں سوچا رات کے وقت اس کے طویل ہوجانے اور اس کی مشقت کی وجہ سے کہ وہ دار الکفر سے نجات ہے۔
کہتے ہیں میرا غلام راستے میں مجھ سے بھاگ گیا تھا جب میں مدینہ میں پہنچا نبی کریم ﷺ کے پاس تو میں نے ان کے ہاتھ پر بیعت کی، پس یکا یک میں ان کے پاس بیٹھا تھا کہ میرا غلام دار ہوا تو رسول اللہ نے فرمایا: اے ابوہریرہ یہ رہا تیرا غلام۔ میں نے کہا: یہ اللہ کی رضا کے لئے ہے پھر میں نے اس کو آزاد کر دیا۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن علاء سے، اس نے ابواسامہ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی فتح الباری ۸/۱۰۱)
اور تحقیق گزر چکی ہے روایت موسیٰ بن عقبہ سے اور دیگر سے کہ اشعریوں میں سے ایک جماعت آئی تھی ان میں ابوعامر اشعری بھی تھے۔ اور ایک گروہ دوس میں سے آیا تھا ان میں طفیل اور ابوہریرہ بھی تھے یہ اس وقت رسول اللہ کے پاس آئے تھے وہ خیبر میں تھے۔

طفیل بن عمرو کا قبول اسلام .... (۳) ہمیں حدیث بیان کی امام بیہقیؒ نے بطور املاء کے، وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی ابوعلی زاہر بن احمد فقیہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابولبابہ میہنی نے، ان کو عمار بن حسن نے، ان کو سلمہ بن فضل نے محمد بن اسحاق بن یسار سے، وہ کہتے ہیں کہ طفیل بن عمرو دوسی بیان کرتے ہیں کہ وہ مکہ آئے اور رسول اللہ وہاں (مکہ میں) تھے تو ان کے پاس قریش کے کچھ مرد آئے اور طفیل بن عمرو دوسی عزت دار آدمی تھے، شاعر اور عقل مند تھے۔ لوگوں نے ان سے کہا تھا کہ آپ ہمارے شہروں میں آئے ہو اور یہ شخص جو ہمارے درمیان ہے اس نے ہماری جماعت میں تفرقہ ڈالا ہے اور ہمارے معاملہ کو پارا پارا کر دیا ہے۔

حقیقت تو یہ ہے کہ اس کی بات جادو کی طرح ہے۔ وہ تو آدمی کے اور اس کے باپ کے درمیان جدائی ڈال دیتا ہے، بھائی بھائی کے درمیان، آدمی کے اور اس کی بیوی کے درمیان۔ ہم تو ڈرتے ہیں بھائی تیرے آنے پر اور تیری قوم پر اس بات سے جو ہمارے ساتھ پیش آچکی ہے۔ آپ اس کے ساتھ ہرگز کلام نہ کرنا اور ہرگز اس سے کچھ بھی نہ سننا۔

طفیل کہتے ہیں کہ وہ لوگ ہمیشہ مجھے منع کرتے رہے۔ لہٰذا میں نے بھی طے کر لیا کہ میں اس سے کچھ بھی نہیں سنوں گا اور نہ ہی ان سے بات چیت کروں گا، یہاں تک کہ میں جب صبح صبح مسجد (بیت اللہ) کی طرف جاتا تو میں اپنے کانوں میں روئی ٹھونس لیتا اس خوف کے مارے کہ کہیں اس کے قول میں سے کوئی حصہ میرے کانوں میں نہ پڑ جائے۔

طفیل کہتے ہیں کہ ایک روز علی الصبح میں مسجد میں گیا اس وقت رسول اللہ ﷺ کھڑے ہوئے کعبے کے پاس نماز پڑھ رہے تھے میں بھی جا کر ان کے پیچھے کھڑا ہو گیا۔ بس اللہ نے کچھ حصہ ان کے قول کا مجھے سنوا ہی دیا۔ میں نے تو انتہائی خوبصورت کلام سنا۔ لہٰذا میں نے اپنے دل میں کہا افسوس اللہ کی قسم بے شک میں ایک عقل مند آدمی ہوں، شاعر ہوں، مجھ پر اچھی اور بری چیز مخفی نہیں پھر مجھے کیا چیز مانع ہے اس سے کہ اس آدمی سے سنوں کہ وہ کہتا کیا ہے۔ اگر وہ بات جو وہ کرتا ہے حسن ہے تو میں اس کو قبول کروں گا اور اگر قبیح ہے تو میں اس کو چھوڑ دوں گا۔

کہتے ہیں کہ یہ سوچ کر میں وہیں ٹھہر گیا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ اپنے معمول سے فارغ ہو کر اپنے گھر لوٹے، میں بھی ان کے پیچھے پیچھے ہولیا حتیٰ کہ جب وہ اپنے گھر میں داخل ہوئے میں بھی پیچھے سے داخل ہو گیا اور میں نے آواز دی یا محمد بے شک تیری قوم نے مجھے ایسے ایسے کہا ہے۔ اللہ کی قسم وہ مجھے مسلسل تیرے معاملے سے ڈراتے رہے حتیٰ کہ میں نے اپنے کان روئی کے ساتھ بند کر لئے تھے تاکہ میں تیری بات سن بھی نہ سکوں مگر اللہ نے اس بات سے انکار کیا اور مجھے سنوا ہی دی۔ لہٰذا میں نے تو ایک خوبصورت بات سنی ہے۔ آپ اپنا پروگرام میرے سامنے پیش کیجئے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ پر اسلام پیش کیا اور میرے سامنے قرآن تلاوت فرمایا۔ پس قسم ہے اللہ کی میں نے کبھی بھی اس سے زیادہ خوبصورت کلام نہیں سُنا تھا اور نہ ہی اس سے کوئی زیادہ درست امر سُنا تھا۔ لہٰذا فوراً مسلمان ہوگیا اور میں نے حق کی شہادت دے دی۔ اور میں نے کہا، اے اللہ کے نبی! بے شک اپنی قوم میں مانا ہوا ہوں، میری بات مانی جاتی ہے اور میں ان کی طرف جانے والا ہوں اور میں ان کو اسلام کی دعوت دوں گا۔ آپ اللہ سے دعا فرمائیں کہ وہ میرے لئے کوئی نشانی مقرر کردے جو میرے لئے ان کے اُوپر معاون بن جائے اس کی طرف جس کی میں ان کو دعوت دوں گا۔ حضور ﷺ نے دعا فرمائی :

اَللّٰهُمَّ اجْعَلْ لَهٗ آيَةً ۔ (ترجمہ) اے اللہ! اس کے لئے کوئی آیت ونشانی مقرر کردے۔

کہتے ہیں کہ میں اپنی قوم کی طرف نکل گیا حتیٰ کہ جب میں مقام ثنیہ میں پہنچا اس کو فلاں فلاں نام کہتے تھے میں نے دیکھا کہ میری آنکھوں کے درمیان میرے اُوپر نور اور روشنی آن پڑی چراغ کی مثل۔ کہتے ہیں میں نے دعا کی :

اَللّٰهُمَّ فِي غَيْرِ وَجْهِي ۔ (ترجمہ) اے اللہ! میرے چہرے پر نہیں کسی اور چیز پر ظاہر فرما۔

کیونکہ میں ڈر رہا تھا کہ کہیں لوگ یہ نہ سوچیں کہ اس کا خلیہ بگڑ گیا ہے ان لوگوں کا دین چھوڑنے کی وجہ سے۔ کہتے ہیں کہ وہ روشنی میرے چہرے سے میرے چابک کے سر پر منتقل ہوگئی اس طرح جس طرح چراغ لٹکا ہوا ہوتا ہے اور میں ان کی طرف گھاٹی سے نیچے اُتر رہا تھا۔ حتیٰ کہ میں ان کے پاس آ گیا۔

جب میں اُترا تو پہلے پہل میرے والد آئے وہ انتہائی بوڑھے شیخ تھے۔ میں نے کہا کہ آپ مجھ سے دور رہیں میرے اباجان، میں آپ سے نہیں ہوں اور آپ مجھ سے نہیں ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ کیوں بیٹے؟ میں نے کہا کہ میں اسلام لے آیا ہوں اور میں نے محمد ﷺ کے دین کی تابعداری کرلی ہے۔ چنانچہ پھر میرے والد نے کہا، اے بیٹے میرا دین بھی تیرا دین ہے۔ میں نے کہا ابا جان جا کر غسل کریں اور اپنے کپڑے پاک کرلیں، اس کے بعد آپ میرے پاس آئیں، حتیٰ کہ میں آپ کو وہ سکھاؤں جو کچھ میں خود سیکھ کر آیا ہوں۔ کہتے ہیں کہ وہ گئے، انہوں نے غسل کیا کپڑے پاک پہنے پھر آ گئے میں نے ان پر اسلام پیش کیا اور وہ مسلمان ہوگئے۔

اس کے بعد میری بیوی آئی میں نے اس سے کہا کہ مجھ سے دُور رہیں میرا اور تمہارا کوئی تعلق نہیں ہے وہ بولی میرے ماں باپ تجھ پر قربان کیوں؟ میں نے کہا کہ اسلام نے میرے اور تیرے درمیان تفریق ڈال دی ہے میں مسلمان ہو گیا ہوں اور میں نے دین محمد ﷺ کی اتباع کرلی ہے۔ وہ بولی پھر میرا دین بھی تیرا دین ہے۔ میں نے اس سے کہا کہ جا تو حنی ذوالشریٰ کی طرف اس سے طہارت حاصل کر۔ ذوالبشری قبیلہ دوس کا ایک بت تھا اور الحنی اس کے گرد محفوظ جگہ تھی اور وہاں پر پانی کا چشمہ تھا جو پہاڑ سے اس کی طرف بہتا تھا۔

وہ بولی میرے ماں باپ قربان، کیا آپ ذوالشریٰ سے بچوں پر ڈر محسوس کریں گے؟ تو وہ کہتے ہیں میں نے کہا: میں تیری ضمانت لیتا ہوں لہٰذا وہ گئی اور غسل کر آئی میں نے اس پر اسلام پیش کیا اور وہ مسلمان ہوگئی۔ اس کے بعد میں نے قبیلہ دوس والوں کو اسلام کی دعوت دی۔ انہوں نے میری بات ماننے میں تاخیر کی میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا میں نے کہا، اے اللہ کے نبی! بے شک قبیلہ والوں پر میرے مقابلے میں زنا غالب آ گیا ہے۔ آپ ان کے خلاف بددعا کیجئے مگر رسول اللہ ﷺ نے یہ دعا فرمائی :

اَللّٰهُمَّ اهْدِ دَوْسًا ۔ (ترجمہ) اے اللہ! دوس والوں کو ہدایت دے۔

اس کے بعد فرمایا کہ اب تم واپس جاؤ اپنی قوم کے پاس، آپ جا کر ان کو بلاؤ اللہ کی طرف اور ان کے ساتھ نرمی کرنا۔ لہٰذا میں ان کی طرف لوٹ گیا۔ میں مستقل طور پر دوس کی سرزمین پر ان کو اللہ کی دعوت دیتا رہا۔ اس کے بعد جو لوگ میری قوم میں سے مسلمان ہوتے رہے میں ان کو رسول اللہ ﷺ کے پاس لے گیا اور رسول اللہ اس وقت خیبر میں تھے، لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے ہمارے لئے حصہ نکالا تھا مسلمانوں کے ساتھ۔ میں اس سے قبل مدینے میں اُترا۔ ہم قبیلہ دوس کے ستر یا اسّی گھرانے تھے۔

اسحاق بن یسار کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ فوت ہوئے اور کچھ عرب مرتد ہو گئے تو یہی طفیل بن عمرو نے مسلمانوں کے ساتھ جہاد کیا، حتیٰ کہ فارغ ہو گئے طلیحہ سے۔ اس کے بعد مسلمانوں کے ساتھ یمامہ کی طرف گئے، اور ان کے ساتھ ان کے صاحبزادے عمرو بن طفیل بھی تھے۔ انہوں نے اپنے اصحاب سے کہا میں نے ایک خواب دیکھا ہے مجھے اس کی تعبیر بتاؤ۔ میں نے دیکھا کہ میرا سر مونڈ دیا گیا ہے اور میرے منہ سے ایک پرندہ نکلا ہے اور مجھے عورت ملی ہے اس نے مجھے اپنی شرم گاہ میں داخل کر لیا ہے۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ میرا بیٹا مجھے تلاش کر رہا ہے۔ پھر میں نے دیکھا کہ اس کو مجھ سے روک لیا گیا ہے۔

لوگوں نے کہا کہ تم نے اچھا خواب دیکھا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اللہ کی قسم میں نے اس کی تعبیر سوچی ہے۔ ان لوگوں نے کہا کہ کیا تعبیر سوچی ہے؟ انہوں نے بتایا کہ سر منڈوانے سے مراد سر کو رکھ دینا ہے۔ بہر حال وہ پرندہ جو میرے منہ سے نکلا ہے وہ میری روح ہے بہر حال وہ عورت جس نے مجھے اپنی فرج میں داخل کر لیا ہے وہ زمین ہے جس میں قبر کھودی جائے گی اور میں اس میں غائب کر دیا جاؤں گا۔ بہر حال میرے بیٹے کا مجھ کو تلاش کرنا پھر اس کا مجھ سے بند ہو جانا، میں نے سوچا ہے کہ وہ عنقریب کوشش کرے گا تاکہ اس کو بھی اسی طرح شہادت مل جائے جس طرح مجھے پہنچی ہے۔

چنانچہ حضرت طفیل بن عمرو جنگ یمامہ میں شہید مقتول ہو گئے اور اس کا بیٹا عمرو شدید زخمی ہو گیا تھا۔ اس کے بعد یرموک میں مقتول شہید ہوا تھا۔ امیر المؤمنین حضرت عمر بن خطاب ﷺ کے عہد میں۔ (سیرۃ شامیہ ۶/۵۱۱)

رسول اللہ ﷺ کو محفوظ سرزمین کی پیشکش .... (۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو عبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبدالوہاب نے اور حسین بن فضل نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن حرب نے، ان کو حماد بن زید نے حجاج صواف سے، اس نے ابوزبیر سے، اس نے جابر سے، یہ کہ طفیل بن عمرو دوسی حضور ﷺ کے پاس آیا اور عرض کی یا رسول اللہ کیا آپ کو محفوظ قلعے یعنی سرزمین دوس کی ضرورت ہے اور حفاظت کرنے والی قوم، جماعت دوس کی۔

کہتے ہیں کہ دور جاہلیت میں اہل دوس کا اپنا قلعہ تھا۔ رسول اللہ ﷺ نے اس بات سے انکار کر دیا، اس لئے کہ اللہ نے ان کو انصار کے مقدر کر دیا تھا۔ جب حضور نے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی تو طفیل نے بھی آپ کے ساتھ ہجرت کی تھی اور اس کے ساتھ اس کی قوم کے ایک آدمی نے بھی تو انہوں نے مدینہ میں رہنا پسند نہیں کیا تھا۔ لہٰذا وہ بیمار ہو گیا اور گھبرا گیا، اس نے تیر کا بھالہ لیا اور اس کے ساتھ اس نے اُنگلیوں کے جوڑ کاٹ لئے۔ لہٰذا زور سے خون بہنے لگا جس سے وہ شخص مر گیا۔

طفیل نے اس کو خواب میں دیکھا مگر اس کو اچھی حالت میں دیکھا۔ اور اس کو دیکھا کہ اس نے ہاتھ ڈھانک رکھے ہیں۔ انہوں نے اس سے پوچھا کہ یہ کیا ہوا کیوں ڈھانک رکھے ہیں؟ اس نے بتایا کہ مجھے یہ کہا گیا ہے کہ ہم اس کو ہرگز درست نہیں کریں گے جس کو تم نے خود خراب کیا ہے۔ طفیل نے یہ خواب رسول اللہ کو بتایا، تو حضور نے دعا فرمائی :

اَللّٰهُمَّ وَلِيَدَيْهِ فَاغْفِرْ

اے اللہ! اس کے ہاتھوں کو معاف کر دے۔

اس کو مسلم نے صحیح میں روایت کیا ہے اسحاق بن ابراہیم وغیرہ سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۱۸۴ ص ۱/۱۰۸۔۱۰۹)

اس نے سلیمان بن حرب سے۔

☆☆☆

باب ۲۲۴

قصہ مزینہ[1] اوران کا سوال اور کھجوروں میں برکت کا ظہور جس میں سے حضرت عمر بن خطاب نے ان کو عطا کی تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران عدل نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابو محمد دعلج بن احمد بن دعلج نے، ان کو خبر دی ابراہیم بن علی نے، ان کو خبر دی یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو ہشیم نے حصین سے، اس نے ذکوان بن ابوصالح سے، اس نے نعمان بن مقرن سے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے پاس آیا تھا قبیلہ مزینہ کے تین سو افراد کے ساتھ۔ جب ہم نے واپس جانے کا ارادہ کیا تو حضور ﷺ نے فرمایا، اے عمر اس قوم کو زادِ سفر باندھ دو۔ انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس کچھ کھجوروں کے سوا کچھ بھی نہیں ہے۔ میں نہیں سمجھتا کہ وہ اس قوم کے لئے کچھ بھی پوری ہوسکیں گی۔ مگر حضور ﷺ نے فرمایا جاؤ تم وہی سفر کے توشہ کے طور پر ان کو دے دو۔

کہتے ہیں کہ حضرت عمر ان کو ساتھ لے کر گئے اور ان کو اپنے گھر میں داخل کیا۔ پھر ان کو ایک بالا خانے پر چڑھا کر لے گئے۔ وہ کہتے ہیں کہ جب ہم داخل ہوئے تو اس میں ایک جوان بیٹھے اونٹ کی مثل ڈھیر پڑا ہوا تھا۔ لہٰذا اس قوم نے اس میں سے اپنی ضرورت کے مطابق لے لیا۔

نعمان کہتے ہیں کہ میں وہاں سے نکلنے والا آخری آدمی تھا میں نے پیچھے پلٹ کر دیکھا تو اس میں اسی طرح کھجوریں رکھی ہوئی تھیں جیسے پہلے تھیں۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن فضل نے، ان کو سعید بن عمرو اشعثی ابوعثمان نے، ان کو عبثر نے حصین بن سالم سے، اس نے نعمان سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے چار سو افراد کے ساتھ۔ یہ مزینہ اور جہینہ کے لوگ تھے آپ کے بعض امر میں، ہم نے کہا تھا کہ ہمارے پاس سفر میں راستے کے لئے کچھ نہیں ہے جو ہم سفر میں باندھ کر ساتھ لے جائیں۔ آپ نے فرمایا، اے عمران کو سفر کا خرچ دے دو تو حضرت عمرؓ نے فرمایا: میرے پاس تو بس بچی ہوئی کچھ کھجوروں کے سوا کچھ نہیں ہے جو ہمارے لئے بھی ناکافی ہیں۔ لہٰذا ہمیں حضرت عمر ساتھ لے گئے ایک بالا خانے کی طرف۔ انہوں نے اس کو کھولا تو اس کے اندر جوان اونٹ کی مثل کھجوروں کا ڈھیر رکھا ہوا تھا۔ انہوں نے کہا آجاؤ اس میں سے جس قدر چاہو لے لو۔ لہٰذا ہم نے سفر کے لئے توشہ باندھا۔ میں ان لوگوں میں نکلنے والا آخری بندہ تھا، میں نے نظر ماری تو مجھے اس میں سے کچھ کمی نظر نہ آئی حالانکہ ہم چار سو آدمیوں نے اس میں سے اپنی ضرورت کا سفر خرچ لے لیا تھا۔

زائدہ نے اس کا متابع بیان کیا ہے حصین سے، اس نے سالم بن ابوالجعد سے۔ (مسند احمد ۵/۴۴۵)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو حسین بن علی نے، زائدہ سے، اس نے حصین سے، اس نے سالم بن ابوالجعد سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم سے نعمان بن مقرن نے کہا تھا کہ میں قبیلہ مزینہ کے چار سو افراد کے ساتھ نبی کریم ﷺ کے پاس آیا تھا۔ آپ نے ہمیں کچھ حکم فرمایا، پھر فرمایا اے عمران کو سفر کے لئے سامان خوراک دے دو۔ اس نے

[1] دیکھئے: طبقات ابن سعد ۱/۲۹۱۔ نہایۃ الارب ۱۸/۱۹۔۲۰۔ شرح المواہب ۴/۳۷)

عرض کی یارسول اللہ میرے پاس اس قدر نہیں ہے جوان کو سفر کے لئے تیار کردوں۔ آپ نے فرمایا ان کو سفر کے لئے توشہ دے دو۔ اس نے ہمارے لئے بالا خانہ کھول دیا اس کے اندر بیٹھے ہوئے اُونٹ کے برابر ڈھیر کھجوریں پڑی تھیں۔ ہم چار سو اُونٹ سواروں نے اس میں سے سفر خرچ لے لیا میں آخری بندہ تھا نکلنے والا۔ میں نے پیچھے پلٹ کر دیکھا تو مجھے ایک کھجور کی جگہ خالی نظر نہ آئی۔

کھجوروں میں رسول اللہ ﷺ کی برکت کا ظہور .... (۴) ہمیں خبر دی علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے، ان کو خبر دی ابو جعفر محمد بن عمر و رازی نے، ان کو عباس بن محمد نے، ان کو یعلی بن عبید نے، ان کو اسماعیل بن ابو خالد نے قیس بن سعید مزنی سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس چالیس آدمی آئے یا چار سو کہے تھے، ان لوگوں نے ان سے کھانے کی چیز کا سوال کیا تو آپ ﷺ نے عمر سے کہا جاؤ ان کو دے دو۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ نہیں ہے یہ مگر مختصری کھجوریں ہیں، میں نہیں سمجھتا کہ کسی قدر ان کو کفایت کریں گی، فرمایا آپ جا کر دے دیں۔ اس نے کہا یا رسول اللہ میں نے حکم سُنا ہے اور اطاعت کی ہے۔

کہتے ہیں کہ عمر نے اپنے کمر بند سے چابی نکالی اور دروازہ کھولا تو دیکھا کہ جوان اُونٹ کے برابر کھجوریں رکھی ہیں۔ فرمایا کہ لے لو۔ لہٰذا ہم میں سے ہر شخص نے جس قدر پسند کیا کھجوریں لے لیں۔ میں نے پیچھے پلٹ کر دیکھا میں سب سے آخری آدمی تھا تو ایسے لگا جیسے کہ ہم نے ایک بھی کھجور اس میں سے نہیں لی ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ابو عبید نے کہا ہے اور اس کا یہ قول ما اُریٰ یقیظن بنی مراد یہ ہے کہ ان کو کفایت نہیں کریں گی ان کے قیظ کے لئے اور قیظ سے مراد موسم گرما کی گرمی ہے۔

باب ۲۲۴

فَرْوَة بن مُسَیْك مُرادی[1] کی آمد اور عمرو بن معدی کرب اور اشعث بن قیس کی آمد نبی کریم ﷺ کے پاس وفد کندہ میں

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس فروہ بن مسیک مرادی آئے تھے شاہان کندہ سے دُوری اور علیحدگی اختیار کر کے، اسلام کی آمد سے تھوڑا سا پہلے ہمدان اور مراد قبائل کے مابین ایک جنگ واقع ہو چکی تھی۔ اس کے اندر ہمدان کو نقصان پہنچا تھا مرادیوں سے، حتیٰ کہ ان لوگوں نے ان کو قید و بند میں جکڑ لیا تھا اس دن جس کو "رَدم" کہا جاتا تھا۔ جب فروہ بن مسیک رسول کی طرف متوجہ ہوا تو اس نے یہ شعر کہے تھے :

لمـا رایـت ملوك كنده اعرضـت ٭ كالرجل خان الرجل عرق نسائها

يـمـمـت راحـلـتـى اؤم مـحـمـد ٭ ارجـو فـواضـلـهـا وحـسـن ثرابها

جب میں نے دیکھا شاہان کندہ نے اعراض کر لیا ہے اس آدمی کی طرح جس کو عرق النساء نے پریشان کیا ہو۔ میں نے اپنی سواری کو حرکت دی۔ محمد ﷺ سے ملاقات کا قصد کیا، میں نے اس کی خوبیوں اور حسن کرداری کی امید کرتا ہوں۔

---

[1] دیکھئے : سیرۃ ابن ہشام ۱۹۱/۴۔ طبقات ابن سعد ۳۲۸/۱۔ عیون الاثر ۳۰۵/۲۔ نہایۃ الارب ۲۳۹/۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۷۰/۵۔ اسد الغابۃ ۱۸۰/۴)

•جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچا تو حضور ﷺ نے اس سے فرمایا تھا (اس کے مطابق جو ہمیں خبر پہنچی ہے)، اے فروہ! کیا تجھے بُری لگی وہ کیفیت جو تیری قوم کو پہنچی ہے یوم الردم کے اندر۔ اس نے کہا یا رسول اللہ کون اپنی قوم کو اس قدر نقصان پہنچانا پسند کرے گا جو میری قوم کو پہنچا تھا یوم الردم میں، کیا اس کو پھر وہ کیفیت بُری نہیں لگے گی؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، خبردار بے شک اس چیز نے نہیں زیادہ کیا تیری قوم کو اسلام کے اندر مگر خیر اور بہتر یعنی اس کے بدلے میں اللہ نے ان کو اسلام کی خیریں اور بھلائیاں دے دی ہیں۔

اور رسول اللہ نے اس کو عامل مقرر کر دیا تھا مراد پر اور زبید اور مذحج سب پر اور ان کے ساتھ بھیجا تھا خالد بن سعید بن عاص کو صدقات (وصول کرنے پر) جو اس کے ساتھ رہے تھے اس کے شہروں میں، حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ وفات پا گئے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۱۹۱/۴۔۱۹۳۔ تاریخ ابن کثیر ۷۰/۵)

عمرو بن معدی کرب کی آمد رسول اللہ ﷺ کے پاس

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس عمرو بن معدی کرب آئے تھے بنو زبید کے کچھ لوگوں کے ساتھ۔ لہٰذا وہ آ کر مسلمان ہو گئے تھے۔ جب رسول اللہ ﷺ کی وفات ہو گئی تو اس کے بعد عمرو مرتد ہو گئے (دین سے پھر گئے)۔

(مصنف کہتے ہیں) کہ میں کہتا ہوں کہ مراد ہے کہ ان لوگوں میں جو مرتد ہو گئے تھے اہل ردت میں مگر دوبارہ اسلام میں لوٹ آئے تھے (یعنی مرتد ہونے سے توبہ کر کے دوبارہ مسلمان ہو گئے تھے)۔

ابن اسحاق لکھتے ہیں کہ تحقیق یہ کہا گیا ہے کہ عمرو نبی کریم ﷺ کے پاس نہیں آیا تھا اور انہوں نے اشعار کہے تھے:

انني بالنبي موقنة نفسي ... وان لم ار النبي عيانا
سيد العالمين طُرًّا و ادنا ... هم الى الله حين ثاب مكانا
جاء نا بالناموس من لدن الله ... و كان الامين فيه المعانا
حكمه بعد حكمة و ضياء ... قد هدينا بنورها من عمانا
و ركبنا السبيل حين ركبناه ... جديداً بكرهنا ورضانا
وعبد الالـه حقًّا و كُنَّا ... للجهالات نعبد الاوثانا
وأتلفنا به و كنا عدوًّا ... ورجعنا به معًا اخوانا
فعليه السلام و السلم منا ... حيث كنا من البلاد و كانا
ان نكن لم نر النبي فانا ... قد تبعنا سبيله ايمانا

(سیرۃ ابن ہشام ۱۹۳/۴۔ تاریخ ابن کثیر ۷۲/۵)

میرا دل نبی کریم ﷺ کی نبوت کے ساتھ یقین رکھتا ہے اگرچہ میں نے نبی کریم ﷺ کو سامنے نہیں دیکھا۔ وہ سارے جہانوں کے سردار ہیں اور ان میں سب سے اللہ تعالیٰ کے قریب تر ہے مرتبے کے اعتبار سے۔ وہ ہمارے پاس اللہ کی طرف سے ایک ناموس (قرآن مجید) لے کر آئے ہیں اور اس بارے میں ان کو جبریل امین کی معاونت حاصل رہی ہے۔ ان کا ہر حکم حکمت پر مبنی ہے اور وہ حکم اور روشنی ہے۔ تحقیق ہم اپنی گمراہی کے اندھے پن اس کے نور سے راستہ دکھائے گئے ہیں۔ ہماری خوشی یا عدم خوشی کے باوجود اس نے ہمیں نئی راہ پر گامزن کر دیا ہے جب وہ خود اس پر رواں دواں ہوا ہے۔ اس نے سچے الٰہ یعنی معبود برحق کی

عبادت کی ہے جبکہ ہم تو اپنی جہالتوں کی وجہ سے بتوں کی عبادت کر رہے تھے۔ ہم ان کی وجہ سے ہی آپس میں الفت ومحبت کے رشتے میں جڑ گئے ہیں ورنہ ہم تو باہم دشمن تھے۔ انہی کی وجہ سے ہم آپس میں بھائی بھائی ہو گئے ہیں۔ سوان پر سلام ہو۔ غلطی وکوتاہی ہماری طرف سے تھی ہم جہاں بھی تھے شہروں میں تھے۔
اگر چہ ہم نے نبی کریم ﷺ کو نہیں دیکھا تا ہم ہم ایمان کے اعتبار سے انہی کے تابع فرمان ہیں۔

دیگر اشعار میں بھی ذکر ہے۔

اشعث بن قیس کی آمد وفد کندہ میں

ابن اسحق کہتے ہیں کہ اشعث بن قیس وفد کندہ میں آئے تھے۔

(۲) مجھے حدیث بیان کی ہے زہری نے، وہ کہتے ہیں کہ اشعث بن قیس آئے تھے رسول اللہ ﷺ کے پاس اسّی یا ساٹھ سواروں کے ساتھ بنو کندہ میں سے اور وہ سب حضور ﷺ کے پاس داخل ہوئے تھے حضور ﷺ کی مسجد میں۔ انہوں نے اپنے اپنے بالوں میں کنگھی کر رکھی تھی اور سرمہ لگایا تھا اور یمنی چادروں کے جُبے پہنے تھے جن کے کف ریشم سے بنے ہوئے تھے۔ جب داخل ہوئے تو حضور ﷺ نے پوچھا کیا تم مسلمان نہیں ہوئے ہو؟ انہوں نے بتایا کہ مسلمان ہو گئے ہیں۔ فرمایا کہ پھر یہ تمہاری گردنوں میں لوہے (کڑے) کیسے ہیں ان کو کاٹ دو اور ان کو نوچ کر پھینک دو۔ اس کے بعد اشعث نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگ بنو اکل المرار ہیں اور آپ ابن اکل المرار ہو۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ یہ سن کر ہنس دیئے اس کے بعد فرمایا کہ تم اسی نسب کے ساتھ ابن ربیعہ بن حارث اور عباس بن عبدالمطلب کا نسب بیان کرو۔ درحقیقت یہ دونوں تاجر تھے اور جب وہ عرب کی دھرتی پر سفر کرتے تو ان سے پوچھا جاتا کہ تم لوگ کون ہو؟ وہ اس وقت یہ کہہ دیا کرتے تھے کہ ہم بنو اکل المرار ہیں۔ لہٰذا وہ اس نام اور نسبت کی وجہ سے عرب میں عزت کئے جاتے تھے اور اس کے ساتھ وہ اپنے آپ کا دفاع کرتے تھے۔ اس لئے کہ دراصل بنو اکل المرار بنو کندہ میں سے تھے اور وہ بادشاہ تھے (یعنی صاحبِ حکم تھے) جبکہ ہم بنو نضر بن کنانہ ہیں۔ جبکہ ہم اپنی ماں کے تابع نہیں کرتے (اپنے نسب کو) اور نہ ہی اپنے باپ سے اُکھڑتے ہیں اور جدا کرتے ہیں (اپنے نسب کو)۔

نوٹ: اکل المرار کا وجہ تسمیہ یہ ہے کہ مرار ایک درخت کا نام ہے کہ جاہلیت میں کسی جنگ میں ایک قبیلے مورث اعلیٰ نے چھپ کر جان بچائی تھی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے، ان کو خبر دی ابو عمرو بن سماک نے، ان کو خبر دی حنبل بن اسحق نے، ان کو اسماعیل بن حرب نے اور حجاج نے۔ ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حماد بن سلمہ نے عقیل بن طلحہ سے، اس نے مسلم ھیصم سے، اس نے اشعث بن قیس سے۔ وہ کہتے ہیں ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے بنو کندہ کا وفد۔ وہ یہ سمجھتے تھے کہ میں ان سے افضل ہوں، اچھا ہوں۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ کیا تم لوگ ہم میں سے نہیں ہو۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ نہیں ہم لوگ بنو نضر بن کنانہ ہیں نہ ہم (ماں کی طرف سے نسب کے پیچھے جاتے ہیں) اور نہ ہی اپنے دادا پردادا سے نسب کو الگ کرتے اور توڑتے ہیں۔ دوسرے نے کہا کہ نہ ہم اپنے باپ دادا سے ختم کرتے ہیں۔ اشعث کہتا تھا کہ البتہ نہیں کوئی آدمی لایا جائے گا جس نے ایک آدمی کی نفی کی ہو قریش میں سے نضر بن کنانہ سے مگر میں اس کو دُرّے ماروں گا۔ اور اس دوران اس نے مرار درخت کے پتے کھائے تھے اس لئے اس کا نام اکل المرار پڑ گیا تھا اور اس کی پوری نسل بنو اکل المرار قرار پائی تھی۔ (سیرۃ ابن کثیر ۴/۱۹۶۔ تاریخ ابن کثیر ۵/۷۲)

☆☆☆

باب ۲۲۵

نبی کریم ﷺ کے پاس صُرد بن عبداللہ کی آمد بنو اسد کے ایک وفد میں

اور اس کا مسلمان ہونا اور اس کا واپس جانا جرش کے پاس اور جُرش سے دو آمیوں کی آمد رسول اللہ ﷺ کے پاس اور حضور ﷺ کا ان دونوں کو یہ خبر دینا کہ صرد اسی لمحے اپنی قوم کے اندر پہنچ گیا ہے جس ساعت میں وہ ان کے پاس پہنچا تھا۔ اور اس سارے معاملے میں جو آثارِ نبوّت ظاہر ہوئے

(۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبد الجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ صُرد بن عبداللہ ازدی رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور وہ مسلمان ہو گئے تھے وفد بنو ازد کے ساتھ آئے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو امیر مقرر کیا تھا ان لوگوں پر جو مسلمان ہو گئے تھے ان کی قوم میں سے۔ اور حضور ﷺ نے مسلمانوں کے ساتھ مل کر ان لوگوں کے ساتھ جہاد کرنے کا بھی حکم دیا تھا جو ان کے قریب اہلِ شرک یمن کے قبائل تھے۔ چنانچہ صرد بن عبداللہ روانہ ہوئے وہ چل رہے تھے رسول اللہ ﷺ کے حکم کے ساتھ حتیٰ کہ مقام جُرش پر اُترے۔ یہ اس وقت ایک بند شہر تھا، اس میں قبائل تھے یمن کے قبائل میں سے۔ ان کے پاس خثعم داخل ہو رہا تھا یہ لوگ بھی اس کے ساتھ جڑ گئے پس وہ اس شہر میں داخل ہو گئے۔ ان کے ساتھ قبائل نے جب ان کی طرف مسلمانوں کی آمد کے بارے میں سنا اور ان کو جا کر اس کے اندر ہی گھیر لیا ایک مہینے تک محاصرہ کئے رکھا۔ وہ اس میں رُکے رہے اس کے بعد اس نے رجوع کیا ان سے واپس ہونے والا۔ حتیٰ کہ جب ان لوگوں کے ایک پہاڑ میں پہنچا جس کو کشر کہتے تھے۔ اس وقت اہل جرش نے یہ گمان کیا کہ وہ تو اب شکست کھا کر واپس لوٹ گیا ہے۔ لہٰذا وہ لوگ اس کی تلاش میں نکل کھڑے ہوئے حتیٰ کہ جب ان لوگوں نے اسے پالیا تو اس نے بھی پلٹ کر ان پر حملہ کر دیا اور ان کے ساتھ اس نے شدید قتال کیا۔

اُدھر سے اہل جرش نے اپنے دو آدمی رسول اللہ ﷺ کے پاس مدینہ منورہ بھیجے وہ جب وہاں پہنچے افطار کے بعد شام کا وقت تھا۔ حضور ﷺ نے ان سے پوچھا کہ شکر کے کون سے شہر سے آئے ہو؟ انہوں نے کہا جرشی ہیں ہم لوگ یا رسول اللہ ﷺ۔ دراصل ہمارے شہروں کے پاس ایک پہاڑ ہے اس کو کشر کہا جاتا ہے اور اسی طرح اہل جرش اس کو یہی نام دیتے ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ کشر نہیں ہے بلکہ شکر ہے۔ انہوں نے پوچھا کہ اس کی کیا بات ہے (یعنی کیا وجہ ہے؟)۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ بے شک اللہ کے بُدُن البتہ اس وقت اس کے پاس ذبح کے لئے جا رہے ہیں۔ وہ دونوں آدمی بیٹھ گئے حضرت ابو بکر اور حضرت عثمان کے پاس ان دونوں نے کہا ان دونوں سے افسوس ہے تم دونوں پر۔ بے شک رسول اللہ ﷺ تمہیں موت کی خبر دے رہے تھے تمہاری قوم کے بارے میں۔ وہ دونوں کھڑے ہوئے اور درخواست کی کہ اللہ سے دعا فرمائیں کہ تمہاری قوم سے اس حالت کو اٹھا لے۔ لہٰذا وہ دونوں اُٹھے انہوں نے یہی درخواست کی۔ حضور ﷺ نے دعا کی اے اللہ! ان سے یہ حالت اُٹھا لے۔ لہٰذا وہ دونوں رسول اللہ ﷺ سے روانہ ہو کر اپنی قوم کی طرف چلے گئے۔ انہوں نے اپنی قوم کو پالیا کہ ان پر واقعی قتل و غارت کی مصیبت پڑی تھی۔ جس دن صرد بن عبداللہ نے ان پر حملہ کیا تھا اُسی دن جس دن رسول اللہ ﷺ نے ان کو بتایا تھا بالکل اسی ساعت میں جس کا ذکر کیا تھا۔ اس کے بعد جرش کا وفد روانہ ہوا وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آکر مسلمان ہو گئے۔ حضور ﷺ نے ان کی بستی کے گرد حفاظتی نشان لگوا کر ان کی بستی کو محفوظ کروا دیا گھوڑوں سے اور سواروں سے اور ان کے کھیت کو مویشیوں وغیرہ سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/ ۱۹۷)

☆☆☆

باب ۲۲۶

رسول اللہ ﷺ کے پاس ضمام بن ثعلبہ[1] کی آمد

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے۔ ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو محمد بن ولید نے کریب مولی ابن عباس سے، اس نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ بنو سعد بن بکر سے ضمام بن ثعلبہ وفد لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا۔ اس نے مسجد کے دروازے پر اونٹ بٹھایا اور اس کے پیروں میں رسی باندھی۔ پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس گیا، آپ اپنے اصحاب کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ اس نے پوچھا کہ تم میں سے ابن عبدالمطلب کون ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا میں ابن عبدالمطلب ہوں۔ اس نے پوچھا کیا تم محمد ہو؟ فرمایا کہ جی ہاں میں ہوں۔ اس نے کہا اے ابن عبدالمطلب میں آپ سے کچھ پوچھنا چاہتا ہوں اور میں سوال سخت قسم کے کروں گا آپ نے اپنے دل میں غصہ بالکل نہیں کرنا۔ آپ ﷺ نے فرمایا ٹھیک ہے میں دل میں ناراض نہیں ہوں گا جو چاہو سوال کر سکتے ہو۔

اس نے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں تیرے الہٰ اور معبود کی اور ان کے الـہ کی جو تم میں سے پہلے گذرے اور ان کے الہٰ کی جو تیرے بعد ہونے والے ہیں۔ کیا واقعی تجھے اللہ نے ہماری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے؟ حضور ﷺ نے فرمایا اللہ گواہ ہے اس بات کا بالکل اس نے بھیجا ہے۔ پھر اس نے کہا کہ میں تمہیں قسم دیتا ہوں تیرے اللہ کی اور تیرے معبود کی اور تم میں سے پہلے لوگوں کے معبود کی اور تیرے بعد آنے والے معبود کی۔ کیا اس بات کا اللہ نے آپ کو حکم دیا ہے کہ تم صرف اسی کی عبادت کرو اور تم اس کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہ کرو۔ اور یہ کہ تم ان بتوں سے الگ تھلگ رہو جن کی عبادت ہمارے آباؤ اجداد کرتے تھے؟ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا بالکل اللہ گواہ ہے۔

اس کے بعد اس نے اسلام کے فرائض ذکر کئے اور ایک ایک طریقہ ذکر کیا نماز، زکوٰۃ، حج اور تمام فرائض اسلام۔ ہر ہر طریقہ پر وہ ان کو قسم دیتا گیا جیسے پہلی مرتبہ قسم دی تھی۔ جب وہ فارغ ہو گیا تو اس نے کہا: اشهد ان لا اله الا الله و ان محمداً عبدهٗ و رسوله۔ عنقریب میں یہ سارے فرائض پورے کروں گا اور ان چیزوں سے اجتناب کروں گا جس سے انہوں نے منع کیا ہے نہ اس سے کم کروں گا نہ اس سے زیادہ کروں گا۔ پھر وہ واپس لوٹتا ہوا اپنے اونٹ کی طرف گیا جب وہ واپس لوٹا تو حضور ﷺ نے فرمایا اگر ذوالعقیصہ سچ کہتا ہے تو وہ جنت میں داخل ہو جائے گا (یہ اس لئے فرمایا کہ ضمام مضبوط آدمی تھا زیادہ بالوں والا۔ دو حصوں میں بانٹی ہوئی زلفوں والا تھا)۔

اس کے بعد وہ اپنے اونٹ کے پاس آیا اس کے پیروں سے رسی نکالی پھر وہ روانہ ہو گیا اور اپنی قوم کے پاس پہنچا۔ وہ لوگ اس کے پاس جمع ہو گئے۔ سب سے پہلے جو اس نے کلام کیا وہ یہ تھا لات وعزیٰ بدتر ہیں۔ لوگوں نے کہا ٹھہرو ٹھہرو کیا کہہ رہے ہو اے ضمام۔ ڈرو ڈرو کیا کہہ رہے ہو؟ کس کی توہین کر رہے ہو۔ تمہیں جذام ہو جائے گا، برص ہو جائے گا، تمہیں جنون ہو جائے گا۔ اس نے جواب دیا ہلاکت ہو تمہارے لات وعزیٰ نہ کوئی نقصان کر سکتے ہیں نہ ہی کوئی نفع کر سکتے ہیں بے شک اللہ نے رسول بھیج دیا ہے اور اس پر کتاب اُتار دی ہے۔ میں تمہیں اس میں سے بچانا چاہتا ہوں تم جس میں پھنسے ہوئے ہو۔ اور میں شہادت دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور یہ کہ محمد اس کا بندہ اور رسول ہے۔ اور میں تمہارے پاس اس کی طرف سے وہ پیغام لے کر آیا ہوں جس کا اس نے تمہیں حکم دیا ہے اور جس چیز سے منع کیا ہے۔ پس اللہ کی قسم نہیں شام کی تھی اسی دن اس کی موجودگی میں کسی مرد نے اور نہ کسی عورت نے مگر وہ شام ہونے سے پہلے پہلے سارے مسلمان ہو گئے تھے۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۸۴۔۱۸۶۔ تاریخ ابن کثیر ۵/۷۰)

---

[1] دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام ۴/۱۸۴۔ طبقات ابن سعد ۱/۲۹۹۔ عیون الاثر ۲/۲۹۷۔ البدایۃ والنہایۃ ۵/۶۰)

ابن عباس فرماتے ہیں کہ ہم نے کسی قوم کے پاس پیغام لے کر جانے والے کو نہیں سنا جو ضمام بن ثعلبہ سے افضل ہو۔

(مصنف کہتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ تحقیق روایت کی ہے انس بن مالک ﷺ نے ضمام بن ثعلبہ کے قصے میں وہ روایت کچھ کمی بیشی کرتی ہے اسی وجہ سے بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے۔ (بخاری۔ کتاب الایمان ۳۲/۱۔ مسلم۔ باب بیان الصلوات ۶۶/۱)

باب ۲۲۷

معاویہ بن حیدۃ قشیری کی آمد

اور اس کا حضور ﷺ کے پاس داخل ہونا اور اللہ تعالیٰ کا رسول اللہ ﷺ کی دعا قبول کرنا حتی کہ اس کو آپ ﷺ کی طرف آنے پر مجبور کر دیا

(۱) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے اپنی کتاب سے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو احمد بن یوسف نے، ان کو عمر بن عبداللہ بن رزین نے، ان کو سفیان نے لفظاً داؤ د راق سے۔ اس نے سعد بن حکیم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا معاویہ بن حیدۃ قشیری سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا جب میں ان کے پاس پہنچا تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے اللہ تعالیٰ سے التجا کی تھی کہ وہ تمہارے مقابلے میں میری مدد کرے قحط سالی کے ساتھ جو تم لوگوں کو جڑ سے اکھیڑ دے۔ اور مدد کرے رعب اور خوف کے ساتھ کہ وہ اسے تمہارے دلوں میں ڈال دے۔ کہتے ہیں کہ انہوں نے اشارہ کیا دونوں ہاتھوں کے ساتھ اکھٹے۔ خبر دار بے شک میں تحقیق پیدا کیا گیا ہوں یہ اور اسی طرح یہ کہ نہیں ایمان لاؤں گا آپ کے ساتھ اور نہ ہی آپ کی اتباع کروں گا۔ تب ہی قحط ختم ہوگا جو مجھے جڑ سے اکھاڑتا ہے اور نہ ہی خوف اور رعب زائل ہوگا جو میرے دل میں ڈال دیا گیا ہے حتی کہ میں آپ کے سامنے آکر رہوں۔ کیا آپ اللہ کی قسم کھا کر کہتے ہیں کہ جس نے آپ کو بھیجا ہے کیا واقعی اس نے آپ کو بھیجا ہے اس دین کے ساتھ جو آپ کہتے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا جی ہاں۔ کہا کیا اس نے آپ کو حکم دیا ہے اس کے ساتھ جو آپ کہتے ہیں اور امر کرتے ہیں؟ فرمایا کہ جی ہاں۔ اس نے پوچھا کہ آپ ہماری عورتوں کے بارے میں ہمیں کیا حکم دیتے ہیں۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ:

نِسَاؤُكُمْ حَرْثٌ لَّكُمْ فَأْتُوا حَرْثَكُمْ أَنَّىٰ شِئْتُمْ ۔ (سورۃ بقرہ: آیت ۲۲۳)

وہ تمہاری کھیتی ہیں اپنی کھیتی میں آؤ جیسے تم چاہو۔

اور ان کو اسی میں سے کھلاؤ جس میں سے تم خود کھاؤ۔ اور اسی طرح پہناؤ جس میں سے تم پہنو۔ اور انہیں مارو نہیں اور انہیں برا نہ کہو۔

اس نے پوچھا کہ کیا ہم میں سے کوئی شخص اپنے بھائی کی شرم گاہ کو دیکھ سکتا ہے جس وقت دونوں اکھٹے ہوں؟ حضور ﷺ نے فرمایا کہ نہیں۔ اس نے پوچھا کہ جب دونوں جدا ہوں یعنی اکیلے میں۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنی ایک ران کو دوسری پر ملا دیا پھر فرمایا کہ اللہ تعالیٰ زیادہ حقدار ہے اس سے کہ اس سے شرم کرو۔ کہتے ہیں کہ اس نے سنا آپ کہہ رہے تھے لوگ قیامت کے دن اٹھائے جائیں گے اس حال میں کہ ان کے مونہوں پر بندش لگی ہوگی۔ بس پہلی چیز انسان کی جو بولے گی اس کے ہاتھ اور اس کی رانیں ہوں گی۔ (مسند احمد ۳/۵)

☆☆☆

باب ۲۲۸

طارق بن عبداللہ اور اس کے احباب کی آمد نبی کریم ﷺ کے پاس

اور رسول اللہ ﷺ کے بارے میں اس عورت کی بات جو اُن کے ساتھ تھی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو اسماعیل بن محمد الصفار نے، ان کو محمد بن جہم نے، ان کو جعفر بن عون نے، ان کو ابو جناب کلبی نے، ان کو جامع بن شداد محاربی نے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ایک آدمی نے ان کی قوم میں سے اسے کہا جاتا تھا طارق بن عبداللہ۔ وہ کہتے ہیں کہ بے شک میں کھڑا ہوا تھا بازار مجاز میں۔ اچانک ایک آدمی آیا اس نے جُبہ پہن رکھا تھا اور وہ کہہ رہا تھا : اے لوگو کہو لا الٰہ الا اللہ تفلحوا ، لا الٰہ پڑھو کامیاب ہو جاؤ گے۔ اور ایک دوسرا آدمی اس کے پیچھے پیچھے چل رہا تھا وہ اسے پتھر مار رہا تھا اور وہ کہہ رہا تھا اے لوگو یہ کذاب ہے اس کو سچا نہ سمجھنا۔ میں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ اس آدمی نے بتایا کہ یہ بنو ہاشم کا ایک نوجوان ہے جو یہ دعویٰ کرتا ہے کہ وہ اللہ کا رسول ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا کہ وہ کون ہے یہ جو پتھر مار رہا ہے؟ بتایا کہ یہ اس کا چچا ہے عبدالعزیٰ (ابولہب)۔ کہتے ہیں کہ جب لوگ مسلمان ہو گئے اور انہوں نے ہجرت کی۔ ہم مقام ربذہ کی طرف سے نکلے ہم لوگ مدینہ جانے کا ارادہ رکھتے تھے کہ ہم اس کی کھجوریں حاصل کریں گے۔

جب ہم مدینے کے باغات کے اور کھجوروں کے قریب ہوئے ہم نے سوچا کہ اگر ہم اتر پڑیں اور کپڑے بدل لیں تو بہتر ہوگا۔ اچانک ایک آدمی سامنے آیا جس نے دو پرانی یمنی چادریں پہن رکھی تھیں، اس نے سلام کیا اور کہا کہ یہ قوم یعنی آپ لوگ کہاں سے آئے ہو؟ ہم نے کہا کہ مقام ربذہ سے۔ اس نے پوچھا کہاں جا رہے ہو؟ ہم نے کہا کہ اسی شہر کا ارادہ ہے۔ اس نے پوچھا کہ اس شہر میں تمہارا کیا کام ہے؟ ہم نے کہا کہ ہم اس کی کھجوریں لینے آئے ہیں۔

یہ کہتے ہیں کہ ہمارے ساتھ ہم لوگوں کی ایک عورت بھی تھی اور اس کے پاس سرخ اُونٹ تھا جس کو نکیل ڈالی ہوئی تھی۔ اس نے پوچھا کیا تم لوگ یہ اُونٹ بیچو گے؟ انہوں نے کہا جی ہاں، اتنے اتنے صاع کھجوروں کے بدلے میں۔ کہتے ہیں کہ اس شخص نے ہم سے کم نہ کروایا اس سے جو کچھ ہم نے کہا تھا۔ اس نے اُونٹ کی مہار تھام لی اور چل دیا۔ جب وہ وہاں سے چھپ گیا مدینے کے باغات میں اور کھجوروں میں ہم نے کہا کہ ہم نے کیا کیا۔ اللہ کی قسم اُونٹ ایسے آدمی کو دے دیا جس کو ہم جانتے بھی نہیں۔ اور نہ ہی ہم نے اس سے قیمت وصول کی ہے۔

کہتے ہیں کہ اس عورت نے کہا جو ہمارے ساتھ تھی، اللہ کی قسم میں نے اس آدمی کو دیکھا ہے مجھے ایسے لگا جیسے اس کا چہرہ چاند کا ٹکڑا ہے چودھویں رات کا۔ میں ضامن ہوں تمہارے اُونٹ کی قیمت کی۔

اچانک ایک آدمی آیا تو اس نے کہا میں رسول اللہ ﷺ کا نمائندہ ہوں تمہاری طرف یہ تمہاری کھجوریں ہیں۔ پس کھاؤ اور خوب پیٹ بھرو اور ناپ کر لو اور اچھی طرح پورا پورا لے لو۔ ہم نے کھجوریں کھائیں حتیٰ کہ پیٹ بھر گیا اور ہم نے ناپ تول کر پوری پوری وصول کر لیں۔ اس کے بعد ہم مدینے میں داخل ہوئے۔ پھر ہم مسجد میں داخل ہوئے کیا دیکھا کہ وہ شخص منبر پر کھڑا ہوا ہے اور لوگوں کو خطبہ دے رہا ہے۔ ہم نے اس کا خطبہ سنا وہ یہ کہہ رہا تھا :

''صدقہ کیا کرو کیونکہ صدقہ کرنا تمہارے حق میں بہتر ہے۔ اوپر والا ہاتھ نیچے والے سے بہتر ہے۔ اپنی ماں کو اپنے باپ کو اپنی بہن کو، اپنے بھائی کو اور اپنے قریبی کو۔''

اچانک ایک آدمی آیا کچھ لوگوں کے ساتھ بنی یربوع میں سے۔ یا کہا تھا کہ ایک آدمی انصار میں سے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم لوگوں کا ان آنے والوں کے ذمہ خون ہے جاہلیت کے دور سے۔ آپ ﷺ نے فرمایا میں تاوان وصول نہیں کرتا ولد پر، تین بار فرمایا۔

(۲) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو یزید بن زیاد بن ابوالجعد نے جامع بن شداد سے، اس نے طارق سے، اس نے ذکر کی ہے یہی حدیث اسی مفہوم کے ساتھ۔ اور اس نے اس میں کہا ہے کہ عورت نے کہا تھا تم ایک دوسرے کو ملامت نہ کرو میں نے اس آدمی کا چہرہ پڑھ لیا تھا وہ تمہارے ساتھ دھوکہ نہیں کرے گا۔ میں نے کوئی چیز نہیں دیکھی جو چودھویں رات کے چاند سے زیادہ مشابہت رکھتی ہو اس شخص کے چہرے سے۔

باب ۲۲۹

وفد نجران[1] اور بڑے بڑے پادریوں کا شہادت دینا ہمارے پیارے نبی ﷺ کے بارے میں کہ وہ وہی نبی ہیں جن کا وہ لوگ انتظار کرتے آ رہے تھے اور امتناع اس کا جو ان میں سے ملاعنۃ سے رک گئے اور ان تمام امور میں آثار نبوت کا ظہور

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ مدینے نجران کے عیسائیوں کا وفد آیا تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس، مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن جعفر بن زبیر نے، وہ کہتے ہیں کہ جب نجران کا وفد آیا تھا رسول اللہ کے پاس وہ لوگ حضور کے پاس داخل ہوئے تھے آپ ﷺ کی مسجد میں عصر کی نماز کے بعد۔ چنانچہ ان عیسائیوں کی نماز کا بھی وقت ہو گیا تھا۔ لہٰذا وہ کھڑے ہو گئے تھے مسجد نبوی میں نماز پڑھنے کے لئے۔ لہٰذا لوگوں نے ان کو منع کرنے کا ارادہ کیا تھا مگر حضور ﷺ نے فرمایا کہ رہنے دو۔ لہٰذا انہوں نے مشرق کی طرف منہ کر کے اپنی نماز پڑھی تھی۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، ان کو بریدہ بن سفیان نے ابن البیلمانی سے، اس نے کُرز ابن علقمہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کے پاس نجران کے عیسائیوں کا وفد آیا تھا۔ یہ ساٹھ سواروں پر مشتمل قافلہ تھا جن میں سے چوبیس افراد ان کے معزز اور معتبر ترین لوگ تھے اور چوبیس دیگر عیسائی تھے۔

[1] دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام ۲/۱۷۵۔ طبقات ابن سعد ۱/۳۵۷۔ فتوح البلدان ۷۰۔ البدایۃ والنہایۃ ۵/۵۲۔ نہایۃ الارب ۱۸/۱۲۱۔ شرح المواہب ۴/۴۱)

ان میں سے جوبیس میں سے تین افراد وہ تھے جو ان کے معاملات کو ذمہ داری سے چلاتے تھے۔ اور نگران اور امیر قوم تھے۔ اور ان میں صاحب رائے اور صاحب مشورہ تھے۔ اور اس شخص کے مشورے کے بغیر کوئی کام نہیں ہوتا تھا۔ اس کا نام عبدالمسیح تھا اور بڑے سردار ثمال القوم جو ان کے اجتماعی امور اور معاملات کے مالک تھے ان کا نام ایہم تھا اور ابوحارثہ بن علقمہ بنی بکر بن وائل میں سے تھے، وہ ان کے بڑے تھے۔

ان عیسائیوں میں اُسقف (عظیم نصاریٰ) اور ان کے بڑے عالم اور ان کے امام اور ان کے صاحب مدارس وہی تھے اور ابوحارثہ ان میں بلند مرتبہ پر فائز تھے۔ اس نے ان کی تمام کتب پڑھ رکھی تھیں حتیٰ کہ اس کا عمل بھی ان کے دین کے مطابق عمدہ تھا۔ نیز شاہان روم بھی اہل نصرانیت میں سے تھے، انہوں نے بھی ابوحارثہ کو شرف وعزت دے رکھی تھی اور اس کو مالدار اور امیر بنا دیا تھا اور اس کو کئی کئی خادم دے رکھے تھے اور اس کے لئے کئی کنیسے تعمیر کرار کھے تھے۔ اور اس پر عنایات وافر کر رکھی تھیں۔ کیونکہ ان کو معلوم تھا کہ وہ انتہائی باعمل ہے اور ان کے دین میں مجتہد ہے۔

جب وہ لوگ (وفد نجران) نجران سے رسول اللہ ﷺ کی طرف آنے کا رُخ کرنے لگے تو ابوحارثہ بھی ساتھ تھے۔ جب وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آنے کے لئے اپنے خچر پر سوار ہوئے تو ان کے پہلو میں ان کا بھائی بھی تھا، اس کو کوز بن علقمہ کہتے تھے۔ وہ اس کی معاونت کر رہے تھے سفر میں۔

اچانک ابوحارثہ کا خچر پھسل پڑا تو کوز بن علقمہ نے کہا ہلاک ہو بُرا ہو ابعد کا، اس کی مراد اس جملے سے رسول اللہ تھے۔ چنانچہ ابوحارثہ نے اس کو کہا بلکہ تو ہی ہلاک ہو جائے۔ اس نے پوچھا کہ وہ کیوں بھائی جان؟ اس نے بتایا کہ اللہ کی قسم وہ (محمد ﷺ) نبی ہے جس کا ہم لوگ انتظار کیا کرتے تھے۔ لہٰذا کوز نے اس سے کہا پھر کیا چیز آپ کو مانع ہے حالانکہ آپ یہ سب کچھ جانتے ہیں؟ اس نے جواب دیا کہ آپ نے دیکھا نہیں کہ اس قوم (نصاریٰ) نے ہمارے ساتھ کیا کیا ہے۔ انہوں نے ہمیں سب کچھ دیا ہے ہمیں عزت وشرف سے نوازا ہے ہمیں مالدار کر دیا ہے اور ہمارا اکرام کیا ہے یہ لوگ اس نبی کی مخالفت کے سوا کچھ بھی نہیں مانیں گے، اگر میں ایسا کرلوں (یعنی اس کا دین قبول کرلوں) تو یہ لوگ یہ سب کچھ ہم سے چھین لیں گے جو کچھ تم دیکھ رہے ہو۔ چنانچہ اس کے بھائی کوز نے یہ باتیں دل میں چھپالیں۔ کوز بن علقمہ حتیٰ کہ وہ بعد میں مسلمان ہو گیا۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/۲۰۴۔ تاریخ ابن کثیر ۵/۶۵)

حضرت ابراہیم کے متعلق قرآن کا فیصلہ .... (۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید بن ابوعمرو نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی محمد بن ابومحمد مولیٰ زید بن ثابت سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے سعید بن جبیر نے یا عکرمہ نے ابن عباس سے، انہوں نے کہا نجران کے نصاریٰ اکٹھے ہوئے تھے اور یہود کے علماء رسول اللہ ﷺ کے پاس۔ انہوں نے حضور ﷺ کے سامنے تنازعہ کیا۔ یہود کے احبار وعلماء نے کہا تھا کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام صرف اور صرف یہودی المذہب تھے اور کچھ نہیں تھے اور نصاریٰ (عیسائیوں کے علماء نے) کہا تھا کہ ابراہیم علیہ السلام نصرانی (عیسائی) تھے اس کے سوا کچھ نہیں تھے۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ نے قرآن نازل کیا اور فرمایا :

یا اھل الکتاب لم تحاجون فی ابراھیم ۔ وما انزلت التوراۃ والانجیل الا من بعدہ افلا تعقلون ھا انتم ھؤلاء حاججتم فی مالکم بہ علم فلم تحاجون فیما لیس لکم بہ علم واللّٰہ یعلم وانتم لا تعلمون ماکان ابراھیم یھودیا ولا نصرانیا ولکن کان حنیفا مسلما وماکان من المشرکین ۔ ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ وھذا النبی والذین اٰمنوا واللّٰہ ولی المؤمنین ۔

(آل عمران : آیت ۶۵۔۶۸)

(مفہوم و مطلب) اے اہل کتاب! تم لوگ ابراہیم علیہ السلام کے بارے میں کیوں کر مباحثہ و مجادلہ کر رہے ہو۔ حالانکہ توراۃ و انجیل تو ان کے کافی بعد اتریں تھیں تم سمجھتے کیوں نہیں۔ تم وہی لوگ ہو جو اس چیز میں الجھ رہے ہو جس کا تمہیں علم نہیں۔ اس میں بات کرو جس کا تمہیں علم ہے۔ اللہ تعالیٰ ہر حقیقت جانتا ہے تم وہ نہیں جانتے۔ (سنو) ابراہیم علیہ السلام یہودی نہیں تھے نہ ہی وہ عیسائی تھے بلکہ وہ تو سب سے الگ تھلگ موحد مسلمان تھے اور وہ مشرک بھی نہیں تھے۔ بے شک ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ حقیقی اور رہی نسبت بنانے کے سب سے زیادہ حق دار یہ نبی (محمد ﷺ) ہیں اور وہ لوگ جو ان کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ مؤمنوں کا دوست ہے۔

حضور ﷺ کا یہود و نصاریٰ کے احبار و رہبان یعنی ان کے علماء اور پادریوں اور اساقف کو اسلام کی دعوت دینا

ابورافع قرظی نے کہا کہ جب حضور ﷺ کے پاس نصاریٰ احبار و رہبان جمع ہوئے تو رسول اللہ ﷺ نے ان کو اسلام قبول کرنے کی دعوت دی۔ جس پر ایک یہودی عالم نے کہا، اے محمد (ﷺ) کیا آپ ہم سے یہ توقع رکھتے ہیں کہ ہم آپ کی عبادت کریں جیسے نصاریٰ عیسیٰ بن مریم کی عبادت کرتے ہیں؟ (چنانچہ اس کے جواب میں) اہل نجران کے ایک نصرانی نے کہا اس کو الدِّبِّیس کہتے تھے بلکہ یہ یہودی چاہتا ہے کہ آپ اے محمد (ﷺ) اس کے دین یہودیت کی دعوت دیں؟ یا جیسے بھی کہا۔

رسول اللہ ﷺ کا یہود و نصاریٰ کے علماء کو جواب

رسول اللہ نے فرمایا معاذ اللہ (اللہ کی پناہ) اس بات سے کہ میں اللہ کے سوا غیر اللہ کی عبادت کروں یا اس کے سوا کسی اور کی عبادت کا حکم کروں۔ اللہ نے مجھے اس کے لئے نہیں بھیجا ہے اور نہ ہی مجھے اس کا حکم دیا ہے، لہٰذا اس پر اللہ نے قرآن نازل فرمایا:

ما كان لبشران يؤتيه الله الكتاب والحكم والنبوة ثم يقول للناس كونوا عبادا لي من دون الله ولكن كونوا ربّانيين بما كنتم تعلمون الكتاب وبما كنتم تدرسون ولا يامركم ان تتخذوا الملائكة والنبين اربابا ايامركم بالكفر بعد اذ انتم مسلمون ـ

(مفہوم) کسی فرد بشر کے لئے یہ سب نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس کو کتاب و حکمت عطا کرے اور نبوت عطا کرے پھر وہ لوگوں سے کہے کہ میرے بندے یعنی میری عبادت و بندگی کرنے والے بن جاؤ اللہ کے سوا۔ بلکہ وہ تو یہ کہے گا کہ تم رب والے بن جاؤ۔ اس کے مطابق جو تم کتاب کی تعلیم دیتے اور جو تم خود پڑھتے ہو وہ انسان (نبی) تمہیں یہ بھی کہتا کہ تم فرشتوں کو اور نبیوں کو رب بنالو، کیا بھلا وہ تمہیں کفر کرنے کا حکم دے گا۔ اس کے بعد کہ تم مسلمان ہوگئے ہو۔

عہد و میثاق جو اہل کتاب اور آباؤ اجداد سے لیا گیا تھا حضور ﷺ کی تصدیق کے بارے میں جب وہ آجائیں ان کے پاس اور ان کا خود اقرار کرنا اور ان کے نفسوں کا گواہ ہونا

واذ اخذ الله ميثاق النبين لما اتيتكم من كتاب وحكمة ثم جآء كم رسول مصدق لما معكم ـ لتؤمنن به ولتنصرنه قال أاقررتم واخذتم على ذلك اصرى قالوا اقررنا قال فاشهدوا وانامعكم من الشّٰهدين ـ

(سورۃ آل عمران : آیت ۸۱)

یاد کرو اس وقت کو جب اللہ نے انبیاء کرام کا عہد لیا تھا کہ میں نے جب آپ کو کتاب و حکمت دی ہے پھر تمہارے پاس ایک رسول آ جائے گا وہ تمہاری کتابوں کو سچا قرار دے گا، البتہ تم ضرور اس کی نصرت کرنا اس کے ساتھ ضرور ایمان لانا۔ اللہ نے فرمایا کیا تم سارے نبی اس بات کا اقرار کرتے ہو اور اس پر میرے ساتھ پکا عہد کرتے ہو؟ سب نے کہا کہ ہم نے اقرار کیا۔ اللہ نے فرمایا کہ تم سب گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

ابوعبداللہ نے اپنی روایت میں یہ اضافہ کیا ہے، ابن اسحاق کہتے ہیں کہ مجھے حدیث بیان کی ہے محمد بن سہل بن امامہ نے، وہ کہتے ہیں جب نجران کا وفد رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، وہ آپ سے سوال کر رہے تھے حضرت عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے بارے میں۔ اس کے بعد ان کے بارے میں۔ (سورہ آل عمران، آغاز سے اسی آیات نازل ہوئی تھیں)

نجران کے پادریوں اور اہل نجران کی طرف رسول اللہ ﷺ کا خط

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوسعید محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان دونوں کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو سلمہ بن عبدیشوع نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے، وہ کہتے ہیں کہ یونس نے کہا وہ نصرانی تھا اور مسلمان ہو گیا تھا۔ اس نے کہا رسول اللہ ﷺ نے اہل نجران کی طرف خط لکھا تھا سورہ نمل (طس) کے نزول سے قبل۔

خط کی عبارت یہ تھی :

بسم اله ابراهيم واسحاق ويعقوب من محمد النبي رسول الله صلى الله عليه وسلم الى اسقف نجران ، واهل نجران ان اسلمتم فاني احمد اليكم الله اله ابراهيم واسحاق ويعقوب ، اما بعد : فاني ادعوكم الى عبادة الله من عبادة العباد وادعوكم الى ولاية الله من ولاية العباد ، فان ابيتم فالجزية ، فان ابيتم فقد اٰذنتكم بحرب والسلام ۔

(مفہوم) ابراہیم علیہ السلام و یعقوب علیہ السلام کے الٰہ کے نام کے ساتھ محمد نبی رسول اللہ ﷺ کی طرف سے خط ہے نجران کے پادریوں کے نام اور اہل نجران کے نام۔ اگر تم اسلام قبول کرتے ہو تو میں تمہاری طرف اللہ کی حمد کرتا ہوں جو کہ ابراہیم، اسحاق اور یعقوب علیہ السلام کا معبود ہے۔ امابعد! میں تمہیں بلاتا ہوں اللہ کی عبادت کی طرف بندوں کی عبادت سے، اور میں تمہیں بلاتا ہوں اللہ کی حکومت کی طرف بندوں کی حکومت سے، اور اگر تم انکار کرتے ہو تو پھر جزیہ اور ٹیکس دینے کے لئے تیار ہو جاؤ۔ اگر تم جزیہ سے بھی انکار کرتے ہو تو پھر میں تمہیں سے جنگ کا اعلان کرتا ہوں۔ والسلام

یہ خط جب نجران کے پادریوں اور مذہبی پیشواؤں کے پاس پہنچا اور انہوں نے اسے پڑھا تو وہ اس سے خوف زدہ ہو گئے اور کپکپی سے لرزہ براندام ہو گئے تھے۔ تو اسقف نے وہ خط اہل نجران میں سے ایک آدمی کی طرف بھیجا جس کو شرحبیل بن وداعہ کہتے تھے، وہ اہل ہمدان میں سے تھا۔ اس سے قبل کسی کو نہیں بلایا جاتا تھا جب کوئی پریشانی آن پڑتی تھی اس بندے سے قبل۔ نہ ہی ایہم کو، نہ ہی سید کو، نہ ہی عاقب کو۔ لہٰذا اسقف نے رسول اللہ کا خط شرحبیل کے پاس بھیج دیا۔

اس نے پڑھا اور اسقف سے کہا، اے ابومریم! آپ کی کیا رائے ہے؟ شرحبیل نے کہا تحقیق میں جانتا ہوں اللہ نے ابراہیم سے جو وعدہ کیا تھا اسماعیل علیہ السلام کی اولاد میں نبوت کا، مجھے خوف ہے کہ یہ وہی آدمی نہ ہو۔ میری نبوت کے بارے میں کوئی رائے نہیں ہے اگر کوئی دنیا کا معاملہ ہوتا تو میں اس بارے میں کوئی مشورہ بھی دیتا اور آپ کے لئے کوشش بھی کرتا۔ اسقف نے اس سے کہا کہ آپ تھوڑا سا علیحدہ اور ایک طرف ہو جائیں۔ شرحبیل الگ ہو کر ایک کونے میں جا بیٹھا۔ اسقف نے اہل نجران کے ایک آدمی سے مشورہ کیا اس کو عبداللہ بن شرحبیل کہتے تھے، وہ حمیر میں باعزت آدمی تھا اس نے اس کو حضور کا خط پڑھوایا اور اس بارے میں اس کی رائے دریافت کی اس نے شرحبیل کی طرح جواب دیا۔ اسقف نے اس سے کہا کہ آپ الگ ہو جائیے وہ الگ جا بیٹھا۔

اسقف کا اہل نجران کے ایک آدمی سے مشورہ

اسقف نے اہل نجران کے ایک آدمی سے مشورہ کیا، اس کا نام جبار بن فیض تھا بنو حارث بن کعب بنو حماس میں سے ایک تھا۔ اس نے خط پڑھوایا اور اس بارے میں اس کی رائے پوچھی۔ اس نے بھی اسی طرح کی بات کی جو شرحبیل کی تھی اور عبداللہ کی تھی۔ اسقف نے اس کو حکم دیا وہ الگ ہو کر ایک کونے میں جا بیٹھا۔ اب جب ان سب کی رائے متفق ہوگئی ایک ہی رائے پر تو اسقف نے حکم دیا کہ ناقوس بجایا جائے اور معبد خانہ (گرجے میں) پردے اُٹھا دیئے جائیں۔ اور وہ اسی طرح کیا کرتے تھے جب کبھی دن میں گھبرا جاتے تھے۔ اور جب کبھی رات کے وقت خطرہ محسوس کرتے تو وہ ناقوس بجاتے تھے۔ اور گرجا گھروں میں آگ کے الاؤ بلند کئے جاتے تھے۔

چنانچہ جب ناقوس بجائے گئے اور پردے اُٹھا دیئے گئے تو تمام اہل وادی نیچے اور اُوپر والے جمع ہو گئے۔ وادی کی وسعت اس قدر تھی کہ ایک سوار تیز رفتار دن بھر بمشکل اس کو طے کر سکتا تھا۔ اس میں تہتر بستیاں تھیں اور اس میں ایک لاکھ دس ہزار جنگجو تھے۔ اسقف نے ان سب لوگوں کے سامنے رسول اللہ کا خط پڑھ کر سُنایا اور ان سے رائے پوچھی۔ لہٰذا تمام اہل وادی کی رائے متفقہ طور پر یہ تھی کہ شرحبیل بن وداعہ ہمدانی کو اور عبداللہ بن شرحبیل اصبحی کو اور جبار بن فیض حارثی کو بھیجا جائے۔ وہ جا کر رسول اللہ کی خبر لے آئیں ان کے پاس۔

چنانچہ وفد روانہ ہوا حتیٰ کہ جب وہ مدینہ میں پہنچے تو انہوں نے سفر والے کپڑے بدلے اور صاف ستھرے حلّے پہنے جنہیں وہ حبرہ سے لائے تھے اور سونے کی انگوٹھیاں۔ اس کے بعد وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ انہوں نے سلام کیا حضور ﷺ پر، حضور نے سلام کا جواب نہ دیا۔ دن بھر وہ حضور سے بات کرنے کے درپے رہے مگر حضور ﷺ نے ان سے کلام نہ کیا جبکہ ان پر وہ ریشمی حلّے اور سونے کی انگوٹھیاں تھیں۔ واپس ہٹ کر وہ حضرت عثمان بن عفان اور عبدالرحمٰن بن عوف کے پاس گئے۔

ان دونوں کی ان سے جان پہچان تھی وہ اس طرح کہ جاہلیت کے دور میں نجران کی طرف قربانی کے بکرے کے کان چیر کر لے جاتے تھے جن کو نجران والے بتوں کے چڑھاوے کے طور پر استعمال کرتے تھے۔ اور وہ ان کے لئے وہاں سے پھل اور چاول وغیرہ خرید کرتے تھے۔ ان کو تلاش کیا تو وہ مہاجرین وانصار کی ایک مجلس میں مل گئے۔ انہوں نے کہا، اے عثمان، اے عبدالرحمٰن! تمہارے نبی نے ہماری طرف خط لکھا تھا ہم نے ان کی بات مانی۔ ہم اس کے پاس آئے، ہم نے اس پر سلام پیش کیا ہے اس نے تو ہمارے سلام کا جواب بھی نہیں دیا۔ ہم دن بھر ان سے بات کرنے کے درپے رہے، اس نے تو ہمیں تھکا دیا ہے بات نہیں کی۔ تم دونوں کی کیا رائے ہے، کیا ہم دوبارہ ان کے پاس جائیں یا واپس لوٹ جائیں؟

ان دونوں نے علی بن ابو طالب سے کہا وہ لوگوں میں بیٹھے تھے۔ آپ کیا سمجھتے ہیں اے ابوالحسن ان لوگوں کے بارے میں؟ حضرت علی نے حضرت عثمان اور عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہم سے کہا میں یہ سمجھتا ہوں کہ یہ لوگ یہ ریشمین چوغے اُتار دیں اور سونے کی انگوٹھیاں اُتار دیں اور اپنے سفر والے کپڑے پہنیں پھر دوبارہ آپ ﷺ کے پاس جائیں۔ لہٰذا وفد نجران نے یہی کچھ کیا۔ انہوں نے اپنے حُلّے اُتار دیئے سونے کی انگوٹھیاں اُتار دیں پھر دوبارہ رسول اللہ کے پاس گئے، جا کر سلام کیا حضور ﷺ نے ان کے سلام کا جواب دیا۔ پھر فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ بھیجا ہے البتہ تحقیق پہلی مرتبہ جب یہ لوگ آئے تھے تو ابلیس ان کے ساتھ تھا۔

اس کے بعد حضور ﷺ نے ان سے سوال جواب کئے اور انہوں نے حضور ﷺ سے سوال جواب کئے۔ کافی دیر ان کے مابین سوال جواب ہوتے رہے یہاں تک کہ انہوں نے حضور ﷺ سے پوچھا عیسیٰ بن مریم کے بارے میں کیا کہتے ہیں؟ ہم اپنی قوم کی طرف واپس لوٹ جائیں گے۔

ہم عیسائی ہیں ہمیں خوشی ہوگی اگر آپ نبی ہیں یہ کہ ہم جان لیں کہ آپ کیا کہتے ہیں اس کے بارے میں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میرے پاس آج کے دن ان کے بارے میں کوئی بات نہیں ہے۔ تم قیام کرو ٹھہرے رہو یہاں تک کہ میں تمہیں خبر دوں جو کچھ عیسیٰ بن مریم کے بارے میں بتایا جائے گا۔

پس آئندہ کل جب صبح ہوئی تو اللہ نے یہ آیت نازل فرمائی :

ان مثل عیسیٰ عند اللّٰہ کمثل آدم خلقه من تراب ثم قال له کن فیکون ۔ الحق من ربك فلا تکن من الممترین ۔ فمن حاجك فیه .... فنجعل لعنة اللّٰہ علی الکاذبین ۔

(سورہ آل عمران : آیت ۵۹ ۔ ۶۱)

بے شک عیسیٰ علیہ السلام کی مثال اللہ کے نزدیک آدم علیہ السلام کی سی ہے ۔ اس کو اللہ نے مٹی سے بنایا تھا (پھر فرمایا تھا) ۔ ہو جا وہ ہو گیا ۔ سچ اور حق تیرے رب کی طرف سے ۔ شک کرنے والوں میں نہ ہو الخ ۔

مگر عیسائیوں کے وفد نے حضور ﷺ کے اس جواب اور اللہ کی طرف سے آنے والی آیت کا اقرار کرنے سے انکار کر دیا ۔ جب رسول اللہ ﷺ نے آئندہ کل صبح کی ان کو خبر دینے کے بعد تو حضور ﷺ آئے ۔ آپ نے اپنے اُوپر اور حسن حسین پر ایک چادر یا کمبل لپیٹی ہوئی تھی اور سیدہ فاطمہ ان کے پیچھے پیچھے آ رہی تھی ایک دوسرے کے ساتھ مباہلہ کرنے کے لئے ، ان دنوں حضور ﷺ کی متعدد عورتیں تھیں ۔ شرحبیل نے اپنے ساتھیوں سے کہا ، اے عبداللہ بن شرحبیل ، اے جبار بن فیض کہ جب پوری وادی والے لوگ جمع ہوئے تھے اُوپر والے بھی اور نیچے والے بھی تو سب کی ایک ہی رائے تھی اور بے شک میں اللہ کی قسم دیکھتا ہوں ایک امر کو آنے والا ہے کہ یہ شخص (محمد ﷺ) بادشاہ ہے مبعوث ہوتا تو ہم لوگ پہلے عرب ہوتے جو اس کی آنکھ میں آنکھ ڈال کر بات کرتے اور اس کا اسی پر واپس لوٹا دیا جاتا ہمارے لئے نہ جاتا اس کے سینے سے ، نہ اس کی قوم کے سینے سے ، حتیٰ کہ وہ ہمیں پہنچائے ہلاکت ۔

بے شک ہم عرب میں سے ان کے قریب تر ہیں جوار و ہمسائیگی کے اعتبار سے اور اگر ہے وہ آدمی نبی مرسل تو ہم اس کو مشقت میں نہیں ڈال سکتے ۔ اگر ہم اس سے مباہلہ کریں گے تو نہیں باقی رہے گا روئے زمین پر ہم میں سے کوئی انسان ، اور نہ ہی کوئی جانور مگر ہلاک ہو جائے گا اگر ہم نے اس کی مخالفت کی ۔ اس کے ساتھیوں نے اس سے کہا ، اے ابو مریم آپ کی رائے کیا ہے ؟ معاملات آپ کے سامنے ہیں ۔ بس آپ اپنی رائے دیں ۔ اس نے کہا کہ میری رائے یہ ہے کہ اس بارے میں ، میں ان کو (محمد ﷺ) ہی حکم اور فیصل بناتا ہوں ۔ بے شک میں ان کو ایسا آدمی سمجھتا ہوں جو غلط اور جھوٹ پر مبنی فیصلہ نہیں کرے گا ۔ دونوں ساتھیوں نے اس سے کہا آپ جانیں اور وہ جانے ۔

لہٰذا شرحبیل رسول اللہ ﷺ سے ملا اور کہا کہ میں نے آپ کے ساتھ مباہلہ اور ملاعنہ کرنے سے بہتر ایک اور تجویز سوچی ہے ۔ حضور ﷺ نے پوچھا وہ کیا ہے ؟ شرحبیل نے کہا میں آپ کو فیصلہ کرنے کا اختیار آپ کے سپرد کرتا ہوں ۔ آج کا دن بھی اور رات بھی کل صبح تک ، جو کچھ آپ ہمارے بارے میں فیصلہ کریں گے وہ جائز ہوگا ۔ رسول اللہ نے فرمایا کہ شاید تیرے پیچھے والے تجھے ملامت کریں گے ۔ شرحبیل نے جواب دیا آپ میرے دونوں ساتھیوں سے پوچھیں ۔ حضور نے ان سے پوچھا ، انہوں نے بتایا کہ ہماری وادی میں جو کوئی آتا ہے یا جاتا ہے وہ شرحبیل کی رائے کے بغیر نہیں ہو سکتا ہے ۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ آپ کافر ہیں یا فرمایا تھا کہ منکر موفق ہیں ۔ لہٰذا حضور ان کو مباہلہ کی بات کہتے رہے ۔ جب دیکھا کہ وہ مباہلہ کے لئے نہیں آ رہے ہیں حتیٰ کہ جب اگلی صبح ہوئی تو وہ حضور ﷺ کے پاس آئے ، آپ نے ان کے ساتھ معاہدہ کی تحریر لکھ دی ۔

نجران کے عیسائیوں کے ساتھ حضور ﷺ کا تحریری معاہدہ برائے ادائیگی جزیہ

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

" یہ تحریر ہے جو لکھی ہے محمد نبی رسول نے اہل نجران کے لئے کہ ان پر حضور ﷺ کا یہ حکم اور فیصلہ نافذ ہوگا ہر پھل (ہر پیداوار زمین) میں ۔ اور ہر زرد اور سفید اور سیاہ اور باریک میں (سونا ، چاندی ، لوہا ، کھجور ، آٹا وغیرہ) ۔ یہ زیادہ افضل و بہتر ہو ان پر (اگر یہ دینا چاہے (اور یہ سب کچھ چھوڑ دیا جائے گا اگر وہ بائیں صورت دیگر ادائیگی کریں دو ہزار حلّہ (پوشاک) اواقی کے حلّوں میں سے ادا کرنے ہوں گے ہر رجب کے مہینے میں ایک ہزار حُلّے (پوشاک) دینا ہوگی ۔ اور ہر ماہ صفر میں ایک ہزار حلّے اور ہر حُلّہ و پوشاک کے ساتھ ایک اوقیہ چاندی ۔

جو کچھ زیادہ ہو کا خراج (محصول حاصل مال) پر یا کم ہوگا۔ اوقیوں سے بس وہ حساب کے مطابق لیا جائے گا۔ اور جو کچھ ادائیگی کریں گے زرہیں یا گھوڑے یا اُونٹ یا نقدی وہ ان سے لئے جائیں گے حساب کے ساتھ۔ اور اہل نجران کے ذمہ اخراجات میرے نمائندوں کے اور ان کی ضرورتوں کا پورا کرنا بیس دنوں کی درمیانی مدت اور اس سے کم۔ نیز یہ کہ میرے نمائندوں کو ایک ماہ سے زیادہ نہیں روکا جائے گا۔ اور اہل نجران کے ذمہ ہوگا ادھار دینا تیس زرہیں، تیس گھوڑے، تیس اُونٹ جب جنگ ہوگی اور بدی۔ اور جو چیز ضائع ہو جائے گی اس میں سے جو اُدھار دیں گے میرے نمائندوں کو زرہیں یا گھوڑے یا اُونٹ ان کی ضمانت میرے نمائندوں کے ذمہ ہوگی، حتیٰ کہ وہ اس چیز کو پہنچائیں گے ان کے پاس اور اہل نجران کے لئے، اور وہاں کے رہنے والوں کے لئے اللہ کی طرف سے پناہ ہوگی اور نبی محمد ﷺ کی ذمہ داری ہوگی ان لوگوں کی جانوں کی، ملت کی، ان کی اراضی کی، اور ان کے مالوں کی، ان کے موجود اور غیر موجود لوگوں کی، ان کے خاندانوں کی، اور ان کی عبادت گاہوں (گرجوں کنیسوں) کی۔ یہ تحریر معاہدہ اس شرط پر ہے کہ وہ لوگ اس میں تغیر اور تبدیلی نہ کریں جس پر وہ قائم ہیں، اور نہ کوئی حق تبدیل کیا جائے ان کے حقوق میں سے، اور نہ ہی ان کی ملت میں اور کوئی اسقف اپنی اسقفیت میں تغیر و تبدیلی کرے، اور نہ ہی کوئی راہب اپنی رہبانیت میں تبدیلی کرے، اور نہ ہی ولی عہد اپنی ولی عہدی میں (یعنی پورا نظام ان کا اسی طرح رکھا جائے جیسے جاری ہے۔ اور ہماری طرف سے یہ ضمانت ان کو حاصل ہوگی کہ پرانی یعنی دور جاہلیت کی نہ ان پر کوئی دیت ہوگی نہ ہی کوئی دم اور خون کا بدلہ کیا جائے گا۔ اور جزیہ کی وصولی کے لئے نہ ہی پکڑے اور اکھٹے کئے جائیں گے، اور نہ ہی ان سے آبادی کا دسواں حصہ (عشر) وصول کیا جائے گا۔ نہ ہی کوئی لشکر ان کی سرزمین کو روندے گا (یعنی ان پر حملہ نہیں کیا جائے گا)۔ جو ان سے حق سچ کے مطابق سوال کرے گا ان کے مابین نصف ہوگا نہ وہ ظالم بنیں نہ ہی ان پر ظلم کیا جائے گا نجران میں (یعنی پُر امن رہیں گے)۔ جو شخص سود کھائے گا سابقہ مال ہی کیوں نہ ہو میرا ذمہ اس سے بری ہے اور اہل نجران میں سے کوئی شخص دوسرے شخص کے ظلم کے بدلے میں نہیں پکڑا جائے گا۔ اس صحیفے میں جو کچھ تحریر کیا گیا ہے اس کی اللہ کی طرف سے منادی کی گئی ہے اور ہمیشہ کے لئے محمد ﷺ کا ذمہ اور ضمانت ہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کوئی اپنا حکم لے آئے جب تک خیر خواہ رہیں اور ٹھیک ٹھیک عمل کریں اس پر جو ان کے ذمہ ہے بغیر تھوڑے سے بھی ظلم کے''۔

(معاہدہ کی تحریر کا ترجمہ ختم ہوا)

شرحبیل اور اس کے ساتھی رسول اللہ ﷺ کی تحریر لے کر نجران روانہ ہو گئے

ابوسفیان بن حرب اور غیلان بن عمرو اور مالک بن عوف بنونصر ہی سے اور اقرع بن حابس حنظلی اور مغیرہ شہادت دیتے ہیں کہ حضور ﷺ نے تحریر لکھی اور جب انہوں نے تحریر وصول کر لی فوراً نجران کی طرف روانہ ہو گئے۔ راستے میں ان کو اسقف مل گیا (مذہبی پیشوا عیسائی) انہوں نے اس کو نجران بھیج دیا، وہ نجران سے ایک رات کی مسافت پر تھے اس مذہبی عیسائی پیشوا کے ساتھ اس کا ماں کی طرف سے بھائی تھا وہ نسب میں اس کا چچازاد تھا اس کو بشر بن معاویہ کہتے تھے، کنیت اس کی ابوعلقمہ تھی اس وفد شرحبیل نے رسول اللہ ﷺ کی تحریر اسقف کو دے دی تھی۔ راستے میں وہ اور اس کے بھائی ابوعلقمہ نے اس تحریر کو پڑھا، وہ چلتے جا رہے تھے۔

اچانک اس نے گھوڑے کا رُخ موڑ دیا اور کہا کہ وہ ہلاک ہو جائے۔ مگر اس نے رسول اللہ ﷺ کا اشارہ نہ دیا۔ چنانچہ اسقف نے اس سے کہا اللہ کی قسم تم نے نبی مرسل کی ہلاکت کی بات کہی ہے۔ لہٰذا بشر نے کہا، اللہ کی قسم میں لامحالہ اس عقدے سے باہر نہیں آؤں گا جب تک کہ میں اس رسول کے پاس خود نہ جاؤں۔ لہٰذا اس نے اُونٹنی کا رُخ مدینے کی طرف موڑ دیا۔ اور اسقف نے بھی اپنی اُونٹنی اس کے پیچھے موڑ لی۔ اس نے کہا میری بات سمجھ لو، یہ بات میں نے اس لئے کہی تھی تاکہ میری طرف سے عربوں کو پہنچ جائے اس خوف کے مارے کہ کہیں وہ یہ نہ سمجھ بیٹھیں کہ ہم نے اس کا حق لے لیا ہے یا یہ نہ سمجھیں کہ ہم نے نصرت کرنے کو پسند کر لیا ہے یا یہ سوچیں کہ ہم نے اس شخص کے لئے وہ کچھ مان کر جھک گئے ہیں جو عرب نے نہیں مانا اور نہیں جھکے، حالانکہ ہم دیگر عربوں سے زیادہ مضبوط ہیں اور ان سے زیادہ مجتمع ہیں یعنی اپنے مقام پر۔ مگر بشر نہ مانا، اس نے کہا اللہ کی قسم میں وہ باتیں قبول نہیں کروں گا جو آپ کے دماغ سے نکلی ہیں۔

چنانچہ اس نے اپنی اُونٹنی کو چابک مارا اور اس نے اسقف کی طرف سے اپنی پیٹھ پھیر لی اور وہ کہہ رہا تھا :

الیك تعدو قلقا وضینها معترضاً فی بطنها جنینها

مخالفا دین النصاری دینها

(اے محمد ﷺ) تیری طرف دوڑے گی یہ اُونٹنی در آنحالیکہ حرکت کرتی ہوئی جاتی ہے۔ اس کی جُل اس حال میں کہ اس کے پیٹ کا بچہ بھی سامنے آرہا ہے (پیٹ میں اُبھر کر)۔

اس کا دین عیسائیوں کے دین کے مخالف ہے حتیٰ کہ وہ نبی کریم ﷺ کے پاس پہنچ گیا اور جا کر مسلمان ہوگیا۔ پھر وہ اس کے بعد شہید ہوگیا تھا یعنی ابو علقمہ۔

وفد نجران کا مدینے سے واپس آ کر نجران میں داخل ہونا اور بڑے پادری کو رُوداد سُنانا

داخل ہوا وفد نجران۔ اور آتے ہی وفد پہلے بڑے راہب کے پاس گیا۔ اس کا نام لیث بن ابوشمر زبیدی تھا۔ وہ اپنے معبد اور گرجے کے اوپر تھا یا بڑے معبد میں تھا۔ وفد نے اس کو جا کر بتایا کہ بے شک ایک نبی تہامہ میں مبعوث ہوگیا ہے اور اس نبی نے ہمارے اسقف کے پاس ایک تحریر لکھ دی ہے۔ اہل وادی کی متفقہ یہ رائے بنی تھی کہ اس نبی کے پاس شرحبیل بن وداعہ اور عبداللہ بن شرحبیل اور جبار بن فیض جائیں اور اہل نجران کے پاس اس کی اطلاعات لے آئیں۔

چنانچہ یہ لوگ وہاں گئے تھے نبی کریم کے پاس۔ اس نے ان کو مباہلہ کرنے کا چیلنج دیا تھا۔ اس وفد نے اس کے ساتھ مباہلہ کرنے کو ناپسند کیا، مناسب نہ سمجھا۔ اور شرحبیل نے اسی نبی کریم کو فیصلہ کرنے کا اختیار دیا۔ اس نے نجران والوں پر اپنا فیصلہ ان کے خلاف دیا اور اس فیصلے کی اس نے تحریر لکھ دی ہے۔ اس کے بعد یہ وفد وہ تحریری معاہدہ لے کر آگیا ہے۔ وفد نے وہ تحریر اسقف کو دی تھی اسقف اس کو پڑھ رہا تھا۔ اس کے ساتھ بشر بھی تھا۔ اچانک اس نے اُونٹنی کو بٹھایا اور اس نے اس نبی کے لئے لفظ تعس ہلاکت استعمال کیا۔ لہٰذا اسقف نے بشر کو ٹوکا کہ وہ شخص نبی مرسل ہے، لہٰذا بشر یعنی ابو علقمہ اس نبی کی طرف پھر گیا وہ اسلام کو چاہ رہا تھا۔

بڑے پادری و راہب کا جواب

راہب نے یہ ساری رُوداد سن کر کہا کہ مجھے جلدی سے اس معبد سے نیچے اُتار دو وگرنہ میں اپنے آپ کو معبد کے نیچے گرا دوں گا۔ لہٰذا انہوں نے راہب کو نیچے اُتارا۔

بڑے راہب کی رسول اللہ ﷺ کے پاس حاضری اور اسلام سے محرومی

چنانچہ وہ راہب ہدیے وغیرہ ساتھ لے کر رسول اللہ ﷺ کے پاس روانہ ہوگیا۔ ان میں سے وہ چادر تھی جس کو خلفاء پہنتے تھے اور قعب (گہرا بڑا پیالہ) اور عصا وغیرہ۔ راہب کئی برس تک ٹھہرا رہا، وہ سُنتا رہا کہ وحی کیسے نازل ہوتی ہے اور سنن، فرائض، حدود سب سُنتا رہا مگر اللہ نے راہب کے لئے انکار کر دیا اسلام، پس وہ مسلمان نہ ہوا (یعنی مسلمان ہونا مقدر میں ہی نہیں تھا)۔

اس کے بعد اس نے رسول اللہ ﷺ سے اپنی قوم کی طرف واپس جانے کی اجازت چاہی۔ آپ نے اس کو اجازت دے دی۔ جانے لگا تو رسول اللہ ﷺ نے پوچھا، اے راہب اسلام لانے سے تو تم نے انکار کر دیا ہے اب بتاؤ تمہاری کوئی حاجت و ضرورت ہو تو؟ راہب نے بتایا بے شک میری ایک حاجت ہے، اللہ کی پناہ اگر اللہ چاہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تیری حاجت واجب ہے لازمی ہے اے راہب۔ آپ اس کو مانگئے جب وہ محبوب اور پسندیدہ ہے تیرے نزدیک۔ لہٰذا وہ اپنی قوم کی طرف واپس چلا گیا۔ اس کے بعد واپس نہ آیا حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ قبض کر لئے گئے یعنی آپ کی وفات ہوگئی۔

عیسائیوں کے اسقف ابوالحارث اوراس کے ساتھیوں کی رسول اللہ ﷺ کے پاس آمد یعنی پناہ نامہ

بے شک اسقف ابوالحارث آیا تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس اوراس کے ساتھ سیداور عاقب اوروجوہ قوم (قوم کے سربرآوردہ) لوگ تھے (مذکورہ نام اس قوم کے اہم لوگوں کے اہم منصب تھے۔ وہ لوگ حضور کے پاس ٹھہرے رہے، سُنتے رہے، اللہ عزوجل ان پر جو کچھ اُتار رہا تھا۔ لہٰذا اسقف ابوالحارث کے لئے یہ تحریر لکھ دی اور نجران کے دیگر تمام اساقف کے لئے۔

اسقف ابوالحارث اور دیگر اساقف کے لئے رسول اللہ ﷺ کا تحریری معاہدہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

'' یہ محمد نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف سے اللہ اوراس کے رسول کا پناہ یا حفاظت نامہ ہے (جوار اللہ ورسول) اسقف ابوالحارث کے لئے اور نجران کے تمام اساقف (مذہبی پیشواؤں کے لئے) اور تمام کاہنوں، تمام راہبوں، تمام کنیسوں اور تمام اہل کنیسہ کے لئے اور ان کے رفیقوں کے لئے اوران کی ملت کے لئے اور ان کے تمام متواطوں کے لئے اور ہراس کے لئے جوان کے ماتحت ہیں، خواہ قلیل ہوں یا کثیر کہ کوئی اسقف (مذہبی پیشوا اپنی مذہبی پیشوائی سے تبدیل نہیں کیا جائے گا، نہ ہی کسی راہب کواس کی رہبانیت سے بدلا جائے گا، نہ ہی کسی کاہن کواس کی کہانت سے، اورنہ ہی کوئی حق تبدیل کیا جائے گا ان کے حقوق میں سے، نہ ہی ان کا بادشاہ تبدیل ہوگا اورنہ ہی کچھ اس میں سے تبدیل ہوگا جس طریقے پر وہ چل رہے ہیں۔ اس عہد پر اللہ اوراس کے رسول کا جوار ذمہ ہے ہمیشہ کے لئے، جب تک وہ خیر خواہ رہیں اللہ کے لئے اور اپنی اصلاح کرتے رہیں خوشی سے بوجھل ہو کر نہیں، مظلوم ہو کر نہیں اور نہ ہی ظالم بن کر۔ یہ لکھا تھا مغیرہ بن شعبہ نے''۔

جب اسقف (ابوالحارث) نے یہ تحریر حاصل کرلی تو اس نے واپس جانے کی اپنی قوم کی طرف اجازت طلب کی اور جولوگ اس کے ساتھ تھے۔ حضور ﷺ نے ان کواجازت دے دی وہ واپس چلے گئے۔ پھر واپس نہ آئے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ قبض کر لئے گئے یعنی آپ کی وفات ہوگئی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲/ ۱۷۵۔۲۰۴۔ تاریخ ابن کثیر ۵/ ۵۴۔ ۵۶)

عیسائیوں کا حضور ﷺ سے امین آدمی طلب کرنا
حضور ﷺ کا حضرت ابوعبیدہ کواُمت کا امین قرار دینا

(۴) ہمیں خبر دی ابومحمد جناح بن نذیر بن جناح قاضی کوفہ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر محمد بن علی بن دحیم نے، ان کو احمد بن حازم بن ابوغرزہ نے، ان کو عبداللہ بن موسیٰ نے اسرائیل سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے صلہ سے، اس نے ابن مسعود سے، یہ کہ سیداور عاقب رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تھے۔ حضور ﷺ نے ان کے ساتھ ملاعنۃ کا یعنی مباہلہ کرنے کا ارادہ کیا تھا۔ دو میں سے ایک نے کہا دوسرے سے تم اس سے مباہلہ نہ کرنا، اللہ کی قسم اگر وہ نبی ہوا اور تم نے ان پر لعنت کردی (مباہلہ کرلیا) ہم کامیاب نہیں ہوں گے، نہ ہمارے پیچھے والے ہمارے بعد۔ لہٰذا ان لوگوں نے حضور ﷺ سے کہا ہم آپ کو سب کچھ دیں گے جو آپ ہم سے مانگیں گے۔ آپ ہمارے ساتھ کوئی امین آدمی بھیجئے اور ہمارے ساتھ امین آدمی کے سوا کسی کو نہ بھیجئے۔ نبی کریم نے فرمایا، البتہ میں ضرور تم دونوں کے ساتھ امین آدمی بھیج دوں گا جو سچا امین ہوگا۔

اصحاب رسول نے نظر اُٹھا اُٹھا کر اس آدمی کو دیکھنے کی کوشش کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم کھڑے ہو جاؤ اے ابوعبیدہ بن جراح۔ وہ جب کھڑے ہوگئے تو حضور نے فرمایا:

هَذَا اَمِيْنُ هَذِهِ الْاُمَّةِ ۔ (ترجمہ) یہ ہیں اس اُمت محمد رسول اللہ کے امین

اسی طرح کہا ہے عبیداللہ بن موسیٰ نے اسرائیل سے اور اسی طرح روایت کیا ہے یونس بن ابواسحاق سے، اس نے ابواسحاق سے۔

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابن عباس بن حسین سے۔ (بخاری۔المغازی۔حدیث ۴۳۸۰۔فتح الباری ۹۳/۸)

اس نے یحییٰ بن آدم سے، اس نے اسرائیل سے، اس نے ابواسحاق سے، اس نے جابر سے، اس نے حذیفہ بن یمان سے، اور اسی طرح اس کو روایت کیا ہے سفیان نے اور شعبہ نے اور ان دونوں کے ماسوا نے ابواسحاق سے مختصر طور پر۔ (ابن ماجہ۔حدیث ۱۳۵ ص ۴۸/۱)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعبداللہ محمد بن یعقوب نے، ان کو حسین بن محمد القبانی نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن ادریس نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف السوسی نے، ان کو ابوجعفر محمد بن محمد بن عبداللہ بغدادی نے، ان کو علی بن عبدالعزیز نے ابن اصفہانی نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن ادریس نے ان کو ان کے والد نے سماک بن حرب سے، اس نے علقمہ بن وائل سے، اس نے مغیرہ بن شعبہ سے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا نجران کی طرف۔ انہوں نے کہا کس چیز کے بارے میں؟

کہ ان عیسائیوں نے کہا آپ کیا سمجھتے ہیں یا تم پڑھتے ہوا ہے ہارون کی بہن (یا اُخت ہارون)۔ حالانکہ موسیٰ اور عیسیٰ کے درمیان اس قدر فاصلہ زمانی تھا جو تم خود جانتے ہو۔ (مغیرہ بن شعبہ) کہتے ہیں کہ میں حضور کے پاس گیا، میں نے ان کو خبر دی کہ عیسائی یہ اعتراض کررہے ہیں؟ حضور ﷺ نے فرمایا، کیا آپ نے ان کو بتایا نہیں کہ وہ لوگ اپنے انبیاء اور صالحین کے ناموں کے ساتھ نام رکھتے تھے جو ان سے پہلے گزر چکے ہوتے تھے۔

یہ الفاظ حدیث سوسی کے ہیں، اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔

(مسلم۔کتاب الاداب۔حدیث ۸۔باب النہی عن التکنی بابی القاسم ص ۱۶۸۴/۳)

باب ۲۳۰

۱۔ رسول اللہ ﷺ کا حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو اہل نجران کی طرف بھیجنا۔

۲۔ اور حضرت علی بن ابی طالب رضی اللہ عنہ کو یمن کی طرف بھیجنا خالد بن ولید کے بعد۔

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کو اہل نجران کے پاس بھیجا تھا تاکہ وہ ان کے صدقات کو جمع کرے اور ان کا جزیہ وصول کر کے حضور ﷺ کے پاس لے آئے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۲۱۲/۴)

حضرت علی کی تکلیف سے رسول اللہ ﷺ کو تکلیف پہنچنا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اور ابوسعید بن ابوعمرو نے ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، ان کو ابان بن صالح نے عبداللہ بن دینار اسلمی سے، اس نے اپنے ماموں عمرو بن شاس اسلمی سے، وہ اصحاب حدیبیہ میں سے تھے، وہ کہتے ہیں میں علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ کے ساتھ تھا اس گھڑ سوار دستے میں جس کو رسول اللہ ﷺ نے یمن کی طرف بھیجا تھا۔ حضرت علی نے مجھ پر تھوڑی سی زیادتی کر لی تھی۔ لہٰذا میں دل میں ان پر ناراض ہوگیا۔ جب میں مدینے واپس آیا تو میں نے اس کی شکایت کی مدینے کی بعض مجالس میں اور جس سے ملا۔

ایک دن میں آیا تو رسول اللہ ﷺ بیٹھے ہوئے تھے جب انہوں نے مجھے دیکھا کہ میں ان کی نگاہوں کی طرف دیکھ رہا ہوں تو انہوں نے میری طرف دیکھا حتیٰ کہ میں ان کے پاس بیٹھ گیا۔ جب میں بیٹھ گیا تو فرمایا بے شک شان یہ ہے اللہ کی قسم اے عمرو بن شاس البتہ تحقیق تم نے مجھے ایذا اور تکلیف پہنچائی ہے۔ میں نے کہا انا للّٰہ و انا الیہ راجعون میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں اور اسلام کی بھی اس بات سے کہ میں رسول اللہ کو ایذا پہنچاؤں۔ حضور ﷺ نے فرمایا :

مَنْ اٰذٰی عَلِیّاً فقد آذانِیْ ۔ (ترجمہ) جس نے علی کو تکلیف پہنچائی اس نے مجھے تکلیف پہنچائی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو احمد بن عمرو اور ابو جعفر نے، ان کو عبدالرحمن بن مغراء نے محمد بن اسحاق سے، اس نے ابان بن صالح سے، اس نے فضل بن معقل بن سنان سے، اس نے عبداللہ بن بیان سے یا نیار سے، اس نے اپنے ماموں عمرو بن شاس سے، اس نے اس مذکورہ روایت کا مفہوم اس سے بھی زیادہ مکمل ذکر کیا ہے۔ (مسند احمد ۳/۴۸۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ نے تنہا، ابوالعباس نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے احمد نے ان کو یونس نے ابن اسحاق سے، ان کو یحییٰ بن عبداللہ بن ابوعمرہ نے یزید بن طلحہ بن یزید رکانہ سے، وہ کہتے ہیں کہ سوا اس کے نہیں کہ ابو رکانہ نے پالیا تھا علی بن ابو طالب کے لشکر کو جو ان کے ساتھ یمن میں تھے کیونکہ وہ لوگ جیسے روانہ ہوئے تھے ان کے پیچھے حضور ﷺ نے ایک آدمی مقرر کیا تھا جو واپس مڑ کر حضور کو ان کے بارے میں آگاہی دیتا رہے۔ وہ آدمی لوٹا تو اس نے بتایا کہ ان میں سے ہر آدمی نے ایک حلہ یعنی پوشاک پہن رکھا تھا۔ جب وہ لوگ قریب آ گئے تو علی بن ابو طالب نکلے ان کے ساتھ آئے تو کہا کہ ان پر حلے اور پوشاک تھیں۔ علی نے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ انہوں نے بتایا کہ ہمیں فلاں نے پہنائے ہیں۔ حضرت علی نے اس سے پوچھا کہ آپ کو اس کی کیا ضرورت تھی۔ اس سے قبل کہ تم رسول اللہ کے پاس پہنچتے وہ کرتے جو چاہتے۔ علی ؓ نے ان سے وہ حلے دوبارہ اتروا لئے۔

جب وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے تو انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے علی کی شکایت کی اس اُتروانے کی۔ اور وہ لوگ حضور ﷺ سے صلح کر چکے تھے سوائے اس کے نہیں کہ علی بھیجے گئے تھے طے شدہ جزیہ وصول کرنے کے لئے۔ یہ ہے وہ بات جو ہمیں پہنچی محمد بن اسحاق یسار سے۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۱۳)

حضرت علی کی دعوت قبیلہ ہمدان کا قبول کرنا .... (۵) ہمیں خبر دی ہے محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو اسحاق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے مزکی نے، ان کو خبر دی ابو عبداللہ احمد بن علی جوزجانی نے، ان کو ابو عبیدہ بن ابو السفر نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا ابراہیم بن یوسف بن ابو اسحاق سے، اس نے ان کے والد سے، اس نے ابو اسحاق نے براء سے، یہ کہ نبی کریم ﷺ نے خالد بن ولید کو اہل یمن کے پاس بھیجا تھا ان کو اسلام کی دعوت دینے کے لئے۔ حضرت براء کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں تھا جو خالد بن ولید کے ساتھ روانہ ہوئے تھے، وہ ان کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔ ہم لوگوں نے چھ ماہ تک وہاں قیام کیا، ہم ان کو اسلام کی طرف بلاتے رہے مگر ان لوگوں نے خالد کی بات نہ مانی۔

اس کے بعد آپ نے علی بن ابو طالب کو بھیجا اور اس کو حکم دیا تھا کہ خالد کو واپس بھیج دیں اس آدمی کے پاس جو خالد کے ساتھ گیا تھا اور جو شخص علی کے ساتھ واپس آنا چاہے وہ اس کے ساتھ آئے۔

حضرت براء کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو پیچھے رہ گئے تھے حضرت علی کے ساتھ۔ جب ہم قوم کے قریب پہنچے وہ ہمارے لئے نکلے اور حضرت علی نے ہم لوگوں کو نماز پڑھائی۔ پھر ہم نے ایک صف بنائی پھر وہ ہمارے سامنے آئے اور ان کے سامنے رسول اللہ ﷺ کا خط پڑھا۔ لہٰذا قبیلہ ہمدان پورا مسلمان ہو گیا۔ لہٰذا حضرت علی نے رسول اللہ کی طرف ان کے مسلمان ہونے کی خبر لکھی۔ جب رسول اللہ ﷺ نے وہ خط پڑھا تو حضور ﷺ سجدے میں گر گئے۔ پھر سر اٹھایا اور دعا کی ہمدان پر سلامتی ہو، ہمدان پر سلامتی ہو۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں مختصر اُدوسرے طریق سے ابراہیم بن یوسف سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۴۹۔ فتح الباری ۸/۶۵)

رسول اللہ کا حضرت علی سے محبت کا حکم .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ ادیب نے، ان کو خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابن خزیمہ نے، ان کو یعقوب بن ابراہیم دورقی نے اور محمد بن بشار نے، ان کو رُوح بن عبادہ نے، اس کو علی بن سوید بن منجوف نے عبداللہ بن بریدہ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی کو خالد بن ولید کے پاس بھیجا تھا یمن میں خمس لینے کے لئے۔ علی نے اس سے ایک لڑکی لی جب صبح کی تو اس کا سر پانی کے قطرے ٹپکا رہا تھا۔ خالد نے بریدہ سے کہا کیا تم دیکھتے نہیں جو کچھ یہ کرتا ہے؟

بریدہ نے کہا میں علی سے ناراض رہتا تھا، میں اللہ کے نبی کے پاس آیا اور میں نے ان کو اس بات کی خبر دی جو کچھ علی نے کیا تھا۔ جب میں نے ان کو خبر دی تو آپ ﷺ نے فرمایا کیا تم علی سے بغض وغصہ رکھتے ہو؟ میں نے کہا جی ہاں۔ حضور ﷺ نے فرمایا تم اس سے محبت کرو، بے شک اس کے لئے خمس میں اس سے بھی زیادہ حق ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن بشار سے۔ (کتاب المغازی۔ باب بعث علی الی الیمن، ۴۳۵۰ حدیث فتح الباری، ج ۸۔۶۶)

حضرت علی کا صاحب حکم وقضاء ہونا .... (۷) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو محمد بن علی بن دُحیم شیبانی نے، ان کو احمد بن حازم بن ابوغرزہ نے، ان کو یُعلی بن عبید نے، ان کو اعمش نے، ان کو عمرو بن مُرّہ نے، ان کو ابوالبختری نے، حضرت علی ﷺ فرماتے ہیں مجھے رسول اللہ ﷺ نے یمن بھیجا تھا۔ میں نے عرض کی یا رسول اللہ آپ مجھے بھیج رہے ہیں حالانکہ میں نوعمر ہوں، میں ان کے درمیان فیصلہ کروں گا مگر میں تو جانتا بھی نہیں ہوں کہ فیصلہ کیا ہوتا ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا دست مبارک میرے سینے پر مارا اور فرمایا :

اَللّٰھُمَّ اھْدِ قَلْبَہٗ وَثَبِّتْ لِسَانَہٗ

اے اللہ! اس کے دل میں راہنمائی فرما (ہدایت دے دے) اور اس کی زبان کو ٹھہراؤ عطا فرما۔

پس قسم ہے اس ذات کی جو دانے کو چیر کر اُگاتی ہے میں نے اس کے بعد سے آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کبھی شک اور تردد نہیں کیا۔ (طبقات ابن سعد ۲/۳۳۷۔ ابن ماجہ ۲/۲۶۔ مسند احمد ۱/۸۳)

حضور کا حضرت علی کے خلاف بات کرنے سے روکنا .... (۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو ابواسحاق اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو ان کے بھائی نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی سلیمان بن بلال نے، ان کو سعید بن اسحاق بن کعب بن عجرہ نے، ان کی پھوپھی زینب بنت کعب بن عجرہ نے ابوسعید خدری سے، انہوں نے فرمایا کہ رسول اللہ ﷺ نے علی بن ابوطالب کو یمن بھیجا تھا۔

ابوسعید کہتے ہیں کہ میں ان لوگوں میں سے تھا جو ان کے ساتھ ہی واپس آئے تھے۔ جب انہوں نے صدقہ کے اُونٹ لے لئے تو ہم نے ان سے سوال کیا کہ ہم ان میں سے کسی اُونٹ پر سوار ہو جائیں اور ہم اپنے اُونٹ کو چھوڑ دیں، کیونکہ ہم اپنے اُونٹ میں کوئی نقص دیکھ رہے تھے۔ مگر حضرت علی ﷺ نے اجازت دینے سے انکار کر دیا اور فرمایا کہ تمہارے لئے ان میں سے ایک متعین حصہ ہے جیسے دیگر مسلمانوں کے لئے ہے۔

کہتے ہیں کہ جب حضرت علی فارغ ہو گئے اور یمن سے واپس چلے تو انہوں نے ایک انسان کو ہمارے اُوپر امیر بنا دیا تھا اس نے جلدی کی۔ للہٰذا اس نے حج کو پالیا اور اس نے جب حج کر لیا تو نبی کریم نے آپ کو حکم دیا کہ اپنے اصحاب کی طرف واپس لوٹ جائیے تو ان کے پاس گیا تھا۔

ابوسعید کہتے ہیں کہ تحقیق ہم نے پوچھا تھا اس شخص سے جس کو اس نے اپنا نائب بنایا تھا، کیا وجہ تھی کہ حضرت علی نے ہمیں منع کیا تھا ویسا کرنے سے کہ ہم ایسا کریں۔ جب حضرت علی آ گئے اور اس نے صدقہ کے اُونٹوں میں پہچان لیا کہ ان میں سے کسی پر سواری ہوئی تو اس نے سوار کا نشان لیا۔ انہوں نے اس شخص کی مذمت کی جس کو امیر مقرر کیا تھا اور اس کو بُرا بھلا کہا۔ میں نے کہا (دل میں) کہ انشاء اللہ میں اگر مدینے میں آیا تو ضرور ذکر کروں گا رسول اللہ ﷺ سے۔ اور ان کو ضرور خبر دوں گا۔ ہم نے جو سختی اور تنگی پائی ہے۔

کہتے ہیں کہ جب ہم مدینے میں آ گئے تو میں صبح صبح رسول اللہ کے پاس جا پہنچا۔ میں ارادہ کر رہا تھا کہ میں وہی کچھ کروں گا جس کی میں نے قسم کھا رکھی تھی تو پہلے میں حضرت ابوبکر صدیق سے باہر ملا رسول اللہ سے الگ۔ وہ میرے پاس رک گئے، انہوں نے مجھے خوش آمدید کہی۔ انہوں نے مجھ سے حال پوچھا میں نے ان سے پوچھا۔ انہوں نے پوچھا کب آئے ہو؟ میں نے بتایا کہ آج رات کو آیا ہوں۔ لہٰذا وہ میرے ساتھ ساتھ واپس رسول اللہ ﷺ کے پاس لوٹ گئے۔ اندر گئے اور کہا کہ یہ سعد بن مالک ہے شہید کا بیٹا۔ آپ نے فرمایا کہ آنے دیجئے اس کو۔

میں اندر داخل ہوا اور میں نے سلام کیا رسول اللہ ﷺ کو۔ حضور تشریف لائے، مجھ پر سلام کیا اور مجھ سے میری ذات کے بارے میں اور میرے گھر والوں کے بارے میں پوچھا اور میرے سوال کے بارے میں دریافت کیا۔ میں نے کہا یا رسول اللہ ہم کو تو اتنی سختی پہنچی ہے اور بُرا ساتھ اور انتہائی تنگی حضرت علی سے۔ رسول اللہ تھوڑا الگ ہو کر بیٹھ گئے۔ میں بار بار اعادہ کرنے لگا اس سلوک کا جو ہمیں ان سے ملا تھا، حتیٰ کہ جب میں بیچ کلام میں تھا رسول اللہ ﷺ نے میری لات پر ہاتھ مارا میں چونکہ قریب تھا، فرمایا سعد بن مالک شہید روک دے اپنی کچھ بات اپنے بھائی علی کے خلاف۔ اللہ کی قسم میں جانتا ہوں کہ وہ اللہ کی راہ میں زیادہ ہی سخت اور درشت ہے۔ (مسند احمد ۸۶/۳)

سعد کہتے ہیں میں نے سوچا تیری ماں تجھے گم پائے اے سعد بن مالک کیا میں جانتا نہیں ہوں کہ میں تو تھا ہی اس کیفیت میں کہ ناپسند کرتا تھا ان کو آج کے دن تک۔ میں جانتا ہی نہیں اس حقیقت کو۔ اللہ کی قسم میں آج کے بعد ان کا تذکرہ کبھی بُرائی کے ساتھ نہیں کروں گا نہ خفیہ اور نہ ہی اعلانیہ۔ کسی طرح بھی ان کی بُرائی دل میں نہیں لاؤں گا۔

(۹)　ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو وہیب بن خالد نے، ان کو جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے حجۃ الوداع کے قصے میں۔ وہ کہتے ہیں کہ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ یمن سے واپس آئے تو نبی کریم ﷺ نے سے پوچھا کہ تم نے کس چیز کا احرام باندھا تھا۔ وہ کہتے ہیں میں نے کہا تھا:

اللھم انی اھل بما اھل به رسولك

اے اللہ! احرام باندھتا ہوں اس کا جس کا تیرے رسول نے احرام باندھا ہے۔

فرمایا کہ میرے ساتھ تو قربانی کا جانور بھی ہے، پس احرام نہ کھولا۔
مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں۔ اور بخاری نے اس کو نقل کیا ہے حدیث عطاء سے، اس نے جابر رضی اللہ عنہ سے۔

(مسلم ۸۸۸/۲۔ فتح الباری ۶۹/۸۔۷۰)

☆☆☆

باب ۲۳۱

رسول اللہ ﷺ کا حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کو

اور ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کو یمن بھیجنا ۔ اور معاذ بن جبل رضی اللہ عنہ کے خواب میں جو براہین شریعت ظاہر ہوئے

اب دعوت و تبلیغ

(۱)　ہمیں خبر دی ابو بکر محمد بن حسن بن فورک ؒ نے، ان کو خبر دی عبد اللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو شعبہ نے، ان کو سعید بن ابو بردہ نے اپنے والد سے، اس نے ابو موسیٰ اشعری نے، یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے ان کو اور حضرت معاذ بن جبل کو یمن روانہ کیا اور ان دونوں سے فرمایا تھا :

تطاوعا و یسرا و لا تعسرا و بشرا و لا تنفرا

بشارت و خوشخبریاں دینا نفرتیں نہ دلانا۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں ۔ اور بخاری استشہاد لائے ہیں ابو داؤد طیالسی کی روایت کے ساتھ۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ مسلم۔ کتاب الاشربۃ)

حضور ﷺ نے عہدے طلب کرنے والوں کو دینے سے منع فرما دیا تھا

(۲)　ہمیں خبر دی ابو علی روذباری نے، ان کو ابو بکر بن داسہ نے، ان کو ابو داؤد نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ہے ابو عبد اللہ حافظ نے ۔ ان کو ابو بکر احمد بن سلمان فقیہ نے، ان کو ابو داؤد سلیمان بن اشعث سجستانی نے، ان کو احمد بن حنبل نے اور مسدد نے ۔ ان دونوں حضرات نے کہا کہ ان کو یحییٰ بن سعید نے ان کو قرہ بن خالد نے، ان کو حمید بن ہلال نے، ان کو ابو بردہ نے ۔ وہ کہتے ہیں کہ ابو موسیٰ نے کہا کہ میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا اور میرے ساتھ اشعریوں میں سے دو آدمی بھی تھے ۔ ایک میرے دائیں طرف تھا دوسرا میرے بائیں طرف تھا۔ ان دونوں نے حضور ﷺ سے اپنے آپ کو عامل مقرر کرنے کا مطالبہ کیا۔ اُس وقت نبی کریم ﷺ مسواک کر رہے تھے۔ آپ ﷺ نے فرمایا تم کیا کہتے ہو اے ابو موسیٰ؟ یا یوں فرمایا تھا اے عبد اللہ بن قیس؟ میں نے عرض کی یا رسول اللہ ﷺ اللہ کی قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے انہوں نے مجھے اس سے آگاہ نہیں کیا تھا کہ ان کے دل میں کیا ہے؟ اور نہ ہی میں نے یہ محسوس کیا تھا کہ یہ دونوں عامل بنائے جانے کا مطالبہ کریں گے۔ (وہ منظر مجھے اچھی طرح یاد ہے) گویا کہ میں حضور ﷺ کے مسواک کو دیکھ رہا ہوں۔ (آج بھی) حضور ﷺ کے ہونٹ کے نیچے (اس طرح کہ) ہونٹ اُوپر اُٹھا ہوا ہے۔ حضور ﷺ فرمایا کہ ہم اس شخص کو عامل نہیں بناتے عامل مقرر نہیں کرتے اپنے عمل پر کام پر، جو شخص اس کو چاہتا ہے اس کا ارادہ رکھتا ہے۔ بلکہ تم جاؤ اے ابو موسیٰ یا فرمایا تھا اے عبد اللہ بن قیس (ابو موسیٰ کنیت تھی ان کی اور عبد اللہ بن قیس نام تھا ان کا)۔ ان کو بھیجا حضور ﷺ نے یمن میں۔ پھر ان کے پیچھے پیچھے حضرت معاذ بن جبل کو بھیجا تھا۔

کہتے ہیں کہ جب حضرت معاذ، حضرت ابو موسیٰ کے پاس پہنچے تو ابو موسیٰ نے ان سے کہا اُتریں آپ یعنی بیٹھے۔ اور اس کے لئے انہوں نے تکیہ بھی ڈال دیا مگر حضرت معاذ نے دیکھا کہ ان کے پاس ایک آدمی بیٹھا تھا جس کے ہاتھ اوپر گردن سے بندھے ہوئے تھے۔ معاذ نے پوچھا

کہ اس کا کیا جرم ہے؟ ابوموسیٰ نے کہا کہ یہ یہودی تھا پھر مسلمان ہوگیا تھا اس کے بعد یہ اپنے دین اسلام سے دین سوء کی طرف واپس ہوگیا (یعنی مرتد ہوگیا ہے)۔ معاذ نے کہا میں نہیں بیٹھوں گا جب تک یہ قتل نہ کر دیا جائے۔ یہی اللہ کا فیصلہ ہے اور اللہ کے رسول کا فیصلہ ہے۔ ابوموسیٰ نے کہا ٹھیک ہے آپ بیٹھیں تو سہی۔ مگر انہوں نے کہا میں نہیں بیٹھوں گا جب تک یہ قتل نہ کر دیا جائے یہ اللہ کا فیصلہ اور رسول کا فیصلہ ہے۔ تین بار انہوں نے کہا اور تین بار معاذ نے یہی جواب دیا۔ چنانچہ ابوموسیٰ نے حکم دیا، اسے قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد دونوں نے قیام لیل کے بارے میں باہم مذاکرہ کیا۔ معاذ نے کہا میں تو سو جاتا ہوں پھر اٹھتا ہوں، قیام کرتا ہوں۔ یا اس طرح کہا تھا کہ پہلے قیام کرتا ہوں پھر سوتا ہوں اور میں اپنی نیند میں اسی طرح ثواب کی امید کرتا ہوں جس طرح اپنے قیام وعبادت میں کرتا ہوں۔

(بخاری۔ کتاب استتابۃ المرتدین۔ فتح الباری ۱۲/۲۶۸۔ مسلم۔ کتاب الامارۃ)

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں مسدد سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوقدامہ وغیرہ سے، اس نے یحییٰ قطان سے۔

آدابِ ضیف

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعمرو بن سماک نے، ان کو عبدالرحمن بن محمد حارثی نے، ان کو یحییٰ بن سعید قطان نے، اس نے اس کو مذکورہ روایت کی طرح ذکر کیا ہے مگر اس نے کہا ہے کہ مروی ہے ابوموسیٰ سے۔ اور آپ نے فرمایا تھا کہ: انا لا نستعمل۔ اور کہا ہے کہ جب معاذ آئے تو ابوموسیٰ نے ان کے لئے تکیہ ڈال دیا اور کہا کہ بیٹھئے۔ اور یہ بھی کہا تھا وہ شخص اپنے دین (اسلام سے) دین سوء (یہودیت کی طرف) لوٹ گیا ہے اور یہودی ہوگیا ہے۔

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوجعفر محمد بن صالح بن ہانی نے، ان کو یحییٰ بن محمد بن یحییٰ نے۔ ان کو عبداللہ بن عبدالوہاب جحمی نے، ان کو ابوعوانہ نے، ان کو عبدالملک بن عمیر نے ابو بردہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے معاذ بن جبل کو اور ابوموسیٰ کو یمن بھیجا تھا۔ ہر ایک کو یمن کی الگ الگ تعلیم میں بھیجا تھا۔ یمن کی دو تعلیم تھیں اور دونوں کو نصیحت کی تھی کہ تم آسانی کرنا مشکل نہ کرنا، بشارت دینا نفرت نہ دلانا۔ چنانچہ ہر ایک اپنے کام میں چلا گیا۔ جب دونوں ارضِ یمن میں چلتے اور ایک دوسرے کے قریب پہنچتے تھے تو عہد کو تازہ کرتے اور سلام بھیجتے۔

ابوموسیٰ نے کہا ہے کہ معاذ بن جبل نئی زمین (طے شدہ) پر چل رہے تھے اور ابوموسیٰ کے قریب تھے۔ لہٰذا ملنے کے لئے چلے آئے اپنے خچر پر سوار تھے۔ ان کے پاس پہنچے تو لوگ ان کے پاس جمع ہوگئے۔ انہوں نے دیکھا ان کے پاس ایک آدمی بیٹھا ہوا ہے اس کے دونوں ہاتھ اس کی گردن سے لگے ہوئے ہیں۔ انہوں نے پوچھا کہ اے عبداللہ بن قیس یہ کیا ماجرا ہے؟ ابوموسیٰ نے کہا کہ میں نے کہا تھا یہ ایسا آدمی ہے جو اسلام لانے کے بعد پھر کافر ہوگیا ہے۔ معاذ نے فرمایا میں نہیں بیٹھوں گا حتیٰ کہ یہ قتل کر دیا جائے۔ ابوموسیٰ نے کہا آپ بیٹھیں تو، اس کو تو لایا ہی اس غرض کے لئے گیا ہے مگر انہوں نے بیٹھنے سے انکار کر دیا لہٰذا وہ قتل کر دیا گیا۔ اس کے بعد حضرت معاذ بیٹھے۔ اس کے بعد معاذ نے ابوموسیٰ سے پوچھا آپ قرآن پڑھ رہے ہیں اے عبداللہ؟ اس نے بتایا کہ جیسے پیالہ میں دودھ نکالتے ہیں ایک ایک دھار وقفہ وقفہ سے۔ پھر انہوں نے پوچھا آپ کیسے پڑھتے ہو اے معاذ؟ انہوں نے بتایا کہ اول شب میں سو جاتا ہوں پھر اٹھ کر قیام کرتا ہوں۔ میں نیند کا حصہ پورا کر چکا ہوتا ہوں پھر پڑھتا ہوں جو اللہ نے میرے مقدر میں لکھا ہوتا ہے۔ اور میں اپنی نیند میں بھی ثواب کی نیت کرتا ہوں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں موسیٰ بن اسماعیل سے، اس نے ابوعوانہ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۳۴۱۔ فتح الباری ۸/۶۰)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعمرو محمد بن عبداللہ بسطامی نے، ان کو ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو خبر دی ابویعلیٰ نے، ان کو عباس بن ولید نے، ان کو عبدالواحد نے، ان کو ایوب بن عائذ نے، ان کو قیس بن مسلم نے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا طارق بن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں

حدیث بیان کی ابوموسیٰ اشعری نے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا میری قوم کی سرزمین کی طرف۔ میں جب رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا تو اس وقت آپ ﷺ وادی ابطح میں سواری بٹھا رہے تھے۔ میں نے ان پر سلام کیا۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے حج کر لیا ہے اے عبداللہ بن قیس؟ میں نے کہا جی ہاں یا رسول اللہ ﷺ۔ آپ ﷺ نے فرمایا کیسے کیا تھا آپ نے؟ (احرام باندھتے وقت)۔ کہتے ہیں کہ میں نے یوں کہا تھا: لَبَّیْکَ اِھلالًا کَاھْلالِکَ، میں حاضر ہوں اور میں نے احرام باندھا ہے جیسے رسول اللہ ﷺ نے احرام باندھا ہے۔ آپ ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم قربانی کا جانور چلا کر لائے ہو؟ میں نے بتایا کہ نہیں، میں قربانی کا جانور نہیں لایا۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ پھر تم بیت اللہ کا طواف کرو اور صفا مروہ کے درمیان سعی کرو اس کے بعد تم احرام کھول دو۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے ایسے ہی کیا حتیٰ کہ میرے بالوں میں کنگھی کی تھی بنوقیس کی ایک عورت نے۔ کہتے ہیں کہ ہم لوگ پس اسی جگہ ٹھہرے رہے۔ حتیٰ کہ حضرت عمر بن خطاب ﷺ خلیفہ بنائے گئے۔ اور راوی نے آگے حدیث ذکر کی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عباس بن ولید سے۔ (بخاری۔ فتح الباری ۸/۶۳)

امام بیہقی فرماتے ہیں اس مذکورہ روایت میں اس بات پر دلالت ہے کہ حضرت ابوموسیٰ اشعری مکہ میں لوٹ آئے تھے حجۃ الوداع میں۔ بہر حال باقی رہے حضرت معاذ بن جبل، تو زیادہ مناسب بات یہ ہے کہ (وہ یہیں رہے تھے) واپس نہیں لوٹے تھے۔ حتیٰ کہ رسول اللہ ﷺ کا انتقال ہو گیا، آپ وفات پا گئے۔

انه لم یر جع حتی تُوفی رسول اللّٰه صلی اللّٰه علیه و سلم

(۶)　ہمیں خبر دی ابوالحسن بن بشران نے، ان کو خبر دی ابوعمرو عثمان بن احمد نے، ان کو حدیث بیان کی عبدالکریم بن ھیثم نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو صفوان بن عمرو نے، ان کو راشد بن سعد نے، ان کو عاصم بن حمید سکونی نے۔ یہ کہ حضرت معاذ بن جبل کو جب نبی کریم ﷺ نے یمن بھیجا تو نبی کریم ﷺ اس کو وصیت کرنے کے لئے (اور معاذ کو رخصت کرنے کے لئے) نکلے اُس وقت حالانکہ معاذ سوار ہو چکا تھا اور رسول اللہ ﷺ اس کی سواری کے ساتھ ساتھ نیچے پیدل چل رہے تھے۔ جب بات کر کے فارغ ہوئے تو فرمایا:

یا معاذ انَّکَ عَسَی ان لا تلقانی بعد عامی هذا و لعلك ان تَمُر بمسجدی و قبری فَبَکیٰ معاذ خشعًا لفراق النبی فقال له النبی ـ لا تبك یا معاذ البکآء اوانّ البکآء من الشیطٰن

(مسند احمد ۵/۲۳۵)

اے معاذ بے شک تو شاید اس سال کے بعد مجھ سے نہ مل سکے اور شاید تو گذرے گا میری مسجد کے ساتھ اور میری قبر کے ساتھ۔ (یہ سن کر) حضرت معاذ رو پڑے نبی کریم ﷺ کے فراق اور جدائی کے خوف سے تو نبی کریم ﷺ نے فرمایا مت رو اے معاذ۔ بے شک رونا شیطان کے کام میں سے ہے۔

(۷)　اور ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو زید بن مبارک صنعانی نے، ان کو حدیث بیان کی ہے ابن ثور نے معمر سے، اس نے زہری سے، اس نے عبدالرحمٰن بن عبداللہ بن کعب بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل سخی آدمی تھے، نوجوان تھے حلیم و بردبار تھے، اپنی قوم کے افضل نوجوانوں سے میں سے تھے حتیٰ کہ جب فتح مکہ کا سال آیا تو نبی کریم ﷺ نے اس کو یمن کے ایک طائفہ پر امیر بنا کر بھیجا تھا۔

فَمَکَث حتیّٰ قبض النبی ثم قدم فی خلافة ابی بکر رضی اللّٰه عنه

وہ وہیں یمن میں ہی رہ گئے تھے حتیٰ کہ نبی کریم ﷺ فوت ہو گئے تھے۔ اس کے بعد وہ حضرت ابوبکر ﷺ کی خلافت میں آئے تھے اور شام کی طرف نکلے تھے۔

اسی طرح ہے اس روایت میں۔ تحقیق اسی کتاب میں یہ بات گذر چکی ہے جو اس پر دلالت کرتی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے حضرت معاذ کو خلیفہ اور نائب مقرر کیا تھا مکہ پر فتح مکہ والے سال عتاب بن اُسید کے ساتھ تا کہ وہاں کے رہنے والوں کو تعلیم دے۔ اس کے بعد وہ حضور ﷺ کے ساتھ غزوۂ تبوک میں بھی تھے تو زیادہ مناسب اور قرین قیاس بات یہی ہے کہ حضور ﷺ نے اس کو یمن کی طرف اس کے بعد ہی بھیجا تھا۔

(۸) اور تحقیق ہمیں خبر دی ہے ابو محمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری نے بغداد میں، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو احمد بن منصور نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے زہری سے، اس نے ابن کعب بن مالک سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ بن جبل خوبصورت نوجوان تھے، سخی تھے، اپنی قوم کے بہترین نوجوانوں سے میں سے تھے۔ جو بھی چیز ان سے مانگی جاتی تھی وہ دے دیتے تھے حتی کہ اس طرح ان پر قرض ہوگیا تھا جس نے ان کے پورے مال کا احاطہ کرلیا تھا۔ انہوں نے حضور ﷺ سے بات کی کہ آپ ان کے قرض خواہوں سے بات کریں۔ حضور ﷺ نے بات کی مگر انہوں نے اس کے لئے کمی نہ کی۔ (قرض پھر قرض ہوتا ہے) اگر وہ کسی کے بات کرنے پر چھوڑا جاتا تو حضرت معاذ کے لئے حضور ﷺ کے بات کرنے پر چھوڑا جاتا۔ کہتے ہیں کہ پھر دعا فرمائی نبی کریم ﷺ نے۔ لہٰذا وہ ایسا کرنے سے بھی نہ ٹلے کہ انہوں نے اپنا سارا سامان بیچ دیا اور اس کو اپنے قرض خواہوں میں تقسیم کر دیا۔ کہتے ہیں کہ معاذ اس طرح دامن جھاڑ کر کھڑے ہوئے کہ ان کے پاس کوئی مال وغیرہ نہیں تھا۔ کہتے ہیں کہ جب نبی کریم ﷺ نے حجۃ الوداع کیا تو انہوں نے حضرت معاذ کو یمن کی طرف روانہ کیا۔ اس کو اجرت پر لیا تھا یا تجارت کروانا چاہتے تھے۔ پس پہلا شخص جس نے اس مال میں تجارت کی وہ حضرت معاذ تھے۔

فقدم علی ابی بکر رضی اللہ عنہ من الیمن وقد توفی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

معاذ بن جبل یمن سے جب آئے تو حضرت ابوبکر صدیق کے پاس آئے اس وقت رسول اللہ ﷺ وفات پاچکے تھے۔

اس وقت حضرت عمر ؓ ان کے پاس آئے۔ انہوں نے کہا کہ کیا آپ میری بات مانو گے کہ تم یہ مال حضرت ابوبکر ؓ کے حوالے کردو اگر وہ آپ کو دیں تو آپ اس کو قبول کر لیجئے گا۔ کہتے ہیں کہ حضرت معاذ نے کہا کہ نہیں میں یہ مال ان کو نہیں دوں گا اس لئے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے اس لئے بھیجا تھا تا کہ وہ مجھے بچائیں، میری حفاظت کریں۔ جب انہوں نے انکار کر دیا تو حضرت عمر ؓ حضرت ابوبکر صدیق ؓ کے پاس گئے اور جا کر ان سے کہا کہ آپ اس شخص (معاذ) کو بلائیں اور اس سے مال لے لیں اور کچھ اس کے لئے چھوڑ دیں۔ حضرت ابوبکر صدیق ؓ نے فرمایا کہ میں ایسا نہیں کروں گا۔ یقینی بات ہے کہ اس کو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا تا کہ اس کو اجرت دیں یا اس کو پناہ دیں، سہارا دیں۔ میں اس سے کوئی چیز لینے والا نہیں ہوں۔

کہتے ہیں کہ جب صبح ہوئی تو وہ خود حضرت عمر ؓ کے پاس گئے اور جا کر بتایا کہ میں تو ایسا کرنے کو تیار نہیں تھا جو آپ نے کہا تھا مگر میں نے گذشتہ رات ایک خواب دیکھا ہے (میرا خیال ہے کہ عبدالرزاق نے کہا ہے) کہ مجھے آگ کی طرف گھسیٹا جا رہا ہے اور آپ میری کمر سے پکڑ کر کھینچ رہے ہیں۔ کہتے ہیں کہ وہ سارا مال لے کر حضرت ابوبکر ؓ کے پاس چلے تھے کچھ بھی نہیں چھوڑا حتی کہ چابک بھی لے گئے اور اس نے جا کر قسم کھالی کہ اس نے اس میں سے کوئی چیز نہیں چھپائی۔ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر ؓ نے فرمایا یہ سب کچھ تیرا ہے، میں اس میں سے کوئی چیز نہیں لوں گا۔ اسی طرح ہے اس روایت میں۔

پس جب اس نے حج کیا اور احتمال ہے کہ اس نے ارادہ کیا ہو۔ جب اس نے حج کرنے کا ارادہ کیا۔ واللہ اعلم۔

(حلیۃ الاولیاء ۱/۲۳۱۔ مستدرک حاکم ۳/۲۷۳)

اور البتہ معاذ بن جبل کا خواب ایک دوسرا شاہد ہے۔

حضرت معاذ نے غلاموں کو نماز پڑھتے دیکھ کر آزاد کر دیا

(۹) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالقاسم حسن بن محمد سکونی نے کوفے میں، ان کو عبید بن غنام بن حفص بن غیاث نخعی نے، ان کو ان کے والد نے اپنے والد سے، انہوں نے اعمش سے، اس نے ابووائل سے، اس نے عبداللہ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ:

لما قُبِضَ النبِی وَاستَخلفوا اَبَا بکر رضی اللہ عنہ

جب نبی کریم قبض کیے گئے (وفات ہوئی) اور صحابہ نے حضرت ابوبکر ﷛ کو خلیفہ مقرر کیا تو اس وقت صورت یہ تھی کہ حضور ﷺ معاذ کو یمن بھیج چکے تھے۔ حضرت ابوبکر ﷛ نے حضرت عمر کو عامل مقرر کیا اس حج پر، وہ جا کر ملے حضرت معاذ سے مکہ میں (یعنی وہ حج کے لئے مکہ میں آئے ہوئے تھے)۔ اور اس کے ساتھ کوئی غلام تھا۔ حضرت عمر نے پوچھا کہ یہ کیسے غلام ہیں تیرے ساتھ۔ اس نے کہا یہ میرے لئے ہدیہ کے طور پر دیئے گئے ہیں اور یہ دوسرے حضرت ابوبکر ﷛ کے لئے (یعنی بیت المال کے لئے)۔ حضرت عمر نے کہا میں تیرے لئے بہتر سمجھتا ہوں کہ تم حضرت ابوبکر ﷛ کے پاس جاؤ۔

کہتے ہیں کہ وہ اگلی صبح پھر حضرت عمر سے ملے اور کہنے لگے، اے ابن خطاب میں نے گذشتہ رات اپنے آپ کو دیکھا ہے کہ میں آگ کی طرف جا رہا ہوں اور آپ میری کمر سے پکڑ کر کھینچ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں کہ میں آپ کی بات مان لوں۔ کہتے ہیں پھر وہ ان کو لے کر حضرت ابوبکر کے پاس گئے اور کہا کہ یہ میرے لئے ہدیہ کیے گئے ہیں اور یہ آپ کے لئے ہیں (یعنی بیت المال کے ہیں)۔ کہتے ہیں کہ ابوبکر صدیق نے فرمایا کہ ہم نے تیرا ہدیہ تیرے سپرد کیا ہے۔

اس کے بعد حضرت معاذ نماز کے لئے نکلے۔ انہوں نے دیکھا کہ وہ غلام ان کے پیچھے پیچھے نماز پڑھ رہا ہے۔ حضرت معاذ نے پوچھا کہ تم لوگ کس کے لئے نماز پڑھ رہے تھے؟ انہوں نے کہا کہ اللہ کے لئے۔ لہٰذا انہوں نے کہا کہ پھر تم بھی اللہ کے لئے ہو، انہوں نے ان کو آزاد کر دیا۔ (حلیۃ الاولیاء ۲۳۲/۱)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوسعد احمد بن یعقوب بن احمد ثقفی نے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو سلیمان بن حرب نے، ان کو شعبہ نے حبیب بن ابوثابت سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے عمرو بن میمون سے یہ کہ حضرت معاذ جب یمن میں آئے تو ان لوگوں کو انہوں نے صبح کی نماز پڑھائی اور انہوں نے نماز میں یہ آیت پڑھی :

واتخذ اللّٰہ ابراھیم خلیلا ۔ (ترجمہ) کہ اللہ نے حضرت ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا تھا۔

چنانچہ نمازیوں میں سے ایک نے کہا، البتہ تحقیق ابراہیم علیہ السلام کی آنکھیں ٹھنڈی ہوگئیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں سلیمان بن حرب سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۶۵/۸)

اور تحقیق ذکر کیا ہے محمد بن اسحاق بن یسار نے معاذ بن جبل کے یمن کی طرف خروج کا وقت۔ دو باب اس میں سے جو گزر چکے ہیں۔

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس شاہان حمیر کا خط پہنچا حضور کی جنگ تبوک سے واپسی کے وقت اور ان کے نمائندے ان کے اسلام کی خبر لے کر جو کہ مندرجہ ذیل تھے، حارث بن عبدکلال، نعیم بن عبدکلال، اور نعمان قیل ذی رعین اور ہمدان اور معافر اور بھیجا زرعہ ذی یزن کی طرف مالک بن مُرّہ رُہاوی کو ان کے اسلام کی خبر کے ساتھ اور ان کی شرک سے مفارقت کی خبر کے ساتھ اور اہل شرک کی خبر کے ساتھ تو رسول اللہ ﷺ نے ان کی طرف نامۂ مبارک لکھا :

نامۂ رسول اللہ ﷺ بجانب ملوک حمیر بواسطہ ان کے نمائندگان

بسم اللّٰہ الرحمٰن الرحیم

"من محمد رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ علیہ وسلم الی الحارث بن عبد کلال والی نعیم بن عبد کلال ، والی النعمان قیل ذی رعین ، ومعافر وھمدان ، اما بعد! ذلکم فانی احمد اللّٰہ الذی لا الٰہ الا ھو "۔

''یہ محمد رسول اللہ ﷺ کی طرف سے تحریر ہے حارث بن عبد کلال اور نعیم بن عبد کلال اور نعمان قیل ذی رعین ۔ اور معافر اور ھمدان والوں کی طرف۔ امابعد! بے شک میں اللہ کی حمد کرتا ہوں جس کے سوا کوئی اِلٰہ نہیں ہے۔ نماز کا حکم دینا اور زکوۃ کا وغیرہ (احکامات کا) اور تحریر کے اندر ذکر کیا ہے۔ معاذ بن جبل کو بھیجنا اور عبداللہ بن زید اور مالک بن عبادہ اور مالک بن مرّہ کا۔ اور یہ بھی ذکر کیا ہے کہ ان کا امیر معاذ بن جبل ہوگا (تحریر کے آخر میں کہا ہے کہ)۔ بے شک میں نے بھیجا ہے تمہاری طرف اپنے اہل کے نیک صالح لوگوں کو اور ان میں سے دینداروں کو، ان میں سے علم والوں کو اور میں تمہیں حکم کرتا ہوں، ن کے ساتھ خیر و نیکی کرنے کا کہ تم لوگ ان کا خیال کروگے''۔ والسلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

نوٹ : پورے نامہ مبارک کا متن سیرت ابن ہشام، جلد چہارم صفحہ ۱۹۹ پر یا پھر دلائل النبوۃ جلد پنجم کے صفحہ ۴۰۸ کے حاشیہ پر اسی روایت کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ (مترجم)

باب ۲۳۲

فروہ بن عمرو جُذامی[1] کا تذکرہ

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ فروہ بن عمرو بن نافرہ جُذامی نے اپنے مسلمان ہونے کی خبر دینے کے لئے رسول اللہ ﷺ کے پاس ایک نمائندہ بھیجا تھا۔ اور حضور ﷺ کے لئے ایک سفید خچر ہدیہ کے طور پر بھیجا تھا اور فروہ اہل روم کے لئے عامل تھا ان لوگوں پر جو ان کے پاس عربوں میں سے آتے تھے۔ اس کی منزل ٹھکانہ) مقام معان اور اس کا ارد گرد ارض شام تھا۔

جب رومیوں کو اُن کے مسلمان ہونے کی خبر پہنچی تو انہوں نے اس کو طلب کیا اور اس کو پکڑ کر انہوں نے اپنے پاس قید کر لیا اور اس کو پھانسی دینے کا فیصلہ کر لیا۔ جب سارے رومی اس کو پھانسی دینے کے لئے اپنے پانی کے گھاٹ پر جمع ہوئے فلسطین میں، اس مقام کو عفری کہتے تھے تو اس نے شعر کہا تھا :

الا هل اتى سلمى بان حليلها على ماء عفرى فوق احدى الرواحل

على بكرة لم يضرب الفحل امها مشذبة اطرافها بالمناجل

ابن اسحاق کہتے ہیں زہری کا خیال ہے کہ جب وہ اس کو قتل کرنے کے لئے آگے لائے تو اس نے کہا تھا :

بلغ سراة المؤمنين بانني سلم لربي اعظمي ومقامي

خاموشی اور مخفی مسلمانوں کو میرا پیغام دے دو کہ میں اپنے رب کا فرمانبردار ہوں میری ہڈیاں بھی میرا اسارا وجود بھی۔

اس کے بعد انہوں نے اسی گھاٹ پر اس کی گردن اُڑا دی تھی۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۰۱-۲۰۲)

☆☆☆

[1] دیکھئے : سیرۃ ہشام ۴/۲۰۱۔ طبقات ابن سعد ۱/۳۵۴۔ عیون الاثر ۲/۳۱۱۔ نہایۃ الارب ۱۸/۲۸۔ البدایۃ والنہایۃ ۵/۸۶۔ شرح المواہب ۴/۴۳)

باب ۲۳۳

رسول اللہ ﷺ کا حضرت خالد بن ولید (سیف اللہ) کو بنو حارث بن کعب کی طرف بھیجنا

(۱) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار نے، ان کو یونس نے ابن اسحاق سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خالد بن ولید رضی اللہ عنہ کو ماہ ربیع الثانی میں جمادی اولی ۱۰ھ میں بنو حارث بن کعب کی طرف بھیجا تھا اور حکم دیا تھا کہ وہ جا کر اسلام کی دعوت دیں، ان سے قتال کرنے سے پہلے۔ اگر وہ تیری اجابت کرلیں، بات مان لیں تو ان کی بات قبول کرلیں اور انہیں میں قیام کرلیں اور انہیں اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت اور اسلام کی تعلیمات سکھائیں اور اگر وہ اسلام قبول نہ کریں تو پھر ان سے قتال کریں۔ لہٰذا خالد بن ولید روانہ ہوئے ان کے پاس پہنچے۔

ابن اسحاق نے حدیث ذکر کی ہے ان کے اسلام کے بارے میں۔ اور خالد بن ولید کا اس بارے میں رسول اللہ ﷺ کے پاس خط لکھنا اور نبی کریم کا جواب دینا۔ اور خالد کو حکم دینا کہ ان کو بشارت اور خوشخبری سنائیں اور ان کو ڈرائیں بھی۔ اور یہ کہ جب آئیں تو ان کا وفد بھی ساتھ لے کر آئیں۔ اور وہ اسی طرح ان کے وفد کو لے گئے تھے۔ ان میں قیس بن حصین ذوالغصہ تھے۔

جب یہ لوگ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچے تو رسول اللہ ﷺ نے ان سے فرمایا، تم وہ لوگ ہو کہ جب تمہیں ڈانٹ پڑتی ہے تب آتے ہو۔ آپ نے تین بار یہ بات کہی۔ اس کے بعد آپ کو جواب دیا یزید بن عبدالمدان نے، کہ جی ہاں، پھر فرمایا کہ اگر خالد میری طرف سے نہ لکھتا کہ تم مسلمان ہو گئے ہو اور تم قتال نہیں کرتے ہو تو میں تمہارے سر تمہارے قدموں تلے گرا دیتا۔ یزید بن عبدمدان نے کہا، اللہ کی قسم ہم آپ کی تعریف نہیں کرتے اور نہ ہی خالد کی کرتے ہیں۔

حضور ﷺ نے فرمایا کہ تم کس کی تعریف کرتے ہو؟ انہوں نے کہا ہم صرف اللہ کی حمد اور شکر کرتے ہیں جس نے ہمیں آپ کی راہ دکھائی۔ حضور نے فرمایا تم نے سچ کہا ہے۔ پھر پوچھا کہ تم لوگ جاہلیت میں کیسے غالب آ جاتے تھے اس سے جو تم سے قتال کرتا تھا۔ انہوں نے کہا یا رسول اللہ ﷺ ہم غالب آ جاتے تھے اس سے جو ہم سے لڑتا تھا، ہم ہاتھ سے چھین لیتے تھے۔ اور ہم متفق ہوتے اور اکٹھے ہوتے تھے جدا جدا نہیں ہوتے تھے۔ اور ہم ابتداء سے کسی کے ساتھ ظلم نہیں کرتے تھے۔

کہتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم نے سچ کہا ہے۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے امیر مقرر کر دیا تھا بنو حارث بن کعب پر قیس بن حصین کو، پھر وہ لوٹ گئے تھے اپنی قوم کے اندر بقیہ ماہ شوال میں یا ابتداء ذیقعدہ میں۔

فلم یمکثوا الا اربعة اشهر حتی توفی رسول الله صلی الله علیه وسلم

وہ صرف چار ماہ ٹھہرے تھے (یعنی گئے ہوئے ان کو) کہ رسول اللہ وفات پا گئے صلی اللہ علیہ وسلم۔

(سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۰۲-۲۰۴)

☆☆☆

باب ۲۳۴

عمرو بن حزم کے نام رسول اللہ ﷺ کا تفصیلی تحریری ہدایت نامہ یمن کی طرف روانگی کے وقت

(۱)　ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے ، ان کو احمد بن عبد الجبار نے ، ان کو یونس بن بکیر نے ابن اسحاق سے ، ان کو عبد اللہ بن ابو بکر نے اپنے والد ابو بکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے ، وہ کہتے ہیں ، یہ رسول اللہ ﷺ کی تحریر ہے ہمارے پاس جو حضور ﷺ نے عمرو بن حزم کے لئے لکھی تھی جب اس کو یمن بھیجا تھا کہ وہ جا کر اہل یمن کو دین کی فہم دیں اور ان کو سنت کی تعلیم دیں اور ان کے صدقات بھی وصول کریں ۔ حضور ﷺ نے اس کے لئے ایک تحریر لکھی تھی اور عہد لکھا تھا اور اس میں اس کا معاملہ تحریر کیا تھا ۔

رسول اللہ ﷺ کی تحریر کا متن اور اس کے اہم نکات

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

هذا كتاب من الله ورسوله

يا ايها الذين آمنوا واوفوا بالعقود ، عهد من رسول الله صلى الله عليه وسلم لعمرو بن حزم حين بعثه الى اليمن

یہ تحریر اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے ۔

اے اہل ایمان ! عقد اور معاہدے پورے کرو ۔ رسول اللہ ﷺ نے عہد کیا ہے عمرو بن حزم کے لئے ، جب اس کو یمن کی طرف بھیجا ہے ۔

۱۔　اس کو حکم دیا ہے کہ اپنے ہر معاملے میں اللہ سے ڈرنا اور تقویٰ اختیار کرنا ، اس لئے کہ ۔ ان الله مع الذين اتقوا والذين هم محسنون (ارشاد باری تعالیٰ ہے) بے شک اللہ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو تقویٰ اختیار کرتے ہیں اور جو محسن و نیکو کار ہیں ۔

۲۔　اور اس کو حکم دیا کہ وہ حق وصول کرے جب اس کو حکم دیا جائے ۔

۳۔　اور یہ کہ لوگوں کو خیر کی بشارت دے ۔

۴۔　اور ان کو خیر کا حکم دے ۔

۵۔　اور لوگوں کو قرآن کی تعلیم دے ۔

۶۔　اور ان کو قرآن میں فقہ و فہم سکھائے ۔

۷۔　اور لوگوں کو روکے اور منع کرے کہ قرآن کو کوئی ہاتھ نہ لگائے مگر صرف جو پاک ہو ۔

۸۔　اور لوگوں کو خبر دے بتائے جو چیز ان کے لئے ہے جو ان کے فائدے والی ہے اور وہ جو ان کے اُوپر وبال ہے ۔

۹۔　اور حق میں ان کے لئے نرمی کرے ۔

۱۰۔　اور ظلم اور ناحق کے معاملے میں ان پر سختی کرے کیونکہ بے شک اللہ عزوجل ظلم کو ناپسند کرتا ہے اور اس نے ظلم سے منع کیا ہے اور ارشاد فرمایا ہے الا لعنة الله على الظالمين خبردار ظالموں پر اللہ کی لعنت ہے ۔

۱۱۔ اور لوگوں کو جنت کی بشارت دے اور جنت والے اعمال بتائے۔

۱۲۔ جہنم سے ڈرائے اور جہنم والے اعمال سے۔

۱۳۔ اور لوگوں سے اُلفت رکھے یہاں تک کہ وہ دین میں فقاہت اور سمجھ پیدا کرلیں۔

۱۴۔ اور لوگوں کو حج کے احکامات کی تعلیم دے اور حج کی سنتیں اور فرائض کی تفصیل سمجھائے۔ نیز اللہ نے اس بارے میں جو کچھ حکم دیا ہے اور حج اکبر اور اصغر (عمرہ) سکھائے۔ پس حج اصغر عمرہ ہے۔

۱۵۔ اور لوگوں کو منع کرے کہ وہ صرف ایک کپڑے میں نماز نہ پڑھیں جو چھوٹا پڑے، ہاں اگر وہ کپڑا بڑا ہو اور دونوں طرف پھیل سکے اور دونوں کندھوں پر بھی تو درست ہے۔

۱۶۔ اور لوگوں کو منع کرے کہ وہ احتباء نہ کریں گھٹنے کھڑے کر کے اس طرح اردگرد کپڑا لپیٹا کہ اُوپر آسمان کی طرف کھلا رہے اور انسان اُوپر سے ننگا ہوتا ہو۔

۱۷۔ اور منع کرے کہ کوئی اپنے بال اپنی گدی میں نہ باندھے۔

۱۸۔ اور منع کرے جس کو ان کے درمیان کشیدگی ہو قبائل اور خاندانوں کو نہ بلائے بلکہ اللہ سے دعا کریں کہ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔

۱۹۔ جو شخص اللہ کی طرف نہ بلائے بلکہ کنبے اور قبائل کی طرف پکارے تو اس میں تلوار کی طرف مائل ہو حتیٰ کہ ان کی دعا اور پکار وحدہ لا شریك له کی طرف ہوجائے۔

۲۰۔ اور لوگوں کو وضو کامل کرنے کا حکم دیں کہ وہ اپنے منہ پورے دھوئیں، اور ہاتھ اپنی کہنیوں تک دھوئیں، اور پیر اپنے ٹخنوں تک دھوئیں، اور اپنے سروں کا مسح کریں جیسے اللہ نے حکم دیا ہے۔

۲۱۔ اور انہیں نمازوں کو ان کے اوقات پر پڑھنے کا حکم دیا جائے۔

۲۲۔ اور رکوع اور خشوع کو پورا کرنے کا۔

۲۳۔ اور صبح جلدی اُٹھنے کا (یعنی منہ اندھیرے) اور ظہر پڑھیں اس وقت دوپہر کو سورج جب ڈھل جائے۔

۲۴۔ اور نماز عصر اس وقت تک کہ جب سورج ابھی زمین کے اُوپر ہو۔

۲۵۔ اور مغرب پڑھیں جب رات شروع ہونے لگے۔ زیادہ تاخیر نہ کریں کہ آسمان پر ستارے ظاہر ہوجائیں۔

۲۶۔ اور عشاء پڑھیں اول حصہ رات میں۔

۲۷ اور ان کو حکم دیں جمعہ کی طرف دوڑنے کا جب اذان ہوجائے۔

۲۸۔ اور جمعہ کے غسل کرنے کا جانے سے قبل۔

۲۹۔ اور یہ حکم دیا غنیمتوں میں سے پانچواں حصہ اللہ کے واسطے لیں۔

۳۰۔ جو مؤمنوں پر فرض کیا گیا ہے صدقہ غیر منقولہ جائداد یعنی زمین کی آبادی میں سے اس زمین میں جو چشمے سے سیراب ہوتی ہو اور جو بارش سے سیراب ہوتی ہو اس میں سے دسواں حصہ ہے۔ اور جو زمین مشکوں سے پانی بھر کر سیراب ہوتی ہو اس میں دسویں کا نصف یا نچواں حصہ ہے۔

۳۱۔ اور ہر دس اُونٹوں میں سے دو بکریوں کا حساب لیا جائے اور بیس میں چار۔

۳۲۔ اور ہر تیس گائے میں ایک بچھڑا یا ایک بچھیا یعنی تبیع یا تبیعہ یا جذع یا جزعہ لیا جائے۔

۳۳۔ اور ہر چالیس بکریوں میں جو جنگل میں چر کر پلتی ہیں ایک بکری، یہ سب فرائض میں جو اللہ نے مؤمنوں پر فرض کئے ہیں صدقہ ہیں۔

۳۴۔ جو شخص متعین مقدار سے زیادہ دے اس کے حق میں بہتر ہے۔

۳۵۔ اور جو شخص یہودی یا عیسائی ہو پھر مسلمان ہو جائے اپنے خالص دل سے اور دین اسلام کو اپنا دین بنا لے، بے شک وہ مؤمنوں میں سے ہے۔اس کو وہی فوائد حاصل ہوں گے جو دیگر مؤمنوں کو ہیں۔اور اس کا وہی امور لازم ہوں گے جو دیگر مؤمنوں پر لازم ہیں۔

۳۶۔ اور جو شخص یہودیت پر یا عیسائیت پر قائم ہے اس کو اس سے زبردستی نہیں لیا جائے گا۔

۳۷۔ اور ہر بالغ انسان پر خواہ مرد ہو یا عورت آزاد ہو یا غلام ایک دینار لازم ہوگا یا اس کے عوض کپڑے، جو شخص یہ ادا کرتا رہے گا اس کے لئے اللہ کا ذمہ ہے اور اللہ کے رسول کا ذمہ ہے۔

۳۸۔ اور جو شخص اس چیز کو منع کرے بے شک وہ اللہ کا دشمن ہے اور اس کے رسول کا دشمن ہے اور سارے مؤمنوں کا دشمن ہے (یعنی جو شخص اس پر پورے عہد پر عمل کرے اس کے لئے اللہ رسول کی ذمہ داری ہے جو اس کو تسلیم نہ کرے اس کے لئے نہیں ہے) اللہ کی رحمتیں محمد ﷺ پر اور سلام ہو اس پر اور اللہ کی رحمت اور برکتیں۔ (سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۰۵۔۲۰۹)

تحقیق روایت کیا ہے سلیمان بن داؤد نے زہری سے، اس نے ابوبکر بن محمد بن عمرو بن حزم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا سے یہی حدیث بطور موصول روایت کی کثیر اضافوں کے ساتھ زکوۃ میں اور دیات وغیرہ میں۔ اور بعض چیزوں میں کمی بھی ہے اس سے جو ہم نے ذکر کیا ہے۔ تحقیق ہم نے اس کو ذکر کیا ہے کتاب السنن الکبریٰ میں۔ (سنن کبریٰ ۱/۸۸۔۳۰۹ ۸/۱۸۹۔۱۰/۱۲۸)

باب ۲۳۵

حضرت تمیم داری رضی اللہ عنہ کی نبی کریم ﷺ کے پاس آمد

اور اس کا حضور ﷺ کو جسّاسہ کی خبر بتلانا۔ اور اس نے دجال سے جو کچھ سُنا تھا نبی کریم ﷺ کی آمد کے بارے میں۔ اور اس شخص کے ایمان کے بارے میں جو ان کے ساتھ ایمان لے آئے گا

(۱) ہمیں خبر دی ابو سہل محمد بن نصر دیہ مروزی نے نیشاپور میں، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن احمد بن حبیب نے، ان کو خبر دی یحییٰ بن ابو طالب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان دونوں کو خبر دی ابو سہل احمد بن زیاد قطان نے، ان کو یحییٰ بن جعفر مروزی نے، ان کو خبر دی وہب بن جریر نے، ان کو ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا غیلان بن جریر سے وہ حدیث بیان کرتے ہیں شعبی سے، اس نے فاطمہ بنت قیس سے، وہ کہتی ہے کہ تمیم داری رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے۔ اس نے رسول اللہ کو خبر دی کہ وہ سمندری سفر میں روانہ ہوئے تھے۔ ان کی کشتی بھٹک گئی اور چلتے چلتے ایک جزیرے میں جا پہنچی۔ وہ لوگ کشتی والے پانی کی تلاش میں کشتی سے باہر جزیرے میں نکل گئے۔

تمیم داری ایک ایسے انسان سے ملے جس کے بال لمبے ہونے کی وجہ سے وہ نیچے گھسیٹ رہا تھا۔ تمیم داری نے پوچھا کہ تم کون ہو؟ اس نے بتایا کہ میں جساسہ (ایک قسم کا جانور نما انسان) ہوں۔ ان لوگوں نے اس سے کہا کہ ہمیں کوئی خبر دے۔ اس نے کہا کہ میں تمہیں کوئی خبر نہیں دوں گا۔ لیکن تم لوگ اس جزیرے میں ہی رہ جاؤ۔

کہتے ہیں کہ ہم اس میں داخل ہو گئے۔ ہم کیا دیکھتے ہیں کہ اس جزیرے میں ایک آدمی جکڑا ہوا ہے (اس کو بیڑیاں ڈالی ہوئی ہیں)۔ اس نے پوچھا کہ تم لوگ کون ہو؟ ہم نے بتایا کہ ہم عرب کے لوگ ہیں۔ اس نے پوچھا کہ اس نبی کا کیا حال ہے جو تم لوگوں سے نکلا ہے؟ ہم نے بتایا کہ اس کے ساتھ ایمان لے آئے ہیں۔ اور انہوں نے اتباع کر رکھی ہے اور اس کو سچا مان چکے ہیں۔ اس نے کہا یہی بات ان کے حق میں بہتر ہے۔ اس نے پوچھا کہ کیا تم مجھے چشمہ زغر کے بارے میں خبر نہیں دو گے؟ (عین زغر معروف شہر تھا ملک شام کی طرف)۔ کہ اس کا کیا حال ہے۔

تمیم داری کہتے ہیں کہ ہم نے اس کو اس کے بارے میں خبر دی۔ لہٰذا وہ یہ خبر سنتے ہی (خوشی سے اس قدر) زور سے اچھلا کہ قریب تھا کہ وہ دیوار سے باہر نکل جاتا۔ پھر اس نے پوچھا کہ نخل بیسانی کا کیا حال ہے؟ کیا وہ پھل دے رہے ہیں۔ ہم نے اس کو بتایا کہ وہ پھل دے رہے ہیں۔ پھر وہ دوبارہ پہلی بار کی طرح زور سے اچھلا۔ پھر اس نے کہا کہ خبردار اگر مجھے نکلنے کی اجازت دے دی جاتی تو میں تمام شہروں میں گھوم جاتا یا ان کو روند ڈالتا سوائے طیبہ کے۔

فاطمہ بنت قیس کہتی ہے، تمیم داری کو رسول ﷺ نے نکالا اس نے لوگوں کو یہ بات بیان کی۔ حضور ﷺ نے فرمایا، کہ یہی طیبہ ہے اور وہ دجال ہے۔ مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حسن بن علی حلوانی سے اور دیگر نے وہب بن جریر سے۔

(مسلم۔ کتاب الفتن۔ باب قصۃ الجساسۃ۔ حدیث ۱۲۱ ص ۴/۲۲۶۵)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابو طارق محمد بن احمد عطار نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو اسباط بن محمد قرشی نے شیبانی سے، اس نے عامر سے، اس نے فاطمہ بنت قیس سے، اس نے اس حدیث کو منکر سمجھا اس میں اضافہ الفاظ کو۔ شعبی کہتے ہیں کہ میں محرر بن ابوہریرہ سے ملا تھا، میں نے اس کو یہ حدیث بیان کی تو اس نے کہا آپ نے سچ کہا میں گواہی دیتا ہوں کہ حضرت ابوہریرہ نے بھی مجھے یہ حدیث بیان کی تھی۔ پھر میں عبدالرحمن بن ابی بکر سے ملا، میں نے اس کو یہ حدیث بیان کی، انہوں نے کہا کہ تم نے سچ کہا ہے اور میں شہادت دیتا ہوں سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کے بارے میں کہ اس نے مجھے یہ حدیث بیان کی تھی سوائے اس کے کہ انہوں نے اس میں یہ الفاظ زیادہ کئے تھے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ مکہ بھی اسی کی مثل ہے یعنی وہ مکہ میں بھی نہیں جا سکے گا۔ (مسلم۔ کتاب الفتن)

(امام بیہقی فرماتے ہیں) میں کہتا ہوں کہ یہ روایت ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے، اس نے فاطمہ بنت قیس سے بھی روایت کی گئی ہے۔

باب ۲۳۶

وہ روایت جو ہامۃ بن ہیم بن لاقیس بن ابلیس کے

نبی کریم ﷺ کے پاس آنے اور اس کے مسلمان ہو جانے کے بارے میں مروی ہے

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد حسین بن داؤد علوی نے، ان کو خبر دی ابونصر محمد بن حمدویہ بن سہل غازی مروزی نے، ان کو عبداللہ بن حماد آملی نے، ان کو محمد بن ابومعشر نے، وہ کہتے ہیں مجھے خبر دی میرے والد نے، ان کو نافع نے ابن عمر سے، اس نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے، وہ کہتے ہیں

کہ حضرت عمرؓ نے فرمایا کہ ہم لوگ نبی کریم ﷺ کے ساتھ تہامہ کی پہاڑی میں سے ایک پہاڑ پر بیٹھے تھے یکا یک ایک شیخ سامنے آیا۔اس کے ہاتھ میں لاٹھی تھی۔اس نے نبی کریم ﷺ پر سلام کہا،حضور ﷺ نے اس کے سلام کا جواب دیا۔

حضور نے فرمایا یہ لہجہ تو جن کا ہے اور آواز بھی وہی ہے۔تم کون ہو؟اس نے بتایا کہ میں هامه بن هیم بن لاقیس بن ابلیس ہوں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تیرے اور ابلیس کے درمیان صرف دو باپوں کا فاصلہ ہے۔تیرے اُوپر کتنے زمانے (یا صدیاں گذر چکی ہیں)۔ اس نے جواب دیا کہ میں دنیا کی پوری عمر فنا کر چکا ہوں مگر تھوڑی سی راتیں۔جب قابیل نے ہابیل کو قتل کیا تھا میں اُس وقت لڑکا تھا کچھ سالوں کا، بات چیت کو سمجھ سکتا تھا اور ٹیلوں پر اچھلتا کودتا پھرتا تھا۔اور طعام کو یعنی کھانے پینے کی اشیاء کو خراب کرنے کا امر کرتا تھا اور قطع رحمیوں کا (یعنی رشتوں ناتوں کو خراب کرنے کا) امر کرتا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے اس کی بات سن کر فرمایا :

بئس عمل الشيخ المقوسم والشاب المتلوم

برا کام ہے شیخ مقوسم کا اور جوان متلوم کا (ملامت گر)۔

قال ذرني من الترداد انى تايب الى الله عزوجل

اس نے کہا آپ مجھے خالی نہ بھگائیں میں اللہ کی بارگاہ میں تائب ہو چکا ہوں۔

میں حضرت نوح علیہ السلام کے ساتھ تھا اس کی مسجد میں ان لوگوں کے ساتھ جو اس کے ساتھ ایمان لائے تھے تیری قوم میں سے (یعنی انسانوں میں سے)۔میں ہمیشہ اس کی دعوت پر اس کو برا بھلا کہتا رہا جب وہ اپنی قوم کو دعوت دیتے تھے۔یہاں تک کہ وہ خود بھی روئے اور مجھے بھی رُلا دیا۔

لا جرم انى على ذلك من النادمين ، واعوذ بالله ان اكون من الجاهلين

لامحالہ میں اس سارے عمل پر نادم ہوا اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہوں۔

میں نے کہا تھا اے نوح میں ان میں سے ہوں جو شریک تھا خون سعید،شہید ہابیل بن آدم میں۔کیا آپ اپنے رب کے ہاں میری توبہ کی گنجائش پاتے ہیں؟ انہوں نے فرمایا اے ہام تو خیر کے کام کا عزم کر لے اور اس کو کرنا شروع کر دے حسرۃ اور ندامت کے وقت سے قبل ہی۔ میں نے پڑھا ہے اس میں جو اللہ نے نازل کیا ہے کہ :

انه ليس من عبد تاب الى الله بالغ امره ما بالغ الا تاب الله عليه

بیشک شان یہ ہے کہ کوئی ایسا بندہ نہیں جو اللہ کی بارگاہ میں توبہ کرتا ہے اس کا معاملہ خرابی کی کسی بھی حد تک پہنچ چکا ہو مگر اللہ اس پر توبہ قبول کرتا ہے۔

قم فتوضأ واسجدلله سجدتين ۔ (ترجمہ) اُٹھو پس وضو کرو اور اللہ کی بارگاہ میں دو سجدے کر۔

ففعلت من ساعتى ما امرنى به ۔ (ترجمہ) میں نے اسی لمحے وہی کچھ کیا جو انہوں نے فرمایا پھر انہوں نے کہا سر اُٹھا۔

قد نزلت توبتك من السمآء ۔ (ترجمہ) بے شک تیری توبہ آسمان سے اُتر چکی ہے۔

قال فخررت لله ساجد اجزلا ۔ (ترجمہ) کہتے ہیں کہ میں اللہ کے لئے سجدے میں گر گیا اس بڑی بات پر۔

اور میں حضرت ہود علیہ السلام کے ساتھ بھی اس کی مسجد میں ان کے ساتھ جو ایمان لائے تھے اس کی قوم میں سے۔میں ہمیشہ غصہ کرتا رہا اس کی دعوت پر اس کی قوم پر حتی کہ رو پڑے ان پر اور مجھے بھی رُلا دیا۔اس نے کہا لامحالہ میں اس پر نادم ہوں اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہوں۔

اور میں حضرت صالح علیہ السلام کے ساتھ تھا اس کی مسجد میں ان کے ساتھ جو ایمان لائے تھے اس کی قوم میں سے۔میں ہمیشہ ان کو ملامت کرتا رہا اس کی دعوت پر اس کی قوم پر حتی کہ رو پڑے ان پر اور مجھے بھی رُلا دیا۔کہتے ہیں میں اس پر نادم ہوں اور میں اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ میں جاہلوں میں سے ہوں۔اور میں یعقوب علیہ السلام کی زیارت کرنے والا ہوں اور میں یوسف علیہ السلام کے ساتھ تھا مکان امین میں۔

اور میں حضرت الیاس علیہ السلام سے ملتا رہتا تھا وادیوں میں اور میں ابھی اس سے ملا ہوں۔ اور بے شک میں ملا ہوں حضرت موسیٰ بن عمران سے انہوں نے مجھے توراۃ سکھائی تھی۔ اور ھامۃ نے کہا میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے ملا ہوں یعنی ابن مریم سے، میں نے ان کو پڑھ کر سنائی موسیٰ علیہ السلام کے واسطے سے۔ یا یہ کہ میں نے ان کو حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سلام دیا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا تھا اگر تم کبھی محمد ﷺ سے ملو تو میرے سلام کو ان پر پڑھنا۔ اس پر حضور ﷺ نے دونوں آنکھوں سے اس کی طرف دیکھا اور رو پڑے۔ پھر فرمایا عیسیٰ علیہ السلام پر جب تک دنیا قائم ہے اور تجھ پر سلام ہوا ے ھام تیری امانت پہنچانے کے سبب۔ ھام نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرے ساتھ آپ وہی کچھ کریں جو موسیٰ علیہ السلام نے کیا تھا۔ اس نے مجھے توراۃ سکھائی تھی۔ لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے اس کو سورۃ اذا وقعت الواقعہ اور سورہ والمرسلات اور عمّ یتساءلون اوراذا الشمس کورت اور معوذتین اور قل ھو اللہ احد سکھائی اور فرمایا کہ تیری کوئی حاجت ہو تو ہمارے آگے پیش کیجئے اے ھامہ اور ہمیں ملنا نہ چھوڑنا۔ کہتے ہیں کہ حضرت عمر ﷺ نے فرمایا:

فقبض رسول اللہ ولم ینعہ الینا فلسنا ندری احی ام میت

کہ حضور ﷺ کا انتقال ہو گیا مگر تا حال ھامہ کی موت کی خبر نہیں آئی ہمارے پاس۔ ہم نہیں جانتے کیا زندہ یا مر چکا ہے۔

میں کہتا ہوں کہ ابومعشر انی سے روایت کیا ہے کبار محدثین نے مگر اہل علم بالحدیث اس کو ضعیف قرار دیتے ہیں۔ تحقیق یہ حدیث روایت کیا ہے دوسرے طریق سے جو اس طریق سے زیادہ قوی ہے۔ واللہ اعلم (عقیلی ۸۹/۱)

امام بیہقی رحمۃ اللہ علیہ نے خود ہی اہلِ علم کے توسط سے اس کو ضعیف قرار دیا ہے۔ (مترجم)

باب ۲۳۷

وہ روایت جو نبی کریم ﷺ کے حضرت الیاس علیہ السلام کے ساتھ ملاقات کے بارے میں مروی ہے

اور اس کی اسناد ضعیف ہیں۔ واللہ اعلم

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس احمد بن سعید بغدادی نے بخارا میں۔ ان کو حدیث بیان کی عبداللہ بن محمود نے، ان کو عبدان بن سنان نے، ان کو احمد بن عبداللہ نے، ان کو یزید علوی نے، ان کو ابواسحٰق فزاری نے اوزاعی سے، اس نے مکحول سے، اس نے انس بن مالک ﷺ سے۔ وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ تھے کسی سفر میں۔ حضور ﷺ ایک منزل پر اُترے یکا یک دیکھا کہ وادی میں ایک آدمی ہے جو کہہ رہا ہے کہ اے اللہ مجھے اُمت محمد علیہ السلام میں کر دے جو کہ اُمت مرحومہ مغفورہ ہے جن کو ثواب دیا گیا ہے۔ کہتے ہیں کہ میں نے نظر اُٹھا کر وادی میں دیکھا تو معلوم ہوا کہ ایک آدمی ہے جس کی لمبائی تین سو ہاتھ سے زیادہ ہے۔ اس نے مجھ سے پوچھا کہ تم کون ہو؟ کہتے ہیں کہ میں نے بتایا کہ میں انس بن مالک ہوں خادم رسول اللہ ﷺ۔ اس نے پوچھا کہ وہ کہاں ہیں؟ میں نے بتایا کہ وہ یہ رہے، آپ کی بات سن رہے ہیں۔ اس نے کہا آپ ان کے پاس جائیے اور ان پر سلام کہئے اور ان سے کہئے کہ آپ کے بھائی الیاس سلام کہتے ہیں۔

لہٰذا میں نبی کریم ﷺ کے پاس آیا میں نے ان کو خبر دی۔ حضور ﷺ آئے ان سے ملے، ان سے معانقہ کیا اور ان پر سلام کیا۔ پھر دونوں بیٹھ گئے باہم باتیں کیں۔ حضرت الیاس علیہ السلام نے ان سے کہا یا رسول اللہ ﷺ میں سال بھر تک نہیں کھاتا مگر سال میں صرف ایک بار

(یعنی سال بھر روزے سے رہتا ہوں) آج یہ میرا یوم افطار ہے میں آج کھاؤں گا اور آپ بھی۔انس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ ان پر آسمان سے دسترخوان اُترا۔اس پر روٹی تھی اور مچھلی تھی اور کرفس، (کاسنی) تھی دونوں نے کھایا اور مجھے بھی کھلایا۔اور ہم لوگوں نے عصر کی نماز پڑھی پھر حضور ﷺ نے ان کو الوداع کیا۔پھر میں نے دیکھا کہ وہ گذرے بادل میں سے آسمان کی جانب۔

امام بیہقی فرماتے ہیں کہ یہ ہے وہ روایت جو اس حدیث کے بارے میں روایت کی گئی ہے۔اللہ کی قدرت میں تو یہ جائز ہے اور اس (دستور وسنت اللہ) کے ساتھ جس کے ساتھ اللہ نے مخصوص کیا ہے اپنے رسول کو معجزات میں سے۔یہ ممکن ہے اور ہوسکتا ہے مگر اسناد اس حدیث کی ضعیف ہیں۔(میزان الذہبی ۴۴۱/۴)

اور ان معجزات میں جو صحیح معجزات ہیں ان میں کفایت ہے (یعنی وہی کافی ہے اور ضرورت پورا کرتی ہے) اور توفیق ارزانی اللہ کی عنایت ہے اور عصمت اور بچنا بھی اسی کی عنایت سے ہے۔

باب ۲۴۸

وہ روایت جو مروی ہے حضور ﷺ کے سماعِ کلام خضر کے بارے میں
اور اس کی اسناد ضعیف ہیں

(۱) ہمیں خبر دی ہے ابوسعد مالینی نے، ان کو خبر دی ہے ابواحمد بن عدی حافظ نے، ان کو محمد بن یوسف بن عاصم نے، ان کو احمد بن اسماعیل قرشی نے، ان کو عبداللہ بن نافع نے کثیر بن عبداللہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے دادا سے۔یہ کہ رسول اللہ ﷺ اپنی مسجد میں تشریف فرما تھے کہ انہوں نے ایک کونے سے آواز سنی کہ کوئی کہنے والا یہ کہہ رہا ہے:

اللّٰھم اَعِنِی علی ما یُنجنی مِمّا حوّفتنی

اے اللہ میری مدد فرما اس عمل پر جو مجھے نجات دے دے اس سے جو تو نے مجھے ڈرایا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے یہ قول سنا تو فرمایا کیا تم اس دعا کے ساتھ اس کی بہن یعنی اس کے جیسی اور نہیں ملا لیتے۔انہوں نے کہا:

اللّٰھم ارزقنی شوق الصادقین الٰی ما شو قتھم الیہ

اے اللہ مجھے صادقین کا شوق عطا کر دے جس چیز کی طرف تو نے ان کو شوق عطا کیا ہے۔

رسول اللہ ﷺ نے حضرت انس رضی اللہ عنہ سے فرمایا کیونکہ وہ ساتھ تھے، جا تو اے انس اس سے کہو تمہیں رسول اللہ کہتے ہیں کہ آپ میرے لئے استغفار کریں۔حضرت انس رضی اللہ عنہ آئے انہوں نے پیغام پہنچایا ان کو۔اس آدمی نے کہا اے انس تم رسول اللہ ﷺ کے نمائندے ہو میری طرف؟ تو حضرت انس نے کہا کہ ذرا ٹھہریئے پھر وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس آئے اور حضور سے یہ دریافت کیا تو آپ نے فرمایا اس سے کہو کہ ہاں میں نمائندہ ہوں، تو حضرت انس نے کہا: کہ ہاں میں نمائندہ ہوں۔اس شخص نے کہا تم جاؤ رسول اللہ ﷺ سے کہو اللہ نے ان کو انبیاء کرام پر فضیلت عطا کی ہے جیسے اس نے فضیلت دی ہے ماہِ رمضان کو سارے مہینوں پر۔اور تیری اُمت کو فضیلت دی ہے تمام اُمتوں پر جیسے اس نے فضیلت دی ہے جمعہ کو سارے ایام پر۔سب لوگ دیکھتے چلے گئے پس وہ خضر علیہ السلام تھے۔

مترجم کہتا ہے کہ گذشتہ تینوں ابواب کی روایات کے تحت ڈاکٹر عبدالمعطی قلعجی نے تحقیق درج کی اہلِ علم اصل کتاب میں۔ضرور جلد ملاحظہ کریں کیونکہ یہ روایات غیر مستند ہیں۔واللہ اعلم بالصواب۔(اللآلی المصنوعۃ ۱/۱۵۴)

☆☆☆

باب ۲۳۹

عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کے وصی کے قصہ کے بارے میں

جو روایات آئی ہیں اور اس کا ظہور زمانہ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ میں۔ اگر روایت صحیح ہو

(۱) ہمیں خبر دی ابو سہل محمد بن نصروی مروزی نے، ان کو ابوبکر محمد بن حبیب نے، ان کو ابو بکر یحییٰ بن ابو طالب نے۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعمرو عثمان بن احمد بن سماک نے بغداد میں بطور املاک کے ۳۴۱ھ شوال میں۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن ابو طالب نے ان کو عبدالرحمن بن ابراہیم راسبی نے، ان کو انس بن مالک بن نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر نے سعد بن ابو وقاص کی طرف خط لکھا تھا وہ اس وقت قادسیہ میں تھے کہ تم نضلہ بن معاویہ انصاری کو مقام حلوان عراق میں بھیجو وہ حلوان کے اطراف پر حملہ کرے۔

وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے حملہ کیا انہیں بہت ساری غنیمت اور قیدی ہاتھ آئے۔ چنانچہ واپس مال غنیمت اور قیدیوں کو ہانک کر لا رہے تھے حتی کہ نماز عصر کا وقت ہو گیا اور سورج غروب ہونے کے قریب ہو گیا۔ نضلہ نے تمام قیدیوں کو پہاڑ کے دامن میں ایک طرف کر دیا اور کھڑے ہو کر اذان پڑھنے لگے، اللہ اکبر، اللہ اکبر۔ کہتے ہیں کہ کسی جواب دینے والے نے جواب دیا تم نے بڑے کی بڑائی ہے اے نضلہ۔ پھر اس نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ اس کے جواب دینے والے نے کہا تم نے اخلاص کا کلمہ کہا ہے اے نضلہ۔ اس کے بعد کہا اشھد ان محمد رسول اللہ۔ تو جواب دینے والے نے کہا وہ دین ہے اور وہ شخص محمد وہ ہے جس کی بشارت ہمیں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام نے دی تھی اور اسی کی اُمت کے سر پر قیامت قائم ہوگی۔ اس کے بعد اس نے پڑھا حی علی الصلوٰۃ۔ اس نے جواب دیا خوش بختی ہے اس کے لئے جو اس نماز کے لئے قدموں چلا اور اس پر ہمیشگی کی مداومت کی۔ پھر مؤذن نے پڑھا حی علی الفلاح اس نے کہا افلح من اجاب محمدا وہ کامیاب ہوا جس نے محمد کی اجابت کی (بات مانی) محمد کی اجابت کرنا اس کی اُمت کی بقا کا سبب ہے۔ مؤذن نے پھر کہا اللہ اکبر اللہ اکبر اس نے جواب دیا، تم نے اخلاص کو خالص کر دیا اے نضلہ۔ اللہ نے تیرا وجود جہنم پر حرام کر دیا ہے۔

کہتے ہیں جب وہ اذان سے فارغ ہو گئے ہم لوگ کھڑے ہو گئے۔ میں نے پوچھا کہ آپ کون ہیں؟ اللہ آپ کے اُوپر رحم کرے، کیا آپ فرشتہ ہیں یا یہاں رہنے والے جن ہیں یا اللہ کے نیک بندوں میں سے ہیں۔ آپ نے ہمیں اپنی آواز تو سنوائی ہے ہمیں اپنی شکل و صورت بھی دکھا دیں۔ فرمایا ہم لوگ اللہ کا وفد ہیں اور اللہ کے رسول کا وفد ہیں اور عمر بن خطاب کا وفد ہیں۔

کہتے ہیں کہ اتنے میں پہاڑ اُوپر چوٹی سے پھٹ گیا چکی کی مثل۔ دیکھا تو ایک سفید سر اور سفید داڑھی والا شخص ہے اس کے اُوپر اُون کا چوغہ ہے سامنے آ کر اس نے کہا، السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ ہم نے جواب دیا وعلیکم السلام ورحمۃ اللہ وبرکاتہ۔ آپ کون ہیں؟ اللہ آپ کے اُوپر رحم کرے۔ اس نے بتایا کہ میں ذریب بن برثملا ہوں، میں وصی ہوں عبد صالح عیسیٰ بن مریم کا۔ انہوں نے مجھے اس پہاڑ پر ٹکایا تھا اور میرے لئے انہوں نے لمبی بقا کی دعا کی تھی۔ ان کے آسمان سے نزول تک (وہ اُترنے کے بعد) خنزیر کو قتل کریں گے اور صلیب توڑ دیں گے اور اظہار براءت و بیزاری کریں گے جو کچھ نصاریٰ نے ان کو بتا دیا تھا۔ بہر حال جب مجھے سے محمد ﷺ کی ملاقات فوت ہو گئی ہے (رہ گئی)۔

وصی عیسیٰ کی طرف سے حضرت عمر کو بتائی ہوئی علامات قیامت

تو کم از کم حضرت عمر رضی اللہ عنہ کو میری طرف سے سلام کہو اور اس سے کہو اے عمر! درست روی کرنا میانہ روی اختیار کرنا۔ تحقیق معاملہ قریب آن پہنچا ہے اسے پہچاننا ان خصال سے جن کی میں تمہیں خبر دیتا ہوں ابھی اے عمر جب یہ خصال اُمت محمد میں ظاہر ہو جائیں۔

پس دُور بھاگ، دُور بھاگ (یعنی دور ہوجاؤ اور بچو) جب مرد مردوں کے ساتھ اپنی خواہش پوری کرنے لگیں اور عورتیں عورتوں کے ساتھ پوری کرنے لگیں۔ اور انتساب غیر نسبت والی جگہ کرنے لگیں اور اپنے نسب کو اپنے بزرگوں کے علاوہ سے جوڑنے لگیں اور ان کا بڑا چھوٹوں پر رحم نہ کرے اور چھوٹا بڑے کی عزت نہ کرے اور امر بالمعروف کرنا چھوڑ دیا جائے۔ اس کا امر نہ کیا جائے اور نہی عن المنکر چھوڑ دیا جائے، اس سے نہ روکا جائے اور ان کا عالم اس لئے سیکھے تاکہ اس کے ذریعے درہم ودینار کمائے۔

جب بارش گرمی کا باعث بنے، اولاد غصے کا سبب بنے، لوگ بڑے بڑے منبر بنائیں، قرآن بڑے بڑے کریں، مسجد مزین کریں اور رشوت کو غالب کریں اور عمارت کو پکا کریں، خواہش کی پیروی کریں۔ اور دین کو دنیا کے بدلے میں فروخت کریں اور خون کی تحقیر واستحقاق کریں، قرابتوں اور رشتوں کا احترام ختم ہوجائے۔ فیصلے بکنے لگیں، سودخوری ہونے لگے، زبردستی مسلط ہونے پر فخر کیا جانے لگے، دولت وغنی کو عزت قرار دیا جانے لگے، آدمی گھر سے نکلے اور اس سے زیادہ پیسے والا اس پر قابض ہوجائے اور عورتیں گھوڑوں پر سواری کریں۔

کہتے ہیں کہ پھر وہ شخص ہم لوگوں سے غائب ہوگیا۔ اور یہ بات نضلہ نے حضرت سعد کی طرف لکھ بھیجی اور سعد نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کی طرف۔ پھر حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے لکھا کہ تم جاؤ اور تمہارے ساتھ جتنے مہاجرین وانصار ہیں، حتیٰ کہ تم اسی پہاڑ پر جا کر اُترو۔ جب تمہاری ان سے ملاقات ہوتو اس کو میرا اسلام دو۔ بے شک رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بعض وصی اس پہاڑ پر اُترے تھے عراق کے کونے پر۔ لہٰذا حضرت سعد چار ہزار مہاجرین وانصار کے ساتھ وہاں اُترے، پہاڑ پر چالیس دن تک ہر نماز کے وقت اذان دیتے رہے۔

اس روایت کے بارے میں امام بیہقی کے اُستاد کی رائے گرامی

ابوعبداللہ حافظ نے فرمایا، اسی طرح کہا تھا عبدالرحمن بن ابراہیم راسبی نے مالک بن انس سے روایت کرتے ہوئے اور اس کا متابع نہیں لایا گیا۔ سوائے اس کے نہیں کہ پہچانی جاتی ہے یہ حدیث مالک بن ازہر کے لئے نافع سے اور بس۔ جبکہ وہ شخص مجہول الحال ہے۔ اس حدیث کے سوا کسی اور میں اس کا ذکر نہیں سنا گیا۔

سعد بن ابی وقاص کی وصی عیسیٰ بن مریم سے ملاقات کا عجیب واقعہ .... (۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالحسن اسماعیل بن محمد بن فضل بن محمد شعرانی نے، ان کو حدیث بیان کی میرے دادا نے، ان کو محمد بن کرامہ مستملی نے بن الحمامی نے کوفہ میں، اس نے سلیمان بن احمد سے، اس نے محمد بن حرب رملی سے، اس نے ابن لہیعہ سے، اس نے مالک بن ازہر سے، اس نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سعد بن ابووقاص کو عراق بھیجا تھا وہ اس میں چلتے رہے، حتیٰ کہ جب وہ حلوان پہنچے تو انہیں نماز کا وقت ہوگیا۔ وہ وہاں پر حلوان کے ایک پہاڑ کے دامن میں تھے۔ انہوں نے اپنے مؤذن نضلہ سے کہا اس نے اذان پڑھی اور کہا الله اکبر الله اکبر تو کسی جواب دینے والے نے اس کو جواب دیا پہاڑ سے، اے نضلہ تم نے بڑے کی بڑائی کی ہے۔ پھر اس نے پڑھا اشهد ان لا اله الا الله۔ اُس نے جواب دیا یہ کلمہ اخلاص ہے۔ مؤذن نے پڑھا اشهد ان محمد رسول الله۔ اس نے جواب دیا کہ نبی کریم مبعوث ہوچکے ہیں۔ مؤذن نے کہا حی علی الصلوة، اس نے جواب دیا کہ یہ کلمہ مقبول ہے۔ مؤذن نے حی علی الفلاح پڑھا، اس شخص نے جواب دیا یہ اُمت احمد کی بقا ہے۔ مؤذن نے کہا الله اکبر الله اکبر اس نے کہا کہ تم نے بڑے کی بڑائی کی ہے۔ مؤذن نے کہا لا اله الا الله، اس نے کہا یہ سچا کلمہ ہے کلمہ حق ہے جو آگ پر حرام کردیتا ہے۔

حضرت نضلہ نے اس سے کہا کہ اے جواب دینے والے ہم نے آپ کی بات سن لی ہے ہمیں اپنا چہرہ بھی دکھا دیں۔

کہتے ہیں کہ پہاڑ پھٹ گیا اور اس میں سے ایک آدمی نکلا سفید سر سفید داڑھی کھوپڑی ان کی بڑی چکی کی مثل تھی۔ ان سے نضلہ نے پوچھا، اے شخص آپ کون ہیں؟ اس نے کہا کہ میں ذریب بن برثملا ہوں عبد صالح عیسیٰ بن مریم کا وصی ہوں۔ انہوں نے میرے لئے طول بقا کی دعا کی تھی اور انہوں نے یہاں پر ٹھہرایا تھا ان کے آسمان سے نزول تک۔ میں صلیب توڑ دوں گا اور خنزیر کو قتل کردوں گا اور میں اس سے براء اور لاتعلقی کروں گا جس طریق پر نصاریٰ ہیں۔ اس نے پوچھا کہ مافعل النبی نبی کریم ﷺ کا کیا حال ہے؟

قلنا قبض فبكى بكاء طويلا حتى خضلت لحيته بالدموع

ہم نے بتایا نبی کریم ﷺ انتقال فرما گئے ہیں۔وہ شخص لمبی دیر تک روتا رہا تا انکہ اس کی داڑھی آنسوؤں سے تر ہو گئی۔اس کے بعد اس نے پوچھا :

من قام فیکم بعدہٗ ۔ ترجمہ : (رسول اللہ کے بعد) تمہارے اندر ان کا قائم مقام کون کھڑا ہوا۔

ہم نے بتایا کہ ابوبکر۔اس نے پوچھا کہ اس کا کیا حال ہے؟ ہم نے بتایا کہ قبض وہ بھی فوت ہو گیا ہے۔اس نے پوچھا کہ اس کے بعد کون ہے اس کا قائم مقام؟ ہم نے بتایا کہ عمر بن خطاب ہیں۔اس نے کہا کہ ان سے کہنا ، اے عمر درست اور سیدھے چلو اور میانہ روی اختیار کرو۔بے شک معاملہ قریب لگ چکا ہے کچھ امور میں ، جب تو ان کو دیکھو اُمت محمد ﷺ میں تو بس ڈرو اور بچو جب مرد مردوں پر اکتفا کریں اور عورتیں عورتوں پر ، جب اولا د وجہ غیظ و غضب بن جائے ، بارش وجہ قحط و بے روزگاری (عذاب بن جائے) اور مصاحف آراستہ کئے جائیں اور مساجد آراستہ کی جائیں اور ان کا عالم اس لئے علم سیکھے تاکہ وہ اس کے ذریعے ان کے دینار و درہم کھائے اور غنی نکلے تو اس سے بڑا مالدار اس سے مانگے اور سود خوری ان میں شرافت بن جائے اور قتل کرنا غلبہ اور بہادری بن جائے تو بس بھاگ پھر بھاگ۔

کہتے ہیں سعد نے یہ کہانی حضرت عمر ﷺ کو لکھ بھیجی۔پھر حضرت عمر نے ان کی طرف لکھا کہ تم نے سچ کہا ہے۔میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا فرما رہے تھے کہ اس جبل میں عیسیٰ بن مریم علیہ السلام کا وصی ہے۔

سعد وہاں ٹھہرے چالیس دن تک زور زور سے اذان دیتے تھے مگر ان کو جواب نہ دیا گیا۔یہ حدیث اس اسناد کے ساتھ زیادہ مناسب ہے مگر وہ ضعیف ہے کئی طریقوں سے۔

باب ۲۴۰

سیدنا ابراہیم بن نبی علیہ السلام کی شان میں جو کچھ وارد ہوا ہے

اور ان کی وفات حسرت آیات اور یہ واقعہ حجۃ الوداع قبل ہوا تھا

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو ابراہیم بن محمد بن یحییٰ نے ، ان کو ابوالعباس محمد بن سراج نے ، ان کو ابوالاشعث نے ، ان کو زبیر بن علاء عبدی نے ، ان کو محمد بن سعید نے قتادہ سے ، وہ کہتے ہیں کہ مقوقس اسکندریہ کا سربراہ اور مصر کا سربراہ تھا اس نے نبی کریم ﷺ کی خدمت میں ماریہ قبطیہ بھیجی ، اس کا بیٹا پیدا ہوا تھا ابراہیم۔

ابوعبداللہ نے فرمایا بطور حکایت کے مصعب بن عبداللہ زبیری سے وہ کہتے ہیں کہ ابراہیم بن رسول اللہ ﷺ کی ولادت ذی الحجہ ۸ھ میں ہوئی تھی۔

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، اور ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن احمد تمیم اصم نے ، ان کو حسن بن فہیم نے ان کو محمد بن سعد نے ، ان کو واقدی نے یہ کہ ابراہیم بن رسول اللہ منگل کے دن فوت ہوا تھا ربیع الاول کی دس راتیں گزر چکی تھیں ۱۰ھ میں اور وہ بقیع میں دفن کیا گیا تھا۔اور اس کی وفات بنو مازن میں ہوئی تھی۔اُم بردہ بنت منذر کے پاس بنو نجار میں سے۔وہ جب فوت ہوئے تو ان کی عمر اٹھارہ ماہ تھی۔

(۳) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے ، ان کو ابوبکر بن داسہ نے ، ان کو ابوداؤد نے ، ان کو شیبان بن فروخ ایلی نے ، ان کو خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے ، ان کو احمد بن عبید الصفار نے ، ان کو تمام نے ، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے ، ان کو سلیمان بن مغیرہ نے ، ان کو ثابت نے ، اس نے انس سے ، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کہ آج رات میرا بیٹا پیدا ہوا ہے میں نے اس کا نام اپنے باپ ابراہیم والا رکھا ہے۔

اس کے بعد انہوں نے اس کو ام سیف کے سپرد کردیا یعنی قین لوہار کی عورت کے مدینہ میں، اس کو ابوسیف کہتے تھے۔ رسول اللہ اس کے پاس آئے۔ میں بھی ساتھ تھا۔ حضور ﷺ نے بچے کو منگوایا اور اس کو اپنے جسم اطہر کے ساتھ ملایا اور کچھ کہا جو کچھ اللہ نے چاہا کہ وہ کہیں۔

انس کہتے ہیں میں نے ابراہیم کو دیکھا رسول اللہ ﷺ کے ہاتھوں میں تھا اور وہ نزع کی حالت میں تھا۔ حضور کی آنکھوں سے آنسو آ گئے اور رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تدمع العين، و يحزن القلب ولا نقول الا ما يرضي الربّ، والله يا ابراهيم انا بك لمحزونون

آنکھ آنسو بہاتی ہے اور دل غمگین ہے اور ہم نہیں کہتے مگر وہی جو رب پسند کرتا ہے۔ اللہ کی قسم اے ابراہیم بے شک ہم تیرے فراق میں بڑے غمگین ہیں۔

یہ الفاظ حدیث موسیٰ کے ہیں اور شیبان کی ایک روایت میں ہیں مگر وہ بات جو ہمارا رب پسند کرے۔ بے شک ہم تیرے ساتھ اے ابراہیم البتہ محزون ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے شیبا بن فروخ سے اور بخاری نے نقل کی ہے اور کہا ہے موسیٰ بن اسماعیل سے۔

(مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۶۲ ص ۱۸۰۷۔ بخاری۔ کتاب الجنائز۔ فتح الباری ۱۷۳:۳)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابراہیم بن مرزوق نے، ان کو وہب بن جریر نے، ان کو شعبہ نے عدی بن ثابت سے، اس نے براء بن عازب سے، وہ کہتے ہیں کہ جب ابراہیم بن رسول اللہ فوت ہوئے تو رسول اللہ نے فرمایا

ان له مرضعا يتم رضاعه في الجنة

بے شک اس کے لئے ایک دودھ پلانے والی مقرر ہے جو اس کا رضاع پورا کرے گی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے سلیمان بن حرب سے، اس نے شعبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب الادب۔ حدیث ۶۱۹۵۔ فتح الباری ۵۷۷:۱۰)

حضور ﷺ کا اپنے لخت جگر کی نماز جنازہ پڑھانا .... (۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے ربیع بن سلیمان سے، اس نے عبداللہ بن وہب سے، اس نے سلیمان بن بلال سے، اس نے جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے یہ کہ رسول اللہ نے اپنے بیٹے پر نماز جنازہ پڑھائی جب وہ فوت ہو گئے۔

باب ۴۴۱

حجۃ الوداع

(۱) ہمیں حدیث بیان کی ابوالحسین محمد بن حسین علوی نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن شعیب برمہرانی نے، ان کو احمد بن حفص بن عبداللہ نے ان کے والد نے، ان کو ابراہیم بن طہمان نے، ان کو جعفر بن محمد نے اپنے والد سے، اس نے جابر بن عبداللہ انصاری سے کہ رسول اللہ ﷺ مدینے میں مقیم رہے تھے نو حج۔ مگر آپ نے حج نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد آپ نے لوگوں میں حج کا اعلان کیا تھا۔

۱؎ دیکھئے: سیرۃ ابن ہشام ۲۴۸/۴۔ طبقات ابن سعد ۱۷۳/۲۔ مسلم بشرح النووی ۱۷۰/۸۔ تاریخ طبری ۱۴۸/۳۔ عیون الاثر ۲۴۵/۲۔ البدایۃ والنہایۃ ۱۰۹/۵۔ نہایۃ الارب ۳۷۱/۱۷

کہتے ہیں کہ مدینے میں کثیر انسان اکٹھے ہو گئے تھے، لہٰذا رسول اللہ حج کے لئے نکلے تھے اس وقت جب ذیقعدہ کی پانچ راتیں رہ گئی تھیں یا چار رہ گئی تھیں (۲۵ یا ۲۶ ذیقعدکو)۔ جب آپ مقام ذوالحلیفہ میں پہنچے تو آپ نے نماز پڑھائی۔ اس کے بعد اپنی سواری پر براجمان ہوئے۔ جب بیداء میں پہنچے تو آپ نے تلبیہ پڑھا اور ہم نے احرام باندھا، ہم لوگوں نے حج کی ہی نیت کی تھی۔

حجۃ الوداع اور حضور ﷺ کا خطبہ دینا .... (۲) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو ہشام بن علی نے، ان کو عبداللہ بن عبدالوہاب حجبی نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ محمد بن یعقوب بن یوسف نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو عمر بن زرارہ نے حاتم بن اسماعیل سے (ح)۔ ان کو خبر دی ابوعبداللہ نے، ان کو ابوعمر مقری اور ابوبکر وراق نے، ان کو حسن بن سفیان نے، ان کو ہشام بن عمار اور ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو بن حاتم بن اسماعیل نے، ان کو جعفر بن محمد نے اپنے والد سے وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جابر بن عبداللہ کے پاس پہنچے۔ انہوں نے لوگوں کے بارے میں پوچھا پھر میرے پاس پہنچے، میں نے کہا میں محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب ہوں۔

وہ میرے سر کی طرف جھکے اور میرا اوپر کا بٹن کھولا اس کے بعد میرا نیچے کا بٹن کھولا اور اپنا ہاتھ میرے پستانوں کے درمیان رکھا، میں اس دن جوان لڑکا تھا۔ انہوں نے فرمایا خوش آمدید ہے تجھے آپ اپنے گھر میں آئے ہو۔ آپ پوچھیں جو چاہتے ہیں، میں نے ان سے سوال کیا، وہ نابینا تھے۔ نماز کا وقت ہو گیا پھر وہ اپنے کمبل کو لپیٹتے ہوئے کھڑے ہو گئے، جونہی اس کو اپنے دونوں کندھوں پر رکھتے اس کے دونوں کنارے واپس آجاتے چھوٹا ہونے کی وجہ سے اور ان کی چادر ان کے دونوں پہلوؤں پر کپڑے ڈالنے کی لکڑی پر ڈالی ہوئی تھی۔

انہوں نے ہمیں نماز پڑھائی۔ میں نے سوال کیا کہ آپ مجھے رسول اللہ کے حج کے بارے میں بتائیں۔ انہوں نے ہاتھ سے اشارہ کیا نو بار کا اور فرمایا کہ رسول اللہ نو سال ٹھہرے رہے تھے اور حج نہیں کیا تھا۔ اس کے بعد انہوں نے لوگوں میں اعلان کر دیا تھا دسویں سال کہ رسول اللہ حج کے لئے جانے والے ہیں، لہٰذا مدینے میں لوگوں کی کثیر تعداد آگئی سب کے سب التجا کر رہے تھے کہ وہ رسول اللہ کے ساتھ حج کریں گے اور حضور کے عمل کی مثل عمل کریں گے۔ لہٰذا جب حضور ﷺ روانہ ہوئے تو ہم بھی ساتھ روانہ ہوئے۔ پس ہم لوگ ذوالحلیفہ میں آئے تو وہاں پر بی بی اسماء بنت عمیس نے محمد بن ابوبکر کو جنم دیا۔ اس نے رسول اللہ ﷺ کے پاس پیغام بھیجا کہ وہ اس حالت میں سے کیا کروں؟ آپ نے فرمایا کہ غسل کرلیں اور کپڑا کس کر باندھ لیں۔ پس رسول اللہ نے مسجد میں نماز پڑھی اور قصویٰ اونٹنی پر سوار ہو گئے حتیٰ کہ ان کی اونٹنی بیداء میں سیدھی ہو گئی۔

حضرت جابر کہتے ہیں کہ میں تا حد نگاہ رسول اللہ ﷺ کو پیدل اور سواروں میں دیکھتا رہا، آپ کے دائیں بائیں اسی طرح لگ تھے۔ اور رسول اللہ ﷺ ہمارے درمیان تھے۔ اور ان پر قرآن اُتر رہا تھا۔ وہ آپ کی تاویل تشریح سمجھ رہے تھے، جو بھی حضور ﷺ نے عمل کیا ہم نے بھی وہی عمل کیا۔ حضور ﷺ نے توحید کا تلبیہ پڑھا اور لوگوں نے بھی وہ پڑھا، لبیک اللھم۔ لبیک لا شریک لک آپ نے ان پر کوئی بھی رد نہ کیا۔ اور رسول اللہ نے اپنے تلبیہ کو لازم کیے رکھا۔

جابر کہتے ہیں کہ ہم لوگ حج کی نیت کرتے تھے ہم عمرے کو نہیں جانتے تھے حتیٰ کہ ہم حضور ﷺ کے ساتھ بیت اللہ میں پہنچے۔ آپ نے رکن (حجر اسود کا) استلام کیا تین بار، تین بار آپ نے رمل کیا (مونڈھے ہلا ہلا کر چلے) اور چار مرتبہ سیدھے چلے۔ اس کے بعد آپ مقام ابراہیم پر آئے اور یہ آیت پڑھی: واتخذوا من مقام ابراھیم مصلّٰی۔ (سورۃ بقرہ: آیت ۱۲۵)

پھر مقام کو اپنے اور بیت اللہ کے درمیان رکھا۔

کہتے ہیں میرے والد کہتے تھے میں نہیں جانتا انہوں نے اس کا ذکر کیا تھا میری طرف رسول اللہ سے۔ آپ دو رکعت میں یہ پڑھتے تھے:

قل ھو اللہ احد اور قل یا ایھا الکافرون

اس کے بعد واپس لوٹے بیت اللہ کی طرف اور حجر اسود کا استلام کیا۔ اس کے بعد دروازہ سے نکل کر صفا کی طرف گئے، جب قریب پہنچے تو یہ آیت پڑھی :

ان الصفا والمروة من شعائر الله ۔ (سورۃ بقرہ آیت ۱۵۸)

آغاز کیا اس کے ساتھ جس کے ساتھ اللہ نے ابتداء کی ہے۔ صفا سے ابتداء کی اور اس پر چڑھے حتیٰ کہ جب بیت اللہ کو دیکھا تکبیر کہی اور تہلیل کہی اور پڑھا :

لا اله الا الله وحده لا شريك له الملك وله الحمد يحي ويميت وهو على كل شيء قدير لا اله الا الله نجز وعده ونصر عبده وهزم الاحزاب وحده

اس کے درمیان دعا کی اور تین بار یہی دعا پڑھی۔ اس کے بعد مروہ کی طرف جانے کے لئے اُترے حتیٰ کہ جب ان کے قدم اُکھڑنے لگے تو آپ نے بطن وادی میں رمل کیا حتیٰ کہ جب اُوپر چڑھے تو پاؤں پاؤں چلتے گئے کہ مروہ پر آگئے اور مروہ پر بھی وہی کچھ کیا جو صفا پر کیا تھا۔ جب آخر چکر آیا مروہ پر تو فرمایا :

''اگر میں اپنے مستقبل کے معاملے کو جانتا تو میں پیچھے نہ ہٹتا اور میں قربانی کا جانور نہ چلا کر لاتا اور اس کو میں عمرہ بنا دیتا۔ تم لوگوں میں سے جس کے ساتھ قربانی کا جانور نہیں وہ اب احرام کھول دے۔ اور اس سارے عمل کو عمرہ بنا دے''۔

لہٰذا سارے لوگوں نے یہی کچھ کیا اور انہوں نے بال کتروائے سوائے نبی کریم ﷺ کے۔ اور وہ لوگ جن کے پاس قربانی کے جانور تھے وہ چلا کر لائے تھے لہٰذا سراقہ بن مالک بن جعشم کھڑے ہوگئے اور کہا یا رسول اللہ کیا یہ طریقہ ہمارے لئے اسی سال کے لئے ہے یا ہمیشہ کے لئے ہے۔

کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دونوں ہاتھوں کی اُنگلیاں ایک دوسری میں ڈال کر فرمایا تحقیق عمرہ داخل ہو گیا ہے حج میں یعنی اس طرح دو مرتبہ فرمایا۔ اور فرمایا کہ نہیں صرف اس سال کے لئے نہیں ہے بلکہ ہمیشہ کے لئے یہی طریقہ ہوگا۔ حضرت علی ؓ، نبی کریم ﷺ کے بُدُن (قربانی کے جانور) لے کر آئے۔ سیدہ فاطمہ کو انہوں نے پایا ان لوگوں میں جو احرام کھول چکے تھے اور رنگ دار کپڑے پہن لئے تھے اور سُرمہ لگا لیا تھا۔ حضرت علی نے ان کی اس بات کو ناپسند کیا۔ سیدہ فاطمہ نے بتایا کہ میرے والد نے مجھے حکم دیا ہے اس کا۔

حضرت علی ؓ عراق میں تھے، وہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس شکایت لے کر گیا اس چیز کے بارے میں جو انہوں نے کی تھی، میں اس بارے میں رسول اللہ ﷺ سے فتویٰ پوچھنا چاہتا تھا اس چیز کے بارے میں جو مجھے ذکر کیا گیا تھا ان کے بارے میں اور جس کو میں نے ناپسند کیا تھا۔ حضور ﷺ نے (سیدہ کی تصدیق فرمائی)۔ فرمایا کہ وہ سچ کہتی ہے۔ (اچھا یہ بتائیے کہ) تم نے کیا کہا تھا جب تم نے حج کو لازم کیا یعنی احرام باندھا۔

کہتے ہیں کہ میں نے بتایا کہ اے اللہ میں احرام باندھ رہا ہوں اس کے لئے جس کا احرام تیرے رسول نے باندھا ہے۔ حضور ﷺ نے (حضرت علی ؓ سے کہا) بے شک میرے ساتھ قربانی کا جانور ہے لہٰذا تم احرام نہ کھولو۔ کہتے ہیں قربانی والوں کی جماعت تھی جس کو حضرت علی ؓ یمن سے لے کر آئے تھے۔ اور جو جماعت رسول اللہ ﷺ مدینے سے لائے تھے سب مل کر ایک سو (۱۰۰) تھے۔ اس لئے سب لوگوں نے احرام کھول لیا اور سر کے بال کتروا لئے سوائے نبی کریم ﷺ کے اور ان کے جن کے ساتھ قربانی کا جانور تھا۔ جب یوم ترویہ آیا (سات تاریخ) تو سب لوگ منیٰ کی طرف روانہ ہوگئے انہوں نے حج کا احرام باندھا اور رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے اور منیٰ میں جا کر نماز ظہر عصر مغرب عشاء اور فجر ادا کی۔ پھر تھوڑی دیر ٹھہرے حتیٰ کہ سورج طلوع ہو گیا، پھر آپ نے حکم دیا کہ بالوں کا بنا ہوا خیمہ نمرہ میں نصب کیا گیا (عرفات کے دامن میں) اور رسول اللہ ﷺ چلے۔ حتیٰ کہ نہیں شک کیا قریش نے مگر یہ کہ وہ لوگ کھڑے ہوئے شعر الحرام کے پاس جیسے قریش کرتے تھے جاہلیت میں، وہاں سے آگے بڑھے رسول اللہ ﷺ حتیٰ کہ عرفہ میں آئے۔ آپ نے دیکھا کہ خیمہ نصب ہو چکا تھا حضور ﷺ مزدلفہ سے تجاوز کر گئے (وہاں قیام نہیں کیا) حتیٰ کہ عرفات میں آ گئے آپ، وہاں پر اپنے لئے خیمہ نصب کیا ہوا پایا مقام نمرہ پر آپ وہاں پر اُترے حتیٰ کہ سورج ڈھل گیا۔

آپ ﷺ نے حکم دیا، آپ کی اُونٹنی قصوا پر پلان رکھی گئی۔ آپ اس پر سوار ہوئے بطن وادی میں آئے، آپ نے لوگوں کو خطبہ دیا۔ اور آپ ﷺ نے فرمایا:

۱۔ بے شک تمہارے خون۔

۲۔ تمہارے مال تمہارے اُوپر حرام ہیں (محترم ہیں) جیسے یہ دن محترم ہے اور یہ مہینہ محترم ہے جیسے یہ شہر محترم ہے۔

۳۔ خبردار بے شک ہر شئی امر جاہلیت میں سے میرے قدموں تلے دفن ہے۔

۴۔ جاہلیت کے سارے خون (قتل) میرے قدموں تلے (دفن) ہیں۔

۵۔ اور سب سے پہلا خون جس کو میں ضائع قرار دیتا ہوں ہمارے خونوں میں سے (ہمارے آدمیوں کا) وہ خون ہے ابن ربیعہ بن حارث کا۔ جو کہ بنو سعد میں دودھ پیتا تھا۔ اس کو قبیلہ ھذیل والوں نے قتل کر دیا تھا۔

۶۔ اور جاہلیت کے سارے سود مدفون ہیں۔

۷۔ اور سب سے پہلا سود جس کو میں ضائع قرار دیتا ہوں وہ عباس بن عبدالمطلب کا سود ہے۔ بے شک وہ سارا کا سارا معاف ہے۔

۸۔ اور عورتوں کے بارے میں اللہ سے ڈرو بے شک تم لوگوں نے ان کو اللہ کی امانت کے طور پر حاصل کیا ہے۔

۹۔ اور تم نے ان کی شرمگاہوں کو (ان کی عزتوں کو) حلال بنایا اللہ کے کلمے کے ساتھ۔

۱۰۔ تمہارے حق میں ان پر یہ لازم ہے کہ وہ تمہارے بستروں کو کسی سے نہ روندنے دیں جو تم ناپسند ہی کرو گے۔

۱۱۔ اگر وہ ایسا کریں (یعنی تمہاری عزت کسی اور کو دیں) تو تم ان کو مارو (پٹائی کرو)۔ ایسا مارنا جو ضرب شدید نہ ہو (ہلکا مارو جس سے زخمی نہ کر دو)۔

۱۲۔ اور عورتوں کا حق تمہارے اُوپر لازم ہے کہ ان کو رزق دینا ہے (کھانے پینے کا انتظام کرنا ہے ان کے لئے)۔

۱۳۔ اور کپڑا لتّا دینا ہے ان کو دستور کے یعنی اپنی حیثیت کے مطابق۔

۱۴۔ تحقیق میں نے تمہارے اندر وہ چیز چھوڑی ہے کہ اس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے اگر تم اس کے ساتھ چمٹے رہو گے۔ تو وہ ہے کتاب اللہ۔

۱۵۔ ہاں تم سے میرے بارے میں پوچھا جائے گا تم لوگ کیا بتاؤ گے (اللہ کے ہاں)؟ صحابۂ کرام نے جواب دیا ہم یہ جواب دیں گے کہ آپ نے دین پہنچا دیا تھا امانت پوری پوری ادا کر دی تھی اور آپ نے خیر خواہی کا حق ادا کر دیا تھا۔ حضور ﷺ نے اس کے بعد اپنی شہادت کی اُنگلی آسمان کی طرف بلند کر کے لوگوں کی طرف جھکائی اور فرمایا اللّٰھم اشھد ، تین بار کہا۔ اے اللہ تو گواہ رہنا۔

اس کے بعد حضرت بلال رضی اللہ عنہ نے اذان پڑھی اس کے بعد معاً اقامت پڑھی۔ حضور ﷺ نے ظہر پڑھائی اس کے بعد اس نے اقامت پڑھی آپ نے عصر پڑھائی۔ دونوں نمازوں کے درمیان اور کوئی شئی نہیں پڑھی۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ سوار ہوئے حتی کہ موقف پر آئے (جہاں قیام ضروری ہے عرفات میں) آپ ﷺ نے ایسا رخ اختیار کیا کہ اونٹنی کا پیٹ ان چٹانوں کی طرف کر دیا (جو جبلِ رحمت سے نیچے بچھی ہوئی تھیں او ر پیدل چلنے والوں کا راستہ اپنے سامنے رکھا۔ اور اپنا منہ قبلے کی طرف کیا۔ بس (وہاں قیام کے دوران دعائیں کرتے رہے) حتی کہ سورج وہیں غروب ہو گیا (نو ذوالحجہ کا)۔ اور تھوڑی سی صفرت (پیلی روشنی) ختم ہو گئی اور سورج مکمل غائب ہو گیا۔ آپ نے اس وقت اسامہ بن زید کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا اور حضور ﷺ چل پڑے (نماز مغرب ادا کئے بغیر)۔ آپ ﷺ نے قصواء کی مہار (کھینچ کر) تنگ کر دی اس قدر اس کا سر اس کے پالان کی لکڑیوں کے قریب پہنچ گیا۔ اور ہاتھ سے اشارہ کیا اے لوگو! آرام آرام سے (چلو)۔ جیسے ہی کوئی پہاڑی راستے میں آتی پہاڑیوں

میں سے حضور ﷺ اس کی مہار ڈھیلی کر دیتے تھوڑی سی۔حتیٰ کہ وہ اس پر چڑھ جاتی اسی طرح کرتے مزدلفہ میں پہنچ گئے آپ نے وہاں پر نماز مغرب اور عشاء اکٹھے ادا کی ایک اذان اور دو اقامتوں کے ساتھ اور ان دونوں کے درمیان اور کوئی نماز وغیرہ نہیں پڑھی۔

اس کے بعد حضور ﷺ لیٹ گئے حتیٰ کہ فجر طلوع ہوگئی پھر آپ نے نمازِ فجر پڑھائی جب ان کے لئے صبح واضح ہوگئی اذان اور اقامت کے ساتھ۔اس کے بعد آپ قصواء پر سوار ہوکر مشعر الحرام پر آئے اور اس کے اُوپر چڑھے۔پس اللہ کی حمد کی یعنی الحمد للہ ، لا الہ الا اللہ ، اللہ اکبر پڑھا۔دیر تک وہاں کھڑے رہے (یعنی اُونٹنی کو کھڑا رکھا) حتیٰ کہ خوب سفیدی ہوگئی۔اس کے بعد وہاں سے سورج نکلنے سے پہلے ہی روانہ ہوگئے اور فضل بن عباس کو سواری پر پیچھے بٹھایا۔

فضل خوبصورت جوان تھے،خوبصورت بال اور سفید گورا رنگ۔جب رسول اللہ ﷺ روانہ ہوئے تو عورتیں وہاں سے گذریں۔فضل نے ان کی طرف دیکھنا شروع کیا،لہٰذا رسول اللہ ﷺ نے فضل کے چہرے پر ہاتھ رکھ دیا اور اس کے چہرے کو دوسری طرف پھیر دیا۔لہٰذا فضل نے دوسری طرف سے چہرا پھیر لیا،لہٰذا حضور ﷺ نے پھر اس کے چہرے پر ہاتھ رکھ دیا پھر اس نے دوسری طرف سے چہرا پھیر لیا۔حتیٰ کہ جب وادیٔ محسّر میں پہنچے (یہ نام اس لئے پڑا کہ اصحاب الفیل اس جگہ ہلاک کئے گئے تھے) تھوڑا انہوں نے اپنی سواریوں کو حرکت دی پھر درمیان والے راستے پر آگئے جو راستہ آپ کو جمرہ کبریٰ کی طرف نکالتا ہے،حتیٰ کہ اس جمرے پر پہنچے جو مسجد کے پاس ہے۔

اس کو انہوں نے سات کنکریاں ماریں ہر کنکری مارتے وقت اللہ اکبر کہتے رہے۔کنکریاں چھوٹی ٹھیکری کی مثل تھیں وہ انہوں نے بطن وادی میں کھڑے ہوکر ماری تھیں۔اس کے بعد آپ قربان گاہ کی طرف پھر گئے تھے وہاں پر انہوں نے تریسٹھ اُونٹ اپنے ہاتھ سے نحر کئے تھے۔باقی جو پیچھے رہ گئے تھے وہ حضرت علی ؓ کو دیئے انہوں نے ذبح کئے تھے۔آپ نے ان کو اپنی قربانی میں شریک کرلیا تھا۔اس کے بعد آپ نے حکم دیا ہر ہر اونٹ سے گوشت لے کر ہنڈیا میں ڈالا گیا۔حضرت علی ؓ نے اس کو پکایا اور دونوں نے اس میں سے گوشت کھایا اور شوربا پیا۔

اس کے بعد رسول اللہ ﷺ بیت اللہ کی طرف لوٹ گئے۔آپ ﷺ نے مکہ میں ظہر ادا کی پھر بنو عبدالمطلب کے پاس آئے وہ زمزم کے کنوئیں سے پانی پلاتے تھے۔حضور ﷺ نے صحابہ سے فرمایا کہ بنو عبدالمطلب سے ڈول لے لو (یعنی ڈول بھر بھر کر خود ہی پیو)۔اگر یہ خوف نہ ہوتا کہ لوگ تم سے غالب آجائیں گے تمہارے پلانے کے منصب پر (اور پھر سارے لوگ خود بھر کر پئیں گے) تو میں خود بھی تمہارے ساتھ ڈول کھینچتا۔صحابہ حضور ﷺ کو ڈول بھر کر تھمایا اور آپ نے اس میں سے پیا۔

یہ الفاظ حدیث حسن بن سفیان کے ہیں مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔

(کتاب الحج۔حجۃ النبی ﷺ۔حدیث ۱۴۷ ص ۸۸۶۔۸۹۲)

مگر اس نے نہیں ذکر کیا آپ کا قول کہ ''وہی زندہ ہے وہی مارتا ہے''۔

قربانی کے جانور کو شعار کرنا .... (۳) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے ،ان کو عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے ،ان کو یونس بن حبیب نے ،ان کو ابوداؤد نے ،ان کو شعبہ نے اور ہشام نے قتادہ سے۔اس نے ابوحسان اعرج سے،اس نے ابن عباس سے ،یہ کہ رسول اللہ جب ذوالحلیفہ کے قیام پر آئے ،آپ نے اپنے قربانی کے جانور اشعار کیا یعنی ان کی کوہان کی دائیں جانب سے چیر کر تھوڑا سا کٹ لگا کر خون نکال کر (نشان زدہ کر دیا کہ جو اللہ کے گھر کی قربانی کا جانور ہے)۔(مسلم۔کتاب الحج۔باب تقلید الھدیٰ۔حدیث ۲۰۵ ص ۹۱۲)

شعبہ کہتے ہیں کہ پھر اس سے خون صاف کر دیا تھا اور ہشام کہتے ہیں کہ پھر انہوں نے اس سے خون صاف کر دیا تھا اور حج کا تلبیہ پڑھا اور سواریوں کے پاس بھی تلبیہ پڑھا۔اور اس کے گلے پر جوتے کا ٹکڑا لٹکا دیا (نشانی کے طور پر)۔شعبہ نے کہا ہے کہ میں نے یہ حدیث سفیان ثوری کو بیان کی تو انہوں نے کہا،اور وہ تھا دنیا میں مثل قتادہ کے،یعنی اس حدیث میں مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں شعبہ سے اور ہشام سے۔

(۴) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس عبداللہ بن حسین قاضی نے کھجور کے ساتھ۔ وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے حارث بن ابواسامہ نے، ان کو ابوعاصم نبیل نے ابن جریج سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی صالح نے نافع سے، اس نے ابن عمر سے یہ کہ نبی کریم نے اس وقت تلبیہ پڑھا تھا جب آپ اپنی سواری پر سیدھے ہو کر بیٹھ گئے تھے اور وہ کھڑی ہوئی تھی۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوعاصم سے۔ (کتاب الحج۔ فتح الباری ۳/۴۱۲)

اور مسلم نے نقل کیا ہے دوسرے طریق پر۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۲۸ ص ۸۴۵)

رسول اللہ ﷺ کا تلبیہ .... (۵) ہمیں خبر دی ہے ابوزکریا یحییٰ بن ابراہیم بن محمد بن یحییٰ فرکی نے، ان کو ابوالعباس نے، ان کو خبر دی مالک نے۔ (ح) اور ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو قعنبی نے، اس نے مالک سے، اس نے نافع سے اس نے عبداللہ بن عمر سے۔ یہ کہ رسول اللہ کا تلبیہ یہ تھا :

لبيك اللّهم لبيك ، لبيك لا شريك لك لبيك انّ الحمد و النعمة لك و الملك لا شريك لك

میں حاضر ہوں اے اللہ میں تیرے پاس حاضر ہوں۔ میں حاضر ہوں تیرا کوئی شریک نہیں۔ میں حاضر ہوں بے شک ساری تعریفیں اور ساری نعمتیں تیری ہیں، ملک وحکومت تیری ہے۔ تیرا کوئی شریک نہیں ہے۔

کہتے ہیں حضرت ابن عمر تلبیہ میں یہ اضافہ کرتے تھے، لبیک وسعدیک والخیر بیدیک، میں حاضر ہوں اور سعادت حاصل کر رہا ہوں اور ہر خیر تیرے قبضے میں ہے۔ والرغبآء الیک والعمل، اور رغبت کرنا اور عمل کرنا تیرے لئے ہے۔ ۔۔۔۔۔۔ بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث مالک سے۔ (بخاری۔ کتاب الحج۔ حدیث ۱۵۴۹۔ فتح الباری ۳/ ۴۰۸۔ مسلم کتاب الحج باب التلبیہ وصفتہا حدیث ۱۹ ص ۸۴۱)

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صنعانی نے، ان کو ابوعاصم نے، ان کو ابن جریج نے، ان کو خبر دی ابومحمد بن زیاد عدل نے، ان کو محمد بن اسحاق نے، ان کو علی بن خشرم نے، ان کو خبر دی عیسیٰ بن یونس نے ابن جریج سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی عطاء نے، ان کو خبر دی ابن عباس نے۔ یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فضل بن عباس کو اپنے پیچھے سواری پر بٹھایا تھا جمع سے۔ وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی ابن عباس نے یہ کہ فضل نے اس کو خبر دی کہ رسول اللہ ﷺ ہمیشہ تلبیہ پڑھتے رہے حتیٰ کہ انہوں نے رمی کی (مارا) جمرہ عقبہ کو۔

الفاظ ہیں حدیث عیسیٰ کے اور حدیث ابوعاصم مختصر ہے تلبیہ میں ہے فقط۔ بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوعاصم سے۔ (کتاب الحج۔ فتح الباری ۳/۵۳۲)

اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے علی بن خشرم سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج۔ استحباب ادامة الحاج التلبیة۔ حدیث ۲۶۷ ص ۹۳۱)

آقائے دو جہاں کی رمی کرنا .... (۷) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوطاہر محمد آبادی نے، ان کو ابوقلابہ نے، ان کو ابوعامر عقدی نے، ان کو ایمن بن نابل نے، ان کو قدامہ بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا۔ آپ جمرہ عقبہ کی رمی کر رہے تھے سُرخ اُونٹنی پر سوار تھے (بڑے پُرسکون طریقے سے) نہ دھکم پیل تھی نہ ہانکنا بھاگنا تھا نہ ہٹو بچو کی صدا تھی۔

(ترمذی۔ کتاب الحج۔ حدیث ۹۰۳ ص ۳/ ۲۳۸۔ نسائی۔ کتاب المناسک۔ حدیث ۳۰۳۵۔ مسند احمد ۳/۴۱۳)

(۸) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن بکر نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو محمد بن علاء نے، ان کو حفص نے ہشام سے، اس نے ابن سیرین سے، اس نے انس بن مالک سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے جمرہ عقبہ کی رمی کی تھی قربانی والے دن۔ پھر اپنی منزل کی طرف لوٹ گئے تھے منیٰ میں۔ پھر آپ نے قربانی کا جانور منگوایا اور وہ ذبح کیا گیا، پھر سر مونڈنے والے کو بلایا اس نے سر پہلے بائیں جانب اور پھر دائیں جانب اس کو مونڈ دیا۔ آپ نے پھر پوچھا کہ کیا یہاں پر ابوطلحہ ہے پھر وہ ابوطلحہ کو دے دی۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن علاء سے۔ (مسلم۔ کتاب الحج ص ۹۴۷)

(۹) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوبکر قطان نے، ان کو ابوالازہر نے، ان کو حبان بن ہلال نے، ان کو ابان نے، ان کو یحییٰ نے، یہ کہ ابوسلمہ نے ان کو حدیث بیان کی کہ محمد بن عبداللہ بن زید نے، اس کو حدیث بیان کی ہے کہ ان کا والد قربان گاہ میں حاضر تھا رسول اللہ ﷺ کے پاس، ان کے اصحاب کے درمیان قربانیاں تھیں مگر نہ اس کو کچھ پہنچا نہ ہی اس کے ساتھی کو۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اپنا سر مونڈوایا تھا ایک کپڑے میں، پھر وہ اسے دے دیا۔ اس نے اس کو تقسیم کر دیا لوگوں میں اور آپ نے اپنے ناخن تراشے وہ ان کے ساتھی کو دے دیئے۔ بے شک وہ بال ہمارے پاس ہیں جو کہ حنا اور کتم کے ساتھ رنگے ہوئے ہیں۔

مسلمان کی جان و مال عزت آبرو کی حفاظت واحترام کرنا .... (۱۰) ہمیں خبر دی ابوعمرو بسطامی نے، ان کو ابوبکر اسماعیلی نے، ان کو ابویعلی موصلی نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو عبدالوہاب نے، ان کو ایوب نے، ان کو ابن سیرین نے، ان کو ابن ابوبکرہ نے ابوبکرہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے، انہوں نے فرمایا بے شک زمانہ اپنی اسی ہئیت وصورت پر گردش کر رہا ہے جس دن اللہ تعالیٰ نے زمین وآسمان تخلیق فرمائے تھے سال بھی (اس وقت سے آج تک) بارہ مہینوں کا ہے۔ ان میں سے چار ماہ حرمت کے حامل ہیں (اس وقت سے اب تک)۔ تین ماہ مسلسل ہیں ذیقعدہ، ذی الحجہ اور محرم اور چوتھا رجب ماہ مضر جو جمادی ثانیہ اور شعبان کے درمیان ہے۔

اس کے بعد انہوں نے پوچھا کہ یہ کونسا مہینہ ہے؟ ہم لوگوں نے کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتا ہے۔ کہتے ہیں کہ حضور نے تھوڑی سی خاموشی اختیار کی، حتیٰ کہ ہم نے سمجھا کہ شاید اس ماہ کا کوئی اور نام رکھنا چاہتے ہیں۔ پھر خود ہی فرمایا کیا یہ ذی الحجہ نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی جی ہاں ہے۔ پھر پوچھا کہ یہ شہر کونسا ہے؟ ہم نے کہا کہ اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ پھر آپ خاموش ہو گئے، حتیٰ کہ ہم نے سوچا کہ اس کا کوئی اور نام رکھنا چاہتے ہیں۔ پھر خود ہی فرمایا کیا یہ بلد الحرام (حرمت والا) نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی کہ جی ہاں بالکل ہے۔ پھر فرمایا کہ یہ دن کونسا ہے؟ ہم نے بتایا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں؟ کہتے ہیں پھر آپ خاموش ہو گئے، ہم نے سمجھا کہ شاید اس کا کوئی اور نام رکھیں گے۔ پھر خود ہی فرمایا کیا یہ یوم النحر نہیں ہے؟ ہم نے عرض کی جی ہاں یارسول اللہ۔ پھر آپ نے فرمایا کہ بے شک تمہارے خون، تمہارے مال (محمد نے کہا کہ میں گمان کرتا ہوں) فرمایا تھا اور تمہاری عزتیں حرام ہیں (محترم ہیں) تمہارے اُوپر جیسے آج کا دن محترم ہے جیسے تمہارا یہ شہر محترم ہے۔ تم بہت جلدی اپنے رب سے ملو گے۔ وہاں پر تم سے تمہارے اعمال کے بارے میں پوچھا جائے گا تم لوگ میرے بعد پلٹ کر گمراہ نہ ہو جانا کہ بعض تمہارا بعض کی گردنیں مارتا ہے۔ چاہیے ہر موجود شخص کو کہ غیر موجود تک یہ پیغام پہنچا دے، شاید کہ بعض وہ شخص جس تک بات پہنچائی جائے وہ اس کو زیادہ محفوظ اور یاد رکھنے والا ہوتا ہے اس کی بنسبت جس نے براہ راست سنی تھی۔ اے اللہ! کیا میں نے پہنچا دیا ہے (پیغام الٰہی)۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن مثنیٰ سے، اس نے عبدالوہاب ثقفی سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ مسلم۔ کتاب القسامۃ ص ۳/۱۳۰۵)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالفتح محمد بن احمد بن ابوالفوارس حافظ نے بغداد میں، ان کو خبر دی احمد بن یوسف نے، ان کو حارث بن محمد نے، ان کو ابوعلی صواف نے، ان کو محمد بن یحییٰ مروزی نے، ان کو عاصم بن علی نے، ان کو عاصم بن محمد نے واقد بن محمد سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ عبداللہ بن عمر نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے حجۃ الوداع میں فرمایا تھا، خبردار کونسا مہینہ جانتے ہو کہ سب سے بڑی حرمت والا ہے؟ لوگوں نے بتایا کہ یہی مہینہ ہے۔ پھر پوچھا کہ تم کس شہر کو سب سے زیادہ حرمت والا سمجھتے ہو؟ لوگوں نے بتایا کہ اسی شہر کو۔ پھر پوچھا کہ تم لوگ کون سے دن کو سب سے زیادہ حرمت والا جانتے ہو؟ لوگوں نے بتایا یہی دن ہے۔ آپ نے فرمایا کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے اُوپر تمہارے خون، تمہارے مال، تمہاری عزتیں حرام کر دی ہیں مگر ان کے حق کے ساتھ (حرام ہیں)۔ جیسے تمہارا یہ دن محترم ہے تمہارا یہ شہر محترم ہے۔ کیا میں نے (پیغام الٰہی) پہنچا دیا ہے۔ تین بار فرمایا کہ ہر بار صحابہ جواب دیتے رہے، جی ہاں۔

بخاری نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں حدیث عاصم بن علی سے۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوزکریا بن ابواسحاق مزکی نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو ابن لہیعہ نے اور ابن جریج نے، ان کو ابوزبیر نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو جمرہ عقبہ کی رمی کرتے دیکھا تھا۔ پہلے دن چاشت کے وقت یہ ایک دن تھا اور بہر حال اس کے بعد تو زوال آفتاب بعد رمی کی تھی۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے صحیح میں حدیث ابن جریج سے۔

(۱۳) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو علی بن بحر نے اور عبداللہ بن سعید معنی نے، ان کو ابوخالد احمر نے محمد بن اسحاق سے، اس نے عبدالرحمن بن قاسم سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ آخری دن لوٹے تھے جب آپ نے ظہر کی نماز پڑھ لی تھی پھر وہ منیٰ کی طرف لوٹ گئے تھے اور وہاں پر ایام تشریق کی راتیں ٹھہرے رہے جمرہ کی رمی کرتے تھے جب سورج ڈھل جاتا تھا۔ ہر جمرے کو سات کنکریاں مارتے تھے اور ہر کنکری کے ساتھ تکبیر کہتے تھے اور پہلی اور دوسری باری پر کھڑے ہو جاتے تھے اور لمبا قیام کرتے تھے اور تضرع کرتے اور تیسرے کو مارتے اور اس کے پاس نہیں کھڑے ہوتے تھے۔ (ابوداؤد ۲/۲۰۱)

حضور ﷺ کی کلی اور دعا کی برکت کا ظہور.......... (۱۴) ہمیں خبر دی ابوالفتح ہلال بن محمد بن جعفر حفار نے بغداد میں، ان کو حسین بن یحییٰ بن عیاش نے، ان کو حسن بن محمد بن صباح نے، ان کو عبیدہ بن حمید نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یزید بن ابوزیاد نے، اس نے سلیمان بن عمرو بن الاحوص نے، اس نے اپنی ماں سے، وہ کہتی ہیں کہ اس نے رسول اللہ ﷺ کو جمرہ عقبہ پر دیکھا سوار تھے اور ان کے پیچھے آدمی تھا جو ان کو چھپا رہا تھا لوگوں کی رمی سے۔

حضور ﷺ نے فرمایا تھا، اے لوگو! بعض تمہارا بعض کو قتل نہ کرے اور جو شخص جمرہ عقبہ کی رمی کرے اس کو چاہئے کہ وہ ٹھیکری کی مثل چھوٹی کنکری سے کرے، کہتے ہیں کہ میں نے ان کی انگلیوں کے درمیان پتھر دیکھا۔ کہتی ہے کہ حضور نے رمی کی پھر لوگوں نے بھی رمی کی، کہتی ہیں کہ پھر آپ لوٹ آئے۔

ایک عورت آئی اس کے ساتھ اس کا بیٹا تھا۔ اس کو کوئی بیماری تھی (یا اس پر اثر تھا) اس نے کہا یا رسول اللہ ﷺ میرا یہ بیٹا بیمار ہے۔ حضور ﷺ نے اس کو حکم دیا وہ بعض خیموں میں سے ایک پتھر کا برتن لے آئی۔ اس میں پانی لائی، حضور نے اس میں سے ہاتھ سے پانی لے کر کلی کر کے اس میں ڈال دی اور دعا کر کے وہ ہاتھ اس میں ڈال دیئے پھر اس سے کہا کہ اس کو پلائے اور اس سے نہلائے۔ کہتے ہیں میں اس عورت کے پیچھے پیچھے گیا۔ میں نے کہا مجھے بھی اس میں سے تھوڑا سا پانی دیجئے۔ اس نے کہا کہ اس میں سے لے لیجئے۔ میں نے اس میں سے لے لیا۔ میں نے اپنے بیٹے عبداللہ کو پلایا وہ زندہ رہا اور نیک بنا۔ کہتی ہے کہ میں اس عورت سے ملی میں نے گمان کیا کہ اس کا بیٹا صحت یاب ہو گیا اور وہ ایسا لڑکا بن گیا کہ اس سے بہتر کوئی نہیں تھا۔ (ابوداؤد ۲/۲۰۰)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوسعد احمد بن محمد مالینی نے، ان کو ابواحمد بن عدی نے، ان کو ابویعلیٰ نے، ان کو علی بن جعد نے، ان کو ربیع بن صبیح نے یزید سے جو رقاشی ہیں، اس نے انس سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے حج کیا پلان پر اور ایک پوش سواری پر جو چار درہم سے زیادہ قیمتی نہ ہوگا اور فرمایا :

اللھم حجة لا ریاء فیھا و لا سمعة

اے اللہ! اس حج کو قبول فرما، جس میں نہ ریاکاری اور دکھاوا اور نہ ہی شہرت پسندی کا جذبہ ہے (بلکہ مقصد حصول رضا الٰہی ہے۔ (ترمذی)

☆☆☆

باب ۲۴۲

۱۔ حجۃ الوداع میں نبی کریم ﷺ کا لوگوں کو اپنی موت کی خبر دینا۔

۲۔ پھر حضور ﷺ کا اپنے خطبے میں یہ خبر دینا کہ شیطان مایوس ہو گیا ہے کہ تمہاری سرزمین پر اس کی عبادت نہیں کی جائے گی بلکہ وہ اس سے ماسوا پر راضی ہو گیا، پھر ویسا ہی ہوا جیسے آپ نے فرمایا تھا۔

(۱) ہمیں خبر دی ابو محمد عبد اللہ بن یوسف اصفہانی نے، ابو عبد اللہ محمد بن یعقوب حافظ نے، ان کو بن عبد الوہاب فراء نے، ان کو خبر دی جعفر بن عون نے ان کو خبر دی ابو عمیس نے قیس بن مسلم سے، اس نے طارق بن شہاب سے، وہ کہتے ہیں کہ یہود میں سے ایک آدمی حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور کہنے لگا، اے امیر المومنین تمہاری کتاب میں ایک ایسی آیت ہے جسے تم پڑھتے ہو اگر وہ ہم لوگوں پر یعنی یہودی جماعت پر اُترتی تو ہم اس دن کو عید کا دن ٹھہراتے۔ انہوں نے پوچھا کہ وہ کونسی آیت ہے؟ اس نے بتایا:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے جواب دیا کہ بے شک البتہ خوب جانتا ہوں اس دن کو جس دن یہ آیت نازل ہوئی تھی اور اچھی طرح جانتا ہوں اس مقام کو بھی جہاں نازل ہوئی تھی۔ یہ آیت حضور ﷺ پر جمعہ کے دن عرفات میں نازل ہوئی تھی، گویا کہ ایک چھوڑ کر ہمارے ہاں تو اس دن دہری خوشی اور عید کا دن تھا اب بھی اسی طرح ہوتا ہے کہ جمعہ ہمارے لئے ہمیشہ مقدس ہے اور مقام عرفات کی حاضری لاکھوں کروڑوں انسانوں کی مغفرت حج کی وجہ سے مقدس ہے جو کہ کسی طرح عید سے کم نہیں اور اس کے ساتھ اگلے دن دسویں کو تو اسلام کی متفقہ اور مسلمہ میں عید عید الاضحیٰ ہے۔ (مترجم)

اس کو بخاری نے روایت کیا ہے صحیح میں حسن بن صباح سے، اس نے جعفر بن عون سے اور مسلم نے روایت کیا ہے عبد بن حمید سے، اس نے جعفر سے۔
(بخاری۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۴۵۔ فتح الباری ۱/۱۰۵۔ ۸/۲۷۰۔ مسلم۔ کتاب التفسیر ص ۴/۲۳۱۳۔ ترمذی ۵/۲۵۰)

(۲) ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق نے، ان کو حجاج بن منہال نے، ان کو احمد بن سلمہ نے، ان کو عمار بن ابو عمار نے، وہ کہتے ہیں کہ ہم ابن عباس کے پاس بیٹھے تھے۔ ان کے پاس ایک یہودی بیٹھا تھا۔ ابن عباس نے یہ آیت پڑھی:

الیوم اکملت لکم دینکم واتممت علیکم نعمتی ورضیت لکم الاسلام دینا

اس یہودی نے کہا اگر یہ آیت ہم لوگوں میں اُترتی تو ہم اس دن کو عید مناتے۔ ابن عباس نے جواب دیا وہ تو نازل ہی یوم عید میں ہوئی ہے۔ جمعہ کا دن تھا اور عرفہ کا دن تھا۔ (ترمذی۔ حدیث ۳۰۴۴ ص ۵/۲۵۰)

سورۃ الفتح سے مراد حضور ﷺ کا اجل مراد ہے
حضرت ابن عباس کا فرمان

(۳) ہمیں خبر دی ابو عبد اللہ حافظ نے ان کو علی بن مؤمل بن حسن بن عیسیٰ نے، اس کو محمد بن ایوب سے، ان کو خبر دی عمرو نے، ان کو ابو عوانہ نے، ان کو ابو بشر نے، ان کو سعید بن جبیر نے ابن عباس سے۔ وہ کہتے ہیں کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ مجھے بدر کے شیوخ میں داخل کرتے تھے اور شمار کرتے تھے۔

بدری شیوخ نے پوچھا آپ ان کو ہمارے ساتھ کیوں ملاتے ہو اس جیسے تو ہمارے بیٹے ہیں (یعنی یہ ہمارے بیٹوں کے برابر ہے)۔ حضرت عمر نے جواب دیا کہ یہ کون ہے تم خوب جانتے ہو؟

کہتے ہیں کہ ایک دن انہوں نے ان لوگوں کو بلایا اور مجھے بھی ان کے ساتھ داخل کیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس دن انہوں نے مجھے اس لئے بلایا تھا کہ ان کو میرے بارے میں کچھ دکھائیں۔ حضرت عمر نے شیوخ سے سوال کیا کہ اذا جآء نصر اللّٰہ والفتح الخ کے بارے میں تم لوگ کیا کہتے ہو؟ (کہ اس کا کیا مقصد ہے اور اس میں کیا پیغام ہے؟)۔ بعض نے جواب دیا۔ اللہ کی نصرت اور فتح آچکی ہے۔ لہٰذا اللہ کی حمد کریں اس کا شکر ادا کریں، استغفار کریں کیونکہ اس میں ہمارے اوپر فتح ہوئی ہے اور کچھ لوگ چپ رہے۔ حضرت عمر نے پوچھا تم بھی ایسے کہتے ہو اے ابن عباس؟ میں نے کہا:

هو اجل النبی صلی اللّٰه علیه و سلم اعلمه ایاه

کہ اس سورت میں نبی کا کریم ﷺ کا اجل اور موت کا وقت قریب آنا مراد ہے، اللہ نے خاص طور پر ان کو آگاہ فرمایا ہے:

اذا جآء نصر اللّٰه و الفتح فذا لك علامة اجلك

اللہ کی نصرت اور فتح آچکی ہے یہ تیرے اجل کی علامت اور نشانی ہے۔ لہٰذا

فسبح بحمد ربك و استغفره ۔ (ترجمہ) لہٰذا اپنے رب کی حمد اور استغفار کیجئے۔

حضرت عمر نے فرمایا:

ما اعلم منها الا تعلم ۔ (ترجمہ) اس بارے میں میں جو کچھ سمجھتا ہوں آپ بھی وہی سمجھتے ہیں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں نعمان بن ابوعوانہ سے۔ (بخاری۔ التفسیر۔ حدیث ۴۹۷۰۔ فتح الباری ۷۳۴/۸)

حضرت ابن عباس کی فضیلت .... (۴) ہمیں خبر دی محمد بن عبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوعمرو بن ابوجعفر نے، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن ابوشیبہ نے، ان کو ابن مہدی نے، ان کو سفیان نے حبیب سے، اس نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس ﷺ سے کہ حضرت عمر نے صحابہ سے پوچھا تھا اللہ کے اس فرمان کے بارے میں:

اذا جآء نصر اللّٰه و الفتح

انہوں نے بتایا کہ اس سے مراد مدائن کی فتح اور محلات کی فتح مراد ہے۔ حضرت عمر نے پوچھا، آپ کیا کہتے ہیں اے ابن عباس؟ انہوں نے فرمایا:

اجل او مثل ضرب لمحمد صلی اللّٰه علیه و سلم نعیت الیه نفسه

اجل مراد ہے یا مثل ہے جو محمد ﷺ کے لئے بیان کی گئی ہے یعنی ان کی ذات کو موت کی اطلاع دی گئی ہے (یعنی عظیم مقصد کے لئے بھیجے گئے تھے وہ پورا ہو گیا ہے اب واپس بلا لیا جائے گا)۔ (بخاری نے عبداللہ سے روایت کی ہے۔ فتح الباری ۷۳۴/۸)

حضور ﷺ کا امانت کو ادا کرنے کی ترغیب دینا .... (۵) ہمیں خبر دی ابومحمد عبدالرحمٰن بن ابوحامد مقری نے، ان کو ابوالعباس اصم ﷺ نے، ان کو ابوعلی حسن بن اسحاق بن منیر عطار نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو خبر دی موسیٰ بن عبید ربذی نے، وہ کہتے ہیں کہ مجھے خبر دی صدقہ بن یسار نے، ابن عمر سے، وہ کہتے ہیں یہ آیت نازل ہوئی:

اذا جآء نصر اللّٰه و الفتح

رسول اللہ ﷺ ایام تشریق کے وسط میں، انہوں نے سمجھ لیا اس آیت کا نازل ہونا رخصت ہونا ہے (یعنی جانے کا اشارہ ملا ہے)۔ آپ ﷺ نے اپنی اُونٹنی قصوا پر پلان اور کجاوہ رکھنے حکم دیا وہ رکھا گیا آپ سوار ہو گئے اور عقبہ میں وقوف کیا، لوگ جمع ہو گئے۔ انہوں نے حدیث ذکر کی خون معاف کرنے اور ربا معاف کرنے اور زمانے کی گردش کے بارے میں۔ پھر فرمایا :

انما النسیئ زیادۃ فی الکفر یضل بہ الذین کفروا یحلونہ عاما و یحرّمونہ عاما

حرمت شہور کو مؤخر کرنا کفر میں زیادتی ہے اس کے ذریعے وہ لوگ گمراہ کئے جاتے ہیں جو کافر ہیں، ایک سال ان کی حرمت مناتے ہیں تو ایک سال ان کو حلال قرار دے لیتے ہیں۔ یہ اس لئے کہ وہ لوگ ماہ صفر کو ایک سال حرام قرار دیتے تھے اور ایک سال حلال، پھر ایک سال حرام یہی عمل تسنن تھا۔

اے لوگو! جن کے پاس کوئی امانت ہو وہ ادا کر دے اس کے پاس جس نے اس کو اس پر امین ٹھہرایا تھا۔ اے لوگو! کسی آدمی کے لئے یہ حلال نہیں ہے اس کے بھائی کے مال میں سے کوئی شی مگر اس قدر جس کے ساتھ اس کا دل خوش ہو۔

راوی نے آگے ذکر کی ہے۔ اسی طرح اس روایت میں ہے اور ذکر کیا جاتا ہے ابوسعید سے وہ جو دلالت کرتا ہے اس پر کہ وہ فتح مکہ والے سال نازل ہوئی تھی۔ واللہ اعلم

گمراہی سے بچنے کے لئے دو چیزوں کو لازم پکڑنا .... (۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوجعفر بغدادی نے، ان کو ابوعلاثہ نے محمد بن عمر بن خالد نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو ابوالاسود نے عروہ بن زبیر سے، انہوں نے حجۃ الوداع کا قصہ ذکر کیا ہے۔ کہتے ہیں پھر رسول اللہ سوار ہوئے سواری پر اور لوگ جمع ہو گئے۔ تحقیق انہوں نے ان کو حج کے احکامات سکھائے۔ آپ نے فرمایا، لوگو! سنو جو میں تم لوگوں سے کہہ رہا ہوں بے شک میں نہیں جانتا کہ شاید میں تم سے مل سکوں اس سال کے بعد اس مقام پر :

فانی لا ادری لعلی لا القاکم بعد عامی ھذا فی ھذا الموقف

پھر راوی نے آپ ﷺ کا خطبہ ذکر کیا۔ اس کے آخر میں آپ نے فرمایا، سنو اے لوگو! میری بات بے شک میں نے تمہارے اندر وہ چیز چھوڑی ہے کہ اگر تم اس کے ساتھ چمٹے رہو گے تو کبھی گمراہ نہیں ہو گے۔ دو واضح امر ہیں کتاب اللہ اور تمہارے نبی کی سنت۔

اسی طرح اس کو ذکر کیا ہے موسیٰ بن عقبہ نے اسی مفہوم میں۔

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو ابوبکر بن عتاب نے، ان کو قاسم جوہری نے، ان کو ابن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے مگر اس طرح کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم ہرگز گمراہ نہیں ہو گے کبھی بھی اس کے بعد واضح امر ہے کتاب اللہ اور اس کے نبی کی سنت۔

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عمرو بن محمد بن منصور عدل نے، ان کو محمد بن سلمان نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو ابن جریج نے، ان کو خبر دی ابواحمد حافظ نے، ان کو خبر دی محمد بن اسحاق نے، ان کو علی بن خشرم نے، ان کو عیسیٰ بن یونس نے ابن جریج سے، ان کو خبر دی ابوالزبیر سے۔ وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے نبی کریم ﷺ کو دیکھا تھا وہ جمرہ کی رمی کر رہے تھے اپنی سواری پر یوم النحر میں اور فرما رہے تھے :

لتاخذ مناسککم فانی لا ادری لعلی لا احج بعد حجتی ھذہ

تمہیں چاہئے کہ تم حج کے احکامات سیکھو، میں نہیں جانتا کہ شاید میں نہ حج کر سکوں اس حج کے بعد،

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے علی بن خشرم سے۔ (کتاب الحج۔ باب استحباب رمی جمرۃ العقبہ۔ حدیث (۳۱۰) ۲/۹۴۳)

اور اسی طرح اس کے ساتھ حدیث بیان کی ہے سراء بنت نبہان نے نبی کریم ﷺ کے خطبے میں یوم الرؤس میں ایام تشریق کے وسط میں اس قول تک :

لا اردی لعلی لا القاکم بعد ھذا ۔ (ترجمہ) میں نہیں جانتا کہ شاید میں اس کے بعد تمہیں نہ ملوں۔

(ابوداؤد۔ کتاب الحج ۲/۱۹۷)

(۹) ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن عبدان نے، ان کو خبر دی احمد بن عبید نے، ان کو ابومسلم نے، ان کو ابو عاصم نے ربیعہ بن ابوعبدالرحمن بن حصین نے، وہ کہتے ہیں کہ ان کو حدیث بیان کی سراء بنت نبہان نے، وہ کہتی ہے کہ میں نے سنا رسول اللہ ﷺ سے فرما رہے تھے حجۃ الوداع میں، اس نے حدیث ذکر کی اور اس نے یہی الفاظ ذکر کئے ہیں۔

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو اسماعیل بن محمد بن فضل شعرانی نے، ان کو ان کے دادا نے ابن ابواویس سے، ان کو حدیث بیان کی ان کے والد نے ثور بن زید دیلی سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے لوگوں کو خطبہ دیا تھا حجۃ الوداع میں اور فرمایا تھا کہ بے شک شیطان مایوس ہو چکا ہے اس بات سے کہ تمہاری سرزمین پر اس کی عبادت کی جائے، لیکن وہ اس پر راضی ہو گیا ہے کہ اس کے علاوہ دیگر چیزوں میں اطاعت ہو اس میں سے جو تم آپس میں اپنے اعمال کرتے ہو، پس بچ کر رہو۔ اے لوگو! میں تمہارے اندر وہ چیز چھوڑ کر جا رہوں کہ اگر تم اس کے ساتھ چمٹے رہو گے تو کبھی بھی گمراہ نہیں ہو گے۔

اللہ کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت۔ بے شک ہر مسلم مسلم کا بھائی ہے۔ مسلمان سب آپس میں بھائی ہیں۔ کسی آدمی کے لئے حلال نہیں ہے اس کے بھائی کے مال میں سے مگر صرف وہی جو وہ اس کو خود دے دل کی خوشی سے، نہ ظلم کرنا اور میرے بعد کافر نہ ہو جانا کہ بعض تمہارا بعض کی گردنیں مارنے لگ جاؤ۔

باب ۲۴۳

نبی کریم ﷺ کی حجۃ الوداع سے واپسی

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن عبداللہ بن ابراہیم ہاشمی نے بغداد میں، ان کو ابوجعفر محمد بن عمرو بختری نے، ان کو علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو محمد بن مصعب قرقسانی نے اوزاعی سے، اس نے زہری سے، اس نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوہریرۃ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے جب ارادہ کیا یہ کہ منیٰ سے روانہ ہوں تو فرمایا تھا بے شک ہم لوگ انشاء اللہ کل صبح اتریں گے وادی محصب میں خیف بن کنانہ میں جس جگہ پر کفر نے میرے خلاف باہم قسمیں کھائی تھیں۔

وہ یہ بات تھی کہ قریش نے ایک دوسرے کو قسمیں دی تھیں بنو ہاشم کے خلاف اور بنو مطلب کے خلاف کہ ان کے ساتھ نکاح بیاہ، رشتے ناتے ختم کر دو اور میل جول ختم کر دو سوشل بائیکاٹ کر لو حتیٰ کہ وہ لوگ رسول اللہ ﷺ کو ان کے حوالے کر دیں۔

بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث اوزاعی سے۔ (بخاری۔ کتاب الحج۔ مسلم۔ کتاب الحج)

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو حسن بن مکرم نے، ان کو عثمان بن عمر نے، ان کو خبر دی افلح بن حمید نے، اس نے قاسم سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے، وہ کہتی ہیں کہ ہم لوگ رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نکلے تھے حج کی راتوں میں۔ قاسم نے حدیث ذکر کی یہاں تک کہ اس نے کہا ہے حتیٰ کہ اللہ نے حج پورا کروا دیا اور ہم لوگ منیٰ سے ہی متفرق ہو گئے اور ہم وادی محصب میں اترے تھے۔ آپ نے عبدالرحمن بن ابوبکر کو بلایا، پھر اس نے قصہ ذکر کیا ہے عمرے اس کے ساتھ۔

سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کہتی ہیں کہ ہم آپ کے پاس وادی محصب میں پہنچے، آپ نے پوچھا کہ کیا تم فارغ ہو گئی ہو؟ انہوں نے کہا کہ جی ہاں۔ پس آپ نے لوگوں کو کوچ کرنے کا اعلان کر دیا۔ آپ بیت اللہ تک پہنچے اس کا طواف کیا، اس کے بعد آپ نے کوچ کیا مدینے کی طرف متوجہ ہوئے۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث افلح سے۔ (بخاری۔ کتاب العمرۃ۔ باب المعتمر اذ طاف العمرۃ۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ باب وجوہ الاحرام)

باب ۲۴۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حج اور عمروں کی تعداد

حضور ﷺ نے اُنیس غزوات کئے اور ایک حج کیا

زید بن ادہم کا بیان

(۱)　ہمیں خبر دی ابوالحسین علی بن محمد بن عبداللہ بن بشران نے بغداد میں، ان کو خبر دی ابوعمر بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابوغسان نے، ان کو زہیر بن معاویہ نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابواسحاق سے وہ کہتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم سے پوچھا تھا کہ آپ نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل کر کتنے غزوات میں شرکت کی تھی؟ زید بن ارقم نے بتایا کہ سترہ غزوات میں، اور کہا کہ مجھے حدیث بیان کی زید نے کہ رسول اللہ ﷺ نے انیس غزوات لڑے تھے اور انہوں نے حج کیا تھا ہجرت کے بعد صرف حجۃ الوداع، اس کے بعد کوئی حج نہیں کیا تھا۔

ابواسحاق نے کہا ہے کہ اس سے قبل کوئی اور حج نہیں کیا تھا۔ اور ایک ہی حج کیا تھا مکہ میں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عمرو بن خالد سے، اس نے زہیر سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے دوسرے طریق سے زہیر سے۔
(بخاری۔ کتاب المغازی۔ باب حجۃ الوداع۔ حدیث ۴۴۰۴۔ فتح الباری ۸/۱۰۷۔ مسلم۔ کتاب الحج ص ۲/۹۱۶)

حضور ﷺ نے تین حج کئے مرسل روایت ہے

(۲)　ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو سعدان بن نصر نے، ان کو وکیع نے، ان کو سفیان نے ابن جریج سے، اس نے مجاہد سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین حج کئے تھے۔ دو حج اس وقت کئے تھے جب وہ مکہ میں تھے ہجرت سے پہلے، اور ایک حج حجۃ الوداع تھا۔ اسی طرح کہا ہے ابن جریج سے یہ محفوظ ہے مرسل روایت کے طور پر۔

(۳)　ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے کہ ہمیں خبر دی ہے ابوالقاسم سلیمان بن احمد طبرانی نے، ان کو حضرمی نے، ان کو عبداللہ بن زیاد قطوانی نے، ان کو زید بن حباب نے، ان کو سفیان نے، ان کو جعفر بن محمد نے اپنے والد سے، اس نے حضرت جابر سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے تین حج کئے تھے، دو ہجرت سے پہلے کئے تھے اور ایک حج ہجرت کے بعد کیا تھا۔ اس کے ساتھ عمرہ بھی کیا تھا۔ اس وقت چھتیس قربانی کے اُونٹ چلا کر ساتھ لے گئے تھے۔ وہ سب اُونٹ حضرت علی یمن سے لے کر آئے تھے، ان میں ابوجہل کا اُونٹ بھی شامل تھا۔ اس کی ناک میں چاندی کی نکیل ڈلی ہوئی تھی۔ رسول اللہ ﷺ نے اس کو خود نحر کیا تھا۔ آپ نے حکم دیا کہ ہر ہر اُونٹ کا گوشت لے کر پکا گیا آپ نے شوربا پیا تھا (اور گوشت کھایا تھا)۔

زید بن حباب اکیلے ہیں سفیان سے اس کو روایت کرنے والے۔ اور تحقیق مجھے خبر پہنچی ہے محمد بن اسماعیل بخاریؒ سے کہ انہوں نے فرمایا تھا کہ یہ حدیث غلط ہے سوائے اس کے کہ سفیان ثوری سے مروی ہے۔ انہوں نے ابواسحاق سے، اس نے مجاہد سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے مرسلاً روایت کی ہے، بیچ میں سے صحابی کا نام غائب ہے۔

بخاری نے کہا ہے کہ زید بن حباب جب روایت کرتے تھے بطور اپنے حفظ کے تو بسا اوقات وہ کسی شی میں غلطی کر لیتے تھے۔

امام بیہقی فرماتے ہیں، میں کہتا ہوں کہ قولہ حَجَّةً مَعَهَا عُمْرَةً یہ بات انس بن مالک نے کہی ہے اور صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے جو لوگ اس طرف گئے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے (حج قران کیا تھا) ملایا تھا۔ ان کا یہی کہنا ہے۔ بہر حال جو صحابی اس طرف گیا ہے کہ حضور ﷺ نے حج افراد کیا تھا بے شک شان یہ ہے کہ اس کے نزدیک یہ لفظ حَجَّةً مَعَهَا عُمْرَةً صحیح نہیں ہے کیونکہ اس کی اسناد وغیرہ میں اختلاف ہے۔ واللہ اعلم

حضور ﷺ نے چار عمرے اور ایک حج کیا تھا

(حضرت انس کی روایت)

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالحسن بن عبدوس نے، ان کو عثمان بن سعید دارمی نے، ان کو ہدبہ نے، ان کو ہمام نے، ان کو قتادہ نے یہ کہ انس نے ان کو خبر دی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے چار عمرے کئے تھے اور وہ سارے ماہ ذیقعدہ میں ہوئے تھے سوائے اس عمرے کے جو آپ کے حج کے ساتھ تھا۔ ایک عمرہ حدیبیہ سے تھا یا زمانہ حدیبیہ ماہ ذیقعدہ میں اور دوسرا عمرہ اگلے سال تھا ذوالقعدہ میں اور تیسرا عمرہ مقام جعرانہ سے ہوا تھا جہاں غنیمتیں تقسیم کی گئی تھیں حنین کی ذیقعدہ میں اور چوتھا آپ کے حج کے ساتھ تھا۔

بخاری مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ہدبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب العمرۃ۔ حدیث ۱۷۸۰۔ فتح الباری ۶۰۰/۳۔ مسلم۔ کتاب الحج ص ۹۱۶/۲)

حضور ﷺ کے تین عمرے ذیقعدہ اور شوال میں

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کی روایت)

(۵) ہمیں خبر دی ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عبدالاعلیٰ بن حماد سے، ان کو داؤد بن عبدالرحمن نے ہشام بن عروہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے دو عمرے کئے تھے ذیقعدہ میں اور ایک عمرہ شوال میں۔ (ابوداؤد ۲۰۶/۲۔ مسلم۔ کتاب الحج۔ حدیث ۲۲۰)

ذیقعدہ میں حضور ﷺ نے تین عمرے کئے تھے

(سیدہ عائشہ رضی اللہ عنہا کا بیان)

(۶) ہمیں خبر دی ابومحمد عبدالرحمن بن محمد بن احمد بن بالویہ مزکی نے، ان کو حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن عبدالجبار عطاردی نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو عمر بن ذر نے مجاہد سے، انہوں نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کئے تھے۔ وہ سارے ذیقعدہ میں تھے (یعنی اس کے سوا جو حج کے ساتھ کیا تھا)۔ (مسند احمد ۱۸۰/۲)

☆☆☆

باب ۲۴۵

رسول اللہ ﷺ کے غزوات اور سرایا کی تعداد

(۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین محمد بن حسین بن محمد بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر بن درستویہ نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو ابوعاصم ضحاک بن مخلد نے یزید بن ابوعبید نے سلمہ بن اکوع سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ مل کر سات غزوات لڑے تھے اور زید بن حارثہ کے ساتھ نو غزوات۔ ان غزوات میں رسول اللہ ہمارے اُوپر کوئی امیر مقرر کر دیتے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوعاصم سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۷۲۔ فتح الباری ۷/ ۵۱۷)

سلمہ بن اکوع نے سات غزوات میں اور سات بعوث میں شرکت کی تھی

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو احمد بن سلمہ نے اور محمد بن اسحاق نے، ان کو قتیبہ بن سعید نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے یزید بن ابوعبید سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سنا تھا سلمہ بن اکوع سے، وہ کہتے ہیں میں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ مل کر سات غزوات کئے تھے اور میں نکلتا رہا ان میں جو لشکر بھیجتے رہے۔ ان سات غزوات میں سے ایک مرتبہ ہمارے اُوپر حضرت ابوبکر امیر تھے، ایک مرتبہ اسامہ بن زید ہوئے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں قتیبہ سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ حدیث ۴۲۷۲)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالولید نے، ان کو احمد بن حسن ابن عبدالجبار نے، ان کو محمد بن عباد مکی نے، ان کو حاتم بن اسماعیل نے، اس نے اس کو ذکر کیا ہے اس کی اسناد کے ساتھ اس کی مثل۔ اور بعوث کے بارے میں کہا ہے کہ نو غزوات تھے۔ ایک مرتبہ ہمارے اُوپر ابوبکر صدیق امیر ہوتے تھے اور ایک مرتبہ اسامہ بن زید۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں محمد بن عباد سے اور اس کو بخاری نے نقل کیا ہے حدیث حفص بن غیاث سے، اس نے یزید سے۔
(بخاری حوالہ بالا مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر ص ۳/ ۱۴۴۸)

حضرت بریدہ نے حضور کے ﷺ ساتھ سولہ غزوات میں شرکت کی

(۴) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن بشران نے بغداد میں، ہمیں خبر دی ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابوعبداللہ احمد بن حنبل نے، ان کو معمر نے کہمس سے۔ اس نے ابن بریدۃ سے، اس نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ انہوں نے نبی کریم ﷺ کے ساتھ سولہ غزوات لڑے تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے احمد بن حنبل سے اور بخاری نے احمد بن حسن ترمذی سے، اس نے احمد بن حنبل سے۔

(بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۸/ ۱۵۳۔ مسلم۔ کتاب الجہاد ص ۱۴۴۸)

حضرت بریدہ کے انیس غزوات کا ذکر

(۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابوبکر بن محمد بن حمدان صیرفی، ان کو ابراہیم بن ہلال نے علی بن حسین بن شقیق سے، ان کو حسین بن واقد نے، ان کو عبداللہ بن بریدہ نے اپنے والد سے، وہ کہتے ہیں کہ حضور ﷺ نے انیس غزوات کئے تھے اس نے ان میں سے آٹھ میں قتال کیا تھا۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے حدیث حسین بن واقد سے۔ (مسلم حوالہ بالا ۳/ ۱۴۴۸)

سترہ غزوات میں رسول اللہ کا ذکر

(۶) ہمیں خبر دی ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے، ان کو حاجب بن احمد طوسی نے، ان کو عبدالرحیم بن منیب نے، ان کو فضل بن موسیٰ نے، ان کو حسین بن واقد نے بریدہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی تھی ہمارے والد نے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے سترہ غزوات لڑے تھے اور ان میں سے آٹھ میں انہوں نے بھی قتال کیا تھا۔ اور حضور ﷺ نے چوبیس سریہ روانہ کئے تھے۔ اس نے بدر کے دن بھی قتال کیا اور یوم اُحد میں بھی یوم الاحزاب میں، غزوات مُریسیع میں اور قدید میں اور خیبر میں مکہ میں اور حنین میں۔

حضرت براء نے حضور ﷺ کے ساتھ پندرہ غزوات میں شرکت کی

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن احمد محبوبی نے، ان کو سعید بن مسعود نے، ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے، ان کو اسرائیل نے ابواسحاق سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا حضرت براء سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کے ساتھ پندرہ غزوات لڑے تھے میں اور عبداللہ بن عمر ؓ اکٹھے پیدا ہوئے تھے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں عبداللہ بن رجاء سے، اس نے اسرائیل سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۵۳۷/۸)

حضرت زید بن ارقم سے اُنیس غزوات کا ذکر

(۸) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابواحمد عبداللہ بن محمد بن حسن مہرجانی عدل نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعبداللہ محمد بن یعقوب شیبانی نے، ان کو ابراہیم بن عبداللہ سعدی نے، ان کو وہب بن جریر نے، ان کو شعبہ نے، ان کو ابواسحاق نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا زید بن ارقم سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے اُنیس غزوات لڑے تھے۔ میں نے پوچھا کہ آپ نے کتنے غزوات لڑے ان کے ساتھ؟ انہوں نے بتایا کہ سترہ غزوات۔ میں نے پوچھا کہ ان میں سے پہلا کونسا تھا؟ اس نے کہا العُشیر یا العسیر۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن محمد سے، اس نے وہب بن جریر سے۔ (بخاری۔ کتاب المغازی۔ فتح الباری ۲۷۹/۷)

حضور کے سترہ غزوات کا ذکر

(یہ روایت زید بن ارقم سے ہے)

(۹) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، ان کو شعبہ نے ابواسحاق سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے زید بن ارقم سے کہا تھا کہ رسول اللہ ﷺ نے کتنے جہاد کئے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ انیس غزوات۔ میں نے اس سے کہا آپ نے کتنی جنگیں یا جہاد کئے رسول اللہ کے ساتھ؟ اس نے کہا کہ سترہ۔ میں نے پوچھا ان میں سے پہلا کونسا تھا جو رسول اللہ ﷺ نے غزوہ کیا تھا؟ اس نے کہا کہ ذوالعُشیرہ یا ذوالعسیرہ۔

بخاری نے اس کو روایت کیا اور مسلم نے حدیث شعبہ سے۔ (بخاری۔ موضع سابق۔ مسلم۔ کتاب الجہاد والسیر ص ۱۴۴۷/۳)

رسول اللہ ﷺ کے اکیس غزوات کا ذکر

(یہ روایت جابر بن عبداللہ سے ہے)

(۱۰) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالفضل محمد بن ابراہیم نے، ان کو زہیر بن حرب نے، ان کو اوح بن عبادہ نے، ان کو زکریا نے، ان کو ابوزبیر نے، جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اکیس غزوات کئے تھے۔ جابر کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ کے ساتھ

حاضر تھا یوم العقبہ اور میں نے رسول اللہ ﷺ نے انیس غزوات لڑے تھے اور نہ میں غزوہ بدر میں موجود تھا نہ ہی اُحد میں، میرے والد نے مجھے منع کیا تھا، جب عبداللہ شہید ہو گئے تھے اُحد والے دن اس کے بعد کبھی کسی غزوے میں بھی رسول اللہ سے پیچھے نہیں رہا تھا۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے زہیر بن حرب سے اس نے رُوح سے۔ (مسلم۔ باب عدد غزوات النبی ﷺ۔ حدیث ۱۴۵ ص ۳/۱۴۴۸)

اکیس غزوات رسول میں سے اُنیس میں حضرت جابر شریک رہے

(۱۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے اور ابو بکر احمد بن حسن قاضی نے اور ابو سعید بن ابو عمرو نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں خبر دی ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو عباس بن محمد دوری نے، ان کو اسحاق بن عیسیٰ طباع نے، ان کو مسکین بن عبداللہ نے، وہ کہتے ہیں کہ اس نے سُنا حجاج صواف سے وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ابو الزبیر مکی نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اکیس غزوات میں جہاد کیا۔ میں آپ ﷺ کے ساتھ شریک رہا انیس غزوات میں، آخری غزوہ جس میں آپ شریک ہوئے آپ سب سے آخر میں تھے۔ لوگوں کی اُخریات میں۔ حضور کمزور آدمی کو سہارا دیتے رہے اور لوگ رسول اللہ کے ساتھ سہارا لیتے رہے۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ابو بکر کے اور ابو سعید کے، اور عبداللہ کی ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ کا آخری غزوہ جس میں انہوں نے جہاد کیا وہ غزوہ تبوک تھا۔ انہوں نے اس کے بعد کا ذکر نہیں کیا۔

(۱۲) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی ابو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو سلمہ بن شبیب نے، ان کو عبدالرزاق نے، ان کو معمر نے زہری سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا سعید بن مسیب سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے اٹھارہ غزوات میں جہاد کیا تھا۔ کہتے ہیں میں نے سُنا تھا دوسری بار فرمایا تھا چوبیس غزوات۔ میں نہیں جانتا کہ یہ وہم تھا یا اس نے سُنا اس کے بعد۔

رسول اللہ ﷺ نے ستائیس غزوات کیے، حضرت انس آٹھ میں شریک تھے

(موسیٰ بن انس کا بیان)

(۱۳) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے، ان کو خبر دی ابو عمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو عبداللہ یعنی احمد بن حنبل نے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی ابو سعید مولیٰ بنو ہاشم نے، ان کو ابو یعقوب اسحاق بن عثمان نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے پوچھا موسیٰ بن انس سے کہ کتنے جہاد کیے تھے رسول اللہ نے؟ انہوں نے کہا کہ ستائیس غزوے۔ آٹھ غزوات میں کئی ماہ غیر موجود رہے تھے اور سارے غزوات میں چند دن اور چند راتیں غیر موجود رہے تھے۔ میں نے پوچھا کہ حضرت انس نے کتنے غزوات کیے تھے؟ انہوں نے بتایا کہ آٹھ غزوات کیے تھے۔

نوٹ : غزوات رسول کا ذکر جلد ثالث میں گزر چکا ہے، وہاں ملاحظہ کریں۔

جمیع غزوات رسول بمعہ سرایا تینتالیس تھے (حضرت قتادہ کا بیان)

(۱۴) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو احمد بن خلیل بغدادی نے نیشاپور میں، ان کو حسین بن محمد نے، ان کو شیبان نے قتادہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے انیس جہاد کیے۔ ان میں سے وہ آٹھ میں موجود تھا اور آپ ﷺ نے چوبیس لشکر روانہ کیے۔ لہٰذا جمیع غزوات نبی اللہ اور ان کے سرایا سمیت تینتالیس غزوات تھے۔

(۱۵) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نحوی نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عثمان بن صالح نے، ان کو ابن لہیعہ نے، ان کو ابو الاسود نے عروہ سے، اس نے یعقوب سے، ان کو ابراہیم بن منذر نے، ان کو محمد بن فلیح نے، ان کو موسیٰ نے شہاب سے (ح)۔ اور ہم کو خبر دی ابو الحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی ابو بکر نے عتاب عبدی سے، ان کو قاسم بن عبداللہ بن

مغیرہ سے، ان کو اسماعیل بن ابواویس نے، ان کو اسماعیل بن ابراہیم بن عقبہ سے، اس نے اپنے چچا موسیٰ بن عقبہ سے (ح)۔ ان کو خبر دی ابوالحسین بن بشران نے، ان کو ابوعمرو بن سماک نے، ان کو حنبل بن اسحاق نے، ان کو ابراہیم بن منذر حزامی نے، ان کو محمد بن فلیح نے موسیٰ بن عقبہ سے، اس نے ابن شہاب سے، ان سب نے کہا ہے اور الفاظ سب کے ایک دوسرے سے قریب قریب ہیں۔

مغازی رسول اللہ وہ جنگیں جن میں قتال اور باقاعدہ جنگ ہوئی

۱۔ یوم بدر۔ ماہ رمضان۔ ۲ھ ہجری میں قتال ہوا۔
۲۔ یوم اُحد۔ ماہ شوال ۳ھ ہجری میں قتال ہوا۔
۳۔ یوم خندق۔ اسی کو یوم الاحزاب کہتے ہیں اور بنو قریظہ بھی کہتے ہیں۔ ماہ شوال ۴ھ ہجری میں قتال کیا۔
۴۔ غزوہ بنو مصطلق اور بنو لحیان۔ ماہ شعبان ۵ھ ہجری میں قتال ہوا۔
۵۔ یوم خیبر۔ ۶ھ ہجری میں قتال ہوا۔
۶۔ یوم فتح مکہ۔ ماہ رمضان ۸ھ ہجری میں قتال ہوا۔
۷۔ یوم حنین۔ ماہ شوال ۸ھ ہجری میں قتال ہوا۔
۸۔ محاصرہ اہل طائف۔ ماہ شوال ۸ھ ہجری میں قتال کیا۔
۹۔ اس کے بعد ابوبکر صدیق ﷺ نے حج کرایا ۹ھ ہجری میں۔
۱۰۔ پھر حج کیا رسول اللہ نے حجۃ الوداع کیا ۱۰ھ کے اختتام پر۔

حضور ﷺ نے بارہ غزوات ایسے کیے جن میں قتال نہیں تھا

(ان میں پہلا غزوہ جو آپ نے کیا)

۱۔ غزوہ ابواء ہے۔
۲۔ غزوہ ذوالعسیرہ (ینبع کی جانب) کہ کرز ابن جابر کا ارادہ رکھتے تھے۔ آپ کے ساتھ قریش تھے۔
۳۔ غزوۂ بدر آخرہ۔
۴۔ غزوۂ غطفان۔
۵۔ غزوۂ بواط۔ بحران میں۔
۶۔ غزوۂ طائف۔
۷۔ غزوۂ حدیبیہ۔
۸۔ غزوۂ تبوک۔ یہ آخری غزوہ تھا جو آپ نے کیا۔

رسول اللہ ﷺ کے بُعوث (گروہ، لشکر، وفد)

رسول اللہ ﷺ نے بُعوث بھیجے تھے۔ پہلا بعث جو رسول اللہ ﷺ نے بھیجا وہ یہ تھا:

۱۔ بعثِ عبیدہ بن حارث بن عبدالمطلب

قریش کی جانب بھیجا گیا تھا۔ وہ عظیم لشکر سے ٹکرائے تھے۔ اس پانی کے مقام کو احیا کہا جاتا تھا وہ مقام ابواء میں تھا۔

۲۔ بعث ابن جحش

مکہ کی طرف رسول اللہ ﷺ نے بھیجا تھا۔ اس کو عمرو بن حضرمی ملا تھا مقام نخلہ پر۔ انہوں نے اس کو قتل کر دیا تھا یعنی واقد بن عبداللہ نے اس کو قتل کیا تھا اور انہوں نے بنو مخزوم کے دو آدمی قیدی بنائے تھے۔ ایک کا نام عثمان بن عبداللہ تھا، دوسرے کا نام حکم بن کیسان تھا۔ مگر جب یہ لشکر مدینہ واپس آیا تو رسول اللہ ﷺ کے حکم سے ان دونوں مقتولوں کو فدیہ دیا گیا یعنی دیت ادا کر دی گئی تھی۔

۳۔ بعث حمزہ بن عبدالمطلب

رسول اللہ ﷺ نے حمزہ بن عبدالمطلب کو تیس سواروں کے ساتھ روانہ کیا تھا حتیٰ کہ وہ مقام سیف البحر کے قریب پہنچ گئے تھے۔ الجار سے جہینہ کی طرف، وہ لوگ وہاں پر ابوجہل بن ہشام سے ملے تھے۔ اس کے پاس ایک سو تیس سوار تھے۔ چنانچہ ان کے درمیان مجدی بن جہنی آڑے آ گیا تھا۔ وہ آڑ بن گیا تھا۔

۴۔ بعث ابوعبیدہ بن جراح

رسول اللہ ﷺ نے ابوعبیدہ بن جراح کو ذوالقصہ کی جانب روانہ کیا تھا براستۂ عراق۔

۵۔ بعث المنذر بن عمرو

رسول اللہ ﷺ نے المنذر بن عمرو کو بھیجا تھا اور رسول اللہ ﷺ نے اس کو حکم دیا تھا آزاد ہو جائے کہ مرجائے بیر معونہ کی طرف۔ پس وہ سارے شہید کردیے گئے تھے۔

۶۔ بعث زید بن حارثہ

رسول اللہ ﷺ نے زید بن حارثہ کو بھیجا تھا چار بار :

۱۔ پہلی بار بنوقردکی طرف بنوہذیل میں سے۔
۲۔ دوسری بار حذام کی طرف وادی کے راستے سے۔
۳۔ تیسری بار موتہ کی طرف۔
۴۔ چوتھی بار غزوۃ الجموم بنوسلیم میں۔

۷۔ بعث عمر بن خطاب

حضرت عمر کو بھیجا تھا اہل تربہ کی طرف۔

۸۔ بعث علی بن ابوطالب

حضرت علی کو بھیجا تھا اہل یمن کی طرف۔

۹۔ بعث بشیر بن سعد انصاری

حضور ﷺ نے اس کو بھیجا تھا بنومُرہ کی طرف فدک میں۔ بشیر بن سعد انصاری بنوحارث کے بھائی حارث بن خزرج سے تھے۔

۱۰۔ بعث عبداللہ بن عتیک

اور عبداللہ بن انیس، اور ابوقتادہ مسعود بن سنان اور اسود بن خزاعی انہوں نے رافع بن ابوالحقیق کو قتل کردیا تھا، اور ایک روایت میں ہے یعقوب ابورافع بن الحقیق کو خیبر میں۔ ان کے امیر عبداللہ بن عتیک تھے۔ یہ لوگ جب رسول اللہ ﷺ کے پاس واپس پہنچے تھے تو آپ اس وقت منبر پر تھے جمعہ کا دن تھا۔ حضور ﷺ نے جیسے ہی ان لوگوں کو دیکھا فرمایا افلحت الوجوہ چہرے کامیاب ہیں۔ ان لوگوں نے کہا، اللہ آپ کے چہرے کومیاب رکھے یارسول اللہ۔ حضور ﷺ نے پوچھا کہ کیا تم نے اس کو قتل کردیا؟ انہوں نے جواب دیا، جی ہاں۔ پھر حضور ﷺ نے وہ تلوار منگوائی جس کے ساتھ اس دشمن رسول کو قتل کرآئے تھے۔ آپ نے اس کو میان سے نکالا حالانکہ آپ منبر پر تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جی ہاں ٹھیک ہے یہ رہا اس تلوار کا کھانا اس کی دھار پر لگا ہوا ہے۔

۱۱۔ بعث کعب بن عمیر

رسول اللہ نے کعب بن عمیر کو ذات اباطح کی طرف بھیجا تھا بلقاء میں چنانچہ کعب بھی اور ان کے ساتھی بھی شہید ہوگئے تھے۔

۱۲۔ بعث عمرو بن العاص

رسول اللہ ﷺ نے عمرو بن العاص کو ذات سلاسل شام کے مشرقی جوانب کی طرف روانہ کیا۔

۱۳۔ بعث اسامہ بن زید

رسول اللہ ﷺ نے اسامہ بن زید کو وادی قرای کی طرف بھیجا تھا جس دن مسعود عروہ قتل ہوئے تھے۔ اضافہ کیا ہے بن بشران کا مگر وہ تقینی نہیں ہے۔ اس کے بعد دونوں متفق ہیں۔

۱۴۔ بعث علی رضی اللہ عنہ

رسول اللہ ﷺ نے حضرت علی ؓ کو بھیجا تھا مقام کدید پر۔ بنو بکر مارے گئے تھے۔

۱۵۔ بعث ابوالعوجآء

رسول اللہ ﷺ نے ابوالعوجآء کو بھیجا تھا مقام قرطآء کی طرف ہوازن میں بنو سلیم کی طرف۔ ابوالعوجآء وہاں شہید ہو گئے تھے۔

۱۶۔ بعث عکاشہ بن محصن

حضور ﷺ نے اس کو الغمر ہ کی طرف بھیجا تھا۔

۱۷۔ بعث عاصم بن اقلح

رسول اللہ ﷺ نے ان کو بھیجا تھا اور ان کے اصحاب کو ہذیل کی طرف۔

۱۸۔ بعث سعد بن ابو وقاص

رسول اللہ ﷺ نے اس کو حجاز میں بھیجا تھا۔ یعقوب نے زیادہ کیا، ابراہیم نے کہا اور وہ خرار ہے، دونوں متفق ہیں۔

رسول اللہ ﷺ نے تین عمرے کئے تھے (حج والے عمرے کے سوا)۔ ایک جحفہ سے حدیبیہ والے سال، جب کہ یعقوب کی ایک روایت میں ہے ذوالحلیفہ سے عمرہ کیا تھا حدیبیہ والے سال، کافروں نے ان کو ذیقعدہ میں روک دیا تھا ۶ھ ہجری میں۔ پھر اگلے سال آپ نے عمرہ کیا تھا ذیقعدہ میں ۷ھ ہجری امن کی حالت میں انہوں نے اور ان کے اصحاب نے۔ پھر تیسرا عمرہ کیا تھا ذیقعدہ ۸ھ ہجری میں جس دن طائف سے واپس آئے تھے۔ یہ مقام جعرانہ سے کیا تھا۔

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو عباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ابن عبدالجبار نے، ان کو یونس بن بکیر نے، ان کو ابن اسحاق نے، وہ کہتے ہیں۔ آخری غزوہ جو رسول اللہ ﷺ نے کیا تھا حتیٰ کہ اللہ نے ان کو قبض فرمالیا وہ غزوہ تبوک تھا (حَتّٰى قَبَضَهُ اللّٰهُ)۔ جملہ غزوات رسول وہ تمام غزوات جو رسول اللہ ﷺ نے بنفس نفیس شریک ہو کر کئے تھے وہ چھبیس ہیں۔

وہ چھبیس غزوات جن کے اندر نبی الملاحم ﷺ نے خود بنفس نفیس شرکت فرمائی

۱۔ پہلا غزوہ ودان تھا۔ یہی غزوہ ابواء ہے۔ اس کے بعد

۲۔ غزوہ بواط تھا۔ مقام رضویٰ کی جانب۔ اس کے بعد

۳۔ غزوہ العشیرہ بطن ینبع میں۔ اس کے بعد

۴۔ غزوہ بدر اولیٰ۔ طلب کر رہے تھے کرز بن جابر کو۔ اس کے بعد

۵۔ غزوہ بدر (حقیقی واصلی) جس میں اللہ نے صنادید قریش قتل کیا تھا اور ان کے اشراف کو۔ اس کے بعد

۶۔ غزوہ بنو سلیم۔ حتیٰ الکدر تک پہنچ گئے تھے، یہ بنو سلیم کا ایک پانی کا مقام تھا۔ اس کے بعد

۷۔ غزوۂ سویق لڑا تھا۔ اس میں ابوسفیان بن حرب کو تلاش کر رہے تھے، حتیٰ کہ قرۃ الکدر تک پہنچ گئے تھے۔ اس کے بعد
۸۔ غزوۂ غطفان تھا نجد کی طرف۔ اس کو غزوۂ ذی امر بھی کہتے ہیں۔ اس کے بعد
۹۔ غزوۂ بحران تھا۔ حجاز کا ایک مقام تھا فرع سے اُوپر۔ اس کے بعد
۱۰۔ غزوۂ اُحد تھا۔ اس کے بعد
۱۱۔ غزوۂ حمراء الاسد تھا۔ اس کے بعد
۱۲۔ غزوۂ بنو نضیر تھا۔ اس کے بعد
۱۳۔ غزوۂ ذات الرقاع نخل سے۔ اس کے بعد
۱۴۔ غزوۂ بدر آخری۔ اس کے بعد
۱۵۔ غزوۂ دومۃ الجندل۔ اس کے بعد
۱۶۔ غزوۂ خندق۔ اس کے بعد
۱۷۔ غزوۂ بنو قریظہ۔ اس کے بعد
۱۸۔ غزوۂ بنو لحیان ہذیل سے۔ اس کے بعد
۱۹۔ غزوۂ ذی قرد۔ اس کے بعد
۲۰۔ غزوۂ بنو مصطلق بنو خزاعہ کے ساتھ۔ اس میں جنگ کرنا پڑی۔ اس کے بعد
۲۱۔ غزوۂ حدیبیہ۔ اس میں قتال کا ارادہ نہیں تھا، ہاں مشرکین نے ان کو روک لیا تھا۔ اس کے بعد
۲۲۔ غزوۂ خیبر ہوا۔ اس کے بعد رسول اللہ نے عمرۃ القضاء کا عمرہ کیا۔ اس کے بعد
۲۳۔ غزوۂ فتح مکہ ہے۔ اس کے بعد
۲۴۔ غزوۂ حنین تھا۔ اس میں آپ کو باقاعدہ جنگ لڑنا پڑی۔ اس کے بعد
۲۵۔ غزوۂ طائف ہوا۔ اس میں آپ نے محاصرہ کئے رکھا تھا۔ اس کے بعد
۲۶۔ غزوۂ تبوک ہوا۔ یہ آخری غزوہ تھا جو رسول اللہ ﷺ نے لڑا، حتیٰ قبضہ اللہ حتیٰ کہ اللہ نے آپ کو قبض کر لیا ان میں سے نو غزوات میں آپ نے قتال کیا۔

وہ نو غزوات رسول جن میں آپ ﷺ نے قتال کیا

(۱) بدر	(۲) اُحد	(۳) خندق
(۴) قریظہ	(۵) مُصطلق	(۶) خیبر
(۷) فتح مکہ	(۸) حُنین	(۹) طائف

حضور ﷺ کے سرایا اور بعوث رسول اللہ ﷺ ہجرت کر کے مدینہ میں آنے سے لے کر اپنی وفات تک الی ان قبضہ اللہ الیہ پینتیس بعث اور سریہ تھے۔

غزوات وسرایا و بعوث مدینہ آمد سے وفات تک پینتیس بعث اور سرایا ہوئے تھے

۱۔ غزوۂ عبیدہ بن حارث ثنیۃ المرّہ کے زیریں جانب، یہ ایک پانی کا مقام تھا حجاز میں۔ اس کے بعد
۲۔ غزوۂ حمزہ بن عبدالمطلب۔ ساحل سمندر کی طرف مقام عیص کے ایک زاویہ کی طرف اور بعض لوگ غزوۂ حمزہ کو مقدم کرتے ہیں غزوۂ عبید پر۔

۳۔ غزوۂ سعد بن ابووقاص۔ ۴۔ غزوۂ عبداللہ بن جحش۔نخلہ کی جانب۔

۵۔ غزوۂ زید بن حارثہ قردہ۔ ۶۔ غزوۂ مرثد بن ابومرثد غنوی رجیع۔اس میں آپ نے قتال کیا(دشمن سے ٹکرائے تھے)۔

۷۔ غزوۂ منذر بن عمرو اور بیر معونہ۔صحابہ اس میں بھی دشمن سے ٹکرائے تھے اور قتال کیا تھا۔

۸۔ غزوۂ ابوعبیدہ بن جراح۔ذی القصہ کی طرف طریق عراق سے۔

۹۔ غزوۂ عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ۔ارض بنوعامر پر۔ ۱۰۔ غزوۂ علی بن ابوطالب رضی اللہ عنہ یمن میں۔

۱۱۔ غزوۂ غالب بن عبداللہ کلبی۔کلب لیث الکدید،وہ اس میں الملوح سے ٹکرائے تھے۔

۱۲۔ غزوۂ علی بن ابوطالب۔بنوعبداللہ بن سعد کی طرف اہل فدک سے۔

۱۳۔ غزوۂ ابن ابوالعوجاء سُلمی بنوسلیم کی زمین میں۔اس میں بھی دشمن سے ٹکرائے تھے۔ ۱۴۔ غزوۂ عکاشہ بن محصن الغمرہ۔

۱۵۔ غزوۂ ابوسلمہ بن عبدالاسد۔قطن ماء بنواسد میں سے نجد کے کونے کی طرف،اس میں بھی مسلمان دشمن سے ٹکرائے تھے اس میں مسعود بن عروہ قتل ہوگئے تھے۔

۱۶۔ غزوۂ محمد بن سلمہ بنوحارثہ کے بھائی۔ہوازن کے ایک مقام کی طرف۔ ۱۷۔ غزوۂ بشیر بن سعد بن مُرّہ فدک میں۔

۱۸۔ غزوۂ بشیر بن سعد۔مقام کداء کی جانب۔ ۱۹۔ غزوۂ زید بن حارثہ۔جموح،ارض بنوسُلیم میں۔

۲۰۔ غزوۂ زید بن حارثہ۔جزام ارض حمساء پر اس میں بھی دشمن سے ٹکراؤ ہوا۔

۲۱۔ غزوۂ زید بن حارثہ۔الطرق کھجوروں کے جھنڈ کے زاویہ پر عراق کے راستہ پر۔

۲۲۔ غزوۂ زید بن حارثہ۔وادی قریٰ میں،اس میں مسلمان بنوفزارہ کے ساتھ ٹکرائے تھے۔

۲۳۔ غزوۂ عبداللہ بن رواحہ۔خیبر کے درمیان گزرا،دو میں سے ایک وہ ہے جس میں یسیر بن رزام یہودی قتل ہوا تھا۔

۲۴۔ غزوۂ عبداللہ بن عتیک۔خیبر کی طرف،اس میں انہوں نے ابورافع بن ابوالحقیق کو قتل کیا تھا۔رسول اللہ ﷺ نے محمد بن مسلمہ کو بھیجا تھا اُحد اور بدر کے واقعہ کے درمیان کعب بن اشرف کو قتل کرنے کے لئے،انہوں نے اس کو قتل کردیا تھا۔

۲۵۔ رسول اللہ ﷺ نے عبداللہ بن انیس کو بھیجا تھا خالد بن سفیان ہذلی کی طرف،انہوں نے اس کو قتل کردیا تھا۔

۲۶۔ غزوۂ زید بن حارثہ اور جعفر بن ابوطالب اور عبداللہ بن رواحہ۔مؤتہ کی طرف،وہ اس میں شہید ہوگئے تھے۔

۲۷۔ غزوۂ کعب بن عمیر غفاری ذات طلاح۔ارض شام میں وہ اور اس کے اصحاب سارے اسی میں کام آگئے تھے۔

۲۸۔ غزوۂ عُیینہ بن حصن بن حذیفہ بن بدر بنوعنبر تمیم میں سے۔وہ اس میں دشمن سے ٹکرائے تھے۔

۲۹۔ غزوۂ غالب بن عبداللہ کلبی کلیب لیث۔ارض بنی مُرّہ۔وہ لوگ اس میں دشمن سے ٹکرائے تھے۔

۳۰۔ غزوۂ عمرو بن العاص ذات السلاسل۔ارض بلیٰ اور عذرہ۔

۳۱۔ غزوۂ ابن ابی حدرد اور ان کے ساتھی۔بطن اضم کی طرف قبل از فتح مکہ،وہ اس میں دشمن سے ٹکرائے تھے۔

۳۲۔ غزوۂ ابن ابوحدرد۔الغابہ کی طرف،اس میں وہ لوگ دشمن سے ٹکرائے تھے،اسی طرح کہا ہے اس جگہ ابن ابوحدرد نے۔اور جو پہلے گزر چکی ہیں روایت اس میں ابوجدرد ہے۔(سیرۃ ابن ہشام ۴/۲۱۹۔۲۲۰)

(۱۷) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یعقوب بن سفیان نے، ان کو عمار بن حسن نے، ان کو سلمہ نے محمد بن اسحاق سے، اس نے نبی کریم ﷺ کی مدینہ میں آمد ذکر کی ہے ماہ ربیع الاول کی بارہ تاریخ۔ اس کے بعد جہاد کے لئے ماہ صفر میں بارہ ماہ گزرنے پر، حتیٰ کہ آپ ودان میں پہنچ گئے، یہ غزوۂ ابواء تھا۔

۱۔ نبی کریم ﷺ کی ہجرت کر کے مدینہ میں آمد، ۱۲/ ربیع الاول۔

۲۔ نبی کریم کا خروج جہاد کے لئے ۱۲ ماہ کے اختتام پر۔ ۳۔ پہلا سفر جہاد غزوۂ ابواء۔ مقام ودان پر۔

۴۔ غزوۂ بواطہ۔ اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ماہ ربیع الثانی میں غزوہ قریش کا ارادہ رکھتے تھے، حتیٰ کہ بواطہ تک پہنچے ناحیہ رضوی۔

۵۔ غزوۂ العشیرہ (اس کا محمد بن اسحاق نے ذکر کیا ہے)۔ جمادی الاولیٰ میں۔ اس کے بعد حضور ﷺ کا کرز بن جابر کی تلاش میں جانا ذکر کیا ہے۔

۶۔ غزوۂ بدر۔ ماہ رمضان یوم الجمعہ سترہ رمضان کی صبح کو۔ اس کے بعد

۷۔ غزوۂ سویق۔ ذی الحجہ میں بدر سے دو ماہ بعد۔ ۸۔ غزوۂ نجد۔ غطفان پر حملہ کا ارادہ رکھتے تھے۔ اس کے بعد

۹۔ غزوۂ نجران۔ اس میں آپ ﷺ قریش سے ٹکرانے کا ارادہ رکھتے تھے اور بنو سُلیم سے۔ اسی کے درمیان معاملہ بنو قینقاع بھی تھا۔

۱۰۔ غزوۂ اُحد۔ شوال ۳ھ ہجری۔ اس کے بعد ۱۱۔ غزوۂ بنو نضیر۔ اور ان کا جلاوطن کرنا۔ اس کے بعد

۱۲۔ غزوۂ ذات الرقاع۔ اس کے بعد نکلے تھے۔ ۱۳۔ غزوۂ بدر۔ ابوسفیان وعدہ پر۔ اس کے بعد

۱۴۔ دومۃ الجندل کا غزوہ کیا۔ پھر واپس آگئے تھے، وہاں تک رسائی سے قبل۔ اس کے بعد

۱۵۔ غزوۂ خندق۔ ہوا تھا ۵ھ ہجری میں۔ اس کے بعد

۱۶۔ غزوۂ بنو قریظہ۔ ذیقعدہ میں یا ذی الحجہ کے شروع میں، اس کے بعد نکلے تھے بنو لحیان کی طرف۔

۱۷۔ غزوۂ بنو لحیان۔ جمادی اولیٰ میں، اصحاب رجیع کی طلب میں نکلے تھے۔ اس کے بعد مدینہ آگئے تھے مگر صرف چند راتیں ہی قیام کیا حتیٰ کی عیینہ بن حصن نے رسول اللہ کی اُونٹنیوں پر غارت ڈالی تھی، آپ ان کی طرف نکلے تھے اور اسی کا نام ہے۔

۱۸۔ غزوۂ ذی قرد۔ اس کے بعد ۱۹۔ غزوۂ بنو مصطلق۔ شعبان ۶ھ ہجری میں۔

۲۰۔ قضیہ حدیبیہ پیش آیا۔ کیونکہ آپ ذیقعدہ میں عمرہ کرنے چلے گئے تھے۔ اس کے بعد

۲۱۔ غزوۂ خیبر۔ یعنی پھر وہ بقیہ محرم میں خیبر کی طرف روانہ ہو گئے تھے، اس کے بعد آپ ذیقعدہ میں عمرہ کے ارادہ سے نکلے تھے ۷ھ میں۔

۲۲۔ غزوہ مؤتہ۔ پھر آپ مدینہ میں مقیم ہوئے تھے مؤتہ کی طرف بھیجنے کے بعد ماہ جمادی الاخریٰ اور رجب میں۔

۲۳۔ اس کے بعد آپ فتح مکہ کے لئے روانہ ہو گئے تھے۔ اس کے بعد ۲۴۔ غزوۂ حنین کی طرف چلے گئے تھے۔

۲۵۔ غزوۂ طائف۔ پھر وہ حنین سے طائف روانہ ہو گئے تھے، اس کے بعد مدینہ واپس آ گئے تھے اور مدینے مقیم رہے تھے ذی الحجہ سے رجب تک، اس کے بعد آپ نے لوگوں کو تیاری کرنے کا حکم دیا تھا غزوہ روم کے لئے۔ ۲۶۔ غزوۂ روم۔

۲۷۔ غزوۂ تبوک۔ اس کے بعد حضور ﷺ اور لوگ نکل گئے حتیٰ کہ تبوک میں جا پہنچے، مگر اس سے آگے نہ بڑھ سکے یعنی یہ آپ کی زندگی کا آخری غزوہ تھا۔ واللہ تعالیٰ اعلم وعلمہ اتم

یہ تھی سلمہ کی روایت محمد بن اسحاق سے۔

☆☆☆

باب ۲۴۶

۱۔ رسول اللہ ﷺ کا اپنے ربّ کی نعمت کو بیان کرنا (تحدیث نعمت کرنا)
۲۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو حکم دیا وَاَمَّا بِنِعْمَةِ رَبِّكَ فَحَدِّثْ ۔
۳۔ نیز آپ ﷺ کی خصوصیات بطریق اختصار۔
۴۔ ہم نے کتاب السنن الکبریٰ کے کتاب النکاح میں وہ احکامات ذکر کئے ہیں۔

حضور ﷺ کی تین خصوصیات

(۱) ہمیں خبر دی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوسعید بن اعرابی نے، احمد بن منصور رمادی نے، ان کو عبدالرزاق نے معمر سے، اس نے زہری سے، اس نے سعید بن میسیب اور ابوسلمہ بن عبدالرحمن سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا :

نصرت بالرعب واعطيت جوامع الكلم ، وبينا انا نائم اذ جيء بمفاتيح خزائن الارض فوضعت بين يدى

رسول اللہ نے فرمایا : میں رعب (اور ہیبت) کے ساتھ مدد کیا گیا ہوں۔ اور میں جامع کلمات ادا کرنے کی طاقت دیا گیا ہوں۔ میں سورہا تھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لاکر میرے آگے رکھ دی گئیں۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ چلے گئے ہیں اور تم لوگ ان کو اُسے کھود کھود کر نکال رہے ہو۔

اس کو مسلم نے روایت کیا ہے صحیح میں عبد بن حمید اور محمد بن رافع سے، اس نے عبدالرزاق سے۔ (مسلم۔ کتاب المساجد۔ حدیث ۶ ص ۱/۳۷۲)

حضور ﷺ کی تین خصوصیات

(۲) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ اور ابومحمد بن ابوحامد مقری اور ابوبکر قاضی اور ابوصادق بن ابوالفوارس نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو خبر دی محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو خبر دی ابن وہب نے، ان کو خبر دی یونس نے ابن شہاب سے، اس نے سعید بن میسیب سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں جوامع الکلم کی خصوصیت کے ساتھ بھیجا گیا ہوں اور رعب و ہیبت کے ساتھ مدد دیا گیا ہوں۔ میں سورہا تھا اچانک زمین کے خزانوں کی چابیاں لاکر میرے ہاتھوں پر رکھ دی گئیں۔

حضرت ابوہریرہ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ چلے گئے اور تم ان کو حاصل کررہے ہو اور نکال رہے ہو۔ (مسلم ۱/۳۷۱)

(۳) ہمیں خبر دی علی بن احمد عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو عبید بن شریک نے اور ابن ملحان نے، ان دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے یحییٰ بن بکیر نے، ان کو لیث نے عقیل سے، اس نے ابن شہاب سے، اس نے سعید بن میسیب سے یہ کہ ابوہریرہ نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ ﷺ سے سُنا تھا۔ (آگے راوی نے) مذکورہ حدیث کی مثل حدیث ذکر کی ہے۔ ہاں مگر یہ اضافہ کیا ہے کہ ابن شہاب نے کہا ہے

مجھے پہنچی ہے کہ جوامع الکلم سے مراد یہ ہے کہ بے شک اللہ عزوجل ان کے لئے امور کثیرہ جمع کر دیتے ہیں ایک امر میں یا دو امور جو کئی کئی کتب میں لکھے جاتے تھے اس سے قبل۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے ابوبکر سے اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوطاہر سے، اس نے وہب سے۔
(بخاری۔ کتاب الجہاد۔ مسلم موضع سابق ص ۱/۳۷۲)

حضور ﷺ کی دیگر انبیاء پر چھ خصوصیات

(۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوبکر قاضی نے اور ابومحمد بن ابوحامد مقری نے اور ابوصادق عطار نے، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن عبدالحکم نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی عمرو بن الحارث نے، ان کو ابویونس مولیٰ ابوہریرہ نے، اس نے ابوہریرہ سے، انہوں نے رسول اللہ ﷺ سے کہ انہوں نے فرمایا کہ دشمن کے خلاف رعب اور خوف کے ساتھ مجھے مدد دی گئی ہے۔ اور مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں۔ میں سو رہا تھا میں نے خواب میں دیکھا کہ زمین کے خزانوں کی چابیاں لاکر میرے ہاتھوں میں دے دی گئیں ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے ابوطاہر سے، اس نے ابن وہب سے۔

(۵) ہمیں خبر دی گئی ابوالحسن علی بن محمد بن مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو خبر دی ابوربیع نے، ان کو اسماعیل بن جعفر نے، ان کو علاء بن عبدالرحمن نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو ابوہریرہ نے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا، میں انبیاء پر فضلیت دیا گیا ہوں چھ خصوصیات کے ساتھ۔ (۱) مجھے جوامع الکلم دیئے گئے ہیں۔ (۲) رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ (۳) مال غنیمت میرے لئے حلال کئے گئے ہیں۔ (۴) پوری زمین میرے لئے پاک ہے۔ اور سجدہ گاہ بنادی گئی ہے (کہ کسی بھی پاک جگہ نماز ہو سکتی ہے)۔ (۵) اور میں تمام مخلوق کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (۶) میرے ساتھ نبی ختم کر دیئے گئے ہیں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے یحییٰ بن ایوب وغیرہ سے، اس نے اسماعیل سے۔ (مسلم موضع سابق ص ۲/۳۷۱)

حضور ﷺ کی پانچ خصوصیات

(۶) ہمیں خبر دی ابوطاہر فقیہ نے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو ابراہیم بن حارث نے، ان کو یحییٰ بن ابوبکیر نے، ان کو زہیر بن محمد نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے۔ اس نے محمد بن حنفیہ سے کہ اس نے سنا علی بن ابوطالب سے، وہ کہتے ہیں کہ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے میں اس قدر عطا کیا گیا ہوں کہ اتنا کوئی نبی عطا نہیں کیا گیا۔ میں نے کہا کہ وہ کیا چیزیں ہیں یارسول اللہ؟ فرمایا کہ (۱) رعب اور خوف کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے۔ (۲) اور مجھے زمین کے خزانوں کی چابیاں دے دی گئی ہیں۔ (۳) اور میرا نام احمد رکھا گیا ہے۔ (۴) اور میرے لئے مٹی کو پاک کرنے والا بنا دیا گیا ہے۔ (۵) اور میری اُمت کو تمام اُمتوں سے بہتر بنا دیا ہے۔ (مسند احمد ۱/۳۰۱)

حضور ﷺ کی دیگر انبیاء پر پانچ خصوصیات

(۷) ہمیں خبر دی ابوالحسن علاء بن محمد بن ابوسعید اسفرائنی نے، (وہیں پر) ان کو خبر دی بشر بن احمد نے، ان کو ابراہیم بن علی ذہلی نے، ان کو یحییٰ بن یحییٰ نے، ان کو ہشیم نے سیار سے، اس نے یزید فقیر سے، اس نے جابر بن عبداللہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی ایک نبی کو بھی نہیں دی گئیں۔ (۱) ہر نبی صرف اپنی قوم کے لئے بھیجا جاتا تھا اور میں ہر سرخ وسیاہ کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (۲) میرے لئے غنیمتیں حلال کر دی گئی ہیں مجھ سے قبل کسی کے لئے حلال نہیں کی گئی تھیں۔ (۳) میرے لئے

زمین پاک بنادی گئی اور پاک کرنے والی اور سجدہ گاہ۔جس شخص کا نماز کا وقت ہوجائے وہ جہاں بھی ہونماز پڑھ لے۔ (۴)اور رعب کے ساتھ میری مدد کی گئی ہے مہینہ بھر کی مسافت کے بقدر۔ (۵)اور مجھے شفاعت کبریٰ کا حق اور اختیار دیا گیا ہے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے محمد بن سنان سے،اس نے ہشیم سے اور مسلم نے یحییٰ بن یحییٰ سے۔

(بخاری۔کتاب الصلوۃ۔مسلم۔کتاب المساجد ص ۱/۳۷۰۔۳۷۱)

حضور ﷺ کی پانچ خصوصیات

(۸) ہمیں حدیث بیان کی امام ابوالطیب سہل بن محمد بن سلیمانؒ نے بطور املاء،ان کو حدیث بیان کی میرے والد نے،ان کو خبر دی محمد بن اسحاق بن ابراہیم ثقفی نے،ان کو یوسف بن موسیٰ قطان نے،ان کو جریر نے اعمش سے،اس نے مجاہد سے،اس نے عبید بن عمیر سے،اس نے ابوذر سے،وہ کہتے ہیں ایک رات میں رسول اللہ کی تلاش میں نکلا۔مجھے بتایا گیا کہ آپ کسی نواحی بستی کی طرف گئے ہیں،میں نے تلاش کی آپ کو پالیا۔ایک جگہ پر آپ کھڑے نماز پڑھ رہے تھے،آپ نے نماز خاصی لمبی کردی۔اس کے بعد آپ نے سلام پھیرا۔آپ نے فرمایا کہ مجھے آج رات پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو مجھ سے قبل کسی کو نہیں دی گئیں تھیں۔ (۱)میں اسود واحمر کی طرف بھیجا گیا ہوں۔حضرت مجاہد کہتے ہیں کہ اسود واحمر سے مراد جن وانس مراد ہیں۔ (۲)اور میں رعب اور خوف کے ساتھ مدد دیا گیا ہوں،میرا دشمن مجھ سے مرعوب ہوکر کانپتا ہے حالانکہ وہ ایک ماہ کے طویل مسافت پر مجھ سے دور ہوتا ہے۔ (۳)اور میرے لئے ساری زمین پاک کرنے والی پاک اور سجدہ گاہ بنادی گئی ہے۔ (۴)اور میرے لئے غنیمتیں حلال کردی گئی ہیں،مجھ سے قبل کسی کے لئے حلال نہیں کی گئی تھیں۔ (۵)اور مجھ سے کہا گیا ہے کہ اب آپ مانگئے آپ کو عطا کیا جائے گا اور میں نے اس اختیار کو اپنی اُمت کے لئے چھپا رکھا ہے کہ میں ان کی شفاعت کروں گا اس شخص کے لئے جو اللہ کے ساتھ کسی شئی کو شریک نہیں کرے گا۔(ابوداؤد۔کتاب الصلوۃ ۱/۱۳۲۔مسند احمد ۵/۱۶۱۔۱۶۲)

(۹) ہمیں خبر دی ابومحمد بن یوسف اصفہانی نے اور ابوبکر احمد بن حسن قاضی نے،اب دونوں نے کہا کہ ہمیں حدیث بیان کی ہے ابو العباس محمد بن یعقوب نے،ان کو حسن بن علی بن عفان نے،ان کو عبیداللہ بن موسیٰ نے،ان کو سالم ابوحماد نے سُدی سے،اس نے عکرمہ سے،اس نے ابن عباس سے،وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے ایسی پانچ چیزیں عطا کی گئی ہیں جو مجھ سے قبل عطا نہیں ہوئیں انبیاء میں۔ (۱)میرے لئے زمین پاک بنادی گئی ہے اور سجدہ گاہ بنادی گئی ہے،انبیاء میں سے کوئی بھی نماز نہیں پڑھتا تھا حتیٰ کہ وہ اپنے محراب اور عبادت کے حجرے میں پہنچ کر عبادت کرتا تھا۔ (۲)اور مجھے رعب اور ہیبت عطا کردی گئی ہے مہینہ بھر کی مسافت سے کہ میرے اور مشرکوں کے درمیان مہینہ بھر کی مسافت ہوتی ہے کہ اللہ تعالیٰ ان کے دلوں میں خوف ڈال دیتا ہے۔ (۳)نیز ہوتا یہ تھا کہ انبیاء کرام اپنی قوم کے لئے خاص طور پر بھیجے جاتے تھے اور میں جن وانس کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ (۴)اور انبیاء کرام غنیمت میں سے خمس نکال کر الگ رکھ لیتے تھے اور آگ آتی اور اسے کھا جاتی تھی اور مجھے یہ حکم دیا گیا کہ میں اس کو اپنی اُمت کے غریبوں میں تقسیم کردوں۔ (۵)نیز کوئی نبی باقی نہیں بچا مگر اس کو اس کا سوال عطا کردیا گیا ہے،جبکہ میں نے اپنی دعا اپنی اُمت کی شفاعت کے لئے مؤخر کررکھی ہے۔(مسند احمد ۱/۳۰۱)

(۱۰) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے،ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے،ان کو حسن بن مکرم نے،ان کو عثمان بن عمر نے،ان کو خبر دی مالک بن مغول نے،ان کو زبیر بن عدی نے،ان کو مُرّہ ہمدانی نے عبداللہ سے،وہ کہتے ہیں کہ جب رسول اللہ ﷺ کو سیر کرائی گئی اور اس کو سدرۃ المنتہیٰ تک پہنچایا گیا تو حضور ﷺ نے کو تین چیزیں دی گئیں،پانچ نمازیں عطا کی گئیں اور سورۃ بقرہ کی آخری آیات عطا کی گئیں اور آپ کی اُمت کے ان لوگوں کے لئے مغفرت کردی گئی جو اللہ کے ساتھ کسی کو شریک نہیں ٹھہراتے۔

اس کو مسلم نے نقل کیا ہے حدیث مالک بن مغول سے۔(مسلم۔کتاب الایمان ص ۱/۱۵۷)

حضور ﷺ کی دیگر لوگوں پر تین خصوصیات

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے بغداد میں، ان کو ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو اسحاق بن حسن حربی نے، ان کو حدیث بیان کی عفان نے، ان کو ابوعوانہ نے، اور ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر بن اسحاق نے، ان کو خبر دی ابن مثنیٰ نے، ان کو مسدد نے، ان کو ابوعوانہ نے، ان کو ابو مالک نے، ان کو ربعی بن حراش نے، ان کو حذیفہ نے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا مجھے دیگر لوگوں پر تین طرح سے فضلیت دی گئی ہے۔ (۱) ہمارے لئے ساری روئے زمین مسجد بنادی گئی ہے اور اس کی مٹی ہمارے لئے پاک کرنے والی بنادی گئی ہے اور ہماری صفیں فرشتوں کی صفوں کی طرح بنادی گئی ہیں۔ (۲) اور مجھے یہ آیات یعنی سورۃ بقرہ کا آخری دی گئی ہے، اللہ کے عرش کے نیچے خزانے میں سے۔ (۳) مجھ سے پہلے کوئی ایک بھی ان میں سے نہیں دیا گیا اور نہ ہی میرے بعد ان میں سے کسی کو دی جائیں گی۔
(مسلم۔کتاب المساجد ص ۱/۳۷۱)

حضور ﷺ کو توراۃ، انجیل اور زبور کے بدلے قرآن کی سورتیں دی گئیں ہیں

(۱۲) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عمران نے قتادہ سے، اس نے ابوالملیح سے، اس نے واثلہ بن اسقع سے، وہ کہتے ہیں کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں توراۃ کی جگہ سات لمبی سورتیں دیا گیا ہوں۔(یعنی سورۃ بقرہ سے سورۃ براء تک)۔اور زبور کی جگہ سو آیات سے زائد آیات والی سورتیں دیا گیا ہوں۔اور انجیل کی جگہ پر، المثانی (سات آیات والی مکرر بار بار پڑھی جانے والی) عطا کی ہیں۔اور مفصلات کے ساتھ فضیلت دی گئی ہے۔ہم آخر میں آنے والے قیامت میں اول آنے یعنی سبقت کرنے والے ہوں گے۔(فیض القدیر ۱/۵۶۵)

(۱۳) ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوسعد احمد بن محمد بن مزاحم ادیب صفار نے، ان کو ابوالعباس محمد بن یعقوب نے بطور املاء کے، ان کو ربیع بن سلیمان نے، ان کو ابن وہب نے، ان کو خبر دی مالک بن انس نے اور ابن ابوزیاد نے، ان کو ابوالزناد نے اعرج سے، اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ہم لوگ آخر والے قیامت میں پہلے ہوں گے اور سبقت کرنے والے سوائے اس کے کہ ان کو کتاب ہم سے پہلے دی گئی تھی اور ہمیں ان کے بعد دی گئی ہے۔ پھر یہ ہے ان کو وہ دن جوان پر فرض کیا گیا انہوں نے اختلاف کرلیا (اس کے بارے میں) اور ہمیں اللہ نے اس کے لئے ہدایت دے دی۔لوگ اس چیز میں ہمارے پیچھے اور تابع ہیں۔ یہود (جیسے) آنے والے کل صبح اور عیسائی (جیسے) کل صبح کے بعد۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں حدیث شعیب بن ابوحمزہ سے اور مسلم نے حدیث ابن عیینہ سے پھر دونوں نے ابوالزناد سے۔
(بخاری۔کتاب الانبیاء۔مسلم۔کتاب الجمعہ ص ۲/۵۸۵)

میں اولادِ آدم کا سردار ہوں .... (۱۴) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے اور ابوعبداللہ اسحاق بن محمد بن یوسف سوسی نے، دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ابوالعباس محمد بن یعقوب نے، ان کو ربیع بن سلیمان مرادی نے، اور سعید بن عثمان نے، ان دونوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے بشر بن بکر نے اوزاعی سے، اس نے ابوعمار سے، اس نے عبداللہ بن فروخ سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں قیامت میں اولاد آدم کا سردار ہوں گا۔اور میں پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر کی زمین پھٹے گی باہر آنے کے لئے۔اور میں پہلا شفاعت کرنے والا شخص ہوں گا اور میں پہلا شفاعت قبول کیا ہوا ہوں گا جس کی سفارش اللہ کے ہاں قبول ہوگی۔(مسند احمد ۱/۵ : ۳ : ۲)

(۱۵) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ اسحاق بن محمد سوسی نے، ان کو ابوالعباس نے، ان کو عباس بن ولید نے، ان کو خبر دی ان کے والد نے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا اوزاعی سے، ان کو حدیث بیان کی شداد ابوعمار نے، وہ ہم میں ہی سے ایک آدمی تھے انہوں نے ہمیں حدیث بیان کی عبداللہ

فروخ نے ، ان کو ابو ہریرہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اور میں آدم کا سردار ہوں گا قیامت کے دن۔

راوی نے حدیث ذکر کی ہے مذکور کی مثل۔ مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں دوسرے طریق سے اوزاعی سے۔

(مسلم۔فضائل النبی صلی اللہ علیہ وسلم ص ۱۷۸۲)

شفاعت کبریٰ کا پس منظر

(۱۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے ، ان کو خبر دی محمد بن ابواحمد بن علی مقری نے ، ان کو خبر دی حسن بن سفیان نے ، ان کو ابوبکر بن ابو شیبہ نے ، ان کو محمد بن بشر نے ، ان کو ابوحیان نے ، ان کو ابوزرعہ نے ، ان کو ابو ہریرہ نے ، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ کے پاس گوشت لایا گیا اور ان کو بکری کے گوشت کی نلی اُٹھا کر دی گئی کیونکہ آپ کو نلی پسند تھی۔ آپ نے اس میں سے منہ کے ساتھ گوشت کاٹا تھوڑا سا اور فرمایا کہ میں قیامت کے دن سارے لوگوں کا سردار ہوں گا کیا تم جانتے ہو کہ ایسا کیوں ہوگا؟ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن سب پہلے اور پچھلے لوگوں کو ایک ہی میدان میں جمع فرمائیں گے اور ان کو داعی سنوائے گا (اپنا اعلان) اور نظر ان سب پر پڑے گی (میدان ہموار ہونے کی وجہ سے)۔ اور سورج قریب ہوجائے گا اور سب لوگ غم اور کرب کی انتہاء کو پہنچے ہوں گے۔ کچھ بھی برداشت نہیں کرسکیں گے اور بعض لوگ بعض سے کہیں گے تم دیکھ نہیں رہے ہم سب کس مصیبت اور پریشانی میں مبتلا ہیں؟ کیا تم یہ دیکھ نہیں رہے؟ کہ پریشانی کس حد تک پہنچی ہوئی ہے؟ کیا تم ایسا شخص نہیں دیکھتے جو ہماری سفارش کردے تمہارے ربّ کے آگے؟

شفاعت کے لئے سارے لوگ حضرت آدم علیہ السلام سے التجا کریں گے

لہٰذا بعض لوگ بعض سے کہیں گے کہ آدم کے پاس جاؤ۔ لہٰذا آدم علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور کہیں گے، اے آدم! آپ ابوالبشر ہیں، اللہ نے آپ کو دست قدرت سے خود تخلیق فرمایا تھا اور آپ کے اندر روح پھونکی تھی اور فرشتوں کو حکم دیا تھا انہوں نے آپ کو سجدہ کیا تھا آپ ہمارے لئے اپنے ربّ سے سفارش کیجئے۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس کیفیت سے دوچار ہیں؟ آپ دیکھ نہیں رہے ہم کس اذیت کی حد تک پہنچے ہوئے ہیں؟

مگر آدم علیہ السلام فرمائیں گے میرا ربّ آج کے دن اس قدر غضب میں ہے اس قدر غضب میں نہ پہلے کبھی ہوا نہ اس کے بعد ہوگا۔ اس نے مجھے منع کیا تھا کہ فلاں درخت سے نہیں کھانا مگر مجھ سے اس کی نافرمانی ہوگئی تھی مجھے اپنے نفس کا ڈر ہے۔ وہ فرمائیں گے: نوح علیہ السلام کے پاس جاؤ۔

شفاعت کے لئے سارے لوگ نوح علیہ السلام سے التجا کریں گے

لہٰذا وہ نوح علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے۔ اے نوح! آپ دھرتی پر پہلے رسول ہیں، اللہ نے آپ کا نام عبداً شکورا رکھا تھا آپ ہمارے لئے اپنے ربّ سے سفارش کیجئے کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہم جس کیفیت میں مبتلا ہیں؟ کیا آپ دیکھ نہیں رہے کہ ہم کس حد تک پریشان ہیں؟ وہ جواب دیں گے کہ میرا ربّ اس قدر غصے میں ہے کہ نہ اس سے پہلے اتنا غصے میں ہوا نہ بعد میں کبھی ہوگا، میں نے اس سے دنیا میں ایک دعا مانگ لی تھی اس نے مجھے منع کر دیا تھا (مشرک بیٹے کی سفارش)۔ مجھے اپنی ذات کا ڈر ہے۔ تم لوگ جاؤ ابراہیم علیہ السلام کے پاس۔

شفاعت کے لئے سارے لوگ ابوالانبیاء حضرت ابراہیم علیہ السلام سے التجا کریں گے

لہٰذا سب لوگ جائیں گے حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پاس، اور جا کر کہیں گے، آپ اللہ کے نبی ہیں اس کے خلیل ہیں، اہل زمین میں سے ہمارے لئے سفارش کیجئے اپنے ربّ کے ہاں۔ کیا آپ دیکھ نہیں رہے ہم جس کیفیت میں ہیں؟ آپ دیکھ نہیں رہے وہ حالت جو ہمیں پہنچی ہے؟ ابراہیم علیہ السلام ان سے کہیں گے، بے شک میرا ربّ آج اس قدر غضب میں ہے کہ وہ اس سے پہلے کبھی نہیں تھا نہ ہی

اس کے بعد ہوگا۔ اور وہ اپنے کذبات ذکر کریں گے۔ وہ کہیں گے کہ مجھے اپنے نفس کا خوف ہے میرے سوا کسی اور کے پاس جاؤ۔ جاؤ موسیٰ علیہ السلام کے پاس۔

شفاعت کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے التجا کریں گے

پھر وہ آئیں گے موسیٰ علیہ السلام کے پاس۔ وہ کہیں گے، اے موسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول ہیں، اللہ نے آپ کو فضیلت دی ہے اپنا رسول ہونے کی، اپنا کلیم بنانے کی سارے لوگوں میں سے۔ آپ ہمارے لئے شفاعت کیجئے اپنے رب کی طرف، آپ دیکھتے نہیں وہ کیفیت جس میں ہم مبتلا ہیں؟ کیا آپ دیکھتے نہیں جو تکلیف ہمیں پہنچی ہے؟ موسیٰ علیہ السلام کہیں گے بے شک میرا رب آج اس قدر غضب میں ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی تھا اور نہ ہی بعد میں ہوگا۔ میں نے ایک انسان مار دیا تھا جس کے مار دینے کا مجھے حکم نہیں تھا آج مجھے اپنی ذات کا ڈر ہے، بلکہ تم لوگ جاؤ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس۔

سب لوگ شفاعت کے لئے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے التجا کریں گے

وہ لوگ عیسیٰ علیہ السلام کے پاس جائیں گے اور عرض کریں گے، اے عیسیٰ علیہ السلام! آپ اللہ کے رسول ہیں آپ مہد میں جھولے میں ہوتے تھے، لوگوں سے کلام کیا کرتے تھے آپ اللہ کی طرف سے کلمہ ہیں، جسے اللہ نے مریم کی طرف القا کیا تھا، آپ رُوح اللہ کلمۃ اللہ ہیں۔ آپ ہمارے بارے میں سفارش کریں۔ کیا آپ دیکھتے نہیں ہم کس اذیت میں ہیں؟ آپ دیکھتے نہیں جو ہمیں مصیبت پہنچی ہے؟ عیسیٰ علیہ السلام کہیں گے میرا رب آج اس قدر غصے میں ہے کہ نہ اس سے پہلے کبھی اتنے غصے میں آیا نہ آئندہ کبھی آئے گا مگر انہوں نے کوئی گناہ ذکر نہیں کیا۔ وہ کہیں گے مجھے اپنے نفس کی پڑی ہوئی ہے، میرے علاوہ کسی اور کے پاس جاؤ۔ تم محمد ﷺ کے پاس جاؤ۔

شفاعت کبریٰ کے منصب کے حامل خصوصیت کے حق دار ہماری اُمیدوں اور آرزوؤں کے مرکز شافع محشر حضرت محمد ﷺ کی بارگاہ عالی میں پوری انسانیت شفاعت کے لئے التجا کرے گی اور آپ شفاعت فرمائیں گے

لہٰذا سب حضرت محمد رسول اللہ کے پاس آئیں گے اور عرض کریں گے، اے محمد! آپ اللہ کے رسول ہیں، آپ خاتم النبیین ہیں، اللہ نے آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں، آپ اپنے رب کی بارگاہ عالی میں ہمارے لئے شفاعت فرمائیں۔ آپ دیکھ رہے ہیں کہ ہم کس کرب میں مبتلا ہیں اور ہم کس مصیبت سے دوچار ہیں۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں چلوں گا اور عرش کے دروازے پر حاضر ہو کر اپنے رب کی بارگاہ عالی میں سجدے میں پڑ جاؤں گا۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ میرے لئے کھولیں گے اور مجھے الہام کریں گے اپنی حمدیں اور حسن ثنا جو اس نے مجھ سے قبل کسی کے لئے نہیں کھولی ہوں گی۔ پھر کہا جائے گا، اے محمد! اپنا سر سجدے سے اُٹھائیے اور مانگئے اس کو عطا کیا جائے گا اور آپ سفارش کیجئے آپ کی سفارش قبول کی جائے گی۔ لہٰذا میں سر اُٹھاؤں گا اور میں کہوں گا اور میں عرض کروں گا۔

''اے میرے رب! میری اُمت پر رحم فرما، میری اُمت پر رحم کر۔ پھر کہا جائے گا، اے محمد! اپنی اُمت کے اس طبقے کو باب ایمن سے داخل کیجئے جنت کے دروازوں میں سے۔ جن پر کوئی حساب و کتاب نہیں ہے اور وہ لوگ دیگر لوگوں کے ساتھ دیگر دروازوں سے داخلے کے حق دار ہوں گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضے میں محمد کی جان ہے بے شک جنت کے دروازوں کی دونوں چوکھٹوں کے درمیان مسافت اتنی ہوگی جیسے مکہ اور ہجر کے درمیان کی مسافت ہے''۔ (یہ ایک عظیم شہر تھا جو کہ بلاد بحرین کا قاعدہ و پائندہ تھا)۔ یا جیسے مکہ اور بُصریٰ کا فاصلہ ہے (یعنی بصریٰ مشہور شہر تھا دمشق سے تین مراحل پر)

مسلم نے اس طویل روایت کو نقل کیا ہے ابوبکر بن ابوشیبہ سے۔ اور بخاری نے اس کو نقل کیا دوسرے طریق سے ابوحیان سے۔

(۱۷) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حسین بن برہان الغزال نے بغداد میں، ان کو خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو حسن بن عرفہ نے، ان کو قاسم بن مالک مزنی نے، مختار بن فلفل سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں گا قیامت کے دن، اور قیامت کے دن تمام انبیاء سے میرے تابعدار زیادہ ہوں گے۔ بے شک بعض انبیاء قیامت کے دن ایسے بھی ہوں گے جب کوئی نبی آئے گا تو اس کے ساتھ اس کا صرف ایک تابعدار ہوگا اس کی تصدیق کرنے والا۔

مسلم نے اس کو نقل کیا ہے دوسرے طریق سے مختار بن فلفل سے۔ (بخاری۔ کتاب التفسیر۔ مسلم۔ کتاب الایمان ص ۱/۱۸۴۔۱۸۶)

حضور کو لواء الحمد (تعریف الٰہی کا جھنڈا) عطا کیا جائے گا .... (۱۸) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو محمد بن اسحاق صغانی نے، ان کو یونس بن محمد نے، ان کو لیث بن سعد نے یزید بن الہاد سے، اس نے عمرو بن ابو عمرو سے، اس نے انس سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا نبی کریم ﷺ فرما رہے تھے، بے شک میں پہلا شخص ہوں گا لوگوں میں سے کہ زمین (قبر) پھٹے گی میری پیشانی کی جگہ سے قیامت کے دن اور کوئی فخر نہیں ہے۔ اور مجھے لواء الحمد (تعریف الٰہی کا جھنڈا) عطا کیا جائے گا اور کوئی فخر نہیں ہے۔ میں قیامت کے دن سارے لوگوں کا سردار ہوں گا کوئی فخر نہیں ہے۔ میں پہلا شخص ہوں گا قیامت کے دن جو جنت میں داخل ہوگا اور کوئی فخر نہیں ہے۔

میں جنت کے دروازے پر آؤں گا اور اس کے کونڈے پکڑ کر ہلاؤں گا فرشتے کہیں گے یہ کون ہے؟ میں کہوں گا کہ میں محمد ہوں۔ لہٰذا وہ میرے لئے کھولیں گے میں پالوں گا الجبار کو میں اس کے لئے سجدہ کروں گا وہ فرمائے گا، اے محمد! سر سجدے سے اُٹھایئے اور بات کیجئے تیری بات سُنی جائے گی اور کہئے تجھ سے قبول کی جائے گی اور شفاعت کیجئے تیری شفاعت مانی جائے گی۔ لہٰذا میں سر اُٹھاؤں گا اور کہوں گا اُمتی اُمتی یا ربّ۔ اے میرے رب! میری اُمت کو معاف کر دے۔ وہ فرمائے گا تم اپنی اُمت کی طرف جاؤ جس کے دل میں جو کے دانے کے برابر بھی ایمان ہو اس کو جنت میں داخل کر دو۔

آگے حدیث ذکر کی اس شخص کے بارے میں جس کے دل میں آدھے جو کے برابر ایمان ہو، اس کے بعد جس کے دل میں رائی کے دانے کے برابر ایمان ہو۔ اس کے بعد اس کے نکالنے کے بارے میں جو شخص اللہ کی عبادت کرتا تھا اور اللہ کے ساتھ کسی شی کو شریک نہیں کرتا تھا۔ (مسند احمد ۳/۱۴۴)

حضور ﷺ کے لئے ابواب جنت کا کھلنا .... (۱۹) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن بشران نے آخرین میں بغداد میں، انہوں نے کہا ہمیں خبر دی اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو حسن بن عرفہ عبدی نے، ان کو ابو نضر ہاشم بن قاسم نے سلیمان بن مغیرہ سے، اس نے ثابت بنانی سے، اس نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، میں قیامت کے دن جنت کے دروازے پر آؤں گا اور کھلواؤں گا جنت کا دربان کہے گا آپ کون ہیں؟ میں بتاؤں گا کہ میں محمد ہوں، وہ کہے گا کہ، مجھے حکم دیا گیا تھا کہ آپ کے آنے سے پہلے جنت کا دروازہ کسی کے لئے بھی نہ کھولوں۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عمرو ناقد سے اور زہیر سے، اس نے ہاشم سے۔ (مسلم۔ کتاب الایمان۔ حدیث ۳۳۳ ص ۱/۱۸۸)

حضور ﷺ کی شفاعت کا قبول ہونا .... (۲۰) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو جعفر بغدادی نے، ان کو یحییٰ بن عثمان صالح نے، ان کو ان کے والد نے، ان کو بکر بن مضر نے، ان کو جعفر بن ربیعہ نے، ان کو صالح بن عطاء بن حباب نے، ان کو عطاء بن ابو رباح نے جابر بن عبداللہ سے یہ کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ میں تمام رسولوں کا قائد ہوں اور کوئی فخر نہیں ہے۔ اور میں خاتم النبیین ہوں اور کوئی فخر نہیں ہے۔ اور میں پہلا شفاعت کرنے والا ہوں اور پہلا شخص ہوں جس کی شفاعت قبول ہوگی اور کوئی فخر نہیں ہے۔

بروز قیامت امام وخطیب .... (۲۱) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابو العباس محمد بن یعقوب نے، ان کو یحییٰ بن ابو طالب نے، ان کو احمد زبیری نے، ان کو شریک نے عبداللہ بن محمد بن عقیل سے، اس نے طفیل بن اُبی بن کعب سے، اس نے اپنے والد سے،

وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب قیامت کا دن ہوگا میں لوگوں کا امام اور خطیب ہوں گا۔ اور ان کا شفاعت کنندہ ہوں گا اور کوئی فخر نہیں ہے۔ (ترمذی۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۶۱۳۔ ص ۵/۵۸۶)

زہیر بن محمد سے اس کا متابع لائے ہیں۔

حضور ﷺ کا اپنی اُمت سے شفقت اور شفاعت کرنا .... (۲۲) ہمیں خبر دی ابوبکر محمد بن حسن بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو خبر دی یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد طیالسی نے، اور ہمیں خبر دی علی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید صفار نے، ان کو اسماعیل بن اسحاق قاضی نے، ان کو ہدبہ بن خالد نے، ان دونوں نے حماد بن سلمہ نے علی بن زید سے، اس نے ابونضرہ سے، وہ کہتے ہیں میں نے سُنا ابن عباس ﷺ سے وہ بصرہ شہر کے منبر پر خطبہ دے رہے تھے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، کوئی نبی ایسا نہیں تھا بلکہ ہر ایک کی کوئی مقبول دعا ہوئی تھی۔

ابوداؤد کی ایک روایت میں ہے وہ کہتے کہ ہم لوگوں کو خطبہ دیا تھا حضرت ابن عباس نے بصرہ کے منبر پر۔ انہوں نے اللہ کی حمد کی اور اس کی ثنا کی پھر کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا کوئی نبی اس کے سوا نہیں گزرا، ہر ایک کی ایک خاص دعا ہوا کرتی تھی جس کو وہ دنیا میں ہی پورا کرالیا کرتا تھا۔ جبکہ میں نے اپنی ایسی دعا کو اپنی اُمت کے لئے شفاعت کرنے کے لئے قیامت کے دن کے لئے ذخیرہ کر رکھا ہے۔ خبردار بے شک میں اولادِ آدم کا سردار ہوں گا قیامت کے دن اور کوئی فخر نہیں ہے اور میں پہلا شخص ہوں گا جس کی قبر پھٹے گی اُٹھنے کے لئے اور کوئی فخر نہیں ہے۔ اور میرے ہاتھ میں ہوگا لواء الحمد، اس کے نیچے آدم اور ماسوا ہوں گے اور کوئی فخر نہیں ہے۔ اور شفاعت والی حدیث اپنے طول سمیت ذکر کی اس میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا ذکر ہے۔

فرمائیں گے کہ میں اس منصب کا حق دار نہیں ہوں مجھے اور میری ماں کو اللہ کے سوا معبود ٹھہرایا گیا، لیکن تم لوگ دیکھتے ہو کہ اگر ایک ایسے برتن میں کچھ چیز ہو اور اس پر مہر لگادی جائے تو کیا پھر اس چیز تک پہنچا جاسکتا ہے جو اس کے اندر ہو جب تک کہ وہ مہر نہ توڑ دی جائے۔ وہ لوگ کہیں گے واقعی اس چیز تک رسائی نہیں ہوسکتی۔ عیسیٰ بمعہ دوسرے کہیں گے محمد ﷺ خاتم النبیین ہیں وہ آج کے دن موجود ہیں اور ان کے اگلے پچھلے گناہ معاف ہوچکے ہیں (یعنی وہ حساب کتاب سے پاک ہیں)۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ پھر لوگ میرے پاس آئیں گے اور کہیں گے کہ آپ ہمارے لئے ہمارے پروردگار کے سامنے شفاعت کیجئے حتیٰ کہ ہمارے درمیان فیصلہ کیا جائے۔ لہٰذا میں کہوں گا کہ بے شک میں اس کا حق دیا گیا ہوں، حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ خود جس کے لئے چاہے گا اجازت دے گا اور پسند کرے گا۔ جب اللہ تعالیٰ ارادہ کرے گا کہ وہ اپنی مخلوق کے درمیان فیصلہ کرے تو اعلان کرنے والا اعلان کردے گا کہ کہاں ہے احمد اور اس کی اُمت؟ میں اُٹھ کھڑا ہوں گا اور میری اُمت بھی میری اتباع کرتے ہوئے اُٹھ کھڑی ہوگی۔ ان کے چہرے اور ہاتھ پیر چمک رہے ہوں گے وضو کے اثر کی وجہ سے۔

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، ہم آخر والے قیامت میں اوّل ہوں گے ہم آخری اُمت ہیں، مگر اور حساب کتاب میں اول ہوں گے۔ اور دیگر اُمتیں ہمارے رستے سے ہٹادی جائیں گی۔ اور اُمتیں کہیں گی قریب ہے یہ اُمت سارے انبیاء ہوتے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں باب جنت پر پہنچوں گا اور کھلواؤں گا، پوچھا جائے گا کہ یہ کون ہے؟ میں کہوں گا احمد ہوں، لہٰذا میرے لئے دروازہ کھولا جائے گا۔ اور میں اپنے ربّ تک پہنچ جاؤں گا، وہ کرسی پر موجود ہوگا۔ لہٰذا میں سجدے میں گر جاؤں گا اور میں اپنے ربّ کی تعریف کروں گا محامد کے ساتھ کہ اس جیسی حمدوں کے ساتھ کہ مجھ سے قبل کسی نے تعریف نہیں کی ہوگی، نہ ہی میرے بعد کوئی ایسی حمدوں کے ساتھ اس کی تعریف کرے گا۔ مجھ سے کہا جائے گا کہ اپنا سر اُٹھایئے اور کہیے تمہاری بات سُنی جائے گی اور سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا، آپ شفاعت کریں آپ کی شفاعت قبول کی جائے گی۔

لہٰذا میں اپنا سر اُٹھاؤں گا اور کہوں گا، اے میرے ربّ میری اُمت کو بخش دے، میری اُمت کو بخش دے۔ لہٰذا کہا جائے گا جائیے جا کر جہنم سے اس کو نکال لیجئے جس کے دل میں اتنی اتنی خیر ہو۔ میں جاؤں گا اور جا کر ان کو نکال لاؤں گا۔ پھر جا کر میں سجدے میں گر جاؤں گا۔ پھر کہا جائے گا کہ اپنا سر سجدے سے اُٹھائیے اور سوال کیجئے آپ کو عطا کیا جائے گا۔ میرے لئے کوئی حد مقرر کی جائے گی لہٰذا میں ان کو نکال لوں گا۔ (مسند احمد ۱/۲۸۱۔ مجمع الزوائد ۱۰/۳۷۲)

(۲۳) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن احمد بن سیماء مقری نے، وہ ہمارے پاس حج کرنے آئے تھے، ان کو حدیث بیان کی ابوسعید خلیل بن احمد بن خلیل قاضی سجزی نے، ان کو خبر دی ابوالعباس محمد بن اسحاق ثقفی نے، ان کو ابوعبیداللہ یحییٰ بن محمد سکن نے، ان کو حبان بن ہلال نے، ان کو مبارک بن فضالہ نے، ان کو عبیداللہ بن عمر نے خبیب بن عبدالرحمن سے، اس نے حفص بن عاصم سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ فرماتے ہیں کہ جب اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ السلام کو پیدا کیا تو آدم کے لئے ان کے بیٹوں کو عظمت دی۔ لہٰذا وہ اپنے بیٹوں میں سے بعض کی بعض پر فوقیت و فضیلت کو دیکھنے لگے۔ حضور ﷺ نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے مجھے دیکھا سب لوگوں کے نیچے سے اُبھرتے اور بلند ہوتے نور اور روشنی کی صورت میں۔ انہوں نے پوچھا کہ یہ کون ہے؟ بتایا گیا کہ یہ تیرا بیٹا احمد ﷺ ہے۔ وہ اول ہے اور وہی آخر ہے اور وہ پہلا شفاعت کرنے والا ہے۔

(۲۴) ہمیں حدیث بیان کی ابومحمد عبداللہ بن یوسف اصفہانی نے، ان کو ابوبکر محمد بن حسین قطان نے، ان کو محمد بن حیوۃ نے، ان کو سعید بن سلیمان نے، ان کو منصور بن ابوالاسود نے، ان کو لیث نے ربیع بن انس سے (ح)۔

بعض دیگر خصوصیات رسول

(۲۵) ہمیں خبر دی ابوسعید عبدالرحمن بن محمد شابہ شاہد نے ہمدان نے، ان کو ابوالعباس فضل بن فضل شاہد نے، ان کو خبر دی ابویعلی احمد بن علی نے، ان کو خلف بن ہشام بزاز نے، ان کو حبان بن علی عنزی نے، ان کو لیث بن ابوسُلیم نے، ان کو عبیداللہ بن زحر نے ربیع بن انس سے انہوں نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ میں پہلا شخص ہوں گا زمین میں سے خروج کے اعتبار سے جب لوگ قبروں سے اُٹھائے جائیں گے۔ میں ان کا قائد ہوں گا جب وہ آئیں گے، میں ان کا خطیب ہوں گا، جب وہ خاموش ہوں گے، میں ان کا سفارشی ہوں گا جب وہ روک لئے جائیں گے، میں ان کو بشارت دینے والا ہوں گا جب وہ مایوس ہو جائیں گے۔ اس دن کرم کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا۔ اور جنت کی چابیاں میرے ہاتھ میں ہوں گی۔ میں اولادِ آدم میں اپنے ربّ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت دار ہوں اور کوئی فخر نہیں ہے۔ میرے اردگرد ہزار خادم پھرتے ہوں گے (اتنے خوبصورت) جیسے کہ وہ چھپے ہوئے موتی ہیں۔ (ترمذی۔ کتاب المناقب۔ حدیث ۳۶۱۰ ص ۵/۵۸۵)

اور اصفہانی کی ایک روایت میں ہے کہ عزت و شرافت اور چابیاں اس دن میرے ہاتھ میں ہوں گی، اور فرمایا کہ حمد کا جھنڈا میرے ہاتھ میں ہوگا اس دن۔ فرمایا کہ گویا کہ سفید انڈے ہیں چھپائے ہوئے یا موتی ہیں بکھرے ہوئے۔

محمد بن فضیل نے اس کے متابع بیان کی ہے عبیداللہ بن زحر سے، اسی طرح خبر دی اس کو ابومنصور احمد بن علی دلبغانی نے مقام بیہق میں۔

ہمیں خبر دی ابوبکر اسماعیلی نے (ح)۔ ان کو عبدان الاہوازی نے، ان کو ابوبکر بن ابوشیبہ نے مسند میں، ان کو خبر دی وکیع نے ادریس سے، وہ کہتے ہیں کہ ہمیں حدیث بیان کی اودی نے اپنے والد سے، انہوں نے حضرت ابوہریرہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے کہ یہ آیت :

عسى ان يبعثك ربك مقامًا محمودًا

کہ حضور نے فرمایا اس سے مراد الشفاعۃ ہے۔ (ترمذی۔ کتاب التفسیر۔ حدیث ۳۱۳۷ ص ۵/۳۰۳)

اللہ کے نزدیک اکرم الخلائق قیامت میں حضرت محمد ﷺ ہوں گے

(۲۶) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابو داؤد نے، ان کو مسعودی نے عاصم سے، اس نے ابووائل سے، اس نے عبداللہ بن مسعود ؓ سے، وہ کہتے ہیں کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے ابراہیم علیہ السلام کو خلیل بنایا تھا اور بے شک تمہارا صاحب (محمد ﷺ) خلیل اللہ ہے اور بے شک محمد قیامت کے دن اللہ کے نزدیک تمام مخلوقات سے زیادہ عزت دار ہوگا۔ اس کے بعد انہوں نے پڑھا:

عسی ان یبعثك ربك مقامًا محمودًا

آدم علیہ السلام کے پانچ سردار بیٹے

(۲۷) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب نے، ان کو محمد بن ابوبکر نے، ان کو ابواحمد زبیری نے، ان کو حمزہ زیات نے، ان کو عدی بن ثابت نے ابوحازم سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ اولاد آدم کے سردار پانچ ہیں۔ نوح علیہ السلام، ابراہیم علیہ السلام، موسیٰ علیہ السلام، عیسیٰ علیہ السلام اور محمد علیہ السلام صلی اللہ علیہ وسلم۔ مگر ان میں سے بہتر محمد ﷺ ہیں۔ (مستدرک للحاکم ۲/۵۴۶)

(۲۸) ہمیں خبر دی ابوالحسن علی بن محمد مقری نے، ان کو خبر دی حسن بن محمد بن اسحاق نے، ان کو یوسف بن یعقوب قاضی نے، ان کو عبداللہ بن محمد بن اسماء نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی مہدی بن میمون نے، ان کو محمد بن عبداللہ بن ابویعقوب نے بشر بن شغاف ضبی سے، وہ کہتے ہیں کہ ہم لوگ جمعہ کے دن حضرت عبداللہ بن سلام ؓ کے ساتھ بیٹھے ہوئے آپ نے فرمایا کہ ایام دنیا میں سے اعظم یوم جمعہ ہے۔ اس میں آدم علیہ السلام کی تخلیق کی گئی۔ اس میں قیامت قائم ہوگی اور سب سے زیادہ محترم اور عزت والا اللہ کا خلیفہ اللہ کے نزدیک ابوالقاسم محمد ﷺ ہے۔ میں نے پوچھا اللہ تعالیٰ آپ کے اُوپر رحم کرے پس ملائکہ اور فرشتوں کا کیا مقام ہے؟ کہتے ہیں کہ انہوں نے میری طرف دیکھا اور ہنس دیئے۔

پھر فرمایا، اے بھتیجے کیا آپ جانتے ہیں کہ فرشتے کیا ہیں؟ کون ہیں؟ حقیقت یہ ہے کہ ملائکہ (فرشتے) ایک مخلوق ہیں۔ جیسے زمین ایک مخلوق ہے، آسمان ایک مخلوق ہے، جیسے بادل ایک مخلوق ہیں، جیسے پہاڑ مخلوق ہیں، جیسے ہوائیں مخلوق ہیں، جیسے اور تمام مخلوقات۔ بے شک تمام تر مخلوقات میں سے اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ عزت والی مخلوق ابوالقاسم (محمد ﷺ) ہیں۔ بے شک جنت آسمانوں میں ہے (رفعتوں اور بلندیوں پر ہے)۔ اور بے شک جہنم زمین میں ہے (یعنی نیچے ہے)۔ پس جس وقت قیامت کا دن ہوگا اللہ تعالیٰ مخلوقات کو ایک ایک نبی کی اُمت کر کے بھیجے گا حتیٰ کہ احمد ﷺ اور آپ کی اُمت تمام اُمتوں کے آخر میں ہوں گے مرکز ہونے کے اعتبار سے۔

فرمایا کہ اس کے بعد جہنم کے اُوپر ایک پُل نصب کیا جائے گا، اس کے بعد منادی کرنے والا منادی کرے گا، کہاں ہیں احمد اور ان کی اُمت؟ لہٰذا حضور کھڑے ہوں گے آپ کے پیچھے اُمت بھی کھڑی ہو جائے گی نیک بھی اور بد بھی۔ پس لوگ پُل کو پکڑیں گے (یعنی اس پر چڑھنا چاہیں گے)۔ لہٰذا اللہ تعالیٰ آپ کے دشمنوں کی آنکھیں مٹا دے گا لہٰذا وہ اس میں دائیں بائیں حیران پریشان ہوں گے اور نبی کریم ﷺ اور نیک لوگ آپ کے ساتھ نجات پا جائیں گے اور فرشتے ان سے ملیں گے۔ وہ ان کی منازل اس میں دیکھیں گے جنت کے اندر تیرے دائیں اور بائیں طرف۔ حتیٰ کہ آپ اپنے ربّ کے پاس پہنچیں گے۔ لہٰذا ان کے لئے کرسی رکھی جائے گی۔

انہوں نے حدیث ذکر کی تمام انبیاء کے بارے میں۔

(۲۹) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابوالقاسم عبدالرحمٰن بن حسن قاضی نے، ان کو ابراہیم بن حسین نے، ان کو آدم بن ابوایاس نے، ان کو مسعودی نے، ان کو سعید نے یعنی ابن ابوسعید نے سعید بن جبیر سے، اس نے ابن عباس ؓ سے اللہ کے اس قول کے بارے میں:

وما ارسلناك الا رحمة للعلمين ۔ (سورۃ الأنبیاء : آیت ۱۰۷)

فرمایا کہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ ایمان لایا اس کے لئے رحمت پوری ہوگئی دنیا میں اور آخرت میں ۔ اور جو شخص نہیں ایمان لایا اللہ کے ساتھ اور اس کے رسول کے ساتھ وہ عافیت دے دیا گیا اس مصیبت سے جو پہلی اُمتوں کو پہنچتی تھی ۔ جلدی جلدی دنیا میں کوئی عذاب ۔ مثلاً زمین میں دھنس جانا، شکلیں تبدیل ہو جانا اور پتھر برسا کر مار دینا ۔ یہ حضور کی رحمت ہے دنیا میں ۔

حضور ﷺ عالمی نبی و رسول ہیں .... (۳۰) ہمیں خبر دی ابو محمد عبداللہ بن یحییٰ بن عبدالجبار سکری نے بغداد میں، ان کو اسماعیل بن محمد صفار نے، ان کو عباس بن عبداللہ ترقفی نے، ان کو حفص بن عمیر عدنی نے حکم بن ابان سے، اس نے عکرمہ سے، وہ کہتے ہیں کہ میں نے سُنا ابن عباس سے، وہ فرماتے تھے بے شک اللہ عزوجل نے فضیلت دی ہے محمد ﷺ کو اہل آسمان اور انبیاء کرام پر ۔ لوگوں نے پوچھا، اے ابن عباس حضور ﷺ کی اہل آسمان پر کیا فضیلت ہے؟ انہوں نے جواب دیا کہ اللہ تعالیٰ اہل آسمان سے فرماتے ہیں :

ومن یقل منهم انی اله من دونه فذلك نجزیه جهنم كذلك نجزی الظالمین
(سورۃ انبیاء : آیت ۲۹)

جو ان میں سے یہ کہے کہ میں الہ و معبود ہوں اللہ کے سوا بھی وہی ہے وہ جس کو جہنم کی جزا دیں گے اسی طرح ہم ظالموں کو جزا دیتے ہیں ۔

اور اللہ تعالیٰ محمد ﷺ سے فرماتے ہیں :

انا فتحنا لك فتحا مبینا لیغفر لك الله ما تقدم من ذنبك وما تاخر
(سورۃ فتح : آیت ۱)

بے شک ہم نے آپ کو فتح مبین عطا کی ہے تاکہ اللہ تعالیٰ آپ کے اگلے پچھلے گناہ معاف کر دے ۔

لوگوں نے کہا، اے ابن عباس! انبیاء کرام پر حضور ﷺ کی کیا فضیلت ہے؟ انہوں نے فرمایا اس لئے کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں :

وما ارسلنا من رسول الا بلسان قومه ۔ (سورۃ ابراہیم : آیت ۴)

ہم نے جتنے رسول بھیجے وہ ان کی اپنی قوم کی زبان کے بھیجے تھے ۔

اور محمد ﷺ کے بارے میں فرمایا :

وما ارسلناك الا كافة للناس ۔ (سورۃ سبا : آیت ۲۸)

چنانچہ اللہ نے آپ ﷺ کو تمام انسانوں اور جنوں کے لئے بھیجا ۔

(۳۱) ہمیں خبر دی ابو الحسین بن فضل قطان نے، ان کو ابو سہل بن زیاد قطان نے، ان کو حسن بن عباس رازی نے، ان کو محمد بن ابان نے، ان کو ابراہیم بن حکم بن ابان نے اپنے والد سے، اس نے عکرمہ سے، اس نے ابن عباس سے، انہوں نے اس کو ذکر کیا ہے اسی کی مثل ہاں مگر انہوں نے یہ کہا ہے، اے ابن عباس! اور زیادہ کیا ہے نبی کے ذکر میں میں آیت کے بعد۔ تحقیق لکھ دی گئی اس کے لئے براءت آگ سے اور اس کے آخر میں کہا ہے، بھیجا تھا ان کو جن و انس کی طرف ۔ وہ فرماتے تھے، اے لوگو! بے شک میں تم سب کی طرف اللہ کا رسول ہوں ۔

(۳۲) ہمیں خبر دی محمد بن موسیٰ بن فضل نے، ان کو ابو العباس اصم ؒ نے، ان کو حسن بن علی بن عفان نے، ان کو ابو اسامہ نے ابو عثمان مکی سے، اس نے عبداللہ بن کثیر سے، اس نے مجاہد سے اللہ کے اس قول کے بارے میں نافلة لك (سورۃ اسراء : آیت ۷۹) کہ یہ حکم آپ کے لئے زیادہ ہے ۔ مجاہد کہتے ہیں کہ یہ نافلة کسی کے لئے نہیں سوائے نبی کریم ﷺ کے ۔ خصوصی طور پر اس لئے کہ تحقیق ان کے اگلے پچھلے سارے گناہ معاف کر دیئے گئے تھے ۔ لہٰذا آپ جو بھی عمل کرتے تھے فرض عمل کے ساتھ نافلة ہوتا تھا سوائے فرض عمل ۔ اس لئے کہ وہ یہ عمل گناہوں کے

کفارے میں نہیں کرتے تھے جبکہ دیگر لوگ فرض کے ماسوا جو عمل کرتے ہیں وہ اپنے گناہوں کے کفارہ میں کرتے ہیں۔لہٰذا لوگوں کے لئے نوافل واضافی عمل نہیں بلکہ یہ خصوصی طور پر نبی کے لئے ہے۔

اللہ کا حضور ﷺ کی زندگی کی قسم کھانا .... (۳۳)ہمیں خبر دی ابوصالح بن ابوطاہر عنبری نے،ان کو ان کے دادا یحییٰ بن منصور قاضی نے،ان کو ابوبکر محمد بن نضر جارودی نے،ان کو ابوثور ابراہیم بن خالد کلبی نے،حالانکہ میں نے ان سے پوچھا تھا انہوں نے کہا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوعباد یحییٰ بن عباد ضبعی نے سعید بن زید سے،اس نے عمرو بن مالک نکری سے،اس نے ابوالجوزاء سے،وہ کہتے ہیں کہ ابن عباس نے فرمایا،اللہ نے کوئی ایسی مخلوق پیدا ہی نہیں کی جو اللہ کے نزدیک محبوب ہو۔محمد ﷺ سے میں نے نہیں سُنا کہ اللہ نے کسی کی زندگی اور حیات کی قسم کھائی ہو،مگر حضور کی زندگی کی اللہ نے قسم کھائی ہے قرآن میں :

لعمرك انهم لفی سكرتهم يعمهون

تیری زندگی کی قسم ہے کافر اپنے کفر کے نشے میں حیران وسرگردان ہیں۔

مراد ہے کہ وحياتك انهم لفی الخ

(۳۴) بہرحال وہ حدیث جس کی ہمیں خبر دی ہے ابوسعید عبدالملک بن ابوعثمان زاہد نے،ان کو ابواسحاق ابراہیم بن محمد بن یحییٰ مزکی نے، ان کو خبر دی ابوبکر محمد بن حمویہ بن عباد سراج نے،ان کو محمد بن ولید بن ابان ابوجعفر نے مکہ میں،ان کو ابراہیم بن صدقہ نے،ان کو یحییٰ بن سعید نے نافع سے،اس نے ابن عمر سے،وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا،مجھے آدم علیہ السلام پر دو خصوصیتوں کی بنا پر فضیلت دی گئی ہے کہ میرا شیطان کافر تھا (قرین)۔اللہ نے میری مدد کی ہے وہ مسلمان ہو گیا ہے اور میری بیویاں میری معاون ہیں جبکہ آدم علیہ السلام کا شیطان کافر تھا اور ان کی بیوی ان کی معاون تھی ان کی غلطی کرنے پر۔

یہ روایت ہے محمد بن ولید بن ابان کی،اس کا شمار ان لوگوں میں ہے جو حدیث وضع کرتے خود گھڑتے تھے۔مصنفؒ نے خود ہی اس روایت کے راوی کو وضاع الحدیث تسلیم کیا ہے۔(مترجم)

حضرت آدم کا حضرت محمد ﷺ کا واسطہ دینا .... (۳۵)ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے بطور املاء کے اور بطور قراءت کے،ان کو ابوسعید عمرو بن محمد بن منصور عدل نے بطور املاء کے،ان کو ابوالحسن محمد بن اسحاق بن ابراہیم حنظلی نے ان کو ابوالحارث عبداللہ بن مسلم فہری نے مصر میں ابوالحسن نے کہا کہ یہ ابوعبیدہ بن جراح کے گروہ میں تھے،وہ کہتے ہیں ہمیں خبر دی اسماعیل بن مسلمہ نے،ان کو خبر دی عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم نے اپنے والد سے،اس نے اپنے دادا سے،اس نے عمر بن خطاب سے،وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جب آدم علیہ السلام نے اپنی خطاء کا اعتراف کر لیا تو عرض کی،

''اے میرے ربّ میں آپ سے سوال کرتا ہوں حق محمد کے ساتھ کہ آپ میری مغفرت کر دیں۔اللہ تعالیٰ نے فرمایا،اے آدم تم محمد کو کیسے جانتے ہو؟ میں نے تو ابھی اس کو پیدا بھی نہیں کیا ہے۔انہوں نے جواب دیا،اے میرے ربّ آپ نے مجھے اپنے ہاتھ سے پیدا فرمایا اور میرے اندر اپنی رُوح پھونکی،میں نے سر اُوپر اُٹھایا تو میں نے عرش کے پائے پر یہ لکھا دیکھا لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ میں نے جان لیا کہ آپ نے اپنے نام کے ساتھ یونہی کسی کے نام کو نہیں جوڑ لیا بلکہ وہ ساری مخلوق سے آپ کو زیادہ محبوب ہے۔اسی لئے تو اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا، سچ کہا آپ نے اے آدم۔بے شک میری ساری مخلوق سے مجھے زیادہ محبوب ہے جب تم نے اس کے حق کے ساتھ سوال کیا ہے تو میں نے تجھے بخش دیا ہے،اگر محمد نہ ہوتے تو میں تجھے بھی پیدا نہ کرتا''۔

اس روایت کے ساتھ عبدالرحمٰن بن زید بن اسلم منفرد ہے اس طریق سے اس سے۔اور وہ ضعیف بھی ہے۔واللہ اعلم

(مترجم کہتا ہے) کہ امام بیہقیؒ نے حدیث کے راوی عبدالرحمٰن کا تفرد بنایا ہے اور خود ہی اس کو ضعیف تسلیم کیا ہے۔ نیز یحییٰ بن معین نے اس کو ضعیف کہا ہے اور امام احمد نے اور نسائی نے میزان الاعتدال جلد ۲ ص ۵۶۴ علامہ عقیلی نے اس کو ضعفاء الکبیر میں لکھا ہے۔

اہل جنت کی پکار ان کے ناموں سے ہوگی کنیت سے نہیں

(۳۶) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوبکر محمد بن داؤد بن سلیمان صوفی نے، وہ کہتے ہیں کہ پڑھی گئی (یہ روایت) ابوعلی محمد بن محمد اشعث کوفی کے سامنے مصر میں جبکہ میں سُن رہا تھا۔ انہوں نے اقرار کیا ہمیں حدیث بیان کی ہے ابوالحسن موسیٰ بن اسماعیل بن موسیٰ بن جعفر بن محمد بن علی بن حسین بن علی بن ابوطالب نے مدینۃ الرسول میں، ان کو حدیث بیان کی ابو اسماعیل بن موسیٰ نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا جعفر بن محمد سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے اپنے دادا علی بن حسین بن علی سے، اس نے اپنے والد حسین بن علی بن ابوطالب سے۔ وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ اہل جنت کے لئے کنیت استعمال نہیں کی جائیں گی بلکہ نام سے پکارے جائیں گے سوائے آدم علیہ السلام کے ان کی کنیت استعمال کی جائے گی ابو محمد ﷺ کے نام سے تعظیم وتوقیر کے لئے۔

حضور کو یا محمد کہہ کر نہ پکارو

(۳۷) ہمیں خبر دی ابو عبداللہ حافظ نے، ان کو ابوالعباس اصم نے، ان کو ابو اسحاق ابراہیم بن احمد صحاف کوفی نے، ان کو عیسیٰ بن عبدالرحمٰن نے، ان کو محمد بن ابان نے، ان کو ابو اسحاق نے علقمہ سے اور اسود سے، اللہ کے اس قول کے بارے میں :

لا تجعلوا دعآء الرسول بینکم کدعآء بعضکم بعضًا ۔ (سورۃ نور : آیت ۶۳)

جیسے تم لوگ بعض بعض کو بلاتے ہو، اس طرح رسول کو نہ پکارا کرو۔

انہوں نے کہا کہ یعنی یوں نہ کہا کرو یا محمد۔ بلکہ کہا کرو یا رسول اللہ، یا کہا کرو یا نبی اللہ۔

باب ۲۴۷

انبیآء کرام کے درمیان تفضیل وترجیح

ارشاد باری تعالیٰ ہے :

تِلْكَ الرُّسُلُ فَضَّلْنَا بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ

(سورۃ بقرہ : ۲۵۳)

وہ (مذکور) جملہ انبیآء و رسل ہیں، ہم نے ان میں سے بعض کو بعض پر فضیلت وعظمت عطا کی ہے۔

تشریح : اس آیت میں اللہ تعالیٰ نے یہ خبر دی ہے کہ اس نے انبیاء کرام کے درمیان فضیلت وعظمت میں تفاوت اور فرق قائم کر رکھا ہے۔

ایک اشکال اور اس کا جواب

یہاں پر ایک سوال و اشکال وارد ہوتا ہے کہ بعض احادیث میں وارد ہوا ہے کہ انبیاء کو ایک دوسرے پر فوقیت وترجیح نہیں دینی چاہئے؟ مصنفؒ اس کا جواب دینے کے لئے فرماتے ہیں۔ (از مترجم)

جواب : بہرحال اخبار وحدیث جو انبیاء کے درمیان تفضیل وترجیح سے نہی کے بارے میں وارد ہوئی ہیں سوائے اس کے نہیں کہ اہل کتاب کے مجادلہ کے بارے میں آئی ہیں۔ ہمارے نبی علیہ السلام کی ان کے انبیاء کو فضیلت دینے کی بابت۔

کیونکہ مخایرۃ کا عمل یعنی ایک دوسرے سے فوقیت وترجیح دینے کا عمل جب دو مختلف ادیان کے درمیان واقع ہوگا تو لازمی بات ہے کہ ہر ایک دونوں سے جس کو فضیلت دے گا تو دوسرے کی تنقیص اور کمی کا مرتکب بھی ہوگا لامحالہ۔ لہٰذا اس طرح وہ کسی نبی کی تنقیص شان کرکے کفر کا مرتکب ہوگا۔ کیونکہ کسی بھی نبی کی تنقیص کرنا کفر ہے۔ لہٰذا کفر کا مرتکب ہوجائے گا اور بہرحال جب ترجیح اور تفضیل کا یہ عمل ایک مسلم کی طرف سے ہوگا تو وہ صرف اس افضل سے واقفیت کا ارادہ کرے گا اور چاہے گا اور وہ دونبیوں کے درمیان تقابل اس لئے کرے گا تاکہ اس کے سامنے زیادہ ارجح کا راجح واضح اور ظاہر ہوجائے۔ اور یہ بات ممنوع اور منہی عنہ نہیں ہے اس لئے کہ رُسُل جب ایک دوسرے سے فضیلت کے حامل ثابت ہوں گے تو اس کے لئے واجب ہوگا افضل کا حق افضل کو ملے۔ اور یہ فضیلت اس کا حق ہوگا۔ اور حق جب ثابت اور واجب ہوجاتا ہے تو ادا کرنے کی طرف رہنمائی نہیں ہوتی مگر اس کی معرفت کے بعد اور اس کے مستحق کی معرفت کے بعد۔ لہٰذا افضل کی معرفت حاصل کرنا ایک ضرورت ہوگی۔ اور یہ بھی واجب ہے کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر دلالت ورہنمائی بھی ہو۔ اور محتاج الیہ چیز یعنی ضروری چیز کے علم کی طلب اس کی جانب سے اعلام وآگاہی جو مقرر ہو اس قبیل سے ہے جس کا انکار نہیں کیا جاسکتا۔ واللہ اعلم

یہ قول عبداللہ حلیمیؒ کا ہے۔

موسیٰ علیہ السلام مجھ سے پہلے عرش کا کونا پکڑے کھڑے ہوں گے

(۱) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابومحمد مزنی نے، ان کو خبر دی علی بن محمد بن عیسیٰ نے، ان کو ابوالیمان نے، ان کو شعیب نے زہری سے، ان کو خبر دی ابوسلمہ بن عبدالرحمن اور سعید بن مسیب نے، ان کو خبر دی ابوہریرہ نے، وہ کہتے ہیں کہ ایک مسلمان اور ایک یہودی نے تلخ کلامی کی۔ مسلمان نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو چن لیا اور سارے جہانوں پر برگزیدہ کیا ہے، گویا اس نے قسم کھا کر کہا۔ یہودی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ کو سارے جہانوں پر برگزیدہ کیا۔ اس پر مسلمان کو طیش آگیا اس نے ہاتھ اُٹھایا اور یہودی کے منہ پر ایک تھپڑ رسید کردیا۔

وہ یہودی نبی کریم کے پاس شکایت لے کر چلا گیا۔ اس نے جاکر حضور ﷺ کو خبر دی اپنے اور مسلمان کے معاملے کی، نبی کریم نے فرمایا :

لا تخیرونی علیٰ موسیٰ ۔ ترجمہ : مجھے موسیٰ علیہ السلام پر ترجیح نہ دیا کرو۔

فان الناس یصعقون ۔ ترجمہ : قیامت کے دن جب لوگ بے ہوش ہوجائیں گے۔

فاکون اول من یفیق ۔ ترجمہ : لہٰذا میں پہلا شخص ہوں گا جو ہوش میں آئے گا۔

فاذا موسیٰ باطش بجانب العرش ۔ ترجمہ : میں اچانک دیکھوں گا کہ وہ عرش کے کونے پکڑے کھڑے ہوں گے۔

فلا ادری اکان فیمن صعق فافاق قبلی

مجھے یہ معلوم نہیں ہے کہ وہ بھی بے ہوش ہونے والوں میں سے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آگئے۔

ام کان ممن استثنیٰ اللہ عزوجل

یا وہ ان لوگوں میں سے تھے جن کو اللہ نے بیہوشی سے بچالیا تھا (اس لئے مجھے ان پر ترجیح نہ دیں، یہ ایک گو یا ان کی بھی وجہ ترجیح ہے)۔ مترجم

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالیمان سے۔ اور مسلم نے اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن عبدالرحمن نے، اس نے ابوالیمان سے۔
(بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ حدیث ۳۴۰۸۔ فتح الباری ۶/۴۴۱۔ مسلم۔ کتاب الفضائل۔ باب فضل موسیٰ)

(۲) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے، ان کو عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے، ان کو یونس بن حبیب نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو عبدالعزیز بن ابوسلمہ نے، ان کو عبداللہ بن فضل نے ابوسلمہ سے، اس نے ابوہریرہ سے یہ کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

لا تفضلونی بین انبیاء اللّٰه او بین الانبیاء علیهم السلام

مجھے اللہ کے نبیوں کے درمیان فضیلت نہ دیا کریں، یا کہا تھا کہ انبیاء علیہم السلام کے درمیان۔

اسی طرح کہا ہے ابوسلمہ سے۔ (بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ فتح الباری ۶/۴۵۰۔ مسلم۔ کتاب الفضائل۔ حدیث ۱۶۰ ص ۴/۱۸۴۴)

(۳) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو ابوعبداللہ بن یعقوب نے، ان کو محمد بن نعیم نے، ان کو محمد بن رافع نے، ان کو حجین بن مثنیٰ نے، ان کو عبدالعزیز بن عبداللہ بن فضل ہاشمی نے عبدالرحمن اعرج سے، اس نے ابوہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک یہودی اپنا سامان پیش کر رہا تھا اس طرح ابوہریرہ نے یہودی کا قصہ ذکر کیا اور اور اسی بارے میں نبی کریم ﷺ کا قول ذکر کیا:

لا تفضلونی بین انبیاء اللّٰه ۔ (ترجمہ) مجھے اللہ کے نبیوں میں فضیلت نہ دیا کرو۔

اور آخر میں یہ قول اضافہ کیا ہے:

لا اقول ان احدا افضل من یونس بن متی ۔ (ترجمہ) میں تو یہ بھی نہیں کہتا کہ کوئی ایک شخص (نبی) افضل ہے یونس بن متی سے۔

بخاری مسلم نے اس کو نقل کیا ہے صحیح میں اسی طرح اپنے طول کے ساتھ۔ (بخاری۔ کتاب الانبیاء۔ مسلم۔ کتاب الفضائل ص ۱۸۴۶)

مجھے موسیٰ بن متیٰ پر فضیلت مت دو .... (۴) ہمیں خبر دی ابوعلی بن حسین بن محمد روذباری نے، ان کو خبر دی ابوبکر بن داسہ نے، ان کو ابوداؤد نے، ان کو موسیٰ بن اسماعیل نے، ان کو وہیب نے (ح)۔ اور ہمیں خبر دی ابوعلی بن احمد بن عبدان نے، ان کو احمد بن عبید نے، ان کو معاذ بن مثنیٰ نے، ان کو ایوب بن یونس نے، ان کو وہیب بن عمرو بن یحییٰ نے عمارہ سے، اس نے اپنے والد سے، اس نے ابوسعید خدری سے، یہ کہ انصار میں سے ایک آدمی نے بازار میں کسی یہودی آدمی سے سُنا وہ کہہ رہا تھا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو برگزیدہ بنایا بشر پر۔ مسلمان نے اس کے منہ پر تھپڑ مار دیا اور کہا اے خبیث آدمی کیا ابوالقاسم (محمد ﷺ) پر بھی اس کو برتری دی تھی۔

چنانچہ وہ سیدھا رسول اللہ ﷺ کے پاس چلا گیا اور جا کر کہا کہ ابوالقاسم فلاں مسلم نے میرے منہ پر تھپڑ مارا ہے۔ حضور ﷺ نے بندہ بھیج کر اس کو بلایا اور پوچھا کہ تم نے اس کے منہ پر تھپڑ کیوں مارا ہے۔ مسلمان نے بتایا کہ یارسول اللہ میں بازار میں گزر رہا تھا اور وہ یہ بات کہہ رہا تھا قسم ہے اس ذات کی جس نے موسیٰ علیہ السلام کو بشر پر برگزیدہ بنایا، میں نے کہا اے خبیث کیا ابوالقاسم پر بھی برگزیدہ بنایا ہے۔ لہٰذا میں نے اس کو اس بات پر تھپڑ مار دیا تھا۔

رسول اللہ نے فرمایا، مجھے انبیاء کے درمیان ترجیح نہ دیا کرو، قیامت کے دن لوگ بے ہوش ہو جائیں گے اور میں پہلا شخص ہوں گا جس سے زمین پھٹے گی میں سر اُٹھا کر دیکھوں گا موسیٰ علیہ السلام کو پاؤں گا کہ وہ عرش کے پایوں میں سے ایک پائے کو تھامے کھڑے ہوں گے۔ میں نہیں جانتا کہ کیا وہ بے ہوش ہوئے تھے اور مجھ سے پہلے ہوش میں آ گئے یا دنیا میں ایک بار جو بے ہوش ہوئے تھے اسی کے ساتھ ان کا حساب برابر کر لیا گیا۔

یہ الفاظ ہیں حدیث ایوب بن یونس کے۔ ابوداؤد نے اس کو مختصر کیا ہے موسیٰ سے۔ (ابوداؤد۔ کتاب السنہ۔ حدیث ۴۶۷۱۔ ۴/۲۱۷)

اور بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں اور بخاری و مسلم نے اس کو نقل کیا ہے سفیان ثوری سے، اس نے عمرو سے۔ (بخاری۔ احادیث الانبیاء)

(۵) ہمیں خبر دی ہے ابوعلی روذباری نے، ان کو ابوبکر محمد بن احمد بن محمویہ سکری نے بصرہ میں، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی جعفر بن محمد قلانسی نے، وہ کہتے ہیں ہمیں حدیث بیان کی آدم نے، ان کو شعبہ نے، ان کو سعد بن ابراہیم نے، اس نے سُنا حمید بن عبدالرحمن سے، وہ حدیث بیان کرتے ہیں ابو ہریرہ سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تھا :

ما ینبغی للعبد ان یقول انا خیر من یونس بن متی

کسی بندے کے لئے مناسب نہیں کہ وہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں آدم بن ابوایاس سے۔

(۶) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، ان کو خبر دی ابونصر فقیہ نے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو ولید بن شعبہ نے، ان کو سعید بن ابراہیم نے، ان کو حمید بن عبدالرحمن نے، اس نے ابو ہریرہ سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے کہ آپ نے فرمایا :

لا ینبغی لاحد ان یقول انا خیر من یونس ابن متی

کسی ایک کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں بہتر ہوں یونس بن متی سے۔

بخاری نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوالولید سے۔ اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث غندر سے، اس نے شعبہ سے۔

(بخاری۔ مسلم ۱۸۴۶/۴)

(۷) ہمیں خبر دی ابوعبداللہ حافظ نے، اس نے ابونصر فقیہ نے، ان کو محمد بن ایوب نے، ان کو خبر دی ابوعمر حوضی نے، ان کو شعبہ نے قتادہ سے، اس نے ابوالعالیہ سے، اس نے ابن عباس سے، اس نے نبی کریم ﷺ سے۔ انہوں نے فرمایا کسی بندے کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں بہتر ہوں، یونس بن متی سے۔ اور آپ نے منسوب کیا ہے ان کی ماں کی طرف۔

بخاری نے اس کو روایت کیا صحیح میں، ابوعمر سے۔ اور مسلم نے اس کو نقل کیا ہے حدیث غندر سے، اس نے شعبہ سے، اور اس کو روایت کیا ہے عبداللہ بن مسعود نے نبی کریم ﷺ سے۔

امام بیہقیؒ کی وضاحت

جس شخص نے ترجیح دینے اور فضیلت دینے کے بارے میں کلام کیا ہے، وہ اس طرف گیا ہے کہ اس نے چاہا اور یہ ارادہ کیا ہے کہ کسی کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ اپنے آپ کو حضرت یونس پر فضیلت دے باوجود یکہ وہ فرار کر گئے تھے اور ناراض ہو کر چلے گئے تھے۔ اور انہوں نے اس پر صبر نہیں کیا تھا جس کا ان کو گمان تھا کہ قوم کو پہنچے گا عذاب۔

باقی وہ روایت جو ہم نے نقل کی ہے حدیث اعرج سے، اس نے ابو ہریرہ سے (یعنی ۳ روایت) وہ اس مذکورہ تاویل کو منع کرتی ہے بلکہ وہ اس شخص کے قول کو صحیح بتاتی ہے جو اس موقف کی طرف گیا ہے کہ تمام انبیاء کرام کے درمیان ترجیح و تفضیل کی بابت کلام کرنے سے رُک جانا چاہئے۔

امام ابوسلیمان الخطابی کی وضاحت

اور ابوسلیمان الخطابیؒ (معالم السنن ۳۰۹/۴) نے ذکر کیا ہے کہ انبیاء کرام کے درمیان ترجیح و تفضیل سے نہی کا معنیٰ ترک تخیر و تفضیل ہے ان کے درمیان خاص کر بایں ترجیح و تفضیل کہ ان میں سے دوسرے بعض کی تنقیص بھی ہو۔ بے شک یہ بات بسا اوقات انبیاء کے بارے میں اعتقاد کی خرابی اور فساد تک پہنچا دیتی ہے۔ اور ان کے جو حقوق واجب ہیں ان میں خلل واقع کرنے کا موجب بنتی ہے اور ان پر ایمان لانے کی جو غرض و مقصد ہے اس میں خلل کا موجب بن سکتی ہے۔

سطور بالا کی توضیح

اس مذکور کا مطلب ومعنیٰ یہ ہیں کہ ان کے درمیان تسویہ اور برابر ہونے کا اعتقاد رکھے ان کے درجات کے اندر۔ اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے تحقیق یہ خبر دے دی ہے کہ اس میں ان کے درمیان فضل اور بزرگی کا معیار قائم کر رکھا ہے۔ چنانچہ ارشاد فرمایا :

تلك الرسل فضلنا بعضهم ـ منهم من كلم الله ورفع بعضهم درجات

(سورہ بقرہ : آیت ۲۵۳)

یہ رُسل ہیں جن میں سے ہم نے بعض کو بعض پر فضیلت وعظمت دی ہے کچھ ان میں سے وہ ہیں جن کے ساتھ اللہ نے جو کلام فرمایا۔ اور بعض کے درجات بلند کر دیئے۔

دونوں حدیثوں میں تطبیق وتوجیہ وتأ ویل از خطابی

شیخ خطابی نے اس کے بعد کلام کیا ہے حدیث ابو ہریرہ پر جس میں ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ انا سيد ولد آدم میں اولادِ آدم کا سردار ہوں۔ اور حدیث ابن عباس پر جس میں ہے کہ نبی کریم نے فرمایا لا تفضلونی علی یونس ابن متیٰ کہ مجھے یونس بن متی پر بھی فضیلت نہ دو۔ چنانچہ انہوں نے لکھا ہے۔

تحقیق بہت سارے لوگوں نے وہم کیا ہے کہ ان دونوں حدیثوں کے درمیان تضاد ہے یہ اس طرح ہے کہ حدیث ابو ہریرہ میں خبر دی ہے کہ وہ اولاد آدم کے سردار ہیں جبکہ سردار افضل ہوتا ہے عوام سے یعنی اس سے جس پر وہ سردار ہے۔ اور حدیث ابن عباس میں کہا ہے کہ کسی بندے کے لئے مناسب نہیں کہ وہ یہ کہے کہ میں یونس بن متی سے بہتر ہوں۔

حالانکہ اس بارے میں معاملہ بالکل واضح ہے۔ اور دونوں حدیثوں کے درمیان تطبیق واضح ہے۔ اور وہ یہ ہے کہ آپ کا یہ فرمان انا سيد ولد آدم۔ اس میں آپ خبر دے رہے ہیں اس اکرام کے بارے میں جو اللہ نے ان پر اکرام فرمایا ہے فضیلت دینے کا اور سرداری عطا کرنے کا۔ اور آپ تحدیث نعمت کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ کے لئے جو اس نے ان پر نعمت فرمائی ہے۔ اور اعلام ہے اطلاع اور آگاہی ہے آپ کی اُمت کے لئے اور اطلاع واعلام ہے اس بات کا آپ اپنی خصوصیت کا محل ہیں اور حدیث مرکز ہیں۔ یہ اعلام وآگاہی آپ ﷺ کو اس لئے دی تاکہ ان کے اہل دعوت کا ایمان آپ کی نبوت کے ساتھ اور ان کا اعتقاد اس کی طاعت کے بارے میں اسی کے شایان شان ہو جائے۔

حضور ﷺ کا یہ بیان کرنا اپنی اُمت کے لئے اور اس کا اظہار کرنا ان لوگوں کے لئے حضور ﷺ پر لازم تھا اور فرض تھا۔ باقی رہا حضور ﷺ کا قول یونس علیہ السلام کے بارے میں اس دو طریقوں سے تأ ویل وتوجیہ کی گئی ہے۔

توجیہ اوّل

ایک تو یہ ہے کہ یہ قول ما ينبغی لعبد۔ میں حضور ﷺ نے اپنے ماسوا کا ذکر کیا ہے اور اپنے ماسوا ہی مراد لئے ہیں کہ کسی آدمی کو ایسا نہیں کرنا چاہئے، یعنی دیگر لوگوں کو تنبیہ ہے، اپنے بارے میں نہیں۔

توجیہ ثانی

یہ ہے کہ یہ قول عام مطلق ہے۔ یعنی حضور کے بارے میں بھی ہے اور دیگر لوگوں کے بارے میں بھی۔ پھر یہ قول آپ کی عاجزی اور کسر نفسی پر محمول ہوگا اور اپنے ربّ کے لئے تواضع کرنے پر محمول ہوگا۔ گویا کہ یہ فرما رہے ہیں کہ میرے لئے بھی مناسب نہیں ہے کہ میں کہوں کہ میں ان سے بہتر ہوں۔ اس لئے کہ وہ فضیلت جو میں نے پائی ہے وہ بھی تو محض اللہ کی طرف سے اکرام وانعام ہوا ہے مجھ پر۔ اور وہ خصوصیت جو مجھے حاصل ہوئی ہے وہ میں نے بذات خود نہیں پائی اور نہ ہی میں اس تک اپنی قوت وقدرت سے پہنچا ہوں۔ اس لئے میرے لئے مناسب نہیں کہ میں اس پر فخر کروں۔ بلکہ وہ تو مجھے محض ربّ کی عنایت سے حاصل ہوئی ہے۔ باقی رہی یہ بات کہ آپ نے خصوصاً یونس علیہ السلام کا ذکر

کیوں کیا ہے اس بارے میں (واللہ اعلم)۔اس لئے اللہ تعالیٰ نے ہمارے اُوپر ان کی شان بیان کی ہے اور وہ بھی ان کے صبر میں کمی ہوئی تھی اپنی قوم کی طرف سے ایذا پہنچنے پر کہ آپ غصے ہو کر نکل گئے تھے اور صبر نہیں کیا تھا جیسے الوالعزم من الرسول نے صبر کیا تھا۔

امام ابوسلیمان خطابی فرماتے ہیں

کہ دونوں توجیہوں سے یہی توجیہ اولیٰ ہے۔اور حدیث کے معنیٰ ومفہوم کے اعتبار سے زیادہ مناسب ہے۔ تحقیق اس طریق کے علاوہ دوسرے طریق سے یہ روایت آچکی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ کسی نبی کے لئے یہ بات مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں بہتر ہوں یونس بن متیٰ سے۔ لہٰذا اس روایت میں عموم ہے کل انبیاء کے لئے۔لہٰذا حضور ﷺ بھی من جملہ ان میں شامل ہوں گے۔(معالم السنن ۴/۳۱۰۔۳۱۱)

(۸) ہمیں خبر دی ابوعلی روذ باری نے،ان کو ابوبکر بن داسہ نے،ان کو ابوداؤد نے،ان کو عبدالعزیز بن یحییٰ حرانی نے،ان کو محمد بن سلمہ نے محمد بن اسحاق سے،اس نے اسماعیل بن حکیم سے،اس نے قاسم بن محمد سے،اس نے عبداللہ بن جعفر سے،وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ فرماتے تھے، کسی نبی کے لئے مناسب نہیں ہے کہ وہ یہ کہے کہ میں بہتر ہوں یونس بن متیٰ سے اور ابوسلیمان خطابی نے دوسرے مقام پر دونوں حدیثیں ذکر کی ہیں۔ پھر فرمایا کہ دونوں میں تطبیق یہ ہے کہ یہ سیادت یعنی آپ کا یہ قول انا سید اولاد ادم ولا فخر یہ ہے قیامت کے دن کے بارے میں جب آپ کو شفاعت کے معاملے میں تمام انبیاء سے مقدم کیا جائے گا۔اور یہ جو منع کیا کہ میری میرے ماسوا پر تفضیل نہ کی جائے اس کا تعلق دنیا سے ہے۔ اگرچہ آپ دارین میں فضیلت یافتہ ہیں اللہ کی جانب سے۔اور آپ کا یہ فرمان ولا فخر اس کا مطلب ہے کہ میں یہ بات کہہ رہا ہوں اللہ کی نعمت کے شمار و بیان کے لئے فخر واستکبار کے لئے نہیں۔کیونکہ جو شخص فخر کرتا ہے وہ ایسے فخر میں بڑھتا جاتا ہے۔فرماتے ہیں کہ یہ قول میری طرف سے بر سبیل فخر نہیں ہے جس میں زیادتی اور کبر و غرور داخل ہو جائے۔

ساری مخلوق سے بہتر ابراہیم علیہ السلام تھے

(۹). ہمیں خبر دی ابوعلی روذ باری نے،ان کو ابوبکر بن داسہ نے،ان کو ابوداؤد نے،ان کو زیاد بن ایوب نے،ان کو عبداللہ بن ادریس نے۔ ان کو مختار بن فلفل نے،وہ ذکر کرتے ہیں حضرت انس بن مالک سے،وہ فرماتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ نے کہا خیر البریۃ اے ساری مخلوق سے بہتر۔رسول اللہ ﷺ نے فرمایا ذاك ابراهيم عليه السلام وہ تو ابراہیم علیہ السلام تھے۔

مسلم نے اس کو روایت کیا ہے صحیح میں ابوکریب سے،اس نے عبداللہ سے۔(مسلم۔کتاب الفضائل ص ۱۸۳۹)

تشریح امام بیہقیؒ

اس مذکورہ حدیث میں بھی نبی کریم ﷺ نے تواضع اور عاجزی کی راہ چلی ہے کیونکہ آپ اپنے کے لئے تواضع وعاجزی کرنے کے لئے اپنے سامنے اپنی تعریف میں مبالغہ کرنے سے منع فرماتے تھے۔یہی وجہ ہے کہ وفد بنو عامر سے آپ نے اس وقت فرمایا تھا جب انہوں نے کہا تھا انت سيدنا و ذو الطول علينا کہ آپ ہمارے سردار ہیں اور ہمارے اُوپر عطایا کرنے والے ہیں۔تو فرمایا تھا کہ ٹھہر ٹھہر،تم لوگ اپنی بات کرو تمہیں شیطان نہ کھینچ لے۔سردار اللہ عزوجل ہے۔اور آپ نے حدیث عمر بن خطاب میں ارشاد فرمایا :

لا تطرونی كما اطرت النصاریٰ ابن مريم

مجھے بڑھا کر نہ گھٹاؤ جیسے عیسائیوں نے ابن مریم کو بڑھا کر گھٹایا تھا۔حقیقت یہ ہے کہ میں عبد ہوں لہٰذا یوں ہی کہا کرو۔اللہ کا بندہ اور اس کا رسول۔

میں اللہ کا بندہ اور رسول ہوں .... (۱۰) ہمیں خبر دی ابوبکر بن فورک نے،ان کو خبر دی عبداللہ بن جعفر اصفہانی نے،ان کو ابومسعود احمد بن فرات نے،ان کو عبدالرزاق نے معمر سے،اس نے زہری سے،اس نے عبداللہ بن عبداللہ سے،اس نے ابن عباس سے،اس نے عمر بن

خطاب سے، وہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، تم مجھے اس طرح بڑھا کر نہ گھٹانا جیسے عیسائیوں نے ابن مریم کے ساتھ کیا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ میں بندہ ہوں لہٰذا کہا کرو اللہ کا بندہ اور رسول۔ (فتح الباری ۶/۴۷۸۔ مسند احمد ۱/۲۳،۲۴،۴۷،۵۵)

(۱۱) ہمیں خبر دی ابوالحسین بن فضل قطان نے، ان کو ابوسہل بن زیاد قطان نے، ان کو ابراہیم بن ہیثم بلدی نے، ان کو آدم بن ابی ایاس نے، ان کو حماد بن سلمہ نے، ان کو ثابت بنانی نے انس بن مالک سے، وہ کہتے ہیں کہ ایک آدمی نے رسول اللہ ﷺ سے کہا :

یا سیدنا ابن سیدنا خیر نا و ابن خیرنا

اے ہمارے سردار، ہمارے سردار کے بیٹے۔ ہم سے بہتر اور ہم میں سے بہتر شخص کے بیٹے۔

اس پر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، اے لوگو! میں محمد بن عبداللہ ہوں اللہ کا بندہ اور اللہ کا رسول ہوں۔ میں یہ پسند نہیں کرتا کہ تم مجھے اس طرح اُنچا کرو میرے مرتبے سے اُوپر جس مرتبے پر اللہ نے مجھے فائز کیا ہے۔ (مسند احمد ۳/۱۵۳)

تفضیل وترجیح محمد رسول اللہ ﷺ کے بارے میں

(امام بیہقی ؒ کی وضاحت)

میں کہتا ہوں کہ جس نے تفصیل کے بارے میں بات کی ہے اس نے ہمارے نبی کریم ﷺ کے مراتب اور خصائص میں کئی وجوہ ذکر کیے ہیں۔ ان تمام خصائص اور وجوہ کے تذکرہ کی یہ کتاب متحمل نہیں ہے۔ لہٰذا ہم ان میں سے ایک وجہ کی طرف اشارہ کرنے کی کوشش بطریق اختصار کرتے ہیں۔

فضیلت رسول کی وجہ اول : یہ ہے کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم رسول الثقلین تھے (یعنی جنوں اور انسان سب کے رسول تھے)۔

وجہ ثانی : یہ ہے کہ رسول کا شرف رسالت کے شرف سے ہے اور آپ کی رسالت اشرف الرسالات ہے۔ بایں صورت کہ اس رسالت نے پہلے والی تمام رسالات کو منسوخ کر دیا ہے اور اس کے بعد کوئی رسالت نہیں آئے گی جو اس کو منسوخ کر سکے۔

وجہ ثالث : یہ ہے کہ اللہ عزوجل نے آپ ﷺ کی حیات اور زندگی کی قسم کھائی ہے۔

وجہ رابعہ : اللہ تعالیٰ نے یہ سب باتیں ان کے لئے جمع کر دیں تھیں کہ ان پر فرشتے اُتارے اور خود ان کو اُوپر چڑھا کر فرشتوں کے ٹھکانوں تک لے گئے اور ان کو فرشتوں کا کلام سنوایا۔ اور ان کو فرشتہ اپنی اصلی صورت وشکل میں دیکھایا گیا جس صورت پر اللہ نے ان کو پیدا کیا ہے اور ان کو جنت وجہنم کی اخبار واطلاعات بہم پہنچا دیں۔ لہٰذا آپ کا علم دار التکلف اور دار الجزا یعنی دنیا اور آخرت کے مشاہدے پر مبنی ہو گیا۔

وجہ خامس : آپ کے ساتھ مل کر فرشتوں کا جہاد کرنا۔

وجہ سادس : وہ خصائص جن کے ساتھ اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ان کو مخصوص کرے گا وہ ہے مقام محمود جس کا اللہ نے ان کو وعدہ دیا ہے۔ عسیٰ ان یبعثك ربكَ مقام محمو دًا (سورۃ اسراء : آیت ۷۹) عنقریب تیرا رب تجھے مقام محمود پر پہنچائے گا۔

وجہ سابع : اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں آپ کو نہیں مخاطب کیا مگر نبی کے ساتھ یا رسول کے ساتھ، جبکہ آپ کے ماسوا دیگر تمام نبیوں کو ان کے ناموں کے ساتھ پکارا ہے (صرف خود نہیں بلکہ) جب دیہاتیوں نے ہمارے پیارے نبی کریم ﷺ کو ان کے نام یا کنیت کے ساتھ پکارا تو ان کو اس بات سے منع فرما دیا اور ارشاد ہوا :

لا تجعلوا دعاء الرسول بینكم كدعاء بعضكم بعضاً

(سورۃ نور : آیت ۶۳)

رسول کو اس طرح نہ پکارو جس طرح تم آپس میں ایک دوسرے کو پکارتے ہو۔

چنانچہ ان لوگوں کو اپنی تعظیم کا حکم دیا اور ان کو حضور ﷺ سے پیش قدمی کرنے سے منع کیا۔ اور ان کو ان کی آواز سے اپنی آواز اونچی کرنے سے منع کیا اور ان لوگوں کو عیب لگایا جنہوں نے حضور ﷺ کو حجروں کے باہر سے پکارا تھا۔ علاوہ ازیں دیگر بہت سے ایسے امور ہیں جن کی تشریح کے ساتھ کتاب طویل ہو جائے گی مگر وہ امور مذکور ہیں کتب اہل وعظ وتذکیر میں۔

وجہ ثامن : یہ ہے کہ آپ ﷺ کے پاس دنیا میں تمام انبیاء سے زیادہ معجزات اور علم ہیں۔ بعض مصنفین نے ذکر کیا ہے کہ ہمارے نبی کریم ﷺ کی نبوت پر معجزات واعلام ایک ہزار تک پہنچتے ہیں۔

شیخ ابوعبداللہ حلیمیؒ فرماتے ہیں

کہ ان اعلام ونشانات میں باوجود ان کی کثرت کے ایک دوسرا معنی اور مفہوم بھی ہے۔ وہ یہ کہ متقدمین کے اعلام میں وہ چیز نہیں ہے جو اختراع کی مقتضی ہو۔ یہ بات خاص طور پر ہمارے نبی کریم ﷺ کے اعلام میں ہے۔

امام بیہقیؒ فرماتے ہیں

میں کہتا ہوں کہ ہم نے اپنی اس کتاب میں ذکر کیا ہے جو آپ کے اعلام ودلائل میں آپ کے وقت ولادت سے آپ کی بعثت کے وقت تک، پھر آپ کی ہجرت تک اور آپ کی وفات تک باقاعدہ تاریخ کے ساتھ درج ہیں، یا وفود کے آپ کے پاس آنے کے وقت کے ساتھ، تحقیق باقی رہ گئے تھے آپ کے وہ دلائل واعلام اور معجزات جو اس کے اکثر حصے میں ذکر نہیں کیے جا سکے تھے ان کے وقت پر یا میں ان سے غافل رہ گیا تھا جن کو ذکر کرنا ضروری ہے۔ آپ کی وفات کے ذکر سے قبل۔ لہٰذا ہم نے اللہ تعالیٰ سے استخارہ کیا تھا ان کے نقل کرنے کے بارے میں اس جلد کے بعد۔ وباللہ التوفیق

کتاب دلائل النبوۃ ومعرفۃ احوال صاحب شریعہ کا ترجمہ محض اللہ کے فضل وکرم کے ساتھ اختتام پذیر ہوا ہے اور اس کے ساتھ جلد ترجمہ جلد ششم بھی آرہا ہے۔ انشاء اللہ

وآخر دعوانا ان الحمد للہ ربّ العٰلمین

ترجمہ جلد خامس محض اللہ کے فضل وکرم سے ختم ہوا ہے۔ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں بصد عجز ونیاز عرض ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو اپنی بارگاہ میں شرف قبولیت عطا فرمائے اور بندہ حقیر کی مغفرت کا ذریعہ بنائے اور حصول جنت کا ذریعہ بنائے اور تمام انسانوں کی ہدایت ونجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا ربّ العٰلمین

۱۳/ اگست ۲۰۰۸ عیسوی

۲۸/ شعبان المعظم ۱۴۲۹ ہجری

بوقت مغرب

اختتام جلد پنجم